زرد موسم
راحت جبیں

جملہ حقوق محفوظ ہیں

باراول 2010ء

ناشرین .... خواتین ڈائجسٹ

پریس .... پرنٹ لائن

▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪

سول ایجنٹ

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37۔اردو بازار' کراچی

انتساب

ایمہا فاطمہ کے نام

جس نے مجھے ممتا کے ایک خوب صورت
اور انوکھے جذبے سے روشناس کرایا۔
خدا کرے کہ سبز موسم ہمیشہ اس کا اور ہر بیٹی کا مقدر رہے۔

پیش لفظ

مجھے بھی خبر نہ تھی

وہ دبلی پتلی چھوٹی سی بچی جس کے کندھے پر بستہ' بغل میں تختی۔ صاف ستھرا یونیفارم' سر پر تیل لگے جمے جمائے بال اور آنکھوں میں سرمے کی لکیریں کھینچے اور منہ پر تبت سنو کی مالش کیے۔ آنکھوں میں ماں کے ہاتھ کے مکھن میں گندھے پراٹھوں' دہی اور لسی کا خمار لیے اسکول کی طرف رواں دواں۔ جس کا ایک بازو چھوٹی بہن کے گلے میں ہے۔ جنہیں دیکھ کر بینک کا پٹھان ملازم مسکرا کر اپنی کرسی چھوڑتا۔

"پہلے اسکول میں جاؤں گا۔ پہلا سبق میں پڑھوں گا۔"

اس دبلی پتلی لڑکی کو رستے میں آنے والا ہر منظر بہت بھاتا۔ سرسوں کے کھیت۔ پیلے پھولوں پر اڑتی سفید تتلیاں' خودرو کاسنی پھول' نیلگوں آسمان پر اڑتے پرندے۔ تالاب میں تیرتے بطخے۔ تب ہی وہ دورویہ شیشم' ٹاہلی کے درختوں میں گھری کولتار کی سیاہ سڑک چھوڑ کر کھیتوں کا رستہ اختیار کرلی۔ اونچے چوبارے اور سبز دروازوں والے گھر میں رہنے والی سادہ اور عام سی بچی کو کیا پتا کہ کہانی کیسے بنی جاتی ہے؟ لفظوں کے ساتھ کیسے کھیلا جاتا ہے۔ قلم کا جن کس طرح قابو ہوسکتا ہے۔

اسے تو گرمیوں کی طویل دوپہروں میں سرخ برآمدے کے ٹھنڈے فرش پر لیٹ کر نوائے وقت کا پھول اور کلیاں اور اخبار جہاں یا چھوٹے کمرے میں سب سے چھپ کر عمران سیریز پڑھنے میں مزا آتا تھا۔ اپنی اردو کی کاپی کے صفحے پھاڑ کر محض آپی شاہدہ کے کہنے میں کہ "آؤ کہانی لکھ کر دیکھیں" کہانی لکھتے ہوئے بھی نہ تو وہ لکھنے کا ہنر جانتی تھی اور نہ ہی یہ کہ ایک دن بہت سے لوگ اسے راحت جبیں کے نام سے جاننے لگیں گے۔

پھولوں کی خوشبو' سفید تتلیوں کا تعاقب' نیلے امبر پر تیرتے پرندے' بارش کی بوندیں۔ خزاں کی اداسی' بہار کا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بانکپن، چاندی راتیں، کوئی پرانا گیت۔ آنگن میں لگا سکھ چین کا پیڑ، اس کی شاخوں میں چھپی سینکڑوں چڑیاں، ماں کا صحن میں لحاف نگندنے کا عمل، دروازے پر ہوتی پوسٹ مین کی دستک یا امی کی پالی مرغیاں، ابا جی کے لائے ڈھیروں آم، ایک دن کہانیوں کا روپ دھار لیں گے۔

"بس اللہ جسے جس مقصد کے لیے چن لے۔" میں تو ہمیشہ یہی کہتی ہوں۔

"یہ سب تمہارا کرم ہے آقا۔ ورنہ ہم خاکساروں کے ہاتھ کیا ہے۔" لڑکپن میں جب بہت سی بچوں کی کہانیاں لکھنے کے بعد لگا کہ میں تھوڑا بہت لکھ سکتی ہوں تو میں نے دعوا کیا۔

"میں بانو قدسیہ جیسا لکھوں گی۔ پھر۔ پھر میں نے راجہ گدھ پڑھ لی۔ اور عزت کے ساتھ اپنے دعوے سے دستبردار ہو کر کہنے لگی۔"

"نہیں۔ میں بس عاصمہ تقی جیسا لکھنا چاہتی ہوں۔"

جن دنوں میرے قارئین میری تحریروں میں موجود پھول، خوشبو اور ساون کے رنگوں کو سراہتے تھے، میں اداس ہو کر سوچتی، میری کہانیوں میں اور پتہ بھی نہیں، نہ کہانی، نہ کردار، نہ مکالمہ۔ مجھے کیا خبر تھی کہ یہ ناشکری مجھے یوں مہنگی پڑے گی کہ یہ سارے رنگ مجھ سے یوں روٹھ جائیں گے۔ شاید ان دنوں میں نے زندگی کو ونڈرلینڈ سے نکل کر کھلی آنکھوں سے دیکھنا شروع کر دیا تھا۔ نئے لوگ، تلخ و شیریں رویے۔ زندہ حقیقتیں۔ چہروں کے پیچھے چہرے، لہجوں کے اتار چڑھاؤ، بدگمانی، سوچ کا فرق۔ کھٹے میٹھے دن رات۔ رفاقتوں کے خوب صورت احساس کے ساتھ نہ سمجھ میں آنے والی کیفیت "آپی کی بیماری و وفات" کہانی کسی ایسی پکی اور کوڑی سہیلی کی طرح روٹھنے لگی جسے مناسب توجہ نہ مل سکی ہو۔ احساس ہوا بہت سی چیزیں جنہیں ہم زندگی سمجھتے تھے۔ وہ تو زندگی کا معمولی سا حصہ ہیں۔

جن دنوں مجھے لگا کہ اب قلم سے میرا رشتہ ٹوٹنے کو ہے۔ "زرد موسم" نے دھیرے سے میرا دامن تھام کر ہاتھ میں قلم تھما دیا۔ اور تقریباً چار سال تک میرا ساتھ نہ چھوڑا۔ یہ کہانی بہت عرصے سے میرے ساتھ تھی۔ میں اس موضوع پر بہت عرصے سے لکھنا چاہتی تھی۔ لیکن اسے حقیقتاً "تحریک" اس وقت ملی جب میں تخلیق کے پہلے تجربے سے گزر رہی تھی اور میری خواہش تھی کہ ہمارے ہاں پہلی اولاد بیٹی ہو، میں جب بھی یہ بات کہتی۔ میرے شریک سفر مسکرا کر بچے کی اور میری زندگی و صحت کی دعا کرتے۔ انہوں نے کبھی روایتی مردوں کی طرح میری خواہش کا گلا گھونٹنے یا اس پر اعتراض کرنے کی کوشش نہیں کی۔

پھر اک عجیب سے خوف اور بے چینی نے میرا گھیراؤ کیا اور میں سوچتی۔ کیا میں اپنی بیٹی پر اسی طرح اعتبار کر سکوں گی جس طرح میرے والدین نے اپنی بیٹیوں پر کیا۔ کیا وہ ہمارے لیے اسی طرح فخر اور سکون کا باعث بنے گی۔ جس طرح ہم اپنے ماں باپ کے لیے۔ "زرد موسم" میری طرف سے میری بیٹی، میری زندگی ایمہا فاطمہ اور ان ہزاروں بیٹیوں کے لیے ایک سبق آموز تحفہ ہے۔ جو آج اس ناول کو پڑھیں گی۔ اور اس کے مقصد کو پالیں گی۔ کسی ایک ذہن نے بھی اس مقصد تک رسائی حاصل کر لی۔ تو میں سمجھوں گی، میرے رب کا مجھ پر احسان ہو گیا۔

میری بہنیں اس کو سلسلے وار پڑھ چکی ہیں۔ اب مکمل ناول کی صورت پڑھ کر مجھے اور میری بیٹی کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ اور دعا کیجیے گا کہ میرا اور آپ کا یہ رشتہ یونہی شاد آباد اور تازہ رہے۔ یہ سب رب کی کرم نوازی کے بعد میرے والدین کی دعاؤں، شریک سفر کی حوصلہ افزائی، امت الصبور کے محبت بھرے اصرار اور ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔

اللہ کرے سبز موسم ہمیشہ آپ سب کا مقدر رہوں۔

راحت جبیں

"میرا خیال ہے۔" وہ شخص اپنا جملہ مکمل کرنے سے قبل ذرا سا کھنکھارا۔ "میری بیوی پاگل ہو رہی ہے۔"

یہ سن کر اس کے ساتھ بیٹھے شخص کے چہرے پر ناگواری سی پھیل گئی۔ اس نے اضطراری انداز میں پہلو بدلا مگر منہ سے ایک لفظ کہے بغیر ڈاکٹر کے چہرے پر نظریں جما دیں۔

ڈاکٹر شہوز رضا نے باری باری دونوں اشخاص کا جائزہ لیا۔ سامنے بیٹھا شخص، جس کی عمر کسی بھی طرح پینتیس سال سے زیادہ نہ لگتی تھی۔ اپنے قیمتی لباس، مہذب و سادہ لہجے کے باوجود اس کیٹیگری میں شامل نہ لگتا جو اپنی بیوی کو پاگل سمجھنے کے بعد پاگل خانے داخل کروانے کے بجائے کسی سائیکاٹرسٹ کے پاس لے آئیں۔ اگرچہ اس کی پریشان آنکھیں اور چہرے پر پھیلی تشویش بتاتی تھی کہ یہ شخص اپنی بیوی سے محبت کرے یا نہ کرے، اس کا خیال ضرور رکھتا ہے۔

سائیکاٹرسٹ کے پاس آنے کا مشورہ یقیناً اسے کسی اور نے دیا تھا اور یہ مشورہ دینے والا اس کے ساتھ بیٹھا نوجوان بھی ہو سکتا تھا۔ جو اس شخص سے کہیں زیادہ پڑھا لکھا، مہذب اور ویل ڈریسڈ نظر آ رہا تھا۔

"آپ کو یہ خیال کیسے آیا؟" ڈاکٹر شہوز نے سامنے بیٹھے شخص سے سوال کیا۔

"خیال؟ مجھے یقین ہے کہ وہ پاگل ہو رہی ہے۔" وہ زور دے کر بولا۔ "وہ سوتے میں چیخنے لگتی ہے۔ بیٹھے بیٹھے اپنا منہ نوچتی ہے۔ ساری ساری رات کسی بدروح کی طرح پورے گھر میں چکراتی پھرتی ہے۔"

"ہم میں سے اکثر لوگ رات کو کسی ڈراؤنے خواب سے ڈر کر چیخنے لگتے ہیں، اگر کبھی کسی دوسرے پر غصہ نہ نکال سکیں تو اپنا منہ نوچنے لگتے ہیں۔ مجھے رات کو نیند نہ آئے تو میں سارے گھر کی لائٹیں جلا کر پورے گھر میں گھومنا شروع کر دیتا ہوں۔ ایسے میں مجھے اپنے ہی گھر میں برس ہا برس سے پڑی ایسی اشیاء بھی نظر آتی ہیں جنہیں میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ حتیٰ کہ سائیڈ کی دیوار پر لگی وہ پینٹنگ بھی جسے میری بیوی نے تین سال قبل وہاں لگایا تھا۔" ڈاکٹر شہوز رضا سنجیدگی و متانت سے کہتے چلے گئے۔

سامنے بیٹھے شخص کا منہ حیرت سے کھلا تو ساتھ بیٹھے نوجوان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ در آئی۔

"تو کیا میں یہ سمجھوں کہ میں بھی پاگل ہو رہا ہوں؟"

"آپ مذاق کر رہے ہیں؟"

"آئی ایم سیریس۔" ڈاکٹر نے ہنوز سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اس شخص کو شہر کے چوٹی کے سائیکاٹرسٹ سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

مذاق کی امید بھی نہ تھی۔

"آپ شاید سمجھے نہیں، وہ عجیب و غریب حرکتیں کرنے لگی ہے۔ اسے کسی چیز کی پروا نہیں۔۔۔ نہ میری، نہ گھر کی ہو اور کبھی کبھی اسے لگتا ہے کہ کوئی اس کا گلا دبا رہا ہے۔" اسے لگتا ہے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔۔۔ کبھی کبھی وہ اپنے ہاتھ پاؤں یوں چھڑاتی ہے جیسے کسی نے اسے جکڑ رکھا

ڈاکٹر شہوز رضا کو اچانک کل شام باغ جناح میں دیکھی جانے والی لڑکی یاد آ گئی۔

"آپ کی شادی کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟" ڈاکٹر نے قلم سنبھالا۔

"تقریباً چار سال۔"

"آپ کی بیوی کی یہ کیفیت کب سے ہے؟"

"شاید پچھلے سال سے۔"

"بچے؟"

"ہمارے بچے نہیں ہیں۔"

"آپ کی مسز کی عمر؟"

"یہی کوئی تیئیس چوبیس۔" اس نے ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھا، اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لو میرج؟" ڈاکٹر شہوز نے دونوں میاں بیوی کے درمیان عمر کے فرق کو بطور خاص نوٹ کیا۔

"نہیں، ارینج تھی۔"

"آپ کام کیا کرتے ہیں؟"

"دوبئی میں میرا بزنس ہے۔"

"پاکستان کتنے عرصے کے بعد آتے ہیں؟"

"آنا جانا لگا رہتا ہے۔"

"مسز کے ساتھ آپ کے تعلقات؟"

"اچھے ہیں۔۔۔ میں نے کبھی انہیں کسی چیز کے لیے پریشان نہیں کیا۔۔۔ روپیہ پیسہ، گھر سب کچھ اسی کے اختیار میں تھا بس وہ کبھی کبھی تلخ سی ہو جاتی تھی۔۔۔ یونہی معمولی باتوں پر جھگڑنے لگتی۔"

"ان کے پیرنٹس وغیرہ۔ آئی مین ان کی شادی سے قبل زندگی کے بارے میں آپ کو کچھ معلوم ہو۔" اس شخص نے ساتھ بیٹھے نوجوان کی طرف دیکھا۔ پھر متذبذب سے انداز میں اس نے چند باتیں بتائیں۔ جو ڈاکٹر شہوز کو خاصی دلچسپ لگیں۔

"ٹھیک ہے آپ اپنی مسز کو چھبیس تاریخ کو لے آئیں پہلے مہینے تین سیشن، اس کے بعد ہر مہینے دو سیشن ہوں گے۔"

وہ اپائنٹمنٹ خود طے نہیں کرتے تھے۔ یہ کام ان کی سیکریٹری کا تھا۔ مگر وہ کیس جس میں انہیں خاص دلچسپی محسوس ہو۔ اس کی تفصیلات وہ خود طے کرتے۔

"وہ شاید نہ آئے۔۔۔"

"نہیں۔۔۔" نوجوان تیزی سے بولا۔ "میں اسے لے آؤں گا۔"

"ڈاکٹر صاحب! وہ ٹھیک تو ہو جائے گی؟" ان سے ہاتھ ملاتے ہوئے اس شخص نے امید سے پوچھا تھا۔

"اس دنیا میں کوئی مرض لاعلاج نہیں، ان شاء اللہ۔" ڈاکٹر نے اک حوصلہ افزا مسکراہٹ اچھالی۔ ان کے جانے کے بعد کمرے میں خاموشی چھائی تھی۔ اب ان کی کوئی اور اپائنٹمنٹ تھی بھی نہیں۔ اس وقت ان کی سیکریٹری انہیں یہی بتانے آئی تھی۔

"ٹھیک ہے مس ثانیہ! آپ جائیں۔"

انہوں نے آنکھیں بند کر کے سر ریوالونگ چیئر کی پشت سے ٹکا دیا۔

"سر آپ۔۔۔"

"میں ابھی کچھ دیر رکوں گا۔"

پورے کلینک میں کچھ دیر کے بعد خاموشی سرسرانے لگی تو ان کا ذہن کل شام کی طرف مڑ گیا۔ انہیں ایک بار پھر پارک والی لڑکی یاد آ گئی۔ جس کے اداس چہرے اور مضطرب آنکھوں نے ڈاکٹر شہوز کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی تھی۔

انہیں ہمیشہ اداس چہرے اور مضطرب آنکھیں کچھ کھوجنے پر مجبور کر دیتے تھے، اور وہ لڑکی ایسی ہی تھی۔

☼ ☼ ☼

باغ میں لوگوں کی چہل پہل سے عجب خوشگواری کا احساس ہوتا تھا۔ روشوں پر بکھرے خس و خاشاک قدموں میں چرچراتے تو کہیں پھوٹتی کلیوں کی آہٹیں سنائی دیتیں۔ عطر میں گندھی ہوائیں سندیسہ دیتی محسوس ہوتیں کہ بہار جانفزا کے خوش نظر مناظر دل و جاں کو لبھانے آ رہے ہیں۔۔۔ درختوں نے سبز و زرد امتزاج کی شالیں اوڑھ رکھی تھیں۔

یہ منظر بے جان محسوس ہوتا۔ لیکن ننھے منے بچوں، من چلے نوجوانوں، فراغت کے احساس سے مالا مال بوڑھوں اور رنگ برنگے پیراہن نے اس منظر میں مزید رنگ بھر دیے تھے۔ آج طبیعت یونہی گھبرائی تو وہ کلینک سے اٹھ کر باغ جناح چلے آئے تھے۔ جہاں کی خوشگوار فضا نے ان کی طبیعت پر اچھا اثر ڈالا تھا۔

یہ باتیں جھوٹی باتیں ہیں یہ لوگوں نے پھیلائی ہیں
تم انشاء جی کا نام نہ لو کیا انشاء جی سودائی ہے

وہ جہاں آ کر بیٹھے تھے وہاں قریب ہی گھاس پر دراز نوجوان ٹوپی سے چہرہ ڈھانپے مسلسل یہی شعر گنگنا رہا تھا۔ شام ڈھلنے اور دھوپ رخصت ہونے کو تھی، پرندوں کی واپسی کا سفر شروع ہو گیا تھا۔ فضا میں واپس لوٹتے کووں کی کائیں کائیں سماعتوں میں خراشیں ڈال رہی تھیں۔

"آخر ہم نے آپ کو پکڑ ہی لیا ڈاکٹر صاحب۔" بے حد کھنکتی آواز پر انہوں نے چونک کر سر اٹھایا۔ سیاہ کارڈیگن اور ویلوٹ کی سیاہ ہی شال میں ملبوس نازک سی خاتون کی چمکتی آنکھیں ڈاکٹر شہوز کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ ان کے لبوں پر خوشگوار سی مسکراہٹ بکھری۔

"تو یہ مصروفیت ہے جناب کی۔"

"کیسے مزاج ہیں؟"

"دعائیں ہیں آپ کی۔"

"اکیلی آئی ہیں؟"

"ہاں، میرے ہسبینڈ خاصے مصروف ہوتے ہیں۔"

"اوہ۔" انہوں نے افسوس سے سر ہلایا۔ "اس خوشگوار موسم میں اکیلے واک کرنے کا کیا مزہ۔"

"نہیں، آپ جیسے مہربان مل ہی جاتے ہیں۔" وہ کھلکھلائیں۔ ان کی ہنسی ان ہی کی طرح خوب صورت تھی۔

"کیا میں آپ جیسی خوب صورت خاتون کی ہمراہی کا شرف حاصل کر سکتا ہوں؟" انہوں نے کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھ بڑھایا۔

"اوہ، مائی پلیژر۔۔۔" انہوں نے نزاکت سے ڈاکٹر کا ہاتھ تھام لیا۔ خاتون کی کھنکتی ہنسی اور ڈاکٹر کا جاندار قہقہہ یکجا ہوئے تو قریب لیٹے نوجوان کی گنگناہٹ میں خلل پڑا۔ اس نے ذرا ٹوپی کھسکا کر انہیں دیکھا۔

"چلیں۔۔۔" تب ہی ایک طرف سے دو بچے آگے پیچھے بھاگتے ہوئے آئے، ایک پل کو ٹھٹھکے مگر دوسرے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہی پل نعرہ لگایا۔

"ڈیڈی۔"

"مائی سن!" انہوں نے ذرا سا جھک کر دونوں بازو پھیلائے اور بچوں کو اپنے اندر سمیٹ لیا۔

"ڈیڈی! آپ روز یہاں آتے ہیں؟" بچوں کے سوالات شروع ہو گئے تھے۔

"کبھی کبھی۔۔۔"

"ممی بھی کبھی کبھی لے کر آتی ہیں۔" انہوں نے شکایت لگائی تو پاس کھڑی ممی نے ان کے کان پکڑ لیے۔

"شیطانو! اب چھوڑ دو ڈیڈی کی جان۔ گھر پہ بھی قبضہ جمائے رکھتے ہو۔۔۔" ڈاکٹر شہوز نے انہیں نیچے اتار دیا اور بیوی سے پوچھا۔

"چلیں۔"

"نہیں شہوز! اتنے دنوں کے بعد آپ کی مصروفیت نے اجازت دی ہے۔ تھوڑی دیر واک کرتے ہیں۔" حرا نے ان کا بازو تھام لیا۔

"اوکے۔۔۔"

"ڈیڈی! ہم فٹ بال کھیلیں گے۔" بچے کچھ دیر اور رکنے کے خیال سے خوش ہو گئے۔ دونوں میاں بیوی ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے چہل قدمی کرنے لگے۔

"شہوز! زندگی کتنی مصروف ہو گئی ہے۔ ہمارے پاس ایک دوسرے کے لیے بھی وقت نہیں بچتا۔"

جس لمحے حرا نے ان کے کندھے پر سر ٹکا کر یہ شکوہ کیا تھا اور وہ اس کے بالوں سے اٹھتی امپورٹڈ شیمپو کی بھینی بھینی خوشبو کو محسوس کرتے ہوئے جواب دینے کو ہی تھے کہ نگاہوں کی گرفت میں سفید لباس میں ملبوس وہ لڑکی آ گئی۔ جس کے ادھ کھلے بال چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھے۔ وہ بغیر کسی سویٹر، جرسی کے دونوں ہاتھ پہلو میں گرائے اردگرد سے یکسر بے نیاز کسی معمول کی طرح چلی آ رہی تھی۔ اس کے سفید لمبے دوپٹے کا پلو گھاس پر گھسٹتا چلا آ رہا تھا۔

ڈاکٹر شہوز کا دل چاہا۔ وہ لڑکی کو ٹوکیں۔۔۔ انہیں ماں جی یاد آ گئیں۔ وہ جب بھی کسی کے دوپٹے کو یوں زمین سے چھوتا دیکھتیں تو فوراً دہائی دیتیں۔

"اٹھاؤ اپنا دوپٹہ نحوست ہوتی ہے۔"

"کیا سوچنے لگے؟" حرا نے ان کا چہرہ کھوجا۔

"تمہاری بات پر غور کر رہا تھا۔"

لڑکی ان کے قریب سے گزر گئی اور سبز گھاس پر گھسٹتا سفید دوپٹہ بھی۔ بچے فٹ بال کے پیچھے دوڑ لگا رہے تھے۔

حرا کے ساتھ ہلکی پھلکی خوشگوار باتیں کرنے کا موقعہ بہت دنوں کے بعد ہاتھ لگا تھا۔ وہ اک مقامی کالج میں اکنامکس کی لیکچرار تھی۔ ذہین، خوب صورت، ایکٹو اور بلا کی بذلہ سنج، جس نے انہیں گھر اور بچوں کی ذمہ داریوں سے یکسر بے نیاز کر دیا تھا۔

تھوڑا سا آگے جا کر وہ دونوں واپس پلٹے تو وہ لڑکی سنگی بینچ پر بیٹھی بڑی بے دردی سے اپنے ہاتھ کے ناخن چبا رہی تھی۔ ڈاکٹر شہوز کو اس کی آنکھوں میں موجزن اضطراب نے متوجہ کیا تھا۔ وہ لاشعوری طور پر بار بار اس کی طرف متوجہ ہو رہے تھے۔ اس کے گلے، ہاتھوں اور کانوں میں موجود ہلکا پھلکا مگر اسٹائلش سا زیور اسے کسی کھاتے پیتے گھرانے کی فرد ظاہر کرتا تھا۔

تب ہی عادل کی کک سے فٹ بال اڑتا ہوا اس کے پیروں سے آ ٹکرایا۔

وہ بری طرح چونکی، تیزی سے پاؤں پیچھے کیے اور جھک کر دیکھا۔

عادل، "ایکسکیوزمی میم" کہہ کر اپنا بال لے گیا تھا۔ مگر وہ ابھی تک جھک کر اپنے پیر دیکھ رہی تھی۔ پھر اس

نے آہستگی سے اپنے پیروں کو جھٹکا۔ تیزی سے اپنے ہاتھ سے کسی نادیدہ چیز کو پیچھے ہٹانے کی سعی کی۔ اس کا چہرہ جھکا ہوا تھا۔

ڈاکٹر شہوز اس کے چہرے کے تاثرات نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر لاشعوری طور پر وہ رک گئے۔ حرا کی توجہ اب بچوں کی طرف تھی۔

اس لڑکی پر اب دورے کی سی کیفیت طاری ہو چکی تھی۔ وہ پوری قوت سے کسی کو دور دھکیلتی اور خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کے بھینچے بھینچے لبوں سے دبی دبی آوازیں نکلنے لگیں۔ اردگرد اکا دکا لوگ رکنے، اور کچھ ڈھلتی شام کے پس منظر میں اس منظر کو جناتی اثرات سمجھ کر بھاگنے لگے تھے۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔" حرا گومگو کی کیفیت میں تھی۔

"سنبھالو انہیں۔" وہ حرا سے کہہ کر بچوں کو دیکھنے لگے جو ڈر سے گئے تھے۔

"ہٹ جاؤ۔ چھوڑ دو مجھے، نہیں۔" وہ اب چیخنے لگی تھی۔

"ڈیڈی!" عمر چھوٹا تھا۔ ڈر گیا۔ ڈاکٹر شہوز نے دونوں کو بازوؤں میں سمیٹ کر ان کا رخ بدل دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پلٹ کر دیکھا تو وہ حرا کے گلے لگی سسک رہی تھی۔ اور حرا کا ہاتھ اس کی پشت تھپتھپا رہا تھا۔

"جسٹ ریلیکس۔۔۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ ڈونٹ یو وری۔۔۔"

پھر وہ لڑکی ایک دم جیسے ہوش میں آ کر تیزی سے پیچھے ہٹی اور حیرت سے حرا کو دیکھنے لگی۔ پھر گردن گھما کر اجنبی نظروں سے اردگرد ماحول کو دیکھا۔ کچھ لوگ اب بھی وہاں کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ تیزی سے اٹھی اور کسی کے پوچھنے سے پہلے ہی تیز تیز قدموں سے چل دی۔ ذرا دور جا کر وہ دوڑنے لگی تھی۔

حرا اور ڈاکٹر شہوز حیرت سے اسے دیکھتے رہے۔ اس کا سفید دوپٹہ سبز گھاس پر گھسٹتا چلا جا رہا تھا۔

فون کی تیز بیل نے ان کے تمام خیالات کو منتشر کر دیا۔ نہ جانے آج انہیں وہ لڑکی کیوں یاد آئی تھی۔

"ہیلو۔۔۔!"

"شہوز! ابھی تک کلینک میں کیا کر رہے ہیں؟" حرا نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

ڈاکٹر شہوز نے کلائی موڑ کر گھڑی پر نگاہ دوڑائی۔ واقعی وہ خاصے لیٹ ہو گئے تھے۔

"میں بس ابھی آتا ہوں۔"

"نہیں، نہیں۔ اگر کسی خوب صورت پیشنٹ کے ساتھ سیشن چل رہا ہے تو آئی ڈونٹ مائنڈ۔"

"اس مستقل مریضہ کا کیا کروں جو ہر پانچ منٹ بعد فون کر کے یاد دلائے گی کہ گھر پہنچنے میں دیر ہو رہی ہے۔" وہ بے بسی سے گویا ہوئے۔

"وہ مریض محبت ہے سر! اس کا آپ کچھ نہیں کر سکتے۔" خوب صورت ہنسی شہوز کے اطراف میں بکھر گئی۔

☼ ☼ ☼

اضطراری انداز میں ڈرائنگ روم کے طول و عرض کو ناپتے ناپتے وہ اکتانے لگا تو گلاس وال کے قریب آ کھڑا ہوا۔ تب ہی گیٹ کھلا اور گاڑی پورچ میں آ کھڑی ہوئی۔ لیکن گاڑی سے باہر آنے کے بجائے وہ اسٹیئرنگ پر سر رکھ کر غالباً "سو گئی" تھی۔ اس نے اپنی اکتاہٹ کو غصے میں بدلتے محسوس کیا تو پلٹ کر صوفے پر آ بیٹھا۔

"میری بلا سے وہیں مری رہے۔"

اسے انگلیاں چٹخاتے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی جب وہ اندر داخل ہوئی۔ وہ بھی یوں گویا نشے میں ہو۔ سوجی ہوئی آنکھیں، لڑکھڑاتے قدم، نیلا ملگجا لباس، بکھرے الجھے بال، اس کا جی چاہا سامنے کھڑی عورت کو دھنک کر رکھ دے۔ کیا اس کا حلیہ کسی بھی شریف انسان کی بیوی والا تھا۔ آخر اس شہر میں اس کی بھی کوئی عزت تھی۔

اس نے چابی صوفہ کم بیڈ پر اچھالی اور اپنے شوہر پر اچٹتی سی نگاہ ڈال کر مڑ گئی۔ اس کا رخ اپنے بیڈ روم کی طرف تھا۔

"کہاں سے آ رہی ہو؟" اس کا لہجہ درشت اور جھنجلایا ہوا تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیوں؟" وہ ٹھٹھک کر رکی۔
"حلیہ دیکھا ہے اپنا۔"
"کیا ہوا میرے حلیے کو؟" اس کے لہجے میں کچھ بھی نہ تھا۔ عجیب بے جان سرد لہجہ۔
"تم بیٹھ کر میری بات سنو۔"
"مجھے نیند آ رہی ہے۔" وہ مڑی۔ وہ تیر کی طرح اٹھا اور اسے بازوؤں سے دبوچ کر اپنے سامنے کھڑا کیا۔
"میں پوچھتا ہوں تم یوں لور لور کہاں پھرتی ہو۔ کیا یہ شریف عورتوں کے طریقے ہیں؟"
اس نے اپنے بازو چھڑانے کی کوشش نہیں کی۔ خاموشی سے دیکھتی رہی۔ پھر سابقہ لہجے میں گویا ہوئی۔
"میں شریف عورت نہیں ہوں۔"
یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر ابھرا۔ یہ تاثر اتنا عجیب تھا کہ اس کے شوہر نے اپنے اندر اُمڈتے غصے کو برف ہوتے محسوس کیا۔ اس کا دل اتنا گداز ہوا کہ اس کی گرفت کمزور پڑ گئی۔ اس نے اپنی بیوی کو بازوؤں میں بھینچ لیا۔
"کیوں کر رہی ہو اس طرح؟ کیوں خود کو اور مجھے تکلیف دے رہی ہو۔ میں نے تمہارے لیے کیا نہیں کیا۔۔۔ یہ شاندار گھر تمہارے لیے بنایا ہے‘ گاڑی‘ پیسہ‘ زیور‘ کوئی روک ٹوک نہیں۔ حتیٰ کہ کبھی اولاد کی خواہش کا اظہار بھی نہیں کیا۔"
وہ تڑپ کر اس کے بازوؤں سے نکلی۔
"ہاں‘ تم بہت عظیم‘ بہت مہان ہو۔ بہت کچھ کیا تم نے میرے لیے۔ کیوں کرتے رہے؟ کیا میں نے کہا تھا۔ نہیں تھی میں تمہاری ان عنایتوں کے قابل۔" وہ زہر خند لہجے میں بول رہی تھی۔
"ناشکری عورت۔" وہ پہلے حیران ہوا پھر دانت پیس کر رہ گیا۔
"تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟"
"کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بار بار میرے راستے میں مت آیا کرو۔" وہ درشتی سے کہہ کر پلٹ گئی۔
اس کا خیال تھا کہ جتنا ضبط اس عورت کے معاملے میں اس نے کیا ہے۔ دنیا کا کوئی شوہر نہیں کر سکتا۔ مگر مجبوری یہ تھی کہ وہ اپنی بیوی سے محبت کرتا تھا۔
"میں نے ڈاکٹر سے ٹائم لیا ہے۔"
"میں بیمار نہیں ہوں۔" اس نے بیڈ روم کا دروازہ کھولا۔
"ہمارا خیال ہے کہ تمہیں کسی سائیکاٹرسٹ۔۔۔۔"
"کیا؟" وہ تیزی سے مڑی۔ "پاگل سمجھتے ہو مجھے۔ تمہیں پاگل لگتی ہوں میں تو سائیکاٹرسٹ کیوں کسی پاگل خانے میں داخل کروا دو تاکہ ایک ہی بار تمہاری جان چھوٹ جائے۔ مجھ سے پیچھا ہی تو چھڑانا چاہتے ہو یونہی گلا گھونٹ دو۔ طلاق دے دو‘ چھوڑ دو۔۔۔ بہانے کیوں بناتے ہو۔"
وہ سر پکڑ کر رہ گیا۔ وہ چیختی چلاتی بیڈ روم میں بند ہو گئی۔
"یہ سچ مچ پاگل ہو گئی ہے۔"
بیڈ روم سے چیزیں ٹوٹنے کی آوازیں سن کر اس نے بے بسی سے سوچا تھا۔

☼ ☼ ☼

بیڈ روم کی نیلگوں خواب آور فضا میں اس کا شوہر محوِ خواب تھا۔
وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے ایک تواتر سے ناخن چبا رہی تھی۔ نگاہیں نیم تاریکی میں کسی غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں۔ نیند نجانے کب سے روٹھ چکی تھی۔۔۔ آتی بھی تو۔۔۔ نیند سے خوف آنے لگا تھا۔ اسی لیے ساری رات جاگ کر گزار دیتی۔

اس کے شوہر نے کچھ بڑبڑا کر کروٹ بدلی تو وہ چونک گئی۔ خاموشی میں ہلکی سی آواز بھی بہت محسوس ہوئی تھی۔ اس نے گردن موڑ کر شوہر کی طرف دیکھا۔ وہ ایک بازو سر کے نیچے موڑے اس کی طرف رخ کیے بے خبر سو رہا تھا۔ اسے اپنے شوہر پر ترس آنے لگا۔
وہ بہت اچھا تھا۔ اس پر غصہ بھی کرتا تھا‘ اس کے لیے پریشان بھی ہوتا تھا اور فکر مند بھی۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔
"تم کیا جانو مجھ پر کیا گزری ہے۔"
"کون سے طوفان موجزن ہیں میرے اندر۔ نہ زندہ ہوں نہ مردہ۔ مر چکی ہوں مگر سانس لینے کی گنہگار ہوں۔ تم کیا جانو بے خبر ہو‘ بے خبر ہی رہو۔"
وہ ذرا سا ہلا تو اس نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اسے شدت سے رونا آ رہا تھا اور وہ رونے لگی۔ روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں۔ آواز بلند ہونے لگی تو اوندھی ہو کر اس نے تکیے میں منہ گھسا لیا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کا شوہر جاگ کر اس سے سوال کرے۔ یونہی روتے روتے بے حال ہو کر وہ سو گئی۔ سو گئی تھی یا جاگ رہی تھی جب اچانک اسے لگا کوئی اس کے وجود سے آ لپٹا ہے۔ کسی کے نرم ہاتھوں کا لمس اس کے چہرے پر جا گا۔ یہ لمس اس کی آنکھوں‘ گالوں‘ ہونٹوں سے ہوتا ہوا گردن پر چلا گیا۔ اس لمس نے اس کے وجود میں عجب نشاط انگیز کیفیت‘ عجیب سکون بھر دیا تھا۔ وہ اس کیفیت سے لطف اٹھا رہی تھی۔ مسرور ہو رہی تھی۔ جب گردن پر نرم انگلیوں کا دباؤ بڑھا اور بڑھتا ہی چلا گیا۔ اس کے وجود کو اک جھٹکا لگا اس کا چہرہ مسخ ہو گیا۔ اس کا دم گھٹنے لگا وہ تڑپنے لگی۔
"چھوڑ دو۔۔۔ چھوڑ دو مجھے۔" اس کی آواز پر قریب سویا شخص ہڑبڑا کر جاگا۔ اس نے دیکھا۔ اس کی بیوی دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا دبوچے چیخ رہی تھی۔
اسے پھر سے دورہ پڑ گیا تھا۔

☼ ☼ ☼ ☼

اپنے سامنے کھڑی بادامی رنگ کے قیمتی سوٹ پر سبز دوپٹہ اوڑھے خاتون کو دیکھ کر ڈاکٹر شہروز رضا چند ثانیے کے لیے ششدر رہ گئے۔ یہ تیئس چوبیس سالہ خاتون اگر اپنے وجود سے سونے کے زیور الگ کر دے تو آج بھی کالج گرل لگ سکتی تھی۔
"آج بھی۔۔۔" انہوں نے اپنے ہی خیال کو رد کیا۔ یقیناً "اس کے ساتھ کی لڑکیاں ابھی کالج میں ہی پڑھتی ہوں گی۔۔۔ مگر اس لڑکی کو دیکھ کر احساس ہوتا تھا کہ وہ زندگی کو بہت گہرائی سے برت چکی تھی۔ اس کا چہرہ گول‘ آنکھیں بڑی بڑی مگر بجھی ہوئی‘ جن کے گرد گہرے حلقوں نے ان کی ساری خوب صورتی چھین لی تھی۔ اس کے ہونٹوں کے کنارے سیاہ پڑنے لگے تھے۔
"کچھ عرصہ قبل یہ چہرہ کتنا شاداب رہا ہو گا۔" انہیں خیال آیا۔
"کیسی ہیں آپ۔۔۔؟"
وہ پیپر ویٹ پر نظریں جمائے خاموش بیٹھی رہی۔
"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں آپ سے پہلے بھی مل چکا ہوں۔"
اتنے دن گزرنے کے بعد بھی ان کے ذہن سے سبز گھاس پر گھسٹتا سفید دوپٹہ محو نہیں ہوا تھا۔
اس نے پیپر ویٹ سے نظریں ہٹا کر ڈاکٹر شہروز کے چہرے پر جما دیں۔ پھر میز کو گھورنے لگی۔ اس کی نگاہوں نے ڈاکٹر شہروز کے خیال کی نفی کی تھی۔
"ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو‘ مجھے یونہی لگا ہو۔" وہ فوراً "اپنے خیال سے تائب بھی ہو گئے۔ بعض چہرے ایسے ہی ہوتے ہیں کہ دیکھ کر اجنبیت کا احساس تک نہیں ہوتا۔
نفسیاتی الجھنوں کا شکار اکثر مریض بہت دیر میں کھلتے تھے کہ وہ دو سروں کے ساتھ ساتھ خود اپنے آپ سے بھی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

خوفزدہ رہتے ہیں۔ ڈاکٹر شہوز کا برس ہا برس کا تجربہ تھا کہ ڈاکٹر کا اپنائیت بھرا انداز اور برجستہ لہجہ ایسے مریضوں کا اعتماد بحال کرتا تھا۔ دھیرے دھیرے وہ اس خوف پر قابو پاتے اور انہیں لگتا وہ کسی اور کے سامنے نہیں بلکہ آئینے کے سامنے بیٹھے اپنی کوتاہیوں گناہوں اور بعض اوقات ایسی بے بنیاد الجھنیں جن کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ان کا اعتراف کر رہے ہیں۔

سامنے بیٹھی لڑکی نے جیسے کچھ نہ بولنے کی قسم کھا رکھی تھی۔ ڈاکٹر شہوز کی کوئی بھی کوشش اس جامد خاموشی میں دراڑ نہ ڈال سکی۔ یہاں تک کہ وہ جانے کے لیے کھڑی ہوگئی۔

ڈاکٹر شہوز نے قلم بند کر کے ٹیبل پر رکھ دیا۔

وہ دروازہ کھولتے کھولتے رکی۔ ذرا مڑ کر ڈاکٹر شہوز کو دیکھا۔

"ڈاکٹر مجھے علاج کی ضرورت نہیں ہے۔"

"جانتا ہوں۔" ڈاکٹر شہوز مسکرائے۔

"زندگی میں کبھی کبھار ہمیں ایسے غمگسار و مونس کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کے سامنے ہم دل کا بوجھ ہلکا کر سکیں۔ کوئی ایسا اجنبی' جس کے سامنے ہم اپنا آپ کھول کر رکھ دیں۔ جسے ہماری خوبیوں سے کوئی سروکار نہ خامیوں سے' جس کے سامنے ہماری بنی سجائی شخصیت کا بت پاش پاش ہو تو یہ خدشہ نہ ستائے کہ وہ ہم سے نفرت کرنے لگے گا۔" جامد تاثرات میں ہلکی سی دراڑ پیدا ہوئی۔

"جب دل پر بوجھ اتنا بڑھ جائے کہ سانس لینا دشوار محسوس ہو تو شہوز رضا کو ضرور یاد کیجئے گا۔ واضح رہے صرف شہوز رضا ہے۔ میں نے ڈاکٹر کا لفظ استعمال نہیں کیا۔"

وہ الجھی الجھی نظروں سے انہیں دیکھتی رہی۔ پھر دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکل گئی۔ ڈاکٹر شہوز رضا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ جانتے تھے کہ اب وہ ضرور آئے گی۔

☼ ☼ ☼

"پتا نہیں اسے کیا ہوتا جا رہا ہے۔۔۔ مجھ سے بات ہی نہیں کرتی۔ خود سے کروں تو جواب نہیں دیتی یا چیخنے لگتی ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ کچھ دن اور یہ حال رہا تو میں پاگل ہو جاؤں گا۔" وہ سچ مچ بے حد پریشان تھا۔

"آپ خود کو ریلیکس رکھیں۔ کبھی کبھی ہو جاتا ہے' ایسے ہی لاشعور میں کوئی گرہ بندھ جاتی ہے جس سے خود مریض بھی لاعلم ہوتا ہے۔" ڈاکٹر شہوز نے تسلی دی۔

"میں لاشعور وغیرہ نہیں جانتا۔۔۔ میں نے اس عورت کے لیے سب کچھ کیا۔ کبھی اس کے منہ سے نکلی کوئی بات رد نہیں کی۔ اس کی ہر خواہش ہر فرمائش کو سر آنکھوں پر رکھا اور وہ ہے کہ آپے سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔ ایسی ناشکری عورت میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔"

اس کا لہجہ تلخ ہوگیا تھا۔

"ایسا تو نہیں کہ اسے اولاد سے محرومی کا احساس شدت سے ہونے لگا ہو۔ وہ اس خوف کا شکار ہو کر کہیں اس بات کو بنیاد بنا کر آپ اسے چھوڑ نہ دیں یا دوسری شادی کر لیں۔"

"میں نے کہا تھا ہم کوئی بچہ گود لے لیتے ہیں۔ میری اپنی خالہ زاد بہن اپنا چھ ماہ کا بچہ چھوڑ کر مری ہے۔۔۔ مگر وہ نہیں مانی اب اس کے لیے میں اور کیا کروں۔" وہ تلخی سے گویا ہوا۔

ڈاکٹر شہوز نے ستائشی نظروں سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا۔ جو بہت پریشان تھا اور جو اپنی بیوی کی خاطر کسی اور کی اولاد گود لینے کو بھی تیار تھا۔

"آپ دونوں اپنا میڈیکل چیک اپ کروا چکے ہیں؟" ڈاکٹر شہوز نے اچانک سوال کیا۔

"ہاں!" اس نے میڈیکل سائنس کو حتی الامکان مہذب قسم کی گالی دی۔ "یہ ذلیل کام میں کروا چکا ہوں۔ وہ بھی کہتی ہے کہ بس خدا نہیں چاہتا۔"

ڈاکٹر شہوز نے اسے تسلی دے کر رخصت کیا۔

"آپ بالکل فکر مت کریں۔ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ ایسے مریض تھوڑا وقت لیتے ہیں مگر ٹھیک ہو جاتے ہیں۔"

"وہ گھر بیٹھ کر جتنا مرضی چیخے چلائے' کچھ بھی کہے' مجھے پروا نہیں ہے۔ مگر جب وہ گاڑی لے کر نکل جاتی ہے اور سارا دن گھر نہیں آتی تو مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔" اس نے جاتے جاتے کہا تھا۔

اس کے بعد ڈاکٹر شہوز نے دو مریض مزید دیکھے۔

"سر! سیٹھ بشیر نے اپنی اپائنٹمنٹ کینسل کروا دی تھی۔ انہیں اچانک لندن جانا پڑ گیا ہے۔" ان کی سیکریٹری نے بتایا۔

"اوکے۔" اپنا موبائل' گاڑی کی چابی اور والٹ لے کر باہر نکل گئے۔ ان کا ارادہ اپنے' ایک دوست کی طرف جانے کا تھا۔ مگر در میان میں کسی خیال کے تحت گاڑی کا رخ باغ جناح کی طرف موڑ دیا۔ موسم کسی قدر ابر آلود تھا۔ درختوں کی برہنہ تن شاخیں ننھی منی ترو تازہ کونپلوں سے ڈھکنے لگی تھیں۔ ہوا قدرے سرد اور خنک تھی۔ کیاریوں میں پھول کھلنے اور تتلیاں منڈلانے کا موسم قریب ہی تھا۔ ابر آلود موسم کے باوجود باغ میں آنے والوں کی کمی نہ تھی۔

ڈاکٹر شہوز کے کئی جاننے والے آتے جاتے ملے۔ رسمی ہیلو ہائے کے بعد ان کا رخ اسی سمت تھا جہاں انہوں نے اسے پہلی بار دیکھا۔

دعا بہار کی مانگی تو اتنے پھول کھلے
کہیں جگہ نہ ملی میرے آشیانے کو

وہ موسم چلا آج بھی موجود تھا۔ آہٹ بہار نے گویا اس کے پرانے زخموں کو ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔

ڈاکٹر شہوز کو وہ جلد ہی اسی بینچ پر بیٹھی ہوئی نظر آگئی تھی۔ اسے دیکھ کر ایک پل کو احساس ہوتا تھا کہ وہ سب کچھ ہار کر بیٹھی ہے' خالی ہاتھ' خالی دامن۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔

وہ یونہی بیٹھے بیٹھے کبھی ناخن چباتی' کبھی ہاتھوں کی انگلیاں چٹخانے لگتی۔ نگاہیں کسی ایک نقطے پر مرکوز ہوئیں تو بے حس و حرکت نجانے کیا سوچنے لگتی۔ اسے احساس ہی نہ تھا کہ اس کے آس پاس سے کون آ رہا ہے' کون جا رہا ہے یا کوئی کتنی دیر سے اس پر نظریں جمائے کھڑا ہے۔ تب ہی کوئی بوند بادل سے ہاتھ چھڑا کر زمین کی طرف لپکی اور اس کے زرد گال پر بکھر گئی۔ لڑکی نے چونک کر سر اٹھایا۔ پھر ہاتھ کی پشت سے گال مسلتے ہوئے کھڑی ہوگئی۔ اس کا رخ گیٹ کی طرف تھا۔

ڈاکٹر شہوز نے بھی قدم بڑھا دیے۔ تھوڑی دیر میں وہ اس کے مقابل تھے۔

"السلام علیکم۔"

اس نے رخ موڑ کر دیکھا اور ٹھٹھک گئی۔

"بہت خوب صورت اتفاق ہے۔ لگتا ہے آپ اکثر یہاں آتی ہیں۔" اس نے قدم آگے بڑھا دیے۔

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہوتا کہ ان خوب صورت موسموں کو انجوائے کر سکوں بس کبھی کبھار نکل آتا ہوں۔ سردیوں کی بارش کا اپنا ہی اک مزہ ہے۔۔۔ ہے نا؟"

بارش کی بوندوں اور اس کے قدموں میں ایک ساتھ تیزی آئی تھی۔

"اب تو مصروفیت ہی اتنی ہے کہ خود سے ملنے کو بھی وقت نہیں ملتا۔ ورنہ اک عمر تھی کہ ٹھٹھرتے موسم میں بھیگا کرتے تھے۔ آپ کو سردیوں کی بارش کیسی لگتی ہے؟"

"مجھے اچھی نہیں لگتی۔" وہ بڑبڑائی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ارے، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا تم نے کبھی کسی کے ساتھ اس موسم کو انجوائے نہیں کیا؟"
اس نے ایک دم پلٹ کر ڈاکٹر شہوز کو دیکھا۔
ڈاکٹر شہوز کو لگا انہوں نے کوئی غلط بات کر دی ہے۔
اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ ہونٹ بھنچ سے گئے تھے۔ ڈاکٹر شہوز نے بغور اس کی کیفیت دیکھی تو یکد… بات پلٹ دی۔
"شاید تمہیں میری بے تکلفی بری لگی ہے۔ دراصل تم مجھ سے عمر میں کافی چھوٹی ہو۔۔۔ یوں بھی انڈ… اسٹینڈنگ اور فرینڈ شپ میں عمر کی کوئی قید نہیں۔"
وہ خاموشی سے انہیں گھورتی رہی۔
"سویٹ گرل! اپنی ذات کی بند کھڑکیاں کھول دو۔ تازہ ہوا اندر جائے گی تو حبس کم ہو جائے گا۔" انہوں… ایک بار پھر اس کے منجمد احساسات پر ہلکی سی ضرب لگائی۔
وہ تیز تیز پلکیں جھپکتے ہوئے دو قدم پیچھے ہٹی اور پلٹ کر بھاگتی چلی گئی۔
ڈاکٹر شہوز وہیں کھڑے اسے دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ بارش تیز ہو گئی تھی انہوں نے بھی آہستگی سے باہر کی طرف قدم بڑھا دیے۔
باغ دھیرے دھیرے خالی ہونے لگا تھا اور بارش تیز۔ وہ تیزی سے اپنی گاڑی کی سمت آ گئے۔ ان کی گاڑی ابھ… تھوڑی دور ہی گئی تھی۔ جب انہوں نے اس لڑکی کو دیکھا۔ وہ اب فٹ پاتھ کے کنارے "تقریباً" بھاگتی چلی جارہ… تھی۔ پھر اس نے ادھر ادھر دیکھے بغیر سڑک پار کرنے کی کوشش کی۔ غلطی یقیناً" لڑکی کی تھی۔ اس گاڑی وا… خاتون کی نہیں، جس کی گاڑی سے ٹکرا کر وہ اوندھے منہ سڑک پر گری تھی۔
ڈاکٹر شہوز کا پاؤں بے ساختہ بریک پر پڑا تھا۔ وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلے۔ دوسری گاڑی سے گھبرا… ہوئی خاتون بھی برآمد ہوئیں۔ اب وہ لڑکی کو سیدھا کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔
"تم ٹھیک تو ہو؟" مانوس آواز پر لڑکی نے چہرہ اوپر اٹھایا۔ اس کی ناک اور ہونٹ سے خون بہنے لگا تھا۔
"دیکھیں میری غلطی نہیں ہے۔ یہ خود میری گاڑی کے سامنے آ گئی تھیں۔" خون دیکھ کر وہ خاتون گھبرا… وضاحت دینے لگیں۔
"مم۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔" لڑکی نے چکراتے سر کو سنبھالنے کی کوشش کی۔
ڈاکٹر شہوز نے جیب سے رومال نکال کر خون روکنا چاہا۔ مگر لڑکی نے رومال ان کے ہاتھ سے لے کر خود ہی ناک پر رکھ لیا۔
"آپ کو دیکھ کر سڑک پار کرنا چاہیے تھی۔ یوں اندھا دھند۔۔۔" وہ خاتون مسلسل بولے جا رہی تھیں۔
"آپ۔" ڈاکٹر شہوز نے جھنجلا کر انہیں دیکھا، پھر تحمل سے گویا ہوئے۔ "میں جانتا ہوں۔ آپ پلیز انہی… سہارا دے کر میری گاڑی میں بٹھا دیں۔"
"نن نہیں، میں ٹھیک ہوں۔ میں چلی جاؤں گی۔" لڑکی نے جلدی سے کھڑا ہونے کی کوشش کی مگر کراہ کر گئی۔ یقیناً" پختہ سڑک نے گھٹنوں کا بھی حشر کر دیا تھا۔
"نہیں، یہ مجھے شریف انسان نظر آتے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ جا کر بینڈیج کروا لیں۔" خاتون نے جلدی۔ جان چھڑانے کی سعی کی۔
"میں نے کہا نا میں۔۔۔"
"اٹھ جائیں اب۔۔۔" لڑکی کی بے جا ضد پر ڈاکٹر شہوز کے لہجے میں سختی آ گئی۔
دوسری طرف وہ خاتون بھی عجلت میں تھیں۔ اسے کھینچ کھانچ کر ڈاکٹر شہوز کی گاڑی میں بٹھا کر خود اڑنچھو ہو گئیں۔

جب تک کلینک نہیں آیا۔ وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر دونوں بازوؤں میں چہرہ چھپائے بیٹھی رہی۔ نزدیکی پرائیویٹ کلینک پر گاڑی روک کر انہوں نے پچھلا دروازہ کھولا اور سہارے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔
"آیئے۔"
وہ ان کا ہاتھ نظر انداز کر کے اتری۔ اور لڑکھڑاتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئی۔ جہاں اک نرس نے اسے فوراً" ہی سنبھال لیا۔ ڈاکٹر شہوز ویٹنگ روم میں رک گئے۔ وہ ٹریٹمنٹ کے بعد باہر آئی تو انہیں وہیں دیکھ کر بے اختیار پوچھنے لگی۔
"آپ ابھی تک یہیں ہیں؟"
"میں اپنے کام ادھورے نہیں چھوڑا کرتا۔۔۔ آؤ تمہیں گھر چھوڑ دوں۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔
"میں چلی جاؤں گی۔"
"اس برستی بارش میں اگر ٹیکسی مل سکتی ہے تو ضرور۔" انہوں نے باہر کی سمت قدم بڑھا دیے۔ لڑکی نے متذبذب سے انداز میں انہیں جاتے دیکھا۔ اور پھر برستی بارش کو۔ اپنی بھیگی ہوئی شال کو وجود کے گرد اچھی طرح لپیٹتے ہوئے ان کے پیچھے قدم بڑھا دیے۔
"ایڈریس!" گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے ڈاکٹر شہوز نے پوچھا تو اس نے آہستگی سے پتہ دہرا دیا۔
"زندگی اتنی ارزاں تو نہیں کہ یوں داؤ پر لگا دی جائے۔ اندھیرے بڑھ جائیں تب بھی روشنی کی امید رکھنی چاہیے۔"
وہ گردن موڑ کر باہر دیکھنے لگی۔ ڈاکٹر شہوز بھی خاموش ہو گئے۔
گاڑی اس کے گھر کے سامنے جا رکی تھی۔
چوکیدار نے لڑکی کو دیکھ کر سلام کیا اور گیٹ کھول دیا۔ بارش کے پیش نظر وہ گاڑی پورچ میں لے گئے۔
"آپ کا گھر بہت خوب صورت ہے۔ غالباً" آپ کے شوہر نے آپ کے لیے بنوایا ہے۔" انہوں نے ستائشی نظروں سے اس کے خوبصورت لان کو دیکھا۔
"تھینک یو سر۔" وہ دروازہ کھول کر اتر گئی۔
تب ہی اس کا شوہر تیزی سے باہر آیا اور ٹھٹھک گیا۔
"تم ٹھیک تو ہو، کیا ہوا؟" بیوی کی حالت دیکھ کر وہ فکر مند ہو گیا تھا۔
"معمولی سا ایکسیڈنٹ تھا۔ ویسے فکر کی بات نہیں ہے۔" ڈاکٹر شہوز نے تسلی دی۔
"ارے ڈاکٹر صاحب آپ۔۔۔"
"اتفاق سے میں وہاں سے گزر رہا تھا۔۔۔"
"اندر تو آئیں۔" وہ اصرار کرنے لگا۔ "کچھ چائے کافی۔"
"نہیں شکریہ۔ میں آل ریڈی لیٹ ہو چکا ہوں۔" باوجود اصرار کے وہ معذرت کر کے گاڑی ریورس کرنے لگ… وہ تب تک کھڑا رہا جب تک ان کی گاڑی گیٹ سے باہر نہیں نکل گئی۔ پلٹ کر دیکھا اس کی بیوی اندر جا چکی … پھر بے بسی سے سر جھٹکتے ہوئے وہ اندر چلا آیا۔ اس کی بیوی اپنے گیلے کپڑے بدلنے کے بجائے یونہی بیٹھی … شلوار کا پائنچہ اوپر چڑھائے اپنی چوٹ دیکھ رہی تھی۔
وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔
"زیادہ چوٹ تو نہیں آئی؟" اس کا لہجہ ہمدردی سے خالی تھا۔
لڑکی نے نفی میں سر ہلایا اور پائنچہ نیچے کر لیا۔
"مجھے نہیں پتا کہ تم مجھے کہاں کہاں ذلیل کرواؤ گی میں صبح سے تمہارے لیے خوار ہو رہا ہوں اور مجھے کچھ پتا … تم کہاں ہو؟ کس کے ساتھ ہو۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ ضبط کھو بیٹھا تو بولتا چلا گیا۔ وہ بہتے ہوئے چہرے کے ساتھ اسے دیکھتی اور سنتی رہی۔ پھر اچانک بازوؤں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔
اس کا وجود ہچکیوں کی زد میں تھا۔
"میں بہت بری ہوں۔ میں بہت بری ہوں۔"
سامنے بیٹھے شخص کے چہرے کے تاثرات سے سختی پگھلنے لگی۔ وہ اٹھا اور اس کے قریب آ بیٹھا۔ وہ اب بھی اسی فقرے کی تکرار کر رہی تھی۔
"پتا نہیں میں اس کے سامنے ہمیشہ بے بس کیوں ہو جاتا ہوں۔" اس نے آہستگی سے اس کے گرد بازو پھیلایا۔
وہ اس کے سینے سے آ لگی اس کے رونے میں اور شدت پیدا ہو چکی تھی۔
اس نے اسے رونے دیا اور ہولے ہولے تھپکتا رہا۔

✠ ✠ ✠ ✠

دروازہ بے آواز کھلا۔
عادل نے اندر جھانکا۔ پھر آہستگی سے عمر سے کہا۔
"ڈیڈی مصروف ہیں۔"
ڈاکٹر شہوز نے ذرا سا رخ بدل کر دیکھا تو اس نے جھٹ دروازہ بند کر دیا اور یہ دوسری بار ہوا تھا۔
"عادل عمر۔۔۔" انھوں نے پکارا۔ دروازہ کھلا اور دونوں باری باری اندر چلے آئے۔
"کیا بات ہے؟" گلاسز کے عقب سے جھانکتی آنکھوں میں سنجیدگی تھی اور حرا نے بچوں کو اچھی طرح ٹرینڈ کر رکھا تھا کہ جب ڈیڈی اسٹڈی میں ہوں تو انہیں ہرگز ڈسٹرب نہیں کرنا۔ اسی لیے وہ کچھ پزل سے تھے۔
"ڈیڈی! یہ عمر ضد کر رہا ہے۔" عادل نے بڑے پن کے ساتھ کہا۔
"کس بات کی؟"
"ممی ابھی تک نہیں آئیں۔" عمر بسورا۔ ڈاکٹر شہوز نے گلاسز اتار کر ٹیبل پر رکھے اور فائل بند کر دی۔
"یہاں آؤ۔۔۔" انھوں نے پکارا تو دونوں آ کر ان کے گھٹنے سے لگ گئے۔ انھوں نے پیار سے دونوں کے بال سنوارے۔
"کھانا کھا لیا؟"
"جی۔۔۔" دونوں نے اکٹھے جواب دیا۔ ابھی کچھ دیر قبل ملازمہ انہیں کھانا کھلا کر ان سے اجازت لے کر گئی تھی۔ بچوں کی فرمائش پر اس نے کارٹون چینل لگا دیا تھا۔ لیکن اب شاید انہیں نیند آنے لگی تھی۔ انھوں نے ٹائم دیکھا۔ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی۔ حرا یقیناً "آتی ہی ہو گی کہ وہ بچوں کی طرف سے زیادہ دیر غافل نہیں رہ سکتی تھی۔
"ابھی آ جائیں گی۔" وہ دونوں کو لے کر ٹی وی لاؤنج میں آ گئے کہ نیند کے باوجود وہ حرا کے بغیر سونے کو تیار نہ ہوتے۔ انہیں چھوٹی چھوٹی باتوں سے بہلاتے ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ حرا آ گئی۔
"ایک بات تو طے ہے شادی دو بندوں کے ساتھ ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ ایک تو وکیل اور دوسرے ڈاکٹر خواہ سائیکاٹرسٹ ہی کیوں نہ ہو۔" اس نے چھوٹتے ہی کہا۔ بچے دوڑ کر اس سے لپٹ گئے۔
"سائیکاٹرسٹ تو سمجھ میں آ گیا۔۔۔ مگر یہ وکیل پر نزلہ کیوں؟" ڈاکٹر شہوز نے سیاہ ساڑھی میں نازک سا ہیرے سیٹ پہنے نکھری سنوری بیوی کو نظروں میں سمو کر پوچھا۔
"کیونکہ آج کے اس فیملی ڈنر میں ایک میں اکیلی تھی یا پھر عفت آپی۔۔۔" وہ جل کر بولی تو قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ عفت، حرا کی بڑی بہن تھیں جن کی شادی وکیل سے ہوئی تھی۔
"ہنسنے کی بات نہیں ڈاکٹر صاحب! مجھے آپ پر سخت غصہ ہے۔" وہ بچوں کو لے کر ان کے بیڈ روم میں لے گئی۔ ڈاکٹر شہوز نے بھی باقی کام کل پر چھوڑ دینے کا فیصلہ کرتے ہوئے بیڈ روم کا رخ کیا۔ حرا بچوں کو سلا کر آئی تو تار جہاں یہ ٹوٹی تھی وہیں سے دوبارہ جوڑ دی۔

"ہر کوئی آپ کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ شہوز! ابھی تو میرے اور گھر کے لیے بھی وقت نکالا کریں۔"
اس نے جیولری اتار کر ڈبے میں بند کی۔ پھر وارڈروب کی طرف مڑی۔
"ہونہہ! ابھی چینج مت کرو۔" ڈاکٹر شہوز نے روکا۔
حرا نے تیکھی نظروں سے اسے گھورا تو انھوں نے مسکرا کر پاس آنے کا اشارہ کیا۔
"شہروز! آپ ہمیشہ ایسے ہی کرتے ہیں۔" وہ قریب تو آ گئی مگر شکوہ کیے بغیر نہ رہ سکی۔ "آپ کے نزدیک سب کچھ اہم ہے مگر میں اور میرے جذبات نہیں۔ کیا مجھے آپ کی رفاقت کی ضرورت نہیں؟"
"ہر وقت تمہارے پاس ہی تو ہوتا ہوں۔" انھوں نے آہستگی سے اس کو بالوں سے کیچر نکالا۔ حرا کے سلکی سیاہ بال شانوں پر بکھر گئے۔
"مجھ سے زیادہ اپنے مریضوں کے پاس۔"
"بہت اچھی لگ رہی ہو۔" شہروز نے سرگوشی کی۔
حرا نے جھٹکے سے اپنے بالوں کی لٹ چھڑائی اور ذرا پیچھے کھسک کر گھورنے لگی۔
"بیویوں کے بارے میں آپ سے بہتر کون جان سکے گا مسٹر سائیکاٹرسٹ، دو چار میٹھی باتیں، بیچاری بیویاں مٹھی میں۔"
ڈاکٹر شہوز کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔
"ویل سیڈ! تم تو مجھے اچھا خاصا سمجھنے لگی ہو۔"
"شہروز۔" اس نے ارد گرد دیکھ کر تکیہ کھینچنا چاہا۔ مگر شہوز نے تکیہ کھینچ لیا۔ وہ اپنی ہی جھونک میں تکیے کی جگہ گری تھی۔ پہلے جھنجلائی پھر ہنسنے لگی۔
"کیسا تیر بہدف نسخہ ہے۔"
"کون سا۔۔۔؟" حرا نے حیران ہو کر پوچھا۔
"یہی دو چار میٹھی باتیں۔" وہ مزے سے گویا ہوئے۔ اب کہ اس نے واقعی تکیہ انھیں کھینچ مارا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ دونوں ہاتھوں سے بکھرے بال سمیٹے۔ پھر کچھ یاد آنے پر پوچھنے لگی۔
"بات سنیں۔ کل شام آپ کہاں تھے؟"
"کل شام۔۔۔" انھوں نے کچھ سوچا پھر مسکرائے۔ متبسم نگاہوں سے بیوی کو دیکھا۔
"موسم انجوائے کر رہے تھے کسی مہ وش کی سنگت میں۔"
"بات سنیں ڈاکٹر صاحب۔" حرا نے ہاتھ اٹھا کر سنجیدگی سے کہا۔ "میں یہ مہ وش ٹائپ کی پیشنٹ تو برداشت کر لوں گی مگر کلینک سے باہر ہرگز نہیں۔"
"تو کس نے کہا ہے کرو۔۔۔" ان کا لہجہ خوب صورت جذبات سے بھیگ سا گیا۔

✵ ✵ ✵

"بس بہت ہو گیا۔" گھر میں گھستے ہی وہ چلایا اور ساتھ ہی ہاتھ گھما کر موبائل دیوار پر دے مارا۔ نازک سا موبائل سیٹ دیوار سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔
وہ تھکے تھکے قدموں اور دکھتے سر کے ساتھ اندر جانے کو بڑھ رہی تھی۔ ٹھٹھک کر رکی۔ اور مڑ کر اسے دیکھنے لگی۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔ وہ یوں اس کی سمت جھپٹا گویا اس کا گلا دبا دے گا۔ وہ پوری طرح دیوار سے جا لگی۔
"تم نے تماشا بنا کر رکھا ہے مجھے ہر جگہ ذلیل کروانے کا۔ تماشا بن چکا ہوں میں۔ ہر کوئی مجھ پر ہنستا ہے۔ کیا چاہتی ہو تم۔۔۔ ساتھ رہنا نہیں چاہتیں تو دفع ہو جاؤ۔ یہ تماشے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ایک شریف انسان ہوں۔ میں نے شادی ایک شریف عورت سے کی تھی۔ ایسی عورت سے نہیں جس کے بارے میں میں یہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بھی نہیں جانتا کہ وہ کب کہاں ہوگی۔ اور شریف عورت کی طرح گھر بیٹھنا تمہیں منظور نہیں۔" اس کی سخت گرفت اس کا جبڑا ہلا گئی مگر لبوں سے کراہ تک نہ نکلی۔

"کیا نہیں دیا میں نے تمہیں۔ اس بنگلے میں اچھا کھانے' اچھا پہننے کو ملا تو نخرے ہونے لگے۔ سڑک پر مزدوری کرتی عورت کو یہ دورے کیوں نہیں پڑتے۔ تمہارا وہ بھائی کہتا تھا الو کا پٹھا نفسیاتی مسئلہ ہے کسی سائیکاٹرسٹ کے پاس لے چلو..... جہنم میں جاؤ تم۔ میرا صبر جواب دے چکا ہے۔ محبت' عزت کچھ راس نہ آیا تمہیں۔ آج پورے خاندان کے سامنے ذلیل کروایا ہے کن کن سوالوں کا جواب دوں کہ کیا مسئلہ ہے میری بیوی کے ساتھ.....؟"

"آج....." اس نے دکھتے ہوئے سر کے ساتھ سوچنے کی کوشش کی۔ آج وہ اپنے شوہر کے ساتھ کسی پارٹی میں گئی تھی۔ اچھی بھلی پارٹی تھی۔ سب نے اس کی ساڑھی' زیور اور خود اس کی تعریف کی تھی۔ پتا نہیں بیٹھے بیٹھے کیا ہوا۔ سب لوگ' سب خوب صورت منظر ہنگامہ خوش گپیاں کرتی خواتین' ادھر ادھر بھاگتے دوڑتے کھیلتے خوب صورت بچے ان ہی میں سے کوئی بچہ بھاگتے بھاگتے اس کی ٹانگوں سے آلپٹا تھا۔ اور اسے لگا کہ کسی نے اسے اپنے شکنجے میں جکڑ لیا ہو۔ گرم کافی کا مگ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پھر..... "پھر کیا ہوا؟" اس نے ذہن پر کچھ زور دیا۔

کس نے پکڑا' کس نے سنبھالا اسے کچھ بھی یاد نہ تھا۔ بس اب وہ اپنے سامنے کھڑے مرد کو چیختے چلاتے سن رہی تھی۔

"بس بہت ہو چکا۔ تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ ابھی اور اسی وقت' میں تمہیں مزید برداشت نہیں کر سکتا ہوں۔" اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہتے ہوئے سامنے کھڑی عورت کو دیکھا۔ جس کے لب کپکپا رہے تھے۔ مگر وہ کچھ بول نہیں رہی تھی۔ جس کی آنکھوں میں بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

اسے اس عورت سے۔ جس کے ساتھ وہ چار سال گزار چکا تھا۔ کوئی ہمدردی محسوس نہ ہوئی۔

"کل کا سورج تمہیں اس گھر میں نہ دیکھے۔" اس نے انگلی اٹھا کر تنبیہہ کی اور تیزی سے بیڈ روم میں چلا گیا۔ دروازہ بہت زور سے بند ہوا تھا۔ ایک پل کو وہ کانپ سی گئی۔ اس نے پلٹ کر بند دروازے کو دیکھا۔

"وہ مجھے کیا کہہ گیا ہے؟"

اس کے ذہن میں بہت سے جملے' اور تند و تیز لہجہ چکرانے لگا۔ وہ وہیں دیوار کے ساتھ گھسٹتی ہوئی بیٹھ گئی۔ دونوں بازو گھٹنوں کے گرد لپیٹ کر چہرہ چھپا لیا۔ اس کا جسم ہولے ہولے کانپنے لگا تھا۔

"میں کہاں جاؤں گی..... میرا ہے کون؟"

"کل کا سورج تمہیں اس گھر میں نہ دیکھے۔"

اس نے سر اٹھا کر آف وائٹ در و دیوار کو دیکھا۔ اچانک لگا دیواریں سکڑنے لگی ہیں' ہر چیز جگہ بدلنے لگی ہے' دھڑ..... دھڑ نجانے کیا کچھ گرا تھا۔ اس نے دونوں بازو سر پر رکھ کر خود کو بچانے کی سعی کی مگر چیزیں گرتی چلی جا رہی تھیں اور کمرے میں دھول بھرنے لگی تھی اس کی سانسیں گرد و غبار سے الجھنے لگیں دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر اس نے سانس کھینچنے اور نکالنے کی کوشش کی مگر بے سود وہ زور زور سے کھانسنے لگی۔

وہ چیخنا چاہتی تھی اپنے شوہر کو مدد کے لیے پکارنا چاہتی تھی اور شاید اس نے پکارا بھی کیونکہ دروازہ کھلا تھا اور اس نے دیکھا۔

اس نے انہیں دیکھا جو اسے مار ڈالنا چاہتے تھے۔ اسے لگا یہ کمرہ اس کی قبر بننے والا ہے۔

وہ اٹھی اور دیوانہ وار باہر کی طرف بھاگی مگر برآمدے میں ماربل کے پلر کے ساتھ بری طرح ٹکرا کر گری پھر پلر کے ساتھ لپٹ کر زور زور سے رونے لگی۔

نجانے کب تک روئی کہ روتے روتے تھکنے لگی۔ تب ہی کسی مہربان آواز نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور دھیرے دھیرے تھپکنے لگی۔

"زندگی میں کبھی بھی ہمیں ایسے غمگسار و مونس کی ضرورت ہوتی ہے جس کے سامنے ہم اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر سکیں کوئی ایسا اجنبی جس کے سامنے ہم اپنا آپ کھول کر رکھ دیں جس کے سامنے ہماری سجی سجائی شخصیت کا بت پاش پاش ہو تو یہ خدشہ نہ ستائے کہ وہ ہم سے نفرت کرے گا..... جب دل پر بوجھ اتنا بڑھ جائے کہ سانس لینا دشوار محسوس ہو تو شہروز رضا کو ضرور یاد کیجئے گا۔"

اس کے آنسو آنکھوں میں جمنے لگے۔

✠ ✠ ✠ ✠

"میرے شوہر کا خیال ہے کہ میں پاگل ہو رہی ہوں۔"

حسب توقع انہیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ وہ ان کے سامنے تھی۔ بے حد مضطرب اور مضمحل۔ اس کی آنکھیں پہلے سے زیادہ ویران اور بجھی بجھی سی تھیں۔ سیاہ شال اوڑھے' اپنے کپکپاتے ہاتھوں کی انگلیاں چٹخاتے وہ حسین ان کے سامنے بیٹھی کہہ رہی تھی۔

"ضروری نہیں کہ ان کے خیال سے متفق ہوا جائے۔" ڈاکٹر شہروز نے کہا۔

"نہیں۔" اس نے نچلا لب کچلا "مجھے اس کے خیال سے اختلاف نہیں حقیقت تو یہ ہے کہ میں سچ مچ پاگل ہو جانا چاہتی ہوں۔"

"پاگل ہونے کے لیے کسی سائیکاٹرسٹ کی ضرورت تو نہیں پڑتی۔" ڈاکٹر شہروز مسکرائے۔ وہ بے چین سی ہو کر انگلیاں چٹخانے لگی۔

"آپ کی چوٹ اب کیسی ہے.....؟"

"وہ کہتا ہے میں اس کے گھر سے نکل جاؤں۔" اس نے گویا ان کا سوال سنا ہی نہ تھا۔ ڈاکٹر شہروز خاموشی سے اس کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھتے رہے۔

"لیکن میں کہاں جاؤں گی..... میرا تو کوئی گھر کبھی تھا ہی نہیں جہاں سے میں آئی تھی وہ گھر گھر نہیں رہا پاگل خانہ بن چکا ہے۔ وہاں ہر کوئی اپنے اپنے ضمیر کی چبھن کی تاب نہ لاتے ہوئے چیخنے چلانے لگتا ہے۔ جہاں میں جانا چاہتی تھی۔ وہ گھر ختم ہو گیا۔ تقدیر نے اسے سرے سے مٹا ڈالا اور جس گھر میں میں نے پڑاؤ سمجھ کر پڑاؤ ڈالا وہ بکھرنے کو ہے۔ میں کہاں جاؤں ڈاکٹر! اس روئے زمین پر میرا تو کوئی ٹھکانا ہی نہیں۔ میں تو اپنے ہاتھوں سب برباد کیا ہے۔ کبھی اس بچے کو دیکھا ہے جو ریت کے گھروندے بنائے پھر ایڑی مار کر توڑ دے۔ میں نے ساری عمر ریت کے گھروندے ہی بنائے میں ہمیشہ نادان بچہ بنی ایڑیاں مار مار کر گھروندے توڑتی رہی کبھی بالغ ہو ہی نہ سکی۔" وہ اضطراری انداز میں ناخن چبانے لگی۔ پھر گلے پر ہاتھ رکھ کر بند کھڑکی کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"کھڑکیاں کھول دیں ڈاکٹر.....!"

انھوں نے خاموشی سے اٹھ کر سلائیڈز ہٹا دیں اور پلٹ کر اسے دیکھنے لگے۔ تازہ ہوا اندر آئی تو اس نے ایک طویل سانس لے کر گلے سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔ میں کسی کو سب کچھ بتانا چاہتی ہوں مگر....." اس نے بے چارگی سے ڈاکٹر کی سمت دیکھا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا میں کہاں سے شروع کروں۔

"بچپن میں۔" ڈاکٹر شہروز ذرا سا کھنکھارے اور اس کے سامنے آ بیٹھے۔ "تم نے بہت سی کہانیاں سنی ہوں گی..... ماں سے یا دادی سے۔"

اس نے الجھی ہوئی نظروں سے ان کی سمت دیکھا۔

"کہانیاں کہاں سے شروع ہوتی ہیں؟" ڈاکٹر نے سوال کیا۔

"ایک دفعہ کا ذکر....." وہ کچھ نا سمجھی کے عالم میں بولی تھی۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے اک لڑکی تھی بہت خوب صورت اور پیاری....."

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس کے سیاہ پڑتے لبوں کے کنارے ذرا سا پھیلے۔

"کہانی کسی ایک فرد کا قصہ تو نہیں ہوتی ڈاکٹر صاحب ..... بہت سے لوگ، بہت سے کردار اس میں اپنا اپنا حصہ ڈالتے ہیں تو اک کہانی بنتی ہے۔ آپ کہاں تک سنیں گے۔"

"جہاں تک تم سنا سکو۔" وہ برجستہ گویا ہوئے۔

وہ الجھن آمیز انداز میں انہیں دیکھنے لگی۔

"اک لڑکی تھی بہت خوب صورت اور پیاری۔" انہوں نے دوبارہ اکسایا۔

"نہیں۔" اس نے آہستگی سے ان کی بات کاٹی اور سرگوشی کے عالم میں گویا ہوئی۔

"ایک چھوٹی سی بچی تھی بہت خوب صورت اور پیاری ..... لیکن یہ کہانی یہاں سے شروع نہیں ہوتی کیونکہ یہ اک پورے گھر کی کہانی ہے۔"

✠ ✠ ✠ ✠

آخر گرمیوں کی اک خاموش سی دوپہر تھی۔

فضا میں گھلی ملی اک عجیب سی اداسی محسوس ہو رہی تھی۔

وہی اداسی جو کسی رخصت ہوتے موسم کو دیکھ کر درختوں کے پتوں سے لپٹنے اور شاخوں پر لٹکنے لگتی ہے۔ وہی اداسی جو پرندوں کے گیتوں پر اپنے نم افسردہ لب رکھ کر خاموش کروا دیتی ہے۔

کسی دیرینہ دوست سے بچھڑنے کی اداسی اور پھر ملنے کی امید درختوں سے لپٹی گھاس کی نرم کونپلوں کی طرح پھوٹنے لگتی ہے۔

دوپہر اب جلدی ڈھلنے لگی تھی۔

پرندوں کے آنے جانے کا وقت گھنٹہ بھر پیچھے ہو گیا تھا۔

موذن کی پکار گزشتہ وقت سے کچھ پہلے مسجد کے گنبد سے اٹھنے لگتی۔

آنے والا موسم ابھی کچھ دور تھا۔

اور فضا میں فقط اک موہوم سی اداسی، خاموشی کا احساس باقی تھا۔

وہ کب سے گول برآمدے میں کھڑے املتاس کے پیلے پھولوں سے لدے درختوں کو دیکھ رہے تھے۔ فضا کی خاموشی دھیرے دھیرے ان کے ذہن و دل کی خاموشی سے ہم آہنگ ہونے لگی۔

املتاس کے پیلے پھولوں پر سنسان دوپہر کے آخری قدم تھے۔

اور ان کا اس پانچ کمروں والے گھر میں پہلا دن۔ وہ جو کہتی تھی۔

"وقار! جب ہم اس گھر میں شفٹ ہوں گے تو سردیوں میں شام کی چائے آتش دان کے پاس پیا کریں گے اور گرمیوں میں املتاس کے پیڑوں کے سائے میں گل دوپہری کی کیاری کے پاس۔"

یہاں سے گزرتے ہوئے اس کے قدم ہمیشہ لکڑی کے گیٹ کے پاس رک جاتے اور وہ اچک اچک کر اندر جھانکنے لگتی۔

"میں اس دو کمروں والے گھر میں رہتے رہتے اکتا گئی ہوں وقار۔" وہ پلٹ کر انہیں دیکھتی۔ ان دنوں اس مکان پر مقدمہ چل رہا تھا کہ یہ مکان ان کے دادا کا تھا۔ چند دور پرے کے رشتہ دار خواہ مخواہ حصہ دار بننے چلے آئے اور قابض ہو گئے۔ آج جب کہ یہ گھر انہیں مل گیا تھا تو املتاس کے پیڑ بھی تھے، گل دوپہری کی کیاری بھی۔

بس وہ نہیں تھی۔

ان کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی تیرنے لگی کہ ابھی زخم تازہ ہی تھا۔

انہوں نے پلٹ کر دیکھا۔ جالی کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ اندر باہر نیا پرانا سامان بکھرا ہوا تھا۔ کبھی کبھی کچھ سامان گھسیٹنے اور برتن کھڑکنے کی آوازیں اٹھتیں۔

"کیا کچھ نہ سوچا تھا۔ جب تمہارے ساتھ اس گھر میں آؤں گا تو ....." انہوں نے مایوسی سے سر جھٹکا۔

"بہت جلد ساتھ چھوڑ دیا سارا، بہت جلد۔ ابھی تو سفر کا آغاز ہی ہوا تھا کہ تم نے نئی منزلوں کی راہ دیکھ لی۔ میرا نہیں تو اپنی ننھی بیٹی کے متعلق ہی سوچا ہوتا۔"

انہیں اچانک اپنی ننھی بیٹی کا خیال آیا تو اندر کی طرف رخ کر کے آواز دی۔

"ایمی ..... ایمی۔"

ذرا توقف کے بعد انہوں نے پھر اسے آواز دی وہ اندر سے نکلنے کے بجائے لان کی طرف سے بھاگتی چلی آئی اور ٹانگوں سے لپٹ گئی۔

"ڈیڈی۔"

"میرا بچہ۔" انہوں نے جھک کر اسے بازوؤں میں بھر کر اٹھا لیا۔

"ڈیڈی! اب ہم یہیں رہیں گے؟"

انہوں نے دیکھا اس کی ہتھیلیاں سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ ابھی ابھی گل دوپہری کی کیاری اجاڑ کر آئی تھی۔

سرخ ہتھیلیاں، املتاس کے پیلے پھول۔

سرخ اور پیلا رنگ گڈمڈ سا ہو رہا تھا۔

"ہاں۔" انہوں نے بے اختیار اس کی ہتھیلیاں چوم لیں۔

"تو پھر آپ ممی کو بھی ساتھ لے آتے۔" اس نے پیلے پھول برآمدے میں ادھر ادھر گرا دیے۔ وقار الحسن کا چہرہ سرخ سا ہو گیا۔

"آپ کو نیا گھر کیسا لگا؟" انہوں نے بات بدل دی۔

"بہت بڑا ہے۔" ان کے پہلے گھر کی نسبت یہ گھر واقعی بہت بڑا تھا۔ "یہاں پھول بھی ہیں اور چڑیاں بھی۔"

"ہاں۔" انہوں نے غور سے بیٹی کو دیکھا۔ وہ کچھ کچھ اپنی ماں جیسی تھی۔ انہوں نے بے اختیار اس کے گال چوم لیے۔

"ڈیڈی! ادھر میرا اسکول نہیں ہے۔"

"ہم آپ کو نئے اسکول میں داخل کروائیں گے۔"

"نئے اسکول کی مس کیسی ہوں گی۔"

"بہت اچھی ہوں گی۔ خدیجہ بی، خدیجہ بی!" انہوں نے پلٹ کر آواز لگائی۔

"آتی ہوں میاں!" اندر کہیں سے آواز آئی۔

"اب آپ کپڑے بدلیں، ہاتھ منہ دھوئیں پھر کھانا کھاتے ہیں۔"

ان کے عقب سے ایک خاتون نمودار ہوئیں۔ عمر کوئی چالیس پچاس کے درمیان۔ چہرے پر جھریاں نہ ہونے کے برابر۔ سر کے بال بالکل سفید جھاگ، جنہیں مہندی لگا کر چھپانے کی کوشش بھی نہ کی گئی تھی۔

"کیا ہے وقار میاں ..... اب کوئی کام بھی کرنے دو ..... اتنا بکھرا ہوا ہے اور میں اکیلی جان۔ کدھر کدھر دیکھوں۔" ان کی آواز ہلکی سی کرختگی لیے ہوئے تھی اور یہ ان کے بولنے کا قدرتی انداز تھا۔

"کھانا تیار ہے خدیجہ بی؟"

"دال کی کھچڑی بنائی ہے۔ ابھی دم پر ہے۔ اب جلدی میں تو یہی بن سکتا تھا۔" انہوں نے کھسکتا ہوا دوپٹہ کانوں کے پیچھے اڑسا۔

"نہیں نہیں اچھی لگتی۔" وہ باپ کے گلے سے لٹکی بسوری۔

خدیجہ بی نے اسے بری طرح گھورا اور جھنک کر بولیں۔

"ہاں تو تم مہارانی ہے مہارانی ..... جاؤ میاں! اپنی شہزادی بیٹی کے لیے کوئی کباب شباب لے آؤ۔ اس کے حلق

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

سے نہیں! ترے گی خالی کھچڑی۔"

"آپ اس کا ہاتھ منہ دھلوا کر کپڑے بدلیں۔"

"ابھی صبح تو بدلوائے تھے۔" انہوں نے سر پر ہاتھ مار کر اس کے کپڑوں کی خراب حالت دیکھی۔

"جاؤ ایمن......"

ایمن نے دونوں بازو خدیجہ کی طرف پھیلائے۔

"اتنی بڑی ہو گئی ہو۔ ہم سے نہیں اٹھائی جائیں۔"

وقار الحسن نے اسے نیچے اتار دیا۔ وہ اچھلتی کودتی خدیجہ بی کے آگے آگے اندر چلی گئی۔

"آپ ممی کو بھی ساتھ لے آتے۔"

"کاش یہ میرے اختیار میں ہوتا۔"

انہوں نے مایوسی سے سر جھٹکا اور باہر کی سمت چل دیے۔ انہیں ایمن کے لیے برگر یا کباب لے کر آنا تھا۔

☼ ☼ ☼

سارا کی وفات کے بعد زندگی کتنی مشکل ہو گئی تھی۔ ہر چیز بکھری ہوئی۔ ایمن بہت ضدی ہو گئی تھی۔ نہ کوئی اسے دیکھنے والا تھا نہ وقار الحسن کا خیال رکھنے والا۔ خدیجہ بی اپنی سی کوشش کرتیں۔ مگر اس بڑے گھر میں آ کر وہ خود بھی جھنجلائی پھرتیں۔ یہاں ایمن جیسی ضدی اور شریر بچی کو ڈھونڈنا مشکل ہو جاتا۔ وہ کوئی نہ کوئی ہنگامہ کر کے گھر کے کسی نہ کسی کونے میں جا چھپتی۔ اور وہ اس کے پیچھے ہلکان ہوتی رہتیں۔ پچھلے ایک سال میں ماں کی وفات کے بعد ایمن نے انہیں اور وقار الحسن کو صحیح معنوں میں ناکوں چنے چبوائے تھے۔ وقار کے دفتر جانے کے بعد خدیجہ بی کو کئی کئی جتن کر کے اسے اسکول کے لیے تیار کرنا پڑتا۔ وہ ناشتہ اٹھا کر پھینک دیتی کہ ممی کے ہاتھ سے کروں گی۔ یونیفارم لے جا کر نل کے نیچے رکھ کر نل کھول دیتی۔ خدیجہ بی کے بال نوچتی، دوپٹہ پھاڑ دیتی۔ وہ بے چاری روہانسی ہو جاتیں۔

"وقار میاں! یہ بچی ہم سے نہیں سنبھلتی۔"

خود وقار کہاں سکون میں تھے۔ اس اکلوتی بیٹی کے سارا نے بہت ناز اٹھائے تھے۔ وہ ناشتہ تک ماں کے ہاتھ سے کرتی تھی۔ اب ساری ساری رات روتی۔

"مجھے ممی کے ساتھ سونا ہے، مجھے ممی لا کر دیں۔"

ساری ساری رات اسے کندھے سے لگائے صحن میں چکراتے ہوئے وہ خود بھی رو دیتے۔ کن مشکلوں سے وہ سنبھلی تھی اور اسکول جانے لگی تھی مگر ہر روز گھر میں آ کر ہر کمرے میں جھانکتی۔

"ممی نہیں آئیں؟"

اب گھر بدل گیا تھا۔ یہاں اس کی دلچسپی کے لیے بہت کچھ تھا۔ درخت، پھول، درختوں کی کھوہ میں خرگوش کے بچے۔

بھاگتی دوڑتی گلہریاں۔

درختوں کی شاخوں میں چھپی چڑیاں اور ان کے گھونسلے۔

وہ سارا دن اپنی ہی سرگرمیوں میں مگن رہتی اور خدیجہ بی اس کے پیچھے ہلکان رہتیں۔

"ارے بٹیا! کبھی تو ٹک کر گھر کے اندر بھی رہا کرو۔ میں کہاں ان جھاڑ جھنکاڑوں میں تمہیں ڈھونڈتی پھروں۔" وہ اکتا جاتیں۔ "یہ بڑا گھر بھی وبال جان ہی ہو گیا۔ اچھا بھلا دو کمروں، برآمدے اور صحن والا گھر تھا۔ بہت ہوا تو ناراض ہو کر باتھ روم میں گھس گئی۔ ہر وقت نظروں کے سامنے رہتی تھی۔ اب میں بوڑھی جان اور یہ شیطان کی نانی، اب میں کچن دیکھوں یا اس کے پیچھے بھاگ دوڑ کروں۔ ذرا خراش آئی تو باپ نے تو میری گردن ہی پکڑنی

ہے۔" وہ بڑبڑاتی رہتیں۔

"خدیجہ بی! مجھے لگتا ہے اب تم تھکنے لگی ہو۔"

"ایسی آفت کی پرکالہ ہے تمہاری بیٹی۔ ایک بندہ تو اس کی خبر گیری کو چاہیے۔"

"ہے کہاں؟" وہ ابھی ابھی دفتر سے تھکے ہارے لوٹے تھے۔ نوکری زیادہ اچھی نہ تھی۔ نہ ہی تنخواہ کچھ خاص تھی۔ مگر کام بے تحاشا، بس گزارا ہو رہا تھا۔

"ابھی بٹھا کر آئی ہوں کہ بستہ کھول کر دیکھو۔ کتنے دنوں سے کتاب کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ میاں اسے اسکول میں داخل کرواؤ۔"

"ہاں خدیجہ بی! سوچ رہا ہوں۔ بس دفتر سے چھٹی نہیں ملتی۔ یہاں نزدیک ہی اسکول ہے۔"

"پرانا اسکول بھی زیادہ دور تو نہیں۔ بچی کی ادھر سہیلیاں بھی ہیں۔ دل لگا ہوا تھا۔" خدیجہ بی نے مسالا بھونتے ہوئے صلاح دی۔

"اتنا بھی نزدیک نہیں، مجھے خود لانا لے جانا پڑے گا۔ سارا تھی تو یہ فکر بھی نہ تھی۔" وہ پانی کا گلاس بھرتے بھرتے رک گئے۔ لہجہ بھیگ سا گیا۔

خدیجہ بی نے پلٹ کر انہیں دیکھا۔

"ہاں وقار میاں! سارا بی بی نے تو ساری ہی ذمہ داریاں اٹھا رکھی تھیں۔ وہ تھیں تو کسی قسم کی فکر نہ تھی۔"

"یہ اسکول گھر کے پچھواڑے ہی ہے۔ آپ بھی چھوڑنے جا سکتی ہیں۔"

انہوں نے فوراً موضوع بدلا۔

"کسی دن دفتر سے چھٹی لے لو ذرا بچی کا دھیان بٹے۔ سارا دن اور اور پھرتی میری جان کھاتی ہے۔"

"ہاں دیکھتا ہوں، کھانے میں کتنی دیر ہے؟" انہوں نے پانی پی کر گلاس میز پر رکھا۔ آج ہاف ڈے تھا اس لیے وہ جلدی چلے آئے تھے۔

"بس تھوڑی دیر ہی ہے۔ تم نہا دھو لو تب تک میں روٹی بناتی ہوں۔"

انہوں نے سبزی دھو کر پتیلی میں ڈالی۔ دوسرا چولہا جلا کر توا اوپر رکھا اور بڑبڑانے لگیں۔

"جتنی بھی جلدی کروں دیر ہو ہی جاتی ہے۔ سارا بی بی کے ہوتے تو ایسا کبھی نہ ہوا تھا کہ وقار میاں کے آنے سے کھانا تیار نہ ہو۔ خود بھی پھرتیلی تھی مجھے بھی دوڑائے رکھتی۔ کم آمدنی کے باوجود سلیقہ بلا کا تھا کہ کبھی کسی کمی کا احساس نہ ہوتا۔ ہر سال دو جوڑے مجھے بھی سلوا دیتی تھی۔"

وقار بوجھل دل لیے باہر نکل گئے۔

ٹی وی کے سامنے ایمن کا بیگ بکھرا ہوا تھا۔ کتابیں، کاپیاں، پنسلیں ہر چیز بیگ سے باہر تھی اور وہ خود غائب۔

"ایمن! ایمن بیٹا۔" انہوں نے کھڑے ہو کر آواز دی۔

"یہاں نہیں ہے تو باہر جا کر دیکھو۔" خدیجہ بی کچن سے پکاریں۔ تو وہ دروازہ کھول کر برآمدے میں آ گئے اور تلاشی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ گھر کے ارد گرد وسیع جگہ تھی۔ لان کے علاوہ بھی کچھ جگہ مختلف درختوں، جھاڑ جھنکاڑ اور خودرو پودوں، بیلوں سے بھری ہوئی تھی۔ سامنے لان چیئر پر ایمن کا سویٹر پڑا تھا۔ یقیناً کھیلتے کھیلتے گرمی لگی تو وہیں اتار گئی۔

"ایمن! ایمن!"

ان کی پکار نے بھری دوپہر میں چھید ڈال دیا۔ جامن کے درخت میں چھپے کسی پرندے نے غالباً اپنی آواز میں جواب بھی دیا تھا۔ تبھی انہیں املتاس کے درختوں کے پیچھے اس کی جھلک نظر آئی تو وہ جھنجلا گئے۔

"میں نے ہزار بار اسے منع کیا ہے کہ ان درختوں کے پیچھے مت جایا کرے۔ خدانخواستہ کوئی زہریلا کیڑا......"

وہ تیزی سے آگے بڑھے۔ درمیانی فاصلہ عبور کر کے اس تک پہنچے تو وہ اک سوکھے درخت کے سامنے گھٹنوں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کے بل بیٹھی' جھک کر درخت کی کھوہ سے چھڑی کے ساتھ نجانے کیا نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ایمن۔۔۔" انہوں نے کسی قدر سخت لہجے میں پکارا۔ ایمن نے ڈر کر ہاتھ سے چھڑی فوراً چھوڑ دی۔

"ڈیڈی۔۔۔" باپ کو دیکھ کر تسلی ہوئی۔ ورنہ خدیجہ بی نے ہمیشہ یہی کہا تھا کہ ان سنسان جگہوں پر دیو یا جن رہتے ہیں۔

"یہاں آپ کیا کر رہی ہیں؟"

"ہش۔۔۔" اس نے سرخ ہونٹوں پر مٹی سے بھری ننھی سی انگلی رکھ کر خاموش کروایا۔ پھر سرگوشی میں گویا ہوئی۔ "ادھر خرگوش کے بچے ہیں۔"

پھر دوبارہ سے چھڑی اٹھا کر کھوہ میں جھانکنے لگی۔

وقار الحسن نے اسے کمر سے پکڑ کر اٹھایا۔ مگر گود میں لینے کے بجائے وہیں کھڑا کر دیا کہ اس کے کپڑے مٹی سے بھرے ہوئے تھے۔

"اگر یہاں سے کوئی سانپ یا بچھو نکل آئے تو۔" وہ اس کے کپڑے جھاڑتے ہوئے ڈانٹنے لگے۔

"نہیں ڈیڈی! بچے ہیں خرگوش کے' چھوٹے چھوٹے' میں نے خود دیکھے تھے۔" وہ زور دے کر بولی۔

انہوں نے سرزنش کے لیے سر اوپر اٹھایا۔

"سچ ڈیڈی۔" ایمن کے ہونٹوں پر مٹی لگی تھی جسے زبان سے صاف کرتے ہوئے وہ جلدی سے بولی تھی۔

وقار الحسن مزید جھنجلا گئے۔

"چلو اندر۔" اسے بازو سے کھینچ کر اندر لے جاتے ہوئے وہ نجانے کیا کچھ سوچ رہے تھے۔ البتہ وہ مڑ مڑ کر پیچھے دیکھتی رہی۔

"اب اگر آپ وہاں گئیں تو میں آپ کی پٹائی کروں گا۔۔۔ وہاں! اتنے بڑے بڑے سانپ چھپے ہیں۔" لاؤنج میں آ کر انہوں نے ایمن کا بازو چھوڑ کر دھمکانا چاہا۔

"میں نے تو نہیں دیکھے۔" وہ قدرے نروٹھے پن سے گویا ہوئی۔

"خدیجہ بی! ذرا ادھر آئیں۔ اسے نہلا کر کپڑے بدلیں۔"

"ہنڈیا لگ جائے گی' روٹی جل جائے گی۔" انہوں نے جل کر آواز لگائی۔

"چولہا بند کر آئیں۔"

وہ اتنے گندے حلیے میں تھی کہ وقار الحسن کو وحشت ہونے لگی۔

"بس یہی کام ہے ہمیں۔ ننھی بی کو نہلاتے رہیں۔ ارے ابھی صبح تو کپڑے بدلوائے تھے۔" خدیجہ بی کچھ دیر میں بڑبڑاتے ہوئے کچن سے برآمد ہوئیں اور ایمن کا حلیہ دیکھ کر سر پیٹ لیا۔

"اے لو' کیا مٹی کے ڈھیر پر لوٹیں لگاتی آئی ہو جو یہ گدھڑ ہے اور یہ سارے قالین کا ناس کر دیا۔ اسے کون صاف کرے گا۔"

"تم۔" وہ بدتمیزی سے قالین پر زور زور سے پاؤں مارنے لگی۔

"ہاں بٹیا! تمہارے باپ کی نوکر جو ہوئی۔" خدیجہ بی کن انکھیوں سے وقار الحسن کو دیکھتی ایمن کو بازو سے پکڑے غسل خانہ میں لے گئیں۔

وقار الحسن نے تھک کر صوفے کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ ان کی نظروں کے سامنے قالین پر چھوٹے چھوٹے پیروں کے نشان غسل خانے تک جاتے نظر آ رہے تھے۔

وہ صحیح معنوں میں پہلی بار تشویش کا شکار ہو گئے۔

ایمن اکلوتی ہونے کی بنا پر لاڈلی ضرور تھی۔ مگر کبھی بھی اتنی بدتمیز اور گندی بچی نہ رہی تھی۔ سارا کی تربیت ہی ایسی تھی کہ جب تک ہاتھ نہ دھوتی' کھانے کی کسی چیز کو نہ چھوتی تھی۔ رات کو برش نہ کرتی تو سوتی نہ تھی۔ مگر

اب' انہیں محسوس بھی نہ ہوا کہ سارا کی وفات کے ایک سال بعد وہ اتنا بدل چکی ہو گی۔ یہ ٹھیک تھا کہ ماں کی وفات کے بعد وہ خاصا بیمار رہی۔ اسے بہلانے پھسلانے میں وہ اکثر ایمن کی جائز و ناجائز ضدیں ماننے لگے تھے۔ مگر اس کا یہ مطلب بھی نہ تھا کہ وہ اس کی تربیت کی طرف سے غافل ہو جاتے۔

مگر ایسا ہوا تھا۔

انہیں اس کی اسکول رپورٹس یاد آئیں۔ جنہیں انہوں نے نظر انداز کر دیا تھا۔

"ابھی وہ ذہنی طور پر ڈسٹرب ہے۔" انہوں نے اس کی خراب ٹیسٹ رپورٹ کے جواب میں خود کو تسلی دی تھی۔

"وہ اسکول میں بات بات پہ جھگڑتی ہے۔ ٹیچرز کو جواب دیتی ہے۔ ہوم ورک پورا نہیں ہوتا۔" وقار الحسن کی نظریں قالین پر گری مٹی سے ہٹ کر ایمن کی بکھری کتابوں اور کاپیوں پر گئیں۔ غسل خانے سے شور کی آواز آ رہی تھی۔ یقیناً" ایمن نہانے میں آنا کانی کر رہی تھی۔

خدیجہ بی کبھی ڈانٹتی تھیں تو کبھی چمکارنے لگتیں۔

وقار الحسن نے جھک کر اس کی نوٹ بکس اٹھائیں۔ ایک ایک کر کے کھول کر دیکھنے لگے۔ جا بجا پنسل سے کھنچی لکیریں' گندا ہوم ورک۔

خالی چھوڑے صفحات' ٹیچرز کے ریمارکس۔

پھٹی ہوئی کتابیں کور کے بغیر۔

از حد پریشان ہو کر انہوں نے ساری چیزیں سمیٹ کر بیگ میں ڈالیں اور بیگ ایک طرف رکھ دیا۔ انہیں شدت سے احساس ہوا کہ وہ تربیت کے معاملے میں اپنی بیٹی کو نظر انداز کر چکے تھے۔ انہیں سارا شدت سے یاد آئی۔

"اف کیسی تیز لڑکی ہے۔ لوٹھا کی لوٹھا ہو گئی مگر تمیز۔۔۔" ہانپتی کانپتی خدیجہ بی غسل خانے سے برآمد ہوئیں۔ ایمن سے زیادہ وہ نہائی ہوئی تھیں۔ ایمن کپڑے بدلے' سر پر تولیہ لپیٹے قدرے منہ بسورتی نکلی۔

"خدیجہ بی بہت گندی ہیں' انہیں نہلانا نہیں آتا۔" اس نے آتے ہی باپ سے شکایت کی۔

"تمہاری عمر کی لڑکیاں خود نہاتی ہیں۔ ہم تمہاری عمر میں ماں کو آٹا گوندھ کر دیا کرتے تھے۔"

"خدیجہ بی آپ کھانا لگا دیں۔" وہ آہستگی سے بولے۔

☼ ☼ ☼

وقار الحسن اگلے ہی دن دفتر سے چھٹی لے کر ایمن کے ساتھ اسکول گئے۔ پرائیویٹ اسکول تھا' بہت بڑا اور شان دار' فیس بھی ٹھیک ٹھاک تھی۔ وقار الحسن کا خیال تھا کہ جیسے بھی ہو ایمن کا ایڈمیشن یہیں ہو جائے۔ اسکول کا ماحول بہت اچھا تھا۔ ان کا خیال تھا ان کی بچی یہاں مینرز ضرور سیکھ لے گی۔ پرنسپل نے خاصی آنا کانی کی۔ ایڈمیشن مشکل ہے' مگر وقار الحسن کی یقین دہانی پر کہ ایمن اچھا رزلٹ دے گی' بمشکل اس کا ایڈمیشن ہوا تھا۔

ایمن خاموشی سے جائزہ لیتی رہی۔ واپسی پر وہ کچھ چپ چپ سی تھی۔

"آپ کا اسکول اچھا ہے نا ایمن؟"

"ہوں۔۔۔" وہ ان کی انگلی پکڑے چل رہی تھی۔

"بہت جلد یہاں بھی آپ کی سہیلیاں بن جائیں گی۔" انہوں نے سوچا شاید وہ اپنے پرانے اسکول کو یاد کر رہی ہے اور یہ سچ بھی تھا۔ نیا اسکول بہت بڑا اور خوب صورت تھا مگر اسے اچھا نہیں لگا تھا۔

"ڈیڈی! میں پرانے اسکول ہی جاؤں گی۔"

"نیا اسکول دور ہے گڑیا! آپ نے دیکھا یہاں کتنے بڑے بڑے گراؤنڈز ہیں۔ سلائیڈز' جھولے' بہت پیا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کرنے والی ٹیچرز۔۔۔" گھر آنے تک وہ اسے بہلاتے رہے تھے۔ پتا نہیں وہ بہلی تھی یا نہیں لیکن اگلے دن اسکول جانے کے لیے رضامند ضرور ہو گئی تھی۔

گھر پہنچے تو خدیجہ بی تپی بیٹھی تھیں۔

"کیا ہوا خدیجہ بی! خیریت۔۔۔؟"

میز پر چائے کا کپ اور بسکٹ کی پلیٹ پڑی تھی جس میں چند بسکٹ موجود تھے۔ ایمن نے آتے ہی انہیں ہاتھوں میں بھر لیا۔

وقار الحسن اس کے اس ندیدے پن پر کلس کر رہ گئے۔

"پلیٹ میں رکھ کر کھائیں۔"

ایمن نے پلیٹ اٹھا کر گود میں رکھی مگر بسکٹ پلیٹ میں نہ رکھے اور یونہی کھاتی رہی۔

"کوئی آیا تھا؟" وہ اک طویل سانس بھرتے ہوئے خدیجہ بی کی طرف متوجہ ہوئے۔

"ہاں آیا تھا بلو۔" وہ جل کر گویا ہوئیں۔

"بلو۔" وہ کچھ حیران ہوئے۔ "آپ کا بیٹا۔۔۔"

"ہاں وہی نگوڑا۔"

"عجیب ہیں آپ بھی خدیجہ بی! اکلوتا بیٹا اتنے عرصے کے بعد ملنے چلا آیا۔ آپ بجائے خوش ہونے کے غصہ دکھا رہی ہیں۔" انہوں نے کلائی سے گھڑی اتاری۔ جیب سے پین اور والٹ نکال کر میز پر رکھا۔ "ویسے اسے یہاں کا ایڈریس کہاں سے ملا؟"

"کہیں سے بھی ملا ہو، اتنے عرصے کے بعد اسے میں یاد آئی؟"

"چلیں آ تو گیا۔ کتنا تڑپی تھیں اسے دیکھنے کے لیے۔" وہ ہاتھ منہ دھونے کے ارادے سے واش روم میں چلے گئے۔

خدیجہ بی ان کی کچھ نہیں لگتی تھیں۔ ان کے کسی رشتہ دار کی دور پرے کی عزیزہ تھیں۔ کامونکی میں رہتی تھیں۔ عرصہ ہوا شوہر فوت ہو چکا تھا۔ اکلوتے بیٹے اور بہو سے نہ بنی تو ایک دن گھر سے نکل کھڑی ہوئیں۔ لوگوں کا خیال تھا کہ بہت تیز تھی۔ بعض کہتے تھے کہ خود بھی کم نہ تھیں۔ بہو غریب گھرانے کی تھی، کم جہیز لائی اور غریب میکے کے طعنے دے دے کر اس کا جینا اجیرن کر رکھا تھا۔ ہر وقت اسی شک میں مبتلا رہتیں کہ گھر میں جو ہے سب میکے ڈھو رہی ہے۔ ان کے بیٹے کی کمائی چھوٹے بہن بھائیوں پر لٹا رہی ہے۔ گھر میں آئے دن فساد رہتا۔۔۔ بیٹا گھن چکر بن گیا۔ ایک دن ماں کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔

"میرے چھوٹے چھوٹے بچوں پر ہی رحم کرو۔ کہاں دھکا دوں انہیں۔ سارا خرچ تو تمہارے ہاتھ میں دیتا ہوں۔ وہ کہاں لٹاتی ہے۔ تھوڑا تم ہی صبر اور برداشت سے کام لے لو۔"

بیٹے کے منہ سے اتنی سی بات برداشت نہ ہوئی۔ بیٹے کا دیا خرچ بہو کے منہ پر مارا۔ تھیلے میں دو کپڑے ڈالے اور نکل کھڑی ہوئیں۔ سارا ان دنوں امید سے تھی۔ کسی بزرگ خاتون کی ضرورت تو محسوس کرتی ہی تھی۔ بصد اصرار اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ انہیں مان اور عزت دی تو بیٹا منانے بھی آیا تو جانے سے انکار کر دیا۔ تھوڑی تند مزاج تھیں۔ مگر سارا کو ضرورت تھی۔ سو تحمل سے گزارا کر گئی۔ ایمن کو انہوں نے ہی پالا تھا۔

"ہاں میں ہی تڑپتی تھی۔ اسے تو بیوی بچوں سے فرصت نہ ملی۔" وہ بڑبڑانے لگیں۔ وہ ہاتھ دھو کر نکلے تو ایمن ان کا والٹ کھول کر دیکھ رہی تھی۔

"ایمی! رکھو اسے۔" ان کی آواز خاصی بلند تھی۔ ایمن نے گھبرا کر والٹ میز پر پھینکا اور منہ بسورنے لگی۔

"آپ نے مجھے ڈانٹا کیوں؟"

انہوں نے دانستہ نظر انداز کیا تو وہ غصے سے باہر نکل گئی۔

"کہتا ہے۔ میں ساتھ چلوں۔۔۔" خدیجہ بی نے آہستگی سے بتایا۔

"آپ کیا چاہتی ہیں؟"

"کیوں جاؤں اس کی بیوی کی نوکر ہوں۔ پہلے گھر سے نکالا اب روتے ہیں۔ نہیں جاؤں گی ناک سے لکیریں نکلواؤں گی مگر جاؤں گی نہیں۔" وہ اٹھ کر برتن سمیٹنے لگیں۔

وقار الحسن نے دیکھا اگرچہ وہ جلی تپی بیٹھی تھیں مگر پلکیں بھیگی ہوئی تھیں۔

یوں لگتا تھا انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا یا وہ اپنے بیٹے اور پوتے پوتیوں کو یاد کرنے لگی تھیں۔ اگر ایسا تھا تو وقار الحسن کے لیے اچھا نہیں تھا۔

وہ تشویش کا شکار ہونے لگے۔

♥ ♥ ♥

ایمن کو نئے اسکول میں داخل کروانا ایک مشکل مرحلہ ثابت ہوا۔ پہلے تو وہ گھر سے ہی جانے کو تیار نہ ہوتی۔ کپڑے بدلنے، ناشتہ کرنے میں ہی خدیجہ بی کو نچا کر رکھ دیتی۔ خدیجہ بی بھی اپنے جتن کرنے کے بعد اسے وقار الحسن کے حوالے کر کے خود بری الذمہ ہو جاتیں۔ حقیقت تو یہ تھی کہ ایمن کی حرکتیں انہیں اب سخت ناگوار گزرتیں۔

"اونٹ کی اونٹ ہو گئی ہے اور حرکتیں۔۔۔ وقار میاں! میں تو کہتی ہوں اتنا لاڈ پیار بھی کس کام کا۔ لڑکیاں تو ہوتی ہی پرایا دھن ہیں۔ ابھی سے یہ حال ہے تو ساری عمر کیا کرے گی۔ آگے ایسے نخرے نہیں چلنے والے۔ سسرال میں تو سو باتیں سہنی پڑتی ہیں۔"

"افوہ خدیجہ بی! آپ بھی کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہیں۔" یہ بے وقت کی راگنی وقار الحسن کو خاصی ناگوار لگی۔

"ابھی سے سختی کرو گے تو ہی قابو میں آئے گی۔ تمہارا یہ لاڈ پیار اسے اور بگاڑے گا۔ بڑی ہو کر دن میں تارے دکھائے گی۔"

"خدیجہ بی! آپ چپ رہیں۔"

"میں تو چپ ہی ہوں۔ آج کل تو بھلے کی بات بھی بری لگتی ہے۔ دس گھنٹے سے اس کی منتیں کر رہے ہو کہ ناشتہ کر لے۔ ایک دن بغیر ناشتے کے چلی جائے گی تو کیا قیامت آ جائے گی۔ ہوتی یہاں میری پوتی تو ایک تھپڑ لگا کر سیدھا کرتیں۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے کچن میں چلی گئیں۔

وقار الحسن نے بے بسی سے ایمن کو دیکھا۔ جو سلائس سامنے رکھے رونے کو تیار تھی۔ انہیں سچ مچ غصہ آ گیا۔

"ٹھیک ہے۔ نہیں کھانا تو مت کھاؤ۔۔۔"

"پاپا! آج میں چھٹی کر لوں؟" رونے سے ذرا پہلے ایمن نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔" انہوں نے سختی سے کہا۔ پلیٹ پرے کھسکائی۔ اسے بازو پکڑ کر کھڑا کیا۔ بیگ اٹھایا اور باہر چل دیے۔ گیٹ تک جاتے جاتے وہ بری طرح رو رہی تھی۔ مگر وہ اسے اسی طرح اسکول چھوڑ کر آفس چلے گئے تھے۔

سارا دن ایمن کی روتی شکل آنکھوں کے سامنے گھومتی رہی۔

"جانے کچھ کھایا بھی ہے یا نہیں۔"

پریشان ہو کر سوچتے رہے۔ پھر رہ نہ سکے تو خدیجہ بی کو فون کر کے تاکید کی کہ وہ لنچ ٹائم میں ایمن کے لیے لنچ ضرور لے جائیں۔

"کینٹین سے کھا لے گی وہاں سے لے کر۔ پیسے تھے اس کے پاس۔"

"خدیجہ بی! اس کے اسکول میں کینٹین نہیں ہے۔" انہوں نے خدیجہ بی کے جواب پر غصہ آ گیا تھا۔

خدیجہ بی نے زیر لب کچھ بڑبڑاتے ہوئے ریسیور رکھ دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اسکول کی پرنسپل نے انہیں بلا کر شکایت کی تھی۔

"پڑھتی بالکل نہیں ہے۔ ٹیچر سرزنش کرے تو سارا دن روتی رہتی ہے۔ جس سے باقی کلاس بھی ڈسٹرب ہے۔ آخر بچی کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟"

انہوں نے مختصر الفاظ میں سارا کی ڈیتھ کے بارے میں بتایا تو ان کا لہجہ کچھ ہمدردانہ ہوا۔ ورنہ وقار ا[illegible] خیال تھا کہ وہ اب ایمن کو کلاس میں بٹھانے کے لیے تیار نہ ہوں گی۔

"پلیز میم! مجھے اس مشکل مرحلے پر آپ کا تعاون درکار ہے۔ میری بچی کے مستقبل کا سوال ہے۔"

اور پرنسپل نے انہیں اپنے تعاون کا یقین دلایا تھا۔

"کاش سارا تم اتنی جلدی واپس نہ جاتیں۔ تمہاری بچی تو رل گئی ہے۔ شاید میں اس کا خیال نہیں رکھ[illegible]" گھر آتے ہوئے ان کا ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا رہا۔

"امی بیٹا! کیوں اتنا تنگ کرنے لگی ہو؟"

رات کو جب وہ ان کے سینے پر سر رکھ کر کہانی سنانے کی فرمائش کر رہی تھی۔ تب انہوں نے آہستگی سے [illegible]

"میں تو تنگ نہیں کرتی۔"

"آپ کی ٹیچر بھی شکایت کر رہی تھیں کہ آپ کلاس میں روتی رہتی ہو۔"

"ٹیچر اچھی نہیں ہیں ڈانٹتی ہیں۔" امی نے ان کی شرٹ کا بٹن توڑتے ہوئے کہا۔ "خدیجہ بی بھی ڈانٹتی ہیں۔"

خدیجہ بی کا بدلا ہوا رویہ تو وہ بھی محسوس کر رہے تھے۔ وہ کچھ اکتائی اکتائی سی رہتی تھیں۔ ایمن پر ان کی توجہ خاصی کم ہو گئی تھی۔

"ڈیڈی! امی کو لے آئیں نا۔"

"ہاں، جلد ہی لے آئیں گے۔" ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

لیکن اگلی صبح جب اس نے ناشتے کی پلیٹ اٹھا کر دور پھینکتے ہوئے اور اسکول جانے سے صاف انکار کر[illegible] الحسن نے جھنجلا کر اسے تھپڑ رسید کر دیا۔

"کہتی تھی نا، مت تنگ کروا اتنا۔ کھالی نا مار۔۔۔" خدیجہ بی اسے چپ کروانے لگیں۔

یہ پہلا تھپڑ تھا جو اس نے وقار الحسن سے کھایا۔

☼ ☼ ☼

وہ لان میں پڑی کرسیوں کے گرد چکراتی پھر رہی تھی۔ کتابیں میز پر بکھری تھیں۔ پنسل ہاتھ میں لیے درختوں پہ بیٹھی چڑیوں کو اڑانے لگتی تو کبھی گلہریوں کے پیچھے بھاگنے لگتی۔

کرسی پہ بیٹھا شخص بے توجہی سے اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔ کبھی کبھی بے تاب ہو کر اس کی نگاہ اندر کو لپکتی اور مایوس ہو کر گھڑی پر جم جاتی۔ وہ دبلی پتلی جسامت اور سانولی رنگت والا شخص تھا۔ کپڑے سفید کلف لگے۔ چہرہ اور آنکھیں تھکی تھکی اور بے زار۔

"جاؤ بیٹا! اماں کو بلاؤ۔" اس نے تھک کر ایمن کو پکارا۔

"کون سی اماں؟" اس نے [illegible] پکڑی پنسل شاخ پر بیٹھی چڑیا کو ماری۔ چڑیا پھر سے اڑ گئی۔ پنسل [illegible] ٹکرا کر نیچے گھاس پہ گر گئی۔

"اپنی خدیجہ بی کو بلا لاؤ۔۔۔"

"میں تمہاری نوکر ہوں۔۔۔" اس نے منہ پھاڑ کر جواب دیا اور بھاگ کر اپنی پنسل اٹھالی۔ وہ شخص [illegible] لے کر رہ گیا۔

"انتہائی بدتمیز بچی ہے۔"

"[illegible] کو کہا ہے؟" ایمن نے پنسل یوں ہاتھ میں پکڑی گویا اس کی آنکھ میں دے مارے گی۔

[illegible] کر اندر کی طرف دیکھنے لگا۔

"[illegible]۔۔۔" جالی کا دروازہ کھول کر خدیجہ بی اندر آئیں تو اس شخص نے قدرے سکون کا سانس لیا۔ جبکہ وہ اسے [illegible] انداز کر کے ایمن کو پکارنے لگیں۔

"[illegible] بیا! چاول پک گئے ہیں۔ آ کر کھالو۔"

"[illegible] دو۔" ایمن نے کہا۔

[illegible] پلٹنے کو تھیں جب وہ شخص تیزی سے کھڑا ہوا۔

"[illegible] میں کب سے انتظار کر رہا ہوں۔"

"[illegible] نے کہا ہے انتظار کرنے کو۔" وہ چمک کر بولیں۔ "یہاں بیٹھے کیا کرتے ہو، جا کر کاموں کی ویگن پکڑو۔" [illegible] کہہ کر اندر چلی گئیں۔

[illegible] لے کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

[illegible] بعد دروازہ دوبارہ کھلا۔ خدیجہ بی آئیں تو ہاتھ میں چاولوں کی دو پلیٹیں تھیں۔ ایک انہوں نے بیٹے کی [illegible] میں۔

"[illegible] لو۔"

"[illegible] نہیں ہے۔"

"[illegible] تمہاری۔" رکھائی سے کہہ کر وہ ایمن کو پکارنے لگیں۔

"[illegible] اماں! اتنی کٹھور ہو گئی ہو۔"

"[illegible]۔۔۔ اب یاد آئی تجھے ماں کی۔ کیوں اس کلموہی نے تعویذ پلوانے بند کر دیے ہیں۔" وہ چمک کر گویا [illegible]

"[illegible] تھا۔ تم نے ہر بار دھتکار دیا۔ کتنے جتن کیے تھے تمہیں واپس لے جانے کے لیے مگر تم پتھر بن گئی [illegible] ہو کر بیٹھ گیا کہ جب ماں کو پروا نہیں تو میں کیا کروں۔۔۔ پر وہ کلموہی پیچھے پڑی رہتی ہے کہ اماں [illegible] باتیں کرتا ہے۔" وہ دلگرفتہ لہجے میں کہے گیا۔

"[illegible] پروا تھوڑی ہے۔ پروا تو زمانے کی ہے۔ لوگوں کی باتوں کی ہے ارے ایمن! اب آ بھی جاؤ چاول [illegible]"

[illegible] اس کے گلہری کے پیچھے بھاگتی رہی۔

[illegible] ان باتوں کو۔۔۔ گھر چل۔" بلو صلح جو لہجے میں گویا ہوا۔

"[illegible] تھا؟" وہی مرغے کی ایک ٹانگ۔

"[illegible] تھا تم تو خود ہی۔۔۔" وہ جھنجلا گیا۔

[illegible] کل تھی۔ جو اپنا گھر چھوڑ چھاڑ سب کچھ اس کے سپرد کر کے یوں دوسروں کے در پر آ پڑی۔ ہاں وہ [illegible] گھر میں۔" انہوں نے چاولوں کی پلیٹ میز پر پٹخی اور پلو منہ پر رکھ کر رونے لگیں۔

[illegible] لگا۔ سب نے کہا تھا کہ ماں کو اس کی غلطیاں یاد نہ کروانا۔ عمر کے اس حصے میں وہ غلطی مانے گی [illegible]

"[illegible] لڑ کر مجھ سے منہ زوری کس نے کی تھی؟"

[illegible] کی صلواتیں سنتا رہا۔

"[illegible] غلطی ہماری ہی تھی۔ ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتا ہوں اب تو معاف کر دو۔"

[illegible] کی آڑ میں کن انکھیوں سے اسے دیکھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ ہاتھ جوڑے سراپا التجا بنا بیٹھا تھا۔ اتنے سالوں کی دوری رنگ لائی کہ دل پسیج گیا۔ دوپٹے سے آنکھیں صاف کیں خاموشی سے اٹھ کر ایمن تک گئیں اسے بازو سے پکڑ کر کھینچ لائیں۔ وہ مچلتی رہی۔

"خدیجہ بی! میں نے ابھی نہیں کھانے۔"

وہ اسے گود میں دبوچ کر بیٹھ گئیں اور زبردستی منہ میں نوالا ٹھونسا۔

"ابھی تمہارا باپ آجائے گا۔ اس دن والا تھپڑ یاد ہے نا۔۔۔ چپ چاپ کھالو۔۔۔ صبح سے یونہی بھوکی بیٹھی ہو۔"

وہ اسے پیار سے ڈانٹ کر' چمکار کر زبردستی کھلا رہی تھیں۔

بلو کے اندر شکوہ سا جنم لینے لگا۔ یہ محبت اس کے بچوں کا نصیب تو کبھی نہ ہوئی۔ مگر خاموشی سے دیکھتا رہا۔

"پھر اماں! کیا سوچا تم نے؟"

"سوچ لوں گی۔۔۔ جلدی کاہے کی ہے۔" انہوں نے ایمن کا منہ صاف کیا۔ "اب بیوی بن گئی ہے اس گھر کی مالکہ۔ سب کچھ اس کے ہاتھ میں جو آگیا۔ اب لے چلو مجھے اس کی اور اس کے بچوں کی نوکرانی بنا کر۔"

بلو کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ مسئلہ وہیں کا وہیں تھا۔ مگر اس نے بھی سوچ لیا تھا۔ ساس بہو خود ہی ایک دوسرے سے نبٹتی رہیں وہ کچھ نہ بولے گا۔

"اچھا اماں! تم سوچ لو۔۔۔ میں پھر آجاؤں گا۔۔۔ بچے بھی تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔" وہ بجھ سا گیا۔

"چھوٹا کیسا ہے' اعظم۔" ان کے لہجے میں ایک دم بے تابی چھلکی۔

"اچھا ہے اماں۔۔۔ اسکول جانے لگا ہے۔" وہ کھڑا ہو گیا۔ چاولوں کی پلیٹ جوں کی توں پڑی تھی۔

"اسکول جانے لگا ہے۔ اتنا بڑا ہو گیا۔" ان کے لہجے میں حسرت جاگی۔

"خدیجہ بی! کھلاؤ بھی۔" ایمن نے ان کے رک جانے والے ہاتھ پر بدتمیزی سے اپنا ہاتھ مارا۔

"اچھا اماں! اللہ حافظ۔"

وہ ان کے سامنے جھکا تو اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے خدیجہ بی کی آنکھیں ڈبڈبا سی گئیں۔

"ایک بات کہوں اماں! برا مت ماننا۔" وہ سیدھا کھڑا ہوا۔

خدیجہ بی نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"جتنی محبت ان سالوں میں محض ضد میں آکر تم نے غیروں پر لٹائی ہے۔" اس نے ایمن پر نگاہ ڈالی جو صاف ستھرے دوپٹے سے منہ صاف کر رہی تھی۔ "اس کا ایک فیصد بھی اپنوں پر لٹاتیں تو آج یوں غیروں کی چاکری نہ کر رہی ہوتیں۔ تم نے غیروں کی نوکری قبول کرلی اور اپنوں کا دیا گیا راج چھوڑ دیا۔"

دلگیر لہجے میں کہتے کہتے وہ ایک دم پلٹ گیا۔

خدیجہ بی ششدر نگاہوں سے اسے نظروں سے اوجھل ہوتا دیکھتی رہ گئیں۔ جہاں تک کہ وہ گیٹ پار کر گیا بہت کچھ یاد آیا تھا انہیں۔ اپنی کوتاہیاں' اپنی غلطیاں' اپنی بے جا ضد اور انا۔ وہ ننھے منے پوتا' پوتی جنہیں ضد میں وہ کبھی پاس بھی نہ آنے دیتی تھیں۔

"اور یہ۔۔۔" انہوں نے گود میں بیٹھی ایمن کو دیکھا۔ "یہ میری کیا لگتی ہے۔ کچھ بھی نہیں پھر بھی میں نے اس کے سو سو نخرے اٹھائے۔ اس کی بدتمیزیاں برداشت کیں اور وہ جو میرے اپنے جگر گوشے تھے وہ میری محبت کو ترستے رہے۔"

ایمن کے منہ میں نوالا ڈالتا ہاتھ من بھر کا ہو گیا۔

"ہائے میرا اعظم' آمنہ' منصیر۔"

انہیں اندر سے کوئی چیز کاٹنے لگی تھی۔ ان کی نظروں نے سامنے رکھی پلیٹ پر نظر پڑی تو ملال نے گھیر لیا۔

"میرا بلو بھوکا ہی چلا گیا۔"

ان کا دل ایک دم ہی ہر چیز سے اچاٹ ہوا تھا۔ کسی کام میں جی نہ لگتا' گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا۔

روٹیاں زہر لگنے لگیں۔ تو بات بے بات اسے جھڑکنے لگیں۔

اس دن وقارالحسن کے سامنے کھانا رکھا تو انہوں نے بدمزہ ہو کر چند نوالے لیے اور ہاتھ کھینچ لیا۔

ٹھنڈا سالن' اکڑی ہوئی روٹیاں۔

"خدیجہ بی! روٹی تازہ نہیں ڈالی؟"

"وہ ٹھنڈا بھر پہلے ہی تو ڈالی تھیں۔" انہوں نے آرام سے جواب دیا۔

"ٹھنڈا بھر۔۔۔" وقارالحسن نے حیرت سے انہیں دیکھا۔ وہ ہمیشہ توے سے اتری ہوئی تازہ روٹی پسند کرتے تھے اور خدیجہ بی ان کے لیے ہمیشہ تازہ روٹی ہی بناتی تھیں۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے۔ لگتا ہے آپ کا گھر کے کاموں میں اب دل نہیں لگتا۔ صبح ایمن کا یونیفارم بھی میلا تھا۔" انہوں نے دبے لفظوں میں سرزنش کی۔

"وقار میاں۔" وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ہو گئیں "ہم میں اب اتنا دم نہیں رہا۔ تمہاری بٹیا تو شیطان کی خالہ ہیں۔ کبھی جو اسکول سے آکر کپڑے بدلنے کی زحمت کی ہو۔ چیخ چیخ کر ہمارا گلا بیٹھ جاتا ہے ہر رات گرم پانی کے غرارے کرنا پڑتے ہیں۔ سچی بات ہے اتنی دوڑ دھوپ کی مجھ بوڑھی جان میں تاب نہیں۔"

پہلے تو یہ ڈر تھا کہ یہاں سے نکلیں گی تو کہاں جائیں گی۔ اب یاد آیا کہ ان کا اپنا ایک خاندان موجود ہے۔ جتنا دوسروں کے گھر برداشت کرنا پڑا۔ اس کا آدھا بھی اپنے گھر میں کیا تو راج کریں گی۔ یہ خیال آتے ہی لب و لہجہ بھی بدل گیا تھا۔

وقارالحسن نے اچھ کر ان کے بدلے بدلے تیور دیکھے مگر خاموش ہو گئے۔ بہرحال اس سب کے باوجود انہیں خدیجہ بی کی ضرورت تھی۔

☼ ☼ ☼

دوپہر کا کھانا کھا کر خدیجہ بی نے ایمن کو سلانے کی کوشش کی۔ پھر وہ خود تو اونگھ گئیں۔ لیکن وہ ٹکر ٹکر چھت کو تکتی رہی پھر گردن موڑ کر خدیجہ بی کو دیکھا۔

وہ اب ہلکے ہلکے خراٹے لے رہی تھیں۔

ایمن آہستگی سے اٹھی اور ننگے پاؤں باہر نکل آئی۔ لاؤنج' برآمدہ اور لان عبور کر کے اس کا رخ املتاس کے لان کے عقب میں اس درخت کی طرف تھا جہاں کل اس نے چڑیا کا گھونسلہ دیکھا تھا۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی گھونسلے میں انڈے ہیں یا نہیں۔ خشک پتوں' ٹوٹی بکھری شاخوں کو پھلانگتی وہ اس درخت کے عین نیچے پہنچ گئی۔ اوپر نظر اٹھا کر دیکھا۔

گھونسلہ موجود تھا مگر اس کی دسترس سے دور۔

ایمن کی آنکھوں میں مایوسی تیر گئی۔ وہ چاہتی تب بھی درخت پر نہ چڑھ سکتی تھی۔

"میں ابھی چھوٹی ہوں۔" اس نے اونچے درخت کو دیکھا اور متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر کچھ ڈھونڈنے لگی۔

جلد ہی اسے پتلا لمبا ڈنڈا مل گیا۔

"اب آئے گا مزہ۔" ڈنڈا اٹھا کر ہاتھوں میں تولا اور زور زور سے اس شاخ پر مارنے لگی جس پر گھونسلہ تھا۔ اسے یہ خبر نہ تھی کہ گھونسلے سے ذرا پیچھے شہد کی مکھیوں کا چھتہ بھی موجود تھا۔

ڈنڈا گھونسلے کے کنارے کو چھو کر سیدھا چھتے سے ٹکرایا۔

پھر اسے کچھ خبر نہ ہوئی۔ بس اس نے اک سیاہ چادر کو اپنی طرف لپکتے دیکھا۔

خوف سے اس کی آنکھیں پھیلیں' ڈنڈا ہاتھ سے چھوٹا اور وہ بگٹٹ چیختی چلاتی اندر کی طرف لپکی۔ مکھیوں نے اسے کہیں نہیں چھوڑا تھا۔

سنسان دوپہر میں اس کی دلدوز چیخوں نے خدیجہ کو کچی نیند میں دہلا کر رکھ دیا تھا۔

☼ ☼ ☼

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ڈیڈی۔" اس کی ہلکی سی آواز پر وہ تیزی سے اس پر جھکے۔
آج پورے تین دن کے بعد اس کے بخار کا زور ٹوٹا تھا۔ سوجن بدستور تھی مگر ورد نہیں تھا۔ نیم بے ہوشی کے عالم میں وہ چیختی چلاتی رہی تھی۔ یہ تین دن وقار الحسن نے اس کے سرہانے ہی گزارے تھے۔ اس دن جب وہ دفتر سے گھر لوٹے تو خالی گھر بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔
وہ گھبرا کر گھر سے باہر نکل آئے۔ تب ان کے پڑوسی نے بتایا تھا کہ خدیجہ بی افتاں و خیزاں بری طرح گھائل ایمن کو لے کر ان کے گھر آئی تھیں۔ اسی وقت وہ انہیں ہسپتال لے گئے تھے۔ اپنے بیٹے کو وہاں چھوڑ کر اب وقار الحسن کو اطلاع دینے کے لیے واپس آئے تھے۔
"آپ اس کا خیال نہیں رکھ سکتی تھیں۔" ایمن کی حالت دیکھ کر وہ خدیجہ بی پر ہی الٹ پڑے۔
"میں کہاں کہاں اس کے پیچھے بھاگی پھروں۔ خود سنبھالو اپنی ذمہ داری، مجھے معاف کرو۔ یہ لڑکی اب میرے ہاتھ نہیں آتی۔" وہ پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھیں۔ کانوں کو ہاتھ لگانے لگیں۔
"ڈیڈی! پانی۔" وہ بڑبڑائی۔
وقار الحسن اسے گود میں لے کر پانی پلانے لگے۔ اس نے چند گھونٹ لے کر سر ان کے بازو پر ٹکا دیا۔
"اب درد تو نہیں ہوتا۔"
ایمن نے نفی میں سر ہلایا اور بمشکل اپنی سوجی ہوئی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔
"ڈیڈی۔"
"جی چندا۔۔۔"
"میری آنکھیں نہیں کھلتیں۔"
"کھل جائیں گی بیٹا! ابھی سوجن ہے نا۔"
"ڈیڈی! امی نہیں آئیں؟" اس نے پھر پوچھا۔
وقار الحسن چپ سے ہو گئے۔ نیم بے ہوشی کے عالم میں وہ کئی بار ماں کو پکار چکی تھی۔
"وہ جلد آجائیں گی۔"
"ان کو بتائیں مجھے مکھیوں نے بہت زور سے کاٹا ہے۔" ایمن کی آواز بھرا گئی۔
"میری جان، وہ جلد آجائیں گی۔" انہوں نے تسلی دینا چاہی۔
"ڈیڈی! فاطمہ کہتی ہے جو مر جائیں وہ واپس نہیں آتے۔"
"گڑیا! آپ کو بھوک لگی ہوگی۔" انہوں نے بات بدلی۔
"بہت لگی ہے۔"
انہوں نے خدیجہ بی کو آواز دے کر کچھ لانے کے لیے کہا۔
وہ کسٹرڈ لے آئیں اور پاس بٹھا کر کھلانے لگیں۔
"ہماری بٹیا جلد ٹھیک ہو جائے گی۔"
ایمن کسٹرڈ کھانے لگی اور کھاتے کھاتے اچانک اس نے وہی سوال خدیجہ بی سے کر دیا۔
"خدیجہ بی! جو لوگ اللہ میاں کے پاس چلے جائیں وہ واپس نہیں آتے؟"
"ہاں بٹیا رانی! وہ لوگ کبھی واپس نہیں آتے۔"
"ممی بھی واپس نہیں آئیں گی؟" ایمن نے نیم وا آنکھوں سے خدیجہ بی کو دیکھا۔
"ہاں ایمن بٹیا۔" انہوں نے اک آہ بھری۔
وقار الحسن نے بات بدلنا چاہی مگر اس سے قبل ہی ایمن نے ہاتھ مار کر کسٹرڈ کا پیالہ دور پھینکا اور زور زور رونے لگی۔

"خدیجہ بی! آپ بھی نا۔۔۔" وہ جھنجھلا کر ایمن کو بہلانے لگے تھے۔
خدیجہ بی اٹھ کر فرش صاف کرنے لگیں۔ پھر پیالہ اٹھا کر باہر نکل گئیں۔
وقار الحسن نے ایمن کو بمشکل بہلا کر سلایا تھا۔ جب وہ گہری نیند میں سو گئی تب ہی وہ باہر نکلے تھے، خدیجہ بی لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی نجانے کس سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔
"کیا ضرورت تھی خدیجہ بی!"
خدیجہ بی نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اور آہستگی سے گویا ہوئیں۔
"کب تک چھپاؤ گے۔"
وہ تھکے تھکے سے سامنے کرسی پر جا بیٹھے۔
"تمہاری بٹیا اب بڑی ہو رہی ہے وقار میاں۔"
"کہاں خدیجہ بی! ابھی تو۔۔۔"
"لڑکیاں ترئی کی بیل کی طرح بڑھتی ہیں۔۔۔ آج تو وہ چھوٹی ہے گزارا ہو رہا ہے مگر کل۔۔۔ کل کے بارے میں کیا سوچا ہے تم نے۔ دس مسائل ہوتے ہیں جو بیٹیاں صرف ماؤں سے کہہ سکتی ہیں۔" وہ سنجیدگی سے کہتی رہیں۔
"آپ ہیں نا۔"
"کون جانے۔" انہوں نے ٹھنڈی سانس بھری۔ "دل میں اپنوں کے لیے ہڑک جاگتی ہے۔"
"خدیجہ بی! آپ ہمیں چھوڑ جائیں گی؟" وقار الحسن نے حیرت سے انہیں دیکھا۔
"میری اک بات مانو وقار الحسن۔"
"کہیے۔" انہوں نے دراز کھول کر سگریٹ کا پیکٹ اور ماچس نکالی۔
"اس گھر کو ایک عورت اور ایمن کو ماں کی ضرورت ہے۔"
"تو۔۔۔" انہوں نے ماچس جلائی۔
"تم مہر النساء کو لے آؤ۔۔۔"
"مہر النساء۔۔۔" نہیں دھچکا لگا۔
وہ سگریٹ سلگانا بھول گئے تھے۔

✠ ✠ ✠ ✠

"مہر النساء۔۔۔ مہر النساء۔۔۔! جان کا عذاب بن گئی ہے یہ عورت ہم سب کے لیے۔"
[illegible] سے دروازہ کھلا اور وہ آندھی طوفان کی طرح اندر آئی۔ سیاہ شاپنگ بیگ بیڈ پر اچھالا جو عتیق کے گھٹنے [illegible] اور اس میں سے کچھ کپڑے باہر جھانکنے لگے۔
[illegible] دیکھتے عتیق نے سر اٹھا کر پہلے شاپر پھر اپنی بجی سجائی نازک اندام خوبصورت مگر غصے میں کھولتی بیوی کو [illegible] ہی میکے گئی اور ابھی ابھی لوٹی تھی اور یقیناً آتے ہی مہر النساء سے ٹاکرا ہو گیا تھا تو پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ [illegible] خراب نہ ہوتا۔
[illegible] کیا کہہ دیا مہر النساء نے؟" اس نے یونہی پوچھا۔
"[illegible] کہتی ہیں، یہ تو میرا ہی دماغ خراب ہے۔ جو گھر میں گھستے ہی چلانا شروع کر دیا ہے۔"
[illegible] بھی بیڈ پر اچھالا اور کلائی سے چوڑیاں اتار اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر پٹخنا شروع کیں۔ وہ تو کانچ کی نہ [illegible] اب تک ٹوٹ چکی ہوتیں۔
"[illegible] میں سمجھا شاید اس نے کچھ کہا ہے۔"
[illegible] اطمینان و معصومیت۔" حنا کلس کر رہ گئی۔
[illegible] صبح تک تو تمہارا دماغ بالکل ٹھیک تھا۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"عتیق۔۔۔ عتیق۔۔۔" وہ جھٹکے پیچ کر روہانسی سی پلٹی۔

"اوہ پلیز۔۔۔ اب رونا مت شروع کر دینا۔۔۔ میں مذاق کر رہا تھا یار!" نئی نویلی بیوی کے آنسو کہاں برداشت ہوتے۔

حنا نے پلکیں جھپک جھپک کر آنسو روکے۔

"اچھا بتا دو گھر آتے ہی کون سی آفت۔۔۔ میرا مطلب ہے آتے ہی کیا ہو گیا۔"

"آفت مصیبت تو ایک ہے اس گھر میں جس کا نام مہرالنسا ہے۔" وہ چبا چبا کر بولی۔

"حنا۔۔۔! وہ میری بہن ہیں۔" عتیق نے سنجیدگی سے ٹوکا۔

"بہن ہے تو بہن بن کر رہے، جان کا عذاب کیوں بنتی ہے۔" وہ الٹ پڑی۔ "اس گھر پر میرا بھی کوئی حق ہے۔ بہن ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ جب اور جو دل میں آئے گا بول دے گی۔ اگر میں چپ ہوں تو مصلحتاً ورنہ جواب دینے مجھے بھی آتے ہیں۔"

"او بابا! وہ یونہی بول جاتی ہے۔ تم خوامخواہ سیریس لے لیتی ہو۔ ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیا کرو۔"

وہ جھنجلا گیا۔ چھٹی کا دن تھا اور وہ صبح سے بیوی کی واپسی کا منتظر تھا۔ مگر وہ آئی تو نیا قصہ شروع ہو گیا۔

"سب آپ لوگوں کی شہ ہے۔ زبان نہیں زہر کے تیر ہیں۔۔۔ تاک تاک کر مارے گی۔۔۔ نہ خود خوش رہتی ہے نہ دوسروں کو رہنے دے گی۔۔۔ لیکن ایک بات سمجھا دیں اسے۔۔۔" وہ واش روم کی طرف جاتے جاتے مڑی۔

"میں اپنی عزت نفس کو یوں بار بار مجروح نہیں ہونے دوں گی۔۔۔ کسی گرے پڑے یا ایرے غیرے خاندان سے نہیں ہوں میں۔ ابا میرے تحصیل دار ہیں۔ دو بھائی دوبئی میں ہیں۔ اس قسم کے گھٹیا کام وہ خود کرتی رہی ہو گی۔"

واش روم کا دروازہ دھاڑ سے بند ہوا۔

عتیق کو سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ درمیان میں تحصیل دار ابا اور دوبئی والے بھائی کہاں سے آ گئے اور موصوفہ گھٹیا کاموں کا طعنہ دے گئی ہیں۔ کچھ دیر غور و فکر کے بعد اس نے کندھے اچکائے اور دوبارہ سے ٹی وی آن کر لیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ تولیے سے چہرہ تھپتھپاتے ہوئے باہر آئی اور ایک ہاتھ سے شاپر الٹ دیا۔ نئی کڑھائیوں اور خوبصورت رنگوں والے دو سوٹ بیڈ پر بکھر ہو گئے۔

"لگتا ہے آج میری جیب کا کباڑا کر دیا ہے۔" عتیق بڑبڑایا کہ دونوں سوٹ اپنی قیمت خود بیان کر رہے تھے۔

"اس سے زیادہ تمہارا دماغ سوچ بھی نہیں سکتا۔ آخر ہو تو اسی بہن کے بھائی۔ یہ دو ہزار کے سوٹ دلوا کے اوقات سے بھی آپ لوگوں میں۔۔۔ پوری گرمیوں میں ساڑھے تین سو والے تین سوٹ بنوا کر دیے تھے اور بات سنو تو پہاڑ جیسی۔"

وہ بھی حنا تھی 'بد لحاظ ہوتی تو رج کے ہوتی اور بات سچ ہو تو ڈرنے کی ضرورت کیا تھی مگر سچ برداشت کرنے کا حوصلہ کس میں تھا' سو عتیق بھی بگڑ گیا۔

"ہاں تمہیں تو یہاں کبھی کچھ ملا ہی نہیں۔ ننگی پھرتی ہو' بھوکی مرتی ہو۔"

"کپڑے تو فقیروں کو بھی مل جاتے ہیں۔ دو وقت کی روٹی تو وہ بھی کھا کر ہی سوتے ہیں۔"

بات کہاں سے شروع ہوئی تھی' کدھر کو مڑ گئی۔ خوب معرکہ ہوا۔

کھلے دروازے سے آوازیں باہر تک گئیں' سننے والوں نے خوب سنا۔ مہرالنسا کے ایک جملے نے جو تیلی سلگائی تھی' اس سے آگ خوب بھڑکی۔ حنا خوش خوش میکے سے لوٹی تھی۔ امی نے دو خوبصورت سوٹ گفٹ کیے۔ ایک تھا' دوسرا چھوٹی مریم کا تھا۔ اس نے دونوں سوٹ سامنے رکھ دیے کہ پسند کرو۔ دونوں اتنے خوبصورت اور نفیس تھے کہ وہ فیصلہ ہی نہ کر پا رہی تھی۔ کبھی ایک اٹھاتی تو کبھی دوسرا۔ بہن نے دونوں اٹھا کر شاپر میں ڈال دیے۔ حنا کے لاکھ انکار پر بھی نہ مانی۔

"بس تم دونوں لے کر جاؤ' میں اور لے آؤں گی۔"

اس کی شامت اعمال کہ جوش میں آ کر سب کو دکھانے بیٹھ گئی۔

جمال نے خوش دلی سے تعریف کی تو ساس نے دعا دی۔

"اللہ پہننا برتنا نصیب کرے۔"

اس سے غلطی ہوئی جو پاس کھڑی مہرالنسا سے پوچھ بیٹھی۔

"باجی! آپ کو کیسے لگے؟" اچھی چیز ہو تو سب سے تعریف سننے کو دل تو چاہتا ہی ہے۔

مہرالنسا نے ذرا سا جھک کر چٹکی میں کپڑا پکڑا اور نخوت سے گویا ہوئیں۔

"شوہر کی کمائی لٹا کر میکے کا نام لگانا کوئی تم سے سیکھے۔"

مہرالنسا سے اس سے کم جملے کی امید بھی نہ کی جا سکتی تھی۔

سب ہونق بیٹھے رہ گئے۔

حنا کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ خود پر ضبط کرتے ہوئے کپڑے شاپر میں ڈالے اور اپنے بیڈ روم میں چلی آئی اور اپنے شوہر پر برس پڑی۔ مہرالنسا کا جملہ کہیں درمیان میں رہ گیا۔ بس وہ آپس میں الجھتے رہے۔ وہ روتی دھوتی باہر نکلنے لگی تو دروازے کے ساتھ لگی مومل سے ٹکرا گئی۔

"چھپکلی۔" غصہ کچھ اور بڑھ گیا۔ "نجانے کب سے کھڑی سن رہی تھی۔ اب ساری رپورٹ جا کر ماں کو دے گی۔"

جھٹکے سے اسے پیچھے ہٹا کر وہ اسٹور میں جا گھسی۔ یہ اس گھر کا واحد حصہ تھا' جہاں وہ اطمینان کے ساتھ رو بھی سکتی تھی اور ہر قسم کی گالیاں دے کر دل کا بوجھ بھی ہلکا کر سکتی تھی۔

اماں جی نے سلام پھیر کر بیٹی کو دیکھا جو بیڈ پر پڑے دھلے ہوئے کپڑوں کو جھٹک جھٹک کر تہہ لگا رہی تھی۔ سفید بالوں کی لکیریں عمر کا پتا دیتی تھیں۔ ماتھے پر پڑی مستقل تیوریاں چہرے کی پختگی و سختی میں مزید اضافہ کر رہی تھیں۔ انہوں نے ایک آہ بھری اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ جب سے وہ حنا کو بیاہ کر لائی تھیں' ان کی دعاؤں کا محور بیٹی کی ذات بن چکی تھی۔ اس کا مستقبل انہیں دہلائے رکھتا۔ بیٹی کی تنک مزاجی و تلخ نوائی سے بھی اچھی طرح واقف تھیں۔ بیٹے سعادت مند تھے۔ ابھی تک چپ تھے' برداشت کر رہے تھے مگر کب تک؟ مہرالنسا کی زبان دن بدن مزید تلخ ہوتی جا رہی تھی۔ ہر مصلحت کو بالائے طاق رکھ کر سامنے والے کو چیر پھاڑ کر رکھ دیتی۔

آمنہ قدرے متحمل مزاج تھی۔ اس کے طعنوں کے جواب میں خاموش رہتی یا ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتی۔ سو گزارہ ہوتا رہا مگر حنا میں برداشت کم تھی۔ اور غلط بات پر تو وہ بھڑک ہی اٹھتی۔ گھر میں جھگڑے ہونے لگے تھے۔ لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع مل رہا تھا۔ آمنہ کی اولاد بھی سمجھ دار ہو رہی تھی۔ ماں کو دبتی دیکھتی تو ماں کی جگہ خود جواب دینے کھڑی ہو جاتی۔ بیٹے خاموش تھے مگر اچھی طرح محسوس کرتے تھے کہ زیادتی کہاں ہو رہی ہے۔ اماں جی بیٹی کی خاطر بیٹوں کا گھر برباد نہ کر سکتی تھیں مگر مجبور تھیں۔ بیٹی کو کہاں دھکا دیتیں۔ تقدیر نے ایک بار نہیں دو بار دھوکا دیا تھا۔ صاف گو تو وہ پہلے ہی تھی' حالات کی ستم ظریفی نے زبان پر بھی زہر بھر دیے تھے۔ لاشعوری طور پر بھابھیوں کو ہنستے مسکراتے شوہروں کے ساتھ خوش گپیاں کرتی دیکھتی تو جل کر رہ جاتی تھی پھر کچھ نہ کچھ تلخ کہے بغیر رہ نہ سکتی تھی۔

انہوں نے طویل دعا ختم کی پھر جائے نماز لپیٹ کر پلنگ پر آ بیٹھیں۔

مہرالنسا ابھی تک کپڑوں میں الجھی ہوئی تھی۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہیں پھر آہستگی سے گویا ہوئیں۔ "کتنی بار کہا ہے مہو! بھابھیوں کے معاملات میں دخل اندازی مت کیا کرو۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

مہرالنسا نے کپڑے کو زور سے جھٹکا اور تنک کر بولی۔
"میں نے کون سی دخل اندازی کر دی ان راجکماریوں کے معاملات میں۔"
"کیا ضرورت تھی حنا سے یہ کہنے کی کہ......"
"ہاں تو کیا جھوٹ کہا تھا؟ مجھے نہیں پتا میرے بھائیوں کی کمائی کیسے لٹائی جا رہی ہے۔ آپ نے تو آنکھیں بند کر رکھی ہیں اماں بی!"
"تمہارے بھائی ان کے شوہر ہوتے ہیں میری بچی! یہ ان کا اور ان کے شوہروں کا معاملہ ہے۔ تم خوامخواہ معاملے میں مت بولا کرو۔" انہوں نے رسان سے سمجھایا۔
"ہاں اب میرا بولنا خوامخواہ ہے، وہ جو مرضی کہتی رہیں۔ کل کی شتونگڑیاں آ گئی ہیں ہم پر حکم چلانے۔ تو ڑ دوں میں ان کا۔ یہ میرے بھی باپ کا گھر ہے اماں جی۔! حصہ بنتا ہے میرا بھی۔" وہ فراٹے سے بولتی گئی۔
اماں جی نے تاسف سے اسے دیکھا۔
"رہنا تو ان ہی بھابھیوں اور بھائیوں کے ساتھ ہے پھر خوامخواہ بگاڑ کا فائدہ۔ کوئی اور ٹھکانا تو ہے نہیں۔ بگاڑ لو گی تو وہاں جا بسو گی۔ تھوڑا تحمل، برداشت، زبان پر ذرا سا کنٹرول۔ بنا کر رکھو گی تو دن اچھے گزر جائیں گے۔ شکر کرو بھائی اچھے ہیں۔ بھابھیاں بھی بری نہیں۔ عزت کرو گی تو ہی عزت ملے گی۔ یہی حنا تھی باجی، باجی کرتے نہ سوکھتا تھا مگر تم نے خود ہی اسے اپنے خلاف کر لیا اور......"
"ہاں...... ہاں بری تو صرف میں ہی ہوں۔" اس نے ہاتھ مار کر سارے تہہ کیے ہوئے کپڑے ادھر ادھر بکھیر دیے اور پھپھک کر رونے لگی۔
"بھابھیاں آ جائیں تو بھائیوں کو چاہیے ماں بہنوں کو گولی مار دیں۔ میرا کوئی گھر نہیں کوئی ٹھکانا نہیں۔ میرا گھر برباد ہوا تو کیا یہ میرا قصور ہے۔ کسی سے کیا کہوں جب اپنی ماں ہی طعنے دینے پر اتر آئی ہے۔"
"اوہو...... " اسے یوں روتا دیکھ کر اماں جی چیخ گئیں۔ "میرا یہ مطلب تھوڑی تھا۔ چپ کرو مہرالنسا! کوئی کیا کہے گا، اتنی رات کو کیوں رو رہی ہو۔"
"رونا تو میرے نصیبوں میں لکھا ہے۔"
تب ہی ایک نو عمر لڑکا اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کتاب تھی۔ وہ مہرالنسا کو روتے دیکھ کر کچھ پریشان ہو گیا۔
"کیا ہوا...... رو کیوں رہی ہیں؟"
اس نے مہرالنسا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا تھا۔
"ہٹو یہاں سے۔" مہرالنسا نے سختی سے اس کا ہاتھ جھٹکا اور اٹھ کر باہر چلی گئی۔ پھر صحن میں بیٹھ کر بہت دیر تک روتی رہی۔
"یا اللہ! میرے نصیب اتنے کالے کیوں ہیں۔"
گھر میں سب موجود تھے مگر کوئی چپ کروانے نہ آیا۔ حتیٰ کہ اماں جی بھی۔ سب جانتے تھے اس وقت قریب جانا اپنی بے عزتی کروانا ہے۔
بالآخر رو دھو کر خود ہی خاموش ہو گئی۔ اللہ سے شکوے کرنے کی عادت سی ہو گئی تھی، سو کرتی رہی۔
تھوڑی دیر کے بعد اس نے تھک کر سر دیوار سے ٹکا دیا۔ پورا صحن چاندنی میں نہایا ہوا تھا۔ سامنے دیوار پر بلی اپنی چمکتی آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔
کبھی اس کی زندگی بھی اس اجلی چاندنی کی طرح تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی، تقدیر اسی بلی کی طرح اس کی خوشیوں کو چمکتی آنکھوں سے گھور رہی تھی۔
کتنا تھوڑا عرصہ تھا جو اس نے اپنے شوہر کی سنگت میں گزارا۔ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد شوہر کی وفات ہو گئی تو وہ واپس یہیں آ گئی تھی۔

...ں...... میرے بیٹے کو کھا گئی۔"
...ے یہاں آ گئی۔ وہاں رہنا ناممکن ہو گیا تھا۔
...منا اور عتیق باہر آیا۔ اور بنا اس کی طرف دیکھے اسٹور کی طرف بڑھ گیا۔
...ے اسے اپنی لپیٹ میں لینے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں باہر آئے، روٹھی ہوئی بیوی کا بازو اس کی ...تھا۔ وہ خفا خفا سی بیڈ روم میں جانے لگی مگر عتیق اسے کھینچ کر کچن میں لے گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ...ٹ کے ساتھ حنا کی ہنسی کی آواز ابھرنے لگی۔ سامنے والے بیڈ روم سے ٹی وی چلنے اور بچوں کے ...وازیں آ رہی تھیں۔ غصہ اس کے اندر ابلنے لگا۔
...وہ جانے لگی۔
...ہوں۔" اسے اپنی بے چارگی پر ترس آیا۔
...نہیں سوچا کہ تنہا رہ جانے میں خود اس کا اپنا کتنا ہاتھ ہے۔
...مہرالنسا کہاں سے یاد آ گئی؟" وہ سنبھل کر گویا ہوئے اور سگریٹ سلگانے لگے۔
...ں یہاں ہے...... جب سے سارا گئی ہے...... مجھے تو اکثر ہی یاد آتی ہے۔" خدیجہ بی آہستگی سے گویا ہوئیں۔
...ی تو مجھے لگتا ہے، سارا کو مہرالنسا کی آہ کھا گئی۔" انہوں نے چونک کر خدیجہ بی کو دیکھا پھر زہرخند لہجے ...
...عورت سوائے بد دعائیں دینے کے اور کر بھی کیا سکتی ہے۔"
...عورت...... بے بس عورت......" خدیجہ بی نے گویا تصحیح کی۔
...ہ......" وقار احسن نے سگریٹ کی راکھ جھاڑی۔ "خدیجہ بی! وہ عورت مجبور ہوتی نہ تھی، مجبور کر دیتی ...اس کے بارے میں کچھ نہیں پتا۔ آپ اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتیں۔ حقیقت تو یہ ہے ...ت نے میری زندگی برباد کر کے رکھ دی تھی۔ دن رات کا چین چھین لیا تھا۔ اس کی شکی طبیعت نے ہی ...نازل کیا تھا۔"
...ے میاں! سنا ہم نے بھی بہت کچھ ہے۔ انصاف تم نے بھی نہ کیا۔ ڈری ہوئی عورت یونہی بدزبان ...
...ا تو کیا انصاف ہوا تھا؟" ان کا لہجہ تھکا تھکا سا تھا۔
...اب ان باتوں کا فائدہ ہی کیا۔ صرف اس کی غلطیاں دیکھو گے تو کبھی درست فیصلہ نہ کر سکو گے۔ ...نظر کرو۔ اب ان حالات میں صرف وہی ہے جو تمہیں اور تمہاری بچی کو سنبھال سکتی ہے۔ ...تو ڑ دیتا ہے۔ کون جانے وہ بھی ویسی رہی ہے یا نہیں۔ اپنا گھر چھوڑ کر بھائیوں کے گھر بیٹھ ...نہیں۔" وہ رسانیت سے اسے سمجھا رہی تھیں۔
...شی سے کچھ سوچنے لگے۔ نہیں وہ وقت یاد آ رہا تھا، جب ان کی والدہ نے ان سے مہرالنسا کے ...ہمارے...... حیرت سے ماں کا منہ دیکھتے رہ گئے تھے۔
...ہے...... مہرالنسا...... خالہ فاطمہ کی بیٹی مہرالنسا......!"
...بیٹی مہرالنسا......" کونڈی میں سرخ مرچیں کوٹتی ماں نے اطمینان سے جواب دیا۔
...سے ہو سکتا ہے؟" انڈوں کا شوربے والا سالن ان کے سامنے پڑا تھا اور وہ حیرت ...تھے جیسے یقین نہ آ رہا ہو کہ کوئی ماں اپنے اکلوتے، قبول صورت، برسرِ روزگار بیٹے کے لیے ...ہے۔
...وہ نے کی کون سی بات ہے۔ مہر میں کس چیز کی کمی ہے۔ خوبصورت، گوری چٹی، ...

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"عمر میں مجھ سے بڑی' بیوہ اور ایک بیٹے کی ماں۔" وقار الحسن نے دیگر خصوصیات گنوائیں۔
"ہاں بچاری کی قسمت اچھی نہ نکلی۔۔۔ اتنی سی عمر میں بیوہ ہو گئی۔۔۔ میری بہن کی راتوں کی نیند اڑی ہوئی۔ ایسے مشکل وقت میں اپنے ہی کام آتے ہیں پتر!"
"بہن کی خاطر مجھے قربانی کا بکرا بنا دیں۔" وہ غصے میں کھانا چھوڑ کر اٹھ گئے مگر کتنے دن۔ ماں نے ضد باندھی۔ سوائیں ماننے ہی بنی۔ وہ کس دل سے مہرالنسا کو بیاہ کر لائے تھے یہ وہی جانتے تھے۔ جہیز میں ایک عدد بیٹا ملا تھا۔

...یجہ بی نجانے کیا کچھ کہہ رہی تھیں' وہ اپنے خیالوں سے چونکے۔
"تو آپ سچ مچ ہمیں چھوڑ کر جا رہی ہیں؟"
"ہاں۔۔۔" انہوں نے ایک طویل سانس کھینچی۔ "مجھے اپنے بچے یاد آتے ہیں۔ میری بہو اتنی بھی بری نہ تھی ہر روز رات کو سرہانے آتی تھی۔ بس میں نے ہی قدر نہ جانی۔ سفید بالوں کے ساتھ کیسی نادانی کی کہ غیروں کے در پر آپڑی۔ اب آخری وقت اپنے بچوں میں گزاروں گی۔"
بیٹے کی بات دل کو لگی تھی۔ سچ ہی تو کہا تھا اس نے۔ "جتنی جان غیروں کے لیے ماری تھی' اپنوں کے کرتیں تو وہاں راج کر رہی ہوتیں۔"
"اسی لیے چاہتی ہوں تم اسے لے آؤ۔ ایمن کو ماں کی ضرورت ہے۔ لڑکیاں بڑی حساس ہوتی ہیں۔" و کچھ سوچنے لگیں تھیں وہ اٹھ کر ایمن کے کمرے کی طرف بڑھے۔
وہ غنودگی میں بڑبڑا رہی تھی' وہ قریب آکر اس پر جھک گئے۔
"ممی! ایمن نے آپ کے پاس آنا ہے۔"
وہ سیدھے ہو کر تاسف سے بیٹی کو دیکھنے لگے۔ ان کی تمام تر توجہ و محبت ایمن کی زندگی سے ماں کی کمی دور کر سکی تھی۔
"لیکن خدیجہ بی۔۔!" اپنے عقب میں آہٹ محسوس کر کے وہ مڑے۔
"کیا وہ عورت میری بیٹی کو ماں کا پیار دے سکے گی؟"
خدیجہ بی نے ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

❁ ❁ ❁

"اماں جی! مومل اور بریجیس کہاں ہیں؟"
مہرالنسا دھلے ہوئے کپڑے اوپر پھیلا کر آئی تو دونوں کو پھر غائب دیکھ کر جھنجلا گئی۔ ابھی کچھ دیر قبل اس دونوں کو پڑھنے کے لیے بٹھایا تھا مگر اب صحن میں چارپائی پر ان کی کتابیں اور کاپیاں بکھری تھیں اور وہ دونوں غائب۔
دھوپ میں اپنے بال سکھاتی اماں جی نے مڑ کر اسے دیکھا۔
"کہاں ہوں گی۔۔۔ آمنہ کے کمرے میں ٹی وی دیکھ رہی ہوں گی۔ ہمہ وقت وہیں گھسی رہتی ہیں۔ حتیٰ کہ دو... میں بھی کمرہ خالی نہیں کرتیں۔ آمنہ بچاری نے کبھی کچھ نہیں کہا اور۔۔۔"
بیٹی کے چہرے کے بگڑتے زاویے دیکھ کر وہ خاموش ہو گئیں۔ وہ تو چاہتی تھیں مہو کے دل میں بھابھیوں کے خلاف جو بلاوجہ کی نفرت پیدا ہو گئی ہے' وہ ختم کر دیں لیکن ان کی تعریف مہو کو مزید ان سے متنفر کر دیتی تھی۔ ابھی وہ منہ چڑھاتے آمنہ کے کمرے کی طرف بڑھی۔ دھاڑ سے دروازہ کھولا۔ مومو اور جوجو میچ دیکھنے اور مونگ پھلی کھانے میں مگن تھیں۔ چھلکے سلیقے سے دوسری پلیٹ میں رکھنے کی بجائے ارد گرد بکھرا رہی تھیں۔
مہو نے مونگ والی پلیٹ کو ٹھوکر سے اڑایا تھا۔ پلیٹ جا کر دیوار میں لگی۔ مونگ پھلیاں قالین پہ بکھر گئیں

...قبل کہ مومو اور جوجو ماں کے تیور پہچان کر غائب ہوتیں' مہرالنسا نے دونوں کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹا اور ...ں لا کر دھنائی شروع کر دی۔ بچیوں کی چیخ و پکار میں اماں کی دہائی بھی شامل ہو گئی تھی۔
"...دا کے واسطے مہو! کچھ رحم کر۔ ایسے بے دردی سے مارتے ہیں۔ پاگلے! کسی نازک جگہ پر لگ جائے گی۔ ...لگتی ہو۔۔۔"
"...یا تماشا۔" آٹا گوندھتی آمنہ نے کچن سے باہر جھانکا۔
"...یہاں کا رانا ہے۔" حنا سالن میں چمچ گھما رہی تھی۔ دیکھنے کی زحمت بھی نہ کی۔
"...! جا کر چھڑا تو دو۔" آمنہ کو بچیوں پر ترس آ رہا تھا۔ "میرے ہاتھ آٹے میں سنے ہیں۔"
"...ب تھک جائیں گی تو خود بخود رک جائیں گی۔" حنا نے بے نیازی سے جواب دیا اور آنچ تیز کرنے لگی۔ ...وہ بے نیاز تھی نہیں' صرف بن رہی تھی۔ پاگل عورت اپنا سارا غصہ معصوم بچیوں پر نکال رہی تھی مگر ...جانا اپنی شامت بلوانے کے مترادف تھا۔
"...چاری بچیاں خوامخواہ پٹ رہی ہیں۔" آمنہ تاسف سے کہہ کر ہاتھ دھونے لگی پھر نہ رہ سکی تو باہر نکل آئی۔
"...رے آمنہ۔۔۔!" اماں جی اسے دیکھتے ہی چلائیں۔ "ان معصوموں کو لے جاؤ' ورنہ یہ عورت انھیں مار ہی ...الے گی۔"
"...ں کریں آپی۔" وہ ہمت کر کے آگے بڑھی اور مہرالنسا کا اٹھا ہوا ہاتھ پکڑنا چاہا۔ مہرالنسا نے اسے دوسرے ...سے دھکا دیا۔
"...پنی ہو جاؤ تم۔"
"...سنبھلی پھر پلٹ کر دونوں بچیوں کا ہاتھ پکڑ کر اماں جی کے کمرے میں گھسا دیا۔
"...ڑیل! ہوتی کون ہو میرے اور میری اولاد کے بیچ میں آنے والی۔"
...ہاتھ چھوڑنے کی کسر تھی' ورنہ مہو نے گالیاں جی بھر کر دی تھیں۔
...نے سلگتی نظروں سے اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں مگر منہ سے ایک لفظ ...وہ کچن میں گھس گئی۔
"...لگے تمہیں اور تمہارے اس فساد کی جڑ ٹی وی کو۔ ٹکڑے ٹکڑے نہ کیا تو میرا نام بھی مہرالنسا نہیں۔"
...نے بے حد شرمندگی اور تاسف سے پہلے کچن میں جاتی بہو پھر بیٹی کو دیکھا۔ ان کی آنکھیں لبالب پانیوں ...

"...پذیرائی۔" حنا نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔
"...۔۔" وہ سرخ چہرے کے ساتھ بجھی بجھی سی ہنسی ہنس دی اور آٹا ڈھکنے لگی جسے جلدی میں یونہی چھوڑ گئی ...

"...آپ کی۔ میں آپ کی جگہ ہوتی تو لگاتی ایک ہاتھ اور۔۔۔"
"...گل ہے' تو کیا ہم بھی اس کے ساتھ پاگل بن جائیں۔" آمنہ نے خود کو ٹھنڈا کرتے ہوئے رسانیت ...
"...ہی ہوں آپ کے ضبط کی۔" حنا نے قدرے حیرت سے آمنہ کو دیکھا۔ "بہرحال ایک بات پڑھی تھی ...آپا! جو شخص کبھی دوسروں کو خوش نہیں دیکھ سکتا' وہ ہمیشہ ایسی سچویشن کری ایٹ کرتا رہے گا تاکہ ...اور دوسروں کو بھی پریشان رکھے۔ ایسا کرتے ہوئے وہ ہمیشہ ایک اندرونی تسکین محسوس کرتا ...یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔"
"...اللہ مہو جیسے حالات کسی کو نہ دکھائے۔ پہلا شوہر فوت ہو گیا' دوسرے نے دوسری شادی رچا لی' مز... ...بچوں کی۔ وہ بے بس ہے۔" آمنہ نے سمجھانا چاہا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"وہ کیا بے بس ہوں گی' دوسروں کو بے بس کرنے کا ہنر خوب جانتی ہیں۔ انہیں پتا تھا کہ شوہر پہلے ہی ا... قبول نہیں کرتا پھر لڑ جھگڑ کر یہاں آنے کی ضرورت کیا تھی۔ وہیں گزارہ کیا ہوتا تو آج ہم بھی سکھی ہوتے اور بھی گھر بسا ہوتا۔ چار دن کے لیے آتیں تو ہم بھی قدر کرتے۔"

"سوتن برداشت کرنا آسان ہے؟" آمنہ نے فریج سے سلاد کے لیے سبزیاں نکالتے ہوئے پوچھا۔

"اولاد کے لیے انسان بہت کچھ برداشت کر لیتا ہے۔" حنا کے لہجے میں کوئی لچک نہ تھی۔

"کہنا آسان ہے اور کرنا۔۔۔؟ ذرا خود کو ان کی جگہ رکھ کر سوچو۔" خوش تو مہر النساء سے آمنہ بھی نہ تھی کہ مہر النسا... نے کسی کو خوش رکھنے کی کوشش کی بھی نہ تھی مگر وہ حنا کی طرح اتنی سنگ دلی سے نہیں سوچ سکتی تھی بلکہ کبھی اسے مہر النساء پر بہت ترس آتا تھا۔ شوہر ہی ساتھ دینے والا ہوتا تو آج وہ یوں اجڑی نہ بیٹھی ہوتی۔

"خدا نہ کرے۔۔۔ ذرا سوچ کر بولا کریں آمنہ۔۔۔!" حنا کو خاصا برا لگا تھا۔ کچھ لمحے منہ میں بڑبڑائی بھی پھر سر جھ... ہوئے بولی۔

"جو ہونا تھا' وہ تو ہو گیا۔ کم از کم اب ہی اپنے رویے میں کوئی مثبت تبدیلی لے آئیں۔ اولاد پر توجہ دیں' ا... مستقبل سنوارنے کے بارے میں سوچیں مگر انہیں تو ہمیں تنگ کرنے اور مقابلے بازی کے سوا کچھ سوجھتا نہیں۔ کنواری ہوتیں تو یہی سوچ لیتے کہ بیاہ ہو گا تو جان چھوٹے گی۔ اب تو مستقل درد سر بن گئی ہیں۔ گھر وا... نے بھی اس جہنم میں جھونکنے سے قبل نہ کچھ دیکھا' نہ سوچا۔"

"میرا خیال ہے ہنڈیا کی طرف توجہ دے دو۔ باتوں میں کہیں ہنڈیا نہ جلا دینا۔"

آمنہ نے اس کی بات پر تبصرہ کیے بغیر اس کا دھیان بٹا دیا تھا۔

اماں جی کچن کے دروازے سے ہی پلٹ گئیں۔ ان کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔ اس دن کے بعد سے ان... نمازیں بہت طویل ہو گئی تھیں۔

"نانی جان! آپ اتنا روتی کیوں ہیں؟" موحد نے کئی بار انہیں دعا مانگتے ہوئے ہچکیوں سے روتے دیکھا تھا۔

"کچھ نہیں بچے۔" انہوں نے ٹالا۔ کیا بتاتیں کہ وہ دفعہ بس کر اجڑ جانے والی بیٹی کے برے نصیبوں کو رو... ہیں۔

"میں جانتا ہوں۔" بابر نے کتاب سے نظریں ہٹا کر انہیں دیکھا۔ انہیں اس چھوٹے سے بے حد حساس لڑ... پر بے حد پیار آیا۔

"تم کیا جانتے ہو؟" انہوں نے سوال کیا۔

"کچن کی کھڑکی کھلی تھی اور میں پچھلی طرف بیٹھا پڑھ رہا تھا۔" اس نے سنجیدگی سے بتایا تو وہ مزید دکھی ہو گئیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے بچے کن حقیقتوں سے آشنا ہونے لگے۔

"نانی جان! آپ امی کو سمجھائیں کہ وہ ممانی سے اتنا مت لڑا کریں۔ امی لڑتی ہیں' اسی لیے مامی اتنی باتیں سنا... ہیں ورنہ وہ ہمارا خیال تو رکھتی ہیں۔۔۔ اس طرح تو ماموں ہم سے بدظن ہو جائیں گے تو پھر ہم کہاں جائیں گے۔" اتنے چھوٹے سے لڑکے کے منہ سے اتنی بڑی بڑی باتیں سن کر وہ ششدر سی رہ گئیں۔

"ارے ابھی میں زندہ ہوں نا!"

انہوں نے بے اختیار اسے گلے سے لگا لیا تھا۔

✠ ✠ ✠ ✠

"تم اتنے دن سے اسکول کیوں نہیں آئیں؟"

اسمبلی کے بعد لائن میں کھڑی اسٹوڈنٹس اپنی اپنی کلاسوں میں جانے کے لیے بالکل تیار کھڑی تھیں۔ جب ایمن نے مائرہ سے پوچھا۔ اس اسکول میں وہ اس کی سب سے پہلے سہیلی بنی تھی۔ گزشتہ دو دن سے وہ چھٹی پر تھی۔ خود اسے اسکول سے ہفتہ بھر چھٹیاں کرنا پڑی تھیں۔ جب آئی تو مائرہ چھٹی پر چلی گئی۔

... شادی تھی۔" اس کے پیچھے کھڑی عائشہ نے ہنستے ہوئے سرگوشی میں بتایا۔

... کی لڑکیاں مائرہ کی طرف متوجہ ہوئیں۔

... ہی ہوئی' دوسرے ہی پل اس نے پرجوش لہجے میں بتایا۔

... لے کر آئے ہیں۔"

... اب چلنے لگی تھی۔ دھیرے دھیرے کلاس روم کی طرف جاتے ہوئے وہ سرگوشیوں میں باتیں

... کیسی ہیں؟" فاطمہ نے پوچھا تھا۔

... ہیں' بہت اچھی۔"

... ہماری اسٹیپ مدر ہیں۔" عائشہ کو یہ تعریف پسند نہ آئی تھی۔

... وہ بالکل بھی اسٹیپ مدرز جیسی نہیں ہیں۔ مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں۔ آج آتے ہوئے انہوں نے ... دیے ہیں۔" ... نے وضاحت کی۔

... اصلی ممی کہاں گئی ہیں؟" خاموشی سے باتیں سنتی ایمن نے اچانک سوال کیا۔

... ہو گئی۔" مائرہ یکدم اداس ہو گئی۔ "وہ بہت بیمار تھیں' انہیں بہت پین ہوتا تھا' اس لیے اللہ ... اپنے پاس بلا لیا۔ اللہ میاں کے پاس بہت اچھے اچھے ڈاکٹرز ہوتے ہیں۔ پاپا کہتے ہیں' ممی اب ... وہاں بہت خوش ہیں لیکن وہ واپس نہیں آ سکتیں۔ جو مر جائے وہ واپس نہیں آتا' ہے نا۔"

... آہستگی سے جواب دیا۔ اسے اپنی ممی یاد آ گئی تھیں۔

... آ کر سب اسٹوڈنٹس اپنی اپنی جگہ سنبھالنے لگیں۔ وہ دونوں بھی اپنی سیٹ پر آ بیٹھیں۔

... پاپا سے کہا کہ وہ مائرہ کے لیے دوسری ممی لے آئیں۔"

... ڈیتھ ہو گئی ہے۔" ایمن نے آہستگی سے بتایا۔

... لے آوٴ نا۔" مائرہ نئی نویلی سجی سنوری پیار کرتی ممی کے خمار میں مبتلا تھی مگر ایمن نے زور سے

... چاہئیں۔"

... نہیں آ سکتیں اور ساری اسٹیپ مدر بری نہیں ہوتیں۔ مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں۔"

... میں داخل ہوئیں تو سب بچیاں انہیں میں مگن ہو گئیں مگر مائرہ سرگوشی کرنے سے باز نہ آئی۔

... سے ملنے جا رہی ہیں۔ تم بھی چلو گی؟"

... سامنے ہی تھا۔ بس سر کو پیار کرنا پڑتی۔

... نہیں گے۔"

... کی ڈانٹ پر وہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر دبک گئیں۔

... نے دوبارہ اس سے پوچھا تھا۔ تقریباً آدھی کلاس مائرہ کی ممی کا دیدار کرنے جا رہی تھی۔ مگر ... باوجود انکار کر دیا۔ خدیجہ بی اس سے پہلے ہی گیٹ پر موجود ہوتی تھیں اور روہ اسے لیں ... شاید خدیجہ بی لیٹ ہو گئی تھیں وہ سب گروپ کی شکل میں مائرہ کے گھر جا رہی تھیں۔ وہ ... دیکھتی رہی پھر دور تک دیکھا۔ خدیجہ بی کہیں نہ تھیں' وہ بیگ اٹھا کر بھاگی۔

... جاتی ہوں۔"

... بہت پیاری اور ینگ تھیں۔ انہوں نے اورنج کلر کا کڑھائی والا سوٹ پہنا تھا۔ لمبے بال کھلے ... زیور اور میک اپ میں جگمگ جگمگ کر رہی تھیں۔

... لگتی ہیں۔" فاطمہ نے سرگوشی کی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"نہیں' اس سے زیادہ پیاری ہیں۔" دوسری نے تردید کی۔
"مائرہ! بیٹا آپ نے بتایا نہیں کہ آپ کی فرینڈز آ رہی ہیں۔ میں نے آپ کے لیے نوڈلز بنائے تھے مگر وہ لوگوں کے لیے تو کافی نہیں ہوں گے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا اور وہ مسکراتے ہوئے اور بھی پیاری لگیں۔
"نہیں آنٹی! ہم تو آپ سے ملنے آئے ہیں۔" عائشہ نے سمجھ داری کا ثبوت دیا۔
وہ سب سے بہت پیار سے ملیں۔ فرداً فرداً سب کا نام پوچھا۔ آتے ہوئے سب کو ایک ایک پیکٹ بسکٹ دیا۔
ایمن ان سے خاصی متاثر ہوئی تھی۔ وہ کتنے پیار سے مائرہ کو اپنے بازو کے حلقے میں لیے بیٹھی ان سے ان کی چھوٹی چھوٹی دلچسپیاں پوچھ رہی تھیں۔
"مائرہ کی یہ ممی پرانی والی سے زیادہ اچھی ہیں۔" جو بچیاں اس کی پہلی ممی سے مل چکی تھیں' یہ ان سب کی مشترکہ رائے تھی۔
گیٹ کے باہر خدیجہ بی افتاں و خیزاں گیٹ کیپر پر برس رہی تھیں۔
"افوہ مائی۔۔۔ یا! ہمیں کیا پتا بچی کدھر گئی۔ اب سات سو بچیوں میں کون سی تمہاری ہے۔ پہلے ٹائم پر آتی نہیں پھر بعد میں شور مچاتی۔۔۔"
تب ہی خدیجہ بی کی نظر ایمن پر پڑی۔ لپک کر قریب آگئیں۔ اور غصے میں بازو سے پکڑ کر جھنجوڑ ڈالا۔
"کہاں مر گئی تھیں۔"
"افوہ خدیجہ بی! ایسے تھی۔" ایمن نے جھنجلا کر بازو چھڑایا۔
"ارے میری جان نکل گئی تھی ان دس منٹوں میں۔ وقار میاں کو کیا جواب دیتی۔ ایک پانچ منٹ کی دیر کیا ہوئی کہ نکل کھڑی ہو میں مٹر گشت کرنے۔" ان کا رنگ اڑا ہوا تھا۔
"کیا کرنے۔۔۔؟" مٹر گشت اس کے پلے نہ پڑا تھا۔
"گھر چلو بتاتی ہوں تمہارے بابا کو۔"
"میں تو مائرہ کے گھر گئی تھی اس کی نئی ممی دیکھنے۔" ایمن نے صفائی پیش کی۔
"تو نے کیا نئی ممی کا اچار ڈالنا تھا۔" انہوں نے اس کا بیگ پکڑتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اس کی انگلی تھام لی۔
"ممی کا کوئی اچار ڈالتے ہیں۔ اچار تو آم کا ڈالتا ہے خدیجہ بی!" ایمن منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسنے لگی۔
"کر ہنسی ٹھٹھول۔ جب ابا کے ہاتھوں چھترول ہوگی تب دانت نکالنا۔" انہوں نے ایمن کو گھورا۔
"کون ابا۔۔۔ ڈیڈی۔۔۔؟ وہ تو مجھے کچھ کہتے ہی نہیں۔"
"وہ جیسے پڑا تھا نا۔" انہوں نے یاد دلایا۔
ایمن پہلے شرمندہ ہوئی پھر ڈھیٹ بن گئی۔ "بعد میں پیار بھی تو کیا تھا۔ آئس کریم بھی کھلائی تھی۔"
"آئس کریم بھی کھلائی تھی۔" خدیجہ بی نے پوپلے منہ سے نقل اتاری پھر بڑبڑائیں۔ "اسی لیے تو سر چڑھ رہی ہو۔"
"خدیجہ بی! مائرہ کی نئی ممی بہت اچھی ہیں۔" اس کا ذہن وہیں اٹکا ہوا تھا۔
"اچھا۔" انہوں نے سرسری کہا اور بٹوے میں سے چابی ٹٹولنے لگیں۔ گھر آچکا تھا۔
"خدیجہ بی!" بیگ ایمن کو تھما کر تالا کھولنے لگیں تو اس نے کچھ سوچتے ہوئے انہیں پکارا۔ "ڈیڈی سے کہیں نا میرے لیے بھی نئی ممی لے آئیں۔"
"وہ پرانی کو لے آئیں تو بڑی بات ہے۔"
"جو مر جائے وہ واپس نہیں آتا خدیجہ بی!" ایمن نے سمجھایا۔

"تیرے باپ کے پاس ممیوں کی کمی نہیں ہے۔ ایک چلی گئی' دوسری آنے کو تیار ہے۔ پر وہ لائے بھی۔۔۔ کیا بے حس اور پتھر دل ہے۔ بیوی کے ساتھ ساتھ اولاد کو بھی دھکا دے رکھا ہے۔"
وہ بڑبڑاتی ہوئی اسے لے کر اندر چلی گئیں۔
ایمن کے پلے کچھ نہ پڑا تھا۔

☼ ☼ ☼

نرم گرم سی دھوپ پھیلی تھی جس میں بیٹھی دونوں دیورانی جٹھانی سنگترے کھا رہی تھیں۔ آمنہ کے ہاتھ میں اپنے بیٹے کا ادھ بنا سویٹر تھا۔ کبھی کبھی ایک آدھ سلائی بن لیتی۔ ننھا بیٹا پاس ہی پالنے میں پرسکون سو رہا تھا۔
مومو اور جوجو پاس ہی کتابیں کھولے بیٹھی تھیں۔ جوجو کی توجہ کتابوں جبکہ مومو کی حسب عادت ممانیوں کی باتوں کی طرف زیادہ تھی۔ حنا ایف ایس سی تھی' اس لیے موڈ میں ہوتی تو ان کا میتھس دیکھ لیتی۔ تینوں بچے بہترین پرائیویٹ اسکول میں پڑھتے تھے مگر ٹیوشنز کے بغیر رزلٹ خاک نہ آتا۔
"خاک نہیں پڑھاتے یہ پرائیویٹ اسکولز والے۔ انگلش میڈیم اسکول کا بھی بس خوامخواہ ہی کریز ہو گیا ہے لوگوں کو' ورنہ جنہوں نے پڑھنا ہو' وہ سرکاری اسکول میں بھی اچھا رزلٹ دے دیتے ہیں۔"
حنا نے سوال حل کر کے کاپی مومل کی طرف بڑھائی اور خود سنگترہ اٹھا لیا۔ مہرالنسا نہا کر اوپر دھوپ میں لیٹی تھی' اس لیے فی الحال راوی چین ہی چین لکھتا تھا۔
"اب مجھے ہی دیکھ لو' کون سا انگلش میڈیم اسکول میں پڑھا ہے۔ اس کے باوجود بہترین پوزیشنز ہی لی ہیں۔"
"میرے ماموں عبدالرزاق ہیں نا۔ ان کے تینوں بچے سرکاری اسکولز میں پڑھے مگر ہر کلاس میں اسکالر شپ لیا ہے۔"
"تعلیم بھی پیسہ کمانے کا ذریعہ بن گئی ہے۔ فیس بٹور لیں گے بس۔" حنا نے گفتگو سمیٹی۔
"اور کیا۔ اگلے سال فہد کو بھی اسکول جانا ہے' اس کا خرچا بھی ٹھیک ٹھاک بڑھے گا۔" حنا نے آمنہ کے بڑے بیٹے کا نام لیا جو تین سال کا ہونے والا تھا۔
"مامی! آپ یہ سب اس لیے سنا رہی ہیں ناکہ ہم پرائیویٹ اسکول میں پڑھتے ہیں اور کل ہم نے ماموں سے ۔۔۔ مانگی تھی؟"
۔۔۔ ایسی باتیں سنتی مومو فوراً بول اٹھی۔
۔۔۔ اور حنا بھکا بکا رہ گئیں۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ان کی عام سی گفتگو کو یہ چھوٹی سی لڑکی اس رخ پر ۔۔۔ گی۔
۔۔۔ نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا۔ آمنہ نے جلدی سے اس کا ہاتھ دبا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا مگر وہ ۔۔۔ سے گویا ہوئی۔
۔۔۔پ کے ماموں شروع ہی سے آپ کی فیس دیتے آرہے ہیں۔ کیا پہلے کبھی کسی نے کچھ کہا ہے۔ ہم آپ کے ۔۔۔ نہیں کر رہے تھے۔" چپ رہنا حنا کے لیے ممکن نہ تھا پھر بھی تحمل سے بولی تھی۔
"تم ۔۔۔ یا ہو تو کتابیں سمیٹ لو۔" آمنہ نے انہیں ٹالا۔
۔۔۔ کہتے ہیں۔۔۔ بیٹیاں ماں کا عکس ہوتی ہیں۔" ان کے جانے کے بعد حنا نے جل بھن کر کہا۔
۔۔۔ تو نئی بنائی مہرالنسا ہے۔ وہی لگائی بجھائی' بات کو پلٹنے' ادھیڑنے اور فساد برپا کرنے والی عادت۔ ابھی سے یہ ۔۔۔ تو ذرا بڑی ہو کر نجانے کیا طوفان اٹھائے گی۔" وہ جلتی کڑھتی اپنے کمرے میں جا گھسی۔
۔۔۔ ٹھیک ہے بالکل۔۔۔ پتا بھی ہے ان کی عادت کا پھر بھی اپنی جان جلاتی ہے۔ مجھے نہیں دیکھتی' کتنے سال ہو گئے ۔۔۔ بالکل پن برداشت کرتے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

آمنہ سویٹر بنتے ہوئے خود سے الجھ رہی تھی پھر سر اٹھا کر رخصت ہوتی دھوپ کو دیکھا۔ شام ڈھلنے کو تھی' یہ مردوں کے گھر لوٹنے کا وقت تھا۔
وہ چیزیں سمیٹنے لگی۔
"آج تو منا بھی زیادہ ہی سو لیا ہے۔"
اس نے سوئے ہوئے بیٹے کو پیار کیا اور اٹھا کر کمرے میں لٹا آئی۔ پھر خود کچن میں جا کر رات کے لیے سبزی بنانے لگی۔
مہرالنسا اوپر سے اتریں اور اماں جی کے کمرے میں چلی گئیں۔
عتیق اور سبحان بھی گھر واپس آ چکے تھے۔
رات کا کھانا آمنہ کی ذمہ داری تھا' سو وہ مصروف رہی پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی' جب گھر میں گویا بھونچال آ گیا۔
"یا اللہ۔۔۔ اب کیا ہو گیا؟"
آمنہ بوکھلا کر کچن سے نکلی۔ ہنگامہ حنا کے بیڈ روم میں ہو رہا تھا۔ جہاں مہرالنسا' حنا پر بری طرح برس رہی تھیں۔
حنا ہکا بکا ابھی صرف بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔
عتیق بھی موجود تھا' بے چارہ ابھی ابھی آفس سے تھکا ہارا لوٹا تھا۔
"آپی! خدا کے لیے بات تو آہستہ کریں۔" وہ ناگواری سے گویا ہوا۔
یقیناً مہرالنسا کی آواز اتنی تیز تو تھی کہ گھر سے باہر تک جا رہی تھی۔ سارا گھر ہی جمع ہو گیا۔
"اب کیا قصور سرزد ہو گیا مجھ سے؟" حنا کو اس چیخ و پکار کا مطلب سمجھ میں نہ آیا۔
"اتنی ہمت تیری کہ تو مجھے طعنے دے۔ تیرا کھاتی ہوں یا تیرے باپ کا۔ ارے آج میرے بچوں کو طعنے دیتی ہے کہ ہم ان کا دیا کھاتے ہیں۔ میرے ماں جائے ہیں۔ ساری عمر میرے باپ نے ان ہی پر لٹایا۔ اس جائیداد اور گھر میں میرا بھی حصہ ہے۔ تو سمجھتی کیا ہے۔۔۔"
"میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔" حیران پریشان حنا نے سب کی طرف دیکھا۔
آمنہ ایک طویل سانس لے کر موموں کو دیکھنے لگی جو سب کے پیچھے کھڑی تھی۔ نجانے اس نے بات کو بگاڑا تھا یا اس کی ماں نے مگر اچھا خاصا تماشا ہو گیا تھا۔
"تو کب مانے گی۔ میرے بچے کھٹکتے ہیں اس کی نظروں میں' زہر دے دو یا گھر سے نکال دو' ایک بار جان چھوٹ جائے۔۔۔ پر میں ابھی زندہ ہوں۔ کوئی دے کر تو دیکھے میرے بچوں کو طعنے۔ کہتی ہے' پڑھنا ہے تو سرکاری اسکول میں پڑھو۔ ہم سے نہیں اٹھائی جاتی اتنی فیسیں' ورنہ جا کر باپ سے کہو کہ خرچہ اٹھائے۔"
"حنا۔۔۔!" عتیق نے بے حد حیرت سے بیوی کو دیکھا۔
"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ اماں جی یقین کریں' یہ جھوٹ بول رہی ہیں۔"
اتنے سارے لوگوں کے سامنے جھوٹے الزام پر وہ روہانسی ہو گئی۔
"ہاں میں جھوٹی۔۔۔ میرے بچے جھوٹے۔۔۔ سچی تو بس ایک تو ہی ہے۔ یا اللہ! یہ دن بھی دیکھنے تھے۔ یہ کل کی چھوکری اس گھر کی مالکن بن کر آ گئی۔"
"ختم کرو مہرو! بات کو بڑھایا نہیں کرتے۔" بڑے بھائی نے معاملہ رفع دفع کرنا چاہا۔
"آپ آمنہ سے پوچھ لیں' ہم جنرل بات کر رہے تھے۔ آپی اور ان کے بچوں کا ذکر بھی نہیں کیا۔ سامنے تو موموں! کیا میں نے یہ سب کہا تھا تم سے۔" حنا نے کھینچ کر موموں کو سامنے کیا' وہ کچھ نہیں بولی۔ اپنا بازو چھڑا نے لگی۔
اور مہرالنسا سینہ کوٹ کوٹ کر طعنے دیتی رہی۔

"ختم کرو مہرو! تماشا مت بناؤ۔" اماں جی نے آگے بڑھ کر ڈپٹا۔
"تماشا میں نہیں' آپ کی یہ لاڈلی بنا رہی ہے۔ بہت کچھ کرتی رہی یہ گھنی۔۔۔ میں چپ رہی۔ اب نہیں رہوں گی۔ نجانے کس بھوکے ننگے خاندان سے اٹھا کر لے آئی تھیں جو میرے اور میرے بچوں کے نوالے گنتی ہے۔"
"میرے خاندان تک مت پہنچیں۔" حنا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔
"حنا۔۔۔!" عتیق نے اس کا بازو تھاما۔ "تم آپی سے سوری کر لو۔"
عتیق صلح جو طبیعت کا مالک تھا۔ جانتا تھا حنا نے ایسا کچھ نہیں کہا ہو گا مگر وہ صرف ہنگامہ ختم کرنا چاہتا تھا۔
"کیوں' کس لیے؟" حنا ہتھے سے اکھڑ گئی۔
"میں جتنا چپ ہوں' یہ اتنا ہی سر پر چڑھ رہی ہیں۔ میں جتنا لحاظ کر رہی ہوں' یہ اتنی ہی بدلحاظ ہوتی جا رہی ہیں۔ جو ان کا دل چاہتا ہے' کہہ جاتی ہیں اور کوئی انہیں روکنے والا ہی نہیں۔" اس نے ایک سلگتی نگاہ کمرے میں موجود ہر شخص پر ڈالی۔
سبحان چڑ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔
"تو روک لے مجھے۔۔۔ ارے پہلے گھر والی تو بن کر دکھا۔"
اولاد نہ ہونے کے طعنے تو اس نے حنا کو شادی کے پانچ مہینے بعد ہی دینا شروع کر دیے تھے مگر اب کہ یہ طعنہ حنا کے دل پر لگا تھا۔ بات بڑھی تو بڑھتی چلی گئی۔ نہ وہ چپ ہوئی' نہ مہرالنسا۔۔۔ اصل قصہ درمیان میں ہی رہ گیا۔ اماں بمشکل مہرالنسا کو کمرے سے باہر لے جانے میں کامیاب ہوئیں۔
آمنہ کھسک گئی' اس کی گواہی کی کسی کو ضرورت بھی نہ تھی۔ حنا بیٹھی روتی رہی۔
عتیق سر تھامے حنا کو دل کی بھڑاس نکالتے سنتا رہا پھر اس نے اٹھ کر اپنے کپڑے بیگ میں بھرنا شروع کر دیے۔
"حنا! کیا بے وقوفی ہے یہ۔"
"بہت ہو چکا عتیق۔۔۔! میری برداشت جواب دے چکی ہے۔ میں نہیں رہ سکتی اس جہنم میں۔ یہ عورت نہ خود جیتی ہے نہ کسی اور کو جینے دے گی۔"
عتیق کی ساری کوششیں بے کار گئیں۔
ڈھلتی شام میں حنا وہ گھر چھوڑ گئی تھی۔
"تم نے امی سے جھوٹ کیوں بولا؟ مامی نے ہمیں تو کچھ نہیں کہا تھا۔" جوجو نے موموں سے پوچھا تھا۔
"مجھے نہیں پتا' وہ ہمیں ہی سنا رہی تھیں۔" موموں نے مدبرانہ انداز میں کہا۔ وہ واقعی مہرالنسا کا عکس تھی۔

☼ ☼ ☼

عادل' مما اہین کے اعصاب پر سوار ہو گئی تھیں۔ کچھ مائرہ کی گفتگو گھوم پھر کر ان ہی پر آ جاتی۔ وہ مائرہ سے تو پیار کرتی ہی تھیں' اس کے ننھے سے بھائی کا بھی بے حد خیال رکھتیں۔ وہ ہمہ وقت ان ہی کی گود میں سوار رہتا۔
اس کے بعد میں کئی بار مائرہ کے ساتھ اس کے گھر گئی تھی۔ خدیجہ بی کو وہ جب بھی نظر نہ آتی تو سیدھا ادھر ہی کا رخ کرتیں۔ نئی دلہن کے ساتھ ان کی ٹھیک ٹھاک علیک سلیک ہو گئی تھی۔ وہ اس کے سامنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑتی رہتیں۔
عادل' مما اہین کے حالات سے واقف ہو گئی تھیں' اس لیے خصوصی توجہ دیتیں۔
"خدیجہ بی بتا رہی تھیں کہ آپ اسکول کے بعد اپنی دوست کے گھر چلی جاتی ہو۔" رات کو جب وہ باپ کے سینے پر سر رکھ کر سونے لگی تھی' تب انہوں نے پوچھا تھا۔
"ڈیڈی! میں اس کی مما سے ملنے جاتی ہوں۔" اس نے معصومیت سے بتایا۔
"یہ بات بیٹا! یوں ہر روز کسی کے گھر نہیں جاتے۔" انہوں نے سرزنش کی۔ "انہیں برا لگے گا۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ڈیڈی! وہ تو بہت اچھی ہیں۔ وہ کہتی ہیں۔ ایمن! تم ہر روز آیا کرو۔"
اس کی خنداں اڑن چھو ہو گئی۔ لہجے میں دبا دبا سا جوش تھا۔
وقار الحسن نے غور سے بیٹی کو دیکھا۔ خدیجہ بی انہیں بہت کچھ بتا چکی تھیں۔
"آپ کو پتا ہے ڈیڈی! وہ مائرہ کی اسٹیپ مدر ہیں لیکن وہ بہت اچھی ہیں۔ مائرہ جب گھر جاتی ہے تو وہ اس کے لیے روز کچھ نہ کچھ بنا کر رکھتی ہیں۔ اس کے بھائی کو سارا وقت گود میں اٹھائے رکھتی ہیں۔۔۔ ڈیڈی! جب پرانی ممی ڈیتھ ہو جائے تو نئی ممی لے آنی چاہیے۔"
اس نے پتا نہیں باپ کو بتایا تھا یا پوچھا تھا' وہ تو اس کی آنکھوں میں بیدار ہوتی حسرت اور طلب دیکھ رہے تھے۔
"کون کہتا ہے؟"
"مائرہ کہتی ہے۔"
"آپ کو اپنی مما یاد نہیں آتیں؟"
"آتی ہیں لیکن۔۔۔" وہ ایک پل کو رکی۔ "ان کی تو ڈیتھ ہو گئی ہے۔ جو اللہ میاں کے پاس چلے جائیں' وہ واپس نہیں آتے۔ وہیں خوش رہتے ہیں اور خود ہی کہتے ہیں کہ میری جگہ نئی مما لے آؤ۔ ڈیڈی! ممی نے آپ سے نہیں کہا؟"
وہ بس اسے دیکھتے ہی رہ گئے۔
"وقار الحسن! تمہاری بیٹی تم سے زیادہ حقیقت پسند نکلی مگر۔۔۔ مہرالنسا۔۔۔" وہ سوچ میں پڑ گئے۔
"ارے زمانہ کہہ کہہ کر تھک گیا مگر تمہارے باپ کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔ اب تم ہی کچھ عقل سکھاؤ۔" خدیجہ بی ایمن کے لیے دودھ لے کر آئی تھیں۔
"خدیجہ بی!" وقار نے سنجیدگی سے انہیں دیکھا۔ "بچی کا ذہن آپ تیار کر رہی ہیں؟"
"تیار کیوں۔۔۔ کہہ دو کہ خراب کر رہی ہوں' مگر بیٹا! تمہاری بچی خود ہی بڑی سیانی ہے۔ مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ یہ ہمارے تمہارے زمانے کے بچے نہیں ہیں' سب کچھ سمجھتے ہیں۔"
انہوں نے دودھ کا گلاس ایمن کو تھمایا۔ وہ گھونٹ گھونٹ پیتے ہوئے ان کی باتیں سن رہی تھی۔
"مگر خدیجہ بی! وہ مہرالنسا۔۔۔ وہ میری بچی کو ماں کا پیار دے سکے گی؟" وہ کسی سوچ میں ڈوب کر ابھرے۔
"ماں کا پیار دے نہ دے۔۔۔ اس کا خیال تو رکھے گی۔"
"خیال رکھنے کو آپ جو ہیں۔"
"تا نہ میں نے سمجھو سامان باندھ لیا۔" انہوں نے صاف کہہ دیا۔ "اب تو دل کو پنکھے سے لگے ہیں۔ دل کرتا ہے اپنے بچوں کے پاس چلی جاؤں۔ پتا نہیں ضد میں اتنے سال کیسے گزار دیے۔ اب تو ایک دن نہیں گزرتا۔ بس تمہیں دیکھتی ہوں' کوئی فیصلہ کرو تو میں بھی نکلوں۔"
"آپ جانتی ہیں' میں نے اسے کبھی دل سے قبول نہیں کیا۔" وہ متذبذب سے تھے۔
"دل سے قبول بھلے نہ کرتے' مگر از کم حقوق تو پورے کرتے۔ یہ تو کوئی جواز نہ ہوا کہ عمر میں بڑی تھی' جب ماں کے کہنے پر شادی کر ہی لی تھی تو نبھا بھی لیتے۔ چلو بیوی کو تو ایک طرف رکھو۔۔۔ نہیں دل پر چڑھی۔ پر اولاد تو پیدا کی اسی کا احساس کرتے مگر تم نے تو یوں دھکا دیا کہ کیا ہی کوئی سگی اولاد کو دیتا ہو گا۔ آج سامنے جاؤ تو وہ پہچاننے سے انکار کر دیں۔۔۔ دنیا کا خوف نہ تھا' رب سے تو ڈرے ہوتے وقار الحسن۔ جب وہ تمہارا گریبان پکڑیں گی تو کیا جواب دو گے؟"
وقار الحسن کا رنگ متغیر ہو گیا۔
"سچ کہتی ہوں' تمہارے گھر کی بربادی میں ان معصوموں کی آہ شامل ہے۔ مجھے تو یہی لگتا ہے' وہ بھی تو اسی طرح تمہاری بیٹیاں ہیں جس طرح ایمن۔"
انہوں نے خالی گلاس ایمن کے ہاتھ سے لیا اور کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

وقار الحسن گم صم سے بیٹھے تھے۔ ان کی نظروں کے سامنے مومل کا چہرہ تھا اور وہ جسے انہوں نے دیکھا بھی نہ تھا' ... یاد آیا۔ جب مہرالنسا ان کے گھر سے نکلی تو امید سے تھی پھر کسی نے بتایا کہ بیٹی ہوئی ہے۔ انہی دنوں سارا ... نے خوش خبری سنائی تو وہ اس کی ناز برداریوں میں مصروف ہو گئے۔ سارا کو ناز اٹھوانے آتے تھے' وہ سامنے ... اس طرح محبت و خدمت کے جال میں جکڑتی تھی کہ وہ اس جال سے نکلنے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکتا ... بیٹی کو دیکھنے بھی نہ گئے۔ شاید بیٹا ہوتا تو وہ کچھ سوچتے پھر ایمن کی پیدائش نے سارے راستے بند کر دیے۔
... اپنی دو بیٹیاں یاد آ رہی تھیں۔ وہ بھی جو دونوں بازو اٹھا کر ان کی طرف لپکتی تھی اور وہ بھی جسے انہوں نے ... نہ تھا۔
... ایک لمحے کی بات تھی یا حالات کا تقاضہ کہ خدیجہ بی کی بات دل کو جا لگی ورنہ لوگ کہتے تو پہلے بھی تھے۔
"ڈیڈی! خدیجہ بی کیا کہہ رہی تھیں؟" ایمن ان کا کندھا ہلاتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ انہوں نے آہستگی سے ... اپنے سینے سے لگایا اور تھپکنے لگے۔ ساتھ ہی ایک سوچ نے سوئے ہوئے ضمیر کو ڈنک مارا۔
"... دونوں اس لمس کو کیسے ترسی ہوں گی۔"
"ڈیڈی! آپ کی اور بیٹیاں بھی ہیں۔"
"ہاں! ایمن۔" انہوں نے تھکے تھکے لہجے میں کہا تھا۔ وہ اس رات سو نہ سکے تھے۔

☼ ☼ ☼

"... مہرالنسا! میں نے بہت برداشت کر لیا۔ تمہاری بدزبانی' بھابھیوں کے ساتھ بدسلوکی کو نظر انداز کرتی ... پریشان ہو۔ تمہارے حالات نے تمہیں تلخ بنا دیا ہے مگر اب تم نے حد کر دی ہے۔ تم نے اپنے بھائی کا ... نہ کیا جو تب سے تمہارے بچوں کے سر کی چھاؤں بنا ہوا ہے۔ اچھے سے اچھا پہنایا' اچھے سے اچھا ... کھلایا۔ بڑا بھائی ہے تو اپنے بچوں سے پہلے تمہاری اولاد کے منہ میں نوالے ڈالتا ہے۔ آمنہ جو تمہاری ... دسلی سن کر بھی چپ رہی لیکن آخر کب تک ہم نے تو ان کا صبر ہی آزمانا شروع کر دیا ہے۔ بڑی حنا بھی ... اور تمہاری عزت کرتی تھی مگر تمہاری بدزبانی نے اسے بھی بولنے پر مجبور کر ہی دیا۔ ظاہر ہے کب ... رتی۔ تم نے بیٹیوں کو بھی اپنی ہی راہ پر لگا لیا ہے مگر مت بھولو کہ یہ گھر تمہارا نہیں' ان کا ہے۔ آج ...
... صاف پسند طبیعت کی مالک تھیں اور اب ان کی برداشت سے باہر ہو گئی تھی جب ہی مہرالنسا پر برس ... کا بکا رہ گئی۔
"... آپ یہ سب مجھے سنا رہی ہیں۔۔۔ یہ گھر میرا نہیں ہے۔۔۔ ان کا ہے۔۔۔ وہ جنہیں آئے ہوئے جمعہ جمعہ ... ہے ہیں۔"
"... آنے والیوں کا ہوتا ہے اور ان کی اولاد کا۔" اماں جی نے صاف گوئی کی انتہا کر دی۔
"... اگر اس گھر کو اپنا بنانا ہے تو محبت' پیار اور مروت سے بناؤ۔ کون سا خوف ہے تمہیں جو چین نہیں لینے ... تمہارے حقوق کی حفاظت کے لیے میں کافی نہیں۔ ہر جگہ ہر موقعہ پر تمہارا ساتھ دیا مگر۔۔۔ اگر تم یہ سوچتی ... تمہاری خاطر ان سے ناانصافی کروں گی تو اس بھول میں مت رہنا۔ میں تمہارا ساتھ دے سکتی ہوں مگر ... بیٹوں کے گھر برباد نہیں کر سکتی۔" انہوں نے دوٹوک اور صاف لہجے میں کہا۔
"... بیٹے جا رہی ہوں اور اس کے آنے کے بعد اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہو تو مجھ سے بات کرنا' اس سے ... ضرورت نہیں۔"
... ششدر سی سن رہی تھی' ایک دم پھٹ پڑی۔
"... ہے۔۔۔ اسی لیے ان چڑیلوں کی اتنی ہمت بڑھی ہے کہ میری تو سگی ماں مجھے برداشت کرنے کو تیار نہیں۔۔۔ ... اولاد بوجھ بن گئے ہیں آپ سب پر۔۔۔ آپ کو بھی صرف اپنے بیٹے پیارے ہیں۔۔۔ ان کو خوش کرنے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کے لیے مجھے دھکا دے رہی ہیں۔۔۔" وہ روتے ہوئے صحن میں جا نکلی۔

"ہاں میرا قصور ہے کہ میرا شوہر مر گیا۔۔۔ میرا قصور ہے کہ مجھے زبردستی وقار کے سر منڈھ دیا۔ میرا قصور ہے اس نے دوسری شادی کر لی اور مجھے گھر سے نکال دیا۔"

وہ کھلے سر، کھلے آسمان تلے دہائی دیتی رہی۔

"یا اللہ۔۔۔ مجھے اٹھا لے کہ میرا اس دنیا میں کوئی نہیں۔ یہ آ گئی ہیں گھر والیاں بن کر۔ فالتو تو میں ہی ہوں۔ ہو جاؤں گی، کسی نہر میں چھلانگ لگا دوں گی یا گھونٹ دوں گی اپنی اولاد کا تاکہ سب کی جان چھوٹ جائے۔"

"امی! خدا کے لیے ہمسائے سن رہے ہیں۔ تماشا نہ بنائیں۔" بابر نے اندر سے نکل کر کہا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

مومو اور جوجو چپکے چپکے کمرے سے جھانک رہی تھیں۔

اماں جی بے بسی سے صرف سن سکتی تھیں، سو سن رہی تھیں۔

آمنہ نے شکر ادا کیا کہ گھر میں سبحان اور عتیق نہ تھے۔

"ادھر آ۔۔۔ میں تجھے دکھاتی ہوں تماشا۔۔۔" مہرالنسا نے جھپٹ کر اسے بازو سے کھینچا اور پاؤں سے جوتی اتارا۔ بابر خود کو چھڑا کر باہر بھاگ گیا۔

وہ بیٹھی گالیاں دیتی رہی مگر مہرالنسا کا یہ واویلا بھی اماں جی کو حنا کے گھر جانے سے نہ روک سکا تھا۔

☼ ☼ ☼

ٹاہلی، کیکر اور شہتوت کے علاوہ جنگلی گھاس اور خودرو پودوں میں گھرے قبرستان کی چار دیواری گر گئی تھی۔ خموشاں میں خاموشی، سکون اور ٹھنڈک کا احساس تھا۔ درختوں کی شاخوں اور پتوں سے دھوپ چھن چھن کر قطار در قطار کچی پکی قبروں پر پڑتی تو بہت سی قبروں کے کتبے چمکنے لگتے تھے اور دھوپ چاندی کے سکوں میں ڈھل کر ان پر بکھرنے لگتی۔

کچھ قبروں پر دھول اڑی تھی۔

کچھ پر تازہ گلاب مہکتے تھے۔

بعض قبروں کو خودرو جنگلی گھاس نے ڈھانپ رکھا تھا۔

کچھ قبریں ڈھے جانے والی تھیں اور کچھ پر سنگ مرمر کے کتبے شان سے سر اٹھائے کھڑے تھے۔ وقار الحسن ان قبروں کے درمیان راستہ بناتے ایک پکی قبر پر جا رکے جس پر پڑے کل کے باسی گلابوں میں سے ہلکی سی خوشبو آ رہی تھی۔ انہوں نے ہاتھ سے بکھری پتیوں کو سمیٹ کر قبر صاف کی پھر ہاتھ میں پکڑے شاپر سے تازہ گلاب پتیاں نکال کر قبر پر بکھیر دیں۔

"ڈیڈی! یہ کس کی قبر ہے؟" ان کی انگلی تھام کر یہاں تک آنے کے بعد ایمن نے پہلا سوال کیا۔

"تمہاری ماں کی۔"

ایمن کے ذہن میں بہت سے سوال کلبلائے مگر وہ آنکھیں بند کر کے دعا کے لیے ہاتھ پھیلا چکے تھے پھر آہستہ سے بولے۔

"ایمن! اپنی مما کے لیے دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں جگہ دے۔"

ایمن نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ پھیلا دیے مگر اس کی دعا بہت جلد ختم ہو گئی۔ اسے سمجھ نہ آئی، وہ مزید دعا مانگے۔ جبکہ وہ نجانے کیا کچھ پڑھتے جا رہے تھے۔ یونہی ہاتھ پھیلائے وہ قبر پر لگے کتبے کو دیکھنے لگے۔

۔۔۔ اوقار۔

زوجہ وقار الحسن۔

تاریخ وفات۔۔۔۔

"۔۔۔ اس چھوٹی سی قبر میں کیسے رہتی ہوں گی۔" اس نے بہت فکرمندی سے سوچا۔

"۔۔۔ میں مر جاؤں تو کیا ڈیڈی مجھے بھی یہیں بند کر جائیں گے۔" وہ یکدم ڈری مگر اس خوف کو درخت سے کود کر بھاگتی گلہری نے زائل کر دیا۔ گلہری دوسری طرف غائب ہو گئی تھی۔ اس کی توجہ درختوں کی شاخوں میں پرندوں نے کھینچ لی تھی۔

۔۔۔ وقار الحسن نے فاتحہ ختم کر کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے آنسو صاف کیے اور ایمن کی طرف ۔۔۔

"۔۔۔" وہ کھڑے ہو گئے۔

"ڈیڈی۔۔۔! جب آدمی مر جائے تو اسے قبر میں بند کیوں کرتے ہیں؟"

۔۔۔ تان سے نکلتے ہی سارے سوال ایک ایک کر کے زبان پر آنے لگے مگر وقار الحسن نجانے کس سوچ میں تھے ۔۔۔ سوال کا جواب نہ دیا۔

۔۔۔ زچ ہو کر چپ ہو گئی۔ تب ہی ایمن کو احساس ہوا کہ راستہ اجنبی سا ہے۔

"ڈیڈی! ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

۔۔۔ خاموشی سے چلتے رہے لیکن جب وہ دونوں کوچ میں بیٹھے تب اس نے دوبارہ ان کا بازو ہلا کر پوچھا تھا۔

"ڈیڈی! بتائیں نا، ہم کہاں جا رہے ہیں؟" وہ کچھ لمحے متذبذب سے بیٹی کو دیکھتے رہے پھر آہستگی سے بولے۔

"۔۔۔ کی ممی کو لینے۔"

"۔۔۔" وہ حیران ہو کر کچھ کہنے والی تھی پھر یکدم پرجوش ہو کر چلائی۔

"۔۔۔! مائرہ کی ممی جیسی۔۔۔؟"

۔۔۔ ن نے جواب دیے بغیر منہ پھیر لیا تھا۔

☼ ☼ ☼

۔۔۔ آنے سے انکار کر دیا تھا۔

"۔۔۔ اہ۔۔۔ اماں جی! میں نے اپنی طرف سے کبھی کوئی زیادتی نہیں کی۔ ہمیشہ آپ کی بیٹی کے ساتھ سمجھوتہ ۔۔۔ کوشش کی تاکہ میری وجہ سے گھر کا ماحول خراب نہ ہو۔ اگر ایک طرف سے بے وقوفی ہو رہی ہے تو کم از کم ۔۔۔ طرف سے نہ ہو مگر آپ کی بیٹی۔۔۔ وہ دوسروں کو خوش دیکھ ہی نہیں سکتی۔ وہ تو پاؤں رکھنے کو جگہ تک ۔۔۔ بالکل سائیکو کیس بن چکی ہے۔ میں کب تک اس کے بلاوجہ کے طعنے برداشت کرتی رہوں۔"

۔۔۔ جانتی تھیں کہ وہ حرف حرف سچ کہہ رہی ہے، سو شرمندگی سے سنتی رہیں۔

"۔۔۔ بار ساتھ چلو، میں سمجھا دوں گی اسے، اب کچھ نہیں بولے گی۔ وہ خود بھی شرمندہ ہے۔"

"۔۔۔ شرمندہ نہیں ہو سکتیں کیونکہ انہوں نے شرمندہ ہونا سیکھا ہی نہیں ہے اور واپسی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ۔۔۔ میں آپ کی بیٹی کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ اس گھر میں وہ رہ سکتی ہیں یا میں۔" اس نے دوٹوک لہجے میں ۔۔۔

۔۔۔ والدین بے حد خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہے تھے۔

"۔۔۔ ارادہ ہے؟" انہوں نے کہنا چاہا۔

"۔۔۔ مہرالنسا کا ہے۔ میری شادی کو پانچ ماہ ہی ہوئے تھے کہ انہوں نے مجھے اولاد نہ ہونے کے طعنے دینا ۔۔۔ وہ تو اتنا عرصہ ناز نخرے اٹھانے میں گزار دیتے ہیں اور اب کتنی سفاکی سے اس نے کہہ دیا۔ ۔۔۔ ب تم تو کبھی گھر والی بن ہی نہیں سکتیں۔" یہ گھر والی کی اصطلاح آپ کے ہاں کن معنوں میں ۔۔۔ ہے یہ میں اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ تب کیا روک سکیں آپ ان کی زبان؟"

۔۔۔ پھپھولے پھوڑ رہی تھی۔

"۔۔۔ ت کی زبان ہی ایسی ہے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اور میری برداشت ختم ہو چکی ہے۔ میں ان کے ساتھ ہرگز نہیں رہوں گی۔" وہ دو ٹوک لہجے میں گویا ہوئی۔

"تو کیا کروں' اسے گھر سے نکال دوں۔" اماں جی نے زچ ہو کر اپنی سمدھن کی طرف دیکھا۔ حنا عجیب سے انداز میں مسکرائی۔

"بیٹیوں کو کون گھر سے نکالتا ہے' نکالی تو ہمیشہ بہوئیں جاتی ہیں۔ بیٹیاں تو معصوم ہوتی ہیں۔ چلتر تو بہوئیں کہلاتی ہیں۔ بہرحال مجھے آپ سے یا کسی اور سے کوئی شکایت نہیں لیکن فی الحال آپ مجھے معاف ہی رکھیں۔"

وہ رکھائی سے کہہ کر کھڑی ہو گئی۔

"حنا! بیٹی میری بات تو سنو۔"

"اماں جی! آپ کے بیٹے نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میری بہن بہت دکھی ہے... دونوں شادیوں نے اسے سکھ نہیں دیا۔ تم نے ہمیشہ اس گھر میں اسے بڑا سمجھ کر مان اور اختیار دینا ہے' تم کبھی اس مان اور اختیار سے ٹکرانے کی کوشش مت کرنا۔ میں نے اپنا وعدہ نبھایا ہے۔ میں کبھی ان کے مقابل نہیں آئی۔ آپ کے بعد انہیں بڑا جان کر عزت دی تھی مگر وہ... انہیں دیکھ کر لگتا ہے کچھ لوگ خوشیوں کو اپنے ہاتھوں رخصت کرتے ہیں۔ مجھے نہیں پتا وہ کیا چاہتی ہیں' وہ تو کسی کو پاؤں رکھنے کے برابر جگہ دینے کو تیار نہیں۔ ان کا بس چلتا تو وہ شادی کے دوسرے ہفتے ہی نکال باہر کرتیں۔ پتا نہیں آمنہ نے وہاں اتنا عرصہ کیسے گزار لیا۔ میری ہمت تو جواب دے چکی ہے۔ روز روز ذلیل ہونا آسان نہیں' صرف آپ اور عتیق کا اچھا رویہ تھا جو میں اتنا عرصہ برداشت کر گئی لیکن اب نہیں۔ میں جاہل عورتوں کی طرح سسرال میں جوتیاں کھانے کی قائل نہیں ہوں۔" وہ اتنا کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

اماں جی بے بسی سے اسے دیکھتی رہ گئی تھیں پھر ایک طویل سانس لے کر اس کے والدین کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"آپ ہی کچھ سمجھائیں۔"

"کیا سمجھائیں بہن جی! ہم تو اب تک حیران پریشان ہیں۔" تحصیل دار صاحب گویا ہوئے۔

"ہمیں تو احساس تک نہ تھا کہ وہاں یہ سب ہوتا رہا ہے۔ ہم تو سمجھتے تھے کہ وہ اپنے گھر میں بے حد سکھی ہے۔ آپ سے اور عتیق میاں سے مل کر دل راضی ہو جاتا تھا کہ ہمارے جیسے شریف اور ہماری بیٹی کی قدر کرنے والے لوگ ہیں ملے۔" انہوں نے تاسف سے سر ہلایا۔

"ہماری بچی بہت رکھ رکھاؤ والی ہے۔" حنا کی امی نے گفتگو میں حصہ لیا۔ "اس نے آج تک ہمیں اپنی سسرال کی کوئی بات نہیں بتائی تھی۔ ہمیشہ یہی کہتی تھی کہ میں بہت خوش ہوں۔ سب ہی میرا بے حد خیال رکھتے ہیں۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ وہاں کبھی اس کے خاندان کو ہیچ گردانا جاتا ہے تو کبھی اولاد نہ ہونے کے طعنے دیے جاتے ہیں۔ اللہ میری بیٹی اور عتیق کو زندگی و صحت دے۔ پانچ مہینے کا عرصہ بھی کوئی عرصہ ہوتا ہے۔ لوگوں کے ہاں تو پانچ برس اولادیں نہیں ہوتیں' وہ تب بھی منہ سے بھاپ نہیں نکالتے۔ آپ لوگوں نے تو حد ہی کر دی۔" ان کا لہجہ درشتی لیے ہوئے تھا۔

"میں بہت مان سے آئی تھی۔"

"ہم نے بھی بہت مان سے اپنی بیٹی آپ کے حوالے کی تھی۔" وہ رکھائی سے گویا ہوئیں۔

"گھروں میں یہ سب باتیں ہو جاتی ہیں۔" انہوں نے گویا تہیہ کیا ہوا تھا کہ حنا کو لے کر ہی جائیں گی۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کوئی چبھتا ہوا جواب دیتیں' تحصیل دار صاحب نے ہاتھ اٹھا کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور اماں جی کی طرف دیکھ کر متحمل انداز میں گویا ہوئے۔

"کوئی نہیں چاہتا کہ اس کی بیٹی اپنا گھر چھوڑ کر میکے آ بیٹھے۔ ہم سمجھائیں گے اسے لیکن ابھی اس کا دل ٹوٹا ہے' تھوڑا غصے میں ہے' وقت گزرے گا تو ٹھیک ہو جائے گی۔ آپ بھی اپنی بیٹی کو سمجھائیں' مل جل کر رہنا

...حالت ہے۔ آپ جائے پئیں' اللہ بہتر کرے گا۔" انہوں نے گویا بات ہی ختم کر دی۔

وہ مایوس و دل گرفتہ سی واپس لوٹیں۔

عتیق صحن میں واش بیسن کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا۔ مڑ کر انہیں دیکھنے لگا پھر انہیں یوں اکیلے اور اداس آتا دیکھ کر دوبارہ سے بال بنانے لگا مگر انداز میں بے دلی نمایاں تھی۔ اماں جی جانتی تھیں کہ وہ بے وقت گھر میں یوں موجود ہے۔ اسے پتا تھا اماں جی حنا کو لینے گئی ہیں۔

"آمنہ! مجھے پانی دو۔"

انہوں نے پکارا۔ آمنہ کچن سے پانی لینے چلی گئی۔

"نانی جان! مامی نہیں آئیں؟" موموان کے کندھے پر سوار ہوئی۔

"ہٹو... تنگ نہ کرو..." انہوں نے بیزاری سے اسے پیچھے ہٹاتے ہوئے آخری لفظ منہ میں کہا اور پانی کا گلاس آمنہ کے ہاتھ سے لے لیا۔ آمنہ نے دانستہ کوئی سوال نہ کیا تھا۔ وہ جانتی تھی حنا ابھی نہیں آئے گی۔

تب ہی سبحان کمرے سے باہر نکلے۔

"کیا ہوا اماں جی! اکیلی ہی چلی آئیں؟"

"تو کیا محلے کو لے آتی۔" وہ چڑی ہوئی تھیں۔

"آپ کی بہو نہیں آئی؟" سبحان مسکراتے ہوئے ان کے سامنے بیٹھ گئے۔

"نہیں آئی۔" پھر انہوں نے ساری تفصیل کہہ سنائی۔ عتیق نے بھی پاس کھڑے ہو کر سنا پھر چپ چاپ باہر نکل گیا۔ مومو نے بھی سنا اور حرف حرف اندر جا کر ماں کو بتا دیا۔ جو اندر کمرے میں لیٹی ہوئی تھیں۔ حسب توقع اس نے کوئی تبصرہ نہیں کیا بلکہ "جاؤ جا کر پڑھو۔" کہہ کر کروٹ بدل لی تھی۔ باہر آمنہ اماں جی کو تسلیاں دے رہی تھی۔

"فکر مت کریں اماں جی! غصہ ٹھنڈا ہو گا تو وہ آ جائے گی۔"

"آ جائے گی تو کیا اس کی زبان رک جائے گی۔" انہوں نے تپ کر کہا۔ "کتنا سمجھاتی ہوں کہ بھابیوں کے ساتھ مل کر رہو مگر اس کی عقل میں کوئی بات سماتی ہی نہیں۔ اب ہو گئی نا رنج کے جگ ہنسائی کہ نند نے بھابی کو ٹکنے نہیں دیا۔"

غصے میں اماں جی آمنہ کے سامنے ہی شروع ہو گئی تھیں' ورنہ ہمیشہ اپنا غصہ سب سے چھپ کر مہرالنسا پر نکالتی تھیں۔

اندر لیٹی مہرالنسا کو نجانے کیا ہوا کہ رونا آ گیا۔

تکیہ پانی ہونے لگا تھا۔

"امی! آپ رو رہی ہیں۔" مومو نے ہمدردی کرنا چاہی۔

جواباً ایک زوردار دھموکا اس کی پیٹھ پر پڑا۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"

وہ مزید دھموکوں سے بچنے کے لیے باہر بھاگ گئی۔

♥ ♥ ♥

"عتیق بیٹا! بات تو سنو۔"

اماں جی نے جوجو کے سر میں تیل لگا کر چٹیا کر دی تھی اور اب مومو کے سر میں مالش کر رہی تھیں۔ عتیق آفس سے آیا تو آمنہ نے اس سے کھانے کا پوچھا۔

"بھابی! سر میں درد ہے۔ ایک کپ چائے بنا دیں۔"

"خالی پیٹ مت لو۔" اماں جی نے ٹوکا بھی تھا مگر اس نے سنی ان سنی کر کے چائے کے ساتھ دو ڈسپرین لے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ماموں! سر دبا دوں؟" جوجو نے اسے گولیاں کھاتے دیکھ کر پوچھا۔
"نہیں بیٹا! بس آرام کروں گا۔"
وہ اوپر جانے کو تھا' جب اماں جی نے پکار لیا۔
"جی اماں جی۔" وہ پہلی سیڑھی پر ہی رُک گیا۔
"میرے پاس آؤ۔"
وہ قریب آ کر بیٹھا تو اماں جی نے تاسف سے بیٹے کو دیکھا۔ انہیں یاد آیا ایسی حالت میں حنا کسی طرح اس کے ارد گرد چکرایا کرتی تھی۔
"پھر تم نے کیا سوچا ہے؟" انہوں نے دبی زبان میں پوچھا کہ مہرالنسا نے مشین لگا رکھی تھی۔ اس وقت وہ کونے میں بنے نل پر کپڑے کھنگال رہی تھی۔
"کس بارے میں؟" عتیق نے کنپٹی دباتے ہوئے پوچھا۔
"حنا کو لے آؤ۔"
"کیوں؟"
"میری نہیں مانتی' تمہاری تو مانے گی۔"
"نہیں آتی تو نہ آئے' کسی نے نکالا نہیں' وہ خود گئی تھی۔" وہ بیزاری سے کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔
"یوں بھی اماں جی! اس کے آنے سے کیا ہوگا' اس گھر کا ماحول کبھی نہیں بدلے گا۔ وہ آ گئی پھر وہی لڑائی جھگڑا' ٹینشن۔۔۔ میں تنگ آ گیا ہوں۔"
"مگر اس طرح کیسے چلے گا۔ لوگ باتیں بناتے ہیں۔"
"بس اسی طرح چلے گا۔ دونوں کو سکون آ جائے گا۔ لوگ باتیں کرتے ہیں' کرنے دیں۔ آپ کو پروا کرنے کی ضرورت نہیں۔" وہ تلخی سے کہہ کر اوپر چلا گیا۔
مہرالنسا نے مڑ کر دیکھا اور کام میں مصروف ہو گئی۔
گھر کا ماحول عجیب سا ہو گیا تھا۔ بظاہر تو عتیق نے کہہ دیا تھا۔ مگر بیٹے کا بجھا بجھا انداز وہ دیکھ رہی تھیں۔ دونوں میاں بیوی میں محبت بھی تو بہت تھی۔
وہ رات کو دیر سے گھر آتا' پھر بیڈ روم میں بند ہو جاتا۔ بچوں کے ساتھ اس کا رویہ بالکل پہلے جیسا ہی تھا مگر مہرالنسا سے کم بات کرتا' وہ بھی ضرورتاً۔
خود اماں جی بھی مہرالنسا سے کھنچی کھنچی سی تھیں۔ پہلے جیسی بات نہ رہی تھی۔ شاید اسی لیے مہرالنسا چپ چپ سی تھی۔ اپنی غلطی کا احساس تو تھا مگر تسلیم کرنا بہت دشوار تھا۔ بہت دنوں سے اس کی آمنہ کے ساتھ بھی کوئی تکرار نہ ہوئی تھی۔
رات ہو چکی تھی۔ اندر کمرے میں ٹی وی چلنے لگا تو بچے وہاں جمع ہو گئے۔
اماں جی عشاء کی نماز پڑھ رہی تھیں۔ انہوں نے مہرالنسا کو بھی آواز دی تھی مگر وہ سنی اَن سنی کر کے صحن میں بچھی چارپائی پر لیٹی رہی۔
"آپی! کھانا کھا لیں۔" آمنہ کو پھر سے ترس آ گیا۔
مہرالنسا نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا۔ آج دل بوجھل سا تھا۔ دل چاہتا تھا کھل کر روئے۔ وہ روئی بھی تھی مگر بوجھ تھا کہ کم ہونے کے بجائے بڑھتا جاتا' تب ہی اطلاعی گھنٹی بجی۔
سبحان نے بابر کو پکارا۔
وہ نجانے کس کونے سے نکلا۔ ایک نظر ماں کو دیکھا پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
"جی۔۔۔" اس نے دروازہ کھول کر آنے والے سے پوچھا۔
آنے والا تاریکی سے ذرا سی روشنی میں آیا۔

دوسرے پل بابر کو جھٹکا لگا۔ وہ ششدر سا آنے والے کو دیکھتا رہا۔
"کیسے ہو بابر بیٹا!" آنے والے نے اسے پہچان لیا تھا۔
بابر جواب نہ دے سکا' مڑ کر مہرالنسا کو دیکھا۔ اس کا ایک بازو آنکھوں پر اور دوسرا سینے پر دھرا تھا۔ ابا نے ...
...ذیا۔ ماں کے پاس جا کر آہستگی سے پکارا۔
"امی۔۔۔!"
"ہوں۔۔۔"
"امی! اٹھیں۔"
"بابر! تنگ نہ کرو۔" وہ بےزاری سے گویا ہوئی۔
"امی! وہ آئے ہیں۔" بابر نے آہستگی سے بتایا۔
"کون؟" اس نے آنکھوں سے بازو ہٹا کر پہلے بابر پھر آنے والے کو دیکھا۔
حواس ایک دم سن سے ہو گئے' کچھ لمحے تو وہ ہل بھی نہ سکی۔
"کیسی ہو مہرالنسا؟"
پھر وہ تیزی سے اُٹھ بیٹھی۔ دونوں ہاتھ چارپائی پر اور آنکھیں اس پر جمی تھیں۔ سرخ آنکھوں میں تحیر ہی تحیر تھا۔
"تم۔۔۔"
بابر نے وقارالحسن کے ساتھ کھڑی جوجو کی ہم عمر لڑکی کو دیکھا پھر اندر چلا گیا۔ اسے سب کو وقارالحسن کی آمد کے بارے میں بتانا تھا۔

* * *

وقارالحسن' مہرالنسا کو لینے آئے تھے۔ اماں جی گویا پھر سے جی اٹھیں۔ بھائیوں نے بھی خوش دلی سے پذیرائی کی۔ خوش تو آمنہ بھی تھی مگر وہ اپنی خوشی کو چھپا گئی کہ مہرالنساء کے ردِعمل کا کچھ پتا نہ تھا۔ اس کے چہرے کو دیکھ کر بھی اندازہ لگانا مشکل تھا کہ وہ اپنے شوہر کے آنے پر خوش ہے یا نہیں۔ بس خاموشی سے اٹھ کر کھانے کے انتظام میں لگ گئی۔ گھر میں گوبھی گوشت پکا تھا۔ اس نے فریز کیے ہوئے کوفتے نکال لیے۔ چکن پلاؤ ذرا جلدی بن جاتا تھا' جھٹ پٹ اسی کی تیاری میں لگ گئی۔
"امی!" جوجو کی آواز پر اس نے بے حد مصروفیت کی عالم میں مڑ کر دیکھا۔ وہ کچن کے دروازے میں متذبذب سی ...ٹی سی۔
"کیا بات ہے بیٹا؟"
"امی! کون آیا ہے؟"
"بیٹا! آپ کے۔۔۔" پھر اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ کیسی بدنصیب بیٹی تھی جو باپ کو نہ پہچانتی تھی۔
"آپ کے ڈیڈی ہیں۔" اس نے پیار سے جوجو کو ساتھ لگا لیا۔ یوں بھی مومو کی نسبت وہ جوجو سے زیادہ لگاؤ رکھتی تھی۔
"امی! آپ تو کہتی تھیں' وہ مر گئے ہیں۔"
وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔
"نہیں بیٹا! وہ صرف بھول گئے تھے۔" اس نے پیار سے جوجو کے بکھرے بال سمیٹے۔ "اب آپ جا کر بال بناؤ اور اپنے ڈیڈی سے مل لو۔"
وہ سعادت مندی سے سر ہلا کر مڑی پھر دو قدم چل کر رک گئی۔
"امی! ان کے ساتھ کون ہے؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"وہ آپ کی بہن ہے۔"

"ارے جویریہ بیٹا! آپ ادھر ہو۔" عتیق کچن میں آیا۔ "آپ کے ڈیڈی آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ ان سے ملی ہی نہیں۔ چلو شاباش جلدی کرو۔"

وہ اس کی انگلی تھام کر کمرے میں لے گیا۔

جوجو ماما کے پیچھے چھپی جا رہی تھی۔

مومو باپ کے پہلو میں شرمائی شرمائی سی بیٹھی تھی۔

"وقار بھائی! یہ ہے جویریہ۔"

عتیق نے اسے سامنے کیا۔

جوجو کو دیکھ کر وقار الحسن کی آنکھوں میں عجیب سی کیفیت ابھر آئی۔ کئی لمحے انھیں یقین نہ آیا کہ وہ اتنے کٹھور اور سنگدل ہو سکتے ہیں کہ اپنی بیٹی کو دیکھنے بھی نہ آئے۔

انھوں نے جوجو کو گود میں لے کر پیار کیا۔

"یہ آپ کی بہن ہے ایمن۔"

جوجو نے جھجکتے شرماتے ایمن سے ہاتھ ملایا۔ جو دلچسپی و حیرت سے اپنی بہنوں کو دیکھ رہی تھی۔

مہرالنسا خاموشی سے ایک طرف بیٹھی وقار الحسن کو دیکھ رہی تھی۔

"ڈیڈی!" ایمن نے ان کا بازو ہلایا پھر ذرا سی اونچی ہو کر ان کے کان میں سرگوشی کی۔ "ممی کہاں ہیں؟"

اس کی سرگوشی اتنی بلند ضرور تھی کہ کمرے میں موجود ہر فرد نے سنا۔

"مہرالنسا۔" اماں نے پکارا۔

مہرالنسا نے چونک کر اماں کو دیکھا۔ ان کے خفیف سے اشارے پر اس نے میکانکی انداز میں بازو بڑھا کر ایمن کو خود سے قریب کرتے ہوئے پیار کیا تھا۔

"یہ تمہاری ممی ہیں۔"

وقار الحسن نے تعارف کرواتے ہوئے مسکرا کر مہرالنسا کو دیکھا۔ شاید اس عمل سے وہ اپنے اور مہرالنسا کے درمیان موجود تناؤ کو کم کرنا چاہتے تھے جسے وہ پوری شدت سے محسوس کر رہے تھے۔

مگر ایسی کوئی مسکراہٹ مہرالنسا کے لبوں تک نہ آئی تھی۔ وہ قدرے سر جھکا کر ایمن سے چھوٹے چھوٹے سوال کرنے لگی۔ اماں جی اور سبحان نے ایک دوسرے کو دیکھا اور سکون کا سانس لیا۔

ایمن نئی ممی کو دیکھ کر زیادہ خوش نہیں ہوئی۔ ٹھیک ہے وہ گوری تھیں ان کی آنکھیں بھی بڑی بڑی تھیں لیکن وہ ماڈرن ممی جیسی نہیں تھیں۔ ان کے چہرے پر بے حد سنجیدگی اور انداز میں اتنی بیگانگی تھی کہ وہ جلدی جلدی سوال و جواب کا سلسلہ ختم کر کے باپ کے پہلو میں آ بیٹھی مگر پھر بھی وہ خوش تھی کیونکہ اسے اس کی بہنیں مل گئی تھیں۔ وہ یہ سوچ کر بہت خوش ہو رہی تھی کہ جب وہ تینوں اسکول جائیں گی تو سب کلاس فیلوز اس سے زیادہ حیران ہوں گی جتنا ماڈرن ممی کا سن کر ہوئی تھیں۔

"خالہ جان! میں مہرو کو لینے آیا ہوں۔" ادھر ادھر کی گفتگو کے بعد وہ اصل موضوع کی طرف آئے۔ "مجھے آفس سے چھٹی نہیں ملی اس لیے صبح ہی جانا ہو گا۔"

"ہاں ٹھیک ہے بیٹا۔"

سب متذبذب سے مہرالنسا کو دیکھنے لگے تھے۔

☆ ☆ ☆

"مہرو بیٹی! یوں سمجھو تقدیر تم پر پھر سے مہربان ہوئی ہے۔ قسمت نے تمہیں پھر سے اپنا گھر بسانے کا موقع دیا

ہے۔ اس موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ عورت کا اصل ٹھکانہ اس کے شوہر کا گھر ہی ہوتا ہے۔"

مہرالنسا نے ایک نظر اماں جی کو دیکھا اور پھر سے سر جھکا کر کپڑے بیگ میں رکھنے لگی۔ اماں جی اس ایک نگاہ پر ہی مغموم سی ہو گئیں۔

"جانتی ہوں بچی! تیرے دل میں کیا ہے۔" انھوں نے ایک سرد آہ بھری۔ "وہ تیرے لیے آیا ہے نہ تیرے لیے وہ صرف اپنی بیٹی کے لیے آیا ہے۔ اسے بچی کے لیے ماں کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ پر مہرو! ہمارے پاس کوئی راستہ بھی تو نہیں۔ وہ اپنی بیٹی کے لیے آیا ہے تو تو بھی تو اپنے بچوں کے لیے ہی جا رہی ہے۔ یہ بچیاں ... سے باندھ رکھیں گی۔"

"... پہلے باندھ رکھا تھا۔" اس نے سرد لہجے میں طنز کیا۔

"... کی بات اور تھی اب اور ہے۔ تھوڑا صبر اور تحمل سے کام لینا۔ ایمن کو ماں کا پیار دینا۔ اسی طرح اپنی بچیوں ... محفوظ کر سکو گی۔"

اماں جی کی نصیحتیں کچھ زیادہ ہی طویل ہو رہی تھیں۔

... سی چھوٹی چھوٹی چیزیں بیگ میں رکھتی رہی۔ دل میں بہت سے گلے شکوے تھے۔ کسی نے وقار سے پوچھا نہ اس کی کوتاہیوں کا احساس دلایا۔ وہ لینے آ گیا تھا گویا سب کے لیے یہی غنیمت تھا اور سب چاہتے تھے کہ بغیر پوچھے بغیر اس کے ساتھ چلی جائے اور مہرالنسا نے زندگی میں پہلی بار اپنی ضد اور انا کو پس پشت ... سمجھوتا کر لیا تھا کیونکہ اس نے پہلی بار بیوی بن کر نہیں، صرف ماں بن کر سوچا تھا۔ اس نے اپنی بچیوں کی ... وہ خوشی دیکھی تھی جو آج سے پہلے کبھی نظر نہ آئی تھی۔

"... کیوں فکر کرتی ہیں اماں جی! میں اب واپس نہیں آؤں گی۔" اس نے بیگ کی زپ بند کی۔

"... تم آؤ کیوں نہیں آؤ گی۔ شوہر کے ساتھ جب دل چاہے آ جانا۔" اماں جی جلدی سے بولیں "تب ہی آمنہ ... اس کے ہاتھ میں شاپر تھا۔

"... وقار بھائی نے تو اتنا وقت بھی نہیں دیا کہ آپی کے لیے اور بچیوں کے کچھ نئے کپڑے بنا لیتے۔"

"... بات نہیں میں نے سبحان سے کہا ہے۔ مہرالنسا کو پیسے دے دے گا اپنی مرضی سے وہیں خرید لے گی۔"

... نے سادگی/سنجیدگی سے جواب دیا۔

"... اماں جی! اچھا نہیں لگتا۔ یہ میں اس دن سوٹ لائی تھی نا ابھی تک سلنے کو نہیں دیے تھے اگر آپی ... لیں تو۔"

... جھجکتے ہوئے مہرالنسا کو دیکھا۔

"... ضرورت نہیں آمنہ! میرے پاس کپڑے ہیں۔" مہرالنسا نے سنجیدگی سے منع کیا۔

"... میری خوشی کے لیے۔"

"... ٹھیک ہے۔ اب دیورانی جیٹھانی مل کر عیش کرنا۔"

... نے بغیر کسی دقت کا سا مسکرا کر شاپر لے کر بیگ میں رکھ لیا۔

"... تھا ورنہ میں ہی کر دیتی۔"

"... آمنہ!" اماں جی نے کچھ پوچھنے لگیں۔ "وقار نے کھانا کھا لیا؟"

"... عتیق اور سبحان وہیں ہیں۔" آمنہ نے بتایا پھر دوبارہ سے مہرو کی طرف متوجہ ہوئی۔

"... میرے کمرے میں آ جائیں تو میں..."

... آمنہ کی نگاہ اس کے سفید پڑتے بالوں پر تھی۔ اس نے ذرا سیدھی ہو کر آئینے میں اپنا عکس

"... طرح میں وقار سے چھوٹی ہو جاؤں گی۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ہوں نہ ہوں، لگنے ضرور لگیں گی۔" پھر اس نے قریب آکر مہو کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔
"خود کو یوں ضائع مت کریں۔ اپنا آپ منوانے کے لیے تھوڑی سی توجہ، تھوڑی سی کوشش تو کرنا ہی پڑے گی۔"

مہو نے ایک بار پھر اپنا عکس دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔
"آتی ہوں۔"
(واہ آج تو کایا ہی پلٹی ہوئی ہے۔) آمنہ حیران ہوتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔
تب ہی بابر اندر آیا اور خاموشی سے آکر نانی کے پاس بیٹھ گیا۔
"تم سے کہا تھا اپنے کپڑے الماری سے نکال لاؤ۔" مہو نے قدرے ڈپٹتے ہوئے کہا۔
بابر نے نانی کو دیکھا پھر سر جھکا کر انگلیاں چٹخاتے ہوئے گویا ہوا۔
"امی! میں تو نانی کے پاس ہی رہوں گا۔"
مہرالنسا حیران ہو کر پلٹی۔
"ہاں مہو! اسے میرے پاس ہی چھوڑ جاؤ۔" اماں بی نے نظریں چرالیں۔
"مگر اماں بی۔"
"میں نہیں چاہتی کہ اس کی وجہ سے..." انہوں نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ "پھر اس کے امتحان بھی تو ہونے والے ہیں۔"
"اماں جی! وہ پہلے بھی تو میرے ساتھ ہی رہا تھا۔" بیٹے کو چھوڑنے کے خیال سے ہی اس کا دل ہول گیا۔
"مہرالنسا!" اماں جی نے بے حد سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ "میں نے کہا نا فی الحال بابر میرے پاس ہی رہے بعد میں آکر لے جانا۔"
وہ کچھ لمحے ماں کو دیکھتی رہی پھر اس نے بابر کو دیکھا، وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔
"کوئی بات نہیں امی! میں نانی کے ساتھ رہ لوں گا۔"
مہو کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔ اس نے آگے بڑھ کر بیٹے کو سینے سے لگالیا۔
"میں تمہیں جلد ہی لے جاؤں گی میری جان!"

☼ ☼ ☼

"امی! یہ گھر تو بہت اچھا ہے۔" گھر اور اردگرد پھیلے لان کو دیکھ کر بچیاں خاصی خوش ہوئی تھیں۔ مہرالنسا نے گھر پہلے بھی دیکھ رکھا تھا بلکہ جن دنوں صرف وہ وقار کی بیوی تھی تو بہت دعائیں کیا کرتی تھی کہ مقدمے کا فیصلہ جلد ہو اور وہ لوگ اس گھر میں شفٹ ہو سکیں مگر تب یہ نصیب میں نہ تھا۔
خدیجہ بی نے خاصے پُرجوش انداز میں مہرالنسا کا استقبال کیا تھا۔ مقدور بھر گھر کی صفائی ستھرائی بھی کی تھی اچھا سا کھانا بھی پکایا تھا۔
"میں تو صبح سے انتظار کر رہی تھی، ہاتھ منہ دھو لو تو کھانا لگا دوں۔" مہرالنسا کی آمد نے ان کے اندر نئی توانائی بھر دی تھیں۔ "اب وہ جلد سے جلد واپس جا سکتی ہیں۔" کھانا کھا کر ایمن دونوں بہنوں کو اپنا کمرہ دکھانے لے گئی۔
"خدیجہ بی! چائے بن جائے تو..."
"ابھی بناتی ہوں۔" وہ چہرے سے پٹن میں چلی گئیں۔
وقار الحسن نے مہرالنسا کی طرف دیکھا، وہ کھانے کے خالی برتنوں پر نظریں جمائے نجانے کیا سوچ رہی تھی ہلکے فیروزی سوٹ میں ملبوس مہرالنسا آج انہیں اتنی بری نہیں لگی تھی جتنی کہ کبھی لگا کرتی تھی لیکن وہ سارا نہ تھی۔ وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

سارا ہو بھی نہیں سکتی تھی۔ سارا ان کی محبت تھی اور مہرالنسا محض مجبوری۔ انہوں نے اس عورت کے ساتھ اپنے رشتے کو مجبوراً نبھایا تھا اور شاید نبھاتے چلے جاتے اگر سارہ حمید ان سے نہ ٹکراتیں۔
انہوں نے اپنے آئیڈیل اور خواب کو مجسم دیکھا تو رہ نہ سکے۔ ایک شادی خاندان اور ماں کے مجبور کرنے پر کی تھی۔ دوسری اپنی خوشی اور دل کے مجبور کرنے پر کر لی۔ مہرالنسا تو یوں بھی ان کے گھر میں اَن چاہی تھی۔ چچی، تائی اور کوئی چارہ نہ دیکھ کر بچوں کو لے کر الگ ہو گئی۔
خوشیوں کی مدت ہمیشہ تھوڑی ہوتی ہے۔
تتلی کے کچے رنگوں کی طرح یہ خوشی ان کی ہتھیلیوں پر اتری تو مگر بہت تھوڑے عرصہ کے لیے۔ سارا ان کی گود میں ایمن کو ڈال کر خود دنیا سے ہی منہ موڑ گئی۔ تب انہیں مہرالنسا یاد آئی اور اپنا احسان بھی۔ انہوں نے اپنے جذبوں اور بھرپور جوانی میں ساری خواہشوں کو پس پشت ڈال کر ایک بیوہ عورت اور اس کے بیٹے کو اپنایا تھا۔ اب اس کا فرض تھا کہ وہ اس کی معصوم بچی کو اپنی آغوش کی گرمی دے۔ کچھ انہیں یہ احساس بھی ہونے لگا تھا انہوں نے اپنی اولاد کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔
اب وہ اپنی بچیوں کے ساتھ کوئی ناانصافی نہ کریں گے۔ یہ ان کا فیصلہ تھا۔
مہرالنسا نے ان کی نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے ان کی طرف دیکھا۔
"ہم باہر چل کر بیٹھتے ہیں۔" وقار الحسن کھڑے ہوئے تو وہ ان کے ساتھ چلتی باہر آ گئی۔ دوپہر ڈھلنے کو تھی، ہوا بند تھی اور فضا میں خاموشی تھی۔ جامن کے درخت کی پھیلی ہوئی جڑ کے پاس گلہری اور اس کے بچے کھیل رہے تھے۔ آہٹ پر بھاگ کر اوپر چڑھے اور شاخوں میں گم ہو گئے۔
دونوں کرسیوں پر آ بیٹھے۔
وقار الحسن مناسب الفاظ تلاشنے لگے اور مہرالنسا ان کی خاموشی سے معنی اخذ کرتے ہوئے درختوں کے پار دیکھنے لگیں پھر انہوں نے نظروں کا زاویہ بدل کر وقار الحسن کو دیکھا اور پوچھا۔
"یہاں کب شفٹ ہوئے تھے؟"
"زیادہ عرصہ نہیں ہوئی۔" انہوں نے مختصراً جواب دیا۔
"سارا کے ساتھ؟"
"نہیں اس کے بعد۔"
انہوں نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور ماچس ٹٹولی۔ ماچس جیب میں نہیں تھی۔
"آپ نے سگریٹ کب سے پینا شروع کی؟"
"سارا کے بعد سے۔"
وہ لب بھینچ کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔
وقار الحسن نے سوچا۔ سارا ہمیشہ بن کہے ان کی ضرورت محسوس کر لیا کرتی تھی۔ وہ ہوتی تو ماچس اب تک نکلی ہوتی۔ انہوں نے سگریٹ کا پیکٹ ٹیبل پر رکھ دیا۔
"مجھے تم سے کچھ باتیں کرنا ہیں۔"
مہرالنسا نے ایک نظر انہیں دیکھا اور خاموش رہی۔
"جو اس سے قبل جو کچھ بھی تھا..."
"کیا تھا ہمارے درمیان اس سے قبل بھی کچھ نہ تھا، سوائے اس نفرت اور بے زاری کے جو تم نے مجھے دی۔" مہرالنسا نے سکون سے ان کی بات قطع کی۔
وہ لب بھینچ کر رہ گئے۔
"میں ان باتوں کو پرانی باتیں چھیڑنا نہیں چاہتا۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"میں بھی نہیں چاہتی لیکن تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں جانتی ہوں میں یہاں کس لیے آئی ہوں۔ تمہاری بچی کو میرے حوالے سے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔" انہوں نے گویا بات ہی ختم کردی تھی۔

"اتنا حوصلہ...؟" نجانے یہ طنز تھا یا حیرت۔

"حالات سکھا دیتے ہیں۔" مہرالنسا نے ایک طویل بھاری بوجھل سانس کھینچی تو وہ دھیرے سے مسکرائے۔

"تم نے تو میری ساری فکر دور کردی۔ بچیوں کے لیے ایمن کے ساتھ والا کمرہ ٹھیک کردینا۔"

"اور میں...؟" وقارالحسن نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ براہ راست ان ہی کو دیکھ رہی تھی۔ وقار نظر چرا گئے۔

"یہ گھر تمہارا ہے۔"

(بس ایک تم میرے نہ ہوسکے۔)

وہ مبہم سا مسکرائی اور در دیوں سے پار جھانکنے لگی۔

وقارالحسن خفیف سے ہوگئے۔

"میں جانتی ہوں' تمہیں تمہاری مجبوری مجھ تک لائی ہے۔" کچھ دیر کے بعد وہ گویا ہوئی (اور میری بھی۔)

"لیکن بے فکر رہو' میں بھی تمہاری مجبوری سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاؤں گی۔"

"یہ بات نہیں ہے مہرالنسا' تم بیوی ہو میری۔"

(بہت عرصے کے بعد یاد آیا... سارا نہ مرتی تو شاید اب بھی نہ آتا۔)

وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھتی رہی۔

وقار اس کی نظروں سے خائف سے ہورہے تھے۔

"تم بالکل بھی نہیں بدلے وقار! بالکل ویسے کے ویسے ہی ہو۔ اسمارٹ اور پروقار۔ تمہارے کنپٹیوں پر سفید ہوتے بالوں نے تمہیں کچھ اور وقار بخشا ہے۔ اب بھی کوئی سارا تمہاری خاطر..."

"مہرالنسا پلیز... پرانی باتیں مت دہراؤ۔" انہوں نے بے اختیار ٹوکا۔

"کیوں' سارا کا ذکر اچھا نہیں لگتا؟" ایک محظوظ سی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا۔ وقار لب بھینچے اسے دیکھتے رہے پھر تحمل سے گویا ہوئے۔

"شاید تمہیں اچھا لگے۔"

"وہ مرچکی ہے۔"

"میرے اندر آج بھی زندہ ہے۔" وقارالحسن چبا چبا کر بولے۔

مہرالنسا کے لبوں کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے گھورتے رہے۔

اچانک مہرالنسا کو احساس ہوا کہ اس سے غلطی ہوگئی ہے۔ اسے یہ حساس موضوع نہیں چھیڑنا چاہیے تھا۔ اسے شدت سے احساس ہوا کہ اس نے اپنی جگہ سارا سے بالکل الگ بنائی ہوگی۔ وہ جہاں سارا کے مقابل آنے کی کوشش کرے گی وہیں چت ہوکر ہار جائے گی۔ اس کے باوجود کہ وہ مرچکی تھی۔

اسے ایک بار پھر اپنی حیثیت کا ادراک ہوا۔

وہ کل بھی ان چاہی تھی' آج بھی ان چاہی ہے۔

سارا چاہتوں سے بندھا بندھن تھی۔

وہ مجبوری میں نبھایا جانے والا رشتہ۔

سارا وقارالحسن کی خواہش تھی۔

وہ محض ایک ضرورت۔

...تھی۔

...بیوی ہو... ان چاہی بیوی... جسے ضرورت پڑنے پر محض ٹشو پیپر کی طرح استعمال کیا جاتا ہے... یہی تمہاری اوقات... کس زعم میں ہو... یہ ہے تمہاری حیثیت۔"

...غبار سا بھرنے لگا۔

"...اچھا نہیں لگے گا۔" وقارالحسن ٹھنڈے لہجے میں کہہ رہے تھے۔

...کوئی عورت سے نفرت محسوس ہوئی بہت شدید نفرت۔

○ ○ ○

...ساتھ ساتھ اسے سارا پر رشک بھی آرہا تھا۔ اس کی زندگی میں دو مرد آئے مگر وہ دونوں میں ...بھی اس طرح اپنا دیوانہ نہ بنا سکی۔ پہلے شوہر کے ساتھ اس کے تعلقات اچھے ہی تھے مگر نصیب ...تھا۔ اور یہ شخص... اس نے اپنے اعصاب ڈھیلے چھوڑتے ہوئے وقارالحسن کو دیکھا۔ وہ دوبارہ ...اٹھا کر اسے دیکھ رہے تھے۔

"...مجھے سارا کے ذکر سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی' کیونکہ میں جانتی ہوں' وہ تمہاری زندگی کا بہت ...ہے۔"

...جانتے تھے کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے مگر وہ بغیر کچھ کہے خدیجہ بی کو دیکھنے لگے جو چائے لیے آرہی ...

"...گرم چائے آخری بار ہمارے ہاتھوں سے پی لو۔"

"...کیوں؟" وقارالحسن نے پوچھا۔

"...کے ہاتھ کی پیو گے... ایک بار بیوی کے ہاتھ کی چائے پینے کی عادت ہوجائے تو پھر کسی اور کے ہاتھ ...لگتی۔" انہوں نے ٹرے درمیان میں رکھی۔

"...چائے اچھی بناتی ہے۔" وقارالحسن نے عام سے لہجے میں کہا۔

...وحیرت کے ملے جلے احساس کے ساتھ انہیں دیکھا۔ "تمہیں یاد ہے؟"

"...غالباً چائے تم ہی نے بنائی تھی۔" وہی سادہ سا لہجہ۔

...چاروں شانے چت ہوئی اور خدیجہ بی اپنی ہی کہہ رہی تھیں۔

"...بیوی کی چائے میں صرف پتی' چینی نہیں گھولتی' اپنا پیار بھی گھولتی ہے۔"

"...کہنا چاہتی ہیں کہ جو بیویاں بدمزہ چائے بناتی ہیں۔ انہیں اپنے شوہروں سے ذرا پیار نہیں۔"

...ہنستے ہوئے کپ اٹھانے لگے تو ٹرے میں پڑی ماچس بھی نظر آگئی۔

"...بی!" انہوں نے کپ رکھ کر ماچس اٹھائی اور سگریٹ سلگانے لگے۔

"...کھانا کھا کر ایک سگریٹ نہ پیو تو تمہیں بدہضمی ہونے لگتی ہے۔" خدیجہ بی نے انہیں گھورا پھر ...غائب ہوگئیں۔

"...اب یہ تمہارا فرض ہے۔ وقار میاں کو سدھارنے کا۔ ان کی عادتیں بہت ہی بگڑ چکی ہیں۔ سارا کے ...بھی ایسے یوں سامنے بیٹھ کر سگریٹ پی سکے۔ وہ تو شور مچا دیتی تھی۔" وہ روانی میں کہہ گئیں۔

"...بھی خالہ جان!" مہرالنسا نے آہستگی سے کہتے ہوئے چائے کا کپ اٹھا لیا۔ وقارالحسن کوئی ...بغیر سگریٹ کے دھوئیں سے الجھتے رہے۔

...ہوگئیں۔ انہیں یکدم احساس ہوا کہ وہ غلط وقت پر سارا کا ذکر چھیڑ بیٹھی ہیں۔ سارا ان کے ساتھ ...تھی... بہرحال وہ مہرالنسا کی سوکن تھی۔

"...چائے نہیں پئیں گی؟" وقار نے اس اچانک چھا جانے والی خاموشی کو توڑنا چاہا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

”نہ بھئی، میرا تو کلیجہ جلنے لگتا ہے۔“ انہوں نے انکار کیا۔ پھر مہرالنسا سے اس کے گھر والوں کے متعلق فرداً فرداً دریافت کرنے لگیں۔ مہرالنسا رسان سے جواب دیتی رہی۔

وقار محسوس کر رہے تھے کہ مہرالنسا کے انداز میں وہ پہلے جیسی بے مروتی اور لہجے میں تندی نہیں، اس کے برعکس تحمل اور نرمی کا احساس ابھرتا تھا۔ جس نے اس کی شخصیت کو بدل سا دیا تھا۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ تبدیلی محض چند دنوں کی مرہونِ منت ہے۔ جب اس نے جان چھڑکنے والے بھائی کے تیور بدلے دیکھے تھے۔

اس نے کہا تھا۔

”اس گھر کا ماحول کبھی نہیں بدلے گا۔ وہ آئے گی پھر وہی لڑائی جھگڑا ٹینشن، میں تنگ آ گیا ہوں۔“

”کیا یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے؟“

بھائی کو بے کل اور خاموش دیکھ کر اسے غصے کے ساتھ ساتھ بے چینی بھی لاحق ہوئی تو پہلی بار سوچا تھا۔

”کیا بھائیوں کی ذاتی زندگی میری وجہ سے تباہ ہو رہی ہے؟“

وہ یہ الزام اپنے سر لینے کو اب بھی تیار نہ تھی۔ مگر ایسی ہی متعدد سوچیں تھیں جو ذہن میں ابھرتیں اور ہوتیں۔

مگر۔۔۔ نہ کوئی رستہ نظر آتا تھا نہ جائے پناہ۔

محض مجبوری و بے بسی کا احساس تھا جو آکٹوپس کی طرح اسے جکڑے جا رہا تھا۔ یہ احساس اس وقت ہوا جب وقارالحسن کے آنے پر اس نے سب کو بے تحاشا خوش اور مطمئن دیکھا۔ اندر کہیں خوشی کا احساس تھا جو سب کے رویے دیکھ کر یک لخت ختم ہو گیا۔

”گویا بہوئیں اہم ہیں بیٹی نہیں۔ میں اور میری اولاد تو بوجھ ہی نکلے۔“ وہ سوچتی رہی اور کڑھتی رہی۔ اس نے اسے بھیجنے کا فیصلہ کر لیا۔

وقارالحسن سے بازپرس بھی نہ ہوئی گویا سارے قصور اس کے کھاتے میں ڈال دیے گئے۔ مہرالنسا کو پہلی بار احساس ہوا کہ عزت پانا ہے تو شوہر کا گھر بسانا پڑے گا۔ وہ وقارالحسن کے ساتھ جانے کی تب قدر رو گی۔ پہلی بار اس نے دل کے بجائے دماغ سے فیصلہ کیا تھا اور وقارالحسن کے ساتھ چلی آئی۔

آتے ہوئے وہ عتیق کے پاس رکی تھی۔

”حنا کو لے آنا عتیق۔“

”جی آپی!“ وہ نظریں چرا گیا۔ مگر مہرالنسا اس کی آنکھوں سے چھلکتی خوشی محسوس کر سکتی تھی۔ پتا نہیں کا گھر بسنے کی خوشی تھی یا حنا کو واپس لانے کی امید۔ اسے اماں جی سے بھی گلہ تھا۔ انہوں نے کس سفاکی سے اس کے سامنے رکھا تھا۔

”گھر ہمیشہ آنے والیوں کا ہوتا ہے اور ان کی اولاد کا۔۔۔ تمہیں اگر اس گھر کو اپنا بنانا ہے تو محبت، پیار سے بناؤ۔“

اور اس وقت وہ ہکا بکا رہ گئی جب اماں نے کہہ دیا۔

”اگر تم یہ سوچتی ہو کہ میں تمہاری خاطر ان سے ناانصافی کروں گی تو اس بھول میں مت رہنا، میں تمہیں دعا دے سکتی ہوں مگر تمہارے لیے اپنے بیٹوں کا گھر برباد نہیں کر سکتی۔“ اسی لیے، صرف اسی لیے وہ وقار کے ساتھ چلی آئی۔

عورت شوہر کے ساتھ ہی معتبر ہوتی ہے۔ بزرگوں کی کہی بات سمجھ میں آئی تو تھی لہٰذا متحمل مزاج کب تک اپنی بدزبانی کے ساتھ بھائیوں پر راج کرتی۔ وہ بھائی تھے، مروت یا محبت میں برداشت کرتے وقارالحسن شاید چند دن بھی برداشت نہ کر سکتے۔ سو اس بار وہ اپنا گھر بسانے آئی تھی۔

”کیا سوچنے لگیں؟“ خدیجہ بی نے ٹوکا۔

”۔۔۔ا۔“ وہ چونکی۔ ہاتھ میں پکڑے خالی کپ کو دیکھا۔ بے خیالی میں وہ چائے بھی ختم کر چکی تھی۔ اس نے ۔۔۔ پر رکھا اور کھڑی ہو گئی۔

”۔۔۔ بچیوں کو دیکھ لوں۔“ خدیجہ بی نے اسے اندر جاتے دیکھا۔

”۔۔۔ خدا کا۔۔۔ کیسے گھر میں رونق سی ہو گئی ہے۔ اب وقار بیٹا! میری بات غور سے سنو۔ میں یہ نہیں کہتی ۔۔۔ بھول جاؤ۔ جانے والے بھولتے کہاں ہیں۔“ انہوں نے اک آہ بھری۔ ”اور پھر سارا جیسی بیوی۔ مگر ۔۔۔ مہرالنسا کا خیال رکھنا ہے۔ اس گھر کو آباد کرنا چاہتے ہو تو اسے اعتماد اور مان دینا۔ اپنی بیٹیوں کے سلسلے ۔۔۔ کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کی بھی تلافی کرنا۔ مہرالنسا، سارا نہیں ہے مگر سمجھ دار عورت ہے۔ تمہاری بیٹی کو ۔۔۔ لے گی۔“

”۔۔۔ میں کیا ہوتا ہے۔“

”۔۔۔!“ خدیجہ بی نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ ”مہرالنسا کا پہلے شوہر سے ایک بیٹا بھی تو تھا کیا نام ہے اس کا؟“

”۔۔۔“

”۔۔۔ ساتھ کیوں نہیں لائے۔ کیا اپنے ماموؤں کے پاس ہی رہے گا؟“

۔۔۔ نے سوچا کہ نہ تو انہوں نے بابر کے سلسلے میں کوئی بات کی نہ مہرالنسا نے حالانکہ پہلے یہ ان کے ۔۔۔ رہا کرتا تھا۔

”۔۔۔ کو پتا ہو گا۔“

”۔۔۔ نے کوئی بات نہیں کی؟ میری مانو تو اسے لے آؤ۔ اللہ نے تمہیں بیٹا نہیں دیا۔ یہ اس کی مصلحت، تین ۔۔۔ بیٹیاں۔ خیر بیٹیاں بھی رحمت ہوئیں۔ مگر بیٹے کی ضرورت بار بار محسوس ہو گی۔ وہ بے چارہ بھی ماں کے بغیر ۔۔۔ گا۔ مہرالنسا بھی بے کل رہے گی تو گھر کی طرف توجہ کیا خاک دے گی۔ ماں کی ممتا ٹھنڈی ہو گی تو گھر میں ۔۔۔ ہو گا۔“ وقارالحسن ان کی بات پر غور کرتے رہے۔ پھر بولے۔

”۔۔۔ کہتے ہیں خدیجہ بی!“

☼ ☼ ☼

۔۔۔ شام کے پس منظر میں خالی صحن کی خاموشی میں ننھی چڑیا کی چوں۔۔۔ چاں۔۔۔ چوں چاں نے ارتعاش ۔۔۔ تھا۔ اندر کمروں میں بھی خاموشی کا راج تھا۔ بس کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں آ رہی تھیں۔

۔۔۔ والی تھی۔ دونوں وقت مل رہے تھے۔ ان لمحوں نے فضا کو اداسی کی چادر اوڑھا دی تھی۔ اس نے ۔۔۔ دیوار پر پھدکتی ننھی چڑیا کو دیکھا پھر آسمان کو۔ پرندوں کا اک غول شور مچاتا اس کے اوپر سے گزر کر عقب ۔۔۔ گیا۔

۔۔۔ آنکھوں میں عجیب سی کیفیت ابھری۔ وہ کچھ دیر خالی آسمان کو دیکھتا رہا پھر سر جھکا لیا۔ سامنے کھلی کتاب ۔۔۔ لفظوں کی گرفت میں نہ آتے تھے۔ وہ بے دھیانی میں صفحے پلٹتا رہا۔ پھر وہاں جا کر رکا، جہاں پورے صفحے ۔۔۔ پنسل سے اپنا نام لکھنے کی کوشش کی تھی۔ کتنا ناراض ہوا تھا وہ۔ ایک تھپڑ بھی لگا دیا تھا۔ جو جو کتنی دیر ۔۔۔ رہی تھی۔

۔۔۔ دھیرے پنسل سے لکھے حروف پر انگلی پھیرنے لگا۔

۔۔۔ چاہا وہ زور زور سے روئے۔ اس نے ضبط کرنے کی کوشش کی مگر آنسو آنکھ کے کنارے قطار باندھے ۔۔۔ تھے۔

۔۔۔ گئی تھیں۔ اور پورا گھر خالی خالی لگنے لگا تھا۔

۔۔۔ مناظر تھے جو یکے بعد دیگرے آنکھوں میں ابھرتے تھے۔ مومو سے اس کی زیادہ تر لڑائی ہی ہوتی ۔۔۔ وہ بدو جواب دیتی۔ اس کی بدتمیزی بابر کو ہمیشہ بری لگتی۔ مگر آج اسے افسوس ہو رہا تھا وہ کیوں اسے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ڈانٹا کرتا تھا۔

اسے جو جو یاد آنے لگی۔ وہ ہمیشہ اس کا خیال رکھنے کی کوشش کرتی۔ چھوٹی تھی مگر مہرالنسا سے جب ڈانٹ پڑتی تو اسے تسلی دینے کی کوشش کرتی۔ وہ بھی کبھی کبھار موموسے چوری چھپے اسے چاکلیٹ لا دیا کر

اسے ماں یاد آئی۔ وہ جھگڑالو تھی۔ اس کی زبان بہت تلخ تھی۔ وہ اکثر اسے پیٹ بھی دیا کرتی تھی مگر وہ لگتی تھی۔ مگر آج اسے مہرالنسا پر غصہ آرہا تھا۔ وہ کہہ سکتی تھی کہ وہ بابر کو ساتھ لے جائے گی۔ مگر اس نے کہا۔ خود چلی گئی اسے یہاں اکیلا چھوڑ گئی۔ آخر وہ پہلے بھی تو ان کے ساتھ ہی رہتا تھا۔

"دلیکن نہیں۔"

اسے یاد آیا۔ وہ پہلے بھی اکثر اسے نانی کے پاس چھوڑ جایا کرتی تھی۔ اور بہت دن تک لینے نہیں آتی۔ صابر بچہ تھا۔ چپ چاپ نانی کی گود میں سمایا ماں کی راہ تکتا رہتا۔ اس بار وہ اسے پھر چھوڑ گئی تھی۔ اسے رونا آرہا تھا۔ اسے رونا آنے لگا مگر وہ رونا نہیں چاہتا تھا۔

"بابر!" اندر سے نانی نے اسے پکارا۔

بابر نے کتاب دور پھینک دی اور بھاگتا ہوا باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

مہرالنسا کمرے میں آئی تو وہ تینوں بیڈ پر چڑھی بیٹھی تھیں۔ ان کے ارد گرد بہت سی چیزیں بکھری تھیں۔ بکس، کلرز، کھلونے، ان کی توجہ کا مرکز مائیک ہاتھ میں پکڑے گھوم گھوم کر گاتا گاتی گڑیا تھی۔ جس نے فراک پہنی تھی۔

مومو نے بہت سی کتابوں میں سے ایک کتاب اٹھانا چاہی تو ایمن نے دوبارہ سے چھین کر واپس رکھ دی۔ چاہتی تھی مومو اس کی گڑیا کے سارے گانے سنے۔

انہیں مہرالنسا کی آمد کی خبر نہ ہوئی تھی۔

مہرالنسا نے وہیں کھڑے کھڑے پورے کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرے میں ہر چیز قیمتی اور خوبصورت تھی جس کی خواہش اس عمر کی کوئی بھی بچی کر سکتی تھی۔ چھوٹا سا خوبصورت بیڈ جس پر جھالروں والی پلنگ پوش بچھی تھی۔ سائیڈ پر ریک جس میں ہر قسم کے کھلونے اور کتابیں سجی تھیں۔ فرش پر بچھا قالین۔ دیوار۔ کیرم بورڈ اور لڈو۔

مہرالنسا کی نگاہ ریک کے اوپر رکھی اک تصویر پر جم گئی۔

وہ آہستگی سے چلتی ہوئی ریک تک آئی اور تصویر اٹھا کر دیکھنے لگی۔ پھر مڑ کر ایمن کو دیکھا۔

وہ ہو بہو اپنی ماں جیسی تھی۔ ویسی ہی کھڑی ناک، بڑی بڑی شربتی آنکھیں، ویسے ہی ہلکے گھنگھریالے بال۔ ایمن نے پلٹ کر دیکھا پھر گڑیا کا بٹن آف کر دیا۔ گڑیا اپنی جگہ ساکت ہو گئی۔

"یہ میری ممی کی تصویر ہے۔" ایمن نے بتایا۔

"ہوں......" مہرالنسا نے دوبارہ سے تصویر کو دیکھا۔

"تمہاری ممی اب کہاں ہیں؟" جو جو نے پوچھا۔

"ان کی تو ڈیتھ ہو گئی ہے۔"

"امی! مجھے بھی دکھائیں۔" مومو بیڈ پر گھٹنوں کے بل اونچی ہوئی۔

مہرالنسا نے اس کا ہاتھ ہٹایا اور آہستگی سے ایمن کا گال چھو کر بولی۔

"وہ بالکل تم جیسی تھیں۔"

"خدیجہ بی بھی یہی کہتی ہیں۔" ایمن کی آنکھیں جگمگا اٹھیں۔

مہرالنسا نے تصویر ریک پر رکھ دی۔ مومو اور جو جو نے دلچسپی سے تصویر کو دیکھا۔

"امی! اسی کی وجہ سے ڈیڈی نے آپ کو چھوڑا تھا۔" مومو نے اچانک سوال کیا تھا۔

...ا بھونچکا رہ گئی۔ اس نے مومل کو تیز نظروں سے گھورا۔ مومو پزل سی ہو گئی۔

"...ب کہتے تھے۔"

...النسا اس کا سوال نظرانداز کرتے ہوئے ایمن سے پوچھنے لگی۔

"...ون سے اسکول میں پڑھتی ہو؟"

...ن نے بتایا۔

"...ی! ہم بھی ایمن کے ساتھ ہی اسکول جایا کریں گے؟" جو جو نے پوچھا۔

"...ہاں۔"

"...یں اپنی ساری فرینڈز سے ملواؤں گی۔ وہ آپ سے بھی ملنے آئیں گی۔" اس نے مہرالنسا کو دیکھا۔

"...ٹھیک ہے۔ اب تم لوگ یہ سب سمیٹ لو۔ رات ہونے والی ہے میں تم دونوں کے لیے بیڈ روم سیٹ ...۔" مہرو نے کہا اور خود بھی کتابیں سمیٹنے لگی۔

"...میرے ساتھ سو جائیں؟" ایمن نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"...ایک بیڈ پر تم تینوں کیسے سو سکتی ہو؟"

...تے ہوئے باہر نکل آئی۔ سارے گھر کو گھوم پھر کر دیکھا۔ کمرے خالی خالی سے تھے۔ جو سامان تھا وہ بھی کچھ ...یب میں نہ تھا۔ دو کمرے یوں بند تھے گویا کبھی استعمال ہی نہ کیے گئے ہوں۔ اسٹور کی حالت بھی بری ...اس نے وقار الحسن کا کمرہ دیکھا۔ سادہ سا بیڈ، کپڑوں کی الماری، میز پر دھری آفس فائلیں، ایک لیمپ جس کا ...تھا۔ دو کرسیاں اور بس، کمرہ ہر قسم کی آرائش سے عاری تھا۔ لان کے رخ کی کھڑکی کھلی تھی۔ جس سے ...خدیجہ بی نظر آرہے تھے۔

...وہ انہیں دیکھتی رہی۔ پھر باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔

...داری میں بھی چند کرسیاں، کچھ خشک گملے جن میں سوکھی ٹہنیاں گڑی تھیں۔ داہنی دیوار پر خوبصورت ...لٹکا تھا۔ ایمن کے کمرے کا دروازہ کھلا، تینوں آگے پیچھے بھاگتے ہوئے نکلیں۔ ایک پل کو اس کے پاس

"...کے کھونسلے دیکھنے جا رہے ہیں۔"

...بھاگتی ہوئی باہر نکل گئیں۔ راہداری ان کے قدموں کی آواز سے ایک پل کے لیے گونجی، پھر خاموشی چھا

...نے اک سرسری نگاہ ارد گرد کے کمروں پر ڈالی۔

"...ہم بدلنا ہوگا۔" وہ کہہ کر خود ہی اپنے جملے پر غور کرنے لگی تھی۔

☼ ☼ ☼

"...میں اپنا نام سینڈریلا رکھ لوں؟"

...بھاگتی ہوئی آئی اور باپ کے گھٹنوں پر سوار ہو گئی۔

...جانے کون سی بات کرنے جا رہی تھی۔ لب بھینچ کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ جب وہ دونوں باپ بیٹی ...تے تو وہ یوں بن جاتی تھی گویا ان کے درمیان تھی ہی نہیں۔

"...ی؟"

...اس ننھی سی گڑیا کو گود میں بھر لیا۔ ابھی بھی وقار الحسن کی محبت و توجہ کا بڑا حصہ صرف اسی کے لیے ...وہ مومو اور جو جو سے بھی پیار کرتے تھے مگر مہرالنسا محسوس کرتی تھی کہ اس میں وہ بات نہ ہوتی ...ساتھ تھی۔ کچھ بچیاں بھی جھجکتی تھیں، یوں باپ کی گود میں بیٹھ کر فرمائش کرتے کتراتی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

تھیں۔
مہرالنسا نے آتے ہی سارا گھر سنبھال کر وقار الحسن کو بے فکر کر دیا تھا۔ ایمن کے ساتھ اس کا رویہ بھی اچھا اور کچھ ابھی تک ایمن کے زیادہ تر معاملات وہ خود ہی دیکھتے۔
خدیجہ بی کو تو گویا صرف مہرالنسا کی آمد کا انتظار تھا۔ سو بے فکر ہو کر اپنا سامان سمیٹنے لگی تھیں۔
"ایمن تو بہت پیارا نام ہے۔ آپ کی مما کو بہت پسند تھا۔"
وقار الحسن کہہ رہے تھے۔ ابھی چند دن قبل بہت سی کامک بکس کے ساتھ انہوں نے ایمن کو سینڈریلا کر دی تھی۔ اسے پڑھ کر ایمن کا وہی حال ہوا تھا جو ہر حساس بچے کا ہوتا ہے۔ اس کا دل چاہا اس کی بدصورت جیسی ماں کا منہ نوچ لے۔ اور اس کی سوتیلی موٹی بھدی بہنوں کا مار مار کر ان کا بھرکس نکال دے۔
ایمن نے بے اختیار اپنے لب سینڈریلا کی تصویر پر رکھ دیے۔
شاید اس کا محبت بھرا بوسہ غمگین سینڈریلا کے آنسو پونچھ دے۔ اور جب پرنس جانز شیشے کی جوتی ہاتھ میں اسے تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ ایمن کا بس نہ چلتا کہ وہ پرنس کا ہاتھ پکڑ کر سینڈریلا تک لے جائے۔
وہ سینڈریلا تکیے کے نیچے رکھ کر سوئی۔
"ڈیڈی! سینڈریلا کی ممی اس سے اتنا کام کیوں کرواتی تھیں؟" وہ اپنا پہلا سوال بھول چکی تھی۔
"وہ اس کی سوتیلی ماں تھی اس لیے۔"
"میری ماں بھی تو سوتیلی ہیں۔" ایمن نے کن انکھیوں سے مہرالنسا کو دیکھا۔ اس کا دل چاہتا تھا وہ موموا(ور) کی طرح ان سے لاڈ اٹھوائے، مہو اس کا خیال بھی رکھتی تھی۔ ہمیشہ اچھی چیز اس کے لیے الگ نکال کر پیار بھی کرتی۔ مگر اس کے انداز میں کچھ ایسی سنجیدگی اور فاصلہ محسوس ہوتا کہ وہ اس سے زیادہ فری ہونے کتراتی تھی۔
"مگر وہ تو مجھ سے کام نہیں کرواتیں۔ نہ موموا ور جو مجھ سے لڑتی ہیں۔"
"آپ کی ممی سینڈریلا کی ممی جیسی نہیں ہیں۔" وقار الحسن نے مسکرا کر مہو کو دیکھا وہ ذرا سا مسکرائی۔
"ہاں میری ممی اچھی ہیں۔" مہو نے آہستگی سے اس کے گال تھپتھپائے۔ پھر پوچھنے لگی۔
"بچیوں کے ایڈمشن کے بارے میں کیا سوچا ہے؟"
سوچ تو وہ خود بھی بہت دنوں سے رہے تھے۔ مگر مجبوری یہ تھی کہ صرف ایمن کے اخراجات ہی کافی تھے اس اسکول میں تینوں بچیوں کو پڑھانا وہ افورڈ نہیں کر سکتے تھے۔ مگر مجبوری یہ تھی کہ وہ جانتے تھے کہ موموا(ور) شہر کے بہترین اسکول میں پڑھتی تھیں۔ یہ بھی ممکن نہ تھا کہ ایمن تو مہنگے اسکول میں پڑھتی اور ان دونوں کو چھوٹے موٹے اسکول میں ڈال دیتے سو اسی لیے پریشان تھے۔ انہوں نے یہی مسئلہ مہرالنسا کے سامنے رکھا۔
کچھ لمحے انہیں دیکھتی رہی پھر پرسکون لہجے میں گویا ہوئی۔
"انہیں گورنمنٹ سکول میں ایڈمیشن دلا دو۔"
"یہ کیسے ممکن ہے۔"
"میں نہیں چاہتی ان کا سال ضائع ہو۔"
"لیکن مہو۔۔۔ عجیب سا لگتا ہے کہ ایمن تو۔۔۔" وہ الجھ گئے۔
"کچھ عجیب نہیں ہے۔ ایمن جہاں پڑھتی ہے پڑھنے دو۔ میں جانتی ہوں تینوں کا خرچا تم نہیں اٹھا سکو گے"
"بچیاں کیا سوچیں گی؟"
"کچھ دن شور کریں گی پھر ایڈجسٹ ہو جائیں گی۔" وہ ہنوز پرسکون لہجے میں کہہ رہی تھی۔
"دیکھو۔۔۔" کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ نیم رضامندی سے گویا ہوئے۔ مہرالنسا کے خود کہہ دینے سے ذہن پر بوجھ اتر گیا تھا۔
ان کا یوں مان جانا مہرالنسا کو اچھا نہیں لگا۔

"[illegible] لیا ہے۔" اس نے کہہ کر بات ختم کر دی۔ اس کی نظریں باپ کی جیب سے پین نکال کر ہاتھ پر بیل بوٹے [illegible] پر جمی تھیں۔
اس کی نگاہوں کی کیفیت عجیب سی تھی۔

☼ ☼ ☼

"آخر وہ میرے والے اسکول کیوں نہیں جا رہیں؟" ایمن کو یہ بات بالکل ہضم نہ ہو رہی تھی۔
مہرالنسا نے جوجو کی پونیاں بناتے ہوئے ایمن کو دیکھا۔ جو بالکل تیار کھڑی باپ سے الجھ رہی تھی۔ جو چائے پی [illegible] تھے۔ آج ناشتہ مہرالنسا نے بنایا تھا۔ پرتوں والے خستہ پیلے پیلے پراٹھے اور ہرے مسالے کا خوشبودار [illegible]۔
وقار الحسن دو پراٹھے کھا گئے اور دل ہی دل میں اعتراف کیا کہ مہو کے ہاتھ میں ذائقہ بہت ہے۔ سارا کو یہ سب [illegible] تھا۔ ان تمام سالوں میں یا تو ناشتے میں ڈبل روٹی ملتی تھی یا بازار سے کچھ منگوا لیا جاتا۔ وہ کبھی کبھی خدیجہ [illegible] فرمائش کر کے پراٹھا آملیٹ بنوایا کرتے تھے۔ مگر ان کے بنائے ہوئے پراٹھے بہت بھاری اور موٹے ہوتے [illegible] خوشبو یہ ذائقہ نہ ملا تھا جو آج ملا۔
"[illegible] ناڈیڈی۔۔۔ میں نے تو سب سے کہہ دیا تھا کہ موموا ور جوجو میرے ساتھ اسکول آیا کریں گی۔"
"ابھی وہاں ایڈمیشن اوپن نہیں ہوئے۔" انہوں نے ٹالا۔
"[illegible] دفعہ بھی نہیں ہوئے تھے۔ آپ میم سے بات تو کریں۔" ایمن جوش سے گویا ہوئی۔
"[illegible] تنگ مت کرو۔ وہ اگلے سال آپ کے ساتھ ہی جایا کریں گی۔"
[illegible] نے کہا اور چائے ختم کر کے اٹھ کھڑے ہوئے۔
مہرالنسا نے بیگ دونوں بچیوں کو تھمائے۔
"[illegible] ہے، بریک میں کھا لینا۔" اس نے دونوں کو پیار کیا۔
[illegible] نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے احساس کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھا۔ ماں نے اس سے قبل کبھی [illegible] پیار [illegible] کیا تھا۔
[illegible] ہوئی تو ایمن انہیں دیکھ رہی تھی۔ اس نے بازو پھیلا کر اشارے سے پاس بلایا۔ وہ جھجکتی [illegible] تو مہرالنسا نے اس کا گال چوم لیا پھر سرگوشی کی۔
"[illegible] لیے سینڈوچ بنا کر بیگ میں رکھ دیے ہیں۔"
[illegible] نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔ پھر وہ پنجوں کے بل ذرا سی اونچی ہو کر کان [illegible]
"[illegible] ممی!"
"[illegible]۔۔۔؟" وقار الحسن اسے غور سے دیکھ رہے تھے۔
"[illegible] عادت نہیں ہے پراٹھا کھانے کی۔ اس نے ناشتہ بھی ڈھنگ سے نہیں کیا۔" مہو نے عام سے لہجے [illegible]
"چلو۔۔۔ تم لوگوں کا تانگہ آگیا ہے۔" خدیجہ بی نے اندر آتے ہی شور مچایا۔
"[illegible] تانگے پر اسکول جاؤں گی۔" ایمن مچلی۔ مومل اور برجیس کا اسکول یہاں سے دور تھا۔ اس لیے [illegible] تانگے کا بندوبست کر دیا تھا۔ شہر سے دور ہونے کی وجہ سے یہاں ویگن وغیرہ کی سہولت نہ تھی۔
وقار الحسن نے اس کی انگلی پکڑی۔ پھر سمجھاتے ہوئے باہر نکل گئے۔ "آپ کے اسکول کا راستہ [illegible]
[illegible] اسکول جانے کے بعد مہرالنسا نے خدیجہ بی کے ساتھ مل کر گھر کی صفائی ستھرائی کی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

”خدیجہ بی! سبزی وغیرہ آپ ہی لائیں گی؟“ فراغت ہوئی تو مہرالنسا نے پوچھا۔
”ہاں تو اور کون لائے گا۔ سب سودا سلف لانے کی ذمہ داری مجھ پر ہی ہے۔“ انہوں نے فخر سے بتایا۔
”تو پھر لے آئیں۔ دوپہر کے لیے سالن بنالیں۔“
”ابھی سبزی والا گزرے گا تو لوں گی۔“ انہوں نے کہا پھر مہو کی چٹیا ہاتھ میں لے کر ستائشی انداز میں بولیں
”تمہارے بال کتنے گھنے اور لمبے ہیں بس ذرا روکھے ہو رہے ہیں۔ تیل نہیں لگاتی ہو؟“
”لگا لیتی ہوں۔“
”ہاں‘ تیل کے بغیر بالوں کا ناس ہو جاتا ہے۔ آج کل کی لڑکیاں تو تیل کے قریب نہیں پھٹکتیں‘ ایک ہم تیل لگوا کر ہفتے بھر چٹیا نہ کھولتے تھے۔ تیل لگا دوں پھر نہا لینا۔“
مہرالنسا نے اثبات میں سر ہلا دیا تو خدیجہ بی کٹوری میں سرسوں کا تیل نیم گرم کر کے لے آئیں۔ مہرالنسا چ بل کھول رہی تھی۔
”سارا نے تو کبھی بال نہ بڑھائے‘ ہمیشہ کٹوائے رکھتی۔ شیمپو لگا لگا کر بالوں کا ناس کر رکھا تھا۔“ خدیجہ بی کی میں لاشعوری طور پر سارا کا ذکر بار بار آ تا تھا۔
”وہ بہت خوبصورت تھی؟“
”خوبصورتی کیا ہوتی ہے۔ بس جسے پیا چاہے وہی سہاگن۔ دیکھا جائے تو تم سے زیادہ نہیں‘ پر اسے خوبصورت لگنا آتا تھا۔ ہمیشہ خود کو سجائے سنوارے رکھتی۔ کبھی منہ بند کلی لگتی‘ کبھی کھلا گلاب‘ ہنستی مسکراتی بیوی خوبصورت ہی لگتی ہے۔ وہ تو سراپا بہار تھی۔ بہار۔“
خدیجہ بی کی انگلیاں مہو کے بالوں میں رینگنے لگیں۔
”وقار بہت محبت کرتے تھے اس سے؟“ مہو نے اپنے سفید ہاتھوں کو دیکھا۔ جس پر مناسب توجہ نہ دینے کی وجہ سے سلوٹیں پڑنے لگی تھیں۔
”محبت کروانا بھی تو اک ہنر ہے۔ اسے یہ ہنر بھی آتا تھا۔ وقار کو تو اس نے اس قابل ہی نہ چھوڑا تھا کہ کسی اور طرف دیکھ سکے۔ وہ گھر آتا‘ سارا سارے کام بھول کر اس کے گرد چکرانے لگتی۔
”وقار! یہاں بیٹھیں‘ یہ کھائیں‘ وہ کھائیں‘ آپ کا منہ کیوں اترا ہوا ہے تھک گئے ہیں‘ سر دبا دوں؟“
اسے آنے میں دیر ہوتی تو دروازے کے پاس کھڑی ہو جاتی۔
طبیعت خراب ہوتی تو سارا دن وقار کے سرہانے جاگتی۔ وہ ٹھیک ہوتا اور جب تک خود بیمار ہو جاتی۔ ننھے بچے کی طرح خیال رکھتی تھی وقار کا۔“ خدیجہ بی ذرا سا ہنسیں۔ ”اور جب دیکھتی کہ وقار اس کی توجہ کا نوٹس نہیں لے رہا تو ایکدم غائب ہو جاتی خود کو گھر کے کاموں میں الجھا دیتی۔ وقار پر سے اپنی توجہ یکسر ہٹا دیتی۔ یہاں تک کہ وقار اسے ڈھونڈنے اور پکارنے لگتا۔“
”طوائفوں والی ساری ہی عادتیں تھیں۔“
مہرالنسا نے جل کر سوچا اور یہ جلن زبان پر بھی آ گئی۔
”نہیں نہیں‘ شریف گھرانے سے تھی۔“ خدیجہ بی نے فوراً ”تردید کی۔
”اسی لیے وقار کے ساتھ بھاگ آئی۔“
”محبت سدا شریف گھرانے کی لڑکیوں کو ہی خوار کرواتی ہے۔“ خدیجہ بی نے آہ بھری۔ ”پر اتنے سال میں میں نے کبھی اس میں کوئی ایسی ویسی بات نہ دیکھی۔“
خدیجہ بی اتنا کہہ کر خاموش ہو گئیں۔
مہرالنسا نجانے کہاں گم ہو گئی تھی‘ پھر اس نے کوئی اور سوال نہ کیا تھا۔ مگر خدیجہ بی کے سوال نے اسے چونکا دیا۔
”برا نہ مانو تو اک بات پوچھوں مہو بیٹا!“

”یونہیں۔“ وہ ان کے انداز پر چونکی تھی۔
”تم بچیوں کے کمرے میں کیوں سوتی ہو؟“
وہ تھوڑی دیر چپ رہی۔ پھر دھیرے سے ہنسی۔ ”جہاں جگہ ملے گی‘ وہیں رہوں گی۔“
”وقار نے کہا ہے؟“
”نہیں‘ لیکن میں خود اس کے سر پر مسلط ہونا نہیں چاہتی۔ میں جانتی ہوں‘ وہ مجھے یہاں مجبوراً ”لے کر آیا ہے۔ میں اس کی مجبوری سے فائدہ نہیں اٹھاؤں گی۔“
”اے لو اور سنو۔ بیٹا! تم تو بالکل ہی سٹھیا گئی ہو۔ کوئی اس طرح بھی اپنی جگہ چھوڑتا ہے۔ اس انتظار میں کہ وہ خود تمہاری طرف بڑھے اگر بیٹھی رہیں تو ہو گیا کام۔“ ان کے الفاظ کے ساتھ ساتھ ہاتھوں میں بھی تیزی آ گئی تھی۔
”اتنی دیر سے تمہیں سارا کے قصے یونہی تو نہیں سنا رہی۔۔۔۔ بس اتنی ہی عقل ہے تم میں۔ اوہ بی بی‘ وہ اس وقت تنہا ہے‘ بے یار و مددگار ہے‘ جو آگے بڑھ کر سنبھالے گا اسی کا ہو جائے گا۔ موقع سے فائدہ اٹھانا سیکھو۔ صرف اس کی بچی کی آیا بن کر رہو گی؟ بیوی ہو۔۔۔ خود کو۔۔۔“ وہ اس کے کان میں گھسیں۔
مہرالنسا کے چہرے پر تذبذب اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

☆ ☆ ☆

”میں اس اسکول میں نہیں جاؤں گی۔“ مریم نے بیگ پھینک دیا۔ جوجو بھی چپ چپ سی تھی۔ دونوں ابھی ابھی اسکول سے لوٹی تھیں۔
”کیا ہوا؟“ مہرالنسا نے بیٹیوں کے بگڑے ہوئے تیور دیکھے۔
”یہ اسکول اچھا نہیں ہے۔ یہاں لڑکیاں لڑتی ہیں۔ ٹیچرز لڑکیوں کو مارتی بھی ہیں۔“
”اور ہماری میم بھی اچھی نہیں ہیں۔“ جوجو نے افسردگی سے بتایا۔
”کوئی بات نہیں‘ تھوڑے دن جاؤ گی تو اچھا لگنے لگے گا۔“ مہرالنسا نے ٹالا اور خدیجہ بی کو آواز دے کر کھانا لگانے کے لیے کہا۔ پھر خیال آیا کہ وہ ایمن کو لینے گئی ہیں تو خود اٹھ گئی۔ موول اور برجیس نے ہمیشہ سے بہترین اسکول میں پڑھا تھا۔ اس لیے اک مخصوص ماحول کی عادی ہو چکی تھیں۔
”کوئی بات نہیں وہ عادی ہو جائیں گی۔“ سالن نکالتے ہوئے اس نے خود کو تسلی دی۔ پھر اک سرد آہ بھری۔
”آہ سمجھوتا۔۔۔“ اسے یاد آیا وہ اک دن حنا سے بے جواز لڑی تھی۔
”یقیناً“ اب واپس آ گئی ہو گی۔“
ساتھ ہی اسے بابر یاد آیا۔ وہ اس کے یوں چلے آنے پر کتنا مایوس سا تھا۔ دروازے میں کھڑا بہت دیر انہیں دیکھتا رہا تھا۔ مہرالنسا بے چین سی ہو گئی۔
”میں رات میں اسے فون کروں گی۔“
کھانا لگنے تک ایمن بھی آ گئی تھی۔
”تمہیں کیا ہوا ہے؟“ ایمن نے موول کا سوجا ہوا منہ دیکھا۔
”ڈیڈی تمہیں اس اسکول میں ایڈمیشن دلا سکتے ہیں تو ہمیں کیوں اس سڑے ہوئے اسکول میں داخل کروایا ہے۔“ موموتڑخ کر بولی۔
ایمن نے حیرت سے اسے دیکھا۔
مہرالنسا نے کڑی نظروں سے موول کو گھورا۔
”فضول باتیں مت کرو۔ خاموشی سے کھانا کھاؤ۔“
”میں نے نہیں کھانا۔“ وہ غصے سے اٹھ کر چلی گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اسکولوں کی دیواروں پر پینٹ بھی نہیں ہے۔" جوجو نے افسردگی سے بتایا۔
"تم نے وہاں پڑھنا ہے یا۔۔۔؟"
"اے ہے نگا ہے کو بچیوں کو ڈانٹے جا رہی ہو۔" خدیجہ بی نے اسے ٹوکا۔
"چل میری بچی کھانا کھا لے۔ اگلے سال انشاء اللہ تمہیں بھی اسی اسکول میں داخل کروا دیں گے۔ جاؤ مہو! تم مومل کو لے آؤ۔"
"رہنے دیں، میں لڑکیوں کے اتنے نخرے اٹھانے کی قائل نہیں ہوں۔ بھوک لگے گی تو خود کھا لے گی۔ ایمن! آپ شروع کرو۔" مہرالنسا نے اس کی پلیٹ میں سالن نکالا۔
ایمن کو اس کے طرز عمل پر خاصی حیرت ہوئی۔ ایسا تو کبھی نہ ہوا تھا کہ وہ کھانا نہ کھائے اور ڈیڈی اس کے بغیر کھانا کھا لیں۔ اور یہاں مہرالنسا کو مومل کے جانے سے کوئی فرق نہ پڑا تھا۔ وہ اطمینان سے کھانا کھا رہی تھی۔ وہ کندھے اچکا کر اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گئی۔ کھانا کھا کر مومل کے پاس آئی۔ وہ بیڈ پر اوندھی لیٹی رو رہی تھی۔
"موموم! کیا ہوا؟" ایمن نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔
مومل نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا اور چلائی۔
"بات مت کرو مجھ سے۔"
"مجھ سے۔۔۔ کیوں ناراض ہو؟"
"کیوں؟" مومل تیزی سے اٹھ بیٹھی۔ "اگر ڈیڈی اچھے اسکول میں تمہیں ایڈمیشن دلا سکتے ہیں تو ہمیں کیوں نہیں؟"
"تو ڈیڈی سے کہو مجھ سے کیوں لڑتی ہو۔" ایمن کو اس کا لہجہ برا لگا تھا۔
"اس لیے کہ وہ تمہیں زیادہ پیار کرتے ہیں اور ہم سے نہیں کرتے۔" مومل نے سرخ آنکھوں سے اسے گھورا۔
"وہ تم سے بھی پیار کرتے ہیں۔" ایمن نے سمجھانا چاہا۔ "لیکن دیکھو نا، تم ممی کی بیٹی ہو اور میں ڈیڈی کی اس لیے۔۔۔"
"وہ ہمارے بھی ڈیڈی ہیں، صرف تمہارے نہیں۔" وہ ایک بار پھر چیخ اٹھی۔
"تم بدتمیز ہو۔۔۔ میں ڈیڈی سے تمہاری شکایت کروں گی۔" ایمن غصے سے کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔
"ضرور کرنا تم تو ہو ہی۔۔۔"
باہر نکل آنے کی وجہ سے ایمن پورا جملہ نہ سن سکی۔ مگر شام کو اس نے ڈیڈی سے شکایت ضرور کی۔
وقارالحسن خاموش ہو گئے۔
مومل ڈر گئی تھی، شاید وہ اسے ڈانٹیں لیکن انہیں خاموش دیکھ کر اس کا حوصلہ بڑھا۔
"ڈیڈی! مجھے وہ اسکول اچھا نہیں لگتا۔"
وقارالحسن نے بے بسی سے مہرالنسا کی طرف دیکھا۔ ابھی ابھی وہ دفتر سے تھکے ہارے آئے تھے اور آتے ہی یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔
مہرالنسا نے قہربار نگاہوں سے بیٹی کو گھورا۔
"پاگل۔۔۔" مومل کی جگہ بر جبیں ماں کے تیوروں سے ڈر گئی تھی۔ جھک کر اس کے کان میں کہنے بلکہ سمجھانے لگی۔
"تمہیں ممی نے بتایا تو ہے کہ ڈیڈی کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔"
ایمن کی دیکھا دیکھی وہ بھی مہو کو ممی ہی کہنے لگی تھیں۔ اس کی سرگوشی وقارالحسن نے بھی سن تھی۔ انہیں اچھا نہیں لگا۔

"تمہیں ان سے یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔" انہوں نے دبے لفظوں میں مہرالنسا کو ٹوکا۔
"میں چاہتی ہوں وہ ابھی سے اپنی خواہشوں کو محدود کرنا سیکھ لیں۔ ورنہ بار بار پریشان کریں گی۔ تم یا میں انہیں بہانے بنا کر ٹال نہیں سکتے۔"
مہرالنسا نے سنجیدگی سے کہا۔
"پھر بھی مجھے اچھا نہیں لگا۔"
"تو تم اپنے انداز میں سمجھا دو۔" وہ آرام سے ایک طرف ہو گئی۔
"مومل بیٹا! بس اس سال اسی اسکول میں گزارا کر لو۔ انشاء اللہ اگلے سال ایمن کے اسکول میں ایڈمیشن ہو گا۔ ٹیچرز تو ہر جگہ ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ باقی پڑھنا آپ نے اپنی محنت سے ہے۔ محنت کرو گی تو مجھے یقین ہے ایمن سے زیادہ اچھے نمبر لو گی۔"
انہوں نے رسانیت اور پیار سے سمجھایا۔
"ڈیڈی!" جوجو نے ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر معصومیت سے سوال کیا۔ "اگلے سال آپ کے پاس زیادہ پیسے آ جائیں گے؟"
"ہاں۔۔۔" ان کا لہجہ کمزور سا تھا۔
"تو ٹھیک ہے۔" جوجو نے خوش ہو کر مومو کو دیکھا۔
"اگر ہم ایمن کے اسکول میں نہیں جا سکتے تو وہ ہمارے اسکول میں آ جائے۔" مومو اب بھی مطمئن نہ ہوئی تھی۔
"کیوں؟" ایمن نے تنک کر کہا۔ اسے پہلے ہی غصہ آ رہا تھا۔ اس کا خیال تھا ڈیڈی، مومو کو اس کے ساتھ لڑائی کرنے پر ڈانٹیں گے۔ ڈیڈی کا مومو کے ساتھ یہ پیار بھرا لہجہ اسے بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔
"میں تو اپنا اسکول نہیں چھوڑوں گی۔" اس نے باپ کی طرف دیکھ کر خفا لہجے میں کہا۔
"نہیں، وہ آپ کے اسکول میں آ جائیں گی۔"
وقار نے رسانیت سے کہا تو وہ اور مومل خاموش ہو گئیں۔
"ممی۔۔۔" شام کو جب وہ کچن میں چاول پکا رہی تھی اور خدیجہ بی نجانے کون سا قصہ چھیڑے بیٹھی تھیں، جب ایمن نے آ کر پکارا۔
"جی۔۔۔" اس نے چاولوں پر کٹا ہوا ہرا دھنیا ڈال کر دم دے دیا۔ خدیجہ بی کا کہنا تھا [illegible] طرح چاولوں میں مزیدار سی خوشبو آ جاتی ہے۔
"ممی! میری فرینڈز آپ سے ملنے آئیں گی۔"
"کب؟"
"کل چھٹی کے بعد۔۔۔" اس نے بتایا۔
"ٹھیک ہے۔ میں ان کے لیے کوئی اچھی سی چیز بنا لوں گی۔"
"ممی۔۔۔" وہ کچھ جھجکتے ہوئے پاس آئی۔
خدیجہ بی نے اس کا متذبذب سا انداز دیکھا تو بول اٹھیں۔
"اے بیٹا کہہ بھی چکو۔ ماں ہے تمہاری۔ اتنا جھجکتی کیوں ہو۔"
"ممی! آپ اچھا سا میک اپ کرنا۔"
"کیوں؟ ہمیں ویسے اچھی نہیں لگتی۔" مہو نے مسکرا کر چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا۔
"لگتی ہیں مگر لپ اسٹک لگا کر اور بھی لگیں گی۔" اس نے جلدی سے کہا۔
"ٹھیک ہے کر لوں گی۔" وہ ادھر ادھر بکھری چیزیں سمیٹنے لگی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

''اور آپ ساڑھی بھی پہنیے گا۔'' ایمن کے کہنے پر خدیجہ بی ہنسنے لگی تھیں۔
''لیکن میرے پاس تو ساڑھی ہے ہی نہیں۔'' مہو نے مڑ کر دوبارہ اسے دیکھا۔
''ساڑھیاں تو بہت ہیں۔'' ایمن نے جوش سے کہا۔ ''آئیں! میں آپ کو دکھاؤں۔'' خدیجہ بی نے اسے روکنا چاہا مگر کچھ سوچ کر خاموش ہو رہیں۔
مہو کچھ حیران حیران سی اس کے ساتھ چل دی۔
''خدیجہ بی! چاولوں کا دھیان رکھیے گا۔''
ایمن اسے اسٹور میں لے آئی۔ اسٹور میں اچھا خاصا اندھیرا تھا۔
''ممی! لائٹ تو جلائیں۔''
ایمن کے کہنے پر اس نے لائٹ جلادی۔ ایمن سیدھا اس الماری کی طرف بڑھی جو کونے میں کھڑی تھی۔ اس نے پٹ کھولا' وہاں اک ترتیب میں بہت سے لباس لٹک رہے تھے۔ دوسری طرف چار پانچ خوبصورت قیمتی ساڑھیاں' میک اپ کٹ' جیولری بکس وغیرہ پڑے تھے۔
''یہ کس کی ہیں؟'' سوال غیر ضروری تھا۔ مگر مہرالنسا پوچھے بغیر نہ رہ سکی تھی۔
''میری ممی کی ہیں۔ خدیجہ بی کہتی ہیں وہ اکثر ساڑھی پہنا کرتی تھیں اور بہت خوبصورت لگتی تھیں۔''
مہرالنسا نے آہستگی سے ایک ساڑھی اٹھائی' پھر تیزی سے واپس رکھ دی۔ خود کو کمپوز کرکے وارڈروب بند کی اور ایمن کی طرف مڑی۔
''سوری بیٹا! میں ساڑھی نہیں پہنتی۔ میں کوئی اور ڈریس پہن لوں گی۔'' یہ کہہ کر وہ تیزی سے باہر نکل گئی تھی۔
''تو تم ابھی تک اس کی ایک ایک نشانی کو سینے سے لگائے بیٹھے ہو۔''
ایمن کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ وہ لاشعوری طور پر اس کے کمرے میں داخل ہوگئی۔ ریک پر سارا کی تصویر مسکرا رہی تھی۔ مہرالنسا تصویر کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ اسے لگا تصویر میں جان سی آگئی ہو۔ ان مسکراتی آنکھوں میں وہ واضح طور پر اپنے لیے طنز ابھرتا دیکھ رہی تھی۔
''وہ یہاں سے گئی ہی نہیں۔ مجھے کہاں بساؤ گے وقارالحسن؟''
مہرالنسا کے سینے میں کچھ جلنے لگا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر تصویر اٹھالی تھی۔

☼ ☼ ☼

اماں جی نے بابر کو دیکھا تو دل مسوس کر رہ گئیں۔ بولتا تو پہلے بھی کم ہی تھا۔ اب تو زیادہ ہی گم صم رہنے لگا تھا۔ اب بھی یونہی خاموش سا برآمدے میں کتابیں کھولے بیٹھا تھا۔ مگر توجہ ذرا بھی پڑھائی کی طرف نہیں تھی۔
''بھیا! آؤ کھیلیں۔'' فہد بھاگتا ہوا اس کے پاس آرکا۔ اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا بیٹ تھا۔
''نہیں! تم کھیلو۔'' بابر نے بے زاری سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔
تب ہی عتیق چلا آیا۔
''ہیلو ینگ مین کیا ہو رہا ہے؟''
''پڑھ رہا تھا ماموں!''
''یار! پڑھتے تم سارا دن ہو۔ نمبر تمہارے خاک نہیں آتے۔ دھیان کدھر رہتا ہے۔'' بابر نے سر جھکا لیا۔
''سالانہ امتحان سر پر ہیں' یاد ہے نا۔۔۔''
''جی ماموں۔۔۔'' اس نے سعادت مندی سے جواب دیا۔ عتیق کچھ دیر اسے نصیحتیں کرتا رہا اور وہ خاموشی سے سنتا رہا۔ عتیق کے جانے کے بعد اماں جی نے اسے اپنے پاس بلایا۔
''کیا بات ہے بیٹا! اداس اداس سے کیوں رہتے ہو؟''

''اداس تو نہیں رہتا۔'' اس نے آنکھیں جھپکیں۔
''نانی کے دل کی ٹھنڈک۔۔۔ پہلے بھی تو نانی کے پاس ہی زیادہ رہتے تھے۔''
انہوں نے بابر کو سینے سے لگالیا۔
''انہیں یاد آتی ہیں؟''
بابر نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔
''ہاں جی۔۔۔''
''وہ مجھے یاد نہیں آتیں۔'' وہ تیزی سے کہہ کر اٹھ گیا تھا۔
اماں جی پریشانی و تاسف سے اسے دیکھتی رہ گئیں۔

☐ ☐ ☐

ایمن نے رات کو کپڑے بدل کر بستر پر جانے سے ذرا پہلے دیکھا۔ شاید وہ ریک سے ''سینڈریلا'' اٹھانے لگی تھی۔ اسے روز رات کو پڑھنا اس کا معمول بن گیا تھا۔ روز دیر تک ڈیڈی کو اپنے اسکول' فرینڈز اور ٹیچرز کی باتیں سنانا' سینڈریلا پڑھنا۔ اس کے بغیر اسے نیند نہیں آتی تھی۔ آج بھی ڈیڈی سے بہت سی باتیں کرنے کے بعد سونے سے ذرا پہلے وہ ریک سے سینڈریلا اٹھانے لگی تو ٹھٹھک گئی۔
ریک پر سارا کی تصویر نہیں تھی' بلکہ اس کی جگہ اک اور تصویر موجود تھی۔
اس نے کمرے میں یہاں وہاں سارا کی تصویر ڈھونڈنے کی کوشش کی۔ تھوڑی سی کوشش سے تصویر اسے دراز میں رکھی مل گئی تھی۔
''یہاں کس نے رکھ دی؟'' اس نے تصویر باہر نکالی۔ ریک پر رکھنا چاہی' پھر تذبذب سے وہاں پہلے سے موجود تصویر دیکھنے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ تصویر اٹھا کر اس کی جگہ سارا کی تصویر رکھ دے یا نہیں۔
''کیا سوچ رہی ہو؟'' عقب سے آکر مہرالنسا نے دونوں ہاتھ ایمن کے کندھوں پر رکھے۔
''یہ۔۔۔ یہ آپ نے اٹھائی تھی؟'' ایمن نے سارا کی تصویر سامنے کی۔
''ہاں۔۔۔'' مہرالنسا نے اعتراف کیا۔ پھر ریک کی طرف اشارہ کرکے پوچھنے لگی۔
''یہ تصویر یہاں اچھی نہیں لگ رہی؟''
''لگ تو رہی ہے لیکن۔۔۔'' ایمن ابھی بھی متذبذب تھی۔
''ممی کی تصویر یہاں زیادہ اچھی لگ رہی ہے۔'' اس نے ایمن کے ہاتھ سے تصویر لے کر دوبارہ دراز میں رکھ دی۔
ایمن نے دوبارہ تصویر کو دیکھا۔ جس میں وہ دوسری کلاس میں پہلی پوزیشن لینے پر پرائز لے رہی تھی۔ اس نے پریوں والا فراک پہنا تھا اور سر پر ننھا سا تاج بھی تھا۔ کیونکہ اس تقریب میں اس نے ایک ڈرامے میں پری کا کردار ادا کیا تھا۔
وہ مسکرادی۔ اسے مہرالنسا کا التفات اچھا لگتا تھا۔
''آؤ۔ ہم یہ طے کریں کہ کل تمہاری فرینڈز کے لیے کیا کیا بنانا ہے۔'' مہرالنسا نے فوراً ہی اس کا دھیان بٹا دیا

شام کو یہی سوال وقارالحسن نے بھی کیا۔
''تم نے ایمن کے کمرے سے سارا کی تصویر اٹھائی ہے؟'' ان کا لہجہ تیز اور تلخ تھا۔
مہرالنسا جو فون پر نمبر ملا رہی تھی' ذرا سا رکی۔
''ہاں۔۔۔'' اطمینان سے کہہ کر وہ دوبارہ نمبر ملانے لگی۔
''کیوں؟'' وقارالحسن کا لہجہ بتاتا تھا' وہ بمشکل خود کو کمپوز کیے ہوئے ہیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

مہرالنسا نے جواب نہیں دیا۔ کیونکہ دوسری طرف نہ صرف بیل گئی تھی۔ بلکہ فوراً ہی کال ریسیو کرلی گئی تھی
"کیسی ہو حنا؟"
وقارالحسن لب بھینچ کر صوفے پر جا بیٹھے۔ اور مہرالنسا کو گھورنے لگے۔ جو پوری طرح باتوں میں مگن ہو گئی تھی
"جی اماں جی! میں ٹھیک ہوں۔ شکر ہے اللہ کا۔"
"بس مہو! وقار کا خیال رکھنا اور ایمن کا بھی۔" دوسری طرف۔ اماں جی نے اس کی خیریت دریافت کرنے کے ساتھ ہی نصیحتیں بھی شروع کردی تھیں۔
"آپ فکر نہ کریں۔" اس نے کن اکھیوں سے وقار کو دیکھا۔ اور باقی لوگوں کے متعلق پوچھنے لگی۔
"بابر سے بات کروائیں۔" اس کے لہجے میں بے تابی در آئی۔
"بابر... بابر بیٹا... اپنی ماں سے بات کرو۔" اماں جی پکارنے لگی تھیں۔
"میں ٹیوشن کے لیے جا رہا ہوں۔" بابر کی مدھم سی آواز سنائی دی۔
"ارے ہے بات تو سنو... دو منٹ ہی... لو دیکھو تو..."
"کیا ہوا اماں جی؟"
"کچھ نہیں۔ میں نے آواز دی تھی۔ اس نے شاید سنا نہیں۔"
"اس نے سنا تھا اماں جی! لیکن وہ مجھ سے بات نہیں کرنا چاہ رہا۔" مہرالنسا کا لہجہ بھیگ سا گیا۔ وہ بھول گئی وقارالحسن قریب بیٹھے اسی کی طرف متوجہ تھے۔
"ارے ٹیوشن سے دیر ہو رہی تھی۔" اماں جی کا لہجہ پست تھا۔
"نہیں، وہ مجھ سے ناراض ہے۔" اس نے بھی اپنے بچوں سے عام ماؤں کی طرح محبت کا اظہار نہ کیا تھا۔ کبھی انہیں گود میں بھر کر پیار کیا تھا۔ حالات نے جو تلخی اس کی زبان میں بھری تھی۔ وہی تلخی اس کے بچوں کے حصے میں بھی آئی تھی مگر وہ ماں تو تھی نا۔
"خواہ مخواہ وہم مت کرو بچہ ہی تو ہے سنبھل جائے گا۔" اماں جی سمجھانے لگیں۔
مہرالنسا بے دلی سے انہیں سنتی رہی۔ پھر خدا حافظ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اس کے فون بند کرتے ہی وقارالحسن دوبارہ بول اٹھے تھے۔
"میں نے تم سے کچھ پوچھا تھا؟"
"کیا...؟" اس کا ذہن بابر میں الجھ گیا تھا۔ بے توجہی سے انہیں دیکھنے لگی۔
"تم نے ایمن کے کمرے سے سارا کی تصویر اٹھائی ہے؟" وہ اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔
"ہاں میں نے اٹھائی ہے۔" وہ بری طرح جھنجھلا گئی۔ کیسا عجیب شخص تھا جو جیتے جاگتے وجود کو نظرانداز کر کے مردہ تصویروں کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔
"کیوں؟"
"تمہاری بیٹی کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔" وہ ان کا سوال نظرانداز کر گئی۔
"تم اس سے اس کی شناخت چھیننا چاہتی ہو؟"
مہرالنسا عجیب سے انداز میں مسکرائی۔
"میرے کچھ بھی کرنے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی۔ وہ سارا کی بیٹی ہے۔ ہمیشہ اس کی کہلائے گی۔ تم اتنا تلملا رہے ہو۔ میں تم سے تمہاری یادیں نہیں چھین رہی۔ تم بھلے ماضی کی پرچھائیں کا تعاقب کرتے رہو خدا کے لیے اپنی بیٹی پر رحم کرو۔ اسے ماضی میں نہیں حال میں جینے دو۔"
اپنی بات کہہ کر اس نے وقارالحسن کے چہرے کے تاثرات دیکھے اور تیزی سے باہر نکل گئی۔
وقارالحسن وہیں کھڑے تلملاتے رہ گئے تھے۔ کتنی جرات تھی اس عورت میں کہ آتے ہی گھر کے معا

ملات میں مداخلت اندازی کرنے لگی تھی۔ مگر وہ بے بس ہو گئے۔ جب ایمن نے بڑی خوشی سے انہیں اپنی تصویر دکھا کر بتایا تھا۔
"ڈیڈی! اچھی لگ رہی ہے نا۔"

☼ ☼ ☼

خدیجہ بی کو بلو لینے آیا تھا۔ وہ خوشی خوشی اپنا سامان سمیٹنے لگیں۔
"مہو بیٹی! اب تم اپنا گھر سنبھالو۔"
"خدیجہ بی! آپ مت جائیں۔" ایمن ان سے لپٹ گئی۔
خدیجہ بی کا دل بھر آیا۔ بہت ناز اٹھائے تھے بہت لاڈ سے پالا تھا۔
"میں کون سا ہمیشہ کے لیے جا رہی ہوں، آتی جاتی رہوں گی۔ ہر مہینے ملنے آؤں گی۔"
انہوں نے جھک کر اسے پیار کیا۔ اور آنکھوں میں آئے آنسو چھپا لیے۔
"واقعی خدیجہ بی! آپ نے اس گھر کے لیے، ایمن کے لیے بہت کچھ کیا ہے۔ آپ کے ہوتے مجھے کسی چیز کی کوئی فکر نہ تھی۔" وقارالحسن نے کہا۔
"اب بھی نہیں ہونی چاہیے۔ تمہاری بیوی ماشاءاللہ سمجھ دار عورت ہے۔ گھر کو بھی سنبھال لے گی۔ اور تمہاری بچی کو بھی۔" انہوں نے مہو کو دیکھا جو خاموشی سے یہ جذباتی منظر دیکھ رہی تھی۔
"اماں! اب چلیں، دیر ہو جائے گی۔" بلو نے اس سین کو زیادہ طویل نہ ہونے دیا اور آگے بڑھ کر بیگ اٹھا لیا۔
"ملنے آتی رہیے گا خدیجہ بی! بھول مت جائیے گا۔"
وقارالحسن نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا کر بچوں کو پیار کیا۔ ایمن کو بھینچ بھینچ کر گلے لگایا۔ مہو سے ملتے ہوئے وہ ساری نصیحتیں دہرائیں۔ جو وقتاً "فوقتاً" اسے کرتی رہتی تھیں۔
"اب جگہ بناؤ گھر میں بھی، اور میاں کے دل میں بھی۔"
مہو مسکرا دی۔ سب انہیں رخصت کرنے گیٹ تک گئے تھے۔ مہرالنسا وہیں کھڑی دیکھتی رہی۔ اسے خدیجہ بی کے جانے کا کوئی دکھ نہ تھا۔ البتہ خوشی ضرور تھی۔ اگرچہ خدیجہ بی نے اسے ہمیشہ اچھی بات بتانے کی کوشش کی تھی مگر مہرالنسا کو لگتا تھا کہ وہ گھر کے بہت سے معاملات میں بلاوجہ دخیل ہیں۔ ان کے جانے سے اسے ایک آزادی کا احساس ہو رہا تھا۔
خدیجہ بی چلی گئیں۔
وقارالحسن نے گیٹ بند کیا اور ایمن کی انگلی تھام کر لان میں آ گئے۔
مومو اور جوجو اندر بھاگ گئیں۔ ایمن نے باپ کی گود میں سر رکھ لیا۔ وہ خدیجہ بی کے جانے سے بے حد اداس تھی۔
"ڈیڈی! خدیجہ بی پھر کب آئیں گی؟" اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو بہنے کو تیار تھے۔
"میرے بیٹے سے ملنے بہت جلد آئیں گی۔" انہوں نے تسلی دی۔
"وہ کیوں چلی گئیں؟"
"وہ اپنے گھر گئی ہیں۔" وقارالحسن کو سمجھ میں نہیں آیا وہ اسے کیسے سمجھائیں تو اس کا دھیان ہٹانے کو بولے۔
"آؤ آئس کریم کھانے چلیں۔"
"مومو اور جوجو کو لے جائیں؟" اس نے آنکھیں رگڑیں۔
"نہیں، صرف میں اور میرا بیٹا۔" وہ مسکرا دی۔
وہ جب اسے ان دونوں سے زیادہ اہمیت دیتے تھے تو اسے اچھا لگتا تھا سو باپ کی انگلی پکڑ کر خوشی خوشی گیٹ کی سمت چل دی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

مہرالنسا نے باپ بیٹی کا مکالمہ بھی سنا اور جانے کا منظر بھی دیکھا اور خاموشی سے اندر آگئی۔ مومو اور جوجو کھولے بیٹی تھیں۔

"ممی! آیمن کہاں ہے؟" جوجو نے پوچھا۔

"باپ کے ساتھ آئس کریم کھانے گئی ہے۔"

"ڈیڈی ہمیں لے کر نہیں گئے؟" مومو جو نیم دراز تھی، اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"ہوں۔" اس نے دانستہ اپنی توجہ ٹی وی کی سمت مبذول کی تھی۔

☼ ☼ ☼

وقارالحسن نے بے حد حیرت سے بدلے ہوئے منظرنامے کو دیکھا۔ لان تو خیر اب بھی جھاڑ جھنکاڑ ہی تھا۔ برآمدے میں قدم رکھتے ہی خوش گوار تبدیلی کا احساس ہوا۔ برآمدے اور راہداری میں ایک ترتیب سے تازہ پینٹ کیے گئے گملوں میں مختلف سرسبز و شاداب پودے لہلہا رہے تھے۔ راہداری میں آرائشی آئینے پر جھلملاتا بلب روشنی منعکس کرکے ایک خوبصورت سا تاثر پیش کر رہا تھا۔ لاؤنج کی ترتیب بھی بدل چکی تھی۔ اب وہاں صوفے کے ساتھ ساتھ فرشی نشست کا اہتمام بھی تھا۔ قالین اگرچہ پرانا ہی تھا۔ مگر اچھی طرح جھاڑ پونچھ کر صاف کر کے بچھایا گیا تھا۔ کونوں میں رکھے آرائشی سبز پودوں نے ایک تازگی کا احساس اجاگر کر رکھا تھا۔ کھڑکیوں پر نئے پردے سی کر ڈالے گئے تھے۔ بچیوں کے کمروں میں بھی ایسی ہی چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں کی گئی تھیں۔

"ہیلو ڈیڈی۔"

"تینوں بچیوں نے انہیں ایک ساتھ آکر چونکا دیا تھا۔

"ہیلو ڈیڈی! اچھا لگ رہا ہے نا۔" ایمن نے اشتیاق سے پوچھا۔

"کیا؟" وہ غائب دماغی سے گویا ہوئے۔

"گھر۔" وہ ہنستے ہوئے ان کے بازو سے لگی۔ مومو اور جوجو بھی شوق سے اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کر رہی تھیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ پچھلے کئی دنوں سے مہرالنسا ان ہی مصروفیات میں الجھی ہوئی تھی اور بچیاں اس کے ساتھ تھیں۔

"ہاں، بہت اچھا لگ رہا ہے۔ بہت عرصے کے بعد احساس ہوا کہ گھر میں قدم رکھا ہے۔" انہوں نے ایمان داری سے اعتراف کیا۔ بچیاں خوش ہو گئیں۔

"ممی کہاں ہیں آپ کی؟"

"کچن میں کھانا بنا رہی ہیں۔"

وہ کچن کی طرف چلے آئے۔ مہرالنسا مسالا بھوننے میں مصروف تھی۔ دوپٹہ کچن کے دروازے پر پڑا تھا۔ بھرا بھرا سا سانچے میں ڈھلا وجود سامنے تھا۔ بالوں کو ڈھیلے ڈھالے جوڑے کی شکل میں باندھ رکھا تھا۔ وقارالحسن کو ایک لمحے کے لیے شک سا ہوا کہ وہ مہرالنسا نہیں سارا ہے۔ عجیب سی بے تابی ان کی وجود میں سرایت کر گئی۔

وہ بے اختیار چند قدم آگے بڑھے۔

تب ہی آہٹ پر مہرالنسا پلٹی۔

"ارے آپ کب آئے؟"

مہرالنسا کے چہرے پر خوش گوار مسکراہٹ اور لہجے میں وہی اپنائیت تھی جو محبت کرنے والی بیوی میں شوہر کا استقبال کرتے ہوئے محسوس ہوتی ہے۔ پچھلے کئی دنوں کا گریز اور کترایا ہوا انداز کہیں نہ تھا۔

وہ کچھ الجھن کا شکار ہو گئے۔

مہرالنسا کا چہرہ معمول سے زیادہ فریش اور کھلا کھلا سا تھا۔ انہوں نے غور سے دیکھا۔ اس کے بدن پر موجود گرین سوٹ بالکل نیا تھا۔

...ہوں۔" بہت عرصے کے بعد کسی نے یوں محبت بھرے انداز میں۔ "آپ کب آئے پوچھا تھا۔" وہ ...کہ خوشی زیادہ ہوئی ہے یا الجھن۔

...ئیں گے؟"

...چپ رہ گئے کہ مہرالنسا نے ان کے لیے تم کی جگہ آپ اور کھاؤ گے کی جگہ کھائیں گے کب سے ...شروع کر دیا۔ اتنے میں مہرالنسا نے میز پر کھیر کی پلیٹ لا کر رکھ دی۔ معمول کی طرح پلیٹ اپنی طرف ...ٹھنڈی اور مزے دار تھی۔ مہرالنسا نے پھر ان سے کوئی بات نہ کی، بس پھرتی سے اپنا کام کرتی رہی۔ ...ادھر ادھر چیزیں اٹھاتے رکھتے، وہ بار بار وقارالحسن کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

...نے جھنجلا کر پلیٹ اٹھائی اور کچن سے باہر نکل گئے۔

...نے پلٹ کر دیکھا۔ پھر اک طویل سانس لے کر اپنے اعصاب ڈھیلے چھوڑ دیے تھے۔

...کل ہے یہ سب کرنا۔ وہ بھی اس شخص کے لیے جو آپ سے محبت نہ کرتا ہو جو صرف آپ کے بچوں کا ...شوہر نہ دوست نہ محبوب۔"

...دوپٹہ اوڑھتے ہوئے سوچا۔ نجانے کیوں اسے لگا اس نے خود اپنی تذلیل کی ہو۔ پھر کانوں میں خدیجہ جی ...نے لگیں۔

"...تو بنانی ہی ہے۔" اس نے جیسے تھک کر سوچا تھا۔

...کھانے پر اس نے تینوں بچیوں کی پلیٹ میں سالن نکال کر ڈونگا وقار کی طرف بڑھایا تو وہ بے اختیار ...ہے۔

"...ہاں۔" وہ یہ فرمائش اکثر سارا سے کرتے تھے۔

...ذرا سا مسکرائی اور سالن نکالنے لگی۔ خدیجہ بی نے سچ ہی کہا تھا۔

"...وقت اتنا تنہا ہے کہ تمہاری ذرا سی توجہ و رفاقت اسے تمہاری سمت کھینچ لے گی۔"

...کوئی غیر نہیں میرا شوہر ہے۔)

...اپنے سابقہ احساسات کو تبدیل کرنے کی سعی کی تھی۔

...ہی خوش تھیں، مہرالنسا کی ان پر دی جانے والی توجہ۔

...کو لگا بہت عرصے کے بعد گھر کا ماحول مکمل ہوا ہے۔

...ب وہ ان کے لیے چائے لے کر آئی تو وقار کا دل چاہا اس سے کہیں۔

...بار ہی ہو۔ تھوڑی دیر پاس بیٹھو۔"

...گئے اور خاموشی سے کپ تھام لیا۔

☼ ☼ ☼

...نے اخراجات نے وقارالحسن کو پریشان سا کر دیا تھا۔ محدود سی آمدنی میں گھر کے اخراجات پورے کرنا ...تھا۔ اگرچہ مہرالنسا نے انہیں کبھی اس معاملے میں زیادہ پریشان نہ کیا۔ پھر بھی تین افراد کے اضافے ...فرق ڈالا تھا۔ خاص طور پر ایمن کو۔ کہ اب وہ اس کی بے وقت فرمائشیں پوری نہیں کر پاتے ...مہرالنسا اپنی بچیوں کو نظر انداز کر کے اس کی ضرورت یا فرمائش پوری کر دیتی تھی۔ پھر بھی وہ زیادہ وقت ...بات پر ناراض ہوتی رہتی۔ کچھ اس کا اسکول خاصا مہنگا تھا۔ چند مہینوں میں وقارالحسن کو اندازہ ہو گیا ...بہت جلد ایمن کو اس اسکول سے ہٹانا پڑے گا۔

"...رہے ہیں؟" وہ چائے لے کر آئی تو وقارالحسن کسی گہری سوچ میں تھے۔

...آواز پر انہوں نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر اک طویل سانس لے کر کپ پکڑ لیا۔

"...بچانے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیوں گزارا ہوتو رہا ہے۔" وہ گھوم کر بیڈ کی دوسری طرف آئی تو تکیہ ٹھیک کرنے لگی۔

گزرے وقت نے ان دونوں کے مابین سارے فاصلے سمیٹ دیے تھے۔ وہ کب ان کے گھر اور [illegible] حصہ بن گئی۔ خود وقار کو بھی احساس نہ ہوا۔ لیکن ایک بات وہ ضرور تسلیم کرتے تھے۔ مہو کی دوبارہ [illegible] پاور فل تھی۔ اب تو انہیں بھی اپنا ہر مسئلہ اس کے ساتھ ڈسکس کرنے کی عادت سی پڑ گئی تھی۔

"صرف گزارا ہو رہا ہے۔" انہوں نے چائے کا ایک ہی گھونٹ بھرا اور پیالی ایک طرف رکھ دی۔

"اچھی نہیں بنی۔" مہو نے پوچھا۔

"اچھی ہے۔" وقار الحسن نے سگریٹ سلگا لیا۔ "سوچ رہا ہوں' فائنل ایگزام کے بعد ایمن کو بھی اسکول میں داخل کروا دوں۔"

"ایمن مان جائے گی؟" بالوں کا جوڑا بناتے ہاتھ رک گئے۔

"موحل اور برجیس بھی تو مان گئی تھیں۔"

"ان کی بات اور ہے۔" وہ مسکرائی۔

"ہاں وہ تمہاری بیٹیاں ہیں۔" وقار الحسن نے غور سے مہرالنسا کو دیکھا۔

"وقار! میں گھر جانا چاہتی ہوں۔" اس نے موضوع ہی بدل دیا۔

"چلی جانا۔" انہوں نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔

"بہت مہینے ہو گئے ہیں۔ بابر کو دیکھے ہوئے۔"

"بچیوں کے ایگزامز ہونے والے ہیں۔"

"ایک دو دن سے کیا فرق پڑے گا۔ بلکہ ہفتے کو جاؤں گی اتوار کی شام کو لوٹ آؤں گی۔" مہو کے لیے ا[illegible] مشکل ہو گیا تھا۔

"بچیوں کو ساتھ لے جاؤ گی۔"

"ایمن کو بھی؟" وقار نے چونک کر پوچھا۔

"ظاہر ہے' وہ اکیلی کیسے رہے گی۔"

"نہیں' ایمن کو میرے پاس چھوڑ جانا۔ وہ۔۔۔"

تب ہی جوجو روتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"امی نے مارا ہے۔"

ایمن بھی اس کے پیچھے تھی۔

"ڈیڈی! اس نے سینڈریلا پھاڑ دی۔" اس نے روہانسی ہو کر اسٹوری بک سامنے کی۔

"میں نے نہیں پھاڑی' میں پڑھ رہی تھی اس نے ہاتھ سے کھینچ لی تو وہ پھٹ گئی۔" جوجو نے ہچ[illegible] درمیان بتایا۔

"اچھا چپ ہو جاؤ۔ کتنی بار منع کیا ہے امی کی چیزوں کو مت چھیڑا کرو۔ مگر تمہاری سمجھ میں کوئی بات [illegible] وقار الحسن کے بولنے سے قبل ہی اس نے جوجو کو ڈانٹنا شروع کر دیا۔

☼ ☼ ☼

گھر میں اس کا استقبال بہت والہانہ انداز میں ہوا تھا۔ اماں جی نہال ہو گئی تھیں۔ بھائیوں کے جوش تھا تو بھابیاں بھی خوشی سے ملی تھیں۔ حنا کے انداز سے بھی احساس نہ ہوتا تھا کہ کبھی ان کے در[illegible] چپقلش بھی رہی ہو۔ وہ یوں بھی دلوں میں کدورت رکھنے والی لڑکی نہیں تھی۔ اور مہرالنسا کا مسئلہ یہ تھا [illegible] بھولتی نہ تھی۔ اس لیے وہ اس سے سرسری انداز میں ہی ملی۔

جوجو اور مومو اڑی پھر رہی تھیں۔

"[illegible] کہاں ہے اماں جی؟" وہ تو ملتے ہی بیٹے سے آئی تھی۔

"[illegible] ہے تھوڑی دیر پہلے۔ تم اطمینان سے بیٹھو۔ حنا بیٹی! آمنہ سے کہو کھانے پر اچھا سا اہتمام کرے۔"

[illegible] کے کہنے پر حنا "جی اچھا" کہہ کر چلی گئی۔

"[illegible] تک سب کچھ آمنہ ہی کے سر ہے۔ یہ بیگم کام کو ہاتھ نہیں لگاتیں۔" مہرالنسا کا پرانا لہجہ عود کر آیا۔

"[illegible] چل رہی کرتی ہیں۔" اماں جی نے مختصراً کہا۔ پھر خوشی خوشی بتانے لگیں۔

"[illegible] جی سے ہے۔ اس لیے میں زیادہ کہتی ہی نہیں۔"

"[illegible] بھا۔ اب تو دماغ زیادہ ہی آسمان پر ہو گا۔"

"[illegible] ہاں۔۔۔ وقار ساتھ کیوں نہیں آیا؟" انہوں نے بات ہی بدل دی۔

"[illegible] نہیں تھے۔ میں بھی بس کل شام کو واپس چلی جاؤں گی۔ بابر کو دیکھنے آئی تھی۔ پڑھتا تو ٹھیک ہے نا؟"

"[illegible] ہاں بہت پڑھتا ہے۔ تم خوش تو ہو نا اپنے گھر میں؟" اماں جی کو بس اسی کی فکر تھی۔

"[illegible] خوش ہوں مگر وقار کو اپنی بیٹی کے سوا اور کچھ نہیں سوجھتا۔ دو چھٹانک کی لڑکی کی مرضی کے بغیر گھر میں [illegible] نہیں ہل سکتا۔"

"[illegible] بات نہیں بن ماں کی بچی ہے۔ تم تحمل سے کام لیا کرو۔" انہوں نے رسانیت سے سمجھایا۔

"[illegible] کیا کرتی ہوں۔ تحمل سے کام لینے کے سوا اور کر ہی کیا سکتی ہوں۔ خواہ میری بیٹیوں کے ساتھ زیادتی ہی [illegible] مجھے تو تحمل سے ہی کام لینا ہے۔" وہ کچھ طنزیہ انداز میں گویا ہوئی۔

"[illegible]!" اماں جی نے بے بسی سے اسے دیکھا تو مہرالنسا کو احساس ہوا وہ آتے ہی شروع ہو گئی ہے۔ تب ہی کچھ [illegible] ہو گئی۔

"[illegible] حال آپ فکر نہ کریں۔ سب ٹھیک ہی چل رہا ہے۔ آپ کی طبیعت ٹھیک رہتی ہے؟"

"ہاں شکر ہے اللہ کا' تم اپنے گھر میں خوش رہو۔ بس یہ میری خوشی ہے۔"

"بھائی آ گیا۔ بھائی آ گیا۔" بابر کو دیکھتے ہی دونوں نے شور مچا دیا۔

[illegible] انہیں یوں اچانک سامنے دیکھ کر ایک دم حیران رہ گیا تھا۔ دونوں بھاگ کر اس سے لپٹ گئی تھیں۔

"[illegible] کب آئے۔" بہنوں کو دیکھ کر خوش ہو گیا تھا۔

"[illegible] دیر ہوئی ہے۔ امی بھی آئی ہیں۔" جوجو نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بتایا۔

"[illegible]!" بابر امی سن کر ہنس دیا۔

"[illegible] اندر چلو نا۔۔۔" دونوں اسے اپنی ہمراہی میں اندر لے گئیں۔

"[illegible] السلام علیکم!" بابر نے جھجکتے ہوئے کہا تو مہرالنسا نے لپک کر اسے بانہوں میں بھر لیا۔ اس کے انداز میں [illegible] اور محبت تھی کہ بابر بھول ہی گیا کہ وہ ماں سے ناراض ہے۔ وہ اسے پاس بٹھا کر چھوٹی چھوٹی باتیں پوچھتی [illegible] کے لیے اس کی اتنی توجہ اور التفات نیا ہی تھا۔

[illegible] رات کو جب ماں کو تنہا دیکھا تو کہہ بیٹھا۔

"[illegible] میں بھی آپ کے ساتھ چلوں؟"

[illegible] چپ رہ گئی۔

"[illegible] دل نہیں لگتا۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ مہرالنسا کا دل کٹ کہ رہ گیا۔

"[illegible] میں تمہیں لے چلوں گی۔" اس نے ایکدم ہی ارادہ کر لیا۔

"[illegible] یہ سال تو پورا ہو جانے دو۔" اماں جی نماز پڑھ کر آ گئی تھیں۔ "اور تم نے وقار سے بات کی؟"

"[illegible] بارے میں؟"

"[illegible] کے بارے میں۔" انہوں نے دبی زبان میں کہا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اس سے کیا بات کرنا ہے۔ یہ بیٹا ہے میرا۔ میرے ساتھ رہے گا۔ نکاح نامے میں میں نے دستبرداری نہیں لکھی۔" مہرالنسا کا لہجہ تیز ہوا۔ "پھر وہ پہلے بھی تو میرے ساتھ ہی رہتا تھا۔"
"پہلے کی بات اور تھی۔"
"اب بھی کوئی بات نہیں ہے۔ میں سوکن کی بیٹی کے نخرے برداشت کر سکتی ہوں تو اسے بھی میرے ساتھ رکھنا ہوگا۔"
"امی! رہنے دیں۔۔۔ میں۔۔۔" بابر گھبرا کر بول اٹھا۔
"تم چپ رہو۔" اس نے بیٹے کو ڈانٹا۔ "اس بار یہ فیصلہ بھی ہو ہی جائے گا۔"
"آرام سے۔۔۔ دھیرج کے ساتھ۔" اماں جی نے پھر سمجھانا چاہا۔
"سمجھتی ہوں، آپ پریشان نہ ہوں۔" مہرالنسا نے کہا۔ پھر بابر سے پوچھنے لگی۔
"سالانہ امتحان کب ہے تمہارا؟"
"دو مہینے ہیں۔"
"دھیان سے پرچے دو۔ امتحان کے بعد تم میرے ساتھ ہی جاؤ گے۔" اس نے پختہ لہجے میں کہا تھا۔ بابر مسکرا دیا۔

□ □ □

"موموا کھانا کھا لو نا۔"
"نہیں میں نہیں کھاؤں گی۔ مجھے بھنڈیاں اچھی نہیں لگتیں۔"
"آج کھا لو، کل تمہاری پسند کی ڈش بنا لیں گے۔"
"نہیں مجھے نہیں کھانا میں۔۔۔" دونوں منہ پر ہاتھ رکھ کر کھلکھلا اٹھیں۔
"تم۔۔۔ تم۔۔۔" ایمن سرخ چہرہ لیے سامنے آئی۔ وہ کب سے جالی کے عقب سے ان کا یہ ڈرامہ د رہی تھی۔ اب ضبط نہ ہوا تو سامنے آگئی۔
"نہیں پسند مجھے بھنڈیاں۔" مومو نے اسے منہ چڑایا۔
"میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔" وہ دونوں پر پل پڑی۔ مومل تو ہاتھ سے نکل گئی۔ مگر جوجو اتنی تیز ایمن نے دو ہی قدم پر اسے جا لیا۔
"میری نقل اتارتی ہو۔" ایمن نے اسے بالوں سے پکڑ کر ٹھیک ٹھاک ٹھکائی شروع کی۔ زور آور جوجو کی چیخیں نکلنے لگیں۔
"ممی! بچاؤ۔۔۔ مومل۔۔۔ مومل۔۔۔!"
ایمن نے کوئی رعایت نہ برتی تھی۔ نجانے کس کس بات کا غصہ اس پر نکالا۔
دروازہ کھلا اور مہو باہر نکلی۔
ایمن کی نظر اس پر نہ پڑی تھی۔ سو پوری توجہ سے اپنے کام میں لگی رہی۔
"اب اتارو میری نقلیں۔"
مہرالنسا برآمدے میں ستون کے پاس جامد چہرہ لیے اسے جوجو کو پیٹتا دیکھتی رہی۔ اس نے منہ سے اک لفظ نکالا۔ اور نہ ہی آگے بڑھ کر جوجو کو چھڑانے کی کوشش کی تھی۔ جب کہ جوجو مسلسل چلا رہی تھی۔
"کیا ہنگامہ ہے یہ؟" مہو کے عقب سے وقارالحسن سامنے آئے۔
"مہو!" انہوں نے بے حد حیرت سے یہ منظر دیکھا پھر مہو کو۔۔۔ اور پھر آگے بڑھ کر ایمن کو کھینچا۔
"میں اسے چھوڑوں گی نہیں۔۔۔ یہ چڑیل میری نقلیں اتار رہی تھی۔"
"کیا بدتمیزی ہے ایمی!"
وقارالحسن نے غصے سے اسے کھینچا۔ وہ باز نہ آئی تو جھنجلا کر تھپڑ جڑ دیا۔

بابی اپنی زندگی میں یہ دوسرا تھپڑ تھا جو ڈیڈی سے پڑا تھا۔ اس نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔
"اپنے کمرے میں جا کر روؤ۔" انہیں واقعی غصہ آگیا تھا۔ وہ کئی دنوں سے اس کی بدتمیزی، بہنوں کے ساتھ اور مہرالنسا کی چشم پوشی اور صبر دیکھ رہے تھے۔
ایمی بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں گھس گئی۔
مہرالنسا نے طویل سانس لے کر اپنے اعصاب ڈھیلے چھوڑے اور آگے بڑھ کر روتی ہوئی جوجو کو خاموش کرانے لگی۔ جوجو کی سسکیاں مدھم پڑیں تو اس نے سر اٹھا کر وقارالحسن کو دیکھا۔
"آپ نے خوامخواہ ایمی کو مارا۔۔۔ آج اس نے کھانا بھی ڈھنگ سے نہیں کھایا۔ اور اب رو رو کر اپنا حال برا کر لے گی۔"
"مہرالنسا!" وقار نے تعجب سے سامنے بیٹھی عورت کو دیکھا جو رسانیت سے کہہ رہی تھی۔
"وہاں ہی تو ہیں۔۔۔ ابھی لڑائی تو ابھی صلح۔" کمال کا ضبط تھا اس عورت میں۔
"انہیں روک تو سکتی تھیں۔"
مہرالنسا نے سر جھکا کر جوجو کے آنسو صاف کیے۔ جو اس کے سینے سے لگی سسک رہی تھی۔ پھر آہستگی سے بولی۔
"میں اسے نہیں روک سکتی۔"
"مہرالنسا! تم۔۔۔" وہ کچھ کہہ نہ سکے۔
"اس کی ذہنی کیفیت سمجھنے کی کوشش کریں۔ خدیجہ بی جا چکی ہیں۔ آپ جانتے ہیں وہ ان سے کتنی اٹیچ تھی۔ اس کا اسکول بدل گیا۔ نئے اسکول میں ایڈجسٹمنٹ کے مسائل، وہ چڑچڑی ہو رہی ہے۔ آپ کا اس قسم کا عمل اسے آپ سے دور کر دے گا۔" وہ رسانیت سے کہتی گئی۔
"مہرالنسا! وہ تمہاری سوکن کی بیٹی ہے۔"
"میں یہ فرق مٹاتے مٹاتے تھک جاؤں گی۔ مگر آپ یہ بات نہ اسے بھولنے دیں گے نہ مجھے۔" وہ قدرے تلخی سے بولی۔
وقارالحسن شرمندہ سے ہو گئے۔
"مجھے مومل اور جوجو جیسی کی طرح عزیز ہے۔" مہو نے مزید کہا پھر کھڑی ہو گئی۔
"اب جائیں اسے منا لیں، ورنہ وہ اسی طرح روتی رہے گی۔"
وہ جوجو کو لے کر اندر چلی گئی۔ اور وہ ایمن کے کمرے کی سمت بڑھ گئے۔ کچھ بھی تھا۔ ایمن ان کی ب سے لاڈلی تو تھی۔

☼ ☼ ☼

"امی! امی! بابر بھائی کا فون ہے۔" مومو لاؤنج سے چلا رہی تھی۔
مہرالنسا سب چھوڑ چھاڑ فون کی طرف لپکی۔
"ہیلو بابر! کیسے ہو بیٹا!"
"امی ٹھیک ہوں۔ میرا رزلٹ آگیا ہے۔ میں نے بہت اچھے نمبر لیے ہیں۔" بابر کے لہجے سے خوشی چھلک رہی تھی۔
"اچھا، بہت بہت مبارک ہو۔" مہرالنسا کی بے تحاشا خوشی لہجے سے چھلکی تو خبروں کی طرف متوجہ وقارالحسن دیکھنے لگے۔ گھر کے تمام افراد فرداً فرداً مہرالنسا کو مبارکباد دے رہے تھے۔ گفتگو سے انہیں اندازہ ہو گیا تھا۔ انہوں نے نظروں کا زاویہ بدل کر بیٹیوں کو دیکھا تو خدیجہ بی کی بات یاد آگئی۔
"میری مانو تو اسے لے آؤ۔ اللہ نے تمہیں بیٹا نہیں دیا۔ یہ اس کی مصلحت، تین بیٹیاں ہی بیٹیاں۔ خیر بیٹیاں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بھی رحمت ہوئیں۔ مگر بیٹے کی ضرورت بار بار محسوس ہوگی۔ وہ بیچارہ بھی ماں کے بغیر کیسے رہے گا۔ مہرالنسا بھی بے کل رہے گی۔ تو گھر کی طرف توجہ کیا خاک دے گی۔ ماں کی ممتا ٹھنڈی ہوگی تو گھر میں بھی سکون ہوگا۔"

"کمال ہے۔ مہو نے کبھی بابر کو لانے کی بات نہیں کی۔" وقارالحسن نے خاصی حیرت سے سوچا تھا۔

مہرالنسا فون رکھ کر ان کے قریب چلی آئی۔

"بابر پاس ہوگیا ہے۔" وہ ان کے پاس بیٹھ گئی۔ بظاہر اپنی توجہ خبروں کی طرف کرلی تھی مگر ذہن کہیں اور ما لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ۔

"مہو۔" وقارالحسن نے اسے غور سے دیکھا۔

"جی۔۔۔" وہ اب بھی ٹی وی کی طرف متوجہ تھی۔

"مبارک ہو۔"

"شکریہ۔" وہ فخر سے مسکرائی۔ "اس نے بہت اچھی پوزیشن لی ہے۔"

"تم نے کبھی سوچا نہیں کہ بابر یہاں رہے۔ تمہارے ساتھ؟" وقار نے اچانک کہا تو مہو نے نظروں کا بدل کر انہیں دیکھا۔ پھر آہستگی سے کہا۔

"میرا خیال تھا۔ آپ کو یہ خیال خود آنا چاہیے۔"

"ہوں۔" وقارالحسن نے ہنکارا بھرا پھر مسکرائے۔ "اسے لے آؤ۔"

مہرالنسا نے اپنی بے تحاشا امڈتی خوشی کو اندر ہی دبالیا۔ اور قدرے بے یقینی سے پوچھنے لگی۔

"واقعی!"

"ہاں۔!" انہوں نے بھرپور آمادگی سے جواب دیا تھا۔

(آپ نے دیکھا اماں جی! میں نے یہ میدان بنا کچھ کہے ہی مار لیا۔) وہ دل ہی دل میں مسکرائی۔

☼ ☼ ☼

گرمی اپنے عروج پر تھی۔ اس گرمی نے وقارالحسن کی طبیعت کو کئی دنوں سے مضمحل کر رکھا تھا۔ آج طبیعت زیادہ گھبرائی تو وہ چھٹی لے کر گھر چلے آئے۔ ابھی برآمدے تک پہنچے تھے کہ خاموش سڑک پر گھوڑے ٹاپوں کی آواز ابھری۔ وہ رکے اور پلٹ کر دیکھنے لگے۔

تینوں لڑکیاں ہنستی کھلکھلاتی تانگے سے اتر رہی تھیں۔

"فیروز بابا! اگر کل بھی آپ دیر سے آئے تو پھر دیکھیے گا میں ڈیڈی سے کہہ کر پیسے کٹوا دوں گی۔" ایمن نے اٹھاتے ہوئے گویا دھمکی دی تھی۔

"او پتر! میں تو پورے ٹائم پر آتا ہوں، تم لوگ ہی نکلنے میں۔۔۔"

انہوں نے پوری بات نہیں سنی کہ وہ گیٹ کھول کر اندر آگئی تھی۔

وقارالحسن کچھ ٹھٹک کر تینوں بیٹیوں کو دیکھنے لگے۔

ان کی آنکھوں میں حیرت سی در آئی۔ ابھی کچھ پہلے۔ شاید چند دن پہلے کی بات ہے یہی تینوں فراک آگے پیچھے دوڑتی تانگے تک جاتی تھیں تاکہ اپنی پسند کی سیٹ حاصل کرسکیں۔ اور ایمن کتنا تنگ کرتی تھی تانگے پر ہرگز اسکول نہیں جائے گی۔ وہ اسے گود میں اٹھا کر بہلاتے ہوئے تانگے پر بٹھا آتے تھے۔ اور روا ایمن کی شکایتیں سنتے تھے۔

"گھوڑے سے ڈر لگتا ہے۔"

"دھچکے لگتے ہیں۔"

مومو اور جوجو منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی روکتی تھیں۔

اب بچیاں نہ رہی تھیں۔ بچپن رخصت ہو چکا تھا۔ لڑکپن رخصت ہونے کو تھا، تینوں ایک ساتھ نکلتے قد، شوخ نگاہیں، مسکراتے لب، ایمن کا دوپٹہ لاپروائی سے گلے میں پڑا تھا جب کہ مومو اور دوپٹے سلیقے سے اوڑھے تھے۔ وہ نظریں چرا گئے۔

دن قبل مہرالنسا نے جوجو کو باپ کے سامنے دوپٹہ ڈھنگ سے نہ لینے پر کتنی سست سنائی تھیں کہ بیزار ہو کر ٹوکا تھا۔

"ان کے پیچھے پڑی رہتی ہو۔ بچیاں ہی تو ہیں سیکھ جائیں گی۔"

نہیں رہی ہیں۔" مہرالنسا نے دوبارہ سے جوجو کو ڈانٹا تھا۔

پرسوں ہی تو مہرالنسا نے دو خوبصورت ڈنر سیٹ خریدے تھے تو انہیں غصہ آگیا تھا۔

"فضول خرچیوں میں پڑ گئی ہو۔ دو ڈنر سیٹ لینے کی کیا ضرورت تھی۔ گھر میں پہلے برتن نہیں ہیں کیا؟"

جو بڑے شوق سے رات کو لڑکیوں کے سونے کے بعد برتن دکھانے لگی تھی سنجیدگی سے انہیں دیکھنے

کے لیے نہیں ہیں۔"

پیا دکان کھولو گی۔"

بچیوں کی شادیاں نہیں کرنی ہیں۔" مہرالنسا کو ان کا یہ مذاق اڑاتا انداز اچھا نہیں لگا تھا۔ "ابھی سے کچھ کروں گی تو ہی۔۔۔"

"لڑکیوں کی شادیاں۔۔۔!" وقارالحسن نے بے حد حیرت سے اسے دیکھا۔ پھر جو ہنسے تو ہنستے چلے گئے۔ مہرالنسا ہو گئی۔

"لڑکیوں کی شادیاں۔ آج کا لطیفہ۔۔۔"

"اس میں لطیفے کی کیا بات ہے؟"

"ارے وہ کل کی بچیاں اور تم ان کی شادیاں۔۔۔"

"مومو اور ایمی میٹرک میں ہیں اور جوجو نویں کلاس میں۔" اس نے گویا یاد دلایا۔

"تو پھر۔۔۔ بے وقوف یہ کوئی عمر ہے۔ وہ آج بھی میرے کندھے سے لٹک کر فرمائشیں کرتی ہیں۔"

"آپ نے آنکھیں بند کی ہوں تو کی ہوں، میں نہیں کر سکتی۔ لڑکیوں کے بڑھنے کا کیا پتا چلتا ہے۔ کچھ سال گئے ان کے رشتوں کی فکر لاحق ہو جائے گی۔ خاندان میں تو کوئی ہے نہیں۔ نہ آپ کے نہ میرے، آمدن بھی ابھی سے جوڑ توڑ کروں گی تب ہی پورا پڑے گا۔"

"خواہ مخواہ فکریں پالنے کا شوق ہے تمہیں۔" وقار نے پھر سے اس کی بات چٹکیوں میں اڑا دی۔

"لڑکیوں کے بڑھنے کا کہاں پتا چلتا ہے۔ ایک نہیں تین بیاہنی ہیں۔" مہرالنسا کے لہجے میں ماؤں والی مخصوص تھی۔

"اچھا یہ بابر کہاں ہے؟" وہ اب بھی متفق نہ تھے سو بات بدل دی۔

ہوگا۔" وہ بے زاری سے کہہ کر برتن دوبارہ سے پیک کرنے لگی۔

"تمہارے پاس اتنے پیسے کہاں سے آئے؟" وقار کو اچانک خیال آیا۔

"قطرہ قطرہ دریا بنتا ہے۔ کمیٹی ڈالی تھی۔"

"تو ایمن کو نیا قالین ڈلوا دیتیں۔ کب سے وہ کہہ رہی ہے کہ پرانا قالین بہت خراب ہو گیا ہے۔"

"ہاں قالین کے بغیر تو گزارا ہو نہیں سکتا۔" وہ جل کر بولی تھی۔

اور آج انہوں نے شاید پہلی بار غور کیا تھا کہ لڑکیاں جوان ہو رہی ہیں۔

"کیا ہوا؟" تینوں اس کے پاس سے اٹکھیلیاں کرتی گزرنے لگیں۔

"کچھ نہیں۔" وقارالحسن نے کنپٹی مسلی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ڈیڈی! طبیعت ٹھیک ہے۔" ایمن نے رک کر تشویش سے پوچھا۔
وقارالحسن نے اس کے گلابی تمتماتے چہرے پر ہلکی سی نگاہ ڈالی اور بدقت بولے۔
"دوپٹہ ٹھیک سے اوڑھا کرو۔"
"جی۔" ایمن کو حیرت ہوئی۔ انہوں نے کبھی اسے کسی بات کے لیے نہیں ٹوکا تھا۔ وہ کچھ کھسیا کر تیزی سے اندر چلی گئی۔ مہرالنسا اکثر اس کے سامنے جوجو اور مومو کو ڈانٹا کرتی۔ وہ دونوں بھی اس بات کا خیال رکھتیں لیکن اس نے کبھی پروا نہیں کی تھی۔ وہ جانتی تھی مہرالنسا اسے براہ راست کسی بھی چیز کے لیے روکنے یا ٹوکنے کی جرأت نہیں کرتی تھی۔ اور اس بات کا ایمن خاصا فائدہ بھی اٹھاتی تھی۔
"مہرالنسا ٹھیک کہتی تھی۔" وہ زیر لب بڑبڑائے۔ تب ہی عقب سے مہرالنسا نے پکارا۔
"کیا بات ہے وقار! یہاں کیوں کھڑے ہیں؟"
"یونہی۔"
"بے وقت آئے ہیں طبیعت تو ٹھیک ہے؟"
"طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" انہیں اپنا آپ پہلے سے زیادہ تھکا ہوا اور بوجھل محسوس ہو رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

گرمیاں اپنے عروج پر تھیں۔ نارنجی شام میں حبس بہت زیادہ محسوس ہوتا۔ شام ڈھلنے کے قریب تھی اور مغرب کی طرف سے سرخ ہوتا آسمان بتا رہا تھا کہ آندھی بس اٹھنے ہی کو ہے۔
"موبل! اپنے ڈیڈی سے کہو اندر آجائیں۔" مہرالنسا دروازے کھڑکیاں بند کر رہی تھی۔
موبل نے برآمدے میں کھڑے ہو کر پیغام باپ تک پہنچایا۔ جولان چیئر پر بیٹھے کسی گہری سوچ میں مبتلا سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہے تھے اور واپس آ گئی۔ جوجو اپنا نیا لان کا سوٹ پہن کر آئی تھی۔
"کیسا ہے؟" اس نے اشتیاق سے پوچھا۔
"زبردست۔" مومو نے سراہا۔ لیمن کلر کا سوٹ اس کے نوخیز سراپے پر خوب اٹھ رہا تھا۔ ایمن نے دیکھا اور منہ بنا لیا۔
"تم نے اپنا سوٹ سلنے کو نہیں دیا؟" موبل کو ایمن کے ارادے بدلے بدلے سے لگ رہے تھے۔
"میں نے فنکشن پر وہ تین سو والا سوٹ نہیں پہننا۔"
"اچھا تو وہ تین ہزار والا سوٹ کہاں سے لوگی؟" مومو نے طنز کیا۔
"تین ہزار والا نہ سہی مگر اس سے تو اچھا ہی لوں گی؟"
موبل جل بھن گئی۔ جانتی تھی وہ جو کہتی ہے وہ ہو بھی جاتا ہے۔ جب کہ جوجو نے اشتیاق سے پوچھا۔
"ایمی! تو پھر تمہارے والا سوٹ میں لے لوں۔"
"لے لو۔" ایمن نے فراخدلی سے کہا۔
"پہلے نیا سوٹ تو لے لو۔" مومو نے کہا۔
"وہ تو آیا سمجھو۔" ایمن کھلکھلائی۔
"تمہیں پتا ہے ڈیڈی آج کل پریشان ہیں۔" جوجو نے اسے کوئی بھی فرمائش کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔
"میں اپنے ڈیڈی کو تم سے زیادہ سمجھتی ہوں۔" وہ جتاتے ہوئے اٹھ کر باہر نکل گئی۔
"بنتی کتنا ہے۔ جیسے صرف اسی کے ڈیڈی ہیں۔" مومو اس کی اس قسم کی حرکتوں سے بہت چڑتی تھی۔ اور زیادہ دیر نہ ہوئی تھی جب وہ ہاتھ میں ہزار کا نوٹ لیے آ گئی اور دونوں کی آنکھوں کے سامنے نوٹ لہرایا۔
"کیسا۔؟" اور اتراتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"... بے حس ہے۔" جوجو نے افسوس سے سرہلایا۔ "ڈیڈی نے نجانے کس ضرورت کے لیے یہ روپے ... دے۔"
"... کی ضرورت بلکہ فرمائش سے زیادہ اہم تو کچھ بھی نہیں۔" وہ جلے کٹے انداز میں کہتے ہوئے کچن میں چلی ... مہرالنسا آٹا گوندھ رہی تھی۔
"... نے دیکھا ممی! ڈیڈی نے ایمی کو پورے ہزار روپے دیے ہیں۔"
"... ۔" مہرالنسا نے احتجاج کرتی بیٹی کو دیکھا۔ وہ جوجو کی طرح قناعت پسند نہ تھی۔ اسے بچپن ہی سے اپنے ... والی زیادتیوں کا احساس تھا اور بچپن ہی سے ان زیادتیوں پر احتجاج کرنے کی عادت تھی۔
"... ڈیڈی کی جیب سے ہمیشہ ایمی کے لیے روپے نکلتے ہیں۔ ہم کیا سوتیلے ہیں۔" وہ پاؤں پٹخ کر بولی۔
"... نہ لو۔" وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی۔
"... ممی! یہ سب آپ کی وجہ سے ہے۔ آپ بھی تو ہمیشہ اسی کی حمایت کرتی ہیں۔"
(... مجبوری ہے۔ اس گھر پر راج کرنے کی پہلی شرط ہی یہ ہے کہ میں ایمن کے معاملات میں دخل اندازی ... خواہ اس کے لیے مجھے اپنی اولاد کے جذبات کا گلا ہی کیوں نہ گھونٹنا پڑے۔)
"... ممی آرہی ہے۔ اپنے کمرے کی کھڑکیاں اچھی طرح بند کرنا اور..."
... پاؤں پٹختے ہوئے باہر چلی گئی۔
... گہری سوچ میں تھی۔ ایمن کی فرمائشیں کبھی کبھی گھر کے بجٹ کو بری طرح متاثر کرتی تھیں۔ اور ... کی مجبوری یہ تھی کہ وہ ایمن کو انکار نہیں کر پاتے تھے۔

☼ ☼ ☼

"... وقار۔!" مہرالنسا نے سگریٹ کا پیکٹ ان کے ہاتھ سے لے کر دور رکھ دیا۔
"... ہفتوں سے دیکھ رہی ہوں۔ سگریٹ کچھ زیادہ ہی پینے لگے ہیں۔"
"... ۔" انہوں نے ہاتھ میں پکڑی ماچس کو دیکھا۔ پھر دور اچھال دی۔
"... کوئی پریشانی ہے؟"
"... پریشانی تو نہیں۔" انہوں نے کچھ تذبذب سے مہرالنسا کو دیکھا۔ گویا فیصلہ نہ کر پا رہے ہوں کہ بات ...
"... الجھے الجھے سے کیوں نظر آتے ہیں؟"
"... اپنی ملازمین میں سے کچھ لوگوں کو باہر بھجوا رہی ہے۔"
"... ؟" مہرالنسا نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔
"... رہا ہوں میں بھی درخواست دے دوں۔"
"... ؟" وقارالحسن نے تھکے تھکے انداز میں بیوی کو دیکھا۔
"... واقعی جوان ہو رہی ہیں۔ کچھ ان کے مستقبل کی فکر بھی تو کرنی ہے۔"
"... آپ کو خیال تو آیا۔"
"... پریشان تھیں۔"
"... ہوگا؟"
"... ہی سمجھ لو مگر سیلری ٹھیک ٹھاک ہے۔ پھر ایسا چانس بار بار کہاں ملے گا۔ محنت تو یہاں بھی کرنا ہے ... بس چار پیسے اچھے بن جائیں گے۔" وہ گویا مصمم ارادہ کیے بیٹھے تھے۔
"... اکیلے کیسے رہیں گے؟"
"... ہو جاتا ہے لاکھوں لوگ ملک سے باہر جا کر کماتے ہیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تو آپ ارادہ کر چکے ہیں۔" مہرالنسا نے ٹٹولتی نظروں سے شوہر کو دیکھا۔

"بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے۔ ابھی بچوں کو کچھ مت بتانا۔ فائنل ہو جائے تو بتا دیں گے۔"

مہرالنسا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وقارالحسن کے اس اچانک فیصلے پر کس ردِعمل کا اظہار کرے۔ اس نے سے ذکر نہیں کیا۔ اور وقارالحسن نے باقی کے معاملات بہت تیزی سے طے کیے تھے۔ اور جس دن انہیں ان کا باپ باہر جا رہا ہے تینوں ششدر سی رہ گئی تھیں۔

سارا سامان پیک ہو چکا تھا۔ انہیں آٹھ بجے کی فلائٹ سے جانا تھا۔

مہرالنسا بے حد خاموشی سے بیڈ کے کنارے بیٹھی تھی۔ سامان پر اک آخری نگاہ ڈالتے ہوئے وہ خاموشی پوری طرح محسوس کر رہے تھے۔

"اب اس طرح کرو گی تو میں جا نہیں سکوں گا۔"

ان کی ہر بات کے جواب میں مہرالنسا نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا تو انہوں نے بے چارگی سے کہا۔ مہرا سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"کاش آپ واقعی نہ جاتے وقار! مجھے کتنے طویل عرصے کے بعد آپ کی توجہ نصیب ہوئی تھی۔" وہ حسرت گویا ہوئی۔

"مہرالنسا۔" وقارالحسن اس کے قریب بیٹھ گئے۔ انہوں نے کبھی نہ سوچا تھا کہ یہ عورت ان کے لیے بھی ہو سکتی ہے۔ مگر یہ حقیقت تھی کہ مہرالنسا نے ان کا دل اور اعتبار دونوں ہی جیت لیے تھے۔ پچھلی رفاقت میں مہو نے ہر دکھ سکھ میں ان کا ساتھ دیا تھا۔ ہر مشکل مرحلہ میں حوصلہ بڑھایا تھا۔ وہ سارا کچھ تھے۔ مگر یہ بھی تسلیم کرتے کہ اب وہ مہو کو نظرانداز نہیں کر سکتے۔

"اس طرح کی باتوں کا کوئی فائدہ نہیں اور تم بھی تو چاہتی ہو کہ ہمارے بچے ایک اچھی زندگی گزاریں اسٹڈیز ہے۔ بچیوں کی شادی۔ میری ایک تنخواہ میں یہ سب نہیں ہو سکتا۔" انہوں نے سمجھاتے ہوئے نچلا لب چبانے لگی۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے مگر۔"

"خدا نے اک سبب بنایا ہے تو ہمیں کفرانِ نعمت نہیں کرنا چاہیے۔" وقار نے اس کے کندھے پر ہا

"ہمارے بچوں کی پوری زندگی پڑی ہے۔ وہ کب تک تانگوں اور سائیکلوں پر دھکے کھائیں گے۔ وہ ا ہو رہے ہیں۔"

انہوں نے اک طویل سانس لے کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

"جانتی ہوں، اور اسی لیے گھبرا رہی تھی کہ بچے بڑے ہو رہے ہیں۔ اس وقت انہیں باپ اور خاص طو آپ کی نگرانی کی بے حد ضرورت ہے۔ اب میں تو ان کے پیچھے نہیں نکل سکتی۔"

"بابر ماشاء اللہ بے حد سمجھ دار بچہ ہے۔ ایف ایس سی میں ہے۔ مگر اس میں بہت میچورٹی ہے۔ میں طرف سے مطمئن ہوں۔ آخر وہ تمہارا بیٹا ہے۔" انہوں نے آخری جملے سے مہرالنسا کی ٹینشن دور کرنا چا مہرالنسا ہلکا سا مسکرائی۔

"مجھ سے زیادہ وہ آپ کے قریب ہے۔"

"اچھا بھئی دیر ہو رہی ہے۔ اب چلنا چاہیے۔" انہوں نے وال کلاک پر نگاہ ڈالی اور کھڑے ہو گئے۔

"مجھے کہنا تو نہیں چاہیے مگر مہرالنسا! تم ایمی کا خیال رکھنا۔" وہ کہہ کر خود ہی شرمندہ ہو گئے۔

"آپ فکر مت کریں۔" مہرالنسا نے تسلی دی۔ "مگر وقار! آپ جانتے ہیں۔ وہ میری کم ہی سنتی ہے میں تھوڑا ضدی اور شرارتی ہو گئی ہے۔"

انہوں نے حتی الامکان نرم الفاظ استعمال کیے تھے۔

"... ہاں ہوا اس کی۔ سرزنش کرنا اور کسی غلط بات پر ٹوکنا تمہارا فرض ہے۔"

"... بعد میں آپ ہی کو شکایت ہو گی۔ پہلے تو آپ موجود تھے۔" وہ مسکرائی۔

"... اب تم ہو اور میں تمہیں اختیار دے رہا ہوں۔ مکمل اختیار۔ کیونکہ مجھے یقین ہے تم اس کے بارے میں ... نہیں سوچ سکتیں۔"

... اس عورت کو ہر طرح سے آزما چکے تھے۔ تب ہی بابر اندر آیا۔

... قد کا دبلا پتلا مگر خوبصورت نوجوان تھا۔ سنجیدہ اور بردبار

"... دیر ہو رہی ہے۔"

"... آئی؟"

"...!" اس نے آگے بڑھ کر سامان اٹھایا۔

"... کہاں ہیں؟"

"... انہیں بچیاں کہنا چھوڑ دیں۔"

... بات پر وہ مسکرا دیے۔

"... اور مومو تو آپ کو سی آف کرنے کے لیے گیٹ پر ہیں۔ اور ایمی اپنے کمرے میں ہے۔" بابر نے جواب

"...۔" اپنی تیاریوں میں وہ بھول ہی گئے کہ ایمن اداس ہو گی۔

"... اسے دیکھ لوں۔" وہ تیزی سے باہر نکل گئے۔ ایمن کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کوئی جواب نہ پا کر ... کھول دیا۔

... میں منہ چھپائے بستر پر لیٹی تھی۔

"...!" انہوں نے تکیہ کھینچا۔ "یہ ٹھیک نہیں ہے بیٹا!" اس نے بازوؤں میں چہرہ چھپا لیا۔

"...!" انہوں نے بمشکل اسے سیدھا کیا۔

"... اور وہ ٹھیک ہے جو آپ نے کیا؟"

... ہوئی سرخ آنکھیں، سرخ چہرہ، بینکھڑی سے لب کاٹ کاٹ کر کچھ اور سرخ کر لیے تھے۔

... کا دوسرا روپ تھی۔ شاید اسی لیے انہیں اتنی عزیز تھی۔

"... نے آپ سے کتنا کہا کہ ڈیڈی مت جائیں۔ میں آپ کے بغیر کیسے رہ پاؤں گی۔"

"... مجبوری ہے بیٹا!"

"... مجبوری نہیں۔" ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ بے حد خفا تھی۔

"... ایمی! تم سے تو میں نے کبھی کوئی بات نہیں چھپائی، سارے حالات تمہارے سامنے ہیں۔ اور تم خود ہی تو کہا ... نہیں کہ تمہیں تانگے میں اسکول جانا اچھا نہیں لگتا۔ ابھی اسکول ہے پھر کالج، کس طرح ہو گا یہ سب۔ اور ... بھی اب تم بچی تو ہو نہیں، میٹرک میں ہو۔ میں نے تو کبھی نہیں سوچا تھا کہ تم اس طرح بی ہیو کرو گی۔ جانتی ہو ... مجھے یہی رونی صورت یاد آئے گی۔" ایمن شرمندہ سی ہو گئی۔

"... میری ڈیڈی! لیکن آپ کے جانے کا سوچتی ہوں تو۔ پتا نہیں کتنے دنوں کے بعد واپس آئیں گے۔"

"... بہت جلد۔"

"... پرامس۔" اس نے ہتھیلی پھیلائی۔ ایک دن وہ اپنی ننھی ننھی ہتھیلیوں کے ساتھ گل دوپہری کی کیاری ... آئی تھی۔ تو انہوں نے وہ ننھی سی سرخ ہتھیلی چوم لی تھی۔ آج مخروطی انگلیوں والا نوخیز ہاتھ اس قابل تھا کہ ... اس پر مہندی کا رنگ سج جاتا۔

"... بیٹیاں کتنی جلدی بڑی ہو جاتی ہیں۔" انہوں نے سوچا۔

"... میری بیٹی بلائے گی تو میں بہت جلد لوٹ آؤں گا۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"امی آپ کا انتظار کرے گی ڈیڈی!"
"صرف انتظار نہیں بہت سا پڑھنا بھی ہے۔"
"اور۔۔۔" اب وہ ضبط کرتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔
"بہنوں سے لڑائی نہیں کرنا۔ ممی کی ہر بات ماننا ہے۔"
"اور۔۔۔"
"ڈیڈی کو ہر روز خط لکھنا ہے۔"
"اور۔۔۔"
"ڈیڈی کو گیٹ تک رخصت کرنے جانا ہے۔" وقارالحسن نے اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا۔ وہ یونہی ساتھ چلتی اور۔۔۔ اور کرتی رہی۔ وہ ہر بار نئی بات نکال لیتے تھے۔ گیٹ کے پاس سب ہی بے صبری سے منتظر تھے۔ باہر ٹیکسی میں سامان رکھا جا چکا تھا۔
مہرالنسا نے دونوں کو دیکھ کر رخ بدل لیا۔ اتنے سالوں میں اسے اپنے تاثرات چھپانے میں کمال حاصل تھا۔
"ہونہہ چاپلوس۔۔۔!" مومو نے دانت پیسے۔
"چپ رہو۔" جوجو نے گھرکا۔
پھر وقارالحسن نے دونوں بیٹیوں کو ساتھ لگا کر پیار کیا۔ بابر کے کاندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ جما دیے۔
"بابر! مائی سن بہت سی ذمہ داریاں تم پر چھوڑے جا رہا ہوں۔" ان کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تیرنے لگی۔
"میں سمجھتا ہوں ڈیڈی!"
"ماں اور بہنوں کا خیال رکھنا۔" انہوں نے بابر کو ساتھ لگایا۔ انہیں آج حقیقتاً یہ احساس ہوا کہ بابر کو لانے کا فیصلہ کر کے انہوں نے خود اپنے ساتھ نیکی کی تھی۔
"میں ایئرپورٹ تک آپ کے ساتھ جاؤں گا۔"
بابر نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر مہرالنسا کی طرف دیکھ کر خدا حافظ کہا۔ ٹیکسی والا بڑی منتظر تھا۔
ان سب نے ٹیکسی کو دور تک جاتے دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ ایمن فوراً اپنے میں واپس چلی گئی تھی۔
جوجو اور مومو باتیں کرتے ہوئے ٹی وی لاؤنج میں جا بیٹھیں۔ وہ دونوں ڈیڈی کے باہر جانے اور وہاں سے اشیاء بھجوانے کے خیال سے ہی خوش تھیں۔
لان بالکل خالی ہو گیا تھا۔
مہرالنسا نے گیٹ بند کیا اور پلٹی۔
اس کی نظریں پورے گھر پر پھسلتی چلی گئیں۔
گھر پرانا مگر خوبصورت تھا۔ کھلے کھلے پانچ کمرے۔ گول برآمدے اور بہت سے درختوں میں گھرا یہ گھر انہیں بے حد پسند تھا۔ جو تھا تو شہر سے کچھ دور اور اردگرد زیادہ گھر بھی نہ تھے۔ اسکول کالج بھی یہاں سے دور تھے۔ مگر پرسکون تھا۔ جس کے باغیچے میں سرِ شام رنگ برنگے پرندے اتر آتے تھے۔ مومو اور جوجو نے تو آم کے درخت پر جھولا بھی ڈال لیا تھا اور اسی جھولے کی وجہ سے ان کی ایمن کے ساتھ لڑائیاں ہوتی تھیں۔ جس میں جیت ایمن کی ہوتی۔
مہرالنسا کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

بچپن میں اس نے سینڈریلا پڑھی تھی۔
وہ سینڈریلا آج بھی اس کے پاس محفوظ تھی۔
لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہانی ہمیشہ حقیقت سے اخذ کی جاتی ہے۔
سورج کی کچھ شرارتی کرنیں پردوں سے دامن بچا کر براہ راست اس کے چہرے پر بکھریں تو وہ ذرا سا کسمسائی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ کچھ لمحے خالی الذہن کیفیت کے ساتھ چھت کو تکتی رہی، پھر یونہی لیٹے لیٹے بھرپور انگڑائی لے کر کروٹ بدلی۔ جسم بری طرح ٹوٹ رہا تھا، آنکھوں میں دکھن اور سر بوجھل تھا۔
وہ رات بہت دیر تک تکیے میں سر دیے روتی رہی تھی، پھر نجانے کب آنکھ لگ گئی۔
"ڈیڈی چلے گئے۔"
اس نے افسردگی سے سوچا اور ایک بازو موڑ کر سر کے نیچے رکھ لیا۔ اس کے سامنے کھڑکی کے پردوں سے دھوپ چھن چھن کر آ رہی تھی۔
"نہ جانے وہ کب لوٹیں گے۔"
"ٹن۔۔۔ ٹن۔۔۔ ٹن۔۔۔" دور چرچ کے گھنٹے نے نو بجائے۔
اس نے حیرت سے پہلے کلاک پھر باہر پھیلتی دھوپ کو دیکھا۔
"مائی گاڈ۔" وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔ چپل پاؤں میں اڑس کر بگٹٹ بھاگی۔ اسے یاد آیا، آج تو بہت ضروری ٹیسٹ تھا۔
اس کی آنکھ نہیں کھلی اور کسی نے جگایا بھی نہیں۔
سارا گھر خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں آ رہی تھیں۔
"لگتا ہے سب ہی نے چھٹی منائی ہے۔" وہ سوچتے سوچتے کچن میں آئی تو بابر چائے بنا رہا تھا۔
"بابر بھائی! جوجو اور مومو کہاں ہیں؟" بابر نے پلٹ کر دیکھا اور ڈپٹنے لگا۔
"اٹھ گئیں؟ ڈیڈی کو گئے پہلا دن ہے اور تم نے چھٹیاں بھی شروع کر دیں۔"
"میری آنکھ ہی نہیں کھلی۔" اس نے کسلمندی سے جواب دیا۔ "وہ دونوں کہاں ہیں؟"
"اسکول؟" بابر نے اطمینان سے جواب دیا۔
"دونوں اسکول چلی گئیں؟" حیرت سے اس کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں۔
"ہاں کہہ رہی تھیں، ہم آج اسکول نہیں جاؤں گی۔" وہ مگ کھنگالنے لگا۔
"مگر اس، مجھے اسکول جانا تھا۔۔۔ مگر مجھے کسی نے نہیں اٹھایا۔" ایمن کو غصہ آ گیا۔ "آج میرا بہت ضروری تھا۔ آنے دو انہیں، میں ڈیڈی سے کہہ کر۔۔۔"
وہ ایک دم خاموش ہوئی۔ بابر نے مڑ کر اسے دیکھا اور مسکرا دیا۔
"چھوڑو بھئی! جھگڑا بعد میں کر لینا، اب ناشتہ کر لو۔" وہ اپنے لیے چائے نکال کر چلا گیا۔
"جانتی ہوں اس مومو میسنی کو۔۔۔ مجھ سے زیادہ نمبر لینے کی حسرت اسی طرح پوری ہو سکتی تھی۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے فریج کھولا تو ڈبل روٹی ندارد۔ اس نے یہ سوچ کر ہاٹ پاٹ کھولا کہ شاید آج پراٹھے بنے ہوں مگر وہ بھی خالی تھا۔
"کمال ہے۔" اس نے بے حد حیرت سے کچن کا جائزہ لیا۔ صاف ستھرا کچن منہ چڑا رہا تھا۔ فریج میں رات کو جو انڈے بچے تھے، ان کے چھلکے ڈسٹ بن میں پڑے تھے۔ اسے غصہ آ گیا۔
"ایسا تو کبھی نہیں ہوا کہ میں اٹھوں اور ناشتہ تیار نہ ہو۔"
اسی کیفیت میں وہ مہرالنسا کے کمرے میں آئی، وہ بستر میں دھنسی ٹی وی دیکھ رہی تھیں۔ لمبے کھلے بال چہرے پر بکھرے ہوئے تھے۔ جن میں انگلیاں پھیرتے ہوئے انہوں نے نظر اٹھا کر اندر آتی ایمن کو دیکھا پھر دیکھتی چلی گئیں۔
"ممی! مجھے اسکول جانا تھا، آپ نے مجھے اٹھایا ہی نہیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

مہرالنسا کی نگاہیں اس کے چہرے پر جم گئیں۔ اس لڑکی سے انہوں نے اتنی نفرت کی تھی کہ ان کا پورا وجود نفرت کے ڈنک سے نیلو نیل ہو چلا تھا۔ وہ اس عورت کی بیٹی تھی جس نے انہیں ردی مال کی طرح کونے میں لا دیا تھا۔ جو آج بھی وقار الحسن کے دل و دماغ پر اسی طرح قابض تھی جس طرح اپنی زندگی میں۔ وہ بتا نہیں سکتی کہ کس دل سے انہوں نے اس لڑکی کے ناز نخرے اٹھائے تھے۔ کس جبر سے اس کی فرمائشیں پوری کی تھیں کس ضبط سے اسے اتنے سال برداشت کیا تھا۔

"اس سے پہلے بھی تمہیں میں نہیں جگایا کرتی تھی۔"

ان کا لہجہ سپاٹ سا تھا۔

"لیکن اب تو ڈیڈی نہیں ہیں' اب تو آپ کو اٹھانا چاہیے تھا۔"

"میں تمہاری ملازمہ نہیں ہوں۔۔۔ اب جاؤ' مجھے ڈسٹرب مت کرو۔" وہ بیزاری سے گویا ہوئیں اور توجہ ٹی وی کی طرف مبذول کرلی۔

ایمن ٹھٹک سی گئی۔ اس نے بے حد حیرت سے ان کے بدلے بدلے رویے کو دیکھا۔ "ممی۔۔۔!"

"اب کیا ہے؟" ان کی تیوری چڑھ گئی۔

"میرے لیے ناشتہ۔۔۔"

"ایمن۔۔۔" مہرالنسا نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھا۔ "تم اب بچی نہیں ہو' اپنے لیے ناشتہ بنا سکتی ہو۔"

ایمن کو لگا' ایک ہی رات میں سب کچھ بدل گیا ہے۔ وہ کچھ لمحے بے یقینی سے انہیں دیکھتی رہی۔ یہ عورت ڈیڈی کی موجودگی میں ناشتہ لیے اس کے آگے پیچھے پھرا کرتی تھی۔ اب کس بے اعتنائی سے نظریں بدلے اس کے جانے کی منتظر تھی۔

"اور سنو' آئندہ اس طرح بد تمیزی کرتے ہوئے میرے کمرے میں مت آنا۔"

ایمن کا دل چاہا' اس عورت کا منہ توڑ دے مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی' اس لیے خاموشی اور حیرانی کی بکل مارے باہر نکل آئی۔

بابر اپنے سامنے کچھ پیپرز پھیلائے چائے پی رہا تھا۔ اچٹتی سی نگاہ اس پر ڈالی اور دوبارہ مصروف ہو گیا۔ وہ خاموشی سے آکر صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ بہت دیر تک کچھ نہ بولی تو بابر نے دوبارہ دیکھا۔ ایمن کے چہرے پر کچھ حیرانی' کچھ بے یقینی مترشح تھی۔

"کیا ہوا؟"

"ممی۔۔۔" وہ اتنا ہی کہہ کر اسے دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا ممی کو؟"

"وہ بہت عجیب انداز میں مجھ سے بات کر رہی تھیں۔"

"مطلب۔۔۔" وہ کچھ نہ سمجھا۔

"انہوں نے میرے لیے ناشتہ بھی نہیں بنایا۔"

"تمہارے اٹھنے کی منتظر ہوں گی۔ اب بنا دیں گی۔ وہ جانتی ہیں' تمہیں ٹھنڈا ناشتہ زہر لگتا ہے۔"

"انہوں نے کہا ہے' میں اپنے لیے ناشتہ خود بنالوں۔" ایمن کو غصہ آگیا۔

"واقعی۔" بابر کو یقین نہیں آیا۔ ابھی کچھ دیر قبل ممی نے مومو اور جوجو کو ناشتہ بنا کر دیا تھا اور وہ جانتا تھا ایمن کو انڈا ابالنا بھی نہیں آتا تھا۔

"فریج میں کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ بریڈ' نہ گندھا ہوا آٹا۔" ایمن نے بے حد غصے سے بتایا۔

"اچھا۔۔۔" بابر نے خالی مگ ٹیبل پر رکھا اور اٹھ کر ممی کے کمرے میں چلا گیا۔

"تم ابھی تک کالج نہیں گئے۔؟" مہرالنساء نے دیکھتے ہی پوچھا۔

"بس جا رہا ہوں' پہلا پیریڈ فری تھا۔"

"...ب تک ہے؟"

"...ایک بجے۔" "کیوں؟" اس نے حیرت سے جواب کے ساتھ سوال بھی کر دیا۔

"...تمہارے لیے کوفتے بناؤں گی۔" انہوں نے پیار سے اور کچھ فخر سے اپنے جوان ہوتے بیٹے کو ...

"...تو ایمن کے لیے ناشتہ بنا دیں۔۔۔ وہ بھوکی بیٹھی ہے۔" مہرالنسا کے چہرے کے تاثرات یک لخت بدل ...

"...کے جتنے نخرے اٹھانے تھے' اٹھا چکی۔ اب اس سے کہو' خود ہاتھ پیر ہلانا سیکھ لے۔ معذور نہیں ہے ...ناشتہ نہ بنا سکے۔"

...ت ایمن کو نہیں ہوئی تھی' جتنی کہ بابر کو۔ وہ بغیر کچھ کہے بس ماں کا منہ دیکھتا رہ گیا۔ "امی۔۔۔"

...انداز و اطوار بدلے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموشی سے باہر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ لب ...

...ے کہنا۔ دودھ ابال کر فریج میں رکھ دے۔" کھلے دروازے سے یہ جملہ ایمن تک آیا۔

...نے سر اٹھا کر بابر کو دیکھا۔ وہ کچھ الجھن آمیز انداز میں بڑبڑا رہا تھا۔

"...تو ایک رات گزری ہے۔"

...نے ایمن کو دیکھا پھر باہر نکل گیا۔ ایمن وہیں بیٹھی ہاتھ مسلتی رہی۔ بابر کچھ دیر کے بعد لوٹا۔ ہاتھ میں ...پلیٹ تھا۔

"...ایمن' ناشتہ بناتے ہیں۔" کچن کی طرف جاتے ہوئے بابر نے پکارا تو وہ اٹھ کر کچن میں آگئی۔

...نے سلائس گرم کیے' دو انڈے فرائی کیے اور ساتھ میں چائے کا فل مگ ٹیبل پر رکھ کر گم سم کھڑی ایمن ...

"...میں میڈم! بریک فاسٹ از ریڈی۔"

...دودھ والا سائیکل کی گھنٹی ٹنٹنا رہا تھا۔ بابر دیگچی اٹھا کر باہر نکل گیا۔ واپس آیا تو ایمن ناشتے میں مصروف ...اٹھا کر تشکرانہ انداز میں کہنے لگی۔

"...بابر بھائی! تم واقعی بہت اچھے ہو۔"

"...۔" اس نے دیگچی چولہے پر رکھی اور چولہا جلانے لگا۔ "اس خدمت کے بدلے بابر بھائی کو کیا ملے گا۔"

"...۔" وہ برجستہ گویا ہوئی۔

"...دعا کرو سسٹر! تمہارے بھائی کو ایف ایس سی میں اچھے نمبر ملیں اور اسے انجینئرنگ یونیورسٹی میں ایڈمیشن ...۔"

"...ایڈمیشن پکا سمجھیں۔"

"...یقین ہے اپنی دعاؤں پر؟"

"...دعاؤں اور آپ کی محنت' دونوں پر یقین ہے۔"

...دیا۔ وہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں محض اسے بہلانے کے لیے کر رہا تھا۔

"...کرلیا ہے؟"

"...۔" اس نے چائے کا مگ اٹھا لیا۔

"...کا خیال رکھنا' ابل نہ جائے۔ میں اب کالج جا رہا ہوں۔" وہ تاکید کرتے ہوئے چلا گیا۔ ایمن چائے پیتی ...رایے پر غور کرتی رہی۔ ہوش اس وقت آیا' جب دودھ ابل کر دیگچی سے باہر آگیا تھا۔ اس نے بھاگ کر ...یا اور ناگواری سے ارد گرد گرے دودھ کو دیکھا۔ صافی اٹھا کر بے ڈھنگے پن سے چولہا صاف کیا پھر ہاتھ دھو ...نکل آئی۔ کچھ دیر لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھتی رہی' پھر اپنے کمرے میں آگئی۔ رات کیونکہ دیر سے سوئی ...

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

تھی اس لیے جلد ہی نیند آ گئی۔

ایک بجے کے قریب آنکھ کھلی تو سخت بھوک لگ رہی تھی۔ پہلے تو نہا کر کپڑے بدلے' گیلے بالوں ... کرکے کچن میں آئی تو ممی سبزی چولہے پر چڑھا رہی تھیں۔

وہ کیونکہ ان سے خفا تھی اس لیے فریج کھول کر ڈبل روٹی نکالی۔ چار سلائس پر جیم لگایا۔

"میں نے تم سے کہا تھا' دودھ فریج میں رکھ دینا۔" ممی نے درشتی سے کہا۔

"مجھ سے نہیں کہا تھا۔" وہ بدلحاظی سے کہہ کر سلائس پلیٹ میں رکھ کر باہر نکل آئی۔ لاؤنج میں ... کرکے پیٹ پوجا کی' پھر وہیں لیٹ کر ٹی وی دیکھتی رہی۔

"ہیلو سویٹ گرل! کیا ہو رہا ہے؟" بابر نے آتے ہی پوچھا۔

"فلم دیکھ رہی تھی۔" وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"اس ڈش انٹینا نے ہماری قوم کا ستیاناس کر دیا ہے۔ گھر پر تھیں تو کچھ ایکسٹرا اسٹڈی کر لی ہوتی۔"

ایمن سنی ان سنی کر گئی۔

"ممی! میرے کوفتے بن گئے۔" بابر نے اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کے یا قیمے کے۔" ایمن کھلکھلائی۔

"جو مرضی سمجھ لو۔"

"قیمہ نہیں تھا بابر! مجھے بعد میں خیال آیا۔ کل بناؤں گی۔" مہرالنساء نے کچن ہی سے جواب دیا۔

"میں صرف کوفتوں کے لیے پندرہ منٹ پہلے آیا تھا۔" انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

تقریباً دو بجے وہ دونوں ہنستی مسکراتی اسکول سے لوٹی تھیں۔

"کیوں ہو گئے عیش چھٹی کر کے۔" جوجو نے چھیڑا۔

ایمن نے خفگی سے منہ پھیر لیا۔ وہ ان سے سخت خفا تھی۔

"تم نے صبح ایمن کو جگایا کیوں نہیں تھا؟" بابر نے اپنے کمرے سے باہر آ کر پوچھا۔

"میں نے خود اٹھایا تھا۔" جوجو نے بیگ اتار کر رکھا اور جوتے اتارنے لگی۔

"تم جانتی ہو' ایک بار جگانے سے میری آنکھ نہیں کھلتی۔" ایمن دانت پیس کر بولی۔ حالانکہ ہاتھوں ... ہو رہی تھی۔

"تو میں کیا کروں۔ میں نے تو اٹھا دیا تھا۔" جوجو تنک کر بولی۔

"ٹیچر پوچھ رہی تھیں... ایمن نے چھٹی کیوں کی۔" مومو نے مزے سے بتایا۔

"تم نے تو ٹیسٹ دے دیا نا۔"

"ہاں اور بہت اچھا بھی ہوا۔" وہ اترا کر بولی۔

"میں جانتی..." ایمن سخت لہجے میں کچھ کہنے والی تھی کہ بابر بول اٹھا۔

"اچھا بابا! مجھے لگتا ہے' ڈیڈی کے بعد یہ فریضہ مجھے اپنے سر لینا پڑے گا۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔" ممی نے کچن سے انٹری دی۔ "ہم سب اس مہارانی کے نوکر نہیں لگے جو یہ فریضہ انجام دیں۔ اٹھنا ہوگا تو خود ہی اٹھ جائے گی۔" ان کی کرخت آواز نے سب کے منہ بند کر دیے۔

بابر نے احتجاجی انداز میں ماں کو دیکھا۔ مومو ہنسنے لگی جبکہ جوجو نے لاڈ سے کہا۔

"ممی! بہت زوروں کی بھوک لگی ہے۔"

"ہاتھ منہ دھو کر آؤ اور اٹھاؤ یہ بیگ اور جوتے اور تم..." مہرالنساء ایمن کی طرف پلٹیں "تم کیا سارا ... معذوروں کی طرح پڑی رہتی ہو۔ اٹھو کر ٹیبل لگاؤ۔"

ایمن تیزی سے اٹھی اور احتجاجاً اپنے کمرے کی سمت جانے لگی مگر مہرالنساء نے اسے بازو سے پکڑ کر کچن کی ... دھکیل دیا۔ مومو اور جوجو کو کھل کر ہنسی آئی۔

"...سے کیوں نہیں کہتیں۔" ایمن چلائی۔

"...وہ کرو۔"

"خدا کے لیے ممی..."

"اپنی زبان بند رکھو۔" مہرالنساء نے شرارے برساتی آنکھوں سے بابر کو گھورا۔ بابر لب بھینچ کر رہ گیا۔

ایمن نے اپنے غصے اور آنسوؤں کو دباتے ہوئے پٹخ پٹخ کر برتن لگائے۔ غنیمت تھا کچھ ٹوٹا نہیں اور جب کھانا ... تو اس میں ہر وہ شے تھی جو اسے ناپسند تھی جس میں سرفہرست بھنڈی تھی۔ اب کہ اس نے واک آؤٹ ... نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔

وہ اپنے کمرے میں آ کر بہت دیر تک جلتی اور کڑھتی رہی۔ بہت دیر کے بعد جب بھوک کی شدت میں اضافہ ... احساس ہوا کہ اب اسے آ کر منانے والا کوئی نہیں ہے۔ اسے شدت سے رونا آ گیا اور یونہی روتے' ... اور جلتے ہوئے دوپہر سے شام ہو گئی اور پھر رات۔

... نے اس کے کمرے میں جھانکا تک نہیں۔

"ڈیڈی! آپ کیوں چلے گئے۔" وہ بھوک سے نڈھال ہو رہی تھی۔ تب جوجو نے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر ...

"کھانا کھا لو ایمی! لیکن یاد رکھنا' ممی نے کوئی اور ڈش نہیں بنائی۔" اس کا لہجہ شریر سا تھا۔ اس نے کلب کر رخ ... یا اور یونہی رات ڈھل گئی۔ بابر کی چلنے' باتیں کرنے اور برتن رکھنے کی آوازیں آتی رہیں پھر ایمن کو لگا کہ ... سو چکے ہیں اور وہ اس وقت بھنڈی کھانے کو بھی تیار تھی۔ اس سے قبل کہ وہ باہر نکلتی بابر اندر آیا۔ اس ... ہاتھ میں چاولوں کی بھری پلیٹ تھی۔

"...ابھی سوئی ہیں۔" بابر نے اس کی سرخ سوجی آنکھوں سے نظریں چرا کر کہا۔

وہ ایک ایسے شخص کی بیٹی تھی جس نے ہمیشہ اسے باپ کا پیار دیا تھا اور وہ اندازہ کر سکتا تھا۔ ابھی سے اندازہ ... تھا کہ اس گھر میں اس لڑکی کی حیثیت کیا ہوگی' جسے وہ شخص اپنی جان سے زیادہ چاہتا تھا۔ اس کے حلق سے ... تب تک وہ کھانا نہیں کھا لیتی۔

"...ختم ہو گیا تھا۔" بابر نے کہا۔

چاول ٹھنڈے تھے۔ بابر نے انہیں گرم نہیں کیا تھا۔ مبادا کچن میں کھٹ پٹ سے ممی کی آنکھ نہ کھل جائے۔

... کے اس مقام پر تھی' جہاں ذائقے وغیرہ کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی پھر بھی پہلا نوالہ لیتے ہوئے اس کی ... ٹپک گئیں۔

"مجھے کھچڑی اچھی نہیں لگتی۔" ناک چڑھا کر وہ سامنے رکھی پلیٹ کھسکا دیتی تھی۔

"آج کھانا گھر پر نہیں کھانا۔" کس ناز سے فرمائش کرتی تھی۔ "ڈیڈی! برگر کھانے چلیں۔"

"خدیجہ بی! اتنے ٹھنڈے چاول... ہمیں نہیں کھانے۔"

...ے اٹھاتا باپ' منتیں کرتی خدیجہ بی' اس کے پاس کچھ بھی نہ رہا تھا۔

"ڈیڈی کا فون آیا تو میں بتاؤں گی کہ..." اس کا گلا رندھ گیا۔ نوالہ کہیں حلق میں اٹک گیا تھا۔

بابر نے شرمندگی سے سر جھکا لیا پھر کھڑا ہو گیا۔

"پلیٹ کچن میں رکھ دینا۔" اس نے آہستگی سے کہا پھر باہر نکل کر دروازہ بند کیا تو اپنے کمرے کے سامنے کھڑی ... کو دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

"...ہو گئی ڈیوٹی پوری۔" خشمگیں نگاہیں' گہرا طنزیہ انداز۔

"ممی! خدا کے لیے..."

مہرالنساء نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید کچھ بھی کہنے سے روک دیا۔ مجبوری یہ تھی کہ وہ اکلوتا ہونے کے باوجود ماں ... رعب میں تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

”زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ جاؤ اپنے کمرے میں اور آئندہ اپنی ہمدردیاں اپنے پاس ہی رکھنا۔“
”وہ بہن ہے میری۔“
”وہ تمہاری بہن نہیں ہے۔“ مہرالنسا کا لہجہ سخت اور اٹل تھا۔
”اور بابر! یہ گھر میرا ہے۔ یہاں وہی ہوگا جو میں چاہوں گی۔“
وہ جھنجلا کر اپنے کمرے میں گھس گیا۔

ایمن نے اندر یہ سارے جملے سنے اور سہم گئی۔ لاڈوں پلے بچے اندر سے بے حد نازک مزاج اور ڈرپوک ہوتے ہیں، وہ بھی ایسی ہی تھی۔ ساری بہادری تو وقارالحسن کے بل بوتے پر ہی تھی۔ اسے سمجھ میں نہیں آ[رہا تھا] کہ ممی ایکدم اس کے اتنا خلاف کیوں ہو گئی ہیں۔ حالانکہ وہ ہمیشہ اس کا خیال ہی رکھتی تھیں۔ ایک دن اور رات میں گویا دنیا ہی بدل گئی تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ تو صرف آغاز ہے۔

اگلے دن بھی اس کی آنکھ نہیں کھلی کہ رات کو بہت دیر سے سوئی تھی۔ بابر کی ممی کے ساتھ جھڑپ ہوئی [تھی] وہ غصے میں یونہی کالج چلا گیا۔

دن یونہی گزرنے [لگے]۔
کبھی وہ سوتی رہ جاتی۔ کبھی بابر جگا دیتا تو کبھی خود بخود آنکھ کھل جاتی۔ رفتہ رفتہ وہ خود بخود اس معمول کی [عادی] ہو گئی۔ آنکھ بھی وقت پر کھلنے لگی لیکن مسئلے ڈھیروں ڈھیر تھے اور نجانے کہاں کہاں سے نکل کر سامنے آتے۔ ممی اس کا یونیفارم نہیں دھوتی تھیں۔ وہ اس کے لیے ہمیشہ ناشتہ بنانا بھول جاتیں۔ کھانے میں ناپسندیدہ ڈش [کے] باوجود وہ اسے اتنی اجازت نہیں دیتی تھیں کہ وہ اپنے لیے انڈا ہی تل لے۔ گھر میں فروٹ کے آنے کا پتا چھ[لکوں] سے چلتا۔ اس کے چیخنے چلانے اور احتجاج کے جواب میں ان کا لہجہ بے حد درشت اور رویہ بے حد سنگدلانہ [ہوتا] جا رہا تھا۔

وہ بوکھلا گئی، گھبرا گئی۔ اس کی ایک بات کے جواب میں مہرالنسا اسے ہزاروں باتیں سنا جاتیں۔
”میں ڈیڈی کو سب کچھ بتادوں گی۔“ اس نے ایک بار پھر سوچا تھا۔

☆ ☆ ☆

”تم نے ڈیڈی سے بات نہیں کی؟“
نوٹ بک پر جھکی ایمن نے سر اٹھا کر تحیر سے بابر کو دیکھا۔ ”ڈیڈی کا فون آیا تھا؟“
”ہاں۔“
”کب..... کب آیا تھا؟“
اس نے باری باری مومو اور جوجو کو دیکھا۔
”تمہاری تو نیندیں ہی ختم نہیں ہوتیں۔ ممی نے کہا کہ تمہیں اٹھا دیتے ہیں تو کہنے لگے۔ اب گھنٹہ [بھر] اسے اٹھنے میں لگے گا۔“ مومو نے بےزار ہو کر کتاب بند کی۔ ”بھئی یہ میتھ میری سمجھ میں نہیں آتا۔“
”ممی سے کہا بھی تھا کہ میتھ کی ٹیوشن رکھوا دیں۔“ جوجو نے کہا۔
موضوع پلٹ گیا تھا اور وہ ہاتھ میں پین لیے ساکت بیٹھی رہ گئی۔ ڈیڈی کا فون آیا اور کسی نے اسے بتا[یا] نہیں۔ بابر نہ بتاتا تو اسے خبر ہی نہ ہوتی۔ وہ سو رہی تھی۔ زندگی میں پہلی بار اسے اپنے سونے پر شدید غصہ [آیا]۔
”ڈیڈی کیا کہہ رہے تھے جوجو!“
”کچھ نہیں، تمہیں پیار کہہ رہے تھے۔“
”وہ ٹھیک تو ہیں۔“ ایمن کا دل چاہا جوجو اسے تفصیل سے بتائے۔
”ہاں..... ان کا کام اسٹارٹ ہو گیا ہے۔“ جوجو نے پرجوش ہو کر بتایا۔ ”میں نے ڈیڈی سے کہا کہ وہ مجھے کم[پیوٹر] لے دیں۔“

[اسٹ]وڈنٹ تھی اور اس کا ارادہ کمپیوٹر کی فیلڈ میں جانے کا تھا۔
”[کتنی] عقل مند تو تم کافی ہو۔ ابھی ڈیڈی اپنی خیریت بتا رہے تھے اور تم نے فرمائشیں شروع کر دیں۔“ بابر نے [ٹوکا]۔
”[تو] ...ادیں۔“ جوجو تھوڑا شرمندہ ہو گئی۔
”[ممی] ...میتھ بالکل سمجھ میں نہیں آتا۔“ مہرالنسا کو آتے دیکھ کر مومو نے اپنا مسئلہ بتایا۔
”[ایمن] ...مدد کر دیا کرو۔“
”[میں] نے تو کئی بار کہا ہے مگر یا بر بھائی بتاتے ہی نہیں۔“
”...ی امی! میں ان نخریلی بلیوں کو بالکل نہیں پڑھا سکتا جو لڑتی زیادہ ہیں۔“
”[میں نے د]یکھا۔“
”...! خاموش رہو۔ تمہارے ڈیڈی پیسے بھجوائیں گے تو ٹیوشن بھی رکھوا دوں گی۔“ مہرالنسا نے کہا اور ایمن [سے کہا۔]
”[کھانا] ...بنائیں۔“
”[آٹا] گوندھ دو۔“
...ت لہجہ جس کی ایمن کو ابھی تک عادت نہ ہوئی تھی، گمراسے اٹھنا تھا۔ ممی کے کام لینے کے اپنی ہی [طریقے] ...ے تھے۔
...بار ایمن کے انکار پر ممی نے اسے کچن میں بند کر دیا تھا اور تب تک دروازہ نہیں کھولا، جب تک اس نے [آٹا] گوندھ دیا۔
”[ڈ]یڈی! ایگزام بہت قریب ہیں اور ممی مجھ سے گھر کا سارا کام کرواتی ہیں۔ مجھے پڑھنے کے لیے وقت نہیں ملتا۔ [میں ا]چھے نمبر کیسے لوں گی..... ممی گالیاں دیتی ہیں..... کھانا نہیں دیتیں..... میرے ہاتھ جگہ جگہ سے جل چکے ہیں..... [ممی] نے فن فیئر پر جوجو اور مومو کو اتنے اچھے کپڑے بنوا کر دیے اور میرا سوٹ اتنا گھٹیا اور بدرنگ تھا کہ میں [نے پہنا ہی] نہیں۔ ڈیڈی! وہ مجھے.....“
چار صفحات پر مشتمل یہ خط ایسی ہی شکایتوں سے بھرا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں کے آگے دھند چھاتی جا رہی [تھی]۔ وہ بار بار آستین سے آنکھیں پونچھتی اور پھر سے لکھنے لگتی۔ ڈیڈی سے جب بھی فون پر بات ہوتی، سب سرسر[ی] ...ار ہوتے تھے۔ وہ چاہنے کے باوجود کچھ بھی نہ کہہ سکی۔ اس نے سوچا۔ وہ سب باتیں خط میں لکھے گی۔
”اچھے ڈیڈی! جلدی واپس آجائیں، ورنہ آپ کی ایمن مر جائے گی۔“
[ممی] نے اس کے ہاتھ سے خط جھپٹ لیا۔
...ں پھر اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ ممی اس کا خط پڑھ رہی تھیں۔
ایمن کے پسینے چھوٹ گئے۔ اس نے تھوک نگلتے ہوئے انہیں دیکھا۔ ان کی خون ریز نگاہیں میز کی خالی سطح پر [جمی تھ]یں۔ جہاں کچھ دیر قبل اس کا خط دھرا تھا اور اب وہ خط ممی کے ہاتھ میں تھا۔ کمرے میں مہیب معنی خیز [خاموشی] پھیل گئی اور اس کا سہما سہما دل اس خاموشی سے قطرہ قطرہ خوف کشید کر رہا تھا۔
[ت]ب ہی ممی کے وجود میں جنبش ہوئی۔ انہوں نے خط اس کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔ وہ لرز سی گئی کہ اس کے [ہاتھوں] ...ی کے ہاتھ کا ستم سہہ چکے تھے۔ خوف سا اس کے اندر جمنے لگا۔ ممی نے سامنے رکھے مارکر کلر میں سے ...مارکر اٹھایا اور چند لائنوں پر پھیر کر کاغذ ذرا سا اس کے سامنے کھسکایا۔ ایمن نے دیکھا۔ یہ وہی ... نہیں ... جن میں اس نے اپنے کچن یا باتھ روم میں بند کرنے اور ممی کی مار کا ذکر کیا تھا۔
”[کیا] یہ مکمل ہے۔؟“ انہوں نے رسانیت سے پوچھا۔ وہ گم صم سی سیاہ لکیروں کو تکتی رہی۔
”[ک]یا یہ مکمل ہے ایمی؟“ مہرالنسا کی آواز بلند اور سخت تھی۔
[ا]یمن کی گردن اثبات میں ہل گئی۔ ان چند لائنوں پر کہ جن پر انہوں نے مارکر پھیرا تھا کے باوجود خط اپنا مفہوم مکمل

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

واضح کر رہا تھا۔
"تمہیں ایڈریس معلوم ہے۔"
ایمن نے نفی میں سر ہلایا۔
مہرالنسا نے خط تہہ کر کے پاس پڑا لفافہ اٹھایا جو کہ اسے بابر نے لا کر دیا تھا۔ خط کو لفافے میں بند کر کے ا[illegible]
نے ایمن کی بے جان انگلیوں سے ساکت پین کو نکال کر لفافے پر پتا لکھا اور بابر کو آواز دی۔
"جی امی؟" وہ فوراً" ہی آگیا۔
"[illegible] سے آج ہی پوسٹ کروادو۔" ایمن کو حیرت کا جھٹکا لگا۔ اس نے سر اٹھا کر متحیر نگاہوں سے مہرالن[illegible]
[illegible]یکھا۔ مہرالنسا مسکرائیں اور اپنا ایک ہاتھ اس کے سر پر رکھا۔
"آئندہ بھی اگر خط لکھنا ہو تو ایڈریس مجھ سے لکھوا لیا کرنا۔ ایمن ڈارلنگ۔" نرم الفاظ' طنزیہ لہجہ۔
وہ فوراً" ہی کمرے سے باہر چلی گئیں۔
"کیا ہوا۔" بابر نے ساکت و صامت بیٹھی ایمن سے پوچھا۔ اس نے بہ دقت نفی میں گردن ہلائی۔ اب و[illegible]
کیا بتاتی۔
سردیاں اپنے عروج پر تھیں۔ دسمبر کی یخ بستہ راتوں میں دھند کے بادل پیڑوں کو اپنی لپیٹ میں لیے رکھتے۔
کہرے کی پتلی تہہ گھاس ی پتیوں پر جمی ہوتی۔ درختوں کے پتے زرد ہو ہو کر خشک گھاس پر ڈھیر ہونے لگے تھے۔
جھڑیاں شروع ہوتیں تو ساری ساری رات آسمان سے اک پھوار سی برستی رہتی۔ فضا میں بارش
سرگوشیاں' خزاں زدہ پتوں کی آوازیں اور کہرے میں دبی گلتی ہوئی گھاس کی مہک گھلی ملی ہوتی۔ اپنے کمرے کی
تنہائی میں لحاف میں دبکی ایمن بار بار یہی سوچتی۔
"وہاں کتنی ٹھنڈ ہوگی۔"
اسے ڈیڈی کے خط کا انتظار تھا۔ سڑک پر پوسٹ مین کی سائیکل کی گھنٹی ٹنٹناتی تو وہ بے تابانہ باہر کی طرف [illegible]
مگر وہ سبز مفلر اور دستانوں میں ملفوف اس کے قریب سے گھنٹی بجاتا گزر جاتا۔
"ڈیڈی مصروف ہوں گے۔"
ہر ڈوبتا سورج اور گزرتا دن اس کی ہتھیلی پر یہی تسلی رکھ جاتا تھا۔ بابر بہت مصروف ہو گیا تھا۔ اسے ایف ا[illegible]
ی میں بہت اچھی پوزیشن لینا تھی۔ ایمن کو تو نہ پڑھنے کا وقت ملتا تھا' نہ کتابوں کی طرف دھیان جاتا تھا۔
سائیکل کی گھنٹی سن کر وہ گیٹ کی طرف بھاگی۔ لکڑی کے گیٹ سے پرے جھانکا تو پوسٹ مین گزر چکا تھ[illegible]
ایمن نے بے حد حسرت سے اسے بیگ صاحب کے بنگلے پر خط دیتے دیکھا۔ مایوسی سے پلٹنے کو تھی' جب گیٹ [illegible]
پاس ایک اور سائیکل آرکی۔
"ایکسکیوز می!"
ایمن نے پلٹ کر سائیکل پر سوار' اخروٹی رنگ کے شلوار قمیص میں ملبوس شخص کو دیکھا۔
مخاطب جاذب نظر نقوش' بلند قامت اور گندمی کھلتی ہوئی رنگت کا مالک تھا۔
"میرا نام طاہر محمود ہے میں میتھس پڑھانے آیا ہوں' کل بابر نے۔۔۔"
اس کا لہجہ شائستہ' مضبوط اور پُراعتماد تھا۔
"اندر آجائیں۔" مایوسی اب اس کے چہرے سے لے کر لہجے تک چھائی ہوئی تھی۔
طاہر محمود نے سائیکل درختوں کے پاس کھڑی کی اور اس کے ساتھ برآمدے میں سے گزر کر ڈرائنگ روم می[illegible]
چلا آیا۔ ایمن نے اندر جا کر خبر کی اور بے دلی سے کتابیں نکالنے لگی' مگر مہرالنسا نے اسے لاؤنج میں ہی روک دیا۔
"میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ میں تینوں کی ٹیوشن فیس دوں۔ موموتمہاری ہی کلاس میں ہے۔ جو سمجھ
ہو اسی سے سمجھ لینا۔ تمہارا باپ تو جیسے وہاں جا کر بھول ہی گیا ہے۔ جو پیسے وہ بھجواتا ہے اس میں تو صرف گھر [illegible]
خرچا چلتا ہے اور بھی بمشکل۔۔۔"

[illegible] نے ہکا بکا سامنے کھڑی مہرالنسا کو دیکھا۔ وہ اپنی بات مکمل کر کے آرام سے صوفے پر پڑا کور ٹھیک کرنے
[illegible] فقرے نے ایمن کو سر تا پا جھلسا کر رکھ دیا۔
"[illegible] سے کہہ دیں۔ وہ مجھ سے سمجھ لیا کرے۔"
[illegible] نے پلٹ کر اسے دیکھا۔
"[illegible] اس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دانت توڑ دوں گی۔ چائے بنا کر ماسٹر صاحب کو دے آؤ۔"
"[illegible]۔" وہ غصے میں چیخ کر باہر نکل آئی۔ اور غصے میں کھولتے ہوئے لان میں چکرانے لگی۔
"[illegible] ڈیڈی کو لکھوں گی۔ مکار عورت کے سارے کے سارے پول کھول دوں گی۔"
"[illegible] ٹریں لگا رہی ہو۔" بابر باہر سے آیا تھا۔ اسے دیکھ کر پوچھنے لگا۔ ایمن کو اپنا خط یاد آگیا۔
"[illegible] نے میرا خط پوسٹ کر دیا تھا۔"
"[illegible] خط۔۔۔؟"
"[illegible] نے ڈیڈی کو لکھا تھا۔" وہ جھنجلائی۔
"[illegible] روز کیوں؟"
[illegible] سے کہہ کر پلٹ گئی تھی' بابر کو شاید جلدی تھی اس لیے کندھے اُچکا کر اندر چلا گیا۔ ایمن نے چائے بنا کر
[illegible]۔ جس کی پاداش میں اسے رات کا کھانا نہیں دیا گیا اور جو کھانا بچا اسے فریج میں رکھ کر تالا لگا دیا۔
[illegible] میں ایمن کا جی چاہتا تھا وہ سارے گھر کو اور خاص طور پر مہرالنسا کو آگ لگا دے اور کیونکہ یہ ممکن نہ
[illegible] وہ محض تکیے میں منہ چھپا کر روتی رہی تھی۔

✱ ✱ ✱

[illegible] لاؤنج میں ٹی وی دیکھتے ہوئے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ ایمن کا ان کے درمیان بیٹھنے کو جی نہیں
[illegible] اس لیے باہر نکل آئی۔ موسم آج بھی سرد تھا۔ آسمان پر سرمئی بادل گھرے ہوتے جا رہے تھے۔ انہیں
[illegible] کو برسنا تھا۔ ہوا بالکل بند تھی۔
"[illegible] میں شام کتنی جلدی گہری ہو جاتی ہے۔"
[illegible] درختوں کی چوٹیوں پر گہری ہوتی شام کو دیکھا۔ لان سے پرے املتاس کے پیڑوں کے پیچھے اندھیرا تھا۔
[illegible] ایمن کو وہاں کھیلتے ہوئے محسوس کیا تو لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔
[illegible] ان اندھیروں میں روشن ہو رہا تھا۔
[illegible] آواز
[illegible] ڈانٹ پھٹکار۔
[illegible] شرارتیں' معصوم کھلکھلاہٹیں۔
[illegible] عورت نے سب نگل لیا۔"
[illegible] پاؤں سمیٹ کر کرسی پر رکھے۔ دونوں بازو گھٹنوں کے گرد لپیٹ لیے۔ اس کی نگاہیں اور دھیان اس
[illegible] کے عقب میں مرکوز تھا۔ جب کسی نے اسے دھیمے سے پکارا۔
"[illegible]!" اس نے بے خیالی میں نظریں گھمائی۔ ایک لمحے کو خالی الذہنی کی کیفیت میں انہیں دیکھتی رہی۔
[illegible] ہوئی۔
"[illegible]!"
[illegible] کے سامنے کھڑی تھیں۔ گزرے ماہ و سال نے ان کی شخصیت میں کوئی تبدیلی نہ کی تھی۔ وہ اب
[illegible] ہی تھیں۔
"[illegible] آپ۔۔۔" وہ کھڑی ہو کر بے تابانہ لپٹ گئی۔" کتنے عرصے کے بعد ملنے آئی ہیں۔ آپ کو کبھی بھی
[illegible] آئی۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"دھیرج۔۔۔ ایمن بیٹا۔۔۔ تم ہمیں بھولی کب تھیں۔" انہوں نے اپنے کمزور بازوؤں میں اسے بھینچ لیا
"اسی لیے ملنے آتی رہیں۔" ایمن نے شکوہ کیا' اس کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے۔ جنہیں
کرتے ہوئے وہ سیدھی ہو گئی۔ جب خدیجہ بی نے غور سے دیکھا اور بے اختیار کہہ اٹھیں۔
"ارے تو تو بنی بنائی سارا ہے۔ وہی رنگ روپ وہی نین نقش۔"
"سچ خدیجہ بی! میں اپنی ممی جیسی ہوں۔"
"ہاں پوری کی پوری۔"
"آپ کب آئیں خدیجہ بی!؟" مہرالنسا کی آواز پر وہ دونوں ہی چونک گئیں۔
مہرالنسا کے چہرے پر تناؤ اور پیشانی پر بل تھے۔ شاید انہوں نے خدیجہ کا جملہ سن لیا تھا۔ کیونکہ ا
پوچھتے ہوئے مہرالنسا نے ایمن کو سرتاپا بغور دیکھا۔
"اندر تو آئیں۔"
ایمن نے خدیجہ بی کا ہاتھ ہولے سے دبایا وہ جو اچھا کہہ کر آگے بڑھنے کو تھیں۔ ٹھٹھک سی گئیں۔
ایک نظر دیکھا پھر سنبھل کر گویا ہوئیں۔
"نہیں۔۔۔ میں بس تھوڑی دیر کے لیے آئی تھی۔ بلو کسی کام سے آ رہا تھا۔ میں نے سوچا ایمن بٹیا
آؤں گی۔ بس یہیں بیٹھوں گی۔"
"سردی بھی یہاں۔۔۔ چلیں۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی۔۔۔" انہوں نے ایک بار پھر ایمن کو بغور دیکھا۔
"انہیں چائے پلواؤ بیٹا۔" مہرالنسا کے پُرنخوت سے انداز نے خدیجہ بی کو ٹھٹھکا سا دیا۔
"تم ٹھیک تو رہیں ایمن؟" مہرالنسا کے جانے کے بعد خدیجہ بی نے دیکھا تو اس کی خوبصورت آنکھ
اداسی کے رنگ گہرے ہو گئے۔
"سب کچھ بدل گیا خدیجہ بی' آپ کیوں چلی گئیں۔ اتنے سالوں میں ایک بار بھی ملنے نہ آئیں۔"
وہ انہیں لے کر کرسیوں کی طرف بڑھ گئی۔ گہری ہوتی شام میں ایمن کی غمناک آواز اپنے دکھ رو
خدیجہ بی تاسف سے اسے دیکھتی اور سنتی رہیں۔ ایمن کو سب سے زیادہ شکایت ڈیڈی سے تھی۔ انہوں
تک اس کے خط کا جواب نہ دیا تھا۔
خدیجہ بی مہرالنسا کو نہ تو سمجھا سکتی تھیں نہ اس کی فطرت بدل سکتی تھیں۔ بس تسلی دلاسا دیتی رہیں۔
"میں اس عورت کو مار دوں گی۔" ان کی تسلی کے جواب میں ایمن چلائی۔
"نہ۔۔۔ نہ بیٹیا۔ یوں نہیں کہتے۔" خدیجہ بی بوکھلائیں۔
"اپنی موٹی بھینسوں سے کام کیوں نہیں کرواتیں۔"
"اس میں تمہارا ہی تو بھلا ہو گا۔ پڑھ لکھ کر کون سی منسٹر لگنا ہے۔ یہی ہانڈی چولہا کام آئے گا۔ یہ مو
سسرال میں جوتیاں کھائیں گی۔" وہ اسے اپنے انداز میں سمجھانے لگیں۔ ایمن نے بے توجہی سے سنا۔
اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ باہر رکشہ رکا۔ اندر سے بلو نکلا۔ خدیجہ بی کھڑی ہو گئیں۔
"چلتی ہوں بٹیا۔۔۔ خوشی خوشی آئی تھی۔ دکھی دل لیے جا رہی ہوں۔ اللہ مہرالنسا کو عقل دے۔ یہ ع
بھی ویسی کی ویسی ہے۔ پُرانتقام اور معاف نہ کرنے والی۔" انہوں نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اپنا بٹوہ ن
کھولنے لگیں۔ ایمن نے دیکھا ان کے ہاتھ ہولے ہولے لرز رہے تھے۔
"خدیجہ بی! کچھ اور بوڑھی ہوتی جا رہی ہیں۔" اس نے سوچا۔
خدیجہ بی نے بٹوے سے اک بریسلٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔
"تمہاری امانت۔"
"میری۔۔۔" متحیر سی ایمن نے بریسلٹ ہاتھ میں لی۔ ہتھیلی پر رکھا سونا برآمدے میں جلتی ٹیوب لائٹ
میں جگمگانے لگا تھا۔

"... سارا کو رونمائی میں دیا تھا۔ یہ واحد سونے کی چیز تھی جو اس کے پاس تھی۔ میں نے سنبھال لی۔"
... اسے ہتھیلی پر پھیلایا اس پر کندہ نام کو پڑھا۔
SARA-W
"... سنبھال کر رکھنا۔" وہ اسے گلے لگا کر آبدیدہ ہو گئیں۔ ان کے جانے کے بعد وہ بہت دیر تک وہیں بیٹھی
... انگلیاں پھیرتی رہیں۔ پھر کلائی میں ڈال لیا۔
"... میری ماں نے بہت شوق اور محبت سے پہنا ہو گا۔"
... خوشی و غم کا ملا جلا سا احساس ہوا۔
"ایمن! تمہیں ممی بلا رہی ہیں۔" جوجو نے جالی کا دروازہ کھول کر دور سے پکارا اور اندر غائب ہو گئی۔ ایمن نے
... زیر لب کچھ گالیاں دیں اور اندر چلی آئی۔ ٹی وی چل رہا تھا۔ مومو اور جوجو قالین پر کتابیں بکھرائے
... ہمہ تن متوجہ فلم کی طرف تھیں۔ وہ بیٹھنے لگی تھی۔ جب مہرالنسا نے اچٹتی سی نظر اس پر ڈالی۔
"چلی گئیں۔ بڑی بی؟"
"جی۔"
"... کیا کہہ رہی تھیں؟"
"... نہیں۔" بیزاری سے گویا ہوئی۔
"... کی روٹی بنا لو۔" اس کا بیٹھنے کا ارادہ دیکھ کر مہرالنسا نے پُرنخوت لہجے میں کہا۔ وہ کلستے ہوئے کچن کی طرف
... گئی۔
"... روٹی ڈھنگ سے پکایا کرو۔ ساری کچی ہوتی ہے۔" مومو نے اسکرین سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔
"... پکا لیا کرو۔ خود کو تو پیڑا بنانا بھی نہیں آتا۔" ایمن کو سخت غصہ آیا تھا۔
"... تمہیں کس لیے رکھا ہے؟" دونوں کھی کھی کرنے لگیں۔
"... چپ کرو۔" مہرالنسا نے دونوں کو ڈانٹا اور ایمن سے کہا۔ "جاؤ تم۔"
... نظروں سے دونوں کو گھورتے ہوئے مڑی۔
"... ایمن! رکو۔" مہرالنسا کی آواز ابھری۔ کسی انہونی کے احساس سے اس کے قدم لڑکھڑا گئے۔ مرے مرے
... میں وہ پلٹی۔
"... کیا ہے؟" انہوں نے ہاتھ بڑھا کر ایمن کی کلائی تھامی۔ وہ کچھ بھی نہ کہہ سکی۔ بس اس لمحے کو کوستی رہی' جب
... کلائی میں ڈالے اندر چلی آئی تھی۔
"... کیوں نہ لیا۔"
مہرالنسا نے اچھی طرح گھما کر جائزہ لیا۔ اور نظریں اس پر کندہ نام پر جم سی گئیں۔
"... دے کر گئی ہے؟"
ایمن کے گلے میں کچھ پھنس گیا۔ اس نے بمشکل اثبات میں سر ہلایا۔
"ٹھیک ہے جاؤ۔" مہرالنسا کی آواز اور چہرہ دونوں ہی سپاٹ تھے۔ اس نے وہاں سے کھسکنے میں زیادہ دیر نہ لگائی

☆ ☆ ☆

... اور جوجو بہت آرام سے ٹیوشن پڑھتی تھیں اور اس کا کام ٹیوٹر کے لیے گیٹ کھول کر ڈرائنگ روم میں
... اور اسے چائے پانی سپلائی کرنا رہ گیا تھا۔ اگر وہ مومو سے کوئی سوال پوچھ بھی لیتی تو وہ اس پر احسان دھرتے
... اس بے دلی سے سمجھاتی کہ سمجھ میں کچھ بھی نہ آتا۔ دوبارہ پوچھنے پر وہ حد درجہ بے زاری سے کہتی۔
"... اُف! تم کتنی کوڑھ مغز ہو۔ آخر کتنی بار سمجھاؤں۔"
... ایمن کا دل چاہتا وہ ایک بار تو مومو کے ساتھ وہی سلوک کرے جو بچپن میں کیا کرتی تھی۔ مگر اس کے بعد جو

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

سلوک مہرالنسا اس کے ساتھ کرتی رہیں۔ سوچ کر ضبط کرنا پڑتا۔ پھر انہی دنوں جب وہ دونوں ڈرائنگ روم میں ٹیوشن لیا کرتی تھیں اور ایمن برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھی کلستی رہتی۔ ایک دن پوسٹ مین نے عین ا... گیٹ کے سامنے آکر گھنٹی بجائی تو اک پل کو اسے اپنا واہمہ لگا۔ دوسرے پل وہ بھاگتی ہوئی گیٹ تک آئی تھی
خط ڈیڈی کا تھا اور ایمن کے نام۔

وہیں تیسری سیڑھی پر بیٹھتے ہوئے ایمن نے بے تابانہ خط چاک کیا اور بعجلت پڑھنے لگی۔ جیسے جیسے سطریں ختم ہوتی گئیں اس کی آنکھوں میں تحیر امڈنے لگا۔ یہ کیا لکھ دیا ڈیڈی نے۔

"میں بہت مصروف ہوں ایمی' بیٹا! اگر میں اسی طرح آپ کے شکایت بھرے طویل خطوط پڑھتا رہا تو کام کیسے ہو گا' آپ کو نہیں پتا یہاں پردیس میں زندگی کتنی مشکل ہے۔ اور کتنا برا لگتا ہے جب کوئی یہ کہے کہ ایمی کو لا نے بگاڑ دیا ہے' وہ آپ کی ماں ہیں۔ کسی بات پر سرزنش کرتی ہیں تو آپ کے بھلے کے لیے' آپ کو تو بہت اچھا بن کر رہنا ہے۔ میں نے تمہاری ممی کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے مگر وہ اک عظیم عورت......"

ایمن کی آنکھوں میں تحیر منجمد تھا۔

"یہ کیا لکھا ہے ڈیڈی نے...."

اس نے ایک بار نہیں سو بار پڑھا تھا۔

یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ ڈیڈی اس کے خط کا مفہوم ہی نہ سمجھ پائے ہوں۔ وہی ڈیڈی جو کسی کام کے سلسلے بہاولپور گئے تو دوسرے دن بھاگے چلے آئے تھے کہ میں نے خواب میں ایمن کو بیمار دیکھا تھا۔

"کیا انہیں میرے کسی لفظ پر بھی اعتبار نہیں آیا۔" اس کی آنکھوں میں تحیر پانی بن کر بہنے لگا۔

طاہر محمود نے اپنی سائیکل کھڑی کی اور پاس سے گزرتے ہوئے اک اچٹتی سی نگاہ اس پر ڈالی۔ لیکن اس نگاہ میں اسے یہ اندازہ نہیں ہو سکتا تھا کہ سیڑھیوں پر بیٹھی' دور دیس سے آئے خط پر جھکی لڑکی کی آنکھوں برستے آنسوؤں میں کتنی بے یقینی' تحیر اور دکھ گھل مل گیا تھا۔

اور جان بھی جاتا تو کیا۔ وہ اک اجنبی ہی تو تھا۔

عقب میں جالی کا دروازہ کھلا۔ پھر جوجو کی آواز ابھری۔

"کس کا خط ہے؟"

پھر لفافہ پہچان کر چلائی۔

"ممی! ڈیڈی کا خط ہے۔"

"یہ میرے لیے ہے۔" ایمن ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔

"لو خوامخواہ ہی۔" جوجو نے خط چھیننا چاہا۔ تب ہی کھلے دروازے سے مہرالنسا برآمد ہوئیں۔

"ممی! دیکھیں! ایمن ڈیڈی کا خط نہیں دے رہی۔ کہتی ہے اس کے لیے ہے۔"

جوجو نے شکایت کی تو مہرالنسا نے ایمن اور اس کے ہاتھ میں موجود خط کو دیکھا۔

پھر اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کو اک محظوظ سی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا۔

"جوجو اگر یہ خط ایمی کے نام ہے تو اسے پڑھنے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔" ایمن اس مکار عورت کی نگاہوں دور بھاگ جانا چاہتی تھی۔

مہرالنسا نے دونوں ہاتھ ایمن کے کندھے پر رکھ کر دباؤ ڈالا اور شہد آگیں لہجے میں گویا ہوئی۔

"ایمی ڈارلنگ! آئندہ بھی اگر وقار کو خط لکھنا ہو تو ایڈریس مجھ سے لکھوا لینا۔"

ایمن کو لگا وہ مکمل طور پر اس عورت کے رحم و کرم پر ہے۔ لیکن اس کی نفرت کی آگ کبھی نہ کبھی اسے ج... رکھ دے گی۔

اس دن تمام وقت اس کی آنکھیں وقفے وقفے سے چھلکتی رہیں۔

— بار بار مہرالنسا کی گنگناہٹیں بلند ہو رہی تھیں۔

□ □ □

"...ری بہن اتنی خاموش کیوں رہتی ہے؟"

اس... ابھی چائے دے کر گئی تھی۔ چائے کے گرم گھونٹ کے ساتھ تازگی کا احساس اپنے اندر بھرتے طاہر محمود نے پوچھا۔ وہ اک سنجیدہ نوجوان اور شاگردوں کے لیے سخت مزاج استاد تھا۔ مگر جوجو' مومو کی ...تی زبان دوسروں کو بھی موضوع سے ہٹ کر بولنے پر مجبور کر دیتی تھی۔

"...ہے ہی ایسی۔ سڑیل مزاج۔!" مومو نے ناک چڑھائی اور ساتھ ہی بتایا۔ "سوتیلی بہن ہے۔"

طا... سے چائے پینے لگا۔ تبھی جوجو نے کتاب بند کرتے ہوئے سوال کیا۔

"...آپ ایم ایس سی میتھس کرنے کے بعد اسکول میں کیوں پڑھا رہے ہیں؟"

"میں نے ماسٹرز جاب کے بعد کیا تھا۔"

"...آپ تو بہت ذہین ہیں۔ کالج میں پڑھائیں۔" مومو نے مشورہ دیا۔

"...والے مجھے اتنا ذہین نہیں سمجھتے۔" طاہر نے خالی کپ میز پر رکھا اور کھڑا ہو گیا۔ وہ دونوں بھی کتابیں ... اندر چلی گئیں۔

طا... باہر آیا تو وہ ___ جسے وہ ہمیشہ اس وقت انہی سیڑھیوں پر بیٹھے دیکھا کرتا تھا۔ ہاتھ میں کتاب اور نوٹ بک ...سے ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔

طاہر محمود کے قدم لاشعوری طور پر اس کے پاس رکے۔

"...ہے تمہارا میتھ کافی اچھا ہے۔"

"...___" وہ چونکی اور طاہر کو سر پر کھڑا دیکھ کر پزل سی ہو گئی۔

طاہر نے دوبارہ کہا۔

"...___" وہ تیزی سے کتاب پر جھک گئی۔

"...لیے تمہیں ٹیوشن کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ ایگزامز کی تیاری کیسی ہے؟"

"...ہے۔" بے حد دھیمی سی آواز' سنا ہوا لہجہ۔

"...ضرورت ہو تو مجھ سے مدد لے لینا۔"

طاہر محمود نے اس کے ردِعمل کا انتظار کیا۔ وہاں بس خاموشی تھی۔ اور ہوا سے پھڑپھڑاتے کتاب کے صفحے۔ وہ ...لانگ کر سیڑھیاں اتر گیا۔ ایمن نے سر اٹھایا اور بے خیالی میں اسے جاتا دیکھتی رہی۔ اس نے آج سیاہ ...فید لائنوں والی شرٹ پہن رکھی تھی۔ دونوں ہاتھ جیبوں میں ڈالے اچٹتی سی نگاہ درختوں پر ڈالتا باہر نکل ...پیدل ہی آیا تھا۔

"...اچھے ہیں۔ اسی لیے مومو اور جوجو اکثر اسکول میں بھی ان کی پرسنالٹی کی تعریفیں کرتی ہیں۔"

...نے سوچا پھر اس کا دھیان ڈیڈی کی طرف چلا گیا۔ ان کی طرف سے پیسے باقاعدگی سے آنے لگے تھے۔ ...فون بھی آجاتا۔ وہ ہر روز سوچتی۔

"...ڈیڈی کو دوبارہ خط لکھوں۔"

...نفی میں سر ہلا دیتی۔

"...وہاں اکیلے ہیں اور بہت مصروف بھی۔"

...دھیان اس بات سے ہٹانا چاہتی تھی کہ ڈیڈی نے اس کے کسی ایک حرف پر بھی اعتبار نہیں کیا۔ اگرچہ ...اس بات کا بے حد دکھ تھا۔ مگر وہ کس سے کہتی۔

"...بالکل تنہا ہو گئی ہوں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس نے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیے۔
اسے کئی برس پہلے کی پڑھی سینڈریلا یاد آگئی تھی۔

♥ ♥ ♥

ان کے امتحان شروع ہوئے۔ مگر وہ اپنی انہی الجھنوں' پریشانیوں میں گھری کچھ بھی نہ لکھ پاتی۔ کبھی کبھ سب بھی بھول جاتی جو آتا تھا۔ ہر پیپر کے بعد گھر آکر وہ کمرہ بند کرکے خوب روتی۔
بابر کی تسلیاں بھی کام نہ آتیں۔ یوں بھی بابر خود بھی مصروف ہوگیا تھا' یا ممی کے سامنے ہار گیا تھا کہ اس ایمن کے معاملے میں ممی سے زیادہ الجھنا چھوڑ دیا تھا' البتہ وہ خود جہاں تک ممکن ہوتا اس کا خیال رکھتا تھا۔
وہ کلس کر رہ جاتی' جب موموا ترا کر کہتی۔
"میرے تو سارے پیپرز زبردست ہوئے ہیں۔"
سارا دن وہ کمرے میں بند پڑھتی ہی تو تھیں اس پر دودھ' پھل اور باداموں کی سپلائی' سر میں تیل کی مالش الگ
"کیا وہ یہ سب دیکھتی نہ تھی۔ جس دن ان کا آخری پرچہ تھا۔ رات میں ڈیڈی کا فون آگیا۔ ریسیور ایمن ہاتھ میں آیا تو اسے بے اختیار رونا آگیا۔ وقارالحسن گھبرا گئے۔
"امی! بیٹا کیا ہوا؟"
"ڈیڈی! آپ واپس کب آرہے ہیں؟" وہ بمشکل اتنا ہی پوچھ پائی۔
"ابھی تو آیا ہوں جانو۔"
"پلیز! آپ جلدی واپس آجائیں۔" وہ کیسے بتاتی کہ ان کی نازوں پلی بیٹی کس نفرت کا شکار ہو رہی تھی۔
"امتحان کیسے ہوئے؟" وقارالحسن نے موضوع بدلنا چاہا۔
اس سے قبل کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیتی۔ مہرالنسا نے اس کے ہاتھ سے ریسیور جھپٹ لیا۔ ان کی انگلیو سخت گرفت لوہے کی طرح ایمن کے کندھے میں کھبی اور اسے پیچھے دھکیل دیا۔
"امی کو کیا ہوا مہرالنسا؟" وقارالحسن پریشانی سے دریافت کر رہے تھے۔
"کچھ بھی نہیں' وہ ٹھیک ہے۔" مہرالنسا کا لہجہ پرسکون تھا اور آنکھوں سے شرارے ایمن پر برس رہے تھ
"مہر! اس کا خیال رکھا کرو۔"
"آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں۔"
ایمن نے بمشکل آنسوؤں کو پیچھے دھکیلا اور نفرت سے مہرالنسا کو دیکھا۔
"ایسی کوئی بات نہیں مگر۔۔۔"
"وہ آپ کو مس کرتی ہے اور کچھ اگزام کی ٹینشن۔"
"کھی' کھی' کھی۔۔۔" جوجو اور مومو نے منہ پر ہاتھ رکھے۔
وہ غصے سے لاؤنج سے نکل گئی تھی۔

♥ ♥ ♥

امتحان سے رزلٹ تک کا وقفہ جہاں جوجو اور مومو نے مووی دیکھتے' میوزک سنتے اور سیر سپاٹوں میں گزرا۔ ممی نے اسے کچن میں کھپا دیا۔ ہاتھ اور سالن جلانے کے مرحلوں سے گزرنے کے بعد وہ ان دو مہینوں میں قابل ہوگئی تھی کہ روٹی ڈھنگ سے بیل لیتی اور سالن اچھی طرح بھون لیتی تھی۔ لیکن اس عرصے میں ا شوخیوں کا خاتمہ اور ہونٹوں کی مسکان دھواں ہوگئی تھی۔
مگر یہاں تھا کون جو دیکھتا۔
اس کا کمرہ بے حد گندہ ہو رہا تھا۔
"پہلے صفائی کروں۔" اس نے بے حد بے زاری سے سوچا۔ کچھ لمحے کمرے کے بیچوں بیچ کھڑی دیکھتی رہ آزردگی سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"۔۔۔ کتنا بدل گیا ہے۔" اس نے اپنے ہاتھ پھیلائے۔
"۔۔۔ کے نشان۔۔۔ کہیں چھری کے کٹ۔
"۔۔۔ نے ثابت کر دیا کہ وہ سوتیلی ماں ہے۔"
اس نے اٹھ کر آہستہ آہستہ کتابیں سمیٹنا شروع کیں' وہیں کچھ اسٹوری بکس میں سب سے اوپر سینڈریلا پڑی

"۔۔۔ کے تھے۔ انہوں نے میری بات پر اعتبار کیوں نہ کیا۔ وہ جانتے ہیں میں کبھی جھوٹ نہیں بولتی۔"
اس نے سینڈریلا میں رکھا خط نکال لیا۔
"۔۔۔ انہیں دوبارہ لکھوں۔"
اس نے سوچا پھر مایوس ہوگئی۔
"۔۔۔ تو لکھا تھا۔۔۔ یہ عورت نجانے ان سے کیا کیا کچھ کہتی رہتی ہے۔ کتنا منحوس تھا وہ لمحہ جب میرے دل ۔۔۔ لانے کی خواہش پیدا ہوئی اور رمائف۔ اس کی ممی آج بھی اتنی ہی اچھی ہیں۔ کاش کبھی فون میرے پاس ہو ۔۔۔ میں کوئی بھی نہ ہو۔"
اس نے شدت سے خواہش کی اور کتابیں ترتیب سے ریک میں لگانے لگی۔
"۔۔۔ میں اس بار فیل ہی ہو جاؤں۔ اور یہ بابر بھائی' کتنے مصروف ہوگئے ہیں ان کے پاس میرے لیے وقت ہی

وہ ریک کے پاس قالین پر بیٹھ گئی تھی۔ دل میں ہزاروں منصوبے جنم لیتے۔ مگر مہرالنسا کے سامنے ایک دم ۔۔۔ جاتیں۔ جب وہ عجیب سی نظروں سے یک ٹک اسے دیکھتی رہتیں تو ایمن کی ریڑھ کی ہڈی سرد ہو جاتی۔ اسے ۔۔۔ اگر اس نے مہرالنسا کی زیادہ حکم عدولی کی تو وہ اسے قتل بھی کر سکتی ہیں۔
۔۔۔ لمحے مہرالنسا کی آنکھیں اتنی ہی اجنبی اور بے رحم ہو جاتی تھیں۔ اسے تو خود خبر نہ تھی کہ وہ اتنی بزدل ۔۔۔ صرف ڈیڈی کی محبت تھی جو اسے بہادر بنا دیتی تھی۔
۔۔۔ اکیلی ہوں' کوئی بھی تو نہیں میرا۔ مومو' جوجو' نانی کے گھر رہنے جاتی ہیں۔ ان کے ماموں ان سے کتنا ۔۔۔ ہیں۔ کیا میرا کوئی بھی نہیں۔" اچانک اک سوال اس کے اندر ابھرا۔
"۔۔۔ نانی۔۔۔ ماموں۔۔۔ خالہ۔۔۔ کوئی تو۔۔۔" اس نے بے حد حسرت سے سوچا۔
"۔۔۔ نی! آپ کسی کو تو میرے پاس چھوڑ دیتیں۔ وہ خدیجہ بی' وہ خدیجہ بی کہتی ہیں کہ بالکل اپنی ممی جیسی

اس نے پیار سے بریسلٹ پر کندہ نام پر انگلی رکھی۔ پھر اٹھ کر آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔
۔۔۔ لمحے اپنے ہی عکس کو دیکھنے کے بعد اسے یوں محسوس ہوا' جیسے سامنے کھڑی لڑکی کوئی اور ہے' وہ بالکل ایمن ۔۔۔ میرا ایمن نہیں تھی۔
۔۔۔ ناک۔۔۔ ہونٹ۔۔۔ آنکھیں۔۔۔ پیشانی' وہ اک اک نقش چھو کر دیکھتی رہی۔
"۔۔۔ ایم سارا۔۔۔ سارا۔۔۔ وقار۔"
۔۔۔ کا اس کی ساری بے زاری' ساری کوفت' ساری اداسی دور ہوگئی ہے۔ انداز میں منوشی ہلکورے لینے

"۔۔۔ میں سارا ہوں۔۔۔" وہ اپنے ماحول سے بالکل کٹ چکی تھی۔ اور نجانے کب تک کٹی رہتی۔ جب مومو ۔۔۔ اچانک کراور پکار کر تخیل کی ساری دنیا درہم برہم کر دی۔
"۔۔۔ امی کہتی ہیں آکر کپڑے دھولو۔"
اس کا غصہ دماغ کو چڑھ گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"خود دھو لو' ہاتھ ٹوٹے ہیں۔"
"میں ممی کو بتاتی ہوں۔"
"اور تم کر کیا سکتی ہو' شکایتی ٹٹو۔۔۔ موٹی بھینس۔۔۔"
"ممی! دیکھیں یہ مجھے موٹی بھینس کہہ رہی ہے۔"
اتفاق سے ممی اس وقت ڈیڈی سے بات کر رہی تھیں۔
"مومل کیا کہہ رہی ہے۔" ڈیڈی نے اس کے چلانے کی آواز سن لی تھی۔
"میں کیا کروں وقار! یہ لڑکی مجھ سے نہیں سنبھلتی۔ ہر بات پر لڑائی' ہر بات پر زبان درازی پہلے تو آپ۔ میں کچھ کہتی ہوں تو کچھ اور گستاخ ہو جاتی ہے۔"
"میرے لاڈ پیار نے اسے کچھ زیادہ ہی بگاڑ دیا ہے۔" وقار الحسن نے تاسف سے کہا۔
"حالانکہ میں نے اسے خط میں سمجھایا بھی تھا۔"
"خط کون سا خط۔۔۔؟" مہرالنسا نے چونک کر پوچھا۔
"امی نے تمہیں بتایا نہیں۔ میں نے جواب میں لکھا تھا۔"
"نہیں اس نے نہ تو اپنا خط دکھایا۔ نہ آپ کا جواب' لیکن میں نے آپ کو منع بھی کیا تھا۔ وہ آپ کے کوئی ایسی بات نہیں سننے کی خواہ وہ نصیحت ہی کیوں نہ ہو۔ اس نے مجھ سے آپ کا ایڈریس مانگا تھا۔ میں۔ دیا۔ یہ مجھے آپ کی زبانی معلوم ہوا کہ اس نے آپ کو شکایت بھرا خط لکھا ہے۔ آپ نے مجھ سے باز پرس کی دکھ نہیں ہوا۔ آپ کا حق تھا۔ میری تین تین بچیاں ہیں۔ جنہیں کل سسرال جانا ہے۔ مجھے ان کی تربیت ہے۔ کل کو کوئی کوتاہی ہوئی تو میں آپ کے سامنے جواب دہ ہوں گی۔ لیکن مجھے پتا نہیں تھا' امی اتنا زیادہ سے کام لے گی۔ اب آپ بتا رہے ہیں کہ آپ نے اسے جواب لکھا ہے۔ شاید اسی لیے وہ آج کل اتنا غ ہے۔" دھیما پُراثر لہجہ۔
"ذرا بلاؤ امی کو۔"
"وقار! پلیز وہ بچی ہے۔"
"تمہاری ان ہی چشم پوشیوں نے اسے اتنا گستاخ بنا دیا ہے۔"
"میں سوتیلی ہوں' وہ رائی کا پہاڑ بنائے گی۔ الزام تو مجھ پر ہی آئے گا۔"
"بس کرو مہر! یہ سب تمہارے اپنے احساسات ہیں۔ میں اتنی دور سے فون کرتا ہوں کہ تم لوگوں کی معلوم ہوتی رہے۔ چند پل سکون کا احساس ہو۔ مگر یہاں ہر دفعہ اک نیا مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ شاید تم لو احساس بھی نہیں کہ مجھے یہاں کتنی محنت کرنا پڑتی ہے۔" وہ تلخ ہو گئے۔
"آئی ایم ساری وقار! مجھے معاف کر دیں۔"
"بچیوں کو پیار دینا۔" کال لمبی ہو گئی تھی۔ وقار الحسن نے فوراً ہی بند کر دیا۔ مہرالنسا کے لبوں پر مسکر بکھر گئی۔
"سینڈریلا۔۔۔" وہ کچن میں مصروف تھی جب بابر آیا۔ وہ جب بھی اسے گھریلو کاموں میں مصروف دیکھ نام سے پکارتا تھا۔
"جلدی سے اپنا رول نمبر لکھواؤ۔" اس کے ہاتھ میں پین اور چھوٹی سی نوٹ بک تھی۔
"کیوں۔۔۔؟" وہ برتن ریک میں لگا رہی تھی۔
"رزلٹ آ گیا ہے۔"
"ہائے اللہ۔۔۔" وہ تیزی سے پلٹی۔
"ہائے اللہ نہیں۔۔۔ رول نمبر۔" اس نے جلدی سے اپنا رول نمبر لکھوایا۔

[illegible] تینوں کے رول نمبر لیے اور چلا گیا۔ اس کی واپسی تک تینوں بے تابی سے انتظار کرتی رہی تھیں۔ لیکن [illegible] انتظار میں فرق تھا۔
[illegible] میں جوش تھا۔ کالج جانے کی خوشی اور آگے بڑھنے کی لگن۔ ایمن کے اندر خوف تھا' ناکامی [illegible]
[illegible] سے پاس ہونے کی دعا مانگ رہی تھی۔
[illegible] توقع تھا۔ مومو اور جوجو کی شاندار کامیابی اور وہ ایمن بمشکل پاس ہو سکی تھی۔
"[illegible] بیٹیاں۔۔۔" مہرالنسا نے ان دونوں کو گلے لگا کر پیار کیا۔
[illegible] ناخن چباتی آنسو روکنے کی سعی کرتی رہی۔
"[illegible] وری۔" بابر نے ہمدردانہ انداز میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ ایمن نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے [illegible]
"[illegible] نہیں تھی مگر۔۔۔"
"[illegible] ہو۔" بابر نے شرمندگی سے کہا۔
"مجھے [illegible] اچھے کالج میں ایڈمیشن نہیں ملے گا۔" اس کے خواب مسمار ہوئے تھے' تسلی کیسے ہوتی۔
[illegible] نے مٹھائی منگوا کر تقسیم کی۔
[illegible] بند کر کے روتی رہی۔

☐ ☐ ☐

"[illegible] میری فرینڈز ٹریٹ مانگ رہی ہیں۔" مومو نے کہا۔
"[illegible] نہیں بلکہ سارے خاندان کی دعوت ہو گی۔"
"[illegible]۔۔۔؟" دونوں ہی پُرجوش ہو گئیں۔
"اتوار کا دن رکھ لیتے ہیں چھٹی ہو گی سب کو' کیوں بابر۔۔۔؟" مہرالنسا نے بیٹے سے مشورہ مانگا۔
"[illegible] خوامخواہ میں اتنی فضول خرچی۔" بابر نے منع کرنا چاہا۔
"[illegible] زندگی اپنی حسرتیں دل میں دبائے رکھیں۔ وہ عورت ناگن کی طرح میری خوشیوں کو ڈستی رہی کیا اب [illegible] کر خوشی نہ مناؤں۔" مہرالنسا نے تیکھی نظروں سے بابر کو گھورا۔ ایمن لب بھینچ کر رہ گئی۔
"[illegible] مطلب نہیں تھا۔" بابر نے چور نظروں سے ایمن کو دیکھا۔
"[illegible] اتوار ہی ٹھیک ہے۔ ہم اپنی فرینڈز کو بتا دیں۔" جوجو نے جلدی سے پوچھا۔
"ہاں!" مہرالنسا نے کہا۔
"ممی! سر طاہر کو تو مٹھائی بھجوائی نہیں۔" مومل نے یاد کروایا۔
"ہاں بابر! ایک ڈبہ اس ماسٹر کے گھر بھی دے آؤ۔"
"[illegible] جاؤں سر کے گھر۔" مومو نے اشتیاق سے پوچھا۔
[illegible] کی جگہ بابر نے اسے گھورا۔
"[illegible] کرو گی جا کر؟"
"[illegible] سر کا گھر دیکھ لوں گی۔"
"[illegible] ضرورت نہیں۔" بابر کھڑا ہو گیا۔
"ماسٹر کو دعوت کا ضرور کہہ دینا۔" مہرالنسا نے کہا۔
"[illegible] وقت کون سا بتاؤں۔" بابر نے کچھ بیزاری سے پوچھا۔
"دوپہر کا کھانا کر لیں گے۔ ڈنر رکھا تو مہمانوں کو رات ٹھہرانا پڑے گا۔ جگہ تو اس گھر میں پہلے ہی نہیں [illegible]" پہلے جو گھر بڑا لگتا تھا اب چھوٹا لگنے لگا تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ڈیڈی کہہ تو رہے تھے کچھ رقم جمع کر کے نئے کمرے ڈلوا دیں گے۔ اسی لیے کہتا تھا کہ یہ فضول خرچی کہتے کہتے چپ ہو گیا۔ پھر باہر ہی نکل گیا۔

"ممی! نئے کمرے بنے تو میں اپنا کمرہ جوجو سے الگ کر لوں گی۔ آخر ایمن کا بھی تو الگ کمرہ ہے۔" مومو نے کہا۔

"ہوں۔۔۔" مہرالنسا کچھ سوچتے ہوئے ایمن کی طرف دیکھنے لگیں۔

"ڈیڈی کو فون کر کے بتائیں۔"

"وقار کا فون آئے تو بتا دیں گے۔" مہرالنسا نے جوجو کی بات رد کی۔

"ایمن! تم کون سے کالج میں داخلہ لو گی۔" مومو نے شرارت سے پوچھا۔

"یہ پوچھو کہ کون سا کالج اسے داخلہ دے گا۔" جوجو ہنسی۔ "اس کے نمبر مومو سے بھی زیادہ تھے۔ وہ اس سے زیادہ ذہین تھی، اسی لیے ڈبل پروموشن کے بعد ان کی کلاس میں آ گئی تھی۔ تب ہی ان سے چھوٹی ہونے کے میٹرک کا امتحان ان کے ساتھ ہی دیا تھا۔ اور وہ اس بات پر اتراتی بھی بہت تھی۔

"آرام سے گھر بیٹھنا اب تھرڈ ڈویژن کو کون داخلہ دے گا۔"

(تمہاری طرح مجھے بھی سارا دن پڑھنے کے سوا کوئی کام نہ ہوتا۔ مجھے بھی دودھ میں بادام گھوٹ کر پلائے تو پھر میں تمہیں پوچھتی۔)

خاموش کڑھتی ایمن کے لیے گھر بیٹھنے کا تصور ہی سوہانِ روح تھا۔ اس لیے اس نے کہہ دیا۔

"میں دوبارہ پیپر دوں گی۔"

مہرالنسا نے اسے بری طرح گھورا۔

"میرے پاس دوبارہ داخلے بھرنے کے لیے فالتو پیسے نہیں ہیں۔"

"دعوت کے لیے ہیں۔۔۔" وہ کڑھ کر بولی۔

"تمہاری زبان کچھ زیادہ نہیں چلنے لگی۔" مہرالنسا کو آگ لگ گئی۔

"میں ڈیڈی سے مانگ لوں گی۔"

"اگر وہ دیتا ہے تو ضرور لے لینا۔"

"ماں آپ کیوں دینے دیں گی۔ کچھ نہ کچھ جھوٹ گھڑ کر سنا دیں گی۔" وہ غصے سے کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

"تمہاری زبان نہ کاٹ دی تو میرا نام بھی مہرالنسا نہیں۔ بدچلن ماں کی بدزبان بیٹی۔"

"میری ماں کو کچھ مت کہنا۔" ایمن کمرے سے چیخی۔

"تو کیا سر پھاڑ دو گی میرا۔ الو کی پٹھی۔ کمینی۔۔۔" وہ مغلظات بکنے لگیں۔ "مر گئی وہ اور منہ کالا کر گئی میرے بابا۔۔۔ دوسروں کا شوہر چھیننے والی آوارہ کو کیا پھولوں کا ہار پہناؤں گی میں۔۔۔" بہت عرصے کے بعد ایمن کی زبان کھلی تھی اور بہت عرصے کے بعد مہرالنسا اپنی ساری مصلحتیں بالائے طاق رکھ کر اصل روپ میں نظر آئی تھیں۔

"میں نے کہا میری ماں کو کچھ مت کہنا۔"

ایمن تیر کی طرح کمرے سے باہر آئی۔ وہ سرتاپا غصے کی آگ میں جھلس رہی تھی۔ اس عورت نے اسے اذیتیں دی تھیں۔ مگر ماں کے حوالے سے طعنے ایمن نے پہلی بار سنے تھے۔

"کیا۔۔۔ کیا کرے گی تو۔۔۔ جان سے مار دے گی۔ سر پھاڑ دے گی۔"

"ہاں ہاں مار دوں گی۔"

ایمن نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ لپک کر سائیڈ پر پڑا بھاری گلدان اٹھایا اور پوری قوت سے مہرالنسا کو دے مارا

♥ ♥ ♥

مہرالنساء کی آنکھیں اس اچانک حملے پر ایک پل کو پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ لمحے انہوں نے بچنے کی بہت کوشش کی مگر صرف سر کو بچا سکیں۔ گلدان ان کے کندھے سے بری طرح ٹکرایا اور وہ پیچھے کو الٹ گئیں۔

مومو اور جوجو کی چیخیں ایک ساتھ بلند ہوئی تھیں۔

ایمن نے مہرالنساء کو دیکھا تو سن سی ہو گئی۔ اسے خود نہیں پتا تھا کہ اس نے کیا کر دیا ہے۔ اندر آتے بابر کو بھی اس نے ساکت کر دیا۔ دوسرے ثانیے وہ تیزی سے ماں کی طرف بھاگا۔ مومو اور جوجو چیختے ہوئے ماں کو سیدھا کر رہی تھیں۔ ایمن بھاگ کر اپنے کمرے میں گھسی اور چٹخنی چڑھا لی۔ وہ بہت ڈر گئی تھی۔

مہرالنساء چیخنے لگی تھیں۔

"چھوڑوں گی نہیں میں تجھے۔۔۔ جان سے مار دوں گی دیکھنا میں تیرے ساتھ کرتی کیا ہوں۔ وہاں ماروں گی جہاں پانی بھی نصیب نہ ہو گا۔"

وہ دروازے کے ساتھ لگی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

ساری رات اس نے اسی طرح ڈرتے کانپتے اور روتے ہوئے گزاری کبھی ایک پل کو آنکھ لگی تو اسے لگا مہرالنساء اس کی گردن پر چھری رکھے کھڑی ہیں۔ وہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھتی۔

"پتا نہیں میں نے ایسا کیوں کیا۔" وہ اپنی اس جرأت اور بے اختیاری عمل پر حیران بھی تھی اور خوفزدہ بھی۔ اور کہیں ہلکا سا اطمینان بھی تھا۔

"اس عورت کو یہی سزا ملنا چاہیے تھی۔"

اسے ایک عجیب سکون سا احساس تھا جو اندر ہی اندر اسے ہلکی ہلکی تھپکیاں دے رہا تھا۔ سورج کی سنہری کرنیں پردوں کی اوٹ سے جھانکتی رہیں۔ پھر دھیرے دھیرے سہولت سے کمرے میں اتر کر آزادی سے ہر چیز کو چھونے لگیں۔ اس نے گھٹنوں پر دھرا سر اٹھایا۔ اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ چہرہ زرد اور بے رونق، بال بکھرے ہوئے اور ایک ہی زاویے پر بیٹھنے کی وجہ سے جسم اکڑا ہوا تھا۔ باہر مکمل خاموشی اور سکون تھا۔ لیکن وہ اچھی طرح جانتی تھی یہ طوفان سے پہلے کا سکوت تھا۔

"پتا نہیں اب کیا کرے گی یہ عورت میرے ساتھ۔" اس نے سوچنا چاہا مگر تھکے ہوئے ذہن نے سوچنے کے بجائے اک جھرجھری سی لی۔ تب ہی دروازے پر دستک ہوئی وہ اپنی جگہ سے ہلی تک نہیں ٹکر ٹکر دروازے کو دیکھتی رہی وہ دیکھ رہی تھی۔ دروازے کے دوسری طرف مہرالنساء کھڑی ہیں۔ ان کے ہاتھ میں کیا تھا؟ دھار دار خنجر جو اس کی گردن پر پھیرنے والا تھا یا پھر موٹا رسہ اس نے جھرجھری لے کر چھت پر بند پنکھے کو دیکھا۔

دستک دوبارہ ہوئی۔

"میں نہیں کھولوں گی۔" اس نے چیخ کر گھٹنوں میں چہرہ چھپا لیا۔

"ایمن! دروازہ کھولو۔" بابر اسے پکار رہا تھا۔ ایمن کے پتے کی طرح لرزتے دل کو ڈھارس ہوئی۔ بابر کے بار بار پکارنے پر اس نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔

بابر اندر آ گیا۔ اس کے چہرے پر خفگی کے تاثرات بہت نمایاں تھے۔ وہ کچھ لمحے بے حد ناراضی سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ پلٹ کر بیڈ کے کنارے پر جا ٹکی تھی اور گود میں دھرے ہاتھوں کی انگلیاں چٹخا کر اس کے کچھ کہنے کی منتظر تھی۔

"تم نے یہ اچھا نہیں کیا۔ میں جانتا ہوں انہوں نے تم سے ضرور کچھ غلط کہا ہو گا۔۔۔ مگر ایمن وہ ہماری ماں ہیں۔"

"انہوں نے میری ماں کو گالیاں دی تھیں۔" ایمن کا لہجہ سپاٹ تھا۔

بابر ایک پل کے لیے خاموش ہوا مگر اس کی خفگی کم نہ ہوئی تھی۔ "پھر بھی تم نے بہت غلط کیا ہے؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایمن نے سر اٹھا کر سامنے کھڑے بھائی کو دیکھا۔ "بابر بھائی! اگر کوئی آپ کی ماں کو گالیاں دے جبکہ وہ نہ ہوں۔۔۔ انہیں آوارہ اور بد چلن کہے تو آپ کیا کرو گے؟"

بابر اس کے سوال کا جواب نہ دے سکا۔

"میری ممی نے ڈیڈی کے ساتھ شادی کی تھی۔ آئندہ بھی اگر کسی نے انہیں آوارہ کہنے کی کوشش کی تو طرح اس کا سر پھاڑ دوں گی۔" ایمن کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ کچھ لمحے قبل خوف کی جو کیفیت اس پر طاری تھی زائل ہو چکی تھی۔

بابر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر جھنجلا کر باہر نکل گیا۔

ایمن نے اپنے سینے میں رکی سانس کو باہر نکالا اور زیر لب بڑبڑائی۔

"میں اس معاملے میں کسی کی نہیں سنوں گی۔ خواہ ڈیڈی مجھے کتنا ہی۔۔۔"

اور ڈیڈی کا خیال آتے ہی وہ پھر سے مضطرب ہو گئی۔

"نجانے ڈیڈی سے کیا کہا جائے گا۔۔۔ لیکن میں انہیں سب کچھ بتا دوں گی۔"

وہ سب کچھ بھول کر وقار الحسن کو سوچ رہی تھی۔

سارا دن کسی نے اس کے کمرے میں جھانکا تک نہیں۔ لیکن ان کے چلنے پھرنے، کچن کا دروازہ کھلنے بند ہونے کی آواز وہ سنتی رہی تھی۔ البتہ ٹی وی کسی نے نہیں لگایا تھا۔ بھوک سے مجبور ہو کر وہ خود ہی باہر چلی آئی۔ لاؤنج میں کوئی نہ تھا۔ شاید سب مہرالنساء کے کمرے میں تھے۔ وہ اپنے لیے روٹی بنا رہی تھی جب جوجو نے آکر رکھائی سے کہا۔

"ڈیڈی کا فون سن لو۔"

ایمن نے توے پر پڑی روٹی کو دیکھا اُسے وہیں چھوڑ کر چولہا بند کیا اور مرے مرے قدموں سے لاؤنج میں آئی۔

"ممی کے کمرے میں ہے۔" جوجو نے بیزاری سے کہا۔

وہ نہ چاہتے ہوئے مہرالنساء کے کمرے میں آگئی۔ مہرالنساء بیڈ پر چادر اوڑھے لیٹی تھیں۔ یوں لیٹا دیکھ کر کو ایک بار تو ضرور خوشی کا احساس ہوا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ایمن! تم اتنی خود غرض، جاہل اور بد تمیز ثابت ہو گی، یہ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔" وقار الحسن کی آغاز ہی اس جملے سے ہوا تھا۔

ایمن کی آنکھوں کے قرینے یک بیک پانیوں میں ڈوب گئے۔ یہ شخص اس کا باپ تھا اور کبھی اسے اپنی کہا کرتا تھا۔ وہ اس کی نظروں سے دور تھی تو کیا دل سے بھی دور ہو چکی تھی۔ وہ گرجتے برستے رہے۔ ایمن رہی۔ مگر جب انہوں نے کہا۔

"تم مہرالنساء سے معافی مانگو۔" تو وہ چیخ اٹھی۔

"تو آپ اس عورت سے کہہ دیں۔۔۔ وہ میری ماں کو گالیاں مت دیا کرے۔۔۔ وہ آوارہ نہیں تھی۔"

اور ریسیور پٹخ کر بغیر کسی کی طرف دیکھے باہر بھاگ گئی۔

"ہیلو۔" مہرالنساء نے ریسیور اٹھایا۔

"تم نے ایمن سے سارا کے بارے میں کیا کہا ہے؟"

وقار الحسن نے پوچھا تو مہرالنساء کا جی چاہا کہ وہ سامنے والی دیوار سے اپنا سر ٹکرا دیں۔ یا قبر سے سارا حمید کو نکلوا کر لائیں اور چوک میں پھانسی چڑھا دیں۔

سارا حمید (جسے وہ کبھی سارا، قارنہ کہتی تھیں) بھوت بن کر ان کی زندگی سے چمٹ گئی تھی۔

وہ اور موموں نے وارڈ روب سے سب کپڑے نکال کر بیڈ پر ڈھیر کر رکھے تھے۔ مہرالنساء کی چوٹ کی وجہ سے اس اتوار کو کینسل کر کے اگلی اتوار پر رکھ دی گئی تھی۔ مہرالنساء کے کندھے پر نیل پڑ گیا تھا۔ وہ جب بھی ۔۔ ہوئے گردن موڑ کر اس نشان کو دیکھتیں۔ ایمن کے خلاف دل میں غبار کچھ اور بڑھنے لگتا۔ اس نشان پر ۔۔ سہلاتے ہوئے وہ دل ہی دل میں عہد کرتیں۔

"ملعنا ایمن میں تجھے تباہ کر دوں گی۔"

ایمن کے لیے یہ دن بہت مشکل اور اداس کر دینے والے تھے۔ گھر میں کوئی اس سے بات نہ کرتا حتیٰ کہ مہرالنساء اس سے کوئی کام بھی نہ کہتی تھیں۔ مگر جب بھی ایمن کی نگاہیں ان کی نگاہوں سے ٹکرائیں تو وہ خوفزدہ ہو جاتی۔

وہ نگاہیں زخمی بھری ہوئی شیرنی کی نگاہیں تھیں اور ایمن ان میں چھپے ہوئے پیغام پڑھ سکتی تھی۔ اتنے عرصے میں ایک بات تو وہ بھی جان گئی تھی کہ مہرالنساء نہ بھولنے والوں میں سے تھیں اور نہ معاف کرنے والوں میں سے۔ وہ خاموش تھیں اور ان کی خاموشی ایمن کے لیے معنی خیز اور تشویشناک تھی۔

"ممی! کوئی بھی ڈھنگ کا سوٹ نہیں ہے۔" جوجو نے کہا۔

"تمہارے ڈیڈی نے زیادہ پیسے نہیں بھجوائے۔ تم لوگوں کی ایڈمیشن فیس پھر دعوت کا خرچا۔۔۔"

"لے دیں نا۔۔۔"

"اچھا دیکھیں گے۔" مہرالنساء ٹال کر اخبار کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

"ابھی چلیں۔ مجھے پتا ہے آپ کے پاس پیسے ہیں۔"

"اور پورا مہینہ کیا کریں گے؟"

"بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔ ہو سکتا ہے ڈیڈی اور پیسے بھجوا دیں۔"

"بہت تنگ کرتی ہو بر جیس۔"

"پلیز۔۔۔" سب سے چھوٹی ہونے کے بنا پر وہ مہو کی لاڈلی بھی تھی۔

"اچھا موموں کو بلا لو۔"

"ممی! ایمی کے لیے بھی سوٹ لائیں گے؟" جوجو نے نجانے کیا سوچ کر پوچھا۔

"جس معاملے سے تمہارا تعلق نہ ہو۔ اس میں مت دخل دیا کرو۔" مہرالنساء نے اسے جھڑک کر رکھ دیا۔ وہ بھاگ لی۔ وہ لوگ تیار ہو کر نکلیں تو ایمن اپنی پسندیدہ جگہ یعنی سیڑھیوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔ دونوں ہنستے اس کے پاس سے گزر گئیں۔

مہرالنساء کے قدم ایمن کے پاس رکے۔ "ہم بازار جا رہے ہیں، کھانا بنا لینا۔"

انہوں نے صاف اور واضح آواز میں کہا۔ لہجہ سپاٹ تھا۔ ایمن کچھ بھی اندازہ نہ لگا سکی مگر اس نے سوچا۔

"انہوں نے ضرور کچھ نہ کچھ سوچ لیا ہے۔"

اس نے تینوں کو رخصت ہوتے اس وقت تک دیکھا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی تھیں۔ پھر اس کا زاویہ بدل کر درختوں پر پھیلتی ہوئی دوپہر کو دیکھا۔

آخیر اگست کی زرد، بے رنگ اور بے حد گرم دوپہر تھی۔

فضا بے حد ساکن اور خاموشی سے لبریز تھی۔ اس نے درختوں کے پتوں میں چھپی ہوا تلاشنا چاہی۔ پتے ساکن تھے۔ کسی پرندے نے پر پھڑپھڑائے، اڑا اور گرد آلود آسمان کی وسعتوں میں گم ہو گیا۔ جامن کے درخت سے گلہری نکلی اور بھاگتی ہوئی املتاس کے عقب میں غائب ہو گئی۔ ہلکی سی ہلچل کے بعد ماحول پر پھر سے گہری خاموشی چھا گئی۔

ایمن کو شدت سے اپنے تنہا ہونے کا احساس ہوا تو رونا آگیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کچھ دیر کے بعد گھٹنوں میں چہرہ چھپائے وہ دھواں دھار رو رہی تھی۔ نہ جانے کتنا وقت گزرا' جب کسی نے آہستگی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"بری بات' اس طرح نہیں روتے۔"

وہ بدک کے پیچھے ہٹی اور خوفزدہ نظروں سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا؟" وہ اس کے بے حد قریب کھڑا تھا۔

ایمن جواب دینے کے بجائے گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔ دوپٹہ پاؤں میں الجھ کر کندھے سے پھسل گیا۔ وہ لڑکا اس نے سہارا دینے کے لیے تھامنا چاہا۔ مگر وہ دوپٹہ کھینچ کر تیزی سے پیچھے ہٹ گئی۔

اس نے بے حد دلچسپی سے اس منظر کو دیکھا تھا۔ "بابر گھر پر ہے؟" ایمن نے اثبات میں سر ہلایا اور اندر طاہر محمود نے اسے اندر غائب ہوتے دیکھا پھر بابر کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جس کا دروازہ برآمدے میں تھا۔ بابر اسٹڈی میں مصروف تھا۔ اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"سر آپ۔۔۔"

"مٹھائی تو تم نے کھلا دی۔ میں نے سوچا مبارک باد ہی دے آؤں۔"

"اتنے دنوں کے بعد۔۔۔" بابر مسکرایا۔

"بس یار! شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔"

"سر آپ بیٹھیں۔" بابر نے جلدی سے کرسی سیدھی کی۔

"مومل اور پرجیس کو تو بلاؤ۔۔۔"

"سر! وہ بازار گئی ہیں آپ بیٹھیں میں آتا ہوں۔"

"کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہے یار۔"

"جی۔" بابر باہر نکل آیا اور ایمن کو ڈھونڈتا ہوا اس کے کمرے میں آ گیا۔ وہ واش روم سے چہرہ پونچھتے ہو آنکھیں اب بھی سوجی ہوئی تھیں۔

"تم روتی رہی ہو؟" کتنے دنوں سے وہ بھی اسے نظرانداز ہی کر رہا تھا۔

ایمن سر جھکا کر ہونٹ چبانے لگی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ اور کیا کہتا۔

"میرا رزلٹ بہت خراب آیا ہے۔ اب میں کیا کروں گی؟"

"جن حالات میں تم نے پیپر دیے تھے۔ ان میں تو پاس ہونا بھی معجزہ ہے۔ مجھے تو خوشی ہے کہ تم پاس ہو

"تھرڈ ڈویژن میں۔۔۔" آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔

"رونے سے ڈویژن بڑھ جائے گی۔۔۔؟"

"کہیں ایڈمیشن نہیں ملے گا۔"

"تم دوبارہ امتحان کیوں نہیں دے لیتیں۔" بابر نے مشورہ دیا۔

"رزلٹ تب بھی یہی رہے گا۔" وہ بالکل مایوس تھی۔

"اچھا سوچتے ہیں۔ ابھی تو سر طاہر محمود آئے ہیں۔ تم اچھا سا اسکوائش بنا کر دے جاؤ۔" وہ آہستہ سے تھپتھپا کر باہر نکل گیا۔

ایمن کچن میں گئی۔ بے دلی سے اسکوائش بنا کر لائی تو بابر شاید طاہر محمود سے اسی کا مسئلہ ڈسکس کر رہا ہی گلاس ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے کہا۔

"بہتر تو یہی ہے کہ تم اگزام دوبارہ دے دو۔"

"میں نے بتایا نا سر! ان حالات میں رزلٹ۔۔۔"

نے پہلی بار کسی سے گھریلو مسئلہ ڈسکس کیا تھا۔ اس لیے خجالت سی محسوس کر رہا تھا۔

ن کا مسئلہ نہیں ہے میں۔۔۔"

می اجازت نہیں دیں گی۔" بابر نے آہستگی سے اس کی بات قطع کی۔

ال ن۔۔۔" طاہر محمود نے ہمدردی سے ایمن کو دیکھا جو اپنا ذکر سن کر وہیں رک گئی تھی۔

ہے میں کوشش کرتا ہوں کہ کسی کالج میں اس کا ایڈمیشن ہو جائے۔"

یو سر! دراصل مجھے ڈر ہے کہ ممی اس بات کو ایشو بنا کر ایمی کو گھر نہ بٹھالیں۔" بابر نے ممنونیت سے

می آ رہی ہے۔ میں اب چلتا ہوں۔" طاہر محمود نے کھڑکی سے گرد آلود ہوتے آسمان کو دیکھا اور کھڑا ہو ے گیٹ تک رخصت کرنے گیا۔ ایمن برتن کچن میں رکھ کر آئی تو دروازے کھڑکیاں بجنے لگے تھے۔

بارے دروازے کھڑکیاں بند کر دیے۔

آئی ان کی شاپنگ۔۔۔" بابر نے اندر آتے ہوئے کہا۔

وہ خاموشی سے پردے کھینچتی رہی۔

کھانا پکانے سے تو جان چھوٹی۔ نہ میں سبزی لاؤں گا نہ تم کچھ پکاؤ گی

نہ کچھ تو پکانا ہی ہو گا۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

مل کر پکاتے ہیں۔" بابر شاید اپنے گزشتہ رویے کی تلافی کرنا چاہتا تھا۔

دونوں کچن میں آ گئے۔ فریج میں گوشت کے پیکٹ کے سوا کچھ نہ تھا۔

ٹھیک ہے بریانی پکاتے ہیں۔" بابر نے کہا۔

چاول میں بھگو دیتا ہوں تم گوشت کا جو کرنا ہے کر لو۔"

لیکن مجھے تو بریانی پکانا نہیں آتی۔" ایمن کچھ پریشان ہوئی۔

یار گھر میں اتنے ڈائجسٹ پڑے ہیں۔ کوئی آسان سی ترکیب نکال لو۔"

تھوڑی تلاش بسیار کے بعد ترکیب مل گئی۔ کھانا پکانے کی شد بد تو ہو ہی گئی تھی۔ سو اس نے سہولت سے کام کر دیا تھا۔ بابر کی پرلطف باتوں نے اس کا ذہن ہلکا پھلکا کر دیا تھا۔

میز پر لگا دو۔" بریانی تیار ہوئی تو بابر نے کہا۔

ان کو آ جانے دیں۔"

پہلے ہم تو ٹرائی کر لیں۔ خوشبو تو اچھی آ رہی ہے۔" بابر نے بے تابی سے کہا تو وہ مسکرا کر ٹیبل سیٹ کرنے لگی لگا ہی رہی تھی۔ جب وہ لوگ آ گئیں۔ آندھی رک گئی تھی اور سیاہ بادلوں نے آسمان کو اپنے گھیرے رکھا تھا۔

ہم بھی بس۔ سب کچھ افراتفری میں لینا پڑا۔" موموں نے تھیلے ایک طرف ڈالے پھر مڑ کر ایمن سے کہا۔

پانی تو پلا دو۔"

کھانے کے وقت وہ سب ناراضی بھول جاتی تھی۔

رکھا ہے۔" ایمن رکھائی سے کہہ کر مزید پلیٹیں لینے کچن میں چلی گئی۔

" موموں زیر لب بڑبڑائی۔

آپ جلدی آ جاؤ۔ سخت بھوک لگ رہی ہے۔" بابر کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

یا پکایا ہے؟" مہرالنساء نے پوچھا۔

میرا دل بریانی کھانے کو چاہ رہا تھا۔"

مہرالنساء نے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ دونوں اپنی شاپنگ کھول کر بیٹھ گئی تھیں۔

ادھر آؤ ایمن۔" وہ پلیٹیں لے کر آئی تو مہرالنساء نے پکارا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایمن کچھ حیران ہوتی قریب آئی تو انہوں نے ٹی پنک خوب صورت سا سوٹ اس کے سامنے رکھ دیا۔ "ا
پر پہن لینا۔"

"جی۔" وہ ہونق سی ہو گئی۔

"میں نے کہا نا دعوت پر پہن لینا۔" مہرالنساء نے دوبارہ دہرایا۔

ایمن نے بے حد پزل سی ہو کر سوٹ اٹھایا۔

"پسند نہیں آیا؟" مہرالنساء کا ہر جملہ ایمن کو حیران کر رہا تھا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں۔" وہ سوٹ اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

بابر بے اختیار ہنس دیا۔ مہرالنساء نے قدرے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"یو آر ریئلی آجینئس مدر۔ آپ کی نظر ہر چیز پر رہتی ہے۔" بابر نے بریانی پلیٹ میں نکالتے ہوئے توصیفی انداز میں کہا۔

"تم چپ رہو۔" مہرالنساء غرائیں۔ بیٹے کی ذہانت نے خائف سا کر دیا تھا۔

"ممی! آپ نے اسے اتنا اچھا سوٹ لے دیا۔" مومو نے شکایتی نظروں سے ماں کو دیکھا۔

"تم سے زیادہ اچھا نہیں ہے۔" وہ پرس کھول کر باقی بچے پیسوں کا حساب کرنے لگی تھیں۔

"کم بھی نہیں ہے۔ مجھے میچنگ شوز لے دیتیں۔ اس نے آپ کے ساتھ اتنی بدتمیزی کی پھر بھی آپ
یوں بھی یہ دعوت ہماری کامیابی کی خوشی میں تھی۔ اس کی تھرڈ ڈویژن کے لیے تو نہیں۔" مومل تنک کر بولی۔

"تم نہیں سمجھو گی۔" انہوں نے ٹالا۔

"آپ کی زیرِ تربیت ہیں۔ بہت جلد سمجھنے لگیں گی۔" انہماک سے بریانی کھاتے ہوئے بابر کے منہ سے
پھسلا۔

"بابر! مجھ سے اس لہجے میں بات مت کرو۔" مہرالنساء چیخ کر بولیں۔

"جب آپ زیادتی کرتی ہیں تو مجھے غصہ آتا ہے۔"

"یہ زیادتی ہے۔ ہزار روپے کا سوٹ لے کر دینا زیادتی ہے؟"

"آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ آپ نے اسے یہ سوٹ کیوں لے کر دیا ہے۔"

"کیوں..... کیوں لے کر دیا ہے؟" مہرالنساء کا لہجہ تیز ہو گیا۔ بابر نے انہیں دیکھا پھر پلیٹ پر جھک کر آہ
گویا ہوا۔

"آپ دوسروں کے سامنے چھوٹی نہیں پڑنا چاہتیں۔ آپ اپنی انصاف پسندی، رحم دلی اور عدل....."
چہرے کو دیکھ کر اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

مہرالنساء گنگ سی جوان ہوتے بیٹے کو دیکھتی رہیں۔ جس نے ایک پل میں انہیں بے نقاب کر دیا تھا۔

"ٹھیک کہا تم نے۔ یہ میری مجبوری تھی۔"

"امی! معاف کرنا خدا کو پسند ہے۔" بابر کا لہجہ مدھم تھا۔

"میں نہیں کر سکتی۔" مہرالنساء تڑخ کر بولیں۔ "میں نے اک عمر گزاری ہے سلگتے کڑھتے ہوئے۔ اس
باپ نے مجھے بس ضرورت کی چیز بنا کر رکھا ہے۔ اسے گھر کی دیکھ بھال کے لیے ایک عورت کی ضرورت تھی
نے مجھے نوکرانی بنا کر گھر میں رکھا اور خود اس چڑیل کے ساتھ عیش کرتا رہا۔ اسے اپنی اولاد کے لیے آیا کی ضر
پڑی تو میں یاد آئی اور اب بھی اب بھی وہ اس کے خلاف اُف لفظ نہیں سنتا۔ میں کیا بھول جاؤں یہ چھوکری
موہنی کی اولاد ہے اسے دیکھتی ہوں تو میرے اندر آگ لگتی ہے اور تم کہتے ہو میں معاف کر دوں۔ وہ گلدان ا
کر میرا سر پھاڑ دے۔ میں اسے معاف کر دوں۔ کیسے بھول جاؤں۔ کیسے معاف کر دوں۔ ڈوب مرو کہیں جا کر
کیسے نالائق بیٹے ہو کہ سب کچھ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہی تو ہوا تھا پر نہیں میں بری ہوں بری ہی رہوں

بھی ماں سمجھا ہے۔ پہلے ممانیوں کے چمچے بنے رہے اب اس چھنال کے، تمہارے سامنے تو وہ
بھی پڑھا دے تم تو تب بھی کچھ نہ بولو۔ مگر تمہارا کیا قصور، جادوگر ماں کی جادوگر بیٹی ہے۔"

ان کی سانس پھول گئی۔ گلا بیٹھ گیا۔

! بس کریں۔" ہکا بکا کھڑی جو جو ماں سے لپٹ گئی۔ "یہ بابر بھائی بس یونہی۔"

بوکھلا گیا تھا۔ اسے مہرالنساء کے اس انتہائی ردِ عمل کی امید نہ تھی۔ اسے تو لگا تھا کہ گزرتے سالوں نے
کو بدل دیا ہے۔ مگر نہیں وہ اب بھی وہیں کی وہیں کھڑی تھیں۔ وہ اب بھی وہی مہرالنساء تھیں۔

تلخ اور بد زبان۔

کھانا چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

☆ ☆ ☆

کے ساتھ صرف بسکٹ رکھتے ہوئے اسے شرم آگئی۔ مگر کیا کرتی۔ ٹھنڈی سانس کھینچتے ہوئے اس نے
میں رکھی اور اپنے کمرے میں آگئی۔

زاری سی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ وہ چھریرے بدن، صاف رنگت والی جاذبِ نظر لڑکی تھی۔
بڑی بڑی نہ تھیں۔ مگر اس میں کھنچی کاجل کی لکیر سادہ سی آنکھوں کو خاص تاثر بخش رہی تھیں۔ ریڈ
سوٹ پر نیلے دھاگے کی نازک سی بیلیں کڑھی ہوئی تھیں۔ نازک، جیولری، میچنگ جوتے، بالوں کی
، چہرے پر بھولپن کے ساتھ اعتماد کی جھلک، ہونٹوں پر چٹکتی مسکراہٹ کی کلیاں۔

ساختگی تھی اس کی مسکراہٹ اور ہنسی میں۔

بھی طرح ایمن سے زیادہ خوب صورت نہ تھی۔ مگر ایمن ہمیشہ اسے دیکھ کر رشک و حسد کا شکار ہو جاتی۔ اس
بند میں سے صرف مائرہ تھی جس کے ساتھ اب تک دوستی چلی آرہی تھی۔ مائرہ اکثر چکر لگا لیتی۔ کبھی
بھی اس کے طرف چلی جاتی۔ اس معاملے میں مہرالنساء نے اس پر کبھی پابندی نہ لگائی تھی۔ مائرہ کی
وہ ہمیشہ حسرت میں مبتلا ہو جاتی۔ کون کہتا تھا کہ وہ سوتیلی ماں ہے۔ بلکہ جس طرح انہوں نے مائرہ کے
سنبھالا اور بچوں کو پروان چڑھایا تھا۔ لوگ بھول ہی گئے تھے کہ وہ ان کی سگی نہیں۔

ساری نصیب کی ہے۔"

بات ساری ظرف کی ہے اور میری ماں کا ظرف سمندر ہے۔" مائرہ کے لہجے میں فخر ہی فخر ہوتا۔

کہاں رہ گئی تھیں۔ اک چائے بنانے میں اتنی دیر۔"

تو سادہ سے انداز میں کہا تھا۔ ایمن بری طرح شرمندہ ہو گئی۔

چائے کے ساتھ بسکٹ کا ڈبہ کھولنے میں کتنی دیر لگتی ہے۔"

!" مائرہ پشیمان ہو گئی۔

لے لو ٹھنڈی ہو جائے گی۔"

ہی بھلے بہت مزے کے بناتی تھیں اور فروٹ چاٹ بھی۔ انہوں نے کبھی بازاری لوازمات استعمال
تھے۔ باتوں کے ساتھ ساتھ جھٹ پٹ سب کچھ بن جاتا۔

اور میری دوستی کو ان لوازمات کے ساتھ کیوں تولتی ہو۔" مائرہ ناراضی سے گویا ہوئی۔

مجھے اچھا نہیں لگتا۔" وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی۔ اب چائے پینے کو بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔

بار کہا ہے اتنی حساس مت ہوا کرو۔ اس طرح مرجھاؤ گی اور وہ سنڈریلا کی بہنیں عیش کریں گی۔"

ابھی تو عیش ہی کر رہی ہیں۔"

دیکھنا جب وہ پرنس تمہیں ڈھونڈتے ہوئے یہاں آئے گا تو جل مریں گی۔" وہ مزے سے چائے میں
رکھا رہی تھی۔

پرنس.....!" ایمن نے بیزاری سے سر ہلایا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"واہ تم کسی پرنس سے کم ہو آئے گا تو ضرور۔"
"تم دیکھنا یہ مکار عورت میری شادی بھی نہیں ہونے دے گی۔ نوکرانی بنا کر اسی گھر میں رکھے گی۔"
"فکر نہ کرو میں کروا دوں گی۔"
"پہلے اپنی کروالو۔" ایمن نے جھینپ کر کپ اپنے سامنے کیا۔
"وہ تو ہونے والی ہے۔"
ایمن حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔
"سچ' میری منگنی ہونی والی ہے۔"
"مذاق مت کرو ابھی تو۔۔۔"
"ابھی تو میں چھوٹی ہوں۔" مائرہ نے اس کا جملہ اُچکا اور کھلکھلا اٹھی۔ پھر ایک آنکھ بند کرکے ام
جھکی۔
"یار اتنے بھی چھوٹے نہیں رہے پھر شادی ابھی تھوڑی ہو گی۔ دو سال بعد جب میں ایف ایس
تب"
"تم تو واقعی سیریس ہو کون ہے وہ؟"
"میری بڑی پھپھو کے بیٹے آج کل اپنا بزنس سیٹ کر رہے ہیں۔" وہ شرماتی اتراتی تفصیل سنانے
خاموشی سے سنتی رہی۔ ذہن میں اک دریچہ سا کھلنے لگا تھا۔ جہاں سے تازہ ہوا کا جھونکا حبس زدہ ماحول
سی کرنے لگا۔ خاموشی میں دلچسپی اور اشتیاق شامل ہو گیا تھا۔ وہ بھول گئی کہ اسے کوئی اور کام بھی کرنا
اس بار معمول سے کچھ زیادہ دیر ٹھہری تھی۔ دونوں باتیں کرتے ہوئے لان میں نکل آئی تھیں۔
درمیان میں بابر نے مائرہ کو اتنی دیر تک رکتے دیکھا تو آئس کریم لا دی۔
"لو بھائی آ گئے۔" بائیک گیٹ کے پاس رکی ہی تھی کہ مائرہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔
"بھائی؟"
"آؤ تمہیں بھی ملواؤں۔" مائرہ نے اسے بھی کھینچ لیا۔ "یہ عفان بھائی ان سے چھوٹے ہیں ایئرفورس
کل ہی ملنے آئے تھے۔"
"کیا رضوان بھائی بھی ایسے ہی ہیں؟" ایمن نے ستائشی نظروں سے بلیک پینٹ پر بلیک ٹی شرٹ میں
ہیر کٹ والے بے حد گورے اور لمبے لڑکے کو دیکھا۔ اس نے گلاس اتار کر ہاتھ میں لے لیے تھے اور
چھوٹے سے گیٹ کے اوپر سے اُن ہی کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ اسے ادھر متوجہ دیکھ کر ایمن نے جھینپ
جھکا لیں اور مائرہ کے عقب میں ہو گئی۔
"نہیں تو میں نے غور سے کبھی دیکھا ہی نہیں۔" مائرہ نے معصومیت سے کہا۔
"آ جاؤ بی بی! اب کیا تمہارے انتظار میں یہیں سوکھ جاؤں۔"
انہیں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے دیکھ کر وہ پکارا۔ اس کی شخصیت کی نسبت آواز قدرے بھاری تھی۔
"عفان بھائی! یہ میری پیاری سی دوست ایمن ہے۔"
قریب جاتے ہی مائرہ نے تعارف کی رسم نبھائی۔ تو اس نے مائرہ کے عقب میں ہوتی ایمن کو دیکھا ج
حد آہستہ آواز میں سلام کیا تھا۔
"وعلیکم السلام جیتی رہیے خوش رہیے۔" اس نے بزرگانہ انداز میں دعا دی' مائرہ ہنس دی۔
ایمن نے اس کی چٹکی لی اور وہ کہہ رہا تھا۔
"دوست تو تمہاری ہی ہے۔ پیاری ہے یا نہیں یہ فیصلہ تو ہم پر چھوڑ دو۔" شریر لہجہ' متبسم انداز۔
ایمن یوں گھبرائی کہ مائرہ کو خدا حافظ کہے بغیر ہی پلٹ گئی۔
"لو تمہاری سہیلی تو تمہیں نکالنے کو تیار بیٹھی تھی۔"

[illegible] کانوں سے ٹکرایا تو وہ پچھتائی۔ خدا حافظ کہنے کو پلٹی مگر بائیک اسٹارٹ ہو چکی تھی اور مائرہ ہاتھ ہلا رہی

[illegible] ہوا ایمن!" وہ سر پر ہاتھ مار کر بڑبڑائی۔

☼ ☼ ☼

[illegible] اپنی تمام تر کوشش کے باوجود دعوت نہ کر پائی تھیں۔ وہ جس پیمانے پر ہلا گلا کرنا چاہتی تھیں۔ اتنے
[illegible] نہ تھے۔ وقار الحسن نے مزید رقم بھی نہیں بھجوائی تھی۔ انہوں نے فون کرکے جہاں موموا ور جوجو کو
[illegible] ایمن کے رزلٹ پر سخت مایوسی کا اظہار کیا تھا۔
[illegible] وار نہ ہوتے ہوئے بھی شرمندہ ہوتی رہی۔
[illegible] پھنکارتی پھر رہی تھیں۔
[illegible] وہاں کر کیا رہا ہے۔ لوگ جاتے ہیں تو لاکھوں کما کر بھیجتے ہیں' یہ ہے کہ اب بھی ترسا ترسا کر رقم بھیجتا

[illegible] ہماری تمام ضروریات اچھے طریقے سے پوری ہو تو رہی ہیں۔"
[illegible] وقار کے چمچے۔۔۔" وہ بابر پر الٹ پڑی تھیں۔
[illegible] مائرہ کی منگنی کا بلاوا آ گیا۔ بلکہ وہ خود آئی تھی۔
[illegible] پیمانے پر چھوٹی سی رسم ہو گی۔"
[illegible] کے جگر جگر کرتے چہرے کو دیکھتی رہی۔ وہ بے تحاشا خوش تھی۔
[illegible] ضرور آؤں گی۔" ایمن نے وعدہ کیا۔
[illegible] جوجو نے اپنی چند فرینڈز کو بلا کر ہلا گلا کر لیا تھا۔ ممی نے جو سوٹ اسے لے کر دیا تھا اس فضول تقریب کے لیے
[illegible] پہننا گوارا نہیں کیا۔ وہی سوٹ اس نے گفٹ کے طور پر مائرہ کو دینے کا سوچا تھا۔ خود پہننے کے لیے اس
[illegible] کافی کپڑے تھے۔

[illegible] بھی ساتھ جاؤں گی۔" عین وقت پر مومل کا نعرہ ایمن کو کوفت میں مبتلا کر گیا۔ (اس نے ہر جگہ اڑنگا ضرور
[illegible])
[illegible] کیا کرنے جانا ہے؟"
[illegible] منگنی کا ڈریس دیکھوں گی' آخر کل کو۔۔۔" وہ جوجو کے کان میں کھلکھلائی۔
[illegible] تصویروں میں دیکھ لینا۔ اس نے صرف مجھے انوائیٹ کیا ہے۔" ایمن نے ٹالنا چاہا۔ وہ بالکل تیار تھی اب
[illegible] تیاری گویا مزید وقت کی بربادی۔
[illegible] اکیلے ضرور جانا ہے ہیں۔ ممی! میں چلی جاؤں؟" اس نے گو بھی کاٹتی مہرالنساء سے پوچھا۔
[illegible] تیار ہو جاؤ۔" وہ بے توجہی سے گویا ہوئیں۔
[illegible] خوشی خوشی کمرے میں جا گھسی جاتے جاتے اس نے جوجو کو بھی اکسانا چاہا۔ مگر وہ پوری طرح عامر خان
[illegible] میں گم تھی۔ گم ہی رہی۔ ایمن منہ پھلا کر اس کے پاس جا بیٹھی۔
[illegible] کہہ رہی تھی۔ لوگ حقیقت میں بھی ایسے ہی رومانس کرتے ہیں۔۔۔ چوری چھپے۔" جوجو نے سرگوشی کی۔
[illegible] نظریں اٹھا کر ٹی وی کی طرف دیکھا۔ جہاں عامر اور کرشمہ بے حد مصروف تھے۔
[illegible] نہیں۔" وہ بیزاری سے ہاتھ میں پڑی بریسلیٹ سے کھیلنے لگی۔
[illegible] ایسا بھی کیسے چل سکتا ہے۔ ابھی تو ہم اسکول سے نکلے ہیں۔ مومو کہہ رہی تھی کالج میں لڑکیاں۔"
[illegible] چپ کر جاؤ پتا نہیں ابھی کپڑے بھی پریس کرنے ہوں گے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"جوجو۔۔۔" مہرالنساء کی توجہ اب ٹی وی اسکرین کی طرف ہوئی تھی۔ وہ ان پر فلمیں دیکھنے پر پابندی تھیں۔ مگر ایسے ویسے سین پر ان کی گھرکی چینل بدلنے پر ضرور مجبور کردیتی۔ جوجو نے جھٹ چینل بدل کو بھی کاٹی مہرالنساء کی توجہ بھٹک بھٹک کر بجی سنوری ایمن کی طرف جا رہی تھی۔ بلاشبہ ان کی خوب صورت تھیں۔ مگر ایمن میں کچھ ایسا تھا جو انہیں باقی دونوں سے ممتاز کردیتا تھا۔

شاید چہرے کی بے تحاشا معصومیت۔

گلابیاں کھلی خوب صورت رنگت۔

سرخ لبوں کا دل نشین کٹاؤ۔

سی گرین ہاف سلیوز کڑھائی والے سوٹ کی بے حد متناسب فٹنگ میں اس کی نوخیز جوانی بے حد کھل اس کا خوب صورت وجود کنواری ادھ کھلی کلی کے سے اسرار اپنے اندر سمیٹے ہوئے تھا۔

"یہ تو نری بنائی سارا ہے۔" خدیجہ بی کی آواز مہرالنساء کے کانوں میں گونجی تو وہ بے چین ہو اٹھیں۔

"وہاں زیادہ دیر رکنے کی ضرورت نہیں ہے۔" انہوں نے چھری پیچ کر جھنجلائے ہوئے انداز میں کہا ایمن نے چونک کر انہیں دیکھا۔ پھر رخ بدل کر بڑبڑائی۔ "جائیں گے تو ہی آئیں گے۔"

بہرحال موموا پنی پوری تیاری کے ساتھ آگئی۔

"لپ اسٹک ہلکی کرو۔" مہرالنساء نے ایسے کسی بھی معاملے میں ایمن کو کبھی نہیں ٹوکا تھا۔ مگر ان دوا چھی خاصی پابندی تھی۔ موموں نے منہ بنا کر لپ اسٹک رگڑ دی۔ بابر انہیں چھوڑنے گیا۔

"کتنے بجے آؤں؟"

"میں فون کروں گی تم گھر پر ہی ہو گے نا؟"

"ہاں!" بابر کے جانے کے فوراً بعد اندر قدم بڑھانے سے پہلے موموں نے جلدی سے پرس کھولا۔ بیل دی۔ دروازہ کھولنے والا عفان تھا۔ انہیں دیکھتے ہی پکارا۔

"مائرہ! تمہاری وہ پیاری سی دوست تشریف لے آئی ہیں۔"

ایمن گڑبڑا سی گئی۔ جبکہ موموں کو اتنی جلدی دروازہ کھلنے کی امید نہ تھی۔ عفان کے جملے کے ساتھ ہی سا پھسل گیا۔

"کوئی بات نہیں یہیں انٹرنس پر ہی بڑا سا آئینہ موجود ہے۔" اس نے گویا تسلی دی۔

ایمن نے پلٹ کر دیکھا۔ موموں کھسیانی سی ہو کر لپ اسٹک اور آئینہ پرس میں رکھ رہی تھی۔

"ویسے چھوٹی بچیاں اتنا میک اپ نہیں کیا کرتیں۔"

"ہم چھوٹی بچیاں نہیں ہیں۔" موموں کو اچھا خاصا برا لگا۔ جب سے کالج جانے کے دن نزدیک آرہے تھے کو خاصا بڑا تصور کرنے لگی تھی۔

"ارے تو کیا خاتون ہیں آپ۔" اس کا لہجہ خاصا برجستہ و شریر تھا۔

"ہونہہ! خوامخواہ فری ہونے کی کوشش۔" مومل کو سارے ہی فلمی انداز ازبر ہو گئے تھے۔ ایمن کا ہاتھ اندر بڑھ گیا۔ عفان کو شاید باہر جانا تھا۔ وہ ندھے اچکا کر باہر نکل گیا۔ بڑے سے منقش آئینے کے سامنے ہو کر جہاں موموں نے لپ اسٹک ٹھیک کی۔ وہیں ایمن نے ہونٹ بالکل ہی صاف کر دیے۔

"کچھ زیادہ ہی اسمارٹ بن رہے تھے موصوف ہیں کون؟" ایمن نے تعارف کروایا۔

"ایئر فورس میں زبردست۔" موموں پرجوش ہوئی۔

"تم سے خاصا تعارف لگتا ہے اور تمہیں پیاری بھی کہہ رہا تھا۔"

"اب اندر بھی چلو گی۔" ایمن دانت کچکچا کر بولی۔ تب اس نے اندر کی طرف قدم بڑھائے۔

"لیکن وہ تم سے اتنا فری کیوں ہو رہا تھا؟"

"... دلی خوش فہمی پر اوس اس وقت پڑی جب اس نے عفان کو ہر کسی کے ساتھ اسی طرح چھیڑ چھاڑ کرتے دیکھا۔ تقریب بالکل گھریلو پیمانے پر تھی۔ باہر سے صرف مائرہ کی دو تین سہیلیاں انوائٹڈ تھیں۔ ایمن کو مائرہ کی ماں بے حد پسند آئیں۔ گریس فل سی پڑھی لکھی خاتون' آف وائٹ ساڑھی میں ملبوس ان لوگوں سے بہت اچھے انداز میں ملی تھیں۔ ان کی بیٹی بھی ان ہی کی طرح ملنسار اور ہنس مکھ تھی۔ چار ماہ کا گل گوتھنا سا بیٹا اس کی گود میں تھا۔ بیٹے کے ینگ و ماڈرن سے والد گھڑی گھڑی آکر بیٹے کے بہانے ماں کے چٹکی بھر جاتے تو ہنسی ضبط کرنے کی کوشش میں ماں کے گال لہو چھلکانے لگتے۔

"بھئی میں تو بچوں کی شادیاں دیر سے کرنے کے سخت خلاف ہوں۔ تیس تیس سال کی عمروں میں شادیاں ہو رہی ہیں۔ جب تک بچے جوان ہوتے ہیں ماں باپ قبروں میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہوتے ہیں۔ ادھر سعدیہ نے ایف اے کیا' ادھر میں نے اس کی شادی طے کر دی۔ لو اب بال بچوں والی ہے۔" مائرہ کی پھوپھو اپنے دھیمے دوٹوک انداز میں خیالات کا اظہار کر رہی تھیں۔ جس سے موموا چھا خاصا متاثر ہوئی۔

"ہاں تو ٹھیک ہے نا۔ یہ کیا پہلے پڑھ پڑھ کر بال سفید کرو۔"

"والدہ محترمہ! اب کچھ نظر کرم ہم پر بھی۔۔۔" عفان نے جاتے جاتے کہا۔

"فکر نہ کرو اب تمہاری ہی باری ہے۔" بہن نے تسلی دی۔

مائرہ کی منگنی کا جوڑا اور انگوٹھی سب بڑی اسٹائلش سی تھے۔ اس کی پھپھو اور دیگر رشتے دار اس پر پیسے وار وار دعائیں کرتی رہیں۔

جہاں موموں کی نظر کپڑوں' جیولری اور سلامیوں پر تھی۔ وہیں ایمن کی نظریں مائرہ کی ممی کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔ میرون اور اسکن کلر کی ریشم کی کڑھائی والے سوٹ میں ایکٹو سی مہمانوں کو اٹینڈ کرتی' مائرہ کو بار بار گلے لگاتیں کتنی خوب صورت اور جاذب نظر لگتی تھیں۔ ان کا اپنا ایک چھ سال کا بیٹا تھا۔ مگر تمام افراد ایک دوسرے کے ساتھ اتنا کلوز تھے کہ کہیں سگے سوتیلے کا فرق نظر ہی نہ آتا تھا۔

"یہ بچی بہت چپ چپ سی ہے۔" اس کی نگاہوں کی حسرت تھی جو مائرہ کی پھپھو کو اپنی طرف کھینچ گئی۔ مائرہ کی ممی نے پلٹ کر دیکھا۔

"یہ ایمن ہے۔ میں نے بتایا تھا اس کے بارے میں۔"

"یہ بتایا تھا" اتنا معنی خیز تھا کہ موموباری باری سب کی شکل میں دیکھنے لگی۔

"اوہ اچھا۔۔۔!" انہوں نے ہمدردی سے ایمن کی پشت پر ہاتھ رکھا اور اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں پوچھنے لگیں۔

تقریب شام تک جاری رہی تھی۔ واپسی پر جب ایمن بہت چپ چپ سی تھی۔ مومل اس سے الجھ پڑی۔

"آخر تم ان کو کیا کیا بتاتی رہتی ہو؟"

"میں نے کچھ نہیں بتایا۔ وہ خود ہی سب کچھ جانتی ہیں۔"

"ہاں انہیں الہام ہوتا ہے۔ مظلوم بننے کی کوشش میں نجانے کون کون سی کہانیاں گھڑ کر سناتی رہتی ہو۔"

"تمہیں اگر کوئی تکلیف ہے تب بھی زبان بند رکھو۔" ایمن۔۔۔ اس وقت کوئی بات سننا نہیں چاہتی تھی۔

☼ ☼ ☼

بارش کے بعد کا منظر تھا۔

بے حد نیلا شفاف آسمان۔

نوک برگ سے پھسلتے موتی۔

بارش میں بھیگی گھاس کی پتیاں اور پتیوں سے الجھتے املتاس کے پھول۔

کبھی اس درخت تو کبھی اس درخت کی اوٹ میں کھیلتے گلہری کے ننھے منے بچے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ تینوں مائرہ کی تصویروں پر جھکی ہوئی تھیں اور مائرہ مزے سے ایک طرف بیٹھی چٹنی میں پکوڑے ڈبو ڈبو کر کھا رہی تھی۔

"تصویریں بہت اچھی آئی ہیں۔" یہ تینوں کی مشترکہ رائے تھی۔

"تمہارے ہاں رشتے بہت جلد طے کر دیے جاتے ہیں۔" موموں نے رشک و حسد سے مائرہ کو دیکھا۔

"ہمارے ہاں شادیاں بھی جلد ہی کر دی جاتی ہیں۔" مائرہ نے کہا پھر ذرا سا جھک کر ایمن سے بولی۔

"عفان بھائی نے میری ان سے بات بھی کروائی تھی۔"

"تمہارا یہ کزن تھوڑا اوور سا لگتا ہے۔"

"ارے نہیں، بہت ہینڈسم اور جولی ہے۔ لڑکیاں تو مرتی ہیں عفان بھائی پر مگر وہ کسی کو لفٹ ہی نہیں کرواتے۔"

"اس میں ایسی تو کوئی بات نہیں۔" موموں نے ناک چڑھا کر کہا۔

"انگور کھٹے ہیں۔"

"کیا مطلب اس بات کا۔" مومل لڑنے مرنے پر تیار ہو گئی۔

"اُفوہ! تم آؤ میرے ساتھ میں نے تمہیں۔" ایمن مائرہ کو کھینچ لائی۔

"موموں پوز کتنا کرتی ہے۔" راہداری میں پہنچ کر مائرہ نے کہا۔

"تمہیں کیا ضرورت ہے اس کے ساتھ پنگا لینے کی۔"

"سنو۔" مائرہ نے اسے منقش آئینے کے عین پاس روکا۔ اس کے لہجے میں دبا دبا سا جوش تھا۔

"آج میں تصویریں لے کر صرف تمہارے لیے آئی تھی۔ تمہیں اک بمباسٹک نیوز سنانی ہے۔ مگر وہ موقع ہی نہ دے رہی تھی۔ اچھا ہوا تم یہاں لے آئیں۔"

"بمباسٹک نیوز۔"

"اُفوہ! کمرے میں تو چلو۔"

ان کے پراسرار انداز پر کچن میں کام کرتی مہرالنساء کھٹک سی گئیں تو چولہا بند کر کے ایمن کے کمرے کی سمت آ گئیں۔ دروازہ کھلا تھا اور آوازیں با آسانی باہر آ رہی تھیں۔

"جب پھوپھو نے عفان بھائی سے کہا کہ تم اپنی پسند بتاؤ تو انہوں نے مزے سے کہہ دیا۔"

"جو لڑکی اس تقریب میں سب سے اچھی لگ رہی ہے۔ اور ایمن وہ تمہارے سوا اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔"

"فضول مت بولو۔"

"میرا یقین کرو میں اور ممی نے تمہارا نام لے کر پوچھا تو کچھ نہیں بولے۔ بس معنی خیز انداز میں ہنستے رہے۔"

"تو اس کا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ۔" ایمن پزل سی تھی مگر اک جھینپی جھینپی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر کھیلنے لگی تھی۔

"انہوں نے انکار بھی تو نہیں کیا۔" مائرہ بضد تھی۔

"ہاں کوئی معقول رشتہ ہو تو میں بھی اس عذاب سے جان چھڑا لوں۔ یہ پل پل کی اذیت کا سلسلہ تو ختم ہو جو اس کی صورت دیکھ کر مجھے ہوتی ہے۔"

مہرالنساء نے وہیں کھڑے کھڑے سوچ لیا تھا۔

"اُف کتنا مزہ آئے گا جب ہم دیورانی جٹھانی بن کر ایک ہی گھر میں رہیں گے۔"

"توبہ کہاں پہنچ گئی ہو۔"

"ابھی پھپھو کچھ متذبذب ہیں کہ تم لوگوں کی ذات اور ہے مگر میں نے ممی سے کہہ دیا ہے۔ وہ ہر صورت پھپھو کو منالیں۔ ممی کی ہمدردیاں یوں بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ وہ یوں بھی سینڈریلا کو ظالم ماں کی چنگل سے چھڑانے کے لیے سخت بے چین ہو رہی ہیں۔

[illegible] لگیں۔ مہرالنساء ٹھٹھک گئیں۔

"[illegible] اس مکار عورت کے دن پر لیا گزرے گی جب مفت کی نوکرانی ہاتھ سے نکل جائے گی۔" ایمن کو پہلا [illegible] آیا تھا۔

[illegible] کی تیوری چڑھ گئی۔ وہ اچھی طرح جانتی تھیں کہ ایمن انہیں پسند نہیں کرتی۔ مگر وہ ان سے اتنی نفرت [illegible] باہر کے لوگوں میں اسے ظالم مشہور کر چکی ہے۔ یہ ان کے گمان میں نہ تھا۔ وہ بہت دیر وہیں کھڑی [illegible] خیالات سنتی رہیں۔

"[illegible] تمہیں بتاؤں گی کہ ظلم ہوتا کیا ہے۔"

[illegible] سے پہلے وہ زیر لب بڑبڑائی تھیں۔

☼ ☼ ☼

[illegible] چھاج مینہ برس رہا تھا۔

[illegible] کا شور کڑکتی بجلیاں۔

[illegible] جاتے جاتے اپنا رنگ دکھا رہا تھا۔

"[illegible] کی بارش کتنی خوف ناک ہوتی ہے۔" ڈونگا میز پر رکھتے ہوئے ایمن نے چنگھاڑتے بادل کو سنا تو [illegible] سے لرز گئی۔

"[illegible] وہاں بھی اتنی ہی بارش ہوتی ہوگی؟" اسے باپ کا خیال اداس کر گیا۔ تبھی مہرالنساء نے فون بند کیا اور ان [illegible] طرف آ گئیں۔

"[illegible] کا فون تھا۔ تمہارے رشتے کی خالہ ہوتی ہیں نگہت اپنے میاں کے ساتھ آ رہی ہیں۔ کچھ دن [illegible] سے [illegible] پھر اپنے گھر شفٹ کر جائیں گی۔"

"[illegible] خالہ آ رہی ہیں۔" بابر نے چونک کر پوچھا۔ موموں اور جوجو بھی پُرجوش ہو گئیں کہ ان کے ہاں بھی کوئی [illegible] آیا تھا کرید کرید کر نگہت کے بارے میں پوچھنے لگیں۔

"[illegible] میاں کا تبادلہ ادھر ہو گیا ہے۔ جب تک سرکاری گھر ٹھیک ٹھاک ہوگا وہ یہیں رکے گی۔" سب اٹھ [illegible] میز پر آ گئے تھے۔

"[illegible] کے ساتھ برتن ہی لگوا دیا کرو۔" بابر نے آہستگی سے موموں کو ٹوکا۔

"[illegible] کام نہیں کہ وہ اکیلی نہ کر سکے۔" موموں کو دوبدو جواب دینے کی عادت ہو چکی تھی۔

[illegible] خاموش ہو گیا کچھ بھی کہنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔

"[illegible] رہیں گے کہاں یہاں تو جگہ بھی نہیں ہے۔" جوجو نے نکتہ اٹھایا۔ مہرالنساء نے کچھ لمحے سوچا۔

"[illegible] تم اپنا کمرہ خالی کر دینا۔"

"[illegible]۔" ایمن نے گھبرا کر بابر کی طرف دیکھا۔

"[illegible] اپنا کمرہ خالی کر دوں گا۔" بابر جانتا تھا ایمن اپنے کمرے کے ساتھ کتنی اٹیچ ہے۔ یوں بھی اس گھر [illegible] ایمن کی واحد پناہ گاہ تھا۔ جہاں وہ جب چاہتی دل کھول کر رو سکتی تھی۔

"[illegible] ایمن فالتو میں اتنا بڑا کمرہ سنبھالے بیٹھی ہے۔ میں چاہتی ہوں اسے مستقل مہمانوں کے لیے سیٹ [illegible]۔" مہرالنساء نے اطمینان سے فیصلہ کر دیا۔

[illegible] ایمن عارضی طور پر کمرہ خالی کر ہی دیتی۔ مگر یہ مستقل بے دخلی اس کے لیے قابل قبول نہ تھی۔ اس نے [illegible] سے پوچھا۔

"اور میں۔"

"[illegible] موموں اور جوجو کے ساتھ نہیں تو اتنا بڑا اسٹور خالی ہی ہے۔" مہرالنساء کی مسکراہٹ دل جلانے والی تھی۔ وہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

واقعی سینڈریلا کی سوتیلی ماں بننے کو تیار تھیں۔
"وہ جہاں مرضی ٹھہریں۔ میں کمرہ خالی نہیں کروں گی۔" اسٹور والی بات پر ایمن بری طرح تپ گئی تھی۔
"کوئی بات نہیں، میں اپنا کمرہ خالی کر دوں گا۔" بابر نے ماحول کے تناؤ کو کم کرنے کی کوشش کی۔ مہرالنساء نے، اور خاموش ہو کر کھانا کھانے لگیں ان کی خاموشی اک معمہ ہی تھی اور یہ معمہ یوں حل ہوا کہ کھانے کے بعد انہوں نے موموؤں اور جوجو کو ساتھ ملا کر ایمن کا سامان باہر نکال دیا اور وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی۔
ایک انسان کھلی دشمنی پر اتر آئے تو شاید کچھ لمحے انسان یونہی ششدر سا رہ جاتا ہے۔ مہرالنساء نے اس کی کتابیں صوفے پر پھینکیں تو وہ تڑپ کر آگے بڑھی۔
"ممی۔۔۔!"
"مہمانوں کے لیے کمرے کی ضرورت ہے۔"
"اور میں، میں کہاں جاؤں گی؟" سوال کرنے کی عادت ابھی ختم نہ ہوئی تھی۔ مہرالنساء نے شرربار نگاہوں سے اسے گھورا۔
"تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ تم اس گھر میں رہ رہی ہو۔"
"مگر یہ میرا کمرہ ہے۔ آپ اسے اس طرح نہیں چھین سکتیں۔"
اس نے آگے بڑھ کر کمرے کے دروازے پر مالکانہ احساس کے ساتھ ہاتھ رکھا اور یہی استحقاقانہ انداز مہرالنساء کو پسند نہ آیا تھا۔ ان کا ہاتھ گھوما اور بھرپور تھپڑ ایمن کے گال پر پڑا۔
بابر تیزی سے آگے بڑھا۔
"امی! آپ زیادتی کر رہی ہیں جب میں کمرہ خالی۔۔۔"
"خاموش۔" وہ دھاڑیں۔ ایمن گال پر ہاتھ رکھے ساکت کھڑی تھی۔
"آپ کیوں بھول جاتی ہیں کہ جو شخص گیا ہے اسے واپس بھی آنا ہے۔" بابر چیخ اٹھا۔
"تم مت بولو۔۔۔ تم درمیان میں مت بولو۔" شدت غیظ سے ان کا وجود کانپ گیا۔ نجانے کیسی نفرت تھی کہ جس کی کوئی انتہا ہی نہ تھا۔ مدتوں کا غصہ تھا جب بھی پھٹتا لاوا بن کر نکلتا تھا۔
"کیا سمجھتی ہو تم اپنے آپ کو۔۔۔ اسی لیے، اسی لیے میرے باپ نے تمہیں اپنے گھر سے نکالا تھا۔ تم اس قابل ہی کہاں ہو۔ یہ گھر میرا ہے۔ میرے باپ کا ہے تم مجھے اس کمرے سے نکال کر دکھاؤ۔" ایمن چیخنے لگی تھی۔
اس کے لفظوں نے مہرالنساء کو سرتاپا جھلسا کر دیا۔
"میں بتاؤں میں بتاؤں یہ کس کا گھر ہے۔"
وہ بھوکی شیرنی کی طرح جھپٹیں۔ اسے بالوں سے گھسیٹتی ہوئی دروازے تک لائیں اور دروازہ کھول کر باہر دھکا دے دیا۔ ایمن منہ کے بل بھیگے برآمدے میں گری اور عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔ اندر وہ سب چیخنے لگے تھے۔
ایمن کو لگا اس کے دانت ہل گئے ہیں اور ہونٹ پھٹ گیا ہے۔ سر بہت زور سے فرش سے ٹکرایا تھا۔ چکراتے سر کو سنبھالتے ہوئے وہ سیدھی ہوئی تو ایک دم بجلی کڑکی۔ وہ دہل کر عقب میں دیوار سے جا لگی۔ سامنے سارا منظر تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ لمبے لمبے درخت جھومتے ہوئے عجب ہولناک لگ رہے تھے۔ بارش اتنی تیز تھی کہ برآمدے میں آکر اسے بھگونے لگی۔
بادل زور سے گرجا۔ وہ کانپ کر دروازے کی طرف بڑھی لیکن رک گئی اک خیال بجلی کی سی تیزی سے اس کے تاریک ہوتے ذہن کو روشن کر گیا۔
"اگر وہ یہاں سے بھاگ جائے۔۔۔ اگر وہ یہاں سے بھاگ جائے تو یہ عورت ڈیڈی کو کیا جواب دے گی۔"
اندر بابر ماں سے لڑ رہا تھا۔
"ہاں میں اس جہنم سے بھاگ جاؤں گی۔"

[illegible] اس بغاوت کا یہ جذبہ اتنا قوی تھا کہ اس کے اندر پھن پھیلائے خوف و ڈر کو کچلتا چلا گیا۔ وہ جو [illegible] لینی جا رہی تھی ایک دم سے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ چند قدم آگے بڑھ کر وہ برآمدے کی سیڑھیوں پر آ

[illegible] پہلے تیز بوچھاڑ نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا۔
[illegible] میں کچھ شاخیں اور پتے آگئے۔
[illegible] کر دیکھا۔ وہ ستون سے لپٹی بیل تھی۔ جس نے تیز آندھیوں میں اپنی جگہ چھوڑی توڑ لینے کے [illegible] آپڑی تھی۔ آگے لمبے لمبے درختوں میں گھری سرخ روش اندھیرے میں ڈوبی تھی۔ لکڑی کا گیٹ [illegible] آگے پیچھے جھول رہا تھا۔
[illegible] یہاں سے نکل گئی تو اس سے بڑی سزا وہ اس عورت کو کوئی اور نہیں دے سکتی۔
[illegible] میں الجھا شخص واپس آکر جب سوال کرے گا۔ "میری بیٹی کہاں ہے۔ تم میری بیٹی کی حفاظت بھی نہ [illegible]

[illegible] اس کے پاس ایک بار پھر دھتکار دی جائے گی۔
[illegible] ایک پل کے لیے بھی نہیں سوچا کہ وہ جائے گی کہاں؟ گیٹ کے اس طرف جو اتنی بڑی دنیا ہے وہاں [illegible] بھی یا نہیں۔
[illegible] وہ تذلیل جو ابھی ابھی اس نے اٹھائی تھی۔ اسے اپنے ہی گھر سے اتنی آسانی سے نکال باہر [illegible] سا احتجاج بھی نہ کر سکی۔
[illegible] تو نہیں تھی میں۔" اس احساس نے اسے کچھ اور بھڑکا دیا۔
[illegible] میری ماں نہیں بہروپیا ہے۔ وہ مرد میرا باپ تھا لیکن اب محض اک کھلونا ہے، چابی کا کھلونا اور چابی [illegible] کے ہاتھ میں ہے۔" وہ تیزی سے روش پر آگئی۔
[illegible] یہاں سے خود نہیں نکلی۔ نکالی گئی ہوں۔۔۔ ان لوگوں نے اس گھر سے، اپنی زندگیوں سے مجھے خود بے [illegible] قصوروار میں نہیں، یہ ہیں۔" اس نے رکاوٹ دور کی اور زور سے ہاتھ مار کر گیٹ کھول دیا۔ گیٹ [illegible] اب وہ سڑک پر تھی۔ پتے شاخیں اڑ اڑ کر اس کے وجود سے ٹکرانے لگے۔
[illegible]۔۔۔"

[illegible] سے لرز کر پلٹی۔
[illegible] آواز کے ساتھ بند ہوا تھا۔ اس کی آواز نے ایمن کو سہما دیا۔ وہ متذبذب سی بند گیٹ کو دیکھتی رہی [illegible] کیا ہو رہا تھا، اب وہ یکسر بے خبر تھی۔
[illegible] ایک بار پھر گیٹ کھولا اور واپس دھکیل دیا۔ دھاڑ کی دوسری آواز پر اس نے سرپٹ دوڑ لگا دی۔
[illegible] تھی؟ کچھ خبر نہ تھی بس دوڑتے قدم چھپ چھپ پانی میں پڑ رہے تھے۔
[illegible] کے گھر۔" اس کے ذہن نے منزل کا تعین کیا۔
[illegible] ہواؤں کی شوریدہ سری میں اضافہ ہوا تھا۔ اس کا دوپٹہ بار بار قدموں سے لپٹ رہا تھا۔ جسے وہ ہر بار [illegible] کھینچ لیتی۔
[illegible] موڑ مڑی تھی اور کہاں آگئی تھی۔
[illegible] سانس نہ ملتی اور دل گویا پسلیاں چیر کر باہر آنے کو تھا۔ اسے لگا اگر اک قدم بھی آگے بڑھایا تو ہارٹ [illegible] گا۔
[illegible] دیوار کے سائے میں پناہ ڈھونڈی اور راستہ دیکھنے لگی۔ تب ہی اس پر یہ خوفناک انکشاف ہوا کہ وہ [illegible] ہے۔ سردی نے پورے وجود میں کپکپی دوڑا دی تھی۔ لمبے لمبے سانس کھینچتے ہوئے اس نے گھٹنوں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کے گرد بازو لپیٹے۔ بارش کی موٹی موٹی بوندیں اس کے وجود پر کوڑے کی طرح برسنے لگیں۔

"میں کہاں جاؤں؟" دبا ہوا خوف ایک دم عود کر آیا اور سارے وجود میں پھریری بن کر دوڑ گیا۔ جواباً بجلی پوری شدت سے کڑکی۔ ایک پل کو اس کی آنکھیں چُندھیا گئیں۔ اسے لگا بجلی اس کے وجود پر گری اب وہاں صرف راکھ کا ڈھیر ہے۔

اس نے سر اٹھا کر دیکھنا چاہا۔ مگر پانی اس کی آنکھوں میں گھُس کر مرچیں چبھونے لگا تھا۔ اسے شدت آ گیا۔

"ڈیڈی۔۔۔ ڈیڈی۔۔۔" وہ اس شخص کو پکار رہی تھی جس سے کچھ لمحے قبل وہ شدت سے بدظن ہو رہی

"چھپ۔۔۔ چھپ۔۔۔" کسی کے قدموں کی آواز ابھری۔

دونوں بازوؤں میں چہرہ چھپا کر اس نے گویا زمین میں سما جانے کی سعی کی۔ کوئی عین اس کے سر پر آ کھڑا ہو

"کون ہو تم؟" حیرت زدہ آواز بادل کی گرج میں دب گئی۔

"بابا۔۔۔ بابر بھائی۔۔۔" وہ بند نیلے پڑتے ہونٹوں سے چلا رہی تھی۔

"میں پوچھتا ہوں کون ہو تم' یہاں کیا کر رہی ہو؟"

آواز میں درشتی و سختی نمایاں تھی۔ چمکتی بجلی میں اس کی صنف کا تعین کر چکا تھا۔ ایمن بھی منہ چھ سمٹی جا رہی تھی۔

اس نے جھک کر اسے بازو سے تھام کر جھٹکا دیا۔

"آ۔۔۔ آ۔۔۔" ایمن کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ سراسیمگی میں کھسکتی ہوئی وہ عقب میں گھر کے درواز جا لگی تھی۔ وہ شخص پھر اس کی طرف آیا تھا۔ ایمن نے خوف زدگی کے عالم میں دروازے پر ہاتھ مارا۔ دروا چلا گیا۔

ایمن کو گویا پناہ گاہ میسر آئی تھی۔ وہ سرپٹ اندر کی طرف بھاگی۔

وہ شخص اب بھی اس کے پیچھے تھا۔

چھوٹا سا صحن عبور کر کے وہ برآمدے تک پہنچی ہی تھی کہ عقب سے اس نے دبوچ لیا۔

ایک دم جھرجھری لے کر وہ اس لمحے کی قید سے آزاد ہوئی تو احساس ہوا اپنے بچپن کا ہاتھ تھام کر وہ کتنی دور گئی تھی۔ اس نے سامنے بیٹھے ڈاکٹر شہوز رضا کو اتنی حیرت کے ساتھ دیکھا گویا پہلی بار دیکھا۔ اسے تو لگا تھا آئینے کے سامنے بیٹھی خود سے باتیں کرتی رہی ہے۔ لاشعور سے شعور کا سفر طے کرتے ہوئے اس نے بوکھ کمرے کے ماحول کو دیکھا پھر سر جھکا کر تیزی سے ناخن کترتے ہوئے سوچنے لگی۔

"میں ڈاکٹر کو کیا کچھ بتا چکی ہوں۔" اک مہربان سی مسکراہٹ نے ڈاکٹر شہوز رضا کے لبوں کا احاطہ کر لیا

"چائے پیو گی؟"

ایمن تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ "مجھے جانا ہے۔"

"ہاں گھر جاؤ اور ریلیکس ہو کر سو جاؤ۔" مہربان لہجہ ایمن کی جلتی سماعتوں پر ہتھوڑے کی طرح لگا۔ اس اک اذیت کے ساتھ ڈاکٹر کی طرف دیکھا۔

"کون سا۔۔۔ گھر؟"

"وہ گھر جو تمہارا ہے۔"

"اس نے کہا تھا نکل جاؤ۔ وہ میرا وجود اس گھر میں برداشت نہیں کرتا۔ اس نے کہا تھا اب لوٹ کر یہاں نہ آنا۔" ایمن کی آنکھوں سے خوف عیاں تھا۔

"اس نے یہ سب غصے میں کہا تھا۔ غصے میں میں بھی اپنی بیوی سے یہی سب کہتا ہوں۔" ڈاکٹر شہوز نے اسی سطح پر آ کر بات کی۔

"اس نے کہا تھا کل کا سورج تمہیں اس گھر میں نہ دیکھے۔" ایمن کے ہونٹوں کے سیاہ پڑتے کنارے لرزنے

"اس کے باوجود وہ تمہارا انتظار کر رہا ہو گا۔" ڈاکٹر شہوز نے نرمی سے کہا۔ "اگر تم کہو تو میں اسے فون کر دوں۔ ...لے جائے گا۔"

"میں چلی جاؤں گی۔" ایمن رکھائی سے کہہ کر پلٹی۔

"...ڈاکٹر۔۔۔ میں دوبارہ یہاں نہیں آؤں گی۔ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں کیونکہ تم میری کوئی مدد ...۔" اس نے مڑ کر بے حد تلخی سے کہا۔

"...سویٹ گرل بٹ آئی ول ویٹ فار یو۔۔۔" ڈاکٹر نے اک خوبصورت ہمدردانہ اور دوستانہ ...کی طرف اچھالی اور اپنے سامنے کھلی ڈائری پر جھک گئے۔ ان کا قلم تیزی سے چلنے لگا تھا۔

...تذبذب سی اسے دیکھتی رہی پھر جز کر باہر نکل گئی۔

...وز رضا سیدھے ہوئے اور کرسی کی بیک سے سر ٹکا دیا۔ وہ اس لڑکی خیال آرائی زور بیان اور تخیل ...خاصے متاثر ہوئے تھے اس نے بہت سے ایسے واقعات جنہیں صرف سنا تھا کس خوبی سے بیان کیے ...بھول گئی تھی کہ کہاں بیٹھی ہے اور ڈاکٹر شہوز نے اسے ایک بار بھی نہ ٹوکا تھا۔

...نے ہاتھ بڑھا کر ڈائری بند کی اور انٹر کام پر ثانیہ سے مزید کسی اپائنٹمنٹ کی بارے میں دریافت کیا۔

...دانے والا کی بیگم کی اپائنٹمنٹ تھی مگر انہوں نے کینسل کروا دی ہے۔" ثانیہ نے بتایا۔

"...آپ چلی جائیں۔" ڈاکٹر شہوز کو صدیق دانے والا کی بیوی سے کوئی دلچسپی تھی بھی نہیں۔ اس کی ...مسئلہ پیسہ اور فراغت تھی۔ اور ایسی بیگمات کا واحد علاج یہی تھا کہ انہیں سوشل ورک کی طرف مائل ...غریبوں کا بھی بھلا اور بیگمات کا بھی۔ وہ کلینک میں بہت دیر تک مختلف کیسز اسٹڈی کرتے رہے۔

...کتنی دیر ہوئی کہ "دیکھ لو ادھر بھی ایک بار میں ہوں نا۔" کی ٹیون نے کمرے کی خاموشی اور ان کے ...ارتکاز کو بری طرح متاثر کر دیا تھا۔ انہوں نے بری طرح موبائل فون کو گھورا۔

"...وہ" ان کے موبائل کی بیل اپنی مرضی سے سیٹ کر دیتی تھی۔ اور اس کی وجہ سے اکثر ان ...بھی ہوئی تھی کہ یہ بے وقت کی ٹیون انہیں شرمندہ بھی کروا دیتی ہے۔

...آپ کی ذمہ داری میں شامل ہے یا نہیں۔"

...نے جانے کس گناہ کی پاداش میں یہ ہٹلر نما بیوی مجھ پر مسلط کی ہے۔"

..."ہمیں کہیں جانا تھا۔" حرا نے ہنوز اپنے سنجیدہ انداز میں یاد دہانی کروائی۔

...ڈاکٹر شہوز کو یاد آیا۔ آج ہفتہ تھا۔ ہفتے کی شام کو وہ لوگ گاؤں جاتے تھے۔ وہاں ماں جی کے پاس سارا ...شام ڈھلے واپس آتے۔ بچے پورا ہفتہ اس چھٹی کا انتظار کرتے تھے۔ شہوز کے والدین ان کے اصرار ...شفٹ نہ ہوئے تھے کہ وہاں ان کی اچھی خاصی زمین داری تھی۔

"...سب سے تیار آپ کے انتظار میں سوکھ رہے ہیں اور وہاں۔۔۔ ماں جی کا دیسی گھی میں بھنا مرغ ٹھنڈا ...رہا ہو گا۔" وہ جلے بھنے انداز میں کہہ رہی تھی۔ ڈاکٹر شہوز کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"...ے نکال رکھو۔ میں بس آ رہا ہوں۔"

☼ ☼ ☼

...پر اس کے قدم سست روی سے اٹھ رہے تھے۔ گویا ایک ایک قدم سوچ سوچ کر اٹھا رہا ہو۔ اس کی ...الجھے ہوئے تھے اور بارش قطرہ قطرہ برس رہی تھی۔ قدیم لیمپ کی زرد روشنی سڑک کے ایک حصے ...تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس کے قدم تھمے اور نگاہوں نے نوٹنگھم کی اس ٹھنڈی بھید بھری رات میں کچھ کھوجنے کی کوشش کی کے ڈرم کے عقب سے نکل کر اک چھوٹے سے کتے نے کمزور سی "وف" کی اور دوبارہ وہیں دبک گیا۔

اس کی سرد نگاہوں نے قلعے کے پھاٹک کے سامنے کی حفاظتی دیوار کو چھوا اور دوبارہ سے سڑک پر جم گئیں اٹھاتے ہوئے اک کمزور سی سوچ نے ڈرتے ڈرتے سر اٹھایا۔

"تبدیلی کا یہ عمل کب اور کس لمحے شروع ہوا۔" جواباً اس کے دماغ میں ہوزری کی مشین چلنے لگی میں اون کے ذرے اور دھاگے الجھنے لگے۔

اس نے کھنکھار کر گلا صاف کیا اور زور سے اک گالی دی۔

"یہ انتہائی بے ہودہ کام ہے۔ میں جلد ہی اسے چھوڑ دوں گا۔" بارش میں تیزی آگئی تھی۔ تیز تیز قدم کی کوشش میں اس نے کئی بار ٹھوکر کھائی۔

"لیکن تبدیلی کا یہ عمل۔"

"اوہ۔۔۔ آخر میں اک ہی بات بار بار کیوں سوچ رہا ہوں۔"

اس کے اپارٹمنٹ کی سیڑھیاں سامنے ہی تھیں۔ وہ انہیں تیزی سے چڑھ جانا چاہتا تھا۔ مگر قدم پہلی پر ہی جم گئے۔

"مجھے اس وقت کچھ ہاٹ سینڈوچز اور گرما گرم کافی کے مگ کی ضرورت ہے۔ مجھے سخت بھوک لگی۔ میرا دماغ اس وقت کچھ بھی سوچنے کے قابل۔۔۔"

لیکن تبدیلی کا یہ عمل۔

وہ تھک کر پہلی ہی سیڑھی پر بیٹھ چکا تھا۔ اس کے یوں بیٹھنے پر لکڑی کی بوسیدہ سیڑھی کھڑکھڑائی اور اس ذہن نے ہوزری کی مشینوں سے باہر نکل کر سوچنا شروع کر دیا۔

"میں کون ہوں؟"

وہ اپنے ہی سوال سے ڈر سا گیا۔

"میں گمشدہ منزلوں کا راہی۔"

بے سمت رستوں کا مسافر۔

ازل سے بھٹکتی روح۔

اس نے اپنے پیروں سے لپٹی گرد کو جھاڑا جو صدیوں کی آوارہ گردی کا حاصل تھی۔

"میں جو صدیوں سے سفر میں ہوں۔ کیوں۔۔۔؟

بے سمتی کا یہ سفر کیوں؟ کس لیے؟

حاصل۔۔۔ حاصل کیا رہا؟ 'زیرو پلس زیرو ایکویل ٹو زیرو۔'"

اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور بہت دیر تک خالی ہتھیلیوں پر پھیلتے بارش کے قطروں کو دیکھتا رہا۔ پھر مٹھیاں بھینچ لیں۔ وہ حیران تھا اور بے حد پریشان بھی۔ اتنے طویل برسوں کے بعد اب اس کے اندر کون تھا جو سمت کا تعین چاہتا تھا۔

کون تھا جو اس کے آوارہ ذہن میں سوچ کے بیج بو رہا تھا۔

"میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟

میرا گھر، میرا وطن، میرا مذہب

وہ الو کا پٹھا وحید عالی مجھ سے پوچھتا ہے۔

"آر یو مسلم؟"

کتنی شدید حیرت تھی اس کی چمکتی آنکھوں میں جب اسے پتا چلا کہ میں گزشتہ دو برسوں سے کیتھی کے ساتھ

رہا ہوں۔ صرف اپارٹمنٹ ہی نہیں گزشتہ دو برسوں سے میں اور کیتھی ایک دوسرے کو بھی شیئر

"تمہاری بیوی نہیں ہے؟"

پوچھ رہا تھا اور اس لمحے اس کے بھدے سیاہ ہونٹ کچھ لٹک آئے تھے۔ میں نے قہقہہ لگایا اور اس پن کو خود بھی محسوس کیا۔

"یہاں سب چلتا ہے۔" تب اس نے بے حد حیران ہو کر پوچھا تھا۔

"مسلم؟"

دل چاہا اس موٹے افریقی نو مسلم کے گھونسہ مار کر دانت توڑ دوں، جو نیا نیا اس ہوزری فیکٹری میں آیا گزشتہ دو ماہ سے کام کر رہا تھا۔

اس سوال کو بھی قہقہے میں اڑانے کی کوشش کی مگر نہ کر سکا، بس خاموشی سے وحید علی کا چہرہ دیکھتا رہا وہ معذرت کر کے اپنی مشین کی طرف مڑ گیا تھا۔ مگر جاتے جاتے اس کے عیش پرست آوارہ دماغ میں آیا تھا۔ غالباً "اسی دن سے میرے اندر تبدیلی کا یہ عمل۔۔۔"

میں کوئی دبے پاؤں چوروں کی طرح سیڑھیاں اترتا چلا آیا۔

"۔۔۔ کون؟"

دماغ پر ہتھوڑے کی طرح برسنے لگا۔ اور اس نے اپنے اوپر جھکے سائے کو کندھوں سے دبوچ لیا۔

"میں ہوں۔۔۔ میں شاہ میر۔۔۔ شاہ میر ہے میرا نام؟" وہ چیخ اٹھا تھا۔

"۔۔۔۔۔ چھوڑو۔۔۔" وہ چیخنے لگی مگر اس پر گویا جنون سوار تھا۔

"میں، تم چھینو گی مجھ سے میری شناخت؟"

کے عالم میں وہ اس کے نازک وجود کو جھنجھوڑ رہا تھا۔ کوئی چارہ نہ پا کر سایے نے تابڑتوڑ مکے اس رسید کیے۔ لمبے ناخنوں سے گردن پر کھرونچیں ڈال دیں، دونوں پاگل کتے کی طرح لڑتے رہے۔ ان کی سیڑھی بھرپور احتجاج کر رہی تھی۔ یہی غنیمت تھا کہ کوئی تختہ اپنی جگہ سے ہلا نہیں۔

اس کی ناک پر پڑا تو وہ پیچھے کو الٹ گیا۔ وہ گالیاں دیتی، ٹھوکریں رسید کرتی اوپر چلی گئی۔ شاہ میر جو پڑا تھا، کچھ لمحے بے حس و حرکت پڑا رہا پھر درد کی تیز لہر اٹھی۔ اس نے ہاتھ اپنی ناک پر رکھا تو اس نے خون کی چپچپاہٹ کو محسوس کیا۔ اس کا سر بری طرح چکرا رہا تھا۔ یہ شاید سر کے زمین سے ٹکرانے کا نتیجہ تھا۔ دونوں ہاتھ گیلی پتھریلی زمین پر ٹکا کر وہ سیدھا ہوا اور خود کو سنبھالنے کی سعی کرنے لگا۔ بارش تیز مسلسل اس پر برس رہی تھی۔ اس نے دیوار کا سہارا لیا اور کھڑا ہو گیا۔

"اور تبدیلی کے اس بے ہودہ عمل پر۔ جہنم میں جاؤ شاہ میر۔"

افسوس چند سینڈوچز اور گرما گرم کافی کے مگ کو کھو دینے کا تھا، اب ناممکن ہی تھا کہ وہ آج کی رات سو سکتا۔ اسے نرم بیڈ اور کیتھی کی گرم رفاقت یاد آئی تو ایک بار پھر خود کو ملامت کرنے لگا۔ وہ جانتا کھلنے کا مگر نجانے کس امید کے تحت اس نے دروازے پر کئی بار دستک دی۔

توقع کے خلاف کھل گیا۔

"آئی ایم سوری، میں اس وقت۔۔۔"

چہرہ لیے کیتھی اسے جتنی گالیاں دے سکتی تھی، اسے دیں اور ہمیشہ کے لیے دفع ہو جانے کا کہہ کر دروازہ بند کر دیا۔

"شاہ میر نے زور سے کہہ کر دروازے کو ٹھوکر رسید کی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

رات کے اس پہر وہ کہاں جاتا۔ دروازے کے باہر محض برساتی میں سونے کا خیال ہی کپکپا دینے والا تھا۔ اس نے ٹھنڈے فرش کو غصے سے گھورا۔

تب ہی دروازہ دوبارہ کھلا۔

شاہ میر تیزی سے پلٹا مگر شاہ میر کا سامان اس کے منہ پر مار کر وہ دوبارہ دروازہ بند کر چکی تھی۔

"الو کی پٹھی۔" اسے اردو، پنجابی جتنی گالیاں ازبر تھیں، سب دے ڈالیں۔ جی تو چاہتا تھا اندر گھس کر بدصورت انگریزنی کا منہ توڑ ڈالے مگر درمیان میں خستہ حال ہی سہی، دروازہ حائل تھا جو فی الحال بند تھا۔ ہوتا تو شاید وہ کچھ نہ کر پاتا کہ یہ پاکستان نہیں انگلینڈ تھا اور وہ نہیں، کیتھی یہاں کی شہری تھی۔

تب ہی سامنے والے فلیٹ کا دروازہ کھلا، اس میں جلتی روشنی نے اندھیری گیلری کو روشن کر دیا۔

"پور لوائے۔"

شاہ میر نے پلٹ کر دیکھا۔ لیڈی مارگریٹ اپنی نیلی اونی شال اوڑھے ہمدردانہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ شاہ میر دانت پیس کر رہ گیا۔ اسے سخت ذلت اور سبکی کا احساس ہوا۔ جھگڑا ان دونوں کے مابین پہلے بھی ہوتا تھا مگر کیتھی نے یوں اسے گھر سے نہیں نکالا تھا۔

"تم آج کی رات میرے گھر میں بسر کر سکتے ہو۔" لیڈی مارگریٹ نے ہمدردانہ انداز میں آفر کی۔

شاہ میر نے سوچنے میں کچھ سیکنڈ لگائے۔

"تم اندر آ سکتے ہو ورنہ میں دروازہ بند کر رہی ہوں۔"

باہر بہت سردی تھی اور لیڈی مارگریٹ کا بوڑھا وجود ہولے ہولے کانپنے لگا تھا۔ اب کے شاہ میر نے اندر جانے میں ایک سیکنڈ نہیں لگایا۔

"یہیں دروازے کے پاس۔" اس نے انگلی اٹھا کر شاہ میر کو محتاط کیا۔

"اندر لزا اور اس کا ہسبینڈ ہے۔ تمہیں معلوم ہے اس کا ہسبینڈ ہر ویک اینڈ پر آتا ہے لیکن اس ہی..."

شاہ میر کو لزا اور اس کے ہسبینڈ سے کوئی دلچسپی نہ تھی، اس لیے وہ گیلی برساتی اتارنے لگا۔

"میں یہاں کاؤچ پر سو رہی تھی۔" لیڈی مارگریٹ نے کاؤچ کی طرف رخ کیا۔

"تم چاہو تو اپنے لیے ایک کپ گرم کافی کا بنا سکتے ہو۔" اس نے کچن کی طرف اشارہ کیا۔ "لیکن شور نہ کرنا۔"

شاہ میر نے مشکور نگاہوں سے اسے دیکھا اور کچن کی طرف چلا گیا۔ اور بے احتیاط سے اپنے لیے کافی بنانے لگا۔ مارگریٹ نے از راہ عنایت اسے کوکیز کا ڈبہ بھی فراہم کر دیا تھا جس میں محض چند کوکیز بچی تھیں۔ ان سے فارغ ہو کر وہ واپس آیا تو وہ سو چکی تھی۔ شاہ میر نے شکر گزار نگاہوں سے اسے دیکھا اور کچھ لمحے اس کی چہرے پر ... گئیں۔

"سب بوڑھی عورتوں کے چہرے ایک سے ہوتے ہیں۔ مہربان اور معصوم..."

دروازے کے قریب دراز ہوتے ہوئے شاہ میر نے سوچا۔

ساری رات اس کی نیند خاصی بے چین رہی تھی۔ ذرا دیر کو پلک جھپکتی تو ڈراؤنے خواب نظر آنے لگتے۔ جنگل میں رستہ بھول جاتا تو کبھی لق و دق صحرا کی تپتی ریت میں ننگے پاؤں دوڑ رہا ہوتا۔

چار بجے کے قریب نیند مہربان ہوئی پھر اس کی آنکھ کسی کے ٹکرانے سے کھلی تھی، وہ ہڑبڑا کر جاگا۔

"آئی ایم سوری، میں دودھ کی بوتلیں اٹھانا چاہ رہی تھی۔"

... مارگریٹ نے معذرت کی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ایک جمائی لیتے ہوئے بھرپور انگڑائی لی۔ لیڈی ... نے ... ستائشی نظروں سے ...

"... ایک خوبصورت نوجوان ... میری سمجھ میں نہیں آتا کیتھی جیسی ادھیڑ عمر عورت میں تمہیں کیا ... کب سے ایک ساتھ ہو؟"

"ہاں۔" شاہ میر کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ "جب میں انگلینڈ آیا۔"

"... اچھی لڑکی ڈیزرو کرتے ہو، کیتھی ایک جھگڑالو عورت ہے۔ بہرحال یہ تمہارا پرسنل معاملہ ہے۔"

... دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

"... ابھی لڑکی مجھے اپارٹمنٹ اور جاب دلا سکے تب۔" اس نے بے حد تلخی سے سوچا اور دوسرے کمرے ... کی طرف دیکھا۔

"... لوگ ... دیر سے اٹھیں گے۔" مارگریٹ نے اندر آتے ہوئے بتایا اور پوچھنے لگی۔

"... میرے ساتھ کرو گے؟"

"... شکریہ۔" وہ کھڑا ہو گیا۔ لیڈی مارگریٹ نے اسے ایک طرف ہو کر رستہ دیا۔ ان کے ہاتھ میں دودھ کی ... تھیں۔ وہ وہاں دروازہ بند کرنے کے لیے رکی تھی۔ شاہ میر نے رک کر ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔

"... میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ تم ایک اچھی لڑکی..."

... رات تک اس کا خیال تھا کہ وہ کیتھی کے ساتھ اپنے تعلقات ختم کر لے گا لیکن ایک رات ... بعد احساس ہوا کہ کیتھی کی ناراضی کا مطلب فوری طور پر جاب لیس ہونا ہے کیونکہ یہ جاب اسی کی ... تھی۔

"... غلطی میری تھی۔" شاہ میر نے حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کیتھی سے معذرت کی تھی۔ وہ اس ... کے لیے بالکل تیار تھی۔ لب بھینچے اس کی بات سنتی رہی پھر اس نے اچانک پوچھا۔

"... مارگریٹ کی طرف تھے؟"

"... ہی؟"

"... آیا ہوا تھا۔"

کیتھی نے ہونٹ سکوڑے پھر شاہ میر کے چہرے پر سوجی ہوئی ناک کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی۔

"... زیادہ ہی لگ گئے تھے۔"

"... بہت پریشان تھا۔" شاہ میر نے کہا۔

"... پھر ملتے ہیں۔" کیتھی نے اس کا گال تھپتھپا کر گویا اس کی معذرت قبول کی اور ایک الوداعی بوسہ ... ثبت کر کے پلٹ گئی۔

... متلا سا گیا۔ اس نے تیزی سے زمین پر تھوکا۔ پتھریلی زمین پر ابھرتی کیتھی کی ہائی ہیل کی ٹک ٹک ... ہتھوڑے برسانے لگی تھی۔

☼ ☼ ☼

"... میں تمہارے ساتھ کیوں رہ رہی ہوں؟"

... مگ سے اٹھتی گرم بھاپ پر نظریں جمائے بیٹھا تھا، چونک گیا۔ اس نے کیتھی کا سوال ... سماعتیں مسلسل ہوتی بارش کی آواز سن رہی تھیں۔ حالانکہ بارش اور اس کے بیچ بند کھڑکی ... سن سکتا تھا کہ بارش مسلسل ہو رہی تھی۔ جس کی وجہ سے سردی کی شدت میں بے پناہ اضافہ ہو گیا

"... سے کچھ کہا؟"

... تنخواہ ملی تھی، سو اس نے شاندار سے ڈنر کا اہتمام کیا تھا۔ اچھی خوراک نے اس کے وجود میں ... وہ مکمل آسودگی اور سکون محسوس کر رہا تھا۔

... اٹھ کر کھڑکی کھول دی اور بلاوجہ باہر جھانکنے لگی۔ ہوا، بارش اور سردی ایک ساتھ کمرے میں وارد

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہوئے۔

"کھڑکی بند کر دو کیتھی!" شاہ میر نے جھرجھری لے کر کہا۔
وہ کھڑکی بند کر کے پلٹی اور وہیں کھڑی ہو کر شاہ میر کو دیکھنے لگی۔ اس کے چہرے اور بالوں پر بارش نے پانی چھوڑ گئی تھی اور کھڑی ناک بے تحاشا سرخ ہو رہی تھی۔
"تم نے مجھ سے کچھ کہا تھا۔" شاہ میر کی آواز نرم اور بوجھل سی تھی۔
"آخر میں نے تمہارا انتخاب کیوں کیا؟"
شاہ میر نے کافی کا گرم گھونٹ بھرا اور غور سے سامنے کھڑی عورت کو دیکھا جو عمر میں اس سے بڑی تھی۔ زیادہ خوبصورت بھی نہ تھی' ہاں اس کا جسم زبردست تھا۔ کنواری لڑکی کی طرح لوچ دار اور نازک۔ وہ کبھی بھی کنواری نہ تھی۔ شاید اس وقت بھی نہیں جب اس کی عمر چودہ برس تھی۔ اس کی ماں مر گئی تھی اور باپ دوسری شادی رچا کر نئی زندگی میں مگن ہو چکا تھا۔
شاہ میر کی نظریں اس کے وجود سے ہوتے ہوئے چہرے پر رک گئیں۔
کیتھی کے چہرے پر اس کی اصل عمر جھلک رہی تھی اور وہ کہہ رہی تھی۔
"اس لیے نہیں کہ تم کم عمر ہو' ہینڈسم ہو... تم سے زیادہ ہینڈسم جارج ہے... وہ مجھے شادی کی آفر بھی کر چکا ہے۔"
"تو...؟" تلخ کافی کا بڑا سا گھونٹ بھرتے ہوئے شاہ میر نے سوال کیا۔
کیتھی آہستگی سے چلتی ہوئی قریب آئی۔ دونوں ہاتھ شاہ میر کے کندھے پر ٹکائے پھر ذرا سا جھکی۔ شاہ میر کے چہرے پر نجانے کیا کھوجنے لگی تھیں۔
"میں دیکھنا چاہتی تھی ایک مسلم' پاکستانی مرد میں ایسا کیا ہے کہ ایک عورت اس کی خاطر اپنا مذہب' بیٹی کو چھوڑ کر چلی جائے۔ اپنی پوری تہذیب' سابقہ زندگی کو ٹھوکر مار دے۔"
شاہ میر ساکت سا رہ گیا۔ مگ سے اٹھتی گرم بھاپ کیتھی کے چہرے پر پھیل رہی تھی۔
"ایسا کیا تھا اک مسلم پاکستانی مرد میں کہ وہ میری ماں' سب کچھ چھوڑ کر چلی گئی۔" شاہ میر۔
کیتھی نے اس کے ہونٹوں پر دھیرے سے انگلی رکھ دی۔
"لیکن شاہ میر! مجھے تو تم میں ایسا کچھ نظر نہیں آیا۔" اس نے انگلی ہٹا کر بغور شاہ میر کو دیکھا پھر سر ہلایا۔
"تم میں تو ایسا کچھ بھی نہیں کہ میں تمہاری خاطر خود کو بدل دوں۔ حالانکہ تم کم عمر بھی ہو اور الٹا تم بدل گئے... شراب پیتے ہو... میرے ساتھ بغیر شادی کے رہ رہے ہو... ہر وہ چیز کھاتے ہو جو تمہارے مذہب میں حرام ہے... تم پریشان ہو گئے پیارے... مجھے تمہارے مذہب کے بارے میں بہت کچھ پتا ہے... کیوں رہے ہو... اوں ہوں... بالکل ننھے بچے لگتے ہو... اف... میں تمہیں کس قدر پسند کرتی ہوں لیکن میں تمہاری خاطر نہ تو مذہب بدل سکتی ہوں اور نہ اپنا ملک چھوڑ سکتی ہوں۔" وہ غیر محسوس طور پر اپنا آپ اس کی قربت سے شاہ میر کو الجھن سی ہونے لگی۔ اس نے اٹھنا چاہا مگر کیتھی نے آہستگی سے شاہ میر کے درمیان حائل کافی کا مگ ہٹا دیا مگر اس کا تمام تر التفات شاہ میر کو اس کی طرف مائل نہ کر سکا۔ آخر کیتھی نے دو چار گالیاں دیں اور جا کر بستر پر دراز ہو گئی۔ کچھ دیر کے بعد ہلکے ہلکے خراٹے کمرے کی ہولناک خاموشی میں ننھے ننھے شگاف ڈالنے لگے۔
شاہ میر کے بے حس و حرکت وجود میں ہلکی سی جنبش پیدا ہوئی۔ وہ آہستہ و بوجھل قدموں سے چلتا ہوا کھڑکی تک آیا اور دونوں پٹ کھول دیے۔ تیز ہوا کے ساتھ بارش اس کے وجود کو پوری طرح بھگونے لگی مگر اندر لگی تھی' اس کی تپش بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

اس کے شعور کی سنسان اور گرم گلیوں میں اس کا بچپن کھیلتا تھا۔
...بابا کی ملامت۔
...ن کی بے تحاشا توجہ اور محبت۔
اس ...بصورت و روشن کمرہ۔
...بابا کی ملامت۔
...ونڈ ریلا۔
...ن کی محبت جو وہ ریال کے بدلے نجانے کہاں بیچ آئے تھے اور ایمن کے حصے میں بس خالی اجنبی نگاہیں تھیں۔
اس ...کمرہ جسے دانستہ چھین لیا گیا' وہ ایسی ہی اداس شاموں میں اس برآمدے میں کھلنے والے سبز جالی دار ...وں میں سے ایک کو بے حد حسرت سے دیکھا کرتی تھی۔ اس پانچ کمروں والے گھر میں ایمن کے لیے کوئی کمرہ ...تھا۔ ...یونہی بھری دوپہروں میں کبھی لاؤنج میں قالین پر' تو کبھی اس برآمدے میں ستون سے ٹیک لگا کر اونگھ ...لی تھی اور سردیاں اسٹور میں گزر جاتیں۔
اور ...نڈریلا... جو کہیں اس کے اندر بس گئی تھی۔
اس کے شعور کی گرم دوپہروں میں اس کا بچپن کھیلتا تھا۔
...ن املتاس کے زرد گچھوں میں چھپا اجنبی پرندہ زور سے چیخا اور پھر سے اڑ گیا۔
...ہڑبڑا کر جاگی اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ سامنے وسیع لان جھاڑ جھنکاڑ میں بدل رہا تھا۔
"اوہ... تو میں یہاں ہوں۔" اس نے ایک طویل سانس لے کر اعصاب ڈھیلے چھوڑے۔ اسے یاد آیا ڈاکٹر ...رضا نے کہا تھا' وہ سیدھی گھر جائے۔ اس گھر میں جہاں اس کا شوہر اس کا انتظار کر رہا ہے لیکن ایمن وہاں نہ ...ل... یہاں آ گئی' پانچ کمروں والی کوٹھی میں۔
"...یہاں کون میرا انتظار کر رہا ہے۔" وہ جب سے آئی تھی' یہیں برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھی اونگھ رہی ...دروازے کے دوسری طرف کسی کو خبر بھی نہ ہوئی۔
"...شہروز رضا' وہ بہت چالاک انسان ہیں۔ مجھے اب ان کے پاس کبھی نہیں جانا۔ میں واقعی پاگل ہو جاتی ہوں۔" اس نے بے حد سنجیدگی سے تہیہ کیا۔
...عقب میں جالی کا دروازہ زور سے کھلا اور بند ہوا۔
"...تم... یہاں بیٹھی کیا کر رہی ہو' اندر کیوں نہیں آئیں؟" بابر نے حیرت و خوشی کے ملے جلے تاثرات ...پوچھا۔
...نے سر اٹھا کر بے حد خفگی سے بابر کو دیکھا۔
"...مجھے ڈاکٹر کے پاس کیوں چھوڑ آئے تھے؟"
"...؟" بابر نے حیرت سے اسے دیکھا۔
"...نے خود کہا تھا کہ تم وہاں جانا چاہتی ہو۔"
"...وہاں جانا نہیں چاہتی تھی' کیا میں پاگل ہوں؟" وہ غصے سے پھٹ پڑی۔ بابر اپنے کپڑوں کی پروا نہ کرتے ...کے قریب بیٹھ گیا۔
"...ریلیکس۔ میں چاہتا ہوں' تم بالکل پہلے جیسی ایمن بن جاؤ۔"
"...بن سکتی' مر چکی ہے ایمن... کیوں مردوں کو زندہ کرتے ہو۔" ایمن چیخ اٹھی۔
"...مائی سویٹ سسٹر... ادھر دیکھو میری طرف..." وہ آہستہ آہستہ اس کا سر تھپتھپانے لگا۔
"...اب ڈاکٹر کے پاس نہیں جاؤں گی۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"مت جانا..... مگر ایمی! میں تو تمہارا بھائی ہوں۔ ہمیشہ سے تمہارا ساتھ دیتا آیا ہوں۔ کیا مجھ سے کہوگی۔"

ایمن تیزی سے ہونٹ کاٹنے لگی۔ وہ بھی اتنی تیزی سے کہ بابر کو لگا ابھی ان سے خون بہنے لگے گا۔ تب اس نے موضوع بدل دیا۔

"تم گھر کیوں نہیں گئیں؟"

"اس نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے۔"

"طاری بھائی نے.....؟"

"اور کیا اس کے باپ نے۔" ایمن بے تکے سوال پر چڑ گئی۔ ظاہر ہے' وہاں ان دونوں کے سوا اور رہتا کون تھا۔

"نہیں یار! ان کا فون تو کئی بار آچکا ہے کہ ایمن یہاں تو نہیں آئی۔"

"اچھا....." ایمن کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ "وہ میرا انتظار کر رہا ہے۔"

"ہاں۔" بابر کھڑا ہو گیا۔ "آؤ میں تمہیں گھر چھوڑ دوں۔"

"ہاں' مجھے جانا چاہیے۔" وہ بھی تیزی سے کھڑی ہو گئی۔ "وہ ڈاکٹر بھی یہی کہہ رہا تھا۔"

☼ ☼ ☼

تاروں بھرا آسمان کھلے سے آنگن میں جھک آیا تھا۔ فضا لیموں اور مالٹے کی ترش خوشبو سے مہک رہی تھی۔ قطار در قطار چارپائیوں پر سفید پھولدار چادریں بچھی تھیں جس پر سفید' خوبصورت کڑھائی والے تکیے تھے۔ ان تکیوں کے سہارے بیٹھے نفوس ایک دوسرے کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ بچوں نے آنگن میں اودھم مچا رکھا تھا۔ وہ نجانے کون سا کھیل کھیل رہے تھے۔ چارپائیوں کے درمیان میں رکھی چھوٹی میزوں پر کہیں سنگترے رکھے تھے تو کہیں چائے کے تھرماس۔ دونوں ملازمائیں مستعد سی آخری چارپائی پر بیٹھی تھیں۔ باتوں کے درمیان انہیں کسی نہ کسی کام سے پکار لیا جاتا۔ اگرچہ وہ سارے کام سمیٹ کر بیٹھی تھیں۔ وہ اس گھر کی مستقل نوکرانیاں تھیں اور یہیں رہائش پذیر تھیں۔

یہ اماں جی کا حسن انتظام تھا کہ ہفتہ کو جب ڈاکٹر شہروز اپنی فیملی کے ساتھ آتے تو رات کا کھانا سب اکٹھے کھاتے تھے۔ ان کے دونوں بھائی اور ان کی فیملیز' جبکہ اکلوتی بہن سعدیہ جو کہ شیخوپورہ میں بیاہی تھی' اس لیے کبھار ہی اس فیملی ڈنر میں شریک ہوپاتی مگر اس کی کوشش ہوتی کہ وہ مہینے دو مہینے میں جب بھی آئے' وہ ہفتے کا دن ہو۔ شاہ زیب نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد زمینداری سنبھال رکھی تھی مگر اماں جی کے ساتھ نہیں رہتے تھے۔ آصف' شہروز کے چچیرے بھائی تھے۔ یتیم ہونے کی بنا پر ابا جی نے ہمیشہ ان پر دست شفقت رکھا تھا۔ ان کی وفات کے بعد اماں جی نے بھی ان کا بہت خیال رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ہمیشہ اس فیملی ڈنر میں بمعہ اپنے بچوں کے ضرور شریک ہوتے تھے اور آج سعدیہ بھی آئی ہوئی تھی۔

"کیوں شہروز! یہ حرا کیا کہہ رہی ہے؟" اماں جی نے پکار کر پوچھا۔

ڈاکٹر شہروز ہاتھ دھو کر آئے تھے' سفید شلوار قمیص میں دونوں آستین موڑے مگن سے انداز میں تولیے سے ہاتھ خشک کرتے اماں جی کے پاس ہی آبیٹھے۔

"آپ کی یہ بہو کبھی بڑی نہیں ہوں گی اماں جی! بچوں کی طرح شکایتیں لگاتی ہے۔"

"ایکسکیوزمی۔" اماں جی کے داہنی طرف بیٹھی حرا نے ناراضی سے انہیں دیکھا۔

"ہائی داوے۔ اس بار کون سی فرد جرم عائد ہوئی ہے۔" ان کا انداز ہلکا پھلکا اور شریر سا تھا۔

"تم گھر میں ٹائم کیوں نہیں دیتے؟"

"یہ شکایت بھی جلد ہی دور ہو جائے گی۔" انہوں نے عقب میں موجود گاؤ تکیہ ٹھیک کیا اور سنگترہ اٹھا کر

...اپنا کلینک گھر میں ہی بنا رہا ہوں۔"

اس اطلاع پر حرا نے بے حد چونک کر انہیں دیکھا۔ شہروز نے کبھی ایسا ارادہ ظاہر تو نہیں کیا تھا۔

"اوپر والا پورشن فارغ ہی تو ہے' میں نے تو اس لیے بنایا تھا کہ....." وہ کہتے کہتے رکے پھر پوچھنے لگے۔

"...باغ کے ہیں؟" اشارہ سنگترے کی طرف تھا۔

"...ہاں۔" اماں جی نے جواب دیا پھر حرا کی طرف دیکھ کر مسکرائیں۔ "اچھا ہے' اس طرح تمہاری شکایت بھی دور ہو جائے گی۔"

"...ڈاکٹر صاحب پر نظر رکھنا بھی آسان ہو جائے گا۔" آصف نے جملہ پھینکا۔

"...صاحب' ہم حلال پر یقین رکھتے ہیں۔" ڈاکٹر شہروز ہنسے۔

"...بھا بھا....." آصف کی بیوی نے اس بری طرح گھورا کہ انہیں جملہ ادھورا چھوڑنا پڑا۔

"...بیوی بچوں کے بڑے حقوق ہوتے ہیں شہروز! وقت نکالا کرو۔" اماں جی نے سمجھانا چاہا۔

"...آپ تو یوں کہہ رہی ہیں گویا یہ محترمہ سارا دن میرے انتظار میں گھر میں بیٹھی رہتی ہیں۔"

"...ہاں..... یہ مردوں کی سائیکی۔" حرا نے ٹھنڈی سانس بھری۔ "بیوی کو صرف خود تک محدود رکھنا چاہتے ہیں۔"

"...تو اور ...ن تک محدود رکھنا چاہیے؟"

"...بیوی کی اپنی کوئی لائف نہیں؟"

"...الکل نہیں۔" آصف نے فٹ سے جواب دیا۔

"...کیوں؟" اس کی بیوی ثمینہ تڑپ کر میدان میں آئی پھر جو بحث شروع ہوئی کہ سب کے سب لپیٹ میں ...دو پارٹیاں بن گئیں اور کوئی بھی ہار ماننے کو تیار نہ ہوا۔

...اماں جی کچھ دیر اس لایعنی بحث کو سنتی رہیں پھر عشاء کی نماز کے لیے اٹھ گئیں۔

...رات دیر سے سونے کی وجہ سے صبح سب کی آنکھ بھی دیر سے کھلی تھی۔ حرا جاگی تو بچے ابھی تک محو خواب ...باقی خواتین ناشتہ کر رہی تھیں۔ اماں جی نے قیمہ بھرے پراٹھے بنوائے تھے۔ ساتھ میں دہی اور چاٹی کی ...تھی۔ مردوں کا ناشتہ مردانے میں بھجوا دیا گیا۔ گاؤں میں تو صبح یوں بھی جلدی ہو جاتی ہے کہ لوگ منہ ...اٹھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب حرا ناشتہ کر کے فارغ ہوئی تو گاؤں کی اکثر خواتین اپنے ...سے (جو کہ سارا دن ہی چلتے تھے) وقت نکال کر اماں جی کے پاس آبیٹھی تھیں کہ گاؤں میں یوں مل بیٹھنا ...اہم کام گردانا جاتا تھا۔ عورتیں اکثر اپنے مسائل لے کر جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے اماں جی کے ...جاتی تھیں۔

...بھی ان کے پاس آکر بیٹھ گئی' جہاں ایک نوجوان عورت گود میں بچہ لیے ہاتھ نچا نچا کر کہہ رہی تھی۔

"...کیسی خدمت کی میں نے اس بڈھی کی' پر کسی نے قدر نہ کی۔ آدھی آدھی رات تک پاؤں دبوائے..... ...کا کام پھرکی کی طرح کیا..... چارپائی پر بیٹھ کر نوالے کھلائے' پر یہ بے شرم' بے قدرے لوگ....."

"...اللہ اجر دے گا صدیقہ۔" وہ گالیوں پر اتری تو اماں جی نے تسلی دی۔ صدیقہ بھڑک اٹھی۔

"...اللہ نے اجر تو پتا نہیں کب دینا ہے' اس بڈھی نے تو یہ اجر دیا ہے۔" اس نے آستین الٹ کر بازو دکھایا جس ...نشان پڑا تھا۔

"...جھوٹی سچی شکایتیں لگا کر اپنے بیٹے سے مجھے مار پڑوائی۔" وہ آنکھ میں آنسو بھر لائی۔ اماں جی نے تاسف سے ...دیکھا۔

"...ہے میرے آگے زبان چلاتی ہے۔ میں نے اس کے سامنے زبان چلا کر کیا کرنا ہے۔ بڈھی جان ہے میری ..... جب سے نماز پڑھنی سیکھی ہے' سارا دن مصلے پر بیٹھی رہتی ہے۔ پر جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

میری تو جندڑی برباد ہوگئی۔"

وہ پھپھک پھپھک کر رو پڑی۔ گود میں دودھ پیتے بچے نے ماں کے رونے کی آواز سنی تو ایک لمبی چیخ مار[illegible]

"تو تو چپ کرناں پتّر۔" وہ رونا بھول کر بچے کو زور زور سے تھپکنے لگی۔

"میں سمجھاؤں گی تمہاری ساس کو بھی اور تمہارے شوہر کو بھی۔" اماں جی نے دلاسہ دیا۔

"ہاں ہاں۔۔۔ اسے بھی سمجھانا۔" صدیقہ نے جلدی سے آنسو پونچھے۔ "ماں کی کچھڑ چڑھ کر[illegible] نہیں گزرتی۔"

"خصم کی کچھڑ چڑھ کر گزر جاتی ہے۔" صدیقہ کی نند نے بڑے ہی غلط وقت پر انٹری دی تھی۔ ارد گر[illegible] عورتیں ہوشیار باش ہوگئیں کہ زبردست تماشہ متوقع تھا۔

"ہے نی چھنال۔۔۔ یہاں بیٹھ کر ہماری شکیتیں لگاتی ہے۔۔۔ تو تو چاہتی ہے سارے مر جائیں [illegible] ہوجائے۔۔۔ تو اکیلی راج کرے۔۔۔ پر سن لے۔۔۔ ویر بھی وہ ہمارا ہے اور یہ پوتا بھی کریم بخش کا ہے۔۔۔ تو[illegible] زور لگاتا ہے۔" پوتے کی دھمکی وہ فل اسٹاپ تھی جو ہر لڑائی کے آخر میں ضرور لگتا تھا۔

صدیقہ نے بچہ نند کی گود میں پٹخا۔

"لے۔۔۔ مر۔۔۔ تجھے ساروں کی ماں بننے کا شوق ہے۔۔۔ اسے بھی پال لے۔"

اس چیخ و پکار کو اماں جی کی ڈانٹ ڈپٹ نے ختم کرایا۔ سمجھا بجھا کر صلح کروائی لیکن دلوں پر چھایا غبار کم[illegible] ہوا تھا۔ دونوں کینہ توز نگاہوں سے ایک دوسرے کو گھورتی رہیں۔ ابھی ایک معرکہ گھر جا کر ہونا باقی تھا۔

دھوپ تیز ہونے لگی تو عورتوں کو گھر کے کام کاج یاد آنے لگے۔ انہیں دوپہر کی روٹی کے لیے تندور گرم [illegible] تھے' سو ایک ایک کر کے اٹھنے لگیں۔

رشیداں نے گرم چائے کی پیالی اماں جی کو لا تھمائی۔

"تم پیو گی حرا۔۔۔؟"

"نہیں' ابھی تو ناشتہ کیا ہے۔" حرا نے منع کیا۔ "عورتیں آپ کی بات بہت سنتی ہیں۔"

حرا اب تک ان کے لب و لہجے سے متاثر تھی۔

"اللہ جسے توفیق دے۔"

"یہ نند بھاوج' ساس بہو کے جھگڑے کبھی ختم بھی ہوں گے؟"

"سارا جھگڑا ملکیت کا ہے۔ ہم رشتوں کو ہمیشہ کے لیے صرف اور صرف اپنی ملکیت تصور کرنے لگتے [illegible] حالانکہ یہ رشتے تو امانتاً' ہمیں سونپے جاتے ہیں۔ ہر رشتے کے الگ الگ حقوق و فرائض متعین کیے گئے ہیں کسی سے زیادتی نہ ہو۔" انہوں نے اپنے مخصوص مدھم انداز میں کہا۔

"اس کے باوجود عورت پس رہی ہے۔" حرا نے کہا۔

"عورت ہی عورت کو پیس رہی ہے۔" اماں جی نے برجستہ کہا۔

"ہاں یہ تو ہے۔" حرا نے اثبات میں سر ہلایا۔ "وجہ شاید تعلیم کی کمی ہے۔"

"مذہب سے دوری۔۔۔ ہم نے مذہب کو بس نماز روزے تک محدود کر رکھا ہے۔ روزانہ قرآن پاک کی تلاو[illegible] اور چند وظیفہ جات' بس ذمہ داری پوری۔ حالانکہ مذہب کی اصل روح تو وہاں سے شروع ہوتی ہے' جہاں رشتوں اور معاشرتی معاملات کو سلجھانے کا سلیقہ سکھایا گیا ہے۔ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ مذہب اسلام کی س[illegible] سے بڑی خوبی کیا ہے' تو میں کہوں گی۔ توازن' اعتدال' جو کسی اور مذہب کی خصوصیت نہیں۔ حرا بیٹے! ہمار[illegible] مذہب میں جوائنٹ فیملی سسٹم کا سرے سے کوئی تصور ہی نہیں' اسی لیے تو دیور' جیٹھ' وغیرہ نامحرم قرار پائے گ[illegible] ہمارے ہاں یہ تصور عام ہے کہ آنے والی سارے گھر کی ذمہ داری اٹھائے۔ اب یہاں جھگڑا اختیار اور ذمہ دار[illegible] ہے۔ ذمہ داری تو ٹھونس دی' اختیار دینے کو کوئی تیار ہی نہیں۔ حالانکہ بہو اگر شوہر کے ماں باپ سے اچھا سلوک[illegible] رکھتی ہے' دیکھ بھال کرتی ہے تو یہ شوہر پر اس کا احسان ہے۔ اب شوہر پر لازم ہے کہ وہ بیوی کے والدین سے حس[illegible]

[illegible] لیکن ہمارے ہاں عورت یہ ذمہ داری بھی نبھا رہی ہے' اس کے باوجود جوتیاں بھی کھا رہی ہے۔ گھر [illegible] بھی بنا رہی ہے۔"

"[illegible] ٹھیک کیا تسی۔۔۔ سارے دھیاں ویاہ کے لے آندے نے تے پتر دینن دا حوصلہ نہیں۔" (ٹھیک کیا [illegible] بیٹیاں بیاہ کے لے آتے ہیں مگر بیٹے دینے کا حوصلہ نہیں) عمشاں نے جھاڑو دیتے ہوئے لقمہ دیا۔

[illegible] مسکرا کر اس کی بات سنی اور اماں جی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"[illegible] لوگ آپ جیسے بھی تو ہیں۔ آپ نے کتنی آسانی سے اپنے بیٹے ہم سب کو سونپ دیے۔"

[illegible] نے چائے کا گھونٹ بھرا اور مسکرا دیں۔

"[illegible] والوں کو راستہ تو دینا پڑتا ہے' جگہ خالی کرنا پڑتی ہے' ورنہ تو زندگی کا تسلسل ہی رک جائے۔ اگر رستے [illegible] بن کر کھڑے ہو جائیں گے تو انسانی بقاء اور ارتقاء کا عمل اسی طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگا۔"

[illegible] اور عادل اٹھ گئے تھے۔ ایک نوکرانی منہ دھلانے کے لیے انہیں باتھ روم لے جا رہی تھی۔ اماں جی کی [illegible] تم گئیں۔

"[illegible] بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ یہ وہ پرندے ہیں' جنہیں وقت مقررہ پر گھونسلا چھوڑ دینا ہے۔ پرندے اڑنا سیکھ [illegible] نے آشیانے ان کی منزل ہوتے ہیں۔ انہیں اپنے گھونسلے تک محدود رکھنا فطرت کی راہ میں رکاوٹ کے [illegible] بھی نہیں۔"

"[illegible] والدین کے حقوق۔۔۔؟"

"[illegible] بات پر ہم اپنی اولاد کو بلیک میل کرتے آئے ہیں۔ کیا میرے بچے میرے حقوق پورے نہیں کر رہے۔ [illegible] حقوق صرف گھٹنے سے لگ کر پورے نہیں ہوتے۔ تم لوگ وہاں بیٹھ کر بھی میرے حالات سے پوری طرح [illegible] رہتے ہو۔ میری ہلکی سی تکلیف' ذرا سی آواز پر بھاگ پڑتے ہو۔ میرا کوئی مسئلہ' مسئلہ نہیں رہتا۔ اگر میں [illegible] سے کہہ دوں۔ مجھے تو خوشی ہے کہ میری اولاد میں بلا کا توازن پایا جاتا ہے۔ وہ حقوق و فرائض کی اس [illegible] ہمیشہ سرخرو ہی ٹھہرے۔"

"[illegible] آپ کو جیلسی نہیں ہوتی کہ آپ کے بیٹے اپنی بیویوں کا اتنا خیال رکھتے ہیں؟"

[illegible] نے ندرے گھور کر اسے دیکھا مگر وہ سنجیدہ تھی۔

"[illegible] آپ کو بھی تو یہ سب کچھ کتنی مشکل اور تکلیفوں سے کر ملا تھا۔ آپ نے یہ تکلیفیں اپنی اولاد سے کیش [illegible] کوشش کیوں نہیں کی؟"

[illegible] خاموشی سے اسے دیکھتی رہیں۔ ان کی آنکھوں میں کئی منظر ایک ساتھ گھومنے لگے۔

[illegible] نے ان کی خاموشی کو پوری طرح محسوس کیا تو یکلخت بات ہی بدل دی۔

"[illegible] کا ارادہ گرمیوں کی چھٹیاں یہیں گزارنے کا ہے۔ بہت ایکسائیٹڈ ہوتے ہیں یہاں آنے کے لیے۔"

"[illegible] اچھی بات ہے۔" اماں جی نے عمر اور عادل کو دیکھا جو شور مچاتے باتھ روم سے باہر آرہے تھے۔

"[illegible] بتاؤ۔۔۔ یہ شہروز کے پاس بس عورتیں ہی مریض بن کر آتی ہیں؟"

[illegible] کے سوال پر حرا نے چونک کر انہیں دیکھا۔ "کیوں؟"

"[illegible] نے جب بھی مجھ سے دعا کروائی' کسی نہ کسی لڑکی ہی کے بارے میں کروائی ہے۔" انہوں نے متبسم انداز [illegible] بے ساختہ ہنس دی۔

"[illegible] لیے تو کلینک گھر میں بنوا رہی ہوں۔"

[illegible] اسے خیال آیا کہ شہروز نے یہ خیال پہلے تو کبھی ظاہر نہیں کیا تھا۔

☼ ☼ ☼

[illegible] آتا دیکھ کر اس کے شوہر نے کچھ بھی نہیں کہا تھا' بس بابر کے ساتھ سلام دعا میں مصروف ہوگیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایمن خاموشی سے اجنبیوں کی طرح بیڈروم میں آکر بیٹھ گئی۔ انداز یوں تھا گویا مہمان ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اندر آیا' کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اسی خاموشی سے وارڈروب کھول کر کپڑے نکالنے لگا۔

ایمن دونوں ہاتھ گود میں رکھے اس کے برسنے کی منتظر تھی۔

وہ کپڑے لے کر باتھ روم میں چلا گیا۔

ایمن نے سر اٹھا کر بے حد حیرت سے باتھ روم کے بند دروازے کو دیکھا۔ کچھ لمحے دیکھتی رہی پھر اٹھ کر کچن میں چلی آئی۔ ملازمہ مصروف تھی۔

"کیا پکا رہی ہو؟"

ملازمہ نے مڑ کر بے حد حیرت سے اسے دیکھا۔ بیگم صاحبہ نے نجانے کتنے عرصے کے بعد کچن میں آکر یہ پوچھا تھا' ورنہ تو یہ کچن اسی کے بل بوتے پر چلتا تھا۔ صاحب باہر کھانا کھانے کے شوق تھے۔ بس کبھی کبھار فرمائش کرتے۔ بیگم صاحبہ کو اس کچن تو کیا' پورے گھر سے کوئی سروکار نہ تھا۔ وہ اپنی مرضی سے پکاتی یا فریز کروا کر سمیٹ کر اپنے بچوں کے لیے لے جاتی۔ ایمن نے تو کبھی چند لقموں سے زیادہ نہ لیا۔

"صاحب نے کوفتے بنانے کے لیے کہا تھا۔"

"اچھا..." وہ کھڑی ادھر ادھر دیکھتی رہی پھر فریج کھول کر دودھ نکالا اور کپ میں ڈالنے لگی۔

"گرم کردوں۔"

"نہیں بسکٹ دے دو۔" وہ ناشتے کی میز تک آگئی۔

"آپ کھانا نہیں کھائیں گی؟" بسکٹ کا جار ایمن کے سامنے رکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"نہیں۔" ایمن نے مختصراً کہا۔

ملازمہ کام کرتے ہوئے گاہے بگاہے ایمن کی طرف دیکھتی رہی۔ اس نے چند بسکٹ لے کر دودھ کا کپ پی لیا تھا پھر اس نے بہت جھجکتے ہوئے پوچھا تھا۔

"بیگم صاحبہ! آپ بیمار ہیں؟"

ایمن نے چونک کر ملازمہ کو دیکھا۔

وہ گھبرا گئی۔ ہو سکتا تھا ایمن ہاتھ میں پکڑا مگ اس کے ماتھے پر دے مارتی۔

"میرا مطلب ہے..."

"تمہیں کیا لگتا ہے؟" ایمن نے اس کی بات کاٹی۔

"مجھے تو لگتا ہے جی... آپ پر کوئی سایہ ہوگیا ہے یا کسی نے کوئی عمل کروا دیا ہے۔ میری چھوٹی بہن کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا پھر ہم نے تعویز کروایا تو آرام آیا۔ آپ کہیں تو آپ کو بھی..." اس نے جھجکتے ہوئے مگر تیزی سے اپنی بات مکمل کی۔

ایمن کھڑی ہو گئی۔

"تم ٹھیک کہتی ہو... مجھ پر آسیب ہے صغریٰ... ایسا آسیب جس پر کسی تعویز کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔"

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے باہر نکلی اور لاؤنج میں کاؤچ پر دراز ہو گئی۔ کچھ لمحے چھت کو تکتے ہوئے ڈاکٹر شہروز رضا کے بارے میں سوچتی رہی پھر نیند آگئی اور نیند ان حالات میں بہت کم اس پر مہربان ہوتی تھی۔

کچھ دیر کے بعد بیڈروم کا دروازہ کھلا اور وہ باہر نکلا۔ کاؤچ پر ایمن کو دیکھ کر رک گیا۔ وہ بچوں کی طرح دونوں گھٹنے سینے میں گھسائے محوِ خواب تھی۔ گھنگھریالے بال چہرے کے اطراف میں بکھرے تھے۔ شربتی آنکھوں کے بند پپوٹوں پر ہلکا براؤن رنگ عجیب تاثر دے رہا تھا۔

نیم وا لب گو گلابی نہ رہے تھے مگر ان کا کٹاؤ اب بھی دل کھینچتا تھا۔

"وہ بہت ہی برا دن تھا جب میں نے اس سے شادی کی۔"

اس نے اپنے اندر بڑھتی طلب کو روکنے کی سعی کی اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیے۔

"... یہاں کیوں سو رہی ہے۔ اندر بیڈروم میں..."

"... اور اس کا سر سہلاتے ہوئے پکارنے لگا۔

"... اندر چل کر سوؤ۔"

"... کے بازو سے لپٹ گئی۔

... نے تذبذب کے عالم میں اسے دیکھا۔ وہ اب بھی نیند میں تھی۔ وہ جھکا' اور اسے بازوؤں میں سمیٹ کر ... چلا گیا۔

"... صاحب نجانے کب تک یہ بوجھ ڈھوئیں گے۔"

... آتی ملازمہ نے بے حد تاسف سے بیڈروم کے بند دروازے کو دیکھا تھا۔

☼ ☼ ☼

"... کلینک کے لیے یہ پورشن زبردست لوکیشن ثابت ہوگا۔" ڈاکٹر شہروز نے کہا۔

... کے بعد جب حرا نے بچوں کو سلا دیا تو وہ دونوں پچھلے پورشن میں نکل آئے' جہاں پچھلے چند دنوں میں شہروز ... کلینک کے حساب سے مناسب تبدیلیاں کروالی تھیں۔ یہ پورشن دو سال سے کرایے پر تھا لیکن دیکھنے سے ہی ... تھا کہ رہنے والے باذوق لوگ تھے کہ گیٹ کے ساتھ والی دیوار سے لپٹی بیلیں سرسبز و شاداب تھیں اور ... میں رکھے گملے تروتازہ۔ بے تحاشا سبزے نے اس گول برآمدے کو بے حد ٹھنڈک کا احساس بخشا تھا۔ ... میں کھلے رنگ برنگے پھول مشامِ جاں کو مہکاتے اور نظروں کو تسکین بخشتے تھے۔

"... پر سکون ماحول میں پیشنٹ اپنی آدھی الجھنیں بھول جائے گا۔" حرا نے بیل کو ہلکا سا جھٹکا۔ اس نے ... اندلی سے پھول برسا دیے۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ مریضوں کو بالکل گھر جیسا ماحول ملے۔" ڈاکٹر شہروز رضا نے بہت غور سے نیچے ... پھولوں کو دیکھا۔ پھول دو رنگ کے تھے' سفید اور گلابی۔ انہیں اماں جی کا خیال آگیا۔

"... ڈاکٹر صاحب! وہ گھر سے بھاگ کر آتے ہیں۔"

"... انہیں گھر نصیب ہوں تو بھاگیں ہی کیوں؟ وہ تو بنگلوں' کوٹھیوں اور مکانوں سے بھاگ کر آتے ہیں۔ کنکریٹ کی ... دیواروں کو گھر کا نام تو نہیں دے سکتے۔ جوں جوں کنکریٹ کی دیواریں پھیل رہی ہیں' گھر سکڑتے جا رہے ہیں۔" انہوں نے آہستگی سے کہا اور آگے بڑھ کر اس کمرے کا دروازہ کھولا جسے انہوں نے کلینک کے طور پر سیٹ ... کیا تھا۔

... کمرے کی فضا روشن اور ہوادار تھی۔ روایتی خوبصورت نقش و نگار والی بڑی بڑی کھڑکیاں جو کھلتیں تو ان کے ... سے گلابی پھولوں والی بیل بے ساختہ اندر جھانکنے لگتی۔ دیواروں پر خوبصورت مناظر والی بڑی بڑی پینٹنگز ... منی پلانٹس نے کمرے کی خوبصورتی میں کچھ اور اضافہ کر دیا تھا۔

"... ایکسیلنٹ۔" حرا کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"... پہلے آپ کو یہاں شفٹ ہونے کا خیال کیسے آیا؟"

"... بس یونہی۔" انہوں نے ٹالنا چاہا۔

"... آپ تو اس پورشن کو کرایے پر دینے کے لیے بھی بمشکل تیار ہوئے تھے۔"

"... پہلے ایک امید تھی۔" ڈاکٹر شہروز نے کہا اور کھڑکی کھولنے لگے۔

"... کیسی امید؟" حرا نے خاصی بے تابی سے پوچھا۔

"... گاؤں میں تمہارا وقت کیسا گزرا؟"

... سوال گندم' جواب چنا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جیسے ہمیشہ گزرتا ہے۔" حرا کو برا لگا۔
"اماں جی سے کیا کیا باتیں ہوئیں؟"
"جو ہمیشہ ہوتی ہیں۔" وہ چڑ سی گئی۔
شہروز، حرا کے چڑنے پر مسکرا دیے۔
"شاید کبھی اماں جی ہمارے ساتھ آ کر رہنے پر تیار ہو جائیں۔"
"انہیں گاؤں راس آ گیا ہے۔ وہ وہاں سے کبھی نہیں آئیں گی۔" حرا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔
"ہاں۔" ہلکی سی سوچ کی پرچھائیں شہروز کی آنکھوں میں لہرائی۔
حرا کھلی کھڑکی میں آ کھڑی ہوئی۔ پھر اس نے ذرا سی گردن موڑ کر شہروز رضا کو دیکھا۔ اس کے ذہن میں ہلا چپکے سے مسکرایا، جب اس نے اس شاندار سے شخص کو پہلی بار دیکھا تو کچھ بھی سوچے بنا ہاں کہہ دی تھی۔ وہ ا بھی حواس پر چھا جانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔
"اب بھی۔" اسے ہنسی آ گئی۔ پانچ سال کا عرصہ بھی بھلا کوئی عرصہ تھا۔
"کیا ہوا؟" شہروز رضا نے حرا کی نظروں کے ارتکاز کو محسوس کیا تو اس کی طرف مڑے۔
"اماں جی پوچھ رہی تھیں کہ شہروز صرف لڑکیوں کا ہی علاج کرتا ہے۔"
شہروز بے ساختہ ہنسے۔
"کہہ رہی تھیں خیال رکھا کرو، کہیں۔" اس نے اپنی طرف سے اضافہ کرتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔
"تو تم نے کیا کہا؟" لبوں کی تراش میں محظوظ سی مسکراہٹ جگمگائی۔
"میں نے کہا۔" حرا پلٹی۔ دونوں ہاتھ ان کے سینے پر رکھے اور براہ راست سیاہ آنکھوں میں جھانکا۔
"جو میرا ہو گیا، وہ کسی اور کا نہیں ہو سکتا۔"
"اتنا یقین ہے مجھ پر؟"
وہ اس کے یقین پر کھل کر مسکرائے۔ ہوا کے شریر سے جھونکے پر کھڑکی پر بیل جھک آئی اور فراخدلی سے پھول لٹانے لگی۔
سفید اور گلابی پھول۔
شہروز کو نجانے کیوں ایک بار پھر اماں جی یاد آ گئیں۔

☼ ☼ ☼

"میں یہاں آنا نہیں چاہتی تھی۔"
بائیں ہاتھ کے ناخن چباتے ہوئے غصہ و بے بسی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ ایمن نے کہا۔
"میں تمہارا منتظر تھا۔" ڈاکٹر شہروز کے مشفقانہ لہجے نے ایمن کو اگلا جملہ کہنے سے باز رکھا۔
وہ شدومد سے ناخن کترنے لگی۔
ڈاکٹر شہروز کو لگا جیسے ابھی انگلیوں کی پوروں سے لہو بہنے لگے گا۔
"تمہیں میرا نیا کلینک کیسا لگا؟"
"ہوں۔" ایمن نے چونک کر پہلے ڈاکٹر پھر کمرے کو دیکھا۔ اس کی نظریں کمرے کے درودیوار کو چھوتی ہوئی کھلی کھڑکی سے جھانکتی بیل پر جا ٹھہریں۔ اس کی بے چین و بے رنگ آنکھوں کی کیفیت ایک لحظہ کو تبدیل ہوئی۔
"پھول اچھے ہوتے ہیں۔"
ناخن کترنے کا عمل موقوف ہو گیا۔ دونوں ہاتھ گود میں رکھ کر وہ ان پھولوں کو دیکھنے لگی جو کھڑکی کی چوکھٹ پر بکھر گئے تھے۔
"ہاں پھول اچھے ہوتے ہیں۔" ڈاکٹر شہروز نے خوش ہو کر دہرایا۔

... نے ڈاکٹر کو ناراضی سے دیکھا۔
"... مذاق اڑا رہے ہیں؟"
"... اپنے جملے کی تائید کر رہا ہوں۔ ہاں۔ پھول اچھے ہوتے ہیں، اس لیے اچھے لگتے ہیں۔"
"... مجھے بچی سمجھتے ہیں؟" ایمن کی آنکھوں میں غصے کی لہر ابھری۔
"... تو ہو۔ میرا دل چاہتا ہے تمہیں کندھے سے لگا کر تھپک تھپک کر سلا دوں پھر تمہارے منے منے
... خراٹے سنوں۔ تم نے کبھی بہت ہی چھوٹے معصوم بچوں کے خراٹے سنے ہیں؟"
... چہرے کا رنگ متغیر ہوا اور وہ غصے سے چلائی۔
"مجھے ... اچھے نہیں لگتے۔"
"... ؟"
"... زور سے چیخی۔
"اچھا۔" ڈاکٹر شہروز نے قدرے تعجب سے کہا پھر بتانے لگے۔
"... دو بچے ہیں، دونوں بہت شرارتی ہیں۔ بچپن میں تم بھی تو بہت شرارتی ہوا کرتی تھیں۔"
"... "
"... تم نے خود ہی بتایا تھا۔ وہ خرگوش کے بچے۔" ڈاکٹر شہروز دھیرے دھیرے مطلوبہ موضوع کی
... لے۔
"... تمہیں ڈھونڈتی ہوئی۔"
... نگاہیں کھڑکی سے باہر جم گئیں۔
... خرگوش کے بچے۔
... لی۔
... ہوتا ہوا اس کا ذہن خود بخود طوفانی رات پر آ اٹکا تھا۔
... شعور کی سنسان اندھیری رات میں یکلخت بادل گرجے، بجلی کڑکی اور طوفانی بارش برسنے لگی۔ کسی کی
... بازوؤں پر جا گی تو۔
... کا دوسرا سیشن تھا۔

☐ ☐ ☐

... کے وہ بلند آواز سے چیخ ہی نہ سکی۔ گھٹی گھٹی سی آوازیں حلق سے برآمد ہوئیں۔
"... چلائی تو۔" اس نے چھوڑ دیا تھا مگر کلائی ابھی تک مضبوط گرفت میں تھی۔
"... ۔" وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتی رہی۔
"... ؟ میرے گھر کے سامنے کیا کر رہی تھیں؟"
"... ۔" ایمن ساکت سی رہ گئی۔ وہ تو اسی شخص کے گھر میں داخل ہو گئی تھی۔
"... ۔" اس نے کلائی کو جھٹکا دیا۔
"...۔" وہ درد سے دوہری ہو گئی۔
"... بھاگی ہو۔ ؟ کس کے ساتھ۔ ؟ کون ہے وہ۔ ؟"
... تین سوالوں نے ایمن کو پاتال میں دھکیل دیا۔
"... کے ساتھ نہیں بھاگی۔" اس نے پوری قوت سے سامنے والے کو دھکا دیا۔
... نے اس لمحے کو غنیمت جانا اور پوری قوت سے باہر کی طرف بھاگی۔
"... ہے۔ ؟ کون۔ ؟" اندرونی دروازہ کھلا اور کوئی بعجلت وہیل چیئر دھکیلتا ہوا باہر آیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایمن بیرونی دروازہ عبور کر گئی۔
طوفان میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔ بجلی اسی رفتار سے چمکی گویا سر کو چھو کر گئی ہو۔
بادل اسی رفتار سے گرج رہے تھے۔ آسمان کچھ زیادہ ہی ہیبت ناک ہو گیا تھا۔
"گھر سے بھاگی ہو؟" ایمن کے قدم پیچھے کی سمت دوڑنے لگے۔
"کس کے ساتھ؟"
ایمن کو احساس ہوا' وہ یہ سزا مہرالنساء کو نہیں' اپنے آپ کو دینے جارہی ہے۔
"کون تھا وہ؟"
وہ بدنامی کی دلدل میں دھنسنے سے پہلے لوٹ جانا چاہتی تھی۔
اسے لگا مہرالنساء فون پر اس کے باپ سے رو رو کر کہہ رہی تھی۔
"مجھے نہیں پتا' وہ رات کے اندھیرے میں کہاں بھاگ گئی۔ میں نے تو زندگی میں پہلی بار اسے بیٹی سمجھا تھا۔ مجھے نہیں معلوم وہ... کون تھا؟"
نجانے کتنے موڑ مڑی تھی۔ بارش مدھم ہونے لگی تھی اور گمشدہ راستے ہنوز نامعلوم تھے۔ اس نے کسی سائے کو گردش کرتے دیکھا مگر اب قدموں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا پھر اس نے خود کو ڈوبتے زمین پر گرتے محسوس کیا۔ بارش کا پانی اس کے حلق اور ناک میں جانے لگا اور وہ اپنے آپ میں اتنی ہمت نہ رکھتی تھی کہ اٹھ سکے۔ اس نے آہستگی سے ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں اور سوچا۔
"کیا میں اب کبھی گھر واپس نہ جا سکوں گی۔" کوئی اس کے قریب آکر رکا پھر اس پر جھک گیا۔
"ایمن... ایمن..." اس کے تاریک ہوتے ذہن نے مانوس آواز سنی۔
"ایمن... اٹھو..."
اس نے لاشعوری طور پر پہچاننے کی کوشش کی۔
ہاں' یہ بابر کی آواز تھی۔
"ایمی! ہمت کرو' گھر زیادہ دور نہیں ہے۔"
وہ اس کے بازوؤں کے سہارے اٹھی۔
کن مشکلوں سے وہ اس کے لڑکھڑاتے وجود کو گھر تک لا پایا تھا۔
گھر میں غضب اندھیرا تھا اور بہت خاموشی۔
بجلی غائب تھی اور سب لوگ نجانے کہاں تھے۔
بابر نے اسے چھوڑا تو وہ قالین پر ڈھیر ہو گئی۔ وہ کچھ لمحے کھڑا ہانپتا اور اپنا سانس بحال کرتا رہا پھر لڑکھڑاتے قدموں سے شمع دان کی طرف بڑھا۔ ٹٹول کر ماچس اٹھائی' اس کے گیلے ہاتھ کانپ رہے تھے' اس لیے کئی تیلیاں ضائع ہو گئیں۔ پھر ننھا سا شعلہ بھڑکا اور ایک ایک کر کے شمع دان پر لگی تینوں موم بتیاں جلنے لگیں۔ اس نے مڑ کر ایمن کے ساکت وجود کو دیکھا پھر اس کے قریب آکر بیٹھ گیا۔ کیچڑ میں لتھڑے جوتوں نے پورے قالین کا ستیاناس کر دیا تھا۔ اسے ایک بار بھی انہیں اتارنے کا خیال نہیں آیا۔ دونوں ہاتھ گھٹنوں کے گرد لپیٹے ہوئے اس نے کم روشنی کے باوجود ایمن کی سپید رنگت اور نیلے پڑتے ہونٹوں کو دیکھا' تب ہی اسے اپنے کانپتے وجود کا احساس ہوا۔
وہ سردی سے نہیں کانپ رہا تھا۔
"اگر یہ گم ہو جاتی..." وہ سخت خوفزدہ تھا اور اسی خوف کے عالم میں ایمن کے چہرے پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ ان دونوں کے گرد قالین پر پانی کا تالاب سا جمع ہونے لگا تھا۔

☼ ☼ ☼

...ں ...اہلیوں سے آزاد ہوئی۔
...جھل پپوٹے' جلتی ہوئی آنکھیں۔
...ل آنکھیں کھولیں تو شعور کے پردے پر رات کی تصویریں واضح ہونے لگیں۔

...لمرہ۔
...اتی مہرالنساء۔
...ں انتجا۔
...ب میں بند ہوتے دروازے۔
...ل' طوفان' بھاگتے قدم۔
...ون ہو تم؟"
...او..." درد کی تیز لہر نجانے کہاں سے اٹھ کر کہاں جا رکی۔
...اس نے لب بھینچ لیے پھر نظروں کا زاویہ بدل کر دیکھا۔
...اپنے کمرے میں اپنے بیڈ پر تھی' اس کا وجود کمبل میں چھپا تھا اور کپڑے بدلے ہوئے تھے۔
"...نا مہربان اس گھر میں مجھ پر کون ہو گیا۔"
...اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر نہیں اٹھ سکی' تب ہی دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا۔
...اس نے گردن موڑ کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ بس چھت کو گھورتی رہی۔
"...ی ہوا ایمی؟" یہ جوجو تھی' اس کا لہجہ نرم اور ہمدردانہ تھا۔
...ں خاموشی سے چھت کو دیکھتی رہی۔
"...ات جب بابر بھائی نے مجھے بلایا تو تمہاری حالت بہت خراب تھی۔" وہ ہاتھ میں پکڑے پیالے میں جھانکتی ...دب سی کہنے لگی۔
"...می کو اس طرح نہیں کرنا چاہیے تھا' وہ کچھ زیادہ ہی غصے میں آگئی تھیں۔ میں ان کی طرف سے سوری کرتی ...ہوں... تم کچھ بولو گی نہیں؟"
"...تم تھوڑا سا سوپ لے لو' مجھے زیادہ اچھا بنانا نہیں آتا لیکن میں نے بک سے ریسیپی دیکھ کر بنایا تھا۔"
"...می نے منع نہیں کیا؟" ایمن نے تلخی سے پوچھا تو وہ مزید شرمندہ ہو گئی۔
"وہ کمرے سے باہر نہیں آئیں' اچھا تم سوپ تو لو نا۔"
...یمن کی آمادگی دیکھ کر جوجو نے اسے سہارا دے کر بٹھایا۔ البتہ سوپ ایمن نے خود ہی پی لیا۔ بھوک بے تحاشا ...ں ہو رہی تھی یوں بھی سوپ زیادہ بدمزہ نہیں تھا۔
"...چھ اور کھاؤ گی؟" اسے رغبت سے سوپ پیتے دیکھ کر جوجو کو خوشی ہوئی تھی۔
"...نہیں۔" ایمن دوبارہ لیٹ گئی۔
...وجوجو اس کے ساتھ ادھر ادھر کی چھوٹی چھوٹی باتیں کرنے لگی۔ وہ چاہتی تھی' ایمن بات کرے' خواہ تلخ ہی کیوں ...مگر ایمن رخ موڑے کھڑکی پر گرے پردے کو دیکھتی رہی۔
"...رات کو تم کس کے ساتھ بھاگی تھیں؟"
...ہن کے پردے پر کچھ منظر ابھرے تو اس نے جھرجھری لے کر کروٹ بدلی۔ جوجو کچھ کہتے کہتے چپ ہو گئی۔
"...بارش رک گئی؟" ایمن نے اپنی توجہ ہٹانے کو بے تکا سوال کیا۔ حالانکہ پردے کی اوٹ سے تیز دھوپ کی ...یں اندر آ رہی تھیں۔
"...ہاں' بہت روشن چمکدار دن ہے۔ تم باہر جاؤ گی؟" جوجو نے جوش سے پوچھا۔
"...نہیں' میں سوؤں گی۔" اس نے آنکھیں موند کر کروٹ بدل لی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جوجو نے مایوس ہو کر پیالہ اٹھایا اور باہر نکل گئی۔
لاؤنج میں مہرالنساء بیٹھی تھیں۔ وہ ٹھٹک گئی۔ لاشعوری طور پر پیالے والا ہاتھ عقب میں کر لیا۔
نے کوئی توجہ نہیں دی یا دانستہ نظرانداز کیا۔ بہرحال، جوجو تیزی سے کچن میں گھس گئی، جہاں موموونیا جھا
زاری چہرے پر سجائے برتن دھو رہی تھی۔
"ہو گئیں خدمتیں؟" اس کا لہجہ مہرالنساء جیسا تھا۔
"وہ... پلیز... اسے اس وقت ہماری دل جوئی کی ضرورت ہے۔" جوجو نے سنجیدگی سے کہا۔ وہ
ہوئے برتن دھونے لگی۔
"...ی کے ساتھ اچھا نہیں ہوا۔"
رات کو اسے ایمن کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا پوری طرح ادراک ہوا تھا۔ اس نے سارا واقعہ
اور منجمد کر دینے والی کیفیت کے ساتھ دیکھا تھا۔ اسے ایمن کے ساتھ ہمیشہ ہی پرخاش رہی کہ وہ اور م
شیئر کرتی ہیں جبکہ ایمن پورے کمرے کی مکمل مالک تھی مگر جس پل مہرالنساء نے ایمن کو گھر سے باہر ن
اس کی سوچ کے زاویے بدل گیا تھا۔ وہ ششدر سی رہ گئی۔ اسے اپنی ماں سے اس سنگ دلی کی توقع نہیں
"میں رات ایک پل کے لیے بھی نہیں سو سکی۔" جوجو نے میز کی سطح کو ناخن سے کھرچتے ہوئے کہا۔
"رات کو سویا کون تھا۔" مومل نے پلیٹ پٹخی۔ وہ بے ڈھنگے پن سے برتن دھو رہی تھی۔ نل کھلا
جھاگ جھاگ، جس کے چھینٹے سنک سے باہر تک آ رہے تھے۔
"ایمن کا اس گھر پر اتنا ہی حق ہے، جتنا ہمارا۔ ممی کو اس طرح نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ڈیڈی کو پتا
سوچیں گے۔"
مومل نے قدرے حیرت سے جوجو کو دیکھا پھر جھنجلا کر پتیلی کا ڈھکن اٹھایا۔
"تم نے اتنا سارا سوپ کس خوشی میں بنایا ہے؟"
مومل کو ایمن سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اسے صرف اس بات کی فکر تھی کہ اب ایمن نجانے کتنے دن یہ
رہے گی اور انہیں کچن کے کاموں میں خوار ہونا پڑے گا۔
"فریج میں رکھ دو، ممی بعد میں پی لے گی۔" جوجو اس کی بے حسی پر چڑ گئی۔
"ہونہہ۔" مومل نے پتیلی کا ڈھکن خاصے زور سے بند کیا تھا۔

☼ ☼ ☼

ایمن کی آنکھ کھلی تو باہر سے ہلکے ہلکے شور کی آواز آ رہی تھی۔ نیم غنودہ کیفیت سے باہر نکلتے ہوئے اسے
آواز آئی۔ وہ مہرالنساء کو پکار رہی تھی۔
"ڈیڈی کا فون ہے۔"
ایمن نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اور تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر رک گئی پھر آہستگی سے دوبارہ لیٹ
اب جسم میں درد نہیں تھا، سر کا بوجھل پن اور آنکھوں کی جلن بھی پہلے سے کم تھی۔ شاید بخار اتر گیا تھا۔
"ڈیڈی..." دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے ایمن نے یہ لفظ کئی بار دہرایا۔ اسے لگا، لبوں نے ایک ا
کو چھو لیا ہے۔ اس کے اندر نہیں محبت، اپنائیت کا احساس نہیں جاگا۔ وہ وقارالحسن سے پوری طور پر
ہو چکی تھی جو اسے مہرالنساء کے سپرد کر کے بھول گئے تھے۔
"اب... اب یہ عورت رات کے واقعہ کو کیا رنگ دے گی؟"
ایمن نے تھوک نگلتے ہوئے اندازہ لگانے کی کوشش کی اور وہ بخوبی اندازہ لگا سکتی تھی۔ اس نے کان لگا
کی کوشش کی۔
مہرالنساء کی ہلکی سی آواز آ رہی تھی۔ وہ پرسکون انداز میں روزمرہ کی باتیں کر رہی تھیں، تب ہی دروازہ

...اندر آئی۔
...ی بلا رہے ہیں۔" ایمن نے تذبذب سے اسے دیکھا پھر نفی میں سر ہلا دیا۔
...ی آنکھوں میں استعجاب امڈ آیا۔
...۔" ایمن نے کروٹ بدل لی۔
...ی... ہو رہی ہے۔" کچھ دیر کے بعد جوجو کی ہلکی سی آواز آئی۔
..."ن کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ بخار ہے۔"
...ی پلکیں بھیگنے لگیں۔
...ن کا خیال رکھتے ہیں، آپ پریشان نہ ہوں۔"
...بعد فون بند ہو گیا۔
...ی تمہاری لیے بہت فکرمند تھے۔" جوجو نے بتایا۔ ایمن نے اس کی بات سنی اور آہستگی سے پلکیں موند
...اس کے دونوں گالوں پر پھسلنے لگے تھے۔
...چند لمحے اس کے جواب کا انتظار کیا پھر مایوس ہو کر باہر نکل گئی۔ ڈیڈی سے متعلق ایمن کا رویہ جوجو کی
...تھا۔ ان دونوں کا خیال تھا، ایمن ڈیڈی سے ضرور شکایت لگائے گی۔ وہ دونوں ایک اور ہنگامے سے
...مگر نہ مہرالنساء نے اس واقعہ کو کوئی اور رنگ دیا اور نہ ایمن نے کوئی شکایت کی۔ حالانکہ اس بار
...ہماری تھا۔
...دروازہ بند ہونے کی آواز سنی اور سیدھی ہو کر آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔ دوسرے پل تیزی سے بازو ہٹا
...یما تو دل دھک سے رہ گیا۔
...ی ڈالی میں موجود بریسلٹ غائب تھا۔

☼ ☼ ☼

...بارش کے بعد گھر کی جو حالت تھی، اسے دیکھ دیکھ کر انہیں خفقان ہونے لگا۔ انہیں گندگی سے
...بے ترتیبی سے الجھن، اسی لیے تو گھر میں کوئی درخت، کوئی پودا نہیں تھا۔
...تے تھے تو گند بنتا تھا۔
...ہوتے تو شور مچاتے۔
...اب یہ دونوں چیزیں بھاری پڑتی تھیں۔
...تھا کہ اس گھر میں کبھی کوئی درخت رہا ہی نہ ہو۔ کبھی اس آنگن میں چھوٹا سا مگر سرسبز و شاداب لان
...مخملیں گھاس کے فرش پر رنگ برنگ پھول قوس قزح بکھیرتے۔
...قص کرتیں۔
...سے پرندے آتے تو واپسی کا رستہ بھول جاتے۔
...یں ساری فضا کو مہکاتیں۔
...یں چھپی کوئل کوکتی۔
...یا...؟
...یں چھپی کوئل کی کوک کو چپ کا گھن لگ گیا۔
...بکھرے تو تتلیاں رستہ بھولنے لگیں۔
...لیاں کو خزاں چاٹ گئی۔
...نے درختوں پر زرد موسم اگنے لگے۔ ان ٹنڈ منڈ شاخوں پر پرندے عجیب انداز میں شور مچاتے تو یہ شور
...بھاری پتھر کی طرح لگتا۔
...دل کو اڑا اڑا کر ہلکان ہو جاتے مگر شور تھا کہ کم ہی نہ ہوتا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ان کی سماعتوں میں چھید ہونے لگے تو سارے درخت ایک ایک کر کے کٹوا کر زمین برابر کروائی اور
بنوا دیا۔

"اب گھر میں سکون ہوگا۔"

مگر ہوائیں مائل بہ شرارت ہوتیں تو باہر سے پھول پتے اڑا لاتیں اور آنگن میں بکھیر کر ان کی بے
دیکھتیں۔

اس دن بھی بارش ہوئی اور ساری رات برستی رہی۔

درختوں کے پتے، ٹوٹی شاخیں آنگن میں بکھر کر گند ڈال گئیں۔

بارش کا پانی جگہ جگہ کھڑا تھا۔

انہیں وحشت ہونے لگی۔

"ان ہی پتوں اور شاخوں میں بکھرے گھونسلے کو دیکھ کر یہ وحشت کچھ اور بڑھ گئی۔

انہیں ملازمہ پر غصہ آنے لگا۔ بس چلتا تو خود سب سمیٹ دیتے۔

"احمق لڑکی ابھی تک نہیں آئی۔"

عقب میں دروازہ کھلا، ایک نوجوان نے باہر آکر بعجلت پوچھا۔

"دادا! آپ نے ناشتہ کیا؟"

"مجھے ناشتہ نہیں کرنا۔"

درشت لہجے میں بلا کی خفگی تھی جسے محسوس کر کے وہ ٹھٹھکا۔ نگاہ نے صحن کا طواف کیا تو لبوں
مسکراہٹ در آئی۔ اس نے دونوں ہاتھ بوڑھے دادا کے کندھوں پر رکھے اور تسلی دی۔

"بتول آتی ہی ہوگی۔"

"خاک آتی ہوگی، اسے دس گھروں میں بیٹھ کر چغلیاں کرنے سے فرصت ملے تب ہی آئے گی نا۔"

"آپ اندر چلیں۔ میں نے ناشتہ لگا دیا ہے۔" اس نے گھڑی پر نگاہ دوڑاتے ہوئے وہیل چیئر دھکیل
انہوں نے سختی سے ہاتھ جھٹک دیا۔

"تمہیں دیر ہو رہی ہے، تم جاؤ۔"

"دادا! آپ کیوں تنگ کرتے ہیں۔ یہ اتنی بڑی بات نہیں۔" وہ جھنجلا گیا۔

"تم جاؤ، میں خود ناشتہ کر سکتا ہوں۔" ان کی ناراضی میں کچھ اور اضافہ ہوا۔

وہ جھنجلا کر اندر جانے کے بجائے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

بیرونی دروازہ ایک آواز کے ساتھ بند ہوا۔

"ہونہہ... یہ بڑی بات نہیں... یہ گندگی... یہ کوڑا کرکٹ بڑی بات نہیں... ڈرٹی پوائے۔ نجا
منہ بھی دھوتا ہے یا نہیں۔ اف یہ مکھیاں..." ایک مکھی انہیں مسلسل ستانے لگی تھی، وہ ہاتھ ہلا
اڑانے لگے۔

"اس گندگی میں خوش رہتا ہے اور ایک وہ تھی، میرے اٹھنے سے پہلے یہ سارا صحن نکھر چکا ہوتا
صاف ستھرا۔ جانتی تھی کہ مجھے خشک پتوں، ٹوٹی شاخوں اور بارش کے کھڑے پانی سے وحشت ہوتی ہے
ملکھی۔"

انہوں نے زور سے ناک پر ہاتھ مارا، نجانے کس کا غصہ مکھی پر نکال رہے تھے۔

"نوکرانیاں بڈ حرام ہوتی ہیں میں آج اسے نکال دوں گا۔" انہوں نے مصمم ارادہ کیا۔

تب ہی دروازہ کھلا، دوپٹے کی بکل مارے پچیس چھبیس سال کی وہ عورت نما لڑکی لشتم پشتم اندر داخل
"سلام علیکم۔"

...ندا سے کا رنگ جس نے سیاہی مائل لبوں کو کچھ اور سیاہ کر دیا تھا۔ بڑی بڑی آنکھوں میں کاجل کی
...مائل رنگت پر ٹالکم پاؤڈر کے دھبے، آدھی آستینوں والی فیشن ایبل قمیص جس میں اس کا فربہی مائل
...اپورا پھنس گیا تھا۔ یقیناً کسی ماڈرن بیگم کی عطا کردہ تھی۔

...جواب نہیں دیا تھا، بس گھورتے رہے۔

...بولا کر کونے میں پڑی جھاڑو اٹھائی جس دن وہ برآمدے میں موجود ہوتے۔ ننگی تلوار کی طرح سر پر
... صحن میں بتول کو لٹو کی طرح گھماتے۔

..."ادھر سے اٹھاؤ۔"

...عقب میں کیوں رہ گیا۔"

..."تم سے مٹا کیوں نہیں۔"

...پائپ کھینچی تو چیخ اٹھتے۔

...ی دھلائی، تم فرش کا ناس مار دوگی۔" اگر جھاڑو پر اکتفا کرتی تو گھورتے۔

...ارا جان چھڑانے کا ارادہ ہے؟"

...ل چاہتا، افیون کی ایک چٹکی بڑے میاں کی چائے میں گھول دے تاکہ پڑے اونگھتے رہیں اور وہ اپنا کام
...نمٹائے۔

...ے تمہارا آنے کا؟" وہ گرجے۔

...تمہارے فرصت ملے تو احساس ہو کہ کوئی شریف انسان ہر ماہ ایک معقول رقم تنخواہ کے نام پر تمہیں
...دے..." وہ گرجتے برستے رہے۔

...کی طرح گھومتی رہی، اچھی طرح جانتی تھی، ان کے سامنے بولنا اپنی شامت بلانے کے مترادف
...گیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ صفائی تسلی بخش ہوگئی ہے۔ صحن کا فرش چمکنے لگا
...ل سے ہے۔ ان... وہیل چیئر اندر غائب ہوئی تو بتول نے جھاڑو زور سے کونے میں پھینکی اور سانس
...فرش پر ہی بیٹھ گئی۔

..."

...میز پر رکھا ناشتہ ٹھنڈا ٹھار ہو کر بدمزہ ہو گیا تھا۔ انہوں نے بے دلی سے چند لقمے لیے پھر ان کے دل کو
...پھیر لیا۔

...ناشتے کے ہی چلا گیا۔"

...چائے کے دو گھونٹ بھر کر وہ اپنے کمرے میں آ گئے۔

...ے سے کمرے میں بے شمار کتابیں تھیں جو انہوں نے اپنی ملازمت کے دنوں میں جمع کی تھیں۔ اب
...ان کی تنہائی میں رفیق و دمساز تھیں۔ وہ کچھ لمحے کتابوں کو دیکھتے رہے پھر یونہی ایک کتاب اٹھالی۔

..." ان کی گونج دار آواز پر وہ بھاگی آئی۔

...دو۔" وہ بتول کے ہاتھ کی چائے پینا کبھی پسند نہیں کرتے تھے۔ آج نجانے کیوں کہہ دیا، وہ کچھ حیران

...نے بے خیالی سے نکالی گئی کتاب کے عنوان پر نگاہ دوڑائی۔

Human personality and its Surviv...
bodily death. Frederic W.H M...

...اچھی طرح یاد تھا کہ انہوں نے یہ کتاب کب، کہاں اور کس کے لیے خریدی تھی۔ وہ جانتے تھے، اس

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بند کتاب کے ہر صفحے پر مانوس سا لمس لپٹا تھا۔ اس کے ایک ایک لفظ میں مانوس سی خوشبو قید تھی۔
انہوں نے کتاب کو درمیان سے کھولنا چاہا مگر اپنی کپکپاتی انگلیاں دیکھتے رہے۔ انگلیوں میں اتنی سکت کہ کتاب کو کھول سکتیں۔ انہیں ڈر تھا' وہ مانوس خوشبو بکھر جائے گی' وہ لمس ہمیشہ کے لیے بچھڑ جائے گا۔
انہوں نے کتاب پر پیشانی ٹکا دی اور لمبے لمبے سانس لینے لگے۔
"صاحب جی ..." اس لمحے بتول کی آواز کس قدر بدصورت لگی تھی۔
"کیا ہے۔" باوجود کوشش کے ان کے لہجے میں وہ گرج بیدار نہ ہو سکی جو ان کی شخصیت کا خاصہ تھی۔
"چائے۔"
"رکھ دو اور دفع ہو جاؤ۔"
"صاحب جی ..." چائے رکھ کر بھی وہ دفع نہ ہوئی۔
"اب کیا ہے؟"
"مجھے صحن سے ملا تھا۔" اس نے ہاتھ آگے کیا۔
"کیا ہے یہ؟"
انہوں نے بے حد حیرت سے اس کے ہاتھ میں موجود سونے کے زیور کو دیکھا۔
"صحن میں گرا ہوا تھا۔" انہوں نے بتول کو بری طرح گھورا۔ "اور تم اب دے رہی ہو۔"
"پہلے میں نے سوچا تھا کہ ..." بتول نے مجرمانہ احساس کے ساتھ گردن جھکا دی۔
"آندھی دھول مٹی اور پتے اڑا کر لایا کرتی ہے' زیور نہیں۔"
وہ زیر لب بڑبڑائے۔ اس گھر میں کوئی عورت نہ تھی' اپنے پوتے سے یہ توقع کر نہیں سکتے تھے کہ فیشن ایبل لڑکوں کی طرح سونے کے زیور گلے یا بازو میں لٹکائے پھرے' تب ہی ان کے ذہن میں رات گھر میں گھس آنے والی لڑکی اسپارک کرنے لگی۔
"ٹھیک ہے' جاؤ تم۔"
انہوں نے بریسلیٹ بتول سے لیا اور سامنے میز پر رکھ دیا۔ چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے ذہن میں بر تھا۔
"کون تھی وہ؟"
چائے کے چند ایک گھونٹ لے کر پیالی میز پر پٹخ دی۔
"اس عورت کو کبھی چائے بنانا نہ آئی۔"
کتاب کو مقدس صحیفے کی طرح سنبھال کر میز پر رکھتے ہوئے یونہی انگلی سے بریسلیٹ کو سیدھا کیا ڈیزائننگ میں چھپے انگریزی کے چار حروف نمایاں ہو کر جگمگانے لگے۔ ان کی نظریں ان چار حروف گئیں۔
اندر دل کئی دھڑکنیں گم کر بیٹھا۔ پورا وجود ایک خاموش زلزلے کی زد میں تھا۔ لرزتی انگلی نے ایک کو الگ الگ چھوا۔
S.A.R.A
ان کے حلق میں کانٹے اگ آئے۔ ذہن میں رات والی لڑکی اور یہ چار حروف گڈمڈ ہونے لگے تھے۔

☆ ☆ ☆

وہ واپس لوٹا تو گھر میں غیر معمولی سناٹا تھا۔ اگرچہ رونق وہنگامہ تو کبھی بھی اس گھر کی روٹین میں شامل اس وقت دادا اخبار لیے برآمدے میں ضرور موجود ہوتے۔ کبھی کبھار پوسٹ مین فیروزدین بھی ان کے پاس براجمان چائے کی چسکیاں لے رہا ہوتا۔

...دا کی فراغت کا اہم مشغلہ دور دراز کے علاقوں میں مقیم رشتے داروں کو خطوط لکھنا تھا۔ خواہ وہ رشتے دار کتنے ... ے کیوں نہ ہوں۔ اس کے علاوہ مختلف اخبارات و رسائل کے کالموں پر تبصرہ متعلقہ کالم نگار کو ... انہوں کی تخلیقات پر تنقید و تبصرہ بذریعہ خط ان تک پہنچانا فریضہ اولین تھا۔ جواباً کوئی خط موصول ... ٹ مین کی چائے اور بسکٹوں کے ساتھ تواضع کرتے۔ وہ بھی یوں کہ خود تو آنے والے خط میں گم ... فیروزدین سے کہتے کہ وہ باورچی خانے میں جا کر اپنے لیے چائے بنا لے اور اگر الماری میں کوئی بسکٹ کا ... ہے تو وہ بھی نکال لے۔
... غیر متعلقہ لوگوں کی گھر کے اندر دخل اندازی بالکل پسند نہ تھی مگر مجبوری یہ تھی کہ یہ گھر دادا کا تھا' جو اس اعتراض پر بھڑک اٹھتے۔
"... ہوتے ہو میرے معاملات میں دخل اندازی کرنے والے۔ یہ گھر میرا ہے' جس طرح چاہوں رہوں گا ... اس کا بلاؤں گا۔ یہاں فیروزدین چائے پیے یا لال دین' تمہیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔"
... بعد وہ سوائے پیچ و تاب کھانے کے کیا کہہ سکتا تھا۔ اس نے کچن کے بند دروازے کو دیکھا۔
"... میں بھی بھوک ہڑتال تھی۔"
... آیا۔ دادا کے کمرے کا دروازہ نیم وا تھا۔ اس نے جھانکا تو وہ اپنے بستر پر چت لیٹے چھت کو گھور رہے ... ہاتھ سینے پر بندھے تھے۔
"... کم۔" وہ اندر چلا آیا۔
... میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔
"... طبیعت تو ٹھیک ہے؟" اس کی نرم آواز پر انہوں نے بند آنکھیں کھولیں۔ آنکھیں ہلکی ہلکی سرخ ہو رہی

"... نے کھانا نہیں کھایا' میں لاتا ہوں۔"
... خاموش رہنے پر وہ باہر نکل گیا تھا۔ پتیلی میں سالن اور ہاٹ پاٹ میں روٹی موجود تھی۔ گویا بتول کھانا پکا ... میں کھانا اور ٹھنڈے پانی کی بوتل لے کر آیا تو وہ اٹھ بیٹھے۔ ان کے ہاتھ دھلوا کر دونوں کھانے ... ان چند ہی لقموں کے بعد انہوں نے ہاتھ کھینچ لیا۔
... نظروں سے انہیں دیکھا۔
"... نہیں ہے۔"
... اصرار بھی نہیں کیا۔ صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا اور بھوک زوروں پر تھی۔ کھانا کھا کر برتن سمیٹنے لگا تو ... تھا۔
"... دراز میں ایک فوٹو البم پڑا ہو گا۔ وہ نکال دو۔"
... وہاں کوئی البم نہیں۔ کم از کم جب سے وہ اس گھر میں آیا تھا اس نے نہیں دیکھا تھا مگر حجت کرنے کی ... نے دراز کھول دی۔
... ہی۔
"... نہیں ہے۔" اس کا لہجہ کوفت و بے زاری لیے ہوئے تھا۔
"... نہیں ہے۔" وہ چونکے پھر زیر لب بڑبڑائے۔
"... کیسے سکتی ہے۔"
... آیا تھا۔ اس البم کے ایک ایک ورق کی راکھ تیز ہوا میں کس نے اڑائی تھی۔ اس نے جھنجلا کر دراز بند کی ... نظروں کی گرفت میں بریسلیٹ آگیا تھا۔
"... کیا ہے؟"
... بھی ایسی کوئی بھی چیز یہاں پہلے نہیں دیکھی تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"وہیں رکھ دو۔" انہوں نے بے حد رکھائی سے درشت لہجے میں کہا۔
اس نے جھنجلا کر دراز بہت زور سے بند کیا۔
"وہ لڑکی کون تھی؟"
دادا کی آواز پر وہ باہر جاتے جاتے رکا۔
"کون سی لڑکی؟" اس کے ذہن سے رات کا واقعہ محو ہو چکا تھا۔
"وہی جو رات کو یہاں آئی تھی۔"
اسے طوفانی رات میں گھر میں گھسنے والی لڑکی یاد آ گئی۔
"مجھے کیا معلوم۔" اس کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔ شاید دادا کے لہجے کا شک اچھا نہیں لگا تھا۔
گیا۔
"کیا یہ اس کا ہے؟"
"شاید۔" وہ کچھ سوچنے لگے۔
وہ باہر نکلتے نکلتے ٹھٹک سا گیا۔ اس کا دل چاہا' وہ بریسلیٹ دوبارہ دیکھے۔ اسے لگا' وہ یہ بریسلیٹ پہلے
ہے
مگر کہاں؟
کس کی کلائی میں؟

☼ ☼ ☼

ایمن کی طبیعت بحال ہوئی تو وہ کمرے سے باہر آ گئی۔ ایک غیر محسوس سی جھجک اور اجنبیت اس
والوں کے درمیان حائل ہو گئی تھی۔ بابر ان تمام دنوں میں کبھی اس کے پاس آ کر نہ بیٹھا۔ بس کھڑے
پوچھتا رہا۔ اس کا انداز شرمندہ اور کترایا کترایا سا تھا۔
خود ایمن کو یوں لگا' وہ بدل گئی ہے۔ اس رات کے طوفان نے اس کے احساسات' جذبات اور خیال
طور پر تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں اس نے آرام سے اپنی حیثیت کا تعین کر لیا۔
وہ' وہ ایمن نہ تھی جو وقار الحسن کی سب سے لاڈلی و چہیتی بیٹی تھی۔
وہ... وہ ایمن نہ تھی جس کی ذرا سی خواہش کی تکمیل کے لیے پورے کا پورا گھر دوڑ پڑتا تھا۔
کچھ بھی اپنا نہ رہا تھا۔ اب ایمن کو اسی طرح جینا تھا جس طرح اس گھر کے مکین جاتے تھے۔
وہ باہر آئی تو مہرالنساء نے کوئی رسپانس نہ دیا بلکہ یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اخبار پر نظریں گاڑ دیں۔
نے بے ساختہ خوشی کا اظہار کیا تو مومو نے سکھ کا سانس لیا تھا۔
ایمن خاموشی سے گھر کے معمولات کا حصہ بن گئی۔ اس نے حسب معمول کچن کا سارا کام سنبھ
مہمانوں کو آنا تھا' وہ نہ آ سکے۔ ایمن نے اس خبر کو سرسری انداز میں سن کر کوئی تبصرہ نہ کیا لیکن بابر۔
باوجود اپنے کمرے میں دوبارہ قدم نہیں رکھا۔
مہرالنساء نے آرام سے اس کے کمرے کو گیسٹ روم کے طور پر سیٹ کر دیا تھا۔

☼ ☼ ☼

موموا اور جوجو کا کالج میں ایڈمشن ہو گیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اس کے نمبر اتنے اچھے نہیں ہیں کہ کسی
کالج میں داخلہ ہو سکے مگر اندر کہیں گہرا دکھ پنجے گاڑنے لگا تھا۔
"امی! ذرا دیکھو تو..." مومو نے آواز دی۔
جوجو نے زور کا ٹہوکا دیا۔
"کیا ہے؟" مومو نے بری طرح گھورا۔

...ال خراب ہو گا۔"
...اس کا خیال رہنے لگا ہے۔"
...نے آج پورا دن کالج کے لیے شاپنگ کرتے گزارا تھا۔ اب وہی چیزیں بکھرائے دیکھ رہی تھیں۔ ایمن
...کے لیے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ دونوں یہ سمجھیں کہ وہ ان کے ایڈمیشن سے

..." پارہ پیپر زدے لو۔" جوجو نے بے حد ہمدردی سے اسے دیکھا۔ ایمن کو اس کی ترس کھاتی نگاہیں ذرا
...لگی تھیں۔
...ان کی۔" کچھ رکھائی سے کہہ کر وہ باہر نکل گئی۔
...القمر کا طول و عرض ناپتے ہوئے اس نے اپنا دھیان املتاس کے درختوں' ڈیزی کے پھولوں اور پرندوں کی
...نے کی کوشش کی۔
...آسمان کی نیلاہٹوں میں کھونا چاہا مگر بے قراری تھی کہ بڑھتی چلی گئی۔
...ائے فیلیسر مس ایمن وقار۔"
...نے بے دردی سے خالی کلائی کو مسلا پھر غور سے اسے دیکھتی رہی۔
...ماں کی ایک نشانی بھی نہ سنبھال سکی... بے وقوف احمق لڑکی۔"
...اں میں نجانے کتنی دیر تک خود کو گالیاں دیتی رہی۔ اسے ذرا یاد نہ تھا کہ اس نے اس نشانی کو کہاں کھویا۔
..." مسٹر کیا ہو رہا ہے؟" بابر کی آواز پر ایمن چونک کر پلٹی۔
...ساتھ اس کے سر بھی تھے۔ ایمن نے خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کی۔
...نہیں۔ میں سوچ رہی تھی کلان میں بہت جھاڑ جھنکاڑ ہو رہا ہے۔ ہمیں اس کے لیے مالی رکھنا ہو گا۔"
...اس پیش نظر اس سے زیادہ اہم معاملہ ہے۔" بابر ہنسا۔
...نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔
...ایڈمیشن۔" بابر نے پراسپکٹس اس کی طرف بڑھایا۔ "وہ بھی مومو اور جوجو کے کالج میں۔ بس یہ ہے کہ
...تم وہ نہیں پڑھ سکو گی جو پڑھنا چاہتی تھیں۔"
...کی آنکھوں میں بیزاری در آئی۔
..."
...دوں ان کا؟"
...اردو۔ بڑی تگڑی سفارش کروائی ہے سر نے۔" بابر خوش تھا۔
...تھینک یو سر! لیکن مجھے ایڈمیشن نہیں لینا۔"
...براہ راست طاہر محمود سے مخاطب ہوئی۔ سنجیدگی سے کہہ کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔
...محمود نے بابر کی طرف دیکھا۔
..."آپ بیٹھیں' میں بات کرتا ہوں۔"
...نے خجل سا ہو کر لان چیئر کی طرف اشارہ کیا اور خود ایمن کے پیچھے لپکا۔ لاؤنج میں ابھی تک شاپنگ بکھری
...ہے ہو رہے تھے۔ وہ نظر انداز کرتا ہوا کچن میں چلا آیا۔ جانتا تھا وہ یہیں ہو گی۔ ایمن چائے کے لیے پانی
...تھی۔
...پاگل پن ہے ایمی! تمہیں پتا ہے ہم نے تمہارے ایڈمیشن کے لیے کہاں کہاں پاپڑ بیلے ہیں۔ میں نے کہا
...پارہ پیپر زدے لو۔ تم اس پر بھی رضامند نہیں تھیں۔ اب اگر ہم نے..."
...نے ناحق زحمت کی۔ میں مزید پڑھنا نہیں چاہتی۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ چینی پتی کے ڈبے نکالنے لگی۔
"کیوں؟" بابر کو سخت غصہ آرہا تھا۔
"میرا موڈ نہیں۔"
بابر کا جی چاہا اس کی خوب ٹھکائی کرے مگر ضبط کر کے پوچھنے لگا۔
"پھر کیا کرو گی؟"
"وہی جواب کررہی ہوں۔"
"زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں تمہارا ایڈمیشن کروا رہا ہوں، تمہیں کالج جانا ہوگا" پراسپکٹس اس کے قریب پھینکا اور باہر نکل گیا۔
"اگر وہ پڑھنا نہیں چاہتی تو تم کیوں زور دے رہے ہو۔" مہرالنساء کی آواز آئی۔
"آپ کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں۔" بابر نے قدرے رکھائی سے جواب دیا۔
مہرالنساء نے جواباً "کیا کہا" ایمن نے توجہ نہیں دی۔ بس بیزاری سے پراسپکٹس پر نگاہ ڈال کر چائے کی طرف متوجہ ہوگئی۔ چائے لے کر لان میں آئی تو بابر نہیں تھا۔ سر طاہر محمود اخبار دیکھ رہے تھے۔
"سر! چائے۔"
ایمن کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا پھر اخبار لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا۔ "تم پڑھنا کیوں نہیں چاہتیں؟" یہاں بھی وہی سوال، وہ چپ سی ہاتھ میں ٹرے لیے کھڑی رہ گئی۔
"ان لوگوں کے لیے اپنا مستقبل خراب کروگی، جنہیں تمہارے مستقبل سے کوئی دلچسپی ہی نہیں۔ مومل اور بریجیس کسی اعلا مقام پر پہنچیں گی تو سوچو۔ تم کہاں پر ہوگی، تمہاری حیثیت کیا ہوگی۔ ابھی وقت تمہارے ہاتھ میں ہے۔ چاہو تو خود کو بنالو چاہو تو بگاڑلو اور ہمیشہ کے لیے لوگوں کے تمسخر کا نشانہ بن جاؤ۔"
وہ اپنے لفظوں کا اثر اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کی صورت میں دیکھ سکتا تھا۔ وہ عمر کے اس دور میں تھی جہاں تاثرات چھپانا ممکن نہیں ہوتے اور چہرے کھلی کتاب ہوتے ہیں۔
وہ اس کی آنکھوں میں تذبذب دیکھ سکتا تھا۔
"سر! میرے نمبر۔۔۔" وہ بدقت گویا ہوئی۔
"ایک بار کی ناکامی آئندہ کی کامیابی کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے۔ تمہیں اس سے سبق سیکھنا چاہیے۔ ٹالسٹائی کا نام سنا ہے۔ اس نے ایک شہرۂ آفاق ناول "وار اینڈ پیس" لکھا۔ اس نے یہ ناول ایک بار نہیں سات بار لکھا۔ تب جاکر کامیابی و شہرت نے اس کے قدم چومے۔ تم بہت اچھی اور ذہین لڑکی ہو۔ حالات جیسے بھی ہوں اپنے لیے اور اپنے مستقبل کے لیے وقت نکالو۔۔۔ ورنہ ضائع ہو جاؤ گی۔" ہلکا پھلکا پُراثر لہجہ۔
وہ ہاتھ میں ٹرے لیے سوچتی رہ گئی۔
"اب یہ چائے مجھے نہ دو گی۔"
"اوہ۔" وہ چونکی۔ ٹرے آگے بڑھائی پھر پیچھے کرلی۔ "سوری سر! ٹھنڈی ہوگئی۔"
"کوئی بات نہیں، آج ٹھنڈی ہی چلے گی۔" ایمن نے ٹرے آگے بڑھائی۔
طاہر محمود کپ اٹھانے کے بجائے الجھ سا گیا۔ بیسیوں مرتبہ ایمن نے اس کی سمت چائے کا کپ بڑھایا تھا، ٹیوشن پڑھاتے ہوئے نگاہ چائے کے کپ سے کلائی تک ہی بھٹکتی تھی۔ آج وہ گول کلائی خالی خالی سی ہوئی۔
"یہ کلائی میں کیا پہنتی تھی۔ چوڑیاں یا۔۔۔ یا کچھ اور۔۔۔"
اس نے سوچنا چاہا مگر کچھ یاد نہ آیا تو پوچھ بیٹھا۔
"تم کلائی میں۔۔۔"

۔۔۔ ہورہے تھے کہ چائے چھلک گئی۔ ایمن نے بوکھلا کر ٹرے میز پر رکھی اور لاشعوری طور پر کلائی ۔۔۔ لی۔
"۔۔۔ وہ بریسلیٹ گم ہوگیا تھا۔"
۔۔۔ ان میں کھٹ سے دراز کھل گئی۔
۔۔۔ گم ہوگیا۔"
"۔۔۔ نہیں۔۔۔" ایمن تیزی سے پلٹ گئی۔
۔۔۔ الجھ کر اسے جاتے دیکھا۔ وہ اس کے فق ہوتے چہرے سے زیادہ الجھ گیا تھا۔
۔۔۔ ذہن میں وہ طوفانی رات اور اپنی گرفت میں مچلتی لڑکی اجاگر ہورہی تھی۔

☼ ☼ ☼

۔۔۔ کو تو خیال نہ آیا کہ میری کلائی خالی ہے اور سر طاہر۔۔۔"
۔۔۔ سے الجھ رہی تھی۔ رات کافی ہوگئی تھی مگر نیند ابھی تک روٹھی ہوئی تھی۔ بہت دیر تک لیٹے لیٹے ۔۔۔ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر درودیوار کو گھورتی رہی۔
۔۔۔ تھا اس کی نئی جائے پناہ۔
۔۔۔ حبس بھی تھا اور گرمی بھی۔ مگر ایمن کی ضد تھی کہ وہ یہیں رہے گی۔ حالانکہ جوجو نے زور دیا تھا کہ ان ۔۔۔ میں اپنا بیڈ لگالے۔ اس نے گردن موڑ کر قریب پڑے پراسپکٹس دیکھا۔ اس میں سے فارم نکال کر ۔۔۔ ایک جھجک سی تھی۔ یوں لگتا تھا اب وہ کبھی نہیں پڑھ سکے گی۔ مگر طاہر محمود کی باتیں ذہن پر لگے ۔۔۔ صاف کررہی تھیں۔
۔۔۔ مومل اور بریجیس کسی اعلا مقام پر پہنچیں گی تو سوچو۔ تم کہاں پر ہوگی۔"
ابھی وقت تمہارے ہاتھ میں ہے۔ چاہو تو خود کو بنالو' چاہو تو بگاڑلو۔"
۔۔۔ دونوں کے ارادے ایمن پر واضح تھے۔ مومل کا ارادہ لیکچرر شپ کا تھا تو جوجو کمپیوٹر کی فیلڈ میں جانا چاہتی ۔۔۔

۔۔۔ تو وہ کیا کرے گی؟"
۔۔۔ ساری عمر کچن میں بیٹھ کر جھوٹے برتن مانجھے گی۔
۔۔۔ نے دراز میں سے میٹرک کا رزلٹ کارڈ نکالا جسے دیکھ کر دل پھر سے ڈگمگا گیا۔
"ایک بار ناکامی آئندہ کی کامیابی کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے۔"
۔۔۔ نے پین اٹھا کر کھولا اور آہستہ آہستہ فارم بھرنے لگی۔ فارغ ہوئی تو لگا ہلکی پھلکی ہوگئی ہے۔ اندر کہیں ہلکی ۔۔۔ اور اطمینان کا احساس ہلکورے لینے لگا۔
۔۔۔ میں کچھ بنوں گی۔"
۔۔۔ اٹھ کر باہر نکلی تو موموٹی وی دیکھ رہی تھی۔
۔۔۔ تم ابھی تک جاگ رہی ہو۔۔۔ مووی دیکھ لو۔۔۔ بڑی زبردست ہے۔"
۔۔۔ تک موموفارغ تھی' اس کی یہی روٹین تھی۔ رات دیر تک جاگنا اور موویز دیکھنا۔ ایمن نفی میں سر ہلا کر ۔۔۔ کمرے میں آگئی۔
۔۔۔ سونے کی تیاری کررہا تھا۔ اسے دیکھ کر کچھ حیران ہوا۔
"۔۔۔ سوئیں نہیں۔"
۔۔۔ نے فارم اس کی سمت بڑھائے۔
بابر نے فارم ہاتھ میں لیے پھر انہیں فل دیکھ کر بے ساختہ خوشی کا اظہار کیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تم نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔ امی۔۔۔ اب تمہیں بے حد محنت کرنا ہے۔ تمہارا ایڈمیشن بھی سے ہوا ہے۔ وہ بھی اس شرط پر کہ تم فرسٹ سیمسٹر میں بہتر کارکردگی دکھاؤ گی۔ یوں سمجھو کہ عارضی ہے۔۔۔ اس لیے خود کو گھر کے کاموں میں کھپانے کی ضرورت نہیں' یہ اسی طرح چلتے رہیں گے۔ میں کروں گا کہ ممی کوئی ملازمہ رکھ لیں بلکہ انہیں رکھنا ہی ہوگی۔ میں ڈیڈی سے بھی بات کروں گا۔ وہ تمہارے اخراجات کے لیے الگ سے روپے بھیجا کریں۔"

بابر نے رسانیت سے سمجھایا۔

وہ خاموشی سے سنتی رہی۔

"کچھ سمجھ میں بھی آیا۔" بابر نے اس کا سر ہلایا۔

"جی۔" وہ ہلکا سا مسکرائی۔ باہر آئی تو مومل نے جمائی لیتے ہوئے کہا۔

"امی! ایک کپ چائے ہی بنا دو۔"

پچھلے بہت سے دنوں سے وہ ان کے سارے کام خاموشی سے انجام دے رہی تھی۔ اس بار ترخ کر بولی۔

"تم نے اگر بیل جوت لیے ہیں تو یہ کام بھی کر لو۔"

وہ کہہ کر چلی گئی۔ موموکی آنکھوں میں شدید حیرت اُمڈ آئی تھی۔

□ □ □

دادا باہر اخبار میں مگن تھے۔

وہ خاموشی سے اندر چلا آیا۔ بے حد آہستگی سے دراز کھول کر بریسلیٹ نکالا اور غور سے دیکھنے لگا۔ وہ فیصلہ کرسکا کہ آیا یہی وہ زیور ہے جو اس نے ایمن کی کلائی میں دیکھا تھا۔ اسے تو لڑکیوں کے سارے زیور ایک سے تھے پھر اس نے بریسلیٹ پر کندہ حروف پڑھے۔

"سارا۔"

مگر ایمن کا گھبرانا اسے شک میں مبتلا کر رہا تھا۔ اس نے پچھلے دنوں بابر کو بہت ٹینس بھی دیکھا تھا۔

"مگر بابر کی بہن اس طوفانی رات میں۔۔۔ گھر سے باہر۔۔۔ سارا۔"

ذہن الجھ سا گیا تھا۔ طاہر نے دراز بند کی اور بریسلیٹ ہاتھ میں لیے باہر آگیا۔ دادا برآمدے میں اخبار لیے بیٹھے تھے۔ نگاہیں اخبار کے ایک ہی نقطے پر جمی تھیں۔ پچھلے کچھ دنوں سے ان کے مزاج بھی بدلے بدلے تھے۔۔۔ بے حد خاموش اور گم صم' نہ کسی بات پر چڑنہ کڑھنا' نہ کسی بات پر بحث و اعتراض۔

بتول آتی۔ ان کے مزاج کے اس رخ کا فائدہ اٹھا کر الٹے سیدھے ہاتھ مارتی اور چلی جاتی۔ کچھ دنوں کی بھی موج ہوگئی تھی۔

"دادا! میں یہ لے جا رہا ہوں۔"

انہوں نے نظروں کا زاویہ بدل کر طاہر کو پھر اس کے ہاتھ میں موجود بریسلیٹ کو دیکھا۔

"کیوں؟" انہوں نے چیل کی طرح بریسلیٹ جھپٹ لیا۔

طاہر جھنجلا گیا۔ "جس کا ہے اس کو دوں گا۔"

"کس کا ہے؟" وہ پہلے سے بھی زیادہ چونکے۔

"ہر بات بتانا ضروری نہیں۔" طاہر نے بے حد رکھائی سے جواب دیا۔

انہوں نے کڑی نظروں سے طاہر کے ماتھے کے بل دیکھے۔ مٹھی بھینچی اور اخبار کی طرف متوجہ ہوگئے۔

"کیا یہ آپ کا ہے؟ نہیں۔۔۔ یہ آپ کو گرا ہوا ملا ہے۔ یقیناً یہ نہ تو آپ کا ہے اور نہ ہی۔۔۔"

"تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔"

"آپ۔۔۔ آپ ہمیشہ اسی طرح کرتے ہیں۔" وہ بھڑک اٹھا۔

معاملے میں دخل اندازی' ہر بات میں جبر' صرف اس لیے کہ میں آپ کے گھر میں رہتا ہوں۔" وہ بہت کچھ وہ اخبار پر نظریں جمائے بیٹھے رہے۔ انہیں سارا اخبار اسی وقت پڑھنا تھا۔ طاہر محمود کا دل چاہا' وہ اس کی ہڈی الگ کر دے۔

دونوں کا رشتہ بہت عجیب تھا۔

دونوں ایک دوسرے سے محبت بھی کرتے تھے اور نفرت بھی۔ بیزاری بھی تھی' اپنائیت کا احساس بھی۔

یہ رشتہ مجبوری کا تھا کہ دونوں کو ایک دوسرے کو نبھانا تھا۔

وہ ان کے زچ کر دینے والے انداز سے مجبور ہو کر بے حد جھنجلا کر باہر نکل گیا۔

گلی کی وسیع صاف ستھری سڑکوں پر خاموشی کا راج تھا۔ فضا میں مغرب کے بعد کی نیم تاریکی گھلی ملی سی تھی۔ دونوں اطراف کے نئے پرانے گھروں میں زندگی تھی' شور اور ہنگامہ۔ مگر بند کھڑکیوں اور دروازوں نے ہونٹوں پر قفل ڈال رکھے تھے۔

"زندگی۔۔۔ کس قدر فضول اور بے رنگ ہے۔"

کبھی کبھی اس زندگی سے اتنی نفرت محسوس ہوتی کہ اس سے جان چھڑانے کو جی چاہتا تھا۔

"سارے رستے بند اور منزل نامعلوم۔۔۔"

چلتے چلتے اپنے اسکول کی عمارت کے سامنے جا رکا۔

"میری منزل ہے؟"

اس پروفیشن سے جسے قسمت نے اس کے روزگار کے طور پر پسند کیا تھا' اتنی نفرت تھی کہ وہ بیان نہیں کرسکتا تھا۔ سارا دن چیختے چلاتے' شور مچاتے بدتمیز بچے' حالانکہ وہ بہت اچھا استاد کہلاتا تھا۔ اچھا استاد کہلانا اس کی مجبوری تھی کہ یہ پرائیویٹ اسکول تھا اور فی الحال اس کے پاس کوئی اور جاب نہ تھی۔

وہ ایک بار پھر چل دیا۔ چلتے چلتے قدم لکڑی کے گیٹ کے سامنے جا رکے جس کے اس طرف املتاس کی پیلی بیلیں اندھیرے میں مدغم ہو رہی تھیں۔ لان کے مخصوص کونے میں سفید کرسیاں ٹیوب لائٹ کی روشنی میں نہا رہی تھیں۔ وہ بہت دیر تک جالی کے دروازوں سے نکلتی روشنیاں دیکھتا رہا۔ تب ہی دروازہ کھلا۔ وہ باہر آئی' دھیرے دھیرے چلتی ایک کرسی پر آ بیٹھی۔

طاہر بنا پلک جھپکائے اسے دیکھے گیا۔ اسے اس چھوٹی سی لڑکی کے ساتھ اپنائیت کا احساس ہونے لگا جس کے ہاتھ ٹیبل کے کنارے ٹکے تھے اور نگاہیں اندھیرے میں چھپی ٹہنیوں پر نجانے کیا تلاش رہی تھیں۔ جس تنہائی کا شکار وہ خود ہو رہا تھا۔ وہی احساس اس لڑکی کو اپنے حصار میں لے رہا تھا۔

طاہر نے دیکھا' وہ بے خیالی میں اپنی خالی کلائی مسل رہی تھی۔

نجانے کیوں اسے لگتا تھا کہ وہ بریسلیٹ ایمن کا ہے۔ حالانکہ اس پر لکھا نام اس لڑکی کا نہیں تھا۔ وہ ایمن کے ... اس کے تاثرات دیکھنا چاہتا تھا۔

... کا دروازہ پھر سے کھلا۔ طاہر واپس گھر کی سمت پلٹ آیا۔

... میں ڈوبا گھر' کہیں کوئی روشنی نہیں۔ طاہر نے ٹٹول کر بٹن دبایا۔

اندھیرا کونے کھدروں میں منہ چھپا گیا تو پورا منظر واضح ہونے لگا۔

دادا ابھی تک وہیں موجود تھے۔ اخبار بوڑھے ہاتھوں میں چرمرا گیا تھا۔

"دادا میں۔۔۔" طاہر نے کچھ کہنا چاہا۔

"یہ لو۔۔۔" انہوں نے مٹھی کھولی اور بریسلیٹ سامنے ٹیبل پر رکھ دیا۔

طاہر نے ان کی سرخ آنکھوں اور جھریوں میں بہتی نمی کو محسوس کیا تو شرمندہ ہوگیا۔

"وہ بابر کی بہن ہے' اس کی ماں سوتیلی ہے اور میرا خیال ہے کہ جو لڑکی اس رات۔۔۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ خاموشی سے سنتے رہے۔
"تم اسے یہاں لا سکتے ہو؟" طاہر کے خاموش ہونے پر انہوں نے پوچھا۔ طاہر نے انہیں عجیب سی نظر سے دیکھا۔
"کیوں؟"
وہ کچھ نہیں بولے' خاموشی سے طاہر کو دیکھتے رہے۔ ان کی خاموشی میں اتنی بے چارگی تھی کہ طاہر نے کہہ دیا۔
"میں کوشش کروں گا۔"

□ □ □

"یہ نہیں ہو سکتا۔" وقارالحسن نے صاف انکار کر دیا۔
"مگر ڈیڈی۔۔۔"
"بابر! میری دو بیٹیاں اور بھی ہیں۔ کیا ان کے لیے بھی علیحدہ اکاؤنٹ کھلواؤں۔"
بابر نے وقارالحسن سے بات کرنے کے لیے ایسے وقت کا انتظار کیا تھا' جب مہرالنساء پاس نہ ہوں۔ اس کا خیال تھا کہ وقارالحسن آرام سے مان جائیں گے مگر ان کے صاف انکار پر بھونچکا رہ گیا۔
"ڈیڈی! ایمی کو اپنے چھوٹے موٹے اخراجات کے لیے بار بار ممی کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑتا ہے۔ اگر اکاؤنٹ میں رقم ہو گی تو۔۔۔"
"اس میں ہاتھ پھیلانے والی کون سی بات ہے۔" وقارالحسن نے سختی سے قطع کلامی کی۔
"ماں سے مانگنے میں کیسی شرم۔ کیا موحل اور برجیس نہیں مانگتیں۔"
"وہ اور بات ہے۔" بابر نے دبے لفظوں میں کچھ سمجھانا چاہا۔
"کیا اور بات ہے۔۔۔؟ ہاں۔۔۔ بابر! ایمن کو زیادہ سر پر چڑھانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ وہ پہلے ہی بہت بگڑ چکی ہے۔ میرے بے جا لاڈ پیار نے اسے تباہ کر دیا ہے۔"
بابر کی مجبوری یہ تھی کہ وہ باوجود ماں سے اختلاف رکھنے کے وقارالحسن کو کھل کر کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔
"ایمن کو بلاؤ' میں اس سے بات کروں۔"
"ڈیڈی! اس سے کچھ مت کہیے گا۔۔۔ یہ تو میں اپنی طرف سے۔۔۔"
"ایمن کو بلاؤ۔"
بابر نے لب بھینچ کر ریسیور ایک طرف رکھ کر ایمن کو آواز دی۔
"جی بابر بھائی۔"
"ڈیڈی۔" اس نے فون کی طرف اشارہ کیا اور خود ایک طرف ہو گیا۔
"السلام علیکم ڈیڈی۔"
"ایڈمیشن ہو گیا تمہارا؟" انہوں نے چھوٹتے ہی پوچھا۔
"جی!"
"تمہیں اپنے اخراجات کے لیے علیحدہ سے رقم چاہیے؟"
ایمن نے ذرا گردن موڑ کر بابر کو دیکھا' وہ شرمندہ نظر آ رہا تھا۔
"جی!"
بابر نے اسے منع کرنا چاہا مگر وہ دوسری طرف سے وقارالحسن کی سن رہی تھی جو اسے سخت سست سنا رہے تھے۔ اس کی رنگت بہت تیزی سے سرخ ہوئی تھی۔
"تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے ایمن۔۔۔ میں اس عورت کے حوصلے کی داد دیتا ہوں جو تمہیں پھر بھی اس

...انت کر رہی ہے۔۔۔ میں دیارِ غیر میں کس محنت سے کما رہا ہوں۔۔۔ کس لیے۔۔۔؟ تم لوگوں کے ...یں رتی بھر احساس نہیں۔۔۔ ہر روز اک نئی فرمائش۔۔۔ باپ نہیں' کولہو کا بیل سمجھ رکھا ہے مجھے۔ ...یں نے بھی فرمائش کی ہے۔ اب تمہیں علیحدہ رقم چاہیے۔۔۔ کیوں' کن عیاشیوں میں اڑانی ...ات' تمہاری حرکتیں' تمہاری ماں نے مجھے۔۔۔"
...بکواس کرتی ہے۔" دھواں دھواں ہوتے چہرے کے ساتھ ایمن چیخ اٹھی۔
...بولی ہے' اس نے مجھے کبھی اپنی بیٹی سمجھا ہی نہیں۔ بس ملازمہ بنا کر چولہے میں جھونک دیا۔ میں نے ...ش نہیں کی۔ ہر اچھی چیز کے لیے ترستی ہے آپ کی بیٹی۔ سب کچھ موحل اور برجیس کا ہے۔ آپ ...س عورت نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔۔۔"
...جھوٹ بولنا بھی سیکھ لیا۔"
...ں آپ کی بیٹی ہوں' جھوٹ نہیں بول رہی۔ آپ نے ہمیشہ ان کا یقین کیا ہے۔ کبھی مجھ سے پوچھا

...چلی تھی۔
...ے روتے وہیں بیٹھ گئی۔
...اتنی ہمت نہ پا رہا تھا کہ اسے دو حرف تسلی کے ہی کہہ دے۔
...کے ڈرامے ختم ہو گئے ہوں تو ذرا جگہ دے دو۔ مجھے کہیں فون کرنا ہے۔" مہرالنساء کی سپاٹ سی آواز ...سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔
...میں بالوں کا جوڑا بنائے وہ سنجیدگی سے ایمن کو دیکھ رہی تھیں۔ ایمن کو اس کی آنکھیں تمسخر اڑاتی ...میں۔
...آہستہ کھڑی ہوئی۔ اس کی نگاہیں مہرالنساء کے چہرے پر گڑی تھیں۔ مہرالنساء کو ان آنکھوں میں اپنے ...نظر آئی۔
...تمہاری وجہ سے ہے۔ تم نے ڈیڈی کو مجھ سے متنفر کیا ہے۔" ایمن پھنکاری۔
...زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں۔" مہرالنساء نے انگلی اٹھا کر تنبیہہ کی۔
...بکواس۔۔۔ جادوگرنی' گھٹیا عورت' تم نے مجھ سے میرا باپ چھین لیا' تم نے۔۔۔"
...بھرپور تھپڑ ایمن کے گال پر پڑا۔
...لمحے کو ساکت ہوئی' دوسرے پل پاگل ہو گئی۔ اس نے چیخ چیخ کر مہرالنساء کو گالیاں دیں۔ فون سیٹ ...ے مارا۔
...بابر اسے سنبھالنے کو آگے بڑھا تو زوردار دھکا کھا کر واپس مڑا۔
...تم بھی ان میں سے ہو۔"
...اس ہنگامے سے گھبرا کر کمرے سے باہر آئیں۔
...مار دوں گی۔ چھوڑوں گی نہیں۔" وہ چیخ چیخ کر بے حال ہوئی جا رہی تھی۔
...نے اسے یہ نہیں بتایا کہ تم آدھی رات کو گھر سے بھاگ گئی تھیں۔"
...چنگھاڑتی آواز نے ایمن کے جنون پر بند باندھ دیا۔ وہ نہیں جانتی تھی مہرالنساء نے ترپ کا پتا سنبھال ...لمحے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی پھر بڑبڑائی۔
...تھا۔"
...اسے پسپا ہوتے دیکھا تو بابر کی طرف مڑیں۔
...میں لے جاؤ' بالکل ہی پاگل ہو رہی ہے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

مگر بابر کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ وہ بھاگتی ہوئی اسٹور میں جا گھسی تھی۔

٭ ٭ ٭

ساری رات روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ تکیہ آنسوؤں سے تر تھا۔ خدا سے شکوہ کرتے کرتے تھکنے لگی۔
"کاش میری ماں نہ مرتی' کاش اس کے ساتھ میں بھی مرجاتی۔"
تھک کر خاموش ہوتی تو وقار الحسن کے الفاظ ذہن میں چکرانے لگتے۔ نجانے مہرالنساء نے ان سے کیا کہ وہ یوں اس سے متنفر ہوگئے تھے۔
"کن عیاشیوں میں اڑانی ہے۔"
"یا اللہ! یہ باپ کے الفاظ تھے۔"
اس کی سماعتوں پر شرارے برسے۔
"اللہ کرے یہ مرجائے' اس کی زبان پر فالج گر جائے' اپاہج ہو' کوڑھی ہو کر مرے۔"
بد دعائیں دیتے دیتے تھکنے لگی تو چیخ اٹھی۔
"اللہ کرے' میں ہی مرجاؤں۔ پتا نہیں میں پیدا کیوں ہوئی تھی۔"
صبح تک اس کی حالت خستہ تھی۔ سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بن گیا تھا۔ پہلے بے بسی کا احساس ابھرتا تو اگلے پل ہی احساس بغاوت میں ڈھل جاتا۔
"ٹھیک ہے میرا اب ہے ہی کون؟" سورج کی کرنوں نے پردے پر جال بُنا تو اس نے جلتی آنکھیں موندتے ہوئے سوچا۔
"میرا کون ہے۔ جس کی پروا کروں۔ اس نے ڈیڈی کے سامنے مجھے برا بنا دیا اور وہ مجھے برا سمجھنے بھی لگے۔ ان لوگوں کی خدمتیں کرتی رہی کہ کبھی تو ڈیڈی لوٹیں گے۔ میں اب برا بن کر دکھاؤں گی۔"
یہ ایک ناپختہ ذہن کی باغی سوچ تھی۔ جو بلند ہوتے سورج اور دھوپ میں آتی تیزی کے ساتھ پختہ ہوتی گئی۔

٭ ٭ ٭

اس کے رویے میں تبدیلی اتنی اچانک آئی تھی کہ سب متحیر رہ گئے۔ ایمن کو پہلے تو خوف تھا کہ وقار الحسن اسے غلط نہ سمجھ لیں۔ اس کی تمام تر کوششوں کے باوجود یہ ہو کر رہا تو وہ ہر چیز سے بے نیاز ہوگئی۔
"جب میں بری ہی ہوں تو ساری اسٹرگل کس کے لیے۔"
کچن کو جوں کا توں دیکھ کر مہرالنساء کو خاصی حیرت ہوئی' ورنہ جب وہ بیدار ہوتیں تو ایمن سب کے لیے ناشتا بنا رہی ہوتی یا بنا چکی ہوتی مگر آج وہاں ناشتے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ وہ لاؤنج میں نکل آئیں تو ایمن بیٹھی بال بنا رہی تھی۔
"تم نے ابھی تک ناشتہ نہیں بنایا۔" مہرالنساء نے درشت لہجے میں پوچھا۔
ایمن نے جواب دینے کے بجائے ایک جھٹکے سے بالوں کو داہنی سائیڈ پر پھینکا اور برش کرنے لگی۔ کھلے ہونے میں اس کے بال کمر کو چھونے لگے تھے۔
"میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے۔"
مہرالنساء کو اس کی بے نیازی پر تاؤ ہی تو آگیا۔
ایمن اٹھ کھڑی ہوئی' ہیر برش صوفے پر پھینک کر لاؤنج کے دروازے تک آئی پھر پلٹی۔ مہرالنساء کو دیکھتے ہوئے بے حد کرخت آواز میں بولی۔
"میں ناشتہ کر چکی ہوں۔" مہرالنساء کا منہ کھل گیا۔
ایک ہلکی سی مسکراہٹ اچھال کر وہ باہر نکل آئی اور ایک لمبی سانس کھینچ کر خود کو پرسکون کیا۔ مہرالنساء

ارہی تھی۔
یے ہی چلے گا۔" وہ دھیان ہٹانے کو بجری کی روش پر چلتی ارد گرد کھِلے پھولوں کو دیکھنے لگی۔
کا مرحلہ طے ہوگیا۔
علیکم بی بی۔" دوپٹے کی بُکل مارے صغریٰ سر پہ آکھڑی ہوئی۔
السلام۔ کیسی ہو صغریٰ۔"
نے حیرت سے ایمن کے خوشگوار موڈ کو دیکھا' ورنہ وہ تو ہمہ وقت بے زاری اور جھنجلاہٹ کا شکار رہتی
ہوں بی بی۔۔۔ جلدی آکر کھلارہ (بکھراوا) سنبھالو۔ میں نے اگلے گھروی جانا ہے۔" ایمن کی اس گھر میں
تھی' وہ اچھی طرح جانتی تھی۔
نیمی ہیں "کھلارہ" سنبھالنے کے لیے۔۔۔ تم جاؤ۔"
نے چبا چبا کر کہا۔
حیران ہوتی اندر چلی آئی۔
آیا ہے۔ یہ وقت ہے تمہارے آنے کا۔"
نے اپنا غصہ صغریٰ پر نکالا تھا۔
دیر سویر تو ہو ہی جاتی ہے۔"
آکر صفائی کروائے۔"
نے اس کا نام لینا بھی گوارا نہ کیا۔
ہے۔۔۔" صغریٰ نے من و عن جملہ دہرا دیا۔
لوتپ ہی چڑھ گئی۔
والی پھپھی کا دماغ خراب ہوگیا ہے۔"
آج میں کروا لیتی ہوں۔" جوجو جھگڑے کے ڈر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔
اس کی ایسے۔" مہرالنساء نے بمشکل ضبط کیا۔
کے ساتھ ساتھ صفائی کا مرحلہ گزر گیا۔ ایمن اندر نہیں گئی۔ اپنی مرضی سے کیاریوں سے خشک پتے
چنتی رہی' پھر کمرے میں گھس کر الماری ٹھیک کرنے لگی مگر توجہ الماری کے اوپری خانے میں پڑی چیزوں
اوپر تلے پڑی ساڑھیوں پر اس نے بے حد پیار سے ہاتھ پھیرا۔
ساڑھیوں کو ممی نے بڑے چاؤ سے پہنا ہوگا۔"
نے سب سے اوپر رکھی میرون اور آف وائٹ ساڑھی اٹھالی اور بے توجہی کے ساتھ اپنے گال پر رگڑتی
توجہ دیگر چیزوں پر بھٹک رہی تھی پھر اس نے ساڑھی کی تہہ کھولی اور آہستہ آہستہ جسم کے گرد لپیٹنے لگی۔
چاہا' وہ آئینے میں اپنا آپ دیکھے مگر اسٹور میں کوئی آئینہ نہ تھا۔
میں اس وقت کوئی نہ ہوگا۔"
صفائی کرکے جا چکی تھی۔ ایمن نے باقی لوگوں کی سرگرمیوں کے متعلق سوچا اور چپکے سے دروازہ کھول کر
آئی۔ گیلری سنسان تھی۔ وہ دبے پاؤں چلتی' بے ڈھنگے پن سے لپٹی ساڑھی کو سنبھالتی منقش آئینے کے
کھڑی ہوئی۔
نے بنائی سارا ہے۔"
میں موجود عکس اسے دیکھ کر مسکرایا۔
نے ہاتھ بڑھا کر اپنے بالوں سے بینڈ کھینچ لیا۔ لمبے بال کمر پر بکھر گئے۔ انگلیوں سے بال سلجھاتے ہوئے
ساڑھی کا پلو ٹھیک کیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"لیکن ممی کے بال لمبے نہیں تھے۔"
اسے اچانک خدیجہ بی کی باتیں یاد آئیں۔
"میں بال کٹواؤں گی۔"
اس نے کھڑے کھڑے فیصلہ کیا۔ تب ہی لاؤنج کی طرف آہٹ ہوئی تو وہ بھاگتی ہوئی اسٹور میں گھس گئی۔
دوپہر کو سالن مہرالنساء نے پکایا تھا۔
ایمن لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھتی رہی۔
"آٹا گوندھ کر روٹی بنالو۔"
مہرالنساء نے صبح سے اسے خاصا برداشت کرلیا تھا' اسی لیے درشت لہجے میں کہا۔
"میرے ہاتھ میں درد ہے۔" ایمن نے صاف جواب دیا اور چینل بدلنے لگی۔
مہرالنساء تیر کی طرح اس تک آئیں۔ ایک ہاتھ سے اس کے بال نوچتے ہوئے پھنکاریں۔
یہ جو کیڑا تمہارے دماغ میں کلبلا رہا ہے' مجھے نکالنا آتا ہے۔"
ایمن نے ایک جھٹکے سے بال چھڑائے اور انہیں کے انداز میں گویا ہوئی۔
"نکال چکیں تم میرے دماغ سے سارے کیڑے۔"

مہرالنساء کا ہاتھ اٹھا مگر ایمن ایک جھٹکے سے کھڑی ہوگئی۔
"آئندہ اگر مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔"
"کیا... کیا کروگی تم...؟" مہرالنساء غرا کر بولیں۔ "آوارہ ماں کی آوارہ بیٹی۔"
مہرالنساء کے ہاتھ میں گویا ایمن کی دکھتی رگ آگئی تھی۔
ایمن کا چہرہ سرخ ہوگیا۔
"آنے دو تمہارے باپ کا فون' بتاؤں گی کہ..."
"کہ میں آوارہ ہوں' ہاں ہوں میں آوارہ۔ اور تم کیا ہو... غاصب' ڈائن' چڑیل۔"
لحاظ و مروت کے سارے ہی زاویے بکھر گئے۔ اگر کوئی ہلکی سی جھجک تھی بھی تو آج ختم ہوگئی۔ دونوں
دوسرے کو گالیاں دیتی رہیں۔ پھر تھک ہار کر اپنے اپنے مورچوں میں جا گھسیں۔ ایمن نے گویا اعلان جنگ کر دیا
تھا۔ دل چاہتا تو کام کو ہاتھ لگاتی' دل چاہتا تو سارا دن یونہی فارغ گزار دیتی۔
مہرالنساء کا دل چاہتا تو ایمن کے لیے کھانا رکھتیں' نہیں چاہتا تو سب کچھ سمیٹ کر فریج میں لاک کر دیتیں۔
ایسے میں ایمن چیخ چیخ کر اسے برا بھلا کہتی۔ مومو' جوجو اور بابر اس صورت حال سے سخت پریشان تھے۔
مہرالنساء کو اندازہ ہونے لگا کہ اب وہ ایمن کو دبا نہیں سکیں۔ وہ ایک کی چار سناتی تھی۔
"ممی! وہ بدلحاظ ہوگئی ہے۔ اس کے منہ مت لگا کریں۔ چھوڑیں ایمن کو اس کے حال پر۔ وہ آپ سے بد تمیزی
کرتی ہے تو ہمیں اچھا نہیں لگتا۔"
گھر کے ماحول سے گھبرا کر مومل اور برجیس ماں کو سمجھانے لگیں۔
"میں اس دو ٹکے کی لڑکی سے ہار مان لوں۔"
مہرالنساء کا بس نہیں چلتا تھا کہ ایمن کا گلا گھونٹ کر کہیں لان کے کسی کونے میں دبا دیں اور بابر کی سمجھ میں
نہیں آتا تھا کہ وہ ماں کو سمجھائے یا ایمن کو۔

☼ ☼ ☼

"ارے ایمن! کتنے دنوں کے بعد چکر لگایا ہے۔" مائرہ کی مما نے خوش دلی سے اس کا استقبال کیا۔
"مائرہ بھی تو نہیں آئی۔" ایمن نے شکوہ کیا۔

"دونوں کا آپس میں مقابلہ چلتا ہے۔" انہوں نے تعجب کا اظہار کیا تو ایمن شرمندہ ہوگئی۔
"بات نہیں آنٹی! بس میری طبیعت ٹھیک نہیں رہی تھی۔"
"...ایمن..." مائرہ نے کچن سے جھانک کر نعرہ لگایا۔
"...تم آگئیں۔ آج یہ بھی سخت بوریت کی شکایت کر رہی تھی۔" اس کی مما نے کہا تو ایمن پوچھنے لگی۔
"...کہاں ہیں؟"
"...اپنی پھپھو کی طرف گئے ہیں۔ مائرہ! ایمن کو لے کر کمرے میں جاؤ' باقی میں کرلوں گی۔"
"...آپ کمرے میں جائیں' ہم دونوں سہیلیاں کام بھی کریں گی اور باتیں بھی۔"
...نے مما کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر باہر دھکیلا۔
...کی طرح عجیب سے احساسات کا شکار ہوگئی۔
"...کہاں ہو' آؤ نا۔"
...تو وہ سر جھٹک کر ان احساسات سے پیچھا چھڑاتی کچن میں داخل ہوگئی۔
"...رہی ہو۔" اس نے ارد گرد بکھرے سامان کو دیکھ کر اندازہ لگانے کی کوشش کی۔
"...بس فرائی کرنے رہ گئے ہیں۔" مائرہ نے جلدی سے کڑاہی میں تیل ڈالا۔ "تم فریج سے پیپسی
...نکالو۔"
...دونوں چیزیں نکالیں' ساتھ ہی کونے میں پڑی چھوٹی سی ٹیبل پر برتن بھی لگا دیے۔ مائرہ ہی بولتی رہی
...تھی۔
"...بہت چپ چپ ہو اور ویک بھی لگ رہی ہو؟"
"...کب سے شروع ہو رہا ہے؟" ایمن نے اس کا سوال نظرانداز کیا۔
"...ہمارے کالج میں یونیفارم نہیں ہے۔ میں نے اور مما نے دو دن خوب شاپنگ کی' یہاں سے فارغ
...ہوئی۔"
...آدھا گلاس پیپسی ڈال کر گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔
"...نہیں ہوا کیا ہے؟ اتنی خاموش کیوں ہو۔ بات نہیں کرنا تو آئی کیوں تھیں۔" مائرہ جھنجلا کر خفا ہونے

"...نے میرا ایڈمیشن بھی کروا دیا ہے۔"
..." مائرہ اچھل پڑی۔ "تم اس لیے اداس ہو؟"
"...تو نہیں ہوں۔" وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دی۔
"...بجھی آنکھیں' ہونٹوں پر ہنسی نہیں' آواز میں ترنگ نہیں پھر بھی کہتی ہو کہ..." مائرہ نے چیخ چلایا
...کے ایمن کے قریب آگئی۔ اس کی ٹٹولتی نگاہوں نے ایمن کو بے چین کر دیا۔ کسی ہمدم اور ہمراز کی
...ت سے محسوس ہوئی۔
"...جاؤ پھر بتاتی ہوں۔"
...میں جلدی جلدی کام سمیٹا۔ مما کو ان کے کمرے میں دے آئی اور خود ایمن کو لے کر کمرے میں

"...جلدی بتاؤ' سینڈریلا کی ماں نے کوئی اور گل تو نہیں کھلایا۔"
...ت سے رونا آگیا اور وہ مائرہ کے گلے لگ کر رو بھی دی۔
...گئی۔
"...خدا کے لیے۔ اس طرح کیوں رو رہی ہو۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"مائرہ! وہ عورت میری دشمن ہے۔ وہ میرے ساتھ کچھ بھی کر سکتی ہے اور کوئی اسے پوچھنے والا نہیں۔"
"ایسے مت کہو، کچھ نہیں ہوگا۔ بس تم خود کو سنبھالو۔"
ایمن نے آنسو ضبط کرتے ہوئے اسے سب کچھ بتایا۔
"مائی گاڈ!" مائرہ ہکابکا سنتی رہی۔ "اگر کچھ ہو جاتا تو۔"
"سب کی جان چھوٹ جاتی، کسی کو پتا بھی نہ چلتا۔ سب بھول جاتے کہ کوئی ایمن بھی تھی۔" وہ تلخ ہوئی۔
"اس عورت کی ہمت کتنی بڑھ گئی ہے۔"
"سب ڈیڈی کی شہہ ہے۔"
"اب کیا ہوگا؟" مائرہ ڈر گئی تھی۔
"خدا جانے۔ سر طاہر کہتے ہیں کہ مجھے بہت سا پڑھنا ہے، کسی اعلا مقام تک پہنچنا ہے اور مجھے سب کیسے ہوگا۔"
"گولی مارو اعلا مقام کو۔ بس ہم تمہاری شادی کروا دیں گے۔"
"وہ میری شادی ہونے ہی نہیں دے گی۔"
"خوامخواہ۔ میں مما سے کہوں گی کم از کم منگنی تو ہو جائے۔"
"کس سے؟"
"عفان بھائی سے۔ تمہیں بتایا تو تھا۔"
"خوامخواہ مفروضے مت قائم کرو۔"
"پگلی۔ عفان بھائی نے واضح طور پر تمہارا نام لیا ہے۔" مائرہ ہنسی۔
ایمن کو یقین نہیں آیا تھا مگر مائرہ کے انداز کچھ اور کہہ رہے تھے۔ وہ خاصی پُرجوش تھی۔
"مائرہ! مجھے خواب مت دکھاؤ، مجھے تو لگتا ہے۔۔۔ میری زندگی میں کبھی بھی اچھے دن لوٹ کر نہیں آئیں گے۔"
"ایسے کیوں سوچتی ہو۔ انشاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ مما! پھپھو کو فورس کریں گی۔ تم لوگ ہمارے کے نہیں ہو، اس لیے وہ جھجک رہی ہیں۔ ان کے خیال میں رشتہ صرف لڑکی لڑکے کا نہیں دو خاندانوں کا ہے۔ مما کی ان سے تفصیل سے بات ہوئی تھی۔ وہ تمہاری ممی کے مزاج کی وجہ سے بھی رکی ہوئی ہیں۔ تو انہیں خاصی پسند آئی ہو۔ یوں بھی جب میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی۔"
مائرہ شوخ ہوئی تو ایمن نے جھینپ کر اس کے مکا رسید کیا۔
"ہائے ظالم۔" وہ کندھا پکڑ کر دہری ہو گئی پھر یونہی ذرا سا سر اٹھا کر شرارت سے پوچھنے لگی۔
"سچ بتا ایمی! وہ تمہیں بھی اچھے لگتے ہیں نا؟"
ایمن کے تصور میں وہ شریر لہجہ، متبسم انداز گونجنے لگا۔
"دوست تو تمہاری ہی ہیں۔ پیاری ہیں یا نہیں، یہ فیصلہ تو ہم پر چھوڑ دو۔"
"مائرہ! تمہاری وہ پیاری سی دوست تشریف لے آئی ہیں۔"
ایمن کے اندر کا حبس کم ہونے لگا۔ کہیں سے روزن کھلا، تازہ ہوا کا جھونکا آیا اور مشامِ جاں کو معطر کر گیا۔
اس نے جھینپ کر چہرہ جھکا لیا۔
مائرہ کی ہنسی بے ساختہ تھی۔

□ □ □

اس نے کمرے میں موجود تمام نفوس پر نگاہ دوڑائی اور خاموشی سے ان کے درمیان آ بیٹھی۔ سب دیکھنے میں منہمک تھے، اس لیے کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی تھی۔
"مجھے کالج کے لیے شاپنگ کرنی ہے۔"

...وقفہ آیا تو ایمن نے بنا کسی کی طرف دیکھے باآوازِ بلند کہا۔
...دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ایمن کو، اور بے بسی سے کندھے اچکا دیے۔ وہ جانتی تھیں، یہ ...مانی اور خوش اسلوبی سے طے ہونے والا نہیں۔
...مہرالنساء کو دیکھا۔ انہوں نے گویا ایمن کی بات سنی ہی نہ تھی۔ تب ہی یکسر انجان بنی کمرشل دیکھنے میں ...بابر کو مخاطب کرنا پڑا۔
"...کو شاپنگ کرنا ہے۔"
...نے ایک نظر بیٹے کو دیکھا۔
"...جاؤں گی تو لا دوں گی سب کچھ۔"
"...کی لائی گھٹیا چیزیں نہیں لینی۔" ایمن نے چبا چبا کر کہا۔ "میں اپنی شاپنگ خود کروں گی۔"
"...پاس پیسے نہیں ہیں۔" مہرالنساء نے رکھائی سے جواب دیا۔
"...سب کچھ آپ کی بیٹیوں پر لٹانے کے لیے نہیں بھیجتا۔"
...نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔
...بے نیازی سے پاؤں جھلاتی رہی۔
"...فرق پڑتا ہے۔ آخر یہ دونوں بھی تو اپنی مرضی سے شاپنگ کرتی ہیں۔" بابر نے دبے دبے لہجے میں کہا۔
...ایمن کی سائیڈ لینا انہیں کتنا برا لگتا تھا، وہ بتا نہیں سکتی تھیں۔ اکثر بہت سی باتیں انہیں صرف بابر ...مانا پڑتی تھیں کہ وہ اکلوتے بیٹے کو خود سے برگشتہ نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھیں اور ...باہر نکل گئیں۔
"...بھائی! آپ مجھے بازار لے جاؤ گے۔"
...بابر یہ سوچ رہا تھا کہ نجانے مہرالنساء اسے پیسے دیں گی یا نہیں، ایمن نے اطمینان سے پوچھا۔
"...کیوں نہیں۔" کبھی کبھی خود بابر کو ایمن کے تیوروں سے خوف آنے لگتا تھا۔ نجانے وہ اتنی منہ پھٹ ...کی۔
...مہرالنساء اندر آئیں اور ہزار کا نوٹ حقارت سے اس کے سامنے پھینکا۔
...نے تیوری چڑھا کر نوٹ کو دیکھا۔ نظروں میں مومو اور جوجو کی شاپنگ گھوم گئی۔
"...سے کیا خریدوں گی۔"
"...پاس یہی ہیں۔"
...نے ایک پل کو سوچا پھر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ نوٹ اٹھا لیا۔
"...یو ممی!"
...مومو اور جوجو نے قدرے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔
"...تیار رہنا، شام کو چلیں گے۔" بابر نے خوش ہو کر کہا۔
...
..." بابر نے حیرت سے اسے دیکھا۔
"...سوچ رہی تھی، مائرہ اور اس کی مما کے ساتھ چلی جاؤں۔ آپ کو لڑکیوں کی شاپنگ کا کیا تجربہ۔"
"...۔۔۔" وہ کچھ خاموش سا ہو گیا۔
"...میں چلوں تمہارے ساتھ۔" جوجو نے بڑے خلوص سے آفر کی جسے ایمن نے اطمینان سے ٹھکرا دیا۔
"...مائرہ ہی ٹھیک ہے۔"
"...کیا ضرورت تھی۔" ایمن کے جانے کے بعد مومو نے جوجو کو لتاڑا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تو پھر کیا ہوا؟" جوجو نے کہا۔ "وہ بہن ہے ہماری۔"
"ہونہہ! بہن صاحبہ تو گھاس بھی نہیں ڈالتیں۔ تمھیں ہی شوق ہے آگے پیچھے پھرنے کا۔"
"اس میں آگے پیچھے پھرنے والی کون سی بات ہے۔ میں سمجھی وہ ہمیں ساتھ جانے کا کہنے سے ہے۔" جوجو نے خفا ہو کر کہا۔
مہرالنساء نے ان دونوں کی بحث پر توجہ نہیں دی۔ وہ ایمن کے رویے پر غور کر رہی تھیں جو روز ہوتا جا رہا تھا۔

"میں نے ایمن کے لیے ٹیوشن کا بندوبست کر دیا ہے۔"
شام کو طاہر نے بتایا۔ بابر نے چونک کر اسے دیکھا۔
"طاہر بھائی! آپ نہیں پڑھائیں گے؟"
"نہیں۔" چائے کا آخری گھونٹ بھرتے ہوئے اس نے نفی میں سر ہلایا۔
"ایمن کو مکمل توجہ کی ضرورت ہے اور میرے پاس اتنا وقت نہیں۔"
خالی مگ میز پر رکھتے ہوئے اس نے شرٹ کی اوپری جیب سے سگریٹ کی ڈبیہ نکالی۔ وہ عموماً ا... کی موجودگی میں سگریٹ نوشی سے پرہیز کرتا تھا مگر آج طلب کچھ زیادہ ہی ہو رہی تھی۔ کچھ بابر کے ساتھ بھی تھی۔ بابر بھی اپنے ہم عمر دوستوں کی نسبت طاہر کے ساتھ زیادہ ایزی فیل کرتا تھا اور اب تو اکثر معاملات بھی اس کے ساتھ ڈسکس کرنے لگا تھا۔ سگریٹ سلگا کر جلتی تیلی دور اچھالتے ہوئے اس وہیں سے شروع کیا۔
"اسے صرف ٹیوٹر کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ایک ایسے ہمدرد کی ضرورت ہے جو زندگی کے ہر معا... گائیڈ کر سکے اور میرے خیال میں۔۔۔" ہوا نے کچھ سوکھے پتے میز پر بکھرا دیے تھے۔ اس نے انگوٹھے ضرب سے انھیں اڑاتے ہوئے بات مکمل کی۔ "شجاعت علی رضوی سے بہتر یہ کام کوئی نہیں کر سکتا"
"آپ کے دادا؟"
طاہر محمود نے اثبات میں سر ہلایا۔ حالانکہ وہ خود بھی اپنے خیال سے کچھ زیادہ متفق نہ تھا۔ جو سمتیں کھو چکا ہے وہ کسی کو منزل کیا دکھائے گا مگر مجبوری تھی۔ انھوں نے ضد پکڑلی تھی کہ وہ بریسلیٹ سے ضرور ملیں گے۔
"تم تو جانتے ہو وہ کسی زمانے میں انگریزی کے بہت اچھے استاد تھے۔ کچھ حادثات نے انھیں ریٹائرمنٹ لینے پر مجبور کر دیا۔"
"لیکن وہ تو اب کسی کو ٹیوشن نہیں دیتے۔"
"انھوں نے ساری زندگی کسی کو ٹیوشن نہیں دی مگر ایمن کو دیں گے۔" طاہر محمود نے سگریٹ جھاڑی۔
"ایمن کو وہاں جانا ہوگا؟" بابر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔
"ظاہر ہے وہ تو یہاں آنے سے رہے۔" طاہر ہنسا۔ "ویسے گھر یہاں سے زیادہ دور تو نہیں۔"
"یہ بات نہیں ہے۔ میں امی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔"
طاہر محمود نے یوں کندھے اچکائے گویا یہ اس کا مسئلہ نہیں۔
تب ہی ہال کا دروازہ کھلا اور ایمن باہر آئی۔ وہ نہا کر آئی تھی۔ بال پشت پر بکھرے تھے۔ نکھرا شفاف ... بیٹھا دیکھ کر وہ واپس پلٹنے کو تھی مگر بابر نے پکار لیا۔ اس نے دوپٹہ ٹھیک کیا اور چھوٹے چھوٹے قدم تک آگئی۔
"السلام علیکم۔" جس دن سے طاہر نے بریسلیٹ والی بات کی تھی وہ اس سے کترانے لگی تھی۔

"...علیکم السلام۔ کیسی ہیں ایمن بی بی۔" اس نے باقی بچا سگریٹ بغیر بجھائے گھاس پر اچھال دیا۔ سگریٹ خشک ... اور وہ دھیرے دھیرے سلگنے لگا۔
"...ہوں سر۔" ایمن نے دونوں ہاتھ کرسی کی پشت پر ٹکاتے ہوئے پتے سے اٹھتے موہوم سے دھوئیں کو ...
"...اب سے اسٹارٹ ہو رہا ہے۔" طاہر محمود کی نظریں اس کی خالی کلائی پر تھیں۔
"...ہے۔"
"...ن! سر نے تمھارے لیے ٹیوشن کا بندوبست کیا ہے۔" بابر نے بتایا۔
"...تو پڑھائی شروع ہی نہیں ہوئی۔" وہ طاہر کی طرف متوجہ ہوئی۔
"...چاہتا ہوں ایمن بی بی کہ جب آپ کالج میں قدم رکھیں تو کسی مشکل کا شکار نہ ہوں۔"
...سر طاہر ایک دم بہت اچھے لگے۔ شاید اس لیے کہ وہ بابر کے بعد پہلے شخص تھے جو اس کے لیے سوچ ...
"...دادا ہیں۔" بابر اسے تفصیل بتانے لگا۔
(...انھیں کتنی عجیب سی ہیں۔)
...نے شاید پہلی بار طاہر محمود کو اتنے قریب سے اور غور سے دیکھا تھا۔ سر کی آنکھوں کا تاثر بہت عجیب سا ... تاثر کو کوئی نام نہ دے سکی۔
...نے نظروں کا زاویہ بدل کر اسے دیکھا تو اس نے تیزی سے سر جھکا لیا اور کن اکھیوں سے گھاس پر ... سگریٹ کو دیکھنے لگی۔
...ٹ اور پتا دونوں ہی بجھ چکے تھے۔
...محمود کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔
"...سر کے گھر جانا ہوگا۔" بابر متذبذب سا کہہ رہا تھا۔
"...؟" ایمن نے جلدی سے پوچھا تو بابر نے خاموش ہو کر قدرے حیرت سے اسے دیکھا۔
"...طلب ہے کس وقت آنا ہوگا۔" وہ سنبھل کر گویا ہوئی۔
"...اپنی سہولت دیکھ لو۔ دادا تو فارغ ہی ہوتے ہیں۔"
"...ل"
"...میں ایک بار امی سے پوچھ لینا چاہیے۔" ایمن کو آمادہ دیکھ کر بابر نے دبے دبے انداز میں ٹوکا لیکن ... اس کی بات کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے طاہر سے کہا۔
"...سر! میں کل شام سے آجاؤں گی۔"
...ہو گیا۔ اسے ایمن سے یوں اکیلے فیصلہ کر لینے کی امید نہ تھی۔
"...ایک آبریو گرل۔ تمھیں اسی طرح اپنے فیصلے خود کرنے کی عادت ڈالنا ہوگی۔" طاہر محمود کے ستائشی ... ایمن کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیری وہیں بابر کی ناراضی میں مزید اضافہ کیا تھا۔
"...امی ہی خیال ہے۔" ایمن نے آہستگی سے کہا پھر بابر سے پوچھا۔
"...سے کیوں نہیں۔"
"...آج مجھے اپنی فرینڈ کے ساتھ شاپنگ کے لیے جانا ہے۔" ایمن نے بتایا پھر بابر سے پوچھنے لگی۔
"...بھائی! آپ مجھے مائرہ کے گھر چھوڑ آؤ گے؟"
"...وہ" کسی خیال سے چونک کر ایمن کو دیکھنے لگا۔
...نے اپنا سوال دہرایا تو اس نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے ایمن بہت بدلی ہوئی اور بڑی بڑی ...ولی سی لگی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"میں تیار ہو جاؤں۔" وہ واپس پلٹ گئی۔
"آپ کے گھر میں اور کون کون ہے طاہر بھائی؟" بابر نے بڑے بھائیوں والی ذمہ داری محسوس کر کے سوال کیا۔ حالانکہ آج سے قبل اس نے کبھی سر کی نجی زندگی سے متعلق کرید نہیں کی تھی۔
"میں اور دادا۔" طاہر محمود نے دوسرا سگریٹ سلگا لیا۔
"بس۔" وہ کچھ بے چین ہوا۔
"بس۔" طاہر نجانے کیوں ہنس دیا۔
بابر خجل سا ہو گیا۔
"میں نے سوچا اگر امی یا ڈیڈی نے پوچھا تو......"
"تمہاری امی ایمن کے معاملے میں زیادہ کرید نہیں کریں گی۔ فکر مت کرو۔" طاہر محمود نے لاپروائی
"مجھے اپنے گھریلو مسائل دوسروں سے ڈسکس نہیں کرنے چاہئیں۔"
بابر نے چپکے سے سوچا۔ اسے آج کچھ بھی اچھا نہیں لگا تھا۔ نہ ایمن کی خود اعتمادی' نہ سر کی باتیں۔
"دادا سے تم مل چکے ہو' معذور انسان ہیں۔ باقی رہا میں...... تو شام کو کہاں ہوتا ہوں' تم اچھی طرح ٹیوشنز نہیں پڑھاؤں گا تو کھاؤں گا کہاں سے۔ ایمن کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور کچھ وقت دادا کا جائے گا۔"
طاہر نے بابر کا تذبذب دیکھ کر تسلی کروائی۔
"ٹھیک ہے سر! میں کل شام چار بجے ایمن کو چھوڑ جاؤں گا۔"
وہ اب اور کیا کہہ سکتا تھا لیکن جب ایمن کو مائرہ کے گھر چھوڑنے گیا تو اس پر خاصا ناراض ہوا تھا اطمینان سے کہنے لگی۔
"سر طاہر ٹھیک کہتے ہیں۔ مجھے اپنے فیصلے خود کرنے چاہئیں۔"
"امی! ابھی تم اتنی بڑی نہیں ہوئی ہو۔"
"میں بڑی ہو چکی ہوں بابر بھائی۔" ایمن کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا اور قدم سُست پڑ گئے تھے۔ اپنے ہوئے وہ اسی انداز میں گویا ہوئی۔
"ان چند مہینوں میں' میں نے وہ کچھ دیکھا اور سمجھا ہے' جو کسی نے سالوں میں نہ دیکھا ہو گا...... جس کو بدلتے دیکھا ہے' جتنی ذلت اٹھائی ہے...... کیا اب بھی بڑی نہ ہوتی۔"
"امی!" بابر بولا تو لہجہ پست تھا۔ "میں جانتا ہوں کہ......"
"کچھ نہیں جانتے آپ۔" ایمن نے تیزی سے قطع کلامی کی۔ "میں ایمن وقار الحسن اگر اس فیصلوں کی پابند رہی تو کہیں کی نہیں رہوں گی۔ وہ عورت مجھے پاتال میں دھکیل کر سانس لے گی۔ میں کے ہاتھ میں نہیں دے سکتی۔"
بابر چپ کا چپ رہ گیا پھر پاؤں کی ٹھوکر سے سامنے آئے کنکر اچھالنے لگا۔ دونوں خاموشی سے آ رہے تھے۔
"مگر امی! تم مجھ پر تو اعتبار کر سکتی ہو۔"
مائرہ کے گھر کے سامنے پہنچ کر بابر نے پوچھا۔
ایمن نے اسے دیکھا اور بیل پر انگلی رکھ دی۔
"میں نے رشتوں کو بدلتے دیکھا ہے...... شاید اب میں کسی پر اعتبار نہ کر سکوں۔"
اس چھوٹی سی لڑکی کے منہ سے' جسے اس نے بہنوں کی طرح چاہا تھا۔ ایسی بات سن کر بابر کو اتنا دکھ ہو کھلنے سے قبل ہی واپس پلٹ گیا۔

☆ ☆ ☆

...جہ میں نہیں آتا۔ ممی نے ایمن کو اتنی ڈھیل کیوں دے رکھی ہے۔" موموبہت جھنجلائی ہوئی کمرے ...ہوئی۔
...اپنا سلا یونیفارم دیکھنے لگی۔
...ہوا؟"
...میں تو کبھی کسی سہیلی کے ساتھ بازار نہیں جانے دیا۔ ہمیں تو سہیلی کے گھر تک جانے کی اجازت ...مائرہ کے ساتھ بازار چلی گئی۔"
...کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ جوجو اس کا غصے سے تمتماتا چہرہ دیکھ کر ہنس دی۔
...ن کے معاملے میں تو پریشان نہ ہی ہوا کرو۔"
...ی کو اس طرح کمزور نہیں پڑنا چاہیے۔"
...ممی لی سنتی ہی نہیں تو فائدہ۔"
...لے سر پر چڑھ آئی۔"
...ن کو چھوڑو...... وہ اپنی مرضی کی مالک ہے...... تم اپنا یونیفارم دیکھ لو...... درزن آئی بیٹھی ہے۔ کوئی کمی بیشی ہو ...ا دیں۔" جوجو نے کہا تو مومو نے شاپر سے اپنا سوٹ نکال لیا۔
...! کپڑے ٹھیک ہیں۔" مہر النساء نے اندر آ کر پوچھا۔ ساتھ میں درزن بھی تھی۔
...بھر ڈھیلا سی دیا ہے۔" مومو نے جھنجلا کر قمیص پرے پھینکی۔ "باجی ثریا! تمہیں کپڑے سینے بالکل نہیں ..."
...ثریا نے مہر النساء کو دیکھا اور چپ رہی۔
...نے کہا تھا ذرا کھلے سیے۔" مہر النساء نے جواب دیا۔
...! ذرا بھی فٹنگ نہیں ہے۔ اسکول تک تو ٹھیک تھا۔ کالج میں لڑکیاں ہنسیں گی۔"
...کالج میں تمہیں پر پرزے نکالنے نہیں بھیج رہی۔ پڑھنا ہے یا فیشن پریڈ میں حصہ لینا ہے۔"
...نے لتاڑا تو وہ دھپ دھپ کرتی باہر نکل گئی۔
...تمہارے کپڑے ٹھیک ہیں۔"
...ی۔ وہ جلدی سے بولی۔
...ڈریسنگ ٹیبل کی دراز سے میرا بٹوا لے آؤ۔ پیسے دے دوں۔"
...نے بیڈ پر بیٹھ کر کپڑے تہہ کرنے شروع کیے۔ ساتھ ہی ثریا سے کہا۔
...بیٹھو تم کھڑی کیوں ہو۔"
...جلدی سے بیٹھ گئی۔ وہ پچیس چھبیس سال کی دبلی پتلی' حالات کی ماری لڑکی تھی۔ مہر النساء سارے کپڑے ...سلوائی تھیں۔
...ایمن کے کپڑے نہیں سلوانے۔ اس نے کالج میں داخلہ نہیں لیا؟" ثریا نے پوچھا۔
...بہت کہہ سن کر داخلہ ہوا ہے۔ پڑھائی کی طرف دھیان تو ہے نہیں' نرا پیسے کا ضیاع۔ گئی ہے اپنی سہیلی ...ماں کے ساتھ کپڑے خریدنے۔"
...! آپ کے ساتھ کیوں نہیں گئی؟" ثریا نے حیرت سے سوال کیا۔
...النساء نے جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے کپڑے تہہ کرتی رہیں۔
...تو زیادہ ہی منہ زور ہے۔ باجی ذرا کھینچ کر رکھیں۔"
...نے گھر سے نکلنا ہے کیا۔ باپ کی شہہ ہے۔"
...ہاں۔" ثریا نے ہمدردی سے مہر النساء کو دیکھا۔ تب ہی جوجو نے آ کر بٹوا مہر النساء کو تھما دیا۔
...بنے تھے؟" مہر النساء نے بٹوا کھولا پھر ٹھٹک گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بٹوا خالی تھا۔

ثریا اپنی سلائی کی تفصیل سنا رہی تھی۔ چھوٹا سا بٹوا بس دو خانے۔ مہرالنساء نے بٹوا کھنگال ڈالا۔ حالانکہ انہوں نے اس میں دو ہزار روپے اپنے ہاتھوں سے رکھے تھے۔

"دو ہزار کہاں گئے؟"

"کیا ہوا؟" جوجو نے انہیں یوں بٹوا کھنگالتے دیکھ کر پوچھا۔

"پیسے رکھے تھے۔" وہ کچھ بڑبڑاتی اٹھ کر باہر نکل گئیں۔ جوجو ورزن سے باتیں کرنے لگی تھی۔ مہرالنساء نے اپنے کمرے کی ہر وہ جگہ دیکھی۔ جہاں انہیں شک تھا کہ وہ پیسے رکھ سکتی ہیں۔ حالانکہ ا... تھا کہ پیسے بٹوے میں ہی تھے۔ لیکن پیسے نہیں ملنے تھے' نہ ملے۔ مہرالنساء کی پیشانی شکنوں سے پُر ہو گ...

"ممی! پیسے ملے؟" جوجو نے اندر آ کر پوچھا۔

"نہیں۔" وہ خالی بٹوا ہاتھ میں لیے بیڈ پر بیٹھ گئیں۔

"کہاں گئے؟" جوجو نے بے وقوفوں کی طرح سوال کیا۔

"اس سے کہو... پیسے گھر بھجوادوں گی۔"

جوجو کو مہرالنساء کے موڈ کا اندازہ ہوا۔ اس لیے تیزی سے باہر نکل گئی۔

مہرالنساء نے بٹوا ایک طرف ڈال دیا۔ انہیں اندازہ تھا کہ پیسے کہاں گئے ہیں۔ ان کے اندر غم و غصہ بھڑک رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"تھکا ڈالا تم نے امی۔" مائرہ نے ساری شاپنگ ایک طرف رکھی اور بیڈ پر ڈھیر ہو گئی۔

"مزہ تو اسی طرح شاپنگ کرنے میں ہے۔" ایمن کا چہرہ جوش سے تمتما رہا تھا۔ آج کتنے عرصے کے بعد اپنی مرضی سے شاپنگ کی تھی۔ دوپٹہ ایک طرف اچھال' وہ بے تکلفی سے بیڈ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔

"خوش تو ہو نا؟" مائرہ کی مما نے پوچھا۔

"بہت..." ایمن شاپر سے چیزیں نکالنے لگی۔

"میں تم لوگوں کے لیے کچھ لاتی ہوں۔"

"نہیں... نہیں۔" وہ دونوں ایک ساتھ چلائیں۔ "ابھی تو اتنا کچھ کھا کر آئے ہیں۔"

"کولڈ ڈرنک تو پئیے گی..."

"فی الحال کچھ بھی نہیں۔" ایمن کے صاف انکار پر وہ سرہلا کر باہر چلی گئیں۔ آج کا سارا دن انہوں کے لیے ضائع کیا تھا۔ گھر کے بہت سے کام یونہی ادھورے پڑے تھے۔ ایمن نے سب چیزوں کو بار بار... یونیفارم کا کپڑا اور سادہ سے جوتے ایک شاپر میں ڈالے اور باقی چیزیں دوسرے شاپر میں ڈال کر مائرہ سے...

"مائرہ! ابھی یہ تم اپنے پاس رکھو میں بعد میں لے جاؤں گی۔"

"کیوں؟" مائرہ نے حیرت سے پوچھا۔

"سمجھا کرو نا... ممی نے مجھے صرف ایک ہزار دیا تھا۔ جس میں صرف یونیفارم اور جوتے ہی آ سکتے تھے... لے جا رہی ہوں۔"

"اور باقی پیسے؟"

"بابر بھائی نے دیے تھے... ممی سے چوری... جب کالج اسٹارٹ ہو گا... تب لے جاؤں گی۔" خوب صورت سے شولڈر بیگ کو دیکھتے ہوئے لاپروائی سے بتایا۔

"تم لے جاؤ... کہہ دینا' یہ سب میں نے گفٹ کیا ہے۔"

"تم میری امانت نہیں رکھ سکتیں؟" ایمن ذرا خفا ہوئی۔

"رکھ لوں گی... مما کو شاید اچھا نہ لگے۔" وہ متذبذب تھی۔

...ت بتانا..."

"... کچھ نہیں چھپاتی۔"

"...میں لے جاؤں۔" ایمن اس کی فرماں برداری پر چڑ سی گئی۔

"...ز جاؤ..." مائرہ نے کچھ سوچ کر کہا۔ تب ہی دروازے پر ہلکی دستک ہوئی۔

"...یں..." مائرہ نے لاپروائی سے کہا۔ پھر آنے والے کو دیکھ کر اچھل پڑی۔

"...بھائی۔" ایمن گھبرا کر اپنا دوپٹہ ڈھونڈنے لگی۔

"...بند کمرے میں کون سے سیکرٹس ڈسکس کر رہی ہو۔"

...ہو کے جھونکے کی طرح ساری فضا کو بدل گیا۔ اک بھرپور نگاہ گھبرائی ہوئی ایمن پر ڈالی اور آگے بڑھ ...لینے لگا۔

"...لی انٹیلی جینس بہت تیز ہے... یا دل سے دل کو راہ والی بات ہے۔"

...نے شرارت سے ایمن کو دیکھا۔ جواباً ایمن نے دو چار دھموکے جڑ کر اپنا دوپٹہ کھینچا۔

"...یہ تشدد کی کارروائی کس لیے۔" عفان نے دیکھ لیا تھا۔

"...یں اور مستقبل کے بارے میں خوب سوچ لیں۔" مائرہ کندھا سہلاتے ہوئے کھلکھلائی' جواباً عفان ...جا۔ ایمن کا جی چاہا بیڈ کے نیچے جا گھسے' وہ کھڑی ہو گئی۔

"...ئی لو دیکھتی ہوں۔"

"...پہلے کبھی نہیں دیکھا۔" عفان نے پوچھا۔

...نا' واب دیے باہر نکل گئی۔ دروازے کے پاس رک کر اس نے پسینے میں بھیگی ہتھیلیاں تمتماتے گالوں پر ...اندر عفان کہہ رہا تھا۔

"...یا نہیں بتا سکتی تھیں۔"

"...ی نہیں ملا۔"

"..." وہ زیر لب بڑبڑائی۔

"...ہوں۔ کن سوئیاں لینا منع ہے۔" اندر سے عفان نے پکار کر کہا۔

...ٹ بھاگی اور کچن میں جا کر سانس لیا۔

"...ا؟" مائرہ کی مما نے اسے یوں بدحواس دیکھ کر پوچھا۔ وہ نجانے کیا پکا رہی تھیں۔

"...نہیں پانی چاہیے تھا۔" ایمن نے جلدی سے بہانا گھڑا۔

"...ج سے نکال لو... ساتھ میں پیپسی بھی نکال لینا۔"

...نے لیٹر پیک نکال کر ان کے پاس رکھا۔ خود پانی پینے لگی۔ مائرہ کی مما نے نفیس سے کرسٹل کے گلاس میں ...انی اور ٹرے میں رکھ کر کہنے لگیں۔

"...ن بیٹا! یہ ذرا عفان کو دے آنا۔"

...ن لڑ بڑا گئی۔

"...ا؟"

"...ی! آپ خود ہی۔"

...ں نے ایمن کا کترایا' گھبرایا انداز قدرے حیرت سے دیکھا۔ پھر کچھ سوچ کر مسکرا دیں۔

"...ہی... تم کھیر میں چمچ چلاؤ۔"

...نے اٹھا کر باہر نکل گئیں۔ ایمن بے توجہی سے چمچ ہلانے لگی۔

"...یہ واقعی مجھ سے ملنے آئے ہیں۔" یقین نہ آتا تھا مگر اندر ہلچل ہو رہی تھی۔ یونیفارم میں ملبوس عفان کا ...ہوں میں گھوم گیا۔ بھاری مگر شریر سی آواز سماعتوں میں گونجنے لگی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"میں خوامخواہ بھاگ آئی۔" ایمن پچھتائی "نجانے کیا سوچتے ہوں گے۔"
"ارے لگ جائے گی۔" وہ سوچوں میں ڈوبی تھی کہ مائرہ کی مما نے آکر چمچ ہاتھ سے لیا اور آنچ دھیمی ک
"اوہ۔" وہ شرمندہ سی ہو کر پیچھے ہٹی۔
"آنٹی! اب میں چلتی ہوں۔"
"کس کے ساتھ جاؤ گی؟"
"میں چلی جاؤں گی۔"
"ایمن! تمہارے والد کب تک واپس آئیں گے؟" مائرہ کی مما نے سوال کیا۔
"پتا نہیں آنٹی۔"
"تمہیں مائرہ نے بتایا کہ ہم عفان کے لیے تمہارے ہاں آنا چاہتے ہیں۔" انہوں نے غور سے ا
دیکھا۔
ایمن کا چہرہ تمتما اٹھا' پلکیں جھک گئیں۔ انہیں اپنا جواب مل گیا تھا۔
"ان کا رسپانس کیا ہوگا؟"
ایمن نے تصور میں مہرالنساء کا رسپانس دیکھا۔
"پتا نہیں۔"
"اگر تم پہلے گھر میں تھوڑا بہت ذکر کر دو تو۔"
"نہیں آنٹی..." ایمن گھبرا کر بول اٹھی۔ "اگر ایسا ہو گیا تو ممی بالکل ہی..."
"ہوں... میں چاہتی تھی' یہ بات تمہارے والد کے ساتھ ہو... خیر دیکھتے ہیں۔"
انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تو ایمن خدا حافظ کہہ کر باہر نکل گئی۔ کاریڈور میں عفان اور مائرہ کسی با
الجھے تھے۔ مائرہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔
"مائرہ! میں اب جاتی ہوں۔" ایمن نے ذرا دور ہی سے پکار کر کہا۔
دونوں نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ مائرہ نے چپکے سے عفان سے کچھ کہا۔ پھر تیزی سے ایمن کے قریب آگئی
"اکیلی...؟"
"میں چلی جاؤں گی..."
"نہیں... بابر بھائی نے کبھی تمہیں اکیلے نہیں جانے دیا۔ عفان بھائی چھوڑ آئیں گے۔"
مائرہ نے کہا۔ ایمن نے لاکھ آنکھیں نکالیں' چٹکیاں کاٹیں۔ مگر اس نے عفان سے بھی کہہ دیا۔
"ہاں' ہاں کیوں نہیں۔" وہ جلدی سے گویا ہوا۔
مائرہ کے کمرے سے مطلوبہ شاپر لے کر وہ جھجکتے ہوئے نکلی تھی۔ اس کا دل چاہا... عفان اس کے
جائے' مگر جھجک و شرم میں دروازے تک چپکے چپکے مائرہ سے انکار ہی کرتی آئی۔
"اپنی خوب صورت سہیلی کو سمجھاؤ۔ کیوں اتنا گھبرا رہی ہے... بحفاظت گھر تک چھوڑ کر آؤں گا۔"
ان کی کھسر پھسر سن کر عفان نے کہا۔
مائرہ نے زور سے کہنی ماری۔
"بد تمیز..." ایمن گھورتے ہوئے باہر نکلی۔ دونوں نے تھوڑا سفر خاموشی سے طے کیا۔ وہ دونوں ہاتھ پ
باندھے' آرام آرام سے قدم اٹھاتا' درختوں کی پھننگوں پر ماند پڑتی دھوپ کو دیکھتا جا رہا تھا۔ ایمن نے
چپکے چپکے سر اٹھا کر اس کے نوجوان سنجیدہ چہرے کو دیکھا۔ اس کی ہمراہی میں زرد روشام خوب صورت ہو گئی
ایمن نے اپنے اندر اک عجیب سی طمانیت' اک مختلف سی خوشی اترتی محسوس کی۔
"لیکن یہ اتنا سنجیدہ کیوں ہے؟"

... پیچھے بھاگتے ہوئے ان کے پاس سے نکل گئے۔ ان کی آوازوں اور دوڑتے قدموں نے خاموش
... ئیں سی ڈال دیں۔
... نہیں... بات ہی نہیں کرتا۔"
... لتراتی کیوں ہو؟" کان کے پاس سرگوشی سن کر ایمن بدک کر پیچھے ہٹی۔
... ؟" وہ بے حد افسوس سے بولا۔
... نہیں تو۔"
...؟" اب کے ڈپٹ کر پوچھا۔
... کا لہجہ برا لگا تو بنا جواب دیے جلدی جلدی قدم اٹھانے لگی۔
... کیوں رہی ہو؟"
... جانا ہے۔" ایمن چڑ کر بولی۔ سارے خوب صورت خیالات ایک دم اڑن چھو ہو گئے۔
... جانتے ہیں یا کھیت تیار کرنا ہے۔"
... بے ہودہ۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔
... صرف تم سے ملنے آیا تھا۔" "ہونہہ مجھ پر احسان کیا ہے۔"
... طرح وہاں سے بھاگا ہوں' کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے۔" جتاتا ہوا دھونس بھرا لہجہ۔
... تے..."
... سے ملتا کیسے... بے وقوف۔" اس نے ایمن کے سر پر انگلی سے ٹھوکا لگایا۔ مارے غصے کے ایمن کی
... میں آنسو آ گئے۔
... پگلی...!" عفان حیران ہی رہ گیا... اسے کیا معلوم تھا اس کی چھیڑ چھاڑ کا نتیجہ آنسوؤں کی صورت
... گا۔
... مجھ سے بات مت کریں۔" ایمن آنسو پی گئی۔ تب ہی نگاہ اک گھر کے سامنے کھڑے سر طاہر محمود پر جا
... عفان کی معذرت سنے چپکے سے اس کے نزدیک جا کھڑی ہوئی۔
... السلام علیکم سر۔"
... وعلیکم السلام۔" ایمن کو یوں عفان کے ساتھ آتا دیکھ کر اس کے تاثرات عجیب سے تھے۔ "کہاں سے آ رہی

... کے گھر سے' یہ اس کے بھائی ہیں' مجھے گھر چھوڑنے جا رہے تھے۔" ایمن نے جلدی جلدی بتایا۔
... طاہر نے عفان کا سر تا پا جائزہ لیتے ہوئے ہاتھ ملایا۔
... میں بھی ادھر ہی جا رہا ہوں۔ کہو تو چھوڑ آؤں؟"
... !" ایمن نے جلدی سے کہا اور عفان کی طرف ذرا سا دیکھا۔ "میں ان کے ساتھ چلی جاؤں گی۔"
... اچھی بات ہے۔" عفان کو بہت برا لگا۔ ایمن نے شاید اس کی ناراضی محسوس کر لی تھی نجانے کیوں تیزی ...
... وضاحت کی۔
... یہ ہمارے سر ہیں۔"
... عفان نے جواب نہیں دیا۔ اچٹتی سی نگاہ دونوں پر ڈال کر پلٹ گیا۔
... عجیب خر دماغ ہے۔" طاہر بڑبڑایا۔
... ایمن کو اگرچہ عفان کی شوخی پر غصہ آگیا تھا مگر طاہر کا تبصرہ بھی اچھا نہیں لگا... لیکن چپ ہی رہی۔
... آؤ... دادا سے ملواؤں..." طاہر محمود نے کہا۔ "یعنی تمہارے استاد محترم سے۔"
... نہیں سر... پھر سہی... پہلے ہی کافی دیر ہو گئی ہے۔" ایمن کا ذہن عفان میں الجھا ہوا تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اچھا۔۔۔ میں سائیکل نکال لوں۔"
"سائیکل۔۔۔ وہ کیوں۔" ایمن نے ہونقوں کی طرح سوال کیا۔
"گھر نہیں جانا؟"
"سائیکل پر؟"
"ایف سکس ٹین لے آؤں۔" طاہر ہنسا۔
"نہیں سر۔" ذہن ایک بار پھر عفان طرف پلٹ گیا۔
"تو پھر میرے پاس تو سائیکل ہی ہے۔"
"میرا مطلب ہے' پیدل چلے چلیں۔ گھر زیادہ دور تو نہیں۔"
"سائیکل پر بیٹھنے سے ڈرتی ہو۔" طاہر اس کا تذبذب بھانپ گیا۔
"کبھی بیٹھی نہیں۔" ایمن نے معصومیت سے وضاحت دی۔
طاہر نے غور سے ایمن کا چہرہ دیکھا پھر مسکرا دیا۔
"آؤ۔ پیدل ہی چلتے ہیں۔"
"اس طرح ہر کسی کے ساتھ مت چلی آیا کرو۔ تم جانتی تو ہو کہ تمہاری عمر۔۔۔"
"وہ ہر کسی تو نہیں۔۔۔" کچھ کہتے کہتے نچلا لب دانتوں تلے دباتے ہوئے اس نے وضاحت دی۔ "مائرہ ہیں۔"

مائرہ کے گھر سے اس کی بے تکلفی کہاں تک تھی۔ یہ طاہر جانتا تھا۔ اس لیے مزید کچھ نہیں بولا۔ اور باتیں کرتا رہا۔ کالج کی۔ اسٹڈیز کی۔ کچھ ایمن کے مستقبل کے بارے میں۔ ایمن خاموشی سے سنتی رہی۔ لہجہ کتنا اچھا تھا' مدھم' پرانژ' سیدھا دل میں اترنے والا۔
"سر بولتے کتنا اچھا ہیں۔" اس نے چپکے سے سوچا۔
گھر سامنے تھا۔ "لو گھر آ گیا۔" طاہر وہیں رک گیا۔
"اندر آئیں سر۔" ایمن نے دعوت دی۔
"پھر سہی۔"
"لیکن آپ تو کہہ رہے تھے۔ آپ کو ادھر ہی آنا تھا۔" ایمن نے گیٹ کھولا۔
"یونہی کہہ دیا تھا۔" ہلکی سی مسکراہٹ طاہر کے لبوں پر بکھر گئی۔
ایمن کو حیرت ہوئی۔ "سر نے اس طرح کیوں کہا۔۔۔ کیا اس لیے کہ ممی مجھے عفان کے ساتھ دیکھ کر سلطنہ کہہ دیں۔" ایمن کو سر طاہر پہلے سے زیادہ اچھے لگے۔
"تھینک یو سر۔" وہ ممنونیت سے گویا ہوئی۔
"ایمن۔۔۔!" وہ جو گیٹ سے اندر چلی گئی تھی۔ طاہر کے پکارنے پر رک کر دیکھنے لگی۔
"تمہارا بریسلیٹ مل گیا؟"
"ن۔۔۔ نہیں۔" سر طاہر کے اچانک پوچھنے پر وہ بری طرح گڑبڑا گئی اور تیزی سے گیٹ بند کر دیا۔
"ان کو میرے بریسلیٹ سے کیا۔" کچھ دیر پہلے بہت اچھے لگنے والے سر اب ایک دم سے برے لگے۔ جھنجلاتے ہوئے اندر چلی گئی۔ مگر لان میں بیٹھی مہرالنساء کو دیکھ کر لاشعوری طور پر قدم ٹھٹک سے گئے۔

☼ ☼ ☼

"بابر! میرے پرس میں دو ہزار تھے۔ تم نے تو نہیں لیے؟" مہرالنساء نے احتیاطاً بابر سے بھی پوچھ لیا۔ جو ابھی گھر آیا تھا۔
"امی! میں آپ کو چور لگتا ہوں۔" وہ تھکی تھکی سی ہنسی ہنسا۔

"نہیں۔ میں نے سوچا شاید تمہیں ضرورت ہو اور تمہیں پوچھنا یاد نہ رہا ہو۔"
۔۔۔ الجھی الجھی سی ماں کو کچھ حیرت سے دیکھا۔
"۔۔۔ جانتی ہیں۔ میں نے آپ سے پوچھے بنا کبھی روپے نہیں لیے۔"
۔۔۔ جانتی تھیں۔ انہوں نے یونہی احتیاطاً "پوچھ لیا تھا۔
"۔۔۔ امی؟"
"۔۔۔ میں دو ہزار رکھے تھے۔ آج درزن کو دینے کے لیے کھولا تو نہیں تھے۔" مہرالنساء نے بتایا۔
"۔۔۔ اور رکھ دیے ہوں گے۔ اپنے بیڈ روم میں اچھی طرح دیکھیں۔ مل جائیں گے۔"
۔۔۔ کو اپنی یادداشت پر پورا بھروسا تھا۔ وہ تو مہینوں پرانی رکھی چیز نہیں بھولتی تھیں کجا چند دن قبل رکھے ۔۔۔ روپے بھول جاتیں۔
"۔۔۔ امی! کھانا تو نکالیں۔ سخت بھوک لگ رہی ہے۔" جرنل ٹیبل پر رکھ کر آستین فولڈ کرتا وہ غسل خانے کی ۔۔۔ پھر دروازے میں رک کر پوچھنے لگا۔
"۔۔۔ نہیں آئی؟"
"۔۔۔" مہرالنساء ایک لفظ کہہ کر کچن کی طرف مڑ گئیں۔
"۔۔۔ رہی تھی۔ دیر ہو جائے گی۔ خود ہی آجاؤں گی۔" بابر زیر لب بڑبڑا کر اندر گھس گیا۔
۔۔۔ جانتی تھیں کہ روپے کہاں گئے۔ اس لیے بے تابی سے ایمن کی واپسی کا انتظار کرتی رہیں۔ شام کو ۔۔۔ محمود کے ساتھ آتا دیکھ کر مہرالنساء کی آنکھوں میں حیرت منجمد ہو گئی۔ اگرچہ وہ دروازے سے ہی پلٹ گیا

"۔۔۔ اتنی آزاد کیسے ہو گئی؟"
۔۔۔ اگرچہ اسے اس وقت ایمن کی آزادی سے زیادہ اپنے روپے کی فکر تھی اور اس سے بھی زیادہ ایمن کی ۔۔۔ شدید غصہ' اگرچہ اسے یقین تھا کہ روپے ایمن نے چرائے ہیں پھر بھی وہ ایمن پر برس پڑنے سے پہلے ۔۔۔ چاہتی تھیں۔ ایمن انہیں دیکھ کر ٹھٹکی پھر بے نیازی سے آگے بڑھنے لگی تو مہرالنساء نے پکار لیا۔
"۔۔۔ بات سنو۔۔۔"
"۔۔۔" وہ آہستگی سے چلتی ان کے پاس آرکی۔
"۔۔۔ شاپنگ؟" وہ گویا اپنی نگاہوں سے اس کا ایکسرے کر رہی تھیں۔ ان تیز نگاہوں کے سامنے ایمن ہچ ہچ ۔۔۔
"۔۔۔" اس نے لاشعوری طور پر شاپر سامنے میز پر رکھ دیا۔ مہرالنساء نے اچٹتی سی نگاہ جوتے کے ڈبے اور ۔۔۔ کے کپڑے پر ڈالی۔
"۔۔۔؟" مہرالنساء نے نگاہیں ایمن کے چہرے پر گاڑ دیں۔
"۔۔۔ بابا؟"
"۔۔۔ چیزیں کہاں ہیں۔" مہرالنساء نے درشت لہجے میں پوچھا۔
"۔۔۔ ہزار میں تو یہی کچھ آسکتا تھا۔" اب کے ایمن نے نظریں اٹھائیں تو مہرالنساء کو ان آنکھوں میں جرأت ۔۔۔ نظر آئی۔
"۔۔۔ سے پنگا مت لو ایمن۔" مہرالنساء نے تلملا کر کہا۔
"۔۔۔" ایمن نے ان کے تلملانے سے حظ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔
"۔۔۔ برباد ہو جاؤ گی۔"
"اچھا۔۔۔" ایمن تمسخرانہ انداز میں ہنسی۔ پھر لاپروائی سے کندھے اچکاتے ہوئے مڑی۔ "مجھے نہیں پتا' آپ ۔۔۔ رہی ہیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

مہرالنساء نے جھنجھلا کر اس کا بازو کھینچا اور غرائیں۔ "تم نے میرے بٹوے سے دو ہزار چرائے ہیں۔"
ایمن بری طرح لڑکھڑائی تھی۔ سیدھی مہرالنساء کے قدموں میں گرتی اگر کرسی کا سہارا نہ لیا ہوتا۔ اس نے غصے سے اپنا بازو چھڑایا۔
"ہاں چرائے ہیں..... پھر کیا کرو گی۔"
ایمن کا لہجہ تپا ہوا الفاظ گستاخانہ اور انداز چیلنج لیے ہوئے تھا۔
مہرالنساء کا جی چاہا اُسے سامنے والے درخت سے باندھ کر آگ لگا دیں۔ یہ دو ٹکے کی لڑکی ان کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے بے دریغ دو چانٹے کھینچ کر ایمن کے چہرے پر دے مارے۔ ایمن کے حلق سے چیخیں نکلیں۔ اس نے شاپر اٹھا کر دور پھینکا' جوتے کا ڈبہ بھی ٹھوکر میں اڑایا۔
"کیا ہو گیا؟" مومو اور جوجو تو اندر تھیں۔ مگر بابر کا کمرہ باہر کے رخ ہی تھا۔ وہ تیزی سے باہر نکل آیا۔
"مر جاؤں گی میں..... یہ عورت مجھے چھوڑے گی نہیں..... اسی طرح جلا جلا کر مارے گی۔" وہ روتی ہوئی بابر کے کندھے سے جا چمٹی۔
مہرالنساء سلگتی' غضب ناک نگاہوں سے ایمن کو گھور رہی تھیں۔
"اس نے مجھے مارا' یہ کہتی ہے 'میں نے روپے چرائے..... میں نے چرائے ہوتے تو یہ گھٹیا کپڑا خریدتی۔ سو روپے بچا کر گھر لائی کہ کالج میں کسی چیز کی ضرورت نہ پڑ جائے۔ اس کا بس چلے تو مجھے فقیروں والے کپڑے پہنائے۔ مجھے کبھی کالج نہ جانے دے۔ اسے اسی بات کی جلن ہے۔"
بابر نے جن نگاہوں سے ماں کو دیکھا۔ وہ مہرالنساء کے اندر گڑ گئیں۔ انہوں نے بے اختیار منہ پھیر لیا۔ اس وقت گھر میں ہونا ان کے لیے خاصا غلط ثابت ہوا تھا۔ یہی وہ مقام تھا جہاں وہ پسپا ہونے پر مجبور ہو جاتی تھیں۔
"کیا ثبوت ہے کہ پیسے میں نے چرائے ہیں..... اس نے مجھے نکالتے دیکھا ہے..... ٹھیک ہے 'نہیں جاؤں گی کالج۔ دے دے یہ سب کچھ اپنی بیٹیوں کو۔ میں تو سوتیلی ہوں نا۔ کوئی نہیں میرا۔"
بابر بمشکل اسے بہلا پھسلا کر کمرے میں لے گیا۔
مہرالنساء بت بنی بیٹھی رہ گئیں۔ وہ ایمن کی مکالمہ بازی بلکہ ڈرامہ بازی پر ششدر تھیں۔
"ممی! کیا ہوا؟" مومو نے حیرت سے آ کر پوچھا۔ ساتھ ہی بکھری چیزیں دیکھیں۔
"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" وہ اسی پر الٹ پڑیں۔
"ایمن نے بد تمیزی کی ہے؟" مومو نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔
"میں منہ توڑ دوں گی تمہارا..... اکیلا چھوڑ دو مجھے۔"
مومو کان دبا کر بھاگنے کو تھی جب انہوں نے اسے چیزیں اٹھانے کو کہا۔
"لے جا کر اس کے منہ پر دے مارو۔ خود تو مر گئی۔ یہ عذاب مجھ پر مسلط کر گئی ہے۔" وہ وہیں بیٹھی بڑبڑاتی رہیں۔ تھوڑی دیر میں بابر باہر نکلا۔ مہرالنساء کا خیال تھا۔ وہ ان سے کچھ کہے گا۔ مگر وہ بنا ان کی طرف دیکھے باہر چلا گیا۔
مہرالنساء نے اسے دور تک جاتے دیکھا اور دل مسوس کر رہ گئیں۔ بابر کی بے اعتنائی انہیں توڑ دیتی تھی۔

☐ ☐ ☐

اس بوڑھے کو دیکھ کر کسی قدیم حویلی کے نیم تاریک کمرے کی دیوار پر لگے سال خوردہ کلاک کا خیال آتا تھا۔ جس کی ٹک ٹک اس وقت تک سنائی نہ دیتی۔ جب تک کوئی سننا نہ چاہے..... ان بوڑھی آنکھوں میں اتنا اسرار تھا۔ جسے سمجھنے کے لیے شاید اتنی عمر کی ضرورت تھی جتنی کہ خود اس شخص کی۔ وہیل چیئر کھڑکی کے پاس تھی۔ جس سے آتی سورج کی زرد روشنی سفید بالوں اور چہرے کے ایک حصے کو منور کر رہی تھی۔ خود پر جمی نگاہوں سے گھبرا کر ایمن نے طاہر محمود کو دیکھا اور منمنائی۔

"......"
...جو بے حد غور سے دادا کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔ چونک گیا۔ پھر ایک قدم آگے بڑھا۔
"...ایمن ہے۔"
...میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔
...ساتھ میں کچن ہے۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو لے لینا۔ بابر تمہیں دو گھنٹے بعد آ کر لے جائے گا
...ٹیوشن پڑھانے جانا ہے..... اگر۔"
"......" دادا کے وجود میں جنبش ہوئی اور انہوں نے ہاتھ اٹھا کر بے اعتنائی سے کہا۔ "جاؤ تم....."
...نے ناراضی سے انہیں دیکھا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔
...نے طاہر محمود کو نکلتے دیکھا تو دل چاہا' خود بھی پیچھے ہی نکل جائے۔ وہ اس پراسرار بوڑھے سے بالکل پڑھنا ...تی تھی۔ جو اسے ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہا تھا۔
...۔" بوڑھی سرسراتی آواز ابھری۔
...نے دیکھا۔ ان کے عین سامنے کرسی خالی پڑی تھی۔ وہ بادل ناخواستہ وہیں ٹک گئی۔ وہ اب بھی اسے ...رہے تھے۔
"...ارا نام....."
...." وہ کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی۔ سامنے صحن میں دم توڑتی دھوپ کے آخری قدم تھے۔
"...نام....."
...!" ایمن نے تحیر سے انہیں دیکھا۔
"...ماری ماں کا نام کیا ہے؟" انہوں نے درشت لہجے میں پوچھا۔
...کی گھبراہٹ کی جگہ ناگواری نے لے لی۔ پھر بھی اس نے نام بتا دیا تھا۔
"...ماں ہے وہ؟"
"...کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔" اسے ان غیر متعلقہ سوالوں سے الجھن ہونے لگی تھی۔ انہوں نے لب بھینچ لیے۔
...میں عجب تاثر ابھرا۔ جیسے وہ کسی اذیت میں ہوں۔
"...مجھے پڑھائیں گے؟" ایمن نے گویا یاددہانی کرائی۔
"...بنانا آتی ہے۔"
"...۔"
"...بنا لاؤ۔" انہوں نے آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ دھوپ بوڑھی جھریوں میں بہنے لگی
...کچھ لمحے اس زرد چہرے کو دیکھتی رہی۔ پھر جھنجھلا گئی۔
"...کہاں پھنس گئی ہوں؟"
...میں کچن کا دروازہ نظر آ گیا۔ صاف ستھرا کچن تھا۔ مگر کیبنٹ کھولتے ہی صفائی کی حقیقت بھی نظر آ ...چیزیں ٹھونس ٹھانس کر رکھی تھی۔ اخبار گندے اور میلے جن کے کونے چوہوں نے کترے ہوئے تھے۔ فریج صاف ستھرا تھا کہ وہ ہمیشہ بتول کے سر پر بیٹھ کر فریج صاف کرواتے تھے۔ دودھ بھی موجود تھا اور تھوڑا پھل ...تھوڑی تلاش بسیار سے چینی' پتی کے ڈبے بھی مل گئے۔
"...اچھی مصیبت ہے۔ پڑھوں بھی اور اس بڈھے کی خدمتیں بھی کروں..... آج چائے بنوائی ہے۔ کل سالن ...بات چلی جائے گی..... کہہ دوں گی بابر بھائی سے 'مجھے نہیں پڑھنا۔"
...غصہ نکلتے نکلتے چائے بھی بن گئی۔ کپ میں نکال کر چھوٹی ٹرے میں رکھ کر اندر چلی آئی۔ وہ اب تک اسی ...میں بیٹھے تھے۔ کپ چھوٹی ٹیبل پر رکھ کر سیدھی ہوئی تو ٹھٹھک گئی۔
"......"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

قطرہ قطرہ پانی چہرے کی جھریوں میں بہتا تھا۔ دھوپ کمرے سے بالکل ہی رخصت ہو گئی تھی۔ ایمن
تھی کہ وہ کیوں رو رہے ہیں لیکن اس نے تنہا رونے کا عذاب سہا تھا۔ اس لیے ہمدردی سے ان کے کند
رکھا۔

"کیا بات ہے۔۔۔؟" وہ غرائے۔

وہ بدک کر پیچھے ہٹی۔ کیسا چیر پھاڑنے والا لہجہ تھا۔ اپنی ہمدردی پر لعنت بھیجی۔

"اچھا تم ہو۔ میں سمجھا وہ بتول چائے لائی ہے۔ چائے بنانی آتی ہے یا پتی چینی ٹھنڈے پانی میں گھول لا

"اف! کتنا بولتے ہیں آپ۔۔۔" ایمن نے چڑ کر کہہ دیا۔

خلاف توقع وہ ہنس دیے۔ پھر غور سے اسے دیکھتے ہوئے بولے۔

"تم بالکل اپنی ماں جیسی ہو۔"

"آپ کو کیا پتا۔ آپ نے انہیں دیکھا ہے۔" ایمن نے تیوری چڑھائی۔

"تم کچھ نہیں جانتیں۔ سوال مت کرو۔" انہوں نے انگلی اٹھا کر تنبیہہ کی۔

"ہونہہ۔۔۔!" ایمن سر جھٹک کر خاموش ہو گئی۔ انہوں نے پیالی اٹھا کر گھونٹ بھرا تو منہ بنا لیا۔

"تمہیں چائے بنانا نہیں آتی۔"

"آپ مجھے انگریزی پڑھائیں گے؟"

"انگریزی پڑھ کر کیا کرو گی۔ زندگی کو پڑھو۔ اس کا نصاب بہت گنجلک ہے۔"

"آپ نے پڑھ لیا؟" وہ بحث پر آمادہ ہوئی۔

"ازبر کر چکے۔ پر اس کا نصاب بہت گنجلک ہے۔۔۔ کہیں نہ کہیں اٹک جاتا ہوں۔" وہ پھیکی سی ہنسی

"جو خود اٹک جاتا ہو وہ دوسروں کو کیا سکھا سکتا ہے۔" ایمن نے طنزیہ کہا۔

وہ ایک بار پھر ہنس دیے۔ چائے کے دو بڑے بڑے گھونٹ بھرے۔ اس کی جلن کو پوری طرح محسوس
انگلی اٹھا کر بولے۔

"تم بہت تیز لڑکی ہو۔ بالکل اپنی ماں کی طرح۔۔۔"

"آپ نے میری ماں کو دیکھا ہے؟" اب کے ایمن کچھ چونکی تھی۔

"تم کچھ نہیں جانتیں۔ سوال مت کرو۔"

* * *

مہرالنساء نے بابر سے بات چیت بند کر رکھی تھی۔ ایمن نے پیسوں والے معاملے میں جس طرح
پہنچائی تھی اور اب وہ دھڑلے سے ٹیوشن کے لیے جاتی تھی۔ اس نے مہرالنساء کو تلملا کر رکھ دیا تھا۔ کم
سکتی تھیں کہ مقابل ان کا اپنا بیٹا تھا۔ وہ بپھری ہوئی ناگن تھیں۔ ایمن کو ڈس لینا چاہتی تھیں مگر خامو
۔اس مرحلے کو سوچ سمجھ کر گزارنا چاہتی تھیں۔

"امی! کچھ کھانے کو ہے؟" بابر نے آکر پوچھا۔ وہ بہانے بہانے سے انہیں کئی بار پکار چکا تھا۔

"مومل! بھائی کو کھانا دو۔" انہوں نے بغیر بابر کی طرف دیکھے مومل سے کہا۔ وہ قمیص کے لیے یونیفارم ا
رہی تھی۔ کل ان کا کالج میں پہلا دن تھا۔

"جو جو! تم دے دو نا۔" مومل نے پیغام آگے پہنچا دیا۔ دونوں اسی بات پر الجھنے لگیں۔

"امی! یہ ٹھیک نہیں ہے۔" بابر نے بے نیازی ماں کو دیکھا۔

"کیا ٹھیک نہیں ہے؟"

"آپ مجھ سے ناراض ہیں۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔"

پلٹ بھی نہیں گئیں۔"

النساء نے گردن گھما کر اپنے نوجوان بیٹے کو دیکھا۔

اتنے بڑے ہو گئے ہو بابر۔۔۔ اب تمام معاملات دیکھ سکتے ہو۔۔۔"

ڈھکے چھپے طنز کو پا گیا تھا۔ اس لیے شرمندہ ہو گیا۔ انہوں نے اپنی بات جاری رکھی۔

فیصلے خود کر سکتے ہو۔۔۔ اب میری کیا ضرورت۔۔۔"

امی۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔

جوان ہوئے تو میں نے سوچا' اب میرا وقت ہے۔۔۔ لیکن نہیں۔ وقت اب بھی دوسروں کا ہے۔ میں کل
تھی۔ میں آج بھی کچھ نہیں ہوں۔۔۔" ان کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ بابر بے چین ہو گیا۔

آپ غلط سمجھی ہیں۔۔۔ میرا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا نہیں تھا۔"

سے پوچھ تو سکتے تھے۔" ان کا اشارہ ایمن کے ٹیوشن پر جانے کی طرف تھا۔

آپ اجازت نہ دیتیں۔"

کچھ لمحے خاموش رہیں پھر غصہ آ گیا تھا۔

لیے ہر کام میری اجازت کے بغیر ہوا کرے گا۔۔۔ میں پوچھتی ہوں۔ بڑی میں ہوں یا تم؟"

شک آپ ہیں۔ ہر معاملے میں فیصلہ کرنے کا اختیار بھی آپ ہی کو ہے۔ مگر سوری امی ایمن کے معاملے
نے ایک ہلکی سی نگاہ ماں کے چہرے پر ڈالی۔ "ایمن کے معاملے میں آپ انصاف سے کام نہیں لے سکی

ناراضی مہرالنساء کی آنکھوں سے مترشح تھا۔

اس گھر کی' آپ کی اور بہنوں کی پروا ہے۔۔۔ میں سب کی بہتری چاہتا ہوں۔ جس کے لیے ضروری ہے
اس کا مقام واپس دیا جائے۔۔۔ وہ ساری سہولتیں' ساری مراعات' جو اسے ڈیڈی کی موجودگی میں
تھیں۔ ایک بار صرف ایک بار سوچیں امی! اگر ایمن یہ سب وقار الحسن کے سامنے لے آئے اور وہ اس
حرف پر یقین کر گئے تو میں' آپ۔۔۔ ہم سب کہاں ہوں گے اور اس بار واپسی کا رستہ کسی کو نہیں ملے
اور برجیس اپنے اپنے سفر کے آغاز پر ہیں۔ اب بھٹکے تو منزل کھو دیں گے۔ منزل تک پہنچنے کے لیے
کی سرپرستی کتنی ضروری ہے۔ یہ آپ اچھی طرح سمجھ لیں۔ جہاں تک میں ڈیڈی کو سمجھتا ہوں۔ اس
محبت بھی انتہا کی ہے اور نفرت بھی اور ہم۔ ہم سب اس کی نفرت کے متحمل نہیں ہو سکتے کہ جہاں سے
۔ وہ سب اپنی اپنی دنیاؤں میں گم ہو چکے۔ ہمارے لیے وہاں کوئی جگہ نہیں۔ مومل اور برجیس تو ڈیڈی
ہیں۔ ان کے لیے تو شاید گنجائش نکل آئے مگر میں' میں کہاں جاؤں گا؟"

نے بہت بڑا سوال ماں کے سامنے رکھ دیا تھا۔ مہرالنساء گنگ سی بابر کی سیاہ آنکھوں میں امڈتے ہلکے ہلکے
سائے دیکھ رہی تھیں۔

کہاں جاؤں گا؟" اس نے زور دے کر دہرایا۔ "میرے سامنے تو اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ امی! مجھے بتائیں
ساتھ یہ سلوک روا رکھ کر ہمارے لیے اس گھر میں گنجائش نکلے گی؟ ایک بار وقار الحسن واپس آ گئے تو ہم
ہوں گے۔ یہ سوچ کر میں ڈر جاتا ہوں۔۔۔ خدا کے لیے امی! ایمن کے لیے نہیں ہمارے لیے سوچیں۔ آپ
کے ساتھ نہیں ہمارے ساتھ کر رہی ہیں۔ آپ کی نفرت بہت مضبوط اور گہری سہی مگر خدا کے لیے
کو کمزور مت ہونے دیں۔۔۔ ہم آپ کے ہیں۔ یہ گھر آپ کا ہے۔ پھر کیوں خوف کا شکار ہوتی ہیں۔
تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ اس سے محبت نہیں کر سکتیں' بھلے مت کریں مگر آپ کو اللہ کا
اس سے نفرت بھی مت کیجیے۔ یا اس نفرت کو دل میں دفن ضرور کر دیں کہ نفرت ایمن کو نہیں ہمیں اور
طور پر مجھے جلائے گی۔۔۔" اس نے ماں کے خاموش چہرے کو دیکھا اور کھڑا ہو گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اسے آپ ایمن سے میری محبت سمجھیں یا خود غرضی..... لیکن جو میں اس کے لیے کر رہا ہوں ضروری تھا۔" وہ آہستگی سے کہہ کر باہر نکل گیا۔

مہرالنساء اپنی جگہ کسی بت کی طرح ایستادہ تھیں۔ انہیں خیال بھی نہ آیا کہ موموا اور جوجو نے اپنی بحث میں الجھ کر اسے کھانا بھی نہیں دیا تھا اور وہ بھوکا ہی چلا گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

کالج میں آج پہلا دن تھا۔

فرسٹ ایر کی علامت سبز دوپٹے سے کالج کے گراؤنڈ، ہال اور کمرے بھر گئے تھے۔ نوخیزی و نوجوانی کا لیے الھڑ لڑکیاں اسکول کے پابند ماحول سے نکل کر کالج کی آزاد فضا میں آزاد و خوش رنگ تتلیوں کی طرح اڑ رہی تھیں۔

کہیں چہرے پر اعتماد نظر آتا تھا تو کہیں آنکھوں میں گھبراہٹ۔

کہیں شوق و حیرت کا جہان تھا تو کہیں عزم و ہمت کے نشان۔

ہر طرح کی لڑکیاں، چھوٹی، موٹی، فیشن ایبل، سرسوں کے تیل میں کس کر گوندھی چوٹی والی، پڑھا سفارشی، نالائق، ان بے تحاشہ تعداد کے درمیان اپنا ٹائم ٹیبل لے کر وہ لوگ کرش ہال کی سیڑھیوں پر آبیٹھیں۔

"کالج کتنا بڑا ہے نا۔" موموں نے کالج کی پُرشکوہ مرکزی عمارت جس کے داہنے طرف مرکزی لائبریری کی کھڑکیاں جھانک رہی تھیں پر اک نظر ڈال کر کہا۔

"اب یہاں کیوں بیٹھ گئی ہو۔ چلو اپنی اپنی کلاسز ڈھونڈیں۔" جوجو کو اپنی ٹیچرز سے ملنے کا اشتیاق تھا۔

"دیکھ نہیں رہی ہو۔ سیکنڈ ایئر کس طرح فرسٹ ایئر کو فول بنا رہی ہے۔ گروپ کی دوسری لڑکیوں کو"۔" موموں نے ڈپٹ کر کہا۔

ایمن ایک پاؤں سیڑھی پر رکھے خالی فائل ہاتھ میں جھلاتی اکتاہٹ کے ساتھ ادھر ادھر دیکھتی رہی۔ کی کوئی فرینڈ اس کالج میں تھی نہ اسے کلاسز ڈھونڈنے کی جلدی تھی۔ تب ہی سیکنڈ ایئر کے گروپ نے ان لیا۔

"نوجواں اسکولوں آئیاں نے..... انہوں نے شاید نیا نیا شہاب نامہ پڑھا تھا۔ اس لیے یہی گردان کر رہی وہ تینوں گھبرا گئیں۔

"پھو یار! تنگ نہ کر۔" دوسری نے ہاتھ جھٹک کر کہا۔

"جلدی جلدی نام بتاؤ۔" ایک نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر حکمیہ انداز میں کہا۔

موموں..... یوموں..... ٹوموں۔

جوجو..... توجو..... موجو

ایمی..... قیمی..... ٹیمی

انہوں نے کورس کے انداز میں تالیاں پیٹ پیٹ کر گایا۔

اپنے ناموں کی یہ درگت بنتے دیکھ کر وہ روہانسی ہو گئیں۔

"اے تم....." ہنگامہ تھما تو ایک نے انگلی اٹھا کر ایمن کی طرف اشارہ کیا۔ "جلدی سے پانچ بار کھوم چاچا کو چاندی کے چمچے میں چٹنی چٹائی۔"

"میرا نہ تو کوئی چاچا ہے اور نہ ہی چاچی۔" اس نے رکھائی سے جواب دیا۔

"ایں..... اے تمہارا چاچا تو ہوگا۔" انہوں نے موموں سے کہا۔

"میرے چاچا کے پاس چاندی کا چمچہ ہی نہیں ہے۔" موموں نے جلدی سے کہا۔

"کیوں تمہاری چاچی جہیز میں نہیں لائی۔"

"نہیں۔"

"ہاں؟"

"... میری چاچی نہیں ہے۔"

"... اں نہیں ہے۔"

"... میرے چاچا نہیں ہیں۔"

"... مہارے بھی نہیں ہیں؟" چیخ نما آوازیں ابھریں۔ ساتھ ہی جوجو سے دریافت کیا۔ اس نے جھٹ نفی میں

"... بولے کوا کاٹے۔"

"... نہیں ہم بہنیں ہیں۔" جوجو نے معصومیت سے کہا۔

"..... اچھا تمہیں ڈانس آتا ہے؟" انہوں نے موموں سے پوچھا۔

"....."

"... دکھاؤ۔"

"...؟"

"... ڈانس کیوں کرتے ہیں؟"

"... پتا ہوگا۔" وہ اب مقابلے پر اتر آئی تھیں۔

"... بیگ کھلواؤ۔" سیکنڈ ایئر تلملا گئی۔

"... مراث کے علاوہ کبھی بھیک نہیں دیتے۔" ایمن نے لاپروائی دکھائی۔

"... یہ واجب السزا ہیں۔" انہوں نے اعلان کیا۔ جوجو کے بیگ سے پیسے نکالے۔ ایمن کا کیچر گھسیٹا، ... چھین لیا۔ اچھی خاصی ہاتھا پائی ہو گئی۔

"... لینیاں فقیرنیاں۔" تینوں وہاں بیٹھ کر گالیاں دیتی رہیں۔

"... بات نہیں، غصہ تھوک دو۔ آج کے دن انہیں چھوٹ ملی ہے۔ کچھ دن بعد نبٹ لیں گے۔"

... آواز اور ہمدردانہ لہجے پر تینوں نے مڑ کر دیکھا۔ وہ اک لمبی تڑنگی دبلی پتلی لڑکی تھی۔ اتنی دبلی کہ جسامت ... لڑکا لگتی۔ اس کے پرم شدہ بال گھونسلے ... میں سر پر رکھے تھے۔ کانوں میں گول چھلے سے سفید ... ایئر رنگ، برائے نام آستین والی چھوٹی ... تنگ پاجامہ، چُنا ہوا رسی جیسا دوپٹہ، جو ہاتھ میں یوں ... ان کے ساتھ کوکلا چھپاکی کھیلنے آئی ہو۔ یہ انہیں بعد میں پتا چلا کہ دوپٹہ تھا ورنہ وہ اس کو کلا چھپاکی کا ... ہی تھیں۔ لمبی ڈوری والا بیگ کولہے سے ذرا نیچے لڑھک رہا تھا۔ جبکہ بیگ کا سائز ایک ہاتھ برابر تھا۔ ... صرف اک چوبا بند کیا جا سکتا تھا۔ لڑکی لاپروائی سے چیونگم چبا رہی تھی اور کسی ماڈل کے اسٹائل میں ذرا سا ... اپنے ٹانگ باہر کو نکالے کھڑی تھی۔

... حلیہ عجیب، انداز عجیب تر لیکن نقش بہت خوب صورت تھے۔ گول چہرہ، کھڑی ناک، سنہری آنکھیں، ... اور ایمن نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

... ناز نین، لیکن سب مجھے نائن کہتے ہیں۔" اس نے کوکلا چھپاکی کا ہتھیار کندھے پر رکھ کر ان کی طرف ...

"..." تینوں نے ہاتھ ملاتے ہوئے اس عجیب و غریب نام پر حیرت کا اظہار کیا۔

"... اصل میں نویں مہینے کی نویں تاریخ کو پیدا ہوئی تھی اور گھر میں میرا نمبر بھی نواں ہے اس لیے سب مجھے ... ہیں۔"

"... ہاں نائن، نائی کی بیوی کو کہتے ہیں۔" جوجو نے جل کر کہا۔ اسے یہ نمونہ ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ ... نے سر پیچھے پھینک کر اک جاندار قہقہہ بلند کیا۔ پھر آنکھوں میں در آنے والا پانی ہاتھ سے صاف ... بولی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"گڈ جوک۔۔۔" پھر ہاتھ پھیلاتے ہوئے بولی۔
"فرینڈز۔"
تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ تینوں کا ردِعمل مختلف تھا۔ ایمن کو کسی فرینڈ شپ کی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ جوجو نے اسے پسند نہیں کیا تھا اور موموــــ مومو کو وہ لڑکی اپنے عجیب وغ سمیت بھا گئی تھی۔ اس لیے سب سے پہلے ہاتھ اسی نے تائن کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور گرمجوشی سے بولی
"فرینڈز۔"
ان دونوں نے بھی با دل ناخواستہ ہاتھ ملائے۔ تب تائن نے اپنے ہاتھ بھر بیگ میں سے جس مے بمشکل جاتا تھا چیونگم نکال کر تینوں کو دیں۔
"آؤ کینٹین چلیں۔۔۔ آج سموسے میری طرف سے۔" نوین تھی تو فرسٹ ایئر کی۔ مگر اس کے اا منجھے ہوئے تھے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں نوین کی دوستی قبول کرنا پڑی۔
باقی کلاسز کے پیریڈ ہو رہے تھے۔ اس لیے کینٹین پر فرسٹ ایئر کا قبضہ تھا۔ سموسے لے کر وہ کینٹین والے گراؤنڈ میں آگئیں۔
"یہ میری فیورٹ جگہ ہے۔" ایک جگہ جہاں ننھے نارنجی ڈنڈیوں والے زرد پھولوں کی چادر بچھی تھ تائن نے اعلان کیا۔ کیونکہ وہ اس وقت ان کی لیڈر تھی۔ اس لیے سب اس فرشی پھولوں کی چادر پر گئیں۔ پیپسی کے لیے اس نے تینوں سے دس دس روپے چندہ کیے تھے۔ گرما گرم سموسے اور ٹھنڈ؟ نے مزہ دے دیا۔ تائن نے بوتل سے اسٹرا نکال کر عقب میں اچھالی اور بوتل کو منہ لگالیا۔
مومو نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔ اس کی ہر حرکت میں کتنی بےباکی اور آزادی کا احساس ہوتا تھا۔
"نوین۔۔۔"
"تائن۔۔۔" جوجو کی بات قطع کر کے اس نے سموسہ اٹھالیا۔
"ہاں تائن۔۔۔" جوجو نے یہ فضول سا نام بمشکل ہضم کیا تھا۔ "تمہارے گھر میں کون کون ہے؟"
"کیوں تم نے میرے لیے پرپوزل بھجوانا ہے۔"
"فضول مت بولو۔۔۔" جوجو نے غصے سے کہا۔
"ویسے تمہارا کوئی بھائی ہے؟"
"ہاں ہے۔" مومو نے جلدی سے کہا۔
"ہینڈسم ہے۔"
"بہت۔"
"ویری گڈ۔" اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔
"تم نے ہمارے بھائی کا اچار ڈالنا ہے۔" جوجو کو غصہ آیا۔ اپنی فیملی کی بات کس طرح ٹال گئی تھی کوئی پروا کی نہ جواب دیا۔ اطمینان سے اپنا سموسہ ختم کر کے اجازت طلب نگاہوں سے ایمن کی طل ایمن نے اپنی پلیٹ اس کی طرف کھسکا دی اور خود لاتعلقی سے پیپسی کے گھونٹ بھرنے لگی۔
"امی! بہت خاموش رہتی ہے۔" تائن نے تبصرہ کیا۔
"دراصل اس کا سائنس گروپ میں ایڈمیشن نہیں ہو سکا اس لیے اداس ہے۔" مومو نے شرارت جوجو نے خشمگیں نگاہوں سے جبکہ ایمن نے غصے سے اسے دیکھا۔
"اچھی بات ہے۔۔۔ سائنس میں رکھا کیا ہے۔ چھپکلیاں۔۔۔ مینڈک۔۔۔ بکواس۔"
"تمہارے سبجیکٹ کیا ہیں؟" مومو نے پوچھا۔ تائن نے بتائے۔ وہی مومو اور جوجو والے تھے۔
"پھر تم نے سائنس کیوں لی؟"
"روشن کی خواہش تھی۔ تو ہو گا۔؟" اس نے لاپروائی سے کہتے ہوئے چٹنی میں لتھڑی انگلیاں لہ

۔" مومل نے جلدی سے بیگ سے ٹشو نکال کر دیا۔ تائن نے انگلیاں صاف کیں پھر دو اور مانگ لیے اپنے بیگ میں رکھ لیے۔
تمہاری کلاسز دکھاؤں۔"
ہے۔" جوجو نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا۔
کالج کے چپے چپے اور ایک ایک پروفیسر کے بارے میں پتا ہے۔" تائن نے بیگ کی ڈوری کندھے میں پھیلی ہاتھ میں لے کر کھڑی ہو گئی۔
"
نتے۔" وہ پراسرار انداز میں ہنسی۔
تمہارے یہ بال قدرتی طور پر پرم ہیں۔" مومل نے پوچھا۔
سے کہنی ماری۔ اس کے خیال میں وہ تائن کے بارے میں بلاوجہ اشتیاق و تجسس کا شکار ہو رہی نتیجے میں تائن کچھ زیادہ اکڑ رہی تھی۔
ائے ہیں۔۔۔ دراصل روشن کو بہت پسند ہے۔ میرا یہ ہیر اسٹائل۔۔۔" اس نے الجھے بالوں میں نے کی ناکام کوشش کی۔
ون۔۔۔؟" ایمن نے پوچھا۔ اس کے لاتعلقی ابھی تک برقرار تھی۔
ائے فرینڈ۔۔۔"
چلتے قدم رک گئے اور منہ جہاں تک کھل سکتے تھے کھل گئے۔ تائن نے اگلا توپ کا گولا داغا۔
ں کے بوائے فرینڈ ہیں؟"
خواہ ہی۔۔۔" جوجو کا چہرہ سرخ ہو گیا۔
مخواہ ہنسی تھی۔
ول گرلز۔۔۔"
۔۔۔" جوجو نے دانت پیسے۔ یہ یقیناً "دوسرے والا" تائن تھا۔ ایمن کی لاتعلقی اور مومل کے تجسس میں اضافہ ہوا تھا۔ مومل اس کے بوائے فرینڈ کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتی تھی۔ مگر تائن نے برق رستے میں ملنے والی تمام پروفیسرز اور چیدہ چیدہ جگہوں کے بارے میں معلومات فراہم کرنا شروع کر دیں علومات قابلِ رشک تھیں۔ وہ تینوں متاثر ہو گئیں۔
سے دونوں ہاتھ گود میں رکھے کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھیں۔ باہر تاریک رات بہتی تھی جس کی گود ں روپہلی روشنی سے خالی تھی۔۔۔ لمبے لمبے درختوں کی شاخوں میں تاریکی دم سادھے سو رہی تھی۔ ان کی ہاتھ رات کے سینے پر شکوے تحریر کرتے کرتے تھکنے لگیں تو انہوں نے انگلیوں کی پوروں سے جلتی زور زور سے مسلا۔ رات بیتنے کو تھی اور نیند آج بھی مہربان نہ ہوئی۔ انہوں نے گردن گھما کر قریب رے تکیے کو دیکھا۔۔۔ وہ آج بھی خالی تھا۔ وہ تنہا تھیں شاید وہ ہمیشہ ہی سے تنہا تھیں۔ اس وقت بھی تکیے پر سر رکھ کر سونے سے ذرا پہلے وقار الحسن ان سے باتیں کیا کرتا تھا۔
ں۔۔۔ ہاں چھ سال وہ وقار الحسن کے ساتھ رہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے ہمیشہ خود کو تنہا محسوس کیا۔ لیے کہ ان میں معاف کرنے کی خو نہیں تھی۔۔۔ ان کی شخصیت کی سب سے بڑی خامی ہی یہ تھی کہ وہ نہ تیں اور نہ معاف کر سکتی تھیں۔
ں نے وقار الحسن کو بھی کبھی معاف نہ کیا تھا۔ وہ صرف مصلحتاً اس کے ساتھ رہ رہی تھیں۔ صرف اپنے نا طرہ وہ ہار نہیں مان سکتی تھیں مگر آج ایسا لگتا تھا۔ یا بر نے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کے ایمن کے قدموں یا ہو۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایسی ذلت اور ایسی بے بسی۔
رہ رہ کر مہرالنساء کے کانوں میں بابر کی آواز گونجتی۔
"میں کہاں جاؤں گا؟"
کتنا خوف تھا اس کی آواز میں۔ کتنی شدید بے چینی اور کتنی ظالم سچائی۔
یہ گھر کس کا تھا؟
وقارالحسن کا۔ اگرچہ وہ یہ گھر مہرالنساء کے نام کر چکا تھا پھر بھی۔
وقارالحسن کون تھا؟
ایمن، مومل اور برجیس کا باپ۔
بابر کے ساتھ اس کا رشتہ کیا تھا؟
شاید کچھ بھی نہیں۔ اس کے باوجود اس نے بابر کو اپنا نام دیا تھا، اس کی شناخت بنا تھا۔ بابر کو وہ سار دی تھیں جو کہ اس کی اپنی اولاد کو حاصل تھیں۔
اسے وہ مان، وہ اعتبار دیا تھا جو اس گھر کے اکلوتے بیٹے کو ملتا۔
اس کے باوجود۔۔۔ اس کے باوجود خوف زدہ تھا۔ اگر وقارالحسن اس سے یہ سب کچھ چھین لے تو وہ کا گا۔ کاغذ کی کمزور ناؤ اور بھنور راستے۔
"یہ نفرت ایمن کو نہیں ہمیں اور خاص طور پر مجھے جلائے گی۔" مہرالنساء نے دونوں مٹھیاں بھینچ لیں۔
"میری اصل مضبوطی میرا بیٹا ہے اگر وہ کمزور پڑ گیا تو۔۔۔" انہوں نے ہاتھ بڑھا کر کھڑکی بند کر دی اور بل لیٹ گئیں۔
بابر نے ان کے سامنے آئینہ رکھا تھا۔ انہیں آئینے میں نہ تو۔۔۔ ایمن نظر آتی تھی نہ اپنی زیادتیاں دیکھ رہی تھیں تو صرف بابر کا مستقبل۔ اگر کوئی خوف تھا تو صرف بابر کے مستقبل تباہ ہونے کا۔
وہ کچھ بے چین ہو کر اٹھ بیٹھیں پھر بیڈ سے نیچے اتریں۔ پاؤں میں چپل اڑس کر باہر نکل آئیں پورا خاموشی اور تاریکی کا راج تھا۔ سب اپنے کمروں میں محوِ خواب تھے۔ وہ کچھ لمحے بابر کے کمرے کے سا گئیں۔ دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ پھر خاموشی سے راہداری کے آخر میں بنے اسٹور کے سامنے ہوئیں۔
بتی جل رہی تھی۔
"کیا وہ ابھی تک سوئی نہیں۔" مہرالنساء نے سوچا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ ایمن جب سے اس الگ سے اسٹور میں شفٹ ہوئی۔ وہ ذہنی ابتری کے کس مرحلے میں تھی۔ وہ طوفانی رات اس کے اعصاب پر لیے سوار ہو گئی تھی، مارے ڈر کے ساری رات نیند نہ آتی۔ اس لیے وہ ہمیشہ بتی جلا کر سوتی۔
مہرالنساء نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی۔
پرانے پلنگ پر ایمن چادر اوڑھے محوِ خواب تھی۔
مہرالنساء خاموشی سے اس کے قریب جا کھڑی ہوئیں۔
نیم وا گلابی لب، بند آنکھوں پر گھنیری پلکیں، کھڑی ناک، کشادہ پیشانی پر بکھرے بال، اوپری لب کا قا اس کے ایک ایک نقش کو دیکھتی رہیں۔ پھر زیرِ لب بڑبڑائیں۔
"میں تمہیں معاف نہیں کر سکتی ایمن! نہ تمہیں نہ تمہاری ماں کو۔۔۔ مگر وہ میرا بیٹا ہے۔ میرا فخر، میں اسے خوف میں مبتلا زندگی نہیں دے سکتی۔ یہ میری مجبوری اور تمہاری خوش بختی ہے۔"
وہ جیسے آئی تھیں۔ اسی خاموشی سے واپس چلی گئیں۔
محوِ خواب ایمن وقارالحسن کے گمان میں بھی نہ تھا کہ اس کی چند مہینوں پر محیط تکلیف دہ زندگی کا خود بخو ہونے جا رہا تھا۔

اس رات وہ بوڑھا شخص بہت بے چین تھا۔ اس کی وہیل چیئر پورے کمرے میں بے قراری سے گھومتی رہی کتابوں کی الماریاں کھولتا اور بند کرتا۔ کبھی کسی کتاب کو الماری سے کھینچ کر لبوں سے لگاتا اور بنا کھولے الماری میں رکھ دیتا۔ الماری کے کونوں میں چھپی مانوس یادوں کی بوسیدہ خوشبو نکل نکل کر اسے اپنے حصار میں لے رہی تھی۔
وہ ایسی راہِ پُر خار کا مسافر تھا۔ جہاں نیندیں زخم زخم ہو کر گم ہو جاتی ہیں۔ ان لیرو لیر نیندوں کے ساتھ رات گزارنا دشوار تھا۔
ویران محفل اور اکیلی جان۔
تب دروازہ ہلکی سی آواز سے کھلا اور طاہر انہیں یوں کتابوں میں گھرا دیکھ کر حیران رہ گیا۔
"بابا! آپ ابھی تک سوئے نہیں۔"
انہوں نے پھر ناگواری سے اسے دیکھا گویا مداخلت بری لگی تھی۔ مگر بولے تو لہجہ پست سا تھا۔
"تم بھی تو جاگ رہے ہو۔"
"نہیں۔ میں تو سو رہا تھا۔ پانی پینے اٹھا تو آپ کے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی۔"
"لائٹ جلانے کے لیے تمہاری اجازت کی ضرورت ہو گی۔" انہوں نے اپنے لہجے کی گرج بیدار کرنے کی کوشش کی۔ "مت بھولو، یہ گھر میرا ہے۔"
"جانتا ہوں۔۔۔ رات کے پچھلے پہر مجھے یہ باور کروانے کی ضرورت نہیں کہ یہ گھر آپ کا ہے، صرف اس لیے چلا آیا کہ اس عمر میں جیٹ پیٹ ہوتے دیر نہیں لگتی۔"
"ہا۔۔۔ ہا۔" ان کا بے ہنگم قہقہہ گونجا۔ "تو تم اس انتظار میں ہو۔"
"میری زندگی کا خوب صورت دن ہو گا۔"
"تم بھی تو ان ہی کا پوتا تھا۔ تلخ ہوتا تو پھر رج کے ہوتا۔"
"اس گمان میں مت رہنا کہ میں یہ گھر تمہارے لیے چھوڑ جاؤں گا۔"
"تو کیا قبر میں ساتھ لے جائیں گے۔۔۔ اور کون ہے آپ کا؟" طاہر محمود نے دوبدو کہا۔ ان کا چہرہ متغیر ہو گیا۔
کچھ بول ہی نہ سکے۔ پھر سرگوشی کے انداز میں بولے۔
"طاہر! تم نے اسے دیکھا؟"
"کسے؟"
"اس کو۔"
"کئی بار دیکھا ہے۔" وہ لاپروائی سے گویا ہوا۔
"وہ بالکل ویسی ہی ہے۔"
"کون؟۔۔۔" طاہر ان کی بے سروپا باتوں سے جھنجھلا گیا۔
"ہمارا جیسی۔۔۔"
"بابا! آپ اسے جانتے ہیں۔۔۔"
"اسے میری نظر سے دیکھو۔۔۔ اس کی آنکھوں میں وہی تجسس ہے، اس کے اندر وہی جرأت، وہی حوصلہ" وہ سرگوشی میں کہتے چلے گئے۔
"وہ ایک بزدل لڑکی ہے۔"
"نہیں۔ اس کے اندر اک باغی روح ہے۔۔۔ تم نہیں جانتے میں جانتا ہوں۔۔۔ اک ذرا اشارہ کی ضرورت ہے ڈر ہے طاہر! کہیں وہ بھٹک نہ جائے۔ اس کا ہاتھ تھامنے والا کوئی نہیں، اسے سمجھانے، غلط درست کا شعور دینے والا کوئی نہیں ہے۔۔۔ اسے بے سمتی کا سفر لاحق ہے۔۔۔ جو رستے میں آیا اسی کا ہاتھ تھام لے گی۔۔۔ خواہ وہ خیر خواہ ہو یا بدخواہ طاہر کہیں وہ۔۔۔ وہ۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"توہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہزاروں لڑکیاں اسی قسم کے خیالات کا شکار ہیں۔۔۔ ہم کس کس کا ہاتھ تھا
کس کو رستہ دکھائیں۔ خوامخواہ دوسروں کے درد مت پالیں کہ خود کا جینا مشکل ہو جائے۔" طاہر کا لہجہ
"تم نے اسے بتایا کہ وہ کون ہے؟" طاہر کو ان کی دماغی حالت پر شک ہونے لگا۔
"وہ کوئی نہیں ہے' بلاوجہ اس کا دماغ خراب مت کیجئے گا۔۔۔۔" وہ زور دے کر بولا۔
"تمہاری بچھ نہیں ہے مگر۔۔۔"
"آپ الوژن کا شکار ہیں۔"
"لیکن وہ بالکل اس جیسی ہے۔" وہ بے بسی سے گویا ہوئے۔
"دادا! میں اسے یہاں آنے سے روک دوں گا۔"
طاہر نے گویا دھمکی دی۔ دھمکی کیا دی گویا بارود کے ڈھیر پر بٹھا دیا تھا۔ وہ بری طرح بلاسٹ ہوئے
آیا اسے دے مارا حالانکہ وہ کتابیں بھی جنہیں کچھ لمحے قبل چوم چوم کر مقدس صحیفوں کی طرح رکھ رہے
"تم روکو گے' میں تمہیں گھر سے نکال دوں گا۔ جانتا ہوں تمہاری نیت میں فتور ہے۔ یاد ہے' یاد
تمہارے ماں باپ نے کیوں گھر سے نکالا تھا۔ بے غیرت انسان! میں بھی نکال دوں گا۔ کتے کی طرح سڑ
گے فقیروں کی طرح بھیک مانگو گے' لیکن نہیں۔ میں تمہیں نکالوں گا نہیں۔ انہیں بتاؤں گا کہ تم کہاں
انہیں جو کتے کی طرح تمہاری بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔"
دادا نے وہ طعنہ' وہ دھمکی دی تھی کہ وہ تلملا بھی نہ سکتا تھا۔ بس لال بھبھوکا چہرہ لیے وہاں سے باہر نکا
گویا شانت ہو گئے' نفرت سے زمین پر تھوک کر بڑبڑائے۔
"ہونہہ کتے کی دم پر پاؤں پڑ گیا ہے۔ مردود' بے غیرت' بے حیثیت انسان۔"
ہوا ہے یا نہیں۔ البتہ مہرالنساء نے ایمن کے ٹیوشن جانے پر اعتراض کرنا بند کر دیا تھا۔
"جی امی!۔۔۔۔" وہ کرسی کی پشت پر دونوں ہاتھ ٹکا کر کھڑا ہو گیا۔
"کہیں جا رہے ہو؟" انہوں نے بیٹے کو غور سے دیکھا۔ وہ عام گھریلو حلیے میں تھا۔ کاٹن کے اخروٹی
شلوار قمیص میں گندمی رنگت کھلی کھلی سی تھی۔ پتلے خوب صورت ہونٹوں پر ہلکی ہلکی مونچھیں نکل رہی
ٹڑی ناک اور بے حد سیاہ آنکھیں' جن میں تیرتی سنجیدگی انہیں عجیب سا تاثر دیتی تھی۔
"بس یونہی۔ کوئی کام تھا؟"
"ہاں۔ میں سوچ رہی ہوں؟" ان کمروں کے ساتھ دو کمرے اور بنوا لوں۔"
"اچھی بات ہے۔" بابر نے مڑ کر مطلوبہ جگہ کو دیکھا۔
"وقار نے کہا ہے' وہ پیسے بھجوا دے گا۔ میں کام شروع کروا دوں۔" مہرالنساء نے بتایا۔ "تم کسی
مستری کا پتا کرو۔ میں چاہتی ہوں' سردیاں شروع ہونے سے پہلے ہی یہ کام ختم ہو جائے۔"
"میں سر طاہر سے پوچھتا ہوں۔ انہیں پتا ہو گا۔ پھر کام شروع کروا دیں گے۔" مہرالنساء نے اثبات
ہلایا۔
"میں اک دوست کی طرف جا رہا ہوں۔ ایک دو گھنٹے تک آ جاؤں گا۔"
"کھانا کھا کر جاتے۔"
"کالج میں برگر لے لیا تھا۔ اب بھوک نہیں ہے۔ کچھ ٹھہر کر کھاؤں گا۔"
"ٹھیک ہے۔"
وہ ابھی گیٹ کے پاس تھا۔ جب وین رکی اور وہ تینوں اندر آ گئیں۔
"کیسا رہا کالج میں پہلا دن۔" بابر نے رک کر پوچھا۔
"زبردست۔۔۔۔" مومو نے کہا۔
"سو سو۔۔۔" جوجو نے منہ بنایا۔

۔۔۔ رہی۔ وہ دونوں آگے نکل آئیں۔ جبکہ بابر ایمن کے پاس رک کر کچھ پوچھنے لگا تھا۔ مہرالنساء نے
۔۔۔ دیکھا۔
۔۔۔ لیے کتنا فکرمند رہتا ہے۔ یہ محبت ہے یا خود غرضی۔"
۔۔۔ ممی!"
۔۔۔ ٹھیک ہیں۔ سخت بھوک لگی ہے۔ آج پکا کیا ہے؟"
۔۔۔ میں کھانا لاتی ہوں۔" وہ ان دونوں کو دیکھتی کچن میں آ گئیں۔
۔۔۔ لے لائیں تو وہ دونوں کپڑے چینج کر کے آ گئی تھیں۔
۔۔۔ کہاں ہے؟"
۔۔۔ "شاید لان میں ہی رہ گئی۔۔۔۔" جوجو نے کہا۔
۔۔۔ کالج میں بھی منہ بنائے بیٹھی رہی۔" مومو نے بتایا۔
۔۔۔ آئیں۔ ایمن سیڑھیوں پر بیٹھی رو رہی تھی۔ مہرالنساء کچھ لمحے کھڑی دیکھتی رہیں۔ پھر آگے بڑھیں۔
۔۔۔ رہی ہو؟"
۔۔۔ النساء کی آواز پر اچھل پڑی پھر تیزی سے رخ بدل کر آنسو صاف کرتے ہوئے رکھائی سے بولی۔
۔۔۔ میری۔۔۔۔"
۔۔۔ پورا ہو جائے تو آ کر کھانا کھا لینا۔"
۔۔۔ حد درجہ سپاٹ تھا پھر بھی ایمن ہکا بکا رہ گئی۔
۔۔۔ کی دعوت اور ایمن وقار کے لیے۔ یا اللہ آج کھانے میں زہر تو نہیں ملا۔" وہ بحرِ حیرت میں غوطے
۔۔۔
۔۔۔ این! یہ نیا تماشا بھی دیکھ لو۔ مہرالنساء بیگم کو میرے کھانے کی فکر کیوں ہونے لگی۔"
۔۔۔ اندر چلی آئی' جہاں ٹیبل پر مومو اور جوجو کالج میں گزرا پہلا دن ڈسکس کر رہی تھیں۔ مہرالنساء
۔۔۔ ان کی باتیں سنتے ہوئے کھانا کھا رہی تھیں۔
۔۔۔ گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ پھر دوسرا جھٹکا تب لگا' جب مہرالنساء نے اس کی طرف سالن کا ڈونگا بڑھایا۔
۔۔۔ ان نے ڈونگا پکڑ لیا تھا۔ تھوڑا سا سالن پلیٹ میں نکال کر آدھی روٹی ہاتھ میں لی اور بے دلی سے نوالے

۔۔۔ کالج میں روتی صورت بنا کر پھر رہی تھیں؟" مومو نے پوچھا۔
۔۔۔ کوئی تکلیف ہے۔" ایمن نے بدلحاظی سے کہا۔
۔۔۔ دن ہو گی۔" وہ برا مان گئی۔
۔۔۔ خاموشی سے کھانا کھاؤ۔"
۔۔۔" مومو برا بنا کر جوجو کی طرف متوجہ ہو گئی۔
۔۔۔ نے کھانا ختم کیا اور کچن میں چلی گئیں۔
۔۔۔ نائن کیسی لگی؟" مومو نے جلدی سے پوچھا۔
۔۔۔ فضول اور بے ہودہ۔" جوجو نے بغیر لگی لپٹی کے کہا۔
۔۔۔؟" مومو کو حیرت ہوئی۔ "وہ ایک دلچسپ لڑکی ہے؟"
۔۔۔ سپ۔" جوجو نے دہرایا۔ "وہ عجیب بھی ہے اور بے ہودہ بھی۔"
۔۔۔ کیا بے ہودگی دیکھ لی تم نے۔"
۔۔۔ بوائے فرینڈ بناتی ہو' وہ اچھی لڑکی ہو سکتی ہے۔؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایک لمحے کو مومو خاموش سی ہوگئی۔

"اس ایک بات کے علاوہ تو وہ۔۔۔"

"مومو! ہمیں اس کے ساتھ دوستی نہیں کرنی' ایسی لڑکیوں کو ہم لوگ اچھا نہیں سمجھتے۔ اگر ممی کو پتا چل گئی کہ ہم نے ایک ایسی لڑکی کو دوست بنایا ہے جو اوٹ پٹانگ فیشن کرتی ہے اور ایک عدد بوائے فرینڈ بھی ہے تو وہ ہمارا کالج جانا بند بھی کرواسکتی ہیں۔ تم اچھی طرح جانتی ہو ان کی طبیعت کو۔"

مومو کی نسبت جوجو خاصی میچور سوچ رکھتی تھی' اسی لیے اس نے مومو کو سمجھانے بلکہ ڈرانے کی کوشش کی اور مومو وقتی طور پر خاموش ہو ہی گئی تھی۔

ایمن نے آدھی روٹی ختم کی اور کمرے میں چلی آئی۔ آج کالج میں اس کا دن خاصا تکلیف دہ گزرا تھا۔ اکثر کلاس فیلوز اسی کالج میں تھیں۔ سب نے جب بھی اس کے سبجیکٹ یا نمبر پوچھے' وہ شرمندہ سی ہو گئی۔ "کاش میں نے ایڈمیشن لیا ہی نہ ہوتا۔" اس نے کئی بار سوچا تھا۔ "مجھے بابر بھائی اور سر طاہر کی بات نہیں ماننی چاہیے تھی' مجھے تو آنا چاہیے تھا۔"

چادر سر تک تان کر وہ گویا خود سے روٹھ کر لیٹی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد بابر آگیا۔

"اٹھو۔۔۔ اٹھو۔۔۔ یہ کون سا وقت ہے سونے کا۔" اس نے چادر کا کونا کھینچا۔

ایمن نے چادر ہٹا کر اسے دیکھا تو وہ بری طرح چونکا۔

"ارے ہم رو تی رہی ہو۔؟"

"نہیں ہنس رہی ہوں' خوش ہو رہی ہوں۔" وہ جھنجلائی۔

"اصولاً تو یہی ہونا چاہیے' آج کالج میں پہلا دن تھا۔"

"بدقسمتی تھی میری۔" وہ تڑخ کر بولی۔

"ایمن!" بابر کو اس کے انداز سے دکھ ہوا۔ اس نے کن جتنوں سے اس کا ایڈمیشن کروایا تھا۔

"آپ کو پتا ہے' آج میں سارا دن شرمندہ ہوتی رہی' لڑکیاں۔۔۔" وہ تلخ لہجے میں اپنے احساسات بتانے لگی۔

"تھوڑا بہت فیس تو کرنا پڑے گا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد ہر چیز خود بخود سیٹل ہوتی جائے گی۔" اس نے سمجھانا چاہا۔

"آپ جو بھی کہیں میں اب کالج نہیں جاؤں گی۔" اس نے ہٹ دھرمی سے کہہ کر دوبارہ چادر تان لی۔

"میں جوتے لگاؤں گا۔" بابر جھنجلا گیا۔

"جو مرضی کریں۔" وہ ڈھٹائی سے گویا ہوئی۔

بابر بے بسی سے اس ہٹ دھرم لڑکی کو دیکھ کر رہ گیا۔

"بے حس لڑکی! تمہارے لیے تو کسی کو کچھ کرنا ہی نہیں چاہیے۔ میں ہی پاگل تھا جو خواہ مخواہ خوار ہوا۔" وہ جھنجلایا ہوا باہر نکل گیا۔

❖ ❖ ❖

زرد شام کی اڑتی ہوئی دھول ان آنکھوں میں مایوسی سی بھر گئی۔ امید کا گھروندہ ٹوٹا تو دل کی راہیں خس و خاشاک سے اٹ گئیں۔

"وہ اتنے دنوں سے کیوں نہیں آرہی۔"

وہیل چیئر کی ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ کمروں' باورچی خانے اور صحن میں جھنجلا رہی تھی۔ اخبار کو الٹ پلٹ کرتے طاہر محمود اس بے چینی کو پوری طرح محسوس کرنے کے باوجود نظرانداز کر رہا تھا۔ کسی قدر ان کی بے چینی اسے اذیت دے رہی تھی۔

"۔۔۔ نہیں آرہی؟" وہیل چیئر اس کے سامنے رکی۔

۔۔۔ نے اخبار توڑ مروڑ کر ایک طرف رکھا اور ایک نظر ان کے وحشت زدہ چہرے پر ڈالی۔

۔۔۔ ہوں! آپ جیسے لوگوں کے جینے کا فائدہ ہی کیا ہے۔"

۔۔۔ تو تمہارے جیسے کتوں کا بھی نہیں ہے لیکن دیکھو جیتے بھی ہیں' بھونکتے بھی ہیں۔" وہ غضب ناک ۔۔۔

۔۔۔ کھلا قہقہہ گھر کی وحشت زدہ فضا میں گھل مل گیا۔ یوں لگا جیسے کسی ویران کھنڈر میں آواز گونج کر ۔۔۔

۔۔۔ دونوں اپنی اپنی فرسٹریشن ایک دوسرے پر نکال رہے تھے۔

۔۔۔ پوچھتا ہوں' وہ کیوں نہیں آرہی؟"

۔۔۔ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھا کر سر کی پشت کو سہارا دیا اور اطمینان سے ٹانگیں ۔۔۔

۔۔۔ آنکھوں میں قہر اترا' ان کا دل چاہا وہ اس کے جوگرز میں مقید پیروں کو زوردار ٹھوکر ماریں۔ ان کے پیروں ۔۔۔ سرسراہٹ بھی ہوئی لیکن وہ غصے اور بے بسی کی ملی جلی کیفیت میں اسے گھورتے رہے۔

۔۔۔ بہت دنوں تک نہیں آئے گی۔"

۔۔۔؟" انہوں نے بے چینی سے پوچھا۔

۔۔۔ ہاں چوتھا بچہ پیدا ہوا ہے۔" اس نے اطمینان سے بتایا۔

۔۔۔ آنکھوں میں تحیر اُمڈ آیا پھر جوان کے منہ سے مغلظات کا طوفان امڈا تو وہ پاگلوں کی طرح ہنستا چلا گیا' یہاں ۔۔۔ آنکھوں میں پانی بھر آیا پھر بمشکل خود پر قابو پاتے ہوئے مصنوعی حیرت سے دریافت کیا۔

۔۔۔ قل کی بات نہیں کررہے؟"

۔۔۔" دادا کی آنکھوں میں پانی اُتر آیا۔ "کیوں مذاق اُڑاتے ہو۔"

۔۔۔ دادا!" اس نے بھی شرمندہ ہونے میں زیادہ دیر نہ لگائی۔

۔۔۔ دلوں کا ثواب ملتا ہے اس بوڑھی جان کو تڑپا کر' سلگا کر۔" وہ رونے لگے اور طاہر محمود سچ مچ شرمندہ ۔۔۔ نے ٹانگیں سمیٹیں اور آگے بڑھ کر انہیں بازوؤں میں سمیٹ لیا۔

۔۔۔ ت برا ہوں' بہت خود غرض اور کمینہ۔"

۔۔۔ کندھے سے لگے ہچکیوں کے ساتھ روتے رہے پھر ایکدم چپ ہو گئے۔

۔۔۔ دن ہی تو ہوئے ہیں' آجائے گی۔"

۔۔۔ تم نے اسے منع تو نہیں کیا؟"

۔۔۔ میں نے منع نہیں کیا لیکن۔۔۔ لیکن آپ کیوں اس کے اس قدر عادی ہو رہے ہیں۔ اسے یہاں ہمیشہ تو ۔۔۔ چھ۔۔۔ پھر کیا کریں گے آپ۔" طاہر محمود نے ان کا سر تھپکتے ہوئے سمجھانا چاہا۔

۔۔۔ ہیں' مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ اس کا آنا مجھے خوشی دیتا ہے۔ مجھے لگتا ہے میری سینے میں گھٹی سانسیں ۔۔۔ کے ساتھ آنے جانے لگی ہیں۔ وہ حبس زدہ موسم میں ہوا کا پہلا جھونکا ہے' اماوس کی رات کا ننھا سا ۔۔۔

۔۔۔ رشتہ ہے اس کے ساتھ۔؟" طاہر کو ہلکی سی جھنجلاہٹ ہوئی۔

۔۔۔ نے سارے رشتے گنوا تو دیے ہیں۔"

۔۔۔ فریب خیال ہے۔"

۔۔۔ نہیں لگتا ہے۔" وہ پیچھے ہٹ گئے۔

۔۔۔ آپ کو کیا لگتا ہے؟۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"مجھے۔۔۔" ان کے لبوں پر معصوم سی مسکراہٹ ابھری۔ "مجھے تو لگتا ہے وہ میرے وجود کا حصہ ہے
میری سارا کا جگر گوشہ ہے۔"

انہوں نے اتنے یقین سے کہا کہ طاہر محمود ششدر سا انہیں دیکھتا رہ گیا۔ کچھ کہنے کے لیے لب کھولے
دادا نے اس کی طرف دیکھا اور ان کی گیلی اداس آنکھوں میں ایک سسکتی ہوئی التجا تھی۔

"کچھ مت کہنا۔"

وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

وہ بہت دنوں کے بعد ادھر آیا تھا۔ بابر اپنے کمرے میں پڑھائی میں منہمک تھا۔ کبھی کبھی اسے بابر پر حیرت ہوتی۔ وہ عام لڑکوں کی نسبت تمام لغویات و فضولیات سے دور اپنا کیریئر بنانے کے لیے کس قدر جدوجہد کرتا سارا وقت کتابوں میں سر کھپاتا پھر اس کا تحمل اور برداشت' شاید حالات نے ایسا بنا دیا تھا۔

"سر! بہت دنوں کے بعد چکر لگایا۔" بابر نے مصافحہ کرتے ہوئے شکوہ کیا۔

"تم بھی تو بھولے بیٹھے ہو یار!"

"نہیں سر! بھولا نہیں۔ آپ کو تو پتا ہے اگیزامز سر پر ہیں۔"

"جانتا ہوں۔" طاہر بیٹھ گیا۔ "تیاری کیسی ہے؟"

"ٹھیک ہے سر! چائے لاؤں آپ کے لیے؟"

"ضرور۔ میں ایمن کا پوچھنے آیا تھا۔ وہ دن سے ٹیوشن کے لیے نہیں آئی۔"

"سر۔۔۔" بابر کے ماتھے پر شکنیں ابھریں۔ "وہ بالکل احمق لڑکی ہے۔"

"کیا ہوا؟" طاہر مسکرا دیا۔

"کالج جانے سے انکاری ہے' کہتی ہے۔۔۔" بابر نے مختصراً "بتایا۔

"اچھا۔۔۔"

"سر! ہم نے خوامخواہ اس کے لیے اتنی اسٹرگل کی۔"

"مایوس نہیں ہوتے یار! بلاؤ اسے۔۔۔ سمجھا دیتے ہیں۔۔۔ نادان ہے لیکن سمجھ جائے گی۔"

بابر ایمن کے پاس آگیا اور نروٹھے پن بولا۔

"سر طاہر آئے ہیں۔"

"سومل سے کہو' چائے بنا دے گی۔" وہ بیزاری سے گویا ہوئی۔

"چائے میں خود بنالوں گا' تم جا کر ان کی بات سن لو۔" وہ اسی آف موڈ میں بولا۔

"انہوں نے کیا کہنا ہے؟"

"پتا نہیں۔" وہ کہہ کر کچن کی طرف چلا گیا۔

"کیا مصیبت ہے؟" وہ زیر لب بڑبڑاتی بابر کے کمرے میں آئی۔

"السلام علیکم سر!"

"وعلیکم السلام۔" وہ جو بابر کی کوئی کتاب اٹھائے ورق گردانی کر رہا تھا' بشاشت سے کہتے ہوئے مڑا پھر نیوی بلو قدرے اونچی آدھی آستینوں کی قمیص' تنگ پاجامہ' بے دلی سے سمیٹ کر بنائے بال جو چہرے میں جھول رہے تھے۔ دوپٹہ لاپروائی سے ایک طرف جھول رہا تھا۔ اپنی طبیعت کی بے زاری و اکتاہٹ نے محسوس بھی نہ کیا کہ اس نے دوپٹہ ڈھنگ سے نہیں اوڑھا ہوا۔ نوعمری کی رعنائی و بانکپن لیے ڈھلا وجود اس کی آنکھوں میں کھب کر رہ گیا۔ کچھ دیر کو طاہر بھول ہی گیا کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔

"سر! آپ نے بلایا تھا؟" ایمن سنجیدہ انداز میں گویا ہوئی تو وہ چونک گیا۔

"ہاں' کیسی ہو؟"

...ں نگاہیں کسی کیچوے کی طرح ایمن کے سڈول دودھیا بازوؤں پر رینگیں جو اس رنگ میں لشکارے مار

"...ٹھیک ہوں سر!"

"...نہیں جا رہیں؟"

...ان کی شفاف جلد سے جا چمٹا۔

...خاموش رہی۔

..." وہ آگے بڑھا اور دونوں ہاتھ آہستگی سے ایمن کے کندھوں پر رکھے۔ "تمہیں تو بہت آگے جانا ہے۔"

"...نہیں کر سکتی۔" وہ گلوگیر لہجے میں گویا ہوئی۔

...نے کہا؟" طاہر نے ایمن کا بازو تھاما۔ گویا ریشمی تھان ہاتھ میں آگیا تھا اور لا کر کرسی پر بٹھا دیا۔

...کچھ کر سکتی ہو' یہ چھوٹی چھوٹی ناکامیاں تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتیں۔ تم جانتی ہی نہیں' تم چیز کیا

...نے ایک حسرت بھری سانس کھینچی۔

...تمہیں فیس کرنا ہے ایمن! اپنے اچھے مستقبل کے لیے۔"

"...ہاں سر۔۔۔" متذبذب سی ایمن نے سر اٹھایا۔

"...ن ویلن کچھ نہیں۔ بی بریو سویٹ گرل۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

...اس کے گالوں کو تھپتھپایا اور دھیرے دھیرے سمجھاتا چلا گیا۔

...چائے بنا کر بسکٹ پلیٹ میں نکالے اور ٹرے میں رکھ کر کچن سے نکل آیا۔ مہرالنساء کسی کام سے نکلی

...دیکھ کر پوچھنے لگیں۔

"...ہے؟"

"...سر طاہر ہیں۔"

"...ان سے مومو اور جوجو کی ٹیوشن کی بات کر لینا۔"

"...کر لوں گا۔"

...ایمن چلی آئی' اسے اس حلیے میں بابر کے کمرے سے نکلتے دیکھ کر مہرالنساء کو خاصی حیرت ہوئی جبکہ وہاں

...موجود تھا۔

"...ڈھنگ سے اوڑھا کرو۔ رسی بنا کر گلے میں لٹکا لیتی ہو۔"

...ابھی سوچ ہی رہی تھیں کہ ایمن کو ٹوکیں یا نہیں۔ بابر نے لتاڑ کر رکھ دیا۔

"...دوبارہ میں تمہیں اس حلیے میں نہ دیکھوں کسی کے سامنے جاتے۔"

...نے جواب نہ دیا اور اپنے کمرے میں گھس گئی۔

"...سومل اس طرح طاہر کے سامنے جاتی تو۔۔۔"

...انہوں نے سوچا' وہ اچھی طرح جانتی تھیں کہ سومل کا کیا حشر کرتیں۔

"...مرضی کرو ایمن وقار الحسن۔ میں نے تمہارے معاملے میں خاموشی اختیار کر لی ہے۔"

☼ ☼ ☼

"...کوئی طریقہ ہے پڑھنے کا۔ ایک دن آنا اور دو دن چھٹی۔ اس طرح پڑھائیاں نہیں ہوتیں بی بی! نہ مجھے ایسی ...اور نکمی چور اسٹوڈنٹ کی ضرورت ہے۔"

...دیکھ کر خوشی کا ایک اچھوتا احساس آنکھوں میں ابھرا اور دوسرے پل معدوم ہو گیا۔ وہ بے جواز برسے۔

...نے سب سنا پھر خاموشی سے ان کے سامنے بیٹھ گئی۔ خاموش اور اداس۔

...بری طرح چونکے لیکن تحکمانہ انداز میں گویا ہوئے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کتابیں کھولو۔"

ایمن نے کتابیں نہیں کھولیں' بند کتاب کے سرورق پر انگلی پھیرتی رہی۔ انہوں نے بغور دیکھا پھر نرمی سے پوچھنے لگے۔

"آج پڑھائی کا موڈ نہیں ہے۔"

ایمن اب بھی کچھ نہ بولی تو انہوں نے برہم ہو کر ہاتھ میں پکڑی پنسل ایمن کے سر پر ماری۔

"لڑکی! تم سے بات کر رہا ہوں۔"

ایمن نے ایک طویل سانس لے کر سر اٹھایا پھر بے زاری سے گویا ہوئی۔

"دل نہیں چاہتا۔"

"دل کی نہیں مانتے بچے!"

"میرا کالج میں دل نہیں لگتا۔"

"دل کی نہیں مانتے۔" انہوں نے دوبارہ قدرے زور دے کر کہا پھر آہستگی سے گویا ہوئے۔

"دل پر قابو رکھنا سیکھو۔ یہ ہمیشہ خوار کرواتا ہے۔ دل کی ماننے والے سدا خسارہ کماتے ہیں۔"

ایمن نے الجھ کر انہیں دیکھا پھر بحث پر آمادہ ہوئی۔ "کیسے؟"

"سارے سبق ایک ہی دن پڑھ لو گی۔" بوڑھے لبوں پر زخم خوردہ مسکراہٹ بکھری۔

"آپ پڑھاتے کہاں ہیں' صرف فلسفہ بگھارتے ہیں۔" وہ چڑ گئی۔

"احمق لڑکی' میرا مذاق اڑاتی ہو۔ یہ فلسفہ نہیں زندگی ہے۔ میں تمہیں زندگی پڑھاتا ہوں۔۔۔ غور سے سمجھو اور سیکھو۔۔۔ ورنہ زندگی اپنے سبق خود پڑھانے لگے گی اور زندگی کی سکھائی پڑھائی بڑی اذیت ناک ہے۔"

ایک تلخی ان کی آنکھوں اور ہونٹوں پر جم گئی۔ آواز کی گرج غائب ہو گئی اور لہجہ مدھم سا ہو گیا۔

"کچے برتن کی طرح گراتی ہے' ٹھیکرے ٹھیکرے کر دیتی ہے پھر گراتی۔۔۔ پھر گراتی ہے لیکن چھوڑتی نہیں۔ دوبارہ سے گوندھ گاندھ کر چاک پر چڑھا دیتی ہے۔ رنگ و روغن کر کے۔۔۔ بیل بوٹے سجا کر دکان میں رکھ دیتی ہے۔ ایسا نہ کرے تو انسان ٹھیکریوں کا ڈھیر ہو جائے۔ ہم سمجھتے ہیں بچت ہو گئی۔۔۔۔ جان چھوٹ گئی۔۔۔ وہ لوگ۔ نہیں جانتے دوبارہ ٹھیکرے ہونا کب مقدر رہو۔"

"اچھا۔" ایمن نے انہیں غور سے دیکھا۔ کتاب میز پر رکھی اور اٹھ کر کھڑکی کے قریب چلی آئی۔ ہاتھ بند کھڑکی پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

"اور آج کا سبق کیا ہے؟"

"کھڑکی کھول دو۔ ہوا اور دھوپ کو اندر آنے دو۔ ہوا تازگی بخشتی ہے۔ خوشبو لاتی ہے اور دھوپ زندگی۔" انہوں نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

ایمن نہیں سمجھی' یہ ہدایت تھی یا سبق لیکن اس نے کھڑکی کھول دی۔ شام کے قدم چومتی ہلکی سی دھوپ اس کے ماتھے پر بوسہ دیا اور کمرے میں جھانکنے لگی۔ ہوا نامعلوم خوشبو کا جھونکا چرا لائی تھی۔ وہ دونوں ہاتھ باندھ کر باہر جھانکنے لگی۔

"مجھے زندگی اچھی نہیں لگتی۔"

دادا کو یاد آیا۔ یہی الفاظ بہت سال قبل یہیں اسی جگہ کسی اور کے لبوں سے بھی نکلے تھے۔ وہ مضمحل سے ایمن کو دیکھنے لگے۔

"زندگی گزارنا سیکھ لو گی تو اچھی لگنے لگے گی۔"

"میرا دل چاہتا ہے' میں مرجاؤں۔ میرا کوئی نہیں ہے۔" ایمن کی آواز بھرا گئی۔

"ایمن۔۔۔ ایمن۔۔۔" انہوں نے مضطرب ہو کر پکارا۔ "یہاں میرے پاس آؤ۔"

اور ان کے پاس آ کر قالین پر بیٹھ گئی۔

ایمن کا سر اپنے گھٹنے پر رکھا اور دونوں لرزیدہ ہاتھ سر پر رکھ دیے۔

نہیں ہوتے بچے' یہ سب وقتی باتیں ہیں۔"

"نہیں پتا' میرے باپ نے میرے ساتھ کیا کیا۔" وہ پھٹ پڑی۔ "وہ مجھ پر سوتیلی ماں لے آیا اور مجھے لے کر کے چلا گیا۔"

مری مت ہو' سب اچھا ہو جائے گا۔ میری دعا ہے خدا تمہیں بہت سی خوشیاں دے' محبت اور سکھ دے۔ صحت اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ زندہ رہو۔ راستے کی ساری کٹھنائیاں۔۔۔"

ہاتھ دھیرے دھیرے سر کو تھپکنے لگے اور لب دعاؤں کے موتی نچھاور کرتے رہے۔ ایمن کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ کتنے عرصے کے بعد کسی نے اس کے گرد دعاؤں کا حصار باندھا تھا۔ جلتی آنکھیں بند ہونے لگیں۔

دعا کے بعد انہوں نے جھک کر اس کے سر پر بوسہ دیا تو بہت سے آنسو ایمن کے بالوں میں جذب

❀ ❀ ❀

فون ہے۔" مہرالنساء نے آ کر بتایا' وہ جو کسل مندی سے تکیے میں منہ دیے لیٹی تھی' اٹھ بیٹھی۔

ت ٹھیک ہے؟" مہرالنساء نے بغور دیکھا۔ بکھرے بال' ستا ہوا چہرہ۔

" ایمن نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ اسے کبھی کبھی مہرالنساء کا رویہ الجھن میں مبتلا کر دیتا تھا۔ نے ایمن کے ہر معاملے سے لاتعلقی اختیار کر لی تھی۔ انہوں نے کبھی کسی کام کے لیے اسے آواز نہ لیکن جب وہ کرنے لگتی تو روکتی بھی نہ تھیں۔

اس دن کے بعد کبھی پیسے چرانے کی ضرورت نہیں پڑی کہ اب اسے جتنے پیسوں کی ضرورت پڑتی' بتا دیتیں اور کبھی کبھار یونہی پوچھ بھی لیتی تھیں۔ آج ایمن نے بہانہ بنا کر کالج سے چھٹی کر لی تھی کہ وہاں لگتا تھا' پڑھائی کی طرف توجہ نہ ہوتی' بس ایک بیزاری اور بھاگ جانے کی خواہش وجود کو گھیرے رہتی۔ اور جو کا ٹائم ٹیبل اس سے مختلف تھا۔ سو سارا دن ملاقات نہ ہوتی۔ ابھی تک ایمن کی کوئی دوست بھی کبھی کبھار یوں ہوتا کہ وہ بغیر پیریڈ لیے سارا دن ایک بنچ پر بیٹھے گزار کر گھر آ جاتی۔

ہو مائرہ؟"

یا تم تو کالج جا کر بھول ہی گئیں۔" مائرہ نے چھوٹتے ہی شکوہ کیا۔

شرمندہ ہو گئی۔ اس سے قبل سائرہ نے فون کیا تھا تو وہ نہا رہی تھی۔ خود فون کرنے کو اس کا دل نہیں چاہا۔

بات نہیں ہے۔"

ٹھیک۔ کیسی بات ہے' لیکن ایمن ڈیئر۔۔۔ تمہیں ہماری ضرورت ہے یا نہیں' ہمیں تو ہے۔" مائرہ کا لہجہ

نہ بولی' خاموشی سے فون کے تار سے کھیلتی رہی۔

نہ۔۔۔ کسی کو تڑپا کر' جلا کر' ستا کر تمہیں کیا ملا؟"

نے اس کو تڑپا' جلا اور ستا دیا ہے؟" وہ چڑ گئی۔

تو معصوم چڑیا ہے۔۔۔ عثمان سے ناراض کیوں ہوئی تھیں؟"

عثمان کا انداز یاد آیا تو از سر نو غصہ آ گیا۔

نہائی بدتمیز ہے۔"

۔۔۔ تمیز سے بات کرو۔۔۔ تمہارے ہونے والے منگیتر ہیں۔"

میں فون بند کر رہی ہوں۔" ایمن نے کن انکھیوں سے مہرالنساء کو دیکھتے ہوئے دھمکی دی جو سبزی کی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

نوکری لے کر وہیں آگئی تھیں۔
"ضرور کرو۔۔۔ بس اتنا سن لو کہ کل مما اور پھپھو تمہاری طرف آرہی ہیں۔"
"کیوں؟" ایمن بوکھلائی۔
"بے فکر رہو' رشتے کی بات کرنے نہیں آرہیں۔ صرف ملنے آئیں گی۔ تمہیں تو دیکھ رکھا ہے
فیملی سے ملنا چاہتی ہیں' اس لیے اچھا سا انتظام کرنا۔"
ایمن کیا کہتی' بس مہرالنساء کی شکل دیکھتی رہی جو محویت سے سبزی کاٹ رہی تھیں۔
"کیا ہوا؟ خوشی سے آواز بند ہو گئی۔ کل شام تیار رہنا' پورے چار بجے۔ پھپھو وقت کی خا
سنو۔۔۔ خود بھی اچھی طرح تیار ہونا' ہو سکتا ہے عفان ساتھ آئے۔"
ایمن نے الجھتے ہوئے ریسیور رکھا۔ کچھ لمحے وہیں کھڑی انگلیاں چٹخاتی سوچتی رہی کہ مہرالنساء
"کل مائرہ کی مما آرہی ہیں۔" اس نے ہمت کر کے باآواز بلند اطلاع دی۔
مہرالنساء نے اثبات میں سر ہلایا اور سبزی کاٹتی رہیں۔
"ساتھ میں اس کی پھپھو بھی ہوں گی۔"
اب کے مہرالنساء نے سر اٹھایا اور غور سے ایمن کو دیکھا۔
"خیریت۔۔؟"
"جی۔" وہ مزید کچھ نہ کہہ سکی اور باہر نکل گئی۔
مہرالنساء نے چھری ہاتھ سے رکھی' کچھ لمحے سوچتی رہیں پھر اٹھ کر فون تک آگئیں۔
ان کی انگلیاں مائرہ کا نمبر ملا رہی تھیں۔

☼ ☼ ☼

مومل نے اوپر سے جھانکا۔ گراؤنڈ میں فوارے کے پاس تائن کسی کتاب پر جھکی تھی۔ اتنی دور
سر پر رکھے گھونسلے کی وجہ سے پہچانی جا رہی تھی۔
"تائن اور کتاب۔۔۔" مومل کو تعجب ہوا۔ اتنے دنوں میں جب کہ پڑھائی اپنے عروج پر تھی او
بنانے کے چکروں میں ہلکان ہوئی جا رہی تھیں۔ مومل نے کبھی تائن کے ہاتھ میں کتاب یا نوٹس
بلکہ اکثر وہ پیریڈ زبنک کر دیتی۔ ایسے میں وہ وقت کہاں گزارتی تھی' کیا کرتی تھی' یہ مومل نہیں جا
نے پلٹ کر دیکھا۔ مس تبسم ابھی تک نہیں آئی تھیں۔ دس منٹ گزرنے کے بعد لڑکیوں۔
کر دیا۔ جوجو کلاس روم کے دروازے میں چند کلاس فیلوز کے ساتھ کھڑی تھی۔
"جوجو! آؤ نیچے چلتے ہیں۔"
مومل نے پکارا تو وہ کلاس فیلوز کو چھوڑ کر اس کے قریب چلی آئی۔
"ٹیچرز میٹنگ ختم ہوئی تو مس تبسم آجائیں گی۔"
"اب تو پندرہ منٹ گزر گئے' وہ نہیں آئیں گی۔" مومل کا دل تائن کے ساتھ باتیں کرنے کو چاہ
"تو لائبریری چلتے ہیں' کل کے لیکچر کے نوٹس بنا لیتے ہیں؟"
جوجو نے کہا تو مومو نے بے زاری سے اسے دیکھا۔
"ہر وقت پڑھائی۔۔۔ کبھی تو ریلیکس ہو جایا کرو۔"
"تو ہم کالج آتے کس لیے ہیں؟" جوجو نے حیرت سے پوچھا۔
"بھاڑ میں جاؤ' میں نیچے جا رہی ہوں۔"
"نیچے یا للہ! ہٹ رہے ہیں۔" کسی لڑکی نے جملہ کسا۔
"ہاں تمہاری شادی کے۔" مومل نے جل کر جواب دیا۔

۔ اللہ تمہاری زبان مبارک کرے۔" لڑکی خوش ہو کر اس کا فقرہ انجوائے کیا۔
مومل ۔۔ چلی آئی۔ تائن دونوں ہاتھ سینے پر باندھے گھاس پر دراز تھی۔ اعتبار ساجد کی "مجھے کوئی شام ادھار دو"
اس نے اپنا چہرہ ڈھانپ رکھا تھا۔
۔۔ بھی آج تم پر پڑھنے کا بھوت سوار ہوا ہے۔"
مومل نے اس کے قریب بیٹھ کر کتاب چہرے سے ہٹائی۔
"۔۔ ہوا تو ہے۔" وہ اسی پوزیشن میں بولی۔
مومل نے کتاب سیدھی کی اور وہیں سے پڑھا' جہاں تائن نے نشان لگایا تھا۔

کیکٹس جیسے ہیں یہ میرے درودیوار بھی
میرا کمرہ بھی ہے دشت بے اماں میرے لیے
میں تو سرما کی ٹھٹھرتی رات کا مہتاب ہوں
کون وا کرتا ہے گھر کی کھڑکیاں میرے لیے

"۔۔ میرے پلے نہیں پڑتی۔" مومل نے کتاب بند کر کے ایک طرف رکھی۔
۔۔ بھی نہیں پڑتی۔" تائن ہنسی۔
۔۔ وقت کیوں ضائع کر رہی ہو؟"
ضائع کرنے کو اور ہے ہی کیا۔" وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ "یہ تو واصف نے گفٹ کی تھی' سوچا دیکھ لوں' ہے کیا اس
"
واصف کون؟"
۔۔ ہے میرا۔ خوامخواہ پیچھے پڑا ہے۔" اس نے گھونسلے میں ہاتھ چلایا۔ ایک دو تنکے ہاتھ میں آگئے۔
اچھا۔" مومل نے رشک اور تعجب سے تائن کو دیکھا۔
۔۔ ہے۔۔۔ سیکنڈ ایئر ویلکم پارٹی دے رہی ہے۔" پاس سے ایک گروپ اعلان کرتے ہوئے گزر گیا۔
۔۔ سے کپڑے پہنو گی تائن۔۔؟" مومل نے اشتیاق سے پوچھا۔
۔۔"
۔۔" مومل نے حیرت سے دہرایا۔
۔۔ روشن کو بہت پسند ہے۔"
۔۔ ! تم لڑکوں کو دوست کیوں بناتی ہو۔؟ یہ تو بری بات ہے۔"
۔۔ کس نے کہا؟"
۔۔ کہتے ہیں' ہمارے معاشرے میں۔۔۔"
۔۔ کرتے ہیں۔ بوائے فرینڈ بنانے کے بہت سے فائدے ہیں۔"
۔۔!"
۔۔" تائن اس کی طرف جھکی اور ایسے ایسے فوائد گنوائے کہ وہ کانوں تک سرخ ہو گئی۔
۔۔ تم چپ ہو جاؤ۔"
۔۔ ڈراسکول گرل۔" تائن نے ناک چڑھا کر کہا اور ہنستی چلی گئی۔

☼ ☼ ☼

۔۔ ہر لباس کے ساتھ میچنگ ٹاپس پہن کر اس نے لپ اسٹک کی طرف ہاتھ بڑھایا تو جھجک سی گئی۔
۔۔ ب کیا سوچیں گے؟"
۔۔ اسٹک رکھ کر برش اٹھا لیا۔ ابھی بال سلجھا ہی رہی تھی جب جوجو اندر داخل ہوئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ایمن کیا کر رہی ہو؟"
"بھنگڑا ڈال رہی ہوں۔" ایمن آئینے میں اس کا عکس دیکھ کر ہنسی۔
جوجو نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔ ایمن کا چہرہ کھِلا ہوا اور موڈ خوشگوار تھا۔ کئی دنوں کے بعد وہ اس موڈ میں آرہی تھی۔
"تمہاری فرینڈ آگئی ہے۔"
"ارے۔" ایمن بوکھلا کر برش ہاتھ سے رکھتے ہوئے پلٹی۔
"کب اور ساتھ میں کون کون ہے؟"
"مائرہ اس کی مما اور ساتھ میں ایک اور خاتون' بڑی گریس فل سی ہیں۔"
"اچھا۔" ایمن نے برش اٹھایا' اور جلدی جلدی بال سلجھانے لگی۔
"ایمن! وہ پہلے تو کبھی ہمارے گھر نہیں آئیں؟۔" جوجو نے قدرے غور سے ایمن کو دیکھا۔
اس سے قبل کہ ایمن جواب دیتی' دروازے پر دستک ہوئی اور مائرہ کی شوخ آواز ابھری۔
"ہائے ایوری باڈی۔"
کیونکہ جوجو اس سے پہلے بھی مل چکی تھی اس لیے مسکرا کر رہ گئی جبکہ ایمن آگے بڑھ کر مائرہ سے ملی۔
"یہیں چھپی رہو گی یا مہمان نوازی بھی کرو گی۔" مائرہ نے لتاڑا۔
"جوجو نے ابھی مجھے بتایا ہے۔" ایمن وضاحت دیتے ہوئے آگے بڑھی۔
"اوئے ہوئے۔۔۔ ایسی بے تابی۔۔۔" مائرہ نے چھیڑا تو ایمن جھینپ گئی۔
"فضول مت بولو۔"
"رکو تو۔۔۔" مائرہ نے اسے روک کر سرتاپا جائزہ لیا پھر اس کی نظر ادھر ادھر کچھ ڈھونڈنے لگی۔ آئینے پر رکھی لپ اسٹک اور کاجل نگاہوں کی گرفت میں آگیا۔ کاجل ایمن لگا چکی تھی۔ مائرہ نے لپ اسٹک اٹھا
"یہ بھی لگالو۔"
"نہیں مائرہ۔۔۔" ایمن نے منع کرنا چاہا۔
"گھبراؤ مت' ہماری پھپھو نظر نہیں آتیں مگر ہیں بہت شوخ مزاج۔ مجھے انہوں نے بڑی خوبصورت کٹ گفٹ کی ہے۔"
"مائرہ! اچھا نہیں لگتا۔"
"یار! بدلو خود کو۔۔۔ کسی کو لڑکیاں بنی سنوری اچھی لگتی ہیں۔" ایمن نے مائرہ کے دھپ لگائی۔
جوجو حیرت سے دیکھ رہی تھی مگر بولے بنا نہ رہ سکی۔
"ایمن کو لپ اسٹک کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس کے ہونٹ تو قدرتی گلابی ہیں۔"
"اہیں۔۔۔" مائرہ نے غور سے ایمن کو دیکھا پھر منہ بنا کر لپ اسٹک رکھ دی۔
"ہاں بھئی' یہ قدرتی رنگ ہی ٹھیک ہے۔ اب دوپٹہ سر پر لو اور اچھے بچوں کی طرح بلکہ اچھی بیبیوں کی طرح اندر چلو۔"
"چائے کی ٹرے بھی لے لوں۔" ایمن نے جل کر کہا۔
"کوئی حرج نہیں۔"
جوجو کچھ سمجھ نہ سکی تو کندھے اچکا کر باہر نکل گئی۔
ایمن اور مائرہ کمرے میں آئیں تو مہرالنساء مہمانوں کے ساتھ باتوں میں مشغول تھیں۔ انہوں نے نیا سوٹ پہنا تھا۔ فریش سے سنجیدہ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ' وہ بڑے سبھاؤ اور رکھ رکھاؤ کے ساتھ مہمانوں کے ساتھ پیش آرہی تھیں۔ مائرہ کی مما جنہوں نے مہرالنساء کی صرف باتیں سن رکھی تھیں' ان سے خاصی متاثر ہو رہی تھیں۔

...سلام کیا تو مائرہ کی مما نے اٹھ کر بڑے پیار سے اسے اپنے ساتھ لگایا۔
...مائرہ کی طرح پیاری ہے۔"
...مسکرا دیں۔
...پھپھو نے ایمن کو پیار کیا اور اپنے پاس ہی بٹھالیا۔
...ل بچی بہت پیاری ہے۔"
...ماشاء اللہ۔" مہرالنساء نے کہا۔
...ایمن کا منہ حیرت سے کھل گیا۔
...اسے چھو گئی' ساتھ ہی سرگوشی ہوئی۔
...ل کر لیا یا تھا؟۔"
...آنے دیکھو۔" ایمن بدبدائی۔
...بیٹے!" پھپھو نے چونک کر پوچھا۔
...کچھ نہیں۔۔۔ میں کہہ رہی تھی۔۔۔ آگے آگے دیکھ کر چلنا چاہیے' ورنہ انسان ٹھوکر بھی کھا سکتا
...ایمن نے مائرہ کا پاؤں کچلا۔
...جی۔۔۔ ای۔۔۔ ای۔۔۔" مائرہ نے اذیت چھپاتے ہوئے تائید کی۔
...ل! چائے لے آؤ۔"
...نے آواز دی۔ جلد ہی مومو اور جوجو نے میز بھر دی۔
...چکن رول' فروٹ چاٹ' گجریلا۔۔۔ ایمن ٹکر ٹکر مہرالنساء کی شکل دیکھتی رہی۔ وہ اس عورت کو بھی ...تھی جبکہ مہرالنساء ایک ایک چیز اصرار کے ساتھ مہمانوں کو پیش کرنے لگیں۔
..." مائرہ کی کہنی پھر سے اس کی پسلی چھو گئی۔ "مہرالنساء بیگم سے کہو' پہلے ہر چیز خود ٹیسٹ کریں' ہمیں اپنی ...خاصی پیاری ہیں۔"
...
...مہمانوں کو چائے بنادو۔" مہرالنساء نے پکار کر کہا تو وہ اٹھ کر ٹرالی کے قریب آگئی۔ چائے پینے تک گفتگو ...خاندانوں کے تعارف تک گھومتی رہی۔ چائے کے بعد مائرہ اسے لے کر لان میں آگئی۔
...تمہاری ممی نے تو حیران ہی کر دیا۔"
...عورت کو نہیں جانتیں' ضرور کوئی گیم کھیلے گی۔" ایمن نے پُرسوچ انداز میں کہا۔
...مجھے تو کبھی ایک کپ چائے بھی نہیں پوچھی اور آج ایسی مہمان نوازی۔ کل فون کر کے بھی پوچھا کہ ...وقت آئیں گے۔ وغیرہ۔۔۔ وغیرہ۔۔۔"
...نے کل فون کیا تھا؟" ایمن پوری کی پوری مائرہ کی طرف گھوم گئی۔
..." مائرہ نے ایک چھوٹی سی خشک ہنسی توڑی۔ "تب مما نے موقعہ غنیمت جان کر اشارے کنایے میں ...آنے کا مقصد بتادیا تھا۔ اب تمہاری ممی کا رویہ تو خاصا ہوپ فل ہے۔"
...اس عورت کو نہیں جانتیں۔"
...بدگمانی بھی اچھی نہیں ہوتی۔" مائرہ نے ہاتھ جھاڑے پھر سرتاپا ایمن کا جائزہ لیا۔
...بہت اچھی لگ رہی ہو۔"
...شکریہ۔" ایمن مسکراتے ہوئے پھولوں کی کیاری پر جھک گئی۔
...میرے ساتھ گھر کیوں نہیں چلتیں۔۔۔؟" مائرہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔
...؟" ایمن نے ننھا سا گلابی پھول توڑ لیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"عفان بھائی آئے ہیں؟"
"تو میں کیا کروں؟" ایمن لاپروائی سے گویا ہوئی۔
"یہ بھی میں بتاؤں۔"
"ہاں۔" ایمن ہنسی۔ "آخر تجربہ کار ہو۔"
"ابھی سے قابو میں کرلو۔"
"کیسے؟"
"کچھ پھول بھجوادو۔"
ایمن نے وہ ننھا گلابی پھول اس کی طرف بڑھادیا۔
"بس ایک......؟"
"فی الحال ایک ہی۔"
دونوں ہنس دیں۔ مائرہ نے ننھا سا پھول احتیاط سے ہتھیلی میں سنبھال لیا۔
"پہلا اظہار محبت۔"
"میں نے تمہارے کہنے پر بھجوایا ہے۔" ایمن نے جتایا۔
"اس۔۔۔ ہم سے پردہ داری۔"
"مائرہ! میں صرف اس ماحول سے نکلنا چاہتی ہوں۔" ایمن سنجیدہ ہوگئی۔
"ہم تمہیں نکال لیں گے جانو۔" مائرہ نے اس کا گال چوم لیا اور جوش و خروش سے مستقبل کا نقشہ جس میں وہ دونوں اکٹھی ایک ہی گھر میں رہ رہی تھیں۔
"اور وہ گھر کتنا خوبصورت ہوگا۔"
ایمن کے تصور میں ایک پرسکون گھر کے خدوخال واضح ہونے لگے۔ نگاہیں پانچ کمروں والے گھر پر جس کے کمروں میں اضافہ اور مکینوں میں کمی ہونے والی تھی۔

☼ ☼ ☼

مہرالنساء نے بے حد اطمینان اور سہولت سے برتن سمیٹے، بچی ہوئی اشیاء فریج میں رکھیں۔
"ممی! کیک کھالیں۔؟" مومل نے پوچھا۔
"ہاں لیکن بابر کا حصہ ضرور رکھ دینا۔"
مہرالنساء نے جواب دیا تو وہ پلیٹ میں اپنے اور جوجو کے لیے کیک نکالنے لگی۔
"برتن میں نے سنک میں رکھ دیے ہیں، دھو دینا۔" مہرالنساء نے ہدایت دی۔
"ایمن سے کہیں۔"
"ہر بات میں جواب دینا ضروری ہے۔ میں نے تم سے کہا ہے۔" مہرالنساء نے ڈپٹ کر کہا۔
"کیک کھا کر دھوتی ہوں۔" وہ قدرے نروٹھے پن سے کہہ کر پلیٹ سمیت باہر نکل گئی۔ مہرالنساء وہیں تھیں۔ ایمن مہمانوں کو رخصت کرکے اندر آئی۔ اسے تجسس تھا کہ مہرالنساء کے ساتھ ان کی کیا بات وہ یہ مہرالنساء سے نہیں پوچھ سکتی تھی، اس لیے اسے مائرہ کے فون کا انتظار تھا جس نے جاتے ہوئے اشارہ کہا تھا کہ شام کو فون کرے گی۔
"ایمن! بات سنو۔"
وہ جو مہرالنساء کو نظرانداز کرکے آگے بڑھنے کو تھی، رک گئی۔
"جی۔۔۔"
"تمہیں پتا ہے یہ لوگ کیوں آئے تھے۔؟" مہرالنساء کی کھوجتی نگاہیں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔

آئی۔ سوچا مکر جائے مگر سر لاشعوری طور پر ہاں میں ہل گیا۔
ملی ہو اس سے؟" مہرالنساء نے اگلا سوال کرکے اسے مشکل میں ڈال دیا، وہ ہاں اور ناں کے بیچ پھنس کر

ے گھر میں دیکھا تو ہوگا؟" مہرالنساء کا لہجہ سرسری سا تھا۔
"وہ۔" متذبذب سی گویا ہوئی۔ ساتھ ہی خود کو مضبوط کرنے کی سعی کی۔ "مائرہ کی منگنی پر، لیکن آپ کیوں
ہیں؟"
تمہاری مرضی ہے اس رشتے میں؟" ہلکی سی مسکراہٹ مہرالنساء کے لبوں پر بکھر گئی۔ تب ایمن کو احساس
ے گھیرنے کی کوشش کررہی ہیں۔ ایمن کو تاؤ ہی تو آگیا، تب ہی ڈھٹائی سے گویا ہوئی۔
لیں۔"
تو میں بہت کچھ چکی ہوں ایمن وقارالحسن۔"
ل سمجھ میں مہرالنساء کا لہجہ نہ آیا۔ شکست تھی یا سازش۔؟
"کیا سمجھ میں آیا ہے؟۔" وہ چبا چبا کر بولی۔
یں بر ماننے لگی ہے۔ وقارالحسن سے کہہ دوں۔؟" مہرالنساء کا لہجہ ٹھنڈا اور مزہ لیتا ہوا تھا۔ جیسے ایمن
اٹھا رہی ہوں۔
ل بھی آئے کہہ دیں کیونکہ میں جانتی ہوں، آپ ایسا نہیں ہونے دیں گی۔" ایمن تلملا اٹھی۔
ل... میں ایسا کیوں نہیں چاہوں گی؟"
دلی نوکرانی ہاتھ سے گنوانا کون پسند کرتا ہے اور آپ کی فطرت سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔"
ا۔ ہنس دیں۔ اٹھ کر قریب آئیں اور آہستگی سے اس کا گال تھپتھپا کر بولیں۔
ت بھولی ہو کچھ نہیں سمجھتیں۔ جاؤ جاکر آرام کرو۔"
نے اب میرے ساتھ کوئی زیادتی کی تو اس کا خمیازہ خود آپ کو بھگتنا پڑے گا۔" ایمن نے اس کا ہاتھ

"اچھا... میں اس رشتے سے انکار کروں تو کیا کروگی؟۔"
پ کچھ نہ بول سکی۔
گھر سے بھاگ جاؤگی؟"
(اللہ! اس عورت کی زبان کٹ جائے۔) اس نے جھلتے ہوئے سوچا۔
ہاں۔" ایمن نے بے دھڑک کہا۔
اتنا پسند کرنے لگی ہو اس کو۔؟"
ہاں۔" ایمن نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔
ے ہی بابر اندر داخل ہوا۔ ایک پل دونوں کو یوں مقابل دیکھ کر پریشان سا ہوا۔
کیا ہوا؟"
کچھ نہیں۔" مہرالنساء پلٹ کر صوفے پر بیٹھ گئیں۔
ن انہیں کینہ توز نگاہوں سے دیکھتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔
بات امی؟" بابر کو یہ معنی خیز سی خاموشی عجیب لگی۔
ہاں، ایمن کے رشتے کے لیے کچھ لوگ آئے تھے۔ اسی کے بارے میں بات کررہی تھی۔" مہرالنساء کا لہجہ
ی تھا۔
ایمن کے لیے؟۔" بابر نے تعجب سے کہا تو مہرالنساء بیٹے کو تفصیل بتانے لگیں۔

☼ ☼ ☼

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

مائرہ کا فون شام ڈھلے آیا۔ مصیبت یہ تھی کہ فون سیٹ لاؤنج میں تھا اور شام کے ساتھ ہی ساری یہیں ہوتی تھیں۔ پڑھنا' ٹی وی دیکھنا' کھانا وغیرہ۔ اس وقت بھی مومو' جوجو اور مہرالنساء لاؤنج میں مو جب مائرہ نے چھوٹتے ہی کہا۔

"تم تو خواہ مخواہ اپنی ممی کے بارے میں شکوک کا شکار تھیں۔ اتنی اچھی طرح وہ ملیں' پھپھو اور تعریف کر رہی تھیں۔ کم از کم وہ اس معاملے میں کوئی ٹانگ نہیں اڑائیں گی۔ لگتا ہے انہوں نے سو شادی کر کے تم سے جان چھڑائیں۔"

اتنی لمبی تمہید ایمن کو زہر سے زیادہ بری لگی۔

"تم اصل بات کی طرف آؤ۔" وہ دبے لہجے میں بولی۔

"انہوں نے کہا ہے کہ اس بارے میں فیصلہ تمہارے والد کریں گے اور وہ جلد ہی آنے والے ہیں مزے سے بتایا۔

"اوہ۔" ایک گرم لہر ایمن کے پورے وجود میں سرایت کر گئی۔

"بنو! اب کوچ کی تیاری پکڑو۔" مائرہ اس کی کیفیت سے بے خبر چھیڑنے لگی۔ "کتنا مزہ آئے گا ہم ا میں ایک ہی۔"

"مائرہ! میں تم سے کل بات کروں گی۔" ایمن نے بات کاٹی اور بغیر جواب سنے ریسیور رکھ دیا۔ غم و غ کا چہرہ تمتما رہا تھا۔ وہ جانتی تھی مہرالنساء نے جھوٹ بولا ہے۔ وقار الحسن کو ابھی واپس نہیں آنا تھا۔ مہ ان لوگوں کو صرف ٹالا تھا۔ اس نے پلٹ کر ایک نفرت بھری نگاہ مہرالنساء پر ڈالی جو جوجو کی بات سن ر غالباً "کالج میں ہونے والی ویلکم پارٹی کے لیے نیا لباس مانگ رہی تھی۔

"دلا دوں گی جوجو! تنگ مت کیا کرو۔"

"ممی! آنا بن جینز پہن کر آئے گی۔" مومل نے جوش میں بتایا۔

"تو۔۔۔ تم نے بھی پہننا ہے۔۔۔ یہ کس قسم کی سہیلیاں بنا رکھی ہیں۔؟"

"میں تو بس۔۔۔" مومل خجل سی ہو گئی۔ وہ جوں جوں بڑی ہوتی جا رہی تھی' مہرالنساء کی تنقید و سخ جا رہی تھیں۔ وہ ان عورتوں میں سے تھیں جو بیٹیوں کی تربیت میں ۔۔۔۔ سختی کی قائل تھیں لیکن سختی بے جا بھی ہوتی۔ اس بات کا احساس مومل کو کالج جا کر ہوا تھا۔ جوجو اپنی نرم خو طبیعت اور سب ہونے کی بنا پر کسی قدر رعایت پا لیتی تھی۔ ایمن پر ان کا زور نہ چلتا۔ سو مومل اکثر زیر عتاب رہتی جو نباا کے لحاظ سے مہرالنساء پر پڑی تھی۔

"میں ٹیوشن کے لیے جا رہی ہوں۔" ایمن نے وہیں کھڑے کھڑے فیصلہ کیا۔ مائرہ کے فون کے انتا نے ٹیوشن سے بھی چھٹی کی تھی۔

مہرالنساء نے گھڑی پر نگاہ دوڑائی۔

"اس وقت۔۔۔؟"

"وقت کو کیا ہوا ہے؟" وہ پھاڑ کھانے کو دوڑی۔

"یہ وقت تمہاری واپسی کا ہوتا ہے۔" مومل نے یاد کرایا۔

"تم میری سیکرٹری لگی ہو؟۔"

"میں کیوں لگوں گی' شکل دیکھی ہے اپنی۔" مومل نے تڑخ کر کہا۔

"میرے معاملے میں دخل مت دیا کرو۔"

"تم وزیراعظم ہو۔۔۔؟"

"بابر آجائے تو۔۔۔" مہرالنساء نے جھگڑا ختم کیا۔

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" وہ اس وقت گھر سے دور جانا چاہتی تھی۔

مرضی کی مالک ہو۔" مہرالنساء نے کندھے اچکا کر لاتعلقی اختیار کر لی۔ ایمن اپنے کمرے میں آئی۔ جلتے ۔۔۔ پانی کے چھینٹے مارے اور بغیر کتابیں اٹھائے گھر سے نکل آئی۔ شام کے ماند پڑتے رنگ بتا رہے ۔۔۔ انہیں نکلنے والے تھے۔ سڑک پر گھروں کو لوٹنے والوں کی آمد و رفت تھی۔ مائیں باہر کھیلتے بچوں کو ۔۔۔ کر اندر بلا رہی تھیں۔ اپنے خیالات سے لڑتے بھڑتے وہ جلد ہی مطلوبہ گھر کے سامنے جا رکی۔ ۔۔۔ اس کا دکھ سمجھ لیں گے اور شاید کچھ بہتر مشورہ بھی دے سکیں گے۔ اس نے کال بیل پر انگلی

۔۔۔ مہرالنساء کی شہ رگ ہو۔

۔۔۔ دیکھ لوں گی مہرالنساء بیگم!" خالی گھر میں بیل کئی بار گونجی۔

۔۔۔ کہاں مر گئے ہیں سارے۔"

۔۔۔ طرف گہری خاموشی تھی' وہ بری طرح جھنجلا گئی۔ دروازے کی درزوں سے جھانکنے کی کوشش بھی کی پھر ۔۔۔ ہوئی۔

۔۔۔ وہ لوگ گھر پر نہیں ہیں۔"

۔۔۔ پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ لمبی سڑک سنسان تھی۔ وہ اس وقت مائرہ کے گھر بھی نہیں جا سکتی تھی۔ مایوس ۔۔۔ تھی جب ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا۔

۔۔۔"

۔۔۔ کو دیکھ کر وہ پزل سی ہو گئی۔

۔۔۔" وہ خود بھی اسے دیکھ کر حیران رہ گیا' پھر کلائی موڑ کر گھڑی پر نگاہ دوڑانے کی کوشش کی مگر کلائی خالی ۔۔۔ اس کا حلیہ بھی رف سا تھا۔ گریبان کھلا آستینیں چڑھی ہوئی' ملگجی سی ہلکے آسمانی رنگ کی شلوار قمیص' ۔۔۔ سرخی مائل تھکی تھکی سی آنکھیں۔ شاید وہ سو رہا تھا یا سونے کی تیاری میں تھا۔

۔۔۔ میں نجیے دادا سے ملنا تھا۔" ایمن نے جھجکتے ہوئے بتایا۔

۔۔۔ آئی ہو؟" طاہر محمود کی پیشانی شکن آلود ہوئی۔

۔۔۔ وہ بابر بھائی گھر پر نہیں تھے۔" وہ انگلیاں چٹخانے لگی۔

۔۔۔ کوئی کام تھا؟"

۔۔۔ (جرح پر جرح)" جی۔۔۔ وہ بس دادا۔۔۔"

۔۔۔ نے اسے غور سے دیکھا۔ بھولا بھالا چہرہ' ہلکی سی گھبراہٹ لیے کٹورہ سی آنکھیں' شنگرفی لب کو چباتے ۔۔۔ سی لڑکی ایکدم بڑی بڑی لگی۔

۔۔۔ خود کو اپنی کیفیت بدلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

۔۔۔" وہ کہتے کہتے رک گیا۔

۔۔۔ جانتی ہوں' وہ اس وقت کسی سے نہیں ملتے لیکن وہ مجھ سے ضرور ملیں گے۔" ایمن نے جلدی سے کہا۔

۔۔۔ خاموشی سے ایک طرف ہو گیا۔

۔۔۔ آجاؤ۔"

۔۔۔ اس کے پیچھے اندر چلی گئی۔ صاف ستھرا صحن اس وقت دھول سے بھرا ہوا تھا۔ لگتا تھا آج صفائی نہیں

۔۔۔ اندر چلی جاؤ۔" طاہر محمود نے اسٹڈی کی طرف اشارہ کیا۔

۔۔۔ وہ تو نہیں رہے؟۔"

۔۔۔ کون سا وقت ہے سونے کا۔"

۔۔۔ شرمندہ سی ہو کر اندر چلی گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کمرہ خالی تھا۔
"شاید باتھ روم میں ہوں گے۔" زیر لب بڑبڑا کر وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔
سامنے میز پر دیوان غالب پڑا تھا۔ وہ یونہی ورق گردانی کرنے لگی۔ تب ہی کھلے دروازے سے طا
آیا۔ ایک اچٹتی سی نگاہ ایمن پر ڈال کر اس نے دروازہ بھیڑ دیا۔ کمرہ ایک دم تاریکی کی زد میں آیا۔ کتاب
گڈمڈ ہو گئے۔ ایمن نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔
"تم نے لائٹ نہیں جلائی۔" طاہر محمود کی آواز غیر معمولی بھاری ہو رہی تھی۔
"روشنی ٹھیک ٹھاک تھی اس لیے خیال نہیں رہا۔"
ایمن کہہ کر منتظر رہی کہ وہ لائٹ جلا دے گا مگر وہ یونہی دروازے کے پاس ایستادہ رہا۔ اس
سانسوں کی آواز اندھیرے میں تواتر سے ابھر رہی تھی۔ ایمن کو ہلکی سی بے چینی نے گھیر لیا۔
"لائٹ جلا دیں نا سر۔" کہتے ہوئے ایمن نے ہاتھ بڑھایا اور کھڑکی کھول دی۔ اندھیرا نیم تاریکی
تھا۔ طاہر محمود کے گرد خاموشی سرسراتی رہی۔
"سر! دادا کہاں ہیں؟" ایمن اٹھ کھڑی ہوئی۔
طاہر محمود نے کوئی جواب نہ دیا۔
"سر لائٹ جلا دیں۔" ایمن کو اس کی خاموشی سے وحشت سی ہونے لگی۔
"بجلی نہیں ہے۔" طاہر کی سرگوشی گونجی۔
"تو پھر دروازہ کھول دیں۔"
"ایمن! مجھے تمہیں کچھ دکھانا ہے۔" طاہر نے کہا۔
"کیا سر؟"
وہ آگے بڑھا اور سائیڈ ٹیبل کی دراز کھولنے لگا۔
"ادھر آؤ۔" ایمن متذبذب سی کھڑی رہی۔
طاہر نے دراز سے کچھ نکال کر ہاتھ میں لیا۔
"یہاں آؤ ایمن!"
ہلکے سے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ آگے بڑھی۔
"دکھایئے سر؟"
طاہر محمود کی مٹھی بند تھی۔
"دکھاتے ہیں سویٹ ہارٹ۔ جلدی کیا ہے؟"
وہ ذرا سا سرکا۔ تیزی سے ایمن کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچ لیا۔
ایمن کے لبوں سے چیخ نکل گئی۔
زندگی اسے ایک نیا سبق پڑھانے جا رہی تھی۔
موبائل کی بیپ نے جہاں ایمن کا تسلسل توڑا وہاں ڈاکٹر شہوز رضا بری طرح ڈسٹرب ہوئے۔
ایمن تیزی سے کھڑی ہو گئی۔
"میں چلتی ہوں ڈاکٹر۔"
اس سے قبل کہ ڈاکٹر شہوز رضا اسے روکتے وہ تیر کی طرح نکل گئی تھی۔
ڈاکٹر شہوز رضا ان اوقات میں موبائل ہمیشہ آف رکھتے تھے۔ آج نجانے کیسے چوک گئے۔ انہوں
مسلسل بجتے موبائل کو دیکھا۔
نمبر گھر کا تھا۔

...ا انہیں کبھی بلاوجہ ڈسٹرب نہ کرتی تھی۔
"؟"
...ون آیا ہے شہوز! اماں جی کی طبیعت خراب ہے۔" حرا نے بتایا۔
...تیزی سے کھڑے ہوئے۔ ان کے چہرے پر تفکرات کے سائے تھے۔

□ □ □

...ہوں۔" انہوں نے بعجلت موبائل فون آف کیا۔ ایک پل کو دھیان ایمن کی طرف گیا پھر معدوم
...یٹری کو باقی اپائنٹمنٹ کینسل کرنے کا کہہ کر انہوں نے اندرونی دروازہ کھولا اور اندر چلے گئے۔
...لی تو ٹی وی لاؤنج سامنے تھا، جہاں عمر اور عادل دونوں ہاتھوں کے پیالے میں چہرہ رکھے کشنز پر نیم
...ے تھے۔ ٹی وی آہستہ آواز میں چل رہا تھا۔ دونوں نے آہٹ پر سر اٹھایا پھر باپ کو بے وقت آتا
...ان رہ گئے۔
...مما کہاں ہیں؟" انہوں نے ذرا کی ذرا کھڑے ہو کر پوچھا۔
...ہیں ڈیڈی۔" جواب عمر نے دیا۔ وہ بیڈ روم میں چلے آئے، جہاں حرا وارڈ روب کا دروازہ کھولے
...ا رہی تھی۔
...ا تھا؟" وہ ان کی آواز پر پلٹی۔
"
...نے میرے موبائل پر رابطہ کیوں نہیں کیا؟" وہ سائیڈ پر پڑے فون سیٹ کی طرف بڑھے۔
...گنل نہ آ رہے ہوں۔"
"...آتے آتے موبائل پر ٹرائی کر چکے تھے۔ شاید سگنل کا ہی مسئلہ تھا کہ رابطہ نہ ہو سکا۔
...ب! کیسی طبیعت ہے اماں جی کی؟"
...لے آؤ۔" انہوں نے مشورہ دیا پھر خاموش ہو کر بات سننے لگے۔
...میں آتا ہوں۔" فون بند کر کے وہ کھڑے ہو گئے۔ حرا خاموشی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔
...گاؤں جا رہا ہوں۔"
...چلوں ساتھ؟" حرا نے جلدی سے پوچھا۔
...وں کے ساتھ رکو۔" وہ بعجلت کہتے باہر نکل گئے۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز
...جائی۔ حرا ایک طویل سانس لے کر وارڈ روب کی طرف مڑ گئی۔ اماں جی کی بیماری اس کی سمجھ سے
...میں کوئی بیماری نہ تھی۔ اس کے باوجود ان کی طبیعت اکثر خراب رہتی۔

☼ ☼ ☼

...مشینیں بند ہونے کے باوجود اون کے ذرّے حلق میں گھس رہے تھے۔ اس کے قریب سے تمام
...۔ اس سے قبل کہ وہ ان بے جان مشینوں کے ساتھ تنہا رہ جاتا۔ کسی نے نرمی سے اس کے کندھے
...شاہ میر نے نظریں اٹھا کر آنے والے کو دیکھا۔ اور کہنے والے کہتے ہیں کہ جب شاہ میر یہاں آیا تھا
...تھا۔ بہت شوخ یا زندہ دل تو پہلے بھی نہ تھا کہ سنجیدگی ہمیشہ سے اس کے مزاج کا حصہ رہی تھی مگر یہ بے
...ان آنکھوں کا حصہ کبھی نہ تھی جو بے زاری و اکتاہٹ اب اس کے وجود کا گھیراؤ کیے رہتی۔
...چلنا۔"
...تھا، نو مسلم افریقی۔
"...اس لفظ کے ساتھ اس کے ذہن میں کوئی تصور کوئی خوبصورت احساس نہ جاگا۔ اس نے کیتھی کا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

تصور کرنا چاہا مگر وہ ایک بے جان مورت کی طرح سامنے مسکراتی رہی۔ بے جان' پھیکی مسکراہٹ
مسکراہٹ۔

"کیا سوچنے لگے؟"

"میرا کوئی گھر نہیں دوست۔" اس کا کھوکھلا قہقہہ بے جان مشینوں سے سر ٹکراتا رہا۔ احمد ہمدردانہ انداز میں دیکھا۔

"تم آج ڈنر میرے ساتھ کیوں نہیں کرتے۔"

"تمہارے ساتھ۔" شاہ میر نے اس کی بے تحاشا چمکتی آنکھوں میں جھانکا۔ اس کی سیاہ رنگت نمایاں بھی تھیں اور عجیب بھی۔

شفاف چمکتی آنکھیں۔

بے حد سفید موتیوں جیسے دانت۔

"ہاں میرے گھر میں..... میری بیوی فاطمہ بہت اچھا کھانا پکاتی ہے۔ وہ ایشین کھانے بھی پکا سکتی ہیں..... پ..... لاؤ۔" وہ خود ہی کہہ کر ہنسا۔ "اس کی ایک ہندوستانی دوست نے سکھایا تھا۔"

شاہ میر کے اردگرد گرما گرم پلاؤ کی خوشبو رقص کرنے لگی۔

"اور کتنا عرصہ ہو گیا۔ میں نے پ..... لاؤ نہیں کھایا۔" شاہ میر بھوک کے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے

"تو چلو' میں نے فاطمہ سے کہا تھا کہ میرے ساتھ ایک ایشین دوست ہوگا۔"

"تمہیں کیسے معلوم تھا؟" شاہ میر نے ٹھٹک کر پوچھا۔

"بس میرا دل چاہتا تھا' تم میرے ساتھ ڈنر کرو۔"

"اگر میں نہ آتا؟"

"تو ہم دونوں میاں بیوی خوب لڑتے پھر مل کر پ..... لاؤ کھا لیتے۔" وہ سادگی سے ہنسا۔

شاہ میر نے اسے رشک سے دیکھا پھر کھڑا ہو گیا۔

"شاہ میر! تم کہاں سے بی لونگ کرتے ہو۔" ٹرام میں سوار ہو کر احمد نے پوچھا۔

"نگری نگری پھرتے مسافر کہیں سے بی لونگ نہیں کرتے۔ ان کا تعلق کسی کوچے۔ کسی شہر سے نہیں ہوتا..... ڈار سے بچھڑے آوارہ پنچھی ہیں یار' کہاں سے آئے ہیں' کدھر کو جائیں گے۔ کچھ خبر وہ اردو میں کہہ رہا تھا' اس لیے احمد عالی کے پلے کچھ نہ پڑا۔ وہ بس مسکراتا رہا اور اس کے بے لشکارے مار رہے تھے۔

فاطمہ عام افریقی خواتین کی نسبت قدرے بہتر نقوش کی مالک لمبی تڑنگی لڑکی تھی۔ لانگ اسکرٹ پہنے فاطمہ نے خوش دلی سے ویلکم کیا اور تیزی سے لکڑی کی میز پر کھانا چننے لگی۔ چھوٹا سا تنگ فلیٹ سلیقے کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ اس کے دو گل گوتھنے بے حد سیاہ مگر بے حد نفس نکھ جڑواں بیٹے احمد عالی آسوار ہوئے اور چمکتی مسکراتی آنکھوں سے شاہ میر کو دیکھنے لگے۔ شاہ میر کو بچے بلانے یا کھلانے کا کو اس لیے بس ان کے پھولے پھولے گال چھو کر رہ گیا۔ کھانے میں اگرچہ پاکستانی مسالوں کا تڑکا نہ تھا' گوشت اور پلاؤ نے اسے عرصے کے بعد کھانا کھانے کا لطف دیا۔ اس نے جی بھر کر کھایا اور افراد خانہ کراسے دیکھتے رہے۔ جب کچھ چاول اس کی مونچھوں سے لپٹ کر ملنے لگے تو بچے پیٹ پکڑ کر لوٹ پوٹ

شاہ میر نے شرمندہ ہو کر ہاتھ کھینچ لیا۔ فاطمہ نے بچوں کو گھورا۔

احمد عالی نے اس کی مونچھوں کی طرف اشارہ کیا اور پلیٹ کو مزید بھر لیا۔ شاہ میر نے کھسیانا ہو کر چہ کھانے کے بعد فاطمہ کافی بنا لائی۔ شاہ میر کا دل چاہا' کافی پینے کے بعد وہ یہیں پاؤں پسار کر سو جائے۔ ا واہیات اور گندے سندے فلیٹ میں قدم نہ رکھنا پڑے۔ لاشعوری طور پر وہ اپنے اور احمد کے فلیٹ

... نت مایوسی ہوئی۔

... ایات اور گندی عورت ہے۔" اس نے دل میں کئی بار دہرایا۔

... اب اپنا گھر بنالو۔" جب فاطمہ بچوں کو سلانے دوسرے کمرے میں چلی گئی تو احمد نے ٹی وی آن ... آواز میں کہا۔

... ئی ہی رہا۔

... انسان ہو' خود کو ضائع مت ہونے دو۔"

... گھونٹ اپنے اندر اتارتے ہوئے سوچ رہا تھا۔

... کمانے کے پیسے بچ گئے۔"

... نکاح کیوں نہیں کر لیتے۔" گرم گرم کافی اس کے ہونٹ جلا گئی۔

... بچے ہے' انسان حرام کاری سے بچ جاتا ہے۔"

... نے دل ہی دل میں موٹی سی گالی دی۔ پلاؤ کا نشہ' بھنے گوشت کا خمار دور ہو گیا۔ اس نے کپ واپس ... سی کافی موجود تھی مگر وہ کھڑا ہو گیا۔

... شاید دوست۔"

... گئے ہو؟" احمد عالی نے پریشان ہو کر اس کا چہرہ دیکھا۔

... مسکرایا اور اپنا کوٹ پہننے لگا۔ ایک بار پھر ڈنر کے لیے شکریہ ادا کر کے باہر نکل آیا۔ احمد ... تک چھوڑنے آیا اور تاسف بھری نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

... میں لاکھ جھٹکنے کے باوجود احمد علی کا جملہ شاہ میر کے ذہن سے چپک گیا تھا۔

... بچے ہے' انسان حرام کاری سے بچ جاتا ہے۔"

* * *

... چادر میں لپٹے اونچے اونچے یوکلپٹس کے درخت اپنے خدوخال نمایاں کرنے میں ناکام تھے۔ تیز سرد ... تھی۔ اس کے شل ہوتے پاؤں تلے ایک سفر نا تمام تھا۔ لڑکھڑاتے قدم نہ رکتے نہ چلتے۔ ایک ... گھٹنوں کے بل گر گئی۔

... ایک تیز لہر نجانے کہاں سے اٹھی اور کہاں معدوم ہوئی۔

... چلتیں۔ رستہ ناہموار ہے۔"

... نے آہستگی سے اسے بازو سے تھاما اور کھڑا کر دیا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ درختوں میں سرسراتی ... دھند کے علاوہ وہاں کوئی نہ تھا۔ اس نے اپنے سامنے نظر دوڑائی۔ رستے سے دھند چھٹ رہی تھی ... چھوٹی سڑک نمایاں تھی۔ اس نے اپنے پیروں میں چپچپاہٹ محسوس کی تو ڈر گئی۔ وہ بنا دیکھے جان ... خون رس رہا تھا۔ درد تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ اس نے ضبط کی کوشش میں لب چبا ڈالے مگر ... برداشت ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ رونے لگی۔ اونچا اونچا۔

... شامیں..... سرد ہوا کی شوریدہ سری میں اضافہ ہوا۔ وہ ہوا کے ساتھ اپنی آواز بھی سن رہی تھی۔ ... کرتی آواز..... مگر درد تھا کہ تھمتا ہی نہ تھا۔

... دھیرے سے اپنے دونوں ہاتھ اس کے پیروں پر رکھ دیے۔

... ایک ہلکی سی کراہ لبوں پر ٹوٹی۔ یوں لگا درد میں کمی ہو رہی ہے۔ وہ ان ہاتھوں کا لمس' ان کی نرمی پور کی ... رہی تھی۔

... انہیں بند ہونے لگیں۔ ان نرم و گداز..... معصوم ہاتھوں کا لمس اور اس لمس میں پنہاں سکون بخش

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

احساس اتنا روح پرور تھا کہ طمانیت کی ایک لہر پیروں سے ہوتی پورے وجود میں پھیل کر روم رو[م] چومنے لگی۔ وہ ہولے ہولے پُرسکون ہو رہی تھی کہ اچانک اس کی آنکھیں پوری طرح کُھل گئیں [...] میں خوف کنڈلی مار کر بیٹھ گیا کہ وہ نرم ہاتھ اس کے پیروں سے ہو کر پنڈلیوں تک آ گئے اور دوبا[رہ] سے اس کی ٹانگوں کو جکڑ لیا اور اب وہ اسے عقب میں دھکیل رہے تھے' پوری قوت اور شدت [سے]۔ [اس] نے پلٹ کر نہیں دیکھا مگر وہ محسوس کر سکتی تھی کہ عقب میں ایک کھائی ہے' ایسی کھائی کہ جس کی [ا]نتہا نہ تھا۔

"چھوڑو۔ چھوڑو... بچاؤ۔"

وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگی مگر تیز ہوا' لمبے درختوں کی سوکھی شاخوں پر سر پٹختی ہوا نے اس کی [...] قدموں تلے زمین ختم ہو رہی تھی۔ بس کنارے سے گرتی بھربھری مٹی تھی جو کہیں دور گرتی جا رہی [تھی]۔ پھر ایک زوردار جھٹکا لگا۔

ایمن کی تیز چیخوں نے بیڈ روم کے در و دیوار ہلا دیے تھے۔ وہ اپنی ٹانگیں چلا چلا کر خود کو کسی [...] چُھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ سانس پھول گئی اور دل اپنی دھڑکن کھو بیٹھا۔ چیخوں [...] اس کا وجود بے جان سا ہو کر کسی مُردے کی طرح ساکت و صامت ہو گیا۔

نجانے کتنی صدیاں گزریں' جب دل کی کسی گمشدہ دھڑکن نے ہولے سے سانس لی۔ بے جان انگلیوں نے ذرا سی جنبش کی۔ پلکوں پر ہلکی سی لرزش اتری اور اس نے دھیرے سے آنکھیں کھول[یں] [...]ے شعور تک کا سفر طے ہوا تھا۔ تحیر سا خوف آنکھوں میں منجمد ہو گیا۔

اسے تو کسی قبر میں ہونا چاہیے تھا۔

یہ سر پر چھت اور نیچے زمین کیسے قائم ہے۔ اب تو نظام زیست کو کم از کم اس کے لیے درہم برہم [ہو جانا چاہیے] تھا۔ اس نے چند ہلکی ہلکی سانسیں کھینچیں۔ پورا جسم یوں دکھتا تھا گویا طویل مسافت طے کی ہو۔ اب [...] کروٹ بدلی اور ساکت سی ہو گئی۔ اس کے قریب بیڈ خالی تھا۔ اس پر رکھا تکیہ اور بے شکن چادر بتا[رہی تھی] [...] وقت بیڈ روم میں تنہا ہے۔

اپنی بچی کھچی طاقت کو مجتمع کرتے ہوئے ایمن اٹھی۔ بغیر لباس درست کیے ننگے پاؤں بیڈ روم [...] سارے گھر کی لائٹ جل رہی تھی اور یہ ایمن کی ہدایت ہی تھی کہ کچھ عرصے سے اسے اندھیرے [سے ڈر] ہونے لگی تھی۔ خالی گھر بھائیں بھائیں کر رہا تھا کہ ملازمہ شام کو چلی جاتی تھی۔ بس ایک چوکیدار تھا جو کہ [اس] وقت گیٹ پر یا گیٹ کے پاس چھوٹے سے کمرہ نما کوارٹر میں ہی ہو سکتا تھا۔

ایمن کو خالی گھر سے وحشت ہونے لگی۔ وہ ننگے پاؤں ٹھنڈے فرش پر چلتی لاؤنج سے باہر نکل آئی [...] خالی دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

"تو کیا وہ ساری رات گھر نہیں آیا۔"

اور یہ پہلی بار ہوا تھا کہ وہ پاکستان میں موجود مگر اس سے دور تھا۔

"وہ مجھ سے بھاگنے لگا ہے۔" وحشت حد سے سوا ہونے لگی۔

"اتنے بھرے گھر میں تنہا ہوں۔"

احساسِ تنہائی نے خوف بن کر پنجہ مارا۔ وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی بیڈ روم میں آئی۔ ادھر ادھر ہاتھ مار[تے] چیزیں گراتے ہوئے اپنا موبائل ڈھونڈا اور وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دیوانہ وار نمبر ملانے لگی۔

کچھ لمحوں کے بعد اسے احساس ہوا کہ وہ کس کا نمبر ملا رہی ہے۔

ڈاکٹر شہوز رضا کا... ؟ لیکن... ؟

لیکن اسے ڈاکٹر شہوز کا نمبر معلوم نہ تھا۔

[...] موبائل سامنے دیوار پر دے مارا اور گھٹنوں میں چہرہ چُھپا لیا۔ اب وہ زور زور سے رو رہی تھی اور [...] پہلو لے کھا رہا تھا۔

□ □ □

[...] دروازہ نیم وا تھا۔ ڈاکٹر شہوز اندر داخل ہوئے تو چند بکریاں کیاریوں میں منہ مار رہی تھیں۔ یہ [...] سارا دن گاؤں کی گلیوں میں پھرتیں۔ جس گھر کا دروازہ کُھلا ملتا' وہیں گھس کر حسبِ خواہش جو نظر [...] [...]تیں۔

[...] لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ انہیں بھنڈیوں کا وہ ٹوکرا یاد آ گیا تھا جو زمینوں سے آئی تھیں۔ ہری [...]یوں کے تعاقب میں دو بکرے بھی گھس آئے اور لمحوں میں ٹوکرا خالی کر گئے۔ تب گھر کا دروازہ پرانی [...] تھا پھر انہوں نے اور شاہ زیب نے ان بکروں کی دروازہ بند کر کے وہ پٹائی کی تھی کہ بکرے سارے عمر [...] [...]ں گے۔

[...] نرم نرم کونپلیں کھاتی بکریوں نے آہٹ پر سر اٹھایا پھر باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔ ان کے باہر نکلنے پر [...] دروازہ بند کیا۔ پورا صحن دھوپ سے بھرا ہوا تھا۔ یہ اپریل کا وسط تھا۔ فضا میں گرمی کی شدت [...] وہاں اس کونے میں جہاں لیموں کی شاخیں اور موتیے کا جھاڑ پھیلا تھا' ٹھنڈی میٹھی سی ٹھنڈک میں [...] اماں جی دراز تھیں۔ ان کے موتیا رنگ کے ہلکی کڑھائی والے دوپٹے کا پلو چہرے پر تھا۔ ایک ہاتھ [...] سائیڈ پر رکھا تھا جس میں دبی تسبیح کے دانے خاموش تھے۔ انہوں نے انگلیوں میں دبے دانے کو غور [...]

[...] وہ کون سی دعا ہے جو یہاں انہیں روک لیتی ہے' تھام لیتی ہے کہ پھر وہ اس سے آگے بڑھ ہی نہیں [...]

[...] پلنگ کی سائیڈ پر ذرا سا ٹک گئے۔

[...] کسمسائیں۔

[...]؟" ان کی آواز میں تھکن ہی تھکن تھی۔

[...] نے ذرا سا پلو کھسکایا اور اپنا بھاری ہاتھ آہستگی سے ان کی پیشانی پر رکھ دیا۔ اس ہاتھ کی تاثیر تھی کہ [...] اور اطراف میں بہہ نکلے۔ بند لب ہلکا سا کھلے۔

[...]" انہوں نے جھک کر ان کے سر پر بوسہ ثبت کیا۔

[...] آنکھوں میں ٹھہرے سارے آنسو بہا دیے۔ ڈاکٹر شہوز خاموشی سے ان کا سر تھپکتے رہے۔ بہت [...] [انہو]ں نے دوپٹے کے پلو سے چہرہ خشک کیا پھر برس جانے والی بدلی کی طرح ہلکی پھلکی آنکھوں سے شہروز [...] [مسک]را دیں۔

[...] سب سے اچھے بیٹے ہو۔"

[...] اچھے بیٹے کی بات بھی مان جائیں۔"

[...]" وہ اٹھ کر بیٹھ گئیں اور دوپٹہ ٹھیک کرنے لگیں۔

[...] ساتھ شہر چلیں۔"

[...]تے ہو' نہیں مان سکتی۔" ان کے لہجے میں بے بسی در آئی۔

[...]زیب کے ساتھ اس کے گھر شفٹ ہو جائیں۔"

[...] کی تنک مزاج بیوی...!" وہ مسکرائیں۔

[...] راضی ہو جائیں بھابھی کچھ بھی نہ کہہ سکیں گی۔"

[...] میاں! دوسروں کو تنگ کرنا' ہمیں نہیں پسند۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"آپ کا حق ہے اماں جی!"
"مہربانی کہ اس حق کو مانتے ہو مگر اپنی راجدھانی میں، میں بھی خوش ہوں اور سو بھی۔ یوں بھی سا
گھر پر حکومت کی۔ اب اپنی سلطنت سے دستبردار ہو جاؤں۔"
"حکومت، سلطنت۔" شہروز رضا نے تعجب سے انہیں دیکھا۔ اماں جی کی پوری زندگی نگاہوں م
"آدھی زندگی آپ نے ابا جی جیسے شخص کو دے دی۔ ان کے سامنے کسی کا زور چل سکا تھا؟ اور
سب پروا کر دی.... مجھے سمجھ میں نہیں آرہا اماں جی.... اس سب میں آپ کو کیا ملا؟"
"تم جیسی سعادت مند اولاد۔" انہوں نے برجستہ کہا۔
ڈاکٹر شہروز رضا نے انہیں عجیب سی نظروں سے دیکھا۔
"اس شخص کی اولاد کو سمیٹ کر پروں میں چھپا کر بیٹھ گئیں جس نے آپ کی ساری زندگی غ
عورت کا یہ کون سا روپ ہے؟
کیا ہمارے مذہب میں جبر کی زندگی گزارنے کی گنجائش ہے۔"
موتیے کی سفید چھوٹی چھوٹی کلیوں پر پیلی تتلیاں منڈلا رہی تھیں۔ ہوا کی ہلکی سی چھیڑ خانی سے جھ
لیموں کی ہلکی ترش خوشبو پھیلی، وہیں کچھ کلیاں بکھر گئیں۔ اماں جی نے ان کا سوال نہیں سنا۔ وہ
نازک نازک سی پتیوں میں الجھ رہی تھیں۔
"شہروز! اسے سمیٹنے میں جو کچھ بکھرا ہے وہ میرے دل کا ناسور بن چکا ہے۔" مدھم ہوتی دھوپ
لہجہ بھی مدھم اور بوجھل ہو گیا۔
شہروز ایک بار پھر احساس جرم کا شکار ہو گئے۔ انہوں نے آہستگی سے اماں جی کے کندھے پر بازو پھ
"آئیں.... آج اپنی باتیں کرتے ہیں۔"
"ارے.... شہروز بیٹا.... تم اتنی دیر سے آئے ہو اور ابھی تک کچھ کھایا پیا بھی نہیں۔"
"کچھ ٹھنڈا پلا دیں۔ سیدھا کلینک سے اٹھ کر آرہا ہوں۔"
"اس وقت تم تو شام میں کلینک کھولتے تھے؟"
"ٹائمنگ چینج کر دی ہیں۔ شام میں کچھ وقت بچوں کو دیتا ہوں۔ یاد ہیں نا حرا کی شکایتیں۔" وہ ذرا
"ٹھیک ہی تو کہتی ہے وہ۔ صبح وہ کالج، شام میں تم کلینک، مل بیٹھنے کا وقت کہاں ملتا تھا۔ میں ت
شربت لاتی ہوں۔" وہ اٹھ کر اندر چلی گئیں۔
ڈاکٹر شہروز پلنگ پر نیم دراز ہو گئے۔ ان کا ہاتھ بے توجہی سے تسبیح کے دانے گن رہا تھا۔ آنگن ک
میں چڑیوں کی ہلکی چہچہاہٹ نے ارتعاش برپا کر رکھا تھا۔ یہ خاموشی عارضی تھی کہ ابھی دھوپ کے ذر
ہی گاؤں کی عورتوں اور ملازمین کی آمدورفت شروع ہو جاتی تھی۔
"شاید اماں جی اسی لیے کترا گئیں۔"
انہوں نے سیدھے لیٹ کر دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھ لیے۔
نگاہوں کی گرفت میں شفاف نیلا آسمان تھا اور ذہن کہیں دور پرواز کر رہا تھا۔
"یوں بھی ماضی کا سفر کچھ زیادہ خوشگوار بھی نہیں۔ ابا جی نے اماں جی کے ساتھ زیادہ اچھا سلوک ن
آج رات یہاں رکنا چاہیے۔ آج کی رات ان کے لیے بہت کٹھن ہو گی۔"
ڈاکٹر شہروز نے سوچا پھر جیب سے موبائل نکال کر گھر کا نمبر ڈائل کرنے لگے۔

گاڑی پورچ میں آکر رکی۔
عقب میں چوکیدار نے تیزی سے گیٹ بند کیا۔
گاڑی کا دروازہ کھلا اور وہ باہر نکل آیا۔ اس کا سفید کاٹن کا کرتا ملگجا سا ہو رہا تھا اور انداز میں

...ن نہیں۔
...انہیں کچھ اور بھی تھا۔
...ان کی سمجھ میں نہ آسکا مگر ذہن کے کسی کونے میں اسی طرح اٹک گیا جس طرح کٹی پتنگ کسی
...ند درخت کی سب سے اونچی شاخ پر اٹک جاتی ہے۔
...وں سے چلتا ہوا اپنے بیڈ روم میں آگیا۔ ایمن کھڑکی سے ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا شوہر پوری رات
...ار کر آیا تھا اور وہ خود میں اتنی ہمت نہ پا رہی تھی کہ جواب طلبی کر سکتی۔
...ایک اچٹتی سی نگاہ ایمن پر ڈالی اور واش روم میں گھس گیا۔
...ں لب چباتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ باہر نکلا۔ گیلا تولیہ کرسی پر اچھالا۔ بغیر اس کی طرف دیکھے بغیر
...ٹ کر کروٹ بدل لی۔ وہ اس کی طرف دیکھنا نہیں چاہتا تھا کہ براؤن کپڑوں میں ملبوس یہ ویران سی
...وری نہیں تھی مگر پھر بھی وہ کمزور ہو جاتا تھا۔
...ں کیا میری فاتحہ پڑھ رہی ہو۔"
...مزے رہنا اسے تپا گیا۔
...خاموشی سے ناخن چبانے لگی۔
...میں جیسے نظر آرہی ہو، اس وقت تک تو تمہاری آوارہ گردیاں شروع ہو جاتی ہیں۔" اس کی چبھتی

...ت تیزی سے سرخ ہوئی۔
...نا چاہتا ہوں، اس لیے براہ مہربانی تمہیں جہاں جانا ہے جاؤ۔ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔"
...سے مڑی۔ جھپٹ کر سائیڈ پر رکھی گاڑی کی چابی اٹھائی اور تیزی سے باہر نکل گئی۔
...عورت۔"
...دھاڑ سے دروازہ بند کرنے کی آواز پر اس کے منہ سے بے ساختہ گالی نکلی۔ چوکیدار نے بیگم صاحب
...پھرتی سے دروازہ کھول دیا۔
...ڑی تیزی سے باہر نکلی۔ کچھ دیر سڑکیں روندنے کے بعد گاڑی ایک ویران سڑک کے کنارے رک
...ن اسٹیئرنگ پر سر رکھے لمبے لمبے سانس لیتی رہی۔ ان ہی سانسوں کے درمیان اس کے محسوسات...
...بند ہوئی فضا کو پوری طرح محسوس کیا۔ ایک نامعلوم سی خوشبو گاڑی کے کونوں کھدروں میں چھپی تھی۔
...نے اٹھ کر ادھر ادھر دیکھا اور ایک لمبی سانس کھینچی۔
...رہی تھی۔
...ایمن کی نگاہوں نے ساتھ والی سیٹ کے نیچے گرا گجرا ڈھونڈ لیا تھا۔ اس نے چٹکی سے پکڑ کر موتیے
...گجرا اٹھایا اور ساتھ والی سیٹ پر رکھ دیا۔ کچھ مرجھائی ہوئی پتیاں گجرے سے ٹوٹ کر ارد گرد بکھر گئیں۔
...ی پتیاں اور باسی خوشبو اسے گزری رات کی کہانی سنا رہی تھیں۔
...نے اپنا راستہ ڈھونڈ لیا۔"
...نے چاہا کہ وہ خود کو نارمل رکھے مگر اندر کہیں وحشت کا جنگل اگ آیا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر گجرا اٹھایا
...سے باہر پھینک دیا پھر ایک ایک کر کے بکھری پتیوں کو بھی۔
.... مگر وہ اس باسی خوشبو کو باہر نہیں پھینک سکتی تھی۔
...خوشبو جو دھیرے دھیرے اس کے کان میں ان سنے، ان دیکھے افسانے سنا رہی تھی۔
...ی وحشت میں اضافہ ہونے لگا۔
...نے اضطراری انداز میں ڈیش بورڈ کھولا اور ساری چیزیں نکال کر گاڑی میں ڈھیر کر دیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ٹشو پیپر۔
چند کلپس۔
ہیر برش۔
کچھ اور چیزوں کے ساتھ سگریٹ کی ڈبیہ اور لائٹر بھی۔
ایمن نے بغیر سوچے یہ دونوں چیزیں اٹھالیں۔ ڈبیہ کھول کر ایک سگریٹ انگلیوں میں دبالیا۔ ذرا سے بے ڈھنگے پن سے اس نے سگریٹ سلگالیا تھا۔
پہلے کش نے حلق تک کڑوا کر دیا۔ وہ بری طرح کھانسنے لگی پھر دوسرا' تیسرا' چوتھا۔
اسے سگریٹ پینا آگیا تھا۔
کچھ لمحوں کے بعد سہولت سے کش لیتے ہوئے اس نے خود کو پرسکون محسوس کیا۔ اگرچہ اس کا کڑوا اور آنکھوں سے پانی بہنے لگا تھا۔ یہ نیا تجربہ ایمن کو اچھا لگا۔
"ایک اور تجربہ۔۔۔" اس نے سگریٹ لبوں سے نکال کر انگلیوں میں گھمایا۔
"تو ایمن وقار تمہاری ساری زندگی تجربوں کی نذر ہی ہوگئی۔ اے کاش۔۔۔ اے کاش کوئی ہمیں کرنے کا سلیقہ سکھا جاتا۔"
اس نے باقی سگریٹ باہر اچھالا اور عقب میں سر ٹکا دیا۔
"ہاں ایمن۔۔۔ تم اس شخص سے جواب طلبی نہیں کر سکتیں۔ کبھی بھی نہیں۔"

☼ ☼ ☼

"میں نے آپ کو کئی بار فون کیا تھا لیکن آپ نے میری بات نہیں سنی۔" وہ روٹھے پن سے کہہ رہی ڈاکٹر شہروز رضا نے کچھ حیرت سے اس کی سمت دیکھا۔
"اچھا۔۔۔ کب؟"
انہیں اچھی طرح یاد تھا کہ موبائل پر ایسی کوئی کال وصول نہیں کی تھی جس کا تعلق ایمن سے ہو۔ سوال پر ایمن نے سر جھکالیا اور اضطراری انداز میں پاؤں ہلانے لگی۔ اس کے دانت ناخن چبانے کو۔ لیکن اس نے صرف انگلیاں مروڑنے پر اکتفا کیا۔
"میں آپ کو فون کرنا چاہتی تھی۔"
"تو کیا کیوں نہیں۔ تمہیں کرنا چاہیے تھا۔ اگر تمہیں میری ضرورت تھی تو مجھ سے رابطہ کرنا ایمن!"
"مجھے ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ درشتی سے گویا ہوئی۔
"اگر تمہیں ایک دوست' ایک غمگسار' ایک رازداں کی ضرورت تھی تو تمہیں مجھے فون کرنا چا ڈاکٹر شہروز رضا کے انداز میں فرق نہ آیا۔
ایمن نے سر اٹھا کر عجیب بے اعتبار نظروں سے انہیں دیکھا۔
"آپ اچھے انسان ہیں۔"
"شکریہ۔"
"لیکن مجھے اچھے لوگ اچھے نہیں لگتے۔"
"کیوں؟" ڈاکٹر شہروز نے ذرا سا جھک کر اس کی دہشت زدہ آنکھوں میں جھانکا۔
"درحقیقت وہ اچھے ہوتے نہیں ہیں' صرف خود کو ثابت کرتے ہیں۔" ایمن تلخی سے گویا ہوئی۔
"ہمیشہ تو ایسا نہیں ہوتا۔"
"لیکن میرے ساتھ تو ایسا ہی ہوا۔" وہ پھٹ پڑی۔ "ہر کسی نے اپنے اپنے چہروں پر نقاب اوڑھے

...احمق اور بے وقوف تھی۔ پہچان نہ سکی۔ اچھے برے میں تمیز ہی نہ کر سکی۔"
...! تمہیں وہ لوگ میسر نہ ہوئے جو اچھے برے میں تمیز سکھا سکتے۔ اس میں تمہارا قصور نہیں ہے' کچھ ...ہیں ہمارے اپنے' جو انگلی تھام کر درست سمت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ہمیں گرنے سے پہلے ٹھوکر ...سے پہلے سنبھال لیتے ہیں۔ تمہیں وہ لوگ نہیں ملے ایمن! سارا الزام خود پر مت رکھو۔"
...الزام نہ دوں۔" وہ چیخ اٹھی۔
...روز پرسکون ہمدردانہ نگاہوں سے اسے دیکھتے رہے۔
...غلطی سے سیکھتا ہے' سیکھتا ہے نا؟"
...ڈاکٹر شہروز نے اثبات میں سر ہلایا۔
...نے کیا کیا؟ ایک غلطی' دوسری غلطی۔ میں نے تو کہیں سبق نہ سیکھا' کہیں سنبھل کر چلنے کی کوشش ...ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھائیں اور بھاگتی چلی گئی۔ یہ بھی نہ سوچا کہ کہاں رکنا ہے' کہاں سنبھلنا ہے۔ غیروں ...اور کرتی چلی گئی اور حاصل کیا ہوا؟
...غلطی پلس غلطی پلس غلطی۔ خسارہ۔"
...نے لگی اور روتے روتے سب کچھ بتانے لگی۔
...شہروز کو اسے موضوع کی طرف نہیں لانا پڑا تھا' وہ خود بخود اس لمحے کو پکڑے سسکیاں بھر رہی تھی' جب ...نے ایمن کی کمر میں بازو ڈال کر اپنی طرف کھینچا۔
...؟" ایمن کے لبوں سے چیخ نکل گئی۔
..." طاہر کا لہجہ بالکل بدلا ہوا تھا۔ وہ پورے کا پورا اس پر جھک گیا۔
..." ایمن نے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر پوری قوت سے دھکا دیا' وہ جو پہلے ہی غیر متوازن کھڑا تھا۔ ...ری طرح لڑکھڑایا۔
...نے اسی لمحے کو غنیمت جانا اور باہر دوڑ لگادی۔ یہ اس کی خوش نصیبی تھی کہ طاہر محمود نے دروازے کو ...نہیں لگائی تھی۔ دھاڑ سے دروازہ کھول کر وہ باہر کو لپکی۔
...ایمی۔۔۔ میری بات سنو۔" وہ بھی پیچھے کو لپکا لیکن کمرے کے دروازے میں ہی رک گیا۔ ایمن نے ...دروازہ کھولا اور بری طرح آنے والے سے ٹکرا گئی۔
...بی۔۔۔ "بابر اس کے ساتھ ہی گرتا مگر لاشعوری طور پر دروازے کو تھام کر اس نے نہ صرف خود کو بلکہ ایمن کو ...الیا۔
...محمود نے تیزی سے کمرے کا دروازہ بند کرلیا تھا۔
...ن۔۔۔ کیا ہوا؟" اسے یوں حواس باختہ دیکھ کر وہ بوکھلا گیا۔ ایمن نے اسے بری طرح جکڑ لیا۔ اس کا پورا ...کانپ رہا تھا۔
...ن! بتاؤ' کیا ہوا؟"
...میں یہاں سے۔" وہ گھٹی گھٹی آواز میں بولی۔
...ن ہے اندر۔" اس نے کھلے دروازے سے اندر جھانکنے کی کوشش کی۔ سامنے خالی صحن اور بند دروازے

...تم اس وقت یہاں کرنے کیا آئی تھی۔ منع کیا تھا اکیلے مت نکلا کرو۔ اتنی من مانی پر اتر آئی ہو۔ میں ڈیڈی ...سے شکایت کروں گا۔ تمہیں ہوا کیا تھا؟" وہ اس پر برسنے لگا۔ گھر سے نکلا بھی بہت غصے میں تھا۔ جب موئل ...وہ اکیلی شام ڈھلے ٹیوشن کے لیے نکلی ہے تو اسے برا لگنے کے ساتھ ساتھ غصہ بھی بہت آیا تھا۔
...آپ نے اسے جانے کیوں دیا؟" وہ مہرالنسا سے الجھ پڑا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"میں نے اس کے معاملے میں بولنا بند کر دیا ہے۔" انہوں نے اطمینان سے جواب دیا۔
"آپ کی یہ چشم پوشی اسے بگاڑ دے گی۔" وہ اسی موڈ میں گھر سے نکلا تھا۔
"کچھ نہیں' گھر میں کوئی نہیں تھا' میں ڈر گئی۔" بابر کے تیور دیکھ کر ایمن نے جھوٹ بول دیا۔ ڈری تھی۔
"اتنی بڑی نہیں ہو گئی ہو کہ سارے فیصلے خود کرنے لگو۔ خبردار اگر اب گھر سے اکیلے قدم نکالا ہو۔" بابر سارا راستہ برستا آیا۔ ایمن خاموشی سے سنتی رہی۔ گھر آ کر اسی خاموشی سے اپنے کمرے میں بیٹھی تو احساس ہوا اسے شدید سردی لگ رہی ہے۔ اس نے کھینچ کر کمبل سر تک تان لیا مگر وجود کی کپکپاہٹ ختم ہونے کا نام بھی نہ لے رہی تھی۔ ذہن کی سطح پر ایک منظر بھنور بن کر چکرا رہا تھا۔
"سرطاہر۔۔۔ سرطاہر۔۔۔" بے یقینی سی بے یقینی تھی۔
وہ کمبل میں منہ چھپا کر بے آواز رونے لگی۔

☼ ☼ ☼

پوری رات ایک پل کو پلک نہ جھپکی۔ آنکھ بند کرتے ہی محسوس ہوتا کوئی عفریت ہے جو اسے اپنے جکڑ رہا ہے۔
"کاش میں وہاں نہ جاتی۔"
"اگر۔۔۔ اگر کچھ ہو جاتا۔۔۔" وہ کانپ کانپ جاتی۔ نجانے سارے بھیانک تجربے اس کے ساتھ کیوں ہیں۔ صبح تک اس کا سارا وجود بخار میں جل رہا تھا۔
"کیا بات ہے' آج کالج نہیں جانا۔" جوجو نے اسے جھنجوڑ کر اٹھایا پھر چونک گئی۔
"ارے تمہیں تو بخار ہے۔" ایمن خاموش رہی۔
"تم چھٹی کر لو' میں ممی کو بتا دیتی ہوں۔ ناشتہ کر کے ٹیبلٹ لے لینا۔ بابر بھائی چلے گئے' ورنہ تمہیں پاس ہی لے جاتے۔" وہ تشویش سے کہہ رہی تھی۔
"میں ٹھیک ہوں جوجو! تم جاؤ۔" بات ایسی تھی کہ وہ کسی سے کچھ کہہ نہ سکتی تھی۔
"ناشتے کے لیے کچھ لا دوں؟" وہ یونیفارم میں ملبوس بالکل تیار تھی مگر فکرمندی سے اس سے پوچھ رہی تھی۔
"مجھے کچھ نہیں کھانا' تم جاؤ۔ دل چاہا تو لے لوں گی۔" ایمن کا کچھ بھی بولنے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ تسلی کے لیے اتنی بات کی۔
"اچھا ٹیبلٹ ضرور لینا' میں تمہاری اپلی کیشن دے دوں گی۔" وہ چلی گئی تو ایمن کا ذہن پھر سے!
"وہ تو میرا اتنا خیال کرتے تھے پھر۔۔۔ اگر میں وہاں سے نہ بھاگتی۔۔۔ اگر بابر بھائی وہاں نہ آتے تو۔۔۔"
"ایمن۔۔۔" مہرالنساء کی اچانک آواز پر وہ گھبرا کر رہ گئی۔
"جوجو بتا رہی تھی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" مہرالنساء نے اس کی پیشانی کو چھوا پھر خود کلامی کی۔
"بخار تیز ہے۔" ایمن کا دل چاہا' وہ ان کے گلے لگ کر بہت روئے۔
"کاش یہ عورت اپنی اولاد کے صدقے ہی مجھے قبول کر لیتی۔ بیٹی نہ سہی' بیٹی جیسا ہی جان لیتی۔" اس کے دل سے رہ رہ کر فریاد اٹھ رہی تھی۔
"کچھ کھا لو۔" مہرالنساء نے نرمی سے کہا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ سر بری طرح چکرا رہا تھا۔ چائے' سلائس بھی تھے اور ابلا ہوا انڈا بھی۔ مہرالنساء اس کے سامنے ہی بیٹھ گئیں۔
ایمن کو الجھن تو ہوئی مگر اس نے خاموشی سے انڈا کھانا شروع کر دیا۔ ایک آدھ نوالے کے بعد سب کچھ باہر آ جائے گا تو انڈا چھوڑ کر کپ اٹھا لیا۔
"تھوڑا سا سلائس لے لو۔" اس نے تعجب سے مہرالنساء کو دیکھا اور نفی میں سر ہلا دیا۔

"تمہاری مرضی' بخار کی دوا رکھی ہے کھا لینا۔ ضرورت محسوس ہوئی تو ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں گی۔"
ایک بار پھر الجھ گئی۔ آخر مہرالنساء کو کیا ضرورت ہے اس کے پاس بیٹھ کر اتنی لمبی بات کرنے کی۔
"میں نے وقار الحسن سے بات کی تھی۔" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد مہرالنساء نے کہنا شروع کیا۔ ایمن نے نظریں ان کی طرف اٹھیں تو انہوں نے وضاحت کی۔
"تمہارے رشتے کے سلسلے میں۔"
ایمن نے پوری توجہ چائے پر مبذول کر دی۔ اس کے اعصاب تن گئے تھے۔
"وقار الحسن کا خیال ہے کہ تم ابھی چھوٹی ہو' یہ فیصلہ قبل از وقت ہو گا لیکن میرے خیال میں یہی وقت ہے۔ ایسے اچھے رشتے بار بار نہیں آتے۔" انہوں نے بغور ایمن کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھے۔
"اس رشتے میں تمہاری مرضی بھی ہے' اس لیے میں نے انہیں خاصا سمجھایا ہے' اسی لیے وہ اس شرط پر راضی ہیں کہ لڑکے اور اس کی فیملی سے خود آ کر ملیں گے۔"
"مہربانی آپ کی۔ آپ نے میرے لیے اتنی زحمت کی۔"
اس نے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔ اسے مہرالنساء کی کسی بات پر یقین نہ آیا تھا۔ یقیناً مہرالنساء نے وقار الحسن کو اور اس کی فیملی کے خلاف ورغلا دیا ہو گا۔ ایمن یہ بات پورے یقین سے سوچتی رہی تھی۔
"وہ اگلے ماہ آ رہے ہیں' اس لیے میں نے عفان کے گھر والوں سے کچھ وقت لیا ہے۔"
"یعنی ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کروں؟" ایمن کے لہجے میں تلخی و بےزاری گھلی ملی تھی۔
"ہاں۔" وہ مسکرائیں۔ "یقیناً اس ایک معاملے میں تم ساری زندگی میری شکرگزار ہو گی۔"
ایمن نے گولی اٹھا کر چائے کے گرم گھونٹ کے ساتھ نگل لی۔ مہرالنساء کھڑی ہو گئیں۔
"تم کل جب واپس آئی تھیں تو خاصی گھبرائی ہوئی تھیں۔ خیریت تو تھی؟" ایمن کے ہاتھ سے چائے چھلک گئی۔
"احتیاط سے' سارا کمبل خراب کر لیا۔ اتنی گرمی میں کمبل کیوں اوڑھ رکھا ہے' کیا سردی زیادہ لگ رہی ہے؟"
انہوں نے افسوس سے کمبل پر پڑے داغ کو دیکھا۔ ایمن کو ان کا افسوس خاصا مصنوعی لگا۔
"جی۔۔۔" ایمن نے ہاتھ سے کپ رکھ دیا۔
"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ خیریت تو تھی؟"
"ظاہر ہے خیریت ہی تھی۔" اس نے گھبرا کر جواب دیا۔
"نہیں' تمہاری حالت مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی تھی' اس لیے پوچھ رہی ہوں۔" مہرالنساء کی کھوجتی آنکھیں مکمل دیکھ رہی تھیں۔ ایمن گھبرا کر وضاحت دینے لگی۔
"وہ تو بابر بھائی سارا راستہ مجھے ڈانٹتے رہے تھے' اس لیے۔۔۔"
"کیوں بات کیا تھی؟"
"کیا بات ہو گی۔" وہ چاہنے کے باوجود غصہ نہ دکھا سکی۔
"ٹھیک ہے' ویسے تم بابر کے غصے سے خائف ہونے والی تو نہیں۔"
"آپ پوچھنا کیا چاہتی ہیں؟" ایمن نے سنبھلنے کی کوشش کی۔
"کچھ نہیں' دوا کھا لی ہے۔ کچھ دیر آرام کر لو۔"
مہرالنساء نے آرام سے کہا اور برتن اٹھا کر باہر نکل گئیں۔
ایمن اپنی جگہ الجھ کر رہ گئی۔

♥ ♥ ♥

"تم ہو فساد کی جڑ' تمہاری وجہ سے ہوا ہے؟" چیزوں کی اٹھا پٹخ' توڑ پھوڑ' کل سے گھر میں یہی صورت حال

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کـــ کیاـــ کیا ہوا ہے۔" طاہر محمود گڑبڑا سا گیا۔

دادا نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا اور بہت دیر تک گھورتے رہے پھر انگلی اس کی طرف اٹھائی

"میں تمہاری فطرت اچھی طرح سمجھتا ہوں۔"

"آپ کیا کہہ رہے ہیں' میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔" وہ نظریں چُرا کر پتی کا ڈبہ کھولنے لگا۔ اسکول سے آکر اپنے لیے چائے بنانے کے ارادے سے کچن میں آیا تھا کہ دادا سر پر آکر چلّانے لگے۔

"تم نے اسے پھر منع کردیا ہے۔ میں جانتا ہوں تم مجھے اذیت دینا چاہتے ہو۔ مجھے تکلیف دے کر تم ہوتی ہے۔ تم۔۔۔ تم ایک خودغرض' مطلبی اور ظالم انسان ہو۔ میں۔۔۔ میں نے تمہیں پناہ دی اور تم آنکھوں سے وحشت اڑ رہی تھی۔

"بہت نوازش' مہربانی۔ اب بخش دیں مجھے اور چائے بنانے دیں۔" طاہر نے کٹھور پن سے کہا۔ ان کی میں شعلے لپکنے لگے۔

"تم جانتے نہیں' میں تمہارے ساتھ کیا کرسکتا ہوں۔"

"کیا کرسکتے ہو محترم آپ میرے ساتھ۔" وہ ڈبہ پٹخ کر ان کی طرف مڑا۔

"میں۔۔۔" وہ زہریلے انداز میں مسکرائے۔ "میں الھنہ کے بھائیوں کو بتادوں گا کہ تم کہاں چھپے ہو طاہر محمود کے چہرے کی رنگت متغیر ہوگئی۔

"میرا اس کے ساتھ کیا تعلق؟"

"یہ سوال ان سے پوچھنا' الھنہ کے بھائیوں سے۔" دادا نے اس کی حالت سے حظ اٹھایا۔ یہی وہ جس پر وہ طاہر محمود کو زیر کرلیتے تھے۔

"آپ۔۔۔ آپ۔۔۔" طاہر محمود نے بے بسی سے انہیں دیکھا پھر مڑ کر ڈبے خوامخواہ پٹخنے لگا۔

"اسی لیے کہتا ہوں' اب کہاں بھاگو گے۔ گھر ہے' نوکری ہے۔ آرام سے یہیں ٹکے رہو۔ مجھ بڈ ڈھارس رہتی ہے۔ مروں گا تو منہ میں کوئی پانی کا گھونٹ ڈالنے والا ہوگا۔ سگے نا سہی' رشتے میں میر لگتے ہو۔ بس میرے معاملے میں دخل مت دیا کرو۔"

ان کا لہجہ قدرے مدھم ہوگیا۔

"آپ کا ایمن کے ساتھ رشتہ کیا ہے؟" وہی ہمیشہ والا سوال مگر وہ پسپا ہوگیا تھا اور یہ پسپائی اس عیاں تھی۔ بہت ٹھوکریں کھا کر یہاں ذرا سیٹل ہوا تھا۔ جب تک کوئی دوسرا چانس نہ ملتا کہاں جاتا او کسی بڑے چانس کے انتظار میں تھا۔

"ایک تو رشتہ ہے' وہ مجھے سارا جیسی لگتی ہے۔" ان کے لہجے میں محبتوں کا جہان آباد ہوا۔ "تمہیر بھی بالکل ایسی ہی تھی' تھوڑی سی بے وقوف مگر نڈر۔"

"میں نے انہیں نہیں دیکھا۔" موضوع بدل جانے پر طاہر محمود نے شکر ادا کیا۔

"ہاں تم نے کہاں دیکھا ہوگا' خود میں نے تمہیں جوان ہونے کے بعد دیکھا ہے۔ بچپن میں کبھی اپ ساتھ ایک دو بار آئے تھے۔ میں نے اس کی ساری تصویریں جلادی تھیں۔"

"میرے باپ کی؟" اس نے چائے کپ میں نکالی۔ وہ دانستہ اس موضوع کو طول دے رہا تھا۔

"سارا کی۔" دادا نے گھورا پھر پوچھنے لگے۔ "وہ آ کیوں نہیں رہی؟" طاہر محمود تلملا گیا۔ بڈھا جس نق تھا' بس وہ تک ہی جاتا تھا۔

"وہ کہتی ہے' اسے ٹیوشن کی ضرورت نہیں۔"

"تم بکواس کرتے ہو' وہ یہاں پڑھنے کہاں آتی تھی' اسے تو اچھا لگتا تھا مجھ سے باتیں کرنا' میری سنن جاہل انسان اسے کتابی علم کی ضرورت نہیں تھی۔ اسے تو صرف کسی مددگار' کسی ہمراز کی ضرورت تھی کیا پتا' بے وقوف ہو تم۔" وہ استہزائیہ انداز میں کہتے چلے گئے۔

... خود اپنی مدد نہ کرسکا' وہ کسی کی مدد خاک کرے گا۔" جملہ طاہر محمود کے لبوں تک آجائے تو روکنا محال

... نہیں یقین ہے۔ وہ صرف تمہاری وجہ سے نہیں آرہی۔" طاہر محمود گڑبڑا سا گیا۔

... کم لیا ہے۔"

... بات نہیں۔"

... بات ہے اور دیکھنا' میں خود اسے جا کر لے آؤں گا۔ ابھی' اسی وقت۔"

... ششدر سا کھڑا رہا پھر جھنجلا کر باہر بھاگا۔ وہ صحن عبور کررہے تھے۔ طاہر نے وہیل چیئر روک لی

... تکلیف ہے؟" وہ غرائے۔

... لے آؤں گا۔"

... بولتے ہو۔"

... وعدہ کر رہا ہوں۔"

... تمہارے وعدے۔۔۔" انہوں نے بے یقینی سے کہا مگر واپس پلٹ گئے۔ ان کے اس طرح پلٹ جانے پر ... طمینان کا سانس لیا۔ ساتھ ہی اسے حیرت بھی ہوئی لیکن طاہر محمود کو یاد ہو نہ ہو لیکن دادا کو اچھی طرح یاد ... کا کچھ معلوم نہیں۔

... اندر جانے کے بعد بھی طاہر وہیں کھڑا رہا۔ اس کا ذہن خلجان کا شکار ہو رہا تھا۔ ایک وقتی جذبے کے ... مذموم حرکت کا مرتکب ہوچکا تھا۔ اب سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کرے۔ اس کا ذہن جھنجلا جھنجلا کر ... ایمن کو کیسے راضی کرے' تب ہی دھیان بھٹک کر ایک خاص نقطے پر مرکوز ہوگیا۔

... "کچھ لمحے اس کے بارے میں سوچنے کے بعد اس نے تیزی سے سر جھٹکا۔

... کہاں گئی ہوگی۔"

☐ ☐ ☐

... مجھے سارہ کے گھر چھوڑ آئیں گے؟" زندگی میں پہلی بار اسے اکیلے کسی کے گھر جانے سے ڈر لگا تھا۔

... تنگ کر کے گھر کیوں نہیں بیٹھتی ہو۔" وہ پہلے ہی کسی بات پر جھنجلایا ہوا تھا' وہ چپ ہوگئی۔ اپنے ... بھلے بابر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ ایمن کی آنکھوں میں ہلکی سی شرمندگی ہوئی۔

... طاب ہے' آج ہی تو تمہارا بخار اترا ہے۔"

... میں دل نہیں لگتا۔" وہ بے بسی سے گویا ہوئی۔

... کا مسئلہ۔۔۔ دل نہیں لگتا۔۔۔ دل نہیں کرتا۔" بابر ہلکے پھلکے انداز میں ہنسا۔

... لڑکی ہوتے تو پتا چلتا۔ کتنی معصوم اور مجبور مخلوق ہے۔ زرا ذرا سی بات کے لیے بھائیوں کی منتیں کرنا ... جو سکنجبین کا جگ بنا لائی تھی۔

... شکر ہے کہ میں لڑکی نہیں ہوں۔" بابر نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

... آپ لڑکی ہوتے تو کون ہوتے؟" جوجو نے بے تکا سوال کیا۔

... بیانا۔" بابر نے برجستہ جواب دیا۔

... جوجو نے ہنستے ہوئے پوچھا۔ ہلکی سی مسکراہٹ ایمن کے لبوں کو بھی چھو گئی۔

... مجھے بے حد نیسٹ کرتی ہے۔"

... چارلس سے شادی کرلیتے۔"

... نہیں۔" بابر نے تیزی سے انکار کیا پھر کھڑا ہوگیا۔

... میں چھوڑ آؤں۔"

... ہاں۔" جوجو نے جلدی جلدی گلاس بھرے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"جیو سسٹر۔۔۔" بابر دوبارہ بیٹھ گیا پھر ایمن سے پوچھنے لگا۔
"جانا ضروری ہے۔"
"چھوڑ آئیں نا' اس کا دل بہل جائے گا۔" جوجو نے پیار سے ایمن کو دیکھا۔
"وہ دوسری نک چڑھی کہاں ہے؟"
"دوسری سے کیا مراد ہے۔" جوجو نے خفگی سے دیکھا۔
"مطلب پہلی بھی' دوسری بھی۔"
"اسے کام کیا ہے۔ کالج سے آتی ہے' ٹی وی کھول کر بیٹھ جاتی ہے۔"
"کالج جا کر اس کا دھیان پڑھائی کی طرف سے بالکل ہی ہٹ گیا ہے۔" بابر نے خالی گلاس ا
رکھا۔ ایمن خاموشی سے گھونٹ بھر رہی تھی۔
(ہاں اور اس پر محترمہ کی دوستیں۔)
"چلو آؤ۔" بابر دوبارہ کھڑا ہو گیا۔
مائرہ پچھلے برآمدے میں کالج کا کام کر رہی تھی۔ ایک طرف خوبصورت سی ٹوکری میں چاکلیٹ وغیرہ پڑے تھے۔ اسے ہمیشہ سے پڑھتے ہوئے کچھ نہ کچھ کھانے کی عادت تھی۔

"مائرہ! دیکھو کون آیا ہے۔" اس کی مما ایمن کو وہیں لے آئیں۔
"بدتمیز کتنے دنوں کے بعد چکر لگاتی ہو۔" وہ اٹھ کر گلے آ لگی۔
"ہاں تم تو میرے ہی گھر ڈیرے ڈالے رہتی ہو۔ اتنے دنوں سے فون بھی نہیں کیا۔"
"تم لوگ شکوہ جواب شکوہ کرو۔ میں کچھ لاتی ہوں۔" اس کی مما چلی گئیں۔
"لیکن تمہیں یہ ہوا کیا ہے؟ اتنی پیلی رنگت اور کمزور کتنی ہو گئی ہو۔" مائرہ نے بغور اس کا جائزہ لیا۔
"بس۔۔۔" وہ نظریں چرا گئی۔ زندگی میں پہلی بار وہ کوئی بات مائرہ سے شیئر نہ کر سکی۔ "بخار تھا۔"
ایمن اسے ٹال گئی۔ بہت دیر تک دونوں بیٹھی اپنے اپنے کالج کی باتیں کرتی رہیں۔
"آؤ میرے کمرے میں چلتے ہیں۔" مائرہ نے کہا تو وہ اس کے ساتھ اس کے بیڈروم میں آ گئی۔ مائرہ نے موبائل نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔
ایمن نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔
"انہوں نے گفٹ کیا ہے۔" شرمیلی سی مسکان نے مائرہ کے لبوں کا احاطہ کیا۔
"اوہ۔۔۔"
"لاؤ۔" مائرہ نے اس کے ہاتھوں سے موبائل لے کر نمبر ڈائل کیا۔
"جی' کیسے ہیں آپ؟" مائرہ کی شگفتہ آواز ابھری۔
ایمن سمجھی وہ رضوان بھائی سے بات کر رہی ہے' اس لیے یونہی کتابیں اٹھا کر دیکھنے لگی مگر ما کے کان ہی لگا دیا۔
"بات کرو۔"
"السلام علیکم رضوان بھائی۔" ایمن نے خوش دلی سے کہا۔
"وعلیکم السلام۔ جیتی رہو۔"
"یہ آپ میری فرینڈ کو اتنے مہنگے مہنگے گفٹ بھجوا کر عادتیں خراب مت کریں۔"
"ایک آپ کو بھی بھجوا دیں؟" برجستہ پوچھا گیا۔
"میں کیا کروں گی؟" ایمن کچھ الجھ گئی۔ یہ آواز' یہ لہجہ۔

۔۔۔ائیں۔" مزے سے فرمایا گیا۔
...ن ہی طرح گڑبڑا گئی۔
... والوں نے ابھی تک ہاں کیوں نہیں کی؟"
...ی گنجائش ہی نہ تھی کہ دوسری طرف عفان بات کر رہا تھا۔
...میری ہو۔۔۔ میری ہی رہو گی۔ اگر ہاں نہ ہوئی میں تمہیں اغوا کر کے لے جاؤں گا اور جہاز میں۔۔۔"
... موبائل مائرہ کو تھما دیا جس نے ہنستے ہنستے رابطہ کاٹ دیا تھا لیکن اب اسے خفا ہوئی ایمن کو منانا تھا
...ے بدمانی تھی۔
...س کیوں جتاتا ہے؟"
...محبت کرتا ہے اس لیے۔" مائرہ نے تسلی دی۔
...کا زور مجھ پر ہی چلتا ہے۔" وہ خفا سے لہجے میں بولی مگر اندر کہیں بجھا ہوا دل کھل سا گیا۔ تمیز
...بے نام لہجہ اچھا نہ لگتا تھا مگر یہ کیا کم تھا کہ اتنا خوبرو پائلٹ اس کا طلب گار تھا۔
...کروٹ بدلتے ہوئے عفان کا جملہ بہت بار ذہن کے دریچے سے ٹکرایا۔
...ہو اور میری ہی رہو گی۔"

□ □ □

...ہما لیے نے چائے بنائی اور وہاں برآمدے میں دادا کے پاس بیٹھ کر چائے میں بسکٹ ڈبو ڈبو کر کھانے ...ل ہاں تھی کہ رکتی نہ تھی۔ برسوں کا تجربہ تھا جو منہ سے بولتا۔ دادا اپنی ڈاک دیکھ رہے تھے۔
...ہی چائے ختم ہوئی تو دادا نے اسے اپنی ڈاک دی۔ فیروز دین الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے۔ چار لفافے تھے۔
...وز شاعر کے نام جس کی حال ہی میں پہلی کتاب منظر عام پر آئی تھی۔ دادا نے اسے ہمدردانہ انداز میں ...ھا۔ وہ اپنی شاعری سے خود کو اور عوام کو مزید تکلیف میں مبتلا نہ کرے اور ایک ہی کتاب پر اکتفا کرے۔
...لافہ ایم فل کی ایسی طالبہ کے نام تھا جس کی اقبال کی شاعری پر ریسرچ حال ہی میں منظر عام پر آئی تھی۔ ...ے طالبہ کو اس کاوش پر خراج تحسین پیش کیا تھا۔
...لافہ کسی دور دراز گاؤں میں رہنے والے رشتہ دار کے نام تھا۔ مقصد محض خیریت معلوم کرنا اور چوتھا۔۔۔ ...ن اس چوتھے لفافے کو خوب پہچانتا تھا۔ کئی برس گزر گئے اسے یہاں سے یہ لفافہ لے جاتے اور وہ آج ...ی طرح خالی تھا۔ بغیر کسی نام پتے کے بالکل بلینک۔
...تو اس پر پتا لکھ ہی دیں صاحب!" فیروز دین کا دل چاہا' وہ ان سے کہہ ہی دے مگر نہ کہہ سکا۔ خاموشی سے ...میں ڈالے اور کھڑا ہو گیا۔
...اچھا صاحب۔"
...فیروز دین! اللہ کے سپرد۔"
...دروازہ کھول کر طاہر اندر چلا گیا۔ اسے یہ ڈاکیہ ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ سو یکسر نظر انداز کرتا اندر کی ...یہ فیروز دین نے خود بھی اسے کبھی لفٹ نہیں کروائی تھی۔
...طاہر۔۔۔" دادا کی پکار پر اسے رکنا پڑا۔ "تم ایمن کی طرف گئے تھے؟"
...طاہر کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ "وہ کسی عزیز کی شادی کے سلسلے میں پنڈی گئی ہے۔ ایک ہفتے تک ...
..." دادا کی آواز اور چہرے پر مایوسی چھا گئی۔

□ □ □

...جو نئے کمرے بنانا چاہتی تھیں۔ ان پر کام شروع ہو گیا تھا۔ راج مستری' مزدور بہت تیزی سے ...رہے تھے۔ کبھی کبھی مہرالنساء بھی برآمدے میں کھڑی ہو کر کام کا جائزہ لے لیتیں۔ وہ چاہتی تھیں وقار

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

الحسن کے آنے سے قبل کمروں کی تعمیر مکمل ہو جائے۔ وجہ وہ اسٹور روم تھا جہاں ایمن مقیم تھی انہیں کھٹکنا شروع ہو گئی تھی۔ ان کا ارادہ تھا کہ وقار الحسن کے آنے سے پہلے پہلے ایمن کسی کمرے جائے۔ شاید اس میں عمل دخل بابر کی باتوں کا تھا کہ سب کچھ اپنی ملکیت ہونے کے باوجود وہ خود کو غیر کر رہی تھیں۔ ایک ہلکی سی پسپائی کا احساس ان کے اندر دھیرے دھیرے سرایت کرنے لگا تھا۔

"تو کیا گزرے ماہ و سال نے میرے اندر سارا کی نفرت کو کمزور کر دیا ہے۔" وہ کبھی کبھی یونہی کسی رک کر سوچنے لگتیں۔ اپنا آپ کھنگالنے لگتیں۔ جواب ہمیشہ ہاں میں ملتا۔

"شاید میں نے سارا اور ایمن کی حیثیت کو تسلیم کر لیا ہے۔"

اسی تسلیم نے ایمن کے ساتھ اپنا رویہ بدلنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھیں کہ ان نفرت کا جو بیج معصوم ایمن کے دل میں بویا تھا' وہ ایمن کے اندر جڑ پکڑ چکا ہے۔ وہ ان کے ہر عمل کو دیکھنے کی عادی ہو گئی تھی۔

مومو اور جوجو نے طاہر محمود سے ٹیوشن پڑھنا شروع کر دی تھی۔

یہ خبر ایمن کے لیے اچھی نہ تھی' وہ بے چین ہو گئی۔

"وہ ہر روز آئے گا۔"

"ایمن! چاہو تو تم بھی ٹیوشن شروع کر دو۔" بھنڈیاں دھوتی مہرالنساء نے سرسری سے انداز میں گئی۔

"مجھے ٹیوشن کی ضرورت نہیں۔" اس نے رکھائی سے جواب دیا۔

"مرضی ہے تمہاری۔"

ایمن کا جی چاہا وہ مہرالنساء سے کہے کہ وہ مومو اور جوجو کو ٹیوشن طاہر محمود سے مت پڑھائیں مگر چاہنے کے باوجود کچھ نہ کہہ سکی۔ وہ پوچھتیں کیوں؟ تو وہ کیا جواب دیتی مگر جوجو سے کہے بغیر رہ نہ سکی

"تمہیں ٹیوشن کے لیے یہی ماسٹر ملا ہے۔"

"ہیں... کیا ہوا؟" وہ پنسل لبوں میں دبا کر حیران ہوئی۔

"وہ کیا تمہیں خاک پڑھائیں گے' وہ تو..." ایمن نے بے بسی سے جملہ ادھورا چھوڑا۔

"اتنا اچھا تو پڑھاتے ہیں پھر ان کی انگلش بہت اچھی ہے۔ انگلش میں اتنی روانی سے گفتگو کرتے جنرل نالج۔"

"ہاں جنرل نالج پڑھاتے پڑھاتے کچھ اور پڑھانا شروع کر دیں گے۔" ایمن تلخی سے گویا ہوئی۔

"کچھ اور کیا؟" جوجو نے حیرت سے پوچھا۔

"بہر حال تم ہوشیار رہنا' اکیلے ان کے پاس بیٹھنے کی ضرورت نہیں۔" ایمن نے اسے دبے لفظوں کرنے کی کوشش کی تو وہ کچھ اور حیران ہو گئی۔

"کیوں؟"

"ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں' بہن ہوں تمہاری۔"

"اچھا..." جوجو ہنس دی۔ "پہلی بار تمہارے منہ سے ایسا جملہ سنا ہے۔"

"مرو..." وہ اٹھ کر باہر نکل آئی لیکن باہر کے برآمدے ہی میں مڈبھیڑ طاہر محمود سے ہو گئی جو اندر

"ایمن! میری بات سنو۔" وہ لپک کر سامنے آیا۔

ایمن کے لبوں سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔

"ک... کیا ہے؟" اس نے خوفزدہ نظروں سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔ یہ ڈھارس ضرور تھی کے نہیں اپنے گھر میں کھڑی ہے۔

"ایمن...! پلیز... میری بات تو سنو... میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔" ایمن وہاں سے بھاگ

وازے کے سامنے کھڑا تھا۔

پڑھ ہوا' وہ محض..."

ب میں آہٹ ہوئی اور دروازہ کھول کر مہرالنساء باہر آئیں۔ مستری اپنا کام ختم کر کے جا چکے تھے اور

لینے آئی تھیں۔

ہلا کر پلٹا۔

سی گئیں۔ انھوں نے ایک نظر طاہر اور دوسری ایمن پر ڈالی۔

لیم۔" طاہر نے فوراً خود کو سنبھالا۔

لام۔" انھوں نے سوالیہ نظروں سے ایمن کو دیکھا۔

تیزی سے اندر چلی گئی۔

موقع کھو جانے پر دانت پیس کر رہ گیا۔

"؟"

ہے۔" مہرالنساء نے مختصراً کہا تو وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔ رخ بابر کے کمرے کی طرف تھا۔ مہرالنساء کچھ کے کام کا جائزہ لینے لگیں۔ ان کی آنکھوں میں ہلکی سی الجھن تیرنے لگی تھی۔

☆ ☆ ☆

روز بروز الجھن کا شکار ہو رہا تھا کہ دادا کا رویہ ناقابل برداشت ہونے لگا تھا۔ ان کا رویہ جارحانہ اور تلخ ہو چکی تھی۔ دوسری طرف ایمن تھی کہ کیسی صورت پکڑائی نہ دیتی' وہ چوکنا ہرنی کی طرح اس کے بھاگتی۔ اب تو کبھی چائے دینے بھی نہ آتی تھی' وہ اکثر و بیشتر وقت بے وقت بھی گھر آیا کہ شاید ٹکراؤ بے سود۔

دنوں سے ٹیوشن کے لیے کیوں نہیں جا رہی ہو؟" بابر نے اسے مسلسل گھر بیٹھے دیکھ کر پوچھا تھا۔

ٹیوشن کے لیے نہیں جانا۔"

" بابر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

ضرورت نہیں۔" اب وہ وجہ کیا بتاتی۔

ایمن...! مجھے اتنا تنگ مت کرو۔" وہ زچ ہو کر بولا۔

کیا ہے؟" وہ نظریں چرا گئی۔

اپنے فیوچر کے بارے میں سنجیدہ نہیں ہوتی ہو۔ ایمی! زندگی ہمارے نان سیریس فیصلوں کی متحمل نہیں تمہارے ہاتھ میں صرف آج ہے۔ جو قدم بھی اٹھاؤ گی' اس پر تمہارے مستقبل کی عمارت تعمیر ہو گی

"

دادا یاد آ گئے' وہ بھی تو ہر وقت فلسفہ زندگی پڑھاتے رہتے تھے۔ دادا کے ساتھ طاہر محمود کا خیال نہ آتا' یہ

جھرجھری سی لے کر رہ گئی۔

وہاں کبھی نہیں جاؤں گی۔" اس نے مصمم ارادہ کر رکھا تھا۔

تمہارا بہت پوچھ رہے تھے۔"

جانا ہوا تو چلی جاؤں گی' فی الحال میں ضرورت محسوس نہیں کرتی۔"

سے کہہ کر باہر نکل آئی۔ مومو اور جوجو کتابیں اٹھائے اندر آ رہی تھیں۔ طاہر محمود اسے دیکھ کر رک انہیں لان میں ہی ٹیوشن دیا کرتا تھا۔ اس نے جھک کر ٹیبل پر رکھے کسی فالتو کاغذ پر تیزی سے کچھ لکھا تنگ سی رکھ کر ایمن کو اشارہ کیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔

جگہ حیران پریشان کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

"کیوں دروازے میں اسٹیچو بن کر کھڑی ہو۔ راستہ تو دو۔" موحل نے جھنجلا کر کہا تو ایمن ایک طرف ہٹی۔ موحل کے اندر جانے کے بعد وہ آہستگی سے چلتے ہوئے ٹیبل تک آئی۔ ہوا کاغذ کے اس ننھے سے ٹکڑے کو اڑانے کے لیے بے تاب تھی۔ ایمن نے کہنی ہٹائی اور کاغذ کا وہ ٹکڑا اٹھا لیا۔

"ایمن! مجھے تمہارے گمشدہ بریسلیٹ کے بارے میں بات کرنا ہے۔"

"گمشدہ بریسلیٹ۔" وہ ہکا بکا رہ گئی۔ اسے یاد آیا' پہلے بھی وہ اس حوالے سے بات کر چکا تھا۔

"سر کو کیسے پتا میرے بریسلیٹ کے بارے میں۔" وہ الجھ کر رہ گئی۔

"ایمن!"

مہرالنساء کی آواز پر وہ اچھل پڑی۔ اور کاغذ کو موڑ کر دور پھینک دیا۔

"جی۔۔۔"

"مائرہ کا فون ہے۔" مہرالنساء نے ایک سرسری نگاہ سے اس کی اس حرکت کو دیکھا۔ ایمن جلدی سے فون کی طرف بڑھ گئی۔ مہرالنساء آہستگی سے آگے بڑھیں۔ اور جھک کر مڑا تڑا کاغذ اٹھا لیا۔ نظریں تحریر پر پھسلیں تو ماتھے پر لکیریں گہری ہو گئیں۔

"ایمن اور طاہر محمود۔۔۔"

ان کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ ہاں کبھی ایمن کے پاس ایک بریسلیٹ تھا تو' وہ گم ہو گیا یا ایمن نے اتار دیا' مہرالنساء نے کبھی اس کے بارے میں کوئی سوال نہ کیا تھا۔

مہرالنساء نے کاغذ موڑ کر دور پھینک دیا اور وہیں بیٹھ گئیں۔ ان کا ذہن تانے بانے بن کر ایک نتیجے پر پہنچ رہا تھا۔

● ● ●

"حرام خوروں کے لیے لنگر خانہ نہیں کھول رکھا میں نے۔ دو پیسے کی اوقات نہیں اور آجاتے ہیں حلوے مانڈے کھانے۔"

باوجود شدید غصّے کے ان کے 'حلوے مانڈے' پر طاہر محمود کو ہنسی آگئی اور شامتِ اعمال انہوں نے ہنس بھی دیا لی۔

"ہاں' بے غیرت ہو۔ غیرت والے ہوتے تو یہاں مفت کی کھا رہے ہوتے؟ بتول۔۔۔ بتول! کچن کو تالا لگا کر چابی مجھے دے کر جانا۔"

"ہاں ہاں۔۔۔ خزانے کو تالا لگا دو۔ بڈھا سانپ نگرانی کرے گا۔" وہ بے حد اطمینان سے گھونٹ گھونٹ چائے ختم کر رہا تھا۔

"ڈس لوں گا کسی دن۔" انہوں نے آنکھیں نکالیں۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔" طاہر محمود پہلے ہنسا پھر قدرے ڈر کر بولا۔ "ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ آپ کا ڈسا تو پانی بھی نہیں مانگتا۔"

"میرے کون سے گناہ کی پاداش میں تم میرے سر پر مسلط کیے گئے ہو۔" انہوں نے گویا سر پیٹ لیا۔

"سوچ لیں' غور کریں۔ اتنے نیک تو نہیں ہیں آپ۔" اس نے خالی کپ سنک میں رکھا پھر بتول کو پکارتا ہوا جوان کے معمول کے جھگڑے سے بے نیاز زور و شور سے برآمدے میں پوچھا لگا رہی تھی۔

"لو لگا لو اس شاہی باورچی خانے کو تالا۔ ہم تو چلے۔"

"طاہر۔۔۔ طاہر۔۔۔! وہ کب آئے گی؟" ان کی تان پھر وہیں جا کر ٹوٹی۔

"بس ایک دو دن میں آجائے گی۔" وہ ہلکا سا مسکرایا' اس کے ذہن نے اس مسئلے کو ہینڈل کرنے کا طریقۂ عمل مرتب کر لیا تھا۔

● ● ●

سب سے پہلے جو جو کتابیں لے کر آئی تھی۔

"چائے تو پلا دو بر جیس۔۔۔!" اس نے بہت دنوں کے بعد فرمائش کی۔

۔۔۔ الی ہوں سر!" وہ کتابیں رکھ کر مڑی۔

۔۔۔ ن لو بھیجنا اس کی دوبارہ سے برین واشنگ کی ضرورت ہے۔" طاہر نے اس یقین سے کہا کہ وہ آجائے

۔۔۔ طرادی۔

۔۔۔ بتی ہوں۔"

۔۔۔ تابی سے انتظار کرنے لگا۔ اسے یقین تھا بریسلیٹ والی بات سن کر وہ ضرور آئے گی اور ذرا سی دیر میں وہ

۔۔۔" طاہر محمود کا لہجہ سنجیدہ اور انداز باوقار تھا۔

۔۔۔ یں۔" وہ ڈری ہوئی تھی مگر خود کو بہادر ثابت کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ دروازے کے قریب کرسی کی

۔۔۔ ے کھڑی تھی۔

۔۔۔ یسلیٹ کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟"

۔۔۔ نے جیب میں ہاتھ ڈالا پھر ہتھیلی پھیلا دی۔ اس پر رکھے بریسلیٹ کو دیکھ کر ایمن کا دل اچھل کر حلق میں

۔۔۔"

۔۔۔ محمود نے مٹھی بند کی اور ہاتھ دوبارہ جیب میں گھسا لیا۔

۔۔۔ سر! یہ مجھے دے دیں۔" ایمن نے بے اختیار کہا۔

۔۔۔ یں ہی دینا ہے۔ تمہاری امانت ہے لیکن۔۔۔" اس نے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑا۔

۔۔۔ نظر اٹھا کر اس کی شکل دیکھنے لگی۔

۔۔۔ ی! تم مجھے کیا سمجھتی ہو؟" طاہر کا لہجہ گمبھیر ہو گیا۔ ایمن اس سوال کا کیا جواب دیتی۔ سر جھکائے ناخن سے

۔۔۔ لکیریں کھینچتی رہی پھر آہستگی سے گویا ہوئی۔

۔۔۔ یں آپ کی بہت عزت کرتی تھی۔"

۔۔۔ تی تھی اور اب۔۔۔؟"

۔۔۔ اب۔۔۔" وہ متذبذب سی اسے دیکھنے لگی۔

۔۔۔ ی! تم معصوم بھی ہو اور بے وقوف بھی۔ تم نے ایک چیز اپنی طرف سے فرض کر لی۔ تم یہ سوچ بھی کیسے سکتی

۔۔۔ رے جیسا شخص۔۔۔ میرے جیسا شخص تمہارے ساتھ کوئی ایسی ویسی حرکت کر سکتا ہے۔" طاہر کا لہجہ

۔۔۔ گیا۔

۔۔۔ لیکن اس دن۔۔۔"

۔۔۔ طاہر نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

۔۔۔ اس دن مجھ سے صرف اتنی غلطی ہوئی کہ میں ہلکی سی شرارت پر اتر آیا۔ شاید گھر پر اکیلا تھا۔ اپنے گھر' اپنے ۔۔۔ بھائیوں کو یاد کرتے ہوئے یہ بھول گیا کہ میرا تمہارے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔ ایمن! میں صرف تمہیں تمہاری ۔۔۔ ت دینا چاہتا تھا۔ ورنہ میرا ارادہ برا نہیں تھا۔ میں نے آج تک تمہارے ساتھ کچھ برا کیا ہے ایمن؟ ہمیشہ ۔۔۔ ساتھ دیا' تمہارا حوصلہ بڑھایا' تمہارے ایڈمیشن کے لیے کہاں کہاں دھکے کھائے' صرف اس لیے کہ ۔۔۔ ی زندگی بن جائے' تم کسی سے پیچھے نہ رہو۔ اس کے بدلے۔۔۔ کبھی تم سے کسی بھی قسم کی ڈیمانڈ کی اور تم ۔۔۔ ایک لمحے کی شرارت پر کیا کچھ سوچ ڈالا۔ ایمن! مجھے خود سے شرم آنے لگی ہے۔"

۔۔۔ اس کا لہجہ اتنا یاسیت بھرا اور پشیمان سا تھا کہ ایک پل کو ایمن شرمندہ سی ہو گئی۔ واقعی طاہر نے زندگی کے ہر ۔۔۔ ل مرحلے پر اس کا ساتھ ہی دیا تھا۔ بغیر کسی صلے اور لالچ کے۔

"سر! آپ کو یہ بریسلیٹ کہاں سے ملا؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کچھ سمجھ میں نہ آیا تو ایمن نے وہی سوال کیا جو کل سے اس کے ذہن میں کلبلا رہا تھا۔
"تم اس طوفانی رات میں یہ میرے گھر چھوڑ آئی تھیں۔" ایمن نے شرمندہ سی ہو کر گردن جھکا دی۔
"تمہیں مجھ پر اعتبار کرنا ہوگا ایمی! کیونکہ مجھے آئندہ بھی تمہارے کام آنا ہے اور دادا۔۔۔ دادا کا کیا تم انہیں چھوڑ آئیں۔ کتنے دن ہو گئے انہوں نے ڈھنگ سے کچھ کھایا بھی نہیں۔ انہیں صرف ہے۔ اس بوڑھے شخص سے کیسی ضد؟ وہ تو تمہیں بہت چاہتے ہیں۔ ان کے پاس جاؤ کہ تم ان کی روکھ میں بہار کی اولین ساعت کی طرح داخل ہوئی ہو۔ خزاں زدہ موسم کے لیے یہ ساعت کیا اہمیت رکھتی شاید اس کا اندازہ ہی نہیں۔ کاش کہ تم ہماری کیفیت سمجھ سکو کہ تم ہمارے لیے کیا ہو۔"
جب تک جوجو چائے بنا کر لائی' وہ ایمن کی برین واشنگ کر چکا تھا۔
"آئی ایم ساری سر! میں تو بس۔۔۔"
ایمن کو واقعی لگا کہ وہ غلطی پر تھی۔ وہ عمر کے اس دور میں تھی جہاں لہجوں کے مصنوعی پن کھوجے لفظوں کی خوش نمائی متاثر کرتی ہے۔
"تم گھر آنا ایمن! میں بھی اس وقت تمہیں گھر پر نہیں ملوں گا۔"
جوجو آ گئی تھی۔ اس لیے وہ بغیر کوئی جواب دیے واپس مڑ گئی۔ اسے طاہر محمود کا لہجہ متاثر کر گیا تھا۔ محمود کے ایک ایک لفظ پر اعتبار آ گیا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ طاہر محمود پر اعتبار کر کے وہ اپنی زندگی غلطی کرنے جا رہی ہے۔

□ □ □

طاہر محمود اس وقت ایمن کو کبھی گھر پر نہیں ملا۔ دادا نے اسے دیکھ کر منہ پھیر لیا اور درشتی سے گویا
"تم چلی جاؤ یہاں سے۔"
"کیوں؟" وہ مسکرا دی۔ طاہر کی زبانی ان کی بے تابی کا حال سن چکی تھی۔
"مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔" انہوں نے رخ بدل لیا۔
"لیکن۔۔۔" اس نے عقب سے آکر دونوں ہاتھ ان کے کندھوں پر رکھے۔ "مجھے تو آپ کی ضرورت
"اسی لیے اتنے دنوں تک خبر بھی نہ لی۔"
"سر نے بتایا تو تھا۔۔۔ میں شادی پر گئی تھی۔" طاہر نے ایمن کو بتا دیا تھا کہ اسے دادا سے کیا بہانا کر
"بتا کر نہیں جا سکتی تھیں؟"
"بس اچانک ہی جانا پڑا۔"
"میں تم سے بات نہیں کرتا۔" وہ ننھے بچے کی طرح روٹھ گئے۔
"دادا! آئی ایم سوری۔" اس نے کندھوں پر ہلکا سا دباؤ ڈالا۔ وہ کچھ لمحے چپ رہے پھر گردن موڑ کرا پر رکھے ایمن کے ہاتھ کو دیکھا۔
"ایمن!"
"جی۔"
"تم مجھے نانا کہا کرو۔" انہوں نے عجیب سی فرمائش کی۔
"کیوں؟" ایمن حیران ہوئی۔
"کیونکہ۔۔۔" انہوں نے ایک ٹھنڈی آہ کھینچ کر آنکھیں موندلیں پھر بات بدل دی۔
"بس میرا دل چاہتا ہے۔"
"دادا! دل کی نہیں مانتے۔" ایمن کا لہجہ شریر ہوا۔
وہ مسکرا دیے۔ "ہاں۔۔۔ لیکن کبھی کبھی۔۔۔"

□ □ □

۔۔۔ گئے۔ مزدور' مستری سامان سمیٹ کر چلے گئے تو مہرالنساء نے ملازمہ کو زائد پیسے دے کر ۔۔۔ روالی۔ بالکل باہر کی سمت والے کمرے میں قیمتی اور خوبصورت کارپٹ بچھا کر ڈرائنگ روم کی ۔۔۔ پہلے وہی کمرہ تھا جو مہمانوں کے لیے ڈرائنگ روم کی حیثیت رکھتا تھا اور بابر کے لیے بیڈ روم ۔۔۔ اور دوسرا کمرہ۔"
۔۔۔ اس کمرے کو اپنے لیے سیٹ کر لو۔"
۔۔۔ نے کہا تو ایمن کی آنکھوں میں وہ لمحہ گھوم گیا' جب اسے اس کے کمرے سے بے دخل کر دیا گیا تھا۔
۔۔۔ رت نہیں' میں جہاں ہوں ٹھیک ہوں۔" اس نے رکھائی سے انکار کر دیا۔
۔۔۔ وہ کمرہ میں لے لیتا ہوں۔ ذرا آؤٹ سائڈر ہے۔ میرے والا ایمن لے لے۔" بابر نے اس کا ۔۔۔ خاطر میں نہ لاتے ہوئے کہا۔
۔۔۔ نانا' مجھے ضرورت نہیں ہے۔" ایمن نے ایک بار پھر سختی سے انکار کیا۔
۔۔۔ ٹھیک ہے۔"
۔۔۔ وہ یہ بات دادا کو بتا رہی تھی تو پاس بیٹھے طاہر محمود نے فوراً کہا۔ آج وہ بہت دِنوں کے بعد گھر میں نظر

۔۔۔ طبیعت ٹھیک نہیں۔" وہ کسلمندی سے ٹانگیں پھیلائے کرسی پر بیٹھا تھا۔ ایمن کے بغیر پوچھے اس نے ۔۔۔ اس کی موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑا کہ اتنے دنوں میں اس کا خوف زائل ہو چکا تھا۔
۔۔۔ وہ تمہارا گھر ہے۔ اس گھر پر تمہارا حق اتنا ہی ہے جتنا کہ مومو اور جوجو کا۔ یوں اپنے حق سے دست ۔۔۔ نہیں۔ مظلوم بن کر رہنے کے بجائے بہادر بن کر رہنا سیکھو۔"
۔۔۔" ایمن نے کچھ کہنا چاہا لیکن طاہر نے درمیان میں ٹوک دیا۔ "لیکن ویکن کچھ نہیں' تم اپنے ۔۔۔ شفٹ ہو رہی ہو۔"
۔۔۔ حونس بھرا حتمی سا لہجہ ایمن کو اچھا لگا۔
۔۔۔ اس درمیان کوئی دخل اندازی نہیں کی تھی' بس خاموشی سے کتاب کے صفحے پلٹتے رہے۔
۔۔۔ کہتے ہیں نانا۔۔۔؟" ایمن نے ان کی فرمائش پر انہیں نانا کہنا شروع کر دیا تھا!۔
۔۔۔ ٹھیک کہتا ہے۔"
۔۔۔ زندگی میں پہلی بار انہوں نے طاہر کی کسی بات سے اتفاق کیا تھا۔ طاہر نے تعجب سے انہیں دیکھا پھر ہنس

۔۔۔ آف تھینکس ایمن وقار الحسن۔"
۔۔۔ لیے؟" ایمن نے حیرت سے طاہر کو دیکھا۔
۔۔۔ تیزی سے مسکراتا رہا۔
۔۔۔ ہو گئے تب ہی جھنجلا کر بولے۔
۔۔۔ کتاب کھولو۔"
۔۔۔ دن میں بابر نئے کمرے میں شفٹ ہو گیا اور ایمن' بابر کے کمرے میں۔

☼ ☼ ☼

۔۔۔ لوگ ہیں جو
۔۔۔ کے دست شمار میں ہیں
۔۔۔ کی نگاہ کے حصار میں ہیں
۔۔۔ کوئی ہو صدیوں کا بے انت سفر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

صحرا صحرا پھرتا کوئی خاک بسر
کیا پوچھتے ہو کہ کون ہیں ہم
ہم تو جگنو بھی نہیں ہیں
کہ کسی کی آنکھ میں چمکتے
کسی کو سنوارتے
ہم تو آنسو کی طرح ہیں
آنکھ سے ٹپکے اور ڈوب گئے

محبت کی آس میں
گھر سے نکلے اور بے سمت مسافت میں
دربدر پھرتے ہوئے
کسی بے نام شام کی نذر ہوئے

کتاب پر لکھے حروف کو ایمن نے کئی بار پڑھا۔ ذہن ان لفظوں کی گہرائی تک نہیں اتر سکا تھا مگر اور الفاظ سے بے طرح متاثر ہوا۔

اس نے نظم کو کئی بار پڑھا پھر رسالے پر سر رکھ کر باہر جھانکنے لگی۔ باہر بے کیف اداس اور دھیمی تھی جس کے خاموش سینے پر کبھی کبھار مختلف پرندوں کی آوازیں شگاف ڈالتی تھیں۔ ہوا چلی اور پر گلابی پژمردہ پھول بکھر گئے۔ وہ میز پر سر رکھے بہت دیر تک ان بکھرے پھولوں کو دیکھتی اور سوچتی یاسیت کا شکار ہونے لگا۔

"آج ایک بیزار اور بے کیف دن تھا۔"

اس نے آدھے گزرے دن کا تجزیہ کرنے کے بعد فیصلہ کیا۔ گھر میں بلا کی خاموشی تھی۔ موموا آکر سو گئی تھیں۔ مہرالنساء اگر کسی کام میں مصروف تھیں بھی تو آواز یہاں تک نہیں آتی تھی کہ ذرا الگ تھلگ تھا۔

اس کے دھیان میں عفان کی شوخ آواز گونجنے لگی۔ بہت دنوں سے نہ تو مائرہ سے بات ہوئی خیر خبر مل سکی۔

"کیا وہ واقعی مجھے چاہتا ہے؟" دل ہولے ہولے مسکرانے لگا۔

"لیکن وہ بہت برا ہے، رعب جماتا ہے۔"

"پگلی! یہ تو اس کا اسٹائل ہے۔" دل نے جھڑکا۔ "اس کا اظہار ہے، تمہیں اپنی ملکیت جو سمجھ

"لیکن میں اس کی ملکیت نہیں ہوں۔" دل نے احتجاج کیا۔

"محبت تو ہو۔" دل برجستہ گویا ہوا۔ "محبت تو حق جتائے گی۔"

"خواہ مخواہ۔" وہ شرما گئی۔

"جب اس محبت کو باقاعدہ اک رشتے کا نام ملے گا تب سمجھ میں آئے گی ساری بات۔" دل۔

دور لکڑی ... کھلا اور آنے والا آہستگی سے اندر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا اٹیچی تھا اندر لا رہا تھا۔ ایمن کا دماغ کہیں اور تھا اور نظروں کی گرفت میں وہ شخص۔ کچھ پل غائب دماغی کا لب بے آواز ملے۔

"ڈیڈی!" وہ بے یقینی سے کھڑی ہو گئی۔

"ڈیڈی۔۔۔" اب لبوں کو قوت گویائی مل گئی تھی۔ اس کی آواز نے سناٹے پر خاصی کاری ضرب وہ بھاگتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی۔

وقارالحسن اسے دیکھ کر رک گئے۔ انہوں نے اٹیچی چھوڑا اور دونوں بازو پھیلا دیے مگر وہ قریب

... ے حیرت، خوشی، بے یقینی سب ہی کچھ مترشح تھا مگر ایک جھجک تھی جس نے آگے بڑھنے سے

... آپ۔۔۔"

... ن نے بازو پھیلا کر اسے ساتھ لگایا اور پیشانی پر بوسہ ثبت کر دیا۔ ایمن آبدیدہ ہو گئی۔ اسے اس آخری ... قارالحسن نے وقت رخصت اس کی پیشانی پر ثبت کیا تھا اور آمد کے اس پہلے بوسے میں کوئی فرق محسوس

... تم کتنی بڑی ہو گئی ہو۔"

... بتائے آگئے۔" اس نے جلدی سے اپنے بکھرے بال سمیٹے۔

... مائی چائلڈ۔" وہ مسکرائے۔

... نے دیکھا، ان کی آنکھوں کے گرد حلقے بہت گہرے ہو گئے تھے اور وہ کچھ کمزور بھی لگ رہے تھے۔ اور اس ... یا۔

... ساری باتیں یہیں کرلو گی۔" وقارالحسن مسکرائے پھر جھک کر اٹیچی اٹھانے لگے۔

... اندر چلیں۔"

... لوگ سو رہے ہیں؟"

... نہیں میں تو اپنے کمرے میں تھی۔" ایمن نے بتایا۔

... ن نے ایک سرسری نگاہ نئے بنے ہوئے کمروں پر ڈالی پھر اندر کی طرف بڑھ گئے۔

☼ ☼ ☼

... " جوجو کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی۔

... ہوا؟" اپنے لیے سلائس گرم کر رہی تھی۔ ہاف فرائی انڈہ ایک طرف پلیٹ میں پڑا تھا۔ جوجو کے لیے

... بہت ہاف فرائی انڈہ نہیں بلکہ اس کا یونیفارم تھا۔

... کالج جا رہی ہو؟"

... " اس نے سلائس بھی پلیٹ میں رکھے اور ٹیبل تک آگئی۔

... بھی کالج جا رہی ہو؟" جوجو نے زور دے کر کہا۔

... کچھ خاص بات ہو گئی کیا؟"

... ڈیڈی آئے ہیں۔" جوجو کو اس کی دماغی حالت پر شبہ ہونے لگا تھا۔

... اچھا۔۔۔" اس نے یوں پوز کیا گویا ابھی ابھی یاد آیا ہو۔ حالانکہ ساری رات مارے خوشی کے وہ سو نہ سکی ... لیے تو ... بج میں آدھی رات تک محفل جمی۔ انہیں اس پورے عرصے کی رپورٹ دی گئی۔ ایمن بھی ان ... شامل رہی ... تھی مگر صبح تک اس کے سارے گلے شکوے جو اسے وقارالحسن سے تھے، دوبارہ سے عود کر آئے ... وہ کالج جانے کے لیے تیار ہو گئی۔ شاید وقارالحسن پر اپنی ناراضی ثابت کرنا مقصود تھا۔

... مجھے تو خیال ہی نہیں رہا کہ ڈیڈی واپس آئے ہیں تو مجھے آج چھٹی کرنا چاہیے۔ بہرحال اب تو تیار ہو چکی ... تب تک آہی جاؤں گی۔"

... کے لاپروائی سے کہنے پر جوجو نے اسے غور سے دیکھا پھر گویا فیصلہ دیا۔

... ڈیڈی سے ناراض ہو؟"

... کس لیے۔" اب وہ چائے بنا رہی تھی۔

... کس لیے کہ۔۔۔" جوجو گڑبڑا گئی۔ سمجھ میں نہ آیا کہ مزید کیا کہے۔

... زیادہ ٹینشن مت لو۔ کھانا ایک بجے تک تو آہی جاتا ہے۔ تب تک تو ڈیڈی سو کر ہی اٹھیں گے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جوجو کندھے اچکا کر باہر نکل گئی۔ چائے پینے اور دن کے بارن تک وہ بہت کچھ سوچتی رہی تھی
ایک پل بھی دل نہ لگا۔ نہ کوئی پیریڈ اٹینڈ کیا۔ بس خاموشی سے ایک بینچ پر دن گزار کر واپس آگئی۔

◆ ◆ ◆

"مہرو! آج تو کروا دو تگڑا سا ناشتہ۔"
وقارالحسن دس بجے کے قریب سو کر اٹھے تھے۔
"سب کچھ تیار ہے' آپ فریش ہولیں۔" مہرالنساء مسکرائیں۔ خوش وہ بھی تھیں' بس یہ ہے کہ ایک مسکراہٹ میں پوشیدہ تھی۔
وقارالحسن فریش ہو کر آئے تو گرما گرم پراٹھے' قیمے کا سالن' آملیٹ سامنے رکھے وہ تینوں ان کی
"بھئی' ایمن کو بھی بلاؤ۔ ابھی تک نہیں اٹھی۔" کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے انہوں نے ناشتے کی خوشبو کو اپنے اندر اتارتے ہوئے کہا۔ مہرالنساء خاموش رہیں جبکہ مومو نے جلدی سے بتایا۔
"وہ تو کالج چلی گئی۔"
"کالج..... کیوں؟" انہوں نے تعجب سے مہرالنساء کو دیکھا۔ "کوئی بات ہوئی؟"
"بات کیا ہونا تھی' اس کا ضروری ٹیسٹ تھا۔ مس نہیں کر سکتی تھی' اس لیے جانا پڑا۔ جلدی آ جانا بھی نہیں چاہتی تھی۔" جوجو نے بات کو سنبھالا۔
"اچھا۔" وہ مطمئن ہو گئے۔ "اور بابر۔"
"بابر از ہیر۔" وہ قمیص کی آستین پلٹتے ہوئے چلا آیا۔
ناشتے کے بعد بھی وہ لوگ بھی بیٹھ کر باتیں کرتے رہے پھر مومو' جوجو اور بابر تو اپنے اپنے گفٹس وقارالحسن ان کے لیے لائے تھے جبکہ وقارالحسن' مہرالنساء کو لے کر باہر نکل آئے۔
ابھی دن کا آغاز تھا مگر دھوپ پوری طرح پھیل چکی تھی۔ فضا میں حبس اور تپش تھی۔ وہ نئے بنے کی طرف آ گئے جو نسبتاً "ٹھنڈے" تھے۔
"پردیس..... پردیس ہے مہو۔" وقارالحسن کہہ رہے تھے۔ "اپنے گھر کا سکھ۔ آہ۔ میں ...
ہے۔"
مہرالنساء نے کھڑکیاں کھول دیں' پنکھا چلا دیا۔
"لان کی تو شکل نکل آئی ہے۔" وقارالحسن اس کے عقب میں آ کھڑے ہوئے۔
"ہاں' ایک مالی سے بات کی ہے' ہر دوسرے دن چکر لگا لیتا ہے۔" مہرالنساء نے جواب دیا۔
"گھر کے باقی معاملات ٹھیک چل رہے ہیں؟"
"الحمدللہ۔"
یہ شکر کا کلمہ مہرالنساء کے منہ سے سن کر وقارالحسن کو خوشگوار سی حیرت ہوئی۔
"اور تم..... تم ٹھیک رہی ہو۔" وقارالحسن نے ذرا سا جھک کر اس کا چہرہ دیکھا۔
"ہاں' بس ٹھیک ہوں۔"
"کیا مطلب؟"
مہرالنساء نے پلٹ کر وقارالحسن کو دیکھا۔
"مرد گھر پر نہ ہو تو عورت پر ذمہ داریوں کا انبار آ جاتا ہے۔ ڈرتی ہوں' ان کو ڈھنگ سے نباہ نہ سکی تو
"تم نباہ لو گی' میں جانتا ہوں۔" وقارالحسن نے پُریقین لہجے میں کہا لیکن پہلے کی طرح مہرالنساء کو اعتماد محسوس نہ ہوا بلکہ وہ سوچتی ہوئی نگاہوں سے انہیں دیکھتی رہیں۔
"کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ مسکرائے۔
"کمزور ہو گئے ہو' وہاں رہائش اور کھانے وغیرہ کا کیا انتظام ہے؟"

...ہ تو بہت تنگی میں گزرا۔ کمپنی کی طرف سے جو رہائش ملی' وہ تو سمجھو جیل خانہ تھا۔ ذرا سا ڈربہ اور ...۔ ناقص خوراک' یہاں سے لے جاتے وقت جو وعدے کیے گئے تھے' سب جھوٹے نکلے۔ سیلری ...ب کا واپس آ چکا ہوتا پھر مجھے طارق ملا' اچھا لڑکا ہے۔ اپنا ذاتی بزنس اور ذاتی فلیٹ ہے۔ کچھ دوستی ...بعد اصرار اپنے ساتھ لے گیا۔ اب پھر بھی کچھ سکون ہے لیکن گھر اور بچوں سے دوری بہت محسوس ...پ جاتا ہے انسان اپنے بچوں کا مستقبل بنانے کی کوشش میں۔ دس چھٹیاں ملی تھیں' سو بھاگا آیا۔
...ت زور دیا تھا۔"
...ے رشتے کی وجہ سے۔ وہ لوگ بہت زور دے رہے تھے۔" مہرالنساء نے جواب دیا۔
...نہ جلدی نہیں ہے؟"
...ے' بات طے ہو جائے تو شادی دو سال رک کر کر دیں گے۔"
...ل بڑی ہے۔" وہ متذبذب تھے۔
...ے نصیب مول کے ساتھ۔ ان لوگوں نے ایمن کو پسند کیا ہے۔ کچھ ایمن کا جھکاؤ بھی ہے۔"
...ا جھکاؤ۔" وہ چونکے۔
...روع سے مائرہ کے گھر سے بہت اٹیچ رہی ہے۔" مہرالنساء مبہم انداز میں بولیں' اور وہ مائرہ کا ہونے والا

...ے ملتے ہیں پھر کوئی فیصلہ کریں گے۔"
...ہر میں کیا لیں گے؟"
...بنا دو۔ تمہارے ہاتھ کی دال بھی قورمہ بن کر یاد آتی تھی۔"
...ے کڑھی چاول اور کوفتے بنائے تھے۔ ایمن جس وقت واپس آئی' وہ کھانے پر اس کا انتظار کر رہے

...علیکم۔"
...السلام۔ بھئی یہ اچھا رہا۔ باپ اتنی دور سے آیا اور بیٹی کالج کو سدھار گئی۔" وقارالحسن نے ملکے پھلکے
...یا۔
...۔" ایمن کو کوئی بہانا نہیں سوجھا۔
...ہوا؟"
...ایمن نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔
...رہی تھی کہ تمہارا کوئی ضروری ٹیسٹ تھا۔"
...ہو گیا ہے۔" وہ نظریں چرا کر بولی۔
...ھ منہ دھو کر آؤ پھر کھانا کھاتے ہیں۔" ان کا لہجہ ویسا ہی شفقت و محبت لیے ہوئے تھا۔ وہ فریش ہو کر

...آپ ایمن کے لیے کیا لائے ہیں؟" مومو کو خاصا تجسس تھا۔
...ن کو ہی بتاؤں گا۔" وہ ہنس دیے۔
...ے بعد ایمن تھوڑی دیر ہی بیٹھی پھر چپکے سے اپنے کمرے میں آ گئی۔

◆ ◆ ◆

...سی کتاب کی ورق گردانی کر رہی تھی جب ہلکی سی دستک کے بعد وقارالحسن اندر آئے۔ انہیں آئے ...را دن تھا۔ ان تین دنوں کے معمولات ان کے سامنے تھے۔ بہت سی ایسی باتیں جنہیں وہ مہرالنساء کے ...یم کرنے کو تیار نہ تھے مگر مصلحتاً "چپ رہے۔ اب سچ لگ رہی تھیں۔ ایمن کسی کے ساتھ فری نہ تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

زیادہ تر اپنے کمرے میں بند الگ تھلگ بیٹھی رہتی۔ موڈ ہوتا تو کسی کام کو ہاتھ لگاتی' ورنہ نہیں۔ وہ مہرالنساء کے رعب میں تھیں۔ رات کھانے کی تیاری اور دیگر کاموں میں وہ انہیں اپنے ساتھ مہرالنساء کے ساتھ اس کا رویّہ لیے دیے تھا۔ محض ضرورتاً بات کرتی اور یہ ضرورت عموماً دن میں آدھ بار پیش آتی تھی۔

انہیں پوری شدت سے احساس ہوا کہ ایمن میں زمین آسمان کا فرق آیا ہے' وہ صرف دس دن تھے اور انہیں ان دس دنوں میں بہت کچھ کرنا تھا۔

"ڈیڈی! آپ...." وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"کمرہ تو بہت اچھے طریقے سے سجا رکھا ہے۔" انہوں نے ستائشی نظروں سے اردگرد دیکھا شاپنگ بیگ ایک طرف رکھ دیا۔

ایمن خاموش رہی اور کتابیں اٹھا کر ریک میں لگانے لگی۔

وقارالحسن بیڈ پر بیٹھ گئے۔ وہ اٹھ کر بکھری ہوئی چیزیں سمیٹنے لگی تھی۔

"ایمن! یہاں میرے پاس آؤ۔" کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد انہوں نے پکارا۔

"جی۔" وہ قریب آ گئی۔

"بیٹھو۔" انہوں نے اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

ایمن خاموشی سے بیٹھ گئی۔

"تمہیں میرے آنے کی خوشی نہیں ہوئی؟" وہ بغور اسے دیکھ رہے تھے۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں۔" ایمن نے نظریں چرائیں۔

"گویا خوشی ہوئی ہے۔"

"ظاہری بات ہے ڈیڈی! میں آپ کے آنے سے بہت خوش ہوں۔" ایمن جلدی سے گویا ہوئی۔

"تو اس خوشی کا اظہار کیوں نہیں کرتی ہو۔ میں ایسی ایمن تو چھوڑ کر نہیں گیا تھا۔ اتنی سنجیدہ رہنے والی۔ تم نے مجھ سے کبھی فون پر بھی ڈھنگ سے بات نہیں کی۔"

"فون پر بات کرنے کی فرصت ہوتی تھی آپ کے پاس۔" شکوے لبوں پر مچلنے لگے۔

"ایمن! میں وہاں تم لوگوں کا مستقبل بنانے گیا ہوں۔" انہوں نے سنجیدہ نظروں سے بیٹی کو دیکھا۔

"میرا نہیں' صرف اس عورت کے بچوں کا۔" وہ تنفر سے گویا ہوئی۔

"ایمی۔!" وقارالحسن کو دھچکا لگا۔

"چھوڑیں ڈیڈی! آپ نے نہ تو پہلے میری بات پر اعتبار کیا تھا' نہ اب کریں گے۔"

"ایمی.... ایمی۔! مجھے بتاؤ' ان تمام مہینوں میں کیا ہوا؟" انہوں نے پیار سے اس کا سر سہلایا۔

"کیا فائدہ۔ آپ نے پہلے بھی مہرالنساء پر اعتبار کرتے ہوئے مجھے جھوٹا ثابت کیا۔ میں نے لکھے' فون پر بھی بتایا لیکن آپ کے نزدیک بیٹی کا کہا معتبر نہ تھا تو پھر بتانے کا فائدہ۔" ایمن نے دیا۔

"ایمی! میں تمہارا باپ ہوں۔" وقارالحسن کے دل کو دھچکا لگا۔ وہ انہیں جان سے بڑھ کر عزیز

"نہیں' آپ صرف مومو' جوجو کے باپ ہیں اور شاید بابر کے بھی۔ میں تو آپ کی کچھ بھی اب۔" وہ ایک دم رو دی اور پھر روتی چلی گئی۔ وقارالحسن اس کے رونے پر بے چین ہو گئے کروایا' وہ روتی رہی اور ان ہی آنسوؤں میں ساری زیادتیاں' ظلم اور ناانصافیاں بہہ کر سامنے چاپ ششدر بیٹھے رہے۔ فون پر اسے ڈانٹ دینا' اس کی بات رد کر دینا آسان تھا مگر یوں بیٹی سمیت سنتا کچھ اور تھا' وہ صرف اپنے گھر سے نکلنے کے بارے میں کچھ نہ کہہ سکی۔ باقی سب

...لی چھت پوری کی پوری اس پر آ پڑی ہے۔

☼ ☼ ☼

...اپنے کمرے میں بیڈ پر نیم دراز سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہے تھے۔ ان کی پُرسوچ نگاہیں کسی غیر ...تھیں۔ ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بن چکا تھا۔ کبھی ایمن کی باتیں سچ لگتیں تو خون کھول اٹھتا۔ ...ویل ڈیکوریٹڈ کمرہ' سوچتے تو تذبذب کا شکار ہو جاتے۔

...بہت سے غیر ضروری کام نبٹانے میں لگی ہوئی تھیں۔ درحقیقت وہ خود کو وقارالحسن کے سوالوں کے ...تھیں۔ غصہ اسے اپنی کمزوری پر آ رہا تھا۔

...رہی ہوں۔"

...آنے والی کسی بھی سچویشن کو وہ آرام سے فیس کر لیا کرتی تھیں۔

...میں ہار مان چکی ہوں؟ اندر سے کمزور ہو چکی ہوں؟"

...وہ آج وقارالحسن کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھیں اور کمرے میں جانے کی بجائے خود کو فضول قسم ...الجھائے ہوئے تھیں۔ تھک کر انہوں نے ہاتھ میں پکڑا برتن سنک میں پٹخا اور خود کو آنے والی ...تیار کرتے ہوئے بیڈروم میں آ گئیں۔

...نے ایک نظر انھیں دیکھا پھر دوبارہ سے سابقہ مشغلے میں مصروف ہو گئے۔

...میں دھواں ہی دھواں کر رکھا ہے۔"

...ان کا لہجہ ترش تھا۔ وقارالحسن نے ایک بھی لفظ کہے بغیر سگریٹ بجھا دیا۔

...خاموشی مہرالنساء کو مزید الجھن میں مبتلا کر گئی۔ خود سے چھیڑنے کے بجائے مہرالنساء نے چادر سر تک

..." وقارالحسن کی بھاری سنجیدہ آواز پر ایک پل کو تو مہرالنساء کا دل رُکا تھا۔ انہوں نے چاہا کہ سوتی بن ...سکیں۔

...کو بلاؤ' میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔"

...کو؟" مہرالنساء نے چادر ہٹائی۔

...کے رشتے والے۔"

...معاملات بے حد سرعت سے طے ہوئے۔ وقارالحسن کے پاس دن کم تھے۔ انہوں نے تمام ضروری ...حاصل کر لیں اور پانچویں دن انہیں ہاں کر دی۔

...ششدر سی رہ گئی۔ اس کے تمام خدشات بے بنیاد ثابت ہوئے۔ مہرالنساء کی طرف سے جس شدید ...سازش کا اسے انتظار تھا' وہ آخری دم تک نہ ہوئی۔

..."ہم لوگ انگوٹھی پہنانے آ رہے ہیں۔ تیاری کر لو۔" مائرہ نے ایمن کو چہکتے ہوئے لہجے میں بتایا تھا۔

☼ ☼ ☼

...سوپ لے لیں۔"

...کل سے بخار تھا اور طاہر محمود کو آج یاد آیا کہ ان کے لیے کچھ علیحدہ بنانا چاہیے' ورنہ کل سے جو کچھ ...جاتی تھی' وہ وہی کچھ کھا رہے تھے اور پتا نہیں کھا بھی رہے تھے یا نہیں۔

..." انہوں نے کمزور سی آواز میں کہا۔

..." آپ اٹھ کر پی لیں' ورنہ یونہی پڑا ٹھنڈا ہو جائے گا۔"

...نے اصرار کیا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ طاہر نے پیالہ ان کے ہاتھ میں دے دیا اور خود ایک طرف بیٹھ گیا۔ دادا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

نے پوری طرح محسوس کیا کہ وہ آج کل پریشان ہے۔ اسکول بھی نہیں جارہا۔ کہاں جاتا ہے۔ یہ
تھے کیونکہ بہت دیر سے نکلتا اور بہت دیر سے واپس آتا تھا۔

"تم آج کل کہاں ہوتے ہو؟" چند گھونٹ سوپ کے لینے کے بعد انہوں نے پوچھا۔

"میری نوکری چھوٹ گئی ہے۔"

دادا کے لبوں پر استہزائیہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ گویا کہہ رہے ہوں تم ہو ہی اس قابل اور طاہ
کی پوزیشن میں نہیں تھا کہ اس چھوٹی سی نوکری کو کھودینے کا مطلب مکمل طور پر دادا کے رحم و کرم
"وہ آئے تھے؟" دادا نے پراسرار لہجے میں کہا۔

"کون؟" طاہر چونکا۔

دادا کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی۔

"الینہ کے بھائی۔" وہ پریشان تھا اور انہوں نے اسے مزید پریشان کر کے حظ اٹھایا۔

وہ بری طرح اچھلا۔

"یہاں۔۔۔ یہاں کیا کرنے آئے تھے؟"

"تمہیں ڈھونڈنے اور کیا' یہاں بھٹے کھانے آئے تھے۔" انہوں نے اطمینان سے سوپ ختم کیا۔

"آپ نے کیا کہا؟" وہ اپنی جگہ چور سا بن گیا۔

"میں نے کہا۔ چلو اور کچھ نہیں تو کبھی کبھار سوپ ہی بنا دیتا ہے۔" انہوں نے خالی پیالہ اس کی طر
طاہر کا جی چاہا' وہی پیالہ ان کے سر پر توڑ دے۔

"آپ نے ان سے کیا کہا؟"

"میں نے کہا۔ ٹیڑھی انگلیوں سے نکلے گا' وہ خبیث انسان ہے۔" وہ مزے لے رہے تھے۔

تمام تر دشمنی کے باوجود طاہر کو یقین تھا کہ انہوں نے یہ نہیں کہا ہوگا۔

"پھر انہوں نے کیا کہا؟"

"اس کی ناک سے نکلوائیں گے الینہ کا پتا۔ ویسے طاہر! الینہ گئی کہاں؟"

"مجھے کیا پتا؟" طاہر بری طرح چڑ گیا۔

"اچھا اس کے ساتھ پیار کی پینگیں بڑھاتے اور گھر سے بھاگنے کے منصوبے بناتے وقت تو سب کچھ

"مجھے نہیں پتا وہ کہاں گئی اور کس کے ساتھ۔ میرے تو فرشتوں کو بھی علم نہیں۔"

"وہ تو یہی سمجھتے ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ بھاگی ہے۔"

"اور آپ۔۔۔ آپ کیا سمجھتے ہیں؟" وہ چبا چبا کر گویا ہوا۔

"ہو سکتا ہے' وہ خالی ہاتھ آ گئی ہو اور تم اسے کہیں راستے میں ہی چھوڑ آئے ہو۔ آخر ہو تو تم لا
دادا نے بڑے اطمینان سے کہا اور وہ بھڑک اٹھا۔

"آپ کون ہوتے ہیں میرے بارے میں ایسی رائے دینے والے۔"

"دادا ہوں تمہارا لڑکے' دادا۔"

"ایسے دادا کو تو چوک پر کھڑا کر کے گولی مار دینی چاہیے۔"

دادا نے دل کھول کر اس جملے پر داد دی پھر ہنسی روک کر پوچھنے لگے۔

"اور تم جیسے پوتے کو۔۔۔"

"اسے دشمنوں کے حوالے کر کے چین کی بنسی بجانی چاہیے۔" طاہر نے جل کر کہا۔

"ہا۔۔ہا۔۔" وہ پھر سے ہنسنے لگے۔

"دادا! میں جا رہا ہوں۔ اگر وہ لوگ آئیں تو انہیں بتا دیجیے گا کہ میں سامنے والے پارک کے کو
بیٹھا ہوں۔" طاہر زچ ہو کر کھڑا ہو گیا۔

ظالم دادا بھی نہیں ہوں میں۔ میں نے ان سے کہا۔ میں کسی طاہر کو نہیں جانتا اور نہ یہاں کوئی طاہر
ں طاہر کو میں جانتا ہوں' اگر وہ انہیں کبھی ملے تو بے شک اسے چوک پر کھڑا کر کے گولی مار دیں۔"
ی کا بسلہ اسی کو لوٹا کر بات ختم کی تو طاہر محمود نے سکون کا سانس لیا۔
تا رہنا لیکن سنو' اب نوکری کا کیا کرو گے؟"

"

ں چلی آئی۔ اس کی ٹیوشن کا ٹائم ہو گیا تھا مگر وہ بغیر کتابوں کے آئی تھی۔ سی گرین سوٹ میں دوا تی
ملی سی لگ رہی تھی' طاہر وہیں رک گیا۔
مٹی لینے آئی ہوں۔" دادا کے استفسار پر ایمن نے کہا۔

"؟"

" نے ذرا سا جھجک کر طاہر کو دیکھا پھر سرگوشی میں گویا ہوئی۔
ی ہے۔"
" چونکے پھر خفگی سے گویا ہوئے۔
ل نے اور چھٹی آج مانگ رہی ہو؟"
ی بھی تو کرنا ہے۔"
ساتھ؟" سوال طاہر نے کیا تھا۔
ل فرینڈ مائرہ ہے نا اس کے۔۔۔" ایمن نے دھیرے سے بتایا۔
ل کے ساتھ تم اس دن واپس آ رہی تھیں؟" طاہر نے پوچھا۔
" ایمن کو خوشگوار حیرت ہوئی۔
" کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔
آئیں گے؟ میں دراصل آپ ہی کو انوائٹ کرنے آئی تھی۔"
تمہارے والدین نے طے کیا ہے؟" انہوں نے ایمن کی بات نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"

بات ہے۔" وہ کہیں کھو سے گئے۔ "والدین کی رضا سے رخصت ہونے والی بچیاں ہمیشہ ان کی دعاؤں
رہتی ہیں۔"
والدین کی رضا سے رخصت نہیں ہوتیں؟" ایمن کے دل میں چبھن ہوئی۔ اسے اپنی ماں یاد آ گئی تھی۔
نہیں بولے' گم صم ہو گئے اور یوں ہوئے کہ پھر کوئی بات ہی نہ کی۔ یہاں تک کہ وہ اکتا کر اٹھ گئی۔
میں چھوڑ آتا ہوں۔" طاہر بھی کھڑا ہو گیا۔
خوش ہو؟" راستے میں طاہر نے پوچھا۔
نہیں بولی۔ بس شرما کر منہ پھیر لیا۔
سوال کا جواب مل گیا تھا۔
ساتھ کیا مسئلہ ہے۔ وہ بات کرتے کرتے ایکدم چپ کیوں ہو گئے تھے پھر بعد میں بولے ہی

دماغ خراب ہے۔) اس جل کر سوچا
دادا کی بیٹی نے اپنی مرضی سے شادی کر لی تھی۔ دادا راضی نہیں تھے۔ اس نے گھر چھوڑ دیا اور کورٹ

"

آپ سے ناراض ہیں بلکہ تھوڑے سنکی سے ہو گئے ہیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ان کی بیٹی۔۔۔ سر! پسند کی شادی بری بات ہے؟" ایمن نے کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا۔
"حالات پر ڈیپینڈ کرتا ہے۔ بعض حالات میں ہاں' بعض میں نہیں۔"
"مطلب؟" وہ الجھ گئی۔
"بعض گھرانے ایسے ہیں جہاں لڑکی' لڑکے کی پسند کو اہمیت دی جاتی ہے تو ظاہر ہے وہاں یہ بات سمجھی جائے گی مگر ایسے خاندانوں کی بھی کمی نہیں۔ جہاں فیصلے کا اختیار والدین اپنے پاس رکھتے ہیں۔ پسند کچھ اور ہو' وہاں بغاوت جنم لیتی ہے۔"
"ہوں۔" ایمن کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔
"کیا سوچنے لگیں؟" طاہر نے گردن موڑ کر ساتھ چلتی لڑکی کو دیکھا اور ایک بار پھر عجیب سے احساس میں گھر گیا۔ سی گرین دوپٹے کے ہالے میں اس کا صبیح مکھڑا دمک رہا تھا۔ پیشانی پر ہلکے سے پسینے کے قطرے پھولوں پر بکھرے شبنم کے موتی لگ رہے تھے۔
"سر! آنا کی بیٹی کا نام کیا ہے؟" اس نے یونہی بر سبیل تذکرہ پوچھا۔
"سارا۔"
ایمن کے قدم اپنی جگہ پر جم گئے۔ وہ ہچ رہے تھے میں کھڑی ٹکر ٹکر طاہر محمود کو دیکھ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

اگرچہ گرمیوں کا موسم تھا مگر شام خوشگوار تھی۔ سارا انتظام لان میں کیا گیا تھا۔ مالی نے جی جان سے کانٹ چھانٹ کی تھی۔ نوک برگ پر مچلتے پانی کے قطرے' کیاریوں میں کھلے ست رنگے پھول اور خوشبوؤں سے بوجھل فضا' جگہ جگہ چلتے پیڈسٹل فین' مہمانوں کو گرمی کا احساس ہی نہ ہونے دے رہے تھے۔ مستعد بیرے سے مہمانوں کو کولڈ ڈرنکس سرو کر رہے تھے۔
ایمن کی منگنی کا سامان مائرہ اور اس کا بھائی پہلے ہی لے کر آ گئے تھے۔ سارا سامان قیمتی اور لینے والے کے ذوق کا مظہر تھا۔
"سب ہی کچھ عفان نے اپنی پسند سے خریدا ہے۔" مائرہ نے بتایا تو کچھ رشک کا شکار ہوئے تو کچھ...
"کپڑا تو کچھ خاص نہیں۔" انگوری رنگ کے نازک کام والے سوٹ کا مہین سا دوپٹہ اٹھا کر ناک چڑھائی۔
"تمہیں زیادہ پہچان ہے؟" اتنے سارے لوگوں کے درمیان موموکا یوں کہنا جوجو کو برا لگا' اس نے ٹوک دیا۔
"جو سچ ہے' وہی کہوں گی۔" وہ ناک چڑھا کر بولی۔
"ہاں' کبھی کوئی اچھی چیز خریدی ہو تب ہی اندازہ ہوتا ہے۔" مائرہ کہاں چھوڑنے والی تھی۔
"ہاں ہم تو فقیر ہیں۔" مومو لڑنے کو تیار ہو گئی۔
"مومل۔۔۔" جوجو نے اس کا بازو کھینچ کر خاموش کروانا چاہا۔ مگر وہ بازو چھڑا کر باہر نکل گئی۔
"ہونہہ۔" مائرہ نے ناک چڑھائی۔ "جیلس۔"
"چپ کرو نا۔" ایمن نے دبی آواز میں روکا۔ وہ اس وقت بال شیمپو کر کے آئی تھی اور مائرہ اس کے بال سلجھا رہی تھی۔
لان میں جا کر مومل کی مزید جان جل گئی۔ بابر تندہی سے انتظامات میں لگا ہوا تھا۔
"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" مہرالنساء نے اسے یوں ہاتھ لٹکائے کھڑے دیکھ کر ٹوکا۔
"تم سے میں نے کہا تھا۔۔۔"
"اف۔۔۔" وہ بری طرح جھنجلا گئی۔ "کہیں دو گھڑی سکون نہیں۔"

...لیے کا کون سا وقت ہے۔ مومل! تم انتہائی کام چور ہوتی جا رہی ہو۔" مہرالنساء کہاں بخشنے والی تھیں۔
...ئی۔ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ خود اپنے محسوسات سمجھنے سے قاصر تھی لیکن لاشعوری طور پر وہ خود ...ن کی منگنی سے چڑ گئی تھی۔ آخر وہ ایمن سے بڑی تھی۔ کالج میں سہیلیوں کے سامنے سبکی کا احساس ...تھا۔
...ن لوں؟" اسے سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایمن میں ایسی کون سی خاص بات تھی کہ عفان نے اسے ...و بھی تو اس تقریب میں شامل تھی۔
...ب میں وہ کٹی کٹی سی رہی۔
...پ میں خاصی مہارت تھی۔ اس پر ہلکے پھلکے زیور اور خوبصورت لباس میں وہ بالکل پہچانی نہیں ...ی۔ وقار الحسن نے بجی سنوری ایمن کو دیکھا تو بے اختیار سر پر بوسہ دے کر دعا دی۔ پھر آہستگی سے گویا ...

...ا کی کوتاہیوں کا بدلہ اسی صورت میں چکا سکتا تھا۔"
...نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو ان کی آنکھوں میں آنسو چمکتے نظر آئے۔ وہ رو دیتی مگر مائرہ اور جوجو اسے پکڑ کر ...

...ماشاء اللہ۔۔۔ ماشاء اللہ۔"
...ی گردن کچھ اور جھک گئی۔ اس کی نندوں نے پھولوں کے زیور پہنا کر سلامی دی۔ انگوٹھی مائرہ کی پھپھو ...

...اس لیے بھی زیادہ خوش تھی کہ تقریب میں رضوان بھی موجود تھے۔ فضا میں ہلکی ہلکی ہنسی' دلکش پیراہنوں ...ی پھیڑ چھاڑ نے خوشگواریت پیدا کر دی تھی۔
...ش تھا۔

...موش ہے۔۔۔ جو اس پوری تقریب میں شامل تھا مگر دل سے نہیں کہ اس کے دل پر چھریاں چل رہی تھیں۔
...ن سے پہلے اسے خود بھی اپنے جذبوں کا ادراک نہ ہوا تھا۔

...نمود تھا۔
...سا کھڑا ایک ٹک بجی سنوری ایمن کو دیکھ رہا تھا۔ اسے خود اپنے جذبوں کا ادراک اس لمحے ہوا جب ...انگلی میں کسی اور کے نام کی انگوٹھی پہنائی جا رہی تھی۔
...ں اس سے محبت کرنے لگا ہوں۔" سب سے آخری کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے اپنا دل ٹٹولا۔ وہاں کچھ ...

...خالی پن۔
...محبت کا یہ اچھوتا احساس' اس کے لیے اتنا بھی اچھوتا نہ تھا۔ وہ ان جذبوں سے پہلے بھی آشنا تھا۔ ...شدت میں فرق تھا۔ یہ روح کو کاٹنے والی کیفیت پہلے کبھی نہ تھی۔
...ی چاہا ایمن کے ہاتھ سے انگوٹھی نوچ کر دور پھینک دے۔ یہ بجی سنوری گڑیا سی لڑکی اسے اپنی طرف ...ی۔ اپنی ہی کیفیات سے گھبرا کر وہ تیزی سے کھڑا ہوا۔
...۔۔۔!" بابر فوراً اس کی طرف متوجہ ہوا کہ شاید کچھ چاہیے ہو۔
...میں اب چلتا ہوں۔۔۔"
...سر! ابھی تو کھانا۔۔۔"
...والی بات نہیں۔۔۔ ایمن کا گفٹ میں گھر بھول گیا ہوں۔ پھر کسی دن دے دوں گا۔۔۔ اس سے کہنا ادھار رہا۔۔۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس نے اک حسرت بھری نگاہ اپنے سسرالیوں میں گھری ایمن پر ڈالی اور بابر۔کے بست روکنے کے باو
وہ فوراً" کمرے میں جانا چاہتا تھا مگر دادا رستے میں آ گئے۔

"تم ایمن کی منگنی پر گئے تھے؟"

"جی......!" اس نے کنی کترا کر نکل جانا چاہا۔

"وہ کیسی لگ رہی تھی؟" انہوں نے اشتیاق سے سوال کیا تو طاہر کے قدم تھم گئے۔

"کیسی لگ رہی تھی......" اس کے تصور میں ایمن کا سراپا جگمگایا۔

"ایسی کہ جی جاتا تھا اسے چرا کر کہیں دور نکل جاؤں۔" دل نے چپکے سے خواہش کی۔

"اچھی لگ رہی تھی۔" مزید کسی بھی سوال سے بچنے کے لیے وہ تیزی سے کمرے میں داخل ہو
بڑبڑاتے رہ گئے۔

* * *

"چلو' جلدی سے سارے گفٹس کھولو۔"

جس وقت وہ کمرے میں تنہا بیٹھی ہاتھ کی انگلی میں پہنی انگوٹھی کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ موموا و
میں آ گئیں۔ اس نے میک اپ نہیں اتارا تھا۔ کپڑے بھی نہیں بدلے تھے۔ دوپٹہ البتہ سر کے بجا۔
جھول رہا تھا۔

"کھول لو۔" اس نے ایک طرف بڑے گفٹس کے چھوٹے سے ڈھیر کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں
گفٹس تھے۔ ماسوائے ایک کے جو بیڈ کے نیچے خاموشی سے اپنی باری کا منتظر تھا۔

یہ وہ گفٹ تھا جو مائرہ نے اسے کمرے میں آ کر چپکے سے تھماتے ہوئے کہا تھا۔

"عفان کی طرف سے۔"

اس نے وہ خوب صورت ریپر میں لپٹا گفٹ بیڈ کے نیچے چھپا کر رکھ دیا۔ جب تک موموا ور جوجو
اور تبصرے کرتی رہیں' ایمن کا دھیان بیڈ کے نیچے ہی بھٹکتا رہا۔

"کیا ہو سکتا ہے......؟

پرفیوم......

کتاب جس کے پہلے صفحے پر خوب صورت ہینڈ رائٹنگ میں رومینٹک سی تحریر ہو؟

یا کوئی جیولری سیٹ۔

موموا ور جوجو کے تبصرے بے تکے بھی لگ رہے تھے اور ناگوار بھی یہاں تک کہ تھوڑی دیر بعد انہ
ہی سب کچھ سمیٹ دیا۔

"یار! میں تو بیٹھے بیٹھے تھک گئی۔" ایمن نیم دراز ہو گئی۔

"دلہن بننے کی پریکٹس کرو۔" جوجو نے چھیڑا۔

مومو نے ایک بار پھر حسد اور رشک سے ایمن کو دیکھا پھر دیکھتی رہ گئی۔

"یہ کتنی خوب صورت لگ رہی ہے۔"

"جیولری بھی سنبھال لو اور کپڑے بھی بدل لو۔ اتنا نازک کپڑا ہے کہیں سے مسک گیا۔ یا کام خراب
......"

"تم تو سگھڑ بیبیوں کی طرح نصیحت کر رہی ہو۔" ایمن دل سے ہنسی تھی کہ اس کی ہنسی کی کھنک موم
چھن بن کر اتری۔

"مجھے تو نیند آ رہی ہے......" مومل کھڑی ہو گئی۔

جوجو نے حسب عادت ساری چیزیں سمیٹ کر ایک طرف رکھ دیں۔ ان کے جانے کے بعد ایمن نے
بیڈ کے نیچے سے وہ گفٹ نکالا اور آہستہ آہستہ اس کا ریپر کھولنے لگی۔ پھر اندر سے نکلے موبائل فون کو دیکھ

موبائل کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ پھر تھوڑی سی تگ و دو سے آن کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ موبائل
پر ایمن کی تصویر جگمگا رہی تھی۔ لیکن وہ تنہا نہیں تھی۔ پیچھے اک چھوٹی سی تصویر میں عفان
کی شریر سی مسکراہٹ گویا اسے جتا رہی تھی۔

...... یانا......"

موبائل تکیے کے نیچے گھسا دیا اور خود تکیے پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔ جس وقت وہ خوابوں کی رو پہلی
...رہی تھی تکیے کے نیچے موبائل کی بپ نے سارے خواب درہم برہم کر دیے۔ پٹ سے
...ایمن نے سینے پر ہاتھ رکھا۔ دل تیزی سے دھڑک رہا تھا اور بپ تھی کہ بند ہونے کا نام نہ
...نے کروٹ بدلی۔ تکیے کے نیچے ہاتھ گھسا کر موبائل نکالا۔ اس پر جگمگاتا نمبر نا معلوم تھا۔ لیکن وہ

...کا ہے؟

...کے منہ سے بمشکل آواز نکلی۔

...میں؟" دوسری طرف آواز میں حیرت ہی حیرت تھی۔

...ب......"

...یقیناً "سو رہی تھیں۔"

...رہی تھیں تو پھر......" ایمن اس کے لہجے سے چڑ گئی۔

...فون کا انتظار نہیں تھا؟" وہ کچھ ناراض ہوا۔

...تھا آپ فون کریں گے۔"

...تمہیں میں نے بس دیکھنے اور کھیلنے کے لیے گفٹ کیا ہے؟"

...کہا تھا مجھے موبائل گفٹ کریں۔"

...اس دن رضوان سمجھ کر فرمائش تو کر دی تھی۔"

...نے کی تھی؟" وہ تو اچھل پڑی۔

...بھجوایا ہے۔"

...آپ ایک جھوٹے انسان ہیں۔"

...لڑکی ہو۔ اپنے چند گھنٹے پرانے منگیتر کو جھوٹا کہہ رہی ہو۔"

...کہہ رہا تھا۔ پھر لہجہ بدل کر قدرے دوستانہ انداز میں پوچھنے لگا۔

...تو بتاؤ آج تم کیسی لگ رہی تھیں؟"

...میں گی تو دیکھ لینا۔" ہلکی سی مسکراہٹ لبوں کو چھو گئی۔ سب کہہ رہے تھے۔ وہ کسی دلہن کی
...تھی۔

...یہاں تک کہہ ڈالا۔

...رہی تھیں تو شاید ہوش ہی کھو بیٹھیں۔"

...نا چاہتی تھی مگر کہہ نہ سکی۔ بس خاموشی سے مسکراتی رہی اور اس کی مسکراہٹ کا گلا عفان کے
...گھونٹ دیا۔

...میک اپ وغیرہ سے شاید کچھ فرق پڑا ہو۔"

...آپ......" وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکی۔ موبائل بند کر کے تکیے کے نیچے گھسایا اور خود تکیے میں
...گئی۔

...پر سخت غصہ آ رہا تھا۔ سماعتیں کسی ان سنے خوب صورت جملے کی منتظر تھیں اور وہ تھا کہ پتھر سے
...ہاں...... ایمن کو تو پتھر ہی لگے تھے۔ بعد میں وقفے وقفے سے گونجتی موبائل کی بپ اسے ڈسٹرب
...ایمن نے فون ریسیو نہیں کیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہم قسمت کے مارے ہائے رہ گئے کنوار۔
گر تم ہو ہمارے تو لے آؤ چھوہار۔

وہ سب کی سب کورس میں تالیاں بجا بجا کر گا رہی تھیں۔

مٹھائی کا ڈبہ عین درمیان میں کھلا پڑا تھا۔ ایمن گھٹنوں پر ٹھوڑی ٹکائے سرخ چہرہ لیے انہیں ... صرف تائن تھی جس کی توجہ گانے کے بجائے مکمل طور پر مٹھائی کے ڈبے پر مرکوز تھی۔ کوئی نہیں ... تک کتنی مٹھائی کھا چکی ہے۔ یا پھر مومو... جو دانستہ قدرے ہٹ کر بیٹھی اس ہنگامے کو بے زار ... دیکھ رہی تھی۔ لڑکیاں ارد گرد سے گزرتے ہوئے اس شور شرابے کو خاصی دلچسپی سے دیکھ رہی تھیں۔

"تصویریں... تصویریں..." کورس ختم ہوتے ہی مطالبہ پیش ہوا۔

"کل تک آجائیں گی..." جواب جوجو نے دیا تھا۔

"ہی! ہاؤ لکی یو آر۔"

"منگنی کروا لینے سے کوئی لکی تھوڑی ہو جاتا ہے۔" مومو نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا تھا۔

"ہم سے پوچھو گھر والے ہمیں ابھی تک بچہ سمجھتے ہیں اور اگلے کئی سالوں تک ان کا ارادہ ... بچیاں ہی سمجھنے کا ہے۔" کسی نے بے حد حسرت سے کہا۔

"مومو اب تم بھی کروالو۔" مومل اس مشورے پر سلگ کر رہ گئی۔

"سوری، مجھے ابھی بہت سا پڑھنا ہے..."

"تم نے کیا پڑھ کر تیر مار لینا ہے... اینڈ تو یہی ہے شادی..."

"مومو کی بھی کردیں گے۔" جوجو مومو کا خراب ہوتا موڈ دیکھ کر جلدی سے بولی۔ "پہلے ایک ... کرلو۔"

"مٹھائی!" سب نے قریب قریب خالی ہوتے ڈبے کو دیکھا۔

"ایں... مٹھائی کدھر گئی؟"

"کون کھا گیا؟"

"ہم نے تو ابھی چکھی بھی نہیں..."

"میں تو مٹھائی زیادہ کھاتی نہیں ہوں... ہمارے ہاں خاندانی شوگر کا مرض ہے۔" تائن نے ہاتھ جھ...

"یہ امیروں والی بیماری تمہارے خاندان میں کہاں سے آ گئی۔" اک تیز طرار لڑکی نے جملہ کسا۔

"ایکسکیوز می..." تائن نے ابرو اچکائے۔

"پیاز سے روٹی کھانے والوں کو شوگر نہیں ہوا کرتی۔" ایک لڑکی نے سرگوشی میں جوجو سے کہا ... تائن کے کانوں میں نہیں پڑا۔

"ایمن! تمہیں گفٹ کیا ملا؟"

"بہت سے ملے تھے۔" اب تک خاموش بیٹھی ایمن نے سیدھی ہو کر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"اوں ہوں! اسپیشل گفٹ۔"

"ہاں ہاں اسپیشل گفٹ۔" ان کے شور نے درختوں پر بیٹھے چڑیاں کوے اڑا دیے۔

ایمن نے آہستگی سے دائیں طرف پڑا بیگ سامنے کیا۔ پھر اس میں سے موبائل نکال کر سامنے رکھ... مومو اور جوجو کی تحیر بھری نگاہیں آپس میں ٹکرائیں۔

"ایمن نے ہمیں کیوں نہیں دکھایا۔"

بے اختیار شکوہ سا دل میں پیدا ہوا۔ وہ اس کی بہنیں تھیں۔ اصولاً ایمن کو پہلے انہیں بتانا اور د... تھا۔ کل رات وہ کتنی دیر تک اس کے پاس بیٹھ رہی تھیں۔

"ہم نے اس سے پوچھا بھی تو نہیں..."

...دونوں کے درمیان جو جوجو نے سوچا تھا۔

...ں..." سائرہ نے موبائل کھول لیا تھا۔ اور وہ بھی ایک ہی نمبر سے۔

...کس کا ہے؟"

...بھائی کا ہوگا اور کس کا۔"

...ٹہوکا دیا تو اس کی مسکراہٹ نے تصدیق کی مہر لگا دی۔

...بولو کیا کیا باتیں ہوئیں؟" ایمن کا حلق کڑوا ہو گیا۔

...لڑائی ہوئی...؟"

...سے شاید کچھ فرق پڑا ہو۔"

...ئیلاگ نہ کوئی خوب صورت نظم وہ بتاتی بھی تو کیا۔

...ہے..." اسے سوچ میں ڈوبا دیکھ کر انہوں نے شور مچایا۔

...چارہ موبائل پر کیا کر سکتا ہے۔" تائن اطمینان سے بولی۔

...ہے..." کچھ نے انجوائے کیا، کچھ نے ناک چڑھائی۔

...از فیئر ان لو سویٹ ہارٹ۔" تائن نے اپنے سر پر رکھے گھونسلے کے بکھرے تنکے دونوں ہاتھوں ... سے کہا۔

...نے بھی کسی سے محبت کی ہے۔" مومل نے اس کے نظریے سے متاثر ہو کر پوچھا۔

...ل ایم ان لو۔" تائن نے فخر سے جواب دیا۔

...؟" لڑکیوں میں تجسس بیدار ہوا۔

...روشن۔" تائن نے بچی کھچی گلاب جامنوں میں سے ایک اٹھائی۔

...یں چاہتا ہے؟" مومل نے حسرت و اشتیاق سے تائن کو دیکھا۔ وہ نفاست سے گلاب جامن کھا رہی ... نفی اثبات میں سر ہلا دیا۔

...فون پر ہی..." لڑکی نے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑا۔ باقی سب کھی کھی کر کے ہنسنے لگیں۔ تائن نے ... میں گلاب جامن تھاما تھا۔ اسے جھاڑتے ہوئے غور سے اس لڑکی کو دیکھا۔ یہ مریم تھی اور اس ... سے روٹی کھانے والا ریمارکس بھی اسی نے کیا تھا۔

...اچھی طرح پہچانتی تھی۔

...ن...

...ن۔" سائرہ نے ٹہوکا دیا۔

...نہیں بولی۔ بس معنی خیزی سے مسکراتی رہی۔

...تو تائن بے چاری کے پیچھے ہی پڑ گئی ہو۔" مومل نے تیزی سے موضوع بدلا۔ "ہماری کلاس ... والی ہے۔"

...محفل کو درہم برہم کرنا چاہا۔ کلاس شروع ہونے کے خیال نے سب کو الرٹ کر دیا۔ سب نے ایک بار ... مبارک باد دی۔ بچی ہوئی مٹھائی ایمن سے جھوٹی کروا کر اس دعا کے ساتھ کھائی گئی کہ جلد سے جلد وہ ... شدہ کی فہرست میں آجائیں۔ دھیرے دھیرے محفل برخاست ہونے لگی۔ آخر میں تائن کے ساتھ ... مٹھائی کا خالی ڈبہ اور پیپسی کی خالی بوتلیں رہ گئیں۔

...پیریڈ نہیں لینا؟" جوجو نے بھی کھڑے ہو کر کپڑے جھاڑے۔

...ہوں۔" ایمن نے اس کی طرف دیکھے بغیر جواب دیا۔

...نہیں تھی۔ صرف اک خوب صورت احساس میں گھری اس احساس کے زائل ہونے کے ڈر سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہاں سے ہلنا نہیں چاہتی تھی۔ لڑکیوں کی باتوں نے اسے اس تشنگی اور اپنے اہم ہونے کا احساس دلا
"اور تم۔۔۔؟" جوجو نے مومو کو وہیں جمے دیکھ کر پوچھا۔ وہ تائن کو دیکھ رہی تھی جو گھاس سے ا
پر بیٹھی چھوٹی سی پہاڑی پر اگے رنگ برنگے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔ یہ چھوٹی سی پہاڑی عین کینٹ
مصنوعی طور پر بنائی گئی تھی اور یہ لڑکیوں کا پسندیدہ اسپاٹ تھا۔

"میں فری ہونا چاہتی ہوں۔۔۔" اس کے ممکنہ لیکچر سے بچنے کے لیے مومل نے قدرے رکھا
تھا۔ "ہم آل ریڈی ایک پیریڈ "فری" گزار چکے ہیں۔" جوجو نے چبا چبا کر کہا۔ مومل نے کھا جانے
جوجو کو گھورا۔ پھر بادل نخواستہ کھڑی ہو گئی۔ ورنہ جوجو نے گھر جا کر شکایت لگانی تھی۔ اور وہ اس
بھی کئی بار سخت سست سن چکی تھی۔

"تائن! تم نہیں جاؤ گی؟"

"نہیں تم جاؤ۔۔۔" تائن نے اطمینان سے کہا۔ مومل اور تائن کا یہ پیریڈ ایک ساتھ تھا۔ ا
ہوئے خاصی کوفت ہوئی۔

"ایمی!" تائن نے پکارا۔ وہ جو گھٹنوں پر ٹھوڑی ٹکائے گھاس کے تنکے نوچ رہی تھی۔ چونک کر

"تمہارے موبائل میں بیلنس ہے؟"

"ہاں۔۔۔"

"مجھے اک مختصر سی کال کرنا ہے۔"

ایمن نے موبائل اس کی طرف بڑھا دیا۔ وہ یوں بھی اس وقت تنہائی چاہتی تھی۔ تائن موبائل
فاصلے پر چلی گئی۔ اور گراؤنڈ کا طول و عرض ناپتے ہوئے کسی سے باتیں کرنے لگی۔ یہ مختصر کال کتنی
کا اندازہ خوب صورت خیالات کے جھگھٹے میں گھری ایمن کو نہ ہوا۔

"یہ ٹھیک ہے کہ اس نے مجھ سے اچھی طرح بات نہیں کی۔ لیکن سب مجھ پر رشک کر رہی
تصویر دیکھ کر تو مزید کریں گی۔"

"تھینکس ایمی۔" تائن نے موبائل بند کر کے اس کی طرف بڑھایا۔ جسے ایمن نے بے خیالی
تائن کے جانے کے بعد یونہی موبائل کھولا۔ Last call cost دیکھ کر ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے
تھا۔

"اللہ تمہیں سمجھے تائن۔۔۔" وہ دانت پیس کر رہ گئی۔

تائن کو مریم اور مومل فزکس روم کے سامنے کاریڈور میں مل گئی تھیں۔

"کیا ہوا؟"

"مس نہیں آئیں۔" مومل نے خوش ہو کر بتایا۔ ایسے مواقع بہت کم آتے تھے۔ جب وہ جوجو
سے مل کر اپنے پسندیدہ موضوع پر گفتگو کر سکے۔

"آؤ گراؤنڈ میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ فوارے کے پاس۔" مومو نے فوراً ہی آفر کی۔

"تم چلو۔۔۔ مجھے مریم سے کچھ بات کرنا ہے۔" تائن کی نگاہیں مریم کے چہرے پر جمی تھیں۔ وہ گھبرا

"کیا بات کرنی ہے۔"

"مومو کو جانے دو پھر بتاتی ہوں۔" وہ دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر اطمینان سے بولی۔

"جلدی آنا۔۔۔" مومو کاریڈور کی سیڑھیاں اتر کر گراؤنڈ کی طرف چل دی۔

"پیاز سے روٹی کھانے والوں کو شوگر نہیں ہوتی۔" تائن کی آنکھوں میں جارحانہ کیفیت بیدار ہوئی

"دیکھو! میں نے یونہی اک بات کی تھی۔" مریم خائف سی ہو گئی کاریڈور سنسان تھا۔

"تم اس سے قبل بھی بہت سی باتیں یونہی میرے بارے میں مومل سے کر چکی ہو۔"

...نے اس سے کچھ نہیں کہا۔" مریم نے تیزی سے انکار کیا۔

...اس نے مجھے بہت کچھ بتایا ہے۔"

...مجھے لائبریری جانا ہے۔" مریم نے کھسکنا چاہا۔

...میں نے کب روکا ہے۔" تائن نے رستہ دیا۔ وہ جیسے ہی آگے بڑھی۔ تائن نے اس کا کیچر گھسیٹ لیا۔

...نے دیکھا۔ مریم بکھرے بال سرخ چہرہ لیے آگے تھی اور تائن اس کے پیچھے۔ پھر تائن نے مریم کو

...کی سیر کروائی۔

...بعد مریم کم از کم تائن کے بارے میں کوئی بات نہیں کر سکتی تھی۔

☼ ☼ ☼

...تم نے ہمیں عفان بھائی کے گفٹ کے بارے میں کیوں نہیں بتایا؟" جوجو سے رہا نہ گیا تو شکوہ کر بیٹھی۔

...نفاست سے کیوبز کی شکل میں کاٹتے ہوئے ایمن کا ہاتھ ذرا دیر کو رکے۔ وہ سمجھ نہ سکی کہ جوجو کے اس

...اب دے۔ سو بنا جواب دیے۔۔۔۔ دوبارہ سے تربوز کاٹنے لگی۔

...اپنا نہیں سمجھتی ہو۔۔۔"

...کے پاس کھڑی جوجو نے بے حد افسوس سے سر ہلایا۔ دھلے ہوئے برتن ریک میں لگ چکے تھے۔ وہ فارغ

...سے جواب سننے کے لیے وہاں کھڑی تھی۔

...کوئی بات نہیں جوجو۔۔۔"

...بات ہے۔۔۔" جوجو زور دے کر بولی۔ "تم نے دکھانا تو ایک طرف۔۔۔ بتانا بھی گوارا نہیں کیا۔ کتنی سبکی

...وہاں کے سامنے، جب ہم بے وقوفوں کی طرح ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔ ایمی! تم نے واقعی ہمیں

...تھا۔۔۔ کچھ بھی ہو، ہمارے درمیان لاکھ اختلاف سہی۔ ہیں تو ہم بہنیں سگی نہ سہی مگر۔۔۔"

...تم بالکل غلط سمجھی ہو۔ میں دکھانا چاہتی تھی پھر سوچا نجانے تم لوگ کیا سمجھو کیا کہو۔۔۔"

...بات تم نے سب کو کالج میں دکھاتے ہوئے تو نہیں سوچی۔۔۔ ایمی! میں غلط نہیں سمجھی۔ تم اب خوامخواہ

...بنا رہی ہو۔ دراصل تم نے ہمیں اس قابل ہی نہیں جانا۔" وہ نروٹھے پن سے کہہ کر باہر نکل گئی۔

...نے بے بسی سے سامنے پڑے تربوز کو دیکھا۔ انہیں موبائل نہ دکھانے کی کوئی خاص وجہ اس کے ذہن

...تھی۔ بس گومگو کی کیفیت میں رہی دکھائے یا نہ دکھائے۔۔۔ اور جوجو نے نجانے کیا کچھ سوچ لیا۔ یہی شکوہ

...مہرالنساء سے بھی کیا تھا۔ مہرالنساء کچھ لمحے مومل کا چہرہ دیکھتی رہیں۔ پھر بے حد درشتی سے کہا۔

...کے معاملات میں دخل اندازی کی ضرورت نہیں۔"

...بنا کر رہ گئی۔

...ہمارے درمیان ایسی کوئی ریلیشن شپ بھی تو نہیں۔" لاؤنج تک تربوز سے بھری ٹرے لے جاتے ہوئے

...کئی بار سوچا۔

...جوجو نے کبھی میرے ساتھ برا نہیں کیا۔"

...کے سامنے رکھتے ہوئے ایمن نے سوچا پھر باہر نکل آئی۔

...نے ایمن کو الجھا ہوا دیکھا تو بے چین ہو گئے۔ آج رات کی فلائٹ سے انہیں واپس چلے جانا تھا۔

...ختم ہو گئی تھی اور کمپنی کی طرف سے وہ فوری واپسی کا فون بھی وصول کر چکے تھے۔ ان تمام دنوں میں وہ

...کے رویے کا بغور جائزہ لیتے رہے تھے۔ ایمن کے ساتھ ان کا برتاؤ برا نہیں "بس لیے دیے تھا۔ وہ عموماً"

...معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتی تھیں۔

...میرے آنے کی وجہ سے ہے؟"

...نے ایک دن ایمن سے بھی پوچھ لیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"نہیں ابھی کچھ عرصہ ہوا انہیں یہ نیا بہروپ بھرے۔" وہ تلخی سے گویا ہوئی تھی۔
وہ دونوں نہیں جانتے تھے کہ بابر کے انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلے نے انہیں سر تا پا بدل دیا تھ
بھاری فیس وقارالحسن نے کمپنی سے قرض لے کر دی تھی کہ جمع جتھا تو پاس تھا نہیں۔ ان کا بیٹا اپنا
لیے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ ان کی ذرا سی لغزش اس کا رستہ کھوٹا کر دیتی۔ اپنے بیٹے کے واسطے وہ ایمن
اپنی ساری کدورت بھول چکی تھیں۔ یا اگر بھولی نہیں تو دفن ضرور کر دی تھیں۔
وقارالحسن سب کے درمیان سے اٹھ آئے۔ ایمن اپنے کمرے میں تھی۔ وقارالحسن ہلکی سی
کمرے میں داخل ہوئے تو وہ موبائل ہاتھ میں لیے کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ وقارالحسن موبائل
میں دیکھ کر چونکے مگر پوچھا کچھ نہیں۔
"کیا بات ہے ہماری بیٹی نے تربوز نہیں کھایا۔"
"یونہی ڈیڈی موڈ نہیں تھا۔" وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ موبائل چھپایا نہیں بس ہاتھ میں لیے رہی
وقارالحسن اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرنے لگے۔ کالج کی، مستقبل کی پھر رخ عفان کے گھر والو
گیا۔
"میں ان سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں اور مطمئن بھی' وہ پڑھے لکھے اور روشن خیال لوگ ہ
—" وہ ایک پل کو رک کر لفظوں پر غور کرنے لگے۔ پھر سر جھٹک کر گویا ہوئے۔
"میری دعا ہے کہ تم سدا سکھی رہو' خدا تمہیں سکون آشنا رکھے۔ تمہاری زندگی کے ساتھی کو
گھنی چھایا بنا دے۔۔۔ خدا نے تمہارے لیے اچھے لوگوں کا انتخاب کیا ہے۔ زندگی میں مشکلات آ
۔۔۔ عفان تمہارا محافظ بن جائے گا۔۔۔ اس کا ساتھ مشکلات میں آسانی پیدا کرے گا۔۔۔ میں نے زن
نہیں کی مگر میں تمہارے لیے ہر وقت دعا کرتا ہوں ایمن!" وقارالحسن کا ہاتھ اس کے سر پر ٹکا تھا۔
ایمن کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔
"تم چھوٹی بچی کی طرح بی ہیو کر رہی ہو۔۔۔ تمہیں بڑا ہو جانا چاہیے ایمی۔۔۔" انہوں نے آہستگ
آنسو صاف کیے۔
"آپ آج چلے جائیں گے۔۔۔" ایمن نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔
"جانا تو ہے۔۔۔"
"میں آپ کو بہت مس کرتی ہوں۔"
"میں بھی کرتا ہوں۔۔۔" انہوں نے برجستہ کہا۔
"لیکن مجھے لگتا ہے ایسا نہیں ہے۔۔۔"
"ایمن! تم اب ننھی سی بچی نہیں ہو کہ میں تمہیں کندھے پر بٹھا کر آئس کریم کھلانے لے جاؤں
کی محبت لفظوں کی محتاج تو نہیں ہوتی۔"
"رویے کی تو ہوتی ہے۔"
"ہاں۔" انہوں نے اعتراف کیا۔ "مجھے اپنی کوتاہی۔۔۔"
"پلیز ڈیڈی۔۔۔" ایمن نے تیزی سے بات کاٹی۔ اسے شرمندہ شرمندہ سے وقارالحسن اچھے نہیں
"تم اس منگنی سے خوش تو ہو؟"
ایمن نے مسکرا کر سر جھکا لیا۔ یہ ہلکی سی مسکراہٹ وقارالحسن کے سوال کا جواب تھی۔
"میں اگلے ایک دو سالوں میں تمہاری شادی کرنا چاہتا ہوں۔"
وقارالحسن نے ایمن کے چہرے پر ردِ عمل تلاشنا چاہا۔ مگر وہ چہرہ جھکائے ہوئے تھی۔ وقارا
کوئی باپ اپنی بیٹی سے اس قسم کی باتیں نہیں کرتا۔ یہ باتیں ماں کے کرنے اور سمجھانے کی ہوتی ہ
وہ فیصلہ نہیں کر پائے کہ مہرالنساء کو اس درجے پر رکھیں یا نہیں۔

۔۔۔ ایمن کو ماں ہونے کی حیثیت سے سمجھا سکتی تھیں؟۔ انہیں جواب نفی میں ملا تھا۔ وہ اچھی طرح
۔۔۔ مہرالنساء سب کچھ ہو سکتی تھیں۔ مگر ایمن کی ماں نہیں۔
۔۔۔ ت خود اک ذمہ داری ہے۔ میں چاہتا ہوں تم خود کو ذہنی طور پر ہر قسم کی صورت حال کے لیے تیار

۔۔۔ ن نے خود کو بے بس سا محسوس کیا۔ باپ ہونے کی حیثیت سے اولاد کو اچھا کپڑا، اچھی رہائش اور اچھا
۔۔۔ رنا آسان ہے۔ لیکن وہ ماں بن کر اسے زندگی کی نزاکتیں نہیں سمجھا سکتے تھے۔ وہ ایک گہری سانس
۔۔۔ ن ہو گئے۔ خاموشی کا وقفہ طویل ہوا تو ایمن نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ وہ ایمن ہی کو دیکھ رہے تھے۔
۔۔۔ بھا تو ایمن نے موبائل ان کی طرف بڑھایا۔
۔۔۔" پھر وہ جھجک کر خاموش ہو گئی۔
۔۔۔ ن نے اس جھجک آمیز خاموشی سے معنی اخذ کر لیے تھے۔ اس لیے موبائل ہاتھ میں لے کر ایک نظر
۔۔۔ طرا دیے۔
۔۔۔ اچھا ہے۔"
۔۔۔ ہو گئے۔
۔۔۔ انو اور ممی کے ساتھ مل کر پیکنگ کرواؤ۔"
۔۔۔ نے موبائل دراز میں رکھا اور بیڈ روم میں آ گئی۔ جہاں مہرالنساء وقارالحسن کے سامان کی پیکنگ کر رہی

۔۔۔ کرواؤں؟"
۔۔۔ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر بولیں۔
۔۔۔ کپڑے اچھی طرح تہہ کر کے اٹیچی میں رکھ دو۔"
۔۔۔ کے کہنے پر وہ کپڑے تہہ کرنے لگی۔ مہرالنساء وقارالحسن کی چھوٹی چھوٹی چیزیں رکھ رہی تھیں۔
۔۔۔ ایک بات سمجھ نہیں پائی۔"
۔۔۔ ان کے مابین خاموشی کے وقفے کو ایمن کی آواز نے ختم کیا۔
۔۔۔ بات؟" مہرالنساء الماری کی طرف جاتے جاتے چونکیں۔
۔۔۔ نے میری منگنی کیسے ہو جانے دی۔"
۔۔۔" مہرالنساء ہنس دیں اور الماری کھول کر وقارالحسن کے کپڑے نکالنے لگیں۔
۔۔۔ لیے بہت اچھا موقع تھا۔ مجھ سے بدلہ لینے کا' مجھے زچ کرنے کا۔" وہ قمیص ہاتھ میں لیے ان ہی کو
۔۔۔

۔۔۔ یہ دونوں کام چھوڑ دیے ہیں؟" مہرالنساء نے اطمینان سے جواب دیا۔
۔۔۔" ایمن نے کھوجتی ہوئی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔
۔۔۔ تمہارے ہر سوال کا جواب دینا ضروری تو نہیں۔۔۔" انھوں نے الماری سے تہہ شدہ کپڑے نکال کر اٹیچی
۔۔۔ اٹیچی بند کر دی۔ پھر ایمن کی طرف مڑیں۔
۔۔۔ تمہیں آم کھانے سے مطلب ہونا چاہیے۔ تم عفان سے شادی کرنا چاہتی تھیں۔ میں نے رشتہ
۔۔۔ اب مزید کیا چاہتی ہو۔"
۔۔۔ نہیں بولی۔ مگر اس کی نگاہوں میں الجھن تیرنے لگی تھی۔
۔۔۔ میں رکھ دینا۔" مہرالنساء نے اس کے ہاتھ میں پکڑی قمیص کی طرف اشارہ کیا اور اطمینان سے باہر
۔۔۔ ایمن وہاں کھڑی سوچتی ہی رہ گئی تھی۔

* * *

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ وقار الحسن کو رخصت کرکے اندر چلی آئی۔ دل اداس ہو رہا تھا۔ گھر میں بھی خاموشی کا راج تھا اپنے کاموں میں مصروف ہونے کے باوجود ان کی کمی کو ابھی سے محسوس کرنے لگے تھے۔ جنہیں گھر۔ منت بھی نہیں ہوئے تھے۔

"کاش! آپ یہیں ہمارے پاس رہتے۔" ایمن نے آنکھوں کے نم گوشے چپکے سے صاف کیے ا ہی بیٹھ گئی۔ یہ حقیقت تھی کہ اس کو وقار الحسن سے جتنے بھی گلے شکوے تھے۔ سب کے سب اپنی م مر گئے۔ خوشی تو اس بات کی تھی کہ انہوں نے ایمن کی کسی بات کو جھٹلایا نہیں تھا۔ باپ کو اس پ ایمن کے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کا مقام ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

آہٹ پر ایمن نے سر اٹھایا۔

جوجو آکر دوسرے صوفے پر بیٹھی پھر اس نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کیا اور ساتھ ہی خود کلامی کی "گھر میں کتنی خاموشی ہے۔" شاید ٹی وی کی آواز سے وہ اس خاموشی کے طلسم کو توڑنا چاہتی تھی۔

"ہاں۔" ایمن آہستہ سے بولی۔

جوجو نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر اسکرین پر نظریں جما دیں۔ جہاں اک تواتر سے کمرشل چل ر

"جوجو!" کچھ دیر سوچنے اور اسے دیکھتے رہنے کے بعد ایمن نے پکارا۔

"ہوں۔" وہ ریموٹ اٹھا کر چینل سرچ کرنے لگی۔

"تم غالباً" ناراض ہو۔۔۔؟"

"غالباً"۔۔۔ "جوجو نے ترچھی نگاہ سے اسے دیکھا" "آپی! میں تم سے یقیناً" ناراض ہوں۔"

"اچھا۔" ایمن ہنس دی۔ "اب تم یہ سوچتی ہو کہ میں تمہیں مناؤں۔"

"مجھے ایسی کوئی خوش فہمی نہیں۔" جوجو جل کر بولی۔

"ہاں اور ہمارے درمیان ایسی کوئی ریلیشن شپ بھی نہیں۔" ایمن کے اس جملے پر جوجو نے سنجیدہ دیکھا۔

"ہمارے درمیان ایسی ریلیشن شپ ہونی چاہیے تھی ایمن۔"

"کیا اس کی ذمہ دار میں ہوں؟" ایمن نے قدرے تلخی سے جواب دیا۔

"ذمہ دار کون ہے میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتی۔ جو کچھ اس گھر میں ہوتا رہا۔ ہم اسے بھول فراموش نہیں کر سکتے، لیکن کچھ عرصے کے لیے اس سے نظریں تو چرا سکتے ہیں۔"

"کس لیے؟" ایمن نے بے ساختہ پوچھا۔

"آپی! مجھے نہیں یاد کہ زندگی میں میں نے کبھی تمہارے ساتھ کچھ برا کیا ہے؟ یا شاید۔۔۔ کبھی کیا نہیں لیکن مجھے اس بات کا احساس بڑی شدت سے ہو رہا ہے کہ بہت تھوڑا وقت ہے جو ہمیں اک ساتھ گزارنا ہے۔ اس کے بعد تم کہیں اور ہو گی۔۔۔ ہم کہیں اور۔ کہتے ہیں محبت کرنے والوں کی رفا تو پلٹ کر دیکھنے کو دل نہیں چاہتا۔ میں اس تھوڑے وقت کو سب کچھ بھول کر بہت اچھے طریقے ہوں۔"

"اچھا۔۔۔" ایمن نے جوجو کو دلچسپی سے سنا اور بے حد غور سے دیکھا۔

"اچانک اس تبدیلی کی وجہ پوچھ سکتی ہوں؟"

"تبدیلی کبھی اچانک نہیں آتی۔ تبدیلی کا عمل بہت سست روی اور غیر محسوس انداز میں اپنی منزل یہ پہلے ہمارے لاشعور پھر شعور میں پنجے گاڑتا ہے۔"

"تمہیں تو سائکاٹرسٹ بننا چاہیے۔"

"میں نے کہیں پڑھا تھا۔۔۔" جوجو جھینپ گئی۔

"بہت بڑی بڑی باتیں سیکھ رہی ہو۔"

"میں زندگی میں کوئی چھوٹا کام کرنا نہیں چاہتی۔" جوجو نے برجستہ کہا۔ پھر دونوں ہنس دیں۔ بلاوجہ۔۔۔ وہ آئی مومل نے ان کی ہنسی کو بے حد حیرت سے سنا پھر "ہونہہ" کہہ کر واپس پلٹ گئی۔ وہ اس سے بے ی رہیں۔ ایمن کو یوں جوجو کا چند قدم آگے بڑھنا اچھا لگا تھا۔

"تم لوگوں کو موبائل کے بارے میں بس ایسے ہی نہیں بتایا۔ میں نے کہا نا مجھے جھجک سی آگئی تھی۔ نظر کوئی خاص بات نہیں تھی۔" کچھ دیر کے بعد ایمن نے معذرت کی۔

"والی بات نہیں۔ لیکن آئندہ خیال رکھنا۔ جس چیز کو سامنے آنا ہی ہو۔ اسے چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں"

"اچھا بابا! اب بس بھی کرو۔"

"آپی! ہم اچھی بہنیں تو نہ بن سکیں۔ مگر اچھی دوست ثابت ہو سکتی ہیں۔" جوجو نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"فرینڈز۔"

ایمن نے حیرت و خوشی کے ملے جلے تاثرات سے پھیلے ہوئے ہاتھ کو دیکھا پھر گرم جوشی سے تھام لیا۔

دونوں کے چہرے اندرونی خوشی سے جگمگا رہے تھے۔

"پتا چلا تائن نے مریم کے ساتھ کیا کیا۔۔۔؟" کچھ دیر کے بعد موضوع بدلا۔

"مجھے تائن اور مریم سے کوئی دلچسپی نہیں۔" جوجو نے منہ بنایا۔

"تو کس سے ہے؟"

"ابن عفان سے۔۔۔" جوجو کا لہجہ شریر ہوا۔

"شریر۔۔۔" ایمن کا چہرہ گلابیاں چھلکانے لگا۔ "تائن نے مریم کو۔۔۔"

"مجھے ان کے قصے نہیں سننا۔ تم صرف یہ بتاؤ کہ ہمارے ہونے والے دولہا بھائی سے کیا کیا باتیں ہوئیں۔"

کی طرح ایمن کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

"ہماری ایمن کے ساتھ کچھ زیادہ ہی گاڑھی چھننے لگی ہے۔"

نے طنزیہ انداز میں کہا تو جوجو نے کتاب سے نظریں ہٹا کر قدرے حیرت سے اسے دیکھا۔ ابھی کل ہی تو ان کے ساتھ فرینڈ شپ کا آغاز ہوا تھا اور مومو نے طنز کا تیر چلا ہی دیا۔

"اس میں کوئی بری بات ہے؟" جوجو نے الٹا اس سے دریافت کیا۔

"اچانک ضرور ہے۔۔۔"

"ہاں اور میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ فاصلے ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔"

"کیوں۔۔۔؟"

"بہت تھوڑا وقت ہے جو ہمیں اک دوسرے کے ساتھ گزارنا ہے۔ ایمن کی شادی ہو گئی تو اسے ضرورت بھی پلٹ کر ہماری طرف آئے۔۔۔ اسے یقیناً" وہاں ایسا ہی ماحول ملے گا۔ وہ یہاں سے کیا لے کر جائے گی ہو تو ہو اس کے پاس۔۔۔ خالی ہاتھ بغیر کسی۔۔۔"

"خیال ہے۔۔۔" مومل نے اس کی سنجیدگی سے چڑ کر ٹوکا۔

"ڈیڈی نے اس کے لیے کافی کچھ جمع کر رکھا ہو گا۔"

"میں اس جہیز کی بات نہیں کر رہی؟ جو چیزوں کی شکل میں اسے دیا جائے گا۔" جوجو نے قدرے خفگی سے اسے

یادیں ہوتی ہیں۔ کچھ اچھی باتیں جنہیں وہ دوسروں کے ساتھ شیئر کر سکے۔۔۔ کیا بتائے گی وہ دوسروں کو

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

یہ جھگڑے یہ چپقلش ...... یہ بدگمانیاں جو ہمارے اور اس کے درمیان ہیں۔ جانے دو موحل! کچھ نہیں میں۔ زندگی بہت چھوٹی ہے۔ اسے خوامخواہ کی ضدوں کی نذر نہیں کرنا چاہیے۔"

"کیا گھول کر پلا دیا اس نے۔"

موحل نے منہ بنا کر کہا تو جوجو چپ ہو گئی۔

"تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ تم سمجھنا ہی نہیں چاہتیں۔" کچھ دیر کے بعد جوجو نے آ کہا۔

تب ہی ایمن چلی آئی۔ لیمن کلر کے سوٹ میں نکھری نکھری ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ لیے۔

"جوجو! چلو گی میرے ساتھ؟" اس نے موحل کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"کہاں؟"

"میں سر طاہر کے گھر جا رہی ہوں۔ تمہیں دادا سے ملواؤں گی۔"

"نہیں بھئی، تمہیں تو پتا ہے ممی اجازت نہیں دیں گی۔" جوجو نے فی الفور انکار کر دیا۔

"اوکے میں تو پھر جا رہی ہوں۔" ایمن باہر کی طرف مڑ گئی۔

"توبہ ہے...... کتنی خوشی ہے اسے اپنی منگنی کی۔ خود سے مٹھائی بانٹنے چل دی۔" موحل نے جل بھن

"تمہاری ہو گی تو تم بھنگڑا ڈالتی پھرو گی۔" جوجو نے چھیڑا۔

"تمہیں تو ہمیشہ......" ان دنوں تکرار شروع ہو گئی تھی۔ ایمن نے سر جھٹکا اور باہر نکل گئی۔ جہاں لیے اس کا منتظر تھا۔

❄❄❄❄

وہی ڈھلتی ہوئی شام جس کے سارے ہی رنگ یکساں تھے۔ وہی نیم تاریک کمرہ، کمرے کی کھلی کھڑکی۔ ہوا کی زد میں پھڑپھڑاتے کتابوں کے صفحے، صفحات سے لپٹی بوسیدہ یادیں، وہی اونگھتے جاگتے دادا، وا کلستا طاہر محمود، جسے پورا گھر چھوڑ کر یہی کمرہ راس آتا تھا۔ شاید اس گھر کی تنہائی و وحشت تھی جو تمام کے باوجود انہیں اک دوسرے کے قریب لے آتی تھی۔

کمرے میں اب حبس ہونے لگا تھا۔ اس کے باوجود وہ دونوں یہیں موجود تھے۔

"تم نے اب کیا سوچا ہے......؟" وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے اونگھ چکے تھے۔ اس لیے تازہ دم ہو کر پوچھنے۔ بیڈ پر اوندھا پڑا سوتی جاگتی کیفیت میں عجیب و غریب الجھے ہوئے خوابوں میں کھویا تھا۔ ذرا سا کسمسایا۔ اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"ہوں......" اس نیم خوابیدہ "ہوں" نے دادا کو تپا دیا۔

"میں پوچھتا ہوں۔" ان کی آواز قدرے بلند ہو گئی۔ "اب تم نے کیا سوچا ہے؟"

"کس بارے میں؟" اس نے اک بھرپور انگڑائی لے کر اکڑے ہوئے وجود کو پرسکون کرنے کی سعی وجود پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ اسے خاصی الجھن ہوئی۔ جی چاہا فوراً "کسی نہر میں جا کر چھلانگ لگا دے۔

"تمہاری شادی کے بارے میں......" وہ جل کر گویا ہوئے۔

"میرا ابھی کئی سالوں تک کوئی ارادہ نہیں۔" اس نے اطمینان سے کہا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"یہ تمہارا نہیں تمہارے نصیب کا فیصلہ ہے۔ کوئی پاگل ہی ہو گا جو تم جیسے نکمے، جاہل، بدتمیز اور بدکر کو اپنی لڑکی دے۔ اسے تو اپنی بیٹی کا گلا گھونٹ دینا چاہیے۔ کم از کم میں تو اسے یہی صلاح دوں گا۔"

"کیسے؟" طاہر محمود کو ان کی آخری گالی پر خاصا اعتراض تھا۔ مگر وہ پی گیا۔

"جو تمہیں اپنی بیٹی دینے کے بارے میں سوچے گا بھی۔"

"آپ کو مجھ سے دشمنی کیا ہے؟"

"سوچنا پڑے گا۔"

"...میں نہا کر آتا ہوں۔" وہ اٹھا اور الماری سے تولیہ گھسیٹ کر باہر نکل گیا۔ درحقیقت، اس نے دادا کا ...ا تھا۔ حالانکہ جانتا بھی تھا کہ وہ جس سوال پر اٹک جائیں۔ اس کا جواب لیے بغیر نہیں ٹلتے۔ تبھی جب وہ ...ے فریش موڈ کے ساتھ تولیے سے بال رگڑتا واپس آیا تو دادا نے وہی سوال دوبارہ سے داغ دیا۔ اب کہ ...واضح تھے۔

"...نے نوکری کے بارے میں کیا کیا......؟"

"...ادن تو خوار ہوتا ہوں......" اس نے تولیہ کرسی پر اچھالا اور کنگھا اٹھا لیا۔

"...ی کے لیے؟"

"...ں ویزے کے لیے؟"

"...یا......؟" دادا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"...دادا! میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب میں نوکری نہیں کروں گا۔ مجھے باہر جانا ہے۔ بہت سا پیسہ کمانا ہے۔ ...آ گیا ہوں یہ ٹکے ٹکے کی نوکری کرتے...... چند سو کے لیے گھر گھر بدتمیز بچوں اور جاہل والدین کے ساتھ سر ...کھپاتے تھک گیا ہوں۔ اب یہ ذلت برداشت نہیں ہوتی۔ پیسہ پاس نہ ہو تو لوگ انسان کو انسان نہیں ...رشتوں کی مضبوطی بلکہ رشتوں کی اساس پیسہ ہی ہے اور مجھے اب ڈالر کمانے ہیں ڈالر......" کنگھا ہاتھ میں ...جذباتی انداز میں کہتا چلا گیا۔ دادا نے اس کی بات کو استہزائیہ انداز میں مسکراتے ہوئے سنا پھر پوچھنے لگے۔

"...تمہیں یہ ویزہ دے گا کون؟ ابھی باہر والوں پر برا وقت نہیں آیا۔"

"...باہر والوں کا آیا ہے یا نہیں۔ مگر میرا اچھا وقت ضرور آنے والا ہے۔"

"اچھا...... اور ویزے کے لیے رقم کہاں سے آئے گی؟"

"...کے خزانے سے۔" طاہر محمود نے اطمینان سے کہا۔

"...اس بھول میں مت رہنا۔" وہ غرائے۔

"...رقم کا بندوبست ہو جائے گا، آپ فکر مت کریں۔" تب ہی کمرے کے دروازے پر دستک کے ساتھ کھنکتی ...آواز آئی۔

"...السلام علیکم نانا!" اور نانا گویا کھل سے گئے۔

"...آؤ۔" شاید پہلی بار انہوں نے ایمن کی آمد پر فوری طور پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ طاہر محمود نے آئینے ...ہوتے ایمن کے عکس کو دیکھا۔ پھر بہت دیر تک دیکھا۔ یہ لڑکی اس کے حواسوں پر سوار ہونے لگی تھی ...اب بھی اسے اپنے تصور سے الگ نہ کر پاتا۔

...آ کر دادا کے قریب پڑی دوسری کرسی پر بیٹھ گئی۔ مٹھائی کا ڈبہ درمیان میں بڑی میز پر رکھ دیا تھا۔

"...آپ کیسے ہیں؟" دادا کی خیریت دریافت کرنے کے بعد اس نے طاہر محمود سے پوچھا تو وہ چونک سا گیا۔

"......اچھا ہوں۔"

"...سر یا۔" دادا نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔ "یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔" ایمن نے بمشکل اپنی ہنسی ضبط کی۔ ...بس گھور کر رہ گیا۔

"...جلدی جلدی ڈبہ کھولو، منہ میٹھا کریں...... میں آج بہت خوش ہوں۔" انہوں نے ڈبے کی طرف ہاتھ

"...ں۔" ایمن نے ڈبے پر اپنا ہاتھ رکھا۔ "میں آپ سے ناراض ہوں نانا جان!"

"...نانا کی جان، ناراض کس لیے ہوں۔" دادا کا لہجہ یکسر بدلا ہوا تھا۔ کم از کم جب سے طاہر محمود یہاں آیا ...نے پہلی بار اس غصیلے بڈھے کے انداز میں یہ کھنکتی خوشی محسوس کی تھی۔

"...اس لڑکی کی آمد کا اعجاز ہے؟"

"...آئے نہیں؟ میں نے بہت انتظار کیا۔" ایمن نے شکوہ کیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"میں نے بتایا تھا کہ نہیں آسکوں گا۔"
"پھر بھی مجھے امید تھی۔"
"تم نے محسوس ہی نہیں کیا۔ میں وہیں تمہارے آس پاس ہی تھا۔ تم نے میری دعاؤں کے حصار میں پنپی تھی۔ میری نیک خواہشات کا سایہ تمام وقت تمہارے سر پر بادل کی طرح چھایا کیے رہا۔۔۔۔ بس تم نے ہی نہیں کیا۔ یہ وہ دعائیں تھیں۔ جو میں نے کسی اور کے لیے سنبھال رکھی تھیں۔ یہ وہ خواہشات تھیں اور کے حوالے سے میرے دل میں لگے۔۔۔۔ یہ وہ ارمان تھے جو کسی اور طرح سے پورے ہونے تھے۔۔۔ سب تمہارے حصے میں آگئے۔۔۔ سب دعائیں تم پر نچھاور ہو گئیں۔۔۔۔ بہت سنبھال کر رکھی گئیں دعا موقعہ پر کام آئیں۔ مجھے خوشی ہے کہ کام آئی ہیں۔ رائگاں نہیں گئیں۔" وہ جذب کے عالم میں بولتے
ایمن متحیری انہیں دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے بہت الجھ کر پوچھا۔
"نانا! آپ مجھ سے اتنا پیار کیوں کرتے ہیں؟"
وہ آنکھیں بند کرکے بیٹھ گئے تھے۔ آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگے۔ ان آنکھوں میں کیا تھا۔
شفقت و محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر۔
اک پیاس، اک حسرت وہ آنکھیں بن برسے بادل کی طرح تھیں۔ جواب مزید اپنے اندر نمکین پانی نہیں سہار سکتا تھا۔
انہوں نے ہاتھ بڑھا کر آہستگی سے اس کی آنکھوں کو چھوا، پھر پیشانی کو۔ بوڑھے لبوں پر برسوں پرانا بوسہ بے تاب ہو گیا۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھاما۔
"نانا! کیا رشتہ ہے میرا اور آپ کا؟" ایمن نے سرگوشی میں سوال کیا۔
"ایک ہی تو رشتہ ہے۔" اک آہ ان کے لبوں سے آزاد ہوئی۔
"کیا۔۔۔ کیا؟" ایمن کی سرگوشی بے تابی میں ڈھل گئی۔
"ایک ہی تو رشتہ ہے۔۔۔۔ تم، تم میری سارا کی بیٹی ہو۔ تم میری نواسی ہو ایمن۔۔۔۔"
ایمن کے ساتھ ساتھ طاہر محمود بھی ششدر رہ گیا تھا۔
ایمن اپنی جگہ سے ہل نہ سکی۔
طاہر محمود نے دادا کو دیکھا۔ کچھ کہنا چاہا۔ پھر جھنجلا کر باہر نکل گیا۔
"یہ بڈھا الوژن کا شکار ہے۔۔۔۔" یہ طاہر محمود کا خیال تھا۔
"آپ۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔" لفظ ایمن کے لبوں پر ہی دم توڑ گئے تھے۔
"ہاں! تم میری سارا کی نشانی ہو۔۔۔۔ تم اسی کا جگر گوشہ ہو۔ تم نے نہیں۔۔۔ لیکن میں نے تمہیں دیکھا تھا۔ میں نے تمہارے ننھے منے ہاتھوں کو چھوا تھا، تمہارے پھولے پھولے گالوں پر کئی بوسے دیے تھے۔ تمہاری گلابی سی ایڑیوں کی نرمی محسوس کی تھی۔ جب تم بے بسی و معصومیت کا امتزاج بنی اس حیرت کدہ کو اپنی شفاف آنکھوں سے دیکھ رہی تھیں تو تم نے میری انگلی تھامی تھی۔ بس ایک لمحے کو بس ایک ہی لمحے کو وہ لمحہ آج بھی اس ہاتھ میں محفوظ ہے۔۔۔۔ بہت سنبھال کر رکھا ہے۔ اکثر تمہاری اس نرم گرفت نے مجھے ہمیشہ سہارا دیا۔۔۔۔ ہاں ا میری سارا ہو تم بالکل اس کے جیسی ہو۔۔۔۔"
وہ رو رہے تھے۔ اس کے ہاتھوں، چہرے کو، بالوں کو آنسوؤں سے بھگو رہے تھے۔
"سب یہی کہتے ہیں۔۔۔۔" ایمن کی سرگوشی میں ڈوبی آواز لڑکھڑا گئی۔
"میں تمہیں کبھی نہیں بھول پایا۔ تم ہمیشہ میری دعاؤں میں تھیں۔ تم بھی اور۔۔۔۔ وہ بھی۔"
"وہ۔۔۔۔" ایمن کے حلق میں پھندا سا پڑ گیا۔ "وہ تو نہیں رہیں۔۔۔۔"
"وہ ہے۔۔۔۔" انہوں نے زور دے کر کہا۔ "وہ میرے اندر ہے۔ زندہ سلامت۔۔۔۔ خوش باش اپنی دنیا میں۔۔۔۔ اسے تو خبر بھی نہیں کہ کوئی کس شدت سے اس کا منتظر ہے۔"

۔۔۔ گئی۔
۔۔۔لی ہو؟" انہوں نے سیدھے ہو کر اپنے آنسو صاف کیے۔ "یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے۔ تم مجھے
۔۔۔ لیے کافی ہے۔"
۔۔۔ نیلی چھلکی شفاف آنکھیں ایمن کے چہرے پر ٹکی تھیں۔
۔۔۔ میں کتنا ترسی ہوں ان رشتوں کے لیے۔ کاش آپ مجھے پہلے مل گئے ہوتے۔۔۔ تو یہ تشنگی تو
۔۔۔ ناناجان! آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔۔" اس نے بے اختیار شکوہ کیا۔
۔۔۔ئے۔"
۔۔۔ کو پتا کب چلا؟"
۔۔۔ پورٹریٹ کو دیکھ کر۔۔۔۔ یہ اس نے بہت چاؤ سے بنوایا تھا۔"
۔۔۔ ماں بتایا کرتی تھیں۔۔۔۔" ایمن نے آہستگی سے کہا۔ پھر پوچھنے لگی۔
۔۔۔ یہاں ان کی تصویریں ہیں۔۔۔۔؟"
۔۔۔ نے سب جلا دیں۔"
۔۔۔؟" اس نے تحیر سے پوچھا۔
۔۔۔ نے دو۔ صرف اپنی باتیں کرو۔" انہوں نے ٹوک دیا۔ اس شام ایمن نے بہت باتیں کی تھیں۔ پہلے ۔۔۔ ساتھ شیئر کیا کرتی تھی۔ مگر اب کوئی پردہ نہ تھا اس لیے وہ بے تکان بولتی رہی اور وہ خاموشی سے سنتے ۔۔۔ رہے۔
۔۔۔ ماما کی باتیں کریں۔" ایمن نے کئی بار فرمائش کی۔ مگر وہ ٹال گئے۔ یہاں تک کہ بابرا سے لینے آگیا۔
۔۔۔ اور اپنے رشتے کی بابت کسی سے کچھ مت کہنا۔" انہوں نے جاتے جاتے منع کیا۔
۔۔۔" ایمن نے حیرت سے انہیں دیکھا۔ اس کا خیال تھا وہ جاتے ہی یہ خوشی سب کے ساتھ شیئر

۔۔۔ یہاں آنے سے منع کر دیں گے۔۔۔۔" کچھ دیر ایمن کو دیکھتے رہنے کے بعد انہوں نے جواز پیش کیا۔
۔۔۔ سکتا ہے۔" ایمن نے تنک کر کہا۔
۔۔۔ ہے۔" انہوں نے برجستہ جواب دیا۔
۔۔۔ نہیں رہتے اور جو یہاں رہتے ہیں مجھے روک نہیں سکتے۔"
۔۔۔ نانا۔۔۔۔ کسی کو مت بتانا۔" ان کے لہجے میں سختی در آئی تو ایمن کو خاموش ہو جانا پڑا۔ لیکن خوشی اس ۔۔۔ سے پھوٹ رہی تھی۔
۔۔۔ مکان۔
۔۔۔
۔۔۔ تشنگی و جوش۔
۔۔۔ منان سے منگنی کا اعجاز سمجھ رہے تھے اور طاہر محمود کے لیے اپنے جذبوں پر بند باندھنا دشوار ہونے ۔۔۔ گالوں والی خوشبو سی لڑکی راتوں کی نیندیں اڑانے لگی تھی۔ دن تو دنیا کے جھمیلوں میں گزر جاتا کہ وہ ۔۔۔ پوری تگ و دو کر رہا تھا۔ مگر رات کو وہ چپکے سے اس کے آس پاس مسکرانے لگتی۔
۔۔۔ اور چور نظروں سے ایمن کو اپنے اندر جذب کرتا رہتا۔ جو ہر بات سے لاعلم دادا سے گھنٹوں باتوں ۔۔۔۔ ان کے لیے خود کھانا بناتی۔ الماریاں درست کرتی۔ بستر کی چادریں درست کرتی۔
۔۔۔ صحرا کا منظر پیش کرتا ہے ناناجان۔" ایک دن اس نے ڈھنڈار گرم صحن میں دم توڑتی دھوپ کو

۔۔۔ گلستان میں کیسے بدلیں۔" انہوں نے ہنس کر پوچھا آج کل وہ اکثر ہنسنے لگے تھے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"مجھے کچھ پودے منگوا کردیں۔ اچھے سے گملوں میں۔"
ان کا چہرہ ایک دم متغیر ہو گیا۔
"یہ اسی طرح ٹھیک ہے۔"
مگر وہ ایمن کہاں جو مان جائے۔ اس نے منوا کر چھوڑا۔ پورا صحن سرسبز و شاداب پودوں سے بھ
ترتیب ٹھیک کرتی اور بولتی جاتی۔
"آپ کو پتا ہے ہمارے گھر میں اتنا بڑا لان ہے۔ جب ممی وہاں تھیں تو آپ جایا کرتے تھے؟"
وہ خود ہی سوال کرتی پھر خود ہی جواب دیتی۔
"لیکن آپ تو ان سے خفا تھے۔۔۔"
پھر سب کام چھوڑ چھاڑ کر قریب آتی۔ عقب سے دونوں ہاتھ ان کے کندھوں پر ٹکا کر پوچھتی "نانا
کی شادی اتنا بڑا جرم ہے کہ آپ نے ممی کو معاف ہی نہیں کیا۔ آخر میرے ڈیڈی میں کس چیز کی کمی
اک رائٹ مین کا انتخاب کیا تھا۔"
ان لمحوں میں وہ اس طرح چپ سادھ لیتے کہ ایمن جھنجھلا جاتی۔
"آپ ان کے بارے میں بات کیوں نہیں کرتے؟"
"میں اس کے بارے میں بات کرنا نہیں چاہتا۔" ان کا سپاٹ سا لہجہ ایمن کے حوصلے پست کرد
طاہر محمود یہ سب دیکھتا اور خاموش رہتا۔ اس کے لیے یہی کافی تھا کہ اس طرح ایمن دن کا زیا
گزارتی تھی۔

♥ ♥ ♥

وہ اپنی منگنی کی تصویریں لے کر آئی تھی۔ یہ تصویریں دونوں اطراف کی تھیں۔ جب اس کے گا
کو انگوٹھی پہنانے گئے۔ عفان کے سنجیدہ چہرے پر شریر سی آنکھیں ہر تصویر میں نمایاں تھیں۔ اکا
کتنی بار ان تصویروں کو دیکھا۔ جس میں عفان کی کزنز بھی موجود تھیں۔ ایک سے ایک حسین و طر
ان میں سے اکثر عفان کی طلب گار تھیں۔ "دعا دو ہمیں تمہیں اپنی دیورانی بنانے کے لیے سب
ہم نے بیلے ہیں۔"
مائرہ نے فخر سے کالر جھاڑے تھے۔ ایمن کچھ اور مغرور ہو گئی۔
"کچھ تو ایسا ہے مجھ میں جو اس کی نظر سب کو چھوڑ کر مجھ پر رکی۔" آئینے کے سامنے ہر زاوی
لیتے ہوئے اس نے کئی بار سوچا تھا۔
"جلدی سے شربت بنا کر لاؤ۔"
دادا اپنے سامنے تصویریں کھولے بیٹھے تھے۔ ایمن اٹھ کر کچن میں چلی آئی۔ تب ہی طاہر محمود
میں انگلیاں چلاتا وہیں چلا آیا۔
"ایمی! ایک کپ چائے ملے گی؟" وہ کچن کے دروازے میں ذرا کی ذرا رکا۔
"ضرور۔۔۔" ایمن نے چینی جگ میں گھولتے ہوئے کہا۔ اب تو طاہر کے ساتھ کزن کا رشتہ بھی
وہ بے تکلفی سے بات کر لیتی تھی۔
"لیکن طاہر بھائی!" اس نے طاہر کو جب سے اس نئے رشتے کے حوالے سے مخاطب کرنا شروع کیا
خاصا ناگوار گزرتا۔ مگر وہ اسے ٹوک نہیں سکتا تھا۔
"آپ زیادہ چائے مت پیا کریں۔"
"تم بنانا نہیں چاہتیں۔"
"پہلے کبھی انکار کیا ہے۔" ایمن نے قدرے ناراضی سے طاہر کو دیکھا۔ یہ خفا سا انداز طاہر کے
گیا۔ وہ آگے بڑھا۔ پھر آہستگی سے ایمن کا گال تھپتھپا کر بولا۔

۔۔تنی جلدی ہو جاتی ہو۔"
۔۔ں ایسی کرتے ہیں۔ آپ کا حق ہے مجھ پر۔"
۔ ۔مقوق تو کسی دوسرے کے نام کرنے جا رہی ہو۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔
۔۔ن کچھ سمجھی نہیں۔
۔۔م تو بہت نازک سی ہو۔۔۔ اس سے زیادہ نازک تمہارے احساسات ہیں۔۔۔ اتنے کومل جذبات رکھنے
۔۔لیے اتنا ہی حساس لائف پارٹنر چاہیے تھا۔ جو تمہارا تمہارے احساسات کا خیال رکھتا۔۔۔ تمہیں
۔۔ت بینت کر رکھنے والا لائف پارٹنر۔" ایمن کا چہرہ شرم سے سرخ سا ہو گیا۔
۔۔نے حسرت سے اس کا چہرہ دیکھا۔ پھر پوچھا۔
۔۔ا ایسا ہی ہے؟"
۔۔ہاہا۔۔۔" وہ رخ بدل کر فریج سے شربت کی بوتل نکالنے لگی۔
۔۔ وہ ایسا ہو۔" طاہر زیر لب بڑبڑایا۔ مگر اس کی بڑبڑاہٹ ایمن نے ضرور سنی تب ہی الجھ کر اسے دیکھا۔
۔۔پ کو کیا لگتا ہے؟۔۔۔"
۔۔
۔۔وں گے؟" اسے سر طاہر کی زیرک نگاہی 'مردم شناسی' پر اعتبار تھا۔
۔۔نے بہت غور سے فیروزی کپڑوں میں ملبوس ایمن کو دیکھا۔ پھر اک ہلکی سی سانس کھینچی۔
۔۔لتا ہے ایمی کہ وہ ایسا نہیں ہے۔"
۔۔گردن موڑ کر طاہر کو دیکھا۔ وہ شربت بنانا بھول گئی تھی۔
۔۔ت طبیعت کے ہوتے ہیں۔ کومل جذبات اور نازک احساسات ان کے نزدیک کچھ معنی نہیں
۔۔اپنے نہ دوسروں کے۔۔۔ لیکن میری دعا ہے کہ تمہارے ساتھ ایسا نہ ہو۔ مگر میں نے فوجیوں کی بیویوں
۔۔نہیں دیکھا ہے۔"
۔۔وہ تو ایسے نہیں ہیں۔ میرا مطلب ہے بہت ہنس مکھ اور خوش مزاج۔۔۔"
۔۔نے کمزور سا دفاع کرنا چاہا۔
۔۔ضروری نہیں کہ میری ججمنٹ ٹھیک ہی ہو۔ اگرچہ لوگوں کے بارے میں میرے اندازے اکثر
۔۔ہیں۔ اب چائے تو تم نے پلائی نہیں۔ اس لیے چلتا ہوں۔"
۔۔نے اسے روکا بھی نہیں۔ بس بے توجہی سے شربت بنانے لگی۔
۔۔دادا کے عقب میں رکا۔ ایک نظر میز پر پھیلی تصویروں کو دیکھا۔ جسے وہ ایک ایک کر کے سمیٹ رہے
۔۔نے جھک کر اک تصویر کو چٹکی سے اٹھایا۔
۔۔کا کا زاویہ تھا۔
۔۔ب بھینچ لیے پھر تصویر کو چٹکی سے اڑا دیا۔ تصویر میز سے پرے جا کر گری۔
۔۔تصور کر اسے دیکھنا چاہا۔ مگر وہ بنا بال بنائے باہر نکل گیا۔ ایمن نے شربت کا جگ اور گلاس دادا کے
۔۔دادا تصویریں سمیٹ کر لفافے میں ڈالیں۔ تب ہی نگاہ کی گرفت میں نیچے گری تصویر آئی۔ ایمن نے
۔۔غور دیکھا۔ گویا عفان کا چہرہ پڑھنا چاہتی ہو۔
۔۔ا لگتا ہے۔" دادا نے تبصرہ کیا تو ایمن نے تصویر لفافے میں ڈال دی۔
۔۔ی تو نہیں کہ جو اچھے لگتے ہوں وہ واقعی اچھے بھی ہوں۔"
۔۔شناسی میں اناڑی ہو۔" انہوں نے شربت گلاس میں ڈالا اور گلاس اٹھا کر لبوں سے لگا لیا۔
۔۔پہرے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔" ایمن نے لفافے کی طرف اشارہ کیا۔
۔۔ے ساتھ مخلص رہے گا۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"قدر۔۔۔ قدر بھی کرے گا میری؟" وہ محبت کہنا چاہتی تھی مگر جھجک گئی۔
"قدر انسان خود کرواتا ہے۔"
"ناناجان! آپ نے ممی کو معاف کیوں نہ کر دیا۔۔۔ آپ کا دل کبھی ان کے لیے نہیں تڑپا؟"
"تم اس کے بارے میں بات مت کیا کرو۔" ان کا لہجہ درشت اور آنکھیں سرخ ہو گئیں۔
"لیکن کیوں؟" ایمن نے احتجاج کیا وہ آپ کی بیٹی اور میری ماں ہیں میں ان کے بارے میں گفتگو نہیں کروں گی تو کس سے کروں گی۔۔۔ میں ان کے بارے میں سننا چاہتی ہوں۔ ان کی پسند ناپسند ان کی...
"ایمن! میرے زخموں کو مت کریدو۔۔۔ وہ میری اکلوتی 'لاڈلی اولاد میرے اعتبار' میرے مان کو ٹھکرا کر چلی گئی۔۔۔ ایک غیر شخص اتنا اہم ہو گیا کہ باپ کی محبت 'شفقت قربانیاں' اس کی پرورش میں اٹھائی گئیں رائیگاں گئیں 'رائیگاں راتیں' جو اس کی ماں کے مرنے کے بعد بانہوں میں جھلاتے ہوئے کاٹی تھیں۔ اپنی نوکری کی پروانہ کرتے ہوئے 'اسے نہلانا' تیار کرنا 'اسکول چھوڑنا' اس کی ضد میں 'اس کی من مانی... اپنی زندگی اس کے نام کر دی۔۔۔ کر سکتا تھا۔ وقار الحسن کی طرح میں بھی دوسری شادی کر سکتا تھا۔ مگر صرف اس کے لیے اس نے مجھے کیا دیا۔"
لہو رنگ آنکھوں میں غصہ 'دکھ 'اضطراب مترشح تھا۔
"میں وقار الحسن کے بغیر نہیں رہ سکتی۔"
"میرے بغیر رہ سکتی ہو؟"
فیصلہ کن سفاک لمحہ سامنے آن کھڑا ہوا 'باپ کا مان' اس کا اعتبار کہتا تھا۔
"وہ تمہاری بیٹی ہے۔ یہیں یہ سر جھکا دے گی۔"
وہ خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی۔ پھر فیصلے کی صلیب ان کے اعتبار کے سینے میں گاڑ کر چلی گئی۔ اس کے قدموں سے اڑتی دھول میں رولتے اپنے مان کو دیکھتے رہے۔
"سارا! تم میرے لیے مر گئیں۔"
یہ آخری لفظ تھے جو ان کے لبوں سے بیٹی کے لیے نکلے۔ پھر کسی نے ان کے لبوں سے سارا کا نام نہ سنا۔ ساری نشانیاں جلا دیں۔ یادوں کو دفن کر دیا۔ مگر نہیں نشانیاں جلا دینا آسان ہے مگر یادوں کو دفن کرنا...
وہ ہمیشہ ان کے آس پاس رہی۔
اس کی خوشبو۔
باتوں کی آواز۔
قدموں کی چاپ۔
کتابوں کی صفحات سے لپٹا نرم انگلیوں کا لمس۔
وہ یہاں سے جا کر بھی کہیں نہیں گئی تھی۔ لوگ کہتے تھے انہوں نے بیٹی کو کبھی یاد نہیں کیا۔ کمرے کی تنہائی گواہ تھی۔ کہ وہ اسے کبھی بھولے ہی نہ تھے۔ وہ ان سے زیادہ دور نہ تھی۔ اکثر آجاتی 'قدموں کو تھام لیتی' وہ کٹھور بن کر ٹھکرا دیتے۔ وہ مایوسی کی چادر اوڑھے لوٹ جاتی تو بے چینی ان کے من میں بس جاتی۔ پھر وہ اسے خط لکھتے۔
"میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے سارا! تم گھر واپس آجاؤ۔"
ایسے خط جن پر کبھی کوئی ایڈریس نہ لکھا گیا۔ وہ خطوں میں معاف کرتے رہے مگر زبان سے کبھی نہ کہہ سکے۔ یہاں تک کہ سارا دنیا سے ہی منہ موڑ گئی۔
"وہ میرے لیے پہلے ہی مر گئی تھی۔"
خدیجہ بی پیغام دینے آئیں تو کس سفاکی سے کہہ دیا۔ مگر بند کمرے کی دیواروں سے ان کے بین... رہے۔ ان کی بوڑھی آنکھوں سے برستے آنسو رات کا دامن بھگو دیتے۔

...تی یا انا 'جس نے انہیں ہمیشہ اضطراب میں مبتلا رکھا۔
...یں اسے معاف کر دیتا۔"
...اندر چٹکیاں لیتا۔ دوسرے پل وہ سفاک لمحہ ان کے سامنے آن کھڑا ہوتا۔ جب انہوں نے سارا ...ب کا حق دیا تو اس نے انہیں ٹھکرا کر وقار الحسن کو منتخب کیا تھا۔ وہ آج تک سمجھ نہ سکے کیا تھا اس شادی ...لے مرد میں کہ ان کی بیٹی اس طرح بھٹک گئی۔
...ماں ملا اور کیسے؟
...بھی نہ جانتے تھے۔ بس جب وہ سارا کا دعوے دار بن کر سامنے آیا انہیں تو تب ہوش آیا تھا۔ مگر پانی سر ...تھا۔
...ہتی ہے۔ آپ نے وہ بریسلیٹ کیسے پہچانا۔ میں تو سارا کے ہر اس سوٹ کا رنگ بتا سکتا ہوں۔ جو وہ ...آتی تھی اور یہ تو ہمیشہ اس کے بازو میں رہا کرتا تھا۔"
...خاموشی سے ایمن جھنجلا گئی۔
...سمجھ میں نہیں آتا۔ کوئی اپنی اولاد کے لیے اتنا سفاک ہو سکتا ہے۔"
...قدرے غصے سے کہا۔ پھر تصویروں والا لفافہ اٹھا کر بغیر خدا حافظ کہے گھر سے نکل گئی۔
...نہیں سکتیں کہ تم خود سارا کی جگہ سوچتی ہو۔"
...دوسرا گلاس لبوں سے لگا لیا۔ اندر آگ سی بھڑک اٹھی تھی۔
...ہے اسے معاف کر دوں۔۔۔ اتنا نہیں جانتی۔ اگر اسے معاف نہ کر چکا ہوتا تو کیا اس کی اولاد کو یوں ...اتا۔"

✠ ✠ ✠ ✠

...کی میسج ٹون سے ایمن کی آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلی تو اس کی سماعتوں سے کھڑکی پر دستک دیتی بارش کی ...
"...بارش۔"
...اور تاریک رات اسے آج بھی خوفزدہ کر دیتی تھی۔ اس نے تکیے کے نیچے سے موبائل نکال کر بغیر نمبر ...کھولا۔
...کھول کر باہر دیکھو۔
...میرے دل کی باتیں تم سے کہنے آیا ہے۔
...کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ عفان نے ایک دو بار فون کیا تھا۔ ہمیشہ ہنسی مذاق میں بات ٹل جاتی۔ وہ ...طرف سے بھرپور اظہار محبت کی منتظر تھی۔ جو ابھی تک سامنے نہیں آیا تھا۔ اک انگڑائی لے کر وہ اٹھی ...جذبے کے تحت کھڑکی کھول دی۔ تیز ہوا کے ساتھ بارش اندر آئی اور اسے بھگو گئی۔ ایمن پھریری ...ہی۔ اونچے لمبے درخت ہواؤں کی شوریدہ سری کے آگے جھکے جا رہے تھے۔ رات اپنی تمام تر ہول ...اس کے سامنے تھی۔ ایمن نے کوشش کی کہ یہ ہولناکی اس پر اثر انداز نہ ہو۔ کچھ دیر ڈٹی رہی۔ پھر ...تیزی سے کھڑکی بند کی اور بستر میں دبک گئی۔ وہ اچھی خاصی بھیگ گئی تھی۔ اس لیے ہلکی ہلکی ٹھنڈ لگ رہی ...بھی موسم بدل رہا تھا۔
...میرے اندر کا موسم بھی۔۔۔" بے اختیار جی چاہا وہ عفان سے بات کرے۔ وہ جاگ رہا تھا اور اس کے لیے ...تھا۔ اس نے جھجکتے ہوئے نمبر ملایا۔ دوسری طرف بیل جاتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ مایوس ہو کر بند ...تھی۔ جب اس کی نیم خوابیدہ آواز سنائی دی۔
"..."
...م علیکم۔" ایمن کی آواز خود بخود مدھم ہو گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کون ایمن؟" عفان نے چونک کر پوچھا۔ گویا اس نے بھی بغیر نمبر دیکھے کال ریسیو کی تھی۔
"جی میں۔" ایمن کچھ شرمندہ سی ہو گئی۔
"خیریت..... اس وقت۔"
ایمن شرمندہ ہونے کے ساتھ ساتھ چڑ سی گئی۔ کس قدر بن رہا تھا۔
"آپ کا میسج ملا تھا اس لیے کال کی ہے۔"
"میرا میسج رات کے دو بجے۔" وہ حد درجے حیران ہوا۔ "اوہ اللہ کی بندی! یہ وقت شریف ا... سونے کا ہے..... اچھے بچوں کی طرح سو جاؤ۔ صبح بات کریں گے۔" غم و غصے سے ایمن کا وجود کانپ کا... نے تیزی سے کال منقطع کر دی۔
"کیا سمجھتا ہے خود کو ایڈیٹ میں مری جا رہی ہوں اس سے بات کرنے کے لیے..... جان بوجھ کر ستا... ویلیو بنانے کے لیے..... ہونہہ میں بھی اب بات نہیں کروں گی۔"
کچھ دیر کھولتے رہنے کے بعد اس نے میسج دوبارہ کھولا اور ساتھ ہی نمبر دیکھا تو بری طرح چونک گئی۔ نمبر انجانا تھا۔ اس کے موبائل پر صرف ایک ہی نمبر سے کال آتی تھی اور وہ نمبر عفان کا تھا۔ ایمن میں دور دور تک نہ تھا کہ اس نے یہ نمبر کسی اور کو بھی دے رکھا تھا۔ باقی تمام رات یونہی کھولتے ہو... گزری۔ اگلے دن عفان کا فون آیا بھی تو ایمن نے ریسیو نہیں کیا۔ بلکہ بار بار کال کرنے پر موبائل ہی آف... منگنی کے فوراً بعد ایمن کی طرف سے یہ باقاعدہ ناراضی کا اظہار تھا۔

"تم کچھ پریشان ہو.....؟"
ایمن نے بے حد حیرت سے طاہر کو دیکھا۔ پھر ٹرے سامنے رکھ دی۔ جس میں چائے کے ساتھ فرنچ... کیچپ تھا۔ اب وہ اکثر طاہر کی خاطر تواضع اسی طرح کرتی تھی۔ طاہر کی طرف ایمن کا یہ جھکاؤ او... مہرالنساء کے لیے خاصے اچنبھے کا باعث تھا۔ مگر وہ چپ تھیں۔
"پریشان تو نہیں ہوں۔"
ابھی مومل اور برجیس کے آنے میں دیر تھی۔ اس لیے وہ بیٹھ گئی۔
"لیکن الجھی ہوئی ضرور ہو۔"
"ہاں۔" ایمن نے اعتراض کیا۔
"کیا اس کا تعلق عفان سے ہے۔" طاہر نے تکا لگایا تھا جو ٹھیک نشانے پر بیٹھا۔
"آپ کو کیسے پتا چلا۔" ایمن نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔
طاہر محض مسکرا دیا۔
"طاہر بھائی! آپ کو ہر بات کا پتا چل جاتا ہے۔" ایمن متاثر سی ہو کر پوچھنے لگی۔
"ایمن بی بی! جو لوگ دل سے قریب ہوتے ہیں۔ ان کی الجھنیں بنا کہے سمجھی جاتی ہیں۔ جہاں کہنا پڑے... رشتہ تو نہ ہوا۔" طاہر کا لہجہ سنجیدہ مگر معنی خیز سا تھا۔ ایمن چپ سی ہو گئی۔ ہلکی سی تلخ سوچ نے ذہن ... سے سر اٹھایا۔
"کیا عفان کا میرے ساتھ دل کا رشتہ ہے؟"
جواب مبہم تھا۔ اسی لیے گھبرا کر بول اٹھی۔
"اس نے مجھے خود پسند کیا ہے۔"
طاہر نے اطمینان سے چائے کا گھونٹ بھرا۔ پھر سمجھانے والے انداز میں کہنے لگا۔
"پسندیدگی اور محبت میں فرق ہوتا ہے ایمن.....! اس نے تم سے محبت کا اظہار تو نہیں کیا۔ بس دیکھا اور رشتہ بھیج دیا۔ اتنی جلدی کیے جانے والے فیصلے پائیدار نہیں ہوتے۔ کل کو اس کی پسندیدگی کا معیار بدل... تو پھر....."

...تھا۔ ایمن اس کی بات پر اعتبار کرتی ہے۔ اس کے کہے گئے اک اک حرف پر یقین رکھتی ہے۔ نئے ...اس کے یقین کو کچھ اور پختہ کر دیا تھا۔
...ی ہے۔ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔" ایمن کے لہجے میں ڈولتا ہوا یقین تھا۔
"...تمہاری ایج میں کتنا فرق ہے؟" طاہر نے عجیب سا سوال کیا۔
...م بڑے....."
...ابھی تم دونوں عمر کے اس حصے میں ہو جہاں ہر چمکتی چیز سونا لگتی ہے..... میں نے دنیا دیکھی ہے۔ اتنے ...بار زندگی نہیں ملی ہو گی۔ جتنے لوگوں سے میں روز ملتا ہوں۔ چہرہ دیکھ کر دل کا حال بتا سکتا ہوں..... ...نہیں؟"
...نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر کچھ مایوسی سے پوچھنے لگی۔
"...بھائی! آپ کو لگتا ہے۔ میں نے یہ منگنی کر کے ..... غلطی کی۔"
"...نہیں عفان نے..... اسے پہلے اپنے جذبوں کی گہرائی کو سمجھنا چاہیے تھا۔"
...چپ سی ہو کر نچلا لب دانتوں تلے چبانے لگی۔
"...بری بات....." طاہر نے مخصوص انداز میں سر تھپتھپا کر پیار بھرے لہجے میں سرزنش کی۔
...تو اتنی اچھی، اتنی پیاری لڑکی ہو کہ عفان ضرور تم سے محبت کرنے لگے گا۔ تمہیں کون نظر انداز کر سکتا ...خوش نصیب ہے وہ شخص جس کا نصیب تم بننے جا رہی ہو۔ کیا ہوا جو ابھی اسے اپنی خوش نصیبی کا احساس ...نہیں۔ ...ید مت ہو۔ آخر پسندیدگی محبت کی پہلی سیڑھی ہے۔"
...آخری بات سے ایمن کو حوصلہ ہوا۔
"...بتاؤ کیا ہوا تھا؟"
...ایمن نے بتا دیا۔
"...تم جیسی لڑکی اور ایسی ناقدری۔"
...تاسف بھرا لہجہ ایمن کے دل میں کھب گیا تو کھڑی ہو گئی۔
"...دیکھتی ہوں کہاں رہ گئیں دونوں۔"
...کام ہو گیا تھا۔ اس لیے آرام سے فرنچ فرائز کھانے لگا۔
...لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔
"...کیا تم نے بھی ٹیوشن شروع کر دی ہے.....؟"
"...تو....." ایمن ان کا طنز سمجھی نہیں۔
"...کچھ شیئر کرنے کے لیے یہی ماسٹر ملا ہے۔"
...کا چہرہ سرخ ہو گیا۔
"...صرف ماسٹر نہیں ہے۔"
"...اور کیا ہے؟" مہرالنساء مبہم سا مسکرائیں۔
"...میرے....." ایمن کزن کہتے کہتے رک گئی۔ نانا کی نصیحت یاد آ گئی تھی۔
"...وہ تمہارے کیا.....؟"
...انہیں کھا جانے والی نظروں سے گھورتی اندر چلی گئی۔
...کے ذہن میں ایمن کا ادھورا جملہ اٹک سا گیا۔
"...کا رشتہ بنا لیا ہے ایمن نے طاہر کے ساتھ۔"
...کو بے چینی سی لاحق ہو گئی۔ مومو اور جو جو ٹیوشن پڑھنے لگیں تو وہ کتاب لے کر ان کے پاس ہی بیٹھ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

گئیں۔ جہاں طاہر کو حیرت ہوئی وہیں مومو اور جوجو نے ایک دوسرے سے نظروں ہی نظروں میں سوال کیا
جھکا کر پڑھنے لگیں۔ طاہر محمود نے بھی اِدھر اُدھر کی باتوں کی بجائے پڑھانے پر زور دیا۔
مہرالنساء طاہر محمود کا جائزہ لینے لگیں۔ انہیں تسلیم کرنا پڑا۔ وہ جاذب نظر پرسنالٹی کا مالک تھا۔ اس کا
طاہر کا سنجیدہ اور پراثر لہجہ۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو مثالوں کے ساتھ بے حد گہرائی میں جا کر سمجھاتا تھا۔
مہرالنساء نے دوسری نگاہ بیٹیوں پر ڈالی تو بے چین سی ہو گئیں۔ نوخیز منہ بند کلیاں جو کھلنے کو بے تاب
انہوں نے پھر طاہر کو دیکھا۔ وہ سمجھ نہ سکیں ایمن کی بے تکلفی طاہر کے ساتھ کس حد تک ہے۔ وہ
خیالوں میں الجھی رہیں یہاں تک کہ طاہر پڑھا کر خدا حافظ کہتا ہوا باہر نکل گیا۔
"بڑھیا سر پر ہی سوار ہو گئی تھی۔" زیرِ لب بڑبڑاتا ہوا برآمدے کی سیڑھیاں اترا۔ سرخ روش عبور کر
تک پہنچا تو دوسری طرف کوریئر والا آ کھڑا ہوا۔
"جی......"
"مس ایمن وقار الحسن کے لیے ہے۔"
وہ اَدھ کھلے سرخ گلابوں کا گلدستہ اور کارڈ طاہر نے وصول کیا۔ وہیں کھڑے کھڑے کارڈ کھولا۔ عفان کی
سے معذرتی کارڈ تھا۔ طاہر کو اس منے سے کارڈ کو پرزے پرزے کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ گلدستہ
لیے زیرِ لب گنگناتا وہ اپنے گھر کے رستے پر چل دیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کسی اور کا رستہ کھوٹا کر رہا ہے۔
اس رات ایمن کو نیند نہیں آئی۔ طاہر کی باتیں بار بار ذہن میں گونجتی تھیں۔ موبائل آف ہی تھا
ریسیو کر لیتی تو یہ طویل رات مختصر ہو سکتی تھی۔ مگر کبھی کبھی ہم خود اپنے مقدر میں رات لکھ لیتے ہیں۔
یہی ایمن کر رہی تھی۔

●●●

وہ ٹیوشن سے واپس آئی تو مائرہ مہرالنساء کے ساتھ بیٹھی خوش گپیوں میں مصروف تھی۔ سامنے چائے
کئی لوازمات رکھے تھے۔ منگنی کے بعد سے مہرالنسا مائرہ کی اسی طرح آؤ بھگت کرتی تھیں۔
"تم کب آئیں؟"
"بہت دیر ہوئی کھانا ہضم کر کے دوبار چائے بھی پی چکی۔ تمہاری ٹیوشن تو کچھ زیادہ ہی لمبی ہو گئی ہے
کرنے کا ارادہ ہے۔" مائرہ کا موڈ بتا رہا تھا مہرالنساء کے ساتھ اس کی گفتگو خاصی دلچسپ رہی ہے۔
"مجھے پتا ہوتا کہ تم آ رہی ہو تو جلدی آ جاتی۔" ایمن کچھ سنجیدہ سی تھی۔
"تمہارے لیے کھانا نکال دوں ایمن.....؟" مہرالنساء کھڑی ہو گئیں۔
"نہیں تھوڑی دیر بعد لے لوں گی....." ایمن نے کہا۔ پھر ہاتھ میں پکڑی کتابیں ایک طرف ڈال دیں
میں سب سے اوپر بانو قدسیہ کی "راجہ گدھ" تھی۔
"ارے تم یہ سب پڑھنے لگی ہو۔"
"کیوں مجھے لٹریچر پڑھنا منع ہے۔" وہ تھکے تھکے سے انداز میں بیٹھ گئی۔
"رضوان کو بھی بہت شوق ہے۔ میرے تو سر پر سے گزر جاتی ہیں یہ موٹی موٹی کتابیں۔" ایمن نے تبصرہ
کیا۔ چکن رول اٹھا کر کھانے لگی۔
"تمہاری ممی کے ہاتھ میں ذائقہ ہے۔ بندہ ہاتھ روک نہیں سکتا۔"
"تم آج بنا بتائے کیسے چلی آئیں۔"
"ایمی!" مائرہ نے قدرے خفگی سے اسے دیکھا۔ "اتنے روکھے انداز میں کیوں بات کر رہی ہو۔"
"ایسی بات نہیں۔ تم ہمیشہ فون کر کے آتی ہو اس لیے پوچھ لیا۔"
"چلو تمہارے کمرے میں چل کر بیٹھتے ہیں۔"

...ئی تو ایمن نے چکن رول کی پلیٹ اور املی کی چٹنی والی پیالی اٹھا لی۔ دوپہر میں بھی کچھ نہیں کھایا
...عروج پر تھی۔
...سے ناراض ہو؟"
...یں آتے ہی مائرہ نے پہلا سوال یہی کیا۔
...اس سے ناراض ہونے لگی۔" ایمن قدرے تنک کر بولی۔ "ناراض ہونے کے لیے کسی تعلق
...ضروری ہے۔"
...... گویا تم دونوں کے درمیان کوئی تعلق ہی نہیں اور یہ..... اسے کیا نام دو گی۔" مائرہ نے اس کے
...انگوٹھی کی طرف اشارہ کیا۔
...پسندیدگی۔"
...بے حد حیرت سے اسے دیکھا۔ پھر تشویش سے پوچھنے لگی۔
...تم دونوں کے درمیان جھگڑا زیادہ ہوا ہے؟"
...درمیان جھگڑا ہوا ہی نہیں۔" اس نے دوسرا رول ہاتھ میں لیا۔ مگر اب بھوک مری گئی تھی۔
...بہت عجیب بات کی ہے۔ وقتی پسندیدگی بہت سے لوگوں کے لیے ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے کوئی منگنی
...ایسے فیصلے سوچ سمجھ کر ہوتے ہیں۔ پھر تم صرف عفان کی چوائس نہیں ہو۔ پھپھو نے بہت سوچ
...انتخاب کیا ہے۔"
...لوں کے فورس کرنے پر۔" وہ بدگمان تھی۔ اس کی ذات کی سب سے بڑی خامی ہی یہ تھی کہ وہ
...ہو جاتی تھی۔
...صرف راہ ہموار کی تھی..... کیا غلط کیا؟"
...یں پتا....." ایمن نے سر جھٹکا۔
..." مائرہ ہنس دی۔ "عفان کا فون آیا تھا۔ بے چارہ سخت پریشان ہے..... یار! اس کا قصور اتنا بڑا تو نہیں۔
...معاملے میں ایسا ہی ہے۔ پھر ان فوجیوں کی روٹین لائف کتنی ٹف ہوتی ہے..... پھر وہ تم سے معذرت کر
...
...معذرت نہیں اس کی معذرت کی۔" ایمن نے منہ پھلایا۔ دل پھر بہل گیا تھا۔ ایمن کی ناراضی عفان
...سکتی ہے۔ تب ہی تو اس نے مائرہ کو بھیجا۔
...... یہ ادائیں بے چارہ عفان دیکھ لے تو دل تھام کر رہ جائے۔"
...باتیں بنایا کرو....." ایمن کے غصے کا گراف ذرا نیچے آیا۔
...ی ہوں..... ان ہی اداؤں سے میرے بھائی کو قابو کیا تھا۔ وہ جو کہتا تھا میں کسی سے محبت کر ہی نہیں
...لڑے گھائل ہو گیا۔"
...بھائی کو محبت کرنا آتی ہی نہیں....." ایمن نے چڑ کر اسے ساری بات بتائی۔
...جل گئی۔
...اور رضوان کی طرح ڈائیلاگ بازی نہیں کر سکتا تو بے چارہ کیا کرے۔"
...ہی بے چارہ نہیں ہے....."
...تم بھی کرو۔ اس نے بار بار کال کی 'معذرت کا کارڈ بھیجا' پھول بھیجے اب اور کیا کرے۔"
...نا..... فریبی۔"
...ے..... ارے۔"
...کارڈ کہاں ہیں پھول؟"
...کوریئر کے ذریعے بھجوائے اور یہاں وصول بھی کیے گئے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"مائرہ! مجھے کوئی کارڈ، کوئی پھول نہیں ملے۔" ایمن نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔
"اس نے بھجوائے ہیں۔ عفان نے مجھے خود بتایا ہے اور وہ جھوٹ نہیں بولتا۔" مائرہ نے زور دے کر
خاموش سی ہوگئی۔
"امی! پھول کہاں گئے؟"
ایمن چپ چاپ اسے دیکھتی رہی۔ پھر پھیکی سی مسکراہٹ ایمن کے لبوں پر پھیلی۔
"جہاں جانے چاہیے تھے۔"
"مطلب؟" مائرہ نے ٹھٹک کر پوچھا۔
"مہرالنساء بیگم اپنے ہتھکنڈوں پر اتر آئی ہیں۔"
ایمن نے وثوق کے ساتھ کہا۔ مائرہ چاہنے کے باوجود اس کی بات کو جھٹلا نہ سکی۔

☼ ☼ ☼

"تائن! تمہاری لکھائی بہت خوب صورت ہے۔"
فوارے کے پانی سے گرتے موتی اپنی ہتھیلی پر سجاتے سجاتے مومو نے ذرا سا جھک کر دیکھا۔ تائن کھولے کتاب سے کوئی نظم نقل کر رہی تھی۔ مارکر کلرز سے سجی ڈائری بے حد خوب صورت اشعار سے بھری ہوئی تھی۔
"میرے آورش۔"
یہ ڈائری کا عنوان تھا۔
"یہ آورش کون ہے۔" مومو نے بے حد اشتیاق سے دریافت کیا۔
"میرے ہونے والے فیانسی۔" تائن ہنس دی۔ مومو کی اردو کمزور ہے۔ یہ تائن اچھی طرح جانتی وہی ہوا، وہ تائن کا مذاق سمجھے بغیر اچھل پڑی۔
"تمہاری منگنی ہونے والی ہے۔"
"ہو بھی سکتی ہے۔" تائن نے لاپروائی سے کندھے اچکائے۔ "اگر روشن مان جائے تو۔"
"ارے تو پھر آورش کا کیا ہوگا۔" مومو نے تشویش سے دریافت کیا۔
"اسے بھی کوئی سپنا مل جائے گی۔" تائن نے بمشکل ہنسی ضبط کی۔
"روشن مان جائے گا۔" تھوڑی دیر کے بعد مومو نے دریافت کیا۔
"وہ تو مان جائے گا مگر۔۔۔ اس کی بیوی نہیں مانے گی۔"
"بیوی۔" مومو لڑھک کر فوارے کی دیوار سے نیچے ہوئی۔ "روشن شادی شدہ ہے؟"
حیرت سے پھیلی آنکھیں تائن کے مطمئن چہرے پر جمی تھیں۔ آج اس نے بال باندھے تھے مگر چھوٹی گھنگھریالی لٹیں گول چہرے کے اطراف میں بکھری تھیں۔ پتلے ہونٹوں پر لپ اسٹک اور سنہری آنکھوں میں کا اضافہ تھا۔
"ہاں۔"
"تائن۔" مومو ابھی تک شاک میں تھی۔
"مومو، مجھے آج کالج سے باہر جانا ہے۔" تائن نے ڈائری بند کر کے بیگ میں ڈالی اور گیٹ کی طرف دوڑائی۔ تیسرا پیریڈ تھا۔ تقریباً تمام ہی کلاسز ہو رہی تھیں خالی گراؤنڈ میں ان جیسی اکا دکا لڑکیاں تھیں، جو بنک کر کے بیٹھی تھیں۔
"کیوں؟"
"ضروری کام ہے؟"

ل۔۔۔۔" تائن نے رکھائی سے کہا۔ مومو کا چہرہ اتر گیا۔ وہ خود کو تائن کی بیسٹ فرینڈ کہتی تھی۔
ہو ز لر تائن اسی کے ساتھ اپنے پرسنلز شیئر کرتی تھی۔ اب یہ نہ جانے کون سا پرسنل تھا جو وہ
اتی تھی۔
ی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر تائن نے بتایا۔
ہوا؟" مومو سب بھول بھال تشویش کا شکار ہوگئی۔
ئیں۔"
یں۔"
" تائن نے مبہم سا کہا۔
؟" مومو کچھ سمجھی نہیں۔
ہوں گی۔" وہ اپنی چیزیں سمیٹ کر کھڑی ہوگئی۔
اجازت لے لو۔"
یلوں کی طرح جرح کریں گی۔"
لی سمت چل دیں وہی ہوا۔ گیٹ کیپر نے بغیر پرنسپل کی اجازت کے گیٹ کھولنے سے انکار کر دیا۔
ابا۔"
اجازت لے لو۔ تمہارے پاس سولڈ ریزن ہے۔" مومو نے سمجھانا چاہا۔
ساتھ آؤ۔۔۔۔"
ر کے وہ پچھلی سمت نکل آئیں۔ طویل لمبے گراؤنڈ کے دوسری طرف بہت چھوٹی چار دیواری
بلی پتلی لڑکی کے لیے اسے عبور کرنا زیادہ مشکل نہ تھا۔
کل تو نہیں ہو۔" مومو اس کا ارادہ بھانپ کر بوکھلا گئی۔
کل ملاقات ہوگی۔" اس نے آرام سے ٹوٹے ہوئے درخت کے تنے پر پاؤں رکھا اور ایک ہی
ری طرف۔
وہ بوکھلا کر آگے بڑھی تاکہ اسے پکار سکے۔ تب ہی عقب سے اٹھتی گرج دار آواز نے اسے سرتاپا
۔۔۔۔" وہ اپنی جگہ منجمد سی ہوگئی۔

☼ ☼ ☼

جلدی آئیں نا۔۔۔۔"
ماریکار پر وہ کمرے سے برآمد ہوئے۔ وہ دستر خوان بچھائے ان کی منتظر تھی۔ دستر خوان پر بریانی، سلاد
کی سبز چٹنی موجود تھی۔ ایمن نے آج کالج سے چھٹی کی تھی۔ اس لیے صبح ہی آ گئی۔ بتول کے سر
صفائی کروائی۔ کچن سے فالتو سامان نکلوایا۔ ان کے لاکھ چیخنے پر سب کچھ ردی والے کے حوالے کر
ھانا بھی خود ہی بنایا۔
ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"
تو تم نے میرا اتنا خرچا کروا دیا۔ اس پر رعب بھی جماتی ہو۔" ان کے لہجے میں سراسر مصنوعی غصہ

ڈ گندا سندا پکا دے۔ وہ تو شوق سے کھا لیا جاتا ہے۔ میں نے کچھ ڈھنگ کا پکا دیا۔ تو آپ کو خرچا یاد آ
مے پن سے بولی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تمہیں دیکھ کر تو یوں لگتا ہے۔ جیسے میری بیٹی ایک آدھ دن کے لیے سسرال سے گھر آئی ہو..."

"بیٹی! جب سسرال سے آتی تھی۔ تو آپ اسے لفٹ بھی نہیں کرواتے تھے۔"

"تم نے دسترخوان بچھا دیا...." انہوں نے گویا ایمن کی بات سنی ہی نہیں۔ "اب میں کیسے کھاؤں؟"

"آپ کو میں اوپر ہی سرو کردوں گی۔ یہ تو میرے اور طاہر بھائی کے لیے ہے۔"

"اس گدھے کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔" دادا کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ ابھی صبح ہی تو ساتھ تلخ کلامی ہوئی تھی اور طاہر کے ساتھ تلخ کلامی کے لیے کسی بڑی وجہ کی ضرورت نہیں تھی۔

"نانا جان آپ دونوں آپس میں اتنا لڑتے کیوں ہیں؟" ایمن نے چھوٹی میز ان کی چیئر کے سامنے...

"وہ ایک خود غرض اور لالچی انسان ہے...."

"نہیں...." ایمن نے فوراً ہی انکار کیا۔ "وہ اچھے انسان ہیں۔"

"ہا.... ہا.... ہا آج کا لطیفہ طاہر اور اچھا انسان...."

"نانا جان...."

"تم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی ہو۔ میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں، اس لیے... بریانی کھاؤ۔"

ایمن اس بات پر اچھی خاصی بحث کر سکتی تھی۔ مگر خاموش ہو گئی۔ جب تک طاہر آیا وہ لوگ... تھے۔ ایمن کو ہلکی سی شرمندگی نے گھیر لیا۔ اگرچہ طاہر نے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ بس خاموشی سے... گیا۔ شکل ہی سے کچھ پریشان اور ٹینس لگ رہا تھا۔

"میں طاہر بھائی کو کھانا دے آؤں۔"

"خود ہی نکال لے گا۔" انہوں نے رکھائی سے کہا۔ پھر ذرا سا مسکرائے۔

"مدت کے بعد کچھ اچھا کھانے کو ملا ہے۔ تمہارے ہاتھ میں ذائقہ ہے۔"

"اس بات پر پھر ہو جائے کوئی انعام۔" ایمن نے شوخی سے ہاتھ پھیلایا۔ وہ ششدر سے رہ گئے۔

"یہ ادا تو سارا کی تھی۔"

"نکالیں بھی۔" ایمن نے ان کی کیفیت سے بے خبر اصرار کیا۔

انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ سو کا نوٹ نکال کر ایمن کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔

ایمن نے مٹھی بند کر لی۔ اس کی آنکھیں جھلملا گئیں۔

کتنا ترسی تھی۔ وہ ان چاہتوں اور محبتوں کے مظاہرے کے لیے ممو اور جو کے ماموں تائی وغیرہ شب برات پر انہیں یاد رکھتے تھے۔ فون کرتے 'مصروفیت نہ بھی اجازت دیتی۔ تب بھی کوئی نہ کوئی آدھ بار ملنے چلا آتا۔ وہ خود کو کس قدر تہی داماں محسوس کرتی۔ کس قدر محروم و غریب' جس کا دامن رشتے سے خالی تھا۔ اک نانا کے رشتے نے اس کے اندر کا خالی پن بھر دیا تھا۔

آج وہ سو کا نوٹ ہاتھ میں لیے نانا کو دیکھ رہی تھی اور خود کو خوش قسمت سمجھ رہی تھی۔

"آپ اب آرام کریں نانا جان۔" وہ اپنی فیلنگز کا اظہار نہ کر سکی تو یہ کہہ دیا۔

نانا کے جانے کے بعد وہ منتظر رہی کہ طاہر کھانا مانگے گا۔ مگر وہ کمرے میں بند ہو گیا تھا۔ نانا کے... اس سے رہا نہ گیا تو ٹرے سجا کر دروازہ کھٹکھٹا بیٹھی۔

"آجاؤ...." وہ کمرے میں گئی تو طاہر پلنگ پر چت لیٹا پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔

کمرے کا پنکھا بند تھا۔

"ابھی سردیاں دور ہیں طاہر بھائی۔" ایمن نے ٹرے ایک طرف رکھی اور پنکھا چلا دیا۔ وہ اٹھ کر... سے گویا ہوا۔

...بہت ستاتا ہے۔"

...ن مزید کچھ نہ کہہ سکی۔ "کھانا کھا لیں۔"

...آج کچھ خاص بنایا ہے۔" وہ زبردستی مسکرایا۔ پھر نہانے چلا گیا۔ واپس آیا تو ایمن وہیں بیٹھی ...اپنی طرف کھینچی۔ پھر پہلا نوالہ لیتے ہی بے اختیار بولا۔

...دار۔"

...ہی وہ طاہر سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ مگر کچھ نہ کہہ سکی۔ یہاں تک کہ اس نے پلیٹ خالی کر دی۔

...بیٹھا اور کھڑی ہو گئی۔

...ری عفان سے صلح ہو گئی؟"

...نے یونہی کہہ دیا۔ حالانکہ بو کے بھجوانے کے بعد عفان نے اسے فون نہیں کیا تھا۔

...منگنی کا گفٹ نہیں دیا۔" طاہر نے بغور اس کا کترایا ہوا انداز دیکھا۔ "ابھی تک ادھار تھا۔"

...ری تک گیا۔ الماری کھول کر ایک چھوٹا سا گفٹ پیک نکالا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔

"...."

...ے۔" طاہر نے زور دے کر کہا تو ایمن نے گفٹ تھام لیا۔

..." باہر آ کر اس نے برتن کچن میں رکھے۔ اس کا خیال تھا کہ وہ گفٹ گھر جا کر کھولے گی۔ مگر صبر ...ے کی سیڑھیوں پہ بیٹھ کر کھولنے لگی۔

...اس کا دل دھڑکنے لگا۔

...گفٹ سامنے آیا۔ ایمن کی آنکھیں جھلملا گئیں۔

...شی ڈاکٹر شہروز اور ایمن کے درمیان میز پر بکھر گئی تو ڈاکٹر شاہ میر ہلکا سا کھنکھارے۔

..." انہوں نے پکارا تو وہ چونک گئی۔ "وہ گفٹ کیا تھا؟"

...جانتے۔" ایمن نے اپنی مضطرب آنکھوں سے انہیں دیکھا تو وہ مسکرا دیے۔

...ی کا بریسلیٹ؟"

..."کھڑی ہو گئی۔ "چلتی ہوں۔"

...لیٹر۔" حسب معمول ڈاکٹر شہروز نے اسے اک مہربان مسکراہٹ کے ساتھ خدا حافظ کہا۔ ایمن ...بعد انہوں نے ڈائری کھولی اور تیزی سے نوٹس لینے لگے۔

❋ ❋ ❋

...سند سے لبریز بھید بھری رات جس میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ وہ رابن ہڈ کاسل کے قریب ...لی میں وہ پنجابی گیت گاتا جا رہا تھا۔ دیکھنے والے سمجھتے کہ وہ نشے میں ہے۔ حالانکہ وہ نشے میں نہیں ...ش تھا۔

...ے ہمیشہ احمد عالی اور فاطمہ کے چھوٹے سے گھر میں ملتی۔ جہاں وہ اکثر جانے لگا تھا۔ واپسی پر اتنا ہی ہلکا ...باش ہوتا۔ حالانکہ وہ اتنے دنوں میں بھی سمجھ نہ سکا کہ اس سیاہ رنگت اور موٹے ہونٹوں والے نو ...میں ایسا کیا تھا کہ وہ بے اختیار اس کی طرف کھنچتا چلا گیا۔ حالانکہ شروع شروع میں وہ احمد عالی سے کس ...ھا۔

...یتھی کے اپارٹمنٹ تک کا سفر اس نے یونہی گنگناتے ہوئے طے کیا۔ یہ سرخوشی کے احساس اس ...اپارٹمنٹ کے اندر تک گیا اور وہیں اڑنچھو ہو گیا۔ جب اس نے کیتھی کو شب خوابی کے ناکافی لباس میں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

صوفے پر خاصے بے ہودہ انداز میں نیم دراز دیکھا۔ شاہ میر کو محسوس ہوا۔ کیتھی نے یہ انداز بطور خاص اس کے لیے اختیار کیا ہے۔

"ہائے شمیر۔" کیتھی نے ڈرنک والا ہاتھ بلند کیا۔

"ہائے۔۔۔" شاہ میر نے حتی الامکان اس کی طرف دیکھنے سے گریز کیا اور کوٹ اتار کر لٹکانے لگا۔

"تم بہت دیر سے واپس آئے۔۔۔"

"ہوں۔" وہ سیدھا کچن میں گھس گیا۔ اپنے لیے کافی بنا کر آیا تو وہ دوسرا گلاس بنا رہی تھی۔

"کہاں گم رہتے ہو ڈارلنگ۔" کیتھی نے اپنے قریب جگہ خالی کی۔ مگر وہ کھڑکی کے قریب صوفے پر بیٹھ گیا۔ کیتھی بدمزہ ہو گئی۔

"تمہاری ڈاک آئی ہے۔"

"میری۔۔۔" وہ کافی کا گھونٹ بھرتے بھرتے رک گیا۔

"ہاں۔۔۔" کیتھی نے ٹیبل کی طرف اشارہ کیا۔

شاہ میر کو یاد نہ تھا کہ زندگی میں کبھی کسی نے اسے خط لکھا ہو۔ مگر ٹیبل پر پاکستان سے آیا لفافہ رکھا تھا۔

"پاکستان۔" پاکستان کی مہر دیکھ کر اسے دھچکا لگا۔ مگ ایک طرف رکھتے ہوئے اس نے لفافہ اٹھایا۔ ٹکٹ کو غور سے دیکھا۔ پھر لفافہ کھولنے لگا۔ لفافہ کھولتی انگلیوں میں ارتعاش تھا۔

اس نے اندر موجود کاغذ کھینچا۔ پھر بے تابی سے خط بھیجنے والے کے نام کو پڑھا۔ اسے ایک بار پھر شاک لگا تھا۔

کیتھی نے بظاہر سرسری انداز میں پوچھا تھا۔ مگر اس کی نظریں شاہ میر کے تاثرات کا جائزہ لے رہی تھیں۔ یہ پہلا خط تھا جو اس پورے عرصے کے دوران شاہ میر کے نام آیا تھا۔ شاہ میر نے اپنی انگلیوں کی پوروں میں در آنے والی کپکپاہٹ پر قابو پانے کی کوشش کی اور نفی میں گردن ہلاتے ہوئے دوبارہ سے خط کی تحریر پر نظریں جما دیں۔

"وقت کا سیل رواں اپنے ساتھ سب کچھ بہائے لے جا رہا ہے۔ اس سے قبل کہ تمہارے ہاتھ میں خس و خاشاک کے سوا کچھ باقی نہ رہے۔ لوٹ آؤ۔ کچھ لوگ شدت سے تمہیں دعاؤں میں یاد کرتے ہیں۔ اپنے ملک کی کمی تمہیں محسوس نہیں ہوتی۔"

دریائے ٹرنیٹ کے گدلے مٹیالے پانیوں پر اس کی نگاہیں بہت دور تک جاتی گئیں۔ وہاں تک جہاں تک وہ دیکھنا بھی نہ چاہتا تھا۔ وہ خط اس کے ہاتھ میں چرمرا پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ اور اس کے سامنے ٹرنیٹ کے پانیوں میں بوسیدہ یادیں پرانی بوسیدہ۔

"مجھے آوارگی راس آگئی ہے۔"

کبھی اس نے بے حد لاپروائی سے کہا تھا۔ لیکن آج اس کے قدم واپسی کے سفر کے لیے بے تاب تھے۔ اسے اپنے گھر کا کھلا سا آنگن یاد آنے لگا۔

اپنا گھر۔

اس کی آنکھیں یک بیک پانیوں سے بھر گئیں۔

"اگر میں گھر لوٹ جاؤں۔ تو کون کون میرا منتظر ہوگا۔"

شاہ میر نے انگلیوں پر گننا چاہا۔ وہ لاشعوری طور پر ایک ہی نام گن رہا تھا۔

وہ ایک نام جس سے وہ بیک وقت محبت و نفرت کے رشتے رکھتا تھا۔

"نفرت؟ کیا میں واقعی اس سے نفرت کرتا ہوں؟"

ٹرنیٹ کے مٹیالے پانیوں پر ہوا سرسرانے لگی۔

"کیا میں اس سے نفرت کر سکتا ہوں؟" جواب نفی میں تھا۔

... کی طرح تیرنے لگی۔ ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ مگر یادوں کو سنبھال کر نہ رکھا جائے تو یونہی ... ہے۔

"... نہیں گزرا؟" اس نے اپنے آپ سے سوال کیا۔ پھر خود ہی جواب دیا۔

"... مگر اس آوارگی کی نذر ہو گئی۔ اب تو لگتا ہے۔ صدیاں بیت گئیں۔ نگری نگری پھرا مسافر، گھر کا ... اور حاصل کیا ہوا؟"

... دریا کی سطح پر پڑتے ہلکے ہلکے بھنور پر تھیں۔ جس پر کھیلتی سورج کی کرنیں زرد ہونے لگی تھیں۔ ... کب نکلا اسے یاد نہ تھا۔ کیتھی نے اسے کتنی گالیاں دیں۔ اسے یہ بھی یاد نہ تھا۔ اس کا پورا ... لندن کر رہ گیا تھا۔

... کا چرمرایا ہوا کاغذ۔

... کی سطح پر یہ تحریر بھنور بنا رہی تھی۔

"... جانا چاہیے۔"

... تھی جو اس تحریر کو پڑھنے کے بعد شاہ میر کے دل میں پیدا ہوئی۔

"... زندگی ان ہی مشینوں اور اون کے ذروں کے درمیان گزرے گی۔"

... شاہ میر کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک بھاگنے پر مجبور کرتی تھی، رگ و پے میں سرایت ... تب ہی وہ کسی بھی جگہ ایک دو سال سے زیادہ نہ ٹک سکتا۔ وہ چاہتا تھا اب وہ یہاں سے بھاگ جائے۔ وہ ... نہیں جانتا تھا کہ اس نے ہمیشہ نامعلوم منزلوں کا تعاقب کیا تھا۔

"... میں کیوں یاد آیا؟"

... سوال بار بار ڈنک مارتا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کبھی شاہ میر کو بھولے ہی نہ تھے۔ یہ تو وہی تھا جو خود کو ... کی خواہش میں رستہ رستہ بھٹک رہا تھا۔

... احمد عالی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

... غائب دماغی سے اسے دیکھا۔ احمد نے ایک مشین کی طرف اشارہ کیا جس کی دو سوئیاں رک گئی ... کی جگہ ایک خالی لکیر جا رہی تھی۔

... پاپا وہ کسی کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ اتنا کہ ٹرنیٹ کا پانی اس کے آنسوؤں سے ...

... سے آتے جاتے لوگوں کو دیکھتے ہوئے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

... اور اندر بادل برستے رہے۔ اور بہت دیر کے بعد اس نے بازو بلند کیا۔ بند مٹھی کو دیکھا۔ پھر ... کھول دی۔ چرمرایا ہوا کاغذ مٹھی سے نکل کر دریا برد ہو گیا۔ اپنے اندر کچھ دیر پہلے اگنے والے ... اور احساس کو شاہ میر نے بے دردی سے کچلا تھا۔

... دھری تھی۔ جو اسے گھر سے بے گھر کیے ہوئے تھی۔

... میں جرابیں، بنیانیں اور سوئٹر بنا رہی تھیں۔ ان کی کھٹ کھٹ بھی شاہ میر کے اندر پھیلے سناٹے ... میں ناکام رہی۔ وہ خالی الذہنی کے ساتھ اپنا کام کر رہا تھا۔ اس کے ہلکے گھنگھریالے بالوں پر اون کے ... برف کی طرح اتر رہے تھے یہ برف جب ناک اور حلق میں گھستی تو ڈسٹرب کرتی۔ جب تک شاہ ... نے منہ کھول کر انہیں ٹھیک کیا۔ احمد اسے بغور دیکھتا رہا۔

... ٹھیک کام کرنے لگی تھیں۔

"... سوئیاں کسی ایک مقام پر رک گئی ہیں۔ میری زندگی کے پیراہن پر خالی لکیر کھینچ رہی ہے۔"

... کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ وہ احمد کی نظروں کے ارتکاز کو محسوس کر رہا تھا۔

... نہ پڑا مگر اس نے ہمدردی سے پوچھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"شاہ میر! تم ڈسٹرب ہو؟"
"میں یہاں سے جا رہا ہوں۔" شاہ میر کا لہجہ سپاٹ تھا اور نظریں مشین کی سوئیوں پر۔
"کہاں؟" احمد نے چونک کر پوچھا۔ "پاکستان؟"
"پتا نہیں۔"
"پاکستان نہیں جاؤ گے؟"
کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد شاہ میر نے نفی میں گردن ہلا دی۔
"تم جاب چھوڑ دو گے؟" احمد ابھی تک اس کی بات سمجھ نہیں سکا تھا۔
"ظاہر ہے۔"
احمد خاموش کھڑا اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کرتا رہا پھر ہنس دیا۔
"فی الحال آج شام تم میرے ساتھ گھر جا رہے ہو۔"
"وہ تو میں اکثر ہی جاتا ہوں۔"
"آج فاطمہ نے ٹیونا مچھلی فرائی کی ہو گی۔" احمد عالی نے خوش دلی سے کہا تو شاہ میر نے اثبات... فاطمہ اور اس کے بچے شاہ میر سے خاصے مانوس ہو گئے تھے۔ شاہ میر اکثر بچوں کے لیے چاکلیٹ... لے آتا۔ اب تو وہ خود اس کی گود میں چڑھ کر کوٹ کی جیبیں کھنگالنے لگتے تھے۔
پھر شام کو فرائی فش کے بعد گرما گرم کافی کے دو دو مگ چڑھا کر وہ دونوں زمین پر بچھے میٹرس پر... بچوں کو سلانے لے گئی۔ تب احمد نے اس کی طرف کروٹ بدلی اور آہستگی سے کہا۔
"تم آج بہت الجھے ہوئے ہو۔"
"ہاں۔" کچھ لمحے اسے دیکھتے رہنے کے بعد شاہ میر نے کہا۔
"کیوں؟"
"تم نہیں سمجھو گے۔"
"اور مجھے لگتا تھا صرف میں ہوں جو تمہیں سمجھ سکتا ہے کہ تم بھی میری طرح غریب الوطن ہو۔"
"تمہارے اور میرے حالات مختلف ہیں۔" شاہ میر کی نظریں چھت پر جمی تھیں۔
"کون سے حالات؟"
شاہ میر نے گردن گھما کر احمد کو دیکھا۔ پھر آہستگی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسے لگا واقعی صرف احمد ہی ہے جو اسے سمجھ سکتا ہے۔ جس سے وہ کچھ شیئر کر سکتا ہے۔
طویل خاموشی کے ساتھ اپنے ہاتھوں کی لکیریں دیکھنے کے بعد اس نے نظریں اٹھا کر احمد عالی... ایک کر کے وقت کی کترنیں اس کے سامنے رکھتا چلا گیا۔ جس پر اس کا ماضی اس کے جذبات... تھے۔

❋ ❋ ❋ ❋

دھوپ انگریز قوم پر عجیب انداز میں اثر انداز ہوتی ہے۔ وہ لباس سمیت ہر قسم کے تکلفات... تحاشا خوشی کے احساس سے لبریز، ہر قسم کی مصروفیات ترک کر کے صرف انجوائے کرنے نکل کھڑے... اس سنڈے میں بہت سے جوڑے دریا کنارے اپنے اپنے جسموں کو دھوپ لگا رہے تھے۔ وہ دو... میں شامل تھے۔
کیتھی نے ذرا سی گردن گھما کر اپنے قریب چت لیٹے مرد کو دیکھا اور بہت دیر تک اس کے مضبوط... میں لشکتے جسم کو دیکھتی رہی۔
کبھی وہ اس مشرقی مرد کے لیے دیوانی ہوئی جاتی تھی۔
اس کی پیاسی نگاہوں نے چہرے تک سفر کیا تو کوفت و بے زاری سے ہونٹ سکوڑ لیے۔

...ہوا تھا۔
...بھی بھی واقف نہ تھی۔
...مرجھایا ہوا چہرہ۔
...نہیں۔ گویا کوئی جانور جنگل بیابان میں رستہ بھول گیا ہو۔
...اس کے گورے گلابی بدن پر ریت کے ذرے ہیروں کی طرح چمکنے لگے۔ مگر یہ دیکھنے کے لیے
...تھا۔ کبھی یہی منظر وہ مبہوت ہو کر دیکھا کرتا۔
...وجود پر بے زاری سی چھا گئی۔
...نہیں۔"
...انداز میں انگڑائی لی اور اسے پکارا۔

...اس کی نگاہیں کسی غیر مرئی نقطہ پر جمی تھیں۔
...اب ہم ایک دوسرے کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔"
...وہ جانتا تھا کیتھی جلد ہی یہ بات کہہ دے گی۔ وہ اب اس کی کسی بھی قسم کی ضرورت پوری
...قاصر تھا۔
...دیر کے بعد شاہ میر نے کہا۔
...چھوڑتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے۔ میں نے آج تک اتنا اچھا وقت کسی اور کے ساتھ نہیں
...کیتھی نے اس کے سینے پر اپنا نازک سا ہاتھ رکھا۔ شاہ میر کو لگا اس کے سینے پر بھاری بوجھ آ گرا ہو۔ اس
...کیتھی کا ہاتھ ہٹا دیا۔
...سلگ کر رہ گئی۔ پچھلے بہت دنوں سے وہ اس کی اسی طرح توہین کر رہا تھا۔ کیتھی کے التفات کی
...ایک طرف اب وہ اس کی سمت دیکھتا تک نہ تھا۔
...اپارٹمنٹ کب خالی کر رہے ہو؟" کیتھی کا لہجہ تیکھا اور روکھائی لیے ہوئے تھا۔
...چند دن تو دو گی مجھے۔"
...چند دن بھی نہیں دینا چاہتی تھی۔ مگر کچھ سوچ کر کہنے لگی۔
...مگر اس میں زیادہ دن نہیں لگنے چاہئیں۔"
...تمہارے نئے بوائے فرینڈ کے آنے سے قبل ہی اپارٹمنٹ چھوڑ دوں گا۔
...وہی وحشت زدہ مسکراہٹ، جسے دیکھ کر کیتھی کو خلجان ہونے لگا تھا۔
...لیے بہتر ہو گا۔" وہ اٹھ کر دریا کی سمت چل دی۔ شاہ میر نے آنکھیں موندلیں۔ ہلکی سی آسودگی
...نے اس کے وجود کو گھیر لیا۔ اسے لگا نادیدہ زنجیریں کٹنے لگی ہیں۔

❋ ❋ ❋

...دن تھا اور وہ جانتا تھا کہ احمد پورا دن گھر پر ہی گزارتا ہے۔ ماسوائے اس کے دونوں میاں بیوی گروسری
...کے لیے گھر سے نکلے ہوں۔ خوش قسمتی سے وہ گھر پر ہی تھا اور فاطمہ۔ بچوں کو اس کے پاس چھوڑ
...کی عیادت کے لیے گئی تھی۔ دونوں بچوں نے گھر میں اودھم مچا رکھا تھا۔
"شاہ میر!" احمد نے دروازہ کھولتے ہی بے ساختہ خوشی کا اظہار کیا۔
...سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا۔
...نہیں کرو گے، میں اس وقت تمہارے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔"
...میر نے اسے ایک طرف ہٹایا اور اندر داخل ہو گیا۔ بچوں نے اسے دیکھ کر دوڑ لگائی۔ مگر آج شاہ میر کے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

پاس ان کے لیے کچھ بھی نہ تھا۔ سو وہ مایوسی سے اسے گھورتے ہوئے واپس کھیل میں مگن ہو گئے
بند کر کے پلٹا تو شاہ میر کمرے کے بیچوں بیچ کھڑا اسے گھور رہا تھا۔ پھر وہ پھنکارا۔
"تو وہ تم تھے۔"
"کیا ہوا؟" احمد کو کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔
شاہ میر قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا اور خشمگیں نگاہوں سے گھورتے ہوئے بولا۔
"تمہیں میرے بارے میں زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔"
"شاہ میر!" احمد لمحوں میں بات کی گہرائی تک پہنچ گیا۔
"میرے ماضی کو کھنگالنے اور اس کا رشتہ میرے مستقبل کے ساتھ جوڑنے کی کوئی ضرورت
سے کام رکھو احمد عالی!
"شاہ میر! بیٹھ کر بات کرو۔" احمد نے اس کا بازو تھامنا چاہا۔ مگر شاہ میر نے اپنا بازو چھڑا لیا۔ پھر
ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔
میں حیران تھا کہ میں انہیں یاد کیسے آ گیا۔ انہوں نے مجھے کہاں سے ڈھونڈ نکالا۔ میرا ایڈریس کہاں
"مجھے توقیر ملا تھا۔" احمد نے مجرمانہ انداز میں گردن جھکالی۔
شاہ میر نے توقیر کو اک موٹی سی گالی سے نوازا۔ وہ ٹھگنا توقیر جس دن سے نو نگھم اور سب
ہوزری فیکٹری میں آیا تھا۔ شاہ میر اسی دن سے ڈسٹرب تھا کہ کسی زمانے میں وہ اس کا کالج فیلو رہا تھا۔
توقیر نے تو بے حد پرجوش انداز میں پیش قدمی کی تھی کہ دیارِ غیر میں معمولی جان پہچان کا بندہ بھی
ہے۔ مگر شاہ میر کے سرد رویے نے اسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ توقیر ہی کیا شاہ میر نے کبھی کسی
کی ہی نہ تھی۔ توقیر تو پھر اس کے ماضی کا حوالہ تھا۔ احمد عالی ہی تھا جو زبردستی اس کی زندگی میں شامل
یوں ہو گیا کہ نہ چاہتے ہوئے بھی شاہ میر اپنا کچھ وقت اس کے ساتھ گزارنے لگا تھا۔
"میں نے اس سے کہا تھا وہ تمہارے گھر کا ایڈریس لا دے۔" احمد نے اعتراف کیا۔
شاہ میر کا دل چاہا وہ سامنے بیٹھے کالے افریقی کا منہ توڑ دے۔ اس نے بمشکل اپنی اس خواہش پر قابو
"احمد عالی! مجھے ان لوگوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھنا۔" شاہ میر خشمگیں نگاہوں سے اسے گھو
بولا۔
"وہ تمہارے اپنے ہیں۔"
"وہ مجھے بھول چکے ہیں۔"
"وہ تمہیں نہیں بھولے۔"
"میں انہیں بھول چکا ہوں۔"
"نہیں۔" احمد عالی نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا اور خوامخواہ مسکرانے لگا۔
"تم بھی انہیں نہیں بھول سکے۔ اس بات کا اعتراف تم میرے سامنے کر چکے ہو۔"
طیش کی ایک تیز لہر اٹھی اور شاہ میر نے گھونسہ اس کے منہ پر دے مارا۔ ضرب شدید تھی۔ احمد
الٹ گیا۔ پھر جبڑا سہلاتے ہوئے اٹھا۔
"شکر کرو۔ میرے بچے دوسرے کمرے میں جا چکے ہیں۔ ورنہ تمہارا حلیہ بگاڑ دیتے۔"
"میں تمہارا حلیہ بگاڑ دوں گا۔" شاہ میر جارحانہ انداز میں کھڑا ہوا۔
"جو مرضی کرو۔ مگر میں تمہیں یوں اپنی زندگی برباد کرنے نہیں دوں گا۔ کیونکہ یہ زندگی خدا کی امانت۔
"تمہارا اس میں فائدہ؟"
"چاہے کچھ نہ ہو۔ مگر تم مجھے اچھے لگتے ہو۔ تمہارے اندر اک خوبصورت انسان چھپا ہے۔ جسے تم
دھرمی اور انا پرستی کی بھینٹ چڑھا رہے ہو۔ تمہارا ہاتھ بہت سخت ہے۔" وہ ابھی تک اپنا جبڑا سہلا رہا تھا۔

...ہا۔" شاہ میر نے لفظ چباتے ہوئے کہا۔
...ایسا کرتے ہوئے اسے تکلیف کا سامنا کرنا پڑا تھا۔
...اندر واپسی کا سفر شروع ہو چکا ہے۔ تم اپنے مرکز کی طرف لوٹنے والے ہو۔ کیسے؟ اس کا
...یسی ہی۔"
...یقین۔
...دیکھنے لگا۔
...اس کے سینے پر رکھ کر بجائی۔
...والے ہو۔ مارک مائی ورڈز۔"
...بول سکا۔ وہ واقعی نہیں جانتا تھا کہ تقدیر اس کی واپسی کے اسباب پیدا کر رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

...منٹ چھوڑ رہا ہوں۔"
...کے پہلے پل کے پاس سفید بنچ پر بیٹھے تھے، جب شاہ میر نے کہا۔ وہاں شام کی رونق میں
...وہ بہت دیر سے خاموش بیٹھے ٹرینٹ کے گدلے پانیوں میں گھلتے سورج کے نارنجی رنگوں کو دیکھ

...یا۔

...کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔"
...حد خوشی کا احساس ہوا۔ اس نے بغور شاہ میر کو دیکھا۔
"...
..." شاہ میر نے بڑھی ہوئی شیو میں انگلیاں پھیریں۔ اس کے گھنگھریالے بال بڑھ کر کندھوں
...آنکھوں میں سرخی یوں بھری تھی گویا بے حد پیے ہوئے ہو۔ بے خوابی نے پپوٹوں پر سوجن اور
...ڑ دیا تھا۔
...ہے؟" احمد عالی نے تاسف سے اس کے حلیے کو دیکھا۔
...کان پر ہی چلتی ہے دوست۔" اس کا کھوکھلا قہقہہ ٹرینٹ کے پانیوں پر بکھر گیا۔
...شاہ میر۔" احمد عالی نے مشورہ دیا۔
"...؟"
...نہیں مسلم لڑکی سے۔"
...بھی مسلم لڑکی ڈیزرو کرتا ہوں؟" وہ تمسخرانہ انداز میں ہنسا۔
...ہو گیا۔
...ازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔"
...یا وہی وحشیانہ ہنسی۔
...۔" احمد عالی جھنجلا کر بولا۔
...نہ کرنا چاہیے۔"
..." وہ ...کر ضبط کرتے ہوئے بولا۔ تمہاری زندگی کو سمت مل جائے گی۔"
...ستی بھاگ گئی ہے۔" شاہ میر نے پورا بازو اٹھا کر انگلی سے آسمان پر تیرتے آوارہ پرندے کو پوائنٹ
...ورج اس کے عقب میں تھا اور وہ پورے کا پورا زرد نارنجی رنگ میں ڈوبا ساکت و صامت مجسمہ لگنے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

لگا۔

"شام ڈھلے گھر لوٹنا ان کی تقدیر ہے۔"

"ہوں۔" شاہ میر نے بازو نیچے کر لیا۔ اس کی نگاہیں پرندے کا تعاقب کرتی رہیں۔

"میں ڈنمارک جا رہا ہوں۔"

"وہاں تمہارا کون ہے؟"

"میں ہمیشہ وہاں جاتا ہوں' جہاں میرا کوئی نہ ہو۔" شاہ میر نے برجستہ کہا۔

"کیا تم مجھے اپنا ایڈریس دو گے؟" احمد عالی نے اک امید کے سہارے پوچھا۔

"نہیں' مجھے نامعلوم رہنا اچھا لگتا ہے۔"

شاہ میر نے قطعی لہجے میں کہا۔

احمد عالی مایوسی سے سرہلاتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

"تو شاہ میر! تم یقیناً یہ بھی پسند کرو گے کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری قبر بھی نہ بنائی جا[ئے] طرح تمہاری راکھ کو دریا برد کر دیا جائے۔ نہ قبر ہو نہ کوئی نشان' نہ کوئی دعا کرنے والا۔ نامعلوم' میر! تم سے زیادہ بد نصیب کون ہو گا۔ جس کے لیے کوئی دعا کرنے والا بھی نہ ہو۔"

شاہ میر ششدر سا رہ گیا۔

احمد عالی مایوسی سے کہہ کر چلا گیا۔ شام کے نارنجی رنگ سرمئی ہونے لگے۔ ٹرنیٹ کے [پانیوں پر] سیاہی گھلنے لگی اور وہ ساکت اپنی جگہ پر بیٹھا رہ گیا۔

"نہیں۔" اس نے زیر لب بڑبڑاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ "میں اتنا بھی بد نصیب نہیں [کہ] مر جاؤں' مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنے والے موجود ہیں۔" محض ایک پل میں شاہ میر نے اس آ[گ کو] ٹرنیٹ کے پانیوں پر رات بجھنے لگی تھی۔ اس ایک ہستی کے وجود کو دل سے تسلیم کیا جسے ہمیشہ [بھلانے کی] کوشش کرتا تھا۔

"کچھ لوگ شدت سے تمہیں یاد کرتے ہیں۔ ان دعاؤں کی مہک تمہیں محسوس نہیں ہوتی۔"

اک نامعلوم سی خوشبو نے شاہ میر کے گرد حصار باندھ لیا۔

☼ ☼ ☼

اس کھڑکی سے فٹ پاتھ کا ایک حصہ جس کے کنارے کوئی قدیم درخت جھکا ہوا تھا۔ نظر آتا [تھا] ایک ہی زاویے سے کھڑا فٹ پاتھ کے اس حصے کو بارش میں بھیگتا دیکھ رہا تھا۔ کبھی کسی گزرنے وا[لے] دیر کو بارش کے پانیوں میں رستہ بناتے اور غائب ہو جاتے۔ صبح سے بارش وقفے وقفے سے جاری [تھی] کبھی آہستہ۔ وہ بھی وقفے وقفے سے بارش کی اس آنکھ مچولی کو دیکھنے یہاں آ کھڑا ہوتا۔

وہ آج فیکٹری نہیں گیا تھا۔ اسے آج فیکٹری جانا بھی نہ تھا کہ کل صبح اسے یہاں سے کوچ کر[نا] پڑنی تھی۔

"وہ یقیناً ڈیپارٹمنٹل اسٹور پر ہو گی۔ جارج کے ساتھ' اور کچھ بعید نہیں کہ کل یہاں میری جگہ [وہ] تھو۔ یہ کیتھی جیسی واہیات گندی انگریز عورتیں۔۔۔"

حالانکہ کیتھی جیسی واہیات عورتیں ہی اب تک اس کی زندگی کا حصہ رہی تھیں۔

تب ہی اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا اور کیتھی اندر داخل ہوئی۔ اس نے اپنی سرخ برساتی اتاری [اور] لٹکانے کے ایک طرف ڈھیر کر دی۔ کچھ لمحے کھڑکی میں کھڑی شاہ میر کو دیکھتی رہی۔ شاہ میر نے ارتکاز محسوس کیا مگر پلٹا نہیں۔ سرخ ہوتے پتوں سے کھیلتی بارش کا منظر زیادہ دلفریب تھا کیتھی۔ کا پیک نکالا اور کاؤچ پر بیٹھ کر کھولنے لگی۔ اس کی نظریں دوبارہ سے شاہ میر پر جم گئی تھیں۔

[ت]م ابھی تک یہیں موجود ہو؟" کچھ لمحوں کے بعد کیتھی کی سرد آواز نے اس کے اور شاہ میر کے درمیان تکلیف [دہ خاموش]ی کو توڑا۔

[م]یں چلا جاؤں گا۔" شاہ میر کا لہجہ اس سے زیادہ سرد اور برفیلا تھا۔

[نہ]یں۔ تمہیں ابھی یہیں موجود ہونا چاہیے تھا۔"

[کیوں'بہ]ت؟" وہ پلٹا اور اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔

[کیتھی] نے عجیب سی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ پھر اپنے چھوٹے سے پرس سے اک کاغذ نکال کر اس کی طرف [بڑھایا۔ ش]اہ میر نے کچھ حیران ہوتے ہوئے کاغذ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر [ن]اخن کو نوٹ سے بیر[ی] ٹنے لگی۔

[ش]اہ میر نے کاغذ کھولا۔ پھر ششدر سا رہ گیا۔ اس کی بے یقین نگاہیں کیتھی کی طرف اٹھیں۔ اس نے ہلکے سے [کندھے اچ]کائے۔

"مجھے نہیں پتا' تمام تر احتیاط کے باوجود یہ سب کیسے ہوا۔"

[ش]اہ میر نے ایک بار پھر بے یقینی سے اس پریگننسی رپورٹ کو دیکھا۔

"[ل]یکن مجھے یقین ہے اس مصیبت سے چھٹکارے کے لیے تم مجھے ضرور کچھ نہ کچھ پے۔۔۔"

"[ن]ہیں۔" شاہ میر کے منہ سے یہ لفظ گولی کی طرح نکلا۔

[کی]تھی نے بے حد حیرت سے اسے دیکھا۔ جو مضطرب سا اٹھ کر کھڑکی میں جا کھڑا ہوا تھا۔

[اس] نے اضطراری انداز میں کھڑکی پر انگلیاں بجاتا رہا۔ یہ سب اس کے لیے غیر یقینی تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ [زندگ]ی میں کبھی ایسی کسی سچوئیشن سے اس کا واسطہ پڑا تو وہ کیا کرے گا۔ اس کا ذہن بالکل خالی تھا۔ اور وہ کچھ بھی نہ [سوچ پا] رہا تھا۔ پھر دھیرے دھیرے ذہن کی خالی سطح پر اک عجیب سا احساس ابھرا۔

[ا]پنے ہونے کا احساس۔

[ا]پنے ثمر بار ہونے کا احساس۔

[و]ہ اس احساس کو کوئی نہ نام نہ دے پا رہا تھا۔

[جی]سے گندم کے سنہری خوشوں پر دھوپ پھیلی ہو۔

[جی]سے تیز ہوا مکئی کے ہریاول بھرے کھیتوں سے خوشبو چراتی ہو۔

[ج]یسے اس کے من کی بنجر زمین سے ننھی منی کونپلیں سر اٹھانے لگیں۔

[ا]سے اونچی لمبی ٹاہلیوں میں گھرا' اس کائی زدہ تالاب کی ٹھنڈک یاد آئی جس میں اکیلا گرمیوں کی لمبی دوپہروں [میں ڈ]بکیاں لگانے جاتا تھا۔

[اس]ے ان چڑیوں کی چہچہاہٹ سنائی دی۔ جسے وہ جال بچھا کر پکڑا کرتے تھے۔

[اس]ے موتیے کی خوشبو سے لبریز رات کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ جس میں سفید کھیس بچھی چارپائی پر لیٹ کر وہ [آسمان پر]ے چاند کو تکا کرتا تھا۔

[ی]ہ عجیب سا احساس تھا جو اسے اپنی گرفت میں لے رہا تھا۔

[وہ] اس احساس کو کوئی نام نہ دے سکا۔

[ش]اہ میر نے پلٹ کر کیتھی کو دیکھا۔ وہ اضطراری انداز میں اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

[ش]اہ میر نامی بند گنبد میں دریچے کھلنے لگے۔ وہ کیتھی کے قریب آیا اور دونوں گھٹنے نیچے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ اس کے [دون]وں ہاتھ کیتھی کے دائیں بائیں تھے۔

"[ت]م اسے ختم کر دینا چاہتی ہو؟" شاہ میر کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی۔

"اس بچے کے ہونے کا کوئی جواز نہیں۔ جبکہ ہمارے تعلقات بھی ختم۔۔۔" کیتھی نے تعجب سے شاہ میر کو [دیکھا]۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"یہ میرے اور تمہارے ہونے کا جواز ہے۔"
کیتھی نے واضح طور پر شاہ میر کی وحشت زدہ آنکھوں کی وحشت کو کم ہوتے محسوس کیا۔ یا یہ صرف اس کا [illegible] تھا۔

"محسوس کرو۔ وہ یہاں۔ تمہاری گود۔ تمہارے سینے سے لگا۔"
کیتھی کو اپنے اندر ہلچل سی محسوس ہوئی۔ بارش کی آواز اور شاہ میر کی سرگوشیاں ہم آہنگ ہونے لگیں [illegible] میر کا سر اس کے زانو پر تھا اور وہ اک نشے کی حالت میں بڑبڑا رہا تھا۔
کیتھی کو اس کی دماغی حالت پر شبہ سا ہونے لگا۔ تب ہی شاہ میر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور ٹھہرے ہو [illegible] پُرسکون لہجے میں کہا۔
"کیتھی! آؤ ہم شادی کر لیں۔"
کیتھی ششدر سی شاہ میر کو دیکھنے لگی۔

✠ ✠ ✠ ✠

ڈاکٹر شہروز اور حرا کسی شادی کی تقریب سے واپس آ رہے تھے۔ جب شاہ زیب کا فون آیا۔ ڈاکٹر شہروز نے [illegible] طرف گاڑی روک کر کال ریسیو کی۔
"اماں جی کا کیا حال ہے؟" رسمی سلام دعا کے بعد شہروز نے پوچھا۔
"ان ہی کے لیے تو فون کیا ہے۔ شہروز! ان کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔ وہ کل بے ہوش ہو کر گر گئی تھیں [illegible]
"مائی گاڈ۔ کیا ہوا تھا۔"
"بی پی بے حد لو تھا۔ شہروز! اب انہیں اکیلے چھوڑنا مناسب نہیں۔ ان کی طبیعت دن بدن گرتی جا رہی ہے۔"
"ہوں؟" شہروز نے ایک نظر حرا کو دیکھا۔ جو پوری طرح ان کی طرف متوجہ تھی۔
"تم انہیں اپنے ہاں کیوں نہیں لے جاتے؟" شہروز نے کہا۔
"تم اچھی طرح جانتے ہو۔" شاہ زیب کے لہجے میں خفگی در آئی۔ "میرے گھر آ کر وہ کس قسم کا ذہنی سکون پا [illegible] گی۔ تم اچھی طرح جانتے ہو۔ میری بیوی کا مزاج۔"
"کمال ہے یار! اک عورت کو قابو نہیں کر سکتے۔"
"یہی سمجھ لو۔ میرا گھر بس رہا ہے۔ یہی کافی ہے۔ ورنہ اس عورت کی فطرت میری سمجھ سے بالاتر ہے۔" [illegible] زیب نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔
"تم انہیں اپنے ہاں لے آؤ۔ تمہاری بیوی سمجھ دار عورت ہے۔ سب سنبھال لے گی۔"
ڈاکٹر شہروز کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ جب انہوں نے حرا کے ساتھ شادی کا فیصلہ کیا تھا تو یہی شاہ زیب تھے۔ جنہوں نے شہر کی پڑھی لکھی جاب کرنے والی لڑکیوں کے دس ہزار عیب گنوائے تھے۔
"ٹھیک ہے۔ ہم کل شام کو آئیں گے۔ تم اماں جی اور ان کا سامان تیار رکھنا۔"
حرا نے چونک کر شہروز کو دیکھا۔
شہروز جانتے تھے۔ اماں جی شہر آنے پر آمادہ نہ ہوں گی۔ مگر ان کا مصمم ارادہ تھا کہ وہ انہیں اپنے ساتھ [illegible] آئیں گے۔ موبائل بند کر کے انہوں کی حرا کی طرف دیکھا۔
"کیا ہوا۔"
"میں انہیں اپنے ساتھ لے آؤں گا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔"
"اچھی بات ہے۔" وہ کسی سوچ میں ڈوب گئی۔
"تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟"
"اگر مجھے اعتراض ہو تو۔"
ڈاکٹر شہروز نے چونک کر بیوی کو دیکھا۔ پھر مضبوط لہجے میں گویا ہوئے۔

"وہ اب بھی ہمارے ساتھ ہی رہیں گی۔"
"[illegible] اس سوال کا مقصد؟"
ڈاکٹر شہروز خاموش رہے تو وہ ہنس دی۔
"آپ بھی حد کرتے ہیں ڈاکٹر صاحب! بھلا میں کیوں اعتراض کروں گی۔ وہ آپ کی ماں ہیں اور میرے لیے [illegible] احترام۔ مجھے خوشی ہو گی اگر وہ ہمارے ساتھ آ کر رہنے لگیں۔"
"حویلی کو تالا لگ جائے۔ یہ بات اماں جی برداشت نہیں کریں گی۔" ڈاکٹر شہروز نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"یہ بات ان سے کہیے گا بھی نہیں۔" حرا نے رسانیت سے کہا۔ "ہم بھی انہیں یہاں آنے جانے دیں۔ یہاں کے ماحول سے مانوس ہوں گی تو مستقل رہنا آسان ہو جائے گا۔"
"ہوں۔ ٹھیک کہہ رہی ہو۔"
"اب پھر چلیں۔ بچے انتظار کر رہے ہوں گے۔" حرا نے کہا تو وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگے۔ حرا گردن موڑ کر [illegible] باہر جھانکنے لگی۔
"آپ کو میرے اعتراض کی کوئی پروا نہیں۔ لیکن کیا تھا اگر دل رکھنے کو ہی کہہ دیتے۔"
اگلی شام وہ بچوں سمیت گاؤں چلے گئے۔ اماں جی بظاہر ٹھیک ٹھاک اپنے روزمرہ کے معمولات میں مصروف [illegible] انہیں دیکھ کر حیران رہ گئیں۔
"ارے۔ تم لوگ۔ آج چھٹی تو نہیں ہے؟"
"تو کیا واپس چلے جائیں اماں جی؟" ڈاکٹر شہروز نے کہا۔
"نہیں اماں جی" حرا آگے بڑھی۔ "آپ سے ملنے کو جی چاہا تو چلے آئے۔"
"بہت اچھا کیا۔ میں خود تم لوگوں کو بے حد یاد کر رہی تھی۔"
فوراً ہی ان کی آؤ بھگت میں لگ گئیں۔ تھوڑی بہت ریفریشمنٹ کے بعد ڈاکٹر شہروز اصل مقصد کی طرف [illegible]
"اماں جی۔ ہم کچھ دنوں کے لیے آپ کو اپنے ساتھ لے جانے آئے ہیں۔"
"کیوں؟"
"ہمارا کوئی حق نہیں اماں جی؟ وہ آپ کے بیٹے کا گھر ہے۔" حرا میدان میں کودی۔
اماں جی ٹکر ٹکر دونوں کی شکلیں دیکھنے لگیں۔ پھر اک طویل سانس لے کر رہ گئیں۔
"یہ بات ہے۔ شاہ زیب نے فون کیا ہو گا۔ میں نے منع بھی کیا تھا۔"
"کیوں منع کیا۔ اب ہم اس قابل بھی نہ رہے۔"
"خوامخواہ معمولی معمولی باتوں پر تم لوگوں کو کیا پریشان کروں۔"
"آپ کی خرابیٔ صحت ہمارے لیے معمولی بات نہیں ہے۔ اماں جی! میں نے ڈاکٹر سے ٹائم لے لیا ہے۔ آپ کا [illegible] میڈیکل چیک اپ کروانا ہے۔" ڈاکٹر شہروز کا لہجہ قطعی تھا۔ اماں جی متذبذب سی تھیں۔
"میرا دل نہیں لگے گا شہروز بیٹے!" انہوں نے کمزور سی کوشش کی۔
"ہم دل لگا دیں گے دادو۔" عمر نے عقب سے دونوں ہاتھ ان کے کندھوں پر رکھے اور گال چوم لیا۔
اماں جی کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔
"ٹھیک ہے۔" خلاف توقع وہ جلد مان گئیں۔
"حرا۔ اماں جی کا سامان پیک کرواؤ۔ ہمیں جلد ہی نکلنا ہے۔"
[illegible] تفصیل سے حرا نے ان کا سامان پیک کیا تھا۔ وہ بس خاموشی سے دیکھتی رہیں۔ جس لمحے حویلی کے بیرونی [illegible] کو تالا لگا ان کا دل ڈوب سا گیا۔ اندر اک احساس پنجے گاڑ بیٹھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اب میں لوٹ کر یہاں نہیں آسکوں گی۔ اس حویلی کو دوبارہ نہیں دیکھ سکوں گی۔ اس حویلی کے سا
یادیں کچھ زیادہ خوشگوار نہ تھیں کہ ان کی زندگی ان کے شوہر کی وجہ سے ہمیشہ تکلیف میں ہی گزری۔ لیکن
حویلی چھوڑتے ہوئے انہیں دکھ ہو رہا تھا۔ انہیں لگا وہ اپنی سلطنت سے بے دخل کردی گئی ہیں۔

• • •

"بی بی' میں اندر آجاؤں۔"
ایمن نے چونک کر سر اٹھایا۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ اگرچہ اسے نیند نہیں آئی تھی۔ وہ یونہی سر دیے لیٹی تھی۔ دروازے پر صغریٰ کو دیکھ کر ایمن کی پیشانی پر شکنیں نمودار ہوئیں۔ وہ اس کی شکل دیکھنا چاہتی تھی۔ اگر وہ یہاں کام کر رہی تھی تو صرف اس لیے کہ وہ ایمن کی نہیں اس کے شوہر کی ملازمہ تھی۔ ایمن نے جب اسے گھر سے نکالنا چاہا تو وہ اس کے شوہر کے سامنے روئی گڑگڑائی تھی۔ ایمن اسے نکالنے کی کوئی وجہ بھی نہ بتا سکی۔
"میں اس کے کام سے مطمئن نہیں ہوں۔"
"تم اسے ایک موقع اور دو۔ وہ جہاں دیدہ عورت ہے۔ اس گھر کی نگرانی بہتر طور پر کر سکتی ہے۔ پھر بے چاری کہاں جائے گی۔ بیٹیاں شادی شدہ' بیٹا اور شوہر مر چکے ہیں۔ خوامخواہ بددعا دے گی۔"
ایمن کچھ بھی نہ کہہ سکی۔ وہ اس شخص سے کچھ بھی نہ کہہ سکتی تھی۔ اس کے کسی بھی فیصلے سے اختلاف کی جرأت نہ رکھتی تھی۔ ایسے شخص سے۔ جو اس کی کوئی بھی بات' کسی بھی طرح نہ ٹالتا تھا۔ اسی لیے صغریٰ موجود تھی۔
"آجاؤ۔" ایمن کروٹ بدل کر سیدھی ہوئی اور ذرا سا تکیہ اونچا کرلیا۔
"دیکھنے آئی تھی طبیعت تو ٹھیک ہے۔" صغریٰ نے اپنے مخصوص انداز میں فکر مندی سے پوچھا۔
"یہی پوچھنے آئی ہو؟" ایمن نے اپنے بے حد بکھرے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹا۔ لہجہ سپاٹ اور سرد تھا۔ صغریٰ ابھی تک سمجھ نہ پائی تھی کہ ایمن کا رویہ اس کے ساتھ ایسا کیوں ہو گیا ہے۔ حالانکہ جب وہ اس گھر میں بیاہ کر آئی تھی تو سب سے پہلے صغریٰ ہی اسے مانوس ہوئی تھی۔ اسی سے اپنے دکھ سکھ کیا کرتی تھی۔ اور اس نے آج تک وہ دکھ سکھ۔ ایمن کے شوہر کو بھی نہ بتائے تھے۔ بتا دیتی تو شاید صغریٰ کی جگہ ایمن یہاں نہ ہوتی۔
"نہیں۔ میں تو" وہ کچھ گڑبڑا گئی۔ "میں تو کچھ بتانے آئی تھی۔"
"بیٹھ جاؤ صغریٰ۔ تم مجھے پہلے ہی بہت کچھ بتا اور سمجھا چکی ہو۔" ایمن کے لہجے میں ہلکا سا طنز در آیا۔
"جو کچھ ہوا دھی رانی۔ تمہاری اپنی مرضی سے ہوا۔ میں نے تو صرف..." وہ قالین پر بیٹھ کر اس کے پاؤں دا
"کاش صغریٰ! تم نے مجھے اپنی بیٹی کی جگہ سمجھا ہوتا۔ لیکن نہیں۔ تم نے تو اپنی بیٹی کے ساتھ بھی یہی
تھا۔"
"پر اس میں میرا کیا قصور۔ تم تو جانتی ہو۔" صغریٰ نے گھبرا کر صفائی دینا چاہی۔
"میں جانتی ہوں۔ قصور تمہارا نہیں۔ صرف میرا تھا۔ ساری زندگی اپنی نادانیوں کے ہاتھوں دکھ بھو
قصور صرف میری کم عقلی کا تھا۔"
"دیکھ۔ جو گزر گئی۔ سو گزر گئی۔ اب آگے کا سوچ۔ کیسے اجڑے بجڑے حلیے میں رہتی ہو۔ سارا
گھر سے باہر۔ وہ بھی مرد ہے۔ بھلا ایسی بیوی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا۔ دیکھا نہیں۔ پہلے کیسے آگے پ
تھا۔ تمہارے لیے پریشان ہوتا۔ فکر کرتا۔ مہنگے مہنگے ڈاکٹروں کے پاس لے کر جاتا۔ تم گھر نہ آتیں تو غصے
ٹھوکریں مارتا۔ مگر اب..." صغریٰ نے تاسف سے سر ہلایا۔ "اب تو گویا اسے پرواہ ہی نہیں کہ تم کہا
ہو بھی یا نہیں۔ اب تو گھر آکر اس نے کبھی یہ بھی نہیں پوچھا۔ کہ تم کب آئیں اور کب گئیں۔ ایسا کب

...یاں ختم ہوئیں تو چلا جائے گا۔ یہ سب دیکھ کر گیا تو خدانخواستہ کہیں۔ واپس ہی نہ آیا تو۔"
...سنتی رہی۔ پھر استہزائیہ انداز میں ہنسی۔
...بتانے آئی ہو۔"
...بتانے آئی ہوں کہ صاحب دوسری شادی کے چکروں میں ہیں۔"
...سرگوشی میں ڈھلی۔
...کے سامنے کمرے کے سوکھے ہوئے پھول بکھرے۔
...سے ایمن کو دیکھا۔
...نہیں ہوا؟"
...نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔ وہ واقعی نہیں جانتی تھی۔ کہ اگر اس کا شوہر دوسری شادی کا
...ردعمل کیا ہونا چاہیے۔
...ہر وقت صاحب کے ساتھ رہتی ہے۔ پرسوں تو۔" صغریٰ نے سسپنس پھیلایا۔ "پرسوں تو
..."
...چونکی۔
...
...خوبصورت نہیں ہے۔ پر تیز بہت ہے اور نس مکھ۔ بات بے بات ہنستی تھی۔ دوپہر کا کھانا
...تھی گویا مالکن ہو۔"
...کی طنابیں کھنچ گئیں۔ اضطراب کی لو اٹھی اور پورے وجود کو خاکستر کرگئی۔ وہ لاکھ اس گھر سے
...مگر یہ اس کا گھر تھا۔
...آئی رہی ہے؟" ایمن نے خود کو کہتے سنا۔ اس کی لاتعلقی یکسر ختم ہو گئی تھی۔
...پہلی بار آئی ہے۔ کہتی تھی اس گھر کو کسی سمجھ دار عورت کی ضرورت ہے۔ اتنے قیمتی فرنیچر
...ہو رہا ہے۔"
...ہے۔" ایمن بڑبڑائی۔
...نے کہا۔ ناقدرے لوگوں کے ہاتھوں میں رہی ہیں۔" صغریٰ نے مزید بتایا۔
...چبھن سی ہوئی۔ یہ وہ شخص تھا جو اس پر مرتا تھا۔ وہ سیاہ کرتی یا سفید' منہ سے حرف تک نہ نکالا

...؟" اس نے صغریٰ کو جانے کا اشارہ کیا۔
...جاؤ بیٹی! یہاں سے نکلی تو کہاں جاؤ گی۔ وہ برا نہیں ہے۔ بس تم نے اسے کھلا چھوڑ دیا۔ اس پر توجہ ہی
...کا بھوکا ہوتا ہے۔ محبت کرو نہ کرو۔ توجہ اور اہمیت تو دو۔ وہ برا نہیں ہے۔ تم سے پیار کرتا ہے۔
...ہے۔" صغریٰ جاتے جاتے کہتی گئی۔
...بیٹھ گئی۔ اس کے اندر تپش بڑھتی چلی گئی۔ اس نے سائیڈ دراز کھول کر سگریٹ کی ڈبیہ اور لائٹر
...نکال کر سلگایا اور کھڑکی میں آکھڑی ہوئی۔
...یہ سب تو ہونا ہی تھا۔ بہت کچھ بکھر گیا ہے۔ نہیں۔ سب کچھ بکھر چکا ہے۔ میں چاہوں تب
...سکتی۔ میں زندگی کو از سر نو شروع کرنا بھی چاہوں۔ تب بھی نہیں کر سکتی کہ میرے اندر زندگی
..." وہ ذرا رک کر اپنے سوچے جملے پر غور کرنے لگی۔
...کو تو میں نے اپنے ہاتھوں قتل کیا تھا۔ اپنے ان ہاتھوں سے۔ اپنی مکمل رضامندی کے ساتھ۔ میں
...سکتی ہوں۔" اس نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور غور سے دیکھا۔ انگلیوں میں دبے سگریٹ سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

دھوئیں کی لکیر اٹھ رہی تھی۔ اسے لگا وہ لمحہ لمحہ سلگ رہی ہے۔ راکھ ہو رہی ہے۔ اس نے اس راکھ کو پوری شدت سے محسوس کیا۔ یہ راکھ اس کے اپنے وجود کی راکھ تھی۔ اسے لگا یہ ہاتھ دو ڈھیریاں ہیں۔ جن سے دھواں اٹھتا تھا "ہاں۔ میں قاتلہ ہوں۔ میں نے خود انہیں مارا تھا۔ قابل سزا ہوں۔ مجھے مارو۔ سنگسار کرو۔ میں قصوروار ہوں۔" وہ ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی ملازموں کے بھاگتے قدموں کی آواز تھی۔ اس نے بے ہوش ہونے سے ذرا پہلے سنی۔

بے ہوشی کا وقفہ زیادہ طویل نہ تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد پہلا احساس افسوس کا تھا۔

"میں پھر بچ گئی۔"

دوسرا احساس طمانیت کا تھا۔ کہ جو پہلا چہرہ نظروں اور شعور کی گرفت میں آیا۔ اس چہرے پر تاثرات مترشح تھے۔ سادہ سی آنکھوں میں بے چینی تیر رہی تھی۔

ایمن کو خوشی ہوئی۔ "اسے میری پروا ہے۔"

دوسرا چہرہ بابر کا تھا۔

"کیسی ہو ایمی؟" وہ محبت سے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھے پوچھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہوں۔" ایمن نے کمزور سی آواز میں کہا۔

"تم ہمیشہ ڈرا دیتی ہو" بابر نے قدرے خفگی سے کہا۔

"ایک یہی کام تو میں ڈھنگ سے کر سکی ہوں۔" اس کی آواز میں ہلکی سی لرزش تھی۔

"فضول مت بولو۔" بابر نے ڈانٹا۔ پھر دانستہ ان کے درمیان سے ہٹ گیا۔ "میں ڈاکٹر سے م... وہ چلا گیا۔ ایمن خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔ جو گم صم سا کھڑا تھا۔

"کیسی ہو؟" وہ ذرا سا آگے بڑھا۔

ایمن نے اثبات میں سر ہلایا۔ لفظ حلق میں پھنس سے گئے تھے۔

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ اب مزید کیا پوچھے کہ پچھلے کئی دنوں سے ان دونوں کے درمیان گفتگو ... تھی۔ اگلے لمحے وہ بوکھلا گیا۔ ایمن اس کا ہاتھ پکڑے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔ اس کا ہاتھ آنسوؤں سے بھیگنے لگا۔ وہ کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ سچویشن عجیب سی تھی۔ اس لیے نہیں کہ ایمن بیسیوں مرتبہ اس کے سامنے اسی طرح روئی تھی۔ اس لیے کہ آج اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا بلکتی بیوی کو گلے سے لگا لے یا یونہی چھوڑ دے۔ کچھ تذبذب کے بعد اس کا ہاتھ اٹھا اور ایمن ... اس نے آہستگی سے ایمن کا سر تھپتھپایا ایمن کے رونے میں کچھ اور شدت آگئی۔ اس نے ... درمیان پیدا ہونے والے فاصلے کو پوری طرح محسوس کیا تھا۔

□ □ □

"وہ مجھ سے دور جا رہا ہے۔"

"اس کی چھٹیاں ختم ہو گئیں۔" ڈاکٹر شہروز نے چونک کر پوچھا۔

"وہ کہتا تھا۔ اس کی زندگی میں میرے سوا کبھی کوئی اور لڑکی نہیں آئی۔ اور اب وہ لڑکی سے ڈاکٹر ... اکتا گیا ہے۔ جان چھڑانا چاہتا ہے۔ وہ مجھے پاگل سمجھتا ہے۔ اور ٹھیک ہی سمجھتا ہے۔ ٹھیک ہی کر... پاس اسے دینے کے لیے بچا ہی کیا ہے۔" آخری چند جملے وہ زیر لب بڑبڑائی۔ ڈاکٹر شہروز نے اسے ... کمزور اور پہلے سے زیادہ مضطرب پایا۔

"یہ صرف اس کا احتجاج ہے۔ تمہاری بے رخی اور تمہاری بے توجہی کے خلاف۔ وہ صرف تم... لیے ایسا کر رہا ہوگا۔ تمہاری توجہ کھینچنے کے لیے تاکہ تم اس کی طرف متوجہ ہو۔" ڈاکٹر شہروز نے تم...

"ہوں!" وہ شاید اسی پوائنٹ پر غور کرنے لگی تھی۔

"لیکن وہ اسے گھر تک لے آیا ہے۔"

"میں نے کہا نا' وہ صرف تمہارے جذبات جھنجوڑنا چاہتا ہے۔" ڈاکٹر شہروز نے رسانیت سے کہا۔ "تم نے اس سے بات کی؟"

"نہیں۔ میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتی کہ اس سے جواب دہی کر سکوں۔" ایمن نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"تم اس کی بیوی ہو۔"

"کاش! میں نے یہ بات سمجھی ہوتی۔"

"مطلب؟"

"پتہ نہیں۔" ایمن نے سر جھٹکا۔

ڈاکٹر شہروز کو لگا۔ وہ اس موضوع پر بات کرنا نہیں چاہتی۔ اس لیے انہوں نے موضوع بدل دیا۔

"تم نے اپنی ممی کا بریسلٹ کیوں اتار دیا؟"

ایمن نے چونک کر اپنی کلائی کو دیکھا۔

"قیمت چیزوں کی نہیں انسانوں کی ہوتی ہے۔ یہ بے جان چیزیں زندہ انسانوں کا نعم البدل نہیں ہوتیں۔ مجھے یہ بات دیر سے سمجھ میں آئی ہے۔"

"لیکن ہم ان کے وسیلے سے انہیں یاد تو رکھتے ہیں۔"

"یاد رکھنے کے لیے وسیلے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ تو خود بخود ہماری یادوں کا حصہ بن جاتے ہیں۔"

"لیکن جب طاہر محمود نے وہ بریسلٹ تمہیں واپس دیا تو تمہیں خوشی تو ہوئی تھی۔"

ڈاکٹر شہروز کا لہجہ سرسری تھا۔

"ہاں۔ بہت ہوئی تھی۔" ایمن کھو سی گئی۔

ایمن کی آنکھیں جھلملا گئیں۔ اس نے بریسلٹ لبوں سے لگایا۔ پھر کلائی میں پہن لیا۔

اور پلٹ کر بند دروازے کو دیکھا۔ ایک بار پھر وہ طاہر محمود کے سامنے کھڑی تھی۔

"تھینک یو طاہر بھائی۔"

وہ کھانا کھا کر لیٹنے کی تیاری کر رہا تھا۔ کھڑا ہو گیا۔

"کس لیے بھئی؟"

"آپ نہیں جانتے' یہ میرے لیے کتنا انمول ہے۔"

"اور تم یہ نہیں جانتیں کہ تم میرے لیے کتنی انمول ہو۔" وہ برجستہ بولا۔ ایمن اس کے اس جملے سے کوئی خاص معنی اخذ نہ کر پائی۔

"آپ نے اسے بہت سنبھال کر رکھا۔"

"میرے لیے تم اور تم سے وابستہ ہر شے اہم ہے۔ کیسے سنبھال کر نہ رکھتا۔" طاہر محمود کا لہجہ تھوڑا گمبھیر پچھ... ہو گیا۔ اب کے ایمن نے قدرے چونک کر اسے دیکھا تو وہ سنبھل کر بولا۔

"بہرحال تمہاری امانت تھی۔ تم تک پہنچ گئی۔ میرے لیے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔"

"تھینکس اگین!" ایمن مسرور سی کمرے سے باہر آئی۔ تو سامنے دادا کو دیکھ کر چونک گئی۔

"ارے نانا جان۔ آپ سوئے نہیں۔"

"ابھی تک یہیں ہو۔ تم نہیں گئیں۔" ان کا لہجہ عجیب سا تھا۔

"بس جا رہی ہوں۔ ذرا طاہر بھائی سے باتیں کرنے لگی تھی۔" ایمن نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"اوکے نانا جان۔ خدا حافظ!" ایمن نے جھک کر ان کے سر پر بوسہ دیا۔

"ایمن۔ آئندہ طاہر کے کمرے میں مت جانا۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

انہوں نے بے حد سنجیدگی سے ٹوکا۔
"کیوں نانا جان؟" ایمن نے حیرت سے انہیں دیکھا۔
"ہر وقت سوال مت کیا کرو۔" وہ غرائے۔
"جی!" ایمن کو برا لگا۔ مگر ان کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ وہ بحث نہ کر سکی اور خاموشی سے گھر آ گئی۔ مگر اک اور ہی ہنگامہ اس کا منتظر تھا۔

❄ ❄ ❄ ❄

مہرالنسا نے اس گھر میں آنے کے بعد کبھی مومل اور برجیس پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔ صرف صلوٰتیں ا... اکتفا کرتیں۔
لیکن اس وقت منظر کچھ اور تھا۔ مومو، مہرالنسا کے ہاتھوں بری طرح پٹ رہی تھی۔ ایمن حیرت سے دیکھنے لگی۔
بری طرح مار کھاتی مومو، حواس باختہ روتی ہوئی جوجو۔
ہانپتی، گالیاں دیتی مہرالنساء جن کے نہ ہاتھ رُک رہے تھے، نہ زبان۔
"ممی۔ بس کریں۔ خدا کے لیے بس کریں۔" جوجو نے مہرالنسا کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔
"میں اسے جان سے مار دوں گی۔ کالج یہ گل کھلانے جاتی تھی۔ پوچھو اس سے کس کے ساتھ بھا... تھی۔ کس کو ٹائم دے رکھا تھا؟"
"ممی! ایسا کچھ نہیں ہے۔ آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔ مومو ایسی نہیں ہے۔" جوجو نے ماں کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔
مہرالنساء نے گھما کر ایک بھرپور تھپڑ جوجو کے گال پر رسید کیا۔
"تم اس کی پردہ داری کرو گی۔ پہلے بھی یہی تو کرتی آئی ہو۔ کالج والے مجھے گھر سے بلاتے ہیں کہ ہم... بیٹی کو کالج کی دیوار پھلانگتے پکڑا ہے۔"
جوجو گال پر ہاتھ رکھے گم صم سی ہو گئی۔
"کیا کرنے جا رہی تھی یہ دیوار پھلانگ کر۔ پاپ کارن کھانے جا رہی تھی۔ میں مر کیوں نہ گئی اس سے پہلے۔ کیا جواب دوں گی وقارالحسن کو۔ جن بیٹیوں کو کالج پڑھنے بھیجا تھا، وہ وہاں یاریاں نبھانے لگی ہیں۔"
مہرالنساء اپنے ہی سر کے بال نوچنے لگیں۔
جوجو کا چہرہ بالکل پیلا پڑ گیا۔ مہرالنسا کے الفاظ و انداز بے حد اذیت ناک تھے جبکہ مومل گھٹنوں میں چہ... بری طرح سسک رہی تھی۔
"ممی! ایسا مت کہیں۔" جوجو نے تڑپ کر کہا۔
"زمین میں زندہ گاڑ دوں گی اس کمبخت کو۔" انہوں نے زوردار ٹھوکر مومو کی پسلیوں پر رسید کی۔ م... نکل گئی۔
"بتا! وہ کون تھا... میں ابھی اور اسی وقت اس گند کو گھر سے نکالتی ہوں۔ کہو اس سے... آ... پہلے نکاح پڑھوا کر دفع کر دوں گی۔"
ایمن وہیں کھڑی اس صورتِ حال کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہی۔ وہ آج کالج نہیں گئی تھی، اس لیے ... تھی کہ وہاں کیا ہوا؟
چوکیدار نے مومو کو پکڑ لیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ دیوار پھلانگ رہی تھی۔ مومو کے لاکھ منت سماجت کے باوجود وہ اسے پرنسپل کے پاس لے گیا۔ پرنسپل نے مہرالنسا کو بلوایا۔ وہ تو مومو کو کالج سے نکالنے... تھیں مگر کچھ ٹیچرز نے سمجھانے اور مومو کے سابقہ اکیڈمک ریکارڈ کے مدِنظر بے حد سخت الفاظ میں تنبیہ کیا اور مہرالنسا کو اس کی تربیت پر سخت سست سنانے کے بعد مشورہ دیا کہ بہتر ہے کہ وہ مومو کی اسٹڈی پر... کے بجائے اس کی شادی کے مسئلے پر غور کریں۔

[illegible] رہی کہ وہ صرف درخت کی کھوہ میں گلہری کے بچے دیکھنے گئی تھی مگر اس کے اس بچکانہ بہانے کو [illegible] نہیں لیا۔ مومل نے اس قدر مشکل سچویشن کے باوجود نائن کا نام نہیں لیا تھا۔
[illegible] اب میرے سامنے نہ آئے، ورنہ قتل کر دوں گی۔ کالج جانا تو بند ہی سمجھے۔" مہرالنسا ایک [illegible] پر ڈال کر کمرے میں چلی گئیں۔
[illegible] ساکت وجود میں جنبش ہوئی۔ اس نے آگے بڑھ کر ہمدردانہ انداز میں مومل کے کندھے پر ہاتھ

[illegible] ہوا ہے؟"
[illegible] یہاں سے۔" جس ہمدردی سے ایمن نے مومل کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا، اس سے کہیں زیادہ [illegible] مومل نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔
[illegible] جاؤ۔" ایمن غصے سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔
[illegible] کو اٹھانے کی کوشش بالکل نہیں کی۔ خاموشی سے پاس کھڑی آنسو بہاتی رہی۔ یہاں تک کہ [illegible] سے آنسو پونچھے اور سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی آنکھیں اور گال دونوں ہی سرخ تھے۔
[illegible] وجہ سے خوامخواہ مار کھانا پڑی۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ جوجو اس کے پاس ہی بیٹھ گئی [illegible] مومو کی طرف دیکھا۔
[illegible] کیا مومو؟"
[illegible] غصے سے جوجو کی طرف دیکھا۔
[illegible] سمجھتی ہو؟"
[illegible] ہے کہ اس طرف جانا منع ہے۔"
[illegible] تذبذب کا شکار رہی پھر آہستگی سے گویا ہوئی۔
[illegible] کے ساتھ گئی تھی۔"
[illegible] جوجو نے حیرت سے دہرایا پھر نفرت سے گویا ہوئی۔ "وہ بدتمیز لڑکی...!"
[illegible] سے باہر جانا تھا۔" مومو کی آواز کچھ اور مدھم ہوئی۔
[illegible] باہر گئی تھی؟" جوجو اچھل پڑی۔
[illegible]" مومو نے اسے ڈانٹ دیا۔
[illegible] بیمار تھیں اور چوکیدار نے..."
[illegible] ہے مومو! وہ ایک کرپٹ لڑکی ہے۔ وہ یقیناً اپنے کسی بوائے فرینڈ سے ملنے گئی ہوگی۔ ماں بیمار [illegible] رہتی، کالج کیا کرنے آئی تھی۔"
[illegible] تو مومو کو بھی تھا، اسی لیے وہ خاموش ہو گئی۔
[illegible] کسی کے سامنے اس کا نام نہیں لیا۔ پرنسپل کے سامنے بھی نہیں۔"
[illegible] ہو۔ اگر بتا دیتی کہ نائن کالج سے جا چکی ہے تو ہم دونوں مارے جاتے۔"
[illegible] بچانے کی کوشش کی؟"
[illegible] بچایا، ورنہ سب کو یقین ہو جاتا کہ اس کے ساتھ میں بھی جا رہی تھی۔"
[illegible] سکتی تھیں۔"
[illegible] سے کچھ پوچھا؟" مومو کے لہجے میں نفرت سی در آئی۔ "انہوں نے صرف الزام تراشیاں کیں [illegible] دیتی تو کیا وہ یقین کر لیتیں۔ وہ کبھی کسی پر یقین نہیں کرتیں۔ سگی اولاد پر بھی نہیں۔ اب تو میرا جی [illegible] کسی کو سامنے لا کھڑا کروں کہ یہ ہے وہ جس کے ساتھ میں بھاگ رہی تھی۔"
[illegible] جوجو اس کے لہجے میں چھپی بغاوت محسوس کر کے سہم گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"انہوں نے میرے ساتھ وہی سلوک کیا جو ایمن کے ساتھ کرتی آئی ہیں۔ سگی اور سو
رکھا۔ مائیں ایسی ہوتی ہیں۔"
جوجو بے بسی سے اسے دیکھتی رہی۔ وہ سمجھ نہ پارہی تھی موبل کو کیسے تسلی دے۔ دونوں کے
چادر تن گئی جس پر مومو کی آنسوؤں میں بھیگی نگاہیں غصہ اور بغاوت کاڑھ رہی تھیں۔
"یونہی ہوتا ہے۔" ایمن نے اپنے کمرے کی کھڑکی آہستگی سے بند کی۔ "یونہی ہوتا ہے مما
وہی کاٹتا ہے جو بوتا ہے۔ جو بدنامی تم میری جھولی میں ڈال رہی تھیں۔ وہی تمہاری بیٹی کے م
ہے۔"

○ ○ ○

جوجو سے رہا نہ گیا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے مہرالنسا سے اصل بات کہہ دی۔
"کمینی! یہ بات پہلے نہیں بتا سکتی تھی۔ وہیں کالج میں۔" مہرالنسا تپ گئیں۔
"وہ تھوڑی سی بے وقوف ہے ممی! باتوں میں جلدی آجاتی ہے۔"
"اور تمہیں لگتا ہے میں تمہاری باتوں میں آجاؤں گی۔" مہرالنسا نے اسے بری طرح گھورا
"آپ کسی پر بھی اعتبار نہیں کرتیں۔" جوجو روتی ہوئی بھاگ گئی۔ مہرالنسا کے دل کو کچھ ہ
بیٹیوں پر اعتبار تھا پھر بھی وہ ایک پل کو دہل گئی تھیں پھر کالج میں اتنے لوگوں کے سامنے جوبے
"مجھے یقین تھا کہ اصل بات کچھ اور ہے۔ مومو تھوڑی سی آزادی پسند ہے مگر اتنی بھی نہیں
میری پابندیاں بری لگتی ہیں لیکن میں اس معاملے میں اسے ڈھیل نہیں دے سکتی۔ آج وہ اس
تیار ہوئی ہے کل کو خدانخواستہ۔۔۔ یہ کیسی کیسی دوستیں بنا رکھی ہیں مومو نے۔ تائن۔۔۔ اس
جاؤں۔"
جوجو برآمدے کی سیڑھیوں پر آبیٹھی۔ دوپہر گرم تھی اور بہت بے زار کن۔ وہ اکتائی ہوئی
اردگرد کا ماحول دیکھتی رہی۔ اسے بار بار بابر کا خیال آرہا تھا۔ اس کے ایگزام ہو رہے تھے اور وہ
گزار کر صرف سونے کے لیے گھر آتا۔ مہرالنسا نے جوان بیٹے سے یہ معاملہ چھپا لیا تھا۔
کون جانے اس کا ردِعمل کیا ہوتا؟
"ان ہی سے بات کروں شاید اسی طرح کالج جانے کی اجازت مل جائے۔"
آج تیسرا دن تھا۔ مہرالنسا نے انہیں کالج نہیں جانے دیا۔ مومو تو کمرے میں اٹوائی کھٹو
جوجو کھانا لاتی تو بس برائے نام ہی کھاتی۔ ایمن آرام سے کالج چلی جاتی۔ ایک وہی تھی جو
بولائی پھرتی۔
"اتنی گرمی میں کیوں بیٹھی ہو؟"
ایمن کی آواز پر وہ چونکی۔ ایک خفا سی نظر یونیفارم میں ملبوس ایمن پر ڈالی اور نظروں کا زاویہ
"ارے تم خفا ہو؟" ایمن نے بیگ ایک کندھے سے دوسرے کندھے پر منتقل کیا۔
"تم سے مطلب؟"
"تو روٹھی ہوئی محبوبہ کی طرح کیوں دیکھ رہی ہو؟" ایمن ہنسی۔
"تم دانت نکالو اور کالج جاؤ۔ تمہیں اس سے کیا کہ ہم پر کیا گزر رہی ہے۔"
"تو اس میں میں کیا کر سکتی ہوں؟ یہ تمہارا اور تمہاری ممی کا معاملہ ہے۔"
"امی! تمہیں دل رکھنا بھی نہیں آتا۔ تم ذرا سے دکھ و افسوس کا اظہار بھی نہیں کر سکتی تھیں
"اچھا بابا! مجھے واقعی بہت دکھ ہے۔" ایمن نے کہا۔ حالانکہ اس کا لہجہ کسی بھی قسم کے
خالی تھا۔
"امی! تمہارے اندر جذبات رہے ہی نہیں۔ تم ممی کو خود غرض سمجھتی ہو۔ تم خود بھی خود

ے نہیں ہوتا وہ تمہارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا۔" جوجو تلخی سے گویا ہوئی۔
بتا رہی ہوں اور تم سے کس نے کہا کہ اس واقعہ کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ سارا کالج جانتا ہے
اور ہر کسی نے روک روک کر مجھ سے دریافت کیا تھا۔ یہاں تک کہ خود تائن نے بھی۔"
صدمے سے اسے دیکھا۔ "سب کو پتا چل گیا؟"
تھوڑی رہتی ہیں۔"
"؟"
آئے تو پوچھ لینا۔ اگر وہ کالج آئی تو۔۔۔" آخری جملہ خوامخواہ ایمن کے منہ سے پھسل گیا اور
جوجو نے اسے دکھ و افسوس کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ دیکھا اور تیزی سے اٹھ کر اندر

● ● ● ●

اس طرح بات نہیں کرنا چاہیے تھی۔"
سے الجھتی رہی۔ جوجو نے بھی بعد میں اس سے کوئی بات نہیں کی۔
میں آئی تو موبائل بج بج کر خاموش ہو چکا تھا۔ ساری مس کالز۔۔۔ عفان کی طرف سے
سا ہوا۔
میں آجاتی۔" وہ اس کی کال اٹینڈ کرنا چاہتی تھی۔ "خود کر لوں۔" ابھی اسی کشمکش میں
آئی۔
علیکم۔"
کیسی ہو؟"
عفان کا لہجہ سنجیدہ سا ہے۔
۔
پتا تھا کہ تم اس قدر بے وقوف لڑکی ہو۔" لہجہ شوخی سے خالی اور اپنائیت سے عاری تھا۔ "بات اتنی
نے بڑھا دی۔ مجھے تو یہی سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر تمہاری ناراضی اسی قسم کی ہوتی ہے تو میں
سکوں گا۔ میں خاصا مصروف بندہ ہوں ایمن بی بی! یہ ناراضی ناراضی کا کھیل زیادہ نہ کھیل
اتنی بار کال کیا۔ کارڈ بھیجے پھول بھجوائے۔ تم نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔"
عفان کا شریر سا لہجہ سختی آئی تھی۔ یہ سپاٹ اور روکھا انداز اس کے لیے بالکل اجنبی تھا اسی لیے گم
۔
لائف پارٹنر کو بہت سمجھ دار دیکھنا چاہتا تھا۔ معاف کرنا تم میں سمجھ داری نام کو بھی نہیں۔"
کہنے کے لیے فون کیا ہے؟" شدتِ غم سے ایمن کی آواز رندھ گئی تو وہ کچھ ٹھٹھک گیا۔
غصہ تھا ایمن! شاید میرے الفاظ کچھ زیادہ سخت ہو گئے۔" اب کے لہجہ کچھ نرم تھا۔
کہنا باقی ہے تو وہ بھی کہہ دیں۔"
لیے رکھ چھوڑا ہے۔ آخر تمہیں ناراض ہونے کا شوق جو ہے۔" اس نے اطمینان سے کہا۔
دل توڑنے کا۔" وہ جل کر گویا ہوئی۔
بھی گیا۔ بڑا نازک دل تھا۔" نرم لہجے میں شرارت بیدار ہوئی۔
ہر بھائی۔۔۔ فوجی کٹھور ہوتے ہیں۔"
سے بنگالوگی تو خطا کرو گی۔" وہ بارعب لہجے میں گویا ہوا۔
زندگی آپ کی جی حضوری ہی کرنا پڑے گی۔"
اصول ہے اچھی اور کامیاب زندگی گزارنے کے لیے آرمی والوں کی بیویاں عام طور پر اسی اصول پر
۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"آپ۔۔۔" ایمن الجھن کا شکار ہو گئی۔ "آپ کس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔"
"تو کیسی باتیں کروں؟" وہ ہنسا۔
"لوگ اپنی منگیتر کے ساتھ اس طرح بات تو نہیں کرتے۔" ایمن نے ہمت کر کے کہہ ہی دیا۔
کر ہنسا۔
"اچھا تو پھر کیسی باتیں کرتے ہیں؟"
ایمن خاموش ہی رہی۔
"کہو نا؟"
وہ پھر بھی چپ رہی۔
"پگلی۔۔۔ ابھی معصوم ہو۔۔۔ ایسی باتیں کرنے کے تو بہت خاص مواقع آئیں گے۔ سنبھال کر ر...
ایمن اس کے لہجے کی خوبصورتی اور گمبھیرتا کو محسوس ہی نہ کر سکی۔ اسے ہمیشہ کی طرح ...
معصوم کی جگہ بے وقوف استعمال کرنا چاہتا تھا۔ ان کی یہ گفتگو بھی ایمن پر کچھ اچھا تاثر نہ ڈال سکی...
ایمن پیاسا صحرا تھی اور عفان کو کھل کر برسنے کا ہنر نہ آتا تھا۔ یہ بوند بوند محبت اس کی ہستی ...
بجائے تشنگی پیدا کرتی تھی۔ اس کا جی چاہتا تھا' وہ ا... کے لیے آہیں بھرے' کھل کر کہے۔
"ایمن! میں تمہارے بغیر جی نہیں سکتا۔ راتوں کو سو نہیں سکتا۔ آسمان سے تارے توڑ...
محبت میں جان دینے کا دعوا۔۔۔ مگر وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ صرف دل جلانے والی باتیں۔ کم از کم ایمن ...

☆ ☆ ☆

گھٹائیں جھوم کر اٹھیں اور کھل کر برسنے لگیں۔ نیلا آسمان سرمئی بادلوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا...
پودوں کا رنگ کچھ اور نکھر گیا۔ وہ پہلی بار بے تاب ہو کر برستے آسمان کے نیچے آئی۔ حالانکہ اسے ...
تھا لیکن آج وجود پر سستی کی چھائی تھی۔
"آپ کو پتا ہے۔" ایک لچکیلی شاخ کو جھٹکا دیتے ہوئے وہ زور سے بولی۔
شاخ نازک تھی۔ ایک ہی جھٹکے سے ٹوٹ کر ہاتھ میں آ گئی۔ اس نے پروا نہیں کی۔ اسی شاخ ...
کہنے لگی۔
"وہ کہتا ہے' میں بالکل سمجھ دار نہیں۔"
وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے' پلر سے ٹیک لگائے اس کے کومل بدن کو نظروں میں رکھتے ہوئے...
اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر چہرہ آسمان کی سمت اٹھا دیا۔ اس منظر سے نظریں چرانا سامنے کھڑے...
ممکن ہی نہ تھا۔ وہ کچھ لمحے بارش کے قطروں کو چہرے پر پھسلتا محسوس کرتی رہی۔
"کسی نے گلاب پر برستی بارش کو دیکھا ہے' میں دیکھ رہا ہوں۔"
وہ زیر لب بڑبڑایا۔ اس کی نگاہیں صبیح چہرے کے ایک ایک نقش کا طواف کر رہی تھیں۔ اس...
کر آنکھیں کھول دیں۔ اسے لگا بجلی کڑکی ہے۔ حالانکہ نہ بجلی کڑکی تھی' نہ بادل گرجے تھے۔ بارش ...
صورت برس رہی تھی۔ وہ بھاگ کر برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ آئی۔ اس کی سانس پھولی ہوئی تھی...
اتار چڑھاؤ بھیگے کپڑوں میں بخوبی دکھائی دیتا ہے۔ وہ اسی کے ساتھ پلر سے ٹیک لگا کر دونوں ہاتھوں...
کرنے لگی۔
"بجلی کڑکی تھی؟"
"نہیں گری تھی۔" وہ بدبدایا۔
"کہاں؟" اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ گرائے اور گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگی۔ حیران آنکھیں ...
سامنے تھیں۔

...بھیگے سرخ ہونٹ۔
...ت۔۔۔
...نے چاہا' وہ تھوڑا اور جھک جائے۔
"...ب۔۔۔ طاہر بھائی! بجلی کہاں گری ہے؟" وہ اس کا کندھا ہلا کر پوچھنے لگی۔
"...ے۔"
"...ل۔۔۔ تو پھر زندہ کیسے ہیں؟" وہ کھلکھلائی۔
"...یں دیکھ کر ہو گیا ہوں۔"
"...۔۔۔ کیسی باتیں کرتے ہیں۔" وہ کچھ بلش سی ہو کر رخ موڑ گئی۔
"...کہتا ہوں ایمی! تمہیں دیکھ کر رگوں میں زندگی سی دوڑنے لگتی ہے۔"
"اور وہ کہتا ہے۔۔۔" ایمن اداس نظروں سے سامنے برستی پھوار کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ "میں بے وقوف
...ہ۔"
"وہ جھوٹ بولتا ہے۔" طاہر نے اس کی ٹھوڑی پر ٹھہرے پانی کے قطرے کو گرنے سے ذرا پہلے سمیٹ لیا۔
...ں پر گلابی رنگ اتر آیا۔
"...میں بتاؤں ایمی! تم کیا ہو؟" وہ اس کے عین سامنے آ کھڑا ہوا۔ "تم بہار کی اولین ساعت ہو جو مشامِ جاں کو مہکا
...دیتی ہے۔ دسمبر کی نرم گرم دھوپ ہو جو تھکے ہوئے اعصاب کو سکون اور حدت دیتی ہے۔ رات کے پچھلے
...کی چاندنی کا عکس ہو۔"
"طاہر بھائی۔۔۔" اس کے لب بے آواز پھڑپھڑائے اور وہ تیزی سے رخ بدل گئی۔
طاہر محمود آگے بڑھا اور وہاں تک جھکا' جہاں اس کی ٹھوڑی ایمن کے کندھے کو چھونے لگی اور اس کی مخمور
...یاں ایمن کی سماعتوں میں رس گھولنے لگیں۔
"تم مندر میں گونجتی گھنٹیوں کی مدھر صدا ہو۔ صحرائے زیست میں اترا بادل کا نرم ٹکڑا ہو۔ کچی کلیوں کی مہکار
...چلچلاتی دھوپ میں سائے کا احساس ہو۔ تمہاری یہ اماوس کی رات سی گھور آنکھیں۔ یہ سرخ شگرفی لب۔۔۔
...سانچے میں ڈھلا وجود۔۔۔ ایمی۔۔۔ تم نے مجھے مار ڈالا ہے۔"
"طا۔۔۔ طاہر۔۔۔ بھا۔۔۔" ایمن شدتِ جذبات سے کانپ گئی۔ طاہر نے اسے اپنی طرف گھما کر لبوں پر ہاتھ
...دیا۔
"خدا کے لیے ایمی! میرے ساتھ وہ رشتہ مت باندھو جو مجھے اذیت میں مبتلا کرے۔"
"آپ۔۔۔ آپ ایسی باتیں مت کریں۔" الفاظ لڑکھڑا گئے۔
"میں مجبور ہو گیا ہوں۔ تم نے مجھے بے بس کر دیا ہے' کہیں کا نہیں رکھا۔ ایمن۔۔۔! میں کہاں جاؤں۔۔۔ اپنے
...آپ سے کہاں تک بھاگوں۔۔۔ سن لو۔۔۔ ایمن غور سے سنو۔۔۔ میں۔۔۔ طاہر محمود' تم سے محبت کرنے لگا
...۔۔۔ تمہیں چاہنے لگا ہوں۔"
"...۔۔۔!" ایمن گھبرا کر رو ہی پڑی۔
طاہر محمود پیچھے ہٹ کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ "میں نے تمہیں پھر ڈرا دیا۔"
"آپ۔۔۔ آپ۔۔۔"
"میں تم سے کچھ بھی تو نہیں مانگ رہا۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں۔۔۔" وہ شکست خوردہ انداز میں کہنے لگا۔
"ایمن۔۔۔!" نانا کی گرج دار آواز پر جہاں وہ بری طرح اچھلی' وہیں طاہر محمود رخ بدل گیا۔
"تم کب آئی تھیں؟" ان کی کھوجتی نگاہیں دونوں کا طواف کر رہی تھیں۔ ایمن کی حالت' طاہر محمود کا رخ بدلنا
...کھٹکا گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"۔۔۔ ابھی۔۔۔" وہ ہکلا گئی اور تیزی سے دوپٹہ پھیلانے لگی جو بھیگے ہوئے کینچوے کی طرح گردن سے لپٹا
"اس موسم میں گھر سے نکلنے کی ضرورت کیا تھی۔" انہیں شدید قسم کے غصے نے گھیر لیا۔
"جب آئی تھی تو بارش نہیں ہو رہی تھی۔" ایمن گھبرا کر وضاحتیں دینے لگی۔
"اندر جا کر کپڑے سکھاؤ۔" ان کے چہرے پر شدید تناؤ کی کیفیت ابھری۔ وہ تیزی سے اندر کی طرف بڑھ طاہر کی طرف مڑے۔
"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"
"کچھ نہیں۔" وہ خود کو چور محسوس کرتا، رکھائی سے کہتا، لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے صحن عبور کر گیا۔ بارش میں جاتا دیکھتے رہے۔
"اگر تم نے میرے گھر میں نقب لگانے کی کوشش کی طاہر محمود! تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔"
ان کے چہرے اور لہجے میں جلال بیدار ہو گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"اور اس نے مجھے یہ سب کبھی نہیں کہا۔"
اس نے کروٹ بدلی اور دونوں ہاتھ جوڑ کر رخسار کے نیچے رکھ لیے۔
"اس نے۔۔۔ جسے یہ سب کہنے کا حق حاصل ہے۔۔۔ جس سے میں یہ سب سننا چاہتی ہوں۔" اس کی [illegible] کسی غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں۔
"اور طاہر بھائی۔۔۔" وہ ذرا سا شرما گئی۔ "انہوں نے تو حد ہی کر دی۔ بھلا کوئی یوں بھی کہتا ہے۔" وہ اٹھ [illegible] گئی۔
"بھلا کوئی مجھ سے یوں بھی محبت کر سکتا ہے؟" اس کی نگاہیں سامنے دیوار کی طرف اٹھیں جس پر بڑا سا آ[illegible] تھا۔ وہ اسی زاویے میں بیٹھی اپنے چہرے کا ایک ایک نقش دیکھنے لگی۔ آئینہ کہتا تھا۔
"یہ چہرہ ہے ہی محبت کے قابل۔"
"تو پھر عفان۔۔۔"
"وہ ناقدر شناس ہے۔"
"طاہر بھائی۔۔۔ وہ نجانے کب سے۔۔۔ نجانے کب سے اپنے جذبوں پر بند باندھے بیٹھے تھے۔"
"ہیرے کی پرکھ صرف جوہری کر سکتا ہے۔"
وہ اٹھ کر آئینے کے عین سامنے جا کھڑی ہوئی۔ ٹیوب لائٹ کی روشنی میں اس کا شفاف چہرہ جگر جگر کر رہا تھا خود اپنے ہی چہرے کو تحیر بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی۔
چہرے پر اترے الوہی رنگ۔
لبوں پر کھلتی انوکھی سی مسکان۔
آنکھوں میں جگمگاتی روشنیاں۔
وہ حسین تھی۔
یہ بات وہ اچھی طرح جانتی تھی مگر اس چہرے میں حسن سے کچھ ماورا تھا کہ وہ خود کو پہچان نہ پا رہی تھی۔
"ایمن وقار الحسن! یہ تم ہو؟" اس نے اپنے ہی عکس کو چھو کر سوال کیا۔
عکس شرما گیا۔
"تمہیں ہوا کیا ہے؟"
"کسی کی محبتوں کا اعجاز ہے۔"
"ارے، تم نے ان کی محبت قبول بھی کر لی۔ کہاں تم۔۔۔ کہاں وہ۔۔۔"

[illegible] بھی تو نہیں مانگ رہا۔ کچھ بھی تو نہیں۔" کسی نے مدھم سی سرگوشی کی۔
[illegible] میں ایسی بے غرض محبت اور عفان! اگر میں تمہیں یہ سب بتاؤں تو شاید تم کبھی یقین نہ کرو کیونکہ [illegible] قابل سمجھا ہی نہیں اور وہ کہتے ہیں۔۔۔"
[illegible] کانسی کی ننھی منی گھنٹیاں سی بجنے لگیں۔
[illegible] سامنے پورا کنواں آ گیا تھا۔ وہ اسے پی لینے کو بے تاب تھا۔ یہ سوچے بغیر کہ پانی میٹھا ہے یا کھارا۔

☼ ☼ ☼

[illegible] بعد جب جوجو کی مایوسی عروج پر تھی اور اسے اپنے سارے خواب راکھ ہوتے نظر آ رہے تھے [illegible] رونے لگتی تھی۔ مہرالنسا نے اسے اپنے کمرے میں بلایا۔

[illegible] ایک نظر دیکھا۔ کمزور چہرہ، متورم آنکھیں۔ وہ نہیں جانتی تھیں کہ مومو کی حالت کیا ہے [illegible] سامنے نہیں آتی تھی لیکن ظاہر ہے اس سے کچھ مختلف نہ ہوگی۔

[illegible] بیڈ کی سائیڈ پر ٹک گئی۔
[illegible] بہت چھوٹی غلطیاں بھیانک نتائج سامنے لاتی ہیں۔" مہرالنسا نے آہستگی سے کہنا شروع کیا۔ وہ بید [illegible] خود بھی بہت مضمحل دکھائی دیتی تھیں۔
[illegible] بات کا اندازہ ہو ہی گیا ہوگا۔"
[illegible] سے چہرہ جھکا لیا۔ ظاہر ہے غلطی اس کی تھی لیکن بھیانک نتائج کی ذمہ دار وہ بھی بنی۔
[illegible] سمجھ میں بھی یہ بات آ گئی ہو۔"
[illegible] تصور ہے۔" جوجو بدبدائی۔
[illegible] معاملے بہت نازک ہوتے ہیں بر جیس! یونہی تو انہیں نازک آبگینے نہیں کہا گیا۔ پھونک پھونک کر [illegible] کانچ کی طرح سنبھالنا پڑتا ہے۔ قدم ابتدا ہی میں لڑکھڑا گئے تو منزل کھوٹی ہو جائے گی۔" مہرالنسا [illegible] جس کیفیت میں وہ بات کر رہی تھیں جوجو نے آج سے پہلے نہ ان کے لہجے میں محسوس کی نہ [illegible] تھی۔
[illegible] یا تو تھا کہ وہ صرف نائن۔۔۔"
[illegible] تو تمہیں اندازہ ہوگا کہ کتنے لوگ تمہاری بات پر اعتبار کرتے ہیں۔ وضاحتیں دینا پڑیں گی تو [illegible] کس اذیت میں ہے۔ انسان اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔ جس لڑکی کی تم بات کر رہی ہو اس کی [illegible] کردار کو مشکوک بنا چکی ہوگی۔"
[illegible] دوست نہیں ہے۔" جوجو نے احتجاج کیا۔
[illegible] تم سے اس لیے کہہ رہی ہوں کہ تم میری سمجھدار بیٹی ہو۔ تم یہ باتیں مومل کو بھی سمجھاؤ۔"
[illegible] بولی کہ ماں کم از کم اسے سمجھدار سمجھتی ہے۔
[illegible] آپ مومو سے بھی بات [illegible] گی؟" جوجو نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔
[illegible] اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔
[illegible] کالج جانا شروع کر دو۔"
[illegible] اسے مژدہ جانفزا سنایا۔
[illegible] بے حد بے یقینی سے ماں کو دیکھا پھر خوشی سے اس کی آنکھیں جگمگا اٹھیں لیکن اس نے جھجکتے [illegible]

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ممی! کیا موموبھی۔"

"ہاں۔" مہرالنسا کا خیال تھا کہ مومو کے لیے اتنی سزا کافی ہے۔ اب تک اسے عقل آجانی اس سے کہہ دینا' یہ اس کے لیے پہلا اور آخری چانس ہے۔" مہرالنسا نے وارن کیا۔

"تھینک یو ممی۔!" جوجو نے آگے بڑھ کر ان کا گال چوما اور بھاگتی ہوئی مومو اور اپنے کمرے

"جوجو اور مومو کے مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔"

مہرالنسا نے سوچا۔

"مومو۔۔۔ مومو! اٹھ جاؤ۔۔۔ ایک خوش خبری ہے۔" جوجو نے جاتے ہی اسے جھنجوڑ ڈالا۔

"کیا بد تمیزی ہے۔" وہ الٹا پھاڑ کھانے کو دوڑی۔ "ابھی ابھی آنکھ لگی تھی۔"

"سارا دن سوتی رہتی ہو۔ خوش خبری پوچھو کون سی ہے؟" جوجو نے اس کے لہجے کا برا منائے بغ

"مجھے تمہاری خوش خبریوں کی ضرورت نہیں۔" وہ رکھائی سے کہہ کر دوبارہ لیٹ گئی۔

"ممی نے ہمیں کالج جانے کی اجازت دے دی ہے۔"

"ہمیں؟" مومو نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہاں مجھے اور تمہیں۔۔۔ ممی نے خود کہا کہ تم سے کہہ دوں۔" جوجو ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔

"اچھا ان کے دل میں اتنا رحم کہاں سے آگیا؟" وہ تلخی سے گویا ہوئی۔

"مومو! ایسے مت کہو۔ ممی غلط نہیں ہیں۔ حالات ہی ایسے تھے کہ وہ۔۔۔"

"حالات کیسے بھی ہوں' ہم ان کی اولاد ہیں جوجو! مگر انہوں نے سلوک غیروں کا سا کیا ہے۔"

"اچھا اٹھو۔۔۔ صبح کی تیاری کریں۔" جوجو نے مزید کچھ کہنے سے گریز کیا۔

"میں نے کون سا پار جانا ہے۔ کرلوں گی۔"

اجازت ملنے کا سارا جوش کالج جاکر ختم ہوگیا۔ وہاں جاکر پتا چلا کہ یہ واقعہ کس قدر شہرت حا ایک ایک لڑکی نے روک روک کر پوچھا۔ وہ تفصیل سناتے سناتے روہانسی ہوگئی تو باقی کا دن کینٹین عقب میں چھپ کر روتے ہوئے گزرا۔ مومو نجانے کہاں تھی۔

☆ ☆ ☆

"تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا تائن۔!" وہ دونوں فوارے کے پاس کھڑی تھیں۔ فوارہ کئی دا اور اس کے گدلے پانی پر کائی جم رہی تھی۔

"میں نے کیا کیا ہے؟" تائن نے بھنویں اچکائیں۔

"تم نے کچھ نہیں کیا۔۔۔؟ میں پورے کالج میں بدنام ہو کر رہ گئی ہوں۔" مومو تلخی سے گویا ہوئی۔

"اوہ ہاں۔۔۔ مجھے افسوس ہے ڈارلنگ!" تائن نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہمدردانہ انداز م

"اس دن تمہاری مدر بیمار نہیں تھیں؟"

"نہیں۔" تائن نے آرام سے اعتراف کیا۔

"تم اپنے بوائے فرینڈ سے ملنے گئی تھیں۔"

"ہاں۔" تائن کے لہجے میں سرمو فرق نہ آیا۔

"تم نے مجھ سے جھوٹ بولا؟" مومو کو غصہ آگیا۔

"کیا تمہیں پتہ نہیں تھا؟" تائن نے الٹا اس سے پوچھا تو وہ چپ سی ہوگئی پھر ذرا دیر کے بعد بولی۔

"مجھے شک تھا۔"

"ظاہر ہے کالج کی دیوار پھلانگ کر میں اپنی ماں سے ملنے تو نہیں جاسکتی تھی۔ اس کے لیے میں مز گھنٹہ چھٹی ہونے کا انتظار کرسکتی تھی۔ بہرحال مومو! تم نے جو میری فیور کی' پرنسپل کے سامنے میرا نا

اس کے لیے تمہاری شکر گزار ہوں۔ تم ایک واقعی سچی اور خالص دوست ہو۔ میں خوش قسمت ہوں کہ میں کوئی بھی دوستی رکھنا پسند نہیں کرتا' تمہارے جیسی پیاری دوست رکھتی ہوں۔" آخر میں تائن کا لہجہ ہوگیا۔

"تم عظیم ہو مومو! آج کے دور میں اتنی عظیم قربانی کوئی سہیلی کسی کے لیے نہیں دے سکتی۔ آئی ایم پراؤڈ آف یو۔"

آنسو اس کی آنکھوں سے ٹپکے اور مومو کا سارا غصہ اپنے ساتھ بہا لے گئے۔

"تائن! تم بھی نا بس۔۔۔۔ آخر دوست ہی دوست کے کام آتا ہے۔" مومو نے محبت سے اس کے آنسو صاف

"دراصل تم خود بہت اچھی ہو۔۔۔ وہ مریم تو خوامخواہ تمہارے خلاف کچھ نہ کچھ کہتی رہتی ہے۔"

"اس نے پھر تمہیں کچھ کہا؟" تائن چوکنا ہوئی۔

"نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔۔" مومل صاف مکر گئی۔ حالانکہ اسے کالج میں سب سے پہلے مریم ہی ملی تھی۔

"مومل! تم۔۔۔" وہ لپک کر اس کے قریب آئی۔ "تم کالج آگئی ہو!"

"ہاں! آنا ہی تھا۔" مومل خجل سی ہوتے ہوئے تنک کر بولی۔

"مجھے تو اتنی خوشی ہو رہی ہے' میں سمجھی شاید تم۔۔۔ بہرحال یہ اچھا ہوا کہ تم کالج آگئی ہو۔"

دونوں ساتھ ساتھ چلتی کیمسٹری روم کی طرف چل دیں۔ جوجو کو اپنی کچھ فرینڈز مل گئی تھیں۔

"تم اس دن تائن کے ساتھ تھیں نا؟" مریم نے اچانک پوچھا۔

"نہیں تو۔" وہ صاف ہی مکر گئی۔

"میں نے تم دونوں کو بیک سائیڈ پر جاتے دیکھا تھا۔"

مریم کے کہنے پر مومل خاموش سی ہوگئی۔

"مومل! مجھے کہنا نہیں چاہیے۔ تائن پہلے ہی میرے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ لیکن تائن اچھی لڑکی نہیں ہے۔ تمہارا تعلق ایک اچھے گھرانے سے ہے۔ اگر تائن کے ساتھ دوستی رکھنی بھی ہے تو خدا کے لیے اس کی سرگرمیوں سے دور رہو۔"

مومل نے قدرے ناگواری سے اسے دیکھا۔ واقعہ ایسا تھا کہ وہ تائن کی فیور بھی نہ کرسکتی تھی۔

"وہ بہت بے باک اور بولڈ ہے۔ زندگی کو صرف اپنی مرضی سے جینا چاہتی ہے۔"

مریم نہیں جانتی تھی کہ یہ دونوں باتیں مومو کے لیے قابلِ فخر تھیں۔

"مشورے کا شکریہ مریم! میں خیال رکھوں گی۔" مومل نے کہہ کر بات ختم کردی۔

"کہاں کھو گئی ہو؟" تائن نے چٹکی بجائی تو وہ چونکی۔

"میں نے فرخ کو بتایا تھا تمہارے بارے میں۔ کہنے لگا' اسے میری طرف سے سلیوٹ کرنا۔" تائن نے ذرا سا جھک کر سلیوٹ کیا۔

"تم بھی بس۔۔۔ یہ تو دوستی کا تقاضہ تھا۔"

"لیکن وہ بے حد متاثر تھا۔ کہنے لگا' میں اس اچھی لڑکی کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"پگلی! تم نے میرے بارے میں اسے کیوں بتایا۔" مومو نے دانستہ خفگی دکھائی۔ "اور یہ فرخ صاحب ہیں کون؟"

"مل اونر کا بیٹا ہے۔ مجھ سے دوستی کی خواہش کا اظہار کیا تو میں مان گئی۔"

"تم اس دن اسی سے ملنے گئی تھیں۔"

"ہاں۔"

"تائن! یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اگر تمہارے گھر والوں کو پتا چل گیا تو۔۔۔" مومل نے ڈرانا چاہا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"وہ تمہارے گھر والوں کی طرح بیک ورڈ نہیں ہیں۔ ہمارے ہاں لڑکے لڑکی کی دوستی کو برا نہیں سمجھا جاتا۔ سے کانفیڈنس بڑھتا ہے۔ اچھے برے کی پہچان ہوتی ہے۔ اس طرح لائف پارٹنر چوز کرنا آسان ہو جاتا۔" تائن نے اپنے نادر خیالات کا اظہار کیا جس سے مومل از حد متاثر ہوئی۔

(یہ کیا ہوا کہ جہاں سے رشتہ آیا' وہیں سے قبول کر کے ہاں کر دی۔ اصل طریقہ یہ تو ہے۔ ایک دوسرے کے خیالات کا پتا چلتا ہے۔ تب ہی اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ بندہ ہمارے ساتھ چل سکتا ہے یا نہیں)

"تائن! تمہارے فادر کیا کرتے ہیں؟" وہ شاید تائن کا بیک گراؤنڈ جاننا چاہ رہی تھی' اس لیے بے تکا سوال کر دیا۔ کم از کم تائن کے نزدیک یہ سوال بے تکا ہی تھا۔

"میں نے کبھی پوچھا نہیں۔" اس نے لاپروائی سے کندھے اچکائے۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اس وقت زوروں کی بھوک لگ رہی ہے مگر میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ میں والٹ گھر بھول آئی ہوں۔"

موموکی جگہ کوئی اور ہوتی تو فوراً کہتی۔ "ہمیشہ کی طرح۔"

"پیسے میرے پاس ہیں۔" مومل نے کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"فرخ کہتا ہے وہ مجھے ڈائمنڈ رنگ لے کر دے گا۔"

"سچ... کب؟"

"جب اس کی جاب لگ جائے گی۔"

"لیکن وہ تو مل اونر کا بیٹا ہے۔"

"ہاں... مگر وہ اپنے باپ کی فیکٹری میں بیٹھنا نہیں چاہتا۔ وہ اپنے زور بازو سے کمانا چاہتا ہے' کل اس نے..." وہ اس کی باتوں کے سحر میں گرفتار کینٹین چلی آئی۔ جہاں جوجو نے انہیں گزرتے ہوئے دیکھا تو کھول کر رہ گئی۔ کینٹین سے کوک اور سموسے لے کر باہر آنے تک وہ کھولتی رہی تھی جیسے ہی وہ باہر آئیں' وہ سر پر سوار ہو گئی۔

"میں چلتی ہوں موموا میرا پیریڈ ہے۔" تائن اپنا حصہ لے کر غائب ہو گئی۔ شاید وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ جوجو اسے پسند نہیں کرتی۔

"تم پھر اس کے ساتھ تھیں؟" جوجو کا چہرہ مارے غصے کے تمتما رہا تھا۔

"نہیں۔ وہ تو راستے میں مل گئی تھی۔" موموذرا سی بوکھلا گئی۔

"موموا تم... تم کبھی نہیں سدھرو گی۔ اپنے ساتھ مجھے بھی مرواؤ گی۔" غصہ اتنا شدید تھا کہ وہ رونے لگی۔ مومل شرمندہ ہو گئی۔

"چپ کر جاؤ جوجو! آئندہ اس سے نہیں ملوں گی۔" صرف اس ڈر سے کہ وہ مہرالنسا سے نہ کہہ دے' اس نے جلدی سے کہا۔

"تمہیں نہ اپنا خیال ہے نہ میرا۔ لڑکیاں کیا کیا باتیں کر رہی ہیں۔"

"میں بھی اس سے ملنا نہیں چاہتی تھی مگر ایک ہی کالج میں رہتے ہوئے آمنا سامنا تو... اچھا رو مت۔ یہ کوک لو۔"

جوجو نے بے حد غصے سے اس کے کوک والے ہاتھ کو جھٹکا اور چلی گئی۔ گھر جا کر وہ ایمن کے سامنے خوب روئی تھی۔

"میں اب کالج نہیں جاؤں گی۔" اس نے اپنا فیصلہ سنایا۔

"اس بے وقوف لڑکی کی خاطر اپنا کیریئر تباہ کرو گی۔"

"میں لوگوں کو فیس نہیں کر سکتی۔"

"تم نے کچھ نہیں کیا اور اتنا ڈر رہی ہو جس نے کیا ہے اسے پروا بھی نہیں۔ ایک آدھ دن اس قصے کا ذکر ہو

گا۔ پھر سب بھول بھال جائیں گی۔ آج تو پہلا دن تھا اس لیے... کوئی روز روز تو ایسا نہیں ہو گا۔ ایک دو دن ڈھیٹ بن کر جانا ہو گا۔"

ایمن نے رسانیت سے سمجھایا اور پہلی بار جوجو کو ایمن سے دوسراہٹ کا احساس ملا۔

اور وہی ہوا چند دِنوں بعد یہ قصہ... قصۂ پارینہ ہوا۔ لڑکیاں بھول بھال گئیں کہ نئے قصے' نئی سرگرمیاں سامنے آ گئی تھیں۔ تو جوجو تندہی سے اپنی پڑھائی میں مصروف ہو گئی۔

اور مومل...

مومل نے یہاں سے اپنی زندگی کا رخ بدل لیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"طاہر بھائی کہتے ہیں وہ شخص خوش نصیب ہو گا جو میرا لائف پارٹنر بنے گا۔" بے حد فخر سے بتایا گیا۔ دوسری جانب عفان کا قہقہہ بے ساختہ اور زوردار تھا۔

"کیوں؟ تم میں ایسی کون سی خاص بات ہے؟"

"کیونکہ میں سمجھدار اور خوبصورت لڑکی ہوں۔" وجہ بتائی گئی۔

"یہ بھی انہوں نے ہی بتایا ہو گا۔"

"ہاں۔"

"کیا انہیں جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔"

"وہ ٹھیک کہتے ہیں۔ بس آپ ہی کو ہماری قدر نہیں ہے۔"

"بائی دا وے۔ یہ طاہر صاحب صرف تمہاری تعریفیں ہی کرتے ہیں... میرا مطلب ہے کچھ اور نہیں کرتے۔"

"وہ ٹھیک کہتے ہیں فوجیوں میں سینس ہوتی ہی نہیں۔" ایمن مایوسی سے گویا ہوئی۔

"کس قسم کی؟"

"کسی بھی قسم کی۔"

"کیوں فوجی جانور ہوتے ہیں؟" عفان کو برا لگا۔

"کون جانے۔" ایمن نے اطمینان سے کہا۔ ایمن کو اندازہ ہی نہ تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے اور اس کے نتائج کیا نکلتے ہیں۔

طاہر محمود نے کہا تھا۔

"کسی انسان کے احساسات وجذبات جھنجھوڑنے کے لیے کسی محرک کی ضرورت ہے۔"

"کیسا محرک؟" ایمن نے چونک کر پوچھا۔ وہ اس دن طاہر سے عفان کے رویے کی شکایت کر رہی تھی۔ طاہر محمود کی وارفتگی اور تعریفوں نے اس کے اندر اک آگ سی بھڑکا دی تھی۔ وہ یہ سب عفان سے سننا چاہتی تھی۔ حالانکہ عفان اسے اشاروں میں بتا چکا تھا کہ یہ سب قبل از وقت ہے۔ لیکن اس کی آتشِ شوق کو بھڑکانے کے لیے طاہر محمود ہی کافی تھا۔

"یہ محرک جیلسی بھی ہو سکتا ہے... حسد کا جذبہ... حقیقت تو یہ ہے کہ وہ تم سے متاثر ہے... اور چاہتا ہے تمہیں اس کی خبر نہ ہو۔ اس لیے تمہیں ابھی سے دبانا چاہتا ہے... جب اسے یہ پتا چلے گا کہ جس کی وہ پروا بھی نہیں کرتا۔ کوئی اسے سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے تو خود بخود پلٹے گا۔"

طاہر محمود نے اسے نئی راہ سجھا دی تھی۔ بات ایمن کے دل کو لگی تو اس نے طاہر محمود ہی کو استعمال کیا۔ عفان کی ہر بات کے جواب میں ایمن کے پاس طاہر محمود کا حوالہ ہوتا۔

عفان چپ سا ہو گیا۔ پھر پوچھنے لگا۔

"یہ طاہر محمود کون ہے؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ارے آپ نہیں جانتے۔" ایمن نے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔
"افسوس اتنی مشہور و معروف شخصیت کو یہ نہیں جانتا۔"
ایمن نے پہلی بار عفان کے لہجے میں جیلسی فیل کی تو کھلکھلا کر ہنس دی۔
"میرے کزن ہیں۔"
"کرتے کیا ہیں؟"
"بہت جینئس ہیں۔"
"میں نے پوچھا کرتے کیا ہیں؟"
"محبت۔" ایمن کے لبوں سے پھسلا۔ سچ بھی یہی تھا کہ آج کل طاہر محمود کے پاس ایمن سے محبت کرنے کے سوا کوئی ایکٹیویٹی نہ تھا۔
"مطلب۔" عفان بری طرح چونکا۔
"محبت کرتے ہیں بنی نوع انسان سے۔" وہ بروقت سنبھلی۔
"اس انسانیت کے علم بردار کو صرف یہی کام ہے کہ بیٹھا تمہاری جھوٹی سچی تعریفیں کرتا رہے؟" عفان جل کر بولا تو ایمن ایک بار پھر کھل کر ہنسی۔
"آپ جیلس ہو رہے ہیں؟"
"میں کیوں جیلس ہونے لگا۔"
"ویسے آپ ان سے مل چکے ہیں۔ یاد ہے ایک بار آپ مجھے گھر چھوڑنے آ رہے تھے تو راستے میں ملے تھے۔"
عفان بس ایک ہی بار ایمن کو گھر چھوڑنے آیا تھا۔ اس لیے اس کے حافظے میں وہ شخص اچھی طرح محفوظ تھا جب ایمن، عفان کو چھوڑ کر اس کے ساتھ چلی گئی تھی۔
"لیکن تم تو کہہ رہی تھیں۔ تمہارے سر ہیں۔" اس کی یادداشت غضب کی تھی۔
"ہاں۔ وہ ہمیں ٹیوشن ہی دیتے ہیں۔ ویسے وہ آج کل باہر جانے کی تیاری کر رہے ہیں۔"
"ہوں۔" وہ نجانے کس سوچ میں ڈوب گیا۔ اور اسی انداز میں خدا حافظ کہہ دیا۔ ایمن کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔
"کبھی نہ کبھی تو کھل کر سامنے آؤ گے عفان صاحب! کب تک بھاگو گے۔"

☼ ☼ ☼

تم جس خواب میں آنکھیں کھولو
اس کا روپ امر
تم جس رنگ کا کپڑا پہنو
وہ موسم کا رنگ
تم جس پھول کو ہنس کر دیکھو
کبھی نہ وہ مرجھائے
تم جس حرف پہ انگلی رکھ دو
وہ روشن ہو جائے

موول نے حیرت سے ڈائری کے صفحے کو الٹا پلٹا۔ اسے اچھی طرح پتا تھا کہ یہ نظم اس نے ڈائری میں نہیں لکھی تھی۔ پھر یہ نڈ رائٹنگ؟ سبز پنسل سے لکھی گئی اس نظم کو موول نے دوبارہ پڑھا۔ پھر اس کے نیچے سرخ رنگ سے کیے گئے دستخط کو غور سے دیکھا۔ مگر کچھ سمجھ نہ آیا۔ عجیب و غریب سے دستخط تھے۔ یہ ڈائری نائن کچھ دن پہلے اپنے ساتھ لے کر گئی تھی۔ ڈائری لکھنے کا شوق اسے نائن کو دیکھ کر ہی ہوا تھا۔ بلکہ یہ ڈائری اس نے نائن سے ہی

...نکلوائی تھی۔ چند دنوں میں ہی ڈائری خوبصورت نظموں اور اشعار سے سج گئی اس نے گردن گھما کر نائن ... جہاں وہ بیٹھی تھیں یہ سوکھی ہوئی نالی تھی۔ جس کے کنارے تین درخت پھولوں سے لدے ہوئے ... نے خشک نالی کا دامن بھی زرد ڈنڈیوں والے سفید ننھے منے پھولوں سے بھر دیا تھا۔ نائن انہی پھولوں ... لڑیوں میں پرو رہی تھی۔ اس کے ارد گرد کئی تنکے پھولوں کی چھڑیوں میں بدل چکے تھے۔
... نے غور سے نائن کو دیکھا۔ وہ آج بھی بے حد چھوٹی آستینوں والی سفید قمیص جس کی آستینوں پر باریک ... لگی تھی پہنے ہوئے تھی۔ شلوار بے حد تنگ اور حسب سابق چنا ہوا دوپٹہ بس اس کے چہرے پر ہلکا سا ... لگا تھا۔ بالوں کی اس نے تازہ تازہ کٹنگ کروائی تھی۔ اسی لیے گھونسلے کا حجم کم ہو گیا تھا۔ وہ پہلے سے ... خوبصورت لگ رہی تھی۔
"... رہی ہو ڈارلنگ؟" نائن نے اس کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر لیا تھا۔
"... نہیں۔" موموں نے سر جھٹکا پھر ڈائری اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگی۔
"... نے لکھا ہے؟"
... اک نظر ڈائری کے صفحے پر ڈالی پھر نفی میں سر ہلا دیا۔
"... نیچے سائن بھی ہیں۔"
... دوبارہ غور کیا۔ پھر کندھے اچکا دیے۔
"... نہیں معلوم۔ شاید آصف نے لکھا ہو۔ وہ پڑھ رہا تھا تمہاری ڈائری۔"
"... نے میری ڈائری کسی اور کو کیوں دی؟" موموں کو غصہ آ گیا۔ بہرحال یہ اس کی پرسنل ڈائری تھی۔
"... کوئی اور نہیں میرا کزن ہے۔ اس کے اور میرے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ ہم دونوں ایک دوسرے کی ... لیتے ہیں۔" نائن نے اطمینان سے جواب دیا۔
"... بھی..."
... ذرا سا جھک کر ڈائری میں لکھی نظم پڑھی۔
"... ابیل نظم لکھی ہے۔"
"... دن سامنے مجھے دیکھا ہے۔" موول نے قدرے خفگی سے جواب دیا۔
"... نے ... ہیں دیکھ رکھا ہے۔"
... طرح چونک اٹھی۔
"... نائن! اس نے مجھے کہاں دیکھا تھا؟" نائن خاموش رہی تو موول نے دوبارہ تعجب سے اپنا سوال دہرایا۔
... پھولوں کی چھڑیاں اکٹھی کیں اور انہیں بغور دیکھنے لگی۔
"... تم مجھے گیٹ پر ملی تھیں۔ آصف مجھے چھوڑنے آیا تھا۔ اس نے تمہارا پوچھا تو میں بتا دیا۔"
"... بتا دیا؟"
"... نام، کلاس، سبجیکٹ وغیرہ وغیرہ۔"
"... اتنا سب کچھ بتانے کی کیا ضرورت تھی؟" موموں نے ناراضی سے اسے دیکھا۔
"... والی بھی کوئی بات نہ تھی۔" نائن نے اطمینان سے جواب دیا۔ "کہنے لگا۔ پیاری لڑکی ہے۔"
"...!" موول نے سر جھٹکا۔
"... ہاں! اچھا پیسے والا لڑکا ہے۔"
"... کے پیسے کا کیا کرنا ہے۔" موول نے غصے سے کہا۔
"... تمہاری۔" نائن نے کندھے جھٹکے پھر کھڑی ہو گئی۔ "میرا پیریڈ ہے۔"
... خاموشی سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔ نائن نے اسے ساتھ چلنے کو نہیں کہا تھا۔ حالانکہ پیریڈ موول کا بھی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

تھا۔ جوجو کے رونے پیٹنے اور دھمکیوں کے باوجود موموں نے نائن سے ملنا نہیں چھوڑا تھا۔ بر
موجودگی میں کرتی۔ جوجو سب جانتی تھی۔ مگر سوائے کڑھنے کے اور کیا کرسکتی تھی۔ یہ وہ وقت
کے داخلے جانے والے تھے اور اس کے بعد انہیں فارغ کردیا جاتا۔ جوجو کی دعا تھی کہ یہ مبد
جائے۔ اس کے بعد انہیں گھر بیٹھ کر تیاری کرنا تھی۔ البتہ ان کی کچھ ٹیچرز نے پریکٹیکل کی تیا
ہفتے میں دودن آنے کی تاکید کی تھی۔
موموں نے دیکھا۔ وہ پھولوں کی چھڑیاں وہیں چھوڑ گئی تھی۔ جنہیں چھوتے ہوئے اس نے ڈا
وہی نظم تھی۔ جسے لاشعوری طورپر وہ پڑھے جارہی تھی۔

✲ ✲ ✲

طاہر محمود کی سالگرہ تھی۔ ایمن کا جی چاہا اسے اچھا سا گفٹ دے۔ اس کے لیے پہلا مرحلہ
تھا۔ مہینے کے شروع میں ملنے والی پاکٹ منی جس میں سے کچھ وہ پہلے ہی خرچ کرچکی تھی۔ کافی نہ
چلی آئی۔
مہرالنساء مسالا بھون رہی تھیں۔
ایمن نے یونہی فریج کھول کر جائزہ لیا۔ تھوڑے سے انگور پلیٹ میں نکالے۔ مہرالنساء نے
دیکھا۔ وہ مسالا بھوننے کے ساتھ ساتھ آلو کاٹنے میں مصروف تھیں۔
"مجھے کچھ پیسے چاہئیں۔" ہمت کرکے اس نے کہہ ہی دیا۔ اب اسے پیسوں کے لیے کبھی
پڑتا تھا۔ اگرچہ وقارالحسن نے اس کے لیے علیحدہ اکاؤنٹ نہیں کھلوایا تھا۔ مگر مہرالنساء کو یہ تاکید
کہ ایمن کو جب اور جتنے پیسوں کی ضرورت ہو۔ وہ دے دیا کریں۔ وہ گاہے گاہے خود بھی فون کر
تھے۔ مگر پھر بھی ایمن پہلی بار پیسے مانگتے ہوئے جھجک گئی۔ شاید دل میں چور تھا۔ اس لیے۔
"کتنے؟" مہرالنساء نے کس لیے کا سوال۔ اٹھائے بغیر پوچھا۔
"تقریباً" تین ہزار۔"
مہرالنساء نے مڑ کر حیرت سے اسے دیکھا۔ پھر رہ نہ سکیں تو پوچھ لیا "اتنے پیسوں کی ضرورت کیوں
"میری فرینڈ کی برتھ ڈے ہے۔" ایمن نے کہا۔ "مجھے گفٹ خریدنا ہے۔"
"تین ہزار کا۔؟"
"مجھے سالگرہ میں پہننے کے لیے سوٹ بھی خریدنا ہے۔" وضاحتیں دینا اور وہ بھی مہرالنساء کو ایم
میں شامل نہ تھا۔ مگر وہ دے رہی تھی۔ یہ بات بھی مہرالنساء کے لیے اچنبھے کا باعث تھی۔
"سوٹ تمہارے پاس کافی پڑے ہیں۔"
"وہ معمولی گھر کی لڑکی نہیں ہے۔"
"تمہارا کوئی بھی سوٹ ہزار روپے سے کم کا نہیں۔"
"آپ مجھے پیسے دے رہی ہیں یا نہیں؟" وہ عاجز ہو کر بولی۔
"نہیں۔" مہرالنساء نے جلتے ہوئے مسالے میں پانی کا چھینٹا دیا۔ پھر ذرا سا مڑ کر ایمن کو دیکھا۔
"اور اس بار تم یہ روپے میرے پرس سے نہیں نکال سکو گی۔"
ایمن تلملا گئی۔
"آپ یہ روپے اپنے ہاتھوں سے مجھے دیں گی۔" وہ بگڑے ہوئے لہجے میں کہہ کر باہر نکل گئی۔
پیشانی پر شکنوں کا جال بچھ گیا۔ اور اس کے اندر بھنور اس وقت اٹھے تھے۔ جب شام کو وقارالحسن کا
"ایمن نے تم سے پیسے مانگے تھے۔ تم نے دیئے کیوں نہیں؟"

ے اس وقت ایمن نے انہیں فون کیا اور کیا کہا تھا۔
"میں اسے اس کی پاکٹ منی دے چکی ہوں۔" مہرالنساء نے ضبط سے کام لیا۔
"فرینڈ کی برتھ ڈے کے لیے اسے جتنے پیسوں کی ضرورت ہے دے دو۔"
"وقار! وہ پورے تین ہزار مانگ رہی ہے۔"
"ہاں۔ اسے کچھ کتابوں کی ضرورت ہے۔"
سال کے آخر میں جب کہ امتحانات میں محض دوماہ باقی ہیں اسے کون سی نئی کتابوں کی ضرورت پڑ گئی۔" نہ
ے بھی وہ جرح کرنے لگیں۔
مہرالنساء! گھر کے خرچے میں اگر کچھ کمی بیشی ہوئی تو میں بھجوادوں گا۔"
"میں اسی کے بھلے کے لیے کہہ رہی ہوں۔ موموں اور جوجو کو اتنے پیسوں کی ضرورت کیوں نہیں پڑتی۔"
"تم پہلے ہی ایمن کا کافی بھلا چاہ چکی ہو۔ اور موموں جوجو کی بات چھوڑو۔ ان کی ضرورتیں بن کہے پوری ہوجاتی
ہیں اور رکھو مہرالنساء میں صرف تمہارے بیٹے کے لیے نہیں کمارہا ہوں۔"
وقارالحسن کے ٹھنڈے لہجے نے مہرالنساء کے تن بدن میں آگ لگادی۔ انہوں نے مزید ایک لفظ کہے بغیر ریسیور
انگلیاں چٹخاتے ہوئے وہ سرتاپا سلگ رہی تھیں۔ اسی کیفیت میں پرس سے تین ہزار روپے نکال کر انہوں نے
تھمائے۔
ے۔ دے آؤ۔"
ے؟" جوجو نے حیرت سے پہلے روپے پھر ماں کا چہرہ دیکھا۔
"مہرالنساء جان کے عذاب کو۔"
لمحوں میں سمجھ گئی۔ بہت عرصے کے بعد اس نے ماں کو اس کیفیت میں دیکھا تھا۔ روپے مٹھی میں دیا کردہ
ے باہر گئی۔ جانتی تھی مزید کوئی بھی سوال کیا تو ماں اسی پر برسے گی۔
ان اپنے کمرے میں تھی۔
لی نے یہ روپے دیئے ہیں۔"
ن ہزار روپے دیکھ کر ایمن کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ پھر وہ بے اختیار ہنس دی۔ شاید اسے مہرالنساء کی
اندازہ تھا۔
پلی ممی کو تھینکس کہنا۔"
ب۔ تمہاری تو وہ کچھ بھی نہیں لگتیں۔" جوجو نے برامان کر کہا۔
ونی ہنستے ہوئے روپے کالج بیگ میں رکھنے لگی۔
تین ہزار کا کیا کروگی؟" جوجو سے رہا نہ گیا تو پوچھ بیٹھی۔
نے کھاؤں گی۔"
ماز میں جاؤ۔ مت بتاؤ۔" جوجو غصے سے کہہ کر باہر نکل گئی۔
النساء جلے پیر کی بلی کی طرح راہداری میں گھوم رہی تھیں۔
یا کہہ رہی تھی؟"
طریہ کہہ رہی تھی۔" جوجو نے سادہ سے لہجے میں بتایا۔
النساء کے اندر سے گالیوں کا طوفان نکلا۔ جسے انہوں نے لب بھینچ کر روک لیا۔ اسی کیفیت میں وہ لاؤنج میں
ہوئیں۔
ین! آج تمہاری وجہ سے وقارالحسن نے بابر کو صرف میرا بیٹا کہا ہے ورنہ وہ اسے ہمیشہ "اپنا فخر" کہا کرتا تھا۔
یں کہاں دفن کروں۔" تپش تھی کہ بڑھتی جارہی تھی۔ لاؤنج میں فلور کشن پر بیٹھی موموں نے چونک کر سر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اٹھایا۔ پھر تیزی سے وہ ڈائری چھپانے کی کوشش کی جس پر وہ نظم لکھ رہی تھی۔ مہرالنساء نے اس
لی۔ ان کے غصے کا گراف کچھ اور بلند ہوا۔ تپش کسی نہ کسی طرف تو نکلنا تھی۔ پلیٹ میں مومل آگے
اس کی ڈائری جھپٹ لی۔

"کیا چھپا رہی ہو۔؟"

"کچھ نہیں ممی! میں تو بس۔"

مہرالنساء نے چند ایک اوراق پلٹے۔

"میری محبوب"

نظم کا عنوان سامنے تھا۔ وہی ڈائری اڑتی ہوئی مومو کے منہ پر لگی۔

"یہ کیا ہے۔ یہ خرافات سیکھتی ہو کالج میں۔ کون سا محبوب ہے یہ جو آدھی رات تک
ہے۔ کالج سے اٹھوا لوں گی اگر یہی حرکتیں رہیں۔" وہ جاہلوں کی طرح برستی رہیں۔ مومل سرخ چہ
سنتی رہی۔ وہ منہ سے اک لفظ نہیں بولی تھی۔ اندر آتا بابر جھنجلا گیا۔

"کیا ہو گیا ہے ممی! اس طرح کیوں چیختی ہیں۔"

"یہ دیکھو۔ یہ۔ یہ کچھ لاتی ہے کالج سے۔" اس نے ڈائری اٹھا کر بابر کے سامنے کی۔ بابر نے
عالم میں ڈائری کھولی۔ سرسری نگاہ مختلف صفحوں پر ڈالنے کے بعد کچھ اور جھنجلا گیا۔

"آپ بھی امی۔ بس۔"

"ہاں۔ ہاں تو پاگل ہے۔ جھوٹ بولتی ہے۔ بکواس کرتی ہے۔" وہ پھاڑ کھانے کو دوڑیں۔

"اس عمر میں اکثر لوگوں کو شاعری کا شوق ہو جاتا ہے۔ یہ کوئی اتنی قابل گرفت بات نہیں۔" بابر
چاہا۔

"تمہیں کیوں نہ ہو اُس لڑکی کے پچھن دیکھ رہی ہوں۔ اسی لیے روک رہی ہوں۔" مومل پتھر
کے ساتھ انہیں دیکھتی رہی۔

"امی! خدا کے لیے' ہر کسی کو ایک ہی انداز میں ٹریٹ مت کریں۔" بابر نے ناگواری سے ٹوکا۔

"آئندہ نہ دیکھوں تمہیں ان خرافات کے ساتھ۔" وہ ڈائری مومو کے سامنے پھینک کر چلی گئیں
بابر نے ساکت کھڑی مومو کو دیکھا۔

"تم ہرٹ مت ہو۔ تمہیں تو پتا ہے امی کے غصے کا۔ پتا نہیں کس بات کا غصہ تم پر نکل گیا۔" بابر
چاہی۔

مومو خاموشی سے چیزیں سمیٹنے لگی۔ پھر اسی خاموشی سے باہر نکل گئی۔

مومو کا یہ طرزِ عمل بابر کے لیے باعث حیرت تھا۔

☼ ☼ ☼

ایمن' مائرہ کے ہاں پہنچی تو وہ سر میں ڈھیروں تیل لگائے گرما کھا رہی تھی۔ اس کی مما کسی سوٹ کی
مصروف تھیں۔ دونوں نے خوش دلی سے ایمن کا استقبال کیا۔ یوں بھی ان کا ایمن کے ساتھ اب وہ
تھا۔ اس لیے مائرہ کی مما اب پہلے سے بڑھ کر اس کا خیال رکھتیں۔

"کھاؤ گی؟" مائرہ نے شرارت سے صرف صلاح ماری تو ایمن نے آرام سے پلیٹ ہاتھ سے لے لی۔

"توبہ! کتنی ندیدی ہو۔"

"ہم کفرانِ نعمت نہیں کرتے۔" ایمن نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"کیسی سہیلی ہو۔ سہیلی کے منہ سے نوالہ چھین رہی ہو۔"

"دست۔ جھگڑو میں اور لاتی ہوں۔" اس کی مما ہنسنے لگیں۔

ہیں۔ میں ہی کچھ کرتی ہوں۔" مائرہ اسے گھورتے ہوئے اٹھ گئی۔
کھلاتی جا رہی ہو۔ لگتا ہے اب خوش رہنے لگی ہو۔" اس کی مما نے آہستگی سے ایمن کی ٹھوڑی چھوئی
نظریں جھکا لیں۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اس خوشی کا سبب بھی جانیں کہ اس خوشی کا تعلق جو
آنکھ سے چھلکنے اور چہرے کے خال و خد میں بسنے لگی ہے۔ سرحال عفان سے نہیں تھا۔
ممی ٹھیک ہیں؟"

ان سے ان کا فون نہیں آیا۔ نہ ہی میں کر سکی۔"
آتا ہے۔" ایمن نے قدرے حیرت سے پوچھا۔
یہ ایمن' تمہاری ممی مجھے۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک سی گئیں۔ تو ایمن نے انہیں سوالیہ نظروں

متوازن اور شائستہ خاتون لگی ہیں۔" انہوں نے اپنی بات مکمل کی تو ایمن ہنس دی۔
اپنی ذات پر پردے ڈالنا خوب آتے ہیں آنٹی! بہت عرصے تک ڈیڈی بھی اسی طرح دھوکا کھاتے رہے

سکتا ہے۔ ویسے انہیں تمہاری خاصی فکر رہتی ہے۔"
ان کی فکریں مجھ سے متعلق ہی تو ہیں۔" وہ ایک بار پھر ہنس دی تو مائرہ کی مما مسکرا دیں۔
ایک اے ہو جائے تو ان کی یہ فکریں بھی ختم کر دیں گے۔"
یہ کا کر کانٹے سے گرمے کا ٹکڑا گودنے لگی پھر تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا تو بولی۔
"مجھے مائرہ کے ساتھ قریبی مارکیٹ تک جانا ہے۔ کچھ چھوٹی موٹی چیزیں لینا تھیں۔ یا اگر آپ فارغ
" آخری جملہ کہتے کہتے ڈر گئی اگر وہ سچ مچ فارغ ہوئیں تو ساتھ چل دیں گی۔ اس سے قبل بھی وہ
کے ساتھ جاتی رہی تھی۔ اس کی مما خود فارغ نہ ہوتیں۔ تو مائرہ کے بھائیوں میں سے کسی نہ کسی کو
قریبی مارکیٹ زیادہ دور نہ تھی۔ کچھ وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ ایمن اپنی کسی بھی شاپنگ کے لیے
نہیں کہتی تھی۔
بھی کھانا بنانا ہے۔ تم لوگ علی کو ساتھ لے جاؤ۔"
چھٹی کے دن کا انتخاب ہی اس لیے کیا تھا کہ ایک تو مائرہ دستیاب ہوتی' دوسرے اس کی مما کو ہفتہ وار
تے تھے۔
۔" مائرہ کولڈ ڈرنکس کے ساتھ ساتھ انگور اور گرما لے آئی۔
پھر ایمن کے ساتھ مارکیٹ تک ہو آؤ۔" اس کی مما نے اٹھتے ہوئے کہا۔
چھٹی کا دن ہی برباد کرنے کے لیے ملتا ہے۔"
نے کے بعد مائرہ برسی۔
ہے۔ مجھے بہت ضروری شاپنگ کرنا ہے۔"
کا ارادہ ہے تو مما کو لے جاؤ۔"
ں چند ایک چیزیں ہی خریدنا ہیں۔ پلیز چلو نا۔"
تمہیں اپنی مستقبل کی دیورانی بنا کر خاصی بھیانک غلطی کی ہے۔ تم مجھے یونہی ستایا کرو گی۔"
کر چکیں۔ اب اس کے نتائج بھگتنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔" ایمن آرام سے کہہ کر کولڈ ڈرنک پینے
گھورتے ہوئے نہانے چلی گئی۔
کرنے میں مزید وقت برباد ہوا۔ وہ میٹرک کا اسٹوڈنٹ تھا۔ ایمن نے اسے اچھی سی کیسٹ دلانے کا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جب تک ایمن نے وہاں بیٹھ کر یہ طے کیا کہ اسے طاہر محمود کے لیے کیا کیا خریدنا ہے
تھی۔ اور جب مارکیٹ میں مائرہ نے ایمن کی شاپنگ دیکھی۔ تو وہ بری طرح الجھ گئی۔
خوبصورت ہلکے انگوری رنگ کی مردانہ شرٹ، مہنگا مردانہ پرفیوم، بلیک سن گلاسز اور پین جیسا
"یہ سب کس کے لیے؟" وہ متعدد بار پوچھ چکی تھی۔ مگر جب ایمن گھڑی اور وہ بھی مردانہ
تو مائرہ نے اس کا ہاتھ ہی پکڑ لیا۔
"کسی کو گفٹ کرنا ہے۔؟" وہ مسکرائی۔
"عفان کو؟" مائرہ چونکی۔
"اوں ہوں۔۔۔ بابر بھائی کے لیے۔" علی کے قریب آنے پر ایمن نے کہا۔ مگر اس کا انداز بتا
کے لیے نہیں ہے۔
"پہلے تو تمہیں کبھی خیال نہیں آیا تھا؟"
"بعد میں بتاؤں گی۔" ایمن نے ہلکے سے اس کا ہاتھ دبایا۔ تو وہ مزید الجھ گئی۔
"بابر بھائی کے لیے نہیں ہے؟"
"افوہ۔۔۔ نہیں۔" ایمن نے جھنجلا کر سرگوشی میں کہا۔
"تو پھر یقیناً عفان کے لیے ہے۔" مائرہ سے کہاں چپ رہا جا رہا تھا۔۔۔ ایمن خاموشی
رہی۔
مائرہ اس کی خاموشی کو تائید سمجھی۔
"ہاں۔ ان کی برتھ ڈے بھی نزدیک ہی ہے۔ مگر ایمن! اتنا کچھ کیوں خرید رہی ہو۔ اک شم
تھی۔"
"تم خاموش نہیں رہ سکتی ہو۔" ایمن نے دانت پیسے تو اسے خاموش ہو جانا پڑا۔ علی کے
اسٹائل اِن ہے۔ ایمن نے گھڑی بھی خرید لی۔ واپسی پر وہ مائرہ کے ساتھ اس کے گھر جانے کے
اتر گئی۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ یہ سب دیکھ کر مائرہ کی مما کوئی سوال جواب کریں۔
"اور تم یہ غلط فہمی دور کر لو۔۔۔ یہ سب کچھ عفان کے لیے نہیں ہے۔" وہ اترتے ہوئے سرگوشی
"بدتمیز!" مائرہ کو اس کی بات پر بالکل اعتبار نہیں آیا وہ جانتی تھی ایمن کے ارد گرد بابر کے
نہیں ہے جس کے لیے وہ یہ سب خریدے۔ جس انداز سے ایمن نے یہ سب کچھ خریدا تھا
ہوتا تھا کہ یہ بابر کے لیے نہیں ہے۔
مہرالنساء نے ایمن کو یوں لدے پھندے انداز میں گھر آتے دیکھا۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں چلی گئی
ایک بار پھر وقار الحسن کے الفاظ یاد آئے۔ تلملاہٹ کے ساتھ اک ہلکے پھلکے تجسس نے بھی
کا کیا کچھ خرید لائی ہے۔
یہ موقع اگلے دن اس کے کالج جانے کے بعد ملا۔ تب مہرالنساء نے اطمینان سے ایمن کے کم
انہیں بہت آسانی سے سب کچھ بیڈ کے نیچے مل گیا تھا۔ تمام چیزیں دیکھنے کے بعد ہلکی سی حیرت
انہیں بھی یہی آیا کہ یہ سب کچھ عفان کے لیے ہے۔

○ ○ ○

"طاہر بھائی!"
"آؤ ایمن۔"
وہ جو کرسی پر بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا۔ تیزی سے سر اٹھا کر خوش دلی سے بولا۔
"کیسی ہو؟"
"میں تو ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں۔؟" وہ اندر نہیں آئی، دروازے میں ہی کھڑی رہی۔

...ے یوں لگی ہو؟" اس نے کھلا پین کاغذ پر رکھا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر پوچھا۔
...نہیں۔"
...ے نظروں میں تولتے ہوئے بولا۔
...ہے۔" ایمن نے بے بسی سے انگلیاں چٹخائیں۔
...ری خوشی کبھی بھی عزیز نہیں رہی۔"
...۔۔۔" ایمن نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر ملتجی انداز میں کہا۔
...میں بھول گیا تھا۔ محترم تمہارے نانا جان ہوتے ہیں۔"
...
...ے کا کیا بنا؟"
...رہا ہوں۔ امید ہے ہو جائے گا۔ وہاں واشنگٹن میں میرے ایک جاننے والے ہیں۔ انہوں نے
...ور میری مدد کریں گے۔
...و جائے۔" بے ساختہ ایمن کے منہ سے نکلا۔
...ے غور سے دیکھا۔
...جاؤں، تمہیں اچھا لگے گا۔"
...ی بن جائے، مجھے اچھا لگے گا۔۔۔" ایمن نے خلوص نیت سے برجستہ کہا۔
...بھی نہ کرو گی۔۔۔ کیپٹن صاحب کہاں پچھ۔"
...ے پلٹ گئی۔
...دھوری رہ گئی۔ وہ سمجھ نہ سکا۔ ایمن اس طرح کیوں چلی گئی۔ دادا کی آواز آئی تو سمجھ گیا۔ وہ باتھ
...ایمن اس موقعے سے فائدہ اٹھا کر دروازے تک چلی آئی۔ پھر بھی انہوں نے دیکھ لیا تھا۔ تب ہی

...بار کہا ہے۔ اس کے کمرے میں مت جایا کرو۔"
...میں تو صرف دروازے میں۔۔۔ چائے کا پوچھنے گئی تھی۔" اس نے گھبرا کر وضاحت دی۔
...نہیں۔"
...ان کے اتنا خلاف کیوں ہیں؟" وہ ان کے سامنے بیٹھ گئی کتابیں درمیان میں رکھی میز پر کھلی پڑی
...قبل اسے پڑھا رہے تھے۔
...اتنی فکر کیوں ہے؟" انہوں نے داڑھی میں خلال کرتے ہوئے جھنجھلاتے لہجے میں پوچھا۔
...ل گئی۔
...ان ہیں۔"
...میں اگر کسی کے ساتھ کوئی رشتہ ہے تو وہ صرف میں ہوں۔" انہوں نے انگلی اٹھاتے ہوئے

...ا۔ سامنے کھلی کتاب اٹھا کر گود میں رکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں بولی۔
...اچھا نہیں سمجھتے۔"
...ے صاف گوئی سے کہا۔

...نہیں ہے۔" انہوں نے قطعی انداز میں کہا۔
...یں اٹھا کر انہیں دیکھا۔
...کیا اس پیسے نہیں ہیں۔ وہ آپ کے گھر میں رہتے ہیں۔۔۔ آپ کے دست نگر ہیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ایمن! وہ اک گھٹیا اور خود غرض انسان ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ اس کا سایہ بھی تم پر پڑ
ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کیا۔ "وہ لفظوں کا کھلاڑی ہے۔ دلوں سے کھیلتا ہے۔ دو سرول
فائدہ اٹھاتا ہے۔ میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ اسی لیے۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ ام
معصوم بھی ہو اور نادان بھی اور اسے لڑکیوں کی یہ خوبیاں بہت بھاتی ہیں۔"

"آپ بھی عندان کی طرح مجھے بے وقوف سمجھتے ہیں۔"

"ہاں کیونکہ تم بے وقوف ہو۔" وہ زور دے کر بولے۔

ایمن کو غصہ آگیا۔

"ہاں۔ میں بے وقوف ہوں۔ اس لیے آپ کو لگتا ہے کہ میں آپ کی باتوں میں آجاؤں گی۔
نانا جان۔۔۔ مجھے لوگوں کی پہچان نہیں ہے لیکن میں طاہر بھائی کے بارے میں کہہ سکتی ہوں کہ و
ہیں۔ مجھے نہیں پتا' آپ کی ان کے ساتھ کیا دشمنی ہے۔ آپ کیوں ان کے اتنا خلاف رہتے ہیں
سب کچھ صرف اس لیے کہہ رہے ہیں کہ میں ان سے دور رہوں۔ لیکن نانا جان! انہوں نے
ہے۔ میرا حوصلہ بڑھایا ہے۔ انہوں نے کبھی میرے ساتھ کچھ برا نہیں کیا۔ بلکہ وہ کبھی کسی
نہیں سکتے۔"

وہ ششدر سے ایمن کو سنتے رہے۔ پھر ان کی بوڑھی آنکھوں میں جلال بیدار ہوا۔

"اچھا۔ وہ برا نہیں کر سکتا۔ لیکن میں کر سکتا ہوں۔۔۔ یاد رکھو۔ ایمن وقار الحسن! میں تمہیں
نہیں دوں گا۔۔۔ جو کچھ اب تک ہوتا رہا ہے۔ میری نظروں سے اوجھل نہیں ہے۔ لیکن اگر
میں اسے گھر سے نکال دوں گا۔۔۔ مگر تمہیں برباد ہونے نہیں دوں گا۔"

"یاد رکھیں نانا جان۔۔۔" وہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔ "یاد رکھیں نانا جان! اگر آپ نے انہیں
بھی آپ سے کبھی ملنے نہیں آؤں گی۔"

ایک پل کے لیے انہیں واقعی لگا' ان کے سامنے سارا آکھڑی ہوئی ہے۔

"بات سنو۔۔۔ ایمن۔ میری بات سنو۔"

جاتی ہوئی ایمن کو انہوں نے اضطراری انداز میں پکارا۔

"وہ ایک لڑکی تھی' میں نے اسے دیکھا نہیں۔ مگر وہ تمہارے جیسی ایک لڑکی تھی۔ معصو
محمود سے پوچھنا' کہاں گئی۔ اس سے پوچھنا الہینہ کون تھی؟"

ایمن دروازہ عبور کر گئی۔ اور وہ عقب میں چیختے رہ گئے۔ اندر طاہر محمود نے ان کے آخری جم
ہو گیا۔

○ ○ ○

"مجھے آپ سے ملنا ہے۔"

برآمدہ عبور کرتے ہوئے اس نے نظر اٹھا کر بھی ایمن یا دادا کی طرف دیکھنے کی کوشش بھی نہ ک
کے دروازے میں کاغذ کی گولی اس کی ٹانگ سے ٹکرا کر نیچے گر گئی۔ طاہر محمود نے پلٹ کر دیکھ
جانب پشت تھی۔ ان کے چہرے کے سامنے اخبار پھیلا تھا جبکہ ایمن سر جھکا کر تیزی سے نوٹ بک
مصروف تھی۔ طاہر محمود نے کمرے میں جا کر وہ گولی کھولی تو اس پر یہ تحریر تھی۔

وہ ایمن کی جرأت پر عش عش کر اٹھا۔

پچھلے کئی دنوں سے دادا نے گویا ان پر پہرہ لگا رکھا تھا۔ وہ اشد ضرورت میں بھی ایمن کو تنہا نہیں
وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ طاہر محمود کو گھر سے نہیں نکال سکتے۔ وہ لاکھ اس کی بے عزتی کرتے
دیتے۔ وہ تب بھی نہ جاتا۔ وہ ایمن کو بھی یہاں آنے سے نہیں روک سکتے تھے۔ کہ اس کو دیکھ
ایک پل نہیں کٹتا تھا۔ ایمن ایک دن نہ آتی تو وہ بولائے بولائے سے پھرتے۔ مگر بڑھتے ہوئے

...اں کر رکھا تھا۔ حالانکہ لاشعور میں کہیں یہ بات بھی تھی کہ اگر ان دونوں کے درمیان کوئی کمٹ منٹ
...سکیں گے۔۔۔ وہ سارا کو کہاں روک سکے تھے۔

...انہوں نے جتنی بار بھی تنبیہہ کی۔ اک طنزیہ' پراسرار مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھر گئی۔ ج
...ل جھنجلاہٹ اور تلملاہٹ میں اضافہ ہی ہوتا تھا۔ طاہر محمود نے شرٹ کی اوپری جیب سے پین نکا
...کے عقب میں ایک جملہ لکھ دیا۔ پھر گولی سی بنا کر وہیں دروازے کے پاس ہی اچھال دی۔ جسے گھر
...ایمن نے سہولت سے اٹھا لیا تھا۔

...مت آنا۔ دروازے کے باہر میرا انتظار کرنا۔"

...نے باہر آکر پڑھا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ کل طاہر محمود کی سالگرہ تھی اور وہ پریشان تھی کہ
...خریدے گئے تحفے اسے کیسے دے۔ ظاہر ہے' گھر میں دادا سے چھپ کر تو یہ کام ہو نہیں سکتا تھا۔

○ ○ ○

...ی کا فون ہے۔"

...آواز پر مہرالنساء کچن سے نکل کر لاؤنج میں آگئیں۔

...زبردست جاری ہیں۔ نہیں' کوئی مسئلہ نہیں۔"

...ت کر رہا تھا۔ مہرالنساء بغور اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگیں۔ مگر وہاں کچھ نہیں تھا۔ وہی جوش' وہی فریش
...نے کیوں ان کے اندر خوف سا تھا کہ وقار الحسن بابر سے اچھی طرح بات نہیں کریں گے۔ مگر بابر کے
...مطمئن ہونے لگیں۔ تب ہی بابر نے اپنی بات ختم کر کے ریسیور مہرالنساء کی طرف بڑھا دیا۔

...ہو؟" وہی معمول کا انداز' وہی لہجہ۔

...ہوں۔"

...کے امتحان تو قریب ہی ہیں۔" وقار الحسن نے سرسری باتوں کے بعد پوچھا۔

...ایک دو ماہ ہیں۔" انہوں نے آہستگی سے جواب دیا۔

...تیاری کر رکھو۔ امتحان کے فوراً" بعد ایمن کی شادی کر دیں گے۔" وہ یوں بول رہے تھے گویا ان کے
...ولی بات ہی نہ ہوئی ہو۔

...تیاری کر رہی ہوں۔"

...نے سسرال والوں کا فون آیا؟"

...زور دے رہے ہیں۔"

...نے دو سونے کے سیٹ خریدے ہیں۔ ایک موحل کے لیے اور دوسرا ایمن کے لیے۔ ایک جاننے والے
...ارہا ہوں۔"

...ہے۔"

...ت ٹھیک ہے تمہاری؟" وہ مہرالنساء کے یوں مختصر ترین جواب دینے پر حیران ہوئے۔

...طبیعت کو کیا ہوا ہے؟" وہ الٹا ان ہی سے پوچھنے لگیں۔ تو وہ چپ ہو گئے پھر خدا حافظ کہہ کر رابطہ ختم

○ ○ ○

...دل سے تیار ہوئی تھی۔ سی گرین شارٹ شرٹ اور بلیک ٹراؤزر' بلیک اور سی گرین کنٹراسٹ کا بڑا سا
...کا ہلکا میک اپ' ہاتھ میں بڑا شاپر پکڑے' دوپٹہ اچھی طرح اوڑھتے ہوئے لان تک آئی تو لان چیئر پر
...کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

...ٹن کے لیے جا رہی ہوں"

...آواز پر مہرالنساء نے سر اٹھا کر ایمن کو دیکھا پھر سر تا پا دیکھا' دوسرے پل نظریں اس بڑے سے شاپر میں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

الجھ گئیں۔
"مجھے تھوڑی دیر کے لیے مائرہ کے گھر جانا ہے۔" ایمن نے گویا اپنی تیاری کی وضاحت دی۔ مہرالنساء جانتی تھیں وہ جھوٹ بول رہی ہے۔ ایمن کہہ کر رکی نہیں۔ تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ گیٹ کے دوسری طرف کوئی بیل دینے ہی والا تھا۔ ایمن کو دیکھ کر رک گیا۔
"السلام علیکم"
وہ عام سے خدوخال کا عام سا شخص تھا۔ کاٹن کی کلف لگی شلوار قمیص میں ملبوس ہاتھ میں بڑا سا بیگ
"جی!" ایمن نے سلام کا جواب دے کر سوالیہ انداز میں دیکھا۔
"یہ وقارالحسن صاحب کا گھر ہے۔"
"جی ہاں!"
"میں دوبئی سے آیا ہوں۔ انہوں نے کچھ چیزیں بھجوائی ہیں۔"
تب ہی مہرالنساء قریب آ گئیں۔
"ڈیڈی نے کچھ سامان بھجوایا ہے۔" ایمن نے بتایا۔
"ہاں۔ انہوں نے بتایا تھا۔ اندر آجائیں۔" مہرالنساء نے گیٹ کھول دیا۔
"مجھے ذرا جلدی ہے۔۔۔ آپ سامان لے لیں۔"
"چائے وغیرہ تو۔۔۔"
"نہیں۔۔۔ مجھے ابھی گھر بھی جانا ہے۔ میں ایئرپورٹ سے سیدھا ادھر ہی آگیا تھا۔ مجھے آگے گھر جانا ہے ورنہ رات ہوجائے گی۔" اس نے شائستگی و نرمی سے انکار کیا۔
"آپ کا نام۔۔۔"
"طارق۔۔۔ طارق جمال۔۔۔"
"ہاں۔۔۔ ہاں۔ وقارالحسن نے ذکر کیا تھا۔ وہ تمہارے ہی ساتھ رہتے ہیں نا۔"
"مہرالنساء کو یاد آیا۔ وقارالحسن اس کا بہت ذکر کرتے تھے۔
"جی۔"
"تم کھانا وغیرہ کھا کر جاتے تو مجھے خوشی ہوتی۔ وقار بھی خفا ہوں گے۔"
"میں پھر کبھی آجاؤں گا۔۔۔ اس وقت واقعی جلدی میں ہوں"
ایمن بے حد کوفت سے یہ مکالمہ سن رہی تھی۔ اسے اس بات کی کوئی پروا نہ تھی کہ وقارالحسن
وہ صرف یہاں سے جانا چاہتی تھی کہ وہاں طاہر محمود اس کا انتظار کر رہا ہوگا۔۔۔ جیسے ہی وہ مڑا۔ ا
گئی۔ دونوں مخالف سمتوں میں گئے تھے۔ ذرا دور جا کر اس نے پلٹ کر دیکھا۔
"بیٹی لگتی ہے۔۔۔ ہاں، وقارالحسن کی بیٹی کو اتنا ہی خوبصورت ہونا چاہیے۔"
طاہر محمود گھر کے سامنے ٹہلتے ہوئے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ ایمن کو دیکھتے ہی اس کی نگاہوں کی چمک
"آؤ میرے ساتھ۔۔۔" طاہر نے اس کا ہاتھ پکڑا۔۔۔ پھر دوسرے ہاتھ میں موجود شاپر بھی۔
"اس میں کیا ہے؟"
"اس میں۔۔۔" ایمن کچھ کہہ نہ سکی۔ طاہر نے جواب کا انتظار بھی نہ کیا۔ تیزی سے چل دیا۔
"ہم کہاں جا رہے ہیں طاہر بھائی؟" وہ پوچھتی رہی۔ طاہر نے جواب نہیں دیا۔ پھر وہ بھی خاموش ہو
گئی۔ وہ دونوں گھوم کر گھر کے عقب میں آگئے۔ ایمن جانتی تھی کہ یہاں چھوٹی نہر بہتی ہے۔ بس
تھا۔
نہر کا کنارہ پرسکون ٹھنڈک کا احساس لیے ہوئے تھا۔ نہر کے دونوں کنارے لمبے سرسبز درختوں سے گھرے
تھے۔ لمبی گھاس اپنا مخملیں پیراہن سنبھالے نہر کے مٹیالے پانیوں کو چھو رہی تھی۔

"ایمن نے بے حد حیرت سے اس پرسکون منظر کو دیکھا۔
...ہے۔" وہ آرام سے گھاس پر بیٹھ گیا۔
...ال!" وہ اب بھی متذبذب تھی۔ "اگر کوئی ہمیں یہاں تنہا بیٹھے دیکھ لے تو۔" خوف لبوں تک آیا تو

...ہ۔۔۔ ساتھ۔"
...ل۔ آپ سمجھتے نہیں ہیں۔" ایمن جھنجھلا گئی۔
...اعتبار نہیں ابھی! یہاں کوئی نہیں آتا اور اس وقت تو بالکل بھی نہیں۔" اس نے اپنے مخصوص
...لہجے میں کہا تو ایمن جھجکتے ہوئے بیٹھ گئی۔
...ذرا پیچھے درخت کے تنے سے ٹیک لگاتے ہوئے دونوں بازو سینے پر باندھ کر ٹانگیں پھیلا لیں پھر
...سکرایا۔

تمہارے حسن کی رعنائیاں مسلّم ہیں
مزاجوں بھی کامل ہے، کیا کیا جائے

"اس نے بوکھلا کر نظروں کا زاویہ بدلا۔ گھاس میں سر اٹھاتے ننھے منے سفید اور کاسنی پھول نگاہوں
...۔ وہ یونہی انہیں توڑنے لگی۔
...ل رہی ہو بہت اپنی اپنی سی۔"
...ن ہو کر پھول چن کر ہتھیلی میں جمع کرنے لگی۔ نم ہوا سرسبز درختوں میں سرسراتی، نہر کے پانیوں
...رہی۔
...نے پہلے کیوں نہ مل گئیں۔ کاش مجھے اپنے جذبوں کا ادراک پہلے ہو گیا ہوتا تو میں تمہیں اس کٹھور
...م کے حوالے نہ کرتا۔"
...ہرے پر تاریک سا سایہ لہرایا۔ ساتھ ہی وہ الجھ سی گئی۔
...ل! آپ ایسی باتیں مت کریں۔ اب تو۔۔۔ اب تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔"
...جانتا ہوں کہ کچھ ہو، میرے پاس ہے ہی کیا؟ میں تمہیں دے ہی کیا سکتا ہوں۔ خود دوسروں کے گھر
...آج اگر دادا گھر سے نکال دیں تو فاقے کرنے لگوں۔" وہ گھاس کی نازک کونپلیں توڑ توڑ کر ڈھیر کرتا
...کسی دکھ سے مترشح تھا۔
...باتیں مت کریں۔" ایمن نے دوبارہ کہا۔ "کم از کم آج کے دن تو بالکل بھی نہیں۔"
...دن نہیں؟"
...۔۔۔ آپ کا برتھ ڈے ہے۔"
"وہ بے حد حیران ہو گیا۔ "تمہیں کس نے بتایا؟"
...پ کا آئی ڈی کارڈ دیکھا تھا۔" ایمن مسکرائی۔
...۔۔" طاہر محمود کی نظریں شاپر تک گئیں۔
...ب آپ کے لیے ہے۔" ایمن نے شاپر میں ہاتھ ڈال کر ایک پونڈ کا پائن ایپل کیک اور پیپسی کا
...راستے میں آنے والی بیکری پر بس ذرا دیر کو رکی تھی۔
...نہیں۔۔۔"
...ت کہیے گا۔" ایمن نے پہلے روک دیا۔ "میں نے آپ کے لیے کچھ گفٹس خریدے ہیں اور وہ
...لینا ہوگے۔"
...سے چھوٹی ہو۔ میں تم سے یہ سب لیتا اچھا لگتا ہوں۔" وہ سنجیدہ ہو گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"طاہر بھائی! میری خوشی کے لیے بھی نہیں لیں گے۔" ایمن افسردہ سی ہوگئی۔
"آپ اس دنیا میں میرے واحد دوست ہیں۔ تو کیا ایک دوست دوسرے دوست کو تحفہ بھی تھوڑی دیر کے لیے بھول جائیں کہ آپ مجھ سے بڑے ہیں۔"
"ایمی۔" وہ بے بس سا ہوگیا۔ اس کے لہجے کی افسردگی برداشت نہ ہوئی۔ یہ حقیقت تھی کہ مچ جانے لگا تھا۔ اسے اداس یا دکھی دیکھنا طاہر محمود کے بس کا روگ نہ تھا۔
"چلیں کیک کاٹیں۔" اس کے چہرے پر آمادگی کے تاثرات دیکھ کر ایمن نے فوراً کیک سا ایک چھری اور دو چمچے برآمد کیے، جو وہ گھر سے لائی تھی۔
"یار! اب اس عمر میں کیک کاٹتا اچھا لگوں گا۔" طاہر محمود ہنس دیا اور چھری ایمن کے ہاتھ میں
"تم کاٹو گی۔"
"سالگرہ آپ کی ہے۔"
"میری سالگرہ کا کیک ایمن کاٹے گی۔"
ایمن نے ذرا سا پیس کاٹ کر اس کی طرف بڑھایا۔
"کھلاؤ بھی۔" طاہر محمود نے ہاتھ نہیں بڑھایا مگر ذرا سا جھک گیا۔ ایمن نے جھجکتے ہوئے منہ کی طرف کیا تو اس نے نرمی سے کلائی تھام لی۔ ذرا سا جھجکتے ہوئے اس نے کلائی پر پہنچ دیا اور کلائی چھوڑ دی۔ ایمن اپنی جگہ ششدر، ساکت و صامت رہ گئی۔ کیک کا پیس دوبارہ ڈبے طاہر محمود اسی پرسکون انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔
"میں اتنا اہم نہیں ہوں ایمن! کہ کوئی مجھے یاد رکھے مگر تم نے مجھے یاد رکھا ہے۔ یہ میری زندگی ہے۔ میں کہیں بھی چلا جاؤں۔ یہ ہوا اس لمحے کی کہانی سنائے گی۔ نہر کا نیلا پانی، جس نے ابر ہے۔ نجانے کن کن وادیوں میں یہ داستان سنائے گا۔ ایمن! میں تو بہت عام سا انسان تھا۔ تم دیا۔"
اس کے لہجے کی یاسیت پر ایمن تڑپ کر گزشتہ لمحے کے سحر سے آزاد ہوئی۔
"آپ میرے لیے کتنے اہم ہیں طاہر بھائی! آپ کو اندازہ ہی نہیں ہے۔"
وہ کیک کے ڈبے میں جھانک رہی تھی۔
"میں سخت اکیلا ہوں ایمن! ماں باپ ہیں نہیں، بھائی بہن ہوتے ہوئے بھی بیگانے ہیں۔ میں گزری۔ اپنے بل بوتے پر تعلیم حاصل کی کہ تعلیم حاصل کرنے کا شوق تھا، ورنہ شاید جاہل والوں نے اس لیے گھر سے نکال دیا کہ جائیداد میں حصہ نہ دینا پڑ جائے۔ اب یہاں خوار ہو رہا ہوا ایک نیا تجربہ ہو رہا ہے۔ کہاں کی خودداری اور کہاں کی عزت نفس، رہنے کا ٹھکانا نہیں، اس لیے گالیاں سنتا ہوں۔ ماضی تاریک تھا اور مستقبل تاریک تر۔ اس پر ایک لاحاصل محبت کا بوجھ اٹھ میں کس قدر تہی داماں ہوں۔"
وہ جو گم صم سی سن رہی تھی، اس کے خاموش ہونے پر چونک اٹھی۔
"آپ تو دوسروں کو رستہ دکھاتے ہیں طاہر بھائی! پھر خود اتنے مایوس کیوں؟ دوسروں کو روشنی کی اندھیروں کی بات کیسے کر سکتے ہیں۔"
"میرے پاس کیا ہے خالی ہاتھ، خالی جیب، خالی۔۔۔"
"خالی دل تو نہیں۔" ایمن آہستگی سے گویا ہوئی۔
"ہاں۔" طاہر محمود کھل کر مسکرایا۔ "یہ دل تو مالا مال ہے۔ ایک پریوں اور شہزادیوں کی سی شان کی محبت سے۔ لیکن اس جنس کی ویلیو ہی کیا ہے۔"

۔۔۔ پوچھیں، آپ کی محبت نے مجھے پھر سے زندہ کر دیا ہے۔"
۔۔۔ نے خوامخواہ تمہیں بھی اس بے منزل راہ کا مسافر کر دیا۔ یہ تو راہ پُرخار ہے۔ میرے پاؤں تو فگار ہوئے ہی ۔۔۔ نے تمہیں بھی کانٹوں پر گھسیٹ لیا۔ لوٹ جاؤ ایمن! لوٹ جاؤ۔ یہاں تمہیں کچھ نہ ملے گا۔ یہ تو بے ۔۔۔ طاقت ہے جو میرے قدموں سے لپٹ گئی ہے۔ تم کیوں بھٹکو۔"
۔۔۔ کے لہجے کی دل سوزی نے اسے بے حد متاثر کیا۔
۔۔۔ نہیں لوٹ سکتی، آپ کی محبت تو میری طاقت ہے، اور آپ خود کو تہامت کہا کریں۔ میں ہوں نا آپ کے
۔۔۔"
۔۔۔ لے جائے گا وہ کیپٹن پھر کیا کرو گی۔" طاہر نے پوچھا۔
۔۔۔ ہیں بھی چلی جاؤں، آپ کو نہیں بھول سکوں گی۔" وہ پُریقین لہجے میں گویا ہوئی۔
۔۔۔ ن! ایسا تم بھی۔۔۔؟"
۔۔۔ کا مبہم سوال سمجھ گئی۔ تب ہی نظریں چرا کر بولی۔
۔۔۔ نہیں۔"
۔۔۔ سی بات ہے، یہ محبت عفان ہی کا مقدر ہے تو اچھا ہے۔"
۔۔۔ آپ اتنے بےغرض کیوں ہیں۔"
۔۔۔ ئس کریم پگھل رہی ہے۔ اب کھایا جائے۔" طاہر محمود نے بات بدل دی۔ ساتھ ہی پیپسی کھولنے لگا۔
۔۔۔ گلاس نہیں لائی۔"
۔۔۔ ں چلے گا۔"
۔۔۔ کیک کھاتے اور ایک ہی بوتل سے پیپسی کے سپ لیتے ایمن نے اسے تمام گفٹس دے دیے۔ طاہر ۔۔۔ آنکھیں نم ہوگئیں۔ اس نے گھڑی اسی وقت کلائی پر باندھ لی۔ ذرا سا پرفیوم اپنے اور بہت سا ایمن پر ۔۔۔ شرٹ کے کلر کی جی بھر کر تعریف کی۔
۔۔۔ پاس ساری شرٹس خاصی پرانی ہوگئی تھیں۔ ایمبیسی انٹرویو دینے جاؤں گا تو یہی پہن کر جاؤں گا لیکن ۔۔۔ اتنے پیسے کہاں سے لیے۔"
۔۔۔ ن نے اپنا کارنامہ بتایا۔ طاہر محمود ہنس دیا۔
۔۔۔ بھی بات ہے، تمہیں دبنے کی ضرورت بھی نہیں۔"
۔۔۔ النساء بیگم کی شکل دیکھنے والی تھی۔" ایمن کھلکھلائی پھر رک کر بولی۔
۔۔۔ ہاں اچھا ہوتا، یہ پارٹی ہم گھر پر کرتے۔"
۔۔۔ ہارے نانا میرے لیے دوسری مہرالنساء ہیں۔"
۔۔۔ جتے ہوئے بھی ایمن پھر سے ہنس دی۔
۔۔۔ چا۔۔۔ کافی دیر ہوگئی۔ اب اٹھو۔ تمہیں گھر چھوڑ آؤں۔"
۔۔۔ واقعی ہوگئی ہے۔" وہ ہڑبڑا کر اٹھی۔
۔۔۔ ہارے ساتھ وقت رک سا جاتا ہے۔ ساری کائنات سمٹ کر یہی ایک لمحہ بن جاتی ہے جس میں 'میں' ہوتا ۔۔۔ تم۔۔۔ اور بس تم۔۔۔ تھینکس فار دس بیوٹی فل سرپرائز۔" طاہر محمود نے بیٹھے بیٹھے اس کا ہاتھ تھام کر ۔۔۔ محبتوں سے چُور جذبوں میں گندھا لہجہ ایمن کے پورے وجود پر پھوار بن کر برسا۔
۔۔۔ ہوگئی، ورنہ میں تمہیں آئس کریم کھلانے لے جاتا۔"
۔۔۔ کی ضرورت نہیں۔"
۔۔۔ غریب ماسٹر کی جیب میں اتنے پیسے تو ہوتے ہیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"میرا یہ مطلب نہیں تھا طاہر بھائی!" وہ قدرے ناراضی سے بولی اور ہاتھ چھڑا کر چل دی۔ طاہر شا
کے پیچھے تھا پھر اس کے ساتھ آ گیا۔ نہر کا کنارہ چھوٹا۔ سامنے دور تک سیاہ کولتار کی سڑک پھیلی تھی
شام کے رنگوں میں رنگی ہوئی۔

"ہمیں بہت دیر ہو گئی۔" گہری ہوتی شام کو دیکھ کر ایمن گھبرا گئی۔

"کاش زندگی کی شاہراہ بھی اتنی ہی صاف اور سیدھی ہوتی۔"

"طاہر بھائی!" اس کی بات سن کر ایمن نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔

"یہ الینہ کون ہے؟" ایمن کا لہجہ بالکل سادہ اور کسی بھی ابہام کے بغیر تھا۔
مگر طاہر کے چلتے قدم ٹھٹک گئے۔ اس کی آنکھوں میں بے چینی در آئی۔

"تمہیں اس کے بارے میں کس نے بتایا۔"

"نانا جان نے۔"

"کیا بتایا ہے؟" اس نے تھوک نگلتے ہوئے محتاط لہجے میں پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ کہہ رہے تھے 'طاہر سے پوچھنا' الینہ کون ہے؟"

"تمہارے لبوں سے اپنا نام بہت اچھا لگا۔ تم میرا نام لیا کرو ایمی۔" طاہر نے ٹالنا چاہا۔

"اُفوہ۔۔۔ آپ مجھ سے بڑے ہیں۔"

"کیا فرق پڑتا ہے۔"

"طاہر بھائی! الینہ کون ہے؟" ایمن کی سوئی وہیں اٹک گئی تھی۔ "آپ کی منگیتر؟"

"نہیں۔"

"تو پھر۔۔۔؟"

"تمہیں دیر ہو رہی ہے ایمن! پھر کبھی بتاؤں گا۔ لمبی بات ہے۔ یہاں سے تم اپنے گھر کی طرف چل
موڑ پر رک گیا۔ ایمن کو واقعی دیر ہو رہی تھی' اس لیے اصرار نہیں کیا اور خدا حافظ کہہ کر اپنے رستے پر
"اس خوبصورت شام کے لیے شکریہ ایمن وقار!"

وہ عقب سے پکارا۔
ایمن نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ بس مسکراتے ہوئے قدم بڑھاتی رہی۔ اس کے نہ تو قدم زمین پر تھے
گویا کہکشاں میں سفر کر رہی تھی۔ موٹر سائیکل عین اس کے پاس آ کر رکی۔

"کہاں مٹر گشت کرتی پھر رہی ہو۔" بابر کی غصیلی آواز پر وہ بری طرح بوکھلائی۔

"بابر بھائی!"

"بیٹھو۔" وہ درشتی سے گویا ہوا۔

وہ جلدی سے بائیک پر بیٹھ گئی۔ دل اپنی چوری پر دھک دھک کر رہا تھا۔

"اگر بابر کو پتہ چل گیا کہ میں نانا کے گھر نہیں بلکہ اس کی پچھلی طرف نہر کے کنارے۔۔۔" وہ بری ط
ہو رہی تھی۔

"میں سر کے گھر سے آ رہا ہوں۔ تم وہاں نہیں گئی تھیں۔"

"میں مائرہ کے ہاں تھی۔" وہ جھوٹ بول کر نچلا لب چبانے لگی۔

("اگر وہ مائرہ کے گھر بھی گیا ہو تو۔۔۔")

بابر خاموش ہو گیا پھر ذرا دیر بعد درشتی سے بولا۔

"بتا کر نہیں جا سکتی تھیں۔"

"میں نے بتایا تھا۔" وہ منمنائی۔

"جھوٹ مت بولو۔" بابر نے ڈانٹ کر رکھ دیا۔ "روز بروز آزاد ہوتی جا رہی ہو۔ جب دل چاہتا ہے اٹھ

۔۔۔ اٹھا کر چل دیتی ہو۔ امی کی تو خیر تم نے مانی ہی کیا ہے۔ میری بھی نہیں سنتی ہو۔ یوں اکیلے گھر سے
۔۔۔ جلے واپس آنا زیب دیتا ہے تمہیں۔"

۔۔۔ آپ تو گھر پر ہوتے نہیں۔ میں کس کے ساتھ جایا کروں۔"

۔۔۔ حد تک ٹھیک ہے۔ میری ٹائمنگ ایسی ہیں کہ میں تمہیں لانے لے جانے کا فریضہ ادا نہیں کر سکتا
۔۔۔ لڑکیاں اپنے گھر والوں کے اعتماد کے سہارے گھر سے اکیلی نکلتی ہیں۔ اپنے مقصد کے حصول کے
۔۔۔ آ جاتی ہیں مگر یہ سہیلیوں کے گھر جانے کا پروگرام تم چھٹی کے دن کا رکھا کرو۔"
۔۔۔ تک بابر نے اسے ڈانٹنے کے ساتھ ساتھ ہزاروں نصیحتیں کی تھیں جنھیں ایمن نے گھر میں داخل
۔۔۔ پہلے بوجھ کی طرح اتار پھینکا۔ مہرالنساء کچن میں برتن دھو رہی تھیں۔ آہٹ پر پلٹ کر دیکھنے لگیں۔ ایمن تو
۔۔۔ میں گھس گئی تھی۔ دروازے پر صرف بابر تھا۔

۔۔۔"

۔۔۔ لے آیا ہوں۔" وہ مختصراً کہہ کر فریج سے پانی نکال کر پینے لگا۔ مہرالنساء جو گلاس لے کر پلٹی تھیں' اسے
۔۔۔ لگاتے دیکھ کر جھنجلا گئیں مگر بغیر کچھ کہے گلاس واپس ریک میں پٹخ دیا۔ بابر نے بے خیالی میں بوتل کا
۔۔۔ اور بوتل فریج میں رکھ دی۔ نجانے وہ کیا سوچ رہا تھا۔ مہرالنساء نے اس کی بے توجہی پوری طرح محسوس

۔۔۔ آپ اس پر کچھ سختی کریں۔"

۔۔۔ پر؟" نجانے کیوں مہرالنساء کا خیال مومل کی طرف گیا۔ تب ہی بوکھلا کر پلٹیں۔

۔۔۔"

۔۔۔ ہا۔۔۔" ہلکی سی سانس کھینچ کر وہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

۔۔۔ سنجیدہ ہوں۔"

۔۔۔ بھی مذاق کے موڈ میں نہیں بابر! لیکن اس پر سختی کر کے مجھے گھر سے نہیں نکلنا۔" وہ ٹھنڈے لہجے میں گویا

۔۔۔ ہاؤں۔۔۔ امی! اتنے سالوں کے بعد بھی آپ کے اندر یہ خوف موجود ہے۔" بابر نے ہلکی سی حیرت کے
۔۔۔ کہا۔

۔۔۔ مہرالنساء کے ہاتھ رک گئے مگر وہ پلٹی نہیں۔ "بسا اوقات جس گھر کو ہم اپنا سمجھ رہے ہوتے ہیں' وہ اپنا
۔۔۔ ہم خلا میں معلق ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں' پیروں کے نیچے زمین ہے۔ اپنی زمین۔۔۔ نہ ہمارے سر پر
۔۔۔ اور نہ قدموں تلے زمین۔"

۔۔۔ آپ کے نام ہے۔"

۔۔۔ اینٹوں اور سیمنٹ سے نہیں ہوتا۔ گھر والے سے ہوتا ہے۔ جب وہ ہی اپنا نہیں تو گھر نام ہونے سے کیا
۔۔۔" وہ منہ ہی منہ میں بدبدائیں۔ بابر کچھ سمجھا یا نہیں' اس نے عقب سے دونوں ہاتھ ماں کے کندھوں پر

۔۔۔ سائبانی کا احساس آپ کے اندر سے کب جائے گا۔"
۔۔۔ انہوں نے اپنے کندھوں پر رکھے بیٹے کے ہاتھوں کی مضبوطی کو پوری طرح محسوس کیا اور مسکرا دیں۔
۔۔۔ تم اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاؤ گے۔"
۔۔۔ ہے امی! ان شاء اللہ وہ وقت بھی دور نہیں لیکن وہ اس شخص کی بیٹی ہے جو میرا مستقبل سنوار رہا ہے۔
۔۔۔ لی۔"

۔۔۔ چکی ہے۔" مہرالنساء نے دل ہی دل میں کہا۔ ان کی نظروں کے سامنے طاہر محمود کا سراپا ابھرا اور دھیان

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

میں کھٹ کھٹ وہ ساری اشیاء آگریں۔ دھیان میں اور بھی بہت سے منظر تھے جو مبہم تھے مگر مہا
تیزی سے ان کی کڑیاں ملاتا جارہا تھا۔ انہیں لگا تقدیر خود بخود ایک ایسا کھیل تیار کررہی ہے جسے
انجام دے سکتی تھیں۔

"ڈیڈی کیا سوچیں۔۔۔" بابر کچھ کہہ رہا تھا۔

مہرالنساء کو وقارالحسن کا طعنہ یاد آیا۔

(ہاں اس کے پاس سوچنے کے لیے بہت کچھ ہوگا مگر وہ ہمارے حوالے سے نہیں ہوگا میرے بیٹے!
نے سلگائی ہے' ایمن وقارالحسن! اسے آگ میں بناؤں گی۔ اس آگ میں تمہارا وجود نہ خاکستر ہوا
مہرالنساء نہیں۔)

ان کے اندر وہی پرانی مہرالنساء انگڑائی لے کر بیدار ہوئی۔

کام ختم ہوچکا تھا' مہرالنساء نے ہاتھ دھوئے۔

"تمہارے لیے کھانا لگاؤں۔ تم نے دوپہر بھی کچھ نہیں لیا تھا۔"

انہوں نے گویا ایمن کے ٹاپک کو بند کردیا۔

"اب رات میں ہی کھاؤں گا۔ ایک کپ چائے بنادیں۔" بابر نے بھی مزید کچھ نہ کہا۔

"ابھی بناتی ہوں' تم اپنے کمرے میں چلو۔" ان کی آنکھوں میں کسی خیال کے تحت ہلکی سی چمک بیا

"ہر وقت خود ہی لگی رہتی ہیں۔ مومو اور جوجو سے بھی کچھ کروایا کریں۔" بابر نے ہمدردی سے کہا۔

"ان کے ایگزامز نزدیک ہیں۔ فارغ ہوں گی تو کچن ہی سنبھالیں گی۔ فکر نہ کرو میں بیٹیوں کو پلنگ پر
کی قائل نہیں ہوں۔"

بابر سرہلا کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ مہرالنساء نے چائے کا پانی چڑھایا اور لاؤنج میں آگئیں۔ ریسیو
ملایا۔ کال مائرہ ہی نے ریسیو کی۔ مہرالنساء نے اسے چھوٹتے ہی برتھ ڈے کی مبارکباد دے دی۔

"شکریہ آنٹی! لیکن آج تو میرا برتھ ڈے نہیں ہے۔"

"ارے' نہیں ہے" وہ بری طرح چونکیں۔

"میری سالگرہ تو کب کی گزر گئی۔"

"تو پھر ایمن اتنے سارے گفٹ کسے دے آئی؟" وہ حیران ہو کر پوچھ رہی تھیں۔

"گفٹس؟"

"وہی جو اس دن تمہارے ساتھ جاکر خریدے تھے۔"

"وہ تو۔۔۔" مائرہ کچھ کہتے کہتے رک سی گئی۔

"آج خاصا تیار ہو کر وہ سارے گفٹس لے کر گئی تھی۔ بتا رہی تھی تمہاری برتھ ڈے ہے۔"

"آپ نے وہ گفٹس دیکھے؟"

"کہاں' تمہیں پتا تو ہے۔ وہ اپنی چیزیں مجھے نہیں دکھاتی۔ اس کے لیے تو میں صرف سوتیلی ماں ہوں۔"

"اچھا۔" مائرہ چپ بلکہ گم صم ہوگئی تھی۔

"وہ آج تمہاری طرف نہیں آئی۔"

"نہیں' ہم تو آج صبح سے پھپھو کی طرف گئے تھے۔ کالج سے بھی چھٹی کی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر قبل
ہیں۔"

"اچھا تو ایمن نے جھوٹ۔۔۔" مہرالنساء کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی بولیں پھر جلدی سے کہا۔ "شاید مجھے
ہوا ہو۔ اس نے مریم یا ماہم کہا ہوگا۔ مجھے کہاں وہ کھل کر کوئی بات بتاتی ہے۔"

"مریم اور ماہم اس کی فرینڈز ہیں۔" مائرہ نے پوچھا کیونکہ ایمن نے آج تک ایسی کسی بھی لڑکی کا نا

...شاپنگ تو ساری کی ساری مردانہ تھی۔

...ملتا ہے۔" مہرالنساء کچھ رک کر بولیں۔

...یٹ آف برتھ کیا ہے؟" مائرہ کو کچھ خیال آیا۔

...لطی۔

...لوئی بات نہیں۔ شاید کچھ مغالطہ ہوا ہے۔ دراصل وہ خاصی لیٹ واپس آئی ہے' تھکی ہوئی ہے'
...آرام کررہی ہے' ورنہ میں اس سے پوچھ لیتی۔"

...مائرہ ایا کہتی۔ وہ تو الجھ کر رہ گئی تھی۔

...میری ایک بات مانو گی۔" مہرالنساء نے آہستگی سے کہا۔

...ال!"

...س بات کا ذکر اپنی مما سے مت کرنا۔ میں پہلے ایمن سے پوچھ لوں۔ تم سمجھ رہی ہو نا میری بات۔
...فہمیاں جنم لیں گی۔ اب وہ صرف تمہاری دوست نہیں ہے۔ ایک اور رشتہ بھی ہے جو ہر رشتے
...کمزور ہے۔ اس پر پڑی شک کی ذرا سی گرد اسے میلا کردے گی۔"

...ل!" مائرہ اس سے زیادہ کچھ کہہ ہی نہیں سکتی تھی۔

...میں اپنی بیٹی سمجھ کر التجا کررہی ہوں۔" مہرالنساء کا لہجہ ملتجی سا ہوگیا۔

...آپ مجھے حکم دے سکتی ہیں لیکن۔۔۔" وہ ذرا رکی۔ "لیکن اب کوئی فائدہ نہیں۔

...تا ہے' وہ ساری کی ساری شاپنگ مردانہ تھی۔"

...سکتا ہے۔"

...اور کل عفان کے ساتھ مذاق کرتے' باتیں کرتے ہوئے میں نے اسے بتایا تھا کہ ایمن نے اس کے
...خریدے ہیں۔"

...کیا کیا مائرہ؟" تمام تر ڈرامہ کرتی مہرالنساء اپنی جگہ سے بری طرح اچھلیں۔

...ایمن تھا کہ اس نے یہ سب کچھ عفان کے لیے خریدا ہے' بس وہ مجھے ابھی بتانا نہیں چاہتی کیونکہ میں
...ان کی زندگی میں انکل' بابر اور عفان کے علاوہ کوئی چوتھا مرد نہیں ہے۔"

...شخص ایمن کی زندگی میں آچکا ہے مائرہ بی بی!" مہرالنساء نے سوچا اور خاموش رہیں۔ مائرہ بھی خاموش
...اپنی اپنی جگہ پر کچھ سوچ رہی تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد مہرالنساء نے ایک طویل سانس کھینچی۔

..."تم ابھی کسی سے بات مت کرنا۔ میں ایمن سے پوچھتی ہوں۔"

...بتائے گی آنٹی! کل شام کو میں خود ہی چکر لگالوں گی۔"

...جیسے انداز میں خدا حافظ کہا تو مہرالنساء نے ریسیور کریڈل پر ڈال دیا اور وہیں بیٹھ گئیں۔ ان کے وہم و
...تھا کہ بات اتنی جلدی عفان تک پہنچے گی۔ وہ تو ایمن کے ساتھ چوہے بلی جیسا کھیل کھیلنا چاہتی

...آگے کیا ہوگا؟"

...سوچتے ہوئے وہ بھول گئیں کہ انہوں نے چولہے پر بابر کے لیے چائے کا پانی چڑھا رکھا ہے۔

☼ ☼ ☼

...اچانک مہمان آجانے کی وجہ سے مائرہ نہیں آسکی۔

...کیا ہوا؟" جوجو کو بے وقت لیٹے دیکھ کر ایمن نے پوچھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ایک ہی گھر میں رہنے کے باوجود تمہیں خبر نہیں کہ مجھے کل سے بخار ہے۔" جوجو نے
جتایا۔

"اوہ اچھا۔" وہ واقعی شرمندہ ہو گئی۔

"کل تم گھر پر ہی کب تھیں؟" اس نے مزید جتایا۔

ایمن کے لبوں پر ایک خوبصورت سی مسکان جاگی۔ سیاہ گھور آنکھوں میں ہزار ہا ستارے جھلملا

"ایمن! تم اتنی دیر تک گھر سے باہر مت رہا کرو۔" جوجو نے سمجھانا چاہا۔

"میں ٹیوشن پڑھنے جاتی ہوں۔" ایمن نے نظریں چرا لیں۔

"اتنی دیر تک کون ٹیوشن دیتا ہے۔"

"طاہر بھائی کے دادا مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں انہیں بالکل اپنی نواسی جیسی

"طاہر بھائی۔۔۔" جوجو نے قدرے حیران نگاہوں سے اسے دیکھا تو ایمن گڑبڑا گئی۔ بظاہر گڑ
بات نہ تھی مگر دل میں چور تھا اس لیے گڑبڑا گئی۔

"ان کے گھر آتی جاتی ہوں تو بے تکلفی تو ہو ہی جاتی ہے۔"

"اچھا۔" جوجو نے کنپٹی دبائی۔ اس کے اچھا میں بھی کچھ تعجب تھا کہ وہ اتنے عرصے سے
پڑھ رہی تھیں۔ آج تک ان کی بے تکلفی تو نہ ہوئی۔

"کل تمہاری کون سی دوست کی سالگرہ تھی۔"

جوجو کے پوچھنے پر ایمن نے الجھ کر اسے دیکھا۔ "یہ کیوں پوچھ رہی ہے۔"

جوجو کا لہجہ سادہ اور چہرہ تجسس سے پاک تھا۔ ایمن کے لیے جوجو سے جھوٹ بولنا ممکن نہ تھا کہ
مائرہ کے بعد سے آج تک ایمن کی کوئی دوست نہ بنی تھی۔

"مائرہ کی۔۔۔"

"تم مائرہ کے گھر گئی تھیں؟"

"ہاں۔"

"مگر ممی بتا رہی تھیں، تم مائرہ کے گھر نہیں گئی ہو۔"

ایمن کا دل دھک سے رہ گیا۔

"مہرالنسا کو کیسے پتا چلا۔"

"کون سا تمہاری ممی کو میرے بارے میں ساری خبریں رہتی ہیں اور تمہیں بخار میں بھی چین نہیں
بولتی چلی جا رہی ہو۔" ایمن نے ہنس کر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا جو جل رہی تھی۔

"تمہیں تو خاصا تیز بخار ہے۔"

"تو کیا کروں، صبح سے اکیلی لیٹی ہوں۔ مومو کو دیکھو ذرا دیر کو بھی میرے پاس آکر نہیں بیٹھی۔"

"یہ مومو آج کل ہوتی کہاں ہے؟"

"پڑھائی کا بہانہ کر کے اسٹور میں گھسی رہتی ہے۔"

"بہانا کر کے؟"

"نہ جانے کس سے گھٹیا قسم کے ناولز اور شاعری کی کتابیں لے آئی ہے۔ سارا دن وہاں گھسی می۔
پڑھتی رہتی ہے۔"

"نیا نیا شوق ہوا ہے اس لیے، کچھ عرصے کے بعد۔۔۔"

مہرالنسا کو اندر آتے دیکھ کر ایمن خاموش ہو گئی۔

"اٹھو، دوا لے لو۔"

"ممی! دودھ کے ساتھ نہیں۔"

جا۔" مہرالنسا کی ایک ہی گھوری کافی تھی، وہ فوراً اٹھ گئی۔

ناصرہ کی طرف جا رہی ہوں۔ ٹیوشن کا ٹائم ہو رہا ہے۔ جوجو کو بخار ہے، مومو کو اکیلے ٹیوشن پڑھنے کی
یں۔ تم سر کو منع کر دینا۔" انہوں نے ایمن سے کہا۔ ایمن کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ ناصرہ کا گھر اس کالونی
تھا، جہاں کبھی کبھار مہرالنسا چلی جایا کرتی تھیں۔

اپس کب تک آئیں گی۔" ایمن نے احتیاطاً دریافت کیا۔

ں؟" مہرالنسا نے اس کی طرف دیکھا۔

نہیں، آپ کو اگر آنے میں دیر ہو تو میں کھانا ہی بنا لوں۔"

ہو بھی گئی تو سالن رکھا ہے فریج میں۔۔۔ آج کچھ اور نہیں بنانا۔ بابر رات اپنے دوست کے گھر رکے گا۔
الن ہم سب کے لیے کافی ہو گا۔"

آپ سارا اہتمام صرف بابر بھائی کے لیے کرتی ہیں۔" جوجو نے کہا تو وہ مسکرا دیں اور ایمن کو ایک بار پھر
ی، وئی چلی گئیں۔ اس تاکید میں "اندرونی دروازہ بند کر لینا۔ لان میں نکلنے کی ضرورت نہیں۔" وغیرہ
ں۔

اب آرام کرو۔" ایمن بھی کھڑی ہو گئی۔ جوجو نے سر تک چادر تان لی۔

ں نے دروازہ کھولا تو مومو بری طرح اچھلی، ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی کتاب فوراً بند کر دی جس میں
ل رسالہ چھپا تھا۔

یں، نہیں۔ آرام سے پڑھ لو۔ میں تو صرف یہ بتانے آئی ہوں کہ ممی ناصرہ آنٹی کے گھر جا رہی ہیں اس لیے
کھنے تم اطمینان سے اپنے یہ تھرڈ کلاس ناول پڑھ سکتی ہو جس کے ہر دوسرے صفحے پر ہیرو ہیروئن گھٹیا قسم
الس میں مبتلا ہوتے ہیں۔"

ن کے تسلی دینے والے انداز پر مومو کھسیانی سی ہو گئی۔

بت کو گھٹیا کہنے والے تم جیسے بدذوق لوگ ہی ہوں گے۔"

اچھا۔۔۔ تم یہ لائبریری کے دو دو روپے کرائے والے ناول پڑھ کر خود کو باذوق سمجھنے لگی ہو۔" ایمن دونوں ہاتھ
باندھ کر ہنسی۔ "تم کیا جانو محبت کس چڑیا کا نام ہے مول بی بی۔"

جانتی ہو؟" مومو نے طنزیہ پوچھا۔

ہا" وہ صرف مسکرا دی۔ بڑی خوبصورت مسکان تھی۔

ں نے جس محبت کا ذائقہ چکھا ہے، وہ تم سے صدیوں کے فاصلے پر ہے۔ بے ریا، بے غرض محبت، کسی بھی
ے بغیر۔)

نہ، جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا۔" وہ اس کی معنی خیز مسکراہٹ سے چڑ کر بولی۔

ے ارد گرد ست رنگے پر ہی پر بکھرے ہیں۔ میں خود مور ہوں اور محو رقص ہوں۔)

ں مسکراتی رہی۔ اس کی مسکراہٹ میں کچھ ایسا تھا کہ مومو نے بے اختیار پوچھا۔

بت کیا ہے ایمی؟"

بت لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی۔ جس تن لاگے سو تن جانے والا معاملہ ہے۔ جو اس راہ چلا ہی نہیں، وہ
ں تعریف کیا کرے لیکن تم محبت کے بارے میں اتنی کونشیس کیوں ہو۔"

یونہی پوچھ رہی تھی۔" وہ قدرے رکھائی سے کہہ کر اٹھ گئی۔

النسا کے جانے کے بعد مومو تو لاؤنج میں فون سے چپک گئی۔ اسے مہرالنسا کے آنے سے قبل ساری
یا تو فون کرنے تھے کہ مہرالنسا انہیں فون کا آزادانہ استعمال کرنے نہیں دیتی تھیں۔ جوجو یقیناً دوا کے
ئی تھی۔ ایمن لان میں چکرانے لگی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اسے طاہر محمود کا انتظار تھا۔

طاہر محمود اپنے معمول سے پانچ منٹ لیٹ آیا تھا اور ایمن نے وہ پانچ منٹ ایک ایک سیکنڈ کر کے گزارے تھے۔

"طاہر بھائی کے پاس بائیک ضرور ہونی چاہیے۔ ان کی پرسنالٹی کے ساتھ سائیکل بالکل سوٹ نہیں" طاہر کی سائیکل رکتے دیکھ کر ایمن نے سوچا۔

طاہر اسے دیکھ کر مسکرایا پھر سائیکل اپنی مخصوص جگہ پر کھڑی کرنے لگا۔ کالی پینٹ اور کریم کلر کی ملبوس طاہر محمود بلاشبہ دل موہ لینے والی شخصیت رکھتا تھا۔ ہلکی بڑھی ہوئی شیو شخصیت کے تاثر میں اضافہ کر رہی تھی۔ ایمن نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ یہ شخص جو کچھ عرصہ پہلے تک صرف ٹیوشن ماسٹر تھا۔ یوں اس کی زندگی میں شامل ہوگا کہ زندگی کا مفہوم ہی بدل کر رکھ دے گا۔

"اور اگر یہ نہ ہوتا تو ایمن وقارالحسن کہاں ہوتی۔"

اسے قدم قدم اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر ایمن نے سوچا۔

"اور جب یہ شخص نہ ہوگا تو ایمن وقارالحسن کہاں ہوگی۔"

اس کے اندر سے یہ سوال اتنی اچانک اٹھا کہ ایمن تھرا کر رہ گئی۔ عجب حبس زدہ سا موسم اس کے اندر میں آ ٹھہرا۔ پرشور ہواؤں میں خزاں گزیدہ پتے اس پر برسنے لگے۔

وہ ششدر سی اپنی جگہ کھڑی تھی کہ وہ قریب آگیا۔

"السلام علیکم۔"

وہ ساکت و صامت اپنے وجود کو خس و خاشاک میں دفن ہوتا دیکھ رہی تھی۔

"ایمی۔" طاہر محمود نے کچھ حیران ہو کر پکارا۔

ایمن نے اس کا بازو دبوچ لیا۔

"میں۔۔۔ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔"

"ایمی! کیا ہوا ہے۔"

ایمن نے سر اس کے کندھے سے ٹکایا اور رو دی۔

"آپ۔۔۔ مجھے چھوڑ کر مت جائیے گا۔ میں آپ کے بغیر جی نہیں سکوں گی۔"

طاہر محمود بوکھلا گیا۔ اس نے تیزی سے پلٹ کر بند دروازوں کو دیکھا۔ جالی کے دروازوں میں سے کوئی بھی انہیں دیکھ سکتا تھا اور طاہر محمود کا ارادہ یہاں سے دھکے کھا کر رخصت ہونے کا نہیں تھا۔

"ایمن! ہوش کرو میں کہیں نہیں جا رہا۔ یہیں تمہارے پاس ہوں۔"

"ایمن کے پاس آپ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر آپ چلے گئے تو میں کیا کروں گی' کیسے جیوں گی۔ آپ کے بغیر مر جائے گی طاہر بھائی۔"

"پگلی' میں کہاں جا رہا ہوں' کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہو۔ کوئی آجائے گا تو کیا سوچے گا۔ کیوں۔ بے عزت کرانے پر تلی ہو۔"

جلدی جلدی تسلی دیتے ہوئے طاہر نے اسے خود سے الگ کیا۔

"ممی گھر پر نہیں ہیں۔" ایمن نے آہستگی سے بتایا۔ اس کا سارا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

"پھر بھی باقی لوگ تو ہیں۔" طاہر محمود نے رسانیت سے کہا اور ذرا سا پیچھے ہٹ گیا۔

ایمن کو بھی اپنی بے اختیاری کا احساس ہو گیا تھا' تب ہی رخ موڑ کر دوپٹے سے اپنا چہرہ صاف کرنے لگی۔ طاہر محمود دانستہ خاموشی سے کھڑا درختوں کی پھننگوں پر پھیلتی دھوپ کو دیکھتا رہا۔ ایمن سابقہ کیفیت سے نکلی تو شرمندہ سی ہو گئی۔

...نے چور نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ نظریں چرائے بلاوجہ ہی چہرہ گھسائے جا رہی تھی۔

"...منہ دھو لو۔" طاہر نے نرمی سے کہا اور جا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ کچھ لمحے کھڑی رہی پھر اندر کی طرف ...

...محمود میز پر پڑی گرد پر انگلی پھیرتے ہوئے جھنجلا گیا۔

"...ضرور ہی مجھے پھنسائے گی۔"

اس جھنجلاہٹ میں طمانیت کا احساس بھی تھا۔ ایمن کے بے ساختہ اظہار نے اسے اندر تک سرشار ... تھی کہ وہ ایمن سے محبت کرنے لگا تھا اور یہ بھی حقیقت تھی کہ محبت اس کی زندگی کی ترجیحات ... آخری نمبر پر تھی۔ ایمن اس کے سامنے آ کر بیٹھ گئی۔ اس کا چہرہ دھل چکا تھا مگر ناک اور آنکھیں ... تھیں۔

...نے اسے بغور دیکھا پھر نارمل سے انداز میں پوچھنے لگا۔

"...ان لوگوں کا ٹیوشن کا موڈ نہیں ہے۔"

...نارمل انداز نے ایمن کو سنبھلنے میں خاصی مدد دی۔

"...بخار ہے' آج وہ ٹیوشن نہیں لیں گی۔"

"...بیگم بھی گھر پر نہیں ہیں"

"...نہیں گئی ہیں۔ ایک دو گھنٹے تک آ جائیں گی۔" ایمن کی نگاہیں میز کی سطح پر رکیں۔ "آئی ایم ساری طاہر ...

...لوگ۔ مگر خود پر قابو رکھنا سیکھو۔ میرا کیا ہے مگر یہ بے اختیاری تمہیں نقصان دے گی۔" طاہر نے ... سمجھایا۔

..."میز پر بھٹکتی نگاہوں میں حیرت اتر آئی۔ اس نے بے حد تحیر سے طاہر کی سمت دیکھا' پھر دوبارہ سے میز ... طاہر نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا پھر جھنجلا کر میز پر ہاتھ پھیر دیا۔

...بے اختیاری پر سرزنش کرنے والا طاہر محمود جگہ جگہ ایمن کا نام لکھ بیٹھا تھا۔ ایمن خواہ مخواہ بالوں کی ... کان کے پیچھے اڑسنے لگی۔

...خود کو سگریٹ کے دھوئیں میں چھپانا چاہا مگر جیب خالی تھی۔ وہ کچھ اور جھنجلا کر کھڑا ہو گیا۔

"...ہوں۔" زیرلب بڑبڑاتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔ اس کی سائیکل وہیں کھڑی رہ گئی۔

...نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی۔ حالانکہ وہ کب سے منتظر تھی۔ طاہر محمود آئے گا تو وہ دونوں خوب ... گے۔ وہ ساری باتیں جو وہ صرف طاہر محمود سے کر سکتی تھی مگر نہیں۔۔۔ بات صرف یہیں پر نہیں رکی ... بکھرے ہوتے جذبات اور ان جذبات سے وابستہ تقاضوں نے ایمن کو ہلا کر رکھ دیا۔ آج۔۔۔ آج ایک ... ایمن وقارالحسن کو پوری شدت کے ساتھ ہوا تھا۔ وہ طاہر محمود کو صرف ایک اچھی یاد کے طور پر ... نہیں رکھ سکتی۔ اس کا دل طاہر محمود کا ساتھ چاہنے لگا تھا' وہ بھی ہمیشہ کا ساتھ۔

...دل کے سنگھاسن پر عثمان نہیں' طاہر محمود اپنی تمام تر وجاہت اور تمکنت کے ساتھ براجمان تھا۔

...شی سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

...رونا آگیا اور وہ دل کھول کر روئی۔ اسے ایک ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزارنا تھی' جسے وہ بالکل نہیں ... اور جسے وہ چاہتی تھی' وہ اس کے نصیب میں نہ تھا۔ بہت دیر کے بعد وہ تھکے تھکے انداز میں اٹھ کر اندر ... میں موبل فون کے ساتھ چپکی تھی۔

"...نہیں' میرا نام سدرہ ہے۔"

...کس کے ساتھ اور کیا جھوٹ بول رہی تھی یہ جاننے کی ایمن کو نہ ضرورت تھی' نہ شوق۔

...واپس آئیں تو ایمن اپنے کمرے میں تھی۔ جو جو سو رہی تھی اور موبل کچن میں چائے بنا رہی تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تمہارے سر آئے تھے؟" وہ طاہر کا سائیکل دیکھ چکی تھیں۔
"پتا نہیں۔" مومل نے مختصراً جواب دیا۔
"تم کہاں مری تھیں؟"
مومل نے جواب ہی نہیں دیا۔ ایک خیال بجلی کی سی تیزی سے مہرالنسا کے ذہن میں آیا' وہ ایمن کے کمرے کی طرف بڑھیں اور آہستگی سے دروازے کے ساتھ کان لگا دیا۔ دوسری طرف خاموشی تھی۔ مہرالنسا نے آہستگی سے دروازہ کھولا۔
"کیا بات ہے۔" ایمن نے تکیے میں منہ چھپا لیا۔
مہرالنسا نے اس کی آواز میں آنسوؤں کی نمی بخوبی محسوس کر لی تھی۔
"کچھ نہیں۔ تمہارے سر آئے تھے۔ انہوں نے لفظ "تمہارے" پر خاص زور دیا تھا۔
"جی۔"
"چلے گئے۔"
"جی۔"
"سائیکل کیوں چھوڑ گئے؟"
ان کے تفتیشی انداز نے ایمن کو چڑایا۔
"جاتے ہوئے دروازہ بند کر دیجئے گا۔"
مہرالنسا کچھ سمجھی کچھ نا سمجھی کی کیفیت میں لاشعوری طور پر دروازہ بند کر گئیں۔ ایمن نے تکیے چت لیٹ گئی۔ نظریں چھت پر اور ذہن ایک ہی منظر میں الجھا تھا' جب بھی یاد آتا' وہ شرمندہ سی ہو
"نجانے مجھے کیا ہو گیا تھا۔"
موبائل کی بیپ نے اسے بری طرح چونکایا مگر وہ یونہی لیٹی رہی۔ ہاتھ بڑھا کر تکیے کے نیچے نہیں اٹھایا۔ اچھی طرح جانتی تھی کہ فون کس کا ہے مگر وہ کم از کم اس وقت عفان کی آواز بھی تھی۔

❄❄❄❄

"ممی کو پتا بھی تھا کہ ہمارے ایگزامز سر پر ہیں پھر بھی یہ دعوت کا کھڑاگ پھیلا لیا۔" ہرادہ کوفت سے کہا۔
"تم امتحانات کی تیاری جتنے خشوع و خضوع سے کر رہی ہو' ممی جانتی ہیں۔"
گچھے سے دانہ دانہ انگور الگ کرتی جوجو نے ہنس کر کہا۔ مہرالنسا جتنی بار کچن سے باہر گئیں تھی۔
"بتانے والی بھی تم ہی ہو۔" مومو نے کوفتوں پر دھنیا ڈال کر پتیلی کا ڈھکن زور سے بند کیا۔
"ممی آنکھیں بھی رکھتی ہیں اور عقل بھی۔" جوجو کا اطمینان ہنوز برقرار تھا۔
"ممی کا بس چلے تو ہم سانس بھی ان کی مرضی سے لیں۔" اب وہ دھونے والے برتن سنک میں کام تقریباً" ختم ہی تھا۔ بریانی دم پر تھی' مچھلی اور کوفتے بھی تیار تھے۔ ٹرائفل فریج میں' سلاد او مراحل میں جوجو کے سپرد تھا۔ مہرالنسا تقریباً" سارا کام نبٹا کر نہانے گئی تھیں۔ یہ اور بات تھی دونوں کو بھی مسلسل ساتھ لگائے رکھا تھا۔
آج طارق جمال کو واپس جانا تھا۔ مہرالنسا کو وقار الحسن کے لیے کچھ چیزیں بھجوانا تھیں۔ ان مہرالنسا نے طارق جمال کو کھانے پر بلایا تھا۔
"اس لڑکے کے مجھ پر بہت احسانات ہیں۔ رہائش کے علاوہ اور کتنے ہی مسائل ہیں جو طا خود بخود حل ہو گئے' ورنہ میں تو ان مسائل و مصائب سے گھبرا کر دوسرے مہینے ہی گھر بھاگ آتا۔

...پسندیدہ کھانے ہیں' ضرور بنانا۔ بہت زیادہ ڈشز بنانے کی ضرورت نہیں' کھانے کی زیادہ بھری ہوئی ...ز ہر لگتی ہے۔ چاول بھی شوق سے کھاتا ہے۔ کہتا ہے' وقار بھائی کھاتا تو انسان وہی چند نوالے ہے لیکن ... نے مہمان داری مشکل کر دی ہے۔ ایک کے بعد دوسری بار مہمان آئے تو ہمیں بوجھ لگنے لگتا ہے۔
...یان سیلف میڈ انسان ہے' اس لیے پیسے کی قدر کرتا ہے۔ بہت سادہ مزاج اور اچھا لڑکا ہے۔"
...یں سوائے طارق جمال کے انہوں نے کوئی اور بات نہ کی تھی' اس لیے مہرالنسا نے ساری پسندیدہ ...یں۔ وہ وقار الحسن کو کسی شکایت کا موقعہ دینا نہیں چاہتی تھیں۔
...نہ تو آنے والے مہمان کی پروا تھی' نہ گھر میں ہونے والی دعوت کی۔ سو اس نے کسی معاملے میں کوئی ... طاہر محمود اسلام آباد گیا ہوا تھا۔ اپنے ویزے کے سلسلے میں اسے کسی سے ملنا تھا۔ سو آج کا سارا دن ...ل میں اپنے کمرے میں بند گزارا۔
...مارانی نے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگایا۔ کھانے کی میز پر آن موجود ہوگی۔" مومو کے غصے کا رخ ایمن کی ...

...سارے برتن دھلوا لیں گے۔" جوجو نے تسلی دی۔ وہ بڑی مہارت سے ٹماٹر کا پھول بنا رہی تھی۔
... دھو ہی دے گی۔"
...بعید نہیں۔ موڈ ہو تو سب کچھ کر سکتی ہے۔"
...ہمیں تو نصیب نہیں ہوئی۔"
...ں حال میں خوش نہیں۔" جوجو نے آہ بھری۔ تب ہی بابر اندر داخل ہوا۔
...ہے۔"
...خاص مہرالنسا نے تاکید کی تھی کہ وہ کھانے کے وقت گھر پر موجود رہے۔
..." جوجو نے اپنا کام ختم کر کے ہاتھ جھاڑے۔
...ہے؟"
...حجرے میں۔" مومو نے چڑ کر جواب دیا۔
...حجرے سے باہر نکال لیا ہوتا۔" بابر مسکرایا۔
...لی شان میں گستاخی نہ ہو جاتی جو ہم ان کے بیڈروم میں داخل ہوتے۔" مومو نے سابقہ انداز میں

...ہری مرچیں چبائی ہیں۔" بابر نے اس کے سر پر چپت لگائی اور مزید کچھ کہتے کہتے رک گیا کیونکہ ...ہاتھ جھٹک دیا تھا۔
...کے ساتھ کیا کریں' اپنی سگی کے ساتھ۔"
..." بابر نے بہلایا۔

...ہے؟" مومو کا انداز بابر کو برا لگا' وہ اس کے اس انداز پر حیران بھی تھا۔
...اچکا دیے۔
...ب کس کو کیا ہو جاتا ہے' کچھ پتا نہیں چلتا۔"
...پاگل بستے ہیں۔" مومو استہزائیہ انداز میں ہنسی۔
...لی ضرورت نہیں ہے۔" بابر نے ہلکا سا ڈانٹا پھر باہر نکل گیا۔ رخ ایمن کے کمرے کی طرف تھا۔
...ایک طرف کرسی پر بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھی یا سوچ رہی تھی' وہ کچھ اندازہ نہ کر پایا کیونکہ کتاب ہاتھ ...یں کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"گھر میں مہمان آرہا ہے' اخلاقاً" ہی ہاتھ پیر ہلا لیتیں۔"
ایمن نے چونک کر اسے دیکھا پھر کتاب کا صفحہ موڑتے ہوئے روکھے سے لہجے میں بولی۔
"میری طبیعت ٹھیک نہیں۔"
"طبیعت کو کیا ہوا ہے؟؟"
"بخار ہے۔" اس نے اطمینان سے جواب دیا۔
"ارے۔" بابر نے اس کی کلائی چھوئی۔ "ہاتھ ٹھنڈا ہے۔"
"اب اتر چکا ہے۔" ایمن نے کتاب ایک طرف رکھ کر بازو سینے پر باندھ لیے۔
"عجیب بخار تھا' ابھی چڑھا' ابھی اتر گیا۔" بابر نے صاف اس کا مذاق اڑایا۔
"اب کیا بخار بھی مہرالنسا بیگم سے اجازت لے کر اترا چڑھا کرے۔" وہ تلخی سے گویا ہوئی۔
"فضول بکواس کی ضرورت نہیں' یہاں ان کا کیا ذکر۔" بابر نے غصے سے ڈپٹا۔
"میں نے آپ کو تو کچھ نہیں کہا۔" ایمن نے گستاخانہ انداز میں کہا۔
"امی کو تو کہا ہے۔"
"آپ جائیں یہاں سے۔"
بابر کو ایمن سے اس بدتمیزی کی امید نہ تھی' وہ جھٹکے سے واپس مڑ گیا۔ واقعی اس گھر میں کب سے کیا ہو رہا ہے' کچھ پتا نہیں چلتا۔
باہر بیل ہو رہی تھی۔
"شاید مہمان آگئے۔" کاریڈور میں مہرالنسا تھیں۔ طارق جمال کاٹن کے سفید کلف لگے سوٹ میں تھا۔ بابر خوش دلی سے اس کا استقبال کرتا ڈرائنگ روم میں لے گیا۔
جوجو نے کولڈ ڈرنک گلاسوں میں نکال دی۔ مومو مہرالنسا کے کہنے پر برتن میز پر لگانے لگی۔ کھانے پر مہرالنسا اور طارق موجود تھے۔ لڑکیوں نے کھانا کچن میں ہی کھایا تھا۔ اس دوران مہرالنسا نے طارق سے تمام معلومات لے لی تھیں۔
مہرالنسا کو وہ اچھا لگا' بہت سادہ مزاج اور مؤدب قسم کا بندہ تھا۔ پاکستان میں اس کے چچا چچی نے اسے والدین کی وفات کے بعد پالا تھا۔ چچی نے ہی اپنا زیور فروخت کر کے دبئی بھجوایا تھا۔
"اب میں یہاں گھر بنواؤں گا۔"
"اچھی بات ہے' انہیں اپنے ساتھ لے آنا۔" مہرالنسا نے کہا۔
"وہ تو شہر آنے پر راضی نہیں۔ کہتی ہیں' اپنی بیوی کو رکھنا۔"
"تو اب شادی کر لو' دیر کیوں کر رہے ہو۔"
"بس گھر بن جائے تو سوچوں گا۔ رشتے تو بہت ہیں' بس میں ہی چاہتا تھا ذرا کاروبار چل نکلے۔"
"کاروبار تو تمہارا ٹھیک ٹھاک جا رہا ہے۔ وقار بتا رہے تھے۔"
"جی اللہ کا احسان ہے۔" طارق انکساری سے گویا ہوا۔ "چھوٹی سی عمر سے بڑی محنت کرنا پڑی' فراغت اور خوش حالی نصیب ہوئی ہے۔ نوکریوں میں کچھ نہیں رکھا' نری خواری۔ میں تو وقار بھائی کو بابر کو بھی کوئی کاروبار کروا دیں بلکہ ادھر دبئی ہی بلوا لیں۔"
"یہاں ہم اکیلے کیا کریں گے۔" مہرالنسا ہنس دیں۔
"جی یہ بھی ہے۔"
"تمہیں کھانا پسند آیا۔" مہرالنسا نے پوچھا۔
"بہت مزے کا تھا۔ میں نے پیٹ بھر کر کھایا لیکن آپ نے خواہ مخواہ اتنا تکلف کیا۔"
"تکلف کیسا' ہمیں تو بہت اچھا لگا۔ وقار تمہاری بہت تعریفیں کرتے ہیں۔"

...محبت ہے۔" وہ انکساری سے گویا ہوا۔
...چائے بنانے اٹھ گئیں۔ طارق' بابر کے ساتھ کاروبار کے اسرار و رموز پر گفتگو کرنے لگا جس میں ظاہر ...کی صفر تھی لیکن وہ اچھے میزبان کی طرح ہاں میں ہاں ملاتا رہا۔ مہرالنسا مہمان کے ساتھ تھیں' اس ...کو آزادی نصیب ہوگئی کہ امتحانات قریب ہونے کی بنا پر ہر چیز پر پابندی عائد ہو چکی تھی۔ جوجو نے ٹی ...لیا۔ مومو نے اپنی ڈائریاں' اپنی تنہائی اور وحشت زدہ سوچوں سے گھبرا کر ایمن بھی ان کے قریب آبیٹھی۔ ...دیکھ کر مسکرائی۔ مومو نے یکسر نظرانداز کر دیا۔ ایمن کچھ دیر ٹی وی دیکھتی رہی پھر مومو کی طرف متوجہ ...انہماک سے ڈائری پر کچھ لکھ رہی تھی۔
...ہر وقت کیا لکھتی رہتی ہو؟" ایمن رہ نہ سکی تو پوچھ بیٹھی۔
...نے سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر رکھائی سے جواب دیا۔
...نہیں سمجھ سکو گی۔"
...بھی فائدہ کیا ہے ان کا۔" ایمن نے اس کے روکھے لہجے کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔
...نے قلم روک کر ایک پل کو سوچا پھر مسکرائی۔
...تمہاری کوئی سہیلی ہے؟"
...ں۔" ایمن نے کچھ حیرت سے اس کے بے تکے سوال کا جواب دیا۔
...تمہاری کوئی ایسی سہیلی ہے جس سے تم دل کی ہر بات کر سکو۔ ہر وہ بات جو تم اپنی کسی بہن' کسی دوست' کسی ...ساتھی سے بھی نہیں کر سکتیں۔" ایمن سوچ میں ڈوب گئی۔ اسے ہمیشہ ایسے لوگ میسر رہے تھے جن ...اپنے دل کی باتیں شیئر کیا کرتی تھی۔ ہمیشہ ایک شخص اس کے گرد ایسا ضرور رہا جس کے سامنے وہ اپنے آنسو ...کی۔
...خدیجہ بی تو کبھی بابر۔
...اور اس کی مما۔
...دادا تو کبھی طاہر محمود۔
...اب...؟
...بار پھر سوچ میں ڈوب گئی۔
...کوئی ایسا نہیں تھا۔
...سے گھنٹوں باتیں کرتی تھی مگر ان سے طاہر محمود کے بارے میں کوئی بات نہیں کر سکتی تھی۔
...طاہر محمود سے ہر بات شیئر کر لیتی تھی مگر اس سے اسی کے حوالے سے وابستہ جذبات و احساسات چاہنے کے ...نہیں کر پاتی۔
...کھل کر مسکرائی۔
...پاس ہے۔" اس نے ڈائری پر انگلی بجائی اور پھر سے لکھنے میں مصروف ہوگئی۔
...خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔
...رات ایمن وقار الحسن نے اپنی زندگی کی ڈائری کا پہلا صفحہ لکھا۔
...وقار الحسن نہیں جانتی تھی کہ وہ اپنی زندگی کی ڈائری پر اپنے ہاتھوں سیاہ بختی تحریر کرنے چلی ہے۔

☼ ☼ ☼

...دین ڈاکیے نے حیرت سے ہاتھ میں پکڑے لفافوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ دادا نے اس کی حیرت نوٹ کر لی ...وہ خاموشی سے چائے پیتے رہے۔ فیروز دین متذبذب تھا مگر ہمت کر کے کھنکھارا۔
...صاحب جی..."

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ہوں۔"
"آپ ایک خط دینا بھول گئے ہیں۔"
"میری یادداشت اتنی کمزور نہیں فیروزدین! خط پورے ہیں۔" انہوں نے چائے کا بڑا سا گھونٹ لیا۔ ہونٹ جلا گیا مگر وہ اسی ٹھہرے ہوئے انداز میں فیروزدین کو دیکھتے رہے۔
"صاحب جی۔۔۔ کیا۔۔۔ کیا انتظار ختم ہو گیا؟" فیروزدین نے بے حد جھجکتے ہوئے سوال کیا۔
"انتظار تو کب کا ختم ہو گیا فیروزدین! یونہی خود کو دھوکا دیتا تھا۔" بوڑھی آنکھوں میں دکھ جمع ہو کر
"اب تو موسم گریہ ہے' بین کرتا ہوں' روتا ہوں لیکن۔۔۔ لیکن فائدہ۔۔۔" برف ذرا سی پگھلی مگر
"پر نہیں' یہ موسم بھی گزر گیا۔ اب تو دعا کی حاجت ہے۔ دعا کرو فیروزدین اللہ اس کی مغفرت کر دے۔ تو اسے معاف کر دیا۔ دعا کرو فیروزدین! اللہ نے جو ذمہ داری میرے سپرد کی ہے' اس سے اچھے طریقے سے سبکدوش ہو جاؤں تاکہ اس کی بے چین روح کو قرار آجائے۔"
فیروزدین کے ہاتھ میں پکڑے لفافے لرزنے لگے۔
"صاحب جی۔۔۔ صاحب۔۔۔"
"وہ بالکل اس جیسی ہے' بالکل اسی کی طرح ذہین اور نادان۔ کم عمر اور بھولی۔ ابھی فریب کار سمجھتی۔ رستے سے بھٹک گئی تو زمانہ اسے کھا جائے گا جیسے سارا کو کھا گیا۔ تم۔۔۔ تم جانتے ہو فیروزدین تھی؟"
فیروزدین ششدر بیٹھا ان کے لرزتے ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا۔
"سارا وہ ننھی بچی تھی' جس نے باپ کی انگلی چھوڑی تو بھرے میلے میں گم ہو گئی پھر نہیں ملی۔ بس کہ وہ مر گئی۔ وہ سچ مچ مر گئی فیروزدین!"
"سارا بٹیا مر گئیں صاحب جی!" فیروزدین کا لہجہ کانپنے لگا۔
"فیروزدین! تم میرے خط پڑھتے رہے ہو۔"
"قسم لے لیں صاحب جی!" اس نے تیزی سے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ "وہ سب کے سب امانت کی طرح پاس محفوظ ہیں۔"
"نہیں' آگ لگا دو' ضائع کر دو' بے کار ہیں' خوامخواہ کا کھڑاگ۔"
"ٹھیک ہے جی۔"
"جاؤ اب تم' تمہیں دیر ہو رہی ہے۔"
فیروزدین تھکے تھکے انداز میں اٹھا۔ خط تھیلے میں ڈالے اور سلام کر کے چلا گیا۔ اس کی چائے سامنے دھری رہی۔ اس نے ایک گھونٹ بھی نہ بھرا تھا۔ دادا نے سر اٹھا کر گھر میں پھیلی وحشت زدہ تنہائی کو دیکھا۔
"وہ آج بھی نہیں آئی' وہ اب اکثر نہیں آتی۔ شاید اسے میری ضرورت ہی نہیں رہی۔ انسان دریافت کرلے تو پرانے بھولنے لگتا ہے مگر دریافت کے اس سفر میں کبھی کبھی صرف بھٹکنا نصیب ہوتا ہے۔ اسے بچانا ہے مگر میں اسے کیسے بچاؤں۔ جو انسان خود ڈوبنا چاہے' اسے کوئی کیسے بچائے۔"
ایمن اب اکثر نہیں آتی تھی' وہ انتظار کرتے رہتے۔
"تم چھٹیاں کیوں کرنے لگی ہو۔" وہ خفا ہوتے اسے ڈانٹتے۔
"نانا! ایگزامز سر پر ہیں۔" ایمن کے انداز میں لاپروائی ہوتی۔
"تیاری یہاں نہیں ہو سکتی۔"
"صرف انگلش ہی تو نہیں پڑھنی اور سبجیکٹ بھی ہیں۔"
"وہ میں بھی پڑھا سکتا ہوں۔"

اتے مگر کہہ نہ سکتے۔ خاموشی سے ایمن کے بدلتے ہوئے تیور دیکھتے رہتے۔ گھر جو چند دنوں کے لیے ان کی عدم توجہی کا شکار ہونے لگا۔ اس کے لگائے ہوئے پودے مرجھانے اور سوکھنے لگے تھے۔
ؤ و لو دہرا رہا ہے۔"
نے سوکھے پتوں اور ٹوٹتی شاخوں کو دیکھ کر سوچا اور مضطرب ہو گئے۔ ابھی کچھ دن گزرے تھے جب گملے ن پھولوں پر ایک سفید تتلی کو منڈلاتے دیکھ کر وہ خوشی سے جھوم اٹھے تھے اور اب پھر سے خزاں زدہ بائیز سے لپٹنے لگا تھا۔
ازہ کھلا۔
شت زدہ ہو کر آنگن میں بکھری۔
داندر آیا۔ وہ پورے تین دن کے بعد آیا تھا۔
دادا؟" وہ ان کے قریب آرکا۔
چاہا' وہ اس سوال کے جواب میں ہمیشہ کی طرح اس پر برس پڑیں مگر وہ خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔
نے زیادہ دیر انتظار نہیں کیا اور اندر چلا گیا۔
ل چیزیں بے چینی سے پورے گھر میں چکرانے لگی۔
دل و دماغ میں آکٹوپس کی طرح پنجے گاڑنے لگا تھا۔

☼ ☼ ☼

پتا ہے' ہفتے کو طاہر بھائی کی برتھ ڈے تھی۔" آج اس نے عفان کا فون اٹینڈ کیا تھا۔
ن صاحب سے ملنا پڑے گا جن کی برتھ ڈے ایمن کو یاد رہی۔" عفان کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔
می نہیں' وہ سمجھ بھی کیسے سکتی تھی۔ اسے معلوم ہی نہ تھا کہ کل عفان کی سالگرہ گزر گئی تھی۔ وہ برتھ ڈے نہیں کرتا تھا لیکن کیونکہ مائرہ اس سے ذکر کر چکی تھی کہ ایمن نے اس کے لیے گفٹس خریدے لاشعوری طور پر وہ منتظر رہا کہ ایمن اسے وش کرے گی مگر یہ دن آکر گزر بھی گیا۔ اب وہ بتا رہی تھی کہ دے اس نے کس طرح سیلبریٹ کی۔ بس یہ نہیں بتایا کہ وہ دونوں اکیلے تھے اور نہر کے کنارے پر ٹ کی گئی تھی۔
سے گفٹ کیا دیا۔"
ہو۔ شرٹ' گھڑی' پرفیوم۔" ایمن نے اطمینان سے جواب دیا۔ عفان ایک پل کو چپ ہو گیا۔
ز ہو طاہر سے۔"
ب کا خیال رکھتا ہو' آپ بھی تو اس کا خیال رکھیں گے نا۔" ایمن نے معصومیت سے کہا۔
ب کہتی ہو تم۔" اس نے ہلکی سی سانس کھینچی۔
بت کو کھینچتی ہے عفان صاحب!" ایمن اٹھ کر کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی۔ باہر تاریک رات کے سینے پر جتا بلب دھبے ڈال رہا تھا۔
ی طاہر صاحب نے پڑھایا ہوگا۔"
ہ چیزیں زندگی سے بھی سیکھی ہیں۔" وہ کچھ اداس ہو گئی۔
"
بار مانگتی ہے۔" ایمن نہ چاہتے ہوئے بھی جتا گئی۔
نے کب محبت کا دعوا کیا ہے۔" وہ بات کی تہہ تک پہنچ کر ٹھنڈے لہجے میں پوچھنے لگا۔
ندر چھن سے کچھ ٹوٹا۔
ہو گئیں؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"پھر اس رشتے کی بنیاد کیا ہے؟" اس کے اندر کی ساری تلخی لہجے میں سمٹ آئی۔
"تمہیں کیا لگتا ہے۔" وہ کنی کترا گیا۔
"مجھے کچھ نہیں لگتا۔ یہی تو ساری مصیبت ہے عفان صاحب کہ مجھے کچھ بھی نہیں لگتا۔ بیٹھے بیٹھے ایک بے جواز رشتہ جوڑ لیا میرے ساتھ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کے نزدیک نہ تو میری نہ میرے جذبات و احساسات کی۔" وہ پھٹ پڑی۔ "کیوں منگنی کی آپ نے میرے ساتھ، تاکہ مجھے ترسا کر حظ اٹھا سکیں۔ اس طرح کون سی حس کی تسکین ہوگی۔ میں ساری عمر خالی ہاتھ کشکول لیے دیکھتی رہوں اور آپ کسی ان داتا کی طرح ترس کھا کر بھکارن کے کاسے میں چند سکے اظہار کے یہی۔۔۔ یہی چاہتے ہیں نا آپ۔"
شدت جذبات سے وہ تھر تھر کانپنے لگی۔
عفان ششدر سا کچھ لمحے بول ہی نہ سکا۔ وہ ہمیشہ اسے چڑایا کرتا تھا۔ ہنسی ہنسی میں مذاق بھی انداز میں غصہ کرتی، چڑتی عفان کو اچھی لگتی تھی۔ اس کا مزاج ہی ایسا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ ایمن کس انداز میں لے رہی ہے۔
"ایمن! اتنی بدگمانی۔۔۔" وہ بہت لمحوں کے بعد کچھ بول سکا۔
"بدگمانی نہیں، حقیقت ہے، سچائی ہے۔ آپ سامنا کریں۔"
"سچائی یہ نہیں ہے ایمن!"
"مجھ سے جھوٹ مت بولیں عفان صاحب۔" اس نے بے زاری سے ٹوکا۔ عفان خاموش ہو گیا۔
"ایمن! میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔" آخر وہ فیصلہ کن لہجے میں گویا ہوا۔ ان حالات میں ایک ملاقات ضروری ہو گئی تھی۔ یہ عفان کا خیال تھا۔
"کیوں؟"
"سنڈے کو میں مائرہ کی طرف آؤں گا، تم ضرور آنا۔ پلیز۔۔۔"
"دیکھوں گی۔" ایمن نے بے حد رکھائی سے جواب دیا۔
"ایمن! تمہیں آنا ہوگا۔" عفان نے زور دے کر کہا۔
"میں نے کہا نا میں دیکھوں گی۔" وہ چبا چبا کر بولی اور موبائل آف کر دیا۔ کچھ لمحے اضطراری انداز میں انگلیاں بجاتے ہوئے باہر پھیلی رات کو دیکھتی رہی پھر موبائل بیڈ پر پھینک دیا۔
"یہ اصرار محبت نہیں، تمہاری انا ہے۔ ایمن تمہیں آنا ہوگا۔"
"ہونہہ۔" اس نے کھڑکی زور سے بند کر دی۔
"تم کل کیوں نہیں آئی تھیں۔" نانا جان نے بے حد خفگی سے پوچھا۔
"کیا کرتی آکر۔" ایک بیزاری سی ایمن کے وجود کا احاطہ کیے ہوئے تھی۔
"اسی روز میں بول گئی تھی۔"
"تمہارے کرنے کے لیے اب یہاں کچھ نہیں۔" انہوں نے بے حد دکھ سے ایمن کی طرف دیکھا۔ وہ کٹ کر رہ گئی۔
"مجھے تیاری کرنا تھی پھر گھر میں کچھ مہمان آئے تھے، ان کے لیے دعوت وغیرہ کا انتظام۔۔۔"
"ہوں۔" وہ خاموش ہو گئے۔ ایمن بھی خاموشی سے کتاب کے صفحے موڑتی رہی۔
"پودوں کو پانی دے دو۔ دیکھو کیسے مرجھا رہے ہیں۔" انہوں نے اپنا دھیان بٹانا چاہا۔ ایمن نے ادا سے خشک ہوتے گملوں پر نگاہ دوڑائی اور بولی۔
"بس ٹھیک ہی ہیں۔"

...یہ بحال نہیں کر سکتی تھیں تو رکھوائے کیوں تھے۔" وہ غصے سے بولے۔
...ا دیں۔" ایمن نے تنک کر کہا۔
...نے کی تمیز بھی بھول گئی ہو۔"
...انی بدتمیز۔" وہ کتاب پٹخ کر ستون کے ساتھ جا کھڑی ہوئی۔
...رہ گئے۔ "اتنی ہٹ دھرمی، بہت منہ زور ہو گئی ہو۔"
...ذرا سا رخ موڑ کر انہیں دیکھا۔
...تنگ مت کریں۔ میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔"
...تمہاری بھینس چوری ہو گئی ہے؟" انہوں نے طنزیہ کہا۔
...۔" ایمن نے سر جھٹک کر رخ بدل لیا۔
...اسے دیکھتے رہے پھر تحکمانہ انداز میں بولے۔
...یہاں آکر بیٹھو۔"
...مس نہیں ہوئی۔
..."
...بدتمیز ہوں۔ ہٹ دھرم ہوں۔" وہ نروٹھے پن سے بولی۔
...نانا کی باتوں پر غصہ کرتی ہو۔" انہوں نے بے بسی سے کہا تو ایمن پلٹ کر ان کے سامنے آ بیٹھی۔
...واقعی بہت پریشان ہوں۔"
...پریشانیاں خود ساختہ ہوتی ہیں۔ تمہاری یہ پریشانی بھی خود ساختہ لگتی ہے۔"
...پاگل ہوں نا جو بلاوجہ پریشانیاں پالتی پھر رہی ہوں۔" ایمن نے چڑ کر کہا۔
...تم مجھے کچھ بتاؤ گی نہیں تو میں یہی کہوں گا۔" انہوں نے اطمینان سے کہا۔ ایمن تذبذب سے انہیں...

...کیا بات ہے۔" ان کے لہجے میں نرمی در آئی۔
...سے ملنا چاہتا ہے۔" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد ایمن نے کہا۔
..." وہ بری طرح چونکے۔
..."
..."
...۔" ایمن بے بسی سے انگلیاں چٹخانے لگی۔
...چاہتی ہو؟"
...اس سے ملنا نہیں چاہتی۔"
..."
...۔"
...لیے۔ "ڈرتی ہو؟"
...ے؟" ایمن نے حیرت سے انہیں دیکھا۔
...اپنے آپ سے۔"
...نظریں چرا گئی۔ "ایسی کوئی بات نہیں۔"
...کوئی حرج نہیں۔" انہوں نے آہستگی سے کہا۔
...؟" وہ تذبذب کا شکار تھی۔
...ت سے ابہام دور ہو جائیں گے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"مجھے کوئی ابہام نہیں۔"
"اچھی بات ہے۔ زندگی جس قدر ابہام واوہام سے پاک ہوگی' سفر اتنا ہی آسان ہوگا۔" انہوں نے سمجھایا۔
"ہوں۔" وہ سر جھکائے کچھ سوچنے لگی۔
"اب کیا سوچتی ہو؟" ان کو بے چینی لاحق ہوئی۔
"نانا! انسان درست فیصلہ کیسے کر سکتا ہے؟ یہ کیسے معلوم ہو کہ جو فیصلہ ہم کرنے جا رہے ہیں' نقصان کا ہے یا نفع کا۔"
"اپنے فیصلے کی تمام اچھائیاں اور برائیاں اپنے سامنے رکھو' صرف دل کی نہیں' دماغ کا مشورہ بھی لو۔ مدد مانگو۔ ہو سکے تو کسی سیانے سے مشورہ کر لو۔" سنجیدگی سے کہتے کہتے وہ آخر میں مسکرا دیے۔
"مطلب؟" ایمن بھی مسکرائی۔ "آپ سے۔"
"ہم نے زندگی کو برتا ہے ایمن بی بی!"
"ٹھیک ہے نانا! آپ کہتے ہیں تو مان لوں گی۔" ایمن نے ایک گہری سانس کھینچ کر کہا۔
"شاباش۔ اب کتاب کھولو۔"
"نانا جان!" اس نے کتاب کھول لی تھی مگر اس کی توجہ پڑھائی سے زیادہ اس کمرے کے بند دروازے پر تھی جو نانا کے عقب میں تھا۔ کچھ دیر کی بے چینی کے بعد وہ پوچھ ہی بیٹھی۔
"طاہر بھائی واپس آ گئے۔"
"کہاں سے؟" وہ بری طرح چونکے۔
"اسلام آباد سے۔"
نانا نے اسے گہری نظروں سے دیکھا پھر ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔
"تمہیں کس نے بتایا کہ وہ اسلام آباد گیا ہے۔"
ایمن گڑبڑا گئی۔
"شاید آپ ہی نے ذکر کیا تھا۔"
وہ اسے تولتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے رہے۔
"ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔" ایمن پزل ہو گئی۔
"میں نے تم سے کبھی طاہر محمود کی باتیں نہیں کیں ایمن وقار الحسن۔" وہ چبا چبا کر بولے۔
ایمن پھنس گئی تب ہی جھنجلا گئی۔
"اُفوہ۔ یونہی تذکرہ کر دیا ہوگا' آپ تو بال کی کھال اتارنے لگتے ہیں۔"
وہ کتابیں اٹھا کر کھڑی ہو گئی۔
"اب چلتی ہوں' اتنی دیر ہو گئی۔ بابر بھائی خفا ہوں گے۔"
اس نے وہاں سے جانے میں زیادہ دیر نہ لگائی۔
نانا کی پُرسوچ نگاہوں نے ایمن کو دروازے تک چھوڑا پھر وہیں تھم گئیں۔
"اسے کس نے بتایا کہ وہ اسلام آباد گیا ہے۔"
ان کی سوچ اسی ایک نقطے پر منجمد ہو گئی تھی۔
خاموشی کا طویل وقفہ ان کے مابین پھیل گیا تو ڈاکٹر شہروز رضا کو احساس ہوا کہ اب وہ مزید نہیں بولے گی۔ تب ہی انہوں نے ہلکا سا کھنکار کر بات کو بڑھانا چاہا۔
"پھر تم عفان سے ملنے گئی تھیں۔"

...لی تھی۔" ایمن تھکے تھکے لہجے میں گویا ہوئی۔ وہ بہت بے دردی سے اپنی کنپٹی مسل رہی تھی۔
...سر میں درد ہے؟" انہوں نے ہمدردی سے پوچھا۔
"وہ سیاہ لباس میں ملبوس تھی۔ بال سارے سمٹے ہوئے اور رنگت سرسوں کی طرح زرد تھی۔"
...؟"
...ے۔"
...کوئی بات نہیں۔" ڈاکٹر شہروز نے رائٹنگ پیڈ اپنی طرف گھسیٹا۔
...اب تک کی زندگی میں آپ کو کوئی اچھی بات نظر بھی آئی ہے۔" وہ بے حد تلخی سے گویا ہوئی۔
...خاموشی سے پیڈ پر کچھ لکھنے لگے' پھر صفحہ پھاڑ کر اس کی طرف بڑھایا۔
...لے لینا لیکن صرف شدید سر درد کی صورت میں۔"
...بے کار ہے سر!" اس نے بے دلی سے صفحہ گھسیٹا اور کھڑی ہو گئی۔ باہر نکل کر اس نے صفحہ چرمر کر کے پھینک دیا۔
...جنموں کا درد ہے۔ یہ ایک گولی کیا کرے گی۔"
...تھکے انداز میں اس نے اپنی گاڑی نکالی۔ مین روڈ تک آنے تک وہ فیصلہ نہ کر سکی کہ اسے کہاں جانا ...گاڑی دوڑائے گئی اور ـــــ ایک ٹریفک سگنل پر جب وہ ہار بیچتے بچوں کو دیکھتے ہوئے اپنے لیے ...تھی' نگاہ بھٹک کر کچھ دور کھڑی گاڑی میں موجود جوڑے پر جا ٹکی۔
...اعصاب اس حد تک کھنچ گئے کہ اسے لگا کہ ـــــ طنابیں ٹوٹ جائیں گی۔
...گاڑی میں موجود اپنے شوہر کو دیکھا' پھر اس کے ساتھ بیٹھے ہنستے مسکراتے چہرے کو۔
...یا۔
...ئی۔
...میں گاڑیاں شور مچانے لگیں۔ ایک پل کو منجمد ہو جانے والی کائنات پھر سے رواں دواں ہو گئی۔
...بڑھاتے ہوئے ایمن کا دل چاہا' وہ سامنے والی گاڑی سے ٹکرا جائے۔
...دبا دیا۔

* * *

...تک کچھ بھی نہ بول سکی۔
...بھی۔! آؤ نا ـــ ہم شادی کر لیں۔" شاہ میر نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑ ...محسوس کیا' وہ کانپ رہا ہے۔ اس نے نظریں اٹھا کر سامنے بیٹھے مرد کو دیکھا جس کے ساتھ اس نے ...ارا تھا اور جسے چند دن پہلے وہ چھوڑ دینے کا فیصلہ کر چکی تھی۔
...امید نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔
...نگاہوں کی عجیب سی کیفیت سے نظریں چرا لیں اور ٹھنڈے لہجے میں پوچھا۔
...م سے شادی کیوں کروں گی؟"
...سے اپنے ہاتھ چھڑائے۔
...منٹ ختم ہو چکی ہے۔ تم اپنا سامان باندھ چکے ہو۔ آج کے بعد ہمیں ایک دوسرے سے نہیں ملنا ...درمیان یہ مصیبت ـــ"
...ے مصیبت مت کہو۔" شاہ میر نے اسے بے اختیار ٹوکا۔
...نے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔ اسے لگا' وہ ایک بدلے ہوئے شاہ میر کو دیکھ رہی ہے۔
...ہتا ہوں' ہمارے درمیان اب کچھ بھی نہیں رہا۔ مجھے اعتراف ہے کیتھی کہ میں پچھلے کچھ عرصے سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

تمہارے ساتھ زیادہ اچھا سلوک نہیں کر رہا ہوں۔ میں تمہیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جانے قدرت ایسا نہیں چاہتی۔ ہماری تقدیر میں کچھ اور رقم ہے۔ ہمارے درمیان سب کچھ ختم نہیں ہوا باقی ہے۔ یہ جو میرے اور تمہارے درمیان آ گیا ہے۔ اٹس سائن کیتھی! کہ ہمیں ایک درجے سے یہ ہمیں دور ہونے ہی نہیں دے گا۔"

وہ تیز تیز لہجے میں بولتا چلا گیا۔ گویا اسے سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ سامنے بیٹھی عورت کو جس شدید نفرت کرنے لگا تھا' کیسے قائل کرے۔

کیتھی نے بے حد اکتا کر اپنے چھوٹے سے پرس سے سگریٹ نکال کر اضطراری انداز میں سلگایا میں جا کھڑی ہوئی۔ باہر بارش اب بھی ہو رہی تھی۔ وہ لمبے لمبے کش لیتے ہوئے کچھ سوچنے لگی۔

"بہت سال پہلے میرے باپ نے بھی اسی طرح میری ماں کی منت کی ہو گی۔"

ایک لمبا کش بھر کر دھوئیں کو گیلی سرد فضا کے حوالے کرتے ہوئے وہ تلخی سے مسکرائی۔

"اور میری ماں اس کی باتوں میں آ کر اس سے شادی بنا بیٹھی۔ اب وہ کہاں ہے اور وہ میرا باپ۔۔۔!"

شاہ میر نے بڑے صبر سے اس کی تکلیف دہ خاموشی کو جھیلا پھر اٹھ کر اس کے عقب میں آ کھڑا آہستگی سے پھیلا کر خود سے قریب کر لیا۔

"عورت مشرق کی ہو یا مغرب کی 'ممتا کا جذبہ ایک سا رکھتی ہے کیتھی! ماں بننے کی خوشی بڑی ا ہوتی ہے۔ کیا تم اسے محسوس نہیں کرنا چاہتیں۔" کیتھی نے بالکل غیر محسوس انداز میں اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ گویا اس نے جذبات کو محسوس کرنے کی کوشش کی مگر اندر باہر سرد ویرانی پھیلا سناٹا تھا۔

"تمہارے ہاں کی عورت لمحہ لمحہ گن کر اس خوش خبری کا انتظار کرتی ہے کیتھرائن!" شاہ میر نے میں چہرہ چھپاتے ہوئے گرفت مضبوط کی۔

"میں تمہارے ہاں کی عورت نہیں ہوں شمیر۔۔۔!" اس نے سگریٹ کا آخری کش لیا اور بچا سے باہر اچھال دیا۔

"عورت تو ہو۔۔۔ کیتھی! کیا تمہارے دل نہیں چاہتا' ہم ایک گھر بنائیں۔ ایک چھوٹا سا خوب صو میں' میں تم اور ہمارا بچہ۔۔۔"

کیتھی تڑپ کر اس کی گرفت سے نکلی اور تیزی سے پلٹی۔ اس کی تیز نگاہیں شاہ میر کے چہرے پر پھنکاری۔

"تاکہ ایک دن تم بھی ہمیں چھوڑ کر چلے جاؤ۔ بالکل میرے باپ کی طرح۔ اس نے بھی تو یہی کی۔"

"سب ایک جیسے نہیں ہوتے کیتھی!" شاہ میر نے آہستگی سے کہا۔

"تم میں اس سے مختلف کیا ہے شمیر! کچھ بھی نہیں۔ تم بالکل ویسے ہی ہو۔ سوچو' جب تم ہمیں اور میں بھی کسی سے شادی غالباً "جارج" ہی سے کر لوں گی تو اس بچے کا کیا ہو گا۔ پور چائلڈ' کیتھی کی طر سینٹر میں پلے گا۔"

"ایسا کچھ نہیں ہو گا کیتھی! یہ تمہارے خدشے ہیں اور بالکل بے بنیاد ہیں۔" وہ بے بس ہو کر بولا۔

"شمیر! تم پیارے لڑکے ہو' ڈارلنگ بوائے۔ میں نے تمہارے ساتھ اچھا وقت گزارا مگر اب ہو اچھے دوستوں کی طرح جدا ہونا چاہیے۔ سو گڈ بائے ڈارلنگ شمیر۔۔۔!"

کیتھی نے ایک الوداعی بوسہ دیا پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر عقب میں دھکیل دیا۔ گویا اپنے لیے

شاہ میر کا چہرہ فق ہو گیا۔ وہ ذرا سا لڑکھڑایا پھر گھٹنوں کے بل نیچے گر گیا۔ اس کے بازوؤں نے کیتھ جکڑ لیں۔ کیتھی نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی آہنی گرفت کے ساتھ بولتا چلا گیا۔ وہ رو رہا اور کیتھی کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا۔

تھی۔ ! تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔۔۔ تم اسے نہیں مارو گی۔۔۔ وہ میرا اپنا آپ ہے۔۔۔ میرے وجود کا ہونے کا جواز۔۔۔ وہ میرا آنے والا کل ہے۔۔۔ میرا مستقبل' میرا نام و نشان۔۔۔ تم مجھے بے نشان ہیں تمہارے خدا کا واسطہ ہے کیتھی۔۔۔! میں تمہیں چھوڑ کر کہاں جاؤں گا کہ میں نے تو اپنی جڑیں میں گاڑ دیں۔ کہیں اور چلا گیا تو بنجر ہو جاؤں گا۔۔۔ میں تمہارے اور اس کے لیے گھر بناؤں گا۔۔۔ ہم ے۔۔۔ شاہ میر تم سے وعدہ کرتا ہے کیتھی۔۔۔! وہ اسے پال لے گا' تم پر بوجھ نہیں بنے گا۔۔۔ اسے ورنہ شاہ میر ختم ہو جائے گا۔"

چھڑانے کی کوشش میں اسے گالیاں دیتی اور اس کے بال نوچتی رہی مگر نہ شاہ میر کی گرفت کمزور نہ ہوا۔ یہاں تک کہ کیتھی کو محسوس ہوا' وہ ہار رہی ہے۔ اس کی مزاحمت دم توڑ رہی ہے' آخری پر وہ حلق کے بل چلائی۔

ا۔۔۔"

●●●●

تعجب سے دیکھا۔

موجود تھا۔ نہ صرف موجود تھا بلکہ کام بھی کر رہا تھا۔ احمد عالی کے خیال میں آج اسے نہیں آنا بتایا تھا' وہ بغیر کسی نوٹس کے فیکٹری چھوڑ جائے گا اور آج فیکٹری کیا اسے تو اس شہر میں بھی نظر تھا لیکن وہ نہ صرف موجود تھا بلکہ کام بھی کر رہا تھا۔

شاہ میر۔۔۔؟" احمد عالی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

چونک کر اسے دیکھا پھر مسکرا دیا۔

ٹھیک ہوں۔" احمد عالی نے بہت دنوں کے بعد شاہ میر کے لبوں پر مسکراہٹ دیکھی تھی۔

تو آج جانا تھا۔" احمد عالی پوچھے بنا رہ نہ سکا۔

"اس ایک لفظ سے وہ کچھ بھی نہ اخذ کر سکا اور شاہ میر کام میں مصروف ہو گیا۔ احمد عالی نے دیکھا۔ طرف آ رہا تھا' وہ اپنی مشین کی طرف بڑھ گیا۔ کام کے دوران بھی اس کا دھیان بھٹک بھٹک کر شاہ میر جا تا رہا جو مگن سے انداز میں اپنی مشین پر مصروف تھا۔ آج اس کے انداز میں روز والا اضطراب نہ تھا طمانیت تھی جو احمد عالی نے پوری طرح محسوس کی۔

" آف ہونے پر احمد نے کہا۔ شاہ میر ذرا سا مسکرایا۔ اس کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے نفی میں

جانے کی جلدی تھی۔ احمد متعجب سا اسے جاتا دیکھتا رہا۔ شاہ میر کچھ دور جا کر پلٹا۔ قریب آ کر کچھ دیر شیو کھجانے کے بعد کھنکھارا۔

رقم ادھار دے سکتے ہو۔ پے ملنے پر لوٹا دوں گا۔"

ہاتھ بے اختیار اپنی جیب تک گیا۔ والٹ میں جو کچھ تھا' اس نے نکال کر شاہ میر کے حوالے کر دیا۔

ت۔"

قرض لوٹانے کبھی نہ آئے۔" اس نے نظروں سے اوجھل ہوتے شاہ میر کو دیکھ کر سوچا۔ اسے جانے پر نہ تھا۔

یہ کیوں کہا' پے ملنے پر لوٹا دوں گا۔ کیا وہ مہینے کے آخر تک رکنے کا ارادہ رکھتا ہے؟" ظاہر ہے اس جواب دینے والا جا چکا تھا۔

باری ہو رہی تھی اور کیتھی اپنے بستر میں دبکی موٹا کمبل اوڑھے تھر تھر کانپ رہی تھی۔ اسے کل سے شاہ میر نے ساری رات اس کے سرہانے جاگ کر گزاری تھی۔

اس کی جلتی پیشانی پر ہاتھ رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیسی طبیعت ہے؟" بے حد نرم لہجہ۔
کیتھی خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔ تازہ شیو کی نیلاہٹیں اس کے چہرے پر نمایاں تھیں
نسبتاً کم سرخ اور چہرہ گزشتہ دنوں کی نسبت قدرے فریش دکھائی دیتا تھا۔
"تم آج دیر سے آئے؟" وہ کروٹ بدل کر بالکل سیدھی لیٹ گئی۔ شاہ میر نے اس کے ...
کیا۔
"تم نے لنچ لیا۔ میں لزا سے کہہ گیا تھا۔"
"ہوں۔"
"کچھ لو گی۔" وہ لفافے کھول کر چیزیں نکالنے لگا۔ کیتھی کے پسندیدہ سینڈوچ، پھل، کافی کا...
نیلا کوٹ۔
"تمہارے لیے۔"
کیتھی کی آنکھوں میں حیرت امڈ آئی۔ انہوں نے گزشتہ دو سالوں سے بہت کچھ شیئر کیا تھا...
کے حساب کے ساتھ۔
"مجھے اچھا لگا۔۔۔ سوچا تمہارے لیے خرید لوں۔"
"کتنے کا ہے؟" کیتھی کے منہ سے پھسلا۔
"قیمت کا کیا ہے، تمہیں اچھا لگا۔"
"ہاں۔" کیتھی نے آہستگی سے ہاتھ پھیر کر کوٹ کی نرماہٹ محسوس کی۔
"تم مجھے تحفے دے رہے ہو۔"
"ہمارے ہاں شوہر اکثر بیویوں کو گفٹ دیتے رہتے ہیں۔" شاہ میر نے خوش گوار لہجے میں بتایا
کر کوٹ ایک طرف ڈال دیا۔ اس نے ابھی تک شاہ میر سے شادی کا فیصلہ نہیں کیا تھا۔ اچانک
اسے بستر پر ڈال کر شاہ میر کو تیمارداری کا موقع دے دیا تھا اور وہ اسے یوں سنبھال رہا تھا گویا وہ کوئی
"تم میرے شوہر نہیں ہو۔" وہ تلخی سے گویا ہوئی۔
"تم نے شادی کے لیے کون سی تاریخ سوچی؟" شاہ میر کچن کی طرف جاتے ہوئے پوچھنے لگا۔
"تم سے کس نے کہا میں تم سے شادی کر رہی ہوں؟"
"ہمیں زیادہ مہمان نہیں بلانے۔ تم جانتی ہو میرے پاس کچھ زیادہ سیونگ نہیں ہے
مارگریٹ، احمد علی اور اس کی فیملی۔ تم کسے انوائٹ کرو گی؟" وہ کچن ہی سے بات کر رہا تھا۔
"جہنم میں جاؤ تم۔" کیتھی چلائی۔
"تم شادی پر کیسا لباس پہنو گی؟" وہ کافی اور سینڈوچز سمیت کچن سے برآمد ہوا۔
"میں تمہیں یہاں سے دھکے دے کر نکالوں گی۔" کیتھی نفرت سے گویا ہوئی۔
شاہ میر نے ٹرے ایک طرف رکھی پھر آخری لفافہ کھولا۔ اس میں سے ایک تصویر بے حد احتیاط
لمبے کمرے کی دیواروں کو دیکھنے کے بعد اس نے کارک اتار کر ایک طرف رکھا اور اسی احتیاط سے
ٹانگ دی۔ کچھ لمحے بے حد محبت سے تصویر کو دیکھنے کے بعد وہ کیتھی کی طرف پلٹا۔
"کیسی ہے؟"
کیتھی نے کچھ کہنا چاہا تو وہ دوبارہ گویا ہوا۔
"یہ میں ہوں کیتھی!"
کیتھی گم صم سی تصویر دیکھنے لگی جس میں ایک گول مٹول سا بچہ صرف نیکر پہنے تالاب سے نہا کر...

✠ ✠ ✠ ✠

...دی کر رہا ہوں۔"
...کے لیے یہ انکشاف اتنا اچانک تھا کہ وہ حیرت زدہ اس کا چہرہ دیکھتا رہا پھر اس نے شاہ میر کو جھنجھوڑ کر رکھ

...کیا کہا۔۔۔ تم شادی کر رہے ہو؟"
...نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ابھی ابھی احمد کے گھر آیا تھا۔ فاطمہ انہیں کافی اور پیٹو کو کیز دے کر
...لے گئی تھی جن کے لیے وہ ڈھیر سارے چاکلیٹ لایا تھا۔
...شاہ میر!" فرطِ جذبات سے احمد عالی کے ہونٹ کانپنے لگے۔ اس نے بے اختیار شاہ میر کو بھینچ لیا۔
...بہت اچھا فیصلہ کیا ہے دوست!"
...رہا ہوں۔"
...اسی لیے اتنے مطمئن اور خوش دکھائی دے رہے تھے۔"
...تمہیں ایسا محسوس ہوا۔" شاہ میر نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔
...نے فاطمہ سے کہا تھا شاہ میر کے ساتھ کچھ خاص ہوا ہے۔"
...نے کہا تھا۔ تقدیر میری واپسی کے اسباب پیدا کر رہی ہے۔"
...کہا تھا۔" احمد عالی نے زور زور سے سر ہلایا۔
...ایسا نہیں ہوا۔" شاہ میر نے کافی کا بڑا سا گھونٹ بھرا۔ "تقدیر نے میری جڑیں اسی سرزمین پر گاڑ دی

...عالی نے ناسمجھی سے اسے دیکھا پھر ہنس دیا۔
...اس بات کی خوشی ہے کہ تم اپنی فیملی بنانے جا رہے ہو۔"
...اب ہے اسی اتوار کو میں اور کیتھی تمہارا انتظار کریں گے۔" وہ خالی مگ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔
...!" احمد عالی نے سر اٹھا کر تعجب سے اسے دیکھا پھر وہ اٹک سا گیا۔
...کیتھی سے شادی کر رہے ہو؟"
...۔" شاہ میر نے اثبات میں سر ہلایا۔
...۔" وہ کچھ کہتے کہتے رکا پھر کھڑا ہو گیا۔ وہ شاہ میر سے کچھ کہنا چاہتا تھا مگر کہہ نہ سکا اور شاہ میر اس کی الجھن
...بڑی آہستگی سے گویا ہوا۔
...ہر عورت کی تمنا وہ کرے احمد عالی! جو خود پارسا ہو۔"
...عالی مسکرایا پھر اس نے دونوں ہاتھ شاہ میر کے کندھوں پر رکھے۔
...حال میں خوش ہوں شاہ میر!"
...جانتا ہوں۔" شاہ میر نے ممنونیت سے اسے دیکھا۔ "تم میرے واحد دوست ہو۔"
...اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو۔۔۔"
...زیادہ نہیں۔" وہ تذبذب کا شکار ہوا۔ "بس شادی کے انتظام کے لیے کچھ رقم۔۔۔ بخدا میں اب نہیں
...سارا قرض لوٹا دوں گا۔ دراصل احمد! میں خالی ہاتھ ہوں۔ بہت بری عادت ہے میری۔ میں نے
...نہ ڈالر نہیں رکھا۔ بری عادت ہے نا!"
...نہیں اب اس عادت سے چھٹکارا پا لینا چاہیے۔" احمد عالی نے خوش دلی سے کہا۔
...چاہتا ہوں کیتھی کے لیے سرخ جوڑا بنواؤں۔ میرا خیال ہے وہ دلہن بن کر پیاری لگے گی۔"
...یہی خیال ہے۔" احمد نے تائید میں سر ہلایا۔ "لیکن کیا وہ سرخ جوڑا پہن لے گی۔"
...ہاں دلہن یہی رنگ پہنتی ہے۔" شاہ میر نے سنجیدگی سے بتایا۔
...ہمارے ہاں کی دلہن نہیں ہے۔" احمد عالی کہنا چاہتا تھا مگر کہا نہیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ٹھیک ہے۔ ہم صبح فاطمہ کو ساتھ لے کر کسی پاکستانی بوتیک پر جائیں گے۔ شاید وہاں تمہارا... جائے۔"

احمد عالی واقعی ایک مخلص اور اچھا دوست تھا۔

گھونٹ گھونٹ گرم سوپ اپنے اندر اتارتے ہوئے کیتھی نے شاہ میر کو دیکھا۔ وہ کھڑکی میں کھڑا دھندلے اوراق پر نجانے کیا لکھ رہا تھا یا وقت کی تحریر پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیتھی کچھ ... جھرجھری ضرور لے کر رہ گئی کہ وہ اس سرد موسم میں ہلکا سا سویٹر پہنے کھڑا تھا۔

"کھڑکی بند کردو شمیر! مجھے سردی لگ رہی ہے۔" اس نے ہلکی سی آواز میں کہا۔

شاہ میر نے فی الفور کھڑکی بند کی اور اس کے قریب آبیٹھا۔ سوپ کا خالی پیالہ کیتھی کے ہاتھ سے ... نے دوسرے ہاتھ سے کیتھی کی پیشانی چھوئی اور بشاش لہجے میں بولا۔

"اب تو تمہارا بخار بالکل ٹھیک ہے۔"

"ہاں۔" کیتھی نے اس کا ہاتھ بہت عرصے بعد تھاما تھا اور بہت عرصے بعد ہی شمیر نے ہاتھ چھ... ہولے ہولے سہلانے لگا۔

"تمہارے ہاتھ بہت ٹھنڈے ہیں۔" کیتھی نے کہا۔

"ابھی گرم ہو جائیں گے۔"

"تم نے اس بیماری میں میرا بہت ساتھ دیا۔"

پچھلے چند دنوں میں شاہ میر نے کیتھی کا جتنا خیال رکھا تھا' وہ اس کے سارے نہیں تو آدھے ... تبدیل کر گیا تھا۔ خواہش کی کونپل اس کے اندر ہی سر اٹھانے لگی۔ اگرچہ وہ اس کی خوشبو سے ا... تھی مگر شہر کے ہنگاموں سے دور پکی ہوئی گندم کے سنہری خوشوں سے بھرے کھیتوں میں گھرا اک ... آنے لگا تھا' جہاں اس کے ماں باپ نے اپنی نئی زندگی کا آغاز کیا تھا۔ اس کے بے حد چھوٹے فارم ... سرخ گائیں' چند بکریاں اور بہت سی مرغیاں تھیں۔ کیتھی جانتی تھی' وہ کھیت' وہ گھر اور وہ فارم ہاؤس ... کا نہیں بلکہ نانا کا تھا' جہاں اس نے اپنے بچپن کا بہت مختصر حصہ گزارا تھا۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

"تمہارے بارے میں۔" اس نے ہلکا سا جھوٹ بولا۔

"کیا...؟"

"تم میری زندگی میں آنے والے عجیب مرد ہو۔"

"اچھا...." وہ لیٹ گیا اور کمبل ٹانگوں پر ڈال لیا۔ اس کی نظروں کے سامنے اس کی تصویر تھی ... میں موجود ننھے شاہ میر کو نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ اس کی نگاہیں عقب میں موجود درختوں میں گھرے تالا... پر تھیں۔ اسے محسوس ہوا کائی جما پانی حرکت کرنے لگا ہے۔ درختوں کی شاخیں ہواؤں کے زور پر لہرا... اس نے واضح طور پر ہواؤں کی سرسراہٹیں سنیں۔ کیتھی نے آگے کو جھک کر اس کی کھلی آنکھوں میں ... کوشش کی پھر بے اختیار پوچھا۔

"تم کون ہو؟"

"شاہ میر۔"

"کہاں سے آئے ہو؟"

"پاکستان۔"

"کیوں؟"

یہ وہ سوال تھا جس کا جواب وہ ترنت نہیں دے سکتا تھا۔ یہاں ہونٹوں پر قفل لگ جاتے تھے۔ اس

...میں' دلدل تھی۔ وہ اس دلدل میں اترتا چلا گیا۔ اس نے پہلی بار کیتھی کے سامنے اپنا آپ کھول کر

...ہاں' میرے باپ کی بچپن کی مانگ تھی۔ ہمارے ہاں رشتے یونہی طے ہو جاتے تھے۔ کچھ بھی دیکھے ...عادات' خیالات' فطرت کی تو بات ہی کیا' عمروں کا فرق تک نہ دیکھا جاتا۔ ایک ننھی سی بچی کو جوان ...سے باندھنے کے لیے یہی جواز کافی تھا کہ خاندانی جائیداد باہر نہ جائے۔ خواہ اس کے لیے کسی کے ...ارمان ہی کیوں نہ ہوں۔ میرے باپ نے شادی اپنی مرضی سے کی۔" اس کے دھیان کی گرم دوپہر میں ماضی ...کے پٹ کھلتے چلے گئے۔

...میں طوفان اٹھا لیکن فائدہ....؟ یہ اس خاندان کی پہلی کہانی نہ تھی۔ یہاں پہلے بھی نوخیز جوانیاں رات ...وں میں سر پٹختے پٹختے ادھیڑ عمری کی منزلیں طے کرتی رہی تھیں۔ وہ اس خاندان کی پہلی لڑکی نہ تھیں۔ نہ ...المیہ تھا۔

...میرا باپ تین بچوں کا باپ بن گیا تو اس سے التجا کی گئی کہ وہ خدیجہ بانو کو بھی شرف قبولیت بخش دے اور ...ثابت کردی۔ وہ اسے اپنے گھر نہیں لے کر گیا مگر میرے ننھیال والوں کے لیے یہی کافی تھا کہ ان کی ...ال ...۔ کنواری بی بی بن کر گھر نہیں بیٹھی' میں اسی عنایت کی دین تھا۔ کچھ سال خدیجہ بانو کو برت کر وہ ...بھی ادھر کا رخ ہی نہ کیا۔ کسی کو کوئی فرق نہ پڑا تھا مگر میں نے اس عورت کو ساری ساری رات روتے

...تھی' میں سو چکا ہوں۔ اس کے آنسو میرا چہرہ بھگوتے رہتے اور میرے اندر نفرت و بغاوت کے وہ بیج ...اور میرے رخصت ہوتے بچپن کے ساتھ ساتھ تناور درخت بن گئے۔ میں نفرت کی آگ سے نیلو نیل ...تھا' ...ب اس شخص کی پہلی بیوی مر گئی۔ بچے اگرچہ چھوٹے نہ تھے مگر گھر کا انتظام و انصرام بکھرنے لگا تھا' ...ماں خدیجہ بانو کو لینے چلا آیا۔ میں نے لاکھ سر پٹخا کہ وہ مت جائیں مگر انہیں نہ ماضی یاد آیا' نہ ہی گزری ...راتیں۔ میرا پیاسا و محروم بچپن تک بھول گئیں۔ انہوں نے کہا۔

..."میرے ساتھ چلو' وہ تمہارا باپ ہے۔ وہی تمہارا اصل گھر ہے۔ دیر سے سہی' تمہیں تمہارا جائز مقام ...ہے۔ یہاں کیا ہے' تمہارے لیے کچھ بھی نہیں۔" میں نے کہا۔

...نہیں' میں یتیم پیدا ہوا تھا اور میری ماں تین جوان بچوں کی ماں بن کر میرے لیے مر گئی۔ میں نے وہ ...ملک بھی چھوڑ دیا۔ نگر نگر بھٹکا ہوں' صحرا صحرا آبلہ پا سفر کیا ہے' بھوک کا عذاب سہا' مزدوری کی ...۔ لوگ کہتے ہیں میں اپنے باپ جیسا ہوں۔ انا پرست' ضدی' ہٹ دھرم۔ شاید ایسا ہی ہو۔ خون کا اثر ...ہے۔ یہ سن کر مجھے تو خود سے ہی نفرت محسوس ہوتی تھی تب ہی اپنے آپ کو تھکاتا رہا۔

؎ نگری نگری پھرا مسافر گھر کا رستہ بھول گیا

...جانے کی خواہش ہی پیدا نہیں ہوئی۔ شاید بے سمتی مجھے بھا گئی تھی۔ جو کمایا' خود پر اڑا دیا۔ سر ...ٹھکانا تو ٹھیک نہیں ملا تو جہاں رات ہوئی وہیں سو گئے لیکن اب میں تھکنے لگا ہوں۔ بھاگتے بھاگتے گر ...چاہتا ہے اب لنگر ڈال دوں' کہیں رک جاؤں' تھوڑا سستا لوں۔ کیتھی! دل چاہتا ہے' ایک گھر ہو...."

...کی آواز سرگوشی میں ڈھل گئی۔

...گھر لوٹنے کی خواہش میرے قدموں میں بجلی بھر دے۔ میری بیوی دروازے پر میری منتظر ہو۔ مجھے ...کے پوچھے یہ سب.... یہ سب.... یہ ساری خواہشیں اس آنے والے کی بدولت ہیں۔ اس نے ...ہے' باندھ دیا ہے۔"

...میں دبا دبا جوش بیدار ہوا۔

...محسوس تو کرو' سوچو۔ اس کی کلکاریاں' کھلکھلاہٹیں۔ اس کے نرم ہاتھوں کا لمس۔ اس کی معصوم

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس نے دھیرے سے کیتھی کی طرف کروٹ بدلی۔وہ پوری آنکھیں کھولے اس کو دیکھ رہی
سرگوشیوں نے کیتھی کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑا دی۔ کوئی تھا جو اس کے اندر کروٹ بدلنے

”وہ مجھے بابا کہے گا اور تمہیں ممی۔ کیتھی! وہ یہاں میرے سینے پر سر رکھ کر سوئے گا۔ ہیں کیتھی

ایک خوش گوار سنڈے کو مقامی چرچ میں وہ دونوں رشتہ ازدواج میں بندھ گئے۔ چرچ میں خواہش تھی جس پر شاہ میر نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ کیتھی اپنے روایتی سفید لباس میں اپنی معصوم دکھتی تھی۔ اسی سنڈے ایوننگ میں اسلامک سینٹر میں ان کا نکاح ہو گیا۔ شاہ میر کی خواہش پر روایتی پاکستانی سرخ جوڑا پہنا تھا جس میں اس کی گوری رنگت دمک رہی تھی۔

”نئے جوڑے کے لیے پہلا ڈنر احمد عالی کے گھر۔“ اسلامک سینٹر سے نکلتے ہی احمد نے اعلان

”لیکن آخری ہرگز نہیں۔ ہم اکثر تمہیں تنگ کرتے رہیں گے۔“

سیاہ ڈنر سوٹ میں ملبوس شاہ میر بے حد مسرور و شاداں دکھائی دیتا تھا۔ لگتا ہی نہ تھا' یہ وہی سے بے زار انسان ہے۔

انہوں نے واقعی ایک گھر کی بنیاد رکھ دی ہے۔

احمد عالی اور فاطمہ نے چپکے سے سوچا۔

❄ ❄ ❄ ❄

گاڑی گولی کی سی رفتار سے آگے بڑھی۔

اردگرد گاڑیوں میں موجود لوگوں نے سر نکال کر جلی کٹی سنائیں۔ کچھ نے نوجوان نسل کی اپنی کو کوسا۔

ایمن کے اندر ایک جنون سا بیدار ہوا۔ اس کا جی چاہا وہ یونہی گاڑی بھگاتی جائے۔ یہاں تک کنارہ سامنے ہو اور خلا اس کا مقدر' سامنے آتے ٹرک کو دیکھ کر اس نے اپنے انجام کے بارے وقت پر اسٹیئرنگ گھما دیا۔

”کیا سوچ کر اس نے میری جگہ کسی اور کو دی۔“

ہنستا مسکراتا چہرہ نگاہوں کے سامنے آگیا۔

”وہ مجھ سے جان چھڑانا چاہتا ہے' وہ جو مجھ پر جان نچھاور کیا کرتا تھا۔“

سامنے سے آنے والوں نے اس کریزی ڈرائیور سے بچنے کے لیے اپنی اپنی سعی کی۔ اگر وہ نکل آئی تھی تو یہ اس کی لاشعوری کوشش کے ساتھ ساتھ اللہ کا معجزہ ہی تھا۔ وہ وہاں تک گئی جہاں خاتمہ ہوتا تھا۔ سامنے کھیتوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا۔ سورج گول تھال کی شکل میں ڈھلی رنگت میں ڈوبتا افق کے آخری کنارے کو چھو رہا تھا۔ چہار سو پُرسکون سناٹا چھایا تھا جس میں سرسراہٹیں دم توڑ رہی تھیں۔ وہ دونوں ہاتھ اسٹیئرنگ پر جمائے تیز تیز سانس لیتی رہی۔ یوں لگا سے دوڑتی ہوئی آرہی ہے۔ تھوڑا وقت یونہی گزرا۔

پھر اکھڑی اکھڑی ہوتی سانسوں میں ہمواریت ظاہر ہوئی۔

اسٹیئرنگ پر بھی سخت گرفت کمزور پڑ گئی۔

تنے ہوئے اعصاب پر ماحول کی خاموشی اثرانداز ہوئی۔ یہی سناٹا دھیرے دھیرے اس کے اندر اس نے ہلکی سی سانس کھینچی' دونوں ہاتھ گود میں رکھ لیے اور خالی خالی نظروں سے افق کے کنارے کم آفتاب کا سفر ختم ہوا۔ وہ جاتے جاتے اپنے رنگ چھوڑ گیا تھا' جنہیں دھیرے دھیرے رات کی تھا۔

خیالات کی شوریدہ سری دم توڑ چکی تھی۔

”ہاں' وہ کر سکتا ہے۔ اس کے پاس جواز ہے۔ آخر ان گزشتہ سالوں میں' میں نے اسے دیا

نی۔ یہی تحفے تو ملتے رہے اسے پھر شکوہ کیسا۔۔۔؟ اور کس سے۔۔۔؟“ وہ ہارے ہوئے سپاہی کی طرح جس کے ہتھیار اس کے سامنے پڑے ہوں مگر نہ بازوؤں میں اٹھانے کی سکت ہو' نہ دل میں

بار تم نے خود اپنے نصیب میں لکھی ہے۔ آغاز تم نے خود کیا تھا' اب انجام تو دیکھو۔“ کھیتوں کے کناروں میں روشنیاں جگنوؤں کی طرح ٹمٹمانے لگیں۔ اندھیرے کی چادر دھیرے دھیرے پھیلنے لگی۔ تھوڑی دور کسی نے آگ جلالی۔ ایمن نے محسوس نہیں کیا۔ آگ کے گرد بیٹھے تین کر گاڑی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

ٹوٹتے وجود پر خود ہی نوحہ کناں تھی۔ اندر کہیں واپسی کی خواہش ہوتی تو ہی حرکت کرتی۔ اسے تو تھا۔ وہ کس طرف نکل آئی ہے۔ واپسی کا رستہ کون سا ہے۔

سفر کہاں تک جائے گا ایمن!“

سایہ گاڑی کے شیشے پر لہرایا پھر کسی نے زور سے شیشے پر ہاتھ مارا۔ وہ بری طرح ڈر گئی۔

شیشے کو زور زور سے کھٹکھٹاتے وہ کچھ کہہ رہا تھا۔

گھبرا کر چابی گھمائی اور گاڑی اسٹارٹ کرلی۔

دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔

گاڑی ریورس کی۔ وہ شخص لڑکھڑا کر پیچھے گرا۔ ایمن تیزی سے گاڑی نکال لے گئی۔

✡ ✡ ✡

ل تھا کہ ماں جی کے لیے یہاں ایڈجسٹ کرنا ذرا مشکل ہوگا مگر ماں جی کے کسی بھی انداز سے ایسا ا۔ وہ خاموشی سے اس گھر کی روٹین کا حصہ بن گئیں بلکہ ان کے آنے سے حرا کو دوسراہٹ مل گئی۔ ماہی نہ تھیں۔ حرا کالج جاتی تو اس کی غیر موجودگی میں ملازمہ کے سر پر کھڑی ہو کر صفائی کرواتیں۔ انی میں پکواتیں بلکہ اکثر میٹھا اپنے ہاتھوں سے بناتی تھیں۔ بچے بھی اسکول سے آکر ان ہی کے ساتھ

لگتا تھا' وہ یہاں خوش ہی نہیں اور مطمئن بھی۔ اب یہ تو کوئی ان کے دل سے پوچھتا جو حویلی کی ماہی نہ تھا۔

پودوں پر پھول آگئے ہوں گے۔“ یوں ہی چلتے پھرتے لیموں کے پودوں کی ترش و خوش گوار مہک گئی۔

ہنڈ تو سوکھنے لگے ہوں گے۔“

ی اداسی دل میں اترتی' پھر ایک ایک کر کے گاؤں کی وہ ساری عورتیں یاد آنے لگتیں' جوان کے مسائل لے کر آتی تھیں۔

بھی وہ تسبیح کے دانے گرا رہی تھیں مگر ذہن تھا کہ ادھر اُدھر ہی بھٹک رہا تھا۔ جب حرا نے جھانک

آپ فارغ ہوگئی ہیں تو کھانا لگا دوں۔“

اثبات میں سر ہلا دیا۔ مغرب کی نماز کے بعد وہ عموماً' وہیں جائے نماز پر بیٹھی رہتی تھیں۔ حرا نے بچوں کو آواز دی پھر اسٹڈی میں چلی آئی' جہاں ڈاکٹر شہروز مولی سی کتاب میں گم تھے۔

نکلے' اسٹڈی میں گھس گئے۔ زندگی میں کچھ اور بھی ہے یا نہیں۔“ اس نے کتاب بند کر کے اس رکھ دیے۔

میں' میری زندگی میں بہت کچھ ہے۔ ہمہ وقت دعا کرنے والی ماں' دو پیارے پیارے شرارتی بچے اور

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایک ہٹلر نما بیوی جو ہمہ وقت میرے ہی پیچھے پڑی رہتی ہے۔"

"اس کے باوجود آپ ہاتھ کم ہی آتے ہیں۔ اب اٹھ جائیں کھانے پر انتظار ہو رہا ہے۔"

باہر سے بچوں کی آوازیں آنے لگی تھیں۔ ڈاکٹر شہوز نے ہی اپنی چیزیں سمیٹ لیں۔

"اماں جی ٹھیک تو رہتی ہیں حرا؟" انہوں نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"بظاہر تو یہی لگتا ہے کہ ایڈجسٹ کر گئی ہیں۔"

"نہ بھی کر سکیں تو وہ بتائیں گی تھوڑا ہی۔"

"ہوں۔ کل شاہ زیب کا بھی فون آیا تھا۔"

دونوں باتیں کرتے ڈائننگ ٹیبل تک آ گئے' جہاں اماں جی بچوں کے ساتھ ہلکی پھلکی گفتگو کر

"بچے آپ کے ساتھ بہت مانوس ہو گئے ہیں اماں جی!"

"وہ پہلے بھی میرے ساتھ خاصے مانوس تھے۔" وہ مسکرائیں۔

"اب آپ نے جانے کا نام بھی لیا تو یہ رونے لگیں گے۔" حرا نے کھانا سرو کرنا شروع کر دیا۔

"میں نے کب جانے کا نام لیا ہے۔ میں جانتی ہوں' مجھے اب واپس نہیں جانا۔" انہوں نے

ہاٹ پاٹ سے روٹی نکال لی۔

حرا اور شہوز ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے اماں جی! جب آپ کہیں گی' میں آپ کو لے چلوں گا۔ ہم تو صرف

رہنے کے خیال سے کہہ رہے تھے۔"

وہ چپ کر کے عادل کے منہ میں نوالے دینے لگیں۔ جب سے آئی تھیں' وہ ان ہی سے کھانا

پہلا نوالہ سب کے ہاتھ میں تھا' جب مسلسل ہوتی بیل نے انہیں ڈسٹرب کر دیا۔

"اس وقت کون آ گیا؟"

ڈاکٹر شہوز اٹھنے لگے تھے' حرا نے روک دیا۔

"کریم دیکھ لے گا۔"

کریم کے ساتھ آنے والی ہستی کو دیکھ کر جہاں باقی لوگ حیران ہوئے' وہیں ڈاکٹر شہوز پریشان

ہو گئے۔

"ایمن...! تم...."

وہ بے حد پریشان اور حواس باختہ نظر آتی تھی۔ ننگے پاؤں اور جوتے ہاتھ میں۔

"وہ... میں...." وہ کچھ کہتے کہتے ہکلائی۔

"آؤ بیٹھو۔" ایک کرسی گھسیٹ کر اسے بٹھاتے ہوئے انہوں نے پانی کا گلاس بھرا۔

"وہ میرے جوتے ٹوٹ گئے تھے۔" ایمن نے حاضرین کی طرف شرمندہ نگاہوں سے دیکھتے ہو

طرف ڈال دیے۔

"تم پیدل آ رہی ہو؟" ڈاکٹر شہوز نے دیکھا' اس کے پیر گندے اور دھول سے بھرے ہوئے تھے۔

"جی.... وہ.... میری گاڑی...." اس نے پانی کا گلاس لبوں سے لگا لیا۔ وہ بیٹھی نہیں تھی' ایک ہاتھ

پشت سنبھالے کھڑی تھی۔

"خراب ہو گئی؟"

ایمن نے پانی ختم کیا اور نفی میں سر ہلا دیا۔

"اس میں پٹرول ختم ہو گیا تھا۔ آپ کا گھر نزدیک تھا' اس لیے...."

"تم گھر نہیں گئی تھیں۔" ڈاکٹر شہوز نے پوچھا تو ایمن نے شرمندگی سے گردن جھکا لی۔

"کھانا کھاؤ گی؟" انہوں نے اس کے چہرے سے بھوک پڑھ لی تھی لیکن ایمن نے نفی میں گردن

...ز کو باقی لوگوں کا خیال آیا جو منہ اٹھائے ان ہی کو دیکھ رہے تھے۔

...ی! یہ ایمن ہے۔ میں اسے اسٹڈی میں لے جا رہا ہوں۔ حرا! ایمن کے لیے کھانا وہیں بھجوا دو۔" ڈاکٹر

...وس کیا کہ وہ نہ تو وہاں بیٹھنے پر آمادہ ہے اور نہ ہی کھڑی ایزی فیل کر رہی ہے۔

...ن!" وہ اسے لے کر اسٹڈی کی طرف بڑھ گئے۔

...ون ہیں؟" بچوں نے اشتیاق سے دریافت کیا۔

...ھی سے کھانا کھاؤ۔" حرا نے ڈانٹا۔ ناگواری اس کے چہرے سے ہویدا تھی۔ اماں جی نے بغور اسے دیکھا

...انداز میں کہا۔

...والی مریضہ لگتی ہے۔"

"اب تو مریضوں نے گھر کا رستہ بھی دیکھ لیا ہے۔" اگرچہ اس نے لہجہ سادہ ہی رکھا تھا مگر اماں جی جانتی

...اندر ہی اندر جھنجلا رہی ہے۔

...مناؤ' میں دے آتی ہوں۔" انہوں نے رسانیت سے کہا تو وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔

...لے پریشان ہو رہے ہوں گے۔" ڈاکٹر شہوز نے بے حد احتیاط سے پوچھا۔

...ھر والے.... میرا شوہر...." وہ تلخی سے مسکرائی۔

...وقت مجھے یاد کرنے کے لیے بالکل بھی فارغ نہیں ہے۔ خوب صورت چہروں کی سنگت میں مجھ جیسے

...چہرے کسے یاد رہتے ہیں۔"

...اسے فون کر دوں۔" ڈاکٹر شہوز نے موبائل نکالا۔

...یوں پریشان ہو رہے ہیں' میں چلی جاؤں گی۔" وہ زور زور سے انگلیاں مروڑنے لگی۔

...میں تمہارے لیے کہہ رہا ہوں۔" انہوں نے بے حد نرمی اور رسانیت سے کہا۔ وہ چپ چاپ اِدھر

...گی۔ ڈاکٹر شہوز خاموشی سے باہر نکل گئے۔ اماں جی ٹرے اٹھائے آ رہی تھیں۔ وہ ذرا کی ذرا رکے۔

...اسے کھانا کھلائیں' میں اس کے گھر والوں کو فون کر کے آتا ہوں۔" انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

...فائل میں مطلوبہ نمبر تلاش کر کے واپس آنے میں انہیں دس پندرہ منٹ لگے تھے۔ واپس آئے تو وہ

...رہی تھی۔ اماں جی پاس ہی بیٹھی تھیں۔ ڈاکٹر شہوز کو دیکھ کر اس نے ہاتھ کھینچ لیا۔

...ا۔" اماں جی نے شفقت سے اصرار کیا۔

..." وہ ٹشو سے ہاتھ صاف کرنے لگی۔ اماں جی نے سوالیہ نظروں سے شہوز کی طرف دیکھا۔ انہوں نے

...اثبات میں سر ہلا دیا۔ اماں جی مطمئن ہو گئیں۔ ایمن اب سر جھکائے نجانے کیا سوچ رہی تھی۔

...ن گھر جانے کو جی نہیں چاہ رہا۔"

...کے سامنے بیٹھ گئے۔ اماں جی ٹرے اٹھا کر باہر نکل گئیں۔

...میں نے اسے دیکھا۔" ایمن نے آہستگی سے سر اٹھایا تو آنکھیں لبالب پانیوں سے بھری تھیں۔

...شوہر کو' وہ کسی اور کے ساتھ تھا۔ وہ گاڑی میں اس کے برابر بیٹھی حد درجہ خوش اور مطمئن نظر آ رہی

...اچھا نہیں لگا؟"

...گھر تباہ ہو رہا ہے۔"

...ہوز نے پہلی بار اسے اپنے گھر کی فکر میں مبتلا دیکھا تھا۔ یہ ایک مثبت تبدیلی تھی۔

...یں وہاں ہونا چاہیے تھا۔ اپنے گھر میں...." انہوں نے آہستگی سے جتایا۔

...المیہ ہے ڈاکٹر! کہ ایمن کبھی وہاں نہیں ہوئی' جہاں اسے ہونا چاہیے۔ ایمن نے ہمیشہ اپنی راہیں خود

...ہیں۔ جب مجھے عفان کی پناہ میں ہونا چاہیے تھا' تب بھی میں طاہر کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ ایمن کبھی

...نہیں ہوئی' جہاں اسے ہونا چاہیے تھا' اسی لیے تو یہ بے سکونی ہے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ڈاکٹر شہوز ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔ انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ ایمن خود ہی اپنی کہانی اور انہیں بہرحال اس بے وقت ٹپک پڑنے والی مریضہ کو اس وقت تک باتوں میں لگائے رکھنا کے گھر سے کوئی لینے نہ آجاتا۔ گویا ایمن کا اگلا سیشن چند گھنٹوں کے وقفے سے ان کے گھر شروع ہو گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

کچھ عجیب سی کیفیت میں وہ عفان سے ملنے گئی تھی۔ کوئی خاص تیاری بھی نہ کی۔ یونہی اٹھ ماٸرہ نے کھولا تھا۔

"تم۔۔۔" اس کے انداز میں گرم جوشی مفقود تھی۔

"ہاں میں۔"

وہ رستہ دے کر اندر چلی آئی۔ نہ سلام' نہ دعا' نہ آنے پر خوشی کا اظہار۔ ایمن اس کے رویے اندر آئی۔ اس کی مما البتہ حسب معمول گرم جوشی سے ملی تھیں۔

"ڈرائنگ روم میں مہمان بیٹھے ہیں' تم ماٸرہ کے کمرے میں چلی جاؤ۔" انہوں نے ہنستے ہو۔ اندازہ ہو گیا مہمان کون ہے۔

"ماٸرہ کی طبیعت ٹھیک ہے۔" ایمن نے کچھ الجھ کر پوچھا۔

"ہاں' کیوں؟" انہوں نے پلٹ کر حیرت سے پوچھا۔

"کچھ نہیں' ویسے ہی سست لگ رہی تھی۔" ایمن ٹال کر ماٸرہ کے کمرے میں آگئی۔

"خیریت' گھر آئے مہمان کے ساتھ ایسی بے رخی۔"

ماٸرہ نے قدرے سنجیدہ اور شاکی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور چپ رہی۔

"مس ماٸرہ! میں تم سے مخاطب ہوں۔" وہ یہاں آنے سے قبل ہی ذہنی خلجان کا شکار تھی۔ سے چڑ سی گئی۔

"سن رہی ہوں' بہری نہیں ہوں۔"

"تو اس طرح کیوں بات کر رہی ہو؟" ایمن کو غصہ آگیا۔ "واپس چلی جاؤں۔"

"مرضی ہے تمہاری۔"

ایمن کو غصہ تو شدید آیا مگر کچھ بے بس ہو کر ایک طرف بیٹھ گئی۔ کچھ دیر دونوں کے مابین خاموشی ماٸرہ نے رخ بدل کر اسے دیکھا تو ایمن پوچھ بیٹھی۔

"اس طرح کیوں بی ہیو کر رہی ہو؟"

"تو کیا کروں' تم نے مجھے بہت شرمندہ کروایا ہے ایمی!"

"میں نے۔۔۔" ایمن نے کچھ حیرت سے پوچھا۔ ذہن عفان کی طرف گیا۔ شاید اس نے کچھ کہا ہے یہی آیا تھا۔

"میں نے کیا کہا ہے؟" اس کا لہجہ خود بخود مدھم ہو گیا۔

"ایمی!" ماٸرہ نے فیصلہ کن انداز میں اس کی طرف دیکھا۔ "تم نے وہ سارے گفٹ کس کو دیے تھے"

"کون سے؟"

"انجان مت بنو' وہ سب کچھ جو تم میرے ساتھ جاکر خرید لائی تھیں جس کے بارے میں تم نے جھوٹ بولا کہ ماٸرہ کی برتھ ڈے ہے۔" وہ چبا چبا کر بولی۔

"اوہ۔۔۔ تو تم اس لیے ناراض ہو۔"

"وہ سب کچھ عفان کے لیے نہیں تھا۔"

ایمن کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی پھر آہستگی سے بولی۔

۔۔۔ نے کب کہا تھا کہ وہ سب عفان کے لیے ہے۔"

۔۔۔ کے لیے تھا ایمن! اور میں۔۔۔ میں بے وقوف عفان سے کہہ بیٹھی کہ ایمن نے آپ کے لیے ۔۔۔"

۔۔۔ ان کی فکر نہ تھی کہ وہ اسے خود بتا چکی تھی۔

۔۔۔ ہی فرض کر لیا۔ میں نے بتایا تو تھا کہ۔۔۔"

۔۔۔ نے وہ سب کچھ کس کو دیا تھا۔ تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ میں کس قدر پریشان رہی ہوں۔ تم گھر میں ۔۔۔ ل رہی تھیں۔" ماٸرہ واقعی پریشان تھی۔

۔۔۔ س نے کہا؟" ایمن نے پوچھا۔

۔۔۔ ی نے اور کس نے۔ ایمی۔۔۔ ایمی! بتاؤ۔۔۔ تم نے وہ سب کس کو دیا؟"

۔۔۔ اختیار اس کے قریب آکر جھنجوڑ ڈالا۔

۔۔۔ ک کر رہی ہو ماٸرہ!" ایمن اپنا آپ چھڑا کر پیچھے ہٹی۔

۔۔۔ نہیں تو میں کیا کروں گی۔"

۔۔۔ ر کرسی پر بیٹھ گئی۔

۔۔۔ سب طاہر بھائی کو دیا تھا۔" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے بتا دیا۔

۔۔۔ بھائی؟" ماٸرہ کچھ لمحے کو غائب دماغ ہوئی پھر بری طرح چونکی۔ "وہ تمہارے ٹیوشن ماسٹر!"

۔۔۔ ٹیوشن ماسٹر نہیں ہیں۔" ایمن ناگواری سے گویا ہوئی۔ "وہ میرے کزن بھی ہیں۔"

۔۔۔ بول رہی ہو۔"

۔۔۔ تمہارے سامنے جواب دہ نہیں ہوں ماٸرہ!" ایمن کو غصہ آگیا۔ "لیکن تم میری واحد دوست ہو اس لیے ۔۔۔ طاہر بھائی میرے کزن ہیں اور ان کے دادا میرے نانا جان ہیں۔" اس نے مختصر ترین الفاظ میں باقی ۔۔۔ حال۔

۔۔۔ یقینی سے اسے دیکھتی رہی پھر ایمن کے چپ ہونے پر سر جھٹکتے ہوئے بولی۔

۔۔۔ فلمی کہانی سنا رہی ہو۔"

۔۔۔ مرضی سمجھو۔" ایمن نے رکھائی سے کہا اور اٹھ کر کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی' جہاں سے پچھلا صحن دکھائی ۔۔۔

۔۔۔ تذبذب سی اس کی پشت کو گھورتی رہی۔

۔۔۔ عفان سے کیا کہو گی؟"

۔۔۔ ابھی عفان کے سامنے بھی جواب دہ نہیں ہوں ماٸرہ بی بی! ہماری صرف منگنی ہوئی ہے' نکاح نہیں۔ ابھی میں ۔۔۔ گھر میں بیٹھی ہوں۔" ایمن کے لہجے میں تلخی در آئی۔

۔۔۔ بھائی! تم سے کیوں ملنا چاہتے ہیں؟" ماٸرہ نے اس کے لہجے کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔ گویا عفان ۔۔۔ پکا تھا۔

۔۔۔ جانتے ہوں گے۔ بہرحال ملنے کی خواہش میں نے نہیں کی تھی اور نہ مجھے یہ معلوم تھا کہ مجھے اپنے ہر ۔۔۔ ہر کسی کے سامنے یوں جواب دینا ہوگا۔"

۔۔۔ نہیں ہے ایمن! دراصل تم جھوٹ بول کر گئی تھیں اس لیے۔۔۔" ماٸرہ نے صفائی دینا چاہی' ایمن نے ۔۔۔ اس کی بات قطع کی۔

۔۔۔ حالات بہت اچھی طرح سے جانتی ہو ماٸرہ! اگر مہرالنساء بیگم کو معلوم ہو جائے تو کیا وہ مجھے اپنے ننھیالی ۔۔۔ ملنے دیں گی۔ وہ تو کیا شاید ڈیڈی بھی ایسا نہ چاہیں۔ میں انہیں کھونا نہیں چاہتی' کسی بھی قیمت پر نہیں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اور تم لوگ ہو کہ میری اتنی سی خوشی بھی برداشت نہیں کر رہے۔"
مائرہ نے اپنے قریب عفان کی موجودگی کو محسوس کیا۔ سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر خاموشی۔ آہستگی سے چلتا ہوا ایمن کے عقب میں جا کھڑا ہوا۔ ایمن چپ ہو گئی تھی۔
"کیسی ہو ایمی؟"
ایک بار تو ایمی کا دل ڈوب کر ابھرا پھر وہ تیزی سے پلٹی۔
"کیسی ہو؟" اس نے دوبارہ پوچھا۔
منگنی کے بعد یہ ان کی پہلی ملاقات تھی کہ وہ یوں آمنے سامنے تھے۔ ایمن فطری طور پر جھج آہستگی سے گویا ہوئی۔
"ٹھیک ہوں۔"
"پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی ہو۔" وہ اسے نگاہوں کے حصار میں رکھتے ہوئے بولا۔ اطلاع ایمن اس کے لہجے سے کچھ بھی اخذ نہ کر پائی۔
"کیا ہوا یقین نہیں آیا؟" عفان کی گمبھیر آواز میں فطری شوخی کے رنگ جاگے۔
ایمن نے ایک سنجیدہ سی نگاہ اس پر ڈالی۔ "میں جانتی ہوں۔"
کچھ زیادہ وقت نہ ہوا تھا جب وہ اس کی موجودگی سے گھبراتی، چھیڑنے پر چڑتی یا غصہ کرتی۔ اسے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ عفان کو کچھ عجیب سا احساس ہوا۔ یہ وہی احساس تھا جو فون کرتے ہوئے اسے گھیرنے لگا تھا۔ اسی احساس کے زیر اثر وہ ایمن سے ملاقات کی خواہش کر قریب سے گزر کر کھڑکی میں جا کھڑا ہوا۔ پچھلا برآمدہ سنسان تھا۔ تخت پر مائرہ کا سرخ دوپٹہ رکھا تھا پر نازک سی بیل ٹانکی جا رہی تھی۔ خاموشی کا وقفہ طویل ہوا تو ایمن کو الجھن سی ہونے لگی۔
"خود شناسی کا سفر بہت جلدی طے کر لیا۔ میں جس ایمن کو جانتا تھا، وہ خود سے انجان معصوم سی ذرا دیر کے بعد عفان نے کہا تو ایمن کے لبوں پر تلخ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔
"اسی لیے اس کا انتخاب کیا تھا؟"
"تو کیا غلط کیا تھا؟"
"اپنے کسی جذبے کی تسکین کے لیے کسی معصوم کو نشانہ بنانا انسانیت تو نہیں عفان صاحب!"
"کس جذبے کی تسکین۔" عفان کی فراخ پیشانی پر سلوٹ سی ابھری۔ اس نے پلٹ کر رخ ایمن کو دیکھا۔
"جذبۂ حاکمیت۔"
"اچھا۔ تمہیں کیسے محسوس ہوا؟" عفان کا لہجہ طنزیہ تھا۔
"آپ کے رویے، آپ کی باتوں سے۔" وہ مضبوط نہیں تھی مگر خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی۔ اور یہ بات اس کے لہجے سے عیاں تھی۔ عفان سمجھ نہ پایا کہ ایسا کیوں تھا۔
"تو تمہارے خیال میں میرا رویہ کیسا ہونا چاہیے؟"
ایمن ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ "آپ مجھ سے کیوں ملنا چاہتے تھے؟"
"میں تمہیں دیکھنا چاہتا تھا۔" اس کا لہجہ و انداز سادہ سا تھا۔
"دیکھ لیا!"
"میں تمہیں جاننا چاہتا تھا۔" عفان نے مزید اضافہ کیا۔
"آپ مجھے نہیں جان سکتے۔" (جو یہ کام کر سکتا تھا، وہ مجھے اندر تک کھوج چکا۔)
"اتنی گہری نہیں ہو تم ایمن وقار الحسن!" عفان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنی طرف گھ

آنکھوں میں آج سنجیدگی رچی بسی تھی۔
"میں تمہیں حرف حرف نہ بھی پڑھ سکوں پھر بھی تمہارے اندر ہونے والی تبدیلی سے آگاہ ضرور ہوں۔ تم وہ نہیں ہو جو تھیں۔ میں صرف اس کا سبب جاننا چاہتا ہوں۔"
"کوئی سبب نہیں ہے۔" وہ اپنا آپ چھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹی۔
"کوئی تمہیں مجھ سے بدگمان کر رہا ہے۔"
"کون؟" ایمن بری طرح چونکی۔
"وہی جو تمہارے ہر حرف، ہر لفظ، ہر جملے میں شامل ہونے لگا ہے۔"
"مجھے نہیں پتا آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" ایمن سٹپٹا گئی۔
"تم اچھی طرح جانتی ہو، میں کیا کہہ رہا ہوں۔" اس کی آنکھوں سے برہمی مترشح تھی۔
"مجھ سے پندرہ منٹ بات کے دوران بارہ مشورہ ہوتے ہیں جس میں صرف طاہر محمود شامل ہوتا ہے۔ ہر بات میں اس کا حوالہ، ہر چیز میں اس سے موازنہ۔ تم نے کبھی اپنی بات نہیں کی، تم نے کبھی میری بات نہیں کی۔ طاہر کہتا ہے، طاہر محمود وہ کہتا ہے۔ کیا چاہتا ہے وہ...؟"
ایمن سٹپٹائی مگر بوکھلائی نہیں۔ شاید لاشعور میں یہ بات تھی کہ وہ کبھی نہ کبھی اس سے طاہر محمود کے بارے میں بات ضرور کرے گا۔ اس کا یوں جھنجلانا اور بولنا ایمن کے اندر طمانیت سی پیدا کر رہا تھا۔
"آپ جیلس ہو رہے ہیں؟"
"ہاں۔" عفان نے فوراً اعتراف کیا۔ "اور مجھے دکھ بھی ہوا ہے۔ میں نے ایک ایسی لڑکی کا انتخاب کیا تھا جس کے مذہب ان چھوئے تھے۔"
"آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔" وہ سلگ کر بولی۔ اندر چور تھا، اس لیے زیادہ بھڑک نہ سکی۔
"صرف اپنے خدشے کا اظہار کر رہا ہوں، وہ خدشہ جو میرے اور تمہارے رشتے کے درمیان آ گیا ہے۔"
"ٹھیک کہا آپ نے، میرے اور آپ کے رشتے کے بیچ خدشات کے سوا اور رکھا ہی کیا ہے۔"
ایمن نے سوچا بھی نہ تھا کہ وہ کبھی یوں عفان سے دوبدو مقابلہ کر سکے گی۔ وقت اسے کس حد تک تبدیل کرتا رہا تھا۔ اس کا اندازہ ایمن کو بھی اسی وقت ہوا تھا۔ عفان کو تو جھٹکا لگنا ہی تھا۔
"تم مجھ سے بدگمان کیوں ہو؟" وہ کچھ بے بس سا ہوا۔
"آپ نے مجھ سے منگنی کیوں کی؟" ایمن نے الٹا سوال داغا۔
"ضروری ہے کہ میں ڈائیلاگ بولوں۔"
"اظہار میں حرج ہی کیا ہے۔"
"ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے ایمن!" عفان ایک طویل سانس لیتے ہوئے کسی نتیجے پر پہنچا۔ ایمن کی جرأت و دلی اور یہ ڈیمانڈ... وہ گویا ایک ہی جست میں اس نقطے پر پہنچا جس نے اسے کئی دنوں سے الجھا رکھا تھا۔
"وہ شخص تمہیں مس گائیڈ کر رہا ہے۔ تمہاری ذہنی پختگی کو غلط سمت دکھا رہا ہے۔"
"انہیں کچھ مت کہیں۔" ایمن نے غصے سے ٹوکا۔
"بات سنو میری۔" عفان نے اس کا بازو پکڑ کر جھٹکا دیا۔ اس کی گرفت کے ساتھ لہجے میں بھی سختی در آئی۔ ایمن خفف پھڑپھڑا کر رہ گئی۔
"میں نے تمہارے ساتھ کئی لوگوں کی موجودگی میں ایک رشتہ باندھا ہے۔ اس رشتے کو مذاق مت بناؤ۔ نہ میں مجنوں ہوں نہ تم لیلیٰ کہ میں پتھروں سے سر پھوڑتا، رومینٹک ڈائیلاگ بولتا رہوں... میں تو دی پوائنٹ بات کرنے والا سیدھا سادا بندہ ہوں۔ میں نے تم سے محبت نہیں کی لیکن تمہیں دیکھ کر مجھے یہ احساس ضرور ہوا تھا کہ مجھے اپنی زندگی تمہارے ساتھ گزارنی ہے۔ میں نے تمہیں پسند کیا ہے، یقیناً محبت بھی کروں گا۔ جو نکاح کے دو

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بولوں سے خدا کی رحمت بن کر میرے اور تمہارے دل میں اترے گی۔ مت بھٹکو! اپنا راستہ کھو تا مت دھند بھاگو گی تو منہ کے بل گرو گی۔ جو چیز تمہیں باعزت طریقے سے ملنے جا رہی ہے' اس کے لیے خود کو خوار نہ کرو۔"

عفان نے ایک جھٹکے سے بازو چھوڑ دیا۔ ایمن لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹی۔ اس کی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئیں۔

"اور ایک بات اور۔۔۔" عفان نے وارننگ کے سے انداز میں انگلی اٹھائی۔ اس کی پیشانی پر شکن' آنکھوں میں شرارے اور لہجے میں سختی تھی۔

"میں تنگ نظر یا تنگ سوچ کا مالک نہیں لیکن کوئی اور تمہاری سوچوں میں مجھ سے زیادہ شامل ہو' تمہارے دل میں مجھ سے زیادہ حصہ دار بنے' میں برداشت نہیں کروں گا۔ تم صرف میری ہو۔"

وہ اس کی پیشانی پر انگلی سے ٹھوکا لگا کر حتمی لہجے میں کہتے ہوئے چلا گیا۔ نمکین پانی ایک دم چھلک پڑا۔ مائرہ کمرے میں آئی تو وہ اپنی جگہ پر کھڑی زاروقطار رو رہی تھی۔ مائرہ نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے اسے گلے لگا لیا۔

☼☼☼

سیاہ آہنی گیٹ بنا آواز کے کھلا اور اس کے اندر مقید آوازوں کو آزادی مل گئی۔ جوق در جوق لڑکیاں باہر کی طرف لپکیں۔ گاڑیوں' رکشوں اور وین کے شور نے گویا حشر اٹھا دیا۔

"ذرا رکو۔" مومل بھی لپک کر وین میں سوار ہونے کو تھی' جب تائن نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔ مومل نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا' وہ بغیر کچھ کہے اس کا ہاتھ پکڑ کر ذرا سا سائیڈ پر ہو گئی۔

"کیا ہے؟" مومل نے دوبارہ پوچھا۔

"رش تو کم ہونے دو۔" تائن کی متلاشی نگاہیں نجانے کسے ڈھونڈ رہی تھیں۔

"روز اسی رش میں نکلتے ہیں۔" مومل ذرا سا جھنجلائی۔ جانتی تھی' وین والا محض پندرہ منٹ انتظار کر کے چلا جائے گا۔ تائن نے جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے اِدھر اُدھر دیکھتی رہی۔ مومل اپنی وین کو دیکھ رہی تھی' تقریباً بھر چکی تھی۔ اب بس اسی کا انتظار تھا۔ رش بھی قدرے ختم ہونے لگا تھا۔ کچھ لڑکیاں وین سے سر نکالے غالباً اسی کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ وین والا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ مومل کو پتا تھا' وہ اب آخری بار گیٹ کے چکر لگانے آئے گا۔

وہ بھاگنے کو تیار تھی' جب تائن نے زور سے ٹھوکا دیا۔

"وہ دیکھو؟"

"کیا دیکھوں؟" وہ عجلت کا شکار ہوئی۔

"سڑک کے دوسری طرف درخت کے نیچے بائیک پر۔" اس نے تفصیل سے بتایا۔ مومل کی نگاہیں بھٹک کر مطلوبہ جگہ پر رکیں۔ بائیک پر موجود سیاہ پینٹ شرٹ والا لڑکا اتنا ہی عام تھا جتنے یہاں اپنی بہنوں کو لینے آنے والے بیسیوں لڑکے لیکن مومل نے گھبرا کر نظروں کا زاویہ بدل لیا کیونکہ وہ لڑکا براہِ راست اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ کون ہے؟"

"آصف ہے۔" تائن نے آرام سے بتایا۔

"کون آصف؟"

"میرا کزن۔"

مومل کو کچھ یاد آیا۔ "تو میں کیا کروں؟"

ہیں' اپنا تعارف کرواؤ۔ تمہیں پسند کرنے لگا ہے۔" تائن کے انداز میں کوئی فرق نہ آیا۔

"اوہ۔" مومل نے کچھ غصے سے تائن کو گھورا پھر بھاگ کر اپنی وین میں سوار ہو گئی۔ وین والے نے آنے پر تھوڑا سا ڈانٹا پھر وین اسٹارٹ کر دی۔ مومل کو جہاں جگہ ملی تھی' اس سے آگے صرف ایک ۔ وین کے اسٹارٹ ہوتے ہی مومل نے لڑکی کے کندھے کے اوپر سے باہر جھانکا پھر گھبرا کر رخ موڑ لیا۔ اسی کی سمت دیکھ رہا تھا۔

ہونہہ۔" گھر آنے تک وہ دل ہی دل میں تائن اور اس کے کزن کو برا بھلا کہتی رہی تھی۔

☼☼☼☼

تمہیں آج بھی کالج جانا ہے؟"

واش روم سے ہاتھ منہ دھو کر آئی اور الماری سے اپنا یونیفارم نکالنے لگی تو جوجو نے حیرت سے پوچھا۔ ہونے کے ساتھ ہی جوجو نے اپنا ٹائم ٹیبل سیٹ کر لیا تھا۔ وہ اذان کے ساتھ اٹھتی' نماز پڑھتی پھر اپنی ل کر ناشتے کے وقت تک پڑھتی رہتی جبکہ مومو ابھی تک کالج جا رہی تھی۔

ا ہے۔" مومل نے بے نیازی سے کہا۔

تمہاری یہ ایکسٹرا کلاسز کب ختم ہوں گی؟"

مس ذکیہ جانیں۔"

سارا سال کیا کرتی رہتی ہیں۔" جوجو کچھ جل کر بولی۔ اسے مومو کا اکیلے کالج جانا بہت کھلتا تھا۔ اعتراض تو ہی بہت تھا مگر مس ذکیہ کے بارے میں مشہور تھا کہ سارا سال گزارنے کے بعد وہ سلیبس ایکسٹرا کلاسز ر کروا رہی تھیں۔ دونوں کا سبجیکٹ تو ایک تھا مگر سیکشن الگ الگ تھے۔

یں کیا مسئلہ ہے؟" مومو کے لیے چند دن غنیمت تھے' جہاں وہ کسی بھی ڈر کے بغیر سارا دن تائن کے ساتھ رہتی تھی۔

لج میں وہ رونق نہ رہی تھی کہ زیادہ تر کلاسز آف ہو چکی تھیں۔ سیکنڈ ایئر کی بس وہی اسٹوڈنٹس آ رہی تھیں یکٹیکل کرنا ہوتے یا حاضری پوری کروانا ہوتی۔ مومل مخصوص جگہ پر بیٹھ کر تائن کا انتظار کرنے لگی۔ اس سے پہلے ہی وہاں موجود ہوتی تھی مگر آج غائب تھی۔ مس ذکیہ کا پیریڈ شروع ہونے میں پندرہ منٹ تھے' وہ آئی۔

ماں رہ گئی تھیں تائن؟ میں تو مایوس ہو گئی تھی۔"

نے اپنا چار انچ کا پرس اس کے بیگ پر رکھا' وہ آج یونیفارم کے بجائے فیروزی ٹراؤزر اور شارٹ شرٹ بازو بے حد مختصر سے تھے۔ گلے میں قدیم طرز کا لاکٹ موٹی سی زنجیر میں جھول رہا تھا۔ بالوں کی مناسب تراش کی وجہ سے وہ خاصی جاذبِ نظر دکھائی دیتی تھی۔

یڈ نہیں لینا؟" اسے وہیں بیٹھتے دیکھ کر مومل نے پوچھا۔

مجھے تمہاری ہیلپ کی ضرورت ہے۔" تائن کا لہجہ لاپروائی لیے ہوئے تھا۔

بولو!" مومل حسبِ معمول تیار تھی۔ نوٹس یا پیسے۔ عام طور پر تائن کو ایسی ہی ہیلپ کی ضرورت رہتی

نہیں' کچھ خاص نہیں۔ چھٹی کے وقت میری مدر آئیں گی' تم ان سے کہہ دینا کہ کل تم نے مجھے گھر چھوڑا

مطلب؟" مومل کچھ نا سمجھی کے عالم میں اسے دیکھنے لگی۔

سیدھی سی بات کہی ہے کہ کل میں اکیلی نہیں بلکہ تمہارے ساتھ گھر گئی تھی۔" تائن نے اطمینان سے کہا۔

یا یوں کہنا ہے' کوئی مسئلہ ہو گیا ہے؟" مومل نے تشویش سے پوچھا۔

کوئی خاص تو نہیں۔" تائن کا لہجہ اب بھی لاپروائی کا مظہر تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کل میری ایک کزن نے مجھے فرخ کے ساتھ دیکھ لیا' خاصی جیلس ہے مجھ سے اور پھر جا کر گھر
ویسے تو میرے گھر والے زیادہ دقیانوسی نہیں ہیں لیکن اس نے کچھ الٹا سیدھا کہہ دیا۔ کچھ میرے گھروا
زیادہ پسند بھی نہیں کرتے' اس لیے تھوڑی پرابلم ہو گئی۔"

"تم فرخ کے ساتھ گئی تھیں؟" مومل کچھ پریشان ہو گئی۔

"ہاں' بہت ضد کر رہا تھا۔" پھر اس کی ہونق صورت دیکھ کر بولی۔ "تم اتنا حیران کیوں ہو' تم جانتی
بھی ملتے رہے ہیں۔"

"پھر بھی نائن! اگر تمہارے گھر والے پسند نہیں کرتے تو۔۔۔"

"پلیز۔۔۔ اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہے تو میں فائقہ وغیرہ سے کہہ دیتی ہوں۔ نو پرابلم۔" نائن نے بے نیا
کندھے اچکائے۔

"میں نے کب انکار کیا ہے؟" مومل جلدی سے بولی۔

"گڈ۔ آؤ پیریڈ لے لیں۔"

(بیچاری کی اتنی سی مدد سے میرا کیا جاتا ہے لیکن وہ کر تو غلط رہی ہے۔ اگر اس کے گھر والے فرخ کو نا
کرتے تو اسے نہیں ملنا چاہیے۔) وہ ساتھ چلتے ہوئے سر جھکائے سوچ رہی تھی۔

"آصف تمہیں سلام کہہ رہا تھا۔"

"ہوں۔" مومل بری طرح چونکی۔

"آصف کا بتا رہی ہوں۔" نائن نے دو انگلیاں پرس میں گھسا کر چیونگم نکالی اور ریپر اتارنے لگی۔

"مت بتایا کرو' مجھے تمہارے کزن میں کوئی دلچسپی نہیں۔" مومل نے منہ بنایا۔

"اسے تو ہے۔"

"تو میں کیا کروں۔"

"مرتا ہے تم پر۔"

"اس کی مرضی۔ میری طرف سے بھاڑ میں جائے۔ ہمارے خاندان میں ایسی باتوں کو معیوب سمجھا جا
مومل نے ناک چڑھا کر کہا۔

"محبت خاندان برادری نہیں دیکھتی۔"

"کون سی محبت؟" مومل اچھل پڑی۔

"وہی' جو وہ تم سے کرنے لگا ہے۔" نائن نے نزاکت سے چیونگم دو حصوں میں تقسیم کی اور آدھی اس کو
بڑھا دی۔

"ہونہہ۔" مومل نے چیونگم لے کر منہ میں ڈال لی۔

"بہرحال یہ تمہارا مسئلہ ہے۔"

"یہ تمہارے کزن کا مسئلہ ہو گا' میرا نہیں۔" مومل نے مزید بے نیازی دکھائی۔

"او کے۔ ڈائری لائی ہو؟" نائن نے بحث سمیٹی۔

"ہاں میں نے کچھ نئی نظمیں لکھی ہیں۔" مومل نے ڈائری بیگ سے نکال کر اسے تھما دی۔

"کل واپس کر دوں گی۔"

تب ہی پیریڈ کی بیل ہو گئی تو وہ دونوں اٹھ گئیں۔

چھٹی کے وقت نائن اسے لے کر گیٹ کے پاس والے گراؤنڈ میں چلی آئی۔ وہ بے فکری سے باتیں کر
جبکہ مومل بار بار تشویش سے اس کا چہرہ دیکھتی مگر وہاں تفکر و پریشانی کا شائبہ تک نہ تھا۔

پاس سے گزرتی مریم نے مومل کو نائن کے ساتھ دیکھا تو تاسف سے سر جھٹک کر رہ گئی۔

...ہو گی۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے گویا پیش گوئی کی۔

...اس کی اتنی فکر کیوں ہے؟" مریم کی سہیلی نے اسے ٹوکا۔

...میں نائن کو جانتی ہوں۔ مجھے مومل پر ترس بھی آتا ہے اور غصہ بھی۔ میرا اور نائن کا گھر۔۔۔" دونوں

...ہوئے گیٹ سے باہر نکل گئیں' تب ہی ایک عورت ان کے قریب آ کھڑی ہوئی۔

"...

...نے حیرت سے اسے دیکھا۔ تیس پینتیس سالہ وہ خاتون کسی بھی طرح نائن کی والدہ نہیں ہو سکتی تھیں۔

...شکل بہت حد تک نائن سے ملتی تھی مگر وہ اس کی مدر نہیں ہو سکتی تھیں۔

...آپی ہیں۔" نائن نے اس کی الجھن رفع کی اور ساتھ ہی تعارف مکمل کیا۔ "اور یہ مومل ہے۔"

...آپی نے مومل کو سرتاپا دیکھا۔

...ول سی ہو گئی۔

...ل تمہارے ساتھ گئی تھی؟" ان کا لہجہ تحکمانہ تھا۔ لباس اور زیور سے وہ شادی شدہ اور کھاتے پیتے
...کی فرد لگتی تھیں۔

..." مومل نے فوراً" اثبات میں سر ہلایا۔

...ں؟"

...نے اس سوال پر ایک نظر نائن کو دیکھا۔ وہ لاتعلقی سے گیٹ سے باہر جھانک رہی تھی۔

...کوئی لینے نہیں آیا تھا میں نے کہا۔ میں چھوڑ جاتی ہوں۔"

...ں جاتی ہو؟"

"...۔"

...ت اس کے بہنوئی کو بتا سکتی ہو؟"

...ے مومل تھوڑا جھجکتے ہوئے چپ ہو گئی۔ نائن نے آہستگی سے اس کا ہاتھ دبایا تو مومل نے ۔۔۔

...ت میں سر ہلا دیا تھا۔

...ہے۔ آؤ۔" دونوں ان کے ساتھ کالج کے گیٹ سے باہر نکل گئیں۔ گیٹ کے ایک طرف سیاہ رنگ کی
...میں نائن کا بہنوئی موجود تھا۔ انہیں دیکھ کر باہر نکل آیا۔ وضع قطع اور چہرے سے مہذب اور پڑھا لکھا لگتا

...ں کے ساتھ گئی تھی کل نائن۔" یہ کہتے ہوئے ان کے لہجے میں ہلکی سی تلخی در آئی۔ مومل نے بھی جلدی
...بول۔

...ں نے چھوڑا تھا مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

...نہیں۔" اس کے بہنوئی نے سنجیدگی سے کہا پھر پوچھنے لگا۔ "پہلے بھی کبھی چھوڑا ہے؟"

...ہی نئی۔ نجانے نائن نے کیا کہا ہو گا۔ چور نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔

...ں جاؤں؟" وہ جلد از جلد وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

..." اس نے پرسوچ انداز میں کہا۔

...جلدی سے بھاگ کر اپنی وین میں سوار ہو گئی۔ اسے ڈر سا لگا۔ اگر انہوں نے وین والے سے پوچھ لیا۔ تو
...والی ابھی تک رخ موڑے۔۔۔ کر وین کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی آپی نجانے کیا کہہ رہی تھیں۔ مومل نے

...ی چلانے کا شور مچا دیا۔

...نائن کیا کیا کرتی رہتی ہے؟" مومل سارا راستہ یہی سوچتی آئی۔ گھر پہنچی تو جو جو لاؤنج میں کتابیں بکھرائے
...سر پر تیل لگائے کس کر چوٹی باندھی گئی تھی۔ وہ واقعی مہر النساء کی با ادب بیٹھی تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"آ گئیں۔" اس نے سر اٹھا کر مومل کو دیکھا۔
"تو کیا وہیں رہتی۔" مومل نے اپنا بیگ اور جرنل وغیرہ اس کے قریب رکھے۔
"تمہارا بس چلے تو یہی کرو۔" جوجو نے اطمینان سے طنز کیا۔
"زیادہ طنز کی ضرورت نہیں۔ کھانے میں کیا ہے؟"
"ڈانٹ۔"
"اور کیا ہے؟"
"اور بھی ڈانٹ ہی ہے۔" جوجو ہنسی تو مومل نے منہ بنا لیا۔
"آج مینیو کچھ چینج نہیں ہو سکتا۔"
تب ہی مہرالنساء چلی آئیں۔ مومل نے سلام کیا تو جواب دے کر فوراً" پوچھا۔
"یہ تمہاری ایکسٹرا کلاسز کب ختم ہوں گی؟"
"بس دو دن ہیں۔" مومل نے آہستگی سے جواب دیا۔
"اچھی بات ہے۔ نہیں بھی ختم ہوتیں تو تم اب گھر بیٹھ کر تیاری کرو۔"
انہوں نے نہ جانے اتنے دن کیسے برداشت کر لیا تھا۔
"تائن بھی آتی ہے؟" جوجو نے اچانک پوچھا۔
"ظاہر ہے، وہ کالج میرے باپ نے صرف میرے لیے نہیں کھولا۔" مومل نے جل کر کہا۔
"اسی لیے تمہاری ایکسٹرا کلاسز طویل ہوتی جا رہی ہیں۔ ممی ٹھیک کہتی ہیں، تمہیں اب گھر پہ رہنا چاہیے۔"
"تم میری اماں بننے کی کوشش مت کرو۔" مومل غصے میں اپنا بیگ اٹھا کر اندر چلی گئی۔
اگلے دن مومل کا خیال تھا کہ تائن ایک بار پھر اس کے سامنے اسی طرح شکر گزار ہوگی جیسا تھی۔ آخر اس نے دوسری بار تائن کا ساتھ دیا تھا۔ ایک خطرناک سچویشن سے نکالا تھا مگر تائن اتنے ملی گویا کل کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ آخر مومل سے رہا نہ گیا تو خود ہی پوچھ بیٹھی۔
"کسی نے تمہیں کچھ کہا تو نہیں؟"
"کس بارے میں؟" اس نے بھنویں اچکائیں۔
"وہی کل ـــ" مومل نے جملہ ادھورا ہی چھوڑ دیا۔
"نہیں، کسی نے کیا کہنا تھا۔ وہ بات تو ختم ہی ہو گئی۔"
اس نے گویا خود بھی بات ختم کر دی تھی۔
"یہ اپنی ڈائری پکڑو۔ مجھے تو پڑھنے کا ٹائم نہیں ملا۔ البتہ آصف نے ضرور پڑھی تھی۔"
"میں نے تمہیں منع کیا تھا تم میری چیزیں اسے مت دکھایا کرو۔" مومل نے غصے سے ٹوکا۔
"اب میں کیا کروں؟ اسے تمہاری ہر چیز میں انٹرسٹ ہوتا ہے۔ کہیں بھی چھپا لوں ڈھونڈ ہی لے لاپروائی سے کہا۔
"آخر تمہارا کزن مجھ سے چاہتا کیا ہے؟" مومل نے جھنجلا کر پوچھا۔
"تمہیں چاہتا ہے اور کیا؟"
مومل کچھ چپ سی ہو کر اسے دیکھنے لگی پھر بے اختیار پوچھا۔
"محبت ایسے ہوتی ہے؟"
"تو کیا اس سے پہلے کوئی بم دھماکہ ہوتا ہے۔" تائن نے جیسے مذاق اڑایا۔ پھر گھاس پر لیٹ گئی۔ گرا اکا دکا لڑکیاں ہی موجود تھیں جو دور بیٹھیں سموسوں اور برگر سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔

موMل کو خیال آیا۔ عفان کو بھی ایمن سے اسی طرح محبت ہوئی تھی، بالکل اچانک۔ اور اس نے
ئی بھی کروالی۔ کتنا پراوڈ سی پھرنے لگی تھی ایمن۔ خاطر میں تو پہلے بھی کسی کو نہ لاتی تھی اب تو دماغ
ن پہ تھا۔
"زن کرتا کیا ہے؟" اس نے آہستگی سے پوچھا۔
"ے کاروبار میں ہاتھ بٹاتا ہے۔" تائن نے آنکھیں بند کیے ہوئے جواب دیا۔
موMل کچھ سوچتے ہوئے ڈائری کی شفاف سطح کو کھرچنے لگی پھر ڈائری کھولی تو سرخ گلاب پھسل کر اس
را۔ اس نے حیرت سے اس ادھ کھلے ـــ سوکھے گلاب کو دیکھا۔
ن نے نہیں رکھا تھا۔
پور نگاہوں سے تائن کی طرف دیکھا، وہ ہنوز سابقہ پوزیشن میں پڑی تھی۔ اس نے گلاب مٹھی میں
ں کھولی۔ ڈائری وہیں سے کھلی جہاں وہ گلاب رکھا گیا تھا کہ وہ وہاں اپنا نشان اپنی باس اور ایک سوکھی پتی
وہاں کچھ بھی الگ سے نہ لکھا گیا تھا لیکن موMل ہی کی نوٹ کی گئی نظم کو سبز پنسل سے ٹک مار کر کے
یں سبز پنسل ہی سے سائن کیے گئے تھے۔
آہستگی سے ڈائری بند کر کے گھٹنے سمیٹ لیے۔ اس کی گود میں دھری مٹھی میں گلاب دبا ہوا تھا۔

☼ ☼ ☼

ملی کی خوشبوؤں سے اوجھل خوش گوار رات کا پہلا پہر۔
ے تاریک سینے پر ٹنگا ادھورا چاند۔
ے جگمگاتی رات۔
ری فضا میں کھلی ان سنی انجانی سی سرگوشیاں۔
ہوا کی کھلے بالوں سے اٹھکھیلیاں۔
اور کورے ذہن کی شفاف سطح پر ہلکورے لیتا ادھ کھلا گلاب۔ جس کی باسی خوشبو نے اس کے کنوارے
جذبوں میں ہلچل سی مچا دی تھی۔ وہ کسی قیمتی متاع کی طرح سوکھتے گلاب کو ہتھیلیوں میں سنبھالے
ں کی پتی پتی بکھرنے کو تیار تھی۔ ہر بکھرنے والی پتی کو وہ کسی متاعِ عزیز کی طرح سنبھال کر ڈائری کے
رکھ لیتی تھی۔
ے عقب میں ایمن کے کمرے کی کھڑکی روشن تھی۔ موMل کے پاس یہ سوچنے کا وقت نہیں تھا کہ ایمن
رہی ہے۔ وہ تو خود عالم خواب میں تھی۔ نرم چاندنی کے حصار میں بادلوں پر سر رکھے کسی سہانے
گامزن تھی۔ اس نے لاکھ تائن کو جھٹلایا ہو مگر اندر کہیں یہ خوبصورت احساس جاگ گیا تھا کہ وہ چاہی

ے متعلقہ ہر چیز کو بڑے جذب سے چھوتا ہے۔ اسے دیکھنے کے لیے گھنٹوں کالج کے سامنے کھڑا رہتا

ہی نظم کو اس نے ایک بار نہیں، کئی بار پڑھا تھا۔ وہ کسی نامعلوم شاعر کی نظم اس کے لیے کتنی خاص
اسے لگا یہ نظم پہلی بار لکھی گئی ہے اور خاص اسی کے لیے لکھی گئی ہے۔
اب دھیرے دھیرے وہ نظم گنگنانے لگے۔

ہمارے ساتھ چلو
ی کہانی کہہ دیں گے
تم آنکھوں سے
زبانی کہہ دیں گے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

پھولوں کی طرح ہونٹوں پہ
اک شوخ تبسم بکھرے گا
دھیرے سے تمہارے کانوں میں
اک بات پرانی کہہ دیں گے
اظہارِ وفا تم کیا جانو
اقرارِ وفا کیا جانو
ہم ذکر کریں گے غیروں کا
اور اپنی کہانی کہہ دیں گے
کچھ دور ہمارے ساتھ چلو
کچھ دور ہمارے ساتھ چلو

وہ بہت دیر تک زیرِ لب اسی مصرع کی تکرار کرتی گزرتی رات کی فسوں خیزی کو جذب کر سارے رو پہلے احساسات ایک ہی پل میں اڑنچھو ہوگئے۔ مومل کو لگا گویا صورِ اسرافیل پھونک دیا

مہرالنساء اس کے سر پر کھڑی پوچھ رہی تھیں۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

وہ ہڑبڑا کر کھڑی ہوگئی۔ "وہ۔۔۔ ممی۔۔۔ میں۔۔۔"

"کیا میں۔۔۔ آدھی رات کو تم یہاں کرنے کیا آئی ہو۔" مہرالنساء کا غصہ تو ایک طرف ان ہو رہی تھی۔

"نیند نہیں آ رہی تھی اور گرمی بھی لگ رہی تھی۔"

"بکواس بند کرو' جب میں نے منع کیا ہے کہ تم لوگ مغرب کے بعد برآمدے اور لان کی طر نہ۔۔۔ یہ کس کی یاد میں یہاں بیٹھ کر آہیں بھر رہی ہو۔ شریف لڑکیوں والی تو کوئی بات ہی نہیں ر بکھیڑے نمٹاؤں یا تم لوگوں کی نگرانیاں کرتی پھروں۔ امتحان سر پر ہیں اور تم یہاں چاند یا تارا کروں میں تمہارا۔ تم بالکل ہی ہاتھوں سے نکلتی جا رہی ہو۔"

مہرالنساء کو برسنے کا موقعہ چاہیے تھا۔

"ممی! بس بھی کریں' ایسا کیا کر دیا ہے جو آپ سارے محلے کو سنا رہی ہیں۔" وہ بھی ان ہی کی بیٹی

"بکواس بند کرو۔" مہرالنساء نے بغیر لحاظ کیے تھپڑ کھینچ مارا۔ ہاتھ تو ان کا پہلے ہی کھل گیا تھا۔

"اندر دفع ہو جاؤ' ورنہ زبان کھینچ لوں گی۔"

"اور آپ کر بھی کیا سکتی ہیں۔" مومل روتے ہوئے اندر بھاگ گئی۔

"یہ لڑکی واقعی ہاتھوں سے نکل رہی ہے۔" پیچھے وہ بڑبڑاتی رہ گئی تھیں۔ غصہ سوا نیزے پر تھ روشنی میں فرش پر بکھری گلاب کی پتیاں دیکھیں۔

"یہی پتیاں تمہاری قبر پر سجاؤں گی۔ کمینی۔۔۔ ذلیل۔۔۔ میری اولاد تو لگتی ہی نہیں۔"

انہوں نے پاؤں سے پتیاں مسل دیں۔ حالانکہ صرف مومل ہی ان کی اولاد لگتی تھی' زبان دراز بددماغی میں بھی۔

☼ ☼ ☼

"یہ تم نے کیا کیا ایمن؟" مائرہ کی مما نے بے حد تاسف سے روتی ہوئی ایمن کو دیکھا۔ معاملہ بلکہ کھل کر ان کے سامنے آگیا تھا۔

"مرد کے دل میں شک ڈالنے کا مطلب سمجھتی ہو تم؟"

نمی پریشانی سے دونوں ہاتھ مسل رہی تھیں۔

۔ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی تھی۔" بمشکل ایمن کے آنسو تھمے۔

ضرورت ہی کیا تھی' وہ تو پہلے ہی تمہاری طرف متوجہ تھا۔ کیا منگنی اس بات کا ثبوت نہ تھی۔ مانے عفان نے تمہیں اپنا بنانے کا وعدہ کیا ہے۔ خاندان برادری۔۔۔ مائرہ کی پھپھو کتنی بھی تے کرتے ہوئے دس باتیں دیکھی اور سوچی جاتی ہیں۔ یوں خاندان سے باہر ایک انجان لڑکی کو نتخب کرنا۔ جبکہ ان کے اپنے خاندان میں ایک سے بڑھ کر ایک اعلا تعلیم یافتہ اور خوبصورت کیا یہ سب یونہی ہو گیا؟ عفان کو کہاں کہاں اور کس کس محاذ پر نہیں لڑنا پڑا۔ میں نے مائرہ سے یہ سب مت بتائے۔ کہیں تم اپنے آپ کو اس خاندان میں ان چاہی نہ تصور کرو۔" وہ سنجیدگی

بولی نا۔" بدگمان تو وہ ازل سے ہر کسی سے تھی۔

ل خود پر ضبط کیا اور رسانیت سے پوچھنے لگیں۔

سلمان کی والدہ کے کسی بھی طرزِ عمل سے ایسا لگا۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس کے گھر والے آمادہ نہیں کے لیے جب انہوں نے تمہیں اپنایا تو پوری فراخدلی اور خلوص کے ساتھ اپنایا ہے۔"

مجھے کبھی اہمیت نہیں دیتے۔" ایمن نے احتجاج کیا۔ رو رو کر اس کی آنکھیں اور ناک سرخ

خاموشی سے ایک طرف بیٹھی انہیں سن رہی تھی۔

اہمیت کو کن معنوں میں لیتی ہو۔ ایمن بی بی! زندگی تین گھنٹے کی فلم نہیں' جہاں ہر پانچ منٹ بعد چل رہا ہو' جہاں ہیرو ہیروئن پارکوں میں گھومتے رومینٹک ڈائیلاگ بول رہے ہوں یا چاندنی جاگ کر محبت کا ثبوت دیتے ہوں۔ کم عمر ہو' نادان ہو مگر اتنا تو سمجھ سکتی ہو کہ زندگی فلم نہیں ہے' نہیں چل سکتا۔"

ن میں طاہر محمود کی مخمور نگاہیں اور والہانہ انداز جھلکنے لگا۔

ل بھی رہا ہو۔" ان کی بات ابھی جاری تھی۔ "تو معاشرہ اسے کن معنوں میں دیکھے گا؟ رضوان اور ان کی آپس میں بات ہوتی ہے مگر میں نے کبھی مائرہ کو اس کے ساتھ باہر جانے کی اجازت نہیں دی مائرہ نے بھی کبھی میری حکم عدولی نہیں کی۔"

ب کہا کہ میں عفان کے ساتھ گھر سے باہر ملنا چاہتی ہوں۔" ایمن نے آہستگی سے کہا۔ "مگر اس نے میرے ساتھ ڈھنگ سے بات نہیں کی۔"

ے بات کروں گی لیکن تمہیں بھی اس کا انداز پہچاننا چاہیے۔ یہ چھیڑ چھاڑ' یہ شرارت اس کے

اور نادان سمجھتا ہے۔"

ہو۔" مائرہ کی مما نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔ "عقل والی ہوتیں تو یہ سب کرتیں؟ عفان کے تم نے اپنے ہی رستے میں کانٹے بوئے ہیں۔ خیر! تم نے تو نادانی کی اور تمہاری بری عادت ہے یہ کی باتوں میں جلد آجاتی ہو مگر وہ کیسا خیر خواہ ہے جو تمہیں الٹے سیدھے مشورے دے رہا ہے۔ جو آج والا آیا' وہ آئندہ تمہارے ساتھ کیا کرے گا اور تم ہو کہ بے وقوفوں کی طرح اس کی باتوں میں آکر چل رہی ہیں اور اس پر مصر ہو کہ تمہیں عقل مند بھی سمجھا جائے۔" مائرہ کی مما ضبط کرتے کرتے کچھ

بھائی کو تو کچھ نہ کہیں' انہوں نے کبھی میرا برا نہیں چاہا۔ میں تو پڑھنے پر بھی آمادہ نہ تھی' یہ طاہر انہوں نے مجھے کالج میں ایڈمیشن لینے پر آمادہ کیا۔ انہوں نے ہی سمجھایا تھا کہ مجھے حوصلے کے ساتھ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جینا ہے' اپنے فیصلے خود کرنے ہیں' ورنہ میں تو مہرالنساء کے ہاتھوں کٹھ پتلی ہی بن کر رہ جاؤ
ہتھیلیوں سے چہرہ صاف کرتے کرتے ہوئے ایمن بھی تیز تیز بول گئی۔ مائرہ کی مما
ناگواری در آئی۔ تب ہی بولیں تو لہجے میں گہرا طنز تھا۔

"ہاں' اس نے تمہارا کبھی برا نہیں چاہا اور اب تو کچھ زیادہ ہی بھلا چاہنے لگا ہے۔ او
اپنے فیصلے خود کرنے چاہئیں۔ نہ تم ابھی اتنی بڑی ہوئی ہو اور نہ سمجھ دار۔ تمہارے وال
لیے تم سے بہتر سوچ سکتے ہیں۔ اب تم اچھی اور سمجھ دار لڑکیوں کی طرح بی ہیو کرو۔"

"کیا کروں' ان سے ملنا چھوڑ دوں۔" ایمن نے کسی قدر تلخی سے کہا۔ اسے افسو
سے گھبرا کر وہ سب کچھ خوامخواہ مائرہ کی مما سے کہہ گئی۔

"نہیں' لیکن اپنے گھر والوں کی اجازت سے ملو۔"

"آپ جانتی ہیں' وہ لوگ ان کے خلاف ہیں۔"

"اب بات دوسری ہے' ان کے آپس میں لاکھ اختلاف ہوں' اب رشتہ تمہارے حوا
مجھے یقین ہے وہ تمہیں نہیں روکیں گے۔ تم اپنے والد سے بات کرو۔"

"آپ سمجھتی نہیں ہیں۔"

"ایمن! تم نہیں سمجھ رہی ہو۔ تم خود اپنے لیے مشکلات پیدا کر رہی ہو۔" وہ کچھ
آنکھیں دوبارہ سے بھر آئیں' تب انہوں نے بمشکل اپنا لہجہ نرم کیا۔

"ایمی! بیٹی میں جانتی ہوں تم ان رشتوں کے لیے بہت ترسی ہو مگر ہر چیز اعتدال میں ا
طاہر محمود کے تعلقات میں بھی اعتدال لاؤ۔ کچھ فاصلہ رکھو۔ عفان کے سامنے بار بار اس
وہ متوجہ تو کیا خاک ہو گا' ہاں تم سے دور ضرور جا سکتا ہے۔ میری باتوں پر غور کرنا' میں ے
نہیں سمجھا۔"

وہ اسے رسانیت سے سمجھاتی رہیں۔

ایمن غور سے سنتی رہی مگر وہ یقین سے نہ کہہ سکتی تھی کہ اس نے کس بات کو صرف سنا
انہوں نے یہ ضرور سوچا کہ وہ اس معاملے کو ایمن کے گھر والوں کے سامنے ضرور لائیں گی۔

☼ ☼ ☼

مائرہ کی مما نے اپنے خیال کو عملی جامہ پہنانے میں زیادہ دیر نہیں لگائی تھی۔ مہرالنساء گم!
ایمن کے نانا۔

طاہر محمود ایمن کا کزن۔

وہ یہ کون سی کہانی سنا رہی تھیں۔

"آپ کیا کہہ رہی ہیں۔" وہ بری طرح الجھ گئیں۔

وہ کچھ اور تفصیل میں گئیں۔

"بہت ہی عجیب بات بتائی آپ نے۔ ایمن نے آج تک اس کا ذکر نہیں کیا۔"

"وہ سمجھتی ہے کہ آپ لوگ اسے اس کے نانا سے نہیں ملنے دیں گے۔"

"وقار الحسن کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتی' جہاں تک میری بات ہے تو میں کون ہو
والی۔"

"آپ تھوڑی سی معاملہ فہمی سے کام لیں۔ اپنے ہسبینڈ سے اس مسئلے پر بات کریں
سمجھتی ہوں یہ ابھی تو کچھ نہیں ہوا' بات بھی معمولی ہے مگر رائی ہی سے پہاڑ بنتا ہے۔ مجھے ایم
کی امید نہ تھی۔ وہ تو شاید کچھ نہ بتاتی لیکن اس دن میں نے عفان اور اس کی باتیں سن لی تھیں

ا' ورنہ وہ مزید نجانے کہاں تک جاتی۔ وقار بھائی سے کہیں کہ وہ ایمن کو یہ کانفیڈنس دیں کہ وہ
یہاں جا سکتی ہے' ان سے مل سکتی ہے۔ اس مسئلے کو کسی طرح ہینڈل کریں۔"
ملے کو کیسے ہینڈل کریں گے) مہرالنساء کے لبوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ جانتی تھیں
نے ننھیالی عزیزوں تک محدود کیا ہے۔ وہ صرف وہاں تک محدود نہیں تھا' مائرہ کی مما کی نظر وہاں
انہوں نے دانستہ چشم پوشی کی تھی۔ مہرالنساء سمجھ نہ سکیں۔
پھپھو کا خیال ہے کہ ایگزامز کے فوراً بعد کی تاریخ رکھ لی جائے۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ
دن۔ شاید وہ آپ کو خود بھی فون کرنے والی ہیں۔ تھوڑا سا وقت ہے اور میں چاہتی ہوں یہ
ے ختم ہو جائے۔"
کی فراخ دلی کی قائل ہو گئی ہوں۔" مہرالنساء نے کہا۔
ی سسرالی رشتے دار ہیں۔ چاہتیں تو اس واقعہ کو دوسرا رنگ بھی دے سکتی تھیں۔"
" انہوں نے ایک گہری سی سانس بھری۔ "میرا اور ایمن کا ناتا اس سے بھی پرانا ہے۔ اس
بھی یہاں نہیں تھیں۔ میں اسے بہت اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ محبتوں کو ترسے ہوئے دل
اماریں سے پگھل جاتے ہیں۔ اپنا سب کچھ لٹا دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ آپ خدا سے دعا
ل عزت کے ساتھ اپنے گھروں کی ہو جائیں۔"
ں کی دعا ہوتی ہے اور میں بھی بیٹیوں والی ہوں۔" مہرالنساء نے رسانیت سے کہا۔
ھی سمجھاؤں گی' وہ ایمن کے ساتھ اپنا رویہ بدلے۔"
کل تھا؟" مہرالنساء نے پوچھا۔
ہا لڑکا ہے۔ تنگ ذہن کا نہیں ہے مگر ایمن نے یہ سب کچھ دانستہ کیا ہے اور مرد تھوڑے
" انہوں نے ذرا گول مول ہی بات کی۔
ل ہو گئیں۔ ریسیور رکھنے کے بعد بھی بہت دیر تک سوچتی رہیں کہ وقار الحسن سے بات کریں یا

ں ملے گا۔" جوجو پڑھتے پڑھتے اٹھ کر آئی تھی۔
ی اس بات کا اشارہ تھا کہ آج کھانا ٹیبل پر نہیں لگے گا۔ جوجو نے ان کی بے توجہی محسوس کی تو

رہی ہیں؟"
انھا کر اسے وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تو وہ فوراً کھسک گئی۔
لب تھا' کوئی تعلق ہے اس ماسٹر اور ایمن کے مابین۔" وہ بڑبڑائیں۔
ھی شخصیت کا مالک ہے۔ کوئی بھی لڑکی اس سے متاثر ہو سکتی ہے۔ مجھے مومو اور جوجو کی فکر
ں طور پر موئل کی۔ وہ کچھ زیادہ ہی بگڑتی جا رہی ہے۔ چاندنی راتوں میں جاگنا' گلابوں سے باتیں۔
ان ہو گئی ہیں۔ پہلے اس ماسٹر کو ہٹاتی ہوں مگر ماسٹر سے تعلق ایمن کا ہے اور مجھے ایمن کی پروا
ں کیا ہے۔ وہ میری نہیں' سارا کی بیٹی ہے۔ اب یہ سارا کے والد۔۔۔ اف۔۔۔" ان کا ذہن خلجان
یالات کی بے ربطی' فیصلے پر اثر انداز ہو رہی تھی۔
ی ضرورت نہیں۔ چند دنوں کی تو بات ہے۔" وہ اپنے آخری جملے پر غور کرنے لگیں پھر گویا کسی
یا۔
ی تو بات ہے پھر تو اسے بیاہ کر چلے ہی جانا ہے۔ ٹھیک ہے ایمی ڈارلنگ! تم کچھ دن اور ان
۔ طاہر محمود کے حوالے سے جو کھٹک عفان کے دل میں تم نے پیدا کر دی ہے' وہ تمہیں ان سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

خود ہی نہیں ملنے دے گا۔ سو کچھ دن مزید عیش کرلو۔ کچھ عرصے کا یہ مختصر سا افیئر تمہیں ساری
انہیں مکمل یقین تھا ایمن اور طاہر محمود کے مابین کزن شپ کے حوالے سے کوئی اور
خیال کچھ زیادہ غلط بھی نہ تھا۔

❀ ❀ ❀ ❀

ان دنوں وہ وقار الحسن کے فون کا انتظار کر رہی تھیں، جب ایمن کی ہونے والی ساس
نہیں کہ انہیں ماہرہ کی مما نے اس قدر جلد فون کرنے پر اکسایا یا انہیں خود خیال آگیا تھا۔
"بیٹی والوں کو سو تیاریاں کرنا ہوتی ہیں، اس لیے میں نے سوچا آپ سے بات کرلوں۔"
"آپ نے بہت اچھا کیا، فائزہ نے بھی مجھ سے بات کی تھی۔"
"دراصل عفان کی چھٹی ان ہی دنوں منظور ہو رہی ہے۔ ابھی تو وہ ڈیڑھ ماہ کے کورس پر
تک بچیاں بھی امتحانوں سے فارغ ہو جائیں گی۔ میری دونوں بہویں گھر آجائیں تو میں ا
جائیں۔" وہ تفصیل بتانے لگیں۔
"ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔"
"وقار بھائی سے بات بھی کرلیں۔ وہ ان دنوں آسکیں گے؟"
"آج کل میں ان کا فون آنے ہی والا ہے۔ میں پوچھتی ہوں، میری تو خود یہی دعا ہے
سبکدوش ہو جاؤں۔ بیٹی۔۔۔ پھر سوتیلی بیٹی کی ذمہ داری بہت زیادہ ہوتی ہے۔" مہر النسا
کے بعد فون رکھ دیا۔

وقار الحسن کا فون اسی شام کو آگیا تھا۔ وہ کچن میں کھانا پکا رہی تھیں جب یابر نے انہیں
کرتی لاؤنج میں آگئیں۔ اک اچٹتی سی نظر پاس بیٹھی ایمن پر ڈالی اور ریسیور تھام لیا۔ ا
ساتھ ان کی طرف متوجہ تھی۔ یونہی اسے شک سا تھا، کہیں ماہرہ کی مما نے مہر النساء سے کو
"ٹھیک ہو، بچے کیسے ہیں؟"
"سب ٹھیک ہیں۔" مہر النساء نے کن اکھیوں سے ایمن کو دیکھا۔ وہ ایمن کی توجہ
دیر ادھر ادھر کی باتوں کے بعد مہر النساء نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھا۔
"ایمن، تم جاؤ۔"
"جی۔" ایمن نے حیرت سے انہیں دیکھا۔ دوبارہ کچھ بھی کہے بغیر مہر النساء نے ہاتھ
ایمن اٹھ تو گئی مگر دروازے کے عقب میں رک گئی۔ وہ سننا چاہتی تھی کہ مہر النساء کیا کہہ رہا
"ایمن کی ساس کا فون آیا تھا، امتحانوں کے فوراً بعد کی تاریخ مانگ رہی ہیں۔"
"اچھا۔۔۔" انہیں معلوم تھا کہ ایمن امتحانوں کے بعد رخصت ہو جائے گی مگر سن کر طل
پرائی ہونے جا رہی تھی۔
"کس سوچ میں ڈوب گئے؟"
"یہ مرحلہ بہت جلدی ہماری زندگی میں آگیا۔" انہوں نے ایک طویل سانس کھینچتے ہو
"اچھی بات ہے۔ بیٹیوں کی ذمہ داری جتنی جلدی سر سے اترے، اتنا ہی اچھا ہے۔"
"تم تو یوں کہہ رہی ہو جیسے بیٹیاں بوجھ ہوں۔"
"بوجھ ہی تو ہیں۔ آپ گھر سے دور۔۔۔ باپ ہو تو سو قسم کی جھجک ہوتی ہے۔ میں کہاں تک
آپ تو ساری ذمہ داری مجھ پر لاد کر چلے گئے۔ راتوں کی نیندیں تو میری اڑی ہیں۔"
"ایسے کیوں کہتی ہو۔ مجھے اپنے بچوں پر پورا اعتماد ہے۔"
"ہر والدین کو ہوتا ہے۔ اس کے باوجود۔۔۔ خیر آپ کی کال لمبی ہو رہی ہے۔ بتائیں ام
دوں؟"

۔۔۔ وہ جو تاریخ مانگ رہی ہیں، دے دو۔"
...ی کا مسئلہ تو نہ ہوگا؟"
...ابھی سے اپلائی کر دوں گا۔ امید ہے مل جائے گی۔"
...تیاریوں کے لیے کچھ زائد۔۔۔"
...فکر مت کرو، میں نے اس مقصد کے لیے کچھ بچت کر رکھی ہے۔ ضرورت پڑی تو طارق سے قرض
...گا۔ بس کوئی کمی نہ ہونے دینا۔ میری بیٹی بہت دھوم دھام سے رخصت ہوگی۔" وہ جذباتی سے

...نہ کریں، ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔" پہلی بار مہر النساء کے دل سے نکلا۔ شاید وہ وقار الحسن کے لہجے
...سے متاثر ہو گئی تھیں۔
...ہر چیز ایمن کی پسند کی ہونی چاہیے۔ پیسے کی پروا بالکل مت کرنا۔"
...امتحانات سے فارغ ہو جائے، ابھی میں اسے چھیڑنا نہیں چاہتی۔ خاص خاص چیزیں بنانا شروع کرتی
...ور پھر اتنا تو اسی کی پسند کا ہوگا۔"
...ن کیا کہہ رہے تھے، یہ ایمن نے نہیں سنا۔
...نے کیا کہا، ایمن نے حرف حرف سنا تھا۔
...ل شادی۔۔۔ میری شادی۔۔۔"
...ار گرد دھماکے ہونے لگے۔ وہ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی۔
...ادی۔۔۔ عفان کے ساتھ۔۔۔" دل و دماغ میں وحشت کا جنگل سا اگ آیا۔
...ھی اس کی شادی ہونا ہے، اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اس کی شادی عفان کے ساتھ طے ہے مگر یوں
...ت سی ہے۔ ایسی بات جسے نہ دل تسلیم کر رہا تھا نہ دماغ۔
...ل طرح کمرے میں چکرانے لگی۔
...لے؟
...نے گہرے احساس کے ساتھ وہ وہیں بیٹھ کر رونے لگی تھی۔

✲ ✲ ✲

...ل سے دباؤ پر کھلتا چلا گیا۔
...توں سے بھرا صحن نظروں کے سامنے تھا۔
...م تو نہیں پھر اتنے سوکھے سے تھے۔"
...ر رخصت نہ ہوئی تھی۔ گرم فضا اور ویران صحن نے اسے مزید مغموم کر دیا۔ سامنے ہی برآمدہ تھا
...ی پر براجمان طاہر محمود کو دیکھ کر وہ لڑکھڑا سی گئی۔
...وہ یہاں نہ آتے۔ لاکھ خود پر پہرے بٹھائے، جبر کیا مگر۔۔۔
...عفان کی ہونے جا رہی ہوں، مجھے اپنا رستہ بدل لینا چاہیے۔"
...ئی بار باور کروایا تھا۔
...ے محبت کرتا ہے، بس اس کی محبت کا انداز جدا ہے۔"
...تھا کہ بہلتا ہی نہ تھا۔
...نانا جان سے ملنے جا رہی ہوں۔ مل کر آجاؤں گی۔"
...دھوکا دینا اتنا بھی آسان نہ تھا، وہ خوب جانتی تھی کہ ایسا نہیں ہے اور اب وہ سامنے تھا۔ ایک ہاتھ
...نے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا، پھر وہ کھڑا ہو گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"یہ بہت مشکل مرحلہ ہے۔" وہ طاہر محمود کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔
"آؤ ایمن! کیسی ہو۔ ٹھیک تو ہونا۔" وہ بشاش سے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔
"آؤ بیٹھو لیکن یہاں نہیں' یہاں گرمی ہے۔ اندر آجاؤ۔"
ایمن نے کچھ بے یقینی سے سر اٹھا کر اس کی سمت دیکھا۔ وہ کئی دن نہیں آئی تھی۔ (ا
محیط لگے تھے۔) لیکن طاہر کے لہجے میں کوئی بے تابی نہ تھی۔ اس نے پوچھا بھی نہیں کہ وہ کیوں
"نانا اسٹڈی میں ہیں؟" طاہر کا رخ اسٹڈی کے بجائے اپنے کمرے کی طرف تھا۔ وہ وہیں کھ
طاہر کا' مڑ کر اسے دیکھا پھر قریب آگیا۔
"تم ٹھیک تو ہو ایمن؟" وہی فکر مند' دل میں اترنے والا لہجہ۔
ایمن کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔
"ایمن! کیا بات ہے۔ تم پریشان ہو؟"
دو آنسو اس کے گالوں پر لڑھک گئے۔
"تم میرے ساتھ آؤ۔" طاہر نے اس کا ہاتھ تھاما۔ ایمن نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے نفی میں سر
"میں نانا سے ملنے آئی ہوں۔"
"اور مجھ سے۔ مجھ سے نہیں؟" طاہر کا مدھم لہجہ۔
ایمن کے آنسو روانی سے بہنے لگے۔
"امی! تم مجھے پریشان کر رہی ہو۔ کیوں رو رہی ہو؟" وہ کچھ بے تاب سا ہو کر پوچھنے لگا۔
"اب آپ میری فکر کرنا چھوڑ دیں۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں گویا ہوئی۔
"جو ہمہ وقت ذہن و دل پہ سوار ہو' اس کی فکر کرنا چھوڑ دوں؟ جس کی یاد سانسوں کی روانی
فکر کرنا چھوڑ دوں؟"
"اسی لیے یہ تک نہیں پوچھا کہ میں اتنے دن کیوں نہیں آئی۔" اس نے بہتے آنسوؤں کے
"امی! تم اتنی بدگمان کیوں ہو۔" طاہر محمود نے تاسف سے سر ہلایا۔ "میں تو یہاں تھا ہی
ہو۔ کہاں کہاں دوڑ دھوپ کرتا پھر رہا ہوں۔ آج صبح واپس آیا تھا' تب سے ایک منٹ کے لیے
نہیں نکلا۔ اسی آس میں کہ نجانے تم کس وقت آجاؤ۔ تم تو ایک سیکنڈ میں میری محبت کو بے وقعت
محمود پر شک۔۔۔ یاد رکھنا ایمن! اتنی بے غرضی سے تمہاری پروا کرنے والا پہلا اور آخری شخص طا
ہتھیلیوں سے چہرہ صاف کرتے ہوئے ایمن شرمندہ سی ہو گئی۔
"آؤ' اب اندر چل کر باتیں کریں۔"
"نانا کہاں ہیں؟"
"طبیعت خراب تھی' دوا دے کر سلا دیا ہے۔"
کمرے میں پوری رفتار سے پنکھا چل رہا تھا۔
"کچھ لاؤں تمہارے لیے۔ شربت وغیرہ؟"
ایمن نفی میں سر ہلاتے ہوئے پلنگ کی سائیڈ پر ٹک گئی۔ طاہر محمود نے اسے بغور دیکھا' وہ
بے چین لگتی تھی۔
طاہر محمود نے کرسی اس کے قریب کھینچ لی اور نرمی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔
"بتاؤ ایمن! کیا ہوا ہے؟"
"انہیں' نانا اور آپ کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے۔"
"تو اس میں اتنا ڈرنے اور گھبرانے والی کیا بات ہے۔ نانا کا اور تمہارا رشتہ بہت معتبر ہے۔

...تا۔"
...رشتہ معتبر ہے!" ایمن نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔
...میں سر ہلا دیا۔
...آپ کا رشتہ؟" اس نے بے اختیار پوچھا۔
...کہاں سے آگیا درمیان میں۔" طاہر ذرا سا مسکرایا۔
...درمیان میں۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔
...؟"
...۔" ایمن بے اختیار بتاتی چلی گئی۔
...سے سنتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئی۔
...احساس تو ہو گیا کہ وہ تمہیں چاہتا ہے۔ یہی تو تم جاننا چاہتی تھیں۔"
...ی انگلیاں چٹخانے لگی۔
...تاریک فضا میں پنکھے کی گھرر گھرر خاموشی کو توڑ رہی تھی۔
...ی کر رہے ہیں۔" ایمن نے آہستگی سے بتایا۔
...کا چپ رہ گیا پھر بلاوجہ ہنس دیا۔
...تھا۔"
...اس کے اندر کچھ ٹوٹ گیا۔
...فرق نہیں پڑتا؟"
...تھے امی! یہ دن ہماری زندگیوں میں آنا ہی تھا۔" وہ دھیرے دھیرے اس کا ہاتھ سہلانے لگا۔ ایمن
...ا۔
...بھی آپ نے۔۔۔ آپ نے مجھے اس دوراہے پر لا کر کھڑا کر دیا۔ میں نہ ادھر کی رہی' نہ ادھر کی۔
...زندگی گزارنے کا سوچتی ہوں تو روح کھنچنے لگتی ہے۔ آپ سے دور جانے کا خیال آتا ہے تو جان
...۔ میں کہاں جاؤں' میں کیا کروں۔ آپ نے میرے ساتھ کیا کیا۔ مجھے جیتے جی مار ڈالا۔ میں ایمن
...آپ میں ہمت نہ تھی تو کیوں اس سفر کا آغاز کیا جس کا کوئی انجام ہی نہ تھا۔ آپ کی محبت بے غرض
...ہی ہیں۔"
...ئی۔ کئی دنوں سے جو جنگ اس کے اندر جاری تھی' اس نے ایمن کے اعصاب توڑ کر رکھ دیے
...ستگی سے اسے سنتا رہا پھر کرسی سے اٹھ کر اس کے قریب جا بیٹھا۔
...ان مت کرو۔"
...میں کیا کروں۔ مجھے صبر نہیں آتا۔ میری مدد کریں' مجھے بتائیں۔ میں کیسے ایسے شخص کے ساتھ
...جسے میرا دل قبول نہیں کرتا اور جسے میرا دل قبول کرتا ہے' وہ مجھے۔۔۔ مجھے منجدھار میں چھوڑ رہا
...خالی ہیں ایمن!"
...مجھے پورے کا پورا خالی کر دیا ہے۔"
...اپنی محبت سے تمہارے اندر کا خالی پن بھر دے گا تو میں تمہیں یاد بھی نہ آؤں گا۔" طاہر کی آواز
...بمشکل خود پر ضبط کر رہا تھا۔
...میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"میرے پاس کیا ہے امی! میں تو تمہیں کوئی ایک خوشی بھی نہ دے سکوں گا۔ تم میری محبت یہ گوارا نہیں کرتی۔ تم سی نازک لڑکی تو بہت سنبھال کر رکھنے کے قابل ہے اور میرے نہیں۔" گہرے دکھ کا احساس طاہر محمود کے لہجے سے مترشح تھا۔

"اور میں تمہیں بہت خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔"

طاہر کا ہاتھ اس کے بالوں پر ٹھہر گیا۔

"میں آپ کو کبھی نہیں بھول سکتی۔" وہ پھپک کر روتی اس کے کندھے سے آ لگی۔ اپنے طاہر نے اسے کھل کر رونے دیا۔

وہ اس کے کندھے سے لگی بلک بلک کر روتی رہی۔

طاہر اپنا بازو اس کے گرد لپیٹے اسے تھپک رہا تھا۔

کمرے کی نیم تاریکی میں افسردہ سی خاموشی ٹھہر گئی۔

یہاں تک کہ وہ چپ ہو گئی اور بھول گئی کہ کہاں ہے۔ بس ایک احساس تھا کہ اب کبھی گی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

ادھ کھلے دروازے سے ایک دھاڑ اندر آئی۔ ساتھ ہی زوردار آواز کے ساتھ دروازہ پورا

دونوں بجلی کی سی رفتار سے ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ باہر سے در آنے والی روشنی کر دیا۔ ایمن سامنے رکھی کرسی سے الجھ کر رہ گئی اور دادا انہیں لگا کہ کمرے کی چھت گر گئی اس کے ملبے میں دب کر رہ گیا ہے۔ کہیں لاشعور میں خطرہ ریڈ سگنل اسپارک کرتا رہتا تھا لیکن چند سیکنڈ پیشتر دیکھا تھا اس نے ان کے وجود کے پرخچے اڑا دیے تھے۔ ایک جملہ کہہ دینے بھی نہ کہہ سکے۔ ان کا پورا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ غیظ و غضب سے چہرے کی نقوش بگڑ رہے۔ ٹانگیں ٹھیک ہوتیں تو وہ کمرے کے دونوں کونوں میں کھڑے نفوس کے گلے دبا دیتے۔ دوسری کے اعتماد کے گلے پر چھری پھری تھی۔ دوسری بار ان کے اعتبار کا خون ہوا تھا۔

ان کی ساری ہوشیاری، ساری چوکیداری دھری کی دھری رہ گئی اور وہ ہو گیا جس کا خوف کھائے جا رہا تھا۔ انہوں نے سمجھا، وہ اسے زندگی برتنا سکھا رہے ہیں مگر شاگرد ہی کوڑھ مغز بھی دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ کتنے یقین سے وہ کہتے تھے۔

"وہ میری سارا کی طرح معصوم اور نادان ہے۔ دوسروں پر جلدی اعتبار کر لیتی ہے۔ اگر بھٹک جائے گی مگر میں اسے سارا بننے نہیں دوں گا۔"

ان کا مان، ان کا یقین دھرے کا دھرا رہ گیا۔ ان کے سامنے ایک دوسری سارا آن کھڑی ہوئی ان کے لبوں سے مغلظات کا طوفان اٹھا جس کی زد میں دونوں ہی آئے۔ ان کا بس نہ چلتا وہیل چیئر کے پہیوں تلے روند دیں۔

"ڈائن بھی سات گھر چھوڑ دیتی ہے۔ پر تو کمینہ تھا، کمینہ ہی رہا۔ خباثت تو تیری رگ رگ میں اپنی خصلت دکھانے سے۔ جس تھالی میں کھاتا تھا، اسی میں۔۔۔ کتے۔۔۔ کمینے۔۔۔ اب کے نقب ہی گھر ملا تھا۔ اس شخص کا گھر جس نے تمہیں پناہ دی۔ جس گھر میں رہتا تھا، کھاتا تھا، اسی گھر ہو گیا۔ تو جانتا نہ تھا، یہ کون ہے۔۔۔؟ یہ میری کچھ لگتی تھی۔۔۔"

وہ گندی گالیوں پر اتر آئے۔ تھر تھر کانپتی ایمن پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ طاہر نے منہ کہا۔ سرخ چہرہ لیے ضبط کی شدت سے نچلا ہونٹ کاٹتا رہا۔

"زندہ گاڑ دوں گا، گولی مار دوں گا۔ تیری لاش کو کتوں کے آگے پھنکواؤں گا۔ تو بے غیرت

مرے گا۔۔۔ نکل جا یہاں سے۔۔۔ ابھی اسی وقت۔۔۔ مجھے تیری منحوس شکل اب نظر نہ آئے، ورنہ بلا لو بولتوں کی طرح تیری بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔"

ہاتھ میں جو کچھ آیا انہوں نے اٹھا اٹھا کر طاہر کو دے مارا۔

کی کوشش میں اِدھر اُدھر ہوتا رہا لیکن لوہے کا بنا وہ آرائشی لیمپ عین اس کے ماتھے پر آ کر لگا جس کی ماتھے پر گہری خراش ڈال دی۔ اس کے ماتھے سے نکلتے خون کو دیکھ کر ایمن کے لبوں سے چیخ نکل گئی۔

ہاتھ ماتھے پر رکھ کر نیچے جھک گیا، تب ہی دادا نے ایک موٹی ڈکشنری اس کے سر پر دے ماری۔

جان۔" ایمن تڑپ کر آگے بڑھی۔ "خدا کے لیے۔" اس نے ان کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔ "خدا کے جان۔ ان کا کوئی قصور نہیں ہے، میں۔۔۔"

بوڑھے رعشہ زدہ ہاتھوں میں بجلی سی بھر گئی۔ اپنا ہاتھ چھڑا کر انہوں نے ایمن کا بازو دبوچا اور دوسرے تھپڑ اس کے چہرے پر دے مارے۔

تو ہی تو ہے۔۔۔ زمانے بھر کی بے حیا اور بے غیرت ماں کی اولاد۔۔۔ اسی نے اپنی خون سے سینچا ہے تجھے۔۔۔ عزت قدموں تلے رول کر چلی گئی تھی۔ خون اثر تو دکھائے گا۔۔۔ تو نے بھی بدنامی کا طوق گلے میں ڈالنا

سے بچانے آگے نہیں بڑھا، وہ اپنے ماتھے سے بہتے لہو کو روکنے کی سعی کر رہا تھا۔ ایک کمزور مفلوج بوڑھا تھا، وہ گالیاں کھا رہے تھے۔۔۔ مار کھا رہے تھے، صرف اس لیے کہ "چور" تھے، مجرم تھے۔

نے ایمن کو دھکا دے کر پیچھے ہٹایا۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی۔ اس کا دوپٹہ ان کی چیئر میں

ڈھائی گز کا تمبو لپیٹے پھر رہی ہو، اس کی حرمت کو سمجھتی ہو۔" انہوں نے دوپٹا کھینچ کر گول مول کیا اور منہ پر دے مارا جو سراسیمہ سی دیوار کے ساتھ لگی زار زار روتی اپنی اونچی ہوتی آواز کو دونوں ہاتھوں سے کوشش کر رہی تھی۔

تمہاری ماں سمجھی، نہ تم۔۔۔ آوارگی ذہن میں ہو تو کوئی کیا کرے اور میں سمجھتا تھا میں تمہیں روک لوں گا، زندگی کی صاف اور سیدھی راہ پر انگلی پکڑ کر چلنا سکھاؤں گا۔ میں ہار گیا طمانچہ پھر میرے ہی منہ پر پڑا۔ کی سزا ہے جو ختم ہونے میں نہیں آتی۔ میں نے تو کسی کی عزت کو میلی تو کیا، آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا پھر میرے ماتھے پر ہی کیوں سجتا ہے، کہاں کھوٹ تھا میرے اندر، کون سا گناہ ہے، کون سا جرم۔ اللہ۔۔۔ اللہ خطا ہے؟"

دونوں ہاتھ آسمان کی سمت اٹھائے بین کر رہے تھے۔ ان کا اتنا شدید ردعمل تو تب بھی سامنے نہ آیا تھا جب تھی۔ اب تو ان کا بس نہ چلتا تھا کہ وہ خود مر جائیں یا ان دونوں کو مار دیں۔۔۔ یہ دوسری شکست، یہ دوسرا برداشت سے باہر تھا۔

سے کمرے میں گویا قیامت کا سماں تھا، ان کی آہ و بکا اور ایمن کے دھاڑیں مار مار رونے نے کمرے میں کر دی تھی۔

آستین کا سانپ ہے۔۔۔ یہ ڈسنے سے باز نہ آئے گا۔" انہوں نے انگلی سے طاہر کی طرف اشارا کر کے لہجے میں کہا۔ "ابھی اور اسی وقت یہاں سے دفع ہو جا۔ آئندہ اس گھر کے آس پاس بھی نظر آیا تو گاڑ دوں گا۔۔۔ اٹھ۔۔۔ دفع ہو جا یہاں سے۔۔۔ میں تیری۔۔۔ منحوس شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔"

غصے سے ان کی آواز پھٹ گئی۔ الفاظ اپنی اصل شکل کھو بیٹھے تھے۔ منہ سے کف اڑنے لگا تھا۔ تب ڈھونڈ ڈھانڈ کر ایک رومال ماتھے پر رکھ چکا تھا۔ اس نے نفرت سے اس بوڑھے کو دیکھا اور زمین پر تھوک نگاہ دیوار سے لپٹی ایمن پر ڈالی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے ہی نہیں گھر سے بھی نکل گیا۔

ایک دم صحرا میں تن تنہا کھڑا ٹنڈ منڈ درخت ہو گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس نے وحشت زدہ انداز میں کھلے دروازے کو دیکھا' جہاں سے طاہر محمود غائب ہوا تھا پھر خوف ز سامنے موجود بوڑھے کو۔۔۔ وہ اس کے پیارے نانا جان تھے مگر اس وقت ایک عفریت کی شکل میں اس رہے تھے۔ ایمن نے تھر تھر کانپتی ٹانگیں سنبھالنے کی کوشش کی مگر بے جان سی ہو کر گھٹنوں پر گر گئی کے سر پر آکر رکے۔

"اس شخص کے لیے اپنی شرم و حیا' باپ کی عزت و غیرت اور میرے اعتماد کو ریزہ ریزہ کر رہی ہو۔۔۔ یہ انسان نہیں' بھیڑیا ہے۔۔۔ خود غرض اور کمینہ۔۔۔ جس نے باپ کے مرتے ہی بھائیوں سے مطالبہ کر دیا۔ ساری رقم اللے تللوں میں اڑا کر دوبارہ سے ان ہی کے در پر آپڑا۔ یہ کیا جانے محبت کیا ہے۔ جس نے اپنی سگوں سے محبت نہ کی۔۔۔ وہ تمہارے ساتھ وفا نبھائے گا۔۔۔؟ جسے تم اپنی نادانی میں رہی ہو' وہ محبت نہیں ہوس ہے۔ وقتی دلچسپی ہے۔ الہنہ کی طرح تمہیں بھی چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ الہنہ کون تھی؟ میں بتاؤں۔۔۔؟"

انہوں نے بہت زور سے اس کے جھکے سر کر ٹھوکا دیا اور غضب ناک لہجے میں گویا ہوئے۔ ان کے آنسو داڑھی کو بھگو کر گود میں گر رہے تھے۔

"تمہارے ہی جیسی تھی۔ نادان۔۔۔ کم عقل مگر خوبصورت۔۔۔ اس خبیث کی لچھے دار باتوں میں دن گھر سے سب کچھ سمیٹ کر اس کی خاطر گھر سے نکل گئی پھر کہاں گئی۔۔۔ کوئی نہیں جانتا۔۔۔ یہ بھا ہے اس کے بھائیوں سے جو اس کا خون پینے کے لیے بے تاب ہیں۔ کوئی نہیں جانتا' الہنہ کہاں گئی' ہوں۔ سب روپیہ' زیور بٹور کر یہ اسے ریل کے کسی ڈبے یا ویگن کے کسی اڈے پر چھوڑ آیا ہو گا پھر انجام۔ اب یہ بھی کیا میں تمہیں بتاؤں؟ غلطی الہنہ کی ہو گی مگر اسے اس مقام تک لانے والا تو طاہر وہ پیسے کا یار ہے۔۔۔ پیسے کی ڈگڈگی پر بندر کی طرح ناچ سکتا ہے۔۔۔ جہاں چاہے نچالو اور تم اس نے محبت تھیں۔ اس سے تو بہتر تھا' کہیں ڈوب کر مر جاتیں۔ کتنا سمجھایا تھا تمہیں۔ یہ گلاب کا پودا نہیں کہ تمہاری پور پور میں کانٹے اتارے گا اور ہمیشہ کے لیے چلا جائے گا مگر تم نے کہا۔ یہ بوڑھا تو پاگل ہے یونہی بکواس کرتا ہے۔ بلاوجہ تمہیں روکتا ہے۔۔۔ بے وقوفوں کی طرح چوکیداری کرتا ہے۔"

ان کا سانس پھول گیا۔ ایک دم کھانسی کے حملے نے سانسیں اتھل پتھل کر دیں۔ ایمن دوپٹہ منہ سسکیاں روکنے کی سعی کر رہی تھی۔

"اب تم جاؤ۔۔۔" بمشکل خود پر قابو پا کر انہوں نے اجنبی لہجے میں کہا۔

"ہمیشہ کے لیے جاؤ۔۔۔ ادھر کا رخ نہ کرنا۔ یہاں تمہارا کوئی نہیں رہتا۔ میں تمہیں سنبھال نہ سکا۔ بچا نہ سکا۔ میں ہی نااہل ہوں۔ میں ریٹائرڈ انگلش پروفیسر فرام گورنمنٹ کالج۔۔۔ فیل۔۔۔ ایک سو ایک لیں۔۔۔ آئی ایم فیلیئر۔۔۔ گیٹ لاسٹ مس ایمن وقار الحسن اینڈ ڈونٹ کم ہئیر اگین۔۔۔ گو۔۔۔"

آخر میں انہوں نے چیخ کر کہا اور ایمن بمشکل خود کو سنبھالتی وہاں سے بھاگی تھی۔

(میں نے سارا کو اپنے اندر مار دیا تھا۔ میں نے تمہیں بھی اس کے قریب ہی دفن کر دیا ہے۔)

اپنے گھر کی دہشت زدہ تنہائی میں وہ تنہا سر پٹختے رہ گئے۔

☼ ☼ ☼

گھر سے نکل کر ایمن نے خود کو سنبھالنے کی سعی کی۔ دوپٹہ اپنے گرد لپیٹتے ہوئے وہ کس طرح گھر پہنچی بھی خبر نہ تھی۔ کالونی کی سڑکیں حسبِ معمول ویران تھیں اور اس سے زیادہ ویرانی اس کے دل و دماغ وہ ایک منٹ قبل گزرے واقعہ کے بارے میں کچھ بھی نہ سوچ پا رہی تھی۔

گھر کا گیٹ سامنے تھا۔

ایمن کو لگا' وہ اپنے حصار میں واپس آگئی۔ گیٹ عبور کرتے ہی وہ دوڑ پڑی۔ اسے اپنے کمرے

بارہ بہت سارا رونا تھا مگر اسے رک جانا پڑا۔ برآمدے میں مہرالنسا اور بابر کھڑے تھے۔ مہرالنسا' بابر کو سمجھا رہی تھیں۔ یقیناً انہیں کچھ اشیاء منگوانی تھیں جن کے لیے وہ بابر کو مارکیٹ بھیج رہی تھیں۔

اپنا کام بھول کر اسے دیکھنے لگے۔

نے کترا کر نکل جانا چاہا مگر بابر نے بازو سے تھام کر روک لیا۔

۔۔۔! کیا ہو گیا۔۔۔؟"

چہرہ' سرخ لبالب پانیوں سے بھری آنکھیں' بکھرے بال اور گالوں پر پانچ انگلیوں کے سرخ انگارہ سے

سر تا پا ہل گیا۔ اس نے بے اختیار ایمن کو جھنجوڑ ڈالا۔

ن۔۔۔! کیا ہوا ہے۔"

ن کا دل چاہا' وہ اس سے لپٹ کر رو دے مگر اس کے قریب ہی کھڑی مہرالنسا اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ تھیں۔ تشویش ان کی نگاہوں میں بھی تھی مگر وہاں کچھ ایسا بھی تھا جس نے ایمن کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور تھا۔

"امی۔۔۔!" وہ مہرالنسا کی طرف پلٹا۔

"میں دیکھتی ہوں' تم یہیں رکو۔" مہرالنسا کے چہرے اور لہجے میں سراسیمگی تھی۔ وہ تیزی سے ایمن کے پیچھے

وہاں کھڑا لب چبانے لگا۔

ن دروازے کی کنڈی لگانا بھول گئی تھی۔ بیڈ پر بیٹھ کر گھٹنوں میں چہرہ چھپا لیا۔ ابھی ٹھیک سے سانس بھی نہ لی تھی کہ مہرالنسا سر پر آپہنچیں۔

"ایمن! کیا ہوا ہے؟"

ن نے چہرہ کچھ اور گھٹنوں میں چھپا لیا۔

"بتاؤ۔" مہرالنسا نے زبردستی اس کا چہرہ اونچا کرنے کی کوشش کی۔

"جائیں' یہاں سے۔۔۔" ایمن ان کا ہاتھ جھٹک کر پیچھے کھسک گئی۔

النسا اس کا چہرہ دیکھ کر ششدر سی رہ گئیں۔ اندر باہر خطرے کے نشان جلنے بجھنے لگے۔

"ایمن! کیا ہوا ہے۔۔۔ یہ نشان کیسے ہیں۔۔۔؟" انہوں نے اس کا گال چھوا' کسی سے لڑائی ہوئی ہے مگر تم تو اپنے گئی تھیں تو وہاں۔۔۔ وہاں طاہر محمود۔۔۔ او میرے خدا۔۔۔! ایمن! تم کچھ کر تو نہیں آئیں۔"

ایمن گم صم' ٹکر ٹکر انہیں دیکھتی رہی۔

النسا نے اسے جھنجوڑ ڈالا۔

"بتاؤ ایمن! بولو۔۔۔ یہ تمہاری حالت۔۔۔ کچھ ہوا ہے۔۔۔ ہاں یقیناً کچھ ہوا ہے۔۔۔ مجھے وہ پہلے ہی خبیث لگتا تھا اور بے وقوف اور خود سر لڑکی ہو۔۔۔ چپ مت رہو۔۔۔ مجھے۔۔۔"

جانے وہ کیا بول رہی تھیں۔ ایمن کا سائیں سائیں کرتا ذہن کچھ بھی نہ سمجھ پایا' تب ہی چیخ اٹھی۔

"چلی جائیں' مجھے بات نہیں کرنا۔"

"ہاں۔۔۔ تم کچھ کر آئی ہو۔ ایمن مجھ سے مت چھپاؤ۔ اس سے قبل کہ دنیا کو خبر ہو' مجھے بتا دو۔ سوتیلی ہی سہی'

"آپ میری جان کیوں نہیں چھوڑ رہیں۔" ایمن حلق کے بل چلائی۔

"کیسے چھوڑ دوں' تم میری ذمہ داری ہو۔ اگر کچھ ایسا ویسا کر آئیں تو الزام تو مجھ پر ہی آئے گا' وہ بھی اس وقت ب تمہاری شادی بھی طے ہے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

پتا نہیں وہ واقعی پریشان تھیں یا ڈرامہ کر رہی تھیں۔ ایمن کا دکھتا ہوا دماغ کچھ بھی نہ سمجھ پا رہا تھا
چاہتی تھی کہ مہرالنسا یہاں سے چلی جائیں اور مہرالنسا تھیں کہ اس پر چڑھی آ رہی تھیں۔ وہ پریشا
یاختہ اس کا چہرہ گردن اور جسم ٹٹول رہی تھیں۔

"ایمن! کچھ بولو میں تمہارا پردہ رکھ لوں گی۔ کیا کر آئی ہو؟"

ان کی خاموشی میں ڈوبی آواز نے ایک دم ایمن کے اندر دھماکے کر دیے۔ مہرالنسا کی بات کا مفہ
پوری طرح آیا تو وہ ہل کر رہ گئی۔ اس نے خوف زدہ نظروں سے سامنے کھڑی عورت کو دیکھا۔

"آپ۔۔۔ آپ مجھ پر الزام لگا رہی ہیں؟"

"تمہاری۔۔۔ تمہاری حالت۔۔۔"

"کیا ہوا ہے میری حالت کو۔۔۔ چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔ دفع ہو جاؤ۔۔۔ میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھ
گھٹیا اور شرمناک الزام اپنی بیٹیوں پر لگاؤ جا کر۔"

ایمن نے ہسٹریک ہو کر مہرالنسا کو دھکا دیا۔ مہرالنسا نے اسے پکڑنے کی کوشش کی مگر بپھری ہوئی ش
ایمن نے انہیں کمرے سے نکالا اور دروازے کی کنڈی لگالی۔ مہرالنسا باہر اونچا اونچا بول رہی تھیں
سمجھ میں نہ آیا پھر اس نے بابر کی آواز بھی سنی۔

ایمن کا جی چاہا وہ کہیں چھپ جائے۔

اسے لگا باہر کھڑے لوگوں کے ہاتھوں میں پتھر ہیں اور سب اسے سنگسار کرنے جا رہے ہیں۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔"

دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر وہ چیختی چلی گئی۔

☼☼☼☼

پوری رات بابر اور مہرالنسا ایک پل کے لیے نہ سو پائے تھے۔

بابر کو ایمن کا خیال تھا تو مہرالنسا کو کسی انہونی کے ہو جانے کا خدشہ لرزا رہا تھا۔

"میں وقارالحسن کو کیا جواب دوں گی؟"

ہاتھ رگڑتے ہوئے وہ بار بار ایک ہی بات سوچ رہی تھیں۔ نجانے ان کا ذہن اسی ایک زاویے پر
ہو گیا تھا۔ نجانے وہ یہی کیوں سوچتی تھیں کہ ایمن کے ساتھ کچھ ہو گیا ہے یا وہ کچھ کر آئی ہے۔

بابر نے کئی چکر اس کے دروازے کے لگائے مگر دروازہ ایک پل کے لیے نہ کھلا تھا۔ صبح ہوتے ہی ا
بار دستک دی تھی۔ مومو اور جوجو دونوں ہر بات سے لاعلم اپنے کمروں میں تھیں۔ آخر بابر نے دروازہ
دھڑ دھڑایا۔

اندر ہنوز خاموشی تھی۔

بابر نے کان لگا کر کوئی ایسی آہٹ سننا چاہی جو اس کی تسلی کر سکے۔

"کیا ہوا؟" عقب سے مہرالنسا نے پوچھا تو بابر مایوسی سے سر ہلاتا پیچھے ہٹ گیا۔

"وہ دروازہ نہیں کھول رہی۔"

"تم جانتے ہو وہ اپنی مرضی سے دروازہ کھولے گی۔" اندر کے اضطراب پر قابو پا کر مہرالنسا نے بظاہ
لہجے میں کہا۔

"لیکن اندر کوئی آہٹ بھی نہیں ہے۔" بابر از حد پریشان تھا۔

"شاید سو گئی ہو۔" مہرالنساء نے خیال ظاہر کیا۔

"وہ بالکل پاگل ہے، مجھے ڈر ہے کچھ کر نہ بیٹھی ہو۔"

"کیا ہوا؟" جوجو نماز کے لیے اٹھی تھی۔ دونوں کو یوں ایمن کے کمرے کے سامنے دیکھ کر کچھ حیرا
قریب آ گئی۔

...ی کھڑکی دیکھو شاید کھلی ہو۔" کچھ سوچ کر مہرالنسا نے کہا۔ انہوں نے جوجو کی طرف مطلق توجہ
...دونوں کی شکلیں دیکھ رہی تھی۔ بابر تیر کی طرح کھڑکی کی طرف گیا۔ کھڑکی پر ہاتھ مارا تو وہ کھلتی

...طع تھا۔

...ی اوندھی بے حس و حرکت پڑی تھی۔

...یں لگاتار آوازیں دیں پھر کھڑکی کی چوکھٹ پر دونوں ہاتھ رکھ کر اندر کود گیا۔ بمشکل ایمن کو سیدھا
...گ کی طرح تپ رہا تھا۔ بابر نے تیزی سے اٹھ کر دروازہ کھولا۔

...ہوش ہے۔"

...ا" مہرالنسا کے لبوں سے پھسلا۔

...ے۔" بابر کو ماں کا جملہ اچھا نہیں لگا تھا، تب ہی کسی قدر تلخی سے گویا ہوا۔ ایمن کی حالت دیکھ کر
...ل لرزنے لگے۔

...یا ہوا ہے؟"

...ٹھا کر بیڈ پر تو ڈالیں۔" بابر ان کے سوال و جواب سے اکتا کر بولا۔

...ل کر اسے بیڈ پر لٹایا۔ جوجو بھاگ کر پانی کا گلاس لائی، منہ پر چھینٹے مارنے کے بعد وہ ذرا سا

...لاتا ہوں۔"

...باہر نکلتا چلا گیا۔

...اکٹر کہاں سے ملے گا۔" مہرالنسا کا جملہ ان کے منہ میں ہی رہ گیا۔ بابر جا چکا تھا۔ جوجو کپکپاتے ہاتھوں
...یٹے مار کر اسے ہوش میں لانے کی سعی کر رہی تھی۔ مہرالنسا نے اس کے ہاتھ سے پانی لے لیا۔

...ے آؤ۔"

...یا ہوا ہے؟"

...ں بیتا، بخار زیادہ تیز ہے۔"

...نے تک وہ ٹھنڈے پانی کی پٹیاں ایمن کے سر پر رکھتی رہی تھیں۔ بابر محلے ہی کے ڈاکٹر کو اس کے
...یا تھا، اس لیے فوراً ہی ابتدائی طبی امداد مل گئی۔ ایمن زیر لب کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ بابر نے کان پاس
...ن کی مگر ٹوٹے پھوٹے الفاظ سمجھ سے بالاتر تھے۔

...یا بات ہوئی تھی؟" مریضہ کی طرف سے مطمئن ہو کر ڈاکٹر نے پوچھا۔ مہرالنسا اور بابر کی نگاہیں ایک
...لائیں۔ دونوں ہی نے نفی میں سر ہلایا۔

...مد۔ جذباتی دھچکا ڈپریشن لگتا ہے۔"

...کوئی بات تو نہیں؟" بابر نے پوچھا۔

...یں نروس بریک ڈاؤن بھی ہو جاتا ہے لیکن یہ ٹھیک ہے۔ انجیکشن میں نے لگا دیا ہے، دو گھنٹے
...مجھے تو یہ دوا کھلا دینا۔ کوشش کریں ان کے سامنے خلاف مزاج بات نہ ہو۔"

..." بابر نے لکھی ہوئی دوا کا پرچہ ہاتھ میں لے لیا۔

...کل کو چھوڑ کر آتا ہوں۔" وہ ڈاکٹر کے ساتھ ہی باہر نکل گیا۔

...ں کا رخ بلا ارادہ ہی طاہر محمود کے گھر کی طرف ہو گیا مگر بہت بار بیل دینے پر بھی کوئی باہر نہ نکلا۔ وہ

...گھر میں کوئی عورت نہیں رہتی، اس لیے اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔
...ر سے بند تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اگر سر طاہر کے دادا گھر پر ہیں تو پھر دروازہ کیوں نہیں کھول رہے۔"
اس نے یہ سوچ کر شاید بیل خراب ہو' کئی بار دستک دی مگر ندارد۔ وہ مایوس سا ہو کر پلٹے
مہرالنسا لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔
"سو رہی ہے؟"
مہرالنسا نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر اسے کمرے کی طرف بڑھتا دیکھ کر بولیں۔
"جوجو ہے اس کے پاس۔"
وہ وہیں بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر تفکرات کا جال بکھرا تھا۔
"امی! آپ کے خیال میں ایمی کو کیا ہوا ہے؟" کچھ دیر کے بعد بابر نے پوچھا۔ مہرالنسا
پر اکتفا کیا۔
"امی! آپ اسے وہاں جانے سے روکیں۔" بابر نے ہمیشہ والی بات کی۔
"نہیں روک سکتی۔ اب تو بالکل بھی نہیں۔" مہرالنسا نے ایک تھکی ہوئی سانس کھینچی۔
"اب کیا ہو گیا؟" بابر نے کسی قدر تیز لہجے میں پوچھا۔
"وہ ایمن کے نانا ہیں۔" مہرالنسا نے کچھ لمحے اسے دیکھتے رہنے کے بعد بتایا۔
"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" بابر اچھل پڑا۔ وہ اب تک گھر کے تمام معاملات سے بے خبر
اسے "مختصراً" بتایا۔ وہ بیٹے کو اتنا ہی بتاتی تھیں جتنا ضروری سمجھتیں۔ بابر کے تاثرات سے
نہیں آیا' تب ہی جھنجلا کر بولا۔
"اس نے کہا اور آپ نے یقین کر لیا۔"
"تو کیا کرتی۔" وہ الٹا بیٹے سے پوچھنے لگیں۔
"آپ نے ڈیڈی سے بات کی؟"
"ابھی نہیں۔"
"ممی۔!" بابر نے بے اعتباری سے انہیں دیکھا۔
"انہیں میری باتوں پر اعتبار نہیں آتا۔ آئیں گے تو دیکھ لیں گے۔" ان کا اطمینان قابل دید
"اور تب تک۔ تب تک۔" وہ اپنا جملہ پورا نہیں کر سکا۔ اسے ماں کی اس پالیسی سے
اختلاف تھا۔ تب ہی کالج یونیفارم میں تیار موسل چلی آئی۔ وہ اس سارے ہنگامے سے یکسر
اٹھی تو گھڑی ساڑھے سات بجا رہی تھی۔ چھلانگ مار کر بستر سے اٹھی۔ باتھ روم میں تیار
غضب ناک نگاہوں کا سامنا ہوا۔
"کہاں؟"
"کالج۔" مومو کا لہجہ خود بخود مدھم ہو گیا۔ کالج میں اب تھا ہی کیا۔ ساری سیکنڈ ایئر فارغ
جیسی چند لڑکیاں جنہیں گھر بیٹھنا قبول نہ تھا' سارا دن گپیں ہانکنے اور فارغ بیٹھ کر رسالے
جانتی تھی' مہرالنسا کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے ہی والا ہے۔ اب بھی وہ ذرا غلط وقت میں ہتھے چڑ
"یہ کون سے پریکٹیکل ہیں جو ختم ہونے میں ہی نہیں آرہے؟"
"بس۔ دو۔ کچھ دن۔"
"کیا۔ کچھ دن۔ یہ لڑکیاں کرتی کیا پھر رہی ہیں۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔ میں
کروں۔ ایک نجانے کون سا گل کھلا آئی ہے اور دوسری۔" مہرالنسا غضب ناک ہو کر اٹھیں۔
"اففوہ امی! آپ کو ہو کیا جاتا ہے۔" مومو نے کوفت کے ساتھ کہا۔
"پاگل جو ہوں' اس لیے دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ اب یہ مجھے سکھائے پڑھائے گی۔" مہرا

می۔ نہیں تو نکلنا تھی اور ایسا موقع مومو انہیں ہمیشہ ہی فراہم کر دیتی تھی۔
جاؤ اندر۔"
زندہ دن۔ میری کلاسز۔"
نہیں تم اور تمہاری کلاسز۔ کون سی کلاسز لینے جاتی ہو۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں جن نئے خوابوں
سارے نکال کر رکھ دوں گی۔" مہرالنسا نے اس کے بالوں کو جھٹکا دیا۔
مجھ میں نہیں آتا' آپ مجھ سے کس بات کا بدلہ لیتی ہیں۔" مومو چیخ اٹھی۔
کرتوت ہی ایسے ہیں۔ جی تو چاہتا ہے تینوں کو گھر بٹھا لوں۔ بھاڑ میں گئی ان کی پڑھائی۔ میں کہاں
بٹھاؤں۔" ان کا بی پی شوٹ کر گیا۔ سر پکڑے بیٹھے بابر نے کھڑے ہو کر انہیں کندھوں سے تھاما پھر
لا۔
جاؤ مومو!"
غصے سے بھری بڑبڑاتی ہوئی اندر چلی گئی۔
بے ہوش پڑی ہے۔ باہر آپ نے یہ ہنگامہ کھڑا کر رکھا ہے۔ کیا ہو گیا ہے؟"
طرف سے مر ہی جائے' جان ہی چھوٹے۔" وہ تھر تھر کانپ رہی تھیں۔
بمشکل انہیں بٹھایا۔
نہیں جانتے بابر! میں کتنی پریشان ہوں۔ بیٹیوں کی ماں ہونا عذاب ہی ہے۔"
مت کہیں امی! ان پر اعتبار کریں۔ قید کرنے یا پہرے داری کرنے سے کیا ہو گا۔ جو دروازے کھل
انہیں دوسروں کا مان اور اعتبار رکھنا سکھائیں۔ دنیا میں ہزاروں لڑکیاں گھر سے نکلتی اور اپنا مستقبل
سب کی سب بگڑی تو نہیں جاتیں۔ میری اپنی کلاس فیلوز ہیں۔ ایک سے ایک ڈیسنٹ اور باوقار لڑکی
اس نے دھیمے لہجے میں سمجھانے کی کوشش کی۔
اناؤں' میرے سکے ہی کھوٹے ہیں۔"
ان پر اتنا شک کیوں ڈالتی ہیں؟" بابر نے ان کی بات پر تبصرہ نہیں کیا۔
یں نہیں پتا' اس کا مزاج ہی ایسا ہے۔ ڈرتی ہوں بگڑ نہ جائے۔"
سنیں جس دن سے وہ کالج کی دیوار پھلانگتے ہوئے پکڑی گئی ہے' ان کے دل کو کئی قسم کے دھڑکے
ہیں۔
ایسی گی تو ضرور ہی بگڑ جائے گی۔ ماؤں کو بیٹیوں کی سہیلی ہونا چاہیے۔"
آپ تم بھی مجھے ہی سمجھاؤ گے۔" مہرالنسا نے شاکی نظروں سے بیٹے کو دیکھا' وہ نظریں چرا کر کھڑا ہو گیا۔
ایمی کو دیکھ لوں۔"
تی سے دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ جوجو' ایمن کے سرہانے بیٹھی دھیرے دھیرے سر دبا رہی تھی جبکہ
غافل تھی۔
ہوا؟" بابر نے آہستگی سے پوچھا۔
تھوڑا سا۔" جوجو نے تشویش سے بتایا۔
جائے گا' ابھی تو انجیکشن دیا ہے۔" وہ اسے تسلی دینے لگا۔
ان کو کیا ہوا تھا؟" جوجو کب سے یہ سوال دبائے بیٹھی تھی۔
کل۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک سا گیا پھر کہنے لگا۔ "مجھے کل تو ہی بتائے گی۔ تم اس کے پاس ہی رہنا۔"
پاس ہی ہوں۔"
مومو کے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟" کچھ سوچ کر بابر نے پوچھا۔
ہوا؟" جوجو نے حیرت سے پوچھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"یونہی۔ امی آج کل اس سے بہت خفا رہنے لگی ہیں۔"
"آپ کو معلوم ہی ہے۔"
"کیا؟"
"وہ بچپن سے امی کی ڈانٹ کھاتی آرہی ہے۔"
بابر مسکرا دیا۔
"اسے سمجھاؤ' ہربات میں ممی کے خلاف مت جایا کرے۔"
"اور ممی کو کون سمجھائے گا۔" جوجو نے یہ بات محض دل میں سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلا
مہرالنساء وہاں نہ تھیں۔ کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں آرہی تھیں۔ گویا وہ ناشتے کی تیاریوں میں
بابر فون اسٹینڈ کی طرف آگیا' اسے اپنے دوست کو اپنے یونیورسٹی نہ آنے کے بارے میں بتانا

◆ ◆ ◆

وہ ذرا سا کسمسائی۔
جوجو جو اس کے قریب ہی لیٹ گئی تھی' ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ وہ دھیرے دھیرے کچھ بڑبڑا رہی
جھک گئی۔
"پانی۔"
"امی! آنکھیں کھولو۔ میں پانی لاتی ہوں۔" اس نے ایمن کے گال تھپتھپائے تو ایمن۔
دیں۔ کچھ لمحے غائب دماغی سے خود پر جھکی جوجو کو دیکھتی رہی۔ ذہن کی سطح پر بہت سے چہرے بم
طرح اٹھتے اور بھنور بن کر غائب ہوتے رہے۔ جوجو نے سہارا دے کر سر اونچا کیا اور پانی کا گلاس
ایمن نے غٹاغٹ پانی چڑھالیا پھر بھی یوں لگتا تھا حلق میں کانٹے اگ آئے ہیں۔
"تم ٹھیک ہو نا امی!"
جوجو کی آواز پر اس نے اثبات میں سر ہلایا پھر آنکھیں موندلیں۔ جوجو دھیرے دھیرے اس
بخار کی شدت میں واضح کمی لگ رہی تھی۔ کچھ لمحوں بعد اس کی آنکھوں کے کناروں سے پانی بہ
روتے دیکھ کر پریشان ہوگئی۔
"امی! کیوں روتی ہو؟"
"میرا کوئی نہیں ہے جوجو!" وہ ہچکی لے کر بولی۔
"میں ہوں نا تمہارے پاس۔" جوجو نے بے حد پیار سے تسلی دی۔
"میں اس دنیا میں جس پر بھی اعتبار کرتی ہوں' وہ میرا نہیں نکلتا۔"
"اس طرح کیوں سوچتی ہو...؟"
"تمہیں پتا ہے...؟" ایمن نے سرخ آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ "وہ میرے نانا ہیں۔"
"کون؟" جوجو کو الف ب کی بھی خبر نہ تھی۔
"سرطاہر کے دادا شجاعت علی رضوی۔"
جوجو ٹکر ٹکر اس کی شکل دیکھنے لگی۔
"تمہیں یقین نہیں آیا؟"
جوجو نے اسی عالم میں نفی میں سرہلا دیا۔
"وہ میرے نانا ہیں' میری ممی کے بابا۔ سرطاہر میرے کزن ہیں۔"
"تم نے پہلے تو کبھی نہیں بتایا۔"
"بس یونہی۔ مجھے لگا' یہ سب ان سے ملنے نہیں دیں گے۔"
"لیکن تمہاری مما کا نام تو سارا حمید سنتے آئے ہیں۔" جوجو نے الجھ کر پوچھا۔

"...ید شجاعت علی ہی ہے۔"
"...پتا چلا؟"
"..."
"...ی بات ہے۔" جوجو کچھ لمحے پہلے والی کیفیت سے باہر آئی۔
"...ب تو... اب تو میری سمجھ میں نہیں آتا' میں کس پر یقین کروں؟"
"...ات ہے۔" جوجو اس کا ہاتھ سہلانے لگی۔
"...نہیں پتا۔" ایمن نے کرب سے آنکھیں بند کیں اور کروٹ لے لی۔ "تم کچھ بھی نہیں

"...ہی پتا چلے گا۔" جوجو نے ہمت نہ ہاری۔
"...س کی مانوں' نانا کی یا طاہر بھائی کی؟"
"...لے میں؟"
"...معاملہ۔"
"...ہ بتانا ہی نہیں تو پھر مشورہ کیوں مانگ رہی ہو۔" جوجو مسکرائی۔
"...یں مانگ رہی۔ یونہی بات کررہی ہوں۔" وہ کسی قدر تلخ ہوئی۔
"...؟"
"...ے جوجو! میں بتا نہیں سکتی مگر وہاں آکر نانا اور طاہر بھائی ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوگئے
...ہوئے بھی دوبارہ بولی۔
"... جوجو نے پوچھا۔
"...ے پر کھڑی ہوں۔ کس کی مانوں...؟"
"...نا بزرگ ہیں' تجربہ کار انسان پھر وہ تمہارا برا کبھی نہیں چاہیں گے۔" جوجو کو کسی بات کا نہیں پتا
...بڑھانے کو کہہ دیا۔
"... وہ میرا برا چاہ سکتے ہیں؟" ایمن کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی۔
"...ارے نانا سے زیادہ نہیں چاہ سکتے۔" کچھ رک کر جوجو نے کہا۔ ایمن نے گردن موڑ کر کچھ حیرت
...پھر دوبارہ سیدھی ہوگئی' تب ہی اسے یاد آیا' وہ رات کو کمرہ لاک کرکے بیٹھی تھی۔
"...نے کھولا تھا؟" اس نے جوجو کا دھیان دوسری طرف لگانا چاہا۔
"... کھڑکی پھلانگ کر... تم بے ہوش پڑی تھیں۔ ہم بہت پریشان ہوگئے تھے ایمن۔"
...من نے یونہی کہا۔ جوجو سمجھی' اس نے یقین نہیں کیا۔
"...اعتبار نہیں امی! لیکن یقین کرو' ممی بھی بہت پریشان ہیں۔"
...ر ایمن کے ذہن میں کل کی باتیں چکرانے لگیں تو اعصاب تن سے گئے' وہ جھرجھری لے کر رہ
...ہ کھول کر بابر اندر آیا۔ اسے جاگتے دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔
"...ی! تم ہوش میں ہو پاگل! بالکل پریشان کرکے رکھ دیا۔"
...ے سر پر چپت لگائی پھر جوجو کو اشارہ کیا۔
"...کے لیے ناشتہ لے آؤ۔"
"...ں؟" وہ اٹھتے اٹھتے پوچھنے لگی۔
"...دودھ اور ابلا ہوا انڈا لے آؤ۔ ایمن کو پسند ہے۔" بابر اس کے بولنے سے پہلے بول اٹھا تو جوجو باہر
...آنکھیں پھر سے لبالب بھر آئیں۔ اس نے اپنی اس زندگی میں محبت اور نفرت کو یکساں برتا تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جس شدت کی محبت اس کے حصے میں آئی اسی شدت کی نفرت بھی دیکھی تھی۔
"گڑیا! رو کیوں رہی ہو۔ سر میں درد شروع ہو جائے گا۔" بابر نے اسے بچوں کی طرح
پر بازو رکھ لیا۔
"تمہارے نانا تو ٹھیک ہیں نا؟" بابر نے پوچھا۔
"ہوں۔"
بابر مزید کچھ پوچھنے کے لیے مناسب الفاظ تلاشنے لگا اور ایمن جانتی تھی، وہ پوچھے گا
تیار کرنے لگی۔
"میں ادھر گیا تھا۔ وہاں کسی نے دروازہ ہی نہیں کھولا۔ اندر سے بند تھا۔"
ایمن نے تیزی سے بازو ہٹایا۔
"آپ کیوں گئے تھے؟"
بابر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ ایمن نے جز بز ہو کر نظروں کا زاویہ بدلا
کچھ نہ کچھ گھڑ چکا تھا، تب ہی قدرے تلخی سے بتانے لگی۔
"آپ اور آپ کی مدر نجانے کیا کیا مفروضے قائم کر رہے ہیں، اس لیے بتا رہی ہوں
تلخ کلامی ہو گئی تھی۔ ہم ممی کے متعلق بات کر رہے تھے۔ انہوں نے میری ماں کا ذکر کیا
تو مجھے غصہ آ گیا۔ میری بدتمیزی پر انہوں نے مجھے کئی تھپڑ کھینچ مارے اور مجھے وہاں سے
میں غصے میں وہاں سے نکل آئی۔ بس اتنی سی بات ہے۔ وہاں آپ کی ماں افسانے گھڑ رہی
اس کا لہجہ و انداز دونوں ہی قابل گرفت اور ناقابل برداشت تھے مگر بابر برداشت کر گیا
طرح دکھ ہوا تھا۔
"اور آپ بھی پہنچ گئے وہاں میری جاسوسی کرنے۔"
بابر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھوں سے سنجیدگی کے ساتھ ساتھ رنجیدگی بھی مترشح
طرح محسوس کیا۔
"جوجو ناشتہ لے کر آئے گی۔ کچھ نہ کچھ ضرور کھا لینا۔" بس اتنا کہہ کر وہ باہر نکل گیا۔
ایمن کو افسوس ہوا تھا یا نہیں۔ دراصل اس کا ذہن اس کے متعلق سوچ ہی نہیں رہا

☼ ☼ ☼

ناشتہ وغیرہ کر کے اس کی دانست میں جب ایمن سو گئی، تب جوجو نے ناشتہ کیا۔ پڑھائی
میں آئی تو موٗمل یونیفارم سمیت اپنے بستر پر دراز تھی۔
"تمہیں کیا ہوا ہے؟" جوجو ماں کے ہاتھوں اس کی ہونے والی تواضع سے بے خبر
پوچھا۔
"مجھے کیا ہونا ہے۔" وہ الٹا اسی سے پوچھنے لگی، تب ہی جوجو سمجھ کر مسکرائی۔
"ممی نے کالج جانے سے منع کر دیا ہو گا۔"
"ہاں، ان کا بس چلے تو ہمیں کسی ڈربے میں بند کر کے باہر تالا لگا دیں۔" موموٗ اٹھ کر بیٹھ
"تو ٹھیک ہے، کالج جا کر تم نے کرنا بھی کیا تھا۔" جوجو میز کے پاس رک کر کتابیں تم
سب یونہی چھوڑ کر سو گئی تھی۔
"نمبر کم آئے، تب بھی تلوار میرے ہی سر ہو گی۔"
"بس کرو موموٗ اب پتا ہے، وہاں تم کیا کرنے جاتی ہو۔" جوجو نے بے اختیار ہی ٹوکا۔
"کیا کرنے جاتی ہوں۔" موموٗ بھڑک اٹھی۔

بیٹھ کر اس کے گھٹیا رومانس بھرے قصے سننے کے سوا اور کیا کرتی ہو کالج میں۔" جوجو کے لہجے

تکلیف ہے؟" الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والا معاملہ تھا۔
نہیں، مگر تمہاری وجہ سے تکلیف میرے حصے میں بھی آئی ہے۔ تم نے تو عقل کا خانہ بند ہی کر دیا
اس کی وجہ سے پورے کالج میں تمہاری بدنامی ہوئی اور تم ہو کہ اسی کے گلے کا ہار بنی ہوئی ہو۔
ہے۔" جوجو نے تیزی سے لتاڑا۔
بن کر رہو۔ خوامخواہ نصیحت بی بی بننے کی کوشش مت کرو۔"
بھی نہیں، مگر ممی پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکو۔ آخر وہ تمہارے ساتھ
ہوئی ہیں۔ میں بھی تو ہوں....."
اور والی ہو۔" موٗمل ماں سے اچھی خاصی بدگمان تھی۔
صرف اس لیے کہ میں نے کبھی بلاوجہ ان کے خلاف جانے کی کوشش نہیں کی اور تمہیں بچپن
جس کام سے ممی منع کریں، وہی کرنا ہے۔ خواہ چھپ چھپا کر ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اس معاملے
ایمن کی فطرت ایک ہی ہے۔ تم لوگوں کی بھلائی کے لیے لگائی جانے والی حد تم دونوں کو جبر لگتی
اس کے سامنے خاموش نہیں رہتی تھی۔ "یاد ہے جب ممی ہمیں ممانیوں کے کمرے میں جانے
تو تم جان بوجھ کر ان کے کمروں میں جاتی تھیں اور جس چیز کو ممانی ہاتھ لگانے سے منع کرتی
توڑ دیا کرتی تھیں۔"
کر دی؟" موٗمل جز بز ہو کر بولی۔
اپنی ہی ڈیڑھ انچ کی مسجد بنا کر بیٹھی رہا کرو۔ گھر میں کیا ہو رہا ہے، کیا نہیں۔ کسی بات کی خبر
سے کتابیں ٹھیک کرنے لگی۔ "اب ایمن کو جا کر پوچھ لینا۔"
ہے؟"
بے ہوش پڑی تھی۔ بابر بھائی نے کھڑکی سے کود کر دروازہ کھولا تھا۔"
نئے ڈرامے کرنے کا شوق ہے۔" موٗمل نے ناک چڑھائی۔
کہتی ہوں، تم دونوں کی فطرت ایک ہی ہے۔" موٗمل نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا،
اور پر کتابوں میں گم کر چکی تھی۔

☼ ☼ ☼

میں نہیں آتا۔ زندگی میں ابھی میرے ساتھ اور کیا کچھ ہونا باقی ہے اور روز کچھ نیا۔ نیا اور حیران
کن ہی نہیں۔ بے یقین اور دکھ بھرا۔ مجھے لگتا ہے اللہ نے مجھے تخلیق کرتے وقت میرے
محرومی" لکھا تھا۔ رشتوں سے۔ محبتوں سے۔ مان، یقین اور اعتبار سے محرومی۔ پہلے ماں جیسے
محروم کیا، جب ابھی شعور نے اس رشتے کی اہمیت و ضرورت کو محسوس کرنا بھی نہ سیکھا تھا۔
گود میں سر رکھ کر سونا سیکھا تھا، وہ بھی چلی گئیں۔ نانا، نانی، دادا، دادی جیسے رشتے تو دیکھے ہی نہ

کندھا تھا، جس پر سوار ہو کر خود کو فاتح سمجھتی تھی، ان کے سینے پر سر رکھ کر بھول ہی جاتی کہ ماں
کی شکل میں دونوں رشتوں کی کمی پوری کر رہی تھی۔ نصیب نے انہیں بھی دور بھجوا دیا۔ مجھے لگتا
ہے، گھنی تاریکی جو مجھے دھیرے دھیرے نگل رہی ہے۔ میرا وجود اس تاریکی میں گم ہو جاتا۔ بابر
مگر اندھیرے میں جگنو طاہر کی شکل میں جگمگایا۔ اس جگنو کو مٹھی میں سنبھالے میں روشنیوں
کی ہوئی۔ پاگل تھی نا۔ یہ بھی نہ سوچا کہ جن کے نصیب پکی سیاہی سے لکھے گئے ہوں، انہیں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

روشنیوں کے سفر سے کیا حاصل؟
عفان کی محبت آندھیوں میں ٹمٹماتا دیا تھی۔ اس دیے کی اوقات ہی کیا' جسے شو
پھونک میں بجھا گئیں۔
نانا کی شکل میں انمول خوشی ملی۔ اس وقت جب میرے اور ڈیڈی کے درمیان زمی
فاصلہ بھی پیدا ہوچکا تھا۔ مجھے لگا' میں اکیلی نہیں ہوں' اس بھری دنیا میں کوئی میرا اپنا ہے' م
کرتا ہے۔
میں تو طاہر اور نانا کی محبتوں میں زندگی بسر کرنے کا سلیقہ سیکھ رہی تھی۔ نانا اگر مجھے نا
آگاہ کرتے تھے تو طاہر کی محبت من آنگن میں پھول ہی پھول کھلاتی تھی۔
کسی نے دیکھی ہے ایسی بے لوث اور بے غرض محبت۔۔۔؟
اندیشے تھے' مگر زندگی کا لطف آنے لگا تھا۔ میں سوچتی تھی اس بے لوث چاہت کو زادِر
یہی کہتے تھے۔
لیکن اب۔۔۔
اب کیا ہوگیا۔۔۔؟
میں ایمن وقار الحسن خالی ہاتھ۔۔۔ خالی۔۔۔ دل۔۔۔ ایک بار پھر۔۔۔ ایک بار پھر۔۔۔؟
پانے اور کھونے کی یہ اذیت میرے حصے میں اور کتنی بار آئے گی؟ مجھے لگتا ہے ایک گ
میں رستہ بھٹک گئی ہوں۔ کہاں جاؤں' کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ لمبی لمبی گھاس نے میرے وجود
کی تعفن زدہ نم یاس میں گلنے کا عمل شروع ہے۔
سوچتی ہوں ایمن وقار الحسن اب کیا کرے گی۔ ایمی اب کہاں جائے گی۔
نہ کوئی رازداں تھا نہ ہمراز جس کے سامنے دل کا بوجھ ہلکا کرتی' رات ڈھلتی جاتی اور وہ ڈ
اوراق سیاہ کرتی رہتی۔ آخر کسی کو تو دل کا حال سنانا ہی تھا۔ وہ ڈائری کے بے جان اوراق ہی تم

☼ ☼ ☼

ان کی ڈیٹ شیٹ آگئی تھی' جنہیں کیریئر بنانا تھا' وہ تو دن رات کا فرق مٹائے کتابوں میں م
من' کھانے پینے کا ہوش بھی نہ تھا۔ بس پوزیشن لینی ہے۔ یہی گول اس کے سامنے تھا۔ باہر د
کچھ نہ کچھ سمجھنے بیٹھ جاتی۔ پڑھ مومو بھی رہی تھی' مگر ذرا جو ریلیکس ہونے کے لیے رسالہ
ریلیکس ہونے میں ہی لگا دیتی اور ایک وہ تھی۔۔۔ ایمن وقار الحسن۔۔۔ جسے خبر ہی نہ تھی کہ ک
سے اٹ رہی ہیں' وہ بیٹھی اپنی ہی ذہنی و جذباتی الجھنوں میں گرفتار مستقبل کے رستے کھونے کر
اوائل مئی کے گرم ترین طویل دن تھے۔ نیم تاریک راہداری میں پڑا فون خواہ مخواہ شور مچا
ہوکر بڑبڑانے لگتیں۔ نجانے کونسے کالر۔۔۔ کس کی آواز کے منتظر تھے۔
جوجو کھا جانے والی نظروں سے مومو کو گھورتی۔
اس دن بھی جب باہر آسمان دھوپ برساتا تھا' سب اپنے اپنے کمروں کی ٹھنڈک آمیز نیم
اپنی مصروفیات میں گم تھے۔ فون کی گھنٹیاں بار بار بجنے لگیں۔ اندر کتاب پر سر رکھے او نگھتی
مہرالنساء کے قدموں کی چاپ دو تین بار ابھری۔ چوتھی بار انہوں نے شاید فون کا پلگ نکال دیا
اپنے کمرے میں لے گئی تھیں۔ مومو نے دوبارہ کتاب پر سر رکھ لیا۔
"امتحان گرمیوں میں نہیں ہونے چاہئیں' نیند بھی بہت آتی ہے۔"
"کتنی بار کہا ہے' رانگ نمبرز پر بات مت کیا کرو۔" جوجو نے اس کی بات پر تبصرہ کرنے کے
اٹھایا۔

"" مومو نے کتاب بند کردی۔ اس کا ارادہ تھا' تھوڑی نیند لے لے گی تو فریش ہو کر پڑھ بھی سکے گی۔
روز روز تماشا ہونے لگے گا۔ تمہیں شوق ہے فون پر لمبی لمبی گپیں ہانکنے کا۔ نہیں تمہیں سدرہ ہوں۔ میر
میں یونیورسٹی کی اسٹوڈنٹ ہوں' آنرز کر رہی ہوں۔" جوجو نے نقل اتاری۔
اس دی' پھر ایک آنکھ دبا کر بولی۔
غفار فن بھلی!"
کہیں گلے ہی نہ پڑ جائے۔ ممی نے فون ہی کٹوا دینا ہے۔ جو تھوڑی بہت سہولت ہے' وہ بھی ہاتھ سے
تم ایک بار بات کرتی ہو' وہ دس' دس بار گھنٹیاں بجاتے ہیں۔ ممی نے زچ ہو کر ہی کرنا ہے۔"
ان کا بس چلے تو ہماری زندگی سے ہر سہولت ہی نکال دیں۔ کسی دوست کے گھر نہیں جاسکتے۔ انہیں
سکتے۔ فون پر پابندی' ٹی وی پر پابندی۔ یار جوجو! یہ بڑے ہو کر ہم زیادہ مصیبت میں نہیں پھنس گئے'
کے ہی اچھے تھے۔"
تو شکایتیں ہی سن لو' وہ بھی چوبیس گھنٹے۔"
چین پر ٹھکن لگا کر رکھا اور جسم کو قدرے ڈھیلا چھوڑ دیا۔ وہ کافی دیر سے پڑھ رہی تھی۔
تمہیں کچھ محسوس نہیں ہوتا۔"
سوچنے کا وقت نہیں ہوتا۔ سلیبس اتنا ہے کور ہونے میں ہی نہیں آرہا۔" اس کے اپنے مسئلے تھے' اس
ہی تھی جو اسے ان عام سے چھوٹے چھوٹے مسئلوں میں الجھنے سے بچائے رکھتی تھی۔
پابندیاں تو نہیں لگاتیں۔ اب تو ایگزام کی وجہ سے ہے' ورنہ پہلے ٹی وی دیکھا ہی کرتے تھے۔" تھوڑی
کے جوجو نے معصومیت سے کہا' مومو مزید جھنجلا گئی۔
ہی ممی کی چمچی۔"
جو بھی ہوں' تم فون والا کھیل بند کرو۔ خواہ مخواہ پورا گھر ہی ڈسٹرب ہوتا ہے۔"
جائے گا۔"
تم پڑھ نہیں رہی ہو۔" اسے سونے کا ارادہ کرتے دیکھ کر جوجو نے ٹوکا۔
رول نمبر تمہارے پیچھے ہی تو ہے۔" مومو نے مزے سے کہا۔
تمہیں ایک لفظ نہیں دکھاؤں گی۔" جوجو نے دھمکی دی۔
جائے گا۔" مومو نے دوبارہ کہہ کر تکیے میں سر دے لیا۔ جوجو محض اسے گھور کر رہ گئی پھر جھنجلا کر اٹھ
بھوک لگ رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

حبس زدہ فضا' گھٹتی دھوپ' گرد و غبار سے اٹا آسمان یونہی کسی طرف سے تیز ہوائیں اٹھتیں'
روپ دھارتیں اور اندر باہر دھول ہی دھول اڑنے لگتی۔ جالی کے دروازوں سے دھول آتی بھی بہت
نساء جالی کے دروازے لگوانے والے کو کوستی گھر صاف رکھنے کی دھن میں ہلکان ہوجاتیں۔ تنگ آکر
بھاری پردے ان دروازوں پر لگوا دیے تھے۔ لڑکیوں کو اس لیے کام کے لیے آواز نہ دیتیں کہ امتحان
نے میں چند ہی دن تھے۔ وہ امتحانوں سے پہلے ہی تینوں لڑکیوں کا رزلٹ جانتی تھیں۔
ان دار' مومو سو سوا اور ایمن' اسے مہرالنساء نے کبھی کتاب کو ہاتھ لگاتے نہ دیکھا تھا۔ نہ جانے کون سی بے
وہ گرم دوپہروں اور تاریک راتوں میں بدروح کی طرح چکراتی۔ مہرالنساء سے جب بھی سامنا ہوتا' وہ ان
ذاتی نظروں سے خائف سی ہوجاتی۔ تب ہی تو چھپتی پھر رہی تھی۔
ی تیز ہوئی اور دروازوں سے مٹی چھن چھن کر لاؤنج میں بکھرنے لگی۔
نی دھول ہے۔" مومو نے ایک طرف کو ہٹائے پردے کھینچنے شروع کیے۔
ت دھول ہے۔ اتنی کہ سانس بند ہوئی جارہی ہے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایمن نے گلے پر ہاتھ رکھ کر پھنسی ہوئی آواز میں کہا۔
"ہوں۔" مومو نے پلٹ کر قدرے حیرت سے اسے دیکھا۔ آج بہت دنوں کے بعد اس کے منہ سے کوئی لفظ پھسلا تھا' ورنہ وہ سب کی شکلیں دیکھا کرتی۔
"کچھ نہیں۔" ایمن کے حلق میں کچھ کرکری سی شے پھنس گئی' اسے لگا دم گھٹ رہا ہے۔
"اب کچھ تو رکاوٹ ہوگی۔" مومو پردے پھیلا کر مطمئن ہوئی۔
"کاش ایسے ہی پردے انسان اپنی ذات پر بھی لٹکا سکے۔" ایمن نے بھاری براؤن پردے پر ہاتھ کھول کر باہر نکل گئی۔ مومو نے اسے ٹوکنا چاہا کہ باہر آندھی آرہی ہے پھر چپ رہی۔
آسمان کے ماتھے پر دھول ہی دھول جمی تھی۔ ابھی ہوا میں زیادہ تیزی نہ آئی تھی پھر بھی درختوں سے پتے گرتے چلے آرہے تھے۔ وہ عین ان درختوں کے نیچے چلی آئی۔ پتے اس کے بالوں کو چھو کر گرنے لگے۔ آج کتنے دن ہوگئے تھے' نہ وہ خود میں ہمت پاتی تھی کہ نانا کا سامنا کرسکے اور نہ ہی طاہر محمود
"پتا نہیں وہ وہاں ہوں گے بھی یا نہیں۔"
اسے یقین تھا' طاہر نے نانا کا گھر چھوڑ دیا ہوگا۔ آخر انہوں نے طاہر سے نکل جانے کو کہا اور وہ گھر سے نکل گیا تھا۔ اس نے تو مڑ کر ایمن کی سمت بھی نہ دیکھا تھا کہ اس پر کیا بیت رہی ہے۔
ایمن کا ذہنی خلفشار عروج پر پہنچنے لگا۔
وہ سمجھ ہی نہ پا رہی تھی کہ سچ کیا ہے؟
وہ جو نانا اسے دکھانا چاہ رہے تھے یا وہ ایمن اب تک دیکھتی آرہی تھی' وہ کیسے مان لیتی کہ طاہر کیسا انسان ہے۔ طاہر محمود نے اب تک اس جیسی بے مایہ لڑکی کے ساتھ کون سی غرض پوری کی تھی۔
ہوا میں ذرا سی تیزی آئی۔
"وہ ایک گھٹیا اور خود غرض انسان ہے۔"
ایمن نے سر اٹھا کر گرتے پتوں اور سرسراتی شاخوں کو دیکھنے کی کوشش کی۔
"ان لوگوں کے لیے اپنا مستقبل خراب کروگی' جنہیں تمہارے مستقبل سے کوئی دلچسپی نہیں۔ وقت تمہارے ہاتھ میں ہے۔ چاہو تو خود کو بنا لو چاہو تو بگاڑ دو اور ہمیشہ کے لیے لوگوں کے تمسخر کا نشانہ
تب کون سا رشتہ تھا دونوں کے مابین۔ ایک اجنبی لڑکی کو زندگی کی طرف کیوں کھینچ رہا تھا۔ اندھیروں میں ڈوبی ایمن کو کس ناتے روشنی کی طرف گامزن کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیا تھی وہ اس کے لیے۔ اس کے اسٹوڈنٹ کی بہن۔
"تم بہت اچھی اور ذہین لڑکی ہو۔ حالات جیسے بھی ہوں اپنے لیے اور اپنے مستقبل کے لیے وقت
ایک خشک پتہ گرتے گرتے آنکھ کا کنارہ چھو گیا' وہ سر جھکا کر تیزی سے آنکھ رگڑنے لگی۔
"تمہارا اس گھر میں اگر کسی کے ساتھ کوئی رشتہ ہے تو وہ صرف میں ہوں۔"
نانا کی آواز نے اس کی سماعتوں پر کوڑا سا برسایا۔
"میرے لیے تم اور تم سے وابستہ ہر شے اہم ہے۔"
ہوائیں اک مدھم سی سرگوشی سنبھالے بیٹھی تھیں۔
آنکھ سرخ ہوگئی اور اس میں سے پانی بہنے لگا۔
"میں نہیں چاہتا' اس کا سایہ بھی تم پر پڑے۔"
"تم نہیں جانتیں تم میرے لیے کتنی انمول ہو۔"
ہواؤں کی شوریدہ سری میں اضافہ ہوا۔ اونچے لمبے درخت دائیں بائیں ڈولنے لگے۔
"وہ لفظوں کا کھلاڑی ہے' دلوں سے کھیلتا ہے۔"
یہ نانا کس طاہر کا ذکر کرتے تھے' اس کے اندر طاہر کے لہجے کی بے بسی جاگنے لگی۔

بھی تو نہیں مانگ رہا۔"
نیچے سے نکل آئی۔ سامنے پڑی میز پتوں سے اٹی ہوئی تھی۔ اس نے بے اختیار ہاتھ مار کر پتے
کسی نے بہت بے اختیاری میں اس کا نام لکھا تھا۔
کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتا ہے' میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔)
تھا جو ایک کمزور لمحے میں اسے سرزنش کر رہا تھا۔
رکھنا سیکھو۔ میرا کیا ہے مگر یہ بے اختیاری تمہیں نقصان دے گی۔" اس نے دونوں بازو اپنے گرد
تے آسمان کو دیکھنے کی سعی کی۔
بھی ہو اور نادان بھی اور اسے لڑکیوں کی یہ خوبیاں بہت بھاتی ہیں۔" وہ اس کے پاس کھڑا دل سوزی
تھا۔
نے خواہ مخواہ تمہیں بھی اس بے منزل راہ کا مسافر کر دیا۔ یہ تو راہ پرخار ہے۔ میرے پاؤں تو فگار ہونے ہی
نے تمہیں بھی کانٹوں میں گھسیٹ لیا۔ لوٹ جاؤ ایمن۔ یہاں تمہیں کچھ نہ ملے گا۔ یہ تو بے سمت
تو میرے قدموں سے لپٹ گئی ہم کیوں بھٹکو۔"
کا روپ دھار گئی۔ خشک پتے اور ٹوٹی شاخیں اس کے وجود سے ٹکرانے لگیں۔ ایک نوکیلی شاخ
میں پھنس گئی۔ ایمن کو لگا' کسی نے بہت بے دردی سے اس کا بازو دبوچا ہے۔
نے تیزی سے آستین چھڑائی۔ اسے لگا' اس کالی آندھی میں نانا کے لہجے کا غضب بولتا ہے۔
بھی سات گھر چھوڑ دیتی ہے' پر تو کمینہ تھا۔ کمینہ ہی رہا۔"
کھڑے رہنا ممکن ہی نہ تھا۔ وہ اندر کی طرف بڑھی مگر آنکھوں میں دھول ہی دھول بھر گئی۔
نہ تھا' یہ کون ہے۔ یہ میری کچھ لگتی ہے۔"
نے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیے۔ پوری فضا تاریک ہو چکی تھی اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔
کاڑ دوں گا۔ تو بے غیرت پیدا ہوا تھا' بے غیرت ہی رہے گا۔" قریب ہی کوئی موٹا تنا ٹوٹ کر گرا۔
اندازے ہی سے اندر کی طرف بھاگی۔ سیڑھیوں پر ٹھوکر لگی۔ اس کا دوپٹہ نہ جانے کس چیز میں اٹک کر
گیا۔ اس نے اندھوں کی طرح دوپٹہ پکڑنے کی کوشش کی۔
ڈھائی گز کا تمبو لپیٹے پھر رہی ہو' اس کی حرمت کو سمجھتی ہو' نہ تمہاری ماں سمجھی۔ نہ تم۔"
نہ تھی کوئی طوفان تھا۔ شاید بارش ہونے لگی تھی یا اولے پڑنے لگے تھے۔ اسے لگا یہ اولے تڑ تڑ
برسنے لگے ہیں۔
بھر کی بے حیا اور بے غیرت ماں کی اولاد۔ خون اثر تو دکھائے گا۔ تم نے بھی بدنامی کا طوق گلے میں
لیا۔"
لگا وہ بیچ چوراہے پر کھڑی سنگسار ہونے جا رہی ہے۔
نے کیا کیا ہے' میرا قصور کیا ہے؟"
ستون سے لپٹ گئی مگر اس طوفان میں اس کی آواز سننے والا کون تھا۔

❀ ❀ ❀

لمبی لمبی دوپہریں تھیں کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتیں۔ یوں لگتا تھا وقت ایک ہی نقطے پر آکر ٹھہر سا گیا
ت کے فوراً بعد فراغت کے احساس نے انہیں بوکھلا کر رکھ دیا۔ جوجو کے ذہن سے تو اک بوجھ اترا
رہتی یا کچن میں گھس کر نت نئی ریسیپیز ٹرائی کرتی۔ مومل نے اپنے پاس رسالوں کا سارا ذخیرہ چاٹ
تو جاتی نہ تھی کہ کسی نہ کسی سے مزید خوراک مل جاتی۔ ڈش انٹینا خراب پڑا تھا سو ٹی وی پر بھی کچھ
دل بہلایا جا سکتا۔ وہ گھر کی لگی بندھی روٹین سے سب سے زیادہ گھبرائی تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"سارا۔۔۔ سارا دن کچن میں کیا کرتی ہو۔" وہ جوجو کے پیچھے کچن میں آ گئی۔ دوپہر کا کھا
مہرالنساء اپنے کمرے میں ذرا دیر کو لیٹ گئی تھیں۔
"جو کچھ کرتی ہوں۔ ٹیبل پر سامنے آ ہی جاتا ہے۔" جوجو بغیر مڑے بولی وہ سامنے کھڑی اشیا
تھی۔
"اب کیا بنا رہی ہو؟"
"کچھ ایسا جو شام کی چائے کے ساتھ چل سکے۔"
وہ ڈبل روٹی کے سلائس نکال کر چورا کرنے لگی۔ پھر مومل کو یونہی کھڑا دیکھ کر کہنے لگی۔
"یہ چیز ہی کدو کش کر دو۔"
"کاہے کو اتنی محنت کرتی ہو لڑکی۔۔۔ !کون سے میڈل پانے ہیں۔" اس نے کچھ کاہلی سے چیز کا
"میں کون سا کھانا پکانے کے مقابلے میں حصہ لے رہی ہوں۔۔۔ اپنے گھر والوں کے لیے کر
"شاباش! ایسی باتوں سے ممی خاصی خوش ہوتی ہیں۔ سگھڑ بیٹی اور بعد میں سگھڑ بیوی ثابت ہو
"پتا نہیں تم طنز کر رہی ہو یا تعریف بہرحال شکریہ۔" جوجو نے میدے میں چکن کیوب مکس
۔۔۔ اس کے ساتھ چیز بال بنوا کر وہ باہر نکل آئی۔ برآمدے میں رک کر اس نے املتاس کے در
ایمن کو دیکھا۔
"پتا نہیں اس لڑکی کے قدموں سے کون سی بے چینی لپٹی ہے۔ بدروح کی طرح یہاں وہاں چکر
کچھ جھنجلا کر سوچتے ہوئے وہ بابر کے کمرے میں آ گئی۔ وہ نہا کر سونے کی تیاری کر رہا تھا۔
"خیریت! آج آپ گھر پر نظر آ رہے ہیں۔"
"اب میرے گھر آنے پر بھی پابندی عائد کر دو۔"
"یہ پابندی آپ کی اپنی لگائی ہوئی ہے۔۔۔ دن کی روشنی میں تو آپ کبھی نظر ہی نہیں آئے۔
میں رکھی کتابیں چھیڑنے لگی۔ ظاہر ہے وہاں اس کے مطلب کی کوئی بھی کتاب نہ تھی۔
"کیریئر بنانے کے لیے جان مارنا پڑتی ہے کاکی۔۔۔ !اب میرے پاس آرام کے لیے صرف ایک
بیڈ پر نیم دراز ہوتے ہوئے بابر نے گویا اس کے آنے کا مقصد پوچھا۔
"میں گھر میں بہت بور ہوتی ہوں۔"
"کسی سلائی اسکول میں داخلہ لے لو۔"
"اُفوہ! مجھ سے نہیں ہوتے یہ درزنوں والے کام۔"
"میں تو اس لیے کہہ رہا تھا کہ میٹرک کے بعد عام طور پر لڑکیاں یہی کچھ سیکھتی ہیں۔"
"سوری بھائی! میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں۔"
"تم جو بڑا کام کرنا چاہتی ہو وہ بتا دو۔"
"اخبار والے سے کہہ دیں' وہ ہر ماہ [illegible] ڈائجسٹ [illegible] دیا کرے۔"
"ہاہا۔۔۔۔ کچھ زیادہ ہی بڑا کام نہیں کہہ دیا تم نے۔" مومل کچھ شرمندہ ہو گئی۔
"کہہ دیں گے نا؟"
"کہہ دوں گا۔۔۔ اب جاؤ۔"
"یاد سے۔۔۔" وہ بارہ کہتی باہر نکلی۔۔۔۔ نگاہ بلا ارادہ درختوں تک گئی۔ ایمن اب وہاں نہیں
چلی آئی۔ جہاں چیز بال تلنے کی خوشبو سارے گھر میں پھیلی تھی۔

☼ ☼ ☼

"امی۔۔۔" جوجو دروازہ کھول کر اندر چلی آئی۔ وہ جو آنکھوں پر بازو رکھے چت لیٹی تھی۔ بازو
لگی۔

[illegible] رہیں۔۔۔ باہر بہت شام ہو گئی ہے۔" اس نے آگے بڑھ کر پردہ کھینچ دیا۔ نارنجی شام کھڑکی کی
[illegible] منتظر تھی۔ پردہ ہٹتے ہی زرد رنگ کمرے کی ہر شے پر بکھر گیا۔ ایمن کا چہرہ بھی اس روشنی کی زد میں
[illegible] بجھی بجھی سی آنکھیں۔
[illegible] ایمن کی یہ حالت دیکھ کر جوجو کو افسوس ہوا۔
[illegible] شام میں تو باہر نکلا کرو۔ ذرا فریش ہی ہو جاؤ گی۔ اتنی اچھی ہوا چل رہی ہے۔"
[illegible] دل بھڑکتی ہو تو ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کیا کریں گے۔"
[illegible] سے سے چائے بھی نہیں پی۔" جوجو کے اپنے ہی گلے تھے۔ ایمن نے چڑ کر اسے دیکھا۔
[illegible] کیوں پیچھے پڑ گئی ہے۔ سب کی طرح میرے رویے سے سمجھوتا کر کے میری جان کیوں نہیں چھوڑ

[illegible] پاس آ کر آہستہ آہستہ اس کے الجھے بال اپنی انگلیوں سے سلجھانے لگی۔
[illegible] سے دور بھاگتی ہو۔۔۔ چلو ہمیں چھوڑو۔۔۔ اپنی ذات سے اتنی بے گانگی ختم ہو جاؤ گی امی۔۔۔"
[illegible] لہجہ۔ امی کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔
[illegible]؟" ایمن کی آواز میں تھکن اور لہجے میں یاسیت تھی۔
[illegible] لوگوں سے ملو۔"
[illegible] سے لوگ؟" اک زہریلی مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا۔
[illegible] تم کسی قطار شمار میں ہی نہیں رکھتیں۔۔۔ سر طاہر نے بھی آنا چھوڑ دیا۔۔۔ تم نانا ہی سے ملنے چلی جاؤ۔"
[illegible] کی چپ رہ گئی۔ دکھ و ملال کے گہرے احساس نے وجود میں پنجے گاڑ دیے۔
[illegible] ان کے بارے میں مجھے کچھ بھی نہیں بتایا۔"
[illegible] ناؤں؟" ایمن اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے لمبے سیدھے بال الجھے الجھے سے تھے۔ لگتا تھا انہیں کئی دنوں سے
[illegible] نہیں ہوا۔
[illegible] جب ہماری نانو کا فون آتا تھا تو وہ ہمیشہ تمہارے بارے میں پوچھا کرتی تھیں۔ مگر تم نے کبھی ان سے
[illegible] میرا دل چاہتا تھا کاش تمہاری بھی کوئی نانو ہوتیں۔ ہر خاص موقع پر تمہیں یاد کرتیں۔۔۔ تم چھٹیوں
[illegible] ہو کر ان سے ملنے جاتیں۔۔۔ میری وہ خواہش پوری ہو گئی۔۔۔ نانو نہ سہی۔۔۔ نانا جان [illegible]
[illegible] تحیر سے اسے دیکھا۔۔۔ اور بے حد غور سے دیکھا۔۔۔ وہ مہرالنساء کی بیٹی اور مومل کی بہن تھی۔۔۔ مگر
[illegible] اس کی سوچ اس کے چہرے کی طرح معصوم اور خوب صورت تھی۔
[illegible] دیکھ رہی ہو۔"
[illegible] نفی میں سر ہلایا اور بکھرے بال سمیٹنے لگی۔
[illegible] اگر کچھ کہہ دیں تو انہیں دل پر نہیں لینا چاہیے۔" ایمن کے ہاتھ ایک پل کو رکے۔
[illegible] کہہ دیں سانس لینا چھوڑ دو تو کیا چھوڑ دوں۔"
[illegible] ہوتا۔ بسا اوقات جس چیز کو ہم بے حد اہم سمجھتے ہیں۔ وہ ہمارے لیے اتنی اہم نہیں ہوتی' کبھی کبھی
[illegible] چھپا ہوتا ہے۔ ہماری کوتاہ نگاہی کہ وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہمارے بڑے معاملات کو زیادہ بہتر سمجھتے

[illegible] جانتی ہو۔۔۔" ایمن نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔
[illegible] نہیں۔۔۔ بس مجھے لگتا ہے وہ تمہیں کسی ایسے معاملے سے دور رکھنا چاہتے ہیں' جو تمہارے لیے
[illegible] ہے۔"
[illegible] آہستگی سے کہا۔ تب ہی دروازہ کھلا اور خوشبو کے جھونکے کے ساتھ مائرہ اندر آئی۔
[illegible] "ایمن کو بلانے آئی تھیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اوہ۔۔۔" جوجو سر پر ہاتھ مار کر رہ گئی۔ "باتوں میں دھیان ہی نہیں رہا کہ ایمن کو بتاؤں" اس کے لیے
"۔"

"شاباش! ترقی کرو گی۔۔۔" مائرہ نے اس کے کندھے پر تھپکی دی۔ پھر ایمن کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ایگزام کی تھکن ابھی تک اتری نہیں۔"

ایمن متذبذب سی مائرہ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اٹھ کر اس سے ملی بھی نہیں' اس دن کے بعد سے آج ملاقات ہو رہی تھی اور مائرہ کا انداز بالکل پہلے ہی کی طرح پُرجوش تھا۔

"اب اٹھ جاؤ نکمی لڑکی! ہم کب سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"

"ہم۔۔۔" ایمن نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہاں! مما بھی آئی ہیں۔"

"اچھا۔" ایمن کو گھبراہٹ سی ہوئی۔

"اب اٹھ جاؤ۔ حلیہ درست کرو۔۔۔ کب سے منتظر ہیں کہ تم خود جاگ جاؤ گی۔۔۔ تنگ آ کر مجھے بھیجا۔"

ایمن بیڈ سے اتر آئی۔

"میں فریش ہو کر آتی ہوں۔" ہاتھ منہ دھونے تک وہ مائرہ اور اس کی مما کی آمد کا مقصد سوچتی رہی۔

"آؤ۔۔۔" باہر نکل کر اس نے کہا تو مائرہ نے بے اختیار ٹوکا۔

"بال تو بنا لو۔"

"بس ٹھیک ہے۔" ایمن نے سر پر دوپٹہ اوڑھ لیا۔ مائرہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ فائزہ بھی ایمن سے ملی وہ اور مہرالنساء لان میں موجود تھیں۔ سامنے چائے کے خالی برتن بتاتے تھے کہ وہ خاصی دیر سے آئی ہوئی تھیں۔ فائزہ کچھ دیر ساتھ لگائے خیریت پوچھتی رہیں۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔۔" اس کا ستا ستا چہرہ دیکھ کر انہوں نے بے اختیار پوچھا۔

"جی دیر تک سوئی رہی' اس لیے طبیعت کچھ بوجھل ہے۔" اس نے نظریں جھکاتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ مائرہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا۔ دونوں کچھ دور گھاس پر جا بیٹھیں۔

"تمہارے پیپرز کیسے ہوئے ہیں؟" مائرہ نے پوچھا۔ اس کی مسلسل خاموشی مائرہ کو الجھن میں مبتلا

"پتا نہیں۔" اس نے گھاس کی پتیاں توڑنی شروع کر دیں۔

"لو۔۔۔ ایک ہم تھے کہ دن رات ایک کر دیا کہ کہیں سسرال میں بے عزتی نہ ہو جائے۔"

جوجو نے اس کے قریب ٹرے رکھی۔ جس میں چائے کے کپ کے ساتھ کچھ کھانے پینے کے لوازمات تھے۔ مگر اس کا کچھ بھی کھانے کو دل نہیں چاہا۔ بس چائے کا کپ اٹھا لیا۔

"رضوان کہہ رہے تھے۔ گریجویشن ضرور کرنا ہے۔ میں نے تو صاف کہہ دیا۔ مجھ سے نہیں پڑھا جائے گا' نہیں تو شادی لیٹ کر دیں۔" اس کی آواز خود بخود سرگوشی میں ڈھل گئی۔

"کہنے لگے نہ شادی لیٹ ہو گی نہ پڑھائی ختم ہو گی۔۔۔ مصیبت میرے لیے۔۔۔"

لیکن اس مصیبت کا کوئی تاثر اس کے چہرے پر نہ تھا۔ بلکہ وہ انجوائے کر رہی تھی۔ ایسا لڑکا ہر لحاظ سے فخر کر سکتی تھی۔ جو اس کا خیال رکھتا تھا۔ اسے اپنے ہونے کا احساس دلاتا تھا۔ ایمن نے مائرہ کا کھلا کھلا ہر قسم کا ابہام و اوہام سے پاک چہرہ دیکھا۔

"سنو! عفان نے بعد میں فون کیا؟" مائرہ نے اچانک پوچھا۔

چائے کا گرم گھونٹ اس کے ہونٹ جلا گیا۔ کپ ٹرے میں رکھتے ہوئے اس نے نفی میں سر عرصے میں فون تو ایک طرف اس نے کوئی میسج بھی نہ کیا تھا۔

"مصروف بھی تو بہت ہے۔۔۔" مائرہ نے گویا تسلی دی۔ پھر موضوع بدل دیا۔

ں ممی نے تمہارے لیے کیا کچھ بنایا ہے۔"

ے۔"

نہری بھی اچھی نہیں ایمی! دیکھو کپڑے ایک جیسے بنوائیں گے۔۔۔ خاص طور پر ویڈنگ ڈریس۔۔۔"

دہشت زدہ ہو کر فائزہ کی طرف دیکھا۔ ایک دم سے اسے مائرہ کی آواز آنا بند ہو گئی۔ وہ صرف اس کے رہی تھی۔ اس کی جگہ مہرالنساء اور فائزہ کی آوازوں نے لے لی۔ وہ بھی یہی بات کر رہی تھیں۔

ال چیز۔۔۔

برتر۔

۔۔۔ وہ

ریس' ویڈنگ ڈریس۔

م کھڑی ہو گئی۔

!" مائرہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

ہیں۔۔۔ میں پانی پی کر آتی ہوں۔" اس نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا اور تیزی سے اوپر کی طرف بڑھ گئی۔

و کرنے اور واپس آنے میں اسے خاصی دیر لگی۔ فائزہ اور مائرہ جانے کو تیار بیٹھی تھیں۔ مائرہ ذرا ناراضی سے ملی۔

ں اب کسی کی بھی پروا نہیں رہی۔"

نے جاتے جاتے شکوہ کیا تھا۔

☼ ☼ ☼

ال نائن کے گھر فون ہی ہوتا۔"

ملک کرتے ہوئے بدقسمتی سے مومل نے اپنی سوچ کا اظہار با آواز بلند کر دیا۔ جوجو الٹ ہی پڑی۔

ہو میں نہیں آتا۔۔۔ اس گھٹیا اور لوز کریکٹر لڑکی میں تمہیں کیا نظر آتا ہے۔"

ز لیٹر کیوں کہتی ہو۔"

لڑکی لڑکوں کے ساتھ دوستیاں پالتی اور دوسروں کے سامنے فخر سے ان کا ذکر کرتی ہو۔۔۔ اس کے کیریکٹر کی ان دے گا۔۔۔ تم؟۔۔۔ کالج کی کوئی لڑکی اس سے دوستی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ اور ایک میری بہن ہے کہ اس کے نام کی مالا جپتی ہے۔۔۔ بار بار کی بے عزتی سے بھی اگر تم نے سبق نہیں سیکھا تو نجانے کب سیکھو گی۔"

ال اب جملہ کہہ کر پچھتائی۔ لیکن جو کچھ جوجو کہہ رہی تھی کچھ زیادہ غلط بھی نہ تھا۔ اس لیے چپ ہو کر میز طرح کرتی رہی۔ پھر آہستگی سے گویا ہوئی۔

ن وہ ہمارے ساتھ تو مخلص ہی رہی ہے۔ شروع میں جب ہمیں کوئی بھی نہیں جانتا تھا تو اس نے ہماری ں کا سر ڈھونڈنے۔"

ولی اتنا بڑا احسان نہ تھا کہ اتر نہ سکے۔ وہ نہ ہوتی کوئی اور ہوتا کوئی بھی نہ ہوتا تب بھی ہم نے اس مرحلے ی جانا تھا۔ یوں بھی جو احسان تم اس پر کر چکی ہو۔ خود بدنامی مول لے کر اسے بچانے والا۔۔۔ اب تائی بھی نہیں اتار سکتی۔"

الہجہ گہرا طنز لیے ہوئے تھا۔

لی ہو گئی اماں جی۔۔۔ اب میری یہ غلطی بخشی بھی جائے گی یا نہیں' زچ ہو کر مومو نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔

ال بھی جاتے۔ اگر تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہوتا۔"

ی بھی مجھے لگتا ہے تم میری نہیں ایمن کی سگی بہن ہو۔ مجھ سے زیادہ بہتر طریقے سے اس سے بات کر لیتی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہو۔"

"صرف اس لیے کہ۔۔۔"

"جب دیکھو' تم دونوں کسی نہ کسی بحث میں الجھی ہوتی ہو۔" مہرالنساء اندر آئیں۔" تمہار
چولہے پر دودھ رکھا ہے دیکھ لینا۔۔۔" انہوں نے مومو سے کہا۔ تب ہی شبو ہاتھ میں ڈائجسٹ لے
نئی نوکرانی تھی۔

"باجی جی! یہ اخبار والا دے گیا ہے۔"

"اوہ! آگیا۔۔۔" اس سے قبل کہ مومو اس کے ہاتھ سے لیتی۔ مہرالنساء نے ڈائجسٹ جھپٹ
دیکھا۔ پھر کھا جانے والی نظروں سے مومو کو دیکھا۔

"یہ کیا ہے۔۔۔؟"

"ڈائجسٹ ہے۔۔۔" مومو کوفت کا شکار ہوئی۔ ایک اور لیکچر۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا' ایسی واہیات چیزیں مت پڑھا کرو۔"

"ممی! اس میں واہیات کیا ہے؟" مومو نے احتجاج کیا۔

"مومو! مجھ سے بحث مت کیا کرو۔"

"ہاں! آپ تو چاہتی ہیں ہم اپنی زبانیں کاٹ کر رکھ دیں۔۔۔ گونگے بہروں کی طرح صرف آ
عمل کریں۔"

"یہ۔۔۔ یہ دیکھ رہی ہو تم۔۔۔" مہرالنساء نے جوجو کو اشارہ کیا۔ "پھر کہتی ہو ماں ساری پابندیاں
کچھ سیکھتی ہو ان دو ٹکے کی کتابوں سے۔"

"ممی! آج کل فارغ ہے تو۔۔۔" جوجو نے ڈرتے ڈرتے مومو کی وکالت کرنا چاہی۔ اسے ا
معاملے میں ممی بے جا سختی سے کام لے رہی ہیں اور جتنا وہ سختی سے کام لیتی تھیں۔ مومو پر الٹا ہی ا

"کیا فارغ ہے۔۔۔ فارغ ہے تو کچھ سلائی کڑھائی سیکھے۔۔۔ گھر سنبھالے' یہ عاشق و معشوق کے
دماغ خراب کرنا ضروری ہے۔۔۔ پہلے نت نئے گل کھلاتی پھر رہی ہے۔۔۔ راتوں کی نیندیں اڑ گئی ہیں
دن گزرتے ہیں' یہ بھی اس کے نقش قدم پر چل نکلی ہے۔۔۔ چاندنی راتوں میں جاگنا' کتابوں میں
شریف لڑکیوں کے چالے ہیں' ایک ورق نہ دیکھوں میں تمہارے پاس ورنہ کھال کھینچ لوں گی۔"

انہوں نے پرزے پرزے کر کے ڈائجسٹ اس کے پاس پھینکا اور چلی گئیں۔ جوجو سر پکڑ کر بیٹھ گئی
شبو نے ہمدردی سے ساکت کھڑی مومو کو دیکھا اور چپکے سے نکل گئی۔ مومو نے دھندلائی نگاہ
ہوا سے ادھر ادھر اڑتے پھٹے ہوئے اوراق کو دیکھا' اور زیر لب بڑبڑائی۔

"یہ عورت پاگل ہے۔۔۔ اپنی محرومیوں کا بدلہ اپنی ہی اولاد سے لے رہی ہے۔" جوجو نے تھرا کر
یہ الفاظ یہ انداز' وہ اپنی ماں کے بارے میں بات کر رہی تھی یا کسی غیر عورت کے بارے میں۔

"یہ بغاوت کا نقطۂ آغاز ہے۔"

جوجو کے اندر سرخ بتی جلنے بجھنے لگی۔

☼ ☼ ☼

کھڑکی زوردار آواز کے ساتھ کھلی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ نیند تو یوں بھی گہری نہ آتی' کبھی اونگھ ا
یونہی رات بیت جاتی۔ اپنے دھڑدھڑاتے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے کھلی کھڑکی کو دیکھا۔ جس
شوریدہ سر ہواؤں کے سامنے سرنِگوں رہتے تھے۔۔۔ سیاہ بادل گرج گرج کر رات کی ہیبت ناکی میں
تھے۔ اس نے چاہا کہ اٹھ کر کھڑکی بند کر دے مگر وجود پر عجیب سا لرزہ طاری ہو گیا۔ لمبے درخت جب
کو چھوتے تو لگتا ان کی ٹنڈ منڈ شاخیں کمرے کے اندر تک آجائیں گی۔

اس نے دونوں ہاتھوں میں چادر دبوچ کر گھٹنے سمیٹ لیے۔

۔ موسم تھا۔ سیاہ بادل چمکتے گرجتے' پانی برسا کر کسی اور دیس سدھار گئے۔ ماحول میں دھیرے دھیرے
آگیا۔ اس نے گھٹنوں سے چہرہ اٹھا لیا' نجانے کتنا وقت گزر گیا تھا۔ اس نے دانستہ باہر دیکھنے سے گریز کیا
کروٹ بدل لی۔

میری سہیلی تھی۔ میرا بچپن اس کی بوندوں کو ننھی منی ہتھیلیوں میں بھرتے گزرا' لمبی' چھوٹی راتوں
مجھے لوری سناتی۔۔۔ پھر یہی سہیلی اک خوف ناک ڈائن کے روپ میں ڈھل کر سامنے آئی اور میرے
دل' وسوسے اور ڈر گاڑ گئی۔ بارش کو دیکھنا' بارش کو سننا کتنا خوف ناک تجربہ تھا۔" اس نے دونوں
دبا کر گال کے نیچے رکھیں اور آنکھیں موند لیں۔
۔ چلے آئے۔۔۔ مجھ جیسی ڈری سہمی لڑکی کو دیکھا۔ پھر سارے ڈر' وسوسے اور خوف ردی کی طرح
باہر پھینک دیے۔۔۔ میں نے پھر سے بارش میں دھنک کھلتی دیکھی۔ اس کے پانیوں سے رنگ چراتا
بارش کی خوشبو پر تتلی کی طرح رقص کرنے لگی۔۔۔ مگر تتلی کی بساط ہی کیا۔۔۔ کمزور پر' کچے رنگ کہاں
تک؟"

۔ کو چھوڑ کر' دیکھیں۔۔۔ وہ پھر سے ڈرنے لگی ہے۔۔۔ پھر سے کمزور پڑنے لگی ہے۔۔۔ کیوں چھوڑ کر
ہے۔۔۔ آپ کے بنا ایمی کچھ بھی نہیں ہے۔ ہاتھ پکڑا تھا تو منزل تک پہنچاتے۔۔۔ کیوں رستے میں زندہ
نے کے لیے چھوڑ دیا۔۔۔ ساری دنیا کہتی رہے کہ آپ برے ہو۔۔۔ ایمن نہیں مانے گی۔ میں نہیں جانتی
ہے۔۔۔ مجھے جاننا بھی نہیں۔ کیونکہ میں آپ کو جانتی ہوں۔ آپ کو چاہتی ہوں۔۔۔ تانا کہتے ہیں' آپ
ہو سکتا ہے لیکن میرا دل کہتا ہے آپ نے ایمی کے ساتھ بے غرض محبت کی ہے۔
تے ہیں وہ پیسے کے لیے اپنے باپ کو بھی بیچ سکتا ہے۔
ہوں۔ آپ مجھے دھوکا نہیں دے سکتے۔"
یں نم ہوئیں پھر گال' اس نے اوندھے لیٹ کر تکیے میں منہ چھپا لیا۔۔۔ نم ہوا نے کمرے کی فضا کو بدل

نے تو پلٹ کر بھی نہیں دیکھا کہ مجھ پر کیا بیت رہی ہے۔۔۔ ایک بار مجھ سے ملتے تو سہی۔ طاہر لوٹ آئیں
دھار میں مت چھوڑیں۔ میں آپ کے بنا ادھوری ہوں۔۔۔ ٹوٹ کر بکھر گئی ہوں آ کر سمیٹ لیں۔ مجھے
ضرورت نہیں۔ میرے لیے میرے دل کی گواہی کافی ہے اور وہ صرف آپ کو پکار رہا ہے۔"
ں کی کشمکش کے بعد اس کا دل صرف اور صرف طاہر کے نام کی مالا جپ رہا تھا۔ نم ہوا نے افسردگی سے
در تھم کر رہ گئی۔ ضروری تو نہیں۔ ہر بار دل کی گواہی سچی ہی ہو۔ دھوکہ بھی تو یہی کم بخت دیتا ہے۔

☼ ☼ ☼

ء کچھ دیر جوجو کو دیکھتی رہیں جو مالی کے ساتھ کیاریاں بنوا رہی تھی۔ مناسب قامت' چھریرا بدن'
سمیٹ کر سادہ سی چوٹی بنا رکھی تھی۔ دوپٹہ ایک کندھے سے گزار کر سائیڈ پر باندھا تھا۔ بوڑھے مالی
ب رہی تھی۔ جوجو اور بابر ایسی اولاد تھے کہ مہرالنساء جب بھی دیکھتیں دل میں سکون اور طمانیت کا
رتا۔ فخر ہوتا انہیں اپنی اولاد کہتے ہوئے۔ دونوں نے کبھی ان سے بحث نہیں کی تھی۔ وہ کچھ بھی کہتیں
چاپ مان لیتی۔ اس کی کوشش ہوتی ماں کو خوش رکھ سکے۔ وہ برا بھلا کہتیں ڈانٹ دیتیں۔ وہ خاموشی
ے ہٹ جاتی۔ واپس آتی تو محسوس بھی نہ ہوتا انہوں نے کچھ کہا ہے۔ اپنی ان ہی اچھی عادت کی وجہ
ء اسے رعایت بھی دے دیتی تھیں۔
د جوجو! آ کر کھانا کھا لو۔"
نے پکارا تو جوجو نے پلٹ کر انہیں دیکھا۔
! آ رہی ہوں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس کا ارادہ تھوڑا کام اور کرنے کا تھا۔ مگر مہرالنساء کو اپنا منتظر دیکھا تو کھرپی رکھ کر چلی آئی۔
"مالی کس لیے ہے۔۔۔ سارے کپڑے خراب کر لیے۔" جوجو کے قریب آنے پر انہوں نے
"کوئی بات نہیں۔۔۔ ابھی دھل جائیں گے۔۔۔ تھوڑی ایکسرسائز ہو جاتی ہے۔"
وہ لاپروائی سے بولی۔ "ورنہ گھر بیٹھ کر تو بندہ موٹا ہی ہو جائے۔"
"تھوڑی عقل اس کو بھی دے دو۔"
لاؤنج میں مومو کو ٹی وی دیکھتے پا کر مہرالنساء نے کہا اور کچن میں چلی گئیں۔ مومو نے
کھا جانے والی نظروں سے جوجو کو دیکھا۔
"بس ہو گئیں خوش۔۔۔"
"میں نے کیا کہا ہے۔" جوجو نے حیران ہو کر بہن کو دیکھا۔
"سب جانتی ہوں میں سارا دن ممی کے آگے پیچھے پھرتی ہو۔ چاپلوس کہیں کی۔"
جوجو نے وہاں سے ہٹ جانا ہی مناسب سمجھا، موموبوں بھی ڈائجسٹ والے واقعے کے بعد
ہی رہتی تھی۔ کپڑے بدل کر آئی تو مہرالنساء کھانا لگا چکی تھیں۔ کھانے کے دوران ہی ایمن کی
لوگ باقاعدہ تاریخ لینے آنا چاہتے تھے۔ مہرالنساء نے انہیں جمعہ والے دن انوائٹ کر لیا۔
"ایمن کہاں ہے؟" ریسیور رکھ کر مہرالنساء نے پوچھا۔ "اپنے کمرے میں؟" بہت دن
لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا چھوڑ رکھا تھا۔ موڈ ہوتا تو کچھ کھا لیتی ورنہ یونہی پڑی رہتی۔
"کیا ہوا امی۔۔۔" جوجو نے قدرے بے تابی سے پوچھا۔ سن گن تو مل ہی گئی تھی۔ وہ
بے تاب تھی۔
مہرالنساء نے مختصراً بتایا۔
"زبردست۔۔۔ خوب مزہ رہے گا۔"
میز کے نیچے سے جوجو نے مومو کا ہاتھ دبایا۔ اس نے بے زاری سے ہاتھ جھٹک دیا۔ مہر
چہرے پر جوش اور مومو کی بے زاری کو بغور دیکھا اور سوچا۔
"ایک بار ایمن کو رخصت کر لوں۔ پھر مومو کے بارے میں بھی سوچتی ہوں۔"

☼ ☼ ☼

"اب یہ ماتم اور خود ساختہ گوشہ نشینی ختم کرو۔"
مہرالنساء کے چٹخارے لیتے لہجے پر ایمن نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔
"آپ کو کوئی تکلیف ہے؟"
"مجھے تو نہیں ہو سکتا ہے تمہارے سسرال والوں کو ہو۔" وہ مسکرائیں۔
"آپ کو اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔" ایمن کا لہجہ سرد تھا۔
"مجھے ہی تو ہے۔" وہ سامنے کرسی پر جا بیٹھیں۔ ایمن کو کوفت سی ہوئی۔ آخر وہ اس کے کمر
آئی ہیں۔
"اپنی غلطی پر پچھتانا اچھی بات ہے۔۔۔ مگر پچھتاوا حد سے بڑھ جائے تو دوسروں کی نظروں میں
ہے۔"
"کون سی غلطی؟" ایمن کا سرد لہجہ سلگ اٹھا۔
"تم مجھ سے بہتر جانتی ہو۔۔۔"
ان کی گہری نگاہیں، مسکراتے لب ایمن کو تاؤ دلا رہے تھے۔
"پہیلیوں میں بات مت کریں۔"

ہو شاید میری بیٹی میں سچ سننے کی تاب نہ ہو۔"
وہ ٹی سے انہیں دیکھنے لگی، مگر اس کے بگڑے تیور مہرالنساء دیکھ بھی رہی تھیں اور مزہ بھی لے رہی
ہوں نے ایک ہاتھ اٹھا کر رسانیت سے کہا۔
جانتی ہوں تم میرے بارے میں کچھ اچھے جذبات نہیں رکھتی ہو، کچھ ادھر بھی یہی معاملہ ہے۔۔۔
جس طرح میرا شوہر چھین کر مجھے اس کی زندگی سے بے دخل کیا۔"
کہنا چاہا۔ مگر مہرالنساء نے بولنے نہیں دیا۔ بلکہ چپ رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے بات جاری رکھی۔
الت بھری زندگی میں نے اپنی بھابیوں کے ساتھ گزاری ہے۔۔۔ ایمن! تم تصور بھی نہیں کر سکتیں۔
ورت' جو شوہر کے ہوتے ہوئے بیوہ کی سی زندگی گزارے۔۔۔ اور میری بچیاں باپ کے ہوتے ہوئے
اپنی ہر ضرورت کے لیے ماموؤں کی شکل دیکھیں۔۔۔ اگر میری بے رنگ زندگی کی مجرم تمہاری ماں
بچیوں سے باپ چھیننے والی تم ان کے معصوم بچپن کے خوب صورت سال یونہی ضائع گئے۔ تم تم
نے وقار الحسن کے پیروں میں بیڑیاں ڈالی تھیں میرے حصے کی محبت تمہاری ماں نے چھینی تو میری اولاد
بت تم بٹورتی رہیں۔۔۔ میں چاہوں تب بھی کچھ نہیں بھول سکتی۔ مجھے اعتراف ہے۔ میرے اور
ایمن بھی ماں بیٹی کا رشتہ استوار نہیں ہوا۔ صرف ایک ہی رشتہ پنپ سکا اور وہ تھا نفرت کا۔۔۔ میں تم
نہیں رہی اور نہ تم مجھ سے۔۔۔ لیکن اب۔" انہوں نے اک گہری سانس بھری۔
ہیں رخصت کرنے کا وقت آگیا ہے تو میرا مخلصانہ مشورہ ہے۔ اپنے ماضی کی بھنک بھی سسرال والوں
دینا۔۔۔ اچھے لوگ ہیں بہت شریف اور روشن خیال۔۔۔ لیکن ظاہر ہے اپنے گھر کی بہو کا انتخاب کرتے
چاہتے ہیں کہ باکردار لڑکی کا انتخاب کیا جائے۔"
چہرہ بہت تیزی سے سرخ ہوا۔
وہ ان کی نسل کی امین ہوتی ہے۔۔۔ میں مانتی ہوں۔۔۔ کچی عمر میں ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔۔۔ اگرچہ ہم
نہیں ۔۔۔۔۔" ایسا کہتے ہوئے ان کا لہجے میں فخر سمو گیا۔
اور جو جو بھی تمہارے سامنے ہی ہیں۔۔۔ بہرحال اس عمر میں چھوٹے موٹے افیئر بننے میں آ ہی جاتے ہیں
اب وقت ہے کہ سنبھل جاؤ۔ پہلے ہی تمہاری بے وقوفیوں کے ہاتھوں عفان تم سے برگشتہ ہو گیا ہے
حماقتیں کرو گی تو اپنے ہی رستے میں کانٹے بچھاؤ گی۔۔۔ کوشش کرنا سابقہ عاشق کو بھلا کر شوہر کی وفادار رہ
اپنے کرتوتوں کی خبر اسے مت ہونے دینا۔۔۔ ورنہ گھر واپس بھجوا دے گا۔۔۔ میں تو ویسے بھی اک طویل
بعد سکھ کا سانس لوں گی۔ اس لیے مجھ پر رحم کرنا۔"
کون سے کرتوت۔۔۔؟ آپ کہنا کیا چاہتی ہیں کیا کیا ہے میں نے۔۔۔؟" ایمن چیخ اٹھی۔
چلانے کی ضرورت نہیں۔" مہرالنساء نے ڈپٹ کر کہا۔ "اس دن جس حالت میں تم گھر واپس آئیں۔
بھی سمجھ سکتا ہے۔ دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونک سکتی ہو۔ میری نہیں۔۔۔ شروع دن سے دیکھ
۔۔۔ تمہارے اور طاہر کے درمیان کیا چل رہا ہے عشق لڑانے کے لیے وہی گھٹیا دو ٹکے کا ماسٹر ملا تھا
سے ملنے کے بہانے کس کے ساتھ گلچھرے اڑانے جاتی رہی ہو۔ میں خوب جانتی ہوں کب آ رہی
جا رہی ہو۔۔۔ مائرہ کے گھر کے بہانے کہاں وقت گزارتی رہی ہو۔۔۔ میں بول نہیں سکی تو کیا آنکھیں بھی
تی ہوں اچھی بات ہے تمہارے باپ کو تو نصیحت ملے گی نا اسے میری باتوں پر اعتبار نہ تھا میری تو راتوں
حرام ہیں۔ جو کالک اپنے منہ پر مل آئی ہو۔ میں نہیں چاہتی لوگ ہمارے چہروں پر بھی دیکھیں۔۔۔ اسی
جلد تمہیں یہاں سے دفع کرنا چاہتی ہوں۔ تمہاری دیکھا دیکھی مومو نے بھی پر پرزے نکالنے شروع کر
۔ اس لیے 'اسی لیے ایمن بی بی! مجھ پر ترس کھانا۔ پہلے کی طرح اپنے معاشقوں کے قصے اپنے شوہر کو
نے بیٹھ جانا۔۔۔ بھلا آدمی ہے۔ بلکہ ضرورت سے زیادہ شریف کہ آنکھوں دیکھی مکھی نگل رہا ہے۔۔۔

اپنے کانوں سے اور تمہارے منہ سے سن کر بھی سہیں بیاہنے چلا آرہا ہے۔ ورنہ لوگ تو الٹی دیتے ہیں وہ تو ہے بھی فوجی بندہ‘ خبرا سے تو تم نے نہ جانے کون سی گیدڑ سنگھی سنگھائی ہے۔ ایسے بھی خوب آتے تھے اور تم۔“

”تم۔۔۔ تم۔۔۔“ تھر تھر کانپتے وجود کے ساتھ ایمن نے انگلی سے دروازے کی طرف اشارہ کیا ہو جاؤ۔“

اک آگ تھی جو پاؤں کے انگوٹھے سے سر تک بھڑک اٹھی تھی۔ جو کہتی تھی۔ اس عورت کو ما دے۔۔۔ مگر جسم کی کپکپاہٹ تھی کہ وہ یہ چند لفظ بھی بمشکل ادا کر سکی۔

”مجھے بھی تمہاری یہ ماتم زدہ شکل دیکھنے کا زیادہ شوق نہیں صرف یہ بتانے آئی تھی کہ شام کو والے تاریخ لینے آرہے ہیں۔“ وہ بھگو بھگو کر خوب ہی مار چکی تھیں سو اطمینان سے کھڑی ہو گئیں۔ جس حد تک سلگانا تھا سلگا چکی تھیں۔

”کچن میں تو تم نے کیا ہیلپ کروانی ہے۔۔۔ ذرا ڈھنگ کے حلیے میں ان کے سامنے آجانا تمہ۔۔۔ مجھ پر نہیں خود تمہاری اپنی ذات پر۔“

وہ کہہ کر چلی گئیں۔

ایمن نے اپنے ہی سر کے بال نوچ ڈالے۔

”یہ عورت مرجائے۔۔۔ یا اللہ یہ عورت مرجائے‘ کیڑے پڑیں اس کی قبر میں۔۔۔ جیتے جی کمینی بے غیرت چڑیل۔“

خود کو اذیت دیتی ایمن کا روم روم مہرالنساء کو بددعائیں دے رہا تھا۔

مہرالنساء کے الفاظ تھے کہ بار بار کچوکے لگاتے۔ وہ کبھی بیٹھ جاتی تو کبھی اٹھ کر کمرے میں چکر سمجھ میں نہ آتا کہ مہرالنساء کو کون سی ایسی زک پہنچائے کہ ان کا سارا غرور تہس نہس ہو جا سارے بدلے چکا دے۔

”ارے تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں؟“

جوجو نے آکر بے حد حیرت سے پوچھا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ اسے مہرالنساء نے ہی بھیجا تھا۔ کہ وہ اب تک تیار نہ ہوئی ہوگی‘ ایمن نے شرربار نگاہوں سے جوجو کو دیکھا۔

جوجو ٹھٹک سی گئی۔ پھر نظرانداز کر کے کہنے لگی۔

”کم از کم نہالو۔۔۔ بال شیمپو کر لو۔۔۔ مائرہ اور اس کے گھر والوں کو بھی بلایا ہے۔۔۔ ابھی آتی ہی ہ

”تم یہاں سے دفع ہو جاؤ۔۔۔ میں تمہاری اور تمہاری ماں کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔“

”اچھا میں تمہارے کپڑے تو نکال دوں۔۔۔ کون سے پہنو گی؟“

اس کے رویے سے الجھن محسوس کرتے ہوئے جوجو الماری کی طرف بڑھ گئی۔

(کفن سلوا لاؤ۔۔۔ خوشی خوشی پہن لوں گی)

”یہ ٹھیک ہے۔“ جوجو نے بہت سے سوٹ دیکھنے کے بعد ایک نکال لیا۔

ایمن تب بھی کچھ نہ بولی۔

”اگر پسند نہیں تو کوئی اور نکال دوں؟“

(پہلے ماں نس نس میں زہر اتار دیتی ہے۔ تیر جیسے لفظوں سے زخم زخم کر دیتی ہے‘ پھر بیٹی آکر کون سا کھیل کھیل رہے ہو میرے ساتھ)

ایمن نے سوٹ اس کے ہاتھ سے لے کر بیڈ پر رکھ دیا۔

”ٹھیک ہے تم جاؤ۔“ جوجو نے مایوسی سے اسے دیکھا۔

ہماری رسائی تمہاری ذات کے کسی پہلو تک نہ ہو سکے۔۔۔ کتنی دور جا چکی ہو ایمن)
ل سی ہو کر باہر نکل گئی۔
ھڑکی میں جا کھڑی ہوئی اک گرم دن کے بعد خوشگوار شام اس کے سامنے تھی۔ لان میں مہمانوں کے
م ہو رہا تھا۔
ماء بیگم‘ خوش ہو جاؤ۔۔۔ ایمن! تمہاری جان چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے جا رہی ہے۔ شاید ہار میرا ہی مقدر بنتی
ج کرنا اس پورے گھر پر۔۔۔ میری نحوست کے سائے تم پر اور تمہاری اولاد پر زیادہ عرصہ نہیں پڑیں گے۔“
نے بے حد ہارے ہوئے انداز میں سوچا اور سوٹ اٹھا کر باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔
پھلوں اور مٹھائی کی ٹوکریوں کے ساتھ آئے۔ عفان کے دونوں چچا بھی ساتھ تھے۔ مائرہ کے مما اور پاپا
۔
یوں نہیں آئی؟“ شاید جوجو نے پوچھا تھا۔
اس کی بھی تو ڈیٹ فکس ہونا ہے۔“ فائزہ نے مسکراتے ہوئے بتایا۔
ھڑکی میں کھڑی دیکھتی رہی۔۔۔ جوجو وقت نکال کر اندر آئی۔
ر ہو کر بہت پیاری لگ رہی ہو۔“
، سراہ کر باہر نکل گئی۔ باہر بہت مصروفیت تھی۔
بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔ اس کے احساسات اس قدر منجمد تھے کہ وہ کچھ بھی نہ سوچ پا رہی تھی۔ لاؤنج سے
آوازیں آنے لگیں۔
ر نکس لاؤ نا۔۔۔“ بابر نے نجانے کس سے کہا تھا۔
کو تو بلاؤ۔۔۔“ ایک اور آواز ابھری۔ یقیناً ”لاؤنج کے دروازے کھلے تھے۔ تب ہی اونچی آواز میں کی
گفتگو یہاں بھی سنائی دے رہی تھی۔
نے لوگوں میں آتے ہوئے شرما رہی ہے۔“ مہرالنساء نے نجانے کس خدشے کے پیش نظر کہا۔
ات نہیں۔ ہم وہیں مل لیں گے۔“
نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوگ اس کے کمرے میں تھے۔ ایمن کی ساس نے اسے ساتھ لگا کر بہت سا پیار
۔
یں بہت خوش ہوں‘ بہت جلد میری بیٹی میرے گھر میں ہوگی۔“ ایمن کو نجانے کیا ہوا کہ ٹپ ٹپ آنسو
۔
۔۔۔ رو کیوں رہی ہو۔۔۔“ اس کی ہونے والی نند آگے بڑھی۔
ن کا گھر چھوڑنے کا خیال ہر لڑکی کی آنکھ میں آنسو بھر دیتا ہے۔ یہ وقت ہی ایسا ہوتا ہے۔ پھر ایمن تو یوں
ازک مزاج ہے۔ مہرالنساء کی منحوس آواز میں کیسا شہد بھرا تھا۔ ایمن اس آواز کو سننا نہیں چاہتی تھی۔
ت کرو میں بالکل بھی سخت گیر ساس نہیں ہوں۔ تم ان شاء اللہ وہاں بہت اچھی زندگی گزارو گی‘ عفان
ت جولی طبیعت رکھتا ہے۔ تمہیں خوش رکھے گا۔“
ا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ وہ جوان کے کندھے پر سر رکھے اطمینان سے آنسو بہا رہی تھی۔ ایک دم پیچھے
ر کے بعد کمرہ خالی ہو گیا۔ لاؤنج میں محفل دوبارہ سج گئی تو وہ بیڈ پر لیٹ گئی۔ دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر
ی کیفیت میں چلتے پنکھے کو دیکھنے لگی۔ وہ کچھ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ نہ ماضی کے حوالے سے کوئی
ت یاد تھی نہ مستقبل کا کوئی خوش کن خواب۔
ی کیسے گزاروں گی؟“

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بے حد مایوس کن سوال تھا۔ اس سے زیادہ مایوس کن جواب۔

تھوڑی دیر کے بعد جو جو مٹھائی کی پلیٹ اس کے قریب رکھ گئی۔

"جو! ٹھیک بیس دن بعد دُلہنیا بن جائیں گی۔"

ایمن کے ہاتھ پاؤں سُن سے ہو گئے۔ اس نے ذرا سی گردن موڑ کر مٹھائی کی پلیٹ کو دیکھا۔ کھڑکی سے باہر پھینک دے۔ مگر بے بسی سے دیکھتی رہی۔ نجانے کیا تھا جو اسے اس ردعمل۔ شام رات کی تاریکی میں ڈھل گئی۔ مہرالنساء نے نجانے کیا کہہ کر اس کی نندوں کو اس کے کمرے روکا تھا کہ کوئی بعد میں نہیں آیا۔ شاید انہیں ڈر تھا کہ ایمن کوئی بے وقوفی نہ کر بیٹھے۔

مہمان کھانا کھا کر رخصت ہوئے۔ جاتے ہوئے سب اس سے مل کر گئے۔ اس کی بے تحاشا نے شرم ہی سمجھا۔ ایمن کو چھیڑنے کا ارادہ دل میں دبائے جو جو دوبارہ کمرے میں نہیں آئی۔ مہما بعد گھر میں سناٹا سا چھا گیا تھا۔ وہ اندر باہر کی خاموشی سے گھبرا کر باہر نکل آئی لاؤنج میں بکھرا وا سا چوپٹ کھلا تھا۔ مہرالنساء ملازمہ کے ساتھ مٹھائی اور پھل سنبھال رہی تھیں۔ فرش پر کولڈ ڈرنکس لڑھک رہی تھیں۔

مہرالنساء نے آہٹ پر سر اٹھا کر دیکھا۔ ایمن کو دیکھ کر مسکرائیں۔

"تمہیں بھوک لگی ہوگی۔۔۔ کھانا کھالو۔"

کتنا سادہ سا لہجہ تھا۔ جیسے ان دونوں کے درمیان کوئی بات ہوئی ہی نہ ہو۔

"گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی ہے۔"

ایمن نے کلس کر سوچا۔

"بی بی! مجھے تو ڈھولک منگوا دو۔۔۔ میں تو کل سے بجانا شروع کر دوں۔ آخر کو اس گھر کی پہلی ملازمہ نے شوخی دکھائی۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں! بچیاں بھی فارغ ہیں رونق لگائے رکھیں گی۔" مہرالنساء نے خوش دلی سے

"میرا شادی کا جوڑا بھی آپ نے بنوا کر دینا ہے۔"

"بنوا دوں گی۔۔۔ ابھی یہ بکھرا وا تو سمیٹو۔"

ایمن جلتے کڑھتے باہر نکل گئی۔ جہاں ابھی ٹیبل وغیرہ پڑے تھے۔ آثار بتاتے تھے۔ مہمانوں کھایا ہے۔ وہ بکھری چیزوں کے درمیان گھومتی یہی سوچتی رہی۔

"طاہر محمود کہاں ہوگا؟"

وہ اس سے ملنا چاہتی تھی۔ شادی سے پہلے کم از کم ایک بار' اسے نانا کے گھر جاتے ان کا سامنا کر تھا۔

"کاش میرے پاس ان کا کوئی نمبر ہوتا۔"

اس نے اضطراری انداز میں ہاتھ مسلا۔۔۔۔

"تمہیں ڈھونڈنے کے لیے پورا گھر گھومنا پڑتا ہے۔"

بابر کی آواز پر اس نے اک طویل سانس لے کر اپنے اعصاب ڈھیلے چھوڑے۔ "آجاؤ بھوک سے تمہارے سسرال والوں کی خدمت میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ اس لیے کھانا بھی نہیں کھایا۔"

اس نے ٹرے ایک ٹیبل پر رکھ دی۔ اور آستین کہنی تک فولڈ کرتے ہوئے بیٹھ گیا۔

"یہ بھی تو مہرالنساء کا بیٹا ہے۔"

وہ بے حد غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اب آ بھی جاؤ۔" بابر نے جھنجھلا کر کہا تو وہ سامنے بیٹھ گئی۔ نہ صرف بیٹھ گئی بلکہ تھوڑے بھی پلیٹ میں ڈال لیے۔ "روسٹ بھی لو۔ بہت مزے کا ہے۔"

اطمینان اور تسلی سے کھانا کھا رہا تھا۔ کسی بھی عجلت کے بغیر۔ ایمن کو اس کا یہ اطمینان اور ماحول پر ایک آنکھ نہیں بھایا۔ اس کا دل کہتا تھا۔ جو بھونچال اس کے اندر تھا۔ وہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے اسی طرح بے سکون ہوں جس طرح کہ وہ خود تھی۔۔۔ ان کی راتیں بھی اسی کی طرح بے خواب اور مناتے گزرے۔

آگے کو جھکی۔ دونوں کہنیاں میز پر ٹکا دیں۔

ال! ایک بات تو بتاؤ!"

اس کے منہ میں نوالہ تھا۔

عفان سے شادی نہ کرنا چاہوں تو۔۔۔" وہی ہوا۔

نا بھول گیا۔ اس کی انگلیوں میں چمچہ ساکت ہو گیا۔ ایمن بڑی سنجیدگی سے اس کے تاثرات دیکھ

جلدی جلدی نوالہ نگلا۔

فضول مذاق ہے یہ۔۔۔"

اق نہیں کر رہی۔" اس کی سنجیدگی میں سر مو فرق نہ آیا۔

پاگل پن ہے۔" بابر نے پھر سے ٹالنا چاہا اور پانی کا گلاس لبوں سے لگا لیا۔

پاگل پن کیا ہے؟"

۔۔۔"

ائی! میں صرف یہ پوچھ رہی ہوں اگر میں عفان سے شادی سے انکار کر دوں تو آپ کس حد تک میرا

۔"

مار اگلا دبا دوں گا۔" اس کی آنکھوں سے غصہ مترشح تھا۔

۔۔۔ تو دبا دیں۔۔۔" وہ بابر کو بھڑکا کر اس کے غصے سے اسی طرح حظ اٹھا رہی تھی۔ جس طرح مہرالنساء لیتی

ل ردِعمل تھا۔

کا بدلہ بابر سے لے رہی تھی۔ اس کی سائیکی عجیب رخ اختیار کر گئی تھی۔

اور وہ بھی فوراً"

زہر مہرالنساء اس کے اندر بھرتیں' وہی غصہ اور زہر وہ کسی دوسرے پر نہ نکال لیتی تو چین نہ آتا۔

اسے مہرالنساء کے سامنے محسوس ہوتی۔ وہی کسی اور کے چہرے پر نہ دیکھ لیتی تو قرار نصیب نہ ہوتا۔

ٹولی بھی ہو سکتا تھا۔

پھر جو جو۔

اپنے اندر کا ابال نکالنا تھا۔ انہیں اتنا ہی پریشان کرنا تھا جتنا کہ ان کی ماں نے اسے کیا تھا۔ ایسا اسے رتی بھر خیال نہ آتا کہ اس میں اس کی اپنی ذات کے لیے نرا نقصان ہی نقصان ہے۔ وہ بڑے

کہنیاں میز پر ٹکائے' بابر کے چہرے پر نظریں جمائے اس کے ردِعمل کی منتظر تھی۔

سا بیٹھا رہ گیا۔

میں ایا؟ اس کی نگاہوں میں لوگوں کے چہرے اور سماعتوں میں ان کی آوازیں گونج رہی تھی۔

تے چہرے' شکوک بھری آوازیں۔

وہ ہنس دی اور ہنستے ہنستے رو پڑی۔

ق سا اسے دیکھتا رہا۔

ر گئے ہیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

سیدھی ہو کر بمشکل ہنسی ضبط کرتے ہوئے ایمن نے کہا۔
بابر نے لاشعوری طور پر اطمینان بھری سانس کھینچی۔
"اف، آپ کا چہرہ دیکھنے والا تھا۔"
وہ اب بھی ہنس رہی تھی۔
"امی! ایسے مذاق نہیں کرتے۔" بابر صرف اتنا ہی کہہ سکا۔
"او کے بابا۔۔۔" ایمن نے دونوں ہاتھ جوڑے پھر آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کرنے لگی بابر کو لگا۔۔۔ یہ آنسو صرف ہنسی کا نتیجہ نہیں۔
بابر نے آہستگی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔
"بھائی۔۔۔!" ایمن کا دل شدت سے بھر آیا۔ اس سے قبل کہ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر پھر۔۔۔ برآمدے میں جوجو پکارنے لگی۔
"امی!۔۔۔"
ایمن تیزی سے کھڑی ہو گئی۔
"ڈیڈی کا فون ہے تمہارے لیے۔"
"میں فون سن کر آتی ہوں۔" وہ تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گئی۔
کھلی کھڑکی سے باہر کوئی نہ تھا۔ مگر کسی بھی ایسے شخص کے لیے جو اس گھر میں آتا جاتا ہو۔۔۔ میں کچھ بھی رکھ جانا ناممکن نہ تھا۔ ایمن نے اس نظم کو دوبارہ پڑھا۔
"وہ لوٹ آیا ہے۔" یہ احساس اتنا خوش کن تھا کہ ساری بے زاری، ساری کوفت اڑن چھو۔۔۔ کہیں طمانیت سی اتر آئی۔
"میری دعائیں مستجاب ہو گئیں۔"
وہ اس سے ملنے اسے دیکھنے کے لیے بے تاب ہو گئی۔
"مگر کہاں؟"
"نانا کے گھر۔۔۔؟" یہ تصور ہی سہا گیا۔ وہ نانا کا سامنا کیسے کرے گی۔
"طاہر بھی تو ہے۔۔۔ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود وہیں۔۔۔ میرا منتظر۔۔۔" سے دل کڑا کرنا پڑا۔۔۔ جواب میں ابھی کچھ لمحے گومگو کی کیفیت میں کھڑی رہی۔۔۔ مگر اندر کوئی اکسا رہا تھا۔
"آخری موقع ہے۔۔۔ فائدہ اٹھالو۔۔۔ چند دن۔۔۔ صرف چند دن ہیں تمہارے پاس۔۔۔ عفان کی بیوی۔۔۔ اس کی صورت ہی نہیں آواز کو بھی ترس جاؤ گی۔ وہ کیا تمہیں طاہر ملنے دے گا۔۔۔ کسی صورت نہیں۔۔۔"
"اور کیسے گزرے۔ وہ زندگی جس میں طاہر محمود نہ ہوگا۔" اس نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر برش اٹھا کر بال بنانے لگی۔
"کاش کوئی معجزہ ہو جائے۔۔۔ یہ شادی رک جائے۔۔۔"
بال بنا کر دوپٹہ اوڑھا۔ صبر تو اس کی ذات میں تھا ہی نہیں۔ وہ فوراً طاہر سے ملنا چاہتی تھی۔ ایک۔۔۔ کیے بغیر۔۔۔ اسے تو لگتا تھا۔ طاہر کو دیکھے صدیاں بیت گئی ہیں۔ معمولی سی تیاری کے بعد وہ باہر نکل آ۔۔۔ اس نے سوچا وہ مہر النساء سے مائرہ کے گھر جانے کا کہے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ لبوں سے سچ ہی نکلا۔۔۔ مہر النساء اس کے جھوٹ پر اعتبار نہیں کریں گی۔
"میں نانا کے گھر جا رہی ہوں۔۔۔"
مہر النساء کی آنکھوں میں تحیر سا امڈ آیا۔
"اتنا کچھ ہو جانے کے بعد بھی۔۔۔؟" اس کی نگاہیں سوال کر رہی تھیں۔

ہی تو اس کے اپنے ذہن کی اختراع تھی۔۔۔" اس کے باوجود ایمن نظریں چرا گئی۔
یت ٹھیک نہیں ہے۔"
س نے کہا۔۔۔" مہر النساء نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔
"
ہے۔
"؟"
ایک ٹانگ کا بوجھ دوسری پر منتقل کیا۔
وقت نہیں دیکھا تھا۔" وہ جز بز ہو کر بولی۔
دو گھنٹوں سے یہیں بیٹھی ہوں۔۔۔" مہر النساء نے جتایا۔
موبائل ہے۔۔۔" اسے بروقت بہانہ سوجھا۔ یوں بھی بہت عرصے سے اس کی زندگی بہانوں اور ۔۔۔ ہی گھومنے لگی تھی۔
لیے ایمن۔۔۔" مہر النساء نے دونوں ہاتھ اس کے سامنے جوڑ دیے۔ "مجھ پر اور میری اولاد پر رحم ۔۔۔ رے ساتھ بہت کچھ کر چکیں۔ مزید کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اب کوئی گل کھلایا تو جگ ہنسائی ایسی ۔۔۔ کرے گا تمہارا باپ۔۔۔ چند دن رہ گئے ہیں تمہاری شادی میں۔ ارے بس کر دو۔۔۔ میں کس کس کو ۔۔۔ کی۔۔۔ عزت دار لڑکی کی طرح سسرال سدھارو۔۔۔ مت آگ سے کھیلو۔۔۔"
یا کیا ہے؟"
تم سے ہمیشہ نفرت ہی کی ہے ایمن۔۔۔! لیکن آج بڑے خلوص سے سمجھا رہی ہوں۔ اس کھیل سے ۔۔۔ کا سوائے۔۔۔ ذلت، رسوائی اور بدنامی کے۔۔۔ وہ ٹیوشن ماسٹر عفان کے پیروں کی دھول بھی نہیں۔ ماں ۔۔۔ بیٹیوں کے سر کی چادر ہوتی ہے۔ مت رولو اس چادر کو اس ماسٹر کے قدموں میں۔۔۔ وہ نہ کرو جو ۔۔۔ نے کیا۔۔۔ بہت پچھتاؤ گی۔"
پہلی بار۔۔۔ پہلی بار ایمن نے مہر النساء کی آنکھوں میں نمی دیکھی۔ پہلی بار اس نے اک ماں کی طرح ۔۔۔ نے کی کوشش کی لیکن شاید بہت دیر کر دی۔ احساس کی یہ ہلکی سی رمق کبھی پہلے مہر النساء کی آنکھوں ۔۔۔ ولی تو آج ایمن یوں صدیوں کے فاصلے پر کھڑی اسے اجنبی نظروں سے نہ دیکھ رہی ہوگی۔
کہانیاں گھڑنا بند کریں۔ میں صرف اپنے نانا سے ملنے جا رہی ہوں۔" وہی ہٹ دھرمی جو ایمن کی ۔۔۔ ما صاب بن چکی تھی۔ مہر النساء اک جھٹکے سے کھڑی ہو گئیں۔
ہو گئی ایمن۔۔۔! تم اس گھر سے باہر قدم بھی نہ نکالو گی۔ کم از کم تب تک جب تک تمہارا باپ نہیں ۔۔۔ ہی کرے گا تمہاری نگرانی۔۔۔ میں بھی پائی ممکن لیا تم نے۔۔۔ باپ کے آنے تک اگر تم کہیں نکلیں تو ۔۔۔ ٹانگیں توڑ دوں گی۔"
۔۔۔ کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ ایمن جو حسب عادت چیخنا چلانا چاہتی تھی۔ لب بھینچے اسے دیکھتی رہی۔ ۔۔۔ رے میں چلی گئی۔ مہر النساء صوفے پر گر سی گئیں۔
۔۔۔ صاف ہو گئی تھیں۔
۔۔۔ یہ چند دن خیریت سے گزر جائیں۔" انہوں نے بہت دل سے دعا مانگی تھی۔ کچھ سوچ کر فون اپنے ۔۔۔ یاد آیا کہ وقار الحسن اس وقت فیکٹری میں ہوں گے۔۔۔ لیکن اب وہ ڈر گئی تھیں۔ انہوں نے سوچا ۔۔۔ معاملہ وقار الحسن کے علم میں لانا ہوگا۔ اگر ایمن نے کچھ غلط کیا تو اس کا ہر عمل ان کی بیٹیوں کے ۔۔۔ رکھوئی کرے گا۔
۔۔۔ ن سے بات کرنے کا موقع رات کے کھانے کے بعد ملا۔۔۔ بلکہ وہ ابھی کھانے کے برتن سمیٹ رہی ۔۔۔ فون آ گیا۔ لڑکیاں باپ کے فون کا سن کر تیزی سے لپکیں۔ مگر مہر النساء نے انہیں بے حد سختی سے ۔۔۔ نے کے لیے کہا۔ وہ کچھ حیران ہوتی چلی گئیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"چھٹی کب مل رہی ہے۔۔؟" مہر النساء نے چھوٹتے ہی پوچھا۔
"ابھی کچھ دن۔۔"
"کچھ دن۔۔" مہوالنساء کی آواز بلند ہو گئی۔ "شادی میں کتنے تھوڑے دن ہیں اور تم ابھی نہیں کروا سکے۔۔"
"میں نے کچھ سامان طارق کے ہاتھوں بھجوایا ہے۔" وہ سمجھے مہر النساء شادی کی تیاریوں سے لے رہی ہیں۔
"تمہاری بیٹیوں کو سامان سے زیادہ تمہاری ضرورت ہے۔" وہ چبا چبا کر بولیں۔
"مجھے احساس ہے۔ میں خود بھی چاہتا ہوں کہ شادی سے پہلے کچھ دن ایمن کے ساتھ ہے۔ مجھ سے کہے نہ کہے میں جانتا ہوں۔۔ اسی لیے زیادہ بات نہیں کرتی لیکن میں کیا کروں ہے کہ میری جگہ کوئی دوسرا۔۔" وہ معذرت خواہانہ انداز میں نجانے کیا کیا کہتے رہے۔
مہر النساء بے حد بے زاری اور جبر سے سب سنا پھر ریسیور رکھ دیا۔ اندر آتی جوجو نے حیرت سے بے توجہی سے انگلیاں چٹخا رہی تھیں۔
"ممی۔۔ کیا ہوا۔۔؟"
مہر النساء نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا۔ اس کا ذہن یقیناً کہیں اور تھا۔ جوجو چونکیں۔ مڑ کر خاموش پڑے فون کو دیکھا۔ انہیں خود پر غصہ آنے لگا۔ آخر اس نے سب کیوں نہ کہا۔ شاید اسے ڈر تھا کہ وقار الحسن ان کی بات پر اعتبار نہ کرے گا۔۔
"بات سنو جوجو۔۔!"
وہ جو ماں کی خاموشی پر مایوس ہو کر واپس جانے کو تھی مڑی۔ "جی ممی۔۔!"
"ایمن کیا کر رہی ہے۔۔؟"
"اپنے کمرے میں ہے۔۔ وہ تو کھانے کے لیے بھی نہیں آئی۔ آپ کہیں تو اس سے پوچھ آؤں" ڈرتے ڈرتے پوچھا۔
"ہاں۔۔" مہر النساء کے کہنے پر اس نے تحیر سے ماں کو دیکھا۔
"جوجو۔۔!" مہر النساء کو اپنی بات کہنے کے لیے مناسب الفاظ نہ مل رہے تھے۔
"جی ممی۔۔!"
"ایمن کے آس پاس رہا کرو۔۔"
"ممی! وہ لفٹ ہی نہیں کراتی۔۔ بہت روڈ سی ہو گئی ہے۔۔ کسی بات کا ڈھنگ سے جواب نہیں" جوجو نے شاید پہلی بار ان سے ایمن کے رویے کی شکایت کی تھی۔
"اس کے باوجود۔۔ تم اس کے آس پاس رہو۔۔ اس پر نظر رکھو۔ کوشش کرو کہ وہ تنہا نہ رہے"
جوجو نے الجھ کر ماں کو دیکھا۔۔ یہ وہ ہدایات نہ تھیں جو ماں چھوٹی بہنوں کو کرتی ہے کہ دیکھو! جا رہی ہے۔ اس کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھو۔ کمپنی دو۔۔ اس کا دل بہلاؤ۔۔ یہ تو۔۔ یہ تو کچھ احتیاط رہی تھیں۔
"ممی۔۔ کیا۔۔؟" جوجو نے سہم کر جملہ ادھورا چھوڑا۔۔
مہر النساء نے طویل سانس لے کر اسے اپنے قریب بٹھایا۔
"میں صرف تم پر اعتبار کر سکتی ہوں برجیس۔۔ ایمن کی شادی تک کا عرصہ ہمارے لیے۔۔ اس بے حد کٹھن ہے۔۔ میں اس سے کسی بھی نادانی کی توقع کر سکتی ہوں۔ ہمیں بہت احتیاط سے کام لینا ہے کے سامنے رکھو۔۔ وہ کہیں جانے کا ارادہ کرے تو مجھے بتانا۔۔ کوئی اس سے ملنے خاص طور پر وہ بالکل ملنے نہ پائے۔۔"

اس ۔۔ کزن ہیں۔۔"
اوں اتنا غور سے سنو۔" مہر النساء نے ڈانٹا۔ "خاص طور پر میری غیر موجودگی میں وہ کہیں جانے ۔۔وری ہے کہ شادی کی ساری شاپنگ مجھ اکیلی کو کرنا پڑ رہی ہے۔ اس کا باپ آجاتا تو شاید میری ۔۔جاتی۔"
۔۔ آ رہے ہیں۔۔؟"
۔۔ نہیں آ سکتے۔۔ چھٹی میں کچھ مسئلہ ہے۔۔"
شادی والے دن پہنچیں۔۔" جوجو نے خدشہ ظاہر کیا۔
۔۔ بہر حال تم سے جو کہا ہے وہ کرنا۔۔" انہوں نے بات ختم کی۔ "یہ چند دن گزر جائیں تو میں بھی ۔۔ کی۔"
۔۔ ہوا میں۔
۔۔ سر ہلاتی باہر آ گئی۔ ایمن کے کمرے کا دروازہ کھولنا چاہا تو وہ اندر سے لاکڈ تھا۔ بند کمرے کی درزوں ۔۔ تاریکی بتا رہی تھی کہ اس نے روشنی بھی نہیں جلائی۔ جوجو نے کئی بار دستک دی مگر جواب ندارد۔ ۔۔ میں کھلتی کھڑکی کی سمت آئی۔ وہ بھی بند تھی۔۔ جوجو نے کئی آوازیں دیں۔۔ اس سے قبل کہ ۔۔ خدشہ سر ابھارتا۔ وہ اندر سے پھاڑ کھانے والے انداز میں گویا ہوئی۔
۔۔ میں۔۔ کہیں نہیں بھاگ رہی۔ اب دروازہ توڑنے مت بیٹھ جانا۔"
۔۔ اختیار گہری سانس لی۔
۔۔ کھانے۔۔"
۔۔ بننے کی کوشش مت کرو۔ جاؤ یہاں سے۔"
۔۔ ہوں کر واپس مڑ گئی۔

❀ ❀ ❀

۔۔ حد حیرت سے ماں کو دیکھا۔ جس نے بے حد مناسب لفظوں میں اسے اپنی غیر موجودگی میں گھر رکنے ۔۔ تھا۔ پھر جھنجلا گیا۔
"آپ جانتی ہیں میرا فائنل سمسٹر ہے اور میں۔۔"
۔۔ ہوتا۔ تمہارے فائنل سمسٹر کو اگر کچھ دن گھر میں رک کر اسٹڈی کر لو گے۔" وہ تیز لہجے میں گویا ۔۔ کہا کہ مجھے تو شاپنگ کے لیے بار بار نکلنا پڑے گا۔۔ شادی کی شاپنگ ہے کوئی مذاق تو نہیں۔۔ کوئی ۔۔مارا باپ میرے ہی سر چڑھے گا۔۔ اب لڑکیوں کو اکیلے گھر چھوڑ کر کیسے نکلوں۔ کس کے حوالے ۔۔"
۔۔ بچیاں ہیں۔ جو کسی کے حوالے کر کے جائیں گی۔" وہ اب بھی بات کی گہرائی تک نہ پہنچا۔
۔۔ نہیں ہیں۔۔ یہی تو پریشانی ہے۔" مہوالنساء آہستگی سے گویا ہوئیں۔ تب بابر نے غور سے انہیں ۔۔

۔۔؟ کچھ پریشان ہیں۔۔"
۔۔ دل کو لگا ہے۔۔ کہیں کچھ ہو نہ جائے۔"
۔۔ خواہ مخواہ کا وہم مت پالیں۔۔" اس نے تسلی دی۔
۔۔ کے تیور ٹھیک نہیں لگتے۔ وہ اپنے نانا کے گھر جانے کی ضد کر رہی تھی۔ میں نے منع کر دیا۔"
۔۔ جانے دیتیں۔"
۔۔ نہیں سمجھتے ہو بابر۔۔!" مہر النساء کا لہجہ تیز ہو گیا۔ "میں اس کے باپ کے آنے سے پہلے یہاں سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

قدم بھی نہ نکالنے دوں گی۔"

"یہ پابندی آپ نے پہلے تو نہ لگائی۔"

"پہلے کی بات اور تھی۔۔۔ اب اس کی شادی میں کچھ ہی دن ہیں۔۔۔ میں اس کی کسی بھی بات ... ہو سکتی۔ صرف وہی نہیں ہے۔ مومل ہے' برجیس ہے۔۔۔ وقار الحسن آجائیں۔۔۔ پھر خود سنبھالیں گے۔"

"ٹھیک ہے نا۔۔۔ میں بازار وغیرہ جاؤں تو تم گھر میں رُک جایا کرنا۔"

"اوکے۔۔۔" بابر نے کہا تو مہر النساء نے قدرے سکون کا سانس لیا اور دروازے پر کھڑی ... سوچا۔

"تم لاکھ پہرے بٹھاؤ۔ میں دیکھوں گی تم مجھے طاہر سے ملنے سے کیسے روکتی ہو۔" ایمن کو ... پرندے کی طرح لگا۔ جو پنجرے میں محض پھڑپھڑا ہی سکتا تھا۔ مگر اسے اڑنا تھا۔۔۔ ایک بار ... سے ملنا تھا۔

"کیوں۔۔۔؟ کس لیے۔۔۔؟"

ابھی اس نے ان سوالوں پر غور نہیں کیا تھا۔ وہ صرف اتنا جانتی تھی کہ طاہر اس کا منتظر ہے۔

☼ ☼ ☼

"یہ کیسی شادی ہے مومو! گھر میں کوئی ہنگامہ ہے نہ جوش و خروش۔۔۔" جوجو نے بے ... دونوں ناشتے کے بعد کچن سمیٹ رہی تھیں۔ مومو خاموشی سے برتن دھوتی رہی۔

"لوگوں کے گھر کئی کئی دن پہلے مہمان آجاتے ہیں۔ ڈھولک بجتی ہے۔ شاپنگ کے لیے ... یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ممی جاتی ہیں۔۔۔ سب کچھ خرید کر ڈبوں میں بند اسٹور میں رکھوا ... شادی ہو رہی ہے اسے پروا ہی نہیں۔۔۔ سائرہ کے پارلر کے چکر پر چکر لگ رہے ہیں۔۔۔ ہتاری ... کی اسکن اور بال اتنے رف ہو رہے ہیں۔ چہرہ پیلا' آنکھوں کے گرد حلقے۔۔۔ دلہن بن کر خاک ... اسے شادی کی ذرا بھی خوشی نہیں۔۔۔ نجانے کیا دکھ ہے۔ کچھ بتاتی بھی تو نہیں۔"

وہ محض خاموشی توڑنے کے لیے بولتی چلی گئی۔

مومو کے لبوں پر اک استہزائیہ سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہو گئی۔

"تم کچھ بولتی کیوں نہیں۔"

"کیا بولوں۔۔۔" مومو نے الٹا پوچھا۔

"تم بھی ایمن کے جیسی ہوتی جا رہی ہو۔۔۔" شیلف صاف کرتی جوجو نے مایوسی سے ہاتھ میں ... طرف رکھی۔

"مطلب۔۔۔" برتن ختم ہو گئے تھے۔ وہ ہاتھ دھونے لگی۔

"سب سے الگ تھلگ' اپنی ذات میں گم۔۔۔ سب سے خفا۔۔۔"

"اچھا۔۔۔" وہ خوامخواہ ہنس دی۔

"پہلے ہم کتنی باتیں کیا کرتے تھے۔۔۔ بھلے انتقام لڑائی پر ہی ہو۔۔۔"

ڈائجسٹ والے واقعہ کے بعد مومو واقعی ان سب سے کٹ سی گئی تھی۔۔۔ گھر کے کام خاموشی ... اپنے کمرے میں غائب ہو جاتی۔

"مومو! پلیز تم ایمی کی طرح مت ہو جانا۔۔۔" جوجو کو اس کے طرز عمل سے ڈر سا لگتا۔

"یہاں سب ایسے ہی ہو جائیں گے۔۔۔ جب خواہشیں مردہ ہونے لگیں تو انسان پہلے چپ ... اندر خوابوں کی قبریں بناتے بناتے انسانوں سے کٹ جاتا ہے۔۔۔ پہلی قبر۔۔۔ دوسری قبر۔۔۔ تیسری ...

... نان ہو جاتا ہے۔۔۔ اور قبرستانوں میں کیا ہوتا ہے۔ گھنی چپ۔۔۔ یہ گھنی چپ ہماری زندگیوں پر چھاتی چلی ...

... یہ سناٹا۔۔۔ بہت معنی خیز ہے۔ طوفان سے پہلے کا سناٹا۔۔۔"

...!" جوجو اس کے لہجہ و انداز پر سہم سی گئی۔

... س دھوم دھڑکے کی تم منتظر ہو۔۔۔ وہ یہاں نہیں ہو گا۔ اس مردہ خانے میں خوشیاں بھی ڈرتے ڈرتے ... ل ہیں کہ نجانے پذیرائی ہو گی یا نہیں۔"

... تم چپ رہو۔۔۔ مردہ بولے کفن پھاڑے۔۔۔" جوجو نے غصے میں اسے ٹوکا تو مومل ہنس دی۔

... ارنی کرتیں۔"

... بہت خوش ہوئی۔۔۔ آپ نے خاصی پُرلطف گفتگو فرمائی ہے۔۔۔" وہ چڑ کر بولی۔

... ت کرو' ایسی گفتگو سے مستفید ہوتی رہو گی۔"

... کے لیے۔۔۔" جوجو نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔ "نجانے کیا کچھ پڑھتی رہتی ہو۔۔۔"

... ہمارے گھر بہت بڑی لائبریری ہے۔ اسی سے فیضیاب ہوتی ہوں۔" مومو کا لہجہ گہرے طنز کا غماز تھا۔

... لمحے کو چپ رہ گئی۔

... ارا رزلٹ اچھا آیا تو ممی خود بخود اجازت دے دیں گی۔"

... ا رزلٹ اچھا نہیں آئے گا کیونکہ میرے پیپرز ہی اچھے نہیں ہوئے۔" مومو نے اطمینان سے کندھے ...

... تب ہی مہر النساء چلی آئیں۔

... لوگوں کا کام ختم نہیں ہوا۔۔۔؟"

... ہے ممی۔۔۔!" جوجو نے جواب دیا۔

... و! کپڑے بدل کر تیار ہو جانا۔۔۔ بازار جانا ہے۔۔۔" مہر النساء نے کہا تو اس نے بے اختیار پوچھا۔

... لیے۔۔۔؟"

... ن کے کچھ کپڑے' میک اَپ کا سامان وغیرہ لینا ہے۔ تم لوگ تو کالج جاتی ہو پتا ہی ہو گا آج کل کیا چلتا ...

... میں بھی چلوں۔۔۔؟" جوجو نے جلدی سے کہا۔

... ار چلی جانا۔۔۔ گھر میں کون رہے گا۔۔۔" مہر النساء نے جن نظروں سے جوجو کو دیکھا۔ وہ فوراً "ہی" سمجھ کر ... گئی۔

... و جانا۔ مومو! ہمیں جلدی واپس ہی آنا ہے۔"

... ے لیے خریداری وہ کیوں کرے۔۔۔" مومو انکار کرنا چاہتی تھی۔ مگر یہی سوچ کر کہ اس گھٹے گھٹے ماحول ... د گھنٹے تازہ ہوا کا جھونکا ہی ثابت ہوں گے اثبات میں سر ہلا گئی۔ شاپنگ اگرچہ اس کے لیے نہیں تھی۔ پھر ... مزہ آنے لگا۔

... ام شادی کے کپڑے کب بنوائیں۔۔۔" اس کا خود ساختہ خول ٹوٹنے لگا۔

... بار۔۔۔ وقار آجائیں پھر تم دونوں کو لے کر آؤں گی۔" مہر النساء نے اس کے فریش چہرے پر اک نگاہ ... تو اگلی دکان پر دیکھتے ہیں۔"

... نکلنے کو تھیں لیکن رکنا پڑا۔ ایک جوڑا دکان میں داخل ہو رہا تھا۔ نوجوان کے پیچھے لڑکی کو دیکھ کر مومو ... ہی۔ لڑکی کی نگاہ بھی اس پر پڑی۔ ایک لمحے کو ہلکی سی شناسائی کی رمق اس کی نگاہوں میں جاگی۔ پھر وہ ... میں ہاتھ چلاتے گزر گئی۔ مومو نے بے اختیار پلٹ کر دیکھا۔

... رنگوں کی سلیولیس شرٹ' جو گھٹنوں تک تھی' سفید پائجامے اور چنے ہوئے دوپٹے میں۔۔۔ اپنے ... بالوں کو فرنٹ سے کلر فل پنوں سے سمیٹے' شوخ میک اپ میں بلاشبہ وہ لڑکی ہی تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیا اس نے مجھے پہچانا نہیں۔"

موحل نے باہر نکلتے ہوئے سوچا۔ اگرچہ وہ مہر النساء کے سامنے اس سے ملنے کی متحمل نہیں تھی، پھر بھی اسے مایوسی ہوئی۔ وہ دونوں اسی مارکیٹ میں شاپنگ کر رہے تھے۔ ہر چکر میں جب بھی ٹکراؤ ہوتا، ہاتھ میں شاپنگ بیگز کا اضافہ ہی ہوتا۔ نائن مسرت کے ساتھ اس نوجوان کے کندھے سے جھولتی۔ پبلک پیلس پر ایسی حرکتیں دیکھ کر مومو نظریں چرا جاتی۔ مگر انہیں دوبارہ ڈھونڈنے سے باز نہ آئی۔ اس کی دلچسپی صفر ہو گئی۔ مہر النساء نے کچھ پوچھا بھی تو بس ہوں ہاں میں ہی جواب دیا۔ وہ سنجیدہ ہے۔ اس لیے فوراً ہی واپسی کا قصد کر لیا۔ مومو نے ایک بار پھر انہیں ڈھونڈا۔ جب مہر النساء آ گئی تھیں۔ تب وہ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے اک شاندار سی گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔ تب نائن نے اور اک فلائنگ کس اس کی طرف اچھال دی۔

مومو نے بوکھلا کر رخ موڑا اور دزدیدہ نگاہوں سے مہر النساء کو دیکھنے لگی جو رکشے والے کے ساتھ تھیں۔

گاڑی ان کے قریب زن سے گزر گئی۔

نائن کا سر اس خوش پوش نوجوان کے کندھے پر تھا۔

☼ ☼ ☼

ایمن نے مہر النساء کے بازار جانے کا انتظار انتہائی صبر کے ساتھ کیا۔ پھر تیزی سے بیڈ سے اٹھی، برش کر کے کپڑے بدلے، بال بنا کر باہر نکل آئی۔ جوجو لاؤنج میں ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ بابر پاس ہی بیٹھا پڑھ رہا تھا۔ اس کے سامنے چھوٹی سی میز پر بہت سی کتابیں اور جرنل بکھرے تھے۔ وہ یہ کھڑکی سے دیکھ آئی تھی۔

"آؤ۔۔۔ ایمن! تمہیں تو کچھ زیادہ ہی نیند آنے لگی ہے۔" جوجو نے ٹی وی کی آواز آہستہ کی۔ وہ اس کے پاس بیٹھ کر ریموٹ ہاتھ سے لے لیا۔

"ناشتہ کرو گی۔۔۔؟" جوجو نے پیار اور اپنائیت سے پوچھا۔

"اگر تم کرواؤ تو۔۔۔" ایمن نے ذرا سا مسکرا کر اسے دیکھا۔

"میں ابھی لاتی ہوں۔۔۔" اس کا مسکرانا جوجو کو بہت اچھا لگا۔ اس کے جانے کے بعد ایمن نے بڑی سنجیدگی سے غور کر رہی تھی کہ اسے بابر سے کیا کہہ کر نانا کے گھر جانا ہے۔ اسے صد فیصد یقین تھا کہ بابر اسے ساتھ لے جائے گا۔ جو وہ ہرگز نہیں چاہتی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد جوجو ناشتے کی ٹرے اٹھائے آ گئی۔

"تھینک یو سسٹر۔۔۔!" ایمن نے اس کے ہاتھ سے ٹرے لے لی۔ اس کے مزاج کی خوشگواری کے ساتھ دیکھا۔

"تم مائرہ کے ساتھ پارلر چلی جاؤ نا۔۔۔" جوجو کو واحد فکر یہی تھی۔

"فکر مت کرو۔ میں یوں بھی خاصی اچھی لگوں گی۔" وہ بڑے انہماک سے ابلے انڈے پر کالی مرچ چھڑک رہی تھی۔

"پھر بھی۔۔۔ تم نے کپڑے بھی اپنی پسند کے نہیں لیے۔۔۔ اتنا اہم موقع۔۔۔ پہلے تو تم کسی کی لائی کوئی چیز پسند نہیں کرتی تھیں۔۔۔"

"وقت وقت کی بات ہے۔۔۔" وہ بے نیازی سے گویا ہوئی۔

"بعد میں پچھتاؤ گی۔ ممی کی پسند کا پتا ہے۔۔۔ اور اتنی بے زاری کیوں، شادی زندگی میں ایک بار ہوتی۔"

"کبھی کبھی دوبار بھی ہو جاتی ہے۔۔۔" ایمن نے برجستہ کہا۔

۔۔۔ارے۔۔۔" جوجو نے ناراضی سے اسے دیکھا۔ "تم اور موحل ہمیشہ بے تکا بولتی ہو۔"

۔۔۔باہر چلا آیا۔

"۔۔۔آج تو بڑے لوگ بڑی جلدی اٹھ گئے ہیں۔"

۔۔۔نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"۔۔۔لوگوں کو جلدی اٹھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کاروبار سلطنت ان کے بغیر بھی بخوبی جاری و ساری ہے۔"

"۔۔۔ستکمی ہو گئی ہو۔۔۔" بابر نے گھورا۔

"۔۔۔لڑ رہیں۔ اب زیادہ دن میرے نکتے پن کو برداشت نہیں کرنا پڑے گا۔"

"۔۔۔ہوا بھی! تمہیں خبر ہی نہیں ہم تمہیں کتنا مس کریں گے۔" جوجو کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی اتر آئی۔

۔۔۔یہاں جذباتی سین شروع ہو رہا ہے۔ جس کا متحمل میں نہیں ہو سکتا۔ مجھے ذرا توصیف کے گھر تک جانا ہے۔ اس کے کمپیوٹر پر کچھ کام ہے۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے تک آ جاؤں گا۔۔۔" بابر مسئلے کی سنگینی کو اس طرح محسوس کر پایا تھا۔ جس طرح مہر النساء نے کیا تھا۔

۔۔۔نے بمشکل اپنے چہرے کے تاثرات پر قابو پایا۔ بابر کے جانے کے بعد اس نے بعجلت ناشتہ ختم کیا۔ ۔۔۔منٹ ادھر ادھر کی باتوں میں گزارے۔ پھر کھڑی ہو گئی۔

۔۔۔میرا خیال ہے تمہارے مشورے پر عمل کر ہی لینا چاہیے۔" اس سے قبل کہ جوجو پوچھتی کون سا مشورہ، فون کی بیل چیخ اٹھی۔ جوجو نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف مائرہ تھی۔ رسمی گفتگو کے بعد اس نے ریسیور ۔۔۔جسے ایمن نے بے حد بدلی سے لیا۔

"۔۔۔کیا یوں بیٹھ گئی ہو۔۔۔" اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

"۔۔۔طلب۔۔۔"

"۔۔۔کوئی خیر نہ خبر۔۔۔ کہا بھی تھا کہ شاپنگ اکٹھی کریں گے۔ مگر کوئی لفٹ ہی نہیں۔ لڑکی مستقبل میں ہم ۔۔۔ان جٹھانیاں۔۔۔ سوری دیورانی۔۔۔ جٹھانی بن رہے ہیں۔۔۔ تمہاری یہ بے رخی تعلقات پر اثر انداز ہو گی۔"

۔۔۔تنا بولتی ہے۔۔۔" ایمن نے کوفت کے عالم میں سوچا۔

"۔۔۔میری شاپنگ تو ہو گئی۔۔۔"

"۔۔۔ہا تم۔۔۔ ایسے کون سے شاہکار بنا لیے ہیں کہ ہوا بھی نہ لگنے دی۔" وہ قدرے جل کر بولی۔

"۔۔۔وقت آئے گا تو دکھا بھی دوں گی۔"

"۔۔۔ابھی سے مقابلہ بازی۔۔۔ اچھا کون سے پارلر سے تیار ہونا ہے۔۔۔؟"

"۔۔۔ابھی سوچا نہیں۔۔۔" وہ اس سے جان چھڑانے کے لیے مختصر سے مختصر جواب دے رہی تھی۔

"۔۔۔اب سوچنا ہے۔۔۔ برائیڈل لے لیا۔۔۔"

"۔۔۔۔۔۔ وہ تو میرے ساتھ ہی جا کر لینا۔۔۔" مائرہ جس طرح شادی انجوائے کرنا چاہتی تھی کہ دونوں سہیلیاں ۔۔۔کریں۔ کڑھائی۔۔۔ کپڑوں کی ڈیزائننگ میں ایک ساتھ سر کھپائیں۔۔۔ ایک پارلر سے تیار ۔۔۔سی ایکسائٹمنٹ تھی کہ دونوں سہیلیاں ایک ہی گھر میں جا رہی تھیں۔ اس انجوائے منٹ اور خوشی کا ۔۔۔اندر شائبہ تک نہ تھا۔ پھر بھی مائرہ بے چاری اس کے رویے کو نظر انداز کیے پرانی دوستی کی بنا پر بار بار فون ۔۔۔فائزہ اور مہر النساء کا البتہ رابطہ تھا۔ مہر النساء اسی کے مشورے سے جہیز بنا رہی تھیں۔ رسومات کے ۔۔۔میں رہنمائی اماں جی سے فون پر لیتیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ شادی کی رسومات اور جہیز کی تیاری میں کوئی کمی نہ ۔۔۔وقار الحسن کے نہ ہونے کی وجہ سے اس پر دوہری ذمہ داری عائد ہو گئی تھی۔

۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔" ایمن کا انداز اب بھی ٹالنے والا تھا۔

۔۔۔چپ سی ہو گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"امی ایک بات پوچھوں۔۔۔؟"

"ہوں۔۔۔" ایمن نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"میں تمہاری بچپن کی سہیلی ہوں۔ تمہارے مزاج کے بیشتر رنگوں سے واقف ہوں۔۔۔ تم خوش نہیں سکتیں۔۔۔ تم اس شادی سے خوش ہو۔۔۔؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔" وہ الٹا اسی سے پوچھنے لگی۔

"نہیں ہو۔" ایمن نے تردید بھی نہ کی۔ بس خاموش ہی رہی۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ کیوں۔۔۔؟"

"جب اس کا جواب مل گیا تو تمہیں بھی دے دوں گی۔۔۔ ابھی مجھے کچھ کام ہے۔۔۔" ایمن نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ جھوٹ بہت بولتی تھی۔ مگر جہاں اسے مصلحت سے کام لینا چاہیے۔ وہاں اس کی پر آمادہ ہو جاتی۔

وہ واقعی اپنے رستے میں کانٹے بو رہی تھی۔

"جوجو! مجھے مائرہ کے گھر جانا ہے۔۔۔" اس نے مڑ کر جوجو سے کہا، جو اسے فارغ ہوتا دیکھ کر اس کی طرف کر رہی تھی۔

"کیوں۔۔۔؟"

"خود تو کہہ رہی ہو۔ مجھے اس کے ساتھ پارلر جانا چاہیے۔ وہ جا رہی ہے۔ کہہ رہی تھی اکٹھے ایمن نے لاپروائی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے۔۔۔ مگر۔۔۔" جوجو متذبذب تھی۔

"کیا مگر۔۔۔؟" ایک دو گھنٹوں میں آجاؤں گی۔۔۔ وہ تیار بیٹھی ہے۔۔۔" ایمن نے عجلت دکھائی۔

"ممی کو آلینے دو۔۔۔" جوجو کو ممی کی ہدایات یاد آئیں۔

"وہ کب جا رہی ہے۔۔۔" ایمن نے ناگواری سے کہا۔

"امی۔۔۔ میں گھر میں اکیلی ہوں۔۔۔ مجھے ڈر لگے گا۔۔۔" جوجو نے عذر تراشا۔

"ملازمہ آنے والی ہے۔۔۔ بابر بھائی گھر پر موجود ہیں۔۔۔ تم ننھی بچی نہیں ہو۔"

"امی! ممی نے کہا تھا کہ۔۔۔" جوجو کو سمجھ میں نہ آیا اسے کیسے روکے۔

"جانتی ہوں ممی نے کیا کہا ہوگا۔۔۔ لیکن پہلے بھی میرے کام تمہاری ممی کی مرضی سے نہیں ہوتے آدھے گھنٹے تک آجاؤں گی۔" ایمن باہر نکل آئی۔ وہ بابر کے آنے سے پہلے نکلنا چاہتی تھی۔

"امی! میری بات تو سنو۔۔۔ آج مت جاؤ۔۔۔ کل چلی جانا۔۔۔ بابر بھائی کو آنے دو۔۔۔ مجھے اکیلے م گا۔۔۔" جوجو اس کے پیچھے بھاگی۔

"فضول مت بولو جوجو! ابھی دس منٹ میں بابر بھائی آجائیں گے۔"

ایمن نے درشتی سے کہا۔ جوجو برآمدے میں کھڑی انگلیاں چٹخانے لگی۔ اسے یقین تھا۔ ممی اسے بہ گی۔ نجانے انہوں نے یہ کیوں سوچا کہ، جو ایمن کو روک سکے گی۔ جوجو تو ایمن کو نہ روک سکی۔ مگر آنے والے نے ضرور روک لیا۔

"السلام علیکم۔۔۔!"

ایمن کو مجبوراً رکنا پڑا مگر پیشانی پر سو سو بل پڑ گئے تھے۔

"جی۔۔۔" اس نے سلام کا جواب دینا بھی گوارا نہیں کیا۔

"جی۔۔۔ میں طارق جمال۔۔۔" اخروٹی رنگ کے کاٹن کے کلف لگے شلوار قمیص میں وہ شخص ایمن زیادہ برا لگا۔

"فرمائیے۔۔۔" عجیب لٹھ مار انداز تھا۔ بے چارہ طارق جمال شرمندہ سا ہو گیا۔

ن بھائی نے بھیجا ہے۔"

نہیں ہے۔" ایمن نے جان چھڑانا چاہی۔

نہ سامان بھیجا ہے۔"

یکھا۔ اس کے دائیں بائیں دو بھاری بیگ پڑے تھے۔ ایمن کو اس وقت یہ جاننے سے کوئی دلچسپی نہ ن نے اس کے لیے کیا بھیجا ہے۔

"ساری رکاوٹیں اسی وقت آنا تھیں۔ بابر واپس آجاتا تو وہ ساتھ چل دیتا۔ ایمن نے کینہ توز ارق جمال کو دیکھا۔ جیسے سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ سامنے کھڑی لڑکی اسے اتنی خونخوار نگاہوں سے کیوں

اہتی ہے۔ آپ اپنی اماں کو بلادیں۔"

کیا ہیرے بھجوا دیے ہیں۔ گھر میں کوئی نہیں ہے۔ اب میں آپ کو اندر کیسے بلوالوں۔۔۔" وہ چڑ کر یکھا، جوجو برآمدے میں کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔ وقت ریت کی طرح پھسلتا جا رہا تھا اور سامنے ار ڈین کی طرح رستے میں ایستادہ تھا۔

نگ روم کھلوا دیں۔ میں انتظار کر لیتا ہوں۔۔۔ یا میں باہر لان میں بیٹھ جاؤں۔۔۔" وہ سید ھا دیہی سے لی چائے پانی تو کیا پوچھتی۔ الٹا ڑ خانے کو تیار تھی۔ باپ بیگ بھر بھر سامان بھجوا رہا ہے اور یونہی کتنی بار نہیں کھنگالنے کے بعد، اسے اپنی لاڈو کے لیے کوئی چیز پسند آئی اور صاحبزادی تھی کہ نک کی طرح نخرے دکھاتی تھی۔

لی شہزادی۔۔۔ ٹھیک ہی لقب ہے۔" طارق نے قدرے غور سے اسے دیکھا۔ وہ اسے پہلے سے کمزور

مجھ میں نہیں آتا۔ ہم گھر میں اکیلے ہیں۔"

ں بھی کوئی ڈاکو نہیں ہوں۔۔۔" طارق کو غصہ کم کم ہی آتا تھا۔ اب بھی ہنسی آرہی تھی۔ جس طرح وہ اعلان کر رہی تھی کوئی بھی آرام سے گھر میں داخل ہو کر صفایا کر جاتا۔

ہکم طارق بھائی۔۔۔!"

ں آواز پر ایمن کا دل چاہا وہ اس شخص کا گلا دبا دے۔ وہ نہ آتا تو اب تک وہ نکل چکی ہوتی۔

ں جلدی آگئے۔۔۔" اس نے مرے مرے لہجے میں پوچھا۔ دونوں جوش و خروش سے گلے مل رہے

گھر پر نہیں تھا۔" بابر نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا تو بوجھل قدموں سے پلٹی۔ جوجو نے اسے یکھ کر سکون کا سانس لیا اور اندر بھاگ گئی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ایمن کا نزلہ اس پر گرے۔

☼ ☼ ☼

راب تھا جو اسے چین نہیں لینے دیتا تھا۔ یہاں وہاں ڈولتی پھرتی۔ لاؤنج میں وہ بڑے بڑے بیگ کھلے ں میں انواع و اقسام کی چیزیں باہر اہل رہی تھیں۔ دو سونے کے سیٹ، جڑاؤ کنگن ان اشیاء کے ن کا بس نہ چلتا تھا کہ وہ بیٹی کو سونے میں پیلا کر دیتے۔

لو اندر کہیں جلن کا احساس ہوا۔

تا کچھ جوڑے بیٹھا ہے اور یہاں اک اک پیسہ گن گن کر بھجوایا ہے۔" بظاہر انہوں نے سب کچھ یکھا تھا۔

ں لو بابا نو۔۔۔" انہوں نے کہا تو جوجو اسے بلا لائی۔۔۔ نہ چاہنے کے باوجود وہ یونہی اٹھ کر آگئی۔

نے باقی ساری شاپنگ بھی وہیں منگوالی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تم نے تو کوئی دلچسپی نہیں۔ کوشش کی تھی کہ سب کچھ تمہاری پسند کے مطابق ہو۔"
کھول کر دکھانے لگیں۔ اس میں کوئی شک نہ تھا کہ ہر چیز' ہر کپڑا' ہر ڈیزائن بے حد نازک اور
"یہ رنگ عفان کو بہت پسند ہے۔ اس لیے اس کلر میں دو سوٹ بنوائے ہیں۔" ظاہر
فائزہ اور مائز دیتی ہیں۔

ایمن کا دل اچاٹ سا ہو گیا۔

"ٹھیک ہے سب کچھ۔" اس نے بے دلی سے سوٹ پرے کھسکا دیا۔

"ممی! ہمارے لیے کب شاپنگ کریں گی۔۔۔؟" جوجو کا دل اتنے سارے سوٹ دیکھ کر مچل ا

"ان ہی میں سے کوئی لے لو۔" ایمن نے کہا۔

"اللہ تمہیں پہننے نصیب کرے۔ یہ زیور دیکھو۔۔۔"

"واؤ۔۔۔" مومو اور جوجو کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ کیسے جگر جگر کرتے زیور تھے۔ ایمن
جب وقار الحسن آئے تھے تو اس کے لیے علیحدہ گفٹ لائے تھے۔ جس میں سونے کی چھ
وقار الحسن نے اسے تاکید کی تھی کہ وہ اسے مہرالنساء کے پاس رکھوا دے۔ مگر اس نے الماری
خانے میں چھپا کر لاک لگا دیا تھا۔

"ممی۔۔۔! طارق بھائی کو کھانا نہیں ملے گا۔۔۔" بابر نے آکر کہا۔ مہرالنساء نے اصرار سے طا
اس لیے کھانا بھی اس کی پسند کا اور خاصے اہتمام سے بنایا تھا۔

"ہاں۔۔۔ میں لگواتی ہوں۔۔۔ یہ دیکھ کر سب سمیٹ لینا۔۔۔" اس نے زیور کے ڈبے خود
بارے میں اشارہ کر کے اٹھ گئی۔ بابر طارق کے لیے کھانا اپنے کمرے میں لے گیا۔ طارق وہیں

"امی! تم کتنی خوش نصیب ہو۔۔۔" مومو نے بھی اتنا سب کچھ دیکھ کر ایمن پر رشک کیا۔

"تم خوش قسمتی کا تعین اشیاء سے کرتی ہو۔۔۔؟" ایمن نے عجیب سے انداز میں پوچھا۔

"تو اور کیا۔۔۔ جس کے پاس اتنا سب ہو۔۔۔ وہ بد نصیب ہو سکتا ہے۔"

"اتنا سب ہو مگر من پسند نہ ہو۔۔۔ تب۔۔۔"

"تم تو ناشکری ہو۔۔۔" اس نے منہ بنایا۔

"تم کہاں سمجھو گی مومل بی بی! یہ تو میرے اپنے دکھ ہیں۔" ایمن کھڑی ہو گئی۔

"امی!" جوجو نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "مجھے نہیں پتا تم کن دکھوں کی بات کر رہی ہو۔۔۔ لیکن
یہیں چھوڑ جانا۔۔۔ نئی زندگی میں نئی خواہشوں' نئی آرزوؤں کے ساتھ قدم رکھنا۔"

"ایسی اچھی نصیحت کے لیے شکریہ۔۔۔ کاش میں اس پر عمل کر سکوں۔" وہ ہاتھ چھڑا کر چلی گئی

"یہ اپنے سارے دکھ کہہ کیوں نہیں دیتی۔"

"کون سے دکھ۔۔۔؟ خواہ مخواہ ہیروئن بننے کا شوق ہے۔" مومو نے کہا۔ جوجو خاموشی سے چ
گئی۔ کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد مومو نے آہستگی سے کہا۔

"وہ اس سب کو اپنی خوش قسمتی نہیں سمجھتی۔"

"میں ایمن کی بات نہیں کر رہی۔۔۔"

"تو پھر۔۔۔؟" جوجو نے اسے دیکھا۔

"اور بھی لوگ ہیں زمانے میں ایمن کے سوا۔۔۔" اس کی نظروں کے سامنے تائن کا پر مسرت
مومو کو نیند نہیں آئی۔

کون تھا اس کے ساتھ؟

یقیناً فرخ ہو گا۔ وہی اتنی شاپنگ کروا سکتا ہے۔ آخر ہل اونر کا بیٹا ہے۔ عیش تو تائن جیسے لوگ

۔۔۔ آزادی کے ساتھ جینا۔۔۔ زندگی کے اک اک لمحے سے خوشیاں کشید کرتے۔" ایک ہم
۔۔۔ نے آہ بھر کے چھت کی سمت دیکھا۔
۔۔۔ قیدی' جو اپنی مرضی سے سانس بھی نہیں لے سکتے۔"
۔۔۔ ایک دم غصہ بہت بڑھ گئی تھی۔ اس نے گردن گھما کر جوجو کو دیکھا۔ وہ بے سدھ سو رہی تھی۔ مومو
۔۔۔ آیا۔
۔۔۔ بے فکری کی نیند مجھے بھی نصیب ہوتی۔ کنوئیں کے مینڈک جیسی۔" اس کا دل چاہ رہا تھا۔ وہ باہر
۔۔۔ کی فسوں خیزی کو محسوس کرے۔ مگر دل مار کر لیٹی رہی۔
۔۔۔ رشک کر رہی تھی۔ اسے کون سمجھاتا کہ ایسے لوگ زندگی کے اک اک لمحے سے خوشیاں کشید کرتے
۔۔۔ لیتے ہیں۔

❋ ❋ ❋

۔۔۔ تپتی دھوپ کا صحرا
۔۔۔ کی شبنم
۔۔۔ بکھری زلف کے سائے سے محروم رہا
۔۔۔ کالمحہ
۔۔۔ بے خواب رُتوں کی
۔۔۔ رہا تو

۔۔۔ ہنگامہ سا بپا تھا۔ لڑکیوں کی قلقل کرتی ہنسی کمرے کی خاموش فضاؤں میں بکھر جاتی۔ ان کے شوخ
۔۔۔ شادی کی ڈھولک کی تھاپ کے پاٹ دار آواز میں دب جاتی۔۔۔ وہ لہک لہک کر گا رہی تھی۔

۔۔۔ کمرے میں
۔۔۔ من من میں
۔۔۔ جاتا ہے

۔۔۔ اس کے جہیز کے کپڑے ٹانکنے آئی تھیں۔ ایمن ان میں سے کسی کو نہیں جانتی تھی۔۔۔ یقیناً محلے کے
۔۔۔ سے آئی تھیں۔ جن سے مہرالنساء کی علیک سلیک تھی لیکن ان کی آواز اور ڈھولک کی تھاپ ایمن
۔۔۔ لگا رہی تھی۔

لاؤ ری لاؤ ٹھگنوں کی مہندی
مہندی لگا کے وداع کر دو
پھولوں سے گلا بھر دو
سجن گھر جانا ہے

۔۔۔ پر وقار الحسن سے لڑ رہی تھیں۔
۔۔۔ وقار۔۔۔! اب واپس آ کے۔۔۔ میں اکیلی عورت ذات کہاں کہاں خوار ہوں۔

آج بھی کھڑ میں پاگل دل کو
تیری دید کی آس رہی
مدت کی گم صم تنہائی
آج بھی میرے پاس رہی
آج بھی شام اداس رہی
لاؤ ری لاؤ ٹھگنوں کا جوڑا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"آج بھی شام اداس رہی۔" اس کے ذہن کے دریچوں پر کوئی بار بار دستک دے رہا تھا۔
جوڑا پہنا کے وداع کر دو۔ پھولوں سے گلا بھر دو۔
آج بھی شام اداس رہی۔
آرزو بھی۔
ہجر بھی۔
ایمن نے اٹھ کر اندر کی سمت کا دروازہ مضبوطی سے بند کر دیا۔ ساری آوازوں نے ایک دم
آوازیں ہلکی سی بھنبھناہٹ کی شکل اختیار کر گئیں۔ ایمن دروازے پر سر رکھ کر رو پڑی۔
"میں آپ کے پاس کیسے آؤں طاہر سارے رستے مسدود ہیں۔"
سارے دروازے بند تھے۔ تب ہی تو اسے خبر نہ ہوئی کہ کسی نے آکر مہر النساء کو طاہر محمود کے
ہے۔ مہر النساء تیر کی طرح باہر کی سمت لپکیں۔
وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے جوتے کی نوک سے فرش پر کچھ اکھاڑ رہا تھا۔
"کیا بات ہے۔۔۔؟"
اڑکھانے والا لہجہ سن کر وہ پلٹا پھر شائستگی سے سلام کیا۔
"آئے ہو۔۔۔؟" مہر النساء کی تیوری چڑھی ہوئی تھی۔
"آیا تھا۔۔۔" وہ ان کا لہجہ سن کر سنبھل گیا۔
ٹٹولنے والی نظروں سے گھورتی رہیں۔ پھر پھنکاریں۔
"اب کس سے ملنے آئے ہو۔۔۔ دھوکہ کسی اور کو دینا۔ ہماری ناک کے
اسا گی۔"
کر بولا۔
اٹھا کر تنبیہہ کی پھر باہر کی طرف اشارہ کیا۔
نے اسے دکھائے ہیں۔ ان میں سے کوئی
اس لیے تم دفع ہو جاؤ۔"
سے صرف یہ کہنے آیا تھا کہ
دھکے دے کر نکلوا
اور

"تمہارا بہت انتظار کیا۔"
"آپ یہاں کیوں چلے آئے۔"
لہہ رہی ہو۔ نہیں رہ سکا اس لیے ملنے چلا آیا۔۔۔ کیا معلوم تھا بے عزتی کر کے نکالا جاؤں گا۔"
نے کی بے عزتی۔"
افسوس کے ملے جلے تاثرات سے اسے دیکھتا رہا۔ ایمن نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔
لے گا۔۔۔ آپ اندر آجائیں۔"
نے ارد گرد دیکھا۔
تھا۔
ت اندر کود گیا۔
ل سے بند ہو گئی۔
کی آواز پر وہ دونوں چونکے۔
دروازے میں کھڑی تھیں۔
آئے ہیں۔"
سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا تو یاد آیا۔۔۔ وہ ڈاکٹر شہوز رضا کے گھر ہے اس نے خفگی سے سامنے موجود
دیکھا۔
ہاں جاتی۔"
گاڑی اور ٹوٹے ہوئے جوتے کے ساتھ۔۔۔" وہ مسکرائے۔ "میں نے تمہارے بھائی کو فون کیا تھا۔"
بے اختیار سکون کا سانس لیا۔
چپل پہن لو۔" اماں جی نے اک نیلی چپل اس کے سامنے رکھی جسے ایمن نے شکریہ ادا کر کے پہن
اسے دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔ ورنہ وہ بہت پریشانی میں یہاں آیا تھا۔۔۔ ڈاکٹر شہوز رضا کا شکریہ ادا کر
لاتا باہر نکل آیا۔
گاڑی۔۔۔" ایمن نے گاڑی میں بیٹھنے سے قبل کہا۔
کی۔۔۔" بابر نے مختصر سا کہا۔ وہ محسوس کر سکتی تھی کہ بابر اس سے ناراض ہے۔ گاڑی چل دی۔ وہ
کچھ نہ بولا تب ایمن نے آہستگی سے کہا۔
ہیں تو اظہار کریں۔"
میں دوسروں کی ناراضی کی پروا ہے؟"
ہو گئی۔ تب اس نے کہا۔
اس وقت گھر ہونا چاہیے تھا۔"
کون میرا منتظر ہے؟"
۔۔۔ عورت امین ہوتی ہے۔۔۔ گھر کی اپنے شوہر کی عزت کی۔"
ہے۔۔۔ اگر وہ امانت میں خیانت کر رہا ہو تو۔" ایمن کی نظروں میں وہ گاڑی گھوم گئی۔ جس کو فرنٹ سیٹ
اور تھی۔
خیانت کرنے پر مجبور کس نے کیا۔" کیسا ٹھنڈا مگر چبھتا ہوا لہجہ تھا۔ ایمن کچھ بول ہی نہ سکی۔ کیونکہ
اس لیے برداشت کرنا پڑا۔
کہاں چلو گی؟"
مرضی چھوڑ دیں۔۔۔" وہ بے زاری سے بولی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"گھر چلو میں نے بھائی جان کو فون کر دیا تھا کہ تم آج ہماری طرف ہو۔" ایمن نے
لیا۔

❄ ❄ ❄ ❄

"یہ اس بلچ کو کیا ہوا ہے؟"
مسز مارگریٹ اپنے فلیٹ کا دروازہ صاف کر رہی تھیں۔ جب شاہ میر اپنے دروازے
لگا۔ اس نے کچھ نا سمجھی کے عالم میں مڑ کر دیکھا۔
"ہیلو میم! کیسی ہیں آپ؟" شاہ میر نے شائستگی سے پوچھا۔ مسز مارگریٹ کی آنکھیں ذرا
ہاتھ صاف کرتے وہ قریب آئی۔ غور سے شاہ میر کا جائزہ لیا پھر اس کا گال چھو کر بولی۔
"تم بدل گئے ہو۔" شاہ میر ذرا سا مسکرایا۔
"آپ بہت دنوں کے بعد آئیں۔"
"مہینوں کے بعد۔" اس نے تصحیح کی۔ "میں لزا اور اس کے شوہر کے ساتھ ڈنمارک
وہاں جاب مل گئی۔ لیکن میرا دل نہیں لگا۔"
شاہ میر منتظر تھا۔ وہ چھوڑے تو اندر جا کر اپنے لیے سینڈوچ بنائے۔ وہ ڈیوٹی سے آرہا تھا
کے باوجود وہ اس کے ساتھ گھر نہیں گیا۔ بلکہ اب وہ ہمیشہ وقت پر گھر آجاتا تھا۔ خواہ کیتھی گھر میں
"آپ مجھ سے کچھ پوچھ رہی تھیں؟"
"ہاں۔" اس نے سر پر ہاتھ مارا۔ پھر سرگوشی میں گویا ہوئی۔ "میں نے صبح اسے دیکھا۔"
شاہ میر نے الجھ کر انہیں دیکھا۔
"کیتھرائن۔ میں نے اسے صبح دیکھا۔ وہ تو۔" اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ "اس
اس بڈھی بلچ کو کیا ہوا۔"
شاہ میر کو ہنسی آگئی۔ اس نے ذرا سا سر کو خم دیا۔
"میم! اب وہ میری بیوی ہے۔"
"آ۔" مسز مارگریٹ کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔
"او پور لوائے۔ یہ تم نے کیا کیا؟"
"ایکسکیوزی۔" وہ دروازہ کھول کر اندر چلا آیا۔ فلیٹ پہلے جیسا تھا۔ گندا اور بے ترتیب
کوگھر لگتا تھا۔
"کوئی بات نہیں۔ پھوہڑ بیویاں بھی تو ہوتی ہیں۔"
بیڈ پر بکھری چھوٹی چھوٹی اشیاء اور رات کے کپڑوں کو دیکھ کر اس نے سوچا۔ پھر کپڑے بد
اپنے اور کیتھی کے لیے سینڈوچ بنائے۔ کیتھی کے سینڈوچ اوون میں رکھے اور اپنے لیے کا
سینڈوچ کھانے اور کافی پینے تک اس نے ذہن میں کمرے کی ترتیب بدلی اور ان اشیاء کی لس
نہیں فوراً خریدنا تھیں۔ وہ اشیاء اتنی تھیں کہ اسے ڈبل ڈیوٹی دینا پڑتی۔
"لیکن نہیں۔ اس طرح میں کیتھی کو وقت نہ دے پاؤں گا۔ بہت چڑچڑی اور زود رنج
ان دنوں میری ضرورت ہے۔" اس نے خود ہی دوسری جاب کے امکان کو رد کیا۔
"ہمیں اس کمرے میں بچے کے لیے گنجائش بھی نکالنا ہوگی۔"
اس نے نظریں گھما کر بےبی کاٹ رکھنے کے لیے جگہ کا تعین کیا۔
"وہاں کھڑکی کے پاس۔"
"لیکن نہیں۔ ہوا کے زور سے کھڑکی کھلی تو بارش اندر آئے۔ مجھے ایک دو منٹیں منا
اس کے کھڑکھڑانے سے اس کی نیند خراب ہوگی۔" اس نے دوبارہ کمرے کا جائزہ لیا۔ وہ فار

ے بیڈ پر نیم دراز پلاننگ کر رہا تھا۔ یہ وہ پلاننگ تھی۔ جس میں کیتھی اس کا ساتھ نہ دیتی۔ بس
داری سے سنتی جاتی۔
دیوار کے ساتھ ٹی وی ہٹا کر۔ لیکن نہیں اس طرح تو وہ دور ہو جائے گا۔ افوہ یہاں بیڈ کے
لیکن کیتھی کی سائڈ پر نہیں' بلکہ میری سائڈ پر وہ رات کو اٹھ کر رویا تو کیتھی ڈسٹرب ہوگی۔"
یا۔
سگریٹ کا کش لیتے ہوئے دروازے کی سمت دیکھا۔
لی تھی۔ اس کا کسا ہوا جسم ڈھیلا ہو کر بے ڈول ہو گیا تھا۔ چہرے پر زردی کھنڈی رہتی۔ اس کی
ب ہی رہتی۔ تمام تر احتیاط کے باوجود وہ کبھی کبھی بے احتیاطی کر جاتی تھی۔
ک بے زار سی نگاہ اس پر ڈالی۔ پھر کپڑے تبدیل کیے بنا جوتوں سمیت بیڈ پر لیٹ گئی۔ شاہ میر نے
ذرا سا آگے ہو کر کمبل اس پر ڈال دیا۔ پھر آہستگی سے اس کے بال سہلانے لگا۔
ہو؟"
ں کا ہاتھ جھٹک دیا۔
نہیں لگا۔ وہ اس کے سارے ہی نخرے خوش دلی سے اٹھا رہا تھا۔
ک لگی ہوگی۔"
وٹ بدل لی۔
ینڈوچ بنائے ہیں۔ لاؤں۔"
ق تھی۔
پیار سے اس کا رخ اپنی طرف کیا اور اس پر جھک گیا۔ دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا۔
تم نے ڈرنک کی ہے؟"
ٹی سے اسے دیکھتی رہی۔
"۔ ڈاکٹر نے تمہیں سختی سے منع کیا ہے۔" شاہ میر کا لہجہ بے حد درشت تھا۔
اچھی طرح پتا ہے کہ یہ ہمارے بچے کے لیے اچھا نہیں ہے۔" کیتھی نے لب بھینچ لیے۔
ف اس کی پروا ہے۔"
ری بھی پروا ہے۔" وہ اس پر جھکا' کیتھی نے اسے دھکیل دیا اور خوامخواہ چلائی۔
"
میری بیوی ہو۔"
تمہیں صرف وہ چاہیے۔ اسی لیے تم میری اتنی فکر کرتے ہو۔ یہ کھاؤ' یہ نہ کھاؤ' یہ پیو۔ وہ پیو میں
آ گئی ہوں۔ تم نے مجھے گڑیا بنا رکھا ہے۔ جو ہر کام تمہاری مرضی سے کرے۔ تم کمینے اور خود
نے تم سے شادی کیوں کی۔ اور کرائسٹ مجھ پر رحم کرو۔ میں نے اس مرد کو خوامخواہ سر چڑھا
چلاتی رہی' بالآخر ہانپنے لگی۔
بے حد تحمل اور خاموشی سے اس کی ساری بکواس سنی۔ یہ تحمل اور خاموشی بھی تو اسی بچے کی وجہ
وہ اس سے دوبدو مقابلہ کیا کرتا تھا۔ کیتھی کو دوبارہ تاؤ آنے لگا۔
نے آہستگی سے اپنا ہاتھ اس کی ٹھنڈی پیشانی پر رکھا اور ہولے ہولے دبانے لگا۔ کیتھی نے کوئی تعرض
بھینچے' آنکھیں موندے پڑی رہی۔ یہاں تک کہ اس کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑنے لگے۔
ہاتھ کا نرم لمس سکون بخشنے لگا۔ بہت دیر تک لیٹے رہنے کے بعد اس نے آہستگی سے آنکھیں
شاہ میر کو دیکھا۔ اسے حیرت سی ہوئی۔ اب شاہ میر کو دیکھ کر یہ حیرت ہمیشہ کیتھی کی آنکھوں میں اتر تی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ بدلتا جا رہا تھا۔
وہ بدل گیا تھا۔
نہ آنکھوں میں وحشت، نہ چہرے پر خشونت، اس کی جگہ اک ٹھہراؤ اور طمانیت کا
چہرے کو جاذبیت بخشتا۔
"وہ خوب صورت ہے۔" کیتھی نے نجانے کتنے عرصے کے بعد اس کے لیے وہی کشش
شاہ میر کو دیکھ کر محسوس کی تھی۔ جب فریڈرک کے ساتھ ڈانس کرتے ہوئے اس نے شاہ
تھا۔

"He is a lady killes"

تو فریڈرک غصے میں ڈانس ادھورا چھوڑ گیا تھا۔
"تم مجھ سے لڑتے کیوں نہیں۔"
وہ صرف مسکرا دیا۔ اس کی مسکراہٹ آج بھی قاتل تھی۔۔۔ یا کیتھی کے احساسات بدل
"تم بھول رہے ہو۔ ہم وحشی کتوں کی طرح لڑا کرتے تھے۔" کیتھی نے اس کا ہاتھ تھامتے
"مجھے تم پر غصہ نہیں آتا۔"
"تم نے ابھی مجھ پر غصہ کیا تھا۔" کیتھی نے سنجیدگی سے یاد دہانی کرائی۔
"مجھے تم پر بالکل غصہ نہیں آتا۔۔۔" شاہ میر نے جتایا کہ اس کے غصہ کرنے کی ایک معقول
"اس بچے نے تمہیں بدل دیا ہے۔" کیتھی نے کہا۔ شاہ میر نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا
"اور تمہیں بھی۔۔۔"
"میں بہت بد صورت ہو گئی ہوں۔"
"تم بہت خوب صورت ہو گئی ہو۔۔۔ پُرکشش اور معصوم۔۔۔"
"ہاں۔۔۔ ہاں چالیس سال کی عمر میں جو عورت گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکی ہو۔ وہ معصوم نظر آئے
ہنستے ہو۔"
بات سچ تھی اور بے حد تلخ بھی۔ مگر وہ اس تلخی کو پی گیا۔
"ہاں خود کو میری نظر سے دیکھو۔"
"اچھا!" کیتھی نے شاہ میر کو غور سے دیکھا۔ "وہ جارج کہتا ہے کہ میں حاملہ بلی لگتی ہوں۔"
"اسے بکواس کرنے دو۔۔۔"
"وہ کچھ اور بھی کہتا ہے۔۔۔"
"کیا؟۔۔۔" شاہ میر نے بغیر چونکے پوچھا۔
"یہی کہ میں نے تم سے شادی کر کے غلطی کی۔ اگر میں اس سے شادی کر لیتی تو وہ مجھے
کہتا ہے اگر اب بھی میں۔۔۔"
"کیتھی۔۔۔!" شاہ میر نے اسے بے حد نرمی سے ٹوکا۔۔۔ "ہمارے ہاں عورتیں شادی کے
کے ساتھ وابستہ رہتی ہیں۔"
"خواہ شادی سے پہلے وہ۔۔۔" کیتھی نے اس سے آگے اک انتہائی واہیات بات کی۔ شا
مشکل ہو گیا۔ وہ اٹھ کر کھڑکی میں جا کھڑا ہوا۔ باہر اک روشن دن کا اختتام دھند کے بادلوں
رگ و پے میں اترتی سردی کو پوری طرح محسوس کیا۔
اسے کیتھی پر واقعی غصہ کم آنے لگا تھا۔ حالانکہ کیتھی کی پوری کوشش ہوتی کہ وہ اس
۔۔۔ وہ اسے جلانے تڑپانے کے لیے اس سے زیادہ واہیات، اشتعال انگیز باتیں کر جاتی
کوشش ہوتی کہ وہ اپنے جذبات کنٹرول میں رکھے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کیتھی اس وقت اگر

اس کے لیے سب کچھ ایک دم چھوڑ دینا ممکن نہ تھا۔ پھر بھی وہ کوشش کر رہی تھی۔ وہ باہر جیسے چاہتی
ملتی تھی۔ شاہ میر کون سا تمام دن اس کے ساتھ رہتا تھا۔ مگر وہ ضبط کر رہی تھی۔ بس اس کا غصہ شاہ میر

کھڑے شاہ میر کی پشت دیکھتی رہی۔ ان دونوں کے مابین ایستادہ خاموشی بے حد بوجھل تھی۔ اس
دور کرنے کے لیے یونہی بول اٹھی۔
لگی ہے۔"
کی طرف دیکھے مڑا اور کچن میں چلا گیا۔ کیتھی تکیے کے سہارے بیٹھ گئی۔ وہ آج بے حد تھکن محسوس
تھوڑی دیر کے بعد شاہ میر آیا تو اس کے ہاتھوں میں سینڈوچ کی پلیٹ اور کافی کا مگ تھا۔
دلی سے سینڈوچ کا کنارا کترنے لگی۔
دوبارہ سے کھڑکی میں جا کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد عقب میں ہلچل سی مچی۔ شاہ میر نے مڑ کر دیکھا تو وہ
طرف بھاگی تھی۔ شاہ میر اس کے پیچھے چلا آیا۔ وہ واش بیسن پر جھکی الٹیاں کر رہی تھی۔ اس نے
کہنا چاہا کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔ مگر شاہ میر سکون سے اس کی کنپٹیوں پر اپنے ہاتھوں کی انگلیاں
رہا۔ یہاں تک کہ اس نے نل کھول کر پورے چہرے پر پانی کے چھپاکے مارنے شروع کر دیے۔
سینڈوچ انتہائی برے تھے۔"
بعد کیتھی نے سنبھل کر کہا۔
نے تولیہ اس کی سمت بڑھایا۔
ڈاکٹر کے پاس جانا ہے۔"
۔۔۔" وہ تولیے سے چہرہ تھپتھپاتی اس کے بازو کے سہارے باہر آ گئی۔ شاہ میر نے اسے بیڈ پر بٹھا دیا اور
پوچھا۔
ہو؟"
۔۔۔" وہ آنکھیں موند کر خود کو ریلکس کرنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے کچھ یاد آیا۔
پاکستان سے تمہاری ڈاک آئی ہے۔"
کرنٹ کھا کر مڑنا چاہا۔ مگر اپنی جگہ پر منجمد سا ہو گیا۔

* * *

پھر۔"
سمیٹتے شاہ میر نے گردن گھما کر دیکھا۔ پھر احمد عالی کو دیکھ کر مسکرا دیا۔ شفقت ختم ہو چکی تھی۔ سب
کے مین گیٹ کی طرف بڑھ رہے تھے۔
۔۔۔ فاطمہ نے بے حد اصرار کیا تھا بچے بھی پوچھ رہے تھے انکل چاکلیٹ کیوں نہیں آئے۔"
بے حد سفید دانت لشکارے مار رہے تھے۔ شاہ میر جو انکار کرنے کو تھا۔ بچوں کا سن کر خاموش ہو گیا۔
اس نے احمد کے گھر جانا چھوڑ رکھا تھا۔ اگرچہ احمد اکثر ہی اصرار کرتا۔ خاص کر اس دن، جس دن
میں کوئی ایشیائی یا پاکستانی ڈش شامل ہوتی۔ مگر شاہ میر دل چاہنے کے باوجود انکار کر دیتا۔ اسے گھر
جلدی ہوتی تھی۔ حالانکہ وہاں کیتھی کبھی بھی اس کی منتظر نہ ہوتی۔ بلکہ اسے لنچ بھی خود ہی بنانا پڑتا۔ اپنا
کیتھی کا بھی۔
کبھی دکھ نہ ہوا بلکہ خوشی ہی ہوتی تھی۔۔۔ بھٹکی روح کو ٹھکانہ مل گیا تھا۔ بہرحال اس میں شاہ میر کی قسمت
ساتھ احمد کی کوششیں بھی شامل تھیں جس نے شاہ میر کو گھر بنانے کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"فاطمہ کی اک دوست آرہی ہے۔۔۔۔ وہ ہمیں ساگ بنا کر کھلائے گی۔۔۔ تم نے کبھی کھایا ہے۔"
"بہت۔۔۔۔" شاہ میر کے لبوں پر گرما گرم ساگ پر پگھلتے مکھن کا ذائقہ جاگا۔ بہت بھولا بسرا ذا[ئقہ] بھوک جگا گیا۔
"میں نے کبھی نہیں کھایا۔"
دونوں ہاتھوں میں ہاتھ دیے باہر آگئے۔ نوٹنگھم کی رات۔۔۔ بے تحاشا روشنیوں میں جگمگا رہ[ی تھی]
"انڈین۔۔۔" شاہ میر نے یقیناً "فاطمہ کی دوست کے بارے میں پوچھا تھا۔
"نو۔۔۔ پاکستانی۔۔۔" احمد عالی نے بے حد خوشی سے بتایا۔
شاہ میر کے چہرے کے تاثرات بدل سے گئے۔ راستے میں اک اسٹور سے اس نے بچوں کی پ[سند کی چاکلیٹ] خریدے۔
"احمد۔۔۔" اس نے دونوں ڈبے احمد عالی کے ہاتھوں میں تھمائے۔
"میری طرف سے بچوں کو دے دینا۔۔۔ بہت سے پیار کے ساتھ۔"
"تم۔۔۔" احمد عالی نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔
"مجھے لیبار ٹمنٹ پہنچنا ہے۔ کیتھی کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں رہتی۔۔۔ وہ۔" احمد نے بے حد نارا[ضگی سے] ڈبے اسے پکڑائے۔
"میں خود بھی خرید سکتا ہوں۔"
"احمد پلیز۔۔۔" شاہ میر نے اسے کندھے سے پکڑ کر رکھا۔۔۔ احمد عالی نے جھٹکے سے اپنا کندھا چھ[ڑایا]
"میرے بچوں کو صرف تمہارے چاکلیٹ کی ضرورت نہیں۔ وہ تمہیں اپنا انکل سمجھتے ہیں۔"
"احمد عالی! میں آؤں گا۔"
"جب وہ وہاں نہیں ہوگی۔۔۔" احمد عالی نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔
"کون۔۔۔؟"
"فاطمہ کی پاکستانی دوست۔۔۔" اس نے چبا چبا کر کہا۔
شاہ میر نے لب بھینچ کر سر جھکا لیا۔
"اس طرح بھاگنے سے کیا ہوگا۔۔۔ اپنے اصل سے جان چھڑالو گے۔"
نجانے کیوں وہ بجھی راکھ میں چنگاریاں ڈھونڈتا تھا۔ کریدنے کا یہ عمل شاہ میر کے لیے کس قدر [تکلیف دہ تھا]
۔۔۔ یہ جاننے کے باوجود شاہ میر کی دھیان میں کھٹ سے وہ لفافہ آگرا۔ جسے اس نے پڑھنے کے بعد [پرزے پرزے] کرکے کھڑکی سے باہر پھینکنے کے بجائے بظاہر لاپروائی سے مگر لاشعوری طور پر بے حد دھیان سے الما[ری] میں ڈال دیا تھا اور ایسا پہلی بار ہوا تھا۔
کیا تھا اس لفافے میں؟
محض چند جملے۔
"مبارک ہو۔۔۔ زندگی کا نیا سفر بہت بہت مبارک ہو۔ مگر نئی منزلوں کو کھوجنے سے پہلے یہ مت بھ[ولنا کہ کوئی] اپنی پلکوں پر اشکوں کے چراغ جلائے محوِ انتظار ہے۔"

اس نے سلگتی نگاہوں سے احمد عالی کو دیکھا۔
"تم اب بھی ان کے ساتھ رابطے میں ہو۔۔۔"
اب کے احمد نے مجرمانہ سی خاموشی اختیار کرلی۔

[...]م میرا بھی دے دینا۔۔۔۔"
[...] سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔
[...]کہنا مجھے بھول جائیں۔"
[...]گئے ہو؟" احمد عالی ترنت پوچھا۔
[...]" شاہ میر نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ مگر وہ یہ زیادہ دیر تک نہ کرسکا۔ اس نے ساری [...]جھوٹ بولے تھے۔۔۔ مگر کبھی کبھی جھوٹ بولنا مشکل ہوجاتا ہے۔ وہ ایسی ہی مشکل میں گرفتار ہوکر
[...]اکلیٹ کے ڈبے احمد عالی کے ہاتھ میں تھمائے اور مڑا۔
[...]یتھی کو لے کر ہمارے گھر آنا۔۔۔ فاطمہ بھی۔۔۔" پیچھے سے احمد نے پکار کر کہا۔
[...]گوں سے ملنا نہیں چاہتی۔۔۔" شاہ میر کے قدم نہیں رکے۔
[...]ان دنوں کسی عورت کی ضرورت ہے۔" احمد نے چلا کر کہا۔
[...]لیئر کرسکتی ہے۔۔۔" شاہ میر کی رفتار تیز ہوگئی۔
[...]اس پر مہربان ہو۔۔۔ اک ننھے خوب صورت اور صحت مند بچے کے ساتھ۔"
[...]ے یہ دعا لبوں ہی لبوں میں دہرائی۔ شاہ میر بہت سے لوگوں میں گم ہوگیا۔ احمد نے چاکلیٹ سنبھالے اور [...]ا جہاں سے اسے ٹرام پر بیٹھنا تھا۔

☼ ☼ ☼

[...]ے دن سکون اور خاموشی سے گزر گئے۔ کیتھی کا رویہ اس کے ساتھ خاصا کو آپریٹو رہا۔۔۔ وہ بے حد [...]ر بے حد اشتیاق سے شاہ میر کی سرگرمیاں دیکھا کرتی۔ وہ کتنے شوق اور جوش سے اپنے بچے کے لیے [...]ا رہا تھا۔ الماری تھی کہ بھرتی جاتی۔ مگر شاہ میر کا دل نہ بھرتا۔
[...] کو اس کے سنہری بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے صرف اپنے بچے کی باتیں کرتا۔ کبھی کبھی وہ شوق سے [...] بے زار سی ہوکر اس کا ہاتھ جھٹک کر کروٹ بدل لیتی۔
[...]ارے پاس صرف یہی موضوع ہے۔"
[...]ری ڈارلنگ! میں پچھ۔۔۔" وہ اسے منانے کے جتن کرنے لگتا مگر کیتھی کو منانا اتنا آسان کہاں تھا۔
[...]وہ اس کے لیے بہت کچھ کرنا چاہتا تھا۔ اگرچہ وہ سمجھتی تھی کہ وہ صرف بچے کی وجہ سے اس کی پروا کررہا ہے [...] تک یہ بات ٹھیک بھی تھی۔ مگر وہ یہ کیتھی کو نہیں سمجھا سکتا تھا کہ اپنے بچے کی ماں کی حیثیت سے وہ اس [...]قدر قریب آگئی تھی۔
[...]یتھی کی سالگرہ تھی۔
[...]ج شاہ میر نے پہلی بار اپنے بچے کے لیے کچھ خریدنے کے بجائے کیتھی کے لیے شاپنگ کی تھی۔ کافی کا [...]مچھلی کے بنے کولڈ سینڈوچ "برگو کز اور اس کے سب سے پسندیدہ Jaffa cakc خریدنے کے بعد وہ [...]لیڈیز گارمنٹس کی دکان کی طرف بڑھ گیا۔ چینی خدوخال والی سیلز گرل جس نے سرخ بلاؤز پہن رکھا تھا [...] کے لیے آگے بڑھی۔
[...] اپنی بیوی کے لیے کچھ خریدنا ہے۔۔۔ آج اس کی سالگرہ ہے۔"
[...]رل نے اسے اک شائستہ مسکراہٹ سے نوازا۔
[...] اپنی بیوی کے لیے کیسا لباس پسند کریں گے؟"
[...]ل ایسا۔۔۔" شاہ میر نے اس کی سفید لانگ اسکرٹ کی طرف اشارہ کیا تو وہ بے اختیار ہنس دی۔ اسی کی مدد [...]میر نے اک نیوی بلیو لانگ اسکرٹ جس کے ساتھ سفید سلیولیس بلاؤز تھا خرید لیا۔ اگرچہ وہ کچھ مہنگا تھا۔ [...]نے سوچا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیتھی کو یہ پسند آیا تو وہ خوش ہوگی۔"
آج کل اس کی ساری سوچیں اسی کے گرد گھومتی تھیں کہ وہ کیتھی کو کیسے خوش کرے۔
"کیا آپ اس کے ساتھ یہ ہیٹ خریدنا پسند کریں گے۔"
سیلز گرل نے اک خوش نما ہیٹ اس کی طرف بڑھایا۔ جس میں سفید اور نیلی دھاریاں تھیں۔ ... صورت پھول ٹنگا تھا۔
"قیمت صرف۔۔۔"
"میرا خیال ہے۔" شاہ میر ہیٹ کی قیمت سن کر مسکرایا۔ "آپ کی طرح میری بیوی بھی بغیر ... خوب صورت لگتی ہے۔"
چینی لڑکی ذرا سا شرما گئی۔ شرمانے کی یہ ادا اس نے کبھی کسی انگریز عورت میں نہ دیکھی تھی۔ کاؤنٹر ... کے وہ باہر نکل آیا۔
کیتھی کے آنے میں ابھی کچھ دیر تھی۔
شاہ میر نے تیاریاں شروع کردیں۔ اس نے اپنے تئیں اپارٹمنٹ کو بہت اچھی طرح صاف کیا۔ ... ہوئی چادر بچھائی۔ کھڑکی کے پاس میز پر نازک سا کینڈل اسٹینڈ رکھا۔ اس کے عین وسط میں گلدان ... رکھے۔ اسٹیریو پر ہلکی آواز میں OH my love کا میوزک لگا دیا جب کیتھی کے آنے کا وقت ... جگہ جگہ موم بتیاں رکھنی شروع کردیں۔ وہ بالکل بھی رومینٹک مزاج نہ تھا۔ مگر آج وہ کیتھی کے ... کرنا چاہتا تھا۔ جو اس نے کچھ دن قبل اک مووی میں دیکھا تھا۔ اگرچہ اس مووی میں شوہر یہ سارا ... کو زہر سے بھرا جام پلانے کے لیے کرتا تھا۔
کیتھی کے آنے کا وقت ہوا تو اس نے کینڈل اسٹینڈ میں رکھی تینوں موم بتیاں روشن کیں اور ... نظریں جما دیں۔ باقی اپارٹمنٹ تاریکی میں ڈوبا تھا۔ اسے یقین تھا کہ کیتھی اس بلڈنگ کی سیڑھیاں چڑھ ... وقت اک۔۔۔ اک سیکنڈ کرکے رینگنے لگا۔
"آج وہ کچھ لیٹ ہوگئی ہے۔"
پانچ منٹ گزر جانے کے بعد اس نے سوچا۔
پانچ سے دس۔۔۔ دس سے پندرہ۔
اس نے یونہی اٹھ کر دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ راہداری دور تک سنسان تھی' وہ پھر سے اندر آ ... آدھے گھنٹے بعد اس نے سوچا اسے کیتھی سے رابطہ کرنا چاہیے۔۔۔ اپنے موبائل پر اس کا نمبر ملاتے ہو ... سوچ رہا تھا۔
"وہ کہاں ہوگی؟"
بیل جاتی رہی۔ مگر اس نے فون ریسیو نہ کیا۔
اس نے جھنجلا کر موبائل بیڈ پر پھینک دیا۔
"الو کی کہیں بیٹھ کر پی رہی ہوگی۔"
وہ اضطراری انداز میں کمرے میں چکرانے لگا۔
وہ آدھ گھنٹہ۔۔۔ ایک' پھر دو گھنٹوں پر محیط ہوگیا۔
شاہ میر کی بے چینی حد سے سوا ہوگئی۔
"کہاں پتا کروں۔۔۔"
اس کے پاس تو جارج کے اسٹور کا نمبر بھی نہ تھا۔ جہاں کیتھی کام کرتی تھی۔ "نمبر تو انکوائری سے بھی ... ہے۔"
اس نے موبائل اٹھایا۔ اس سے قبل وہ نمبر ملاتا۔ موبائل گنگنا اٹھا۔ نمبر نا معلوم تھا۔

... رہا ہوں۔۔۔ شاہ میر؟" اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔
... ی انہونی کے احساس سے شاہ میر کا دل دھک دھک کرنے لگا۔
... تمہاری بیوی میرے اپارٹمنٹ میں ہے اور یہاں سے ملنے کو تیار نہیں۔ کیا تم اسے یہاں سے ... لے۔۔۔"
... یہ میں پوچھ رہا تھا۔
... ملک سے اڑ گیا۔

☼ ☼ ☼

... "وہ آفس جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ جب ایمن چلی آئی۔
... زدینا۔۔۔"
... جاؤ جلدی کیا ہے؟"
... چلوں گی۔"
... ہو۔" اس نے اپنا والٹ اٹھایا۔
... وں گی۔"
... بغور دیکھا۔ گھر جانے کی یہ بے تابی پہلے کبھی نظر نہ آئی تھی۔
اس نے گاڑی کی چابی اٹھائی "سب سے مل لو تو۔
... لوں۔۔۔" وہ الٹا اسی سے پوچھنے لگی۔ وہ لاجواب ہوا تو سر جھٹک کر بولی۔
... چلی ہے۔"
... وہ بابر اسے گھر چھوڑ گیا۔ پورچ میں کھڑی گاڑی بتاتی تھی کہ وہ گھر میں موجود ہے۔ پھر بھی اندر ... کرتی صغریٰ سے اس نے پوچھا۔
... لوٹ آئے تھے۔۔۔ تم پتراٹ میکے رک گئی تھیں۔ سب ٹھیک تو ہے؟" اس نے ساتھ ہی مزید

... اب سیدھے ناشتے کی میز پر آ بیٹھی۔ صغریٰ ادھر سے ادھر پھرتی اسے دزیدہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔
... میز کی شفاف سطح کو ناخن سے کھرچتی رہی۔ تب ہی وہ نہا کر تیار شیار' خوشبو میں بسا چلا آیا۔ اس ... اور بے حد لائٹ گرین' شرٹ پہن رکھی تھی۔ وہ جیسے جیسے غور کرتی رہی اس کی شخصیت کی مزید ... ہونے لگی۔ اس نے اپنا ہیر اسٹائل چینج کرلیا تھا۔ مسحور کن خوشبو' ہیر اسٹائل۔۔۔ پہناوا۔
... اختیار اس پر رشک آیا جوان تبدیلیوں کی وجہ تھی۔
... جو دوسروں کی شخصیت سراپا بدل دیں۔ ہم تو نہ خود کو بدل سکے نہ دوسروں کو۔"
... ۔۔۔" وہ اسے بالکل توجہ نہیں دینا چاہتا تھا مگر نہ کرسکا۔

... کانا شروع کردیا۔
... لیے ناشتہ۔۔۔"
... اس نے یونہی اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر جگ اٹھا کر گلاس میں جوس نکالا۔
... اپنا ناشتہ کرنے لگا۔
... چاہا وہ پوچھے۔۔۔ اس عورت کے بارے میں۔۔۔ جو کار میں اس کے ساتھ موجود تھی۔ لیکن نہ پوچھ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

دونوں دریا کے دو کناروں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ مگر الگ الگ بے حد خاموشی
دھارے پر بہہ رہے تھے۔۔۔ نجانے انہیں کبھی ملنا بھی تھا یا نہیں۔ ہونٹوں پر منجمد چپ لیے
اٹھ کر دوبارہ اندر چلا گیا۔ ایمن نے بس جو بس ہی لیا تھا۔ کچھ لمحے وہیں بیٹھ کر انتظار کرنے
پیچھے چلی آئی۔

یہ اس کا بیڈ روم تھا۔۔۔ اس میں اس کے جہیز کا سامان رکھا گیا تھا۔ مگر وہ اس کمرے میں ا
گویا کسی اجنبی کی خواب گاہ میں قدم رکھ دیا ہو۔

کمرے میں اٹیچی کیس کھلے پڑے تھے اور وہ اطمینان سے اپنی پیکنگ کر رہا تھا۔ اسے معلو
میں آئی ہے۔ مگر بغیر اس کی طرف متوجہ ہوئے اپنے کام میں مصروف رہا۔

ایمن متذبذب سی دیکھتی رہی۔ پھر بے اختیار پوچھ بیٹھی۔

"کہیں جا رہے ہیں؟"

"ہاں۔۔۔" اس نے بغیر سر اٹھائے جواب دیا۔

"واپس نہیں جانا۔۔۔"

"لیکن۔۔۔ آپ تو اپنا بزنس وائنڈ اپ کر رہے تھے۔"

اس نے بس ایک نظر ایمن کے بدلے ہوئے انداز کو دیکھا۔ پھر یوں سر جھٹکا گویا کہہ رہا ہو۔

"بہت دیر ہو گئی بی بی۔۔۔"

"اب نہیں کر رہا۔۔۔"

"واپس۔۔۔ واپس کب آئیں گے۔۔۔"

چار سالوں میں پہلی بار ایمن نے اس سے واپسی کے بارے میں سوال کیا تھا، ورنہ وہ ہمیشہ
بابت ہی دریافت کرتی تھی۔

"آہ۔۔۔ ایمن بی بی! تم نے اپنے ہاتھوں سے کیا کچھ کھویا ہے۔"

"پتا نہیں۔۔۔ شاید شاید نہ آؤں۔"

ایمن کا دل پھیل کر سکڑا۔

"اسے وہیں بلا لو گے؟"

"کسے؟" اس نے سوالیہ نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھا۔ جو اس سے صدیوں کے فاصلے پر کھڑ
برھاؤں کی کیفیت میں کھڑی تھی۔۔۔ صدیوں کے فاصلے ایک ہی جست میں پار ہوتے ہیں۔ تم
گرد اڑا دیتا ہے۔۔۔ یہ بات ایمن کو کون سمجھاتا۔

وہ متذبذب تھی۔

ایک ہی جست میں سارے فاصلے کیسے طے ہوں جب انا رستہ روکے کھڑی ہو۔

ایمن نے اس کے سوال کا جواب نہ دیا۔ تب ہی وہ سر جھٹک کر دوبارہ سے کام میں مصروف
ہمکتا تھا کہ اسے روک لے۔۔۔ ایک بار قدموں میں بیٹھ کر بنتی کرے۔ مگر وہ کچھ بھی نہ کر سکی۔
نے جھنجلا کر سر اٹھایا۔

"اب یہاں کیوں کھڑی ہو۔ جاؤ اپنا کام کرو۔"

اور ایمن وہاں سے آ گئی۔۔۔ دوسرے کمرے میں بیٹھ کر سود و زیاں کا حساب کرنے کی بجائے
پانی سے نکلیں اور سو گئی۔۔۔ لیکن نیند نہیں تھی، صرف پریشان خیالی تھی۔ جو خوابوں کے
سونے بھی نہ دیتی۔۔۔ ایسا سلسلۂ خواب جن میں کوئی ربط نہ تھا۔
وہ خود کو بھاگتے ہوئے پاتی

...ل نہیں کر جاتی
...ل رستہ گھیر لیتا
...ہا ز بادل ایسے بادل جو برستے نہ تھے ایک ایک بوند کو ترساتے تھے۔
...رم سکون بخش لمس۔
...ہاتھ۔۔۔ جو پورے وجود بھڑکتی آگ کو ٹھنڈا کرتے ہوئے گلے تک پہنچتے تو حلق میں انگوٹھا گھونپ

...ئیں اور تنہا در و دیوار وہ در و دیوار جو ان چیخوں کے عادی ہو گئے تھے۔
...وں نے ان چیخوں کو سنا اور سر جھٹک کر ایک دوسرے سے نظریں چرائے اپنے اپنے کاموں میں

...ہ احتساب کرتا۔
...والا سرزنش کرنے والا انہیں دو دو ماہ کی تنخواہ دے کر چلا گیا تھا۔
...میں منہ دیے ہانپتی رہی کانپتی رہی۔
...انتظار تھا۔ وہ آئے گا۔
...ل ضرور آئے گا۔
...ن ہار کر اسے گلے سے لگانے ضرور آئے گا۔ مگر نہیں۔۔۔ وہ نہیں آیا۔
...ان کا مقدر تھی۔

...ملکے بھیگے کپڑوں سے ڈاکٹر شہروز رضا کو اندازہ ہو رہا تھا کہ باہر بارش ہو رہی ہے۔۔۔ وہ سامنے بیٹھی
...پانی کے قطرے جھٹکتی رہی۔۔۔ پھر غالباً بارش تیز ہو گئی۔ ڈاکٹر شہروز بارش کی آواز سن سکتے تھے۔
...لاں میں سے نم مٹی کی خوشبو ایئر فریشنر کی خوشبو پر حاوی ہونے لگی۔
...ہو رہی ہے۔" ڈاکٹر شہروز نے ڈائری کھولتے ہوئے کہا۔
..."وہ اب بھی بے توجہی سے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی۔
...ہو گئی ہے۔"
...نے چونک کر ڈاکٹر کو دیکھا۔ وہ ڈائری پر کچھ لکھ رہے تھے۔ اسے کمرے میں گھٹن کا احساس ہونے لگا۔
...ہے۔"
...ں کھول دو نا۔۔۔ تازہ ہوا کو اندر آنے دو۔۔۔" ڈاکٹر نے بے حد سادگی سے کہا۔۔۔ ایمن اسے دیکھتی رہی
...ہٹا دیں۔ سرمئی بادل چھاجوں چھاج برس رہے۔
...ے کاسنی پھولوں کی بیل جھکی جا رہی تھی۔ اور نیچے کاسنی پھولوں کا فرش سا بچھ گیا تھا۔ اس نے
...سرسبز و شاداب پودوں کو بغور دیکھا اور ڈاکٹر شہروز رضا نے اسے۔
...ایمن کچھ بولے۔ مگر وہ گم صم سی ہوا کی تال پر بارش کا رقص دیکھ رہی تھی۔
...بارش اچھی لگتی ہے۔" "نہیں کچھ تو کہنا ہی تھا۔
...مجھے بارش کے ساتھ کوئی رشتہ محسوس نہیں ہوتا۔"
...بھی بارش۔۔۔"
...بارش مجھے ڈراتی تھی۔۔۔ اب کچھ بھی نہیں کہتی۔"
...ہ گئی ہے؟"
...ل میری سہیلی کبھی بھی نہیں رہی۔"
...نے زندگی میں کبھی کسی کو دوست بنایا ہی نہیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"جسے دوست سمجھا وہی دھوکا دے گیا۔" ایمن نے آہستگی سے کھڑکی بند اور ان کے
دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے اس ڈاکٹر سے بہتر کوئی نہ لگتا تھا۔

□ □ □

کھڑکی بند ہو گئی۔
وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔ مگر ایمن کو اعتبار نہ آتا۔ وہ بے اختیار اس کے بازو سے آ لگی
اسے خود سے الگ کیا۔ پھر آگے بڑھ کر احتیاط سے دروازہ چیک کیا۔۔۔ ڈھولک کی تھاپ
سرگوشیوں کی صورت کمرے میں در آئی۔
طاہر محمود نے بغور سنا پھر مڑ کر ایمن کو دیکھا۔
کیا تھا اس کی آنکھوں میں؟
دکھ اور بے بسی کا ملا جلا احساس جس نے ایمن کو تڑپا دیا۔
وہ آگے بڑھی۔ طاہر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مزید پیش قدمی سے روک دیا۔
"کیا فائدہ ایمی؟" اس کی آنکھیں کہہ رہی تھیں۔ خاموشی دونوں کے مابین لہروں کی صور
خاموشی جس میں لفظوں کا قحط پڑ جاتا ہے۔ وہ دونوں نہیں جانتے تھے۔ انہیں ایک دوسرے
عجب عالم بے بسی تھا۔
وہ مڑ کر بیڈ کے کنارے ٹک گیا۔
ایمن کچھ لمحے انگلیاں چٹخاتی رہی۔ پھر اسے احساس ہوا۔ یہ لمحے کس قدر قیمتی ہیں۔ کس
سکتا تھا۔
وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ طاہر کے گھٹنوں پر رکھ لیے
پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔
طاہر بے بسی سے اس کے سیاہ بالوں کو دیکھتا رہا۔
اس نے اس لڑکی کو واقعی چاہا۔۔۔ زندگی میں جتنے بھی فلرٹ کیے ہوں۔ جتنی بھی لڑکیوں کا
۔۔۔ ایمن کی طرف بڑھنے کی وجہ اس کا نوخیز سراپا اور نسوانی کشش سے بھرپور وجود ہی ہو۔ مگر دل
سے دستبردار ہونا آسان نہیں۔
وہ واقعی ایمن سے محبت کرنے لگا تھا۔
"مگر۔۔۔" اس مگر سے آگے جو سوالیہ نشان تھے۔۔۔ وہ اس سے دستبرداری پر مجبور کر رہے تھے
طاہر کا ہاتھ اس کے سر پر رک گیا۔
"بس کرو ایمی۔۔۔"
"بس کرو ایمی۔۔۔"
"میں کیا کروں۔۔۔؟"
"میں کیا کروں؟" ایک ہی سوال ایک سی بے بسی مگر جواب ندارد۔
"آپ کہاں چلے گئے تھے؟"
"مجھے کہاں جانا تھا۔ راستے کا پتھر ہوں۔۔۔ کوئی ٹھوکر مارے۔۔۔ تب بھی واپس ٹھوکروں میں ہی آ
"میں تو مر ہی گئی تھی۔"
"کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہو کوئی آ جائے گا۔" طاہر نے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔
"آپ مجھے چھوڑ کر مت جائیں۔"
"لوٹ تو آیا ہوں۔ جس دن لوٹا تھا۔ سیدھا تمہاری طرف ہی آیا تھا۔"

...ن مجھ سے ملے تو نہیں۔ صرف وہ نظم چھوڑ گئے۔" ایمن نے شکوہ کیا۔
...پس پتا چل گیا تھا۔" طاہر نے نرمی سے اس کے آنسو صاف کیے۔
...آپ کی رائٹنگ لاکھوں میں پہچانتی ہوں۔"
...کچھ دن پہلے کی بات تھی۔ اس دن ایمن کی مہر النساء سے کسی بات پر جھڑپ ہوئی۔ وہ ڈسٹرب سی اپنے
...میں آئی تھی۔ یہیں اسی جگہ جہاں طاہر بیٹھا تھا' بیٹھی ہوئی مہر النساء کو گالیاں دے رہی تھی۔ جب ہوا
...کے فرش پر گرا کاغذ اڑانے لگی۔ اس نے بے حد' بے توجہی سے وہ تہہ کیا کاغذ پکڑ کر کھولا۔ جس پر نیلی
...سے خوب صورت لکھائی میں اک نظم لکھی تھی۔ ایمن کی نظریں نظم کی سطروں پر پھسلنے لگیں۔
...تنہائی
...بے سکھ میں ہے
...سے کہنا
...کا پچھلا پہر ہے
...جاگتے ہیں
...آنکھوں سے نیند کوسوں دور ہے
...لب ابھی تک اس کے نغمے گنگناتے ہیں
...ان اب بھی اس کی باتیں سوچتا ہے تو
...ہنس دیتے ہیں
...بھر کے روتے ہیں
...تنہائی کی خجستہ ہواؤ!
...سے کہنا
...بھی باوضو ہو کر تمہارا نام لیتے ہیں
...سے کہنا یا اپنا نقش دھو جائے
...اپنا ہو جائے
...سمجھی کہ مومل نے کسی ڈائجسٹ سے کوئی نظم اتاری ہے۔ نظم کا اک اک حرف ایمن کے دل
...اس نے وہ کاغذ سنبھال کر نظم ڈائری میں اتارنے کی نیت سے میز پر رکھا۔ مگر دوسرے لمحے
...لمحے اسے اک عجیب سا احساس ہوا۔
...جھپٹ کر کاغذ دوبارہ اٹھایا۔ بے تابی سے کھولتے ہوئے اس کا دل سینے میں دھڑ دھڑ کرنے لگا۔
...ال۔۔۔ یہ لکھائی۔
...میں نہیں لاکھوں میں پہچان سکتی تھی۔
...یا تھا گویا بالکل ابھی لکھا گیا ہو۔
...ہے۔
...لوٹ آیا ہے۔
...کھلی کھڑکی کی طرف بھاگی۔۔۔ مگر وہاں کوئی نہ تھا۔ آنے والا اپنے آنے کا نشان دے کر چلا گیا تھا
...اس نے کتنے جتن کیے کہ وہ طاہر سے مل سکے۔۔۔ مگر نصیب میں یہاں اس کے کمرے میں ملنا لکھا
...سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔ دونوں ہاتھ اس کے گھٹنوں پر رکھ لیے۔
...؟"
...جواب دینے کے بجائے اسے غور سے دیکھا۔ وہ پہلے سے کمزور ہو گیا تھا' پھر اس کی نگاہ طاہر کے ماتھے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

پر زخم کے نشان پر رک گئی۔ اس نے آہستگی سے اس نشان کو چھوا۔
"تمہاری محبت میں پہلا پتھر کھایا ہے۔" وہ ایک سرد سی آہ بھر کر رہ گئی۔
"نانا کیسے ہیں؟"
"بیمار ہیں۔۔۔ اسی لیے تو ہیں نکا ہوں۔"
ایمن نے اسے عقیدت سے دیکھا اور سوچا۔
نانا کہتے ہیں۔ یہ شخص خود غرض ہے۔
باہر اچانک ڈھولک کی تھاپ تیز ہوئی۔ وہ کچھ ہڑبڑا کر کھڑا ہوا۔
"چلتا ہوں ایمی! کوئی آ گیا تو تمہیں مشکل ہو گی۔"
"بس کچھ دیر اور۔۔۔" ایمن نے اس کا ہاتھ تھام کر ملتجی انداز میں کہا۔
"تمہیں دیکھنا تھا۔ دیکھ لیا دل کی حسرت پوری ہو گئی۔ خوامخواہ اپنے لیے مشکلیں کھڑی مت کرو۔" اس نے دھیرے سے سمجھایا۔
اس نے بمشکل اثبات میں سر ہلایا۔
دل تو کہتا تھا۔۔۔ جس طرح بھی بن پڑے۔ اس کے قدموں کو زنجیر کر لے۔۔۔ مگر یہ ظالم سماج تھا۔ ابھی ڈھولک بجاتے ہاتھوں میں پتھر آ جائیں گے۔
"آپ اب کہاں جائیں گے؟" ان لمحوں کو طول دینے کی چھوٹی سی کوشش' اک سعی لاحاصل ہی۔
"معلوم نہیں۔"
"آپ کے ویزے کا کیا بنا؟"
"سیاہ بختوں کے مقدر میں روشنیاں نہیں ہوتیں ڈیئر۔" اس کا لہجہ شکست خوردہ سا تھا۔
"ایسے کیوں کہہ رہے ہیں۔"
"ویزا آ چکا ہے لیکن میرے پاس پیسے نہیں ہیں اگر کچھ تھا تو وہ بھی دادا کی بیماری پر لگ گیا۔" اس نے محض ایمن کے لیے بولا تھا۔ ورنہ دادا کے مرنے کی کتنی دعائیں کی تھیں۔ مکان ہاتھ آ جاتا تو بیچ کر آتی' جو دادا کی زندگی میں ممکن ہی نہ تھا۔
"ایمی۔۔۔!" دروازہ زور سے بجا۔۔۔ دونوں ہی بری طرح بوکھلا گئے۔
اس نے طاہر کو دیکھا پھر غصے سے پوچھا۔
"کیا ہے؟"
"ڈیڈی کا فون ہے۔"
"میں۔۔۔" وہ بہانہ کرنا چاہتی تھی۔ مگر طاہر نے اشارے سے منع کر دیا۔
وہ تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھا۔ پھر رک کر ایمن کو اشارہ کیا۔ ایمن نے آگے بڑھ کر کھڑکی کھولی۔ اس نے سر نکال کر ادھر ادھر دیکھا پھر راستہ صاف پا کر ایک طرف ہو گئی۔ طاہر کھڑکی میں آیا۔ پھر گردن گھما کر حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔
طاہر نے اس کی آنکھ کا آنسو' نگاہوں کی حسرت' لبوں کی لرزش' دل کا بوجھل پن بہت سنبھال کر رکھا۔ ہاتھ بڑھا کر اسے خود سے قریب کیا اور کھڑکی پھلانگ گیا۔
ایمن نے بے اختیار لبوں پر ہاتھ رکھ لیے۔
"کیا یہ وقت رخصت ہے۔"
وہ اس کی زندگی سے ہمیشہ کے لیے چلا گیا ہے۔

۔بھی نہ دیکھ سکے گی؟
۔لیے رہے گی؟
۔۔۔اے کاش۔
۔ی چوکھٹ پر ہاتھ رکھے بلک رہی تھی۔۔۔ اس کے عقب میں دروازہ پھر سے کھٹکھٹایا جا رہا تھا۔۔۔ اور ۔یں طرف اپنے کمرے کے واش روم سے باہر آتے بابر کی نگاہ نے کھڑکی سے باہر وہاں تک پرواز کی۔
۔رے کی چھت اس پر آ گری ہے۔
۔ہاتھ میں جو کچھ بھی تھا نیچے آ رہا اور وہ خود۔۔۔ اسے یقین نہ تھا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہے۔
۔وہ اور ایمن۔
۔ر طاہر محمود۔
۔د تک۔
۔ی تیز لہر نے اسے سر تاپا جھلسا دیا۔
۔آج اس کے ہاتھوں نہ طاہر محمود بچے گا نہ ایمن۔۔۔ وہ گولی کی طرح کمرے سے نکلا۔۔۔ بھاگتے ہوئے ۔ملہ عبور کیا۔ ایک ہی چھلانگ میں برآمدے۔۔۔ سامنے ایمن کے کمرے کا دروازہ تھا۔
۔ بھلے سے دروازہ کھولنا چاہتا تھا۔ مگر دوسرے دروازے سے کھلکھلاتی لڑکیوں کا گروپ نکلا۔۔۔ وہ اپنی
۔آیا۔
۔سے دیکھ کر ٹھٹکیں۔
۔سرگوشیاں کیں کچھ نے ایک دوسروں کو کہنیاں ماریں اور کچھ بے نیازی سے گزر گئیں۔
۔قدم جہاں تھے وہیں جمے رہے۔ اس کا ہاتھ دروازے کے لاک پر ساکت ہو گیا' پچھلے کمرے سے ۔تھاپ۔۔۔ تیز بہت تیز ہو گئی۔
۔کو لگا اس کے ہاتھوں اور پیروں میں ان دیکھی زنجیریں آ پڑی ہیں۔ اسے یاد آیا۔ چند دن بعد ایمن کی ۔ے اور گھر میں مہمان لڑکیاں موجود ہیں۔ جو اس کے جہیز کے جوڑے ٹانکنے آئی ہیں۔
۔یوں کھڑے ہو؟" مہر النساء کی آواز پر چونکا۔
۔طبیعت تو ٹھیک ہے؟"
۔حد درجہ سرخ چہرہ دیکھ کر وہ پریشان ہو گئیں۔
۔وقت نفی میں سر ہلایا۔ گردن پر منوں بوجھ آ گرا تھا۔
۔مارے ہاتھ کیوں ٹھنڈے ہیں؟" وہ مزید تشویش کا شکار ہو گئیں۔ بابر کو لگا وہ پھٹ پڑے گا۔ تب ہی وہ مڑا ۔مرے کی طرف چل دیا۔ اس کے انداز میں شکستگی ہی شکستگی تھی اور اندر الاؤ جل رہا تھا۔
۔ یائی کا مظاہرہ دیکھ کر بھی وہ کچھ نہ کر پایا۔۔۔ بے بسی سی بے بسی تھی۔ جو اس کے غصے کو ٹھنڈا کرنے کے
۔ ہڑکا رہی تھی۔
۔یا ہوا ہے؟"
۔ بے حد حیرانی سے سوچ رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"۔سا ایسا ہو کہ یہ شادی رک جائے۔"
۔ے ملنے کے بعد اس کی سوچوں کے تمام زاویے ایک ہی نکتے پر مرتکز ہو کر رہ گئے تھے۔
"۔سا ایسا ہو کہ عفان کی جگہ طاہر محمود میرا نصیب بن جائے۔"
۔ لیٹی دونوں بازو سینے پر لپیٹے' چلتے پنکھے پر نظریں جمائے سوچ رہی تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"بابا کے پاس جاؤں ــــ منت سماجت کروں ــــ پاؤں پکڑلوں تو شاید' شاید وہ میرا ساتھ دے جائیں ــــ وہ ساتھ دیں تو سب ٹھیک ہو سکتا ہے ــــ میرے دل کی مراد پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن مجھے قتل کر دیں گے انہیں تو طاہر شروع ہی سے اچھے نہیں لگتے۔ عجیب نیچر ہے ان کی۔ کسی ہوتے ہی نہیں' کیسی پہرے داریاں کیا کرتے تھے۔ مجھے طاہر کے ساتھ بات کرنے سے بھی طاہر سے دور ہو جاؤں اس کے لیے کیا کیا بہانے گھڑتے تھے۔

کیا قصور ہے؟

میرا اور طاہر کا کہ یوں معتوب ٹھہرے۔

محبت ہی تو کی ہے۔

محبت! کائنات کی سب سے خوب صورت سچائی ــــ جسے ماننے سے ہر کوئی گریزاں ہے۔ اب نانا نے اپنی بیٹی کے ساتھ کیا کیا ہو گا ــــ انہیں تو میرے باپ میں بھی سو سو نقص نظر آتے ہوں انہوں نے چوری چھپے گھر سے بھاگ کر شادی کر لی۔"

"گھر سے بھاگ کر شادی ــــ"

اس کا ذہن اس ایک نکتے پر مرتکز ہو گیا۔

"آج اگر ممی زندہ ہوتیں تو وہ اور ڈیڈی کتنے اچھی زندگی گزار رہے ہوتے۔" اس نے کروٹ بدلی "خدیجہ بی بتایا تو کرتی تھیں۔ ممی ڈیڈی پر کس قدر نثار ہوا کرتی تھیں اور ڈیڈی ان کا کتنا خیال رکھتے۔ ان کا جوڑا خدیجہ بی ہی تو کہتی تھیں ــــ ممی زندہ ہوتیں تو دونوں شاداں و فرحاں ایک دوسرے کے ساتھ زندگی جی رہے ہوتے۔ گویا خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کی اساس محبت ہی تو ہے۔ جسے مل جائے اس کے قدموں تلے ساری دنیا آجائے۔

محبت جو مجھے عفان سے نہیں

محبت جو مجھے طاہر محمود سے ہے

اگر محبت مل جائے تو

اس کا ذہن نجانے کہاں کہاں کی اڑانیں بھر رہا تھا اور رات تھی کہ ڈھلتی جا رہی تھی۔

وہ سوئی نہیں تھی۔ جب کمرے میں وقفے وقفے سے اٹھتی موسیقی نے اسے چونکا دیا۔

اس نے گھڑی کی سمت دیکھا۔

ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔

آواز سائیڈ دراز میں سے آ رہی تھی ــــ وہ تو نجانے کب سے یہ موبائل دراز میں ڈال کر بھول چکی تھی۔ بھول جانے سے کیا ہوتا ہے۔ رشتے اور تعلق تو تب بھی قائم رہتے ہیں۔ وقتی طور پر فراموش کر دینے سے اہمیت کم نہیں ہوتی۔ ایمن نے دراز کھولی۔ آواز نمایاں ہو گئی۔

"جس کے ساتھ بات کرنے کے خیال سے وحشت ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساری زندگی کی ہمت پکڑوا دی!"

اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی موبائل آن کر کے کان سے لگا لیا۔

"تھینک گاڈ! میری تو انگلیاں گھس گئیں۔" عفان نے بے اختیار سکون کا سانس لیا۔

"اب یہ مت کہنا سو رہی تھی جب مجھے نیند نہیں آ رہی تو تمہیں کیسے آ سکتی ہے۔"

"میری نیندیں تمہارے ساتھ کب سے مشروط ہونے لگیں۔"

"اچھا بتاؤ کیا سوچ رہی تھیں ــــ مجھے نا۔" شوخی پہلے بھی اس کے مزاج کا حصہ تھی۔ آج تو رنگ ہی "بتا دوں تو اگلا لفظ نہ بول سکو ــــ میں طاہر محمود کو سوچ رہی ہوں۔ لگا سکتے ہو میری سوچوں پر پہرے

"وہ بس! کہاں کھو گئیں۔" وہ یوں بول رہا تھا۔ جیسے ان کے درمیان کبھی کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔ لوگ کتنے بڑے ایکٹر ہیں۔

"سو گئی ہو ــــ؟"

"اب نیندیں کہاں؟" وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔

"واقعی۔" عفان کا معنی خیز سا لہجہ بوجھل ہوا۔

"ہماری نیندیں وہ چرا لے گیا۔ میرے حصے میں تو صرف رتجگے آئے ہیں۔"

"سو جاؤ ــــ سوؤ گی نہیں تو میں خواب میں کیسے آؤں گا۔"

"میں آوارہ خواب نہیں دیکھتی۔"

"فرم کرو لڑکی! اتنے خوب صورت دلہا پانے کے لیے لڑکیاں ترستی ہیں۔"

(کاش تم ان ہی ترسی ہوئی روحوں کو مل جاتے تو میرا رستہ تو کھوٹا نہ ہوتا۔)

"بس ہماری قدر ہی نہیں ایمن بی بی! اگر اپنا آپ نہ منوایا تو میرا نام بھی عفان نہیں۔"

"اور زبردستی سے منوائیں گے۔"

"کیوں؟ محبتوں کے خزانے میں کوئی کمی ہے ــــ بہت کچھ چھپا رکھا ہے اس دل میں ہم آؤ تو سہی ــــ"

ایمن کا دل چاہا وہ خوب ہنسے۔ اس کو اب خیال آیا تھا۔

"لگتا ہے فائزہ آنٹی کی نصیحتیں خاصا کام کر رہی ہیں۔"

"کیسی نصیحتیں ــــ؟"

ایمان چپ ہی رہی۔

"بدگمان ہو کہا تھا نا ہر چیز کا اک وقت ہوتا ہے ــــ وہ وقت اب زیادہ دور تو نہیں ــــ بیس دن صرف بیس دن پھر تمہیں بتاؤں گا تم میرے لیے کیا ہو تمہارے لیے بہت کچھ سوچ رکھا ہے ــــ اچھا ویڈنگ ڈریس کیسا لو گی؟"

"ابھی سوچا نہیں۔"

ایمان بیزار سی ہو گئی۔ وہ سمجھتی تھی عفان اس مزاج کا بندہ نہیں کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھ سکے۔ یہ اسے دی گئی بریفنگ ہے۔

"بس مت لینا ــــ ایسی بھڑکتی ہوئی دلہن مجھے اچھی نہیں لگتی۔"

"سفید لے لوں۔" ایمن کے منہ سے پھسلا۔

"سفید رنگ ہے کسی چرچ میں جانا ہے تو ضرور لینا۔ بہرحال یہ ہماری تہذیب کا حصہ تو نہیں۔" وہ ہنس دیا۔

"شکر ہے تم نے سیاہ یا سرمئی رنگ نہیں کہہ دیا۔"

"ان رنگوں کو پہننے میں کیا حرج ہے؟"

"سیاہ رنگ موت کا اور سرمئی مایوسی کا۔"

"رنگوں کی یہ تقسیم ہماری اپنی کی گئی ہے۔ ورنہ رنگ تو سارے ہی اچھے ہوتے ہیں۔" نہ چاہتے ہوئے بھی وہ بحث پر اتر آئی۔

"اچھا بابا! تم جو مرضی رنگ پہن لینا۔ تم پر ہر رنگ ہی جچے گا۔"

"بہت جلدی ہار مان لی۔" عفان ذرا دیر کو خاموش ہوا۔ پھر آہستگی سے پوچھنے لگا۔

"تم مجھے ہرانا چاہتی ہو؟"

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔"

"جو پہلے ہی دل و جان ہار چکا ہو اسے کیا ہرانا۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"آپ کے منہ سے ایسی باتیں عجیب لگتی ہیں۔" وہ طنز کیے بغیر نہ رہ سکی۔
"ابھی تمہیں بہت کچھ عجیب لگے گا۔ ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے؟"
"مجھے نیند آرہی ہے۔"
"آخری بات۔۔۔ ہنی مون کے لیے کہاں جائیں؟"
"جہنم میں۔۔۔" ایمن کو تاؤ آگیا۔
"واہ۔۔۔ تمہاری پسند لاجواب ہے۔" عفان نے بے اختیار سراہا۔
"عفان صاحب! میں سونا چاہتی ہوں۔"
"یوں کہو! مجھے دیکھنا چاہتی ہو۔"
"مطلب۔۔۔؟" اس کی تیوری چڑھی۔
"سو جاؤ میں آرہا ہوں خواب میں۔" اس نے ہلکی سی سرگوشی کی اور رابطہ ختم کردیا۔
"ہونہہ۔۔۔ میرے خوابوں میں تمہارا گزر کہاں۔۔۔؟"
اس نے موبائل دراز میں رکھ کر دراز بند کردی اور چت لیٹ گئی۔
"میرے خوابوں میں تمہارا گزر کہاں۔۔۔ میرے خوابوں میں صرف وہی بستا ہے۔ اس دل میں دھڑکتا ہے۔ یہ ہونٹ اگر کسی کا نام لیتے ہیں۔۔۔ تو وہ طاہر محمود ہے۔۔۔ مجھے پاکر بھی کیا پاؤ گے۔۔۔ خالی لگے مسٹر عفان۔"
یہ سب سوچتے ہوئے اسے ایک پل کے لیے بھی خیال نہ آیا کہ وہ بے ایمانی کی مرتکب ہو رہی ہے۔ رات ڈھلتی جارہی تھی۔۔۔ ڈھلتی جارہی تھی یا اس کی زندگی پر محیط ہوتی جارہی تھی۔
یہ کاتبِ تقدیر ہی جانے۔

☼ ☼ ☼

"اب اٹھ بھی جاؤ ایمی! ڈیڈی کا فون ہے۔"
جوجو کے بے تحاشا جھنجھوڑنے پر وہ ہڑبڑا کر جاگی تو وہ دانت نکالنے لگی۔
"اس سے کم پر تم نے اٹھنا بھی نہ تھا۔"
"کیا مصیبت آگئی ہے۔"
"دوپہر آگئی ہے۔۔۔ تمہاری نیندیں ہی ختم نہیں ہوتیں۔"
وہ جوجو کو کیا بتاتی کہ ابھی تو آنکھ لگی تھی۔
"مجھے ابھی سونا ہے۔۔۔" اس نے بے زاری سے لیٹنا چاہا۔ جوجو نے بازو پکڑ لیا۔
"ڈیڈی کا فون ہے۔ تمہیں بلا رہے ہیں۔"
وہ چاروناچار اٹھی۔ اسے وقار الحسن کے فون کا نہ تو انتظار تھا نہ خوشی۔ اسے دیکھ کر مہرالنساء نے جو کررہی تھیں۔ ریسیور ایک طرف رکھ دیا۔
"السلام علیکم!"
"وعلیکم السلام، جیتی رہو۔۔۔ کیسی ہو میری جان۔" وقار الحسن نے بے تابی سے پوچھا۔
"ٹھیک ہوں۔" اس نے بے حد سستی سے جواب دیا۔
"میں نے کچھ چیزیں بھجوائی تھیں۔ تمہیں اچھی لگیں۔۔۔؟"
"جی۔"
"ایمی!" وہ اس کے حد درجہ اختصار پر حیران ہوئے۔ "تم خوش تو ہو؟"
ایمن چپ ہی رہی۔

...بیٹا! مجھے یہ سوال نہیں کرنا چاہیے تھا۔ یہ وقت ہر لڑکی کے لیے بہت دشوار ہوتا ہے۔۔۔ لیکن تمہیں ...والے سے کچھ اچھے خواب بھی دیکھنے چاہئیں۔"
"
...مت چپ چپ ہو۔" وقار الحسن کچھ بے چین ہوئے۔
...کب آرہے ہیں؟" ایمن کو کوئی اور بات نہ سوجھی۔
...چھٹی منظور ہونے والی ہے۔۔۔ بس ایک آدھ دن۔۔۔ تمہارے لیے یہاں سے اور شاپنگ بھی کروں ...وانا تو نہیں؟"
...ا۔"
...تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟" نجانے کیوں وہ اتنی تشویش کا شکار ہو رہے تھے۔
...ٹھیک ہے، بس تھک گئی ہوں۔"
...(تھکن جسمانی نہیں ذہنی ہے۔)
...آج کل مصروفیت تو بہت رہی ہوگی۔ اچھا ایسا کرو سکون سے جا کر سو جاؤ۔" انہوں نے مشفق لہجے میں

...(دل تو یہی چاہتا ہے کچھ کھا کر ہمیشہ کے لیے سو جاؤں۔)
...ڈیڈی! اللہ حافظ۔۔۔"
...کچن میں چلی آئی۔ جہاں ناشتے کے آثار غائب ہو چکے تھے۔ البتہ کونے میں کٹی ہوئی سبزی کی ٹوکری ...دوپہر کے کھانے کی تیاری ہے۔ وہ بے حد بے دلی سے دوپہر ساڑھے بارہ بجے اپنے ناشتے کے لیے دودھ ...نے لگی۔
...میں مہرالنساء چلی آئیں۔ فریج سے ٹماٹر نکالتے ہوئے انہوں نے ایمن کو دیکھا۔
...فارغ ہو جاؤ تو میرے ساتھ بازار چلنا۔" ایمن چونکی پھر انجان بن کر پوچھنے لگی۔
...کیوں؟"
...کچھ چیزیں اپنی پسند کی بھی لے لو۔"
...ضرورت نہیں۔۔۔" اس نے اوون سے گلاس نکالا۔
...پھر نہ کہنا۔ سوتیلی ماں نے کچھ بھی پسند کا نہیں دیا۔ اگرچہ کوشش تو یہی کی ہے کہ ہر چیز اعلا اور نفیس ...اور ...کافی بن گیا ہے۔ فرنیچر بنا بنایا ہی لینا ہے۔ وہ تو وقار آکر دیکھ لیں۔۔۔ اگرچہ اس طرح تھوڑا مہنگا ...مگر وقار کے پاس کم از کم تمہارے لیے خاصا پیسہ ہے۔"
...یہ سب مجھے کیوں بتا رہی ہیں؟"
...تمہاری شادی ہے ایمی!" مہرالنساء نے یاد دہانی کرائی۔
...ہاں۔ بھولنے والی بات نہیں ہے۔" اس کے لہجے میں تلخی ہی تلخی تھی۔
...اتنا جلو کڑھو ہوگی تو اپنی ہی صحت برباد کرو گی۔۔۔ پہلے ہی رنگ پیلا پڑ گیا ہے۔ ڈھنگ سے کھایا پیا کرو ...آج کل لڑکیاں ہر طرح سے اپنی ڈائٹ کا خیال رکھتی ہیں۔۔۔ چہرہ چمکانے کے لیے سو سو ٹوٹکے آزماتی ہیں ...اپنا حال دیکھو۔"
...یہ عورت کتنا بولتی ہے۔"
...اس نے بھنا کر اسے دیکھا۔
...جو دل کرتا ہے کریں۔۔۔ ایک میری فکر کرنا چھوڑ دیں۔"
...سمجھ میں نہیں آیا ایمی!" مہرالنساء نے ٹماٹر ٹوکری میں رکھے۔ "عفان کو تم نے خود ہی تو پسند کیا تھا۔ پھر ...دلی کیوں۔۔۔؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"عفان کو میں نے نہیں۔۔۔ عفان نے مجھے پسند کیا تھا۔"
"اچھا تو تم نے کسے پسند کیا تھا۔ اس ٹیوشن ماسٹر کو؟"
ایمن نے جواب نہیں دیا۔ بس گلاس اٹھا کر باہر نکل آئی کمرے میں آ کر گلاس سائیڈ ٹیبل پر پٹخا چھلک گیا۔ بیڈ پر بیٹھ کر وہ یونہی انگلیاں چٹخانے لگی اور بہت دیر کے بعد اس نے فیصلہ کن انداز میں اسے نانا سے ملنا ہی ہے۔
دو دن گزر گئے۔۔۔ اک آتش فشاں تھا جو پھٹنے کو بے تاب تھا۔ اک لاوا تھا جو وہ اپنے اندر دبائے بیٹھا دو راتیں۔ اس نے ایمن کے کمرے کی کھڑکی کو تکتے ہوئے گزار دیں۔۔۔ مجال ہے جو ذرا جھپکی اسے لگتا ذرا پلک جھپکی وہیں ایمن کمرے ہی سے غائب ہو جائے گی۔ جس لمحے وہ منظر یاد آتا۔۔۔ سلگ اٹھتی۔ اس کا جی چاہتا بھاگتا ہوا جائے۔۔۔ ایمن کو کمرے سے باہر نکال کر اتنا مارے اتنا مارے ہوش و حواس کھو دے۔۔۔ کچھ بھی یاد نہ رہے یاد رہے تو بس اتنا کہ اس کی شادی اک انتہائی شریف گھرانے میں ہو رہی ہے۔
اسے اپنی بزدلی پر غصہ آتا۔
سب دیکھ کر چپ چاپ سہہ جانا کس قدر ذلت آمیز تھا اور وہ۔۔۔ طاہر محمود بلکہ سر طاہر محمود سنگھاسن پر بٹھایا تھا اس شخص کو۔۔۔ وہی اس گھر میں نقب لگا گیا۔۔۔ نہ صرف نقب لگا گیا۔ بلکہ اس سلامت اسی روئے زمین پر موجود تھا۔
بزدل ہی تو تھا وہ۔۔۔ بھاگ کر اس کا گریبان بھی نہ پکڑ سکا۔ آگ تھی کہ اندر باہر بھڑکتی تن من کو
"اگر ایمن کی جگہ مومو یا جو جو ہوتی تو کیا میں تب بھی یونہی خاموش رہتا۔"
وہ اپنے ہی سر کے بال نوچ نوچ پاگل ہو رہا تھا۔۔۔ اس نے چاہا کہ اندر بھڑکتی آگ پر ٹھنڈے پانی ہی مارے مگر جگ میں پانی کا قطرہ بھی نہ تھا۔ وہ جگ اٹھا کر کچن میں چلا آیا۔
کئی گلاس پانی پینے کے بعد اس نے گلاس بھر پانی سر پر ڈال لیا۔ جو اس کے چہرے اور گردن کو بھگو جذب ہونے لگا۔
"تم ابھی تک جاگ رہے ہو۔"
مہرالنساء کی آواز پر وہ پلٹا نہیں۔۔۔ جگ میں پانی ڈالتا رہا۔
"یہ کر کیا رہے ہو۔۔۔" مہرالنساء اس کے سامنے آئیں تو حق دق رہ گئیں۔ سرخ بھبوکا چہرہ۔۔۔ آنکھیں، سوجے ہوئے پپوٹے۔
"تم ٹھیک تو ہو۔۔۔" وہ تڑپ ہی اٹھیں۔
بابر کا دل چاہا۔۔۔ ماں کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔ جگ چھوڑ کر وہ وہیں کرسی پر گر سا گیا۔
"میں پاگل ہو جاؤں گا امی۔۔۔ بالکل پاگل۔" اپنے ہی سر کے بال نوچتا وہ سچ مچ نیم دیوانہ ہی لگ رہا تھا۔
"بابر! ہوا کیا ہے کچھ بتاؤ تو۔"
مہرالنساء نے گھبرا کر اسے جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔ بابر نے ان کے ہاتھ جھٹک دیے۔
"یا میں اسے مار دوں گا یا خود مر جاؤں گا۔"
"کس کی بات کر رہے ہو۔۔۔" جوان بیٹے کے تیور دیکھ کر مہرالنساء کے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو گئے۔
"وہ گھر سے بھاگ جائے گی۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں۔۔۔ وہ کچھ بھی کر لے گی مگر یہ شادی نہیں کرے گی" پھٹ پڑا۔
"ایمن!" مہرالنساء بڑبڑائیں۔
"وہ۔۔۔ وہ بہت آگے بڑھ گئی ہے۔۔۔ اور میں بے غیرت سب دیکھ کر بھی چپ رہا" اسے مارنے کی

...ادا تو ز دیتا۔" آتش فشاں پھٹ گیا تھا۔
مہرالنساء ششدر سی اسے دیکھنے لگیں۔
اس کے کمرے میں کھڑکی کے رستے۔۔۔" اس سے آگے اس کا گلا رندھ گیا۔ لفظ شرم اوڑھ کر گم ...ے کیا کہتا کہ اس نے کیا دیکھا تھا۔
...کا قدموں تلے سے زمین کھسک گئی ہے۔
...یہ آزاد خیال ہے کم عقل نادان ہے۔ خود غرض اور غصے والی ہے۔ میں سب مانتا تھا وہ بے حیا ...یہ میں کبھی نہ مانتا جو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیتا۔ اس نے اپنی عزت اور ہماری غیرت کو طاہر محمود ...کے رول دیا۔۔۔ اس شخص کو کیا الزام دوں کہ وہ زبردستی نہیں۔۔۔ ایمن کی مرضی سے کمرے میں ...ایمن وہ۔۔۔ وہ۔"
...کرا۔" مہرالنساء نے ہلکان ہوتے بیٹے کو سنبھالنے کی سعی کی۔
...کروں۔۔۔ میں! نہیں۔"
مہرالنساء نے سختی سے اس کا کندھا دبوچا۔ "تمہیں اس معاملے میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔"
...رت نہیں بہن ہے سگی نہ سہی سوتیلی تو ہے۔" وہ مزید بھڑکا۔
...تیلی کوئی رشتہ نہیں تمہارے ساتھ، مومو اور جو جو صرف وہ بہنیں ہیں تمہاری۔۔۔
...میرے اور آپ کے حوالے کر کے گئے تھے۔"
...اختیار کے بغیر۔۔۔ اسے روکنے کا کوئی حق ہمیں نہیں دیا۔۔۔ آ رہا ہے خود اپنی بیٹی کو سنبھال لے گا۔۔۔ ...اشو۔۔۔ اسے ایمن سے متعلق میری ہر بات جھوٹ لگتی تھی کبھی میری کسی بات کا اعتبار نہیں کیا اب ...تم اس معاملے سے دور رہو سن رہے ہو۔"
...ور رہا ہوں۔۔۔"
"مہرالنساء کی آواز اونچی ہو گئی۔ ان کی انتہائی کوشش تھی کہ بابر اس معاملے میں نہ پڑے۔۔۔ انہیں ...خوف میں مبتلا کر رہے تھے۔ وہ جذبات میں آ کر کہیں کچھ کر نہ دے۔۔۔ اس لیے بہت دیر تک ...سمجھاتا پایا نہیں۔۔۔ بہرحال چپ ضرور ہو گیا اور مہرالنساء اس کی چپ سے بھی خوف زدہ تھیں۔
...دن خیریت سے گزر جائیں۔۔۔ وہ منحوس لڑکی اپنی تمام تر نحوست کے ساتھ اس گھر سے اور ہم ...دور ہو جائے۔" مہرالنساء نے یہ دعا بہت دل سے مانگی۔
...ل سے بے تاب ہو کر کہ کھانا تو وہ سب کے ساتھ کھاتی ہی نہ تھی، کچن میں آئی تو دونوں کو یوں گم ...ان سی رہ گئی۔ اس کے گمان میں نہ تھا کہ کچن میں اس وقت کوئی ہو گا۔۔۔ اپنے خیالوں میں الجھی، نہ تو ...وازے کے بارے میں سوچا اور نہ جلتی لائٹ کا خیال آیا تب ہی بے دھڑک چلی آئی۔
...منہ سے پھسلا۔
...تھی۔۔۔ جواباً بابر نے سر اٹھا کر اسے جن خون چھلکاتی نگاہوں سے دیکھا۔ وہ ٹھٹک سی گئی۔
...
...ال جھٹکے سے کھڑا ہوا۔ وہ اس پر پل پڑتا۔ مگر مہرالنساء نے اس کا بازو دبوچ لیا۔ یہ بھی غنیمت تھا ...ان کا ایمن سے سامنا ہی نہ ہوا تھا۔
...
...ل... نگاہوں کو دیکھا تو بے بس سا ہو گیا۔ اس نے مڑ کر ایمن کو دیکھا اور حلق کے بل چیخا۔
...ہاں سے۔۔۔"
...گئی۔ وہ کچھ سمجھی یا نہیں لیکن اس نے دفع ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگائی تھی۔

☼ ☼ ☼

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایئرپورٹ سے گھر آنے تک کا سارا رستہ وہ وقارالحسن کے سوالوں کی زد میں رہا۔ وقارالحسن کی کمی نہ تھی اور بابر کے پاس جواب ندارد۔۔۔ اس کے ہوں ہاں میں دیے گئے جواب وقارالحسن سکتے تھے۔

"یار! کچھ کھل کر بتاؤ۔۔۔" انہوں نے بابر کے کندھے کو زور سے دبایا۔ جوان بابر کو دیکھ کر اٹھتی تھی۔

"کاش! یہ میرا بیٹا ہوتا۔"

"گھر جا تو رہے ہیں سب معلوم ہو جائے گا۔" وہ مسکرایا۔ اپنے دوست کی گاڑی ڈرائیو کرتے سالگ رہا تھا۔

"اپنے منہ سے نہ بتاؤ گے۔"

"کیا بتاؤں؟ سب کچھ ویسے ہی چل رہا ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس کے حلق میں کچھ پھنس گیا کر رہ گئے۔

"گاڑی اچھی چلا لیتے ہو۔" کچھ لمحوں کے بعد انہوں نے توصیفی انداز میں کہا۔

"شکریہ۔"

"لو وعدہ۔۔۔ سال دو سال میں تمہیں گاڑی لے دوں گا۔"

بابر کو خوش ہونا چاہیے تھا۔ مگر۔۔۔ وہ بس اک زبردستی کی مسکراہٹ لبوں پر سجا سکا۔۔۔ وقار قدر سنجیدگی پر الجھ سے گئے تو چپ ہو کر جانے پہچانے راستے دیکھنے لگے۔

گھر میں سب کچھ وہی تھا۔۔۔ وہی تتلیوں کی طرح اڑتی موول اور برجیس' وہی متانت بھرا ساتھ استقبال کرتی مہرالنساء۔۔۔

"ارے بھئی! امی کو بلاؤ۔"

جس سے وہ سب سے پہلے ملنا چاہتے تھے۔۔۔ وہی نہیں آئی تھی۔۔۔ اک جھجک تھی جو باپ سے روک رہی تھی۔ مگر آنا تو تھا ہی۔۔۔ وقارالحسن نے والہانہ انداز میں ساتھ لگا کر پیار کیا۔ پھر بری طرح چونکے۔

"امی۔۔۔" انہوں نے بے حد حیرت سے چند دنوں بعد وداع ہونے والی بیٹی کا چہرہ دیکھا۔ بجھی آنکھیں' بے رونق کمزور چہرہ۔

"کیا ہوا تمہیں بیمار رہی ہو؟" وہ سچ مچ تشویش کا شکار ہو گئے۔ باقی سب ایک دوسرے کو دیکھ کر

"نہیں تو۔۔۔" وہ بے وقت مسکرائی۔

"تو یہ حالت کیا بنا رکھی ہے۔۔۔"

بابر اور مہرالنساء نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ بابر تیزی سے کھڑا ہو گیا۔

"میں گاڑی واپس کر کے آتا ہوں۔"

مہرالنساء نے اس کے اٹھ جانے پر سکون کا سانس لیا اور خود بھی اٹھ گئی۔

"میں جوس لاتی ہوں۔۔۔"

"ادھر میرے پاس بیٹھو۔۔۔" وہ تو ایمن کی حالت دیکھ کر ہول سے گئے۔

"ڈیڈی! امی آپ کو بہت مس کر رہی تھی۔"

جوجو نے ان کا دھیان بٹانا چاہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر۔۔۔" وہ کچھ کہتے کہتے چپ سے ہو گئے۔ نظریں بار بار بیٹی کے چہرے کا طواف۔۔۔ جو ان کی نظروں سے گھبرا کر انگلیاں چٹخانے میں مصروف تھی۔

* * *

ں ایک ڈیڑھ دن میں وقارالحسن کو شدید الجھن نے گھیر لیا۔ سب کچھ ویسا نہیں تھا۔ جیسا کہ دکھائی دیتا' کچھ ں سب سے مبرا کچھ سمجھ میں نہ آنے والا ان کی سوچ سے بالاتر فہم سے باہر انہیں لگتا وہ کوئی اسٹیج ڈرامہ وں۔ جس میں ہر کوئی چہرے پر نقاب چڑھائے اپنے اپنے حصے کا کردار ادا کر رہا ہے۔

کی تو مصنوعی۔

کیں تو خود ساختہ۔

ی والا گھر۔۔۔ نہ کوئی رونق' نہ شور شرابا۔

ساء کاموں کو سمیٹنے کی کوشش میں ہلکان۔

معمول کے کاموں کے بعد اپنے اپنے کمروں میں بند۔

تھا تو ہر بات کا جواب بس ہوں۔۔۔ ہاں میں دیتا پھر ان کا چہرہ دیکھنے لگتا۔ یوں جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو اور کہہ

ایمن۔۔۔ وہ تو یوں غائب تھی کہ کیا ہی مایوں کی دلہن ہو گی۔ حالانکہ گھر میں کسی رسم کے کوئی آثار نہ

ادی والا گھر ہے یا خدانخواستہ۔۔۔

ل سے گئے۔

رے دن ناشتے سے ذرا پہلے وہ ایمن کے پاس آئے۔۔۔ وہ جو کسلمندی سے بستر پر پڑی تھی۔ ہڑبڑا کر سیدھی

اری بیٹی تو ہمارے پاس ہی نہیں آئی۔" انہوں نے کھڑکیوں سے پردے ہٹائے۔

تھی۔"

ارالحسن نے بغور اسے دیکھا۔ کچھ لمحے ادھر ادھر کی باتوں کے بعد انہوں نے شفقت بھرے لہجے میں پوچھا۔

ات ہے امی گڑیا! کسی بات میں کوئی انٹرسٹ نہیں' کوئی شوق' کوئی فرمائش نہیں۔"

ن کا دل بھر آیا۔۔۔ سر جھکائے ہونٹ کاٹنے لگی۔

چھوڑنے کے تصور سے اداس ہو۔" انہوں نے آہستگی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ ایمن کا سر کچھ اور

آنسو ٹپ ٹپ گود میں گرنے لگے۔

وقت تو ہر لڑکی کی زندگی میں آتا ہے۔۔۔ اسے اتنا دل پر لینے کی ضرورت نہیں۔"

ڈی! آج اگر ممی ہوتیں۔"

ں کا خیال آ رہا ہے۔۔۔ جسے دیکھا ہی نہیں اس کے لیے اتنا اداس کیوں ہو؟" وہ کیا بتاتی اسے کسی نہ کسی

نا تو تھا۔

"اتنا دل چھوٹا مت کرو۔۔۔ سہیلیوں کو بلاؤ۔۔۔ کچھ ہلا گلا کرو۔۔۔ صحت کیسے برباد کر رکھی ہے۔ میں ایسی

ر چھوڑ کر گیا تھا۔"

انہوں نے شفقت و محبت سے اس کے آنسو صاف کیے۔ ساتھ لگا کر تسلی دلاسہ دیا۔

"ڈیڈی! میرے نانا کون تھے؟"

وال بے حد اچانک تھا۔۔۔ وہ سنجیدہ ہو گئے۔

"ان کا خیال کیسے آ گیا تمہیں؟"

"نانا کون تھے۔۔۔" اس کا لہجہ پراسرار اور سنجیدہ تھا۔ وقارالحسن کو لگا انہیں بتانا پڑے گا اور انہوں نے بتا

لے تو صرف نانا کے کہے پر اعتبار تھا۔ اب تو گویا تصدیق کی مہر بھی لگ گئی۔

"اگر زندگی میں کبھی میرے ننھیالی عزیز مجھ سے ملنا چاہیں تو کیا آپ انہیں روک دیں گے۔" وقارالحسن الجھ

وہ ایسے سوال کیوں کر رہی تھی؟
"وہ تو کبھی اپنی بیٹی سے نہ ملے تو تم کیا۔۔۔"
"اگر میں ان سے ملنا چاہوں تب۔۔۔ کیا آپ روکیں گے؟" اس نے سر اٹھا کر سوال کیا۔ وہ
اسے دیکھتے رہے۔ پھر آہستگی سے نفی میں سرہلا دیا۔
"شاید نہیں۔"
ایمن گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ انہیں بتائے یا نہیں۔ تب ہی جوجو نے آ کر ناشتہ لگنے کی اطلاع
"آؤ۔۔۔ ناشتہ کرتے ہیں۔"
ایمن سرہلا کر اٹھ گئی۔ نجانے کتنے دنوں کے بعد وہ گھر والوں کے ساتھ ناشتہ کر رہی تھی۔ مہر
کو شادی کی تیاریوں کی تفصیل بتانے لگیں۔ ایمن کو اس موضوع سے وحشت ہوتی تھی۔ مگر وہ خو
رہی۔
"ایمن! تم نے خدیجہ کو انوائٹ کیا؟" وقارالحسن نے اچانک پوچھا۔
ایمن گڑبڑا گئی۔ اسے تو خدیجہ یاد بھی نہ تھیں۔
"میں نے پیغام بھجوا دیا تھا۔ لیکن اطلاع ملی ہے کہ وہ بیمار ہیں۔ شاید ہی آسکیں۔" مہرالنساء
خاموشی سے توس کا کنارا کترنے لگی۔
"فرنیچر تو پسند کرلیا۔ اب آپ جا کر او کے کر دیں۔ بے منٹ کر کے گھر لے آئیں۔"
"ایمن! چلو گی۔۔۔" وقارالحسن نے پھر پکارا۔
"ہوں۔۔۔"
"کہاں کھو جاتی ہو۔۔۔ بیٹا! ساتھ چلو اپنے لیے بیڈ روم سیٹ پسند کرلو۔"
"بس ٹھیک ہے، جو آپ پسند کریں۔۔۔"
وقارالحسن نے ایمن کے لہجے کی بے زاری کو پوری طرح محسوس کیا۔
"کپڑے کیسے بنوائے ہیں؟"
ایمن نے وقارالحسن کو دیکھا۔ پھر مہرالنساء کو' کتنے اور کیسے کی تفصیل بھی مہرالنساء نے ہی بتائی
دانستہ کچھ سوال مزید ایسے کیے۔ جس سے انہیں یہ اندازہ تو ہو گیا۔ جہیز کی تیاری میں ایمن کی دلچسپی
اس کے بعد انہوں نے خاموشی سے ناشتہ کیا۔ پورا دن انہوں نے گھر پر ہی گزارا۔ اس سے ان کی
مزید اضافہ ہوا تھا۔
کچھ ایسا تھا جو نظر نہ آتا۔ مگر محسوس پوری شدت سے ہو رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ سب لان میں بیٹھے تھے۔۔۔ ہلکی چلتی ہوا نے اس نارنجی شام کو خوشگوار بنا دیا تھا۔ ایمن وقارالحسن
اسکوائش بنانے کچن میں آ گئی۔ اندر سے فون کی مدھم سی آواز باہر تک آنے لگی۔۔۔ انتظامات کی
کرتی مہرالنسا ایک دم چپ ہو گئیں۔
"میں فون سن کر آتی ہوں۔"
"ایمی ہے نا، سن لے گی۔" وقارالحسن نے ہاتھ میں پکڑی لسٹ پر نگاہ دوڑائی۔
"وہ نہیں سنے گی۔" مہرالنساء نے آہستگی سے کہا۔
وقارالحسن نے ایک نظر انہیں دیکھا۔ پھر جوجو سے کہا۔
"جاؤ بیٹے' دیکھو کس کا ہے؟"
جوجو اٹھ کر اندر چلی آئی فون بج بج کر خاموش ہو گیا تھا۔ اس نے کچھ لمحے انتظار کیا۔ شاید دوبارہ

...ن رہا۔ کچن وہاں سے سامنے ہی تھا۔ وہ دروازے میں چلی آئی۔ ایمن جگ میں چینی گھولتے ہوئے
...م ہو گئی تھی۔
...ٹا کانا بس کرو۔"
...آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔ پھر گھور کر اسکوائش کی بوتل اٹھالی۔
...فون آیا تو سن لینا کس کا ہے؟ آج کل تو یوں بھی تمہاری سسرال سے زیادہ فون آتے ہیں۔" وہ جاتے
...م تصدیق کے لیے پوچھا۔
...ی نا۔۔۔"
...سن لوں گی۔" ایمن نے جھنجلا کر کہا۔
...انگارے چباتی ہو۔۔۔" جوجو بڑبڑا کر چلی گئی۔ جب اسکوائش بنا کر باہر نکلی۔ تب ہی فون کی بیل دوبارہ
...نے ٹرے ایک طرف رکھ کر دوسری بیل پر ریسیور اٹھالیا۔
"
..." ایمن بری طرح اچھلی۔
"
...میں۔"
...نے گھوم کر چاروں طرف دیکھا۔ کوئی ہوتا تو نظر آتا۔
...تے ہیں۔"
...ان۔" بے حد شکست خوردہ لہجہ۔
...کیوں کہہ رہے ہیں۔"
...سمجھایا خود کو مگر رہ نہ سکا۔"
...ضبط کے سبق پڑھاتے ہیں۔"
..." طاہر نے اک سرد سی آہ کھینچی۔۔۔ جو سیدھا ایمن کے دل میں گڑ گئی۔
...تھیں۔۔۔"
...تمہیں ڈیڈی آئے تھے تو میں۔۔۔
...والد آ گئے۔۔۔"
...آپ کیا کر رہے تھے۔" ایمن نے آہستگی سے پوچھا۔
...قسمت کو رو رہا ہوں۔"
...ایسی باتیں نہ کریں۔"
...ایسا انسان نہیں ہوں۔ میرے سینے میں دل نہیں۔۔۔ مجھے کیا دکھ نہیں ہوتا۔۔۔ یا میری زندگی میں
...نہیں ہے۔ ایمن بی بی! حال بے حال ہے مستقبل تاریک۔۔۔ اب بھی میں ایسی باتیں نہ کروں۔"
...اتنا تلخ ہو گیا۔
...چپ رہ گئی۔
...نے اس کی خاموشی کو پوری طرح محسوس کیا تو پشیمان سا ہو گیا۔
...میں کچھ ٹینشن میں تھا۔"
...نہیں۔۔۔ آپ بہت زیادہ ٹینشن میں ہیں۔ کیا بات ہے طاہر؟"
...بھول ہی گئی کہ باہر سب لوگ اسکوائش کا انتظار کر رہے تھے۔
...ہاں ایمن! بس پریشان تھا تو تمہیں کال کر بیٹھا۔۔۔ کوئی ہے بھی تو نہیں، جس سے دل کی بات کروں۔"
...کہاں ہیں؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"گولی مارو اس بڈھے کو۔" وہ بھڑک اٹھا۔ "وہی تو ہے سانپ بن کر بیٹھا ہے۔۔۔ وہ اگر مدد کر
خوار ہوتا پھروں۔۔۔ کیا کچھ نہیں کیا اس کے لیے اور وہ ہے کہ۔۔۔ کہ۔"
ایمن کے لیے طاہر کا یہ رویہ بالکل نیا تھا۔ وہ حق دق سُنتی رہی۔ ناتا کی ہر زیادتی کے جواب میں
کم ایمن کے سامنے) تحمل سے کام لیا کرتا تھا۔
"تم کہتی ہو گی طاہر محمود پاگل ہو گیا ہے۔ ٹھیک ہی ہے جس شخص کی منزل ہاتھ بھر کے فاصلے
ہاتھ بھر کا فاصلہ بھی عبور نہ کر سکے۔ تب وہ شخص پاگل ہی ہو گا۔"
"میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا۔" وہ بے بسی سے گویا ہوئی۔
"کیا سمجھاؤں۔۔۔ سب کچھ تیار ہے۔۔۔ ویزا' ٹکٹ' ہر چیز مل سکتی ہے۔ اگر تمہارے محترم
لاکھ روپے دے دیں۔ صرف ایک ہفتے میں میری زندگی بدل سکتی ہے۔۔۔ لیکن انہوں نے صاف
ہاتھ جوڑے' پاؤں پکڑے کہ قرض سمجھ کر دے دیں لیکن نہیں' انہیں اچھا لگتا ہے کہ میں ان
رہوں۔ ان کی گالیاں اور ٹھوکریں کھاتا رہوں۔۔۔ بے دام غلام کو کون آزاد کرتا ہے مفت کے نوکر
جانے دیتا ہے۔" اس کے لہجے کی شکست خوردگی نے ایمن کو تڑپا دیا۔
"اب کیا ہو گا؟"
"کچھ بھی نہیں' یہی ذلت بھری زندگی میری منتظر ہے۔ مجھ جیسے سیاہ نصیب والوں کے مقدر
لکھی ہوتی ہیں۔"
"لیکن ناتا۔۔۔"
"کس کا فون ہے امی؟"
وقار الحسن کی آواز پر اس کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا۔
"کیا ہوا۔۔۔؟" وقار الحسن نے نیچے گرا ریسیور اٹھایا۔ اس سے قبل کہ کان سے لگاتے۔ ایمن
ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔
وقار الحسن کو ایمن کی اس حرکت پر شدید حیرت ہوئی۔ جبکہ وہ نظریں چرائے کہہ رہی تھی۔
"رانگ نمبر تھا ڈیڈی۔۔۔!"
"رانگ نمبر پر اتنی دیر تک بات کرتے ہیں؟"
"وہ بند ہی نہیں کر رہا تھا۔"
"تو تم بند کر دیتیں۔"
"مجھے خیال نہیں رہا۔" ایمن نے آہستگی سے کہا۔
"خیال رکھتے ہیں بیٹا! سسرال میں تو ایسی چھوٹی چھوٹی نزاکتوں کا بہت زیادہ خیال رکھنا پڑتا ہے
ہماری کس حرکت سے کوئی کیا مطلب نکال لے۔" انہوں نے ہلکی سی سانس کھینچتے ہوئے مدھم لہجے
"جی۔۔۔ یہ اسکوائش ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"
"گرم۔۔۔" وقار الحسن نے تصحیح کی۔
ایمن کچھ اور گڑبڑا گئی۔
"دھیان کہاں ہے۔۔۔؟"
"باہر چلتے ہیں ڈیڈی! سب انتظار کر رہے ہوں گے۔"
ایمن کو باپ کا سامنا کرنے میں دقت ہو رہی تھی۔
"کوئی تمہارا انتظار نہیں کر رہا۔ کسی کو تمہارا انتظار کرنے کی عادت نہیں۔ شاید تم نے انہیں
عادت ڈالی ہی نہیں۔ وہ جانتے ہیں تم نہیں آؤ گی۔۔۔ ان کے درمیان نہیں بیٹھو گی۔ ان سے باتیں
ایمن نے سر اٹھا کر باپ کو دیکھا۔

۔۔۔ سب کس نے کہا۔۔۔؟"
تمہارے رویّوں کے اس قدر عادی ہو چکے ہیں کہ اب شکایت کرنا بھی چھوڑ چکے۔"
مجھے قصوروار سمجھتے ہیں؟" ایمن کو باپ کی بات سن کر دکھ ہوا۔
آتا ہے امی! میں سمجھ سکتا ہوں کہاں قصور تمہارا ہے کہاں ان کا۔" ایمن نے خاموشی سے سر

یہاں بیٹھو۔۔۔" انہوں نے ایمن کا بازو پکڑ کر صوفے پر بٹھا لیا اور خود بھی ساتھ ہی بیٹھ گئے۔
۔۔۔ ہے۔۔۔؟"
نہیں۔۔۔" ایمن کے گلے میں پھندا سا پڑ گیا۔
اس طرح بی ہیو کیوں کر رہی ہو؟"
کیا کیا ہے۔۔۔؟"
کے وقت خوش تھیں۔ بہت خوش۔۔۔ تو پھر۔۔۔ تو پھر اب کیا ہوا ہے۔ تم اتنی بیمار' اتنی بیزار کیوں نظر
۔۔۔ جیسے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی ہو رہی ہو۔۔۔ جیسے۔۔۔ تم زبردستی اس شادی کے بندھن میں
رہی ہو۔"
۔۔۔" آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔ جی چاہا ایک بار تو باپ کے گلے سے لگ کر سب کہہ
کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ سب سن کر نظرانداز کر دے۔۔۔ بیٹی کو تڑپتا دیکھ کر کٹھور بن جائے۔۔۔ وہ باپ کے
تھی۔
۔۔۔ امی۔۔۔! کہہ دے۔۔۔ وہ سن لیں گے۔۔۔ سن کر سمجھ بھی لیں گے۔ تو جو پل پل مر رہی ہے۔۔۔ ہو سکتا ہے
تجھے آبِ حیات مل جائے۔۔۔ امی کہہ کر تو دیکھ۔ شاید خزاں مقدر بننے سے قبل بہاروں کے قافلے
۔۔۔
کی طغیانی تھی۔ بھنور اٹھتے تھے۔ بپھرے سمندر تھے۔۔۔ سطح پر سکون تھی۔ کوئی تلاطم نہیں۔ کوئی
نہیں۔ دونوں ہاتھ گود میں رکھے بس انہیں گھورے جا رہی تھی اور وہ اسے دیکھ رہے تھے۔ بہت گہری اور
والی نظروں سے۔
آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ڈیڈی میں خوش ہوں۔"
تم مجھے پاگل سمجھتی ہو۔۔۔؟" وہ ناراض ہوئے۔
ڈیڈی! آپ کو وہم ہے اور بس۔۔۔"
ادھر میری طرف دیکھو۔۔۔"
مرحلہ تھا۔۔۔ اس نے آہستگی سے نظریں اٹھائیں۔ باپ کو دیکھا پھر تیزی سے پلکوں کی جھالر گرا دی۔
۔۔۔ اوائی مول لینے کا فائدہ۔۔۔ سب کچھ تو ہو گیا۔۔۔ آپ کی امی زندہ دفن ہونے جا رہی ہے اور مردوں سے
نہیں کرتے کہ وہ خوش ہیں یا ناخوش۔۔۔ وہ چلا جائے گا۔ ہمیشہ کے لیے۔۔۔ میری دنیا سے دور۔۔۔ میں بھی
۔۔۔ وں لی کہ اسے بھول جاؤں۔۔۔ اگرچہ یہ ممکن ہی نہیں۔۔۔ جو دل میں دھڑکن بن کر بستے ہوں۔۔۔ انہیں
۔۔۔ کا ہیں بھی تو کیسے۔۔۔؟
۔۔۔ وقار الحسن۔۔۔! آج اعتراف کرتی ہوں کہ میں نے ہار مان لی ہے۔ میں اماوس کی رات۔۔۔ کہ جس کے
۔۔۔ چاند ہے نہ تارہ' صرف گھور اندھیرے ہیں۔
۔۔۔ دیکھو' میں محبت کے ہونٹوں پر دم توڑتا نوحہ ہوں۔۔۔ تو لو۔۔۔ میرے ساتھ رو دو کہ آج میں دستبردار
۔۔۔ طاہر محمود کی محبت سے نہیں (کہ یہ تو میرے بس میں ہی نہیں) طاہر محمود سے۔۔۔ کہ یہی میرے بس
۔۔۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ ساری دنیا کے سامنے ڈٹ جاؤں۔۔۔ لیکن۔۔۔ اے دنیا۔۔۔ ایک بار۔۔۔ صرف

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایک بار مجھے تنہا چھوڑ دے۔ کہ مجھے ذرا سا محبت کا قرض چکانا ہے۔ ذرا سا اس کے لیے کچھ کر
لیے بہت کچھ کر گیا۔ میں اسے یوں بے یار و مددگار محبت کے جنگل میں بھٹکتا نہیں چھوڑ
بار۔ اس کے بعد آنکھیں پھوڑ لوں گی کہ اس کے خواب نہ دیکھ سکیں۔ وہ سوچ گئی۔
وقار الحسن مایوس سے ہو کر کھڑے ہو گئے۔
"مجھے لگتا ہے کہ میں اچھا باپ ثابت نہیں ہوا۔" وہ آہستگی سے کہہ کر باہر نکل گئے۔
ایمن نے خاموشی سے صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔
وہ اب بھی وقار الحسن کے بارے میں نہیں سوچ رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

"مہرالنسا! آج فرنیچر کا کام نمٹا دیں۔" وقار الحسن نے کہا۔
کپڑے تہہ کر کے سوٹ کیس میں رکھتی مہرالنسا نے سر اٹھا کر وقار الحسن کو دیکھا۔ انہوں نے
تھا اور اب ان ہی کی سمت دیکھ رہے تھے۔ ورنہ پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ مسلسل سگریٹ پر سگریٹ
مہرالنسا نے کوئی بات بھی کی تو ہوں' ہاں سے زیادہ جواب نہ ملا۔ تب ہی وہ خاموشی سے اپنے
ہو گئیں۔
"ہاں۔ ٹھیک ہے۔" انہوں نے سوٹ کیس بند کیا اور دوسرا کھول لیا۔ وقار الحسن اچھی طرح
کہ سارا کام اکیلی مہرالنسا پر ہے۔ وہ انہیں پہلے سے کچھ کمزور بھی لگیں۔
"تم پر بہت بوجھ آ پڑا ہے۔" وہ اس کے عقب میں آ کھڑے ہوئے۔
"یہ بوجھ دو مرتبہ مزید اٹھانا ہے وقار الحسن۔!" انہوں نے یاد دہانی کرائی۔ جس طرح دل کھول کر
ایمن کے لیے خرچ کر رہے تھے۔ انہیں لگتا نہ تھا کہ مومو اور جوجو کے لیے کچھ بچا سکیں گے۔ اس
جتا دیا۔ پتا نہیں وہ سمجھے یا نہیں۔
"کیسے خوب صورت' نفیس' قیمتی کپڑے تھے۔ ایک سے بڑھ کر ایک مہرالنساء نے واقعی بہت محنت
انہوں نے جھک کر سرسراتا ریشمی دوپٹہ اٹھایا۔ اس کی ملائمت انگلیوں کی پوروں میں اتر آئی۔ انہوں نے
کہ ایمن اس دوپٹے میں کیسی لگے گی تو نظروں کے سامنے اس کا پژمردہ اداس چہرہ آ گیا۔
انہوں نے گھبرا کر دوپٹہ چھوڑ دیا۔
مہرالنساء نے دوبارہ سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ اب وہ عقب میں نہیں ان کے سامنے تھے۔ انہوں نے چ
مضمون پڑھنا چاہا۔
"مہرو!" تب ہی وہ بول اٹھے "ایمن کے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔؟" مہرالنساء کی نگاہوں میں استفہام جاگا
"وہ خوش کیوں نہیں دکھتی ہے؟"
مہرالنساء نے تہہ کیا دوپٹہ کھولا اور دوبارہ سے تہہ لگانے لگیں۔
وقار الحسن کو ان کی بے توجہی پر تاؤ سا آ گیا۔
"تم میری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہیں۔؟"
"یہ سوال اپنی بیٹی سے کیا ہوتا۔"
"وہ مجھے کچھ نہیں بتا رہی۔" ان کے لہجے میں تھوڑی سی بے بسی اور بہت سی الجھن تھی۔
مہرالنساء کا کام ختم ہو چکا تھا۔ انہوں نے اٹیچی اٹھا کر ٹھکانے پر رکھے اور پرسکون آواز میں پوچھنے لگیں۔
"چائے پیو گے۔؟"
وقار الحسن نے اسے ناراضی سے انہیں دیکھا۔
"مہرو! تم میری بیوی ہو۔ کیا میرے ساتھ میری الجھن ہی شیئر نہ کرو گی۔" مہرالنساء کے لبوں پر مبہم

... ابھری جو کہتی تھی۔
ہمارے درمیان تو کبھی دکھ سکھ کی سانجھ کا رشتہ ہی نہ بنا۔ تم الجھنوں کی بات کرتے ہو۔ کبھی تم نے میرے
... میری الجھنیں شیئر کیں۔"
... لاتی ہوں۔" وہ آہستگی سے کہہ کر چلی گئیں۔ وقار الحسن تھک کر بیڈ کے کنارے ٹک گئے۔ چائے بنا کر
... مہرالنساء لفظ ترتیب دے چکی تھیں۔ تب ہی چائے کا کپ وقار الحسن کے ہاتھ میں دے کر خود ان کے
... انہیں۔
... لو۔ کیا کہتے ہو؟"
... ن کی بات کر رہا ہوں۔" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد انہوں نے آہستگی سے کہا۔
... اس شادی سے خوش نظر نہیں آتی۔"
... منگنی تو اسی کی پسند سے ہوئی ہے۔ ہم نے کوئی زبردستی تو نہیں کی۔" مہرالنساء نے کہا۔
... ان اس کا رویہ۔ یہ بیزاری اور اداسی۔ کہیں عفان کے ساتھ اس کا کوئی جھگڑا تو نہیں چل رہا جس کی وجہ
... نی نیفس ہے؟"
... سکتا ہے۔" مہرالنساء نے چائے کا چھوٹا سا گھونٹ بھرا۔
... ابھی ہاں بن کر اس کا دل ہی ٹٹول لو۔"
... مجھے ماں نہیں سمجھتی۔" مہرالنساء نے اطمینان سے جواب دیا۔
... الحسن کی نگاہیں کپ سے اٹھتی بھاپ سے الجھ رہی تھیں۔
... مہرالنساء نے آہستگی سے بات کا آغاز کیا۔
... ن' عفان کو پسند کرتی تھی۔ یہ منگنی اس کی مرضی سے ہی ہوئی۔ منگنی کے بعد بھی وہ خوش ہی تھی مگر۔"
... کو خاموش ہو گئیں "اس کے رویے میں یہ تبدیلی اس وقت پیدا ہوئی جب وہ اپنے نانا سے ملنے لگی۔"
"نانا!" وقار الحسن نے تعجب سے انہیں دیکھا۔
"ہاں۔ نانا سے اور ان کے رشتے کے پوتے سے ملنے کے بعد ہی اسے عفان میں کیڑے دکھائی دینے لگے

"وہ اس سے کہاں ملے؟" وقار الحسن کی آواز پست ہو گئی۔ انہیں ایمن کی باتیں یاد آنے لگیں۔ جب وہ ان
اپنے نانا کے متعلق پوچھ رہی تھی۔
"کہاں ملے اور کیسے؟ یہ میں نہیں جانتی۔ لیکن یہ جانتی ہوں کہ وہ یہاں سے زیادہ دور نہیں رہتے۔ تمہیں بھی
... م ہی ہے۔ آخر تمہاری محبت کی کہانی بھی تو انہی راہوں میں پروان چڑھی تھی۔" وقار الحسن لب بھینچ کر رہ

"سوری! میرا مقصد تم پر طنز کرنا نہیں ہے۔" وہ جلدی سے بولیں۔ "میں خود اس مسئلے کی وجہ سے بہت پریشان
... میری راتوں کی نیندیں اڑ چکی ہیں۔ تم نے تو صرف اس کی اداسی و بیزاری دیکھی ہے۔ میں نے اور بھی بہت
... "
"... نے مجھ سے۔" وقار الحسن کی آواز ان کے حلق میں پھنس کر رہ گئی۔
"... سے بتاتی۔ تم نے ایمن کے معاملے میں کبھی بھی مجھ پر اعتبار کیا؟ جس دن سے تم ہو کر گئے ہو صرف ایمن کی
... دھیان دیتے رہے۔ میں چیختی رہی اسے اتنے پیسے مت دو۔ تم نے مجھے طعنے دینے شروع کر دیے۔ میں کیا
... ان کا خود ساختہ متانت کا خول اتر گیا۔ "اب تم خود دیکھ لو۔ خود سنبھال لو۔ اور دعا کرو کہ وہ عزت کے ساتھ
... سے رخصت ہو جائے۔ اس کے تیور بہت خطرناک ہیں۔ کسی بھی لمحے کچھ بھی کر سکتی ہے۔ میں تمہیں
... یا بتاؤں۔ میں اور میرا بیٹا اس کی چوکیداری کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کون۔ کون ہے؟" وقارالحسن کی آواز جیسے پاتال سے ابھری تھی۔
"طاہر محمود۔ بدقسمتی سے وہ ان کو ٹیوشن دیتا رہا ہے۔"
وقارالحسن بیڈ پر بیٹھے تھے۔ کپ ایک طرف رکھ کر آہستگی سے لیٹ گئے۔ انہیں لگا ان کے سر کے بال یکدم سفید ہوگئے ہیں۔ صدیوں کی تھکن تھی جس نے ان کے وجود کو بے جان سا کر دیا تھا۔
مہرالنساء خاموشی سے چائے پینے لگیں۔

☼ ☼ ☼

"ڈیڈی کہاں ہیں جوجو؟" وہ تیزی سے کمرے سے باہر آئی۔
جوجو ٹی وی دیکھ رہی تھی اس کی آواز پر چونکی۔
"ممی کے ساتھ گئے ہیں۔ غالباً تمہارے لیے فرنیچر وغیرہ لینے۔"
"اچھا!" اس کے اچھا میں تعجب تھا۔
"کیا ہوا؟"
"کچھ نہیں۔" وہ آہستگی سے کہہ کر جالی کا دروازہ کھول کر برآمدے میں نکل آئی۔ ابھی صبح وقارالحسن کے ساتھ کہا تھا کہ وہ تیار رہے۔ اپنا بیڈ روم سیٹ ایمن خود خریدے گی۔ وہ محض باپ کا دل رکھنے کے ہوگئی اور اب۔۔۔ کھڑکی سے اس نے دونوں کو جاتے دیکھا تو باہر نکل آئی۔
"ضرور ممی نے کچھ کیا ہوگا۔" اس نے تلملا کر سوچا۔ پھر بے توجہی سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ سارے منظر کہ گویا نہ ہوں۔۔۔ نہ درخت نہ پرندے نہ پھولوں سے لدی کیاریاں۔۔۔ جب دیکھنے والی آنکھ ہی نہ ہو تو منظر نہ ہونا ایک برابر ہو جاتا ہے۔
کچھ سوچ کر وہ بابر کے کمرے میں آگئی۔
وہ اپنے کمپیوٹر پر کچھ کام کر رہا تھا۔ یہ کمپیوٹر وقارالحسن نے اپنے آنے کے دو دن بعد ہی بابر کی ضرورت کر کے اسے لے دیا تھا۔ یوں اسے بار بار اپنے دوست کے گھر یا انٹرنیٹ کیفے جانے کی ضرورت نہ رہی تھی
"بابر بھائی! کیا کر رہے ہیں؟"
ایمن نے اس کی کرسی کی پشت پر ہاتھ رکھ کر قدرے خوشگوار لہجے میں پوچھا۔ وہ جو مکمل محویت کے ساتھ کام میں مگن تھا۔ بری طرح چونکا۔ پھر ایمن کو دیکھ کر اس کے اعصاب کھنچنے لگے۔ اس کی کوشش ہوتی تھی کا ایمن سے سامنا کم سے کم ہو۔ اور ایمن کی سمجھ میں نہ آتا کہ وہ اسے اتنی خونخوار نظروں سے کیوں گھورتا۔
"مبارک ہو آپ کو۔۔۔ بہت سہولت ہوگئی نا۔" اس کا اشارہ کمپیوٹر کی طرف تھا۔
بابر نے لب بھینچ لیے۔۔۔ اس کی انگلیاں تیزی سے کی بورڈ پر چلنے لگیں۔
"بابر بھائی! آپ مجھ سے ناراض ہو؟" ایمن نے دونوں ہاتھ بابر کے کندھوں پر ٹکائے۔
"جاؤ یہاں سے۔" اس نے درشتی سے اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے محض تین لفظ کہے۔
"چلے ہی جانا ہے۔۔۔ ہمیشہ کے لیے۔۔۔ اتنے روڈ سے کیوں ہو رہے ہیں؟"
"ایمن! مجھے کچھ کام کرنا ہے۔"
ایمن نے غصے سے کی بورڈ پر ہاتھ مارا۔۔۔ اسکرین پر سب کچھ درہم برہم ہوگیا۔
"ایمی۔" وہ اٹھ کر اتنے زور سے دھاڑا۔ کہ وہ ایک پل کو ششدر رہ گئی۔ "حد ہوتی ہے بدتمیزی کی۔"
"بابر بھائی!" وہ کچھ لمحوں کے بعد سنبھلی۔ "آپ مجھ سے اس طرح بات کیوں کر رہے ہیں۔ کیا ہوگیا ہے کو۔ آپ تو ایسے نہ تھے۔ اس گھر میں واحد آپ کا وجود تھا جو میرے لیے ہمیشہ ڈھارس بنا ہے۔ آپ نے تو ہمیشہ ساتھ دیا تھا۔ تو پھر اب کیوں؟ جبکہ مجھے چلے ہی جانا ہے۔ پھر اتنا تنگ آکر کیوں نکال رہے ہیں۔" وہ سسک اٹھی۔
"تم یہاں سے چلی ہی جاؤ تو اچھا ہے۔۔۔ تم اس قابل ہی نہیں کہ تمہارے لیے کچھ کیا جائے۔۔۔ میں بھو

میں آنکھوں پر پٹی بندھی تھی۔۔۔ شاید تمہارے باپ کے احسانوں کی۔۔۔ لیکن مجھے سوچنا چاہیے۔۔۔ جو باپ کی عزت کا خیال نہیں کر رہی۔ وہ میرا کیا کرے گی۔۔۔ اب تم یہاں سے چلی جاؤ۔۔۔ گیٹ لاسٹ فرام کوشش کرنا کہ شادی کے دن تک تمہاری شکل مجھے نظر نہ آئے۔" بابر نے چبا چبا کر کہا۔ پھر رخ بدل کر خود پر ...لیا۔
ایمن بے یقینی سے اس کی پشت دیکھتی رہی۔ وہ تو سوچ کر آئی تھی کہ بابر سے کہے گی۔ وہ اسے نانا سے ملوا ...ے ایک بار طاہر سے ملنا تھا۔ بس آخری بار طاہر سے ملنا تھا۔۔۔ وہ محبت کی جنگ۔ لڑے بغیر ہی ہار گئی تھی۔ ...بت کے لیے کچھ کرنا چاہتی تھی۔
...خص کو اندھیروں کے سپرد کیسے ہونے دیتی۔ جو اسے روشنیوں کا رستہ دکھاتا رہا ہو۔ ایمن نے سوچا وہ ...خوا بابر کے ساتھ ہی کیوں نہ جانا پڑے۔۔۔ مگر بابر۔۔۔
...لے میں ایمن کو ادراک ہوا کہ بابر جانتا تھا۔
...ل سے کمرے سے نکلتی چلی گئی۔ اپنے کمرے میں آکر دھواں دھار روتے ہوئے اس نے ایک ہی بات

...حبت۔۔۔ مجھے کہاں کہاں رسوا کرے گی؟"
...ی بات نہ سمجھتی تھی کہ محبت خوار نہیں کرتی۔ خوار تو اس کی بے لگام خواہش کرتی ہے۔ ...رسوا نہیں کرتی۔ اس جیسے لوگ محبت کی رسوائی کا سبب بنتے ہیں۔ نجانے کتنا وقت گزرا۔ ...سہ پہر تھا۔
...ے مہرالنساء کی آواز سنی، وہ مومو کو ٹھنڈا پانی لانے کا کہہ رہی تھیں۔
...ارالحسن کی آواز آئی، وہ بابر کو پکار رہے تھے۔
...اندازہ ہوا کہ وہ سامان لے کر آگئے ہیں۔ وہ مزدوروں کی آوازیں سن سکتی تھی۔ جو سامان ایک کمرے میں ...تھے۔
...وشی چھا گئی۔
...خوبصورت اور قیمتی فرنیچر ہے۔ "موموا اور جوجو کھڑکی کے پاس سے گزریں۔
...نے کہو بدھو کو سارا سامان لے جائیں۔ کمرے خالی ہوں تو مہمانوں کے ٹھہرنے کا انتظام کراؤں۔"
...مان کچھ زیادہ تو نہیں ہیں۔"
...ارایمن کے سسرال میں تم خود فون کرو۔ انہیں اچھا لگے گا۔"
...ی کب تک آئیں گی؟"
...ماتا تھا کہ ٹرین ہے جس میں وہ سوار ہے۔ اور یہ آوازیں وہ منظر جو ایک ثانیے کے لیے نظروں کی گرفت ...گزر جائے۔
...ویران ہوگیا۔ اس کا ڈبہ وہیں کا وہیں کھڑا تھا۔
...ے چلے گئے۔
...ں نے نہیں پکارا۔ ڈیڈی نے بھی نہیں۔"
...نے عالم استعجاب میں سوچا۔ اس کی حالت اس مسافر کی سی تھی جسے نہ تو کوئی اسٹیشن پر سی آف کرنے ...استقبال کرنے والا۔ اسے وقارالحسن کی بے اعتنائی اور بے رخی پر رنج سے زیادہ تعجب تھا۔ اسی شام اس ...میں شرکت کرنے والے مہمانوں میں سے پہلا مہمان چلا آیا۔
...پہلی تھیں۔

☘ ☘ ☘

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"خدیجہ بی! آپ مجھ سے ملنے کبھی نہیں آئیں؟"
وہ خدیجہ بی کو سہارا دیتی لان میں لے آئی۔ خوشگوار سی شام کی زد میں آئے املتاس کے درختوں کی شاخیں ہوا کے جھونکوں سے ہولے ہولے جھول رہی تھیں۔ کیاریوں میں کھلے پھول فضا کی خوشگواریت میں اضافہ کر رہے تھے۔ وہ سویٹ پینزی کی کیاری کے پاس کرسی کھینچ لائی۔

وہ آج بھی خدیجہ بی پر سب لوگوں سے زیادہ اپنا حق سمجھتی تھی اور یہ سچ بھی تھا کہ کسی اور کا ہوتا تو شاید خدیجہ بی گول کر جاتیں۔ مگر ایمن کی بات اور تھی۔ وہ رہ ہی نہ سکیں۔ اپنی بیماری کی آئیں۔ حالانکہ وہ پہلے سے بہت زیادہ ضعیف ہو گئی تھیں۔ چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے میں بھی دقت ہوتی۔

"سچ بتائیں خدیجہ بی! آپ کا کبھی دل بھی نہیں چاہا۔"
وہ ان کو کرسی پر بٹھا کر خود نیچے مخملیں سبز گھاس پر بیٹھ گئی۔
"ارے دل کی کیا کہتی ہو۔ دھیان تو اکثر تمہاری طرف ہی رہتا تھا۔"
"جھوٹ۔"
"اللہ کی قسم!" انہوں نے بچوں کی سی معصومیت سے کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔
"اب یقین آگیا ہے۔"
"بہت بار جی چاہا۔ بھاگ کر ایک نظر اپنی بچی کو دیکھ آؤں۔ پر اب وہ دم خم ہی نہیں رہا۔ گھٹنے جواب دے گئے۔ سو بیماریاں جان کو آلگیں۔ کوئی ساتھ چلے تو ہی آؤں۔ سب کے ساتھ بیسیوں بکھیڑے۔ کوئی ہم سا کیوں۔ بس دل مار کر رہ گئی۔ اب تو تمہاری شادی کا سن کر رہا نہ گیا۔ میں نے کہا۔ پو! دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے مجھے تو ایمن کی شادی میں جانا ہے۔ بس ایک بار تجھے دلہن کے روپ میں اپنے گھر میں چلتا پھرتا دیکھ لوں تو دل کو بھی سکون ہو جائے۔"
انہوں نے اپنی دانست میں خوش کن لیکن در حقیقت ایمن کے لیے اذیت ناک موضوع چھیڑ دیا۔
"چھوڑیں خدیجہ بی! شادی میں کیا رکھا ہے۔"
"لو۔ لڑکیوں کو تو بڑا شوق ہوتا ہے۔" وہ اس کے لہجے پر حیران ہوئیں۔
"مجھے نہیں ہے۔ اب تو بالکل بھی نہیں۔"
"کیوں؟ خدیجہ بی جہاندیدہ عورت اس کے لہجے کی بیزاری فوراً بھانپ گئیں۔
وہ کچھ نہ بولی' عقب میں گھاس پر دونوں ہتھیلیاں ٹکا کر سر اوپر اٹھایا۔ عین اوپر نیلا آسمان تھا۔ اکا دکا بادل کی ٹکڑیاں۔ چند پرندے۔
"کاش! میں اک پرندہ ہوتی۔ قفس کا دروازہ کھلتا اور میں اڑ جاتی۔ ہوا کا ہاتھ تھامے۔ بادلوں کے سنگ۔ سارا آسمان میری دسترس میں ہوتا۔" خدیجہ بی نے منہ کھول کر اس کی بات سنی۔ "ایک بات تو بتا میرے بچے! زندگی میں وہ سب کچھ کیوں نہیں ملتا' جو ہم چاہتے ہیں۔ ہمیشہ وہی نصیب کیوں بنتا ہے جس کی طلب نہ ہو۔"
اب وہ خدیجہ بی کو دیکھ رہی تھی۔ اور خدیجہ بی اسے۔ کل سے اب ایمن کو غور سے دیکھا تھا۔ اک دم
"ایمن۔ تمہیں ہوا کیا ہے؟"
"مجھے کیا ہونا تھا؟"
"بیمار رہی ہو؟" انہوں نے ہمدردی سے پوچھا۔
"جی ہاں۔ مرض محبت ہے۔ لاعلاج۔" وہ آدھا جملہ منہ میں بدبدائی۔
"تجھے قسم ہے بیٹا! پر اک بات مجھے سچ سچ بتا؟"
"کہیے۔"
وہ جانتی تھی خدیجہ بی کیا پوچھیں گی اور انہوں نے وہی پوچھا۔
"یہ شادی زبردستی ہو رہی ہے؟"

"...لیں... بھی لیں۔"
"...اللہ ساء کروا رہی ہے؟"
"...نہیں۔"
"...کیا وقار نے۔"
"...نہیں۔ میں خود کروا رہی ہوں۔" ایمن مبہم سا مسکرائی۔
"...بی! ہمیں چلاؤ نہیں۔ صاف اور سیدھی بات کرو۔" وہ خفا ہوئیں۔ "صاف اور سیدھی بات۔" وہ ہنس
"...زندگی ٹیڑھی میڑھی پگڈنڈی ہے۔ آپ صاف اور سیدھی بات سننا چاہتی ہیں۔"
"...بتاؤ۔ میں وقار الحسن سے پوچھ لوں گی۔"
"...ہا۔ وہ کیا بتائیں گے۔ وہ تو کچھ جانتے ہی نہیں۔"
"...جانتا ہے۔ اس سے پوچھ لوں گی۔" اب کہ وہ سچ مچ ناراض ہو گئیں۔
...ہنس کر چپ ہو گئی۔ خاموشی سے گھاس کی پتیاں نوچتی رہی۔
"...شام کو تمہاری سہیلیاں ڈھولکی نہیں بجاتیں؟" انہیں گھر کی سونی سونی فضا اچھی نہ لگی۔
"...ان شاداں نے شور شرابا کیا پھر وہ بھی اکتا گئی۔ تنہا کیا کرتی۔ ڈھولک خوشی کے موقع پر بجتی ہے۔"
"...لڑکی! تم تو مجھے پاگل کر دو گی۔" وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔
"...بی! خدیجہ بی کے لیے کھیر یہیں دے جاؤں؟" جو جو نے برآمدے سے پوچھا۔
"...ہم آرہے ہیں۔" ایمن نے کہتے ہوئے پھر خدیجہ بی کو دیکھا۔
"...بی! مجھ سے میری ماں کی باتیں کریں؟"
"...روں۔ سب کچھ تو بتا چکی ہوں۔" خدیجہ بی نے ذرا تیکھے لہجے میں کہا پھر نظر اس کی کلائی پر پڑی تو ہاتھ میں ...تھامنے لگیں۔
"...کی نشانی ہر وقت پہنے رکھتی ہو؟"
"...اور میرے پاس ہے ہی کیا۔ اس بریسلٹ کے سوا۔" ایمن نے افسردگی سے کہا۔
"...خدیجہ بی! امی اور ڈیڈی کی ملاقات کیسے ہوئی تھی؟"
"...لو بیٹا۔ میں نے تو ایسی باتیں کبھی پوچھی ہی نہیں تھیں۔" وہ کنی کترا گئیں۔
"...ہمیں تو ایسی باتوں سے بھی حیا آتی تھی۔ غیر مرد اور عورت چھپ چھپ ملیں' پھر گھر سے بھاگ کر شادی' بھلے ...تھی' اچھی اور پڑھی لکھی تھی۔ اس مقام پر آکر ان کی نظروں میں بے وقعت سی ہو جاتی۔"
"...بی! آپ نے کبھی محبت کی تھی؟"
"...لاحول ولا۔ کیسی باتیں پوچھتی ہو؟"
"...اس میں فضول کیا ہے؟" ایمن نے حیرت و خفگی سے انہیں دیکھا۔
"...بیٹا! ہم نہیں پڑے اس خرافات میں۔ پہلے والدین نے ہم پر جان لٹائی۔ بہن بھائیوں نے دکھ سکھ ...بانٹا۔ شوہر کے گھر گئے تو اسی کی اطاعت کی' اسی کی فرماں برداری اور اسی سے محبت' یہی اللہ' رسول صلی اللہ ...علیہ وسلم کا حکم ہے۔ کچھ دن ضد میں ادھر ادھر کی ٹھوکریں کھائیں تو خود بخود اپنوں کی قدر ہو گئی۔ لو اب سکون سے ...ادھر میں بیٹھی ہوں۔"
...پوچھا۔" ایمن ان کا سیدھا سادھا فلسفۂ زندگی سن کر مایوس ہو گئی۔
"...کی شادی میں رکاوٹ تو اللہ' رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں ڈالی۔"
"...ہاں' لڑکی کے لیے ولی کی اجازت سے۔ گھر سے بھاگ کر نہیں۔ لو سارا زمانہ تھو تھو کرے۔ جس کو دیکھو ...لڑکے طعنہ مار جائے۔ اولاد کے لیے بھی ساری عمر کی مصیبت۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایمن کے سامنے وہ سارے طعنے آکر کھڑے ہوگئے جنہیں ہمیشہ اس نے ماں کے حوالے سے سنا
"محبت دونوں کرتے ہیں معتوب صرف عورت کیوں؟"
"یہی دستور چلا آرہا ہے۔ ہمارے معاشرے نے مردوں پر سات خون معاف کر رکھے ہیں۔ پر اللہ
ایک سی ہوتی ہے۔" خدیجہ بی نے زندگی کو برتا تھا۔
ایمن انہیں کچھ نہ بھی بتائے وہ تب بھی کچھ نہ کچھ بھانپ گئی تھیں۔ انہیں گہرے دکھ نے گھیر
اثر تھا یا تربیت کی کمی، ایمن کی جذباتیت تھی یا تقدیر کا چکر کہ وہ بھی ان ہی راہوں پر چل نکلی۔
"اگر ولی راضی نہ ہو تو؟"
"نافرمانی کا حکم نہیں۔ اپنی بات منواؤ۔ نہ مانیں تو سمجھوتا کرلو۔ یہ بدنامی اور تباہی کا رستہ کیوں
ڈالے گا۔ خود بھی ساری عمر ناشاد۔ اپنے پیاروں سے دور ہونا سوکھا ہے۔"
"تباہی بربادی کیوں؟" ایمن تنک کر بولی۔ "کیا ممی ڈیڈی خوشگوار زندگی نہ گزار رہے تھے؟"
"ہاں گزار رہے تھے۔" وہ ماتھے پر ہاتھ مار کر رہ گئیں۔ "مجھ بڑھیا کی غلطی، تمہیں وہ سب
چاہیے دونوں محبت کرتے تھے۔ ایک دوسروں کے ساتھ خوش بھی تھے، پر وہ نمانی راتوں کو اٹھ اٹھ
کہتی تھی۔ خدیجہ بی! میری ساری خوشیاں ادھوری ہیں۔ کسی کروٹ چین نہ تھا۔ نوالہ منہ میں لیے
رکھ دیتی۔ یہ موٹے موٹے آنسو گرتے کہ پہلا نوالہ باپ کھلاتا تھا۔ عید شب رات پر ہوکے لیتی کہ میری
کون آئے گا۔" وقار جاتا تو صاف کہہ دیتا۔
"ایسے ہی رونے رونے تھے تو نہ آتیں؟"
ایمن دم بخود سی سنتی رہی۔ یہ کون سا رخ تھا جس سے وہ آج تک ناواقف رہی۔
"روگ لگ گیا تھا۔ اندر ہی اندر پچھتاوا چاٹ رہا تھا۔ وقار بہت خیال کرتا تھا۔ پر میری گود میں
پڑتی۔ کہتی۔
خدیجہ بی! کوئی کمی ہے۔ ہزار کوشش کروں۔ دل نہیں لگتا۔ اور یونہی مرگئی۔ یہی روگ لے گیا اسے
"آپ نے یہ سب مجھ سے پہلے کبھی نہیں کہا؟" ایمن پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔
"غلطی ہوگئی۔ کہنا چاہیے تھا۔" وہ گھٹنوں پر زور دیتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔
"آؤ اندر چلیں۔ بیٹیاں عزت کے ساتھ اپنے گھر سدھاریں تو ماں باپ کا بھی کلیجہ ٹھنڈا رہتا ہے
کے سر پر چھاؤں بھی قائم رہتی ہے۔ جن کا پیچھا نہیں وہ رل جاتی ہیں۔ میں نے سارا کو رلتے دیکھا ہے
آہستہ اندر جانے لگیں۔ ایمن گم صم سی بیٹھی رہ گئی۔
وہ رات کو وقار الحسن کے بیڈ روم میں آئی۔ یہ وہ وقت تھا جب سب ٹی وی لاؤنج میں خدیجہ بی کو
تھے۔ اور مہر النساء کچن میں آخری بکھرا سمیٹ رہی تھیں۔
"ڈیڈی!"
"ہوں۔" وہ بیڈ پر نیم دراز کوئی کتاب دیکھ رہے تھے۔ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اٹھتے اٹھتے انہوں نے بہت غور
کو دیکھا۔ شاید اس کے چہرے پر وہ سب تلاشنا چاہا جو سنا تھا۔
"آج تو آپ بہت مصروف رہے۔" وہ بیڈ کے کنارے ٹک گئی۔ آج سارا دن اس کی باپ سے ملاقا
تھی۔
"میری بیٹی کی رخصتی میں چند دن رہ گئے ہیں۔ میں تو مصروف رہوں گا ہی۔" ان کا لہجہ معمول کے
تھا۔
ایمن نے بے اختیار لب کچلے۔
وقار الحسن اس کا ردعمل بغور دیکھ رہے تھے۔
وہ متذبذب سی انگلیاں چٹخانے لگی۔

کہنا ہے؟"
۔ یونہی چلی آئی۔"
بی کے ساتھ تو خوب باتیں ہوئی ہوں گی؟" وہ یونہی بات برائے بات کر رہے تھے۔
۔" ایمن کا ذہن کہیں اور تھا۔ اسے مہر النساء کے آنے سے پہلے پہلے بات کرنا تھی۔ اور لفظ تھے کہ ہاتھ
سر نہ ہوا اڑے دور پڑے تھے۔
الحسن کو یکدم خیال آیا۔
میں باہر نہ گیا ہوتا تو شاید حالات یوں نہ ہوتے۔ میری معصوم سی بیٹی مجھ سے اتنے فاصلے پر نہ ہوتی۔ وہ
گڑیا کی طرح میرے کندھے سے جھول کر فرمائشیں کرتی۔"
انہیں شدت سے احساس ہوا کہ وقت گزر چکا ہے۔ اور گزرا وقت کبھی کسی کے لیے لوٹ کر نہ آیا۔
ی! مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔" وہ ہولے سے کھنکاری۔
جانو! کوئی فرمائش؟"
الوں ہی سمجھ لیں۔"
۔"
ری کریں گے؟" اس نے آس بھری نگاہوں سے باپ کو دیکھا۔
میں ہوئی تو ضرور۔" وہ پگھل سے گئے۔
مجھے نانا سے ملنے جانا ہے۔" ایمن نے آہستگی سے کہہ دیا۔ وقار الحسن کچھ لمحے کچھ نہ کہہ سکے۔ پھر
کر پوچھا۔
ان سے ملتی رہی ہو؟"
۔" اس نے مجرمانہ انداز میں سر جھکا لیا۔
نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا۔"
بھی آپ۔۔۔"
ان سے ملنے نہیں دوں گا۔" وقار الحسن نے اس کی بات قطع کی۔ ایمن نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا
نے کبھی سارا کو بھی ان سے ملنے سے نہیں روکا تھا۔ وہ خود ہی۔۔۔ بہرحال گڑے مردے اکھاڑنے کا
"
بہت عرصے سے ان سے نہیں ملی۔ یہ لوگ مجھے ان سے ملنے سے روکتے ہیں۔"
کون لوگ؟"
اور بابر بھائی۔"
"
ملو، پر ایمن کو کوئی جواب نہ سوجھا۔
ہے۔" وقار الحسن نے جواب پر اصرار بھی نہ کیا۔ "تم ان سے ملنا چاہتی ہو ضرور ملو۔ لیکن اسی گھر
"
۔" ایمن نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔
اپنی شادی میں نہ بلاؤ گی؟" وہ مسکرا رہے تھے۔
پھنس سی گئی۔
! وہ۔۔۔
"وہاں آنا پسند نہیں کریں گے؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"پتا نہیں۔ شاید۔"
"تم بابر کے ہاتھ کارڈ بھجوا دو۔ وہ ضرور آئیں گے۔ نہ آئے تو میں انہیں خود لے آؤں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔" انہوں نے حتمی انداز میں کہہ کر کتاب اٹھالی۔ گویا بات ختم ہو چکی تھی۔ ایمن بے بس سی کمرے میں آگئی۔ بیڈ پر بیٹھ کر لب کاٹتے ہوئے وہ مایوسی سے یہی سوچتی رہی کہ اب کیا کرے۔
پھر اس نے چابی نکال کر دراز کھولی۔ اس دراز میں اس کی ڈائری، طاہر محمود کے ہاتھ کی لکھی نظم اور بھی تھا۔
کچھ ایسا جو طاہر محمود کی تقدیر بدل دیتا۔
ایمن کا ذہن کئی رستوں پر بھٹک رہا تھا۔ مگر ہر رستے پر رکاوٹ تھی۔ تب ہی اس کا ذہن کسی ایک پر سا گیا۔
"مائرہ۔"
اس پورے عرصے میں اس نے ایک بار بھی مائرہ کو فون نہ کیا تھا۔ وہ بھی بے چاری مایوس سی ہو گئی تھی۔ مگر اب ایمن کو لگا شاید اسی کے ذریعے کوئی رستہ نکل آئے۔
"کاش طاہر! آپ کے پاس اپنا موبائل ہوتا تو مجھے اتنی دقت تو نہ ہوتی۔" دوسری دراز سے عفان کا موبائل نکالتے ہوئے اس نے سوچا۔
موبائل پر چار مسڈ کالز تھیں۔
جنہیں delete کر کے ایمن نے مائرہ کا نمبر ملایا۔ کال مائرہ ہی نے ریسیو کی تھی۔
"ارے میں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہی۔ شہزادی ایمن نے آج مجھ ناچیز کو کیسے یاد کر لیا؟"
"تم نے جو یاد کرنا چھوڑ دیا۔"
"سوری۔ ہمیں ناقدری پسند نہیں۔"
"سوری مائرہ! میں پچھلے دنوں کچھ ایسی الجھنوں میں گرفتار رہی کہ تمہیں ڈھنگ سے رسپانس نہ دے سکی۔"
"اپنی الجھنوں میں الجھ کر دوستوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں؟" اس نے شکوہ کیا۔
"مائرہ! تم تو میرے حالات جانتی ہو۔" اسے ہر صورت مائرہ کو منانا تھا۔
"میں اور بھی بہت کچھ جانتی ہوں۔ شاید تمہارے رویے کی تبدیلی کو بھی۔"
"ٹھیک ہے جب مشکل وقت آتا ہے تو سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔" اس کے گہرے طنز نے ایمن کے لہجے میں چبھن پیدا کی۔
"سایہ بے چارہ کیا کرے۔ جب انسان خود ہی۔۔۔"
"مائرہ! اب کیا لڑتی ہی رہو گی؟" ایمن نے افسردگی سے بات قطع کی۔ اس کے لہجے کی افسردگی مائرہ کو بھی محسوس ہونے لگی۔ کچھ بھی تھا وہ اس سے محبت کرتی تھی۔ بچپن کا ساتھ تھا۔
"تم نے مجھے بہت تنگ کیا ہے ایمی!" اس کے لہجے میں طنز کی جگہ دیرینہ شناسائی کی رمق جاگی۔
"میں تو زندگی سے تنگ آئی بیٹھی ہوں۔ کسی کو کیا تنگ کروں گی۔" ایمن کا لہجہ ہنوز وہی تھا۔
"فضول باتیں مت کرو۔ تمہیں اندازہ ہی نہیں۔ کتنے روشن رستے تمہارے منتظر ہیں۔" مائرہ نے اسے سمجھایا۔
"اندھیروں کے مسافر۔ روشنی رستے۔ اتنا تضاد۔" وہ تلخی سے ہنسی۔
"تم قنوطیت کا شکار ہو رہی ہو۔ کاش تم جان سکو کہ وہ تمہیں کتنا چاہتا ہے۔"
"مجھے اندازہ ہے، وہ مجھے کتنا چاہتا ہے۔"
"آج مجھے کیسے یاد کر لیا؟" مائرہ نے موضوع بدلا۔ اسے عفان کی طرف سے کوئی صفائی نہ دینا تھی۔ یہ وہ خود کر سکتا تھا۔

"...ل اکیلی ہوں مائرہ۔" ایمن رو دینے کو تھی۔
"...تو اپنے آپ کو تنہا کیا ہے۔ ورنہ ہم سب تمہارے ساتھ تھے۔ ایمی! تم نے مجھے بہت ہرٹ کیا ہے۔ ...ل تھی۔ ہم بچپن کی سہیلیاں ایک ہی گھر میں بیاہ کر جا رہی تھیں۔ میں نے کیا کچھ نہ سوچ رکھا تھا۔ یہ ...لریں گے۔ مل کر شاپنگ۔ ایک سے کپڑے۔ تم نے کہیں میرا ساتھ نہ دیا۔ ہمیشہ بے رخی برتی۔ ...لیں آئیں۔ میں تمہارے رویے پر ہر بار روتی تھی۔ مجھے یقین نہ آتا تھا تم وہی ایمی ہو۔ جو جہاں ہرٹ ...یشان ہوتی۔ فوراً میرے پاس بھاگتی تھی۔"
"...اندازہ ہے۔ مجھے اپنے رویے کی بدصورتی کا احساس ہے۔ اسی لیے تو معذرت کر رہی ہوں۔" ایمن نے ...کہا۔
"...سے خودغرض اور مطلبی رہی ہو۔" مائرہ نے یقیناً دانت پیسے تھے۔ "جب مطلب ہوتا ہے۔ تب ہی ...اگتی ہو۔"
"...ے کون سا مطلب ہے؟" وہ ٹھٹھک کر اپنی جگہ چور سی بن گئی۔
"...یں۔۔۔" تب کال کٹ گئی۔ یقیناً بیلنس ختم ہو گیا تھا۔ اس نے تو کبھی اپنا بیلنس ری چارج نہ کیا تھا۔ ...ڈلواتا تھا۔
...بھی تو مائرہ لائن پر آ رہی تھی۔ لیکن اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا کہ مائرہ نے فوراً ہی کال ملائی تھی۔ وہ ...والی لڑکی اس بات پر ہی خوش تھی کہ ایمی نے اس سے معذرت کر لی ہے۔
"...رہی تھیں۔ مجھے تم سے کون سا مطلب آن پڑا؟"
"...ادی سر پر جو آ گئی ہے۔ تم نے سوچا ہو گا، ہونے والی جٹھانی سے تعلقات بہتر کرنے چاہئیں۔" مائرہ جل کر

...ری۔
"...کہا میں نے؟"
"...جینئس ہو سویٹ ہارٹ!"
"...۔" مائرہ اترائی۔
"...تمہاری شاپنگ مکمل ہو گئی؟" ایمن مطلب کی بات پر آئی۔
"...تو بیا۔"
"...ل لے لیا۔"
"...تمہارا انتظار کرتی۔" مائرہ کو پھر غصہ آیا۔
"...نہیں لیا۔" ایمن نے مائرہ کے غصے کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ "اور میں نہیں چاہتی کہ میرا عروسی جوڑا بھی ...۔۔۔"
"...یا کروں؟" مائرہ نے بے رخی سے کہا۔
"...ہی اچھی بہن، میری مدد کرو۔"
"...بات آ گئی۔"
"...تو بھگو بھگو کر مارتی ہو۔"
"...میں نے تمہیں کچھ کہا ہی نہیں بچو۔"
"...کل چلیں؟"
"...ہے۔ بازار تو روز ہی جانا ہوتا ہے۔ کل تمہیں بھی لے چلیں گے۔"
"...مس!"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس کا کام ہو گیا تھا۔ سو ادھر ادھر کی باتوں کے بعد ایمن نے خدا حافظ کہہ دیا۔ پھر مڑ کر دراز کی

"یہ صرف ایک چانس ہے طاہر! کاش میری تھوڑی سی کوشش آپ کی زندگی بدل دے تو
غم کچھ کم ہو۔"

وہ یونہی بستر پہ لیٹ گئی۔ اس کا ذہن کچھ اور تانے بانے بن رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

فائزہ آنٹی کا فون آیا تھا۔ انہوں نے ایمن کو بازار لے جانے کی بات کی تو مہرالنساء کو خاصی حیر

"اچھی بات ہے۔ اسے گھر ڈراپ کر جائیے گا۔" ان کے لہجے میں تاکید سی تھی۔

"جی۔ ضرور۔"

"میں حیران ہوں۔ ایمن کو اپنی شاپنگ خود کرنے کا خیال کیسے آ گیا۔ میں تو کہہ کہہ کر ہار
انٹرسٹ ہی نہ لیا۔"

"اچھی بات ہے۔" مہرالنساء نے جب وقارالحسن سے کہا تو انہوں نے کچھ خاص نوٹس نہ لیا۔

"میں ساتھ چلی جاتی۔ مگر ایمن پسند نہیں کرے گی۔" مہرالنساء کے لہجے میں انجانا سا خدشہ

"جانے دو۔ سہیلی کے ساتھ کھل کر شاپنگ کر لے گی۔"

"یونہی دل ہولتا ہے۔" وہ دبے لہجے میں گویا ہوئیں۔

وقارالحسن نے انہیں ایک نظر دیکھا اور کسی سوچ میں ڈوب گئے۔ فائزہ اور مائرہ اسے لینے
کے اصرار کے باوجود اندر نہیں آئیں۔

"بہت کام ہے مہرا آپ تو جانتی ہیں۔ سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں۔" فائزہ نے معذرت کی
دروازے تک چھوڑنے آئی تھیں۔

شاپنگ کے دوران ایمن کی توجہ نہ تو مائرہ کی فراٹے بھرتی زبان کی طرف تھی' نہ فائزہ کی طرف
ڈیزائن کے لہنگے دکھا رہی تھیں۔

اس کا سارا دھیان' ساری توجہ اپنی بائیں کلائی پر چوڑی کی طرح لپٹی تھی۔ جسے وہ سلیقے
چھپائے ہوئے تھی۔ اس نے پوری آستین کی قمیص پہنی تھی۔ جس کی آستینوں پر کلائی کے پاس
فائزہ اسے "گھونگھٹ" پر لے گئیں۔ جہاں مائرہ کو پنک اور میرون کنٹراسٹ کا لہنگا پسند
تھی عفان کو یہ رنگ پسند ہے۔ اس نے وہ خرید لیا۔

شاید ایمن خود کو سمجھوتے پر آمادہ کر رہی تھی۔

جوتے اور ساتھ کی باقی ضروریات بھی مائرہ نے ہی پسند کیں۔ وہ صرف ہاں میں ہاں ملاتی خود کو
کی کوشش کرتی رہی۔

فائزہ کو اس کی خوشی بالکل مصنوعی لگ رہی تھی۔

ان دونوں نے اپنی بھی کچھ چیزیں خریدنی تھیں۔ تھوڑا وقت اس میں لگا۔

ایمن کو کچھ بے چینی سی لاحق ہوئی۔

"آئیے۔ کچھ کھا لیں۔"

فائزہ اس کے فیورٹ فوڈ کارنر کی طرف جانا چاہتی تھیں کہ ایمن جلدی سے بول اٹھی۔

"نہیں آنٹی! ابھی کچھ کھانے کا موڈ نہیں۔"

حالانکہ وہ اور مائرہ ضد کر کے انہیں یہاں لاتی تھیں۔

"آئس کریم تو کھا لیں۔" مائرہ نے شور مچایا۔ ایمن بادل ناخواستہ رکی۔ آئس کریم کے دوران
رہی۔ اپنا کپ سب سے پہلے ختم کر لیا۔

"چلیں آنٹی۔" جیسے ہی آخری چمچہ منہ میں گیا۔ وہ بول اٹھی۔

"تمہیں بہت جلدی ہے۔" مائرہ اس کی عجلت پر چڑ گئی۔

"بس بہت عرصے کے بعد گھر سے نکلی ہوں۔ اس لیے تھکن ہو رہی ہے۔" ایمن نے بہانہ کیا۔

فائزہ نے اسے غور سے دیکھا۔

"تم نے اپنی صحت بالکل برباد کر لی ہے ایمی! خیال رکھا کرو۔ کچھ کھایا پیا کرو۔"

ایمن نے مائرہ کو دیکھا۔ گالوں کا گلال' شنگرفی نم لبوں کی سرخی' آنکھوں کی چمک۔ بیوٹی پارلر پر اپوائنٹ منٹ
دلہن جلد لشکارتی تھی۔ ایمن کی نگاہیں بے اختیار آدھی دیوار پر لگے شیشے کی طرف اٹھ گئیں۔
زرد چہرہ' بجھی ہوئی آنکھیں' خشک لب۔

بے اختیار نظریں چرا گئی۔

"کاش مجھے من پسند ساتھی کا ساتھ نصیب ہوتا۔"

کھلکھلاتے دیکھ کر دل سے ہوک سی اٹھی۔

ان کی گاڑی خود ڈرائیو کر رہی تھیں۔ انہوں نے ایمن کو گھر سے باہر اتارا۔ ایمن نے انہیں اندر آنے کے
لیے رسمی طور پر بھی نہ کہا۔ انہیں اندر آنا بھی نہ تھا۔ ایمن لکڑی کا گیٹ کھول کر اندر چلی گئی۔ ان کی گاڑی زن
سے آگے بڑھ گئی۔ یہ چند لمحے ایمن پر بے حد گراں تھے۔ اس کی بے چین نظریں اندر ھری عمارت کی طرف بار
بار اٹھ رہی تھیں۔

دل سینے میں دھک دھک کرنے لگا۔ اگر کوئی نکل آتا تو ساری پلاننگ فیل ہو جاتی۔ اک چانس تھا جو وہ لینے
جا رہی تھی۔

ایمن کا دل بھر آیا۔

وہ کمال' ثابت قدم' مضبوط لب و لہجے والا طاہر محمود نجانے کہاں گم ہو گیا تھا۔

"کیا حالات انسان کو اس حد تک مار دیتے ہیں؟" اس نے سوچا تھا۔

"پیسوں کا بندوبست ہوا؟"

طاہر محمود نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"طاہر! میرے پاس وقت نہیں ہے۔" ایمن نے اس کے دونوں ہاتھ جکڑ لیے۔ "آپ وعدہ کریں۔ جو میں
کہوں گی۔ آپ مانیں گے۔"

"ایسی کیا بات ہے۔" وہ حیران ہوا۔

"یہ میں آپ کے لیے لائی ہوں۔" اس نے بٹن کھول کر آستین الٹی۔ چھ بہت خوب صورت ڈیزائن کی
... سوچنے کا وقت نہ تھا۔

... یہاں وقت بالکل نہیں تھا۔

... دروازہ ہاتھ کے دباؤ سے کھلتا چلا گیا۔

... وہی صحن' وہی مانوس ویرانی۔

... کیاریاں' سیاہ شاخوں اور سوکھے پتوں سے اٹی ہوئی۔

... ٹوٹے ہوئے گملے۔

... ہوا کے سنگ اڑ کر آئے لفافے اور پلاسٹک بیگ۔ برآمدے والی کرسی خالی تھی۔

... صحن عبور کر کے برآمدے میں آئی۔ عین سامنے نانا کا کمرہ تھا۔

... کھلا دروازہ بتاتا تھا کہ گھر میں کوئی موجود ہے۔

... ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ دروازہ کھلا تو روشنی کی لکیر نیم تاریک کمرے میں در آئی۔ کسلمندی
... اوندھے پڑے طاہر محمود نے بے زاری سے سر اٹھا کر دیکھا۔ پھر کرنٹ کھا کر اٹھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"امی۔۔۔امی! تم؟"
"جی۔میں۔۔۔" وہ آہستگی سے اس کے پاس چلی آئی۔
"تم کیسے چلی آئیں۔انہوں نے تمہیں آنے کیسے دیا؟" طاہر ہکا بکا تھا۔
"میں بتا کر نہیں آئی۔بہت دقتوں سے آئی ہوں۔"
"خیریت تو ہے۔تمہیں تو اپنی شادی کی تیاریوں میں مصروف ہونا چاہیے تھا۔"
طاہر نے طنز نہیں کیا تھا مگر ایمن کو یہی لگا۔اس نے زخمی نگاہوں سے طاہر کو دیکھا۔وہ نظریں چرا گیا
"تمہارے لیے پانی لاتا ہوں۔"
ایمن کا حلق خشک ہو رہا تھا۔اسے پانی کی خواہش بھی تھی۔مگر اس نے طاہر کا بازو پکڑ کر روکا۔وہ
اسے دیکھ رہی تھی۔ایمن کو لگا اس کے اور طاہر کے چہرے ایک ہی ہیں۔
شاید ان پر لکھا دکھ ایک تھا۔
نارسائی کا دکھ۔
"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" وہ مسکرایا۔بجھی بجھی پژمردہ مسکراہٹ۔۔۔بالکل اس کی آنکھوں کی طرح
تحاشا سرخی اس کے رتجگوں کی گواہ تھی۔
گاڑی جیسے ہی سڑک کا موڑ مڑی۔ایمن گھر کی طرف جانے کے بجائے بھاگتی ہوئی درختوں کے
ہاتھ میں پکڑے شاپر اک درخت کی جڑ میں رکھے۔اگلے لمحوں میں وہ گھر سے باہر تھی۔دوپٹہ اس
گرد یوں لپیٹ لیا کہ صرف آنکھیں نظر آتی تھیں۔
سڑک طویل تھی۔مگر اتنی نہیں جتنی آج لگ رہی تھی۔یوں لگتا ہر قدم جہاں سے اٹھتا' وہیں
ہے۔فاصلہ تھا کہ کم ہونے کے بجائے بڑھتا جاتا۔پندرہ منٹ کی واک تھی مگر ایمن کو لگتا۔وہ میلوں
کر کے اس دروازے کے سامنے آئی ہے۔
دھڑ دھڑاتے دل کے ساتھ اس نے دروازے پر ہاتھ رکھا۔
وہ نہیں جانتی تھی۔دروازے کے دوسری طرف اس کے ساتھ کیا ہونا ہے۔
"طاہر محمود گھر پر ہوگا یا نہیں؟"
"نانا اسے دیکھ کر گلے سے لگائیں گے یا دھتکار دیں گے؟"
چوڑیاں اس کی کلائی میں جگر جگر کر رہی تھیں۔
"یہ کیا ہے؟" طاہر نے تعجب سے پوچھا۔"مجھے کیوں دکھا رہی ہو۔۔۔؟" طاہر محمود کا لہجہ ذرا سخت ہوا
"یہ میں آپ کے لیے لائی ہوں۔شاید اسی طرح آپ کا مسئلہ کسی حد تک حل ہو جائے۔"
"ایمی۔۔۔!" وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا۔"مجھے اتنا مت گراؤ۔میں تمہاری چوڑیاں بیچ کر۔۔۔"
"خدا کے لیے طاہر۔کسی کو پتا بھی نہ چلے گا۔یہ ڈیڈی میرے لیے لائے تھے۔"
"بس کر جاؤ ایمن! ساری دنیا مجھے ذلیل کرتی ہے۔اب تم بھی کرو۔تمہیں کچھ دے نہیں سکتا
لوں۔"

"طاہر! جذباتی مت بنیں۔حقیقت پسندی سے کام لیں۔کب تک یہی زندگی جیتے رہیں گے۔یہ مے
خوشی ہے۔کم از کم یہ اطمینان تو ہونے دیں کہ آپ جہاں بھی ہیں۔اک اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔"
"میں نے آپ کا ساتھ مانگا تھا۔آپ کے ساتھ رہنے کے خواب دیکھے تھے۔میری کوئی دعا قبول نہ ہوئی
سوچا میں گھر سے بھاگ جاؤں گی۔ساری دنیا سے لڑوں گی۔۔۔مگر جب میرا باپ سامنے آیا تو میرے اندر
پیدا ہوئی۔میں ان سے نہیں لڑ سکتی۔لیکن آپ کے لیے اتنا تو کر سکتی ہوں۔"
وہ زار زار روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

ہار گیا۔اسے ہارنا ہی تھا۔ایمن کی کلائی میں چوڑیاں نہیں چمک رہی تھیں۔طاہر کا مستقبل جگمگا رہا
نے نظروں ہی نظروں میں چوڑیوں کی مالیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کی۔۔۔جو شخص اسے ویزا دے رہا تھا
نے کہا تھا۔اگر وہ کچھ رقم اب دے دے تو باقی وہاں جا کر تھوڑی تھوڑی کر کے ادا کر دے گا۔پھر بھی وہ کچھ ہچکچا

فطرت کہتی تھی۔۔۔فائدہ اٹھاؤ' اپنی ضرورت پوری کرو۔مگر اس کی محبت محو التجا تھی۔
لو۔یہ معصوم لڑکی اس الزام میں مصلوب کر دی جائے گی۔"
محبت نے اپنا فیصلہ سنایا تو طاہر محمود نے ہاتھ چھڑا لیے۔
ن! جاؤ یہاں سے۔"
پلیز۔"
پلیز۔۔۔چلی جاؤ۔" وہ رخ بدل گیا۔
لب چباتی' انگلیاں چٹخاتی رہی۔پھر شکست خوردگی سے دروازے کی سمت چل دی۔دروازے پر ہاتھ
کر دیکھا۔وہ اس کی طرف پشت کیے کھڑا تھا۔
ن نے باہر نکلنا چاہا۔نہیں نکل سکی۔بھاگتی ہوئی آئی اور اس کی پشت سے لپٹ گئی۔
والوں نے مجھے زندہ مار دیا ہے۔کیسے ہوگا یہ سب۔آپ کے بغیر باقی زندگی کیسے جیئے گی۔"
ے آنسو طاہر کی شرٹ بھگونے لگے۔
من! مجھ پر رحم کرو۔"
محمود کے لہجے میں ایسی التجا تھی کہ وہ ایک دم پیچھے ہٹی' کلائی سے چوڑیاں اتار کر اس کے قدموں میں
پھر کمرے سے نکلی تو بیرونی دروازہ ہی عبور کر گئی۔
کو یاد ہی نہ رہا۔اس گھر میں ایک نفس اور بھی ہے۔جس کے ساتھ اس کا اٹوٹ رشتہ تھا۔جو اتنا کمزور تھا
ے اٹھ بھی نہ سکتا۔۔۔مگر اس کی اجڑی آنکھیں دہلیز سے لپٹی تھیں کہ اس نے ایمن کی آواز سن لی تھی۔

✡ ✡ ✡

بار بار ایک ایسے نقصان کا احساس ہو رہا تھا جو نا قابل تلافی تھا۔پہلے صرف الجھن تھی۔مگر جس دن سے
اندر بے سکونی کا گھنا جنگل اگ آیا تھا۔انہوں نے زندگی میں کم ہی نماز پڑھی تھی۔مگر اب وہ بلا ناغہ
تھے۔مگر سکون ملتا ہی نہ تھا۔
نے آہستگی سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئے۔دروازے کے قریب کھڑے ہو کر ایک نگاہ پورے
ڈالی۔
کی بیٹی کا کمرہ تھا۔
سجاوٹ' نہ ترتیب۔گندے پردے' ملگجی بیڈ شیٹ۔جوتے ریک سے باہر' کتابیں الٹ پلٹ۔
کا کمرہ ہے۔"
نے تعجب کے ساتھ خود سے سوال کیا۔وہ کئی بار اس کے کمرے میں آئے تھے مگر کبھی اس نگاہ سے دیکھا

پنی ساری کتابیں۔کتنی ترتیب کے ساتھ اور سنبھال کر رکھتی تھی۔ ان کی ٹھوکر میں ایک کتاب آئی۔
جھک کر کتاب اٹھائی اور ریک پر رکھتے ہوئے سوچا۔پھر ادھر ادھر بے توجہی سے دیکھنے لگے جیسے انہیں
آرہا ہو کہ اگر ایمن یہاں نہیں تو پھر وہ کمرے میں کیا کرنے آئے ہیں۔
کوئی تصویر اوندھی پڑی تھی۔
نے آگے بڑھ کر تصویر سیدھی کی۔شاید کالج کے کسی فنکشن کی تصویر تھی۔ذرا سا مسکرا کر کیمرے کی
ں' نوخیز جوانی اور معصومیت کا مرقع۔انہوں نے بے اختیار تصویر کا بوسہ لیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"میری ننھی پری اللہ تمہیں زندگی کی وہ ساری خوشیاں دے۔ جن کی تم متلاشی ہو۔ تمہارے لیے بہترین انتخاب ثابت ہو۔" انہوں نے تصویر کو سیدھا کر کے ریک پر رکھا۔

"میرے رب! اگر میری بیٹی کے دل میں کوئی ابہام ہے تو اسے دور کر دے تاکہ وہ مطمئن ہو سکے۔"

انہوں نے دل سے دعا کی۔ پھر بیڈ پر بیٹھ کر یونہی درازیں کھولنے لگے۔ انہیں خود نہیں معلوم کیوں کر رہے ہیں۔ بس کوئی غیبی طاقت تھی جو ان سے یہ سب کروا رہی تھی۔

پہلی دراز میں عفان کا دیا موبائل تھا۔

وہ فوراً پہچان گئے۔

دوسری دراز لاکڈ تھی اور وقارالحسن جانتے تھے۔ وہ لاک لگانے کے بعد چابی کہاں رکھتی سرہانے کی طرف سے بیڈ کا فوم اٹھایا۔ ذرا دوران کی انگلیاں چابی سے جا ٹکرائیں۔ وہ مسکرائے۔

"تمہارے بچپن کی عادتیں اب تک نہیں بدلیں۔"

انہوں نے چابی نکال کر دراز کھولی۔ اس میں کچھ زیادہ چیزیں نہ تھیں۔ انہوں نے سب سے اوپر کھولا۔ اس پر ایک نظم لکھی تھی۔

شب تنہائی
وہ جو بڑے سکھ میں ہے
اس سے کہنا
کہ رات کا پچھلا پہر ہے
اور ہم جاگتے ہیں

انہوں دھیرے دھیرے وہ ساری نظم پڑھی۔ پرچہ تہہ کر کے ایک طرف رکھا۔ پھر اس میں ڈائری کھولتے ہی اندازہ ہو گیا کہ روزنامچہ ہے۔

"اچھا امی نے ڈائری بھی لکھنا شروع کر دی۔" پہلا صفحہ کھولتے ہوئے انہیں اندازہ نہ اوراق نہیں چھوٹے چھوٹے بم ہیں۔ جو ان کے وجود کے پرخچے اڑا دیں گے۔

"میری محبت کے نام"

ان کی پیشانی پر لکیریں ابھریں۔

"ماں تجھے سلام"

"اپنی مہربان ماں کے نام جسے میں نے دیکھا نہیں۔ لیکن جس نے اپنی ہمت اور حوصلے سے لیا۔"

یہ دوسرا صفحہ تھا۔

وقارالحسن کو عجیب سے احساس نے گھیر لیا۔ انہوں نے صفحہ پلٹا۔

"جب میں نے اسے پہلی بار دیکھا۔" اس کے بعد ایک ایک لفظ کند چھری تھا جو انہیں چلا لگا۔

ایسی وارفتگی ایسا والہانہ پن۔
ایسی دیوانگی ایسی بے تابی۔
محبت میں جان دینے کی قسمیں۔
نہر کنارے کی منظر کشی۔
نانا سے چھپ کر طاہر کے کمرے میں کی گئی ملاقاتیں۔
"طاہر! جی چاہتا ہے۔ تن من آپ پر وار دوں۔"

...لم الرٹی صفحے پلٹ دیے۔
...بت تو گھنے جنگلوں میں رستہ دکھاتی ہے۔ طاہر کو چھوڑا تو بھٹک جاؤں گی۔"
...ہیں نانا۔ وہ مجھ پر پابندیاں لگا کر طاہر کو ذلیل کر کے کوئی نیکی کما رہے ہیں۔ وہ میرے دل میں بستا ہے
...کما میں۔"
...کمرے میں بڑھتا اندھیرا کہ آنکھیں بار بار دھندلانے لگیں۔ انہیں شک ہوا کہ وہ ایسی ہی نہیں
...ائری پڑھ رہے ہیں۔ ایمن تو پوری کی پوری اس کی ہو چکی۔
...ن کی کنپٹیوں سے پسینہ پھوٹ پڑا۔
...ملنے کی دعائیں۔ مہرالنساء کے لیے بددعائیں۔
...نہیں رہ سکتی۔ جی ہی نہیں سکتی۔۔۔ میں گھر سے بھاگ جاؤں گی۔ زندگی میں اگر وہ نہیں تو کوئی بھی نہیں
...بنا لیں گے۔۔۔ یہ دنیا ہمارے رہنے کے قابل ہی نہیں۔"
...کو لگا سینے میں دل دھڑکنا بھول گیا ہے۔ فضا میں آکسیجن بالکل ختم ہو گئی ہے۔ انہوں نے گلے پر
...صفحے تیزی سے پلٹ دیے۔
...النساء بیگم۔ اب لگاؤ پابندیاں۔۔۔ میں نے طاہر سے ملنا ٹال لیا۔ یہیں اسی کمرے میں۔ کیسا۔۔۔؟ محبت
...کے راستے کون روک سکا۔۔۔ وہ مجھ سے رخصت لینے آیا تھا۔ اور میں نے اسے آنسوؤں کی سوغات
...ت کر دیا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آہ! وہ الوداعی بوسہ پہلا اور آخری لمس کہ اس کے بعد تو مردہ جسموں

...یا اللہ"
...ت پھٹا تھا یا زلزلہ آیا۔۔۔ وہ اپنے وجود کو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھرتا دیکھ رہے تھے۔
...میرے طاہر۔۔۔ کیوں پریشان ہو۔ میں ہوں نا۔۔۔ تمہاری ایمی اپنی جان دے کر بھی تمہاری مدد کروں
...یہ میرے کس کام کا۔ مایوس مت ہونا۔۔۔ میں آؤں گی۔۔۔ خواہ اس کے لیے مجھے آگ کا دریا کیوں
...۔"
...ن کے ہاتھوں میں رعشہ اتر آیا۔ ڈائری چھوٹ کر پیروں میں جا گری۔ انہوں نے رعشہ زدہ ہاتھوں
...اس اٹھا کر کھولا۔ یہ وہ کیس تھا۔ جس میں وہ اپنی سب سے لاڈلی اور پیاری بیٹی کے لیے بڑے ارمانوں
...ں خرید لائے تھے۔
...ن کے دل کی طرح خالی ہو چکا تھا۔
...۔
...ا۔
...تھا۔
...سے واپس آنا ہے یا نہیں۔
...پ لی بکل مار گئی۔ مگر اس خاموشی میں کتنی وحشت کتنا شور تھا۔
...وقت بیتا۔
...بیٹھے تھے۔ کھلے دروازے سے آتی فون کی گھنٹی کی آواز نے اعصاب جھنجھوڑ کر رکھ دیے۔ وہ
...ہاتھ میں لیے کس طرح لاؤنج تک آئے۔ انہیں خود بھی خبر نہ تھی۔
...فون پر بات کر رہی تھیں۔
...۔"
..."ابھی نہیں آئی۔"
..." اس نے تعجب سے دہرایا۔ "شاید اپنے کمرے میں چلی گئی ہو۔ آپ کو بتا تو ہے وہ اپنی شاپنگ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

مجھے نہیں دکھاتی۔"

"جی۔ میں شام کو بھجوادوں گی۔"

وہ اللہ حافظ کہہ کر پلٹیں تو وقار الحسن کو دیکھ کر پوچھنے لگیں۔

"ایمن آگئی ہے؟" وقار الحسن کی گردن میکانکی انداز میں نفی میں ہلی۔

"لیکن فائزہ تو کہہ رہی تھی۔ وہ اسے آدھا گھنٹہ پہلے گھر ڈراپ کر گئی ہے۔ ان کا کچھ سامان اگا کے ساتھ آگیا ہے۔ وقار۔۔!"

ان کا پیلا پڑتا چہرہ دیکھ کر وہ یک دم چیخ اٹھیں۔

☼ ☼ ☼

وہ اپنے تئیں ساری کشتیاں جلا آئی تھی درختوں کے عقب سے شاپر نکال کر سیدھی اپنے کم آئی۔ ابھی جوتا ہی اتارا تھا کہ جوجو آگئی۔

"تمہیں ڈیڈی بلا رہے ہیں۔"

ایمن نے نہ تو اس کا فق چہرہ دیکھا نہ لہجے پر غور کیا۔ اپنی سرخ آنکھیں اور متورم چہرہ چھپانے کو س

"آتی ہوں۔"

"انہوں نے کہا ہے۔ ساتھ لے کر آنا۔"

"اُفوہ۔" وہ جھنجلا کر باتھ روم میں گھسی جلدی جلدی ٹھنڈے پانی کے چھپا کے منہ پر مارنے لگی روتی آئی تھی۔ باہر نکلی تو جوجو کو ہنوز ایستادہ دیکھ کر تپ گئی۔

"ملک الموت کی طرح کھڑی ہو۔ آہی جاتی۔۔۔" جوجو خاموشی سے ساتھ چل دی۔ سب لاؤنج میں

ایمن نے سلام کیا مگر کسی نے جواب نہ دیا۔۔۔ جوجو جاکر موبل کے قریب کھڑی ہو گئی۔ ایمن خاموشی کا احساس ہوا۔ اس نے باپ کو دیکھا جو ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہے تھے۔

پھر نگاہوں کی گرفت میں وہ سب آگیا۔

خالی مخملی کیس اور بھری ہوئی ڈائری۔

ایمن کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

کوئی نہیں بول رہا تھا۔ اور سب اسے دیکھ رہے تھے۔

"کہاں سے آرہی ہو؟" جارحانہ انداز میں بابر سامنے آیا۔

"فائزہ آنٹی کے ساتھ۔۔۔" ایمن نے اڑے اڑے حواسوں کے ساتھ جواب دینا چاہا مگر وہ حلق کے

"بکواس بند کرو۔ اس کمینے سے ملنے گئی تھیں۔"

"اس نے ایمن کا بازو دبوچا۔

"ڈیڈی۔۔!" وہ چلائی۔

تب ہی وقار الحسن کے ساکت وجود میں جنبش ہوئی۔ وہ اٹھے 'ان کے ہاتھ میں وہی ڈائری تھی بارے میں ایمن نے سوچا تھا کہ وہ اسے جلادے گی۔

"یہ کیا ہے ایمی!" انہوں نے ڈائری سامنے کی۔

"ڈیڈی ایں۔۔۔" ایمن سہم سی گئی۔

"یہ کیا لکھا ہے۔۔۔" وہ اس کے قریب آگئے۔

ایمن کچھ نہ بول سکی بس خوف زدہ نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"کیا پوچھ رہا ہوں؟" وقار الحسن دھاڑے۔ دوسرے پل ان کا زوردار تھپڑ ایمن کے گال پر پڑا۔ وہ لڑ

۔۔ لڑائی۔ ایک پل میں زمین و آسمان گھوم گئے۔ اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے باپ کو دیکھا۔

ایمن کا زندگی کا دوسرا تھپڑ تھا۔ پہلا تھپڑ بہت چھوٹی عمر میں اس نے باپ سے بے جا ضد کی بنا پر کھایا تھا۔

گم صم بیٹھی خدیجہ بی بوکھلا کر اٹھیں۔ اگرچہ اچانک اٹھنے میں انہیں خاصی دقت ہوئی۔

"کیا ہو گیا وقار بیٹے! جوان بیٹی پر یوں ہاتھ اٹھاتے ہیں۔"

اپنے کمزور ہاتھوں سے انہیں پکڑنے لگیں۔

"ل سے پیار سے بات کرو۔"

"سے۔ لاڈ پیار کا جو صلہ اس نے دیا ہے۔ وہ تو آپ نے سن ہی لیا۔ کاش یہ تھپڑ میں نے پہلے مارے ہوتے۔ تو ان تو نہ دیکھنا پڑتا۔"

وقار دو غم و غصے سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔۔

"ایسی بے ہودہ باتیں اس میں لکھی ہیں کہ میرا شرم سے ڈوب مرنے کو دل چاہتا ہے۔"

"بھی بیٹھ جاؤ۔ ارے بچی ہے۔ اس کے ورغلانے میں آگئی۔ کچھ تو۔۔"

"ہٹ جائیں خدیجہ بی! جب آنکھ میں شرم مرجائے تو اس جیسی بیٹیاں یہی گل کھلاتی ہیں۔ میں نے ہمیشہ اس پر کیا۔ ہمیشہ اس کی مانی اور اس نے۔۔۔ اس نے مجھے یہ صلہ دیا۔"

ایمن گم صم سی باپ کو دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے نظروں کا زاویہ بدل کر باقی نفوس کو دیکھا۔ ان میں سے کسی پر ایمن کے لیے ہمدردی نہ تھی۔ مومو اور جوجو سراسیمہ سی کھڑی تھیں۔۔۔ مہر النساء اور بابر کی آنکھوں کے لیے نفرت ہی نفرت تھی۔۔۔

"یہ اس سے کیا کرنے جا رہی تھی۔۔۔ گھر سے بھاگنا چاہتی ہے اور اور یہ۔۔۔" انہوں نے خالی کیس کی اشارہ کیا۔

"باپ کی محنت کی کمائی کس پر لٹائی ہے۔۔۔ یہ شریف لڑکیوں کے تیور ہیں۔ کیا لگتا ہے وہ اس کا۔۔۔ پوچھیں اس بی بی! کیا کرنے جا رہی ہے۔۔۔ ماں کے نقشِ قدم پر چلے گی؟"

ایمن کے وجود پر سب سے بڑا تازیانہ ماں کا طعنہ لگتا تھا۔ آج بھی وہی ہوا۔۔۔ اس کا سارا خوف ایک پل چلا ہو گیا۔

"ماں کو اس رستے پر لانے والے کون تھے؟ آپ۔۔۔؟" ایک پل کو سب ساکت رہ گئے۔

"بکواس بند کرو۔۔۔" وقار الحسن دھاڑے۔۔۔

"اں! ایک چیز آپ اپنے لیے جائز سمجھتے ہیں تو میرے لیے کیوں نہیں۔ میں نے بھی تو وہی کیا جو آپ دونوں پھر مجھ پر الزام کیوں؟ مجھے طعنے کیوں؟" وہ چیخ اٹھی۔

بی بی اس کے منہ پر ہاتھ ہی رکھتی رہ گئیں۔

اس نے ان کا ہاتھ جھٹکا اور تن کر کھڑی ہو گئی۔

"آپ کی عزت کی خاطر چپ ہونا چاہا۔۔۔"

۔۔۔ ساتھ لے کر گھر سے بھاگی تھیں۔ یاد ہے! اپنے کمرے میں طاہر کو بلوا کر رونے لگی تھیں۔

"۔۔۔ بات کر رہی ہو ایمن۔۔!"

۔۔۔ نے جلتی پر تیل ڈالا۔

"۔۔۔ سے بات نہیں کر رہی۔۔۔ تم ہی تو ہو سارے فساد کی جڑ۔" وہ مہر النساء پر الٹ پڑی۔

"۔۔۔ بات کرو۔"

"۔۔۔ نہیں آتی۔ کیونکہ مجھے کسی نے تمیز سکھائی ہی نہیں۔" وہ ترکی بہ ترکی بولی۔

"ایمن! میں تمہیں جان سے ماردوں گا۔" وقار الحسن جیسے ضبط کھو بیٹھے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"مار ڈالیں۔ ایک ہی بار مار ڈالیں۔ آپ نے مجھے دیا ہی کیا ہے۔ اس ڈائن کے حوالے کر کے اسی کی مانی۔۔۔ اسی کی سنی۔"

"اسے بُئی۔ اے بچی! کچھ ہوش کی دوا لے۔ باپ ہے تیرا۔ کیسے منہ در منہ بول رہی ہے۔" دہائی دی۔

"باپ۔ ایسے ہوتے ہیں باپ۔۔۔ اولاد پیدا کر کے سوتیلی ماؤں کے حوالے کر جانے والے۔۔۔"

"ایمی۔۔۔ میری بیٹی۔۔۔ میری گڑیا! بات تو سن۔۔۔ کیوں پاگل ہوئی جا رہی ہے' ہماری طرف دیکھ تیری شادی میں شرکت کے لیے کتنی دور سے آئی ہوں۔"

خدیجہ بی کے نزدیک وہ آج بھی وہی بچی تھی جو اِدھر اُدھر کی باتوں سے بہل جاتی تھی۔

"شاد، ی۔۔ کون سی شادی۔۔۔؟" اس نے تمسخر کے ساتھ سب کی طرف دیکھا۔ باقی سب کے لیے نئے نہ تھے۔ مگر وقار الحسن اپنی جگہ دم بخود رہ گئے۔

"اب بھی آپ کو لگتا ہے۔ میں عفان سے شادی کر لوں گی؟"

"ایمن۔!" وقار الحسن نے کچھ کہنا چاہا۔

"نہیں۔۔۔ ڈیڈی۔! آپ کچھ مت کہیں۔۔۔ آپ کچھ کہہ ہی نہیں سکتے۔۔۔ کیونکہ آپ نے بھی ... بات آپ اور میری ماں کے لیے جائز تھی۔ وہ میرے لیے کیوں نہیں اور میں کوئی جرم نہیں کر رہی ... پسند سے آگاہ کر رہی ہوں۔ شادی مجھے صرف ایک شخص سے کرنا ہے۔ وہ ہے طاہر محمود۔"

"اے لڑکی۔! چل اندر دفع ہو۔ باپ کے سامنے کیا واہی تباہی بک رہی ہے۔" خدیجہ بی ... گئیں۔ اسے باہر کی طرف دھکیلنے لگیں۔

"تمہاری یہ حسرت دل میں ہی رہ جائے گی۔" بابر پھنکارا۔۔۔ "میں تم دونوں کو جان سے مار دوں گا۔"

"ضرور مارو۔۔۔ لیکن سن لو۔۔۔ میں عفان سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔ اگر کسی نے زبردستی کی تو میں ... انکار کر دوں۔۔۔ کچھ کھا کر مر جاؤں گی۔" وہ چیخ اٹھی۔

وقار الحسن نے سامنے کھڑی لڑکی کو اجنبی نگاہوں سے دیکھا اور ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"تو پھر ایمن! تم مر جاؤ۔"

"آپ کی یہ حسرت حسرت نہیں رہنے دوں گی۔" وہ بھاگتے ہوئے وہاں سے نکل گئی۔ وقار الحسن ... گرتے جو بابر انہیں سنبھال نہ لیتا۔

کمرے میں موت کی سی خاموشی چھا گئی۔

نجانے کتنا وقت گزرا کہ جو جو ہلکی سی بے چینی نے گھیر لیا۔ وہ بہت چپکے سے ان سب کے درمیان ... گئی۔ کسی نے اس کے نکلنے کا نوٹس نہیں لیا۔ مگر تھوڑی دیر میں اس کی چیخوں نے در و دیوار ہلا دیے۔

"ایمن نے خودکشی کر لی۔"

اس ضدی لڑکی نے اپنی بات پوری کرنے میں زیادہ دیر نہیں کی تھی۔

وقار الحسن کے کمرے سے نیند کی گولیاں حاصل کرنے میں ایمن کو بہت تھوڑا وقت لگا تھا۔

اس کے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا۔

وقار الحسن کا سارا جسم شل ہو گیا۔۔۔ ابھی چند منٹ پہلے انہوں نے کس قدر سفاکی سے کہا تھا کہ ... اب وہ مر رہی تھی

آخر بیٹیاں ایسا کیوں کرتی ہیں کہ والدین کے دعا دیتے لبوں پر بددعاؤں کے کانٹے اگنے لگیں۔

خدیجہ بی نے سینہ پیٹ لیا۔

مہرالنساء اوندھی پڑی ایمن کو سیدھا کرنے لگیں۔ جس کا جسم ہولے ہولے جھٹکے کھا رہا تھا۔

... نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ صرف بابر تھا جو موقع کی نزاکت سمجھ کر باہر بھاگا۔۔۔ فوری طور ... مل سکا۔ چھوٹا سا کلینک' جہاں پوری سہولیات بھی نہ تھیں۔

... ل لے چلیں۔۔۔" بابر گھبرا سا گیا۔

... پولیس کیس بن جائے گا۔" مہرالنساء نے ڈانٹا۔

... بچی۔۔۔!" خدیجہ بی کے بین۔

... جائے گی نا۔۔۔" روتی ہوئی جوجو کے سوال۔

... بیٹھے وقار الحسن کے اعصاب پر یہ آوازیں ہتھوڑے کی طرح بجتیں اور وجود کے خلا میں گونجتے

... ساکت وصامت کسی مجسمے کی طرح اپنی جگہ پر ایستادہ' انہیں تو یہ بھی خیال نہ تھا کہ انہیں دعا کرنا ... اسے اپنی بچی کی زندگی کی بھیک مانگنی چاہیے۔۔۔

... اپنے ارد گرد بھاگتے اسٹاف ممبر کو دیکھتے ساری آوازوں کو سن رہے تھے۔

... ل کر دیا ہے۔۔۔ امید ہے اب خطرہ ٹل گیا ہے۔ ڈاکٹر ابتسام کہتے ہیں۔۔۔ وہ صبح تک ہوش میں آجائے

... بابر نے ان کے پاس آکر بتایا۔

... طور پر انہوں نے ایک اطمینان بھری سانس کھینچی۔ اور گلاس ڈور سے باہر جھانکا۔

... رات چھائی تھی۔

... اب زندگی میں کبھی صبح ہو گی۔۔۔ جو تاریکی وہ ہمارے منہ پر مل گئی ہے۔۔۔ کیا اس کے بعد ہم روشنی دیکھ

... سینے پر جگمگاتی روشنیاں سوال کرتی تھیں۔

... آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت پر سر ٹکا دیا۔

... بی اور جوجو کو گھر چھوڑ آؤ۔ مومو وہاں اکیلی ہے۔"

... افراتفری میں کسی کو خیال نہ آیا۔۔۔ کون ساتھ آیا۔ کون گھر میں رہ گیا۔

... کی طبیعت ٹھیک نہیں لگتی۔۔۔ امی۔! انہیں گھر۔۔۔"

... ہوں۔ تم جاؤ۔۔۔" انہوں نے بند آنکھوں کے ساتھ آہستگی سے کہا۔

... بی اور جوجو کو لے جاؤ۔" مہرالنساء وقار الحسن کا خیال کر کے رک گئیں۔

... اپنی بچی کو تو دیکھ لینے دو۔" خدیجہ بی نے التجا کی۔

... چلیں۔۔۔" وقار الحسن کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ وہ مزید کچھ کہہ ہی نہ سکیں۔۔۔ خاموشی سے بابر کے

... سارے گھر کی لائٹس جلا کر ٹی وی بھی کھول رکھا تھا۔۔۔ خود وہ صوفے پر گول مول سی ہو کر پڑی

... وقت۔۔۔ ٹی وی دیکھنے کا۔۔۔" بابر نے غصے سے پلگ کھینچا۔

... اکیلے گھر میں ڈر لگ رہا تھا تو۔۔۔" اس نے آہستگی سے کہا۔

... ۔۔۔" بابر نے تھکے تھکے لہجے میں کہا تو مومو نے فریج سے بوتل اور گلاس نکال کر اسے تھما دیا۔

... ۔۔۔" مومو نے سوال کیا۔

... ۔۔۔" بابر نے درشتی سے کہہ کر گلاس پٹخا اور کھڑا ہو گیا۔

... واپس جا رہا ہوں۔۔۔ دروازے اچھی طرح بند کر لو۔ خدیجہ بی! خیال رکھیے گا۔"

... ہیں منہ پر دوپٹہ رکھ کر قالین پر دراز ہو گئیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

مومو نے دروازے لاک کر لیے۔ واپس آئی تو جوجو منہ ہاتھ دھو کر آ گئی تھی۔ دونوں لڑ
جن میں ایک ہی سوال تھا۔
"ممی! خودکشی کیسے کر سکتی ہے؟؟"
جوجو صوفے پر بیٹھی پھر لیٹ گئی۔
کچھ لمحے خاموشی چھائی رہی۔ پھر خدیجہ بی نے پلو منہ سے ہٹا کر انہیں دیکھا۔
"مرن جوگا طاہر محمود کون ہے؟؟"
"ٹیوشن پڑھاتے تھے ہمیں۔" مومو نے آہستگی سے بتایا۔
"تینوں کو۔"
"صرف ہمیں۔ بعد میں۔"
"اے ہے۔ تو کبھی تم لوگوں کے سامنے کوئی بات چیت۔ کوئی اشارے بازی کچھ تو نظر میں
"ہم کیا اس کی جاسوسی کرتے پھر رہے ہیں۔" مومو نے قدرے تنک کر جواب دیا۔
"بہنیں ہو کچھ تو۔"
"اس نے ہمیں کبھی بہنیں سمجھا ہی نہیں۔"
"خدیجہ بی! وہ اس کے نانا کے پوتے تھے۔ ایمن کے کزن۔ وہ ان کے گھر جا کر پڑھتی تھی
وضاحت سے جواب دیا۔
"اب ہمیں کیا پتا۔ وہاں یہ "ٹیوشن" لے رہی ہے۔"
"لو قصہ ہی ختم۔ کیسا خبیث نکلا۔ معصوم بچی کو باتوں میں پھنسا لیا۔" خدیجہ بی نے تاسف
"ایسی بھی معصوم نہیں ہے۔"
جوجو نے مومو کو گھورتے ہوئے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔
"ایسا لچا لفنگا۔ مہرالنسا کی عقل کیا گھاس چرنے گئی تھی جو اکیلی لڑکی کو کسی کے گھر ٹیوشن پڑھنے
"ممی کیا کرتیں۔ وہ کسی کی سنتی ہے۔ ایسی بدتمیز اور بدزبان۔ ممی کو تو اپنے سامنے کچھ بھی
مومو نے تیوری چڑھا کر کہا۔
"منہ زور تو بچپن سے تھی۔ مجھے سارے گھر میں گھما کر رکھ دیتی۔" خدیجہ بی نے آہ بھری۔
معصوم چہرے والی شرارتی سی لڑکی آ گئی۔ جو اتنی بڑی ہو کر بھی ان کی گود میں آنے کو تیار رہتی۔
"ارے بیٹا! کبھی تو ٹک کر گھر کے اندر بھی رہا کرو۔ میں کہاں ان جھاڑ جھنکاڑوں میں
پھروں۔"
وہ ہمیشہ انہیں درختوں کے پیچھے گلہری کے پیچھے بھاگتی، یا چڑیوں کے گھونسلے توڑتی ملتی۔
"اے لو کیا مٹی کے ڈھیر پر لوٹیں لگاتی آئی ہو، جو ماکدھر ہے اور یہ سارے قالین کا ناس کر
صاف کرے گا۔"

"خدیجہ بی! مجھ سے ممی کی باتیں کریں۔"
ان کی آنکھوں سے جھر جھر آنسو بہنے لگے۔
"میں نے سوچا مہرالنسا سمجھ دار عورت ہے۔ اس بگڑی بچی کو سنوارے گی۔ مگر جب مقدر ہی بگڑ
"مقدر انسان خود بگاڑتا ہے۔ اپنی بے لگام خواہشوں کے ہاتھوں۔" جوجو نے بے حد آہستگی سے
نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر ٹھنڈی سانس بھر کر آنسو صاف کرنے لگیں۔
"ٹھیک بولی ہو۔ ایسے عزت دار اونچے گھر میں شادی ہو رہی تھی۔ ساری عمر عزت کے سا
جیتی۔ یہ مرن جوگا نانا اور وہ مشٹنڈا پتا نہیں کہاں سے آ گئے۔ اب کیا ہوگا؟ جگ تھو تھو کرے گا۔"
مومو نے بے زاری سے ان کے واویلا کو سنا۔ پھر تکیہ قالین پر پھینک کر لیٹ گئی۔ دونوں بازو

تھوڑی دیر کے بعد اس کا ذہن بھٹکتے بھٹکتے ایک نقطے پر آ کر ٹھہر سا گیا۔
؟
محبت۔؟
...ش رنگ تتلی۔ جس کی ہتھیلی پر اترے تو رنگ ہی رنگ چھوڑ جائے۔ لیکن نہیں۔" اس نے خود

...کے رنگ تو کچے ہوتے ہیں۔
احساس اک جذبہ جس کے اندر اتر جائے۔ وہ ہر رشتے سے ماورا ہو جائے۔
محبت۔؟
...سارا کو گھر چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور وقار الحسن کو بیوی بچے۔
...ئی۔ کیا کوئی شخص اتنا اہم ہو سکتا ہے کہ انسان اس کے لیے اپنی زندگی داؤ پر لگا دے؟
...ہو؟
...ٹ جائے اسے کسی اور کا نہ ہونے دے۔
...ن کی ضد تھی انا۔ یا پھر محبت۔؟؟
...لاان اسی ایک نقطے پر آ کر ٹھہر سا گیا۔

☼ ☼ ☼

...وہ عورتیں آئی ہیں۔"
...ارتے ڈرتے آ کر اطلاع دی اور مہرالنسا کا جی چاہا ہاتھ میں پکڑا کفگیر اپنے ہی سر پر دے ماریں۔
...اپ سے کہو۔ جا کر ان سے مل لے۔ میری جان کیوں عذاب میں ڈال رکھی ہے۔" وہ جوجو ہی پر الٹ
...بے بسی سے ہونٹ چبانے لگی۔
...تماشا بن گئی ہے زندگی۔ کرے کوئی بھگتے کوئی۔" مہرالنسا کفگیر پٹختی باہر نکلیں۔ "اسکوائش بنا کرلے

...تھکے سے انداز میں فریج کی طرف بڑھ گئی۔
...تنی کوشش کی کہ بات نہ کھلے۔ مگر بات نکل گئی تھی۔ اگرچہ ان کا محلے میں بہت کم آنا جانا
...تیں۔ ...ن کی ماری عورتیں آ رہی تھیں۔ مہرالنسا پردے ڈالتی ہلکان ہو جاتیں۔ کہ ایمن نے غلطی سے
...تھیں مگر ان کی آنکھوں کا تبسم اور معنی خیز لہجہ بتا تا کہ انہیں ذرا یقین نہیں آیا۔
...یکم۔!"
...لام۔" وہ قریبی سائل عورت ان کے گھر کے پیچھے والی لین میں رہتی تھی۔ مہرالنسا کے ساتھ اس
...ایک آدھ بار ہی ہوئی تھی۔
...ب سے ساول کو چھنگے سے لگ گئے۔ میں نے کہا شفیقہ چل دیکھ کر تو آئیں۔"
...ساتھ بیٹھی دبلی پتلی سی عورت کی طرف اشارہ کیا۔ جو کبھی ڈرائنگ روم کا جائزہ لیتی تو کبھی مہرالنسا کا'
...ہی لہا چ کر اک رسمی سی مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔
"...وم بھولی سی لڑکی ہے۔ میں نے اسے دیکھا ہے۔ شادی ہونے والی ہے نا اس کی؟"
...۔" مہرالنسا نے پہلو بدلا۔
...ل طبیعت کیسی ہے؟" شفیقہ نے پوچھا۔
...ہے۔"
...آپ کے باہر رہتے ہیں؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"جی" آج کل آئے ہوئے ہیں۔" مہرالنسا کی کوشش تھی مختصر سے مختصر جواب دیں۔
"پر بات کیا ہوئی۔۔۔؟" اس موٹی عورت کو یہ غیر متعلقہ سوال ذرا نہ بھائے۔
"کیسی بات۔۔۔؟"
"کوئی لڑائی جھگڑا یا۔۔" اس نے آنکھیں گھمائیں۔
"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بس غلطی سے۔۔۔"
"غلطی سے۔۔۔" وہ کھڑ کھڑ ہنسی۔ "بس کرو بہن! کیوں جھوٹ بولتی ہو۔۔۔ جوان لڑکی تھی۔ آ
تھی کہ غلطی سے ٹافیاں سمجھ کر کھا گئی۔۔۔ چار دن رہ گئے شادی میں۔۔۔ اور خودکشی۔۔۔ کوئی تو بات
بھی یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کیے۔۔۔ کیا شادی پر راضی نہ تھی۔۔۔ آج کل کے بچوں کی شادیاں
بغیر کرنی بھی نہیں چاہیے ماں باپ کے سروں میں یونہی کھے' ڈالتے ہیں۔۔۔ وقت ہی ایسا ہے
تھوڑی لگتی ہے۔ کالج پڑھنے جاتی ہیں۔۔۔ وہاں آنکھ مٹکا شروع۔۔۔ یا پھر۔۔۔"
وہ خود ہی بولتے بولتے مہرالنسا کی طرف جھکی جو بے بسی سے اس کی سن رہی تھیں۔۔۔ اور ایسی
زندگی میں کبھی محسوس نہ کی تھی۔
"یا پھر کچھ ایسا ویسا تو نہیں کر بیٹھی۔ میری یہاں بہت جاننے والی ہیں میں۔۔۔"
مہرالنسا کا جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائیں۔۔۔ ہر وقت زبان چلانے والی سوچ رہی تھیں
کروائیں۔
"آپ یہاں سے چلی جائیں۔" عقب سے بابر کی آواز ابھری۔
مہرالنسا نے سر اٹھا کر دیکھا۔
بابر کا چہرہ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔
"لو! ہم تو تم لوگوں کا غم بانٹنے آئے تھے۔۔۔" وہ بوکھلائیں۔
"غم بانٹنے یا زخموں پر نمک چھڑکنے۔۔۔" بابر کا دل چاہا پوچھے۔۔۔ مگر صرف اتنا ہی بولا۔۔۔ "بہت
آپ جا سکتی ہیں۔"
"جا رہے ہیں۔ ہمیں کوئی شوق نہیں بے عزتی کروانے کا۔ چلو شفیقہ! بھلائی کا تو زمانہ ہی ختم
وہ دونوں بڑبڑاتے ہوئے چلی گئیں۔
نڈھال سا بابر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔
"امی! ایمن نے ہمیں کہیں کا نہیں رکھا۔"
"تم پریشان نہ ہو۔۔۔" مہرالنسا کو کچھ تو کہنا تھا۔
"کیسے پریشان نہ ہوں۔۔۔ یہ میرے گھر کی پریشانی ہے۔۔۔ باہر کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں
ہے ہر کوئی سوال کرنے کو تیار بیٹھا ہے۔۔۔" وہ تلملاتے ہوئے باہر نکل گیا۔
مہرالنسا کے لیے اپنے متحمل مزاج بیٹے کا یہ رویہ بالکل نیا تھا۔
"اور جب یہ بات خانزادہ وغیرہ تک پہنچے گی تب۔۔۔؟"
اک بڑا سا سوالیہ نشان ان کی نظروں کے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔۔
"تم مر ہی جاتیں تو اچھا تھا۔۔۔" ان کے دل نے بے ساختہ کہا تھا۔

☐ ☐ ☐

"جوجو۔۔۔!"
"ہوں۔۔۔" ایسی چپ تھی کہ کسی کا کسی سے بات کرنے کو جی ہی نہ چاہتا۔ "خودکشی کرنا اتنا ہی آ
جوجو نے اک تھکی ہوئی نگاہ اس پر ڈالی اور پھر سے گردن جھکالی۔
"ایمن نے ایسا کیسے کر لیا۔۔۔ محبت میں ایسی طاقت ہے کہ انسان اس سے دست برداری کے

۔۔" سوال تھے کہ ذہن و دل میں اودھم مچائے جاتے۔ جواب کون دیتا کہ کچی عمر کے منہ زور جذبے اور
واہشیں۔۔۔ انسان کو اس مقام تک لے آتی ہیں۔
شروع ہی سے خود غرض ہے۔۔۔ اس نے کبھی اپنے علاوہ کسی کے بارے میں کچھ نہیں سوچا۔۔۔ ورنہ
ہمیں تو ڈیڈی کے لیے ہی سوچتی۔۔۔" جوجو کے لہجے میں تلخی اتر آئی۔ وہ ہمیشہ موموسے ایمن کے لیے
تھی۔ لیکن آج وہ خود ایمن سے متنفر تھی۔
ایمن کے ساتھ تو جو ہو گا سو ہو گا۔۔۔ ہم پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔۔۔ یہ سوچا ہے تم نے۔۔۔؟"
کیوں۔۔۔؟" مومو نے حیرت سے اسے دیکھا۔
کرے گا سارا زلزلہ۔۔۔ غلط حرکت اس نے کی ہے بے اعتبار ہم ٹھہریں گے۔ اب ہمارا بے ضرر سا
اسی تناظر میں دیکھا جائے گا۔۔۔ ایمن کی اس بے باکی اور جرأت کا اثر ہمارے مستقبل پر ضرور پڑے
بات کی سنگینی کو سمجھو یا نہ سمجھو۔۔۔"
بات سن کر مومو چپ سی ہو گئی۔
دونوں یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟"
سے بابر کی غضب ناک آواز ابھری۔ وہ دونوں بیل کے پاس برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھی تھیں۔
ال نہیں لگتا جو یوں باہر نکل کر بیٹھ جاتی ہو۔۔۔ کرسیاں اٹھا کر سڑک پر بیٹھ جاؤ۔۔۔"
نے کچھ کہنا چاہا۔ جوجو نے اس کا ہاتھ دبا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اس وقت بابر کو جواب دینا بھڑوں
ہاتھ ڈالنے کے مترادف تھا۔
ہو۔۔۔ خبردار جو اب لان کی طرف نظر بھی آئیں۔۔۔"
نے مومو کو یوں دیکھا۔۔۔ گویا کہتی ہو۔ "میں نے نہ کہا تھا۔۔۔" اور دونوں کھڑی ہو گئیں۔
رہی ہر کوئی 'بھگتے' کوئی۔۔۔" مومو اندر تک بڑبڑاتی آئی۔
جواب۔۔۔ ہو گا۔۔۔؟"
کے لہجے میں پنہاں خوف تک پہنچی پھر بے بسی سے کندھے اچکا دیے۔ یہ سوال سب کی آنکھوں
لہرا رہا تھا۔
رسوائی کا خوف۔۔۔
بدنامی کا خوف۔۔۔
تلخ و ترش باتوں کا خوف۔۔۔
کے پاس اس سوال کا جواب تھا۔ وہ تین دن سے اپنے کمرے میں بند سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا
بڑے جوں کی توں واپس آ جاتی۔
گھر میں جلے پاؤں کی بلی کی طرح چکراتیں' برتن پٹختیں اور اپنا غصہ دونوں لڑکیوں پر نکالتیں۔
کھلنے کے ساتھ ہی بے تحاشا روشنی کمرے میں در آئی تو وقارالحسن نے بے اختیار ہاتھ آنکھوں

پر ہاتھ رکھ لینے سے حقیقت نہیں چھپنے والی۔ باہر نکلو' لوگوں کو فیس کرو۔۔۔ تاکہ تمہیں اندازہ ہو۔۔۔
کیا کہہ جاتے ہیں۔۔۔ ذرا ایک نظر کیلنڈر پر ڈال لو۔۔۔ یوں چھپ کر بیٹھنے سے مسئلہ حل ہوتا ہے تو میں
کہتی ہوں۔ اسے سمجھاؤ۔۔۔ یا اس کا گلا گھونٹ دو۔۔۔ کچھ تو کرو۔۔۔ مجھے کیوں عذاب میں ڈالا ہے۔ کب
کو فیس کروں۔۔۔"
جیسے آئی تھیں۔ ویسے ہی چلی گئیں۔ کمرے کی فضا میں ان کی باتوں کی تلخی رہ گئی۔ انہوں نے
ہاتھ ہٹا کر کھلے دروازے سے در آئی روشنی کو دیکھا۔ جوان کے ذہن کی تاریکی کو کسی بھی طرح کم
سے قاصر تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"دروازہ کیوں کھول دیا۔۔۔ مہرالنساء! روشنی اچھی نہیں لگتی۔"
وہ زیر لب بڑبڑائے۔۔۔ پھر کھانے کی ٹرے کو دیکھا۔۔ ٹرے دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا تھا کہ کسر ہے۔۔ اور کھانے کی خواہش بھی کہاں تھی۔ یونہی ایک دو نوالے پانی کے گھونٹ کے ساتھ۔ ہی تھا۔

"ہاں مہرالنساء! ٹھیک کہتی ہو۔۔۔ فیس تو کرنا ہی پڑے گا۔" وہ اٹھ کر باہر نکل آئے۔
باہر دھوپ لشک رہی تھی۔۔۔
انہوں نے برآمدے میں بیٹھی مومو اور جوجو کی باتیں سنیں۔۔۔ پھر بابر کی ڈانٹ بھی۔۔۔
"کیا کچھ بدلنے والا ہے۔۔۔؟" دونوں کو اندر اور بابر کو باہر جاتے دیکھ کر انہوں نے آزردگی سے
کیسی گھمبیر چپ تھی۔
کیسا ہولناک سناٹا۔۔۔
"اب کیا ہو گا۔۔۔؟"
وہی ہولناک سوال ان کا ہاتھ پکڑ کر ایمن کی کھڑکی تک لے گیا۔
ذرا سی کھلی کھڑکی اور ہٹے ہوئے پردے سے وہ بیڈ پر لیٹی ایمن کو دیکھ سکتے تھے۔۔۔ زرد دق ابھری ہڈیاں، سنولائی رنگت ان کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر مسلا۔۔۔
تب ہی اس نے ہچکی لی۔
وقارالحسن ایک طرف ہو گئے اور اس کی سسکیاں کھڑکی کی چوکھٹ سے باہر گرنے لگیں۔
"کیا ہوا۔۔۔؟" پاس لیٹی خدیجہ بی ہڑبڑا کر اٹھیں۔ تین چار دن سے وہ اس کا سایہ بنی ہوئی تھیں
"اے لڑکی! اب کیوں روتی ہو۔۔۔" ان کے لہجے میں بے زاری در آئی۔ جواباً "رونے میں کچھ
"اب کس کا نوحہ پڑھتی ہو۔۔۔"
"آپ بھی مجھے ہی باتیں سنائیں۔۔۔" اس کی درد میں ڈوبی آواز ابھری۔
"میرا کیا ہے۔۔۔ اٹھ کر دنیا کی باتیں سنو تو پتا چلے۔۔۔ دوبارہ گولیاں نہ کھائیں تو میرا نام خدیجہ نہیں بجلی چلی گئی تھی۔۔۔ وہ ہاتھ والی پنکھی جھلنے لگیں۔
ایمن نے ان کے ہاتھ سے پنکھی لے کر دور پھینک دی۔
"کیوں بچایا تھا مجھے۔۔۔ مر جانے دیا ہوتا۔۔۔ ایک ہی بار قصہ ختم ہو تا تو جان چھوٹتی سب کی۔۔۔"
"بالکل ہی دماغ خراب ہو گیا ہے۔ سمجھا سمجھا کر تھک گئی۔۔۔ ایسا کیا جادو کر دیا اس مسٹنڈے
"ہاں ہے وہ مسٹنڈا۔۔۔ بدمعاش۔۔۔ جو مرضی کہیں۔۔۔ لیکن مجھے اپنی زندگی اسی کے ساتھ گزارنی
"تم جیسی بیٹیاں تو پیدا ہوتے ہی مر جائیں تو اچھا ہے۔۔۔ سمجھا سمجھا کر دماغ پولا ہو گیا۔ پر وہی ٹانگ۔۔۔"

"تو نہ ہسپتال لے کر بھاگتے۔۔۔ یہیں دفن کر کے بھول جاتے کہ کوئی ایمن بھی تھی۔ زندہ رہی وقت انکار کروں گی۔۔۔ پھر سنبھال کر بیٹھے رہیں اپنی نام نہاد عزتیں۔۔۔" وہ آہستگی سے برآمدے گئے۔۔۔

سرخ روش پر قدم ٹیڑھے میڑھے سے پڑ رہے تھے۔۔۔ گیٹ کھول کر باہر نکلے تو قدموں تلے جا تھے اور سر پر آگ برساتا آسمان۔۔۔ ان کی بے دھیانی کی گود میں کھٹ سے وہ صبح آ گری۔۔۔ جب ا ٹکراؤ ہوا۔ جاگنگ سے واپسی سے اس کا پرکشش چہرہ وقارالحسن کی ساری توجہ کھینچ لیتا۔ کالج یونیفا بانہوں کے گھیرے میں کتابیں لیے وہ ہر روز خوشبودار جھونکے کی طرح چھو کر گزر جاتی۔
موڑ مڑتے ہوئے وہ اس سے جان بوجھ کر نہ ٹکرائے تھے۔
وہ لڑکھڑائی۔۔۔ کتابیں نیچے جا پڑیں۔۔۔ دونوں نے ایک ساتھ بیٹھ کر کتابیں اٹھانا چاہیں۔

ملوں کی شناسائی لفظوں میں ڈھلی۔
مرا کی سبز آنکھوں سے اک نظر انہیں دیکھا اور کتابیں اکٹھی کرنے لگی۔
سن ہوں۔۔۔"
ھی نگاہ میں باندھ گئی۔
فی سے کتاب پر فائل رکھ کر کھڑی ہو گئی۔ جس پر اس کا نام جگمگا رہا تھا۔
ان کی محبت پروان چڑھی۔
کر کی تو چونکے۔ سامنے وہی دروازہ تھا۔ جس کے سامنے کھڑے ہونے پر وہ بے اختیار منتیں

بھی رسوائی کا سامان نہ کریں۔"
خوردہ دیمک زدہ دروازہ سامنے تھا اور وہ اس دروازے کے دوسری طرف سارا کے باپ کے
۔ میز پر لوازمات کا ڈھیر پردے کے پیچھے بے قرار آہٹیں اور وہ شخص کہہ رہا تھا۔
مہیں آتا۔ تین بچوں اور بیوی کے ہوتے ہوئے آپ کو شادی کی ضرورت کیوں محسوس
اور آپ کی عمروں میں فرق۔۔۔ یوں بھی میری بیٹی ابھی پڑھ رہی ہے۔ اسے رشتوں کی کوئی کمی بھی

رنے سے قبل ایک بار سارا سے ضرور پوچھ لیں۔۔۔" وقارالحسن کے لہجے نے کچھ جتایا۔
مر کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔۔ لیکن وہ بے حد تحمل سے کہہ رہا تھا۔
ناوانی کرے تو میں کیا اس کا ساتھ دوں گا۔۔۔؟ آپ جا سکتے ہیں۔۔۔"
تلے بہنے لگا۔ جلتا ہوا سورج سر میں آگھسا۔ ہوا سے دروازہ چرچرایا تو وہ گھبرا کر مڑے۔
تے پر لانے والے کون تھے۔۔۔ آپ۔۔۔)
یں اس طرح۔۔۔ مجھ سے بات تو کریں۔۔۔ یوں بے رخی کی مار تو مت ماریں۔۔۔ میں بالکل ہی

۔ نہیں کر رہی تھی۔
وہی نالا بہتا پانی، وہی گھنے درختوں کی چھایا۔ گھر کے دروازے پر کھڑا ہونے سے روکنے والی ان
۔ بیٹھی تھی۔ اسے اس مقام تک لانے والا کون تھا۔۔۔؟
پ نے میری انسلٹ کی۔۔۔"
یں تب وہ تو صرف۔۔۔"
یں میرے بارے میں پہلے کیوں نہ بتایا۔۔۔ اب انہوں نے صاف منع کر دیا ہے۔ اب کیا

۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔" ٹوٹی پھوٹی سسکیاں نہر کے کنارے بکھرنے لگیں۔
۔۔۔"
بھری آنکھوں میں ہلکا سا خوف امڈ آیا اور وقارالحسن نے اسے بازوؤں سے تھام کر اپنے مقابل

ما۔ تمہارا ہے۔۔۔"
باپ سے اس وقت کتنی نفرت محسوس ہو رہی تھی کہ جی چاہتا سارا کے لبوں سے صرف ایک
۔۔۔"
پیچھے ہٹ گئی۔
مجھے بھول جائے۔۔۔" محسوس ہوتی سفاکی سارا کو دہلا گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"خدا کے لیے ایسے مت کریں۔"
"شام کو تمہارا انتظار کروں گا۔۔۔ آنا چاہو تو میری بانہیں اور گھر کے دروازے کھلے ملیں گے۔"
وہ اسے سوچنے کے لیے معمولی سا وقت بھی نہ دینا چاہتے تھے۔
درختوں میں چھپا کوئی پرندہ زور سے چلایا۔
وہ تیزی سے واپسی کے لیے مڑے۔
"کیوں؟ ایک چیز کو آپ اپنے لیے جائز سمجھتے ہیں تو میرے لیے کیوں نہیں میں نے بھی
نے کیا' پھر مجھ پر الزام کیوں؟ مجھے طعنے کیوں۔۔۔؟"
"وقت بدل گیا ہے وقار الحسن۔۔۔!"
انہوں نے اپنے قدموں سے لپٹی شکستگی و بے بسی کو پوری طرح محسوس کیا۔
"غور کرو۔ یہ وہی بے بسی ہے جو تم سارا کے باپ کی آنکھوں میں دیکھنا چاہتا تھا آج تم
کھڑے ہو۔۔۔ اتنے ہی تنہا' اتنے ہی بے بس۔۔۔ تو اب کیا کرو گے۔۔۔؟"
گھر کا گیٹ سامنے تھا۔۔۔ وہ کھولتے کھولتے رک گئے۔
(زندہ رہی تو عین نکاح کے وقت انکار کروں گی۔ پھر سنبھال کر بیٹھے رہیں اپنی نام نہاد عزت)
ان کے ہاتھ پہلو میں گر گئے۔
"کاش میں یہاں سے بھاگ سکوں۔"
(آنکھوں پر ہاتھ رکھنے سے حقیقت نہیں چھپنے والی۔ باہر نکلو۔ لوگوں کو فیس کرو۔")
گاڑی آ کر رکی۔۔۔
("اسے سمجھاؤ یا اس کا گلا گھونٹ دو۔۔۔ کچھ تو کرو۔")
"السلام علیکم بھائی صاحب۔۔۔!"
وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہل سکے۔

کمرے میں پھیلی بے معنی باتوں کے عقب میں اک گمبھیر خاموشی تھی۔ جسے سب پورا کر رہے تھے۔
پھر یہ بے معنی باتیں بھی ختم ہو گئیں۔۔۔ ایک جملے سے دوسرے جملے تک کا وقفہ طویل
ڈرنکس کے ٹھنڈے ٹھار گلاس جوں کے توں پڑے تھے۔ حاضرین خوامخواہ پہلو بدلتے اور دیکھنے لگتے۔
تب ہی فائزہ نے وہ سوال کیا جس سے مہر النساء ڈرتی تھیں۔
"ایمن کہاں ہے۔۔۔؟" خدیجہ بی اور مہر النساء نے ایک دوسرے کو دیکھا۔
"اپنے کمرے میں۔۔۔" مہر النساء نے اتنی آہستگی سے جواب دیا کہ وہ بمشکل سن پائیں۔
"مجھ سے ملنے بھی نہیں آئی۔۔۔" آج فائزہ کا لہجہ بدلا ہوا تھا۔
"اس کی۔۔۔" مہر النساء نے بمشکل تھوک نگلا۔ "طبیعت ٹھیک نہیں۔"
"کیا ہوا طبیعت کو۔۔۔؟" "بخار' شاید لو لگی ہے۔۔۔"
"شاید۔۔۔" فائزہ نے چبھتی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔ "ڈاکٹر کے پاس لے کر نہیں گئے۔۔۔؟"
"لے گئے تھے۔ اس نے میڈیسن دے دی ہے۔ فائزہ! آپ نے کولڈ ڈرنک تو لی ہی نہیں"
"میں پہلے ایمی سے مل لوں۔۔۔"
خدیجہ بی اور مہر النساء گڑبڑا گئیں۔
"وہ شاید سو رہی ہے۔۔۔"

... وا اسے دوا کھلائی تھی۔ بیچاری ساری رات جاگتی رہی' ابھی ابھی تو آنکھ لگی ہے۔ تب
... " خدیجہ بی نے جلدی جلدی جواب دیا۔ فائزہ جو کھڑی ہو چکی تھیں۔ طویل سانس لیتے

... بہ زیادہ ہی خراب رہنے لگی ہے۔ خاص طور پر جب سے اس کی شادی کی ڈیٹ فکس ہوئی

... ہوا تھا۔
... چھوڑنے کا دکھ تو ہوتا ہی ہے۔۔۔" خدیجہ بی نے جلدی سے کہا۔
... نے کا کتنا دکھ ہو سکتا ہے۔ یہ بات میں اچھی طرح جانتی ہوں۔۔۔ ایمن کی کوئی بھی فیلنگز مجھ
... نہیں۔۔۔ آخر وہ بچپن سے۔۔۔ مہر کے آنے سے بھی پہلے سے میرے گھر آ جا رہی ہے۔ آپ تو
... ں۔"
... بے اختیار اثبات میں سر ہلایا۔
... مجھے لگتا ہے بہت کچھ بدل گیا۔ میں لوگوں سے بہت کچھ سن کر آ رہی ہوں۔۔۔ بہتر ہے اب
... ال جائے۔۔۔ ایمن نے خود کشی کیوں کی مہر؟ کیا وہ عفان سے شادی کرنا نہیں چاہتی؟"
... ن فائزہ کا چہرہ دیکھنے لگیں۔
... لوگ تو بے پر کی اڑاتے ہیں۔۔۔ اندھیرا تھا اس لیے بچی کو خبر نہ ہوئی۔۔۔ وہ۔۔۔"
... بہ نیند کی گولیاں کھائی تھیں۔۔۔ بے وقوف مت بنائیں۔۔۔ اب اصل بات کھول کر بتا دیں۔۔۔ دو
... دو خاندان تباہ ہوں گے۔۔۔ یہ رشتے زبردستی نہیں نبھا کرتے۔۔۔ نہ ہی زبردستی گھر بنا کرتے ہیں
... وقت کسی نہ کسی طرح ٹال بھی دیں۔ تب بھی کل کیا ہو گا؟ جس رشتے کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہو وہ
... پہنچے گا۔۔۔ کسی بڑے نقصان سے بچنے کے لیے چھوٹا نقصان برداشت کر لینا آسان ہو گا۔ میں
... ے ساتھ کہہ رہی ہوں۔۔۔ میں عفان جیسے بے ضرر اور مخلص انسان کے ساتھ زیادتی نہ کر سکوں گی
... بھی اس گھر میں جا رہی ہے۔ ایمن کی وجہ سے اس پر کوئی آنچ آئی تو۔۔۔"
... کہنا کیا چاہتی ہیں؟"
... عفان کے ساتھ شادی پر راضی نہیں تو آپ کو زبردستی نہیں کرنی چاہیے۔" انہوں نے دو ٹوک

... کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔"
... تھی۔ اب نہیں رہی۔۔۔ اب تو معاملہ صاف ہو رہا ہے۔۔۔ اب تو۔۔۔"
... میری بات تو سنیں۔" مہر النساء نے پھر کچھ کہنا چاہا۔
... ایمن کی نادانیوں کو نظر انداز کیا ہے۔۔۔ لیکن اب احساس ہو رہا ہے۔ ایمن کی ہمدردی میں
... زیادتی کر رہی ہوں۔ آپ نہیں جانتیں۔۔۔ میں کس مشکل ہوں۔۔۔ کل کو شادی کے بعد
... مجھے موردِ الزام ٹھہرائیں گے۔۔۔ عفان کے دل میں ایمن کے حوالے سے پہلے ہی شک
... جتن نہیں کیے کہ اس کا دل صاف ہو جائے۔۔۔ اب اور کیا۔۔۔"
... کرنے کی ضرورت نہیں۔"
... آواز پر سب چونکیں۔۔۔ کسی انہونی کے احساس سے مہر النساء اپنی جگہ کھڑی ہو گئیں۔
... زبردستی گھر نہیں بنتے۔۔۔ دلوں میں گڑے شک آسانی سے نہیں نکلتے۔"
... دو قدم آگے بڑھ کر کہا۔۔۔ ان کے ساتھ اندر آتے بابر نے بے حد غور سے ان کا چہرہ دیکھا۔
... بات سمجھنے کی کوشش کریں۔ میں کسی بھی بدمزگی کے بغیر۔۔۔"
... کہنا چاہا۔۔۔ وقار الحسن نے رسانیت سے ان کی بات قطع کی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"بدمزگی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔ اپنا سکہ ہی کھوٹا ہو تو ہم کسی کو کیا الزام دیں۔۔۔ یہ بدنامی کا طوق ہمارے گلے میں ہماری ہی اولاد کے ہاتھوں پڑا ہے۔۔۔ اس کا بوجھ ہم ہی کو اٹھانا ہے، اس میں حصے دار بننے پر مجبور نہیں کروں گا۔"

یہ سب کہتے ہوئے وہ کتنے بے بس، لیکن کتنے ہمت والے لگے تھے۔

فائزہ پرس اٹھا کر باہر نکل گئیں۔

"یہ تم نے کیا کیا وقار پتر!"

بہت دیر کے بعد خدیجہ بی بولنے کے قابل ہوئیں۔

"جو مجھے کرنا چاہیے تھا۔" وہ تھکے تھکے سے انداز میں صوفے پر گر گئے۔

"لیکن۔۔۔"

"اپنی عزت کے جنازے کو خود ہی کندھا دینے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔ اس نے فیصلہ سنا دیا، فیصلہ قبول کیا اب اس میں خسارہ ہے یا فائدہ اسے خود بھگتنا ہوگا۔"

"مطلب طاہر محمود۔۔۔" مہرالنساء کی سرگوشی نما آواز ابھری۔

"بابر!" انہوں نے خود کو کمپوز کر کے اسے پکارا۔

"جی ڈیڈی۔۔۔!" وہ ان کے عقب ہی میں کھڑا تھا۔

"اسے بلا لاؤ۔ یہ قصہ بھی پاک ہو۔"

"ڈیڈی۔۔۔!" بابر نے احتجاج کیا۔

"اگر میں یہ بے عزتی برداشت کر گیا تو تم کیوں نہیں۔"

بابر لب بھینچ کر رہ گیا۔

"جاؤ بابر بیٹا! دیر نہ کرو۔"

بابر چپ چاپ باہر نکل گیا۔

کمرے میں موت کا سا سناٹا چھاتا چلا گیا۔

☆ ☆ ☆

"اٹھ جاؤ اب۔۔۔ رقص کرو، جشن مناؤ۔۔۔ اچھلو کودو، شادیانے بجاؤ۔۔۔ سہیلیوں کو بلاؤ تمہا... گائیں۔۔۔ جو حسرتیں دل میں دبائے بیٹھی ہو سب نکال لو۔۔۔ اب کاہے کا ماتم۔۔۔ اٹھو وہ ہونے... چاہتی تھیں۔"

خدیجہ بی نے اس کے اوپر سے چادر کھینچی۔

"کیا بولے جا رہی ہیں۔" ایمن نے بے زاری سے پوچھا۔ جواباً وہ کارپٹ پر بیٹھ کر زور زور... ان کا بوڑھا وجود بھنور میں پھنسی کشتی کی طرح ہچکولے کھا رہا تھا۔ ایمن نے کہنیوں کے بل او... دیکھا۔

"بی بی کیوں۔۔۔؟"

"تمہارا باپ مر گیا ہے۔۔۔ اب روؤں بھی نا۔"

ایمن ایک دم اٹھ بیٹھی پھر جھڑک کر بولی۔

"فضول مت بولیں۔"

"تمہیں کیا فکر۔۔۔ تم نے تو خود اس کے مرنے کا سامان کیا ہے۔۔۔ ہائے اس کی آنکھیں۔۔۔ ہا... کیوں لے گئے تمہیں ہسپتال۔۔۔ مر جاتی تو اسی آنگن میں دفن کر کے ایک ہی بار رو لیتے۔۔۔ یہ اس کا نصیب نہ بنتا۔ ہائے کیسی بے بسی تھی وقار کے چہرے پر۔۔۔ میں تو کھڑے کھڑے مر گئی۔۔۔ ک...

...ے چہرے پر مل کر کیسے ڈھٹائی کے ساتھ بیٹھی ہے۔ میں کیوں آگئی یہ سب دیکھنے کے لیے۔"

...لے نے ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔

...پاٹ چہرے کے ساتھ یہ سب سنا اور دوبارہ لیٹ گئی۔

...وں کی طرح لیٹی ہو۔"

...کر دھمال ڈالوں۔" وہ زہر خند لہجے میں گویا ہوئی۔

...الو تمہاری تو تمنا پوری ہو گئی۔ باقی سارا گھر جائے بھاڑ میں۔" انہوں نے دوپٹے سے چہرہ صاف کیا

...نے اور رواں لیے نے دل کا بوجھ ضرور ہلکا کر دیا تھا۔

...ابھی باتیں کر رہی ہیں۔"

...اب تو ساری باتیں سلجھ گئیں۔۔۔ آئیں تمہیں مائرہ اماں۔۔۔ انکار کر گئی ہیں۔"

...وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔ بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

...ے خودکشی کے چرچے گھر گھر ہوں گے کون شریف گھرانا بہو بنائے۔"

...مال ہیں۔۔۔"

...۔۔۔ ایسی بے حیائی۔" انہوں نے کلے پیٹ لیے۔

...میں کریں۔۔۔ پہلے اصل بات بتائیں۔" ایمن نے تیوری چڑھا کر کہا۔

...بابر۔۔۔ تمہارے اس ہوتے سوتے کو بلانے۔"

..."

...ماسٹر۔۔۔"

...یوں بلانے گیا ہے؟" اس کی تو پوری حسیات بیدار ہو گئیں۔

...اج پڑھا کر یہاں سے دفع نہیں کرنا!" خدیجہ بی نے گویا آنکھیں ہی ماتھے پر رکھ لی تھیں۔

...مان گئے؟" ایمن کو یقین ہی نہ آیا۔

...ے فیصلے کا حق دیا تھا؟۔۔۔ تم نے تو فیصلہ سنا دیا تھا۔"

...تو بابا نے کیا ہے۔۔۔؟" بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

...اللہ کروں۔"

...ے آہستگی سے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگالی۔

...بے اعتبار تھی۔

...گئی۔"

...میرا ہونے جا رہا ہے؟"

...یاب ہونے لگیں۔"

...خدا! میں کیسے تمہارا شکر ادا کروں۔۔۔"

...یاہ جنگل میں امید کا پھول کھلا۔۔۔ اس کی خوشبو کو محسوس کرتے وہ کسی اور کے بارے میں سوچنا ...ے رشتے اور انہیں دی جانے والی اذیت کا خیال تک نہ آیا۔

...مزاج تھی یا خود غرضی کی انتہا۔

...نی تھی۔

☆ ☆ ☆

...مرے میں یہاں وہاں چکراتی پھر رہی تھی۔ پھر کھڑکیوں میں جا کھڑی ہوئی۔ بابر کا دور دور تک نام و...

...یا۔۔۔" انگلیاں چٹخاتے ہوئے وہ زیر لب بڑبڑائی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

خدیجہ بی اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھیں۔
"خدیجہ بی! بابر کب گیا تھا؟" اس نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"توبہ' الٰہی بے حیائی' ایسی بے شرمی۔۔۔" وہ زیر لب بڑبڑانے لگیں۔
"یا اللہ! طاہر گھر پر ہی ہوں۔۔۔" ایک ہی دعا بار بار لبوں پر مچلتی رہی۔
تب ہی بابر چلا آیا۔۔۔ روش عبور کر کے وہ برآمدے میں آیا تو نگاہ اس کی کھڑکی کی طرف اٹھ پڑتے ہی اعصاب تن گئے۔ ایسی لپک تھی اس کی آنکھوں میں کہ ایمن بے اختیار کھڑکی سے ہٹ کر خدیجہ بی کے پاس آ گئی جو اب تک قالین پر سر پکڑے بیٹھی تھیں۔
"بابر آ گیا ہے۔"
"تو میں کیا کروں۔"
"جا کر پتا تو کریں۔"
ایمن کی ڈھٹائی پر خدیجہ بی کا جی چاہا۔۔۔ کس کر دو تھپڑ اس کے چہرے پر دے ماریں۔۔۔ وہ گم ہو گئیں۔
"اکیلے آئے ہو۔۔۔؟" وقار الحسن نے سوال کیا۔
"گھر پر کوئی نہیں۔۔۔ بہت دیر تک کھڑا رہا۔۔۔ مگر۔۔۔ شام کو جاؤں گا۔" بابر نے آہستگی سے
"اچھا۔۔۔" وہ چپ سے ہو گئے۔ "شام کو ضرور جانا۔"
"ڈیڈی! آپ۔۔۔ آپ یہ ٹھیک نہیں کر رہے۔"
"تو ٹھیک کیا ہے بابر۔۔۔؟" وقار الحسن نے الٹا سوال کیا۔ بابر سر جھکا کر ہونٹ کچلنے لگا۔
"ہمارے پاس اور کوئی رستہ نہیں۔۔۔" انہوں نے بے بسی سے کہا۔۔۔ پھر اٹھے' ہولے ہولے اور اپنے کمرے میں چلے گئے۔
خدیجہ بی نے جا کر ایمن کو بتایا۔
"کہاں گئے ہوں گے۔" وہ اضطراری انداز میں انگلیاں چٹخانے لگی۔
"شام تک پتا چل ہی جائے گا۔ کس بات کی بے تابی ہے۔"
"شام۔۔۔" ایمن نے میلوں فاصلے پر کھڑی شام کو سوچا۔۔۔
دوپہر اپنی جگہ ٹھہری سی گئی۔۔۔ گھڑی کی ٹِک ٹِک کو ایمن نے دل کی دھڑکن کے ساتھ گنا۔ ۔۔۔ سے پہلے کچھ اور نہ ہو جائے۔

☼ ☼ ☼

طارق جمال ہکا بکا وقار الحسن کی پشت دیکھتا رہ گیا۔ جو اپنی بات کہہ کر کھڑکی میں جا کھڑے ہوئے۔ نگاہیں ٹاہلی کے گھنے چھتناروں میں نجانے کیا تلاشتی تھیں۔۔۔ جن کی پھننگوں پر زرد شام اتر رہی تھی۔
ڈوبتا سورج آسمان کے کنارے جلانے لگا اور طارق جمال نے سوچا اسے یقیناً "کچھ مغالطہ ہوا ہے" انہوں نے وہ نہیں کہا جو اس نے سنا ہے۔
"آپ نے ابھی کیا کہا وقار بھائی؟" اس نے تصدیق کے لیے دوبارہ پوچھا۔
وقار الحسن نے دوبارہ وہی سوال اس کے سامنے میز پر دھری چائے کی پیالی' کیک کی پلیٹ۔۔۔ کیک پر مکھی بھنانے لگی اور چائے سے اٹھتی بھاپ ٹھنڈی ہو کر پیالی کے کناروں پر جم گئی۔
طارق جمال اب بھی منہ پھاڑے وقار الحسن کو دیکھ رہا تھا۔
"تمہیں اختیار ہے۔ چاہو تو انکار کر دو۔"

...لی ...آواز لہجہ مضبوط تھا۔ بس یہ تھا کہ وہ اس سے آنکھ نہ ملا رہے تھے۔
...اس سے شادی کرو گے۔۔۔؟"
...اس کے حق میں ہونے جا رہی ہے۔۔۔ پھر سے الٹ نہ جائے۔ خدیجہ بی وہیں قالین پر منہ ڈھانپ کر

...دالانوں پر چمکتی دھوپ مدھم ہوئی۔
...رنگ کائنات پر بکھرنے لگے۔
...کا سفر شروع ہوا۔ تو ایمن نے بابر کو باہر جاتے دیکھا۔ کمرے میں خدیجہ بی نہیں تھیں۔
...تھا یا کمرے میں گھٹن ایمن گھبرا کر باہر نکل آئی۔
...ٹوٹی نہ تھی۔ ہوا ابھی بند تھی۔
...فرما' طاہر کہیں گئے نہ ہوں۔۔۔ وہ بابر بھائی کو مل جائیں۔" بابر کی نگاہ سے بچنے کے لیے وہ پہلے ہی
...عقب میں چکرا رہی تھی۔۔۔ وقار الحسن کو آتے دیکھا تو بالکل ہی درخت کی اوٹ میں ہو گئی۔
...نا نہیں کر سکتی تھی۔ ان کے جھکے ہوئے کندھے' قدموں کی تھکن دیکھ کر اس کا دل بے اختیار

...کس امتحان میں ڈالا تھا۔۔۔ یہ احساس ابھی ابھی ہوا۔
...ایک کرسی پر آ کر بیٹھ گئے۔ ان کی نگاہیں اپنی ہتھیلیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ جامن کے درخت پر
...اترتے کچی کچی جامنیں نیچے پھینک رہے تھے۔ کہیں کوئی اجنبی پرندہ چیخ اٹھا۔
...چوں۔۔۔ چوں چرچوں مسلسل سرگوشیوں کی طرح ابھری۔
...آ گیا۔ وقار الحسن کو وہاں بیٹھے دیکھ کر وہیں چلا آیا۔
...نے اس کے عقب میں دیکھا اور سوالیہ نظریں بابر کے چہرے پر ٹکا دیں۔
...نہیں ہے۔" بابر کے چہرے پر ان گنت شکنیں تھیں۔
...؟" وقار الحسن کے لہجے میں سینکڑوں خدشے جاگ اٹھے۔

...ڈا۔۔۔

...بابر۔۔۔؟"
...وہ اپنے دادا کا بچا کھچا پیسہ چرا کر انگلینڈ چلا گیا ہے۔"
...کا پورے کا پورا درخت اس کے اوپر آ گرا ہو۔

☼ ☼ ☼

...سکتا ہے۔۔۔؟ وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔۔۔" وہ چلا چلا کر تھک گئی۔۔۔ گھر والوں کی نگاہوں سے
...برساتی۔۔۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی۔۔۔ جس شخص کے لیے ساری کشتیاں جلا ڈالیں
...منزلوں کی کھوج میں نکل گیا۔
...ایسا کیوں ہوتا ہے۔۔۔ خروی میرا ہی نصیب کیوں۔ کوئی تو جائے۔۔۔ اسے ڈھونڈ لائے۔۔۔
...لوٹ آئے۔۔۔ میں نے ساری دنیا کے سامنے خود کو تماشا بنا لیا۔۔۔ صرف اور صرف اس کی
...لیے۔۔۔ وہ کیسے مجھ سے دستبردار ہو کر چلا گیا۔
...طاہر لوگوں کے طعنے مجھے معتوب کر گئے ہیں ان کی نفرت مجھے مار ڈالے گی میں نے تو سب کچھ داؤ پر لگا
...کی محبت و ہمدردی باپ کی غیرت اپنی عزت ایک صرف تمہارے لیے۔ تم مجھے کیسے راستے میں چھوڑ
...میں خالی ہاتھ' ننگے پاؤں اس کانٹوں بھرے رستے پر دوڑتی جا رہی ہوں۔۔۔ آؤ میرے خون آلود نقش پا
...اس ہجوم کو دیکھو۔۔۔ یہ میری طرف بڑھ رہا ہے۔ ان کے ہاتھ خالی نہیں یہ مجھے سنگسار کر دیں گے۔۔۔ بچا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

لوطاہر! آجاؤ ابھی تو وقت بدلنے لگا تھا یوں راہ میں مت چھوڑ کر جاؤ۔"
وہ لاکھ چیختی "لاکھ سر پٹختی' جانے والا جا چکا تھا۔ روشن راہوں کی طرف۔۔۔ اسے تو یاد بھی
کون اس کے ساتھ تھا۔۔۔ کسے پیچھے چھوڑ آیا اور کسے اندھیروں کے حوالے کر گیا۔

☼ ☼ ☼

مہرالنسا کمرے میں داخل ہوئیں تو سر چکرا گیا۔
سگریٹ کا دھواں' گھٹن' حبس۔
ایش ٹرے سگریٹ کے بجھے ادھ بجھے ٹکڑوں سے بھری ہوئی تھی۔ پاس پڑی چائے کی پیالی
نے چائے پر جمی سیاہ تہہ کو دیکھا۔ پھر وقارالحسن کو۔۔۔ وہ کرسی پر بیٹھے ایک دم سے بوڑھے
ان کی عمر میں کئی برسوں کا اضافہ ایک ساتھ ہوا ہو۔۔۔ سندپوتے سوچے ہوئے انگلیوں میں
مہرالنسا کو ان پر ترس آنے لگا۔
سچویشن ہی ایسی تھی کہ انہیں وقارالحسن کی بے بسی پر کوئی خوشی نہ ہوئی۔ وہ خود بخود ہی ان
بن گئی تھیں۔
"کیوں خود کو ختم کر رہے ہو وقار!"
انہوں نے ان کے لبوں تک جاتا سگریٹ کھینچ کر دور پھینک دیا۔
وقارالحسن نے سرخ اور بوجھل آنکھوں سے انہیں دیکھا اور سر جھکا لیا۔
"بہت برا ہو گیا ہے مہر۔۔۔" ان کی آواز نے کمرے کے بوجھل پن کو کچھ اور بڑھا دیا۔
"ہاں۔۔۔ بہت زیادہ برا۔" مہرالنسا نے پردے کھینچ کر کھڑکیاں کھول دیں۔۔۔ تازہ ہوا نے
اڑن چھو ہو جانے پر مجبور کر دیا۔
"میں کسے الزام دوں؟" وہ دونوں ہاتھوں میں سر تھام کر کراہے۔ "سانپ نکل گیا۔۔۔
۔ الزام کسی اور پر نہیں مجھ پر ہی دھرو گے! اچھی طرح جانتی ہوں۔" مہرالنسا نے تلخی سے
گویا ہوئیں۔
"شاید میں اچھی ماں ثابت نہیں ہوئی۔"
وقارالحسن نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اور زیرِ لب بڑبڑائے۔
"نہ میں اچھا باپ۔۔۔ اب کیا ہوگا مہر۔۔۔؟" انہوں نے بچوں کی طرح سوال کیا۔
"فون کر کے مہمانوں کو شادی کینسل ہونے کی اطلاع دو۔۔۔ ورنہ پرسوں تک ان کی آمد شروع
ایسا کہتے ہوئے وقارالحسن کو وہ بے حد سفاک لگیں۔
"ہاں تم کہہ سکتی ہو کہ معاملہ میری بیٹی کا ہے۔۔۔ تمہاری بیٹی کا ہوتا تو میں دیکھتا تم تب بھی
مجھے یہ مشورہ دے سکتی تھیں۔" وہ تلخی سے گویا ہوئے۔
"میں نے اپنی بیٹیوں کو اتنا شتر بے مہار نہیں چھوڑ رکھا۔" مہرالنسا نے تیزی سے کہا۔
"میں ایمن کو بھی تمہارے حوالے کر کے گیا تھا۔"
"کسی بھی اختیار کے بغیر۔" مہرالنسا نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔
"ہاں اب مجھے ہی جوتے مارو۔" وقارالحسن کو تاؤ آ گیا۔
"تم لوگوں کی خاطر پردیس میں دھکے کھا رہا تھا۔ چوبیس گھنٹے ڈیوٹی دی۔ کبھی اپنی ذات پر ایک
کیا۔۔۔ پردیس کی صعوبتیں تم کیا جانو۔۔۔ کس کے لیے کیا سب کچھ؟ تمہارے لیے تمہاری اولاد
"صرف میری اولاد نہیں ہے۔۔۔" مہرالنسا ترخ کر بولیں۔ "اور سب کرتے ہیں۔۔۔ فرض
احسان نہیں کیا ہم پر۔۔۔ اور مجھے کیوں کوستے ہو۔ میں نے کہا تھا باہر جاؤ۔۔۔ خود تمہیں ہی شوق

کل تھا۔ جو گھر کا سکھ چھوڑ کر باہر بھاگا۔" وہ حلق کے بل چلائے۔ دونوں پریشان تھے۔۔۔ اپنی اپنی
دوسرے پر نکالتے رہے۔۔۔ غبار نکل گیا تو خاموش ہو گئے۔ وقارالحسن کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر
نے لگے۔ آہٹ پر پلٹ کر دیکھا' وہ کمرے سے نکل رہی تھیں۔
جا رہی ہو؟" وقارالحسن نے بے اختیار پوچھا۔
"۔۔۔
ایسا مت کرو۔"
مہرالنسا نے رک کر سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔
نے طویل سگریٹ کا کش لیا' دھواں فضا میں چھوڑا' کچھ لمبے دھوئیں کو فضا میں معدوم ہوتا دیکھتے
سے گویا ہوئے۔
وہاں مہر۔۔۔! اس نے جو کچھ بھی کہا۔۔۔ میں اب بھی اس کی بہتری کا خواہاں ہوں۔ کیا کروں اولاد

گے۔۔۔؟" مہرالنسا قریب آ کر کھڑی ہو گئیں۔
بھی یہی چاہتا ہوں کہ وہ عزت سے اسی دن اس گھر سے رخصت ہو۔"
عزت؟ ابھی کوئی عزت باقی ہے؟"
پھر نہ کیا مہر۔۔۔! تو شاید کبھی کچھ نہ ہو سکے۔"
نے مہرالنسا کی بات نظر انداز کر دی۔
اسے کنوئیں میں دھکا نہیں دے سکتا۔۔۔ جو کچھ اس نے کیا وہ بھولنا ممکن نہیں۔۔۔ لیکن ابھی بات زیادہ
یاد رکھو' اگر وہ مقررہ تاریخ کو رخصت نہ ہوئی تو ہماری دوسری بچیاں۔۔۔" وقارالحسن کے حلق میں
کیا۔۔۔ یہی وہ پوائنٹ تھا۔ جس نے مہرالنسا کی نیندیں اڑا رکھی تھیں ورنہ ایمن کی انہیں زیادہ پروا تھی

۔۔۔ ذہن میں کیا ہے؟" مہرالنسا نے ان کی بات سمجھنے کی کوشش کی۔
فس' جو اس ارجنٹ شادی پر تیار ہو جائے۔"
"۔۔۔
نے چونک کر پوچھا۔ وہ خاموشی سے باہر جھانکتے رہے۔
نے الجھ کر وقارالحسن کو پھر ان کی نظروں کے تعاقب میں باہر دیکھا۔ اعصاب پر یکدم جیسے کوئی بم آ گرا
اٹھا تھا۔

☼ ☼ ☼

تھی اندر باہر بھانبڑ جل رہے تھے۔ جس کی لپیٹ میں سب ہی آئے۔ چیزوں کی اٹھا پٹخ' مومو اور جوجو کو
ملازمہ کی شامت یونہی خدیجہ بی سے بھی الجھ پڑیں۔
ی ماں کو ہو گیا ہے؟"
نے مومو سے پوچھا۔۔۔ وہ تازہ تازہ کچن سے ڈانٹ کھا کر نکلی تھی۔ چڑ گئی۔
یں اب پتا چلتا ہے کہ کس کو کیا ہوا؟ ایک کا زلزلہ دوسرے پر گر رہا ہے۔"
ایسی آ پڑی ہے۔۔۔ کوئی کرے بھی تو کیا کرے؟" خدیجہ بی بڑبڑائیں۔
آفتیں نازل ہوتی ہی رہتی ہیں۔ آپ زیادہ فکر نہ کریں۔" مومو نے عجیب سے انداز میں تسلی دی۔
مہرالنسا کو کسی کروٹ چین نہ آتا تھا۔۔۔ جی چاہتا بابر کو لے کر کہیں دور بھاگ جائیں۔
معصوم اور غیرت مند نوجوان کہاں ایمن جیسی بدکردار لڑکی۔
ابھی تو ہو' آنکھوں دیکھی مکھی کون نگلے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اور بابر۔۔۔ وہ مان جائے گا؟
"کبھی نہیں؟ وہ تو ایمن کے قتل کے درپے تھا۔۔۔ کیسی قسمیں دے دے کر روکا تھا کہ وہ
رہے۔" دل کو بابر کے ردِ عمل کا سوچ کر تسلی ہوئی۔
"لیکن۔۔۔ وقار الحسن نے اسے مجبور کیا تو۔۔۔" اک نیا خدشہ دل میں ابھرا۔ "بابر تو پہلے
کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔" چیزیں بلا ضرورت اِدھر سے اُدھر رکھتے ہوئے وہ خود ہی سے الجھ رہی
"میں ماں ہوں۔۔۔ بابر کے بارے میں فیصلہ کرنے کا پورا اختیار رکھتی ہوں۔۔۔ میں اپنے
نہیں ہونے دوں گی۔۔۔ صاف انکار کردوں گی۔۔۔ خواہ اس کے لیے مجھے دوبارہ سے گھر در کیوں
انہوں نے فیصلہ کن لہجے میں سوچا اور چولہا جلا دیا۔۔۔ انہیں اب خیال آیا کہ بابر نے ان
ایک پل کے لیے مہر النساء سن سی ہو گئیں۔
وہ کیتلی چولہے پر چھوڑ کر باہر لپکیں۔۔۔ بابر اٹھ کر جا رہا تھا۔
"کیوں بلایا ہے تمہیں؟"
"پتا نہیں جا کر پوچھتا ہوں۔"
"بابر! بات سنو۔۔۔" مہر النساء نے سختی سے اس کا بازو کھینچا۔
"کیا ہو گیا امی؟" وہ لڑکھڑا سا گیا۔
"وہ تمہیں کچھ بھی کہیں۔۔۔ تمہیں ماننے کی ضرورت نہیں۔۔۔ کوئی احسان نہیں کیا انہوں
بھی ہے تو اس کا بدلہ کسی اور طرح بھی اتارا جا سکتا ہے۔ تمہیں قربانی کا بکرا بننے کی ضرورت نہیں
"کیا کہہ رہی ہیں؟" بابر نے حیرت سے ماں کا سراسیمہ انداز دیکھا۔
"تمہیں گھبرانے یا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔ تمہاری ماں تمہارے ساتھ ہے اور
کسی بھی حد تک چلی جاؤں گی۔"
"امی! کیا بات ہے۔۔۔؟" بابر نے سنجیدگی سے ماں کو دیکھا۔
"جاؤ، بات سن آؤ۔۔۔ لیکن میری بات ذہن میں رکھنا۔" انہوں نے بازو چھوڑ دیا تو وہ کندھے
"کیا بات ہے۔۔۔ اتنے غصے میں کیوں ہو؟" اس کی حالت ہی ایسی تھی کہ خدیجہ بی پوچھے بنا
"اگر اس نے اپنی آوارہ بیٹی میرے بیٹے کے سر منڈھنے کی کوشش کی تو میں ایمن کو جان
الٹ ہی پڑیں۔
"ہیں!" خدیجہ بی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔
بابر کی واپسی تک وہ پاگل سی یہاں وہاں پھرتی رہیں۔ وہ جلد ہی واپس آ گیا۔
"کیا کہہ رہے تھے؟" مہر النساء لپک کر قریب گئیں۔
"کچھ خاص نہیں۔۔۔ طارق بھائی کو بلانے کو کہا ہے۔"
"ہوں۔" وہ بے یقینی سے بابر کا چہرہ دیکھنے لگیں۔ پھر سکون کی سانس بھری۔
"اور تو کچھ نہیں کہا؟"
"اور کیا کہنا تھا؟" وہ فون کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ تو مہر النساء ہلکی پھلکی سی ہو کر صوفے پر بیٹھ گئیں۔
بابر فون کرکے مڑا تو اک نیا خیال مہر النساء کے ذہن میں جاگزیں ہو گیا۔
وقار نے طارق جمال کو کیوں بلایا ہے؟

❄ ❄ ❄ ❄

"میری بیٹی سے شادی کرو گے؟"
سوال اتنا اچانک تھا کہ چائے کی پیالی اٹھاتے طارق جمال کا دھیان بھٹک سا گیا۔ چائے چھلک
گئی۔۔۔ اس نے تیزی سے پیالی میز پر رکھ دی اور جیب سے رومال نکال کر ہاتھ صاف کرنے لگا

۔۔۔ جل گیا؟"
۔۔۔ نے ہمدردی سے پوچھا۔۔۔ وہ اس دوران خاموشی سے طارق کا جائزہ لیتے رہے تھے۔۔۔ قبول صورت
۔۔۔ سادہ اور برسرِ روزگار شخص۔۔۔ انہوں نے جتنا عرصہ طارق جمال کے ساتھ گزارا تھا کہیں کوئی خامی نہ
۔۔۔ وں کا فرق نظر انداز کر دیا جائے تو طارق میں کوئی کمی نہ تھی۔۔۔ اور اس پوزیشن میں وقار الحسن عمر
نظر انداز کر سکتے تھے۔
۔۔۔ زیادہ نہیں۔"
۔۔۔ منگواتا ہوں۔"
۔۔۔ ضرورت نہیں۔۔۔" طارق نے روکا پھر جھجکتے ہوئے پوچھا۔ "وقار بھائی! ابھی آپ نے مجھ سے

۔۔۔ سے شادی کرو گے؟"
۔۔۔ اس کے سامنے تھا اور جواب کے لیے ان کا رواں رواں منتظر۔ خاموشی تھی کہ طویل ہوتی گئی۔
۔۔۔ نے اضطراری انداز میں جیب ٹٹول کر سگریٹ نکالا اور اپنی بے تابی اور اضطراب کو دھوئیں میں
۔۔۔ کرنے لگے۔
۔۔۔ عالم بے یقینی میں تھا۔ صبح جب وقار الحسن نے اسے فون کر کے بلوایا تو اس کے وہم و گمان میں بھی
۔۔۔ پروپوزل اس کے سامنے رکھنے والے ہیں۔
۔۔۔ بھائی! اس کی شادی تو طے تھی۔" اس نے تھوک نگلتے ہوئے پوچھا۔
۔۔۔ نہیں ہو رہی۔" انہوں نے مختصراً کہہ کر اک لمبا کش لیا۔ طارق جمال ان کے سپاٹ لہجے پر الجھ
۔۔۔ ذہن میں بہت سے سوال کلبلانے لگے۔ تب ہی وقار الحسن نے آدھا سگریٹ کھڑکی سے باہر اچھالا اور
۔۔۔ بیٹھے۔ شاید وہ خود کو تیار کر چکے تھے۔
۔۔۔! میں اس وقت سخت مشکل میں ہوں۔۔۔ تم جانتے ہو میں کن دقتوں سے چھٹی لے کر بیٹی کو رخصت
۔۔۔ پاکستان آیا ہوں۔ اب۔۔۔ اب جبکہ شادی میں محض دو دن رہ گئے ہیں لڑکے نے۔۔۔" انہوں نے
۔۔۔ سانس بھری۔ "لڑکے نے ایمن سے شادی سے انکار کر دیا ہے۔"
۔۔۔؟" طارق نے پریشانی سے پوچھا۔
۔۔۔ اور شادی کرنا چاہتا ہے۔ گھر والوں نے زبردستی رشتہ طے کیا تھا۔ اب جبکہ شادی میں محض دو دن
۔۔۔ ۔۔۔ اس کے گھر والوں نے معذرت کے ساتھ انکار بھجوا دیا۔"
۔۔۔ ٹھہر ٹھہر کر۔۔۔ سانس لینے لگے گویا طویل مسافت طے کر آئے ہوں۔ انہیں اپنا آپ ایسے
۔۔۔ اپنا کھوٹا مال کھرا کرکے بیچنے کے لیے فراٹے سے جھوٹ بولتا ہے۔
۔۔۔ اپنی عزت اور اس عاقبت نااندیش لڑکی کو تباہی سے بچانے کی کوشش ہے۔۔۔ ڈوبتا آدمی ہاتھ
۔۔۔ گا۔" انہوں نے خود کو تسلی دی۔
۔۔۔ ہمدردی سے دیکھ رہا تھا۔
۔۔۔ بات ہے۔۔۔ انہیں اس طرح دوسروں کی عزت سے کھیلنے کا کوئی حق نہ تھا۔"
۔۔۔ بات چھوڑو۔" وقار الحسن نے تیزی سے اس کی بات قطع کی۔
۔۔۔ میری۔۔۔ اک مجبور و بے بس باپ کی مدد کرو گے؟"
۔۔۔ بھائی! آپ بہت جلدی میں فیصلہ کر رہے ہیں۔" وہ ذرا سا ہچکچایا۔ وقار الحسن کا دل ڈوب کر ابھرا۔
۔۔۔ طارق۔۔۔ ہمارے معاشرے کے رسم و رواج جس لڑکی کی بارات دروازے تک آنے سے قبل
۔۔۔ یہ دنیا والے اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔۔۔ میں کس کس کو جواب دوں گا۔۔۔ کون
۔۔۔ گا۔ میں اپنی بیٹی کو اسی دن رخصت کرنا چاہتا ہوں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

(خدا کے لیے مجھ پر رحم کرو۔۔۔ میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔۔۔ ورنہ زمانے کے سوال کریں گے۔ اس رسوائی کو ہم تک آنے سے پہلے روک دو۔ طارق! میری دو بیٹیاں اور بھی ہیں وہ زندہ درگور ہو جائیں گی۔ زمانے پر راز کھلا تو اسی دہلیز پر بوڑھی ہو جائیں گی۔ کون انہیں بیاہنے آئے گا۔۔۔ ہم سب کو اس دھنسنے سے بچالو۔۔۔ اپنی ہی بیٹی کی نادانیوں کے ہاتھوں لٹ گیا ہوں برباد ہو گیا ہوں۔۔۔ اس سے پہلے کہ سب ختم ہو جائے۔۔۔ طارق، طارق! ہماری مدد کرو۔)

وہ لب بستہ، دونوں ہاتھ کرسی کی ہتھیلیوں پر جمائے امید و بیم کی کیفیت میں طارق کو دیکھ رہے تھے۔ ان کا رواں رواں محو فریاد تھا۔۔۔ اور طارق چائے کی پیالی میں جھانکتا نجانے کیا سوچ رہا تھا۔

"کیا تمہاری زندگی میں کوئی اور ہے؟" انہوں نے بے حد ڈرتے ڈرتے سوال کیا۔

طارق نے یوں ہی نفی میں گردن ہلا دی۔

"وہ کیا سوچ رہا ہے؟"

وقار الحسن نے بے چینی سے سوچا۔۔۔ ان کا بس نہ چلتا کہ وہ طارق کا ذہن پڑھ لیں۔ اس کی مرضی کا رخ دے دیں۔

یہ خاموشی کیوں ہے؟ ایسی بوجھل خاموشی کہ اعصاب پر ہتھوڑے بجاتی تھی۔

اور طارق جمال سوچ رہا تھا۔

"یہ میری کون سی نیکی کا صلہ ہے۔"

اس کے تصور میں وہ لڑکی چلی آئی۔۔۔ جس کے وجود میں نرمل صبحوں کی تازگی تھی۔ ساون کی تیزی۔۔۔ سرما کی خوشگوار ٹھنڈی شاموں کا گلال کھلا تھا۔ وہ آہستگی سے کھنکھارا۔

وقار الحسن کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"وقار بھائی! میری خوش نصیبی ہے۔۔۔ لیکن آپ ایک بار سوچ لیں۔۔۔ میری اور اس کی عمر۔۔۔"

جاں بلب مسافر کے لبوں پر آبِ حیات کے چند قطرے ٹپکے تھے۔۔۔ مردہ لب پھر سے جی اٹھے۔

"یہ سوچنا بیٹی کے باپ کا کام ہے۔ تم صرف یہ سوچو کہ دو دن میں کیا تیاری کرنا ہے۔"

"گاؤں سے چچی اور چچا کو لانا ہو گا اور۔۔۔"

اور کے بعد اسے کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ اس اچانک شادی کے لیے اسے کیا تیاریاں کرنا ہوں گی۔

"تم یہ کام صبح ہی کر لو بلکہ۔۔۔ ابھی گاؤں روانہ ہو جاؤ۔ تمہاری طرف کی سب تیاری میں کر لوں گا۔"

انہوں نے پر شفقت انداز میں اس کا کندھا تھپتھپایا۔

"جی اچھا۔" وہ اپنے آپ کو ہونق سا محسوس کر رہا تھا۔

"میں تمہارے لیے گرم چائے بھجواتا ہوں۔"

وقار الحسن اٹھ کر چلے گئے۔

طارق گم صم سا بیٹھا تھا۔

وقار الحسن نے ایمن کو بلایا تھا۔

وہ خالی خالی نظروں سے جوجو کو دیکھنے لگی۔۔۔ اس کی نگاہوں کے خالی پن سے جوجو کو خوف سا آیا۔

"ڈیڈی باہر ہیں۔" وہ نظریں چراتے ہوئے چلی گئی۔ ایمن تنویمی کیفیت میں اٹھ کر باہر آ گئی۔ وہ وہیں بیٹھے سگریٹ پھونک رہے تھے۔

ایمن خاموشی سے ان کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

وقار الحسن نے اس کی آمد کو محسوس کیا۔ مگر دیکھا نہیں۔

بہت سے لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے۔ پھر وہ آہستگی سے گویا ہوئے۔

بہت چھوٹی سی ہوا کرتی تھیں۔۔۔ میرے کندھے سے لٹک کر فرمائشیں کیا کرتی تھیں۔۔۔ پتا نہیں وہ ننھی گڑیا کہاں کھو گئی۔۔۔ خبر بھی نہ ہوئی تم اتنی بڑی ہو گئی کہ اپنے فیصلے خود کرنے لگیں۔۔۔ اور میں سمجھتا رہا تم ابھی وہی ایمن ہو۔۔۔ جو کچھ ہو گیا ایسا نہیں ہے کہ میں بھول جاؤں لیکن۔۔۔" انہوں نے اک سرد آہ بھر کر بات بدلی۔

"ہو تم میری۔۔۔ چاہوں بھی تو تم سے بے اعتنائی نہیں برت سکتا۔۔۔" ایمن سر جھکائے ساکت سی کھڑی تھی۔

"جو فیصلے تم نے کیے۔۔۔ اس کا بھگتان تمہارے ساتھ ساتھ پورے گھر کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔۔۔ میں نے تمہارا رشتہ ایک بہت شریف اور عزت دار گھرانے میں طے کیا تھا۔۔۔ تمہاری مرضی اور خوشی کے عین مطابق۔۔۔ تمہاری مرضی اور خوشی کب بدلی۔۔۔ میں نہیں جانتا۔۔۔ تم نے وہ دکھ دیا ہے کہ ساری عمر اس کا داغ میرے دل میں رہے گا۔۔۔ پھر بھی خود پر جبر کر کے بدنامی کا طوق گلے میں ڈال کر میں نے وہ کرنا چاہا جو تم نے پسند کیا۔۔۔ لیکن ہوا نصیب۔۔۔ نصیب سے کوئی نہیں لڑ سکتا۔ اتنی بات تمہیں سمجھ میں آ جانی چاہیے۔" انہوں نے سگریٹ بجھا کر دوسرا سلگا لیا۔

"میں تمہارا باپ ہوں۔۔۔ پھر بھی التجا کر رہا ہوں۔۔۔ خود کو بچا لو۔۔۔ زندگی اتنے مواقع کسی کو نہیں دیتی۔"

انہوں نے نظروں کا زاویہ بدل کر پہلی بار ایمن کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا۔

"میں تمہارا نکاح طارق جمال کے ساتھ کر رہا ہوں۔"

انہوں نے ذرا رک کر اس کا ردِ عمل دیکھنے کی کوشش کی۔

ایمن کا سر کچھ اور جھک گیا تھا۔

"چاہو تو نکاح کے لیے تیار ہو جانا اور اگر چاہو۔۔۔ تو باپ کا جنازہ پڑھنے کے لیے۔۔۔ چوائس اب بھی تمہاری ہے۔"

فیصلہ اس کے ہاتھ میں تھا۔

مگر وہ خالی ہاتھ تھی، بالکل تہی داماں۔

اس نے اپنے سارے پتے کھیل لیے تھے۔

ہار اس کا نصیب تھی۔

یہ بات وقار الحسن بھی جانتے تھے۔ تب ہی تو یہ بازی کھیلنے چلے تھے۔

ایمن نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپایا اور وہیں نیچے بیٹھ کر رونے لگی۔

وقار الحسن نے اضطراری انداز میں سگریٹ کے کئی کش کھینچے۔ وہ اٹھ کر اس کے قریب نہیں آئے۔ انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ بھی نہ رکھا، خاموشی سے اس کی سسکیاں سنتے رہے۔ ایمن نے سارے مان اپنے ہاتھوں توڑے تھے۔

وہ یہ بھی نہ کہہ سکتی تھی کہ یہ بہت جلدی ہے۔ ابھی تو موسم گریہ ہے۔ اسے ماتم کرنا ہے، کھل کر رونا ہے۔

سود و زیاں کا حساب کرنا ہے۔

سنبھلنے کا موقع تو دیتے۔

"بولتی ہو یا نہیں۔۔۔؟" وقار الحسن کی سرد آواز ابھری۔

اسے کچھ نہیں کہنا تھا۔ صرف سر جھکانا تھا۔

اگر وہ والدین کی اطاعت میں جھکاتی تو شاید سکھ کے موسم اس کا مقدر رہتے۔

وہ صرف مجبور ہو کر جھکی تھی۔

❖ ❖ ❖

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جامن کی شاخیں پھیل کر املتاس کے پیڑوں سے ہم آغوش ہو رہی تھیں۔ یوں لگتا املتاس نے جامن کی شاخوں سے بانٹ لی ہے۔ ان ہی پیڑوں پر کبھی کبھی اک ابابیل آیا کرتی تھی۔ مگر عرصہ ہوا رستہ بھول گئی۔ اب اجنبی پرندہ ہلکی اور پژمردہ آواز میں اس سنسان ڈھلتی دوپہر کے سینے میں کوشش کر رہا تھا۔

زرد پھولوں کے عقب میں چھلکتے شفاف آسمان کی نیلاہٹ پر سفید روئی کے گالے سی بدلیاں ہو گئیں۔

اس کے شعوری سنسان گرم دوپہروں میں اس کا بچپن کھیلتا تھا۔ تب ہی پیڑوں میں چھپا اجنبی پرندہ اور پھُر سے اڑ گیا۔ عقب میں جالی کا دروازہ کھلا۔ آوازیں بھنبھناہٹ کی شکل میں اس تک آئیں ہو گئیں۔

"امی! کیا کر رہی ہو۔۔۔؟" جوجو نے آہستگی سے پوچھا۔ وہ خاموشی سے بیل سے گرتے پھول کرنے لگی۔ یہ اک لاشعوری عمل تھا۔

"اندر آؤ۔۔۔ مہمان تمہارا پوچھ رہے ہیں۔"

یہ بھی غنیمت تھا کہ مہمان بہت کم تھے جن میں لڑکیوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟"

"بس یونہی۔" جوجو سے کوئی بات نہ بن پائی۔ یہ کیسی شادی تھی کہ وہ اس حوالے سے بات کرتے ڈرتی تھی۔

"میں کچھ دیر یہاں بیٹھوں گی۔" ایمن نے مدھم لہجے میں کہا۔

"کاش! یہ سب اس طرح نہ ہوتا۔ مومو ٹھیک کہتی ہے۔ اس گھر میں خوشی بھی ماتم کرتے ہوئے جوجو کو اس کی چپ سے خوف آتا تھا۔

ایمی خاموشی سے ہتھیلیوں پر پھول مسلتی رہی۔ پھر دونوں ہاتھ پھیلا کر دیکھا۔

وہی بے رنگ ہتھیلیاں۔

اس کی آنکھوں میں مایوسی خودرو گھاس کی طرح اُگنے لگی۔

"ایمی۔" جوجو کی پکار میں ترس و ہمدردی کا عنصر نمایاں تھا۔

"آؤ۔۔۔ مہندی لگا دوں۔"

ایمن بے اختیار ہنس دی۔ کیسی روتی ہوئی ہنسی تھی۔

"پاگل ہو گئی ہو۔۔۔" جوجو کو اس کی ہنسی سے وحشت ہونے لگی۔

"پاگل کہاں؟ ابھی تو عشق کے امتحان اور بھی ہیں۔ جاؤ ان ہتھیلیوں پر اب رنگ نہیں اترے جوجو متذبذب سی کھڑی دیکھتی رہی۔ پھر اندر چلی گئی۔

دروازہ آہستہ زور سے بند ہوا۔

شاخیں اور ڈھ کر اوگھتے پرندے ہڑبڑا کر جاگے اور آسمان کی وسعتوں میں گم ہو گئے۔ پھر یہ آوازیں ہو گئیں۔

کائنات دائمی سناٹے کی زد میں آ گئی۔

جس میں صرف ایک آواز گونجتی تھی۔

"تم ہار چکی ہو۔ اپنی شکست تسلیم کر لو ایمن! اور یہ ہار کسی اور سے نہیں، نصیب نے تمہاری ہے اور نصیب سے کون لڑ سکا ہے۔"

وہ صدیوں کی تھکن اپنے وجود میں سمیٹے کمرے میں آ گئی۔

اس کے جہیز کا سامان آج طارق جمال کے ادھورے گھر میں منتقل ہو رہا تھا۔ طارق کو خبر ہوتی کہ

ی تو وہ اپنے نامکمل گھر کو بہت پہلے مکمل کروا لیتا۔ گاؤں سے اس کے چاچا، چاچی آ گئے تھے۔ وہ بھی اس شادی پر شاداں و خیزاں گھر کی صفائی ستھرائی میں لگ گئے۔ یہاں سے کچھ خواتین سامان کے ساتھ گئیں اور لوٹ آئیں۔ طارق نے کچھ رقم دینا چاہی کہ بری وغیرہ بنا لیں مگر وقار الحسن نے شائستگی سے واپس کر دی کہ ان کے لیے پہلے ہی بہت کچھ کر چکے ہیں۔ وہ بعد میں اپنی اور ایمن کی مرضی سے جو چاہے خرید لے۔ ل نے چاچی کے مشورے سے ایمن کو رونمائی میں دینے کے لیے سونے کا خوب صورت سا سیٹ خرید

یہ غنیمت تھا کہ سارے رشتہ دار دوسرے شہروں میں رہنے اور رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے دولہا کی تبدیلی سے ناواقف ہی رہے۔ اماں جی اپنی بیماری کی وجہ سے نہ آ سکیں۔ لیکن مومو اور جوجو کے ماموں اور اپنے بچوں کے ساتھ آئی ہوئی تھیں۔ ان کے نند کے ساتھ اختلافات تھے بھی تو مہرالنساء کے یہاں آنے تو ڈر گئے کہ مہرالنساء نے وہاں سے رابطہ تقریباً توڑ ہی لیا تھا۔ پہلے اماں جی کی وجہ سے چھٹیوں میں چکر لگ جاتا اب تو صرف فون پر بات ہوتی تھی۔ اماں جی نے ایمن کے لیے بہت سے تحائف اور دعائیں بھیجی

انہوں نے چونک کر دیکھا۔

یہاں خواتین اس کے کمرے میں آ گئی تھیں۔ وہ سر گھٹنوں میں دیے کر بیٹھ گئی۔

کیسی شادی ہے؟ نہ مایوں نہ مہندی۔

"ہم ان رسموں کو پسند نہیں کرتے۔" مہرالنساء نے دبی زبان میں کہا۔ وہ تو مہمانوں کو یہاں بٹھانا بھی نہ چاہتی

"ہم نے کہا دلہن اکیلی ہے وہاں چل کر بیٹھتے ہیں۔

آپ نے جائیے۔" شادو آئی تو کسی نے بات کاٹ دی۔

ڈھولک لے کر آؤ۔"

سارے معاملات سے باخبر تھی۔ گھبرا کر مہرالنساء کی طرف دیکھنے لگی۔ اس نے لب بھینچ کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ ڈھولک آ گئی۔ خواتین دائرہ بنا کر بیٹھ گئیں۔ شادو نے ڈھولکی بجائی مگر اس کی آواز و انداز میں جوش مفقود مرے مرے انداز میں بجا رہی تھی۔ خواتین بور ہونے لگیں۔ کھانے کی آواز آئی تو فوراً اٹھ گئیں۔ کمرے میں خاموشی محسوس کر کے سر گھٹنوں سے اٹھایا۔ تو ٹھٹک گئی۔ مومو کی چھوٹی ممانی وہیں بیٹھی کون رہی تھیں۔

"تم رو رہی ہو۔۔۔" اس نے ایمن کا بھیگا چہرہ دیکھا۔ ایمن کو خود بھی خبر نہ تھی کہ وہ رو رہی ہے۔

"بات نہیں۔ یہ وقت ہر لڑکی پر آتا ہے۔" وہ اٹھ کر قریب آئی اور ایمن کا ہاتھ تھام لیا۔

مہندی لگاؤں۔۔۔ میں تو حیران ہوں۔ کسی کو احساس بھی نہیں کہ تمہیں پار اراہی لے جائیں۔ کیسی خالی ہاتھ لیے بیٹھی ہو۔"

ہاتھ چھڑانا چاہا۔

"مہندی نہیں لگواؤ گی۔۔۔" حنا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔۔۔" ایمن کے لبوں سے پھسلا۔

"کسی دلہن کو بغیر مہندی کے دیکھا ہے؟"

"نہیں ہوں۔"

"پھر کیا ہو۔۔۔؟" حنا ہنسی۔ پھر بغور اسے دیکھنے لگی۔

"تمہاری پہلی منگنی ٹوٹ گئی ہے اور تم اس شادی سے خوش بھی نہیں ہو۔"

اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ گویا آنے والے اتنے بھی بے خبر نہ تھے۔ خاص طور پر وہ جنہوں نے اس کی منگنی میں شرکت کی تھی۔

"ان خالی ہتھیلیوں کو دیکھ کر اس سے زیادہ سوال کریں گے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اب کے حنا نے ہاتھ پکڑا تو اس نے چھڑایا نہیں۔ وہ ادھر ادھر کی باتیں کرتی مہندی لگانے لگی۔ اس کا ہاتھ مہارت سے چل رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد مومو آئی تو وہ بھی مدد کروانے لگی۔ تھوڑی دیر میں اس کے کلائیوں تک مہندی کی بیلوں سے سج گئے۔

"اس نے غالباً "فیشل وغیرہ بھی نہیں کروایا۔ مومو میرے بیگ کے باہر والے خانے میں بلیچ کریم نکال لاؤ۔"

حنا نے کہا تو مومو چلی گئی۔

"خود دیکھو یاد کرو گی حنا آنٹی نے کتنی خوب صورت مہندی لگائی ہے۔"

ایمن نے دونوں ہتھیلیاں سامنے کیں۔

خوب صورت پھولوں کے درمیان کہیں کہیں "T" جگمگا رہا تھا۔

ایمن نے غور سے اس حرف کو دیکھا۔

اس کا ذہن گڈمڈ ہونے لگا۔

T طاہر محمود۔

T طارق جمال۔۔۔

طاہر۔ طارق۔۔۔

وہ ساکت سی اس پہیلی کو بوجھنے کی کوشش کرنے لگی۔ جو اس کی زندگی کی سب سے بڑی سچائی تھی جو کہ اب بھی اندھیرے میں ٹاک ٹوئیاں مار رہا تھا۔ وحشت آکٹوپس کی طرح دل پر پنجے گاڑنے لگی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔ اس اندھیرے میں T خوفناک دیو کی صورت لال لال آنکھوں سے گھورنے لگا۔

T فار طارق جمال۔ یہی سچ تھا۔ جس کا سامنا کرنا کارِ دشوار تھا۔

اس نے وحشت کے عالم میں دونوں ہتھیلیاں آپس میں رگڑ دیں۔ حنا "ارے۔ ارے" کہتی رہ گئی۔

"یہ تم نے کیا کیا۔۔۔"

تب ایمن نے حیران ہو کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔ واقعی یہ اس نے کیا کیا۔

اس نے گھبرا کر حنا کو دیکھا۔ جو عجیب سی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کوئی۔۔۔ کوئی سادہ سا ڈیزائن۔۔۔" ایمن نے مہندی سے لتھڑے ہاتھ سامنے کیے اور ہکلائی۔

"جاؤ ہاتھ دھو آؤ۔۔۔" حنا کے ماتھے پر شکن سی ابھری۔ وہ تیزی سے اٹھ کر واش روم میں گھس گئی اور پانی کی بوچھاڑ کے ساتھ بہنے لگی۔

"بی بریو ایمن ڈارلنگ۔۔۔! جس شخص کا نام اپنی ہتھیلی سے مٹانے کی سعی کر رہی ہو وہ تو تمہارا مقدر بننے جا رہا ہے۔"

وہ خود کو سنبھالتی باہر نکلی۔ تب ہی خدیجہ بی ہانپتی کانپتی اندر آئیں۔

"ارے بٹی! جلدی سے اس کے سر پر دوپٹہ ڈالو۔۔۔ یہ تم ٹکر ٹکر منہ کیا دیکھ رہی ہو۔ یہاں بیٹھو۔"

ایمن کا بازو پکڑ کر بیڈ پر دھکیلا اور ہاتھ میں پکڑا سرخ زرتار دوپٹہ کھول کر اس پر ڈال دیا۔

"کیا ہوا خدیجہ بی۔۔۔!" حنا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس کے سسرال والے آئے ہیں۔ وقار کا کہنا ہے نکاح آج ہی ہوگا۔۔۔" سرخ دوپٹے کی کرنوں سے آگ بھڑک اٹھی۔

ایمن اس آگ کو اپنے وجود سے الگ کرنا چاہتی تھی۔ مگر دونوں ہاتھوں سے دوپٹہ تھام کر رہ گئی۔ کمرے میں بہت سے لوگ آگھسے تھے۔

"سزا تو پھانسی کی ہے۔ کیا فرق پڑتا ہے کہ پھندا آج گلے میں پڑتا ہے یا کل۔" وقار الحسن کے ساتھ صاحب کو آتے دیکھ کر اس نے سر جھکا لیا۔

۔۔۔ بولائی سی سارے گھر میں گھوم رہی تھیں۔ جہیز کا سامان بے حد قیمتی، خوب صورت اور نفیس ۔۔۔ چیز کو چھو کر اس کی قیمت کا اندازہ لگاتیں۔ اندر کے سارے کمرے سج گئے تھے۔ جہیز سیٹ کرنے ۔۔۔ بھی پڑھی لکھی اور مہذب تھیں۔ چاچی مرعوب ہو گئیں۔

۔۔۔ کہا چودھری صاحب! اپنے طارق نے گھر تو بڑا اچھا بنایا ہے۔"

۔۔۔ کھو بنگلہ۔۔۔" چودھری صاحب نے حقہ زور سے گڑگڑایا۔ یہ حقہ ان کے ساتھ ہی گاؤں سے آیا ۔۔۔ سفید کرتا، سر پر پگڑی، ہاتھ میں حقے کی نے، وہ بڑے طمطراق سے ڈرائنگ روم کے صوفے پر ۔۔۔

۔۔۔ میں یہ مردود حقہ نہ آتا تو کیا تھا۔" چاچی نے غصے سے حقے کو گھورا۔

۔۔۔ تو چاچے نے بھی نہیں آنا تھا۔ حقہ تو سب سے پہلے گاڑی میں رکھا گیا تھا۔" طارق تولیے سے سر ۔۔۔

۔۔۔ بھی ساتھ رکھوا لینا۔" چاچی بڑبڑائی۔

"ہاہا کر جا۔

۔۔۔ ہوں سامان تو بڑا قیمتی ہے۔ بھلا کتنے کا ہوگا؟" چاچی نے صوفے کی نرمی انگلیوں کی پوروں سے ۔۔۔ ہوئے اشتیاق سے پوچھا۔

۔۔۔ لانے میں نہیں پڑے گی۔ اس لیے چپ رہ۔"

۔۔۔ سا منہ لے کر رہ گئیں۔

۔۔۔ لوگ تو خاندانی ہیں نا۔۔۔" چاچے نے تشویش سے پوچھا تو چاچی پھر بول اٹھیں۔

۔۔۔ سمجھ میں نہیں آتا۔۔۔ یوں لڑکے کو بلا کر بیٹھے بیٹھے رشتہ دے دینا۔ بھلا کوئی اپنے منہ سے ہی بیٹی کا رشتہ ۔۔۔ مل تھا۔ لڑکی کیسی ہے۔۔۔؟"

۔۔۔ ہے چاچی۔۔۔!" طارق گڑبڑایا۔

۔۔۔ بھی ہے۔۔۔؟" چاچی کو اس کے جواب سے تشفی نہ ہوئی۔

۔۔۔ لولی تو نہیں ہے۔۔۔؟"

۔۔۔ طارق نے حیرت سے چاچی کی شکل دیکھی۔

۔۔۔ چودھری جی! کوئی یوں بغیر دیکھے بھالے ہتھیلی پر سرسوں جماتا ہے، وہ بھی بیٹی کے معاملے میں؟ کوئی گل ۔۔۔ لال۔۔۔

۔۔۔ کر گل کی پچھ لگتی۔" چودھری نے کڑک کر کہا۔ "یہ شہر ہے تیرا گاؤں نہیں۔"

۔۔۔ کما وٗ لڑکا انہیں کہاں سے ملتا، پھر یہ محل جیسا گھر۔۔۔ ان کی لڑکی تو عیش کرے گی۔"

۔۔۔ ہوں ان کی لڑکی تو عیش کرے گی۔ پر جلدی میں کہیں اپنے پتر کے ساتھ زیادتی نہ ہو جائے۔"

۔۔۔ بتا تو چکا ہوں۔ اچھے شریف لوگ ہیں۔ اس وقت مصیبت میں ہیں۔" طارق نے چڑ کر کہا۔

۔۔۔ اللہ ایسا وقت تو کسی دشمن پر بھی نہ لائے۔ اللہ غارت کرے اس مردود کو پہلے کیا سو رہا تھا۔"

۔۔۔ پہلو بدل لیا۔

۔۔۔ میں کہتا ہوں۔ اب آپ بھی ادھر ہی آ جاؤ۔ یہ اتنا بڑا گھر خالی کا خالی پڑا ہے۔" وہ چاچے کی طرف ۔۔۔

۔۔۔ اللہ ایک سے سات کرے۔" چاچی نے جلدی سے کہا۔

۔۔۔ چاچے نے حقہ گڑگڑایا، پھر زور سے کھانسا۔ "تھوڑی سی زمین ہے ساری عمر اسی پر محنت کر کے ۔۔۔ پالی۔ اب آخری عمر میں کہاں لور لور پھروں گا۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"چاچا جی! یہ گھر بھی آپ ہی کا ہے۔ اب چاچی کب تک گاؤں میں ہڈیاں گھسائے۔ یہاں
پھر۔۔۔ تمہاری نوں تو آ رہی ہے' بٹھا کر خدمت کرے گی۔"
"چار دن میں بھاگ جائے گی۔" چاچے نے کہا۔
"کون میری نوں۔۔۔؟" چاچی چونکیں۔
"تو۔۔۔ بے عقل عورت تیری بات کرتا ہوں۔۔"
"صاحب جی! وہ وقار صاحب آئے ہیں۔۔"
چوکیدار نے آکر بتایا تو طارق جلدی سے کھڑا ہو گیا۔
"او بے وقوف باہر کیوں کھڑا کیا ہے' اندر لے آؤ۔"
"یہ کس کو اندر بلا رہا ہے؟" طارق خود باہر لپکا تو چاچی نے پوچھا۔
"مت ماری ہے اس کا سورا ہے (سسر)۔۔۔" چاچے نے اپنی پگڑی کا زاویہ ٹھیک کیا۔ تب ہی
میں وقار الحسن اندر چلے آئے۔ چاچے نے کھڑے ہو کر استقبال کیا۔
"میں نے سوچا۔ میں خود آپ لوگوں سے مل آؤں۔۔"
کئی قسم کے شکوک میں گرفتار چاچی چاچا' وقار الحسن کی پروقار شخصیت اور شائستہ لب و لہجہ
ہوئے۔ تب ہی ان کے سامنے ان کی بیٹی کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کو برا بھلا کہتے رہے۔۔۔ وقا
سے ہو گئے۔
"بس آج کل کی اولاد کے سامنے کس کی چلتی ہے۔" انہوں نے بات ختم کی۔
"پر یوں شادی سے دو دن قبل انکار بھجواتا۔ ایسے لڑکے کو تو گولی مار دینی چاہیے۔ پہلے ہی سم
انکار کر دیتا۔ یوں شریفوں سے مذاق کرنا۔۔۔"
وقار الحسن پورے کے پورے چاچے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ طارق ان کی خاطر مدارت میں
پہلے بھی وقار الحسن کا بہت کرتا تھا۔ اب تو رشتہ بھی بدل گیا تھا۔ آخر وقار الحسن نے اپنا مدعا بیان کر
کہ نکاح آج ہی ہو جائے۔ ان لوگوں کو کیا اعتراض ہوتا۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے رخصت
انہیں چھوڑنے باہر تک آیا۔
"یار! لان میں کچھ پھول پودے لگواؤ۔۔۔" انہوں نے لان کے لیے خالی چھوڑی جگہ کی طرف
ہوئے خوش دلی سے کہا۔
"اب لگواؤں گا وقار بھائی!" سفید کاٹن کے شلوار سوٹ میں جھینپا سا طارق جمال انہیں
اچھا لگا۔ انہوں نے۔ بے اختیار طارق کو گلے لگا لیا۔
"میری بیٹی کا خیال رکھنا' وہ ابھی کم عمر بھی ہے اور نادان بھی۔ اس کی نادانیوں کو نظر انداز کر دینا۔"
"میں پوری کوشش کروں گا وقار بھائی! کہ اسے خوش رکھ سکوں۔"
"وہ اس وقت جس ذہنی کیفیت سے گزر رہی ہے امید ہے تم۔ ہو سکتا ہے وہ تمہاری امیدوں
پوری نہ اتر سکے۔" وہ کچھ بے ربط سے ہوئے۔
"آپ فکر نہ کریں۔۔۔" طارق ان کی آنکھوں کی نمی سے متاثر ہوا۔
دونوں سیڑھیاں اتر کر پورچ میں آ گئے۔
"طارق! تم سے ایک بات کرنا ہے۔" انہوں نے اضطراری انداز میں دونوں ہاتھ پینٹ
گھسائے۔ طارق نے الجھ کر انہیں دیکھا۔
"تم جانتے ہو۔ میں اس وقت کن مشکلوں سے گزر رہا ہوں۔ عجیب بے یقینی کی کیفیت ہے
نے ڈرا کر رکھ دیا ہے۔" وہ جوتے کی نوک سے فرش کھرچنے لگے۔

بیٹی کے تحفظ کے لیے تم سے کچھ مطالبہ کروں۔۔۔"
وقار بھائی۔۔۔؟" طارق جیسے نرم دل انسان کے لیے ایک مجبور و بے بس باپ کو مطمئن کرنے کے لیے
ماننا مشکل نہ تھا۔
الحسن نے اپنا مطالبہ اس کے سامنے رکھ دیا۔
نے انہیں غور سے دیکھا۔ پھر مسکرا دیا۔
وقار بھائی۔۔!"
الحسن نے ایک بار پھر اسے گلے سے لگا لیا۔

☼ ☼ ☼

میرے۔۔۔ نہ خواب میرے
بس کچھ عذاب میرے
راتیں' نہ پھول باتیں
نہ جھیل شامیں
آہٹ' نہ کوئی دستک
مفہوم کھو چکے تھے
بانجھ ہو گئی تھیں
خوابوں کے پیراہن راکھ ہو چکے تھے
کی برہنگی
بری سفاکیوں کے ہمراہ
جاں میں اتر رہی ہے
سایہ دار بادل
رت میں چھوڑ کر مجھ کو جا چکا ہے
گلابوں کی ہلکی سی دیواروں پر آرائش' سائیڈ ٹیبل پر بڑا بڑا سا گلدستہ' اور پورے بیڈ پر بکھری سرخ و
گلابوں کی مہک سے بھرا ہوا تھا۔۔۔ پنک لہنگا اس کے چاروں اور بڑی خوب صورتی سے پھیلایا گیا
کی پسند کا رنگ پہنے' ظاہر کی محبت کا دیا دل میں جلائے' اک ایسے شخص کی منتظر تھی جو اس کا شریک
نہیں۔۔۔ منتظر کہاں تھی۔۔۔ وہ تو قسمت کی ستم ظریفی پر ماتم کناں تھی۔
دو دن اور رک جاتے۔"
کوئی آہستگی سے کمرے میں چلا آیا۔
اس دن میں نے اپنی چوڑیاں تمہیں نہ دیں ہوتی تو آج جدائی کی یہ طویل رات ہمارے بیچ نہ آتی۔"
سے اس کے قریب بیٹھ گیا۔
خود کو' قسمت کو یا تمہیں۔"
!"
چونکی۔ جتنی تیزی سے سر اٹھایا تھا۔ اتنی ہی تیزی سے جھکا بھی لیا۔ طارق ہنس دیا۔ وہ خوش تھا۔
اور یہ خوشی اس کے چہرے کے اک اک نقش سے چھلکتی تھی۔
سا لگا۔ آنکھ کی پتلیوں میں اک جاذب نظر چہرہ آ بسا۔
بتایا تھا بلکہ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ میری دلہن اتنی خوب صورت ہو گی۔"
اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایمن نے تیزی سے ہاتھ چھڑالیا۔
"لو۔ مجھ سے کیسی شرم۔۔۔" وہ تھوڑا قریب ہوا ایمن کی سانس رکنے لگی۔
"پلیز۔۔" وہ پیچھے کھسکی۔
طارق نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا پھر افسردہ سا ہو گیا۔
"مجھے پتا ہے ایمن! تم مجھے پسند نہیں کرتی ہو۔"
(ہاں۔۔۔ہاں صرف ناپسند نہیں مجھے نفرت ہے تم سے۔۔۔ تم جو میرے باپ کی پسند ہو یا خدا میرے لیے یہی جانور ملا تھا۔)
"تم شاید اپنے منگیتر کو پسند کرتی ہو گی لیکن ایمن! وہ تو تمہیں چھوڑ گیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی وہ کیا گیا۔ تم تو اتنی خوب صورت ہو اور اتنی کم عمر مرد کو اور کیا چاہیے۔"
(آہ۔۔۔ب میرے اور اس کے بیچ صرف مرد اور عورت کا رشتہ ہو گا۔ یہ۔۔۔یہ۔۔۔ جو میرا شریک کے خواب دیکھے تھے میں نے۔)
اس کے اندر دم توڑتے خواب نوحے لکھنے لگے۔
"تم ٹھیک ہو کر بیٹھو۔ گھبرا کیوں رہی ہو۔۔۔"
(تم پرے دفع ہو جاؤ۔ مجھے تمہاری قربت سے گھن آتی ہے۔ یا اللہ! ڈیڈی نے مجھ پر کیا ظلم کیا کر سکتے تھے لیکن نہیں وہ ایسا چاہتے ہی نہ تھے۔ مجھے تو لگتا ہے انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ طاہر اللہ ہی تو یہ ڈراما کیا۔)
وہ پشیمانی اور ندامت جو وقار الحسن کو اپنے سامنے دیکھ کر ایمن کو ہوتی تھی اڑنچھو ہو گئی۔ بدگمانی تھی۔۔۔ وہ بدگمانی جو اس کی زندگی کو تیزی سے تباہی کی طرف لے جا رہی تھی۔
"میں نے بڑی مشکل زندگی گزاری ہے۔ چاچا کی تھوڑی سی زمین میں گزارہ نہیں ہوتا تھا۔ ملی ہو۔ ان کی کوئی اولاد نہیں۔ انہیں نے مجھے اولاد ہی کی طرح پالا ہے۔ ماں باپ بچپن ہی میں باہر چلا گیا چاچی نے اپنا سارا زیور بیچا۔"
(مجھے تمہاری بکواس نہیں سننی۔ خدا کے لیے چپ کر جاؤ۔)
طارق سیدھا سادا مخلص تھا۔ اسے لفاظی نہیں آتی تھی اور ایمن خوب صورت لفظوں سے ہو چکی تھی۔ وہ اپنی زندگی کی اپنی جدوجہد مشکلات اپنا صبر بتاتا رہا۔ اسے خبر نہ تھی کہ سر جھکائے اس رہی ہے یا محض تلملا رہی ہے۔ اس کی زندگی میں آج تک کوئی لڑکی نہ آئی تھی۔ سو وہ پورا کا پورا تھا۔
"میں تمہیں بہت خوش رکھوں گا ایمن! یہ گھر میں نے تمہارے نام کر دیا تھا۔ تمہارے ڈیڈی انہوں نے کہا تو میں نے سوچا اب تو سب کچھ تمہارا ہی ہے سوچنا کیا۔ تم اسے اپنی مرضی سے سجا ہے۔ پیسے کی فکر مت کرنا' وہ وقت بیت گیا جب روٹی پر اچار رکھ کر کھایا کرتا تھا اور کبھی کبھی وہ بھی میری باتیں سن کر بور ہو گئی نا!"
طارق نے جھک کر ایمن کا چہرہ دیکھا۔ اٹھتی گرتی پلکیں' ذرا سی لرزش لیے نیم وا لب اور ان برسوں سے سینت سینت کر رکھے جذبات بے قابو ہوئے۔ ایمن کو لگا وہ جلتی ہوئی دیوار سے جا طرح کسمسائی۔
"کیا رات یونہی گزارنی ہے۔" طارق نے ایک ہاتھ سے اس کا چہرہ اوپر کیا۔ اس کے لہجے کی ہوتے تنفس ایمن کے اندر غضب کی مزاحمت اٹھی۔ وہ جہاں جہاں سے چھوتا ایمن کو لگتا وہیں ہے۔
"کیا بات ہے۔۔۔؟" وہ کچھ حیران ہو کر پیچھے ہٹا۔

۔۔۔ چینج کر لوں۔۔۔" وہ بے حد خوف زدہ اور ڈری ہوئی تھی اور اس پہ گھبرایا ہوا روپ طارق کو کچھ اور
۔۔۔ا۔
۔۔۔"
۔۔۔ تیزی سے اٹھنا چاہا' مگر اس کا لہنگا طارق کے نیچے دبا تھا۔ طارق نے اک عاشقانہ سی آہ بھری اور ۔۔۔ کھسک گیا۔ وہ لہنگا سمیٹ کر اٹھنے لگی تو ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا۔ وہ وحشت زدہ' گھبرائی' سٹپٹائی خود کو ۔۔۔ روم میں جا گھسی۔
۔۔۔ لڑکیاں یونہی گھبراتی ہیں۔" وہ اوندھا لیٹا سوچنے لگا۔
۔۔۔ اللہ۔۔۔" وہ باتھ روم کی دیوار سے لگی سسک رہی تھی۔
۔۔۔ عذاب میں چھوڑ گئے ہو۔ تمہارے سوا کوئی اور مجھے چھوئے مجھ سے برداشت نہیں ہوتا اور یہ ۔۔۔ ایمن کو لگا اس کے چہرے گردن اور ہاتھوں پر آبلے پڑ گئے ہیں۔ ایسی جلن تھی کہ ہاتھ بھی نہ لگتا۔
۔۔۔ ابھی جاؤ۔"
۔۔۔ کے بعد طارق نے پکارا۔ ایمن کے اندر باہر آگ سی بھڑک اٹھی۔ اس نے اضطراری انداز میں ۔۔۔ پانی کی پھوار تواتر سے اس پر گرنے لگی۔
۔۔۔ گئی ہو۔۔۔ ایمن۔۔۔!"
۔۔۔ کے بعد طارق نے دروازہ کھٹکھٹایا۔
۔۔۔ تھی شاور سے پانی گرنے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔
۔۔۔ اور کھسکا تو طارق کو تشویش سی ہوئی۔ کچھ توقف کے بعد اس نے چند آوازیں دیں پھر دروازہ کھول
۔۔۔ حیران کن تھا۔ وہ ششدر سا اپنی دلہن کو عروسی لباس اور گہنوں کے ساتھ پانی میں بھیگتا دیکھ رہا تھا۔
۔۔۔ گئی ہو۔۔۔؟"
۔۔۔ تیزی سے آگے بڑھ کر شاور بند کیا اور ایمن کو بازو سے پکڑ کر باہر گھسیٹا۔
۔۔۔ ہاں۔۔۔ پاگل ہو گئی ہوں میں۔۔۔" وہ چیختی ہوئی دور ہوئی۔
۔۔۔!"
۔۔۔ ہاتھ لگاؤ مجھے۔ مجھ سے دور رہو۔۔۔" وہ جہاں کھڑی تھی' وہاں پانی کا تالاب سا بن گیا۔ طارق نے کچھ ۔۔۔ الجھ کر سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا۔ وہ اس کی بیوی تھی اور اسی سے گریزاں' اس کی قربت سے ۔۔۔ خوف زدہ۔
۔۔۔ دل ٹوٹ گیا۔ اس کی شادی بہت ارجنٹ ہوئی تھی۔ مگر اس رات کے حوالے سے اس کے بہت سے ۔۔۔ سب ملیامیٹ ہو گئے۔
۔۔۔ تک اپنے منگیتر کو بھولی نہیں۔ کپڑے بدل کر سو جانا۔ میں باہر جا رہا ہوں۔" دکھ کے ساتھ ساتھ ۔۔۔ بھی تھا۔ جو اسے کمرے سے باہر لے گیا۔
۔۔۔ بے اختیار اک گہری سانس کھینچی۔ تب اسے احساس ہوا۔ وہ پانی میں شرابور ہے۔ اس نے گردن ۔۔۔ پانی کو دیکھا۔ پھر کھینچ کھینچ کر دوپٹے سے پنیں نکالیں۔ نوچ نوچ کر گہنے بیڈ پر اچھالے۔ دوپٹہ اور ۔۔۔ الماری کھولی۔۔۔ وہاں دو سادہ سے سوٹ ہینگ کیے گئے تھے۔ اس نے ایک سوٹ لیا۔
۔۔۔ جاتی تو اچھا تھا۔ مجھے بچا کر یہ عذاب سر پر مسلط کر دیا۔"
۔۔۔ رات یونہی کروٹ بدلتے' کرلاتے' سسکتے گزری' اس نے جی بھر کر گالیاں دیں۔ طاہر محمود کو' اپنے باپ ۔۔۔ گھر والوں کو۔ روتے روتے حال سے بے حال ہونے لگی۔ پہلے قالین پر بیٹھی تھی' پھر بیڈ پر گر گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ نیم بے ہوشی کی حالت تھی یا نیم غنودگی کی۔ اس نے اپنے قریب کچھ آہٹیں سنیں۔ اس۔
ذہن بیدار ہوتا اک ہلکی سی سرگوشی ہوئی۔

"اب کیسی طبیعت ہے...؟"

ایمن نے آنکھیں کھولنا چاہیں۔ کمرے میں نیلگوں سی چاندنی بکھری تھی۔ اَدھ کھلے گلاب
خوشبو اور کسی کی گرم جذبوں سے بوجھل سانسیں اس کے چہرے سے ٹکرائیں۔ اس کے
ہوگئے۔ اک سایہ سا اس پر چھا گیا۔

ایمن کو لگا اس کے نیم جاں وجود سے مگرمچھ آلپٹا ہے۔

☼ ☼ ☼

"ایمن! کاکی اب اٹھ جاؤ۔ دیکھو تو دوپہر ہونے کو آئی ہے۔"

چاچی کی آواز وقفے وقفے سے دور سے آتی محسوس ہوئی۔ اس کے وجود کا بند بند دکھ رہا تھا۔ گو
وجود میں کڑے ہوں۔ اک کراہ کے ساتھ اس نے بوجھل پپوٹے نم پلکیں کھولیں۔ چاچی اس پر
اطمینان کی سانس لے کر سیدھی ہوئیں۔

"تم نے تو مجھے ڈرا دیا ہے۔ کب سے اٹھا رہی ہوں۔ دوپہر ہونے کو آئی۔ تمہارے گھر وا
ہیں۔ طارق نے بتایا تھا۔ تمہاری طبیعت خراب ہے۔ اللہ خیر کرے طبیعت کیوں خراب ہو گئی
اور دودھ بھی، پھل بھی جوں کا توں پڑا ہے۔ کچھ کھا لیتیں۔ جسم کو توانائی ملتی۔"

ایمن کا سر بہت بری طرح چکرا رہا تھا۔ کچھ پتا نہ چلا وہ کیا کہہ رہی ہیں۔ تب ہی طارق چلا آیا۔

"یہ تو کچھ بولتی ہی نہیں۔ کہیں طبیعت زیادہ تو نہیں خراب ہے۔" چاچی نے تشویش سے کہا۔

"آپ چلیں چاچی! مہمانوں کو چائے پانی پوچھیں۔ میں دیکھتا ہوں..." وہ دزدیدہ نظروں سے
ہوئے آہستگی سے کہا۔

"سچ پوچھو طارے! مجھے تو لڑکی بیمار لگتی ہے۔ دیکھو تو کیسی اندر کو دھنسی آنکھیں ڈھانچہ
باپ نے... کہیں کوئی خطرناک بیماری تو نہیں۔"

"چاچی! آپ مہمانوں کے پاس جائیں۔"

"مجھے تو یہ خوش ہی نہیں لگتی۔"

"چاچی...!" طارق نے جھنجلا کر انہیں دیکھا۔

"جاتی ہوں... تم ذرا اس کو دیکھو۔ اس کے گھر والے اس حال میں دیکھیں گے تو کیا کہیں گے

وہ باہر نکل گئیں تو طارق گھوم کر اس تک آیا۔ وہ ابھی تک سر کو دائیں بائیں جھٹک رہی تھی
اپنا حق وصولنے کے بعد سے اب تک وہ پشیمان تو نہیں البتہ گھبرایا ہوا ضرور تھا۔

"ایمن! اٹھو آنکھیں کھولو۔" اس نے اس کے گال تھپتھپائے۔

"میں مر رہی ہوں... ڈیڈی... طا..."

"طارق تمہارے پاس ہے میری جان! آنکھیں تو کھولو۔"

اس سے قبل کہ ایمن کے لبوں سے وہ نام ادا ہوتا۔ اس نے بے تابی سے اس کی بات کاٹ دی۔
بھرا اپنے بازو کے سہارے ایمن کو بٹھا کر گلاس لبوں سے لگا دیا۔ اپنے ڈوبتے دل کو سہارا دینے کے
سارا گلاس غٹاغٹ چڑھا لیا۔

"کچھ طبیعت بحال ہوئی۔"

ایمن نے ذرا سی آنکھیں کھول کر چہرہ اونچا کر کے اسے دیکھا۔ وہ اسی کے بازوؤں کے گھیرے میں

...اس کے وجود پر پھر سے کینچوے رینگنے لگے۔ وہ کھسک کر پرے ہٹی۔ سر تکیے پر رکھ کر بازو سے
...یں۔ خود پر جھکے طارق کا فکرمند چہرہ کسی بھیڑیے سے مشابہ لگ رہا تھا۔

...اب اٹھ جاؤ۔ تمہارے گھر والے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ میرا تماشا مت بنوانا۔"

...ے۔" اس نے چیخ کر کہا۔ جوس نے کچھ سہارا تو دیا تھا۔

وہ ہکا بکا رہ گیا۔ پھر جھنجلا کر باہر گیا۔

...یا میری فاتحہ پڑھنے آئے ہیں۔" ذرا حواس بحال ہوئے نہ تھے کہ تلخ سوچوں نے پھر سے یورش
امتزاج اتنا تھا کہ سب کچھ تہس نہس کرنے کو جی چاہتا۔ یہ احساس بار بار کچوکے لگا تا کہ یہ انجان
...ل نے کیسے اس کے جسم و جاں کا مالک بن بیٹھا۔

...لے جلدی سے پی لے۔"

...ل و دماغ پر قابو پاتے ہوئے ایمن نے ناگواری سے دیکھا۔ چاچی سفید کڑھائی والے دوپٹے کی بکل
...یں بڑا سا مگ لیے سر پر کھڑی تھی۔ مگ میں سے ہلکی سی بھاپ نکل رہی تھی۔ ایمن نے سوالیہ
...ملک پھر چاچی کو دیکھا۔

...ہ میں دیسی گھی کے دو چمچے ڈالے ہیں۔ جسم کو ٹکور ہو گی۔ یہ جو ناطاقتی ہے ختم ہو جائے گی۔"

...ی گھی کا سن کر ہی ابکائی آنے لگی۔

...ل کی لڑکیاں جو پتلے ہونے کے لیے فاقے کاٹتی ہو۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ تمہیں تو لگتا ہے برسوں سے
...نہیں ملا۔ ایسے اچھے نقش ہیں۔ پر صحت نام کو بھی نہیں۔"

...لے جائیں۔ مجھے نہیں پینا۔" ایمن نے بے حد رکھائی سے کہا اور اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ جسم
...ن سا تھا۔

...ں کے لہجے کی رکھائی اچھی نہیں لگی۔ نہ ایمن کے انداز میں دلہناپے کی شرم و حیا محسوس ہو رہی
...دل مسوس کر رہ گئیں۔ طارق کی دلہن کے حوالے سے بہت ارمان تھے دل میں۔ شادی کسی اور
...ی تو مہینوں پہلے شگن اور رسمیں شروع کر دیتیں۔ مگر یہاں تو شادی عجیب تھی تو دلہن عجیب تر۔
...یک ہے پر تھوڑا تیار ہو کر باہر چلی آنا۔ تمہارے گھر والے بار بار پوچھ رہے ہیں۔ میں نے بتایا تیار
..."

...آئے ہیں...؟" ایمن نے الجھ کر پوچھا۔

...ے" چاچی نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔ "شادی کے دوسرے دن لڑکی اپنے گھر نہیں جاتی۔ ولیمہ تو
...بھی گاؤں میں۔"

...' زہریلی سی مسکراہٹ لبوں کو چھو گئی۔ اس کے خیال میں گھر والے اسے گھر سے نکال کر
...نفل پڑھ رہے ہوں گے۔ چاچی نے مگ سائیڈ پر رکھا اور جلدی آنے کی تاکید کرتی باہر چلی
...بمشکل خود کو سنبھالتی لڑکھڑاتی واش روم تک گئی۔ تھوڑی دیر شاور لینے کے بعد اس کے حواس
...۔ باہر نکلی تو مومو کمرے کے درمیان میں کھڑی تھی۔ اسے دیکھ کر مسکرا دی۔

...روم میں سو گئی تھیں؟"

...ل خاموش سی نگاہ اس پر ڈالی اور آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

...لی لے کر ہی نہ آ رہا تھا۔ ڈیڈی نے بمشکل اجازت دی۔ میں نے سوچا بعد میں کون لے کر آئے گا۔
...ارا گھر دیکھ لوں گی۔ تم واقعی لکی ہو۔ تمہارا گھر تو بہت ہی خوب صورت ہے۔ محل ہو کر تو محل لگے
...شہ تمہارا ساتھ دیتی ہے۔"

...بہت ساتھ دیتی ہے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایمن زیرلب بڑبڑائی۔ اس نے صرف موموکا آخری جملہ سنا تھا۔ وہ آئینے کے سامنے کھڑی
کچھ نہیں چھپا پا رہی تھی اور آئینہ ایمن کی شکست بہت واضح کرکے دکھا رہا تھا۔ اس نے آہستگی سے گردن
چھوا۔ گویا اس کی ہار پر مہر تصدیق ثبت ہو چکی تھی۔ ایمن کا جی چاہا ہاتھ بڑھا کر آئینہ توڑ دے۔
"تمہیں طارق بھائی کیسے لگے۔ دیکھنے میں تو سیدھے سادھے ہیں۔ تمہیں رونمائی میں کیا ملا؟"
جوش اپنا ہی تجسس تھا۔
ایمن نے مڑ کر ادھر ادھر دیکھا۔ رات اس نے زیور اتار کر یہاں وہاں پھینکا تھا لیکن اب
ایک سرخ مخملیں ڈبہ چھوٹی میز پر رکھا تھا۔ مومو نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو ڈبہ اٹھا
"واؤ! یہ تو بہت خوب صورت ہے۔"
ایمن نے باتھ روم کے پاس دیکھا۔ وہاں جگہ گیلی تھی، لیکن سب سمیٹا جا چکا تھا۔
"اچھا۔ طارق بھائی نے تم سے کیا کچھ کہا؟"
"کون۔ کون آیا ہے؟" ایمن نے سپاٹ سی آواز میں پوچھا۔
"ممی، خدیجہ بی، بابر بھائی۔ اس سوٹ کے ساتھ یہی سیٹ پہن لینا۔" مومو نے بتانے کے
دیا۔ ایمن نے دیکھا لائٹ پرپل کڑھائی والا سوٹ استری کیا پڑا تھا۔
"ممی نے کہا تم تو ازل کی سست ہو اس لیے میں تیاری میں تمہاری مدد کروا دوں۔" تب ہی
چلی آئیں۔
وہ وہیں ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑی انہیں دیکھتی رہی۔
"کیسی ہو ایمن؟" مہرالنسا نے بیڈ کے پاس رک کر دوستانہ انداز میں پوچھا۔ ایمن کے رخصت
ان کے دل سے بہت سے بوجھ ہٹا دیے تھے۔ جس میں سرفہرست بابر کی جان چھوٹ جانے کی خو
آگے بڑھ کر اس کی بلائیں لینے لگیں۔
"میں نے کہا ایک رات کی دلہن ہے۔ باہر آتے شرما رہی ہوگی۔"
خدیجہ بی کی بات پر مہرالنسا کی ہنسی بہت واضح تھی۔
ایمن نے سپاٹ نظروں سے انہیں دیکھا۔
"تیار ہو کر ناشتہ کرلو تو چلیں۔" مہرالنسا نے کہا۔ "ہم کافی دیر سے آئے ہوئے ہیں۔"
"مجھے نہیں جانا۔" ایمن نے واضح انداز میں کہا۔
"اوہو! اتنا پسند آگیا طارق تیا یہ محل نما گھر دیکھ کر آپے سے باہر ہو رہی ہو۔" مہرالنسا پھر سے ہنس
"آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں۔" وہ خود کو بہت مشکل سے سنبھالے ہوئے تھی۔
"ایک ہی رات میں ایسا انقلاب۔ اچھی بات ہے۔ میری فکر تو تمام ہوئی۔"
"اے مہو بیٹی! تم جاؤ باہر بیٹھو۔ میں اس کو تیار کروا کر لاتی ہوں۔"
خدیجہ بی نے جلدی سے کہا تو وہ جانے کے لیے مڑیں پھر دروازے میں رک گئیں۔
"تمہیں خود ہی ذلیل ہونے کا شوق ہے ایمی! سسرال میں اگر عزت مل ہی رہی ہے تو اس کی قدر کر
باہر نکل گئیں۔
"خدیجہ بی! مجھے اس گھر میں نہیں جانا۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولی۔
"پاگل نہ بن۔ میکے کا بڑا مان ہوتا ہے۔ سسرال میں قدر بھی اسی کی ہوتی ہے جس کا میکہ مضبوط
کسی کو کیا پتا۔ سمجھو ہر شے پر مٹی پڑ گئی۔ شکر ادا کرو خدا کا جس نے تمہیں تباہ ہونے سے بچا لیا۔ ورنہ
چھوڑی تھی۔ عزت سے اپنے گھر میں آگئی۔ اپنے سلوک اور محبت سے شوہر کو مٹھی میں لے لیں
عیش کرے گی۔ یہاں ہے کون نہ ساس سسر نہ نند دیور، اکیلی مہارانی بن کر رہنا۔ ایسا پیارا بچہ ہے طارق
خوش ہو گیا۔"

"...ن چیخ اٹھی۔ زور کا چکر آیا تو دھپ سے اسٹول پر بیٹھ گئی۔
"...۔" خدیجہ بی نے دانت پیسے۔ ساتھ مومو کو دروازہ بند کرنے کا اشارہ کیا۔ اس نے تیزی سے
...کر دیا۔
...مارے ہی حق رکھتا ہے۔ تمہیں یہاں گڑیاں کھلانے نہیں گھر بسانے کے لیے لایا ہے۔ اچھا
...ں کو۔"
...احساس ہوا یہاں بحث میں الجھیں تو کہیں وہ مزید نہ بپھر جائے۔ سو بہلا پھسلا کر تیار کیا۔ وہیں
...ناشتہ کروایا۔ ناشتے کے بعد جب مومو اسے جھمکے پہنا رہی تھی۔ طارق اندر آیا۔ ایک پل کو
...اسے دیکھنے لگا۔
...اہت کہیں زیادہ اچھی لگ رہی تھی۔
...ت سے رخ بدل لیا۔ تو وہ سائیڈ ٹیبل سے اپنا والٹ اٹھا کر باہر نکل گیا۔
...اس کے چاچا، چاچی بھی ان کے ساتھ ہی جا رہے تھے کہ وقار الحسن نے انہیں لنچ پر انوائٹ کیا تھا۔
...نوں کو گاؤں روانہ ہو جانا تھا کہ طارق کو وہاں ولیمہ کے انتظامات دیکھنا تھا۔ ولیمہ کی صبح اسے ایمن کو

...نہ جا چکے تھے۔ ایمن نے اس پر تکلف لنچ میں شرکت نہیں کی۔ اپنے کمرے میں گھس کر دروازہ

...تے ہوئے اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ مگر کہہ نہ سکا۔ لیکن اس کی نظریں آخر دم تک ایمن کو
...رہیں۔ پھر وہ مایوس سا ہو کر چلا گیا۔

⁂ ⁂ ⁂

...ل وقار الحسن سے ملاقات نہیں ہوئی۔ وہ کھانا کھا کر اپنے کمرے میں بند ہو گئے تو ایمن نے رات کا کھانا
...میں کھایا تھا۔ کھایا کیا بس چند لقمے زہر مار کیے تھے۔ خدیجہ بی اسی کے ساتھ لگی رہیں۔ ان کی
...ل ہونے لگیں تو اس نے تنگ آکر ہاتھ جوڑ دیے۔
"...خدیجہ بی! اب بس کریں۔ میرے کان پک گئے ہیں نصیحتیں سن سن کر۔ سب کچھ ہو گیا اب
...بات کا ذکر ہے۔"
...ی نادانی کا۔ ڈرتی ہوں کہیں اپنی عاقبت نااندیشی اور نادانیوں کے ہاتھوں اپنا گھر خراب نہ کر لو۔"
...ابھی بنا ہی نہیں۔" اس نے تلخی سے کڑھائی والے سوٹ کے ساتھ ہلکا پھلکا زیور، دونوں کلائیوں
...سا روپ تھا، مگر زبان پر گویا انگارے دھرے تھے۔
...ہاتھ میں ہے۔ چاہو تو بنا لو چاہو تو بگاڑ لو۔ تمہارے باپ نے بڑی ہمت کی۔ اتنا کچھ ہو جانے کے
...دیا۔ ایک عزت دار شخص کی بیوی بنا دیا۔ چاہو تو اس کے سر پہ کھڑے ڈالنا۔ پہلے بھی تو یہی کر تی
...نے لگیں۔
"...ان تو میں بھول ہی نہیں سکتی۔ بہت اچھا ڈرامہ کیا۔ طاہر انگلینڈ چلا گیا۔ مجھے اس جانور کے ساتھ
...بھولی۔"
...میں زہر اگل رہی تھی۔
...شوہر کو ایسے بولتے ہیں اور تمہارے باپ نے تمہارے ساتھ کیا برا کیا جو اسے کچا چبانے کو تیار

...انتظار کر سکتے تھے۔ باہر گیا ہے مر تو نہیں گیا کہ واپس نہ آسکے۔"
...دل چاہا ایمن کے بجائے اپنے سر کے بال نوچ ڈالیں۔ ایسی ہٹ دھرمی نہ دیکھی نہ سنی۔ وہ بے حد

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

تاسف اور تعجب سے ایمن کو دیکھے گئیں۔ جواب بھی بڑبڑا رہی تھی۔
"میں بے وقوف اور احمق ان کی باتوں میں آکر اس جنگلی کے ساتھ نکاح پڑھا بیٹھی۔"
"تو تباہ ہو گی ایمن۔ تو تباہ ہو کر رہے گی۔ مجھے تیرا مستقبل محفوظ نہیں دکھتا۔ تو ضرور کچھ نہ کچھ کرے گی۔ بہت ہی الٹی کھوپڑی ہے تمہاری نہ شرم' نہ لحاظ نہ حیا نہ۔"
"شکریہ۔ آپ میری فکر میں دبلی مت ہوں۔"
"ٹھیک کہا۔ جو خود ہی آگ میں کودنے کو تیار ہو۔ اسے کون بچائے۔ پر صرف اتنا کہہ رہی ہوں۔"
"آپ کو واپس کب جانا ہے؟" ایمن کو ہر کوئی اپنا دشمن ہی نظر آ رہا تھا۔
"ابھی چلی جاؤں۔" وہ چڑ کر بولیں۔
"آپ کی مرضی ہے۔"
"عقل پر پردہ پڑنا' اسی کو کہتے ہیں۔" وہ بڑبڑاتی کلستی باہر چلی گئیں۔ ایمن نے دونوں ہاتھوں میں سر گرا لیا۔ گزری رات جب بھی یاد آئی' بے بسی و دہشت کے احساس کے ساتھ وجود میں بھانبڑ جلنے لگے یا مار دوں والی کیفیت ابھرتی۔ وہ وقتی کیفیت جو وقار الحسن کے سامنے بے بس کر گئی۔ اب ختم ہو چکی تھی۔ ہٹ دھرمی و انا پرستی اور ضد پھر سے غالب آ گئی۔ عجیب جذبہ انتقام تھا کہ جی چاہتا کچھ ایسا کرے کہ انھیں۔ تب ہی دروازے پر ٹھک ٹھک نے چونکا دیا۔
"اب کون ہے؟" اس نے بے حد جھنجلا کر پوچھا۔ دروازہ کھلا جوجو ٹرے میں دو کپ چائے لیے آ گئی۔
"فرصت ہی نہیں مل رہی تھی۔ کب سے دل چاہ رہا تھا تم سے باتیں کرنے کو۔"
(لو اب یہ آ گئی ہے اپنے خلوص کا ڈھونگ رچانے۔)
چائے کی طلب تھی۔ سو خاموش رہی۔ سر اب بھی درد سے پھٹا جا رہا تھا لیکن جوجو کے کسی سوال کا اس نے ہوں ہاں میں بھی نہیں دیا۔ جوجو چائے ختم ہوتے ہی اٹھ گئی۔ ایمن کا رویہ اتنا ہی دل شکن تھا۔

☼ ☼ ☼

یہ اس صبح کی بات تھی۔ جس دن طارق نے اسے لینے آنا تھا۔ خدیجہ بی اس سے ملنے آئیں۔ ان کی ایک چھوٹی سی پوٹلی ہی تھی۔ جس میں ان کے کپڑے وغیرہ تھے۔
"اچھا ایمن بی! مجھے اب اجازت دو۔" سفید دوپٹے کی بکل مارے' جس کے کناروں پر کروشیے کی لیس تھی۔ وہ بالکل تیار کھڑی تھیں۔
"آپ جا رہی ہیں؟" ایمن نے چونک کر پوچھا۔ اس کے سامنے ناشتے کی ٹرے جوں کی توں پڑی تھی۔ بس ابلا ہوا انڈا اور دودھ کا گلاس لیا تھا۔
"ہاں۔ جا رہی ہوں۔ گڈو لینے آ گیا ہے۔ اب تو ہمت بھی نہیں ہے۔ صرف تمہاری شادی کے لیے رکا تھا۔ دل کہتا ہے یہ اس گھر کا آخری چکر ہے۔ اب دوبارہ آنا نہ ہو گا۔ اللہ تمہیں عقل دے۔ اپنے گھر میں آباد رکھے۔ ہم تو صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔ کرتے رہیں گے۔"
انہوں نے ایمن کی پیشانی چومی' سر پر پیار دیا اور آبدیدہ سی چلی گئیں۔
ایمن کا جی چاہا۔ اٹھ کر ان کے گلے لگ جائے۔ انہیں کچھ دنوں کے لیے روک لے' لیکن وہ ساکت بیٹھی رہی۔ پھر اٹھ کر کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی۔ باہر نرل سی صبح تمام تر تازگی کے ساتھ پھیلی تھی۔ اس نے دیکھا وہ اپنے بیٹے کے ساتھ گیٹ کی طرف جا رہی تھیں۔ ایمن نے انہیں تب تک دیکھا جب تک ان کا ہیولا گیٹ کے دوسری طرف غائب نہ ہو گیا۔
وہ جب سے آئی تھی۔ یونہی کمرے میں بند تھی۔ اس نے گھر کے کسی فرد سے یا گھر والوں سے

...ی کوشش نہ کی۔ البتہ اس کی تمام ضروریات بنا کہے پوری ہو رہی تھیں۔ ناشتہ' کھانا' چائے وقت ...نی جاتا۔ آخر وہ اس گھر کی بیاہی بیٹی تھی۔ ایمن نے کھڑکی بند کی۔ کچھ سوچ کر کمرے سے باہر نکل ...لاؤنج خالی تھا۔ ٹی وی البتہ چل رہا تھا۔ وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔ ریموٹ ہاتھ میں لے لیا۔ اپنے ہی گھر میں کیسی ...وس ہو رہی تھی۔
...ابھی دیر نہ ہوئی تھی جب مہر النسا کچھ بولتے ہوئے لاؤنج میں آئیں۔
...مچھلی کو مسالا لگا دیا ہے۔ اسے فریج میں رکھ دو اور تم سلاد بنا لو۔ جوجو سے کہو دودھ ابال لے۔ صبح ...ہی تھا۔"
...دیکھ کر چونکیں۔ ان کے ہاتھ میں پکڑی ٹوکری میں انواع و اقسام کی سبزیاں تھیں۔
...ڈرائنگ روم کی صفائی کروا رہی ہے۔" موموں نے کچن سے پکار کر بتایا۔
...میں پر شیٹ بچھا کر بیٹھ گئیں۔ انہوں نے ایمن سے کوئی لفظ نہیں کہا تھا اور انہماک سے کیوبز کی شکل ...نے لگیں۔ جس سے اندازہ ہوتا تھا۔ وہ کچھ خاص ڈشز بنا رہی ہیں۔
...سے ڈرنے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ میں کیوں سب سے چھپوں' جب کہ ہوا تو وہی جو ان لوگوں ...

...پہلو بدلتے ہوئے سوچا۔ اس نے اپنی توجہ ٹی وی اسکرین کی طرف مبذول کر لی لیکن تھوڑی دیر کے ...احساس سے دوچار ہو کر اس نے گردن گھمائی تو چونک گئی۔ مہر النسا کا ہاتھ رکا ہوا تھا اور وہ بے حد غور ...رہی تھیں۔ ایمن نے انہیں مکمل نظر انداز کر کے چینل بدلنے شروع کر دیے۔
...بے حد رشک آتا ہے ایمی......!"
...آواز پر ایمن کی انگلی ساکت ہوئی۔ اس نے نظروں کا زاویہ بدل کر مہر النساء کو دیکھا۔ ایمن کی ...حیرت مترشح تھی۔
...!" وہ آہستہ آہستہ گاجر کاٹنے لگیں۔ "زندگی کبھی کسی کو اتنے مواقع نہیں دیتی۔ جتنے کہ تمہیں ...بار تمہارے ساتھ بہت برا ہوتے ہوتے کچھ اچھا ہو جاتا ہے۔ بھٹکتے بھٹکتے تمہارے گمراہ قدم ...ہی درست رستے پر پڑتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا' یہ کون خضر راہ ہے جو تمہارا ہاتھ تھام لیتا ...ہے جو تمہیں گہری کھائی سے کھینچ لیتی ہے۔ تم نے اپنے ساتھ کتنا بھی برا کرنا چاہا زندگی ہمیشہ ...اچھا کر گئی ہے۔ سمجھ میں واقعی نہیں آتا یہ کون ہے جو تمہاری راہوں سے کانٹے چن کر پھول ...

...الجھے ہوئے لہجے میں کہہ رہی تھیں۔
...آنکھوں میں حیرت کچھ اور گہری ہوئی۔ وہ مہر النسا کے لفظوں پر غور کر رہی تھی۔
...نصیب ہو۔"
...آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟" ایمن نے کوفت و بے زاری سے کہا۔ وہ کیسے اپنی خوش نصیبی پر یقین ...خود کو دنیا کی سب سے بد نصیب لڑکی تصور کر رہی تھی۔
...میں ایک بات کی قائل ہو گئی ہوں۔" مہر النسا پھر سے سبزی کاٹنے لگیں۔ "وہ ہے وقار الحسن کی تم سے ...اچھا شوہر بنا یا نہیں لیکن وہ تمہارے لیے اچھا باپ ضرور ثابت ہوا ہے۔"
...حلق ...کڑوا ہو گیا۔ اسے اس بات پر ایک فیصد بھی یقین نہ تھا۔
...اس نے تمہیں بدنامی کی دلدل سے کھینچ کر پھر سے عزت داروں کی صف میں کھڑا کر دیا۔ شاید بات ...ہو لی تو وہ اتنی اسٹرگل نہ کرتا۔ اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ بتاؤ طارق شوق سے کیا کھاتا ہے؟"
...ٹریک بدلا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"آخر اس کی پسند ناپسند کچھ تو اندازہ ہو گا۔ لڑکیاں تو ایک ہی رات میں ایک سو ایک سوالنامہ
آتی ہیں۔"
ایمن اب بھی خاموش رہی
"بھلا شخص ہے۔ تم اسے آسانی سے الّو بنا سکو گی۔"
ایمن نے سلگتی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔
"بھئی بیوی شوہر سے آدھی عمر کی ہو تو اسے آسانی سے انگلیوں پر نچا سکتی ہے۔ سارا زمانہ
بھی بتا دیتی۔ ہمیں تو خیر ساری زندگی یہ گُر نہ آئے۔"
ایمن کی سمجھ میں نہ آیا کہ مہرالنساء کو اب کس بات کا جلاپا تھا۔ البتہ یہ محسوس ہو گیا کہ وہ اپنے
آئی ہیں۔ اس نے ریموٹ پٹخا اور کھڑی ہو گئی۔
"طارق آتا ہی ہو گا۔ کپڑے بدل کر تیار ہو جاؤ۔ کل سے یہی کپڑے پہن رکھے ہیں۔"
ایمن نے باہر نکلتے نکلتے سنا۔ سامنے سے بابر کئی قسم کے شاپر ہاتھ میں اٹھائے وہ آ رہا تھا۔
ایمن کو دیکھ کر اس کے چہرے پر ناقابلِ فہم تاثرات ابھرے۔ ایک پل کی شش و پنج کے بعد
انداز میں پوچھا۔
"کیسی ہو ایمن۔۔۔؟"
"مجھے کیسا ہونا چاہیے؟" وہ الٹا رکھائی سے پوچھنے لگی۔
"تمہارا دماغ ابھی ٹھیک نہیں ہوا؟" بابر کی تیوری چڑھ گئی۔
"اور ٹھیک ہو گا بھی نہیں۔" وہ بد لحاظی سے کہہ کر دوبارہ سے کمرے میں گھس گئی اور بہت
رہی۔
"ہونہہ مجھے دعائیں بچا گئیں۔ اگر اسے بچنا کہتے ہیں تو اس سے بہتر تھا میں ڈوب ہی جاتی اور
دعا صرف ماں کرتی ہے اور میری ماں مر چکی۔"
وہ یکسر بھول گئی کہ اسی کالونی کے ایک گھر میں جہاں زرد پتے، سوکھی ٹہنیوں تتلیوں کے موسم
وہیں اک بوڑھا وجود ایسا بھی ہے۔ جس کے لب اپنی بیٹی کے لیے دعا کرنا بھول گئے تھے لیکن وہ
ضرور کرتا تھا۔ دن کی روشنی ہو یا رات کی تاریکی۔ اس کے لبوں پر یہی دعا محوِ سفر رہتی۔
"یا اللہ! اس نادان لڑکی کو اپنے حفظ و امان میں رکھ۔ اس کے گمراہ قدموں کو صراطِ مستقیم کی طرف
باہر ایک دم چہل پہل میں اضافہ ہو گیا۔
ایمن نے ذرا سی کھڑکی کھول کر دیکھا۔ طارق۔۔۔ اس گھر کا اکلوتا حادثاتی داماد۔۔۔
جس کے آگے پیچھے سارا گھر پھر رہا تھا۔ اس نے سفید کرتا شلوار پہنا تھا۔ جس کے کالر اور فرنٹ
کڑھائی کی تھی۔ سلور معلقی کھسہ' تازہ شیو' جمے جمائے تازہ شیمپو کیے بال' جو ہوا سے ذرا ذرا
اگر وہ دل کی نگاہ سے دیکھتی تو اس کے چہرے پر لکھی شرافت و سادگی اور آنکھوں سے چھلکتا ہے
نگاہ کی گرفت میں آتا۔ مگر ایمن کا تنفر اور بدگمانی تھی وہ جھینپا جھینپا سا تاثر دکھا رہی تھی۔ جو ا
حیثیت بدل جانے پر اس کے چہرے سے چھلک رہا تھا۔
ایمن نے زور سے کھڑکی بند کی اور وحشت زدہ سی کمرے میں چکرانے لگی۔
"مجھے اس کے ساتھ نہیں جانا۔"
ایک ہی جملے کی تکرار کرتی وہ پاگل ہو رہی تھی۔ رگوں میں خون نہیں آگ دوڑتی تھی۔
باہر ریفرشمنٹ چل رہی تھی۔ زیادہ لوگ نہ تھے' پھر بھی کبھی کبھار بھنبھناہٹ کی شکل میں
سنائی دے جاتی۔

۔۔۔ سے ہونٹ اور ناخن چباتی رہی۔
۔۔۔ "شاد دروازے میں آ کھڑی ہوئی۔
۔۔۔ ہے۔؟" وہ بڑ کھانے کو دوڑی۔
۔۔۔ صاحب نے بلایا ہے۔"
۔۔۔ کیا میرا اچار ڈالنا ہے۔"
۔۔۔ طارق صاحب آئے ہیں۔" اس نے ڈرتے ڈرتے بتایا۔
۔۔۔ مار دو اس الو کے پٹھے کو۔ میری جان چھوٹے۔" اس نے سائیڈ پر پڑی کتاب اٹھا کر دروازے پر دے ما

۔۔۔ نے گھبرا کر عقب میں دیکھا۔ پھر دروازہ بند کر کے بھاگ لی۔
۔۔۔ "تماشا دیکھنے آتی ہے۔"
۔۔۔ بھاتی اپنی ہی جان جلا رہی تھی۔
۔۔۔ ای دیر کے بعد وقار الحسن نے دروازہ کھولا۔
۔۔۔ نے نظر اٹھا کر باپ کو دیکھا اور نظروں کا زاویہ بدل لیا۔ وقار الحسن نے واضح طور پر ایمن کی نگاہوں میں
۔۔۔ کے ساتھ بغاوت کا عنصر دیکھا۔ انہوں نے اندر آ کر عقب میں دروازہ آہستگی سے بند کیا۔ دو قدم آگے
۔۔۔ ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہنے لگے۔
۔۔۔ زندگی کو تماشا مت بناؤ۔ بار بار ماضی میں جھانکو گی تو حال بھی برباد کرو گی اور مستقبل بھی۔ میں نے
۔۔۔ اب تمہارے لیے ایک بہترین فیصلہ کیا ہے۔ بہتر ہے اس فیصلے کو دل سے تسلیم کر لو کیونکہ۔۔۔" وہ ایک پل
۔۔۔ ٹھہرا سے دیکھا اور سرد انداز میں بولے۔
۔۔۔ لا۔ میں تمہیں اس گھر سے رخصت کر چکا۔ تمہارا اب اس گھر میں کوئی حصہ نہیں۔ تم یہاں طارق کے
۔۔۔ ام بھی نہ رکھو گی اور اگر ایسا کچھ سوچا بھی تو ساتھ میں یہ بھی سوچ لینا کہ تمہارا باپ مر گیا ہے۔ کہیں بھی چلی
۔۔۔ اس اس گھر کا رخ نہ کرنا۔ یہ بات بہت اچھی طرح ذہن نشین کر لو ایمن طارق!"
۔۔۔ نے کتنی آسانی سے اس کے نام کے ساتھ لگا اپنا نام چھین لیا تھا۔
۔۔۔ اس ۔۔۔ کے دروازے تمہارے لیے ہمیشہ کھلے ہیں لیکن صرف طارق کے ساتھ۔ تیار ہو کر ڈرائنگ روم میں
۔۔۔ شوہر تمہارا منتظر ہے۔"
۔۔۔ نے تابوت میں آخری کیل ٹھونکی۔ ان کے لہجے میں شفقت پدرانہ کے بجائے اک سرد اور ٹھہرا دینے
۔۔۔ تھی۔ ایمن اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی۔ آنکھ میں ایک بھی آنسو نہ تھا۔ وقار الحسن کی سرد مہری نے
۔۔۔ منجمد کر دیے تھے۔
۔۔۔ میں ۔۔۔ نہیں ہو۔ ۔۔۔ آپ ایمن کو کھو کر پچھتائیں گے۔"
۔۔۔ رہنے کے بعد وہ جھٹکے سے اٹھی اور ڈرائنگ روم میں چلی آئی۔
۔۔۔ سے باتیں کر رہا تھا۔
۔۔۔ کیا کہہ کر مخاطب کروں؟" طارق کے لہجے میں الجھن تھی۔
۔۔۔ کہہ لو۔۔۔ رشتہ تو وہی رہے گا' جو بیٹی کے حوالے سے تم سے بنا ہے۔" مہرالنساء نے اس کی پلیٹ
۔۔۔ ٹکڑے ڈالے۔
۔۔۔ کہتا ہوں تو آپ کو مہو آپا کہوں گا۔" مہرالنساء مسکرا دیں۔ انہیں یہ نام پسند آیا تھا۔
۔۔۔ اندر آئی تو سب ایک دم چپ ہو گئے۔
۔۔۔ شوق نگاہیں اٹھیں پھر جھک گئیں۔
۔۔۔ کو مخاطب کیے ایک طرف بیٹھ گئی۔

وقار الحسن کی پیشانی پر شکن تھی۔ وہ اسی حلیے میں تھی۔ جس میں اسے چھوڑ کر آئے تھے۔ گویا باتوں کا جواب تھا۔

"طارق نہ کیا سوچتا ہوگا؟" ان کی بے چین نگاہیں طارق کی طرف اٹھیں' جو گاہے بگاہے ایمن کو د

"ایمن! تم چائے کے ساتھ کیا لوگی؟" جوجو نے جلدی سے مہمان نوازی کرنا چاہی۔ ایمن نے اشارے سے منع کیا۔۔۔ اور کیو ٹکس کھرچنے لگی۔

اس کے ایک ایک انداز سے بے زاری و اکتاہٹ چھلک رہی تھی۔

سب اپنی اپنی جگہ چور سے بن گئے۔۔۔ محفل میں تکلف سا در آیا۔

"ہمیں دیر ہو جائے گی وقار بھائی۔۔۔ !چلنے کی تیاری کریں۔ وہاں مہمان انتظار کر رہے ہوں گے۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔" وقار الحسن گڑبڑا کر اپنے خیالوں سے باہر آئے۔ پھر ایمن کو دیکھ کر تحکمانہ لہ

"تیار ہو جاؤ۔۔۔ وہاں ولیمہ کا فنکشن ہو رہا ہے۔ جوجو۔ موموا بہن کو تیاری میں مدد دو۔"

ایمن جیسے آئی تھی۔ ویسے ہی اٹھ کر اندر چلی گئی۔

موموا اور جوجو کی نگاہیں آپس میں ملیں۔۔۔ پھر وہ بنا کچھ کہے ایمن کے پیچھے ہی باہر نکل گئیں۔۔۔ م جلدی جلدی طارق کی پلیٹ بھرنا شروع کر دی۔ موموا اور جوجو اندر گئیں تو ایمن آرام سے بیڈ پر لیٹی نے ایک بار پھر ایک دوسرے کو دیکھا۔ موموا کندھے اچکا کر ایک طرف بیٹھ گئی۔۔۔ جوجو ہی کو ہمت کرنا پڑ

"ایمن! تم نے اپنے ولیمہ کا جوڑا دیکھا۔ بہت خوب صورت ہے۔"

ایمن نے اپنی آنکھوں سے بازو ہٹا کر جوجو کو دیکھا۔ جو الماری سے اس کا جوڑا اور میچنگ کے زیو رہی تھی۔۔۔ میرون کلر کا بھاری کام والا جوڑا۔

"ولیمہ پر میرون کلر کون پہنتا ہے۔" موموا نے اعتراض کیا۔

"کوئی پابندی تو نہیں ہے۔۔۔ پھر طارق بھائی کی چاچی نے اتنے چاؤ سے یہ جوڑا بھجوایا ہے کہ دلہن گاؤں آئے۔" جوجو نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے سرزنش کرتے ہوئے نارمل سے انداز میں بولی پارلر والی آ گئی۔

"اٹھو ایمی! چینج کر لو۔۔۔ پھر میک اپ اور ہیر اسٹائل میں بہت وقت لگے گا۔"

جوجو نے پیار سے ایمن کے چوڑیوں بھرے بازو پر ہاتھ رکھا۔ خلاف توقع وہ خاموشی کے ساتھ اٹھ تبدیل کرنے چلی گئی۔ اسی خاموشی سے میک اپ وغیرہ کروایا۔

"میں نے پہلی دلہن دیکھی ہے' جو ولیمہ کے دن اتنی خاموش اور سنجیدہ ہے۔" اس کے میک اپ کو د یتے ہوئے پارلر والی نے ہنس کر کہا۔

"زبردستی کی شادیوں میں دلہن ایسی ہی ہوتی ہے۔"

چپ بیٹھی ایمن کھٹ سے بولی۔ جہاں پارلر والی حیران ہوئی۔۔۔ وہیں جوجو بوکھلا گئی۔

"ممی کہہ رہی تھیں۔ کام ختم ہو گیا تو کھانا کھالیں۔" جوجو نے بے موقع بات کی' پارلر والی نے اس نہیں سنی بلکہ افسردگی سے کہنے لگی۔

"تم تو بہت خوش نصیب ہو سسٹر! جو اتنے وقت پر دلہن بن رہی ہو۔۔۔ ورنہ وہ بھی ہیں۔ جو یہ حسرت لیے والدین کی دہلیز پر بوڑھی ہو رہی ہیں۔"

"آپ انگیجڈ ہیں؟" جوجو نے یونہی موضوع بدلنے کو سوال کیا۔

"ہم چھ بہنیں ہیں۔۔۔ چھ کی چھ غیر شادی شدہ۔۔۔ ہم میں سے کوئی بھی معاشرے کے موجہ معیار پر اترتی۔۔۔ یا نصیب میں دیر لکھی ہے۔۔۔ اللہ جانے لیکن ذرا ان والدین کا تصور تو کرو۔۔۔ جن کی ساری بیٹھے بوڑھی ہو رہی ہوں۔"

اس نے غور سے اسے دیکھا۔ معمولی خدوخال کی عام سی لڑکی' اگرچہ اس نے خود کو بہت اچھی طرح سے مین ار رکھا تھا۔۔۔ حساس سی جوجو کے دل پر خاصا اثر ہوا۔

"اس لیے تو کہتی ہوں۔۔۔ مائی ڈیئر۔ یو آر لکی۔"

وہ پیک سیٹ کر کے اپنا سامان سمیٹنے لگی۔ ایمن پر اب کسی کا دکھ اثر انداز نہ ہوتا۔ اسے اپنا دکھ ہی پہاڑ جیسا تھا۔

لہن سے ولیمہ میں شرکت کے لیے صرف بابر اور وقار الحسن گئے۔۔۔ بابر ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ وقار الحسن ے ساتھ بیٹھے تھے۔۔۔ جبکہ پچھلی سیٹوں پر ایمن اور طارق تھے۔ طارق بات ان دونوں سے کر رہا تھا۔ مگر توجہ الگ کر اس سے ذرا فاصلے پر بیٹھی ایمن کھینچ رہی تھی۔۔۔ اس کے وجود سے پھوٹتی مہک مدہوش کر رہی تھی۔ رق نے چور نظروں سے ایمن کی سمت دیکھا۔ وہ بے توجہی سے کھڑکی سے باہر جھانک رہی تھی۔۔۔ کیسا قاتل ...وا کر دینے والا حسن تھا۔ طارق نے پہلو بدلا اور اپنے جوتے سے ایمن کے پاؤں پر ہلکی سی ٹھوکر لگائی۔ ...ن نے بیر سمیٹ لیے۔۔۔ اور بدستور باہر دیکھتی رہی۔۔۔ صرف پیشانی پر کچھ شکنوں کا اضافہ ہوا تھا۔ ...پل اس نے چونک کر طارق کو دیکھا۔۔۔ پھر اپنے ہاتھ کو۔۔۔ اس کا گلابی' مہندی سے سجا نازک سا ہاتھ ...ے سانولے بھاری ہاتھ کی گرفت میں تھا۔ اس کی پر حدت گرفت حال دل بیان کر رہی تھی۔ ایمن نے ...ر سامنے دیکھا۔ گاڑی نے موڑ کاٹا سامنے اک طویل' صاف ستھری اور سیدھی شاہراہ تھی۔

...ی نے ایک بار پھر ایمن کے لیے اک سیدھا سا راستہ چنا تھا۔۔۔ وہ چاہتی تو ماضی کی بھول بھلیاں فراموش ...پنے ہم سفر کا ہاتھ تھامتی۔۔۔ اور زندگی کا طویل سفر خوشی خوشی طے کر لیتی۔۔۔ لیکن؟

...ن ایمن نے ہاتھ چھڑا لیا تھا۔

☼ ☼ ☼

...ی دھول اڑاتی گاؤں کی کچی پکی سڑک سے گزر کر جب گھر والی سڑک پر مڑی تو عین چوک میں ساری گہما ...ظر آئی۔۔۔ سامنے یہاں سے وہاں تک بچھی چارپائیاں' چارپائیوں پر بیٹھے مرد حضرات' گرم حقے ایک ...ب سے پکی دیگیں۔ ہڑبڑ مچاتے بچے' جس مکان کے سامنے یہ سب ہو رہا تھا۔۔۔ اس کا دروازہ لوہے کا ...ا دیواری پکی تھی۔

...ے گاڑی دیکھی تو ہڑ بڑ بھاگتے آئے اور گاڑی کو گھیرے میں لے کر شور مچانے لگے۔۔۔ گاڑی کی رفتار ...ت ہو گئی تھی۔

طارق نے نظروں کا زاویہ بدل کر ایمن کو دیکھا۔ وہ کچھ بے چین سا ہو گیا تھا۔

"...وانی۔۔۔ دیکھو۔۔۔ ادھر۔"

"...ادھر ہی روکو بابر!" اس نے اچانک کہا۔۔۔ بابر نے گاڑی ایک سائیڈ پر کر کے روک لی۔

...ن ہی جھکا لو۔۔۔" طارق نے بے حد مدھم لہجے میں کہا۔۔۔ جواباً "ایمن نے اسے کھا جانے والی ...ے گھورا۔ لیکن اب سامنے چارپائیوں پر بیٹھے مرد سر اٹھا اٹھا کر گاڑی کی سمت دیکھ رہے تھے۔ سو اس نے ...دل ہی دل میں پیچ و تاب کھانے لگی۔ طارق باہر نکل گیا۔

"...نیلو۔"

...۔۔۔" بچوں کے جم غفیر سے بلوا الگ ہو کر قریب آیا۔۔۔ طارق نے اسے بازوؤں کے گھیرے میں لے کر ...لی۔ وہ سرپٹ گھر کی طرف بھاگا' تب ہی کسی نے اندر دلہن آنے کی اطلاع دے دی تھی اور یہ بھی کہ دلہن ...۔۔۔ سیاہ دروازہ کھلا کچھ خواتین باہر آ گئیں۔۔۔ قریب آ کر کچھ طارق کی بلائیں لینے لگیں۔ کچھ ایمن ...ہیں۔ ایک موٹی تازی عورت نے سرخ کڑھائی والی چادر جلدی سے ایمن کو یوں اڑھائی کہ وہ پوری

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کی پوری چھپ گئی۔ ایمن کا جی چاہا چادر کھڑکی سے باہر پھینک دے۔۔۔ دروازہ بند ہوا۔۔۔ گا منٹ میں ہی گاڑی گھر کے کھلے دروازے کے سامنے تھی۔ بابر' وقار الحسن اور طارق مردوں کی ایمن کو دو عورتوں نے اپنے قابو میں کرلیا۔۔۔ عورتوں کی انواع واقسام کی آوازیں ایمن کے تھیں۔ نظر صرف اپنے جوتے آرہے تھے۔۔۔ پھر سر پر مرغ کے پھڑپھڑاتے پر اور ککڑوں کوں کی اچھلتی اگر وہ دو عورتوں کے گھیرے میں نہ ہوتی۔

اگلے دو قدموں پر بکرا آگیا۔ کسی نے ایمن کا ہاتھ پکڑ کر بکرے کو چھو دیا۔ اب نظروں کی گرفت آگیا۔۔۔ طویل صحن عبور کرنے کے بعد سیاہ برآمدہ۔۔۔ کسی نے اسے کرسی پر بٹھا دیا۔

"رسولاں! اب وہٹی وکھا بھی دے۔" کسی بے صبری عورت نے اس کا گھونگھٹ کھولنا چاہا۔

"ہائے۔۔۔ سو سکھاں دی میری اکوں اک نوں۔۔۔ ایسے کیسے دکھاوں۔" طارق کی چاچی نے ہاتھ

"لو۔۔۔ یہ تو شہر کی نولا کے آپھرائی گئی ہے۔" تب ہی چاچی نے اس کے اوپر سے چادر اتار دی۔

ایمن نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔ گرمی اور حبس سے بری حالت تھی اور وہ سوچ سکتی تھی کہ اس کا بری حالت میں ہوگا۔ تب ہی اک لڑکی آگے بڑھی اور بڑی مہارت سے پف کے ساتھ اس کا چہرہ نے لمحوں میں بے حد مہارت سے ایمن کا میک اَپ ٹھیک کیا۔۔۔ وہ سب کے سامنے آگئی تھی۔ دیکھنے کی بے تابی میں اس کے چٹکیاں کاٹنے لگے۔۔۔ اس نے ہنستے ہنستے انہیں اچھی طرح ڈانٹا۔ اس اردو کی آمیزش اور لہجہ صاف و جاندار تھا۔

"پانی تو پلاؤ بے چاری کو۔"

فوراً ہی ایمن کے سامنے شیشے کے نفیس گلاس میں مرنڈا آگئی۔۔۔ گلاس میں اسٹرا موجود تھا۔ لوگوں کی پرشوق نگاہوں کے سامنے کچھ کھانا پینا بھی مسئلہ ہی تھا۔۔۔ لیکن پیاس کی شدت کی بنا پر گئی۔۔۔ عورتوں کے سہرے اور سلامی کا سلسلہ ایک ساتھ شروع ہوگیا۔۔۔ اس کی گود سو سو اور پچاس سے بھرنے لگی۔۔۔ وہ لڑکی اس کے داہنی طرف بیٹھی ڈائری پر نام اور دی گئی رقم نوٹ کررہی تھی۔ سارے نوٹ سمیٹ کر ایمن کے پرس میں ڈال دیے۔

یوں اسٹیچو بن کر بیٹھے بیٹھے ایمن کی کمر اکڑ گئی۔ اس نے بے چین ہو کر پہلو بدلا۔

"ابھی عورتیں کھانے کے لیے چلی جائیں گی تو تمہیں اندر لے جاؤں گی۔"

پاس بیٹھی لڑکی نے سرگوشی کی۔ وہی ہوا کھانے کی آواز کے ساتھ ہی ہجوم چھٹ گیا۔

"ماسی! میں دلہن کو اندر لے جارہی ہوں۔"

"ہاں۔۔۔ ہاں لے جاؤ۔۔۔ میں کھانا بھجواتی ہوں۔۔۔" چاچی کی آواز آئی۔ تو وہ اسے لے کر ایک کم گئی۔۔۔ صاف ستھرا' کھلا سا کمرہ۔۔۔ پلنگ پر آف وائٹ پھولوں والی ویلوٹ کی نئی بیڈ شیٹ بچھی تھی۔

ایمن بیٹھنے کے بجائے کھڑے کھڑے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔

"بیٹھ جاؤ۔۔۔"

"تھک گئی ہوں۔۔۔" ایمن نے بے زاری سے کہا۔۔۔ تو وہ ہنس دی۔

"ابھی سے۔۔۔ کھانے کے بعد ایک دور اور چلے گا۔"

"پلیز! اب کسی کو کمرے میں مت آنے دیجیے گا۔" ایمن نے ہاتھ اٹھا کر قطعی لہجے میں کہا تو وہ ہم ہوئی۔

"اب اتنی بے مروتی سے تو کسی کو منع نہیں کیا جاسکتا۔ آخر سب رشتے دار ہی تو ہیں۔"

"آپ۔۔۔" ایمن نے سامنے کھڑی لڑکی کا جائزہ لیا۔۔۔ جدید تراش خراش کا نفیس فینسی سوٹ۔ میک اپ۔۔۔ سونے کے خوب صورت زیورات' کھلتی ہوئی گندمی رنگت' اچھے نقش۔

"طارق کی رشتے دار ہی ہوں۔ چاچی نے بلوایا تھا کہ دلہن شہر کی ہے۔" وہ آرام سے پلنگ پر بیٹھ گئی۔

"۔۔۔ نہیں۔"

۔۔۔ ماہ ہوگئے۔۔۔ ابھی یہیں سسرال میں ہوں' میاں کو سرکاری رہائش ملے گی تو شہر چلی جاؤں گی۔"

"۔۔۔ ہر کیا کرتے ہیں؟" ایمن کو اس لڑکی میں دلچسپی سی محسوس ہوئی۔

۔۔۔ ار ہیں۔۔۔" لڑکی کے لہجے میں فخر سا در آیا۔ پھر وہ کھڑی ہوگئی۔

۔۔۔ جاؤ کوئی کھانا لے کر آتا ہی ہوگا۔۔۔ دلہن کو یوں کھڑا دیکھ کر عجیب سا محسوس کرے گا۔"

۔۔۔ کے باوجود ایمن بیٹھ گئی۔ جبکہ وہ کمرے میں موجود ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے اپنا میک اَپ ٹھیک

۔۔۔ م کیا ہے؟"

۔۔۔ عمر لڑکے شرمائے جھینپے ہاتھوں میں کھانے کے ٹرے اٹھائے اندر چلے آئے۔۔۔ سدرہ میز کھینچ ۔۔۔ لی۔۔۔ دونوں لڑکے چور نظروں سے ایمن کو دیکھتے باہر نکل گئے۔

۔۔۔ کھانا کھالو۔۔۔ ابھی عورتیں دوبارہ دھاوا بول دیں گی۔" سدرہ بات بات پر ہنستی تھی اور اچھی لگتی تھی۔

۔۔۔ سارا کھانا دیکھ کر ہی ایمن کا جی اوب گیا۔۔۔ اس نے تھوڑے سے چاول پلیٹ میں نکالے اور گھونٹ ۔۔۔ کے ساتھ اندر انڈیلنے لگی۔

۔۔۔ سالن نکال دوں۔۔۔ ساتھ میں نان لے لو۔۔۔ روٹی بھی ہے۔"

۔۔۔ کھاتو ایمن نے نفی میں سر ہلا دیا۔ چند نوالوں میں اس کی پلیٹ خالی ہوگئی۔ سدرہ نے البتہ دل کھول کر ۔۔۔ بے تکلفی کے ساتھ کھایا۔ ایمن خاموشی واکتاہٹ کے ساتھ گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے اسے ۔۔۔ کھانے کے برتن ابھی اٹھے بھی نہ تھے کہ دروازہ کھل گیا اور عورتیں اندر آنے لگیں۔

۔۔۔ کلفی سے دوبارہ سے کھانے میں شریک ہو کر جو کسر باہر رہ گئی تھی پوری کرنے لگیں۔

۔۔۔ کے لیے کوئی اور جگہ نہیں ملی۔"

۔۔۔ لاوٹ کے ساتھ سوچتے ہوئے گردن جھکالی۔

۔۔۔ بنایا ہے؟"

۔۔۔ کا پہنا ہے؟۔۔۔"

۔۔۔ اس کے کانوں سے ٹکرانے لگے۔۔۔ بھانت بھانت کی آوازیں۔۔۔ بولیاں تب ہی اک اور

۔۔۔ اور بھرا ملنے آرہے ہیں۔"

۔۔۔ رہے ہیں۔۔۔" ایمن نے حیرت سے سوچا۔ اس کا تو خیال تھا کہ تقریب سے فارغ ہو کر وہ سب واپس ۔۔۔ گے۔۔۔ عورتوں نے جلدی جلدی اٹھ کر جگہ بنائی۔

۔۔۔ ہم چلتے ہیں۔۔۔ خوش رہو آباد رہو۔"

۔۔۔ اکا کر پیار کرتے ہوئے وقار الحسن کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔ وہ یہاں سے جاتے ہوئے ڈھیروں ۔۔۔ خوش بھی تھے۔۔۔ انہوں نے اپنا فرض پورا کردیا۔۔۔ اگرچہ اس فرض کی ادائیگی میں انہیں ۔۔۔ آیا۔

۔۔۔ اندر کوئی ہلچل نہ ہوئی۔ وہ بابر کے ساتھ بھی سادہ سے انداز میں ملی۔۔۔ یہاں کے دستور کے مطابق ۔۔۔ نے پانچ ہزار دیے۔۔۔ اور پیار کرکے چلے گئے۔۔۔ ان کے جاتے ہی عورتوں کی بولی آوازیں آزاد

۔۔۔ سے ہاتھ میں پکڑے روپوں اور پھر کھلے دروازے کو دیکھا۔ اندر کہیں آئینہ سا چٹخا۔۔۔ ایمن کو

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

لگا۔۔۔ وہ بہت سے اجنبیوں کے درمیان اکیلی رہ گئی ہے۔۔۔ سدرہ نے اسے دوبارہ پکڑ کر بٹھ
پرس میں ڈال دیے۔
"وہ ہٹی تو روتی ہی نہیں۔۔۔" کہیں سے سرگوشی اڑتی ہوئی اس کی گود میں آگری۔۔۔ وہ
اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔۔۔ رات ہونے لگی تو عورتیں صحن میں پرات بجا بجا کر بدھائی گ
چاند کی رات بے گدا۔۔۔ فضا میں خوشگوار سا شور ہنگامہ۔۔۔ نو عمر لڑکیوں کے فلمی ڈانس چ
لٹک کر چوری چوری دیکھتے لڑکے۔۔۔
اور جس کے لیے یہ ساری محفل سجی تھی۔۔۔ وہ بند لبوں سے رب کائنات سے شکوہ کناں
"واہ مالک! کیا کمی رہ جاتی۔۔۔ تیرے خزانے میں۔۔۔ جو آج میرے نام کے ساتھ طا
ہوتا۔"

ہنگامہ اپنے عروج پر پہنچا۔ پھر دم توڑنے لگا۔۔۔ کسی کا بچہ نیند کے لیے بے تاب ہوا تو کسی

صحن میں صرف دوپہر کے مہمان اور گھر کے افراد رہ گئے۔ کبھی کبھی طارق اور اس کے
سے ابھرتیں۔
پھر دھیرے دھیرے ساری آوازیں دم توڑ گئیں۔ کائنات پر نرمل چاندنی اور خاموشی کا ر
سدرہ چلی آئی۔۔۔ اس نے میک اپ صاف کر لیا تھا اور سادہ سے سوٹ میں ملبوس تھی۔۔۔
گلابی ہو رہی تھیں۔
"لاؤ" تمہارا میک اپ ٹھیک کر دوں۔"
"کیوں۔۔۔؟" آدھی رات کو یہ بات سنتے ہی ایمن کو تاؤ آگیا۔
"تمہارے دولہا کو بھیجتی ہوں۔" وہ ہنسی۔
"میں نہانا چاہتی ہوں۔" ایمن دوٹوک لہجے میں کہتی کھڑی ہو گئی۔
"مگر۔۔۔"
"گرمی سے میرا حشر ہو گیا ہے۔ ریشمی کپڑے چبھ رہے ہیں۔ پلیز مجھے نہانا ہے۔" ایمن ا
گیا۔
"ہاں گرمی تو ہے۔۔۔" سدرہ اس کے تیور دیکھ کر بوکھلائی۔ "اچھا میں آتی ہوں۔"
ایمن نے مڑ کر دیکھا۔۔۔ کمرے کے کونے میں اس کا سوٹ کیس رکھا تھا۔۔۔ سدرہ کے واپ
صرف زیور اتار چکی تھی۔ بلکہ تولیہ اور سادہ سوٹ ہاتھ میں لیے منتظر کھڑی تھی۔۔۔ پاؤں میں سلو
صحن میں قطار در قطار چارپائیوں سے گزار کر سدرہ کونے میں بنے باتھ روم میں لے گئی۔
باتھ روم یقیناً "نیا نیا بنوایا گیا۔۔۔ بہت دیر تک شاور لینے کے بعد گیلے بالوں کو تولیے سے لپیٹی ہا
سی تھی سیاہ ہر سدرہ اس کی منتظر تھی۔
"ایک تو یہ ملک الموت کی طرح سر پر سوار ہے۔"
"میں نے سوچا تمہیں کمرہ تلاش کرنے میں مشکل نہ ہو۔"
"ہاں اس وائٹ ہاؤس میں گم ہونے کا خدشہ کچھ زیادہ ہی ہے۔"
ایمن نے طنز سے سوچا۔۔۔ سدرہ اسے کمرے میں چھوڑ کر شب بخیر کہتی باہر چلی گئی۔۔۔ کمر
بستر نیا کھیس۔۔۔ اور سائیڈ پر دودھ اور پھل موجود تھے۔ ایمن بیزاری سے کمرے کی اکلوتی کھڑکی
گئی۔ کھڑکی میں سلاخیں لگی تھیں اور پچھلے احاطے میں کھلتی تھی۔۔۔ احاطے میں چند مویشی بند
اونچے اونچے درخت۔۔۔ چارہ ڈالنے والی کھرلیاں گوبر اور پیشاب کی بو اور چاندنی۔۔۔
کیا امتزاج تھا؟ ایمن کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

[کا]ذب ہے۔ یہ میرے باپ کی میرے لیے منتخب کردہ زندگی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ میں اس کے لیے
[گ]زار رہوں۔"
[تب]ھی دروازہ کھلا۔
[اس نے] دونوں ہاتھ سختی سے کھڑکی کی چوکھٹ پر جما دیے۔ وہ قریب چلا آیا اور ساتھ میں موتیے کے پھولوں
[کی مہک] بھی۔
[دیکھو]" طارق نے مٹھی اس کے سامنے کھولی۔۔۔ کھلی ہتھیلی پر موتیے کی بہت سی منہ بند کلیاں تھیں۔۔۔
[وہ خالی نظروں] سے انہیں دیکھتی رہی۔
[کی]ا اچھی نہیں لگتیں؟"
[اس]نے پوچھا۔ ایمن نے کلیاں ہتھیلی سے اٹھائیں۔ ایک نظر دیکھا۔۔۔ وہ جو کوئی اچھا سا جملہ بولنے والا تھا'
[ادھورا رہ گ]یا۔۔۔ ایمن نے کلیاں کھڑکی کی سلاخوں سے باہر اچھال دی تھیں۔
[یہ کیا]؟۔۔۔" طارق نے حیرت سے پوچھا۔
["مجھے ا]چھی نہیں لگتیں۔" ایمن کا لہجہ بالکل سپاٹ تھا۔
[اوہ ن]ہیں۔۔۔ تمہیں حق ہے۔۔۔ جو چیز اچھی نہ لگے کھڑکی سے باہر پھینک دو۔"
[جو]بھی؟" ایمن نے چبا چبا کر پوچھا۔
[وہ]پھر بے ہنگم سے انداز میں ہنسا۔
[چاہ]تا ہوں یا نہ لگوں برداشت تو کرنا پڑے گا۔۔۔ یہ کیا ٹوپ سا پہن رکھا ہے۔" اس نے تولیہ بالوں سے
[کھینچ ک]ر اچھال دیا۔۔۔ اس کے گیلے لمبے بال پشت پر بکھر گئے۔
[تمہارے ب]ال بہت اچھے ہیں۔"
[وہ بالکل] قریب کھڑا اس کے بالوں میں دھیرے دھیرے انگلیاں چلانے لگا۔۔۔ اس کا دوسرا ہاتھ ایمن کے ہاتھ
[سے تھوڑے] فاصلے پر تھا۔۔۔ پھر یہ فاصلہ بھی عبور ہو گیا۔۔۔ گیلے بالوں پر رقص کرتی انگلیاں گردن کی سپید جلد پر
[رینگنے] لگیں۔
[کی]سی خوب صورت چاندنی ہے۔" وہ اس کے کان کے پاس گنگنایا۔
[خو]ب صورت چاندنی اور گوبر کی بدبو۔" اس کی اتھل پتھل ہوتی سانسوں سے خوف زدہ ہوتی ایمن ترخ

[صر]ف تمہاری خوشبو آتی ہے۔"
[حص]ار میں لیتے ہوئے طارق نے کھڑکی بند کر دی۔
[مز]احمت نہیں کر سکتی تھی۔ پہلی رات کی ہار نے یہ اچھی طرح باور کروا دیا تھا۔۔۔ وہ کسی بے روح مجسمے
[کی طرح] چلی گئی۔

☼ ☼ ☼

[اس کی]شوق نگاہوں نے نظروں ہی نظروں میں کمرے کی ساری سیٹنگ بدل کر رکھ دی۔۔۔ بیڈ کھڑکی کے
[تاکہ]چاند کی نیلگوں چاندنی بستر پر براہِ راست پڑے۔۔۔ کرسیاں دوسری طرف بیڈ سے ذرا فاصلے پر بیڈ
[...] فلور کشن۔
[...]ور میں پورے کمرے کی مالک بن بیٹھی۔ پھر اس نے وہ ساری چیزیں دیکھیں جو ایمن چھوڑ گئی تھی
[...]خیال میں اب ان سب کی ایمن کو ضرورت نہ تھی۔۔۔ درازوں کی تلاشی کے دوران اسے دو چیزیں

[...]ابر یسلٹ اسے حیرت ہوئی ایمن اسے یہاں کیسے بھول گئی اور دوسرا۔
[...]آنکھیں چمک اٹھیں۔ وہ موبائل سیٹ تھا۔

مومل نے جھپٹ کر وہ سیٹ اٹھایا۔۔۔ الٹ پلٹ کر دیکھا۔۔۔ کان کو لگا کر ہیلو کہا۔۔۔ ایک دو
موبائل بالکل خاموش تھا۔ شاید اس کی چارجنگ ختم تھی۔
"یہ میں لوں گی۔" مومل نے لمحوں میں فیصلہ کیا۔۔۔ "ممی کو اب عفان کے سیٹ کی ضرورت
طارق بھائی اور لے دیں گے۔۔۔" ایک لمحے کو اس کے تصور میں عفان کا لمبا چوڑا وجود آیا۔
"شان دار آدمی تھا۔ یہ طارق بھائی تو اس کے نزدیک کچھ بھی نہیں۔۔۔ اے کاش!" اس۔
سانس بھری اور دوبارہ سے موبائل کو دیکھا۔
"اگر امی نے اس کے بارے میں پوچھا تو صاف مکر جاؤں گی۔۔۔ مجھے کیا معلوم نوکرانی بھی چ
لیکن مجھے جوجو سے چھپا کر رکھنا ہوگا۔۔۔ وہ تو فوراً "ممی کو بتا دے گی۔"
اس نے پاس رکھا چارجر بھی اٹھا لیا۔ دوپٹے کے نیچے دونوں چیزیں چھپا کر لے گئی اور سنبھال کر
میں رکھ دیں۔
"مومو!" جوجو اچانک ہی اندر آئی۔ مومو نے دھاڑ سے الماری کے پٹ بند کیے۔
"یہاں بیٹھی ہو۔ میں کب سے اکیلی کچن میں لگی ہوں۔"
"تمہیں کون سا قورمے پلاؤ بنانے تھے۔۔۔ سادہ سا تو کھانا بنانا تھا۔ کل میں بنا لوں گی۔"
"شاباش۔۔۔ ہنڈیا بنائی' دودھ ابالا۔ آٹا گوندھا' سلاد بنائی اب روٹیاں بھی پکانی ہیں تو تم ٹھیک ہی
"آرہی ہوں بابا! تم تو پیچھے ہی پڑ گئیں۔" مومو اپنی گھبراہٹ پر قابو پا چکی تھی۔
"ہاں میں نہا لوں۔۔۔ یہ حبس کا موسم تو جان نکال دیتا ہے۔۔۔ گویا فضا میں آکسیجن ہی نہیں۔ پھر
اور بھی مشکل۔" جوجو کہہ کر باتھ روم میں چلی گئی۔ مومو نے ایک نظر بند الماری کو دیکھا اور کچن
مہرالنساء کے ہاتھ سرعت سے روٹیاں بنا رہے تھے۔
"تم کہاں چھپی تھیں۔۔۔ کچھ احساس ہے کہ بہن کا ہاتھ ہی بٹا دو۔۔۔ کب سے اکیلی کھپ رہی
دیکھ کر مہرالنساء نے ڈانٹا۔
"توبہ! ایسے کون سے پہاڑ توڑ لیے جوجو نے۔" وہ زیر لب بڑبڑاتی برتن نکالنے لگی۔
"ممی! ایمن کا کمرہ میں لے لوں؟" فریج سے سلاد نکالتے ہوئے مومو نے پوچھا۔
"کیوں؟" مہرالنساء کے چہرے کے زاویے ہی بگڑ گئے۔
"اب فارغ ہی تو ہے۔۔۔ میں وہاں شفٹ ہو جاتی ہوں۔"
"وہاں اکیلے کون سے گل چھرے اڑانے ہیں۔ جو اس کمرے میں اڑائے نہیں جا سکتے۔"
مومل کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ کیونکہ یہ بات مہرالنساء نے نہیں بابر نے کہی تھی۔ ایک پل کو
حیران سی رہ گئیں۔
"میں تو۔۔۔" مومو نے خائف سی ہو کر کچھ کہنا چاہا۔
"کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ وہ محترمہ کچھ کم کر گئی ہیں جو اب تمہیں اکیلے کمرے کا شوق چرایا ہے۔
۔۔۔ اس میں تو میں آج ہی کیلیں ٹھونکوں گا۔"
مومو نہیں جانتی تھی بابر نے اس کمرے میں کیا دیکھا ہے۔۔۔ وہ ہمیشہ بابر سے دوبدو مقابلہ کرتی
اس کا درشت لہجہ اور سرخ آنکھیں اسے خاموش ہونے پر مجبور کر گئیں۔
بابر فریج سے پانی کی بوتل نکال کر دھاڑ سے دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ مہرالنساء خاموشی سے مڑ کر
لگیں۔
مومل غصے کو اندر دباتی سالن اور سلاد لے کر باہر نکل گئی۔
"جاؤ اپنے ڈیڈی سے کہو آکر کھانا کھا لیں۔"
جوجو پیغام لے کر گئی۔۔۔ تو وقارالحسن خاموشی سے اٹھ کر ساتھ چلے آئے۔۔۔ ایمن کی شادی کے بعد

ساتھ کھانے میں شریک ہوئے تھے۔ جوجو نے خوشی خوشی باپ کو کھانا سرو کیا۔۔۔
"اپنے کمرے میں واپس شفٹ ہو رہا ہوں۔۔۔ باہر کے دونوں کمرے گیسٹ روم بنا دیں۔" بابر نے حتمی
کہا۔
"یہاں کون سے زیادہ گیسٹ آتے ہیں۔" جوجو ہنسی۔
اس کی بات کا جواب نہیں دیا تو وہ شرمندہ سی ہو کر پلیٹ پر جھک گئی۔

☼ ☼ ☼

گزری صبحوں کی طرح بے زار اور اکسائی ہوئی تھی۔
کی آنکھ بہت جلدی کھل گئی۔۔۔ ابھی ملگجا سا اندھیرا تھا۔ بلکہ شاید وہ سوئی ہی نہیں تھی۔ بس ہلکی سی
وہ کچھ لمحے قریب لیٹے طارق کے ہلکے ہلکے خراٹے سنتی رہی۔ پھر جھنجلا کر اٹھ گئی۔
چاہتا ہے تمہیں قتل کر دوں۔"
اور پہلے اس کے بازو کو زور سے جھٹک کر وہ پلنگ سے نیچے اتر آئی طارق کسمسایا' منہ ہی منہ میں کچھ
کروٹ بدل کر دوبارہ سو گیا۔ سوٹ کیس میں ایک سے بڑھ کر ایک بھاری کام والے سوٹ رکھے گئے تھے۔۔۔
بڑبڑاتے ہوئے ایک نسبتاً "ہلکا" جو اس کے نزدیک بالکل بھی ہلکا سوٹ نہ تھا۔ نکال لیا۔ برآمدہ خالی تھا
صحن کی اکثر چارپائیاں بھی خالی تھیں۔ صرف چند ایک پر کچھ بچے ایک دوسرے کے گلے میں اپنے گھٹنے
خواب تھے۔ باتھ روم کا رستہ معلوم ہی تھا۔۔۔ سو سیدھی ادھر ہی چلی گئی۔۔۔ باتھ روم کا دروازہ بند تھا
مڑنے کو تھی۔ مگر چاچی باہر آگئی۔
تم اٹھ گئیں۔" اسے اتنی صبح اٹھتے دیکھ کر چاچی کو حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی ہوئی۔ اس کا
شہری لڑکی ہے۔ بارہ بجے سے قبل نہیں اٹھے گی۔
میں تمہارے لیے لسی بناتی ہوں۔"
خاموشی سے باتھ روم میں چلی گئی۔۔۔ گزری رات کی اذیت آمیز تھکن روم روم میں بسی تھی۔۔۔
پانی کی پھوار سلگتے جسم و جاں کو سکون بخشنے لگی۔ نہا کر نکلی تو صحن میں کچھ خواتین چارپائیوں پر بیٹھی باتیں
تھیں۔۔۔ سب ہی نے مڑ کر اسے دیکھا۔ ان کی نظروں سے خائف سی ایمن جلدی سے کمرے میں گھس
اصل ہارے پلنگ پر ہاتھ پیر پھیلائے خراٹے لے رہا تھا۔ ایمن کا ایک بار تو پوری شدت سے دل چاہا کہ
تکیہ منہ پر رکھ کر زور سے دبا دے۔ اس نے اپنا سارا غصہ لمبے گیلے بالوں میں زور زور سے برش چلا کر نکالا
اور آئینے میں اپنا عکس دیکھنے لگی۔ کبھی آئینے میں اپنا سراپا گھنٹوں دیکھا کرتی۔
اپنے اک اک نقش پر پیار آتا۔ اپنے سانچے میں ڈھلے وجود پر رشک آتا۔۔۔ اور اب۔۔۔ خود پر ترس
محسوس ہوتی اپنا وجود ایسے مسلے ہوئے پھول سے مشابہہ لگتا۔۔۔ جو کیچڑ میں غلاظت میں لتھڑ کر اپنا
کھو بیٹھا ہو۔
صرف اس کی اپنی ذہنی آلودگی۔۔۔ اور مذہبی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ تھا کہ اپنے اور طارق کے
اس طرح محسوس کر رہی تھی۔
مختلف نصیب ہیں میرے اور میری ماں کے۔۔۔ سارا وقارالحسن تم نے چاہا اور پا لیا اور میں ایمن وقار
میرے ہی نصیب میں لکھا جانا تھا۔ ہجر بھی وہ کہ جس کا کوئی انت نہیں تو کیا یہ سیاہ رات ہمیشہ کے
بن چکی ہے۔"
طارق نے کروٹ بدلی تھی۔۔۔ ایمن کی نگاہیں آئینے ہی میں اس کی طرف اٹھیں۔۔۔ وہ تکیہ
میں دبوچے نیم خوابیدہ آنکھوں سے اس کی سمت دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ مسکرایا۔۔۔ بازو پھیلا کر ہاتھ سے
آنے کا اشارہ کیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایمن لب چبا کر رہ گئی۔
تب ہی دروازے پر دستک ہوئی۔ طارق نے تیزی سے پاس پڑی چادر سر تک تان لی۔ دروازہ
پڑا۔ چاچی ہاتھ میں ٹرے پکڑے کھڑی تھیں۔ انہوں نے وہیں سے ٹرے ایمن کو تھمادی۔ جس
رکھے تھے۔
"میٹھی لسی ہے۔ پی لو۔ اور طارے کو بھی جگا دو اس کی خالہ نے پہلی ویگن پکڑنی ہے تیار
ایمن نے دروازہ بند کیا اور ٹرے سائڈ ٹیبل پر رکھ دی۔ طارق جاگ رہا تھا اور منتظر تھا
آئے گی۔ آخر چاچی نے کہا تھا۔ مگر ایمن وہیں کھڑی تھی۔ اس نے منہ سے چادر ہٹا کر دیکھا۔
ڈال رہی تھی۔ وہ چادر ایک طرف پھینک کر کھڑا ہو گیا۔ جلدی جلدی قمیص پہنی۔
"تم بھی بال سمیٹ لو۔ خالہ پیار دینے آئے گی۔"
وہ پاس سے گزرتے گال پر چٹکی کاٹ گیا۔
"چھچھورا بے ہودہ۔" ایمن نے جھک چیخ کر گال بری طرح رگڑا۔ آنکھوں سے دھواں نکلنے
کی خالہ' ایک دو اور عورتیں پیار دینے آئیں تو وہ یونہی ہاتھ پر ہاتھ رکھے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس بیٹھی
تھی۔ نم بال پشت پر بکھرے' جبکہ دوپٹہ گود میں پڑا تھا۔ ساتھ آئی سدرہ نے جلدی سے دوپٹہ
دیا۔ وہ لاپروائی سے ٹھس سی بیٹھی تھی۔ وہ عورتیں پیار اور دعائیں دے کر چلی گئیں۔ سدرہ
کے دوبارہ سے اندر آئی۔
"ایمن! ناشتہ لے آؤں۔ طارق تو مہمانوں کو ویگن اسٹینڈ تک چھوڑنے گیا ہے۔ آتے
۔ تم نے تو لسی بھی نہیں پی۔" سدرہ نے گلاس یونہی بھرا دیکھ کر کہا تو ایمن نے گلاس اٹھالیا۔
"میں نے پھوڑے بنائے ہیں۔ ساتھ میں چنوں کا سالن۔ دراصل میرے میاں کو بہت پسند
میں نے گھر پر ہی بنانا سیکھ لیے۔ لیکن آج طارق کی فرمائش پر بنائے ہیں۔"
ناشتے میں چاچی بھی ان کے ساتھ تھیں۔ سدرہ اور وہ خاندانی امور پر تبادلہ خیال کرتی رہیں۔
سے چند لقمے لیے اور چائے کا کپ اٹھالیا۔
"اس کا کوئی میک اپ شیک کپ کردو۔ کاکی۔ تمہیں نہیں آتا شہری لڑکیوں کو تو بڑا شوق
ناشتے کے بعد برتن اٹھاتے ہوئے چاچی نے پوچھا۔
ایمن خاموشی سے دوپٹے پر لٹکے ستارے نوچتی رہی۔
"پلیز! مجھے نہیں اچھا لگتا۔" سدرہ نے اپنی میک اپ کٹ اٹھائی تو ایمن بے اختیار کہہ اٹھی۔
"نہ لگے۔ ان دنوں تو کرنا ہی پڑتا ہے۔" سدرہ نے لاپروائی سے کہہ کر فاؤنڈیشن اٹھالیا۔
دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔
"تمہارے نقش اتنے پیارے ہیں۔ اپنی صحت اور اسکن کی حفاظت کرو تو بنا میک اپ کے بھی
"میں سوچتا ہوں۔ یہ معصوم حسن جب دلہن کا روپ دھارے گا تو کیسی قیامت ڈھائے گا
طاہر نے اس کا گال چھو کر بے اختیار کہا تھا۔
"عفان تو بے موت مارا جائے گا۔"
"عفان کیوں۔ وہ آپ کیوں نہیں ہو سکتے؟" ایمن نے بڑی جرأت و بے باکی سے پوچھا تو
کے پانیوں پر سرسراتی طاہر کی نگاہیں تھیں' جو مایوسی تحریر کرتی تھیں۔
"حسن کی دیوی خراج مانگتی ہے اور دیوداس کے پاس صرف بے چارہ سا دل ہے کہو تو پیش کر
ہوا۔"
"دیوی یہ خراج دل و جان سے قبول کرتی ہے۔" ایمن نے شاہانہ انداز میں کہا تو دونوں کھلکھلا
"اوں ہوں۔ لپ اسٹک خراب ہو جائے گی۔" اس نے لبوں پر ٹوٹتی سسکی روکنے کے لیے

ای ضا۔ سدرہ ٹوک بیٹھی۔
ک تو بھی بھرنے نہیں دیتے)
۔ تا چاچا آرہا ہے۔" سدرہ اس کا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی' جب چاچی نے آکر بتایا۔ سدرہ نے جلدی
پھیلا کر اوڑھا اور چیزیں سمیٹنے لگی۔ ایمن نے دانستہ سر جھکالیا۔ چوہدری صاحب اپنے مخصوص
وارد ہوئے۔
تو پتری۔ راضی باضی تو ہو۔ سدرہ پتر۔! یہ طارے کی دلہن ادھر چند دن کی مہمان ہے۔ یہیں
باندھے رکھنا۔ باغ میں لے جانا۔ نہر دکھانا۔ ایمن پتر۔! ادھر اپنا مالٹے اور موسمی کا باغ ہے۔
لگے ہیں۔ دیکھ کر دل خوش ہو جائے گا۔ جو چیز کو دل چاہے اپنی چاچی سے بولنا۔ یہ عورت ہے تو
ل۔ پر دل کی ماڑی نہیں ہے۔"
ہے چوہدری جی۔ کوئی میری نوں کے سامنے ہی شرم رکھ لیں۔ آپ تو بالکل ہی۔" چاچی نے بوکھلا
چوہدری جی کھل کر ہنسے۔ ایمن کو پیار دیا۔ اور مسکراتے ہوئے چلے گئے۔ وہ طاق کی شادی سے
تھے۔
ہو گئے۔ پر آج تک گل نہ کرنی آئی۔" چاچی بڑبڑانے لگیں۔
ساتھ مذاق کرتے ہیں۔"
آپ کوئی عمر ہے مخول کرنے کی۔" چاچی بگڑ کر بولی۔ پھر اٹھ گئی۔
اب۔ جا کر دوپہر کے لیے کھیر چڑھاوں۔"
امیں کرلوں گی۔"
۔ تم وہٹی کے پاس بیٹھو۔ بے چاری اکیلی کندوں کو ٹھوں سے بات کرے گی۔"
وہاں ہی بیٹھ گئی۔ جلد ہی عورتوں کی آمدورفت شروع ہو گئی۔ کبھی ایک آجاتی۔ کبھی دو۔ ایمن بیٹھے
تا گئی۔ ان کی بے سرو پا باتیں سر کے اوپر سے گزر جاتیں۔ دوپہر میں جب کمرہ ذرا خالی ہوا تو ایمن نے
ل کنڈی لگائی اور آرام سے لیٹ گئی۔ دروازے پر ہونے والی دستک آرام سے نظر انداز کر دی۔ جو
نے کے لیے تھی۔ ساری رات کی تو جاگی تھی۔ جلد ہی آنکھ بھی لگ گئی۔
آنکھ کھلی تو کمرے میں در آئی سورج کی کرنوں کا رنگ نارنجی تھا۔ عقب سے بھینس کے ڈکرانے کی آواز
آرہی تھی۔ وہ کچھ لمحے کسلمندی سے پڑی چھت پر چلتے پنکھے کو گھورتی رہی۔ پھر اٹھ گئی۔ دوپٹہ ٹھیک
کے دروازہ کھولا۔ صحن سارے کا سارا خالی تھا۔ ماند پڑتی دھوپ بتاتی تھی کہ شام دیوار کے اس پار آ
۔ آوازیں پچھلے حصے سے آرہی تھیں۔ اس کے کمرے کے بغل میں اک پتلی سے گلی عقب کے
جاتی تھی۔ وہ لاتعلقی سے چلتی ہوئی وہاں نکل گئی۔ پھر ٹھٹک کر رک گئی۔
شلوار پر بنیان پہنے پھاوڑا ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ چاچی ایک بھینس کے نیچے بیٹھی برق رفتاری سے
تھی۔ سیاہ تھن سے سپید دودھ کی دھاریں نکلتی اور جھاگوں جھاگ بالٹی بھرتی جاتی۔ دوسری بھینس
سے ایمن کو دیکھنے لگی۔ طارق نے یونہی پلٹ کر دیکھا تو ہنس دیا۔
چاچی! تیری نوں آگئی۔ اسے بھی دودھ نکالنا سکھا دے۔"
سدقے۔ میں مرگئی ہوں جو یہ دودھ نکالے گی۔" چاچی نے ہنس کر کہا پھر لبالب بھری بالٹی اٹھا کر کھڑی

بھی تھی۔ کاکی۔ کھانا بھی نہیں کھایا۔"
چاچی! تو اسے کاکی کیوں کہتی ہے۔" طارق نے چارہ اٹھا کر بھینس کے آگے ڈالا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"مجھے اس کا نام نہیں یاد رہتا۔" چاچی سادگی سے ہنسی۔
"تو اتنا تو پیارا نام ہے۔ بالکل اس کے جیسا۔" اس نے آخری جملہ آہستگی سے کہا اور سا
ماردی۔ وہ رخ بدل کر اونچی ٹاہلی کے نیچے بندھے بھینس کے بچے کو دیکھنے لگی۔
"آجا دھیے۔ کھانا کھالے۔ اتنی دیر تک بھوکی نہ رہا کر۔" چاچی کہتی ہوئی گلی کی طرف
طارے۔! ابھی کل تیری شادی ہوئی ہے آج تو کام کرنے لگا۔ پھر یہ کام تیرے کرنے کے بھی
"تھوڑے سال باہر رہنے کا مطلب یہ بھی نہیں کہ میں سب کچھ بھول گیا ہوں۔"
"جھلے تیری وہٹی کیا سوچے گی۔"
"چھا یہ سوچتی بھی ہے۔" وہ چارہ اٹھانے کے بہانے قریب آیا کندھا سے کندھا ٹکرا کر بولا
چھپی رہیں۔"
ایمن گھبرا کر چاچی کے پیچھے چل دی۔ پلٹ کر دیکھا تو وہ ہنستے ہوئے پھاوڑے کے ساتھ گو
ایمن نے کراہیت سے منہ پھیرلیا۔ کھانا چاچی نے ہی گرم کرکے سامنے رکھا۔ بھنی ہوئی
روٹیاں چاچی نے تازی بنائی تھیں۔ سدیہ کہیں دکھائی نہ دی تو ایمن نے پوچھ لیا۔
"اس کا شوہر آیا تھا۔ لے گیا۔ کہتی تھی۔ صبح آجاؤں گی۔"
طارق بھی آگیا۔ اگرچہ وہ نہا کر آیا تھا۔ مگر ایمن کو پھر بھی اس میں سے گوبر کی بو آتی رہی۔
ڈھنگ سے نہ کھایا گیا۔ حالانکہ بھوک زوروں پر تھی۔ وہ بار بار اسے دیکھ جو رہا تھا۔ چاچی
چھوڑ کر ادھر اُدھر ہوگئی۔
"میں نے پوچھا ایمن جی! کیا حال ہے؟" وہ شوخ ہوا اور کھیر کا چمچہ بھر کر اس کی سمت بڑھایا
اپنا ہی انداز تھا۔
"میں خود کھا سکتی ہوں۔" ایمن نے جھنجلا کر چمچہ واپس پلیٹ میں رکھا۔ وہ اس کے روّیے سے
چپ ہوگیا۔ پھر آہستہ بولا۔
"اتنا برا نہیں ہوں ایمن! ذرا دل کی آنکھ سے دیکھو۔"
(دل میرے پاس کہاں؟)
اس نے نوالہ چھوڑ کر پانی کا گلاس لبوں سے لگالیا۔
"اطمینان سے کھاؤ۔ میں جارہا ہوں" طارق کھڑا ہوگیا۔ پھر پکار کر بولا۔ "چاچی میں چاچا کے پاس
ایمن نے باقی ماندہ کھانا سکون اور اطمینان سے کھایا تھا۔ شام ڈھلنے تک چاچی تو اپنا کام
مرجانے کی حد تک اکتاہٹ کا شکار ہوچکی تھی اور روٹیاں پکاتی چاچی سوچ رہی تھی۔
"عجیب لڑکی ہے منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر بیٹھی رہتی ہے۔ اس سے زیادہ تو گونگے بول لیتے ہو
"کیسی عجیب سی خاموشی ہے۔ روح میں اترتی' روح سے ہم آہنگ۔ اتنا گہرا سناٹا۔ کہ سو
محسوس ہو۔ اس نے سر اٹھا کر تاریک ہوتے آسمان کو دیکھا۔ گاؤں کی رات اپنی مخصوص خاموشی
کے ساتھ اتر رہی تھی۔ جس میں کبھی کبھی کتّوں کے بھونکنے' واپس آتے بیلوں کے گلوں میں بند
آوازیں گھل مل جاتیں۔
صحن کا بلب روشن تھا مگر اس کی پیلی روشنی کونوں کھدروں کو روشن کرنے میں ناکام تھی۔ وہ مگر
چارپائی پر بیٹھی خود کو بے حد ہونق اور اداس محسوس کررہی تھی۔
"کاش میں موبائل ہی لے آتی۔ لیکن فائدہ۔ کون ہے جس سے بات کرتی۔ دل کا حال سناتی
کوئی دوست۔ کوئی نہیں۔"
اسے اپنی تہی دامنی کا احساس شدت سے ہورہا تھا۔

لو۔" ایمن نے چونک کر سر اٹھایا۔ طارق اس کی سمت موبائل بڑھا رہا تھا۔ ایمن نے سوالیہ نظروں
یکھا۔
اس ہے۔ گھر بات کرلو۔"
۔" اس نے دوبارہ سر جھکالیا۔
؟"
ت نہیں۔ ایمن نے آہستگی سے کہا۔
میری ابھی ان کے ساتھ بات ہوئی ہے۔ سب ٹھیک ہیں۔ تمہیں پیار کہہ رہے تھے۔" اس نے
ارہ جیب میں ڈال لیا اور مڑ کر چاچی کے پاس جاکر بیٹھ گیا۔ چھوٹی چھوٹی لکڑیاں توڑ توڑ کر چولہے میں
چاچی چپکے چپکے اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔ اور وہ ایمن کو دیکھ کر ہنس رہا تھا۔
کے اندر غبار بڑھنے لگا۔
کے بعد طارق چارپائیاں اوپر لے جانے لگا۔
کو ٹھنڈ ہونے لگی ہے۔ آخری پہر اوس بھی گرتی ہے۔" چاچی نے روکنا چاہا۔ وہ سنی ان سنی کرکے
لے گیا۔ پھر نیچے نہیں آیا۔ ایمن چاچی کے پاس بیٹھی رہی۔ چاچی اسے طارق کے بچپن کی باتیں
۔ وہ کتنا معصوم' سیدھا سادا اور پیارا بچہ تھا۔
آتے ہوئے موبائل لیتی آنا۔ اوپر چھت پر ہیں۔" طارق نے دیوار سے جھانک کر کہا۔ چاچی نے اندر
لا کر اسے دی۔
انتظار کررہا ہے۔"
نہیں چاہتی تھی۔ مگر جانا پڑا۔ آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے محسوس یہ ہوتا تھا پاتال میں اتر
۔ طارق چھت پر ٹہل رہا تھا۔
نے بستر پر موبائل رکھی اور باہر والی دیوار تک آگئی۔ دیوار چھوٹی سی تھی۔ وہ سامنے چاندنی میں ڈوبے
ورا منظر دیکھ سکتی تھی۔ پھر اس نے سر اٹھا کر ادھورے چاند کو دیکھا اور بھول گئی کہ کہاں کھڑی ہے۔ وہ
چاند میں کسی اور کی شبیہہ دیکھ رہی تھی۔
کھو گئے ہو۔ تمہیں ڈھونڈنے نکلوں تو کہاں؟ کوئی نام' پتہ' نشان کچھ تو چھوڑا ہوتا۔ تم تو ہمیشہ میرے
شیوں کی دعا کرتے تھے۔ آؤ' ایمن کی اوڑھنی پر پڑے آنسوؤں کے نشان دیکھو۔ میرے دل کی کھی
۔ تمہیں کھو کر خالی رہ گیا ہے۔"
۔ چاند میں اس کی ادھوری شبیہہ لہرائی۔
!"
۔" وہ عالم بے خودی میں بولی۔
۔ ساتھ خوش ہو؟"
طرح چونکی۔ اس نے بے حد حیران ہوکر قریب کھڑے ہیولے کو دیکھا۔
۔" طارق نے مایوسی سے کہا۔ وہ اس سے ذرا فاصلے پر دونوں ہاتھ دیوار پر ٹکائے کھڑا تھا۔
ہوں۔ تمہارے ساتھ کچھ اچھا نہیں ہوا۔ کہاں وہ کیپٹن' کہاں میں' اک مزدور پیشہ شخص۔
نازک پری اور کہاں میرے جیسا معمولی خدوخال کا انسان' پھر عمروں کا فرق۔ میں تمہارے لائق
تمہارے لیے تو کوئی شہزادہ چاہیے تھا۔ لیکن ایمن۔!" وہ ذرا سا رکا۔ "اس میں نہ تمہارا قصور ہے نہ
نصیب کے کھیل ہیں۔ میں برا انسان نہیں ہوں۔ کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا۔ سیدھی سادی مشقت
اری ہے۔ میری زندگی میں تو کبھی کوئی لڑکی بھی نہیں آئی۔ میری خوش نصیبی ہے کہ خدا نے میرا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جوڑ تمہارے ساتھ بنایا... میں تمہیں بہت خوش رکھوں گا۔ میرے پاس اچھے لفظ نہیں ہیں
جانو۔ میں تمہیں دل سے پسند کرنے لگا ہوں۔ شاید پیار کرنے لگا ہوں۔ میرا تم سے وعدہ ہے تم
خواہش رد نہیں ہوگی۔ تم جیسی زندگی چاہتی ہو گزارنا... میری طرف سے کوئی روک ٹوک نہ ہوگی۔"

ایمن بت بنی سن رہی تھی۔

"تم نہیں جانتیں۔ تمہیں یوں اداس دیکھتا ہوں تو کتنا بے چین ہو جاتا ہوں۔" وہ دوبارہ آسنگی
منتظر رہا کہ وہ کچھ تو کہے... خواہ ایک لفظ ہی مگر بت پتھر کا تھا اور پتھر بولا نہیں کرتے... وہ اس کے قدم
خاموشی سے جا کر چارپائی پر لیٹ گیا۔

"تمہیں نہیں پتا۔ وہ ایک شخص تھا... جب بولتا تھا تو سامنے والا مسمرائز ہو جاتا... نظر بھر کر
کے قدموں میں جھک جاتا... تم لاکھ کوشش کرو طارق جمال... !تم اس کی جگہ نہیں لے سکتے۔"

چاندنی مدھم پھوار کی صورت ان پر برس رہی تھی... مگر ان کی سوچیں مختلف سمتوں میں پرواز

◆ ◆ ◆

کچے پکے مالٹوں کی کھٹی میٹھی ہلکی ترش مہکار سارے باغ میں چکراتی... پیڑ پر پھل لدے
بڑے انہماک سے پھلوں سے لدی جھکی ہوئی شاخیں دیکھ رہی تھی۔ ایک قطار میں لیموں کے چتے
موٹے لیموں لگے تھے... اس نے پہلی بار پیڑ پر لگے چکوترے دیکھے۔ لمبی گھاس قدموں سے لپٹ لپٹ
وہ سدرہ کی کڑھائی والی چادر اوڑھے ہوئے تھی۔ طارق ایمن کے آگے آگے جا رہا تھا... سدرہ
باتیں کر رہے تھے... دور ایک عورت گھاس کاٹ رہی تھی... درانتی روک کر انہیں دیکھنے لگی۔
پر ایمن متعجب سی دیکھنے لگی۔

وہ طارق کی چاچی تھی۔

اس نے گھاس کاٹ کاٹ کر ڈھیر لگا رکھا تھا۔

"اگر طارق کے پاس اتنے ہی پیسے ہیں تو چاچا' چاچی کو نوکر کیوں نہیں رکھ دیتے۔"

ایمن کا طنز بھرا لہجہ طارق نے بھی سنا... وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا چاچی کے پاس چلا گیا۔

"یہ کیا ہے چاچی... !میں نے جو کہا تھا کہ شکورا سارے کام کر دے گا تو..."

چاچی نے دوپٹے سے چہرے اور گردن سے پسینہ صاف کیا' سادگی و بھول پن سے مسکرائی۔

"کیا کروں پتر... مٹی میں یہ عادت اتری ہے... دل ہی نہیں کرتا کسی اور سے کام کروانے کو۔"

"پھر بھی چاچی' برا لگتا ہے... آخر میری کمائی کا فائدہ کیا؟"

"اللہ تجھے ہور دے... پر ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دے... چار دن چارپائی پر بیٹھی تو ہتھ پیر جڑ
میں نے تم لوگوں کے لیے موسمیاں اور چکوترے توڑ کر رکھے ہیں... رج رج کھاؤ۔"

اس نے گھاس کا گٹھڑ باندھا اور سر پر رکھ کر کھڑی ہو گئی۔

"مجھے دکھ ہوتا ہے۔" طارق اسے جاتے دیکھ کر بڑبڑایا۔

"وہ جس لائف اسٹائل کی عادی ہیں' انہیں اسی میں رہنے دو... تم نے باتھ روم نیا بنوا دیا... پانی
مدھانی' سلنڈر... وہ ابھی ان چیزوں کی عادی نہیں ہو پا رہیں۔" سدرہ نے رسانیت سے سمجھایا۔

طارق خاموشی سے آگے بڑھ گیا... ایمن کے ساتھ سیر کا سارا مزہ کرکرا ہو گیا تھا۔ سدرہ وہاں نیلی
پانی کا نالہ بہتا تھا... چھوٹی سی ٹوکری ایک طرف رکھ کر اس نے جوتا اتارا اور پاؤں پانی میں ڈال کر
لمحوں کے تذبذب کے بعد ایمن نے بھی تقلید کی' بہتا ہوا پانی خوشگوار ٹھنڈک لیے ہوئے تھا... طارق
اور چکوترے ان کے قریب ڈھیر کر گیا۔

"اپنی بھابی کو کھلاؤ' تھوڑی جان شان بنے۔"

لفظ خاصا عجیب لگا۔

سمجھتی ہے۔" سدرہ کہہ رہی تھی۔

کھانا بھی سیکھ لے گی۔" طارق دوبارہ سے دورے پر نکل گیا۔

چھیل چھیل کر کھاتے ہوئے سدرہ اسے بچپن میں اس نالے میں گرنے کا واقعہ سنانے

تھا۔ ایمن کو بے اختیار ہنسی آ گئی۔

تی۔"

رہتی ہو؟"

باتیں ہی ختم نہیں ہوتیں۔"

سے گزری ہے۔"

نے تجسس سے پوچھا... ایمن کچھ نہ بولی' خاموشی سے چھلکے پانی میں پھینکتی رہی... تو سدرہ

مان ہے... لیکن وہ ان لوگوں میں سے ہے... جو خود دکھ اٹھا لیتے ہیں۔ مگر دوسروں کی

سکتے۔"

" ایمن نے بے اختیار کہا۔

لگتا ہے... میں نے تو تمہیں اس کے ساتھ کبھی ڈھنگ سے بات کرتے بھی نہیں

بولنا پڑے کی شرم نہیں ہے۔"

رہی ہو؟"

انسان کی قدر کرنا' وہ اپنی ذات میں بہت تنہا ہے۔ اسے خوش رکھو گی تو دنیا بھی سنور

نصیحتیں کرنے لگتا ہے۔)

... اس کے چہرے پر یہ کیفیت واضح الفاظ میں لکھی تھی کہ سدرہ اٹھ کر ایک طرف
پانی میں پاؤں ہلاتی رہی... دفعتاً اسے محسوس ہوا کہ پنڈلی سے کوئی چیز آلپٹی ہے... وہ
ہوتے ہی اس نے وہ ننھا سا مٹیالا سانپ دیکھ لیا تھا۔ اس کی چیخوں نے زمین و آسمان

وہ بھاگتے ہوئے آئے۔

" اس نے طارق کا بازو دبوچ لیا۔

کہاں تھی... طارق کو وہ سانپ نظر آ گیا جو ایمن کے جھٹکوں سے گھاس پر گر گیا
سے سانپ کو دوبارہ سے پانی میں پھینک دیا... پھر تھر تھر کانپتی ایمن کو دیکھا جو زرد
لرزی تھی... وہ ہنس دیا۔

سانپ تو یہاں بہت ہوتے ہیں... زہریلے نہیں ہوتے۔" سدرہ بھی آگے بڑھ کر تسلیاں
ذرا پیچھے ہٹ گئی۔

شلوار کے پائنچے نیچے کر رہی تھی۔

ابھی تو..."

نے پہلے ہی آگے آگے چل دی۔ ناچار انہیں بھی تقلید کرنا پڑی۔

♡ ♥ ♡ ♥

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"واپس کب چلنا ہے؟"
طارق نے کہنی کے بل ذرا سا اونچا ہو کر اسے دیکھا۔ وہ آئینے کے سامنے کھڑی بال سنوار رہی تھی۔ پوری کمر ڈھانپے ہوئے تھے۔ طارق نے ستائشی نظروں سے دیکھا۔ اور پوچھا۔
"کیوں؟"
"واپس نہیں جانا۔۔۔؟" ایمن نے کچھ حیران ہو کر پوچھا۔
"ہاں۔ جانا تو ہے۔۔۔ ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔۔۔ چاچا۔۔۔ چاچی۔۔۔"
"ان کا دل ساری زندگی نہ چاہے تو؟" ایمن نے جھنجلا کر برش پٹخا۔ "تو کیا ہم یہیں پڑے رہیں۔"
"تمہارا دل نہیں لگا؟" طارق نے آئینے میں اس کے عکس کو دیکھا۔
"یہاں دل لگانے کو ہے ہی کیا؟"
"ہمیں۔۔۔"
(ہونہہ ہم اس قابل کہاں؟)
"سدرہ بھی چلی گئی۔۔۔ تم چاچی کے پاس بیٹھا کرو۔۔۔ ان سے باتیں کیا کرو۔"
"میں ان سے کیا باتیں کیا کروں؟" ایمن نے الٹا اسی سے پوچھا۔۔۔ تو وہ ہنس دیا۔
"ہاں بھلا' چاچی کو تمہارے مطلب کی باتیں کہاں آتی ہوں گی۔"
ایمن جھنجلا کر بالوں کی چوٹی بنانے لگی۔ پھر مڑ کر بولی۔
"بس اب چلیں۔"
طارق نے غور سے اسے دیکھا۔ ایمن نے پہلی بار اس سے اتنی لمبی بات کی تھی' اور پہلی بار کوئی بات۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ نہ مانتا۔
"ٹھیک ہے' صبح ہی چلتے ہیں۔"
ایمن نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا۔ اسے یقین نہ آیا تھا کہ وہ اتنی آسانی سے اس کی بات مان گیا۔
"تم پیکنگ کر لینا۔۔۔ میں چاچی سے کہہ دوں گا۔۔۔ اب تم تھوڑی دیر کے لیے یہاں آ سکتی ہو؟"
ایمن آخری جملے پر بوکھلا کر کھڑی ہوئی۔
"مجھے چاچی نے بلایا ہے۔" یہ کہہ کر تیزی سے باہر نکل گئی۔
اگلے دن وہ دونوں صبح ہی شہر کے لیے روانہ ہو گئے۔ چاچی بہت اداس تھی۔ چاچا بھی چپ تھا' کہ وہ دونوں بہت دن ان کے پاس ٹھہریں گے۔
بہرحال انہوں نے نم آنکھوں اور بہت سی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ گھر میں صغریٰ' اس کا بیٹا نجو موجود تھے۔ اس فیملی کو طارق نے رکھا تھا تاکہ گھر خالی نہ رہے۔۔۔ ایک طرف دو کمروں کا کوارٹر صغریٰ نجو کے علاوہ اپنے چار بچوں کے ساتھ رہتی تھی۔ البتہ ان بچوں کو کوٹھی میں آنے کی اجازت نہ مالک کی عدم موجودگی میں وہ پورے گھر میں دندناتے پھرتے۔ گھر صاف ستھرا تھا اور کھانا تیار' کیونکہ اس سے قبل فون کر چکا تھا۔

♡ ♥ ♡ ♥

"واپس جانا بہت دشوار لگ رہا ہے۔"
وقارالحسن نے اضطراری انداز میں جیبیں ٹٹول کر سگریٹ نکالنا چاہا۔ اِدھر اُدھر چیزیں سمیٹتی مہر النساء نے انہیں دیکھا۔ سائیڈ ٹیبل سے پیکٹ اٹھا کر وقار کے سامنے پٹخا اور طنزیہ انداز میں بولیں۔
"ابھی تو صرف ایک کو رخصت کیا ہے؟"
"کیسے کیا ہے' تم بھی جانتی ہو۔۔۔" انہوں نے پیکٹ اٹھا کر کھولا۔
"وقارالحسن! میری لڑکیوں کے ساتھ زیادتی ہوئی تو میں معاف نہیں کروں گی۔"

...ن نے سامنے تن کر کھڑی عورت کو دیکھا اور دکھ سے سوچا اگر ایمن اس کی سگی بیٹی ہوتی تو کیا وہ یونہی ...ھرتی۔ اسے رخصت کرنے کے بعد بھی وقارالحسن کی نیندیں لوٹ کر نہ آئی تھیں۔
...ر چیز کو روپے پیسے میں کیوں تولتی ہو۔۔۔ میرا یہاں سے جانا اس گھر کے لیے کس بگاڑ کا باعث بنا ہے۔۔۔ یہ ...ھیں۔"
...صرف تمہاری بیٹی کی ذہنی آوارگی اور تمہارے بے جا لاڈ پیار و حمایت کا نتیجہ ہے۔" مہر النساء نے دوبدو کہا۔ ...ل رہ گئی' وقار! اسے اتنے کھلے پیسے مت دو۔۔۔ اتنی آزادی۔۔۔ ایسا لاڈ لڑکیوں کے لیے ٹھیک نہیں۔ مگر تم ...ل کہہ دیا۔ میں صرف تمہاری اولاد کے لیے نہیں کماتا۔۔۔ اور تمہاری اولاد نے کیا کیا۔۔۔ تمہاری کمائی ...ئے کے ٹیوشن ماسٹر پر لٹا آئی۔۔۔ پتا نہ چلتا تو شاید باقی بھی دے آتی۔"
...تم بھی مجھے ہی طعنے دو گی۔" تمہاری اور میری کی گردان نے وقارالحسن کو تکلیف دی تھی۔ "خیر تم جو بھی ...ر کمپنی کے ساتھ میں نے مزید چار سال کا معاہدہ نہ کیا ہوتا تو شاید کبھی واپس نہ جاتا۔"
...ں کو تو سونے میں پیلی کر کے رخصت کر چکے۔۔۔ باقیوں کو پیتل پہناؤ گے۔" مہر النساء چڑ گئیں۔
...نا' چاندی' روپے' تمہیں صرف ان ہی کی فکر ہے۔۔۔ جو نقصان ہونے جا رہا تھا' اس کی نہیں۔"
...فکر مت کرو۔ میری لڑکیاں ایسی شتر بے مہار نہیں۔۔۔ نہ ان کی رگوں میں سارا حمید کا خون دوڑتا ہے۔"
...رالحسن نے اک زخمی سی نگاہ ان پر ڈالی اور ان کے طنز کو سگریٹ کے دھوئیں کے ساتھ پی گئے۔ مہر النساء ...ہد نے انہیں دیکھا۔۔۔ زندگی میں پہلی بار وہ سارا کے حوالے سے کیے گئے طنز کو خاموشی کے ساتھ پی گئے

...فسلا' اک کمینی سی خوشی' اک انوکھی فتح کا احساس ہوا۔
...ہم یہی گمان انسان کو یوں منہ کے بل گراتے ہیں کہ انسان خود اپنے سامنے بھی کھڑا نہیں ہو سکتا۔" وقار ...نے بے حد مدھم لہجے میں کہا۔ ان کے لہجے میں گزرے دنوں کی ساری اذیتیں جھلکتی تھیں۔۔۔ مہر النساء ...ے انہیں دیکھنے لگیں۔ پھر آہستگی سے گویا ہوئیں۔
...ن کے کیے کا اثر ان کے مستقبل پر بھی پڑنے والا ہے۔۔۔ کیونکہ لوگ کچھ نہیں بھولتے۔ سالوں گزر ...۔۔ تب بھی نہیں۔۔۔ اچھا جہیز بھی نہ ہو گا تو۔۔۔"
...ھا جہیز اچھی تربیت کا نعم البدل ہو سکتا ہے؟"
...یک ہے۔۔۔ تم یہاں رک کر ان کی اچھی تربیت کر لو۔ میں کمانے چلی جاتی ہوں۔ کیونکہ انہیں خالی ہاتھ تو ...ا رنا نہیں ہے۔ اور اگر میری بیٹیوں پر خرچ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے تو صرف دو ڈھائی سال رک جاؤ ...میرا بیٹا انہیں رخصت کرنے کے قابل ہو ہی جائے گا۔" وہ غصے سے بھری وہاں سے چلی گئیں۔
...ں عورت کی بدگمانیاں کبھی ختم نہ ہوں گی۔" وقارالحسن نے تھک کر بیڈ کراؤن سے سر ٹکایا۔ تھوڑی دیر ...رے کی خاموشی میں موبائل کی بیپ گونجنے لگی۔ انہوں نے آنکھیں کھول کر سائیڈ ٹیبل پر پڑا موبائل

...طارق کا تھا۔
...ں لی شادی کے بعد سے ہر کال پر ان کے اندر اک اندیشہ سا سر اٹھاتا۔
...لام علیم وقار بھائی!" اس کی مدھم مگر زندگی سے بھرپور آواز سن کر اندر تک سکون اترا' سارے اندیشے ...نے کھدرے میں سر چھپا گئے۔ وہ ان کی خیریت پوچھ رہا تھا۔
...ٹ کلاس۔۔۔ تم سناؤ برخوردار! ہماری بیٹی کیسی ہے؟"
...ان ٹھیک ہے۔"
...اوں میرا ہو۔۔۔ ایمن کا دل لگ گیا؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اس کا دل نہیں لگا۔۔۔ اس لیے آج صبح ہی واپسی ہوئی ہے۔"
"تو اپنے چاچا جی اور چاچی کو بھی ساتھ لے آتے۔"
"میں تو بہت کہتا ہوں۔ مگر وہ مانتے ہی نہیں۔"
"اچھا۔۔۔ تو شام کا کیا پروگرام ہے؟"
"کچھ خاص نہیں۔"
"ایمن کو لے کر آجاؤ۔۔۔ ڈنر ہمارے ساتھ کرنا۔"
"جو حکم۔۔۔"
وقار الحسن نے موبائل بند کر کے ایک طرف ڈالا۔ طبیعت کی کسل مندی ایک حد تک دور ہ
لہجہ بتاتا تھا کہ وہ خوش ہے۔
"گویا ایمن نے سمجھوتے کی راہ گزر پر پہلا قدم رکھ دیا۔"
انہوں نے قدرے سکون کے ساتھ سوچا۔ اور کمرے سے باہر چلے آئے۔ جوجو دروازے اور
کر رہی تھی۔۔۔ ایک طرف صابن ملا پانی چھوٹی سی بالٹی میں رکھا تھا۔ انہوں نے اپنی اس بیٹی کو ہمیشہ
میں مصروف ہی دیکھا تھا۔
"کیا ہو رہا ہے؟"
جوجو نے مڑ کر دیکھا۔۔۔ وقار الحسن کا ایسا بشاش لہجہ بہت دنوں کے بعد سننے میں آیا تھا۔ وہ خوش ہو
"بہت گندے ہو گئے تھے۔"
"شادو سے کہہ کر کروایا کرو۔"
"نہیں کرتی نا۔۔۔ بس اوپر اوپر سے صاف کر جاتی ہے۔۔۔ آپ کے لیے چائے لاؤں؟" وقار ا
اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ معصوم چہرہ' بے ساختہ لہجہ۔۔۔
"یہ معصوم روحیں کیوں بھٹک کر تاریکیوں میں نکل جاتی ہیں۔ ان کی پاکیزہ سوچوں کو کون آلودہ کر
"تم جیسے لوگ۔۔۔ تم جیسے وقار الحسن!"
احتساب کا کوڑا بڑا جابر تھا۔ وہ بلبلا اٹھے۔
جوجو اب سامان سمیٹ رہی تھی۔
"اپنی ماں سے کہو۔ اچھے سے ڈنر کی تیاری کرے۔۔۔ طارق اور ایمن کھانے پر آرہے ہیں۔"
"واقعی۔" وہ دل سے خوش ہوئی۔۔۔ وقار الحسن بوجھل دل لیے واپس اپنے کمرے میں چلے گئے۔
"اوہ! ڈیڈی نے چائے کا تو بتایا ہی نہیں۔۔۔ بنا ہی دیتی ہوں۔۔۔ تھکے تھکے سے لگ رہے تھے۔"
ہاتھ پاؤں دھو کر اس نے ماں کو پیغام دیا۔ وہ پہلے ہی چڑی بیٹھی تھیں۔
"میرے پاس اس کی بیٹی کے مزید چونچلے اٹھانے کا وقت نہیں ہے۔۔۔ اس سے کہو بازار سے منگوا
"ممی! میں اور مومو ہیلپ کروا دیں گے۔" جوجو نے دبے لفظوں میں کہنا چاہا۔
"دفع ہو جاؤ۔" وہ درشت لہجے میں گویا ہوئیں۔۔۔ جوجو دل مسوس کر باہر نکل آئی۔
"ممی کے مزاج کی بھی کچھ خبر نہیں ہوتی۔۔۔ گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ۔" وہ شرمندہ شرمندہ سی وا
آئی۔ "ڈیڈی! ممی کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ اگر آپ کچھ چیزیں بازار سے منگوا لیں۔"
وقار الحسن مسکرا دیے۔
"سب کچھ بازار سے آجائے گا۔۔۔ تم بتا دینا کیا کچھ منگوانا ہے۔"
"جی۔۔۔"
"سنو برجیس! یہ مومل کہاں ہوتی ہے۔۔۔ کبھی نظر ہی نہیں آتی۔"

...ہوتی ہے۔۔۔ کتابیں پڑھنے کا شوق ہے اسے اور ممی کو اتنی ہی چڑ۔۔۔ سو چھپ کر پڑھتی ہے۔"
...خیال تھا کہ اس کا روشن خیال باپ اس شوق کو برا نہیں جانے گا۔ سو بتا دیا۔ اور اس کا خیال ٹھیک بھی
...الحسن نے سرسری سے انداز میں لیا۔ مگر اتنا ضرور کہا۔
...کچھ کہتی ہے ہم لوگوں کے بھلے ہی کے لیے کہتی ہے۔ عمل کیا کرو۔۔۔ جو لوگ بزرگوں کی بات پر دھیان
...۔ ایمن کی طرح خوار ہوتے ہیں۔"
...کیوں جوجو شرمندہ سی ہو گئی۔
...جی! میں تو۔۔۔"
...ہوں۔۔۔ تمہارا رزلٹ کب آرہا ہے؟"
...آنے والا ہے۔"
...میں کیا ارادے ہیں؟"
...یکل۔۔۔ میں انٹری ٹیسٹ کی تیاری شروع کر رہی ہوں۔ آپ جانے سے قبل اکیڈمی میں میرا ایڈمیشن
...۔"
...سے کہنا۔۔۔ لیکن بچپن میں تو تم کمپیوٹر کی فیلڈ میں جانے کا ارادہ رکھتی تھیں۔"
...نے خوشگوار حیرت سے باپ کو دیکھا۔۔۔ "نجانے بچپن میں کب اور کیسے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا
...انہیں اب تک یاد ہے۔"
...نہیں کب کس وقت شوق بدل گیا۔ اب تو میں ڈاکٹری کو ایزا پروفیشن لینا چاہتی ہوں۔"
...۔۔۔" انہوں نے ایک بوجھل سی سانس کھینچی۔ "ٹھیک کہا۔۔۔ کب کہاں' کس وقت کیا بدل جائے' کوئی
...سکتا۔"
...اپنی جگہ بلاوجہ ہی چور بن گئی۔
...کیا ہر بات کو اسی تناظر میں دیکھا جائے گا۔
...ئے تو میرے پاس بھجوانا۔"
...بوجھل دل لیے وہاں سے چلی آئی۔

* * *

...کچن میں کھڑی اپنے لیے چائے بنا رہی تھی۔۔۔ امریکن اسٹائل کا یہ کچن' خوب کھلا' روشن اور خوبصورت
...یوں ہی رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔ ہاتھوں کے ساتھ ساتھ زبان بھی خوب چلتی۔ خاصی
...تھی۔
...کی کھڑکی سے ویران زمین جولان کے لیے مختص تھی نظر آتی تھی۔ طارق نے یہاں آکر پہلا کام مالی کو رکھنے
...پتلا مالی اس وقت کیاریاں بنا رہا تھا۔
...!" طارق اسے ڈھونڈتا ہوا وہاں چلا آیا۔ "یہاں کیا کر رہی ہو؟"
...یہاں میرے آنے پر پابندی ہے۔" ایمن نے جس رکھائی سے جواب دیا۔ نجو نے بے حد حیرت سے
...تھا۔
...ابیں ہونے لگی۔ تمہارا گھر ہے۔۔۔ پھر عورتیں تو کچن میں کام کرتی ہی اچھی لگتی ہیں۔"
...بے تکی سوچ والا روایتی مرد۔" اس نے جھنجلا کر بہت سی پتی پانی میں جھونک دی۔
...میرے لیے بھی بنا لاؤ۔ اور نجو! تم ہمارے لیے کھانا مت بنانا۔"
...جلدی سے چھری رکھ دی۔۔۔ پہلے ہی دل برا سا ہو رہا تھا۔۔۔ کھانا پکانے کا بالکل بھی جی نہ تھا۔
...! تم چائے پی کر تیار ہو جانا۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیوں؟" سوال جواب ایمن کی گھٹی میں پڑے تھے۔
"وقار بھائی نے ڈنر پر بلایا ہے۔"
ایمن شدید کوفت کا شکار ہوئی۔ وہ وہاں جانا نہیں چاہتی تھی۔ مگر طارق سے کیسے کہتی۔
"آپ نے فون کر کے بتایا ہو گا کہ ہم آ گئے ہیں۔"
"ہاں۔۔۔ ابھی۔۔۔ ابھی بات ہوئی ہے۔" وہ سادگی سے کہتا' چائے کی تاکید کرتا چلا گیا۔
"یہ چائے بنا کر صاحب کو دے آنا۔" اس کا اپنا دل تو اچاٹ ہو ہی گیا تھا۔
شام تک وہ یونہی پھرتی رہی۔ جب طارق نے دوبارہ کہا۔ تو وارڈ روب کھول کر کھڑی ہو گئی۔ ا
کپڑے نجو نے سوٹ کیسوں سے نکال کر یہاں لٹکا دیے تھے۔
"یہ ساڑھی پہن لو۔" وہ نجانے کب عقب میں آ کھڑا ہوا تھا۔ ایمن نے ایک نظر ساڑھی کو د
سے ہینگر ہٹا دیا۔
"مجھے اچھی نہیں لگتی۔"
اور ایک دوسرا سوٹ نکال لیا۔
"تو تم نے سمجھوتا نہیں کیا۔"
خاموشی کا وقفہ طویل تر ہوا تو ڈاکٹر شہوز رضا نے آہستگی سے کہا۔ بارش رُک گئی۔ کمرے میں
ابل نم ہوا چلرانے لگی۔
ایمن نے اضطراری انداز میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں یوں موڑیں۔ گویا ربڑ کی بنی ہوں۔ چلا
میں ہو کر ضبط کی کوشش کی۔ پھر میز پر سر رکھ کر رو دی۔
ڈاکٹر شہوز ہمدردی اور تاسف کے ساتھ اس چھوٹی سی لڑکی کو پھپک پھپک کر روتے دیکھتے ر
"وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔"
ایمن نے ہچکیوں میں بتایا۔
ایک پل کو شہوز رضا سمجھ نہ سکے کہ وہ کس کی بات کر رہی ہے۔
"کون؟"
"میرا شوہر۔ وہ چلا گیا ہے۔"
"واپس آ جائے گا۔"
"نہیں۔ اب نہیں آئے گا۔"
"بلاؤ۔ آ جائے گا۔"
"کس منہ سے بلاؤں۔ میرے پاس ایسا کیا ہے کہ وہ بھاگتا چلا آئے۔"
وہ چپ ہو گئی۔ پھر اٹھی اور بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی۔

❄ ❄ ❄ ❄

شاہ میر نے ٹیکسی روک کر اسے کھڑے رہنے کے لیے کہا اور جارج کے گھر کی بیل بجائی۔ دوسری ط
وہ اضطراری انداز میں مٹھیاں کھولنے لگا۔
دروازہ کھلا' وہ خبیث صورت جارج بغیر شرٹ کے پتلون پہنے اس کے سامنے کھڑا تھا۔
"اوہ! تم آ گئے۔" اس ریچھ جیسے جسم والے شخص نے سکون کا سانس لیا۔
"اسے یہاں سے لے جاؤ۔ میں تنگ آ گیا ہوں۔" اس نے ہوا میں بازو لہرا کر بے زار لہجے میں کہا۔
اسے ایک طرف ہٹا کر اندر چلا گیا۔
کیتھی کو ڈھونڈنے کے لیے اسے زیادہ تگ و دو نہ کرنا پڑی۔ وہ لاؤنج میں صوفے کے پاس اوندھے

پیٹنے سے اٹھتی سسکیوں کی آواز اور وجود کے ہچکولے بتاتے تھے کہ وہ ہوش میں ہے۔ شاہ میر نے
اسے سیدھا کیا۔
ناک سے خون بہہ رہا تھا۔
کو چھوڑ کر سیدھا تن کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی سرد نگاہیں جارج کے چہرے پر جم گئیں۔ پھر وہ پھنکارا۔
نے مارا۔۔۔؟
"بس۔۔۔ ہمارے درمیان تھوڑی سی۔۔۔"
کے دائیں ہاتھ کی اضطراری انداز میں کھلتی بند ہوتی انگلیاں اندر کو مڑیں اور اک زوردار مکا جارج کی
وہ عقب میں الٹ گیا۔ کچھ لمحے ماؤف دماغ کے ساتھ دونوں ہاتھ ناک پر رکھے یونہی پڑا رہا۔ پھر گھومتے
ان اپنی جگہ آئے تو درد کے تیز احساس کے ساتھ' ناک سے نکلتے خون کے فوارے نے اس کے ہوش
اس عرصے میں شاہ میر کیتھی کو اٹھائے دروازے سے باہر نکل گیا۔
ایک ہاتھ ناک پر رکھے۔ دوسرا بازو ہوا میں لہرا لہرا کر پولیس کو بلانے کی دھمکیاں دیتا رہ گیا۔
نے کیب باہر روک رکھی تھی۔ کیتھی کوئی ہلکی پھلکی سی لڑکی نہ تھی۔ اسے پچھلی سیٹ پر منتقل کرنے میں
آ گیا۔
"۔۔۔"
نے سہلاتے ہوئے گاڑی سڑک پر ڈال دی۔
نے زانو پر رکھا کیتھی کا سر سیدھا کیا اور جیب سے رومال نکال کر اس کی ناک اور ہونٹوں پر لگا خون صاف
خون جم چکا تھا۔ شاہ میر نے اسے بے حد نرمی سے صاف کیا۔ کیتھی نیم بے ہوشی کے عالم میں ہولے
بڑبڑانے لگی۔
کچھ کہا۔۔۔ مگر اس کے بے ربط ٹوٹے پھوٹے الفاظ سمجھ سے بالاتر تھے۔ وہ دوبارہ سیدھا ہو گیا۔ فرنٹ سے
پانی کی بوتل اس کی سمت بڑھائی تو شاہ میر نے شکر گزاری کے تاثرات کے ساتھ بوتل تھام لی۔۔۔
پانی کے چھینٹے کیتھی کے چہرے پر ڈالے۔ کیتھی ایک دم کسمسائی۔۔۔ پھر آنکھیں کھول دیں۔
کے عین سامنے شاہ میر کا فکر مند پریشان چہرہ تھا۔ شاہ میر نے اس کا سر ذرا سا اونچا کرتے ہوئے پانی کی
لگا دی۔ وہ غٹا غٹ بہت سا پانی پی گئی۔ شاہ میر نے بوتل پر ڈھکن لگا کر ایک طرف رکھی اور مدھم آواز

ٹھیک ہو؟"
نے جواب نہیں دیا۔۔۔ ذرا سا کسمسا کر رخ بدلا۔۔۔ اور اپنا چہرہ اس کے وجود میں چھپا لیا۔۔۔ گویا اس کا
سا چاہتی ہو۔
رہا۔ ہولے سے اس کا سر تھپکنے لگا۔
کہاں جا رہے ہیں؟" کیتھی کی آواز میں نقاہت اور بھاری پن نمایاں تھا۔
"ہاسپٹل۔۔۔"
سر اٹھا کر اسے دیکھا "گھر چلو۔۔۔"
ایک بار چیک اپ۔۔۔" شاہ میر نے کچھ کہنا چاہا۔
"۔۔۔"
نے ہلکی سی سانس کھینچی اور ڈرائیور کو گھر کا رستہ سمجھانے لگا۔ سیڑھیاں تاریک تھیں۔۔۔ وہ بہت
کیتھی کو اوپر لے آیا۔۔۔ اپارٹمنٹ کا لاک کھولنے کے بعد شاہ میر نے لائٹ جلائی۔۔۔ اپارٹمنٹ کی صفائی
ہوئی تھی۔ مگر کیتھی کچھ بھی دیکھنے کے بجائے بے دم سی ہو کر بیڈ پر گر گئی۔ شاہ میر نے اسے کمبل اڑھا دیا۔۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کچھ لوگی؟"
کیتھی نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔ اس کا خیال تھا کہ شاہ میر اس کے پاس بیٹھے گا۔۔۔
انگلیاں چلاتے ہوئے کچھ خفگی کا اظہار کرے گا۔۔۔ مگر وہ خاموشی سے جا کر کھڑکی میں کھڑا
سرد ہوا کے جھونکے کمرے میں در آئے۔
کیتھی کو اس کی خاموشی سے الجھن ہونے لگی۔۔۔ اس نے شاہ میر کی طرف رخ کیا۔
اتارا تھا۔۔۔ دونوں ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں ڈالے ڈھیلے ڈھالے انداز میں کھڑا باہر جھانک
پھر کیتھی کی نگاہ بھٹک کر ٹیبل تک گئی۔ وہ چونک کر ذرا سا اونچا ہوئی۔۔۔ نظروں کی گرفت
موم بتیاں کیک اور دیگر لوازمات دیکھے۔ پھر اس نے وہ پیکٹ دیکھا جو میز کے پاس پڑا تھا۔
اسے یاد آیا کل اس کا برتھ ڈے تھا۔
زندگی میں پہلی بار اسے شاہ میر سے ندامت محسوس ہوئی۔۔۔ پہلی بار اس کے اندر کا جو
وہ سارے ابہام سارے خدشے خود بخود اڑن چھو ہوئے جو اسے شاہ میر کے حوالے سے لاحق
وہ آہستگی سے اٹھی۔۔۔ اور شاہ میر کے عقب میں جا کھڑی ہوئی۔ شاہ میر نے اس کی آ
نہیں۔ دوسرے پل وہ اس کی پشت سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔ بالکل بچوں کی ط
شاہ میر بے چین ہونے لگا۔۔۔ پھر دانت پیس کر بولا۔
"کیوں روتی ہو؟"
وہ پھر بھی روتی رہی۔
"بس کرو۔" وہ دبے دبے لہجے میں چیخا۔ کیتھی بمشکل خاموش ہوئی۔ اس کی پشت سے ر
اور جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ وہ شاہ میر کے رویے پر مایوس سی ہو گئی تھی۔ بہت دیر کے بعد شاہ م

وہ بیڈ کے کنارے چہرہ جھکائے دونوں ہاتھ گود میں رکھے چپ چاپ بیٹھی تھی۔
"تمہیں بھوک لگی ہو گی؟" شاہ میر اپنے اشتعال پر قابو پا چکا تھا۔۔۔ اگرچہ وہ ابھی کیتھ
کیتھی نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شاہ میر کچن میں چلا گیا۔۔۔ کیتھی نے سر اٹھا کر
تاسف کا شکار ہو گئی۔
شاہ میر کافی کے مگ اور اس کے پسندیدہ کیک کے ٹکڑے پلیٹ میں رکھ کر لے آیا۔ کیتھ
بڑھ گئی۔ شاہ میر اب وہاں بیٹھنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ پھر کھڑکی میں جا کھڑا ہوا۔
"تم مجھ سے ناراض ہو؟" کیک کا ایک ٹکڑا اور دو گھونٹ کافی کے لینے کے بعد کیتھی نے
اک خفا سی نظر اس پر ڈالی۔۔۔ کیتھی کو عجیب سا احساس ہوا۔ اک وقت تھا کہ وہ شاہ میر پر پور
اسے جس طرح چاہتی ذلیل کرتی گالیاں دیتی۔۔۔ اور آج اسے اس شخص کی ناراضی کی پروا
چاہتی تھی۔
اس نے کافی کا اک بڑا سا گھونٹ بھرا اور جلدی جلدی بولنے لگی۔
"تم میری کیفیت نہیں سمجھ رہے۔۔۔ جوں جوں دن قریب آ رہے ہیں۔۔۔ میری حالت
۔۔۔ مجھے لگتا ہے تم صرف بچے کا انتظار کر رہے ہو اس کے بعد۔۔۔ اس کے بعد تم غائب ہو
پاکستانی کی طرح۔ میرے باپ کی طرح۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ گیا تھا اور تم۔۔۔
ساتھ لے جاؤ گے۔۔۔ کبھی مجھے لگتا ہے میں بچوں گی ہی نہیں میں مر جاؤں گی۔ میرا کیس نار
نے کہا ہے کوئی بھی پیچیدگی ہو سکتی ہے میں بہت ٹینس ہوں شمیر!"
لب چباتی مگ کو ہاتھوں میں گھماتی اضطراری انداز میں بولتی کیتھی کو شاہ میر نے حیرت

ہیں جانتا تھا کہ کیتھی یہ سب کچھ سوچتی ہے۔۔۔ کیتھی نے کبھی اس کے ساتھ کوئی سوچ شیئر نہیں کی تھی
بھی نہیں جانتا تھا کہ ڈاکٹر نے کیتھی سے ایسا کچھ کہا ہے۔
اپنی ٹینشن شیئر کرنے جارج کے پاس گئی تھیں؟" شاہ میر نے سرد لہجے میں کہا۔
آئی ایم سوری شمیر!" وہ اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔
تمہیں یہ کیوں لگتا ہے کہ میں تمہیں چھوڑ جاؤں گا۔"
نے یہی دیکھا ہے۔" اضطراب اس کے چہرے پر رقم تھا۔
ہمیشہ نہیں ہوتا۔" شاہ میر کے لہجے کا سرد پن تھوڑا کم ہوا۔
ہوتا ہے۔" کیتھی نے زور دے کر کہا۔
اس اکثر میں نہیں آتا۔" شاہ میر نے اس کی سوجی ہوئی ناک دیکھی اور ذرا سا مسکرایا۔ وہ اس تند خو، تلخ
کرم عورت سے بالکل مختلف لگ رہی تھی۔۔۔ جس سے ہمیشہ شاہ میر کا تعلق رہا تھا۔۔۔ شاید یہ کیتھرائن
پر پھیلا احساس ندامت تھا۔
یقین کیوں نہیں آتا؟" اس نے مگ خالی کر کے ایک طرف رکھا۔
کی!" شاہ میر نے نرمی سے اس کے دونوں ہاتھ تھامے۔ "تمہیں کیسے یقین دلاؤں۔۔۔ میں تمہیں
کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔۔۔ میں نے تمہارے ساتھ اک گھر بسانے کا خواب دیکھا ہے۔۔۔ جہاں ہم
وں گے۔۔۔ اور ہمارے بچے۔۔۔ میں اس آوارہ گردی اور خانہ بدوشی سے تنگ آ چکا ہوں۔۔۔ مجھے اک مرکز
۔۔۔ گھر چاہیے۔۔۔ گھر عورت کے بغیر نہیں بن سکتا۔۔۔ اور وہ عورت تمہارے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتی
زندگی میں بہت عورتیں آئیں اور موسموں کی طرح گزر گئیں۔۔۔ تم نے مجھے روک لیا ہے۔ باندھ لیا
کہیں نہیں جانا۔۔۔ تمہارے ساتھ رہنا ہے ہمیشہ۔"
بات بتاؤ۔" کیتھی نے سر اٹھا کر اسے بغور دیکھا۔ "تم نے اپنے سے بڑی عمر کی عورت کا انتخاب کیوں

قدرت کے فیصلے ہیں کیتھی! اس میں میرا کوئی عمل دخل نہیں۔"
ہاں۔" وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی۔ شاہ میر نے پاس پڑا پیکٹ اٹھا کر اس کے سامنے رکھا۔
برتھ ڈے۔"
کی آنکھیں جھلملا گئیں۔
نے پیکٹ اپنی طرف کھینچا اور آہستہ آہستہ کھولنے لگی۔
ہے۔۔۔" جب وہ اسکرٹ پھیلا کر دیکھ رہی تھی تو شاہ میر نے پوچھا۔
خوب صورت؟" اس نے آہستگی سے بلاؤز پر گال رگڑا۔ "لیکن یہ مجھے پورا نہیں آئے گا۔۔۔ میں بہت
ہوں۔"
ہسپتال سے بے بی کے ساتھ گھر واپس آؤ گی تو یہی ڈریس پہن کر آؤ گی۔"
۔۔۔ ارادی۔۔۔ اس نے پگھلی ہوئی موم بتیوں کو دیکھا پھر پھولوں کو۔۔۔
پھولوں میں خوشبو باقی ہے۔"
۔۔۔ ابھی پھولوں میں خوشبو باقی ہے۔"
ایک ساتھ مسکرائے تھے۔

✠ ✠ ✠ ✠

۔۔۔ ل رہنے لگی ہے احمد عالی۔۔۔؟"
۔۔۔ تھوڑی دیر کے لیے سر سے ٹلا تو مشینوں کی گڑگڑاہٹ اور لون کے اڑتے ذرات میں شاہ میر نے چیخ کر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

احمد عالی مصروف تھا۔۔۔ اس کی بات سمجھ سکا یا نہیں لیکن مسکرا دیا۔ اس کے بے حد سفید دا
مارا۔ ساتھ ہی اس نے اشارہ کیا کہ لنچ بریک میں بات کرتے ہیں۔۔۔ شاہ میر نے اثبات میں سر ہلا
طرف متوجہ ہوا جو اپنے ڈیزائن میں سے ایک بریکٹ مس کر رہی تھی۔ شاہ میر نے سوئی تھ
مسکرایا۔ کیتھی کے مزاج میں بڑی خوب صورت تبدیلی آئی تھی۔

شاہ میر نے اس سے کہا تھا وہ جارج کا اسٹور چھوڑ دے۔۔۔ بلکہ اب وہ کچھ عرصہ کام ہی نہ کر
پڑی تو وہ دوسری پارٹ ٹائم جاب ڈھونڈ لے گا اور کیتھی نے بغیر حیل و حجت کے اس کی بات مان لی
گیا۔ یہ پہلی بار تھا کہ کیتھی نے اس کی بات۔۔۔ اور اتنی بڑی بات آرام سے مان لی۔۔۔ کیتھی کو
بات تسلیم کرنا ہی تھی کہ اسے جارج سے نفرت ہو گئی تھی۔۔۔ اور جارج بھی اس کی حالت سے
جان چھڑانا چاہتا تھا۔

اب وہ سارا دن گھر میں ہوتی۔

رسالے پڑھتی، ٹی وی دیکھتی، میوزک سنتی۔۔۔ فی الحال وہ اپنی پرانی سہیلیوں سے بھی نہیں ملتی
میر کو اب بھی گھر جا کر خود ہی اپنا اور اس کا ڈنر تیار کرنا پڑتا۔ مگر وہ مطمئن تھا کہ کیتھی پر سکون تھی
کہ کیتھی کی جذباتی کیفیت کس طرح ان کے بچے پر اثر انداز ہو سکتی تھی۔ اسی لیے وہ چاہتا تھا
رہے۔ خوش اور پر سکون۔۔۔

"اور اب کتنے ماہ رہ گئے ہیں؟"

اس کے ہاتھوں اور سینے پر گدگدی ہوئی۔۔۔ اک نامحسوس لیکن انتہائی لطیف اور نرم گرم سی
اس کیفیت میں کچھ اور بھی تھا جو اسے دیر تک بے چین کر گیا۔

"ماں جی! میرا دل چاہتا ہے۔ میرے بچے کو پہلا بوسہ آپ دیں۔"

اس کے بڑے بھائی نے ماں کے گھٹنے تھام کر کہا۔ وہ ان کو لینے آیا تھا۔۔۔ وہ مسکرائیں اور اٹھ
لگیں۔۔۔ شاہ میر نے یہ منظر دیکھا اور مارے غصے کے گھر سے ہی نکل گیا۔

"لنچ ٹائم ہو گیا ہے۔" احمد عالی نے آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونک گیا۔ فلور دیرے
رہا تھا۔ وہ دونوں بھی کینٹین کی طرف آ گئے۔

"تم کیا کہہ رہے تھے۔۔۔؟"

وہ جو گم صم سا ہو گیا تھا۔۔۔ بمشکل ماضی سے ہاتھ چھڑا کر مسکرایا۔

"میں تمہیں کیتھی کے بارے میں بتا رہا تھا۔۔۔"

"وہ ٹھیک تو ہے۔۔۔؟" احمد نے فکر مندی سے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ وہ اب خوش رہنے لگی ہے۔۔۔ اس نے مجھے اور اپنے ہونے والے بچے کو پہلی بار سط
ہے۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔" وہ اپنے دوست کی خوشی میں خوش تھا۔

"تم نے دیکھا احمد۔۔۔! تم نے ہمیشہ مجھے واپس لوٹ جانے کو کہا۔۔۔ تم نے کہا تقدیر چاہتی ہے کہ
۔۔۔ لیکن قسمت نے مجھے یہیں اسی جگہ سب کچھ عطا کر دیا۔۔۔ قسمت کبھی نہیں چاہتی کہ میں لوٹ
اس نے خود ہی میرے قدموں میں زنجیر ڈال دی۔" وہ جلدی جلدی بولتا گیا۔

احمد عالی سمجھ نہ سکا۔ وہ اب یہ ذکر کیوں لے بیٹھا ہے۔

"تم ڈرنے لگے ہو؟" احمد نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"کس سے؟۔۔۔"

"اپنے اندر ابھرتی خواہش سے۔۔۔"

"کیسی خواہش۔۔۔؟" وہ بری طرح چونکا۔

۔۔۔ ی بلکہ معنی خیز خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ شاہ میر جھنجلا گیا۔
۔۔۔ سمجھ رہے ہو۔"
۔۔۔ لنچ لو۔۔۔" احمد نے اس کا موڈ خراب ہوتا دیکھ کر بات بدل دی۔۔۔ وہ اس کا اچھا موڈ غارت کرنا نہیں

۔۔۔ مد کا مزاج برہم سا تھا۔
۔۔۔ اس کی بات کی سچائی پر؟
۔۔۔ بھی نہ جانتا تھا۔

● ● ●

۔۔۔ کے خاکوں میں
۔۔۔ ھرنے لازم ہیں
۔۔۔ م اتاری ہیں
۔۔۔ کے پوروں سے
۔۔۔ ھتا رہتا ہے
۔۔۔ رے سے
۔۔۔ نیچے ہیں

۔۔۔ سر جھکا آسمان اس کے ذہن کی طرح خالی اور شفاف تھا۔۔۔ اکا دکا سوچ کے پرندے اپنے پر پھڑپھڑاتے
۔۔۔ جاتے۔

۔۔۔ نے نکموں بیچ کب سے ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے خوب صورت گھر کی
۔۔۔ س قدر ویران اور سنسان لگتی۔۔۔ نوکر ارد گرد سے گزرتے دزدیدہ نظروں سے اسے دیکھتے ایک دوسرے کو
۔۔۔ کرتے گزر جاتے۔

۔۔۔ اور صغری اندر کام کر رہی تھیں مگر اس کے مزاج کے پیش نظر اس کے قریب نہیں آئیں۔۔۔ اس کی
۔۔۔ ر لگتا تھا کہ وہ غالباً رات سے یہیں بیٹھی ہے۔۔۔ اسے کھلی جگہوں کی نسبت بند کمروں سے وحشت
۔۔۔ دیواریں اسے دبوچنے کو آتیں۔۔۔ چھت کو دیکھ کر قبر کا احساس ہوتا۔ یوں لگتا جیسے وہ اس کے نیچے دب

۔۔۔ نے اپنی اکڑی دکھتی ہوئی گردن کو سیدھا کیا اور سامنے پھیلی عمارت کو غور سے دیکھا۔
۔۔۔ میرا گھر ہے۔۔۔" اس نے رات سے کئی بار خود کو باور کروایا تھا مگر اندر کوئی چیخ چیخ کر سوال کرتا۔
۔۔۔ گھر والے سے بنتا ہے۔۔۔ وہ کہاں ہے؟"
۔۔۔ وہ ہمیشہ چلا جاتا تھا۔۔۔ مگر میرا اندر آباد رہتا۔ کبھی تنہائی کے احساس سے، کبھی نفرت سے، کبھی
۔۔۔ کار اپنے کی دھن سے تو کبھی صرف اسی خیال سے کہ اسے واپس آنا ہے۔۔۔ مگر یہ تنہائی یہ ویرانی یوں
۔۔۔ دو میں پنجے نہ گاڑتی۔۔۔ جیسے آج نوچ رہی ہے۔ یوں لگتا ہے وہ چلا گیا ہے اب کبھی واپس نہ آئے گا۔"
۔۔۔ دونوں ہاتھ عقب میں پھیلا کر خود پر پھیلے نیلے آسمان کو دیکھا اسے اپنے زندگی کے آسمان پر دھبے ہی
۔۔۔ یتے تھے سیاہ اور بدنما دھبے جس نے زندگی کی ساری خوش نمائی کو گہنا کر رکھ دیا۔
۔۔۔ لگتا ہے اب وہ نہیں آئے گا بلکہ اسے۔۔۔ اسے وہیں بلا لے گا۔"
۔۔۔ ین شبیہ اس کی نگاہوں میں لہرائی۔۔۔ تو اک تیز لہر اٹھی اور سینہ بری طرح جلنے لگا۔۔۔ بائیں ہاتھ سے
۔۔۔ ے وہ سود و زیاں کے حساب کتاب میں مگن تھی۔۔۔ تب ہی آنے والے کو دیکھ نہ سکی۔
۔۔۔ "

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ بری طرح چونکی۔ نکھرا ستھرا' خوشبو میں بسا وجود' فریش چہرہ' وہ یقیناً" آفس جا رہا تھا۔۔۔ یہ
سے تراشتے ہیں۔ زندگی انہیں انعام بھی دیتی ہے۔۔۔" اسے بے اختیار بابر پر رشک آیا
"اب کیا پہچان سے بھی گئیں؟"
وہ اسے نیچے بیٹھنے کو نہیں کہہ سکتی تھی۔ اس لیے خود اٹھ کھڑی ہوئی۔
"اندر چلیں۔"
"نہیں جلدی ہے۔۔۔ سوچا جاتے جاتے تمہیں دیکھتا جاؤں۔۔۔ بہت دنوں سے چکر نہیں لگایا
وہ اسے بے حد غور سے دیکھ رہا تھا۔ پھر تاسف سے سر ہلانے لگا۔
"ایمی! تم۔۔۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک سا گیا پھر پوچھنے لگا۔
"ڈاکٹر شہوز کے پاس جا رہی ہو؟"
"ہوں۔" وہ سر جھکا کر ہاتھوں پر بنے گھاس کے نشان دیکھنے لگی۔
"طارق بھائی اندر ہیں؟"
ایمن نے اسے ایک نظر دیکھا۔ طارق ہمیشہ ان کے ساتھ رابطے میں رہتا تھا۔۔۔ تو کیا اس بار وہ
"وہ جا چکا ہے۔"
"اچھا۔۔۔ میں نے سوچا گھر میں ہوں تو ان سے بھی ہیلو ہائے کر لوں۔" بابر نے اپنے سیل پر
یقیناً" عجلت میں تھا۔
"وہ آئیں تو ان سے۔۔۔"
"وہ دبئی جا چکا ہے۔۔۔" ایمن نے دونوں ہاتھ مسلتے ہوئے بات قطع کی۔
"۔۔۔ اچھا۔۔۔" حیرت بابر کو بھی ہوئی تھی۔
"واپسی کب تک ہے۔۔۔؟"
"پتا نہیں۔۔۔ آپ ناشتہ کریں گے؟"
"نہیں۔۔۔ میں کر چکا ہوں۔ تم اندر جاؤ۔ نہا کر کپڑے بدلو' ناشتہ کرو پھر تیار رہنا میں لنچ میں آ کر
کچھ دن وہاں گزار لو۔" بابر نے نرمی اور رسانیت سے کہا۔
"میں یہیں ٹھیک ہوں۔"
"اکیلی۔۔۔؟"
"ہمیشہ اکیلی ہی رہتی آئی ہوں' اب تو عادت ہو گئی ہے۔"
بابر خاموش سا ہو گیا۔
"چلتا ہوں۔ تم ناشتہ ضرور کر لینا اور چینج بھی کرو۔" اس نے ایمن کا سر تھپکتے ہوئے کہا۔ اسے
اور ملگجے لباس سے الجھن ہو رہی تھی۔ ایمن اسے خاموشی سے جاتا دیکھتی رہی۔ پھر اندر چلی آئی
رجو دودھ پتی کا بڑا سا پیالہ بھرے ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ ہڑبڑا کر کھڑی ہوئی۔
"ایمی بی بی! آپ کے لیے ناشتہ لاؤں؟"
ایمن بغیر جواب دیے اندر چلی گئی۔
"ہونہہ!" وہ دوبارہ سے پیالہ لے کر بیٹھ گئی۔
ایمن نے ہاتھ منہ دھو کر وارڈ روب میں جو پہلا سوٹ ہاتھ لگا۔ پہن لیا الٹے سیدھے بال بنائے
لے کر باہر آ گئی۔ آج گھر سے بھاگنے کی نہیں' کسی سے ملنے کی خواہش من میں جاگی تھی۔

☼ ☼ ☼

گھر کی پرسکون فضا میں اک چڑیا کے چہچہانے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔۔۔ یہی وہ آواز تھی جو

...پہنچی۔
...اس کا اثاثہ تلخ یادیں تھیں۔
...عذاب جاں تھیں۔
...ہمیشہ خود کو مصروف رکھتیں۔
...ان کے ساتھ۔
...الٹوا گھر کے کاموں میں الجھی رہتیں۔
...کے سر پر کھڑے ہو کر صفائی کرواتیں۔۔۔ کپڑے سوکھ کر آتے تو سوئی دھاگا لے کر بیٹھ جاتیں۔۔۔ اپنی
...ادھڑی سلائیاں ٹھیک کرواتیں۔ ٹوٹے بٹن ٹانکتیں' استری کروا کر الماریوں میں رکھتیں۔ کبھی دو طرح
...کر فریج میں رکھ دیتیں۔ حرا پہلے پہل انہیں یوں مصروف دیکھ کر بہت منع کرتی تو وہ ہنس دیتیں۔
...یلی میں بیسیوں ملازم تھے۔ پھر بھی سارا دن کچھ نہ کچھ کرتی ہی رہتی ہوں۔ یہ تو کام ہی کچھ نہیں۔"
...دھیرے حرا کو بھی گھر کی طرف سے بے فکری ہونے لگی۔ بچے اس سے پہلے گھر آتے تو بھی ٹینشن نہ
...ان میاں بیوی کے لیے گھر سے نکلنا آسان ہو گیا۔ کہیں بھی جانا ہوتا عمر اور عادل آرام سے اماں جی کے
...جاتے۔
...بھی آرام سے اس گھر کے ماحول میں رچ بس گئی تھیں۔۔۔ بظاہر یہی لگتا۔۔۔ اب یہ تو کوئی ان کے دل
...جانے کہاں کہاں ہمکتا تھا۔ سارے روگ دل میں چھپائے مطمئن چہرہ لیے وہ اک اک دن انگلیوں

...دنوں اور مہینے جو سالوں میں ڈھلتے گئے تھے۔۔۔ اور مزید ڈھلتے جا رہے تھے۔
...کا حلوہ بنا کر' ملازمہ کو دوپہر کے کھانے کی تیاری کی ہدایات دے کر وہ لاؤنج میں آ گئیں۔۔۔ جہاں ان کی
...تھی۔۔۔ ٹوکری سے اون سلائیاں نکال کر ادھ بنا سویٹر غور سے دیکھا۔۔۔ یہ سویٹر عمر کا تھا لیکن ان کی
...ن کی اتر آئی۔ جسے دل میں اتارتے ہوئے انہوں نے بُننا شروع کیا۔
...ہے میرے رب کی مرضی۔۔۔"
...ل کی آواز ابھری۔
...باہر دیکھو۔"
...ن سے نکل کر باہر چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد آئی تو اس کے ساتھ آنے والی لڑکی کو دیکھ کر وہ حیران رہ

...لام علیکم۔" اس مضطرب اور زرد رو لڑکی نے قدرے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔
...السلام۔" ان کے پُر شفقت لہجے پر ایمن کی ڈھارس بندھی۔
...النز صاحب سے۔۔۔"
...بیٹا! شہوز تو اس وقت گھر پر نہیں ہوتا۔۔۔ کالج میں پڑھاتا ہے۔۔۔ شام کو کلینک کھولتا ہے۔" انہوں
...نے کہا۔۔۔ ایمن شرمندہ ہو گئی۔ یوں منہ اٹھا کر ان کے گھر پہنچ جانا اچھی بات تو نہ تھی۔
...انہوں نے خود ہی تو کہا تھا۔ جب مجھے کسی دوست یا غمگسار کی ضرورت ہو۔ تو بلا جھجک ان کے پاس آ جاؤں
...یہ تو نہ کہا تھا کہ ان کے گھر ہی پہنچ جاؤں۔"
...اضطراری انداز میں الجھتی ناخن چبانے لگی۔
...نے اس کی اس حرکت سے ناگواری سی محسوس کی۔ مگر ٹوکا نہیں۔۔۔ بلکہ نرمی سے بیٹھنے کو کہا۔۔۔ ایمن
...کے مڑتے بیٹھ گئی۔
...کے لیے کچھ چائے پانی لاؤ۔" انہوں نے چپ کھڑی ملازمہ سے کہا جو متجسس نظروں سے ایمن کا جائزہ
...ی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"نہیں۔ میں نے ناشتہ۔۔۔" وہ "کرلیا" کہتے کہتے رک گئی۔
"نہیں کیا۔۔۔ ہے نا!" اماں جی مسکرائیں۔
ایمن نے سر جھکا لیا۔۔۔ نظریں چپل میں مقید اپنے پیروں پر پڑیں۔۔۔ گندے ناخن، میلی ایڑیاں
پیر لاشعوری طور پر کرسی کے نیچے کر لیے۔۔۔ اور دزدیدہ نظروں سے اماں جی کو دیکھا۔۔۔ سفید ہلکی کڑھ
نماز کی طرح اوڑھا دوپٹہ، سرخ و سپید چہرہ، صاف ستھرے ہاتھ پاؤں، جلد میں قدرتی چمک، وہ اتنی نکھ
پاکیزہ سی لگ رہی تھیں کہ ایمن کو اپنے حلیے پر پہلی بار شرمندگی سی ہوئی۔ ورنہ وہ تو شہوز کے کل
اٹھ کر آجاتی تھی۔
"انڈوں کا حلوہ ساتھ لے لینا اور ہاں کباب بھی تل لو۔" انہوں نے ملازمہ سے کہا۔ پھر سر سے
جائزہ لیا۔
"ناشتہ وقت پر کیا کرو۔۔۔ اس سے انسان سارا دن چاق و چوبند رہتا ہے تمہاری ماں تمہیں
انہوں نے یونہی خاموشی توڑنے کو کہا۔
"میں ماں کے ساتھ نہیں رہتی۔"
"تو؟" انہوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔
"اپنے ہسبینڈ کے ساتھ۔" ایمن کے حلق میں کچھ پھنس گیا۔
"اچھا خیر سے شادی شدہ ہو۔"
انہوں نے اس کے خالی کان، گلا اور کلائیاں دیکھیں۔۔۔ جو تھوڑا بہت زیور وہ پہنے رکھتی تھی اس
نہ تھا۔ وہ خاموش ہی رہیں۔ وہ شہوز کی مریضہ تھی نجانے کون کون سے مسئلے جان کو لگا رکھے تھے۔
ملازمہ چائے لیے آئی۔
"لو کچھ کھا لو۔ خالی پیٹ تو انسان کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی سلب ہو جاتی ہے۔"
انہوں نے پلیٹ ایمن کی طرف بڑھائی جسے اس نے جھجکتے ہوئے تھام لیا۔ اماں جی نے بالکل
ہلکی پھلکی باتیں شروع کر دیں۔ کبھی کوئی گاؤں کا قصہ، کوئی بچوں کی شرارت۔ وہ باتیں کرتی گئیں اور ا
میں کچھ نہ کچھ ڈالتی رہیں۔ ایمن کو احساس بھی نہ ہوا کب وہ سب کچھ پیٹ بھر کر کھا گئی۔۔۔ جب ا
شرمندگی سے ہاتھ کھینچ کر چائے کا کپ اٹھا لیا۔ انہوں نے دوبارہ سے سلائیاں سنبھال لیں۔
"یہ کس کے لیے بن رہی ہیں؟"
"شہوز کے بیٹے، اپنے پوتے کے لیے۔" انہوں نے پیار سے ادھ بنے سوئٹر پر ہاتھ پھیرا۔
"ڈاکٹر صاحب آپ کے اکلوتے بیٹے ہیں۔" اب ایمن قدرے پرسکون انداز میں ان سے بات کر
اماں جی اسے باقی بچوں کی تفصیل بتانے لگیں۔
"گھر کی رونق تو بچوں کے دم سے ہے۔ یہی ہیں جو مرد کو باندھ کر رکھ دیتے ہیں ورنہ عورت کی بساط کیا
ایمن نے بے چین ہو کر کپ ٹرے میں رکھ دیا۔
"اور چائے لو گی؟"
ایمن نے نفی میں سر ہلا دیا۔
"نعیمہ! برتن لے جاؤ۔۔۔"
ایمن سادگی و خوب صورتی سے سجے لاؤنج کا جائزہ لینے لگی۔
"عمر اور عادل جب تک گھر نہ آجائیں مجھے چین نہیں آتا۔ انہیں کی باتوں سے دل بہلا لگتا۔ تمہار
کرتا ہے؟"
"باہر ہوتے ہیں۔"

...اں ہیں اور کون کون ہے؟"
...یں۔"
...سی یوں گھبرائی سی رہتی ہو۔۔۔ خیر اللہ بچہ دے گا تو تمہارا ابھی گھر میں دل لگ جائے گا۔"
...گویا کرنٹ سا لگا۔ وہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔۔۔ اس کا زرد چہرہ کچھ اور پیلا پڑ گیا تھا۔
...؟"
...ں۔" وہ تیر کی طرح نکلتی چلی گئی۔
...نے ایسا کیا کہہ دیا؟" اماں جی کچھ حیرت زدہ سی سوچنے لگیں۔ نعیمہ برتن رکھ کر ان سے اب وہ پھر کے
...رہی تھی۔ انہیں اس کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔
...کھانے پر سب ہی اکٹھے ہوتے۔۔۔ لیکن انہوں نے شہوز سے ایمن کا ذکر اس وقت کیا۔۔۔ جب حرا
...کو سلانے ان کے کمرے میں چلی گئی۔ وہ جانتی تھیں حرا ہر وقت مریضوں کے ذکر سے چڑتی تھی۔۔۔
...دن گھر آنا اس نے بالکل پسند نہ کیا تھا۔
...آئی تھی؟"
...لڑکی؟" وہ اپنے کمرے میں آگئی تھیں اور شہوز ان کے بیڈ پر ریلیکس ہو کر نیم دراز اون کو انگلی میں لپیٹ
...
...اس کی گاڑی اس دن خراب ہو گئی تھی۔ تم نے اس کے بھائی کو۔۔۔"
...ا" وہ چونک کر سیدھے ہوتے ہوئے ان کے یوں اٹھنے پر اون کا گولا ادھر آتا چلا گیا۔
...یہی نام ہے۔"
...؟"
...سے ملنے آئی تھی۔۔۔ کیا مسئلہ ہے اس کے ساتھ؟"
...مسئلہ ہوتا ہے اماں جی! انسان پہلے زندگی کو کھلونا سمجھ کر کھیلتا ہے۔۔۔ پے در پے غلطیاں کرتا ہے۔۔۔
...غلطیوں کا خمیازہ بھگتتا ہے تو پچھتاتا ہے۔۔۔ روتا ہے۔" وہ سابقہ مشغلے میں مصروف ہو گئے۔
...بہر خاص نہیں۔"
...زیادہ نہیں ہے لیکن وہ اس اسٹیج پر ہے جہاں انسان کی غلطیوں کا پھل پک کر گود میں گرتا ہے۔ اسے
...اعمال کا ادراک ہے صرف اعتراف کا مرحلہ باقی ہے۔"
...ہو جائے گی۔"
...دن اعتراف کرے گی اسی دن ٹھیک ہو جائے گی۔"
...بات کے پیسے لیتے ہو۔" اماں مسکرائیں۔
...قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔ وہ بہت دیر تک ہنسے۔۔۔ اماں جی الجھی ہوئی اون سلجھانے لگیں۔ پھر رک سی

...مجھے لگتا ہے خدا نے یہ زندگی اس اون کے گولے کی طرح انسان کے سپرد کی ہے چاہو تو سلجھا کر کوئی
...شکل دے دو۔۔۔ اور چاہو تو۔۔۔" انہوں نے الجھے ہوئے دھاگوں کو دیکھ کر ہلکی سی سانس بھری۔
..." وہ ایمن کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ پھر دھیان ہٹانے کو بولے۔
...کے لیے بن رہی ہیں؟"
...لیے۔"
...اور بنا رہی ہیں۔۔۔ بالکل اسمال سائز اتنا سا۔" انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اک محظوظ سی مسکراہٹ لبوں
...ہوئے تھی۔
...کے لیے؟" انہوں نے حیرت سے پوچھا۔ حرا چائے کے دو مگ اک ٹرے میں رکھے اندر آئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیوں ایک اور پوتا یا پوتی نہیں چاہیے آپ کو؟"
"ہیں!" اماں جی نے تحیر سے ان کا اور حرا کا چہرہ دیکھا۔ پھر قدرے ناراضی سے حرا سے کہا۔
"تم نے مجھے بتایا ہی نہیں۔۔۔"
"کیا؟" وہ سٹپٹائی پھر جھنجلائی۔" اماں جی! یہ مذاق کر رہے ہیں۔"
"شہوز۔!" اماں جی نے گھورا۔ وہ مبہم سا مسکراتے رہے۔
"پگلا۔۔ مذاق نہیں کر رہا۔۔۔ اپنی خواہش کا اظہار کر رہا ہے۔" اب کے وہ بھی ہنس دیں۔
سرخ سی ہو گئی اور جلدی سے بات بدل دی۔
"آپ چائے لیں گی اماں جی۔۔!"
ساتھ ہی شہوز کو بری طرح گھورا ان کے لبوں پر اب بھی مسکراہٹ رقصاں تھی۔

☆ ☆ ☆

"آپ کی مدر بہت اچھی ہیں۔" وہ ان کے سامنے بیٹھی کہہ رہی تھی۔
"مائیں تو ساری ہی اچھی ہوتی ہیں۔"
"صرف سگی۔۔۔" اس نے تیزی سے کہا۔
"تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں۔" ڈاکٹر شہوز اس کی سمت جھکے۔ ان کا انداز پراسرار تھا۔
"بتائیں؟"
"وہ میری سگی ماں نہیں ہیں۔"
ایمن کا منہ کھل گیا اور بہت دیر تک کھلا رہا۔
ڈاکٹر شہوز مبہم نگاہوں سے ایمن کو دیکھتے رہے۔
"یقین نہیں آیا؟"
"آپ مذاق کر رہے ہیں نا؟" وہ واقعی یقین نہ کر سکتی تھی۔
"ایسی باتیں مذاق میں کی جاتی ہیں؟ اگر میں تمہیں ان کی کہانی سناؤں تو تم ایک پرسینٹ بھی ان [...]
ایمی! وہ ان لوگوں میں سے ہیں۔۔۔ جو سارے دکھ اپنے سینے میں چھپائے صبر کے ساتھ اس وقت [...]
ہیں۔۔۔ جب اللہ انہیں صبر کا پھل دے گا۔۔۔ اماں جی کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو اس بات پر [...]
کہ صبر رائیگاں نہیں جاتا۔ انہیں زندگی سے چھین لینے کی بے تابی نہیں ہوتی۔"
"چھین لینے کی بے تابی۔۔۔" ایمن نے زیر لب دہرایا۔
"ہاں۔۔۔ وہ جو مل جائے اس پر قانع رہتے ہیں۔ جو نہ ملے اس کے لیے کوشش اور انتظار کرتے [...]
"تب بھی نہ ملے تو۔۔؟"
"شکوہ نہیں کرتے۔۔۔۔ صبر کرتے ہیں کہ صبر اللہ کو پسند ہے۔۔۔ ایسے لوگ اللہ سے بہت قریب ہو [...]
۔۔۔ انہیں اس تصور ہی سے روحانی قوت حاصل ہوتی ہے کہ کوئی ہے جو ان کے بارے میں سارے [...]
اختیار رکھتا ہے۔۔۔ وہ اپنی ساری دعائیں اس کے حضور پیش کر کے مطمئن رہتے ہیں۔"
"آپ تقدیر پر یقین رکھتے ہیں۔۔۔؟" ایمن نے پوچھا۔
"تقدیر اور تدبیر کا جہاں سنگم ہوتا ہے، وہیں آپ کی قسمت کا ستارا چمکتا ہے۔"
"اور ہم جیسے جنہیں نہ تدبیر کرنا آئی۔۔۔ نہ تقدیر پر اعتبار۔۔۔ من پسند چھین لینے کی خواہش میں [...]
خالی ہاتھ بیٹھے ہیں۔"
ایمن نے ہارے ہوئے جواری کی طرح میز پر دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔

☆ ☆ ☆

ے ایک سوٹ کا انتخاب کیا۔۔۔ مہرالنساء نے اس کے لیے جو کپڑے بنوائے تھے۔۔ وہ بہت
ن اور فیشن کے عین مطابق تھے۔
ہو جائیں۔"
ر پر سوار دیکھ کر ٹالنا چاہا۔
میک اپ شیک اپ کرنا ہے۔ کپڑے ہی بدلنے ہیں۔"
تھا کہ طارق کی پسند کی ساڑھی نہ پہننے پر اس کا موڈ خراب ہو گیا۔۔۔ مگر وہ جوں کا توں خوشگوار موڈ
اپنا مزاج برہم ہونے لگا۔
اتنا مطمئن کیوں رہتا ہے؟"
کے لیے بھی میک اپ رائج ہوتا۔" ایمن نے زور سے الماری بند کی۔
ل کر لیا۔
۔ مجھے تیار ہونا ہے۔" اس کی ہنسی اسے زہر لگی۔
مجھ سے کیسی شرم۔" وہ یقیناً اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔ وہ کپڑے اٹھا کر باہر نکلی اور زور
وازیں دینے لگی۔
اگتی ہوئی آئی۔
یس کر کے لاؤ۔" اس نے سوٹ کرسی پر پھینکا۔
ے لوگ۔۔۔" اتنا پیارا سوٹ یوں پھینکنے پر رجو ایمن کے جانے کے بعد بڑبڑائی۔۔۔ غنیمت رہی
دوبارہ تنگ نہ کیا۔۔۔ بے دلی سے میک اپ کرتے ہوئے اس کا ہاتھ رک گیا۔
الی تھی۔
ا اور بھی بہت کچھ۔
کسی نہ کسی دعوت میں جانے کے لیے تیار ہو رہی ہوگی۔۔۔ اور بہت سے لوگ اس کے ارد گرد
رہے ہوں گے۔" ایمن نے لپ اسٹک کھولی پھر بند کی۔
وہ کیا کر رہا ہوگا؟" اسے سنجیدہ چہرے پر شرارتی سی آنکھیں یاد آئیں۔
ی طاہر کے علاوہ کسی اور ہی سے ہونا تھی تو عفان کیا برا تھا۔ کم از کم اس شخص سے تو۔۔۔" اس
پس پتی اور بال سمیٹ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ اپنی تیاری سے کسی کو یہ تاثر نہیں دینا چاہتی تھی کہ وہ
طور پر وقار الحسن کو۔ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی یہ سب کو نظر آنا چاہیے۔ یہ ایمن کا خیال
نہیں سوچا کہ طارق کیا سوچے گا۔
۔" وہ ٹھٹکے کے کھڑکھڑاتے سوٹ میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔

الی کا فون آچکا ہے۔" وہ آرام سے گاڑی کی چابی اور موبائل وغیرہ اٹھا کر باہر نکل گیا۔ ایمن کچھ
ایسا نظر نہ آتا تھا کہ وہ ڈھنگ سے تیار نہیں ہوئی۔ اس نے اچھی طرح بال نہیں بنائے
ہیں۔ میک اپ کے نام پر چہرے پر کوئی چیز نہیں۔
محل کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔
بعد رجو بلانے آئی۔
ی میں انتظار کر رہے ہیں۔"
رہی ہوں۔" اس نے پوری دل جمعی سے تیاری کی 'تقریباً' آدھا گھنٹہ خوب میک اپ کیا
بہت سا پرفیوم خود پر انڈیل کر تسلی سے باہر آئی۔ وہ گاڑی میں بیٹھا گانے سن رہا تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"نہیں۔۔۔ تمہیں کیا ہوا؟ ابھی تو دھلا دھلایا چہرہ لیے بیٹھی تھیں۔"

"دعوتوں میں تو ایسے ہی جایا جاتا ہے۔" ایمن نخوت سے بولی۔

"اچھا جی۔۔۔ ویسے مجھے تو تم ہر طرح سے پیاری لگتی ہو۔"

"ہونہہ!" ایمن نے رخ بدل لیا۔۔۔ طارق دل ہی دل میں اپنی چالاکی پر مسکراتا گاڑی اسٹارٹ

جانتا تھا اگر اس نے ایمن سے اچھی طرح تیار ہونے کا کہا تو وہ کبھی نہ ہوگی۔

گھر میں استقبال کے لیے تمام لوگ موجود تھے۔۔۔ اسے یوں چمکتا دمکتا دیکھ کر وقار الحسن کی آنکھ دل میں ٹھنڈک سی اتر آئی۔

"گویا میرا فیصلہ درست تھا۔" انہوں نے چپکے سے سوچا۔ اگرچہ ایمن کا انداز اب بھی سب سے سرد مہری کے ساتھ ملی پھرتی وی میں مصروف ہو گئی' البتہ طارق خوش گوار انداز میں موموا ور جوجو سے ہلکی سی چھیڑ چھاڑ کی' مہر النساء کا مزاج پوچھا۔۔۔ جوا سے دیکھ کر برہم ہوا یا پہلے

"اتنی ست سی کیوں ہو رہی ہیں مہو آپا؟" طارق لگاوٹ سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"موسم بدل رہا ہے۔ اسی لیے طبیعت کچھ ست ہو رہی تھی۔ تمہارے لیے کھانا ابھی نہیں بنا"

وقار الحسن نے سکون کا سانس لیا۔ مہر النساء کا رویہ داماد کے ساتھ قابلِ رشک تھا۔ موموا جلدی کھانا سرو کر دیا۔۔۔ بابر کھانے کے وقت ہی آیا تھا۔

"میں پرسوں جا رہا ہوں۔۔۔" کھانے کے دوران وقار الحسن نے بتایا۔

مہر النساء نے اک اچٹتی سی نگاہ اس پر ڈالی' ایمن نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔ خاموشی سے کھانا

"تم کچھ دن رکو گے؟" وہ یقیناً طارق سے پوچھ رہے تھے۔

"جی۔۔۔" وہ ایمن کی طرف دیکھ کر ذرا سا مسکرایا۔

گفتگو بس طارق' وقار الحسن اور بابر کے درمیان گھومتی رہی۔۔۔ مہر النساء اور ایمن خاموش تھیں جوجو آپس میں سرگوشیاں کرتی رہیں۔ کھانے کے بعد ایمن اپنے کمرے میں چلی گئی۔ لڑکیاں بابر کا خاصا ٹف شیڈول تھا سو معذرت کر کے چلا گیا۔

"مہو! اچھی سی چائے تو پلاؤ۔" وقار الحسن نے فرمائش کی تو وہ کچن میں چلی گئیں۔ وقار الحسن لان میں نکل آئے۔

"خوش تو ہو؟" ہلکی پھلکی چہل قدمی کے دوران وقار نے آہستگی سے پوچھا۔

"جی!"

"ایمن تھوڑی ضدی ہے۔۔۔ زیادہ تنگ تو نہیں کرتی؟"

"گھر بنانے والی کو تھوڑی بہت ضد کا حق تو حاصل ہے۔ ویسے میں عورتوں کی ضد کی زیادہ پرو دونوں ایک ساتھ ہنسے یونہی بے معنی سی ہنسی۔

"اسے ساتھ لے جاؤ گے؟" چند قدموں کے بعد انہوں نے دوبارہ پوچھا۔

"فی الحال تو اکیلے جانا پڑے گا۔۔۔ پہلے تو اپارٹمنٹ شیئر کرتے تھے۔۔۔ اب کوئی فلیٹ دیکھوں گا رہے ہیں' کوئی مناسب فلیٹ دیکھیے گا۔ ایمن کا پاسپورٹ وغیرہ بھی بنوانا ہے۔۔۔" وہ دونوں ہاتھ ان کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

"وقار بھائی! اسٹور کا چکر بھی لگایئے گا۔ ویسے تو سارے بندے قابلِ اعتماد ہیں۔ لیکن پھر بھی۔"

"میں لگاؤں گا۔" انہوں نے مہر النساء کو آتے دیکھا تو انہیں چائے دے کر چلی گئیں وہ اب سے کچھ کچھ سی تھیں۔

"تم تو بیگم صاحبہ ہو گئی ہو۔" موموا ور جوجو نے ایک ساتھ کمرے میں ہلہ بولا تو ایمن چونک

ان رہ گئی تھی۔ جسے دوبارہ ڈیکوریٹ کیا گیا تھا نئی بیڈ شیٹ' نئے پردے اور ڈیکوریشن پیسز۔

کمرہ کیسا لگا؟" جوجو نے اشتیاق سے پوچھا۔

کس نے کیا؟" ایمن نے جواب کی جگہ سوال کیا۔

۔۔۔ ڈیڈی ہمیں خود گاڑی میں بازار لے کر گئے تھے۔ انہوں نے کہا جب ایمن اپنے ہسبینڈ کے ساتھ اسی کمرے میں ٹھہرے گی۔"

جوش سے بتایا۔ ساتھ ہی پوچھا۔

"

"

تم خوش تو ہو۔" جوجو نے اسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کچھ معنی رکھتی ہے؟" وہ مڑ کر دراز کھولنے لگی۔۔۔ مومل کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ اب ایمن کے بارے میں پوچھتی۔

آج تم لک پیاری رہی ہو۔" اس نے جلدی سے یونہی جملہ بول دیا۔ جوجو نے مومل کو دیکھا۔ اس کی وجہ سمجھ نہ آئی تھی۔

اچھے مزاج کے ہیں۔۔۔ اور تمہارا گھر۔۔۔ اف کتنا خوب صورت ہے۔ تم اس کا لان تو ٹھیک کرواؤ لیکن ہمیں کون آنے دے گا۔ سنو ہماری دعوت کر دینا اور وہ بھی ڈیڈی کے ہوتے۔"

لے جا رہی ہو۔" جوجو جھنجلا گئی۔

تب بھی تمہیں ہی تکلیف ہوتی ہے۔" موموتے منہ بنایا۔۔۔ ایمن نے دراز سے بریسلٹ نکال کر دی تھی۔

نے سکون کا سانس لیا۔

ہر رکو گی؟" جوجو نے پوچھا۔

"بیڈ پر بیٹھ گئی۔

طارق بھائی تمہیں ساتھ لے جائیں گے؟"

"ایمن نے واقعی اس بارے میں کچھ نہیں سوچا تھا۔ وہ ہاتھ میں بریسلٹ گھما رہی تھی پھر اس نے ہلا دیا۔

"

۔۔۔" جوجو نے حیرت سے پوچھا۔ ساتھ ہی بریسلٹ ہاتھ میں لے کر دیکھا۔۔۔ پر نفی میں سر ہلا کر ایمن ہلا دیا۔

نشانی ہے۔ سنبھال کر رکھو۔"

سے بچھڑنے والے لوٹ کر تو نہیں آجاتے۔"

کر ایمن کی شکل دیکھی۔۔۔ وہ لب بھینچے بریسلٹ پر انگلی پھیر رہی تھی۔۔۔ مومو کو عجیب سا اس نے ایمن کے اندر تک رسائی حاصل کر لی ہو۔ جیسے وہ اس کے احساسات پوری طرح

ابھی تک سر طاہر کو بھولی نہیں؟"

مومل کو دیکھا پھر کھلے دروازے کو۔

پھیر دیا۔

مومو کو دیکھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ایمان داری سے بتاؤ؟ کیا وہ اس قابل تھے کہ انہیں بھولا جا سکے... وہ بھی طارق جیسے شخص کی
مومو خاموشی سے ایمن کا چہرہ دیکھنے لگی۔
"امی! طارق بھائی میں کیا خرابی ہے؟" جوجو نے تاسف سے اسے دیکھا۔
"وہ طاہر نہیں ہے۔" ایمن نے برجستہ کہا۔
"خدا کے لیے... اب ان کا نام بار بار مت لو۔ پتھر پڑیں گے۔" جوجو نے بے اختیار ہاتھ جوڑ
"سنگسار کر تو چکے ہو..." وہ تلخی سے گویا ہوئی۔
"اب اس موضوع کو بند کر دو۔" جوجو نے جھنجلا کر کہا... وہ ڈرتی تھی۔ طارق کے کان میں بھ
ایمن کے لیے اچھا نہ ہو گا۔
"آؤ ابھی برتن بھی دھونے ہیں۔" اس نے منظر سے ہٹ جانا ہی مناسب سمجھا۔ مومو کو بھی
ایمن نے بے دلی سے بریسلٹ دوبارہ دراز میں ڈال دیا اور اٹھ کر کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی... لان م
تھی... ہلکی ٹھنڈی ہوا' چاندنی اور پھولوں کی خوشبو۔
"خوشی کی معیاد کتنی کم ہوتی ہے۔"
دور جھاڑیوں میں جگنو کی روشنی چمکی اور معدوم ہو گئی۔
ابھی زیادہ دن تو نہ ہوئے تھے کہ وہ یہاں کھڑی اسے آتے ہوئے دیکھا کرتی۔
"جب وہ لوٹے گا اور اسے معلوم ہو گا کہ ایمن اس کے لیے زمانے سے ٹکرا گئی تھی... جب
جو منے بڑھی تو وہ وہاں نہ تھا تو... تو اس پر کیا بیتے گی۔ وقت کسی کے لیے ٹھہرتا نہیں مگر تمہارے
تم آگے نکل گئے طاہر... ورنہ آج یہ جدائی مقدر نہ ہوتی میں آج یہاں کھڑی تمہارے قدم گن رہی
"کیا سوچ رہی ہو شہزادی؟"
وہ کھڑکی کے دوسری طرف آکھڑا ہوا... کہانیوں والے ظالم دیو کی طرح۔
"گھر نہیں چلنا..." ایمن اسے دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔
"اوں ہوں... رات یہیں گزرے گی۔" طارق نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر کھینچا... ایم
ہو کر دھکا دیا۔
طارق لڑکھڑا گیا۔ پھر غصے سے بولا۔
"اندر آ کر پوچھتا ہوں۔"
ایمن نے تیزی سے کھڑکی بند کر دی... اس کا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا۔
یہیں اسی کھڑکی میں کسی نے اسے الوداعی تحفہ دیا تھا۔
وہ بھول نہیں سکتی تھی۔
وہ بھولنا چاہتی ہی نہ تھی۔
دروازے پر آہٹ سی ہوئی۔
ایمن بھاگتی ہوئی باتھ روم میں جا گھسی۔

☼ ☼ ☼

"مہو...!" وہ بہت رات گئے کمرے میں آئی تھیں۔ وقار الحسن ابھی تک جاگ رہے تھے۔
"کب تک خفا رہو گی؟"
مہر النساء نے تکیہ ٹھیک کرتے ہوئے ایک نظر ان پر ڈالی۔
"ناراض نہیں ہوں... لیکن ناانصافی برداشت نہیں ہوتی۔ اپنی ذات کے لیے تو شاید کر جا
لیے نہیں۔"

...میری بھی اولاد ہے... مجھے بھی ان کی پروا ہے... تم فکر مت کرو... سب کچھ ویسا ہی ہو گا جیسا تم چاہتی
...کوئی کمی نہ ہو گی۔ جا رہا ہوں میں۔" وہ مدھم سے لہجے میں گویا ہوئے۔
...ساء نے بیڈ پر بیٹھ کر کمبل ٹانگوں پر ڈال لیا۔
...ے سالوں کی بات ہے... لوٹ کر گھر ہی آنا ہے۔"
...نہیں..." وقار الحسن نے مڑ کر غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔
...میری رفاقت کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی؟"
...ساء کچھ لمحے خاموشی سے کمبل پر بنے ڈیزائن دیکھتی رہیں۔ پھر آہستگی سے گویا ہوئیں۔
...نبھانا پڑتا ہے... بچوں کے اچھے مستقبل کے لیے قربانی تو دینا ہو گی۔"
...ہے۔" وقار الحسن مایوس سے ہو گئے۔ "لیکن بہت خیال رکھنا... ہمیں ہر بار طارق جیسا شخص نہیں
...ن کے معاملے میں تمہیں بہت شکوے تھے۔ کم از کم جوجو اور مومو پر تمہیں کلی اختیار حاصل ہے..."
...میں کھلی رکھنا کہ سوال تمہاری بچیوں کا ہے۔"
...ساء نے تلملا کر انہیں دیکھا۔ وہ کروٹ بدل گئے۔
...کرو وقار الحسن! اگر میری کسی بچی نے ایسا کچھ کیا تو اس کی منتیں نہیں کروں گی۔ زندہ زمین میں گاڑ دوں
...جانتے ہو۔ میں ایسا کر سکتی ہوں۔" وہ ان کی پشت دیکھتے ہوئے چبا چبا کر بولیں۔

☼ ☼ ☼

...سا گیا تھا۔
...ہوئے گھر میں بولائی بولائی سی پھرتی... طارق کی ہر وقت گھر میں موجودگی اعصاب پر بہت بھاری تھی۔
...کرنا مجبوری۔ وقار الحسن واپس جا چکے تھے اور طارق کا قیام طویل ہوتا جا رہا تھا۔
...واپس جانے کو دل نہیں چاہتا۔"
...کتا اور ایمن انگلیوں پر دن گنتی کہ کب وہ واپس جائے۔
...آج تیار رہنا۔" ناشتے کے فوراً بعد اخبار دیکھتے ہوئے طارق نے کہا۔
...؟" بے زاری اور تھکن اس کے رواں رواں میں سرایت کر چکی تھی۔ ہر وقت نیند سی اعصاب پر
...ل... جھنجلاہٹ' چڑچڑاپن مزاج کا حصہ بن چکا تھا اور طارق اس کے مزاج کے ہر رنگ سے سمجھوتا
...مارا پاسپورٹ بننے کو دے دوں۔"
...؟"
...ل نے اخبار ہٹا کر اسے دیکھا۔ "میرے ساتھ نہیں جاؤ گی؟"
...نہیں۔" کچھ رک کر اس نے قطعی لہجے میں کہا۔
...طا...؟"
...کہ مجھے پاکستان سے باہر نہیں جانا۔"
...نے اسے دیکھتا رہا۔ پھر ہنسا تو ہنستا چلا گیا۔
...ہو گئی۔
...بہت ہے تمہیں پاکستان سے۔"
...کوئی حق نہیں... میرا مذاق اڑانے کا۔" ایمن غصے میں الٹ پڑی۔
...پھر کس کو ہے..." ایمن غصے میں اٹھ کر جانے لگی... اس نے آرام سے کھینچ کر پاس بٹھا لیا۔
...مجھے۔"
...ہوں... پہلے میری بات کا جواب تو دو... کسے حق حاصل ہے... تم سے مذاق کرنے کا... چھوٹے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کا' پیار کرنے کا۔۔۔ میرے سوا کس کو یہ سارے حق حاصل ہیں؟ کیونکہ مجھے تو تم کچھ بھی خوش نہیں۔۔۔ یہ زبردستی کا سلسلہ کب تک چلے گا جانم۔ ! جانتا ہوں۔۔۔ میں تمہیں پسند نہیں ہے۔ زندگی تو شوہر کے ساتھ ہی گزرتی ہے۔"

"جنگلی۔۔۔ وحشی۔" وہ اونچی آواز میں چیخنے لگی۔

طارق نے گھبرا کر اسے چھوڑ دیا۔ ابھی کوئی ملازم آجائے تو کیا عزت رہ جائے۔

"دیکھو۔۔۔ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔۔۔ لیکن تم مجھے گالیاں دو۔۔۔ یہ برداشت نہیں کر

"کیا کرو گے۔۔۔ مارو گے۔۔۔ پینڈو' جاہل انسان! اور تم کر بھی کیا سکتے ہو؟"

"ایمن!" طارق اس کی اس درجہ جرأت اور بے خوفی پر ہکا بکا رہ گیا۔

اس سے قبل کہ وہ کچھ کہہ پاتا۔ صغریٰ اندر آگئی۔ اس نے ایک متجسس سی نگاہ دونوں پر بہرحال ان کی آوازیں باہر تک گئی تو تھیں۔

"کیا بات ہے؟" طارق کو اس کی اس وقت کی آمد خاصی کھلی۔ ایمن تن فن کرتی اندر کی طر

"وہ آپ سے کوئی ملنے آیا ہے؟"

"کون ہے۔" وہ جی بھر کر بے زار ہوا۔

"جی' طاہر صاحب۔۔۔"

ایمن دروازے سے نکلتے نکلتے پوری کی پوری واپس گھوم گئی۔

طارق نے اسے ٹھٹھک کر رکتے دیکھا۔ پھر کھڑا ہو گیا۔

"اچھی سی چائے لے آؤ۔"

اس نے یقیناً صغریٰ سے کہا تھا۔ وہ فوراً کچن کی طرف چلی گئی۔ طارق نے دوبارہ ایمن کو دی سی اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔

"دنیا میں ایک ہی طاہر نہیں ہے۔" وہ شرارت سے ہنسا اور لاؤنج سے چلا گیا۔ ایمن اپنی جگہ گئی۔ پھر بے دم سی ہو کر وہیں صوفے پر بیٹھ گئی۔

"یہ اس نے کیا کہا؟"

"وہ کیا جانتا ہے؟"

"کہیں اسے کچھ معلوم تو نہیں ہو گیا؟"

ذہن میں نوکیلے سوال چھید کرنے لگے۔ لاکھ وہ ابھی تک طارق کو اپنے شوہر کی حیثیت سے تسلیم بھلے اس نے کئی بار انتقامی کارروائی کے طور پر سوچا کہ وہ طارق کو اپنے ماضی کے بارے میں سب شاید ذہن کے کسی کونے میں عقل دبکی تھی جو نادانی سے باز رکھے ہوئے تھی۔ شاید اسے یقین ہو کے گھر کے سوا اس کا اس دنیا میں کہیں کوئی ٹھکانا نہیں۔ وقار الحسن اسے یہ بات بہت اچھی طر کروا چکے تھے۔

"لیکن طارق۔۔۔ طارق نے یہ کیوں کہا۔۔۔ اسے کیا کچھ معلوم ہو چکا ہے؟" وہ ڈوبتے دل کو سنبھال رہی تھی۔

"ڈرائنگ روم میں کون ہے؟"

وہ جانتی تھی وہاں طاہر محمود نہیں ہے۔ پھر بھی اٹھ کر باہر آئی۔۔۔ اندر سے باتوں اور قہقہوں کی تک آرہی تھیں۔۔۔ اس نے کھلے دروازے سے اندر جھانکا۔۔۔ وہ جو کوئی بھی تھا عین سامنے والے تکلف انداز میں بیٹھا تھا۔۔۔ وہ مایوس دل گرفتگی سے مڑی۔ صغریٰ ٹرالی روک کے کچھ حیرت سے اسے د ایمن جھنجلا کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔

۔۔۔ تو تھوڑا کھسکی ہوئی لگتی ہے۔" وہ ٹرالی اندر لے گئی۔

۔۔۔ کو بھی بھیجنا۔" طارق نے کہا۔ تو وہ سر ہلا کر پلٹ گئی۔۔۔ ایمن کے بند دروازے پر دستخط دی تو جھنجلائی ۔۔۔ آلی۔

۔۔۔ ہے؟"

۔۔۔ نے ڈرائنگ روم میں بلایا ہے۔"

۔۔۔ ان سا رشتے دار ہے۔ جس سے مجھے ملوانا ضروری ہے۔" وہ جی بھر کر جھنجلائی۔ جی چاہا انکار بھجوا ۔۔۔ اندر ہی اندر وہ طارق سے خائف تھی۔۔۔ تب ہی دوپٹہ سر پر جماتی آگئی۔۔۔ اکیلے جانا عجیب لگا تو صغریٰ ۔۔۔ میرے ساتھ چلو۔"

۔۔۔ ڈرائنگ روم میں جاتے ہی وہ شخص اٹھ کھڑا ہو گیا۔

۔۔۔ بھائی! یہ ایمن ہے۔"

۔۔۔ !" انہوں نے بزرگانہ انداز میں سر پر ہاتھ رکھا۔ جیب سے ہزار روپے نکال کر ایمن کو دینے لگے۔۔۔ ۔۔۔ بلا ارادہ ہی طارق کی طرف اٹھیں۔۔۔ اس نے ہلکے سے اثبات میں سر ہلایا اور رسمی انداز میں انکار ۔۔۔ ایمن نے روپے تھام لیے۔

۔۔۔ اپی سدرہ کے شوہر ہیں۔"

۔۔۔ نے قدرے غور سے اسے دیکھا۔۔۔ قبول صورت قدرے بڑی عمر کا شخص جس کے سر کے بال بہت ۔۔۔ تھے۔ ایمن کو مایوسی سی ہوئی۔۔۔ سدرہ جس محبت اور جذبے سے اپنے شوہر کی باتیں بتاتی تھی۔۔۔ ۔۔۔ میں کچھ اور ہی خاکہ تھا۔ وہ رکی نہیں۔ فوراً ہی واپس چلی آئی۔

۔۔۔ ہی کہاں کہاں نصیب پھوڑتا ہے۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔

۔۔۔ اپی؟" جھاڑ پونچھ کرتی صغریٰ نے چونک کر پوچھا۔۔۔ ایمن چڑی ہوئی تھی۔ فوراً ہی بول اٹھی۔

۔۔۔ سدرہ اور اس شخص کا کوئی جوڑ ہے۔"

۔۔۔ نصیب میں لکھے ہوتے ہیں۔۔۔ شکل و صورت کا کیا' بس دل ملنے چاہئیں۔" اس نے شیشے کی میز صاف ۔۔۔ رسانیت سے کہا۔۔۔ اندر آتی رجو نے کھا جانے والی نظروں سے ماں کو دیکھا۔

۔۔۔ دل ملتے ہوں۔۔۔ وہاں تم جیسے آجاتے ہیں۔۔۔ نصیب پھوڑنے۔"

۔۔۔ دفع ہو۔۔۔ کچن میں جا کر ہانڈی دیکھ۔" صغریٰ نے بری طرح لتاڑا۔

۔۔۔ بات جھوٹی لگتی ہے۔" وہ ہاتھ نچا کر بولی۔

۔۔۔ (زبان) کھینچ لوں گی۔" صغریٰ مارنے کو لپکی۔

۔۔۔ لکھا نام مٹ جائے گا۔" رجو بے خوف تھی۔۔۔ صغریٰ اسے گالیاں دیتی' دھکے مارتی باہر لے گئی۔۔۔ ۔۔۔ دونوں کی آواز اونچی نہ ہوئی تھی۔۔۔ ایمن نے کچھ حیرت اور دلچسپی سے یہ تماشا دیکھا۔۔۔ رجو ۔۔۔ نے اسے بہت کچھ سمجھا دیا تھا۔۔۔ وہ اٹھ کر کمرے میں گئی۔۔۔ مٹھی میں پکڑے روپے دراز میں ڈال ۔۔۔ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

۔۔۔ بھی کہاں کہاں نصیب پھوڑتا ہے۔" لبوں سے آہ سی نکلی۔

۔۔۔ ایک ہی طاہر نہیں۔"

۔۔۔ وہی جملہ یاد آیا۔۔۔ تو وہ بے چین ہو گئی۔

❄ ❄ ❄ ❄

۔۔۔ ہی بہہ گیا

۔۔۔ سارے لوگ اتر گئے

۔۔۔ سبب سی منافقانہ فضاؤں کے کسی زہر میں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کسی بدگمان سی رات کے کسی پہر میں
مرا سارا شہر ہی بہہ گیا
مرے سارے لوگ اتر گئے
کوئی تہمتوں کوئی پانیوں
کوئی دلفریب کہانیوں
کوئی خواہشوں کی گرانیوں
کوئی آنسوؤں کی روانیوں
کوئی سبز کائیوں کی جھیل میں
کوئی سرخ وخستہ فصیل میں
کوئی آب میں کوئی خواب میں
کوئی اپنے کردہ عذاب میں
مرا سارا شہر ہی بہہ گیا
مرے سارے لوگ اتر گئے
مرے سارے خواب بکھر گئے
اسی شہر میں
اسی لہر میں

سامنے زندگی کے کینوس پر کتنا بھرپور منظر تھا۔ وسیع و عریض لان میں ابھی دو دن قبل ہی ہو شکل کے چھوٹے فوارے نصب ہوئے تھے۔ مالی اور حمید کیاریاں بنانے میں مصروف تھے او طارق۔ اسے ہر کام اپنے ہاتھوں سے کرنے کا ہوکا تھا۔ اتنا پیسہ کما کر بھی اس میں 'صاحب تھی۔ اب بھی وہ کھرپی ہاتھ میں لیے کیاری میں بیج بونے میں مصروف تھا۔

وہ اپنے کمرے کے دریچے میں کھڑی اس منظر کو ساکت و انجان نگاہوں سے دیکھتی اس شخص کبھی اس کے ہاتھوں کی لکیروں میں تھا ہی نہیں۔

اس کے سامنے اس کے اپنے گھر کا منظر تھا۔

وہ دریچے میں کھڑی اس منظر کو دیکھتی۔ اگر چاہتی تو اس میں اپنی چاہتوں کے رنگ بھر دیتی اور مکمل تصویر بنتی۔ مگر اسے زندگی کے کینوس پر ہر تصویر ادھوری چھوڑ دینے کی عادت تھی یوں کھڑے دیکھا تو اسے ہاتھ کے اشارے سے باہر بلایا۔

وہ نظر انداز کر گئی۔ اس کے اندر طارق کی قربت اس کے ساتھ کی خواہش کبھی بھی پیدا نہ ہو طارق کی باتیں بے سروپا اور بے وقوفانہ سی لگتیں۔ صرف اس لیے کہ ان میں لفظوں کی بلکہ پُرفریب لفظوں کی رنگ آمیزی نہ ہوتی۔ اک عام شخص کی سیدھی سادی باتیں، جس میں ایکر اٹریکشن نہ تھی۔ وہ جامد جذبات، سپاٹ چہرے کے ساتھ سنتی جاتی۔ طارق بھی جانتا تھا کہ وہ اسے مگر مسلسل اگنور کر رہا تھا۔ اس کے خیال میں 'اتنے عیش اور محبت کے بعد وہ سب کچھ بھول جا اپنے سابقہ منگیتر کو بھی۔

اپنے خیالوں میں گم ایمن کو احساس بھی نہ ہوا کہ کب طارق اندر آگیا تھا۔ اس کی بھرپور چھینک مڑی۔ وہ مسلسل چھینک رہا تھا۔ شاید مٹی اس کی ناک میں چلی گئی تھی۔

ایمن نے ناگواری اسے اس کو دیکھا۔

"میں نہا۔ آچھی۔ کر آتا ہوں۔ آ۔ چھی۔ اچھی سی چائے۔" وہ اس کی اگلی چھینک باہر کی طرف مڑ گئی۔ کچن میں رجو برتن دھو رہی تھی۔

...پ چائے بنا دو" ایمن نے کہا۔ پھر کچھ رک کر بولی۔ "چائے بنا کر صاحب کو دے آنا۔"
...نے ہاتھ دھو کر کیتلی اٹھالی۔ صغریٰ سبزی اٹھائے اندر آرہی تھی۔ ایمن کا جملہ سن چکی تھی۔ تب ہی ...

...کڑی ہے۔ نوی۔ نوی بیویاں اپنے شوہروں کے لیے ہاتھ سے چائے بنا کر محبت سے خود پلاتی ہیں۔ ...جاری کر کے یہ جا۔ وہ جا۔"

...الو نے تو ابے کو آج تک چائے بنا کر نہ پلائی۔"
...تو میری سوکن بنا کر پلاتی تھی۔" صغریٰ کو تاؤ آگیا۔
...محبت سے 'پیار سے پلانے والی چائے کی بات کر رہی ہوں۔" رجو ہنسی۔
...وہ ندیاں نہ نکال۔ ہتھ چلا ہتھ۔" صغریٰ نے غصے سے سبزی پٹخی۔
...نے چائے بنا کر مگ میں نکالی۔ مگ ٹرے میں رکھا۔ پھر نکلتے ہوئے بولی۔
...پیار سے بندہ اسی کو چائے پلا سکتا ہے۔ جس سے پیار ہو۔"
...تلملا کر پلٹی۔ مگر وہ ہوا کے جھونکے کی طرح باہر نکل گئی۔ صغریٰ جانتی تھی کہ اس نے یہ بات کیوں کہی ...ب رجو اندر داخل ہوئی۔ تو ایمن بیڈ پر نیم دراز ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ جبکہ طارق ڈریسنگ ٹیبل کے ...تولیے سے سر رگڑ رہا تھا۔ وہ یقیناً نہا کر نکلا تھا۔ رجو نے ان دونوں کے درمیان لاتعلقی کو پوری طرح ...اور باہر نکل گئی۔

...براحشر ہو گیا۔" طارق نے تولیہ صوفے پر اچھالا۔ خود بیڈ پر بیٹھ گیا۔
...س نے کہا تھا۔ مالی کے ساتھ مالی بننے کے لیے۔" ایمن نے ناک چڑھا کر کہا۔ طارق نے چائے کا ...برا 'پھر برا سا منہ بنا کر بولا۔

...بھی اپنے ہاتھ کی چائے ہی پلا دو۔"
...ملازمہ کس لیے ہے۔"
...مزہ بیوی کے ہاتھ کی چائے میں ہے۔ وہ ملازمہ کے ہاتھ میں کہاں؟"
...الی' اوے۔ کتنی بیویوں کے ہاتھ کی چائے پی چکے ہیں۔" ایمن نے طنز سے پوچھا۔ وہ دل کھول کر ہنسا۔ ...راؤن سے ٹیک لگا کر ٹانگیں پھیلا لیں۔

...ایک کی حسرت ہے وہی پوری نہیں ہوتی۔"
"...نہ۔ آپ تو یہی چاہتے ہیں۔ میں نوکرانی بن جاؤں۔"
"...س میں نوکرانی بننے والی کون سی بات ہے۔" طارق نے دوبارہ سے مگ اٹھایا۔
"...میں تو اپنے ہاتھوں سے گھر بنانے میں ہے ایمن بیگم!"
...ان نے اس کے بیگم کہنے پر تلملا کر رہ گئی۔ "مسئلہ صرف یہ ہے کہ اتنا پیسہ کما کر آپ ابھی تک اپنے مزدور ...باہر نہیں نکل سکے۔"

...نکلنا بھی نہیں۔ سونے کا محل بھی کھڑا کر لوں۔ تب بھی رہوں گا کسان کا مزدور بیٹا۔" اس کے لہجے میں ...لا تھا۔

"...نہ۔" ایمن دوبارہ سے ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔
"...ج چلنا میرے ساتھ۔ تمہارا پاسپورٹ بننے کے لیے دیں گے۔"
"...بنایا تو ہے۔ مجھے نہیں جانا۔" ایمن نے پھر صاف انکار کیا۔
"یہاں اکیلی کیسے رہو گی؟" طارق جھنجلا گیا۔
"...ینکڑوں لوگ اکیلے رہتے ہیں۔" ایمن کا لہجہ مطمئن تھا۔ گویا فیصلہ کر چکی ہے۔ طارق نے گردن موڑ کر غور ...سے دیکھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"مجھے تو جانا ہی ہے۔۔۔ تمہیں تنہا بھی نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔ میکے چلی جاؤ۔"
"اس کی ضرورت نہیں۔۔۔ یہ گھر میرا ہے۔ اپنا گھر چھوڑ کر کون جاتا ہے۔"
طارق ہنس دیا۔ پھر اس کی طرف جھکا۔
"کبھی اتنے حق کے ساتھ مجھے بھی تو اپنا کہو۔"
(ہونہہ۔۔۔ تم تو زبردستی سارے حق لے چکے۔)
وہ پرے کھسکی۔
"تو پھر گاؤں چلی جانا چاچا' چاچی کے پاس۔" طارق نے پیچھے ہٹتے ہوئے اگلا آپشن دیا۔ ایمن ا
"میں وہاں ایک دن نہیں رہ سکتی۔"
"عجیب ضدی لڑکی ہو۔۔۔ کسی طرف آتی ہی نہیں۔" طارق کچھ خفا ہوا۔
"آپ خود عجیب باتیں کرتے ہیں۔۔۔ جب میں نے کہہ دیا کہ مجھے کہیں بھی شفٹ نہیں ہونا۔ ا
ہے تو کیوں بے کار کی بحث کر رہے ہیں۔۔۔ آپ شوق سے جائیں۔" اس نے تنگ کر کہا۔
"اتنی خوبصورت اور جوان بیوی کو کیسے اکیلا چھوڑ جاؤں۔" طارق نے اس کے گال پر چٹکی بھری
غصے سے گال رگڑ ڈالا۔۔۔ اور چلائی۔
"کوئی چوکیدار رکھوا دیں نگرانی کے لیے۔۔۔ بھاگی نہیں جا رہی ہوں۔"
وہ بیڈ سے اترنے لگی تو طارق نے بازو سے پکڑ کر کھینچا۔
"دھیان تو تمہاری طرف لگا رہے گا۔۔۔ کام خاک کروں گا۔۔۔ لگتا ہے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آنا ہ
وہ جو اس کے اوپر آگری تھی۔۔۔ بمشکل سنبھل کر بیڈ سے اتری۔
"ہمیشہ جنگلی پن پر اتر آتے ہیں۔"
"تم خود سے قریب جو نہیں آتی ہو۔" اس نے بے چارگی سے کہا۔ ایمن خاموشی سے باہر جانے لگ
"سنو! طاہر کون ہے؟"
ایمن کے قدم اپنی جگہ جم سے گئے۔۔۔ وہ نہ آگے جا سکی نہ طارق کی طرف پلٹ سکی۔
کمرے میں معنی خیز سی خاموشی سرسرانے لگی تھی۔

☼ ☼ ☼

جوجو نے اکیڈمی جوائن کر لی تھی۔۔۔ انٹری ٹیسٹ کی تیاری میں اس نے جان لڑا دی۔۔۔ ایم بی
ایڈمیشن کے خواب نے دن رات کا فرق مٹا دیا۔ وہ ایسی ہی تھی۔ جس کام میں ہاتھ ڈالتی۔۔۔ جانفشانی
دیتی۔ بابر اسے چھوڑنے بھی جاتا تھا اور لینے بھی۔۔۔ اگرچہ جوجو کی اکیڈمی آؤٹ آف وے تھی۔۔۔ اس کا
وقت برباد ہوتا۔۔۔ جوجو نے ایک بار کہا بھی کہ وہ پبلک کنوینس سے آجایا کرے گی کہ اس کی اکیڈمی میں
اسی طرح آتی جاتی تھیں۔ مگر بابر نے بری طرح جھڑک دیا۔۔۔ جوجو بھی سمجھتی تھی کہ ایمن کے ہاتھو
اعتبار اتنی جلدی بحال نہ ہوتا تھا۔
اب مہر النساء اور جوجو اکیلی ہی گھر میں ہوتیں۔۔۔ موموماں کے ساتھ کام نمٹانے کے بعد اپنے کم
گھس جاتی۔۔۔ پھر ایمن کا موبائل ہوتا اور وہ۔۔۔ لیکن اب موبائل کے سارے سسٹم سمجھ لینے اور گیمز کھی
کر وہ اکتا گئی۔۔۔ کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا کہ وہ اس میں بیلنس ڈلوا سکتی۔۔۔ اور بیلنس کے بغیر موبائل بے کار ہی ا
شدت سے رزلٹ کا انتظار کر رہی تھی۔ اور دعا بھی کہ وہ تمام سبجیکٹس میں پاس ہو جائے۔ صرف اسی
میں اس قید خانہ سے رہائی مل سکتی تھی۔۔۔ پی ٹی سی ایل فون مہر النساء کے کمرے میں تھا۔۔۔ سو سہیلیوں سے
رابطہ بھی نہ ہونے کے برابر رہ گیا تھا۔۔۔ کبھی کبھار بھولے بھٹکے کسی کا فون آ بھی جاتا تو مہر النساء سر پر سوار ر
باتیں کیا خاک ہوتیں۔۔۔ وہ بے دلی سی ہو کر رابطہ منقطع کر دیتی۔

۔۔۔ ہو!"
ماں کی آواز پر مومل نے ہڑبڑا کر موبائل تکیے کے نیچے گھسایا اور خود چھت سے لیٹ گئی۔ مہر النساء دروازہ
اندر آئیں اور اسے یوں لیٹے دیکھ کر جھنجلا گئیں۔
ہی بوسی لڑکی ہے۔۔۔ جب دیکھو بستر پر لیٹی نظر آئے گی۔"
می! ابھی تو سارا کام سمیٹ کر آئی ہوں۔"
پہاڑ توڑ لیے۔۔۔ وہ جو دھلے کپڑوں کا ڈھیر ہے۔۔۔ اسے کون سمیٹے گا۔"
اں۔۔۔" مومو نے بے دلی سے کہا۔ پھر کسل مندی سے اٹھی۔۔۔ مہر النساء کے جانے کے بعد موبائل
الماری میں رکھا۔۔۔ شاداں نے کپڑے لا کر لاؤنج میں ڈھیر کر دیے تھے۔۔۔ وہ وہیں بیٹھ کر کپڑوں کو تہہ
۔۔۔ کبھی موڈ ہوتا تو ڈھیر کا ڈھیر استری کر کے رکھ دیتی۔۔۔ نہ ہوتا تو یونہی رکھ دیتی۔
السلام علیکم!" جوجو نے اندر آتے ہوئے کہا۔ بابر اسے چھوڑ کر دوبارہ چلا گیا تھا۔ مومو نے اسے گھور کر

ابھی جان چھڑائی ہے۔"
فس دی۔ جرنل وغیرہ ایک طرف ڈھیر کر کے خود صوفے پر بیٹھ کر جوتے اتارنے لگی۔
م بھی کوئی پروفیشنل فیلڈ ڈھونڈ لو۔"
یہاں پاس ہونے کے لالے پڑے ہیں۔۔۔ پروفیشنل فیلڈ ڈھونڈ لو۔"
اب پتہ چلی۔۔۔ محنت کی قدر۔۔۔ کھانے میں کیا ہے۔۔۔ بہت بھوک لگ رہی ہے۔"
جا کر دیکھ لو۔۔۔ میں تمہاری نوکرانی لگی ہوں۔" مومل نے غصے سے کپڑا جھٹکا۔
۔۔۔ کچھ زیادہ ہی چڑچڑی ہو رہی ہو۔۔۔" وہ ہاتھ منہ دھونے باتھ روم میں گھس گئی۔۔۔ مومو بڑبڑانے لگی۔
بھی کوئی زندگی ہے۔۔۔ صبح و شام گھر کے کام ہی کرتے رہو۔۔۔ موڈ ممی کا پھر بھی خراب ہی رہتا ہے۔۔۔ ایمن
رہی۔۔۔ شادی کروا کر عیش کر رہی ہے۔ اتنا بڑا گھر نوکر' چاکر۔۔۔ اور کیا چاہیے۔۔۔ یا اللہ! میری بھی جلدی سے
ی دولت مند گھرانے میں شادی کروا دے۔"
نے بہت دل سے دعا مانگی تھی۔

☼ ☼ ☼

ن کا موبائل کب سے شور مچا رہا تھا۔۔۔ ایمن نے رسالے سے نظریں ہٹا کر بے زاری سے دیکھا۔ پھر ہاتھ
موبائل اٹھا لیا۔ اسکرین پر "وقار بھائی" کے الفاظ جگمگا رہے تھے۔۔۔ ایمن کچھ متذبذب سی دیکھتی رہی۔
ل واپس رکھ کر دوبارہ سے رسالہ کھول لیا۔
ن واش روم سے نکلا' شور مچاتے موبائل کو اٹھا کر نمبر دیکھا اور فوراً ہی کال ریسیو کی۔ ایمن جلدی سے اٹھ
نکل گئی۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی۔ طارق اسے بات کرنے کے لیے کہے۔
وقار بھائی!" اس نے سلام کے بعد خوش دلی سے کہا۔
اب وہیں اٹکے رہو گے۔۔۔ واپس بھی آجاؤ۔"
جھینپ سا گیا۔ اور بات بدلی۔ "اسٹور کیسا چل رہا ہے؟"
مالک کے بغیر چل سکتا ہے۔" وہ اسے اسٹور کے معاملات کے بارے میں بتانے لگے۔ خود ان کے لیے
ل تھا۔۔۔ اپنی جاب سے وقت نکال کر اسٹور کو دیکھنا۔۔۔ اس لیے وہ چاہتے تھے کہ طارق اب واپس

لوگوں کے لیے ایک فلیٹ پسند کیا ہے۔ چھوٹا ہے مگر مختصر سی فیملی کے لیے اچھا ہے۔۔۔ باقی معاملات تم
لینا۔ ایمن کا پاسپورٹ بن گیا؟"
رق نے خاموشی سے ساری بات سنی' پھر سنجیدگی سے جواب دیا۔
میرے ساتھ آنا نہیں چاہتی۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وقارالحسن چپ کے چپ رہ گئے۔ دوسرے پل بہت زور کا غصہ آیا۔۔۔ ان کا جی چاہا کہ ایمن
نا دیں۔۔۔ لیکن وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ سارے بھرم ٹوٹ چکے ہیں۔۔۔ کہیں ان کا پول طارق کے سا
جائے تب ہی آہستگی سے بولے۔
"اسے چھوڑ کر آجاؤ۔"
یہ امر طارق کے لیے دشوار تھا۔۔۔ لیکن اسے یہی کرنا تھا۔۔۔ موبائل آف کر کے وہ باہر نکل آیا۔ا
تھی۔۔۔ اس نے ڈسٹنگ کرتی رجو سے پوچھا۔
"باہر لان میں گئی ہیں۔"
طارق بھی لان میں آگیا۔ وہ لیمن اور سی گرین کنٹراسٹ کے سوٹ میں ملبوس اس کیاری کے پاس
جس میں کل ہی پھولوں کی پنیری بوئی گئی تھی۔
"پھول کھلیں گے' تتلیاں آئیں گی۔۔۔ مگر کسی ہوا کے جھونکے پر تمہارا پیام نہ ہوگا۔۔۔ کس سے ا
کس دیس جا بسے ہو۔ اب بھی لوٹ آؤ۔۔۔ میں اب بھی ساری بیڑیاں توڑ دوں' مگر۔۔۔ مگر کیسے؟
مجھے۔۔۔" وہ اضطراری انداز میں دونوں ہاتھ مسلنے لگی۔
"تو تم میرے ساتھ نہیں جا رہیں؟"
"میں تو اب بھی تیار ہوں۔" وہ اک بے خودی کے عالم میں بولی۔
"کیا۔۔۔ کیا کہا تم نے" طارق نے اسے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنی طرف گھمایا تو وہ بری طرح چونکی۔
"تم میرے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو؟" اس کے لہجے میں دبا دبا جوش اور محسوس ہوتی خوشی تھی۔
"یہ آپ سے کس نے کہا؟"
"ابھی۔۔۔ تم نے۔"
"غلط فہمی ہوئی ہے۔" وہ کچھ پیچھے ہٹ کر سرو کے بوٹے کے پاس جا کھڑی ہوئی۔ طارق اسے
دیکھنے لگا۔۔۔ وہ اسے کتنی پیاری' کتنی عزیز ہوگئی تھی۔ وہ اسے بتاتا ایمن تب بھی یقین نہ کرتی۔
"میں تمہارے بغیر کیسے رہوں گا۔"
"جیسے سب باہر جانے والے رہتے ہیں۔"
"بہت پتھر دل ہو۔۔۔ تم پر ذرا اثر نہیں ہوتا۔ چلا جاؤں گا تب تمہیں احساس ہوگا۔" وہ کچھ دل گرفتگی
ایمن نے اسے غور سے دیکھا۔ پھر ہنس دی' دل میں سوچا۔
"تم جاؤ۔ مجھے شکرانے کے نفل ادا کرنے ہیں۔"
"ہنس کیوں رہی ہو۔" اس کے لہجے سے بے بسی اور دبا دبا سا غصہ مترشح تھا۔
"اب کیا ہنسنے کے لیے بھی آپ کی اجازت درکار ہے۔"
"تم طاہر کو بھولیں نہیں۔" طارق نے اک ہلکی سی آہ بھر کر کہا۔۔۔ ایمن بری طرح اچھلی' پھر غصے
پڑی۔
"کون طاہر؟ کیوں بار بار یہ نام لیتے ہیں۔"
"تمہارے منگیتر کا نام طاہر نہیں ہے؟" طارق نے سادگی سے پوچھا۔۔۔ اس دن ایمن کے چونکنے پر
تھا۔۔۔ ایمن کی رکی ہوئی سانس خارج ہوئی۔
"نہیں۔۔۔ اندر چلیں۔۔۔ شام گہری ہو رہی ہے۔" اس نے رسانیت سے کہا اور اندر کی طرف قدم بڑھا
طارق کو لگا شام اس کے اندر گہری ہو رہی ہے۔

☆ ☆ ☆

"کھانے میں کیا ہے؟" طارق آج صبح سے ہی گھر سے باہر تھا۔۔۔ کچھ لمحے پہلے ہی لوٹا تھا۔۔۔ واش روم

ب بھی لاپروائی سے انگلش مووی دیکھتی رہی۔ اس نے بھی ایمن کی خاموشی توڑنے کے لیے ہی سوال کیا

کو پتہ ہوگا۔" ایمن نے اسی دانستہ لاپروائی سے جواب دیا' جو وہ طارق کے ساتھ روا رکھتی تھی۔
تو چند دن کا مہمان ہوں۔۔۔ کچھ اپنے ہاتھوں سے پکا کر کھلا دو۔" وہ بیڈ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور وہ بریف
لنے لگا جو آتے ہوئے ساتھ لایا تھا اور واش روم جانے سے قبل بیڈ پر ہی رکھ گیا تھا۔
ی ٹکٹ کنفرم ہوگئی؟" ایمن نے بے اختیار پوچھا۔
ں۔" ایمن نے اسی بے اختیاری میں ٹی وی کی آواز ہلکی کی۔
کی فلائٹ ہے؟"
وں کی۔" وہ کھلے بریف کیس میں اس کا پاسپورٹ اور ٹکٹ وغیرہ دیکھ سکتی تھی' طارق نے گردن گھما کر
ا۔
خوشی ہو رہی ہے؟"
تو کوئی بات نہیں۔" ایمن نے بمشکل اپنے تاثرات پر قابو پایا۔ طارق نے بریف کیس کے ایک طرف
اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔
کیا ہے؟"
ں پی ٹی سی ایل تو ہے نہیں۔۔۔ تم سے بات کرنے کا کوئی ذریعہ تو ہونا چاہیے۔" ایمن کو بہت کچھ یاد
ئل اور اس سے وابستہ پہلا تحفہ۔۔۔ جسے پا کر وہ کتنا مغرور ہوئی تھی۔ کالج' لڑکیوں کی چھیڑ چھاڑ' عفان کی

ں ہو گئیں؟"
ں نے خاموشی سے ڈبہ پکڑ لیا۔ طارق اب اپنا موبائل نکال کر نمبر ملا رہا تھا۔
۔۔۔ وقار بھائی۔۔۔ انشاءاللہ پرسوں آپ کے پاس ہوں گا۔"
ں کو اندازہ ہوا وہ وقارالحسن سے بات کر رہا ہے۔۔۔ وہ آہستگی سے ڈبہ کھولنے لگی۔۔۔ اس نے کچھ دیر بات
سرا نمبر ملانے لگا۔
ی سو آپا! السلام علیکم! طارق عرض کر رہا ہوں۔"
ں کی پیشانی پر شکنیں سی ابھریں۔۔۔ ساس اور داماد کے تعلقات قابل رشک تھے۔ مہرالنساء نے نجانے کیا کہا
بے اختیار ہنسا۔
نہ آپا! ایک دن کے مہمان ہیں۔"
وں کی فلائٹ ہے۔"
ں نے موبائل الٹ پلٹ کر دیکھا۔ خاصا نفیس اور قیمتی سیٹ تھا۔ دوسری طرف مہرالنساء غالباً" کھانے کی
ہیں' تب ہی وہ کہنے لگا۔
دعوت میری۔۔۔ بلکہ ہماری طرف سے۔۔۔ ہمارے گھر میں۔"
ں نے اسے بری طرح گھورا۔۔۔ وہ کیوں مہرالنساء کی دعوت کرنے لگی۔
نہیں۔ آپ سب کو آنا پڑے گا۔۔۔ صبح میں چاچا' چاچی کو لینے گاؤں جا رہا ہوں۔۔۔ کل رات کو کھانا سب
ہیں گے۔۔۔ جی۔۔۔ جی۔۔۔ اب ایمن کو اکیلا چھوڑ کر تو نہیں جا سکتا' اسی لیے چاچی کو لینے جا رہا ہوں۔"
ں کا جی چاہا۔۔۔ موبائل سامنے والی دیوار پر دے مارے۔۔۔ اب وہ چاچی کو اس کے سر پر مسلط کر کے جائے
اس کی چوکیداری کے لیے۔
مہرالنساء غالباً" وقارالحسن کے بغیر دعوت قبول کرنا نہیں چاہتی تھیں۔ اسی لیے لعل و لیت سے کام لے رہی
گر طارق نے انہیں منا کر چھوڑا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"جی۔۔۔ ایمن کی طرف سے پُرزور اصرار ہے۔"
ایمن کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔۔۔ اس نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی کی آواز اونچی کر دی۔ طارق نے الو
کہہ کر موبائل آف کیا۔۔۔ ایک نظر ایمن کو دیکھا۔۔۔ کھلا بریف کیس بند کر کے ایک طرف رکھا۔۔۔ پھر ا
سے ریموٹ لے کر ٹی وی بند کر دیا۔
"کیسا لگا؟" اس کا اشارہ یقیناً "اپنے تحفے" کی طرف تھا۔
ایمن کو طارق کی یہی من مانیاں بری لگتی تھیں۔
"دعوت دینے سے پہلے مجھ سے تو پوچھ لیا ہوتا۔"
"تم سے کیا پوچھتا۔۔۔ تمہیں تو کبھی انہیں فون کرنے کا خیال بھی نہیں آتا۔۔۔ پتہ نہیں کس بات
ہو۔۔۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔
"وہ سوتیلی ہیں۔۔۔" ایمن نے چبا چبا کر کہا۔
"باپ تو سگا ہے۔" طارق نے ترنت کہا۔۔۔ ایمن جز بز ہو گئی۔
"آپ کو بہت خیال ہے ان سب کا۔"
"میرے پاس بہت تھوڑے رشتے ہیں۔۔۔ اور میں رشتوں کی قدر کرتا ہوں۔۔۔ مجھے تو تمہارے ماں
اچھے لگتے ہیں۔"
"تو ٹھیک ہے۔۔۔ وہاں جا کر دعوت کھا آتے۔۔۔ بلا تو رہی تھیں مہرالنساء بیگم۔۔۔" ایمن نے جلے بھنے
کہا۔۔۔ طارق نے اسے بے حد حیرت سے دیکھا۔ پھر سر جھٹک کر بولا۔
"بہرحال اب تو میں بلا چکا ہوں۔۔۔ تمہیں کچھ کرنا بھی نہ پڑے گا۔۔۔ سب کچھ ہوٹل سے منگوا لوں گا
کرنا کہ۔۔۔ وہ ذرا سا رکا۔ ان کا استقبال خوش دلی سے کر لینا۔۔۔ آخر وہ تمہارے گھر پہلی بار آئیں گی۔"
"یہ کام بھی آپ خود ہی کر لیجیے گا۔" ایمن نے ریموٹ جھپٹا۔۔۔ تب ہی کھلے دروازے سے رجو کا
بھاگتا ہوا آیا۔
"وہ صاحب۔۔۔ صاحب جی۔۔۔ وہ آدمی رجو کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہے۔" وہ جھجک کر دروازے میں
گیا۔
"کون؟" طارق نے ناگواری سے پوچھا۔
وہ جواب دینے کے بجائے واپس بھاگ گیا۔
"بدھو۔۔۔" طارق نے چپل پہنے اور کچھ بڑبڑاتا ہوا باہر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ایمن کو یاد آیا
نے کھانے کا پوچھا تھا۔
"اب خود ہی رجو سے کہہ دے گا۔" اس نے لاپروائی سے کندھے اچکائے۔۔۔ "لیکن رجو کو کون لیتے
اس نے ہاتھ میں پکڑا ریموٹ ایک طرف رکھا اور خود بھی باہر نکل آئی۔۔۔ ہنگامہ گیٹ کے پاس تھا
میں رک کر شیشے کی دیوار کے پاس جا کر دیکھنے لگی۔۔۔ چوکیدار حمید، اس کی بیوی صغریٰ، اس کے سارے
ادھیڑ عمر کا شخص تھا جس نے رجو کا بازو دبوچ رکھا تھا۔ سب ایک ساتھ بول رہے تھے۔۔۔ لیکن وہ ان کی آ
سن سکتی تھی۔ پھر غالباً "طارق کے ڈانٹنے پر اس شخص نے رجو کا بازو چھوڑ دیا۔۔۔ وہ کوارٹر کی سمت بھاگ
وہ طارق سے بات کر رہا تھا۔ اس کے انداز میں غصہ نہیں لجاجت تھی۔ ایمن واپس بیڈ روم میں چلی آئی۔
"ہونہہ! اب میں مہرالنساء بیگم کا استقبال کروں۔"
اس کی سوئی کل کی دعوت میں اٹک گئی تھی۔۔۔ تھوڑی دیر بعد طارق آیا تو وہ یونہی بیٹھ کر جل کڑھ رہی
"اب جا کر کھانا بھی لگوا دو۔۔۔ پھر پیکنگ بھی کرنی ہے۔۔۔ کل تو مجھے گاؤں جانا ہو گا۔۔۔ تم چلو گی؟"
"میں کیا کروں گی جا کر جی یہاں آ تو رہی ہیں۔" اس نے بمشکل اپنے لہجے پر قابو پا کر عام سے لہجے میں کہ

ل۔۔۔ جہاں صغریٰ کھانا گرم کر رہی تھی۔
ہو رہا ہنگامہ تھا؟" ایمن آرام سے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔
کچھ نہیں بی بی! ہم غریبوں کے نصیب ہی ماڑے ہیں۔۔۔ ذرا جو سکھ کا سانس نصیب ہو۔"
شخص کون تھا؟"
کا شوہر۔" صغریٰ نے برتن نکالنا شروع کیے۔۔۔ اس کی چھوٹی لڑکی اس کا ہاتھ بٹا رہی تھی۔
ہے۔۔۔ وہ بڈھا۔" ایمن نے تعجب سے پوچھا۔
کہاں بڈھا ہوتا ہے۔"
لالچی ہے۔" ایمن نے ناگواری سے کہا۔ "اب وہ اس کے ساتھ جانا نہیں چاہتی ہو گی۔ تم زبردستی
ل۔۔۔ ہے نا؟"
دے پچاس ہزار دیے ہیں اس بڈھے نے۔۔۔ شادی کے خرچوں کے لیے۔۔۔ اب وہ ایسے چھوڑے گا۔۔۔"
نے سالن ڈونگوں میں نکالنا شروع کیا۔
نے بیٹی کے بدلے روپے لیے؟"
رے ہاں رواج ہے۔" صغریٰ نے ڈھٹائی سے کہا۔
رجو چلی گئی ہے۔" ایمن کو رجو سے ہمدردی محسوس ہوئی۔
ہیں جاتی۔۔۔ پر فقیرے نے سنک میں انگوٹھا دے رکھا ہے کہ لڑکی دو یا پیسے۔ اب بھلا ہم غریبوں کے پاس
کہاں؟"
پچاس ہزار کیا ہوئے؟" ایمن کو غصہ آنے لگا۔
لگ گئے۔۔۔ اوپر سے کریم اسے اور ساتا (آسمان) پر چڑھاتا ہے۔" اس سے قبل کہ وہ کریم کا حدود اربعہ
بتاتی۔ طارق کی آواز آنے لگی۔
ذرا جلدی کھانا لگاؤ۔" ایمن بے زاری سے ٹوکتے ہوئے باہر نکل گئی۔

☼ ☼ ☼

ن۔۔۔" طارق نے سوئی ہوئی ایمن کا کندھا ہلایا تو اس نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔۔۔ وہ سفید لٹھے کا
شلوار قمیص پہنے تیار شیار کھڑا تھا۔
" اس کے خیال میں صبح خاصی دور تھی۔۔۔ ساتھ ہی نگاہ گھڑی تک گئی۔
ں گاؤں جا رہا ہوں۔۔۔ دوپہر سے پہلے ہی آ جاؤں گا۔۔۔ کھانا ہوٹل سے آ جائے گا۔۔۔ باقی انتظام دیکھ لینا۔"
۔ کچھ اور ہدایات دیتا رہا۔۔۔ جسے اس نے نیم خوابی میں سنا اور کروٹ بدل لی۔۔۔ جب آنکھ کھلی تو دس بج
کچھ دیر یونہی کروٹیں بدلنے کے بعد باتھ روم میں گھس گئی۔۔۔ نہا کر فریش ہو کر باہر نکلی۔۔۔ وارڈ روب
معمول جو پہلا سوٹ ہاتھ لگا۔ پہن کر بال سلجھا کر باہر نکل آئی۔۔۔ اک بھرپور روشن دن اس کا منتظر
کے چلنے پھرنے، باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔
لاؤں؟" رجو اسے دیکھتے ہی مستعد ہوئی۔
ں۔" وہ کہہ کر لان میں چلی آئی۔۔۔ موتی اڑاتے فواروں کا منظر خوبصورت تھا۔ لان کی اب شکل
ی تھی۔
بھی کیسے کیسے لوگوں کو نوازتا ہے۔" اس نے موتی اپنی ہتھیلی پر روکے۔۔۔ "اور کچھ لوگ لاکھ ہاتھ پاؤں
ناکام ہی رہتے ہیں۔"
طاہر محمود اور اس کی ناکامیاں یاد آئیں۔
خدا کرے "اب آپ کو وہ کچھ مل گیا ہو۔۔۔ جس کی آپ تمنا کرتے تھے۔۔۔ لیکن سب کچھ۔" اس نے دل
سر جھٹکا۔۔۔ "سب کچھ کہاں ملتا ہے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

یہ پہلا دن نہ تھا بلکہ ہر صبح کا آغاز اسی خیال اور اسی دعا سے ہوتا تھا۔ لیکن آج اسے ساتھ ہی اک کا خیال بھی آیا۔ تو وہ ٹھٹک سی گئی۔

"پتا نہیں نانا کیسے ہوں گے۔۔۔ اگر میں ان سے ملنا چاہوں تو طارق یقیناً مجھے نہیں روکیں گے۔۔۔ شاید شاید طاہر نے ان سے کچھ رابطہ رکھا ہو لیکن اب کیا فائدہ۔" اس نے مایوسی سے سر جھ آپ قفس میں پر کٹے پرندے کی طرح لگا۔ بوجھل قدموں سے چلتی وہ لان چیئر تک آئی اور بیٹھ گئی۔ مگر اس کی ہلکی ترش خوشبو پھیلی تھی۔

"بی بی! جوس۔۔۔" رجو نے ٹرے اس کے سامنے میز پر رکھی۔۔۔ ایمن نے اسے غور سے دیکھا۔ آنکھ کے نیچے نیل کا نشان گال پر سوجن۔

"تمہیں کسی نے مارا ہے؟" ایمن نے بے اختیار پوچھا۔

"ہاں ابے نے۔۔۔" رجو نے لاپروائی سے جواب دیا اور نیچے بیٹھ کر جگ سے جوس گلاس میں ڈا

"کیوں اتنی بے دردی سے۔۔۔"

"لو بی بی! اتنی سی مار تو ہم ناشتہ سمجھ کر کھا لیتے ہیں۔" رجو ہنسی تو ایمن نے اسے تعجب سے دیکھا۔ کی طرف بڑھا رہی تھی۔۔۔ ایمن نے گلاس لے کر ہلکا سا گھونٹ بھرا اور سرسری انداز میں پوچھا۔

"تم اپنے شوہر کے ساتھ نہیں گئیں؟"

"ہائے اللہ بی بی! تم تو اس بڈھے بدمعاش کو میرا شوہر نہ کہو اور میں تو اس کے ساتھ مر کے بھی نہ" تڑپ کر بولی۔

"تو پھر اپنے ابے سے کہو اس کے پچاس ہزار واپس کر کے جان چھڑائے تمہاری۔" اس نے مشو

"ابا کہاں سے دے گا۔ سارے پیسے تو ڈکار چکا۔۔۔ روپے تو کریم دے گا اس بڈھے سور کو۔" ہم پیس کر کہا۔۔۔ کریم کا ذکر ایمن نے دوسری بار سنا تھا۔ تب ہی پوچھ لیا۔

"کریم کون ہے۔۔۔؟"

رجو کے چہرے پر قوس قزح کے رنگ بکھر گئے۔۔۔ سینے پر ہاتھ رکھ کر عاشقانہ انداز میں بولی۔ "مو جان میرا اپنا کریم۔"

ایمن بری طرح چونکی۔ "بچپن سے اس کی منگ ہوں۔۔۔ اس خبیث فقیرے نے ابے کی آنکھو ہزار کی پٹی نہ باندھی ہوتی تو وہ دو بول پڑھوا کر اپنے ساتھ لے جا چکا ہوتا۔"

"تو اب۔۔۔" ایمن کو اس سارے قصے سے خاصی دلچسپی محسوس ہوئی۔

"کچھ نہیں۔۔۔ پیسے جمع ہو گئے تو کریم پچاس ہزار اس فقیرے کے منہ پر دے مارے گا۔" اس نے لا کہا تو ایمن اس کا منہ دیکھنے لگی پھر بے اختیار پوچھا۔

"اور وہ فقیرا۔۔۔ وہ تمہیں چھوڑ دے گا؟"

"وہ پچاس ہزار میں اک اور دوہٹی لے آئے گا۔" رجو نے مزے سے کہا۔۔۔ تو ایمن ہونق سی اس کا رہی۔

"حیران کیوں ہو بی بی! ہمارے ہاں تو یہی سب چلتا ہے۔"

"عجیب بات ہے۔" ایمن کچھ بے یقینی سے بڑبڑائی۔

"اچھا بی بی! ناشتے میں کیا لو گی۔۔۔ اماں میری جان کو آ جائے گی۔ پراٹھا بنا دوں؟" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ابھی نہیں ناشتہ ٹھہر کر کروں گی۔ صاحب کہاں ہیں؟"

"جی وہ تو گاؤں گئے ہیں۔" رجو نے حیرت سے بتایا تو ایمن کو یاد آیا کہ وہ صبح اسے اٹھا کر گیا تھا۔

"ٹھیک ہے جاؤ۔۔۔" وہ اپنے لیے مزید جوس گلاس میں انڈیلنے لگی۔

بعد بھی وہ وہیں بیٹھی رہی۔۔۔ طبیعت پہ عجیب کسل مندی سی چھائی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ا پوچھا تو اس نے اثبات میں جواب دیا۔ لیکن جب ٹیبل پر بیٹھی تو ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا۔ ل کے قیمے والے پراٹھے بنوائے تھے۔۔۔ مگر ایک لقمہ بھی نہ لیا گیا تو یونہی اٹھ گئی۔ کچھ دیر ٹی وی اعصاب پر نیند سی سوار ہونے لگی تو سو گئی۔ اس کے ذہن سے بالکل نکل چکا تھا کہ آج گھر میں کوئی اے کچھ انتظامات کرنے چاہئیں اور یہ کہ طارق اسے کچھ اور بھی بتا کر گیا تھا۔۔۔ رات کو نیند نہ آئی اعصاب ادھوری نیند سے بوجھل رہتے۔

بی جی۔۔۔" بہت دیر کے بعد اسے رجو کی صدائیں سنائی دیں۔

ہے۔۔۔ دندناتی ہوئی سر پر سوار ہو جاتی ہو۔۔۔ دروازے پر دستک دیا کرو۔" وہ بری طرح جھنجلائی۔

ے دے رہی تھی۔ پھر آپ اٹھیں نہیں تو میں ڈر گئی۔۔۔" رجو نے گھبرا کر وضاحت کی۔ ایمن کے پہنا تھا کہ کب برہم ہو جائے۔

ی؟"

ماحب آئے ہیں۔"

ور پر وہ بے طرح چونکی پھر غصے سے بولی۔

ہاں؟"

احب گھر پر نہیں ہیں۔" ایمن نے کروٹ بدلی۔

ساتھ بیگم صاحبہ بھی ہیں۔"

؟" وہ ٹھٹکی پھر یاد آیا۔۔۔ "سدرہ۔۔۔"

۔۔۔ میں نے نام نہیں پوچھا۔" رجو نے سادگی سے جواب دیا۔

ی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ذہن میں خیال آیا۔ ہر کسی کو تماشا نہیں دکھانا۔

۔۔۔ تم چائے وغیرہ کا انتظام کرو۔۔۔ پہلے کولڈ ڈرنک لے جاؤ۔"

ہی بدلے تھے۔ مگر سونے سے سلوٹیں پڑ گئی تھیں۔ بدلنے کا وقت نہیں تھا۔۔۔ ہاتھ منہ دھو کر بال ں لپ اسٹک لگائی۔ کچھ مطمئن ہوتی دوپٹہ اوڑھتی ڈرائنگ روم میں آ گئی۔ صغریٰ کولڈ ڈرنکس سرو

یم۔۔۔"

ہی۔۔۔ دعوت پر بلا کر میزبان غائب۔" بجی سنوری سدرہ اس کے گلے لگی۔ تب اک چھپاکے کے ذہن میں سب کچھ واضح ہوا۔

موت تھی۔

ی۔

ل آج اسے یہی سب کچھ بتا کر گیا تھا۔

ظریں بے اختیار وال کلاک تک گئیں۔

اوں سے آ رہی ہیں؟"

۔۔۔ طاہر کو گھر مل گیا ہے۔۔۔ اب میں یہیں شفٹ ہو گئی ہوں۔۔۔ ویسے وہ لوگ گاؤں سے چل پڑے ابھی فون کیا تھا۔" سدرہ نے بتایا۔ ایمن کچھ دیر بیٹھ کر معذرت کرتی کچن میں آ گئی۔ کھانا آ چکا تھا۔ انتظامات کر رہی تھی۔

ہیں فکر کیوں کر رہی ہوں؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اسے کچھ مزید ہدایات دیتی ایمن یکدم جھنجلائی۔ پھر کچن سے نکل آئی۔
"بھئی! میں مہمانوں کی طرح ڈرائنگ روم میں نہیں بیٹھ سکتی۔" سدرہ نے باہر آکر صاف ستھرا
کا حلیہ دیکھا۔
"تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں؟"
"میں نے کیوں تیار ہونا ہے۔" ایمن کچھ ہونق پن سے گویا ہوئی تو وہ ہنس دی۔
"تمہارے گھر دعوت ہے تو تیار تو ہونا ہی ہے۔ مہمان آتے ہی ہوں گے۔۔۔ ویسے کون کون"
"زیادہ مہمان نہیں ہیں۔ صرف میرے گھر والے ہیں۔" وہ کچھ رک رک کر بولی۔
"تم تیار ہو جاؤ۔۔۔"
"لیکن آپ اکیلی۔۔۔"
"کوئی بات نہیں۔ میں طاہر کے پاس بیٹھتی ہوں۔" سدرہ رسانیت سے کہتی ڈرائنگ روم میں
"کیا مصیبت ہے۔" ایمن نے جھنجلا کر کہا اور پیر پٹختی کمرے میں آگئی۔۔۔ اورنج کلر کا کرتا
جس کے ساتھ جامہ وار کی شلوار تھی۔۔۔ سدرہ اسے مزید نہ ٹوکے اس لیے میک اپ بھی کیا
لیا۔ وہ جھمکیاں پہن رہی تھی۔ جب طارق اندر داخل ہوا ایک پل کو ٹھٹکا پھر بے اختیار بولا۔
"واہ۔"

ایمن تیزی سے آئینے کے سامنے سے ہٹ گئی اور اس کا دھیان ہٹانے کو پوچھنے لگی۔ "چاچی آ گئ
"ہاں۔۔۔" وہ سراہتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ ایمن نے تیزی سے کھسکنا چاہا اس نے روکا
"کہاں جا رہی ہو؟"
"باہر سب انتظار کر رہے ہیں۔" وہ اس کا بازو جھٹک کر باہر نکل گئی۔
"تمہیں احساس ہی نہیں ایمن بیگم! چلا جاؤں گا تو یاد کرو گی۔" طارق نے ذرا دل گرفتگی سے

☆ ☆ ☆

"میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔" موبل خاصی پُرجوش تھی۔ جوتے کے اسٹریپ بند کرتی جوجو نے
دیکھا اور مسکرا دی۔
"تمہارا میک اپ خاصا تیز ہے۔ اگر ممی سے بے عزتی کروانی ہے تو ٹھیک ہے۔"
موبل نے منہ بنا کر آئینے میں دیکھا۔ پھر ٹشو اٹھا کر میک اپ ہلکا کرنے لگی۔
"تمہیں ایمن سے ملنے کی بہت بے تابی ہے۔"
"مجھے اس کا گھر بہت اچھا لگتا ہے۔۔۔" موبل نے سادگی سے اعتراف کیا۔
"گھر تو ہمارا بھی بہت اچھا ہے۔"
"لیکن پرانا ہے۔ وہ بات تو نہیں۔۔۔ ایمن کا گھر تو خوابوں کا محل ہے۔"
"لیکن اس کے خوابوں کا نہیں۔" جوجو نے آہستگی سے کہا اور کھڑی ہو کر دوپٹہ ٹھیک کرنے لگی۔
"ہاں۔۔۔ وہ اپنے گھر پر ذرا توجہ نہیں دیتی۔"
"وہ اپنے میاں پر بھی ذرا توجہ نہیں دیتی۔"
"تمہیں کیسے پتا چلا۔۔۔؟" موبل نے حیرت سے اسے دیکھا۔
"جیسے تمہیں پتا چلا۔۔۔" جوجو نے برجستہ کہا پھر دونوں ایک ساتھ ہنس دیں۔
"جوجو! کیا ہماری شادی بھی اتنے ہی امیر گھر میں ہوگی؟"
"اپنا اپنا نصیب۔۔۔ کون جانے۔" جوجو نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر جائزہ لیا۔ پھر بالوں کو
بنانے لگی۔ "کھلے چھوڑ دو نا۔"

...جالے۔۔۔ تم بھی جلدی کرو۔۔۔ ابھی ممی آوازیں دینے لگیں گی۔" اس کے الفاظ ابھی منہ میں ہی تھے
...ساء چلی آئیں۔
...ابھی تک تیار نہیں ہوئیں؟" ساتھ ہی ناقدانہ نظروں سے دونوں کا جائزہ لیا۔ جوجو نے جو لپ
...لی تھی۔ ان کی نظروں سے خائف ہو کر واپس رکھ دی۔
...نے منہ پر کیا کچھ تھوپ رکھا ہے۔۔۔ لپ اسٹک اتنی تیز۔۔۔ اور یہ آئی شیڈو! کہاں سے آجاتی ہیں
...یہ سب چیزیں۔۔۔ موبل یوں بھی میک اپ ہلکا کر چکی تھی مگر مہرالنساء بعض اوقات اسے بلاجواز بھی
...ان کا خیال تھا کہ اس طرح لڑکیاں سیدھی رہتی ہیں۔ موبل نے ہونٹ بالکل ہی رگڑ ڈالے۔
...پھیلا کر اوڑھنا۔۔۔ خوامخواہ وہاں کمی کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ لش پش کرتی لڑکیاں لوفر لگتی ہیں۔"
...نے کچھ مزید ہدایات دیں۔۔۔ جسے لڑکیوں نے چپ چاپ سن لیا۔
...امہ اور دوپٹہ استری کر دو۔۔۔ مومو! تم دیکھو بابر کیا کر رہا ہے۔۔۔ دیر ہو رہی ہے۔ ابھی راستے سے پھل اور
...لینا ہے۔" وہ کہتی ہوئی باہر نکل گئیں۔
...بش کرتی لڑکیاں لوفر لگتی ہیں۔۔۔ ہنسنا مت' بولنا مت' دیکھنا مت' کھانا مت۔۔۔ یہ ہم دعوت میں جا
...ہا۔۔۔"
...۔۔۔" جوجو کہہ کر باہر نکل گئی۔ مومو بھی منہ بناتی پیچھے تھی۔ بابر غالباً واش روم میں تھا۔۔۔ وہ مڑنے
...وں کی گرفت میں کمپیوٹر ٹیبل پر کی بورڈ کے پاس پڑی اک چیز آگئی۔ بس ایک پل لگا۔ اس نے لپک
...بوچ لی۔ تب ہی واش روم کا دروازہ کھلا اور بابر باہر آیا۔
...ہے؟"
...رہی ہیں۔" وہ تیزی سے پیغام دے کر باہر نکل گئی۔ وہ چیز الماری میں چھپا کر لاؤنج میں آگئی۔ مہرالنساء
...طارق ہی سے بات کر رہی تھیں۔
...ہم بس نکلنے ہی والے ہیں۔" پھر فون بند کر کے پوچھنے لگیں۔
...رہ گیا ہے؟"
...ہاں۔۔۔" وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔
...ی ہو۔ اٹھ کر کمروں کے دروازے بند کرو۔۔۔" مہرالنساء خود چادر اوڑھ کر باہر نکل گئیں۔۔۔ کمرے
...ے وہ دونوں بھی آگئیں۔
...اب کیا رات کو پہنچنا ہے؟"
...تھا موبائل کا۔۔۔ پتا نہیں کہاں غائب ہو گیا۔" وہ جھنجلایا ہوا موبائل ہاتھ میں لیے باہر آیا۔ موبل
...نظروں کا زاویہ بدلا۔
...سے لے لینا۔۔۔ طارق کا دوبار فون آچکا ہے۔" مہرالنساء نے تیزی سے کہا۔
...ا استقبال خاصے والہانہ انداز میں ہوا۔۔۔ ظاہر ہے یہ والہانہ انداز طارق کی طرف سے تھا ایمن کا
...ہا رہا۔۔۔ شاید سدرہ اور اس کے شوہر کی وجہ سے۔۔۔ کھانا خوشگوار اور بے تکلف ماحول میں کھایا گیا۔
...حال میں پیش پیش رہا۔
...صغریٰ اور رجو کو اشارے کرتی رہی۔۔۔ موبل اسے رشک سے دیکھتی رہی۔۔۔ وہی ایمن تھی
...ادن جھڑکیاں کھاتی اور گھر کے کام کرتی تھی۔ اب بیگم صاحبہ بنی حکم چلا رہی تھی۔
...کر تو دکھاؤ۔" کھانے کے بعد جب چائے کا دور چلا۔ جب موبل نے چپکے سے کہا۔
...میں نے تو اپنا گھر پورا دیکھا نہیں۔" وہ ہنسی۔
...نہیں۔۔۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"آجاؤ۔" وہ تینوں باہر نکل آئیں۔ یہ سچ تھا کہ ایمن نے بھی سارا گھر ان کے ساتھ ہی دیکھا۔ ابھی تک خالی پڑے تھے۔

"اتنا خوب صورت گھر ہے۔ ذرا توجہ دو تو چمک اٹھے۔۔۔ تم سچ مچ ناشکری ہو۔ ڈیڈی نے واقعی برا نہیں کیا۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آتا کہ یہ سب تمہارا ہے۔" وہ عقب سے نکل کر لان میں آگئیں۔

"جس چیز میں دل کی خوشی شامل نہ ہو۔ وہ بے کار ہے مومل۔" ایمن نے آہستگی سے کہا۔

"اب اسی کو دل کی خوشی بنالو ایمی!" جوجو نے کہا تو ایمن فوارے کے پاس جا کھڑی ہوئی کچھ دیکھتی رہی پھر پوچھنے لگی۔

"کیا یہ ممکن ہے؟"

"کبھی آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر خود کو غور سے دیکھنا۔۔۔ تم کیا تھیں۔۔۔ اور اب کیا ہو۔۔۔ دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتیں۔ اس شخص کے ساتھ نے تمہیں کتنا معتبر، کتنا اونچا کر دیا ہے۔ ورنہ۔۔۔" جوجو نے چند جملوں میں آئینہ اس کے سامنے رکھ دیا۔ وہ آئینہ جس میں وہ دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔

"آؤ ٹیرس پر چلیں۔" ماحول کی سنجیدگی محسوس کر کے مومل نے بات کا رخ بدل دیا۔ دوپہر کو ڈھلے رخصت ہوئے۔ مہرالنساء نے جاتے ہوئے اسے ساتھ لگا کر سرگوشی کی۔

"تم خوش نصیب ہو ایمن! کوشش کرنا تمہارے ماضی کی بھنک طارق کو نہ پڑے۔ مرد کا پیار پانی۔۔۔ کہیں ہاتھ سے سب کچھ کھو نہ دینا۔"

ایمن ان سے الگ ہوتے ہوئے استہزائیہ انداز میں ہنسی۔

"میں جانتی ہوں آپ میرے ماضی کو تلوار کی صورت میرے سر پر لٹکائے رکھیں گی۔۔۔ لیکن خوش نصیبی سمجھتی ہیں، وہ میری بدبختی ہے۔۔۔ میں تو چاہتی ہوں طارق یہ سب جان لے تاکہ میری جان چھوٹے۔"

مہرالنساء نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"پھر تمہارا ٹھکانا کہاں ہوگا۔۔۔ کم از کم میرا گھر تو نہیں۔"

"فکر مت کریں۔ آپ کے گھر نہیں آؤں گی۔"

"اچھا ایمن! اب ہمیں اجازت دو۔۔۔" سدرہ ان کے قریب چلی آئی۔

"ابھی تو خالہ یہیں ہیں۔ میں بھی چکر لگاتی رہوں گی۔ اگرچہ طارق بھائی کی کمی تو پوری نہیں ہو۔۔۔"

"اللہ کوئی جی دے دے تو کاکی کا بھی دل لگ جائے گا۔" چاچی اپنے فطری بھول پن کے ساتھ کا۔۔۔ مہرالنساء ہنس دیں پھر معنی خیز نظروں سے ایمن کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگیں۔

"ان شاء اللہ یہ بیڑی بھی جلد ہی اس کے پیروں میں پڑ جائے گی۔"

ایمن اندر ہی اندر تلملا گئی۔۔۔ وہ اچھی طرح سمجھتی تھی۔۔۔ مہرالنساء کی بات کا مطلب کیا ہے۔

"اللہ نہ کرے، جو یہ زنجیریں میرے قدموں میں پڑیں۔"

"تو کیا تمہیں اب بھی کوئی آس ہے۔"

اس کے اندر سے سوال ابھرا۔۔۔ جس کا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔

ایک ایک کر کے سب مہمان رخصت ہو گئے۔۔۔

"اندر نہیں چلنا۔" طارق نے اس کے کندھے پر بازو پھیلا کر زور سے ہلایا تو وہ چونکی۔ وہ وسیع لان میں تنہا کھڑی تھی۔

"چلیں۔" طارق نے دوبارہ پوچھا۔

"میں کچھ دیر رکوں گی۔" ایمن نے آہستگی سے کہا۔۔۔ طارق نے بھی اصرار نہیں کیا۔۔۔

☼ ☼ ☼

۔۔۔ دونوں بازو سر کے نیچے رکھے منتظر نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور وہ کب سے بڑے انہماک ۔۔۔ کی کلینزنگ کر رہی تھی۔۔۔ پھر اس نے ٹشو اٹھا کر چہرہ صاف کرنا شروع کیا۔ ایسا نہیں تھا کہ وہ ۔۔۔ مگر دانستہ نظرانداز کر رہی تھی اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا۔۔۔ طارق کو حسرت ہی تھی کہ وہ کبھی خود سے ۔۔۔ آئے۔۔۔ بہت دیر انتظار کے بعد اسے کہنا پڑا۔

۔۔۔ کرو ایمن۔۔۔ رات گزر رہی ہے اور صبح مجھے چلے جانا ہے۔"

۔۔۔ نے آئینے میں اس کا عکس دیکھا۔ کچھ سوچ کر چیزیں سمیٹیں اور بیڈ پر چلی آئی۔ طارق نے تکیے پر اپنا بازو ۔۔۔ ایمن نے آہستگی سے اپنا سر اس کے بازو پر رکھ دیا۔

۔۔۔ اس کے چلے جانے کی خوشی میں تھی۔۔۔ طارق کی انگلیاں سست روی سے اس کے بالوں میں رینگنے ۔۔۔

۔۔۔ خاموشی ان دونوں کے درمیان حائل رہی۔ وہ بھی خاموشی سے اس کے وجود کی خوشبو اپنے اندر جذب ۔۔۔ پھر آہستگی سے اس کی طرف کروٹ بدلی۔

۔۔۔ خوب صورت چہرہ اس کے سامنے تھا۔۔۔ اور وہ اس خوب صورت چہرے پر اپنے لیے کوئی جذبہ نہ دیکھتا ۔۔۔

۔۔۔ آتا تھا چلا جاتا تھا۔۔۔ لیکن اس بار میرا جانے کو دل نہیں چاہتا۔" طارق کے لہجے میں اس شخص کی ۔۔۔ جس نے ساری زندگی تنہا گزاری ہو۔۔۔ اور بس چاہتا ہو کہ کوئی اسے روک لے۔

۔۔۔ جائیں۔" وہ ایمن کے لبوں سے سننا چاہتا تھا۔

۔۔۔ پڑے گا۔" ضروری نہیں خوب صورت لب بات بھی خوب صورت کریں۔۔۔ وہ بددل ہوا۔

۔۔۔ چاہتیں میں رک جاؤں۔۔۔ تنہا کیسے رہو گی؟"

۔۔۔ کر نہیں سکتے۔۔۔ وہ کہوں کیوں؟۔۔۔" اب وہ اس کی قربت سے بیزار ہونے لگی۔

۔۔۔ دیکھو۔"

۔۔۔!" اس نے بھنا کر طارق کو دیکھا۔ "ٹھیک ہے مت جائیں۔" ساتھ ہی دل میں ڈر گئی۔ کہیں سچ مچ ۔۔۔

۔۔۔ آئے۔

۔۔۔ سے تو کہو۔" اب وہ تنگ کرنے لگا تھا۔

۔۔۔ آتا پیار۔" وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

۔۔۔ مجھ پر؟"

۔۔۔ ہی نہیں آتا۔" وہ بال سمیٹنے لگی۔

۔۔۔ اس پر بھی نہیں آئے گا۔"

۔۔۔ ہاتھ رک گئے۔۔۔ اس نے مڑ کر طارق کو دیکھا، پھر تنک کر بولی۔

۔۔۔؟"

۔۔۔ تمہارے۔۔۔ دو چار یا پانچ۔" وہ مزے سے کہتا چلا گیا۔

۔۔۔ جائیں۔" ایمن شٹ اپ کہتے کہتے رک گئی تھی۔

۔۔۔ آئی ہے۔" وہ بھی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

۔۔۔ نہیں آ رہی تھی اسے غصہ آ رہا تھا۔

۔۔۔ موضوع پر بات مت کریں؟"

۔۔۔ ہے۔ عورت کو صرف اس کی اولاد باندھ سکتی ہے۔ شوہر کا پیار نہیں۔"

۔۔۔ باندھنا چاہتے ہیں۔" ایمن کے لہجے میں تلخی ہی تلخی تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ے کسی ہمسائی کو آواز تو دے دے۔ پھر یہ کڑی۔۔۔ نہ کوئی بول نہ بلا رہ ٹی وی دیکھ لیا اخبار پڑھ لیا کبھی
ر، جو میرے ساتھ بات کی ہو۔"

ہاں کہاں سے لاؤں جسے بیٹھ کر کھودتی رہیں۔" ایمن زیر لب بڑبڑاتی تیار ہونے چلی گئی۔۔۔ لے دے
لی جس کے سر پر سوار وہ سارا دن اپنے گاؤں کی باتیں کرتی رہتیں۔ اب بھی اسی نے تسلی دی۔

ماری نوں ذرا مجاجن ہے۔"

طارق تو ایسا نہیں۔۔۔ ہر کسی کو ہنس کر بلاتا ہے۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے کام کرتا ہے۔ کہتا ہے چاچی! پیسے
کا اصل تو نہیں بدل جاتا۔"

ڑکی تو کیا بات ہے۔۔۔ ہیرا ہے ہیرا۔۔۔"

اپنے اپنے دکھ سکھ کہہ رہی تھیں جب ایمن تیار ہو کر آ گئی۔

ایں بابر بھائی کے ساتھ بینک جا رہی ہوں۔"

سارا بھائی آ رہا ہے۔ اسے بٹھاؤ کوئی چائے پانی۔" چاچی نے حیرت سے اسے دیکھا۔ شکر تھا یہ نہیں
ں میں کڑی کا کیا کام۔

ضرورت نہیں۔"

کے پاس آ گئی۔ بابر گاڑی لایا تھا۔

ائی کارڈ لے لیا ہے؟" بابر نے پوچھا تو ایمن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔۔ بابر کا لہجہ سنجیدہ تھا۔ ایمن
بات نہیں کی۔۔۔ اک تناؤ تھا جو اب تک ان کے درمیان تھا۔ رسمی کارروائی کے بعد اس کا اکاؤنٹ
ر نے وہ ڈرافٹ بھی جمع کروا دیا جو ایمن کے نام اس کے پاس آیا تھا اور ایمن یکسر لاعلم تھی۔

کے مہینے گھر کے اخراجات کے لیے جتنی رقم کی ضرورت ہو۔ چیک سائن کر دیا کرنا۔۔۔ میں کیش کروا دیا
بینک سے نکلتے ہوئے بابر نے کہا پھر کچھ اضافہ مزید کیا۔

طارق بھائی کی امانت ہے۔۔۔ سوچ سمجھ کر خرچ کرنا۔"

لائی "آپ کو زحمت کی ضرورت نہیں۔۔۔ میں خود ہی کیش کروا لیا کروں گی۔"

طارق بھائی نے میرے ذمے لگائی ہے۔" بابر نے گلاسز لگاتے ہوئے جتایا۔ گویا طارق کے جانے کے
ں آزاد نہیں۔

"اس نے جھنجلا کر رخ بدل لیا۔

❀ ❀ ❀

ت کیوں دیتے!"

ے صغریٰ نے اسے پہلے کبھی نہ بلایا تھا۔ ایمن نے پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔۔ وہ آہستہ
پاس بیٹھ کر کندھے دبانے لگی۔۔۔ ایمن کو احساس ہوا کہ اس کا سارا بدن ٹوٹ رہا ہے اور یہ بخار زدہ
بہت دنوں سے غالب تھی۔۔۔ نہ پہننے اوڑھنے کو دل کرتا نہ کھانے پینے کو۔

کے مہینے سے اوپر ہو گیا تھا۔ ہر روز رات کو فون کرتا۔۔۔ اپنی بے تابیوں کے قصے سناتا۔۔۔ دل نہ لگنے
وں ہاں کرتی سنتی جاتی جواب میں کبھی نہ کہا کہ وہ بھی اسے یاد کرتی ہے۔۔۔ یاد کرتی تو بتاتی۔۔۔ وہ تو
ے گویا کسی قید سے آزاد ہوئی تھی۔ ان تکلیف دہ راتوں کا خاتمہ اس کے لیے کتنا خوش کن تھا جو
ت میں بیتیں۔

دن رک سکتی تھیں۔۔۔ انہیں جانا تو تھا سو چلی گئیں۔

ں اور اس کی تنہائی۔

خوش تھی۔

صغریٰ۔" اس کے ٹوٹتے بدن کو آرام آنے لگا۔

"ہاں۔۔۔" طارق نے ایمان داری و سادگی سے اعتراف کیا۔

"اور کون کون سے سبق پڑھا دیے چاچی نے۔" وہ زہر زہر ہو رہی تھی۔

"سارے سبق آج کی رات ہی پڑھنے ہیں؟"

وہ اس رات کو زاد راہ کے طور پر لے جانا چاہتا تھا۔

"تم مجھے نہیں باندھ سکو گے طارق جمیل۔" ایمن نے آنکھیں موندتے ہوئے تنفر سے۔

✡ ✡ ✡

"مو موبل پی یہ تو موبائل کا کارڈ ہے۔"

شاداں نے کارڈ اس کے سامنے کیا تو وہ بری طرح جھنجلائی۔

"میرے پاس موبائل دیکھا ہے تم نے۔۔۔ جو میری ناک میں کارڈ دے رہی ہو۔"

"وہ میں تو۔۔۔ ابھی نمبر بھی نہیں رگڑے تو۔۔۔"

پاس کتاب میں گم جوجو ہنس دی۔

"بابر بھائی کا گر گیا ہو گا۔۔۔ ان کے کمرے میں رکھ آؤ۔" پھر موبل سے پوچھنے لگی۔ "تم کیا
وہ کیا بتاتی۔ اس دن غیر ارادی طور پر کارڈ اٹھا تو لیا۔۔۔ بعد میں دیکھا تو یاد آیا۔۔۔ کہ بابر کی
اس نے کارڈ باہر پھینک دیا جو شاداں دوبارہ اٹھا لائی۔

"ایمن! اپنا موبائل لے گئی تھی؟" جوجو کو یاد آیا۔

"ظاہر ہے ہمارے لیے تو چھوڑنے سے رہی۔"

"ہری مرچیں کیوں چبا رہی ہو؟"

"تم نے ایمن کو دیکھا۔۔۔ کیسی ٹور ہے اس کی۔"

"تم ابھی تک وہیں ہو۔"

"وہ کسی بھی طرح گھاٹے میں نہیں رہی۔"

"تو تمہیں کیا مسئلہ ہے جو۔۔۔"

ان سے کچھ دور بیٹھی مہرالنساء نے ان کی باتیں سنیں اور سوچ میں ڈوب گئیں۔

"واقعی ایمن گھاٹے میں نہیں رہی۔ ایسے رشتے تو نصیب والیوں کو ملتے ہیں۔ خیال رکھ
پیسہ "آزادی"۔۔۔ اب ایمن کو خود ان سب کی قدر نہیں وہ اک علیحدہ بات ہے۔۔۔ سسرال کا بھی
ہیرا دوسری لڑکیوں کے لیے کہاں سے ڈھونڈے گا وقار الحسن۔۔۔"

"امی! ایمن کو فون کر کے کہہ دیں۔۔۔ تیار رہے میں آدھے گھنٹے میں اس کے پاس آ رہا ہوں
کہا۔

"کیوں۔۔۔؟"

"طارق بھائی کا فون تھا کہ ایمن کو ساتھ لے جا کر اس کا اکاؤنٹ کھلوا دوں۔

"ہوں۔۔۔ کرتی ہوں۔" جب ان کا فون گیا تو ایمن خاصا حیران ہوئی۔

"خیریت۔۔۔"

مہرالنساء نے پیغام دیا۔

"ٹھیک ہے۔" ایمن نے کہا اور مزید کوئی بات سنے بغیر فون رکھ دیا اور چاچی کو دیکھنے لگی جو بولا
گھر میں پھرتی تھیں۔

"توبہ۔۔۔ ایسے بڑے گھر اور ایسی خاموشی۔۔۔ نہ کوئی کام نہ کاج۔۔۔ بیٹھے رہو ہتھ پر ہتھ
پوچھوں اتنا بڑا گھر بنانے کی جرورت کیا تھی۔۔۔ خود دو جی باقی سارے نوکر۔۔۔ اس سے اچھے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اتنی اداس نہ رہا کرو۔"
"میں کہاں اداس ہوں۔" وہ ہنسی۔
"اتنی سوہنی صورت ہے۔ پہنو اوڑھو۔ تیار ہو کر رہا کرو۔"
"کس کے لیے؟"
"ہاں۔ اپنا خاوند گھر نہ ہو تو بیوی کسی کے لیے سنورے۔"
"ہونہہ۔ خاوند۔" وہ زیر لب بڑبڑائی تھی مگر صغریٰ نے سن لیا۔ تب ہی چاپلوسانہ لہجے
"کبھی کبھی سوچتی ہوں۔ برا نہ ماننا تم میری بیٹی جیسی ہو۔ تمہارے باپ نے کیا دیکھا نہ تھا۔ کہاں تم کچی کلیوں جیسی کہاں وہ۔ کیا صرف پیسہ دیکھ کر۔"
"بس کرو صغریٰ۔! یہ میری سیاہ بختی تھی۔" ایمن نے آہ بھری۔ "پھر تم نے رجو کے ... کہاں تمہاری بیٹی کہاں وہ بڈھا۔"
"اس میں میرا کیا قصور۔ سب حمید کی کارستانی ہے میری کہاں سنتا تھا۔" وہ جلدی سے بولا
"رجو کہاں ہے صبح سے نظر نہیں آئی۔"
"لے گیا۔ وہ خبیث۔"
"بے چاری...!"
"بس پتر۔ ہم عورتوں کی ڈور تو دوسروں کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ بے زبان گاں کی طرح باندھ دو بندھ گئے۔" صغریٰ نے آہ بھری۔ اس نے کچھ ایسے لہجے میں ساری باتیں کیں کہ کا دکھ سمجھ سکتی ہے۔ دونوں بہت دیر تک باتیں کرتی رہیں۔
"بیٹی۔ طبیعت ٹھیک نہیں تو کوئی دوائی ہی لے لو۔"
"کچھ کرنے کو دل نہیں کرتا۔"
"جوس لاؤں۔"
"نہیں۔"
"یہ ساتھ والوں کی لڑکی لیڈی ڈاکٹر ہے۔ اسی کو چیک کروالو۔ اس کا کلینک بھی قریب ہے کوئی دینے کی فیس بھی ہزاروں میں لیتی ہیں۔"
"دیکھوں گی۔" ایمن نے بے زاری سے ٹالا۔ وہ ابھی تک یہاں کسی سے واقف نہ تھی۔ طبیعت پر یوں کسل مندی چھائی رہتی کہ کہیں نکلنے کو دل نہ کرتا۔
رات کو طارق کا فون آگیا۔
"اس خبیث کو دیکھ کر دل خراب ہوتا ہے جو تمہارے ڈیڈی نے تمہارے لیے پسند کیا تھا۔"
"وہاں کسی اور کو لے آئیں۔" ایمن نے چھوٹتے ہی کہا۔
"اجازت دیتی ہو۔" وہ شوخ ہوا۔
"بخوشی۔"
"بڑا دل گردہ ہے۔"
"آزما لو۔" ایمن نے چیلنج کیا۔
"ارے۔ اب کیا آزمانا۔ مجھے تو اک پری نے باندھ رکھا ہے۔"
"پری نے باندھ رکھا ہے یا دیو نے پری کو قید کر رکھا ہے۔"
"تم اسے قید سمجھتی ہو؟" طارق کو دکھ ہوا۔
"اپنا خیال رکھنا۔" اس نے رابطہ منقطع کردیا۔

☆ ☆ ☆

... چھوٹی بیٹی اسے دوبار ناشتے کے لیے بلانے آئی تھی۔ ایمن نے دونوں بار انکار کر دیا۔ دس بجے ... آئی۔
... طبیعت زیادہ خراب ہے؟"
... ایمن نے اس کی باتوں سے خوش ہو کر پانچ سو روپیہ دیا تھا۔ سو آج زبان کچھ زیادہ ہی مٹھاس دکھا رہی

... اٹھا نہیں جا رہا۔ چکر پر چکر آرہے ہیں۔" ایمن نقاہت کے ساتھ بولی۔
... تھا ٹھنکا۔ اسے پہلے ہی کچھ شک تو تھا۔ الٹے قدموں ساتھ والوں کے گھر گئی۔ ڈاکٹر مریم شام کو ... تی تھیں۔ سو اس وقت گھر میں تھیں۔ صغریٰ کی منت سماجت پر آگئیں۔ چیک اپ کے بعد اس نے

... ہسبنڈ کہاں ہیں؟"
... ہوتے ہیں۔" ایمن نے بتایا۔
... کوئی اور نہیں ہے؟"
... خیریت تو ہے؟" صغریٰ نے متجسس انداز میں پوچھا۔
... خیریت ہے۔ بلکہ خوش خبری ہے۔ شی از پریگننٹ۔" ڈاکٹر مریم نے مسکراتے ہوئے بتایا۔
... رنگ فق سے اڑ گیا۔
... ڈاکٹر کی شکل دیکھنے لگی۔
... کہہ رہی تھی۔ وہ بے بسی کے عالم میں اس کی شکل دیکھتی رہی۔ ڈاکٹر کی نصیحتیں۔ اس کے ... باتیں سننے سے قاصر تھیں۔
... ہیں۔ ڈائٹ کا خاص خیال رکھیں۔ کلینک پر آجائیں تو کچھ ٹیسٹ وغیرہ۔"
... چاہا۔ اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دے۔ اس کے چہرے پر اڑتی ہوائیاں دیکھ کر ڈاکٹر اپنے پروفیشنل ... مسکرائی۔
... رہی ہیں۔"
... بار ہے جی۔ اس لیے۔ پھر پاس بھی کوئی نہیں۔ نہ ماں۔ نہ خاوند۔" صغریٰ مدد کو آگے بڑھی۔
... انداز میں سر ہلایا۔
... پہلی خوشی کے چکر میں سب بھاگے آئیں گے۔"
... ڈاکٹر۔!" خشک حلق کے ساتھ ایمن نے بمشکل کہا۔
... ڈاکٹر کو چھوڑنے باہر چلی گئی۔ ایمن نے تھک کر تکیے پر سر ڈال دیا۔ وجود میں بے تحاشا تھکن در آئی۔ وہ ... لمبے لمبے سانس لیتی رہی۔ پھر بے تحاشا سناٹے کے ساتھ گھبرا کر آنکھیں کھول ... چلی آئی۔
... ہے۔! رب سوہنے نے تیری تنہائی دور کرنے کا سامان کر دیا۔ اللہ جندگی کرے۔ تمہاری ... کی بھی۔"
... صغریٰ۔" ایمن نے بیزاری سے ڈانٹا۔
... گے تو کیسے خوش ہوں گے۔ اور ان کی چاچی۔"
...!" وہ ایکدم بھڑکی صغریٰ نے تعجب سے اسے دیکھا تو ذرا سنبھلی۔
... اس نے قدرے نرمی سے کہا اور لیٹ کر دونوں بازو آنکھوں پر رکھ لیے۔
...۔" اس سے قبل کہ صغریٰ کمرے سے نکل جاتی۔ اس نے بغیر بازو ہٹائے پکارا صغریٰ رک گئی۔
..."

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ابھی کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔"
"صاحب کو بھی۔"
"مجھے بتانا ہوا تو خود بتادوں گی۔ تم زبان بند رکھنا۔" ایمن نے قدرے سختی سے کہا۔ تو مت...
نکل گئی۔
ایمن کے اندر جوار بھاٹے اٹھ رہے تھے۔

✠ ✠ ✠ ✠

مومولال بھبھوکا چہرہ لیے بیٹھی تھی۔ کچن سے کھٹر پٹر اور بڑبڑانے کی آوازیں مسلسل... نے دزدیدہ نظروں سے موموکو دیکھا۔ وہ مسلسل نچلا لب چبارہی تھی۔ ابھی جو کچھ مہرالنساء... جوجو کا خیال تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دے گی۔ مگر وہ چپ تھی۔
"مومو۔" جوجو نے آہستگی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔ مومو نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا
"مجھے تمہاری ہمدردی کی ضرورت نہیں۔"
جوجو دل مسوس کر رہ گئی۔ مومو کی وجہ سے وہ اپنی شاندار کامیابی پر دل کھول کر خوش ہی نہ ہو پا...
"تم نے ذرا بھی محنت کی ہوتی تو۔"
"چپ چپ جاؤ۔" مومو نے ڈپٹا۔
"ممی نے تمہیں غلط نہیں ڈانٹا۔ تم ہمیشہ اچھی اسٹوڈنٹ رہی ہو۔ میٹرک میں کتنے اچھے نمبر... میں جب سے وہ تائن تمہاری دوست بنی۔ تب سے تمہاری توجہ۔"
"زبان بند رکھو۔" مومو نے ایک نظر کچن کی سمت ڈالی۔ وہ نہیں چاہتی تھی' اب مہرالنساء... سے شروع ہو جائیں۔ وہ پہلے ہی اسے کافی جھاڑ چکی تھیں۔ آج ہی ان کا رزلٹ آیا تھا۔ ج... نمبروں کے سامنے مومو کا صرف پاس ہونا' وہ بھی معمولی نمبروں کے ساتھ مہرالنساء کو ہضم نہ ہو رہا تھا
"اب تمہارا بی' ایس' سی میں ایڈمیشن نہیں ہو سکے گا۔" جوجو اپنی خوشی کے بجائے اس کے ا... تھی۔
"کوئی بات نہیں۔ میں سمپل بی۔ اے کرلوں گی۔"
"کوئی ضرورت نہیں۔" مہرالنساء کچن سے نکلیں اور مومو کو بری طرح گھورا "تم دوبارہ پیپر دو گی
مومو کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔
"سنا تم نے۔ گھر بیٹھ کر تیاری کرو اور دوبارہ ایگزام دو۔ اگرچہ مجھے یقین ہے کہ تم دوبارہ بھی... گی۔ وہ لوگ اور ہوتے ہیں' جو زندگی میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ تم جیسی لڑکیاں جو کالج میں... کالج کی دیواریں پھلانگتی پھریں۔ وہ کیا خاک کچھ کریں گی۔ اوپر سے تمہاری بے ہودہ سہیلیاں۔ عاشقی کے قصے سنانے سے فرصت نہیں۔ واہیات شاعری۔ بے ہودہ کتابیں۔ اوپر سے تم جیسی... رکھنے والی لڑکیاں۔"
"ممی۔ ممی۔ خدا کے لیے بس کریں۔" جوجو نے ایک دم اٹھ کر ان کا بازو تھام لیا۔ مومو تیز... اپنے کمرے میں جا گھسی۔
"آگ لگادوں گی۔ اس کے سارے رسالوں اور ڈائریوں کو۔" وہ غیظ و غضب سے کانپ رہی...
"ممی! بیٹھ جائیں۔" جوجو نے انہیں بازو سے تھام کر کرسی پر بٹھادیا۔
"اب بس کریں۔ آپ پہلے ہی اسے بہت ڈانٹ چکی ہیں۔ طبیعت خراب کرلیں گی۔"
"میں کیا کروں جوجو۔! مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ ایک ہی فخر تو میری ذات کے پاس تھا کہ بچے اتنے ذہین اور کامیاب ہیں۔ تم لوگوں کی کامیابیاں میرا سر فخر سے بلند کردیتی تھیں۔ اسی ایک...

...تا تھا کہ میری اولاد اس کی اولاد جیسی نہیں۔"
...نے ماں کو دیکھا جو اضطراری انداز میں کنپٹی مسل رہی تھیں۔ انہیں صرف دوسروں کو چت... تھی۔ دوسروں کو ہرانے کا شوق ؟ انہیں شکست خوردہ دیکھنے کی ہڑک۔
...ہے۔ یہ لڑکی ہاتھوں سے نکل رہی ہے۔ کیا کرنا ہوتا ہے۔ جو یہ ڈھنگ سے پڑھائی بھی نہیں... یہ ایمن کی طرح کوئی گل کھلائے گی۔ اس کی حرکتیں۔ کچھ اشارہ کر رہی ہیں۔ اس کا دل... نہیں لگتا۔ فون کی گھنٹی پر لپکنا' چاندنی راتوں میں جاگنا۔ شاعری پر سر دھننا۔ کیا ہے یہ سب۔؟ ...مگر اس کی تو حرکتیں ہی عجیب ہیں۔ سچ سچ بتاؤ۔ بن ہوا اس کی۔ کہیں یہ کچھ۔"
...ممی۔!" جوجو نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔ "اتنی بدگمان مت ہوں۔ آپ کی بدگمانیاں اسے اور...
...پاؤں توڑ کر کمرے میں ڈال دوں گی۔ جس دن مجھے خبر ملی کہ وہ کچھ ایسا ویسا کر رہی ہے۔ اسی دن ...گی۔ یہ سب اس چڑیل ایمن کا کیا دھرا ہے۔ جاتے جاتے اپنا اثر چھوڑ گئی۔ مہرالنساء بھڑک ...نے لگیں۔
...ہمارے درمیان نہیں۔ جا چکی ہے۔ مگر آپ کی یہ الزام تراشیاں' بدگمانیاں۔ ممی! خدا کے ...ار لریں۔ ٹھیک ہے' مومو سے غلطی ہوئی۔ مگر اس غلطی کو بار بار دہرا کر آپ نے مومو کو بدظن ...آپ نے کبھی محبت سے پیار سے پاس بٹھا کر مومو کو سمجھانے کی کوشش کی۔ الٹا اسے اور پریشان کیا
...ساری غلطیاں میرے کھاتے میں ڈال دو۔"
...نہیں سمجھا سکتا۔" جوجو نے دل میں سوچا اور دل گرفتہ سی اٹھ گئی۔ مومو بستر پر اوندھے منہ
...والدہ صاحبہ کے ارشادات۔ دیکھ لینا۔ کسی دن ان کے کہے کو سچ کر دکھاؤں گی تو سر پکڑ کر رد میں
...اتنی کم بھی نہ تھی کہ ذرا فاصلے پر مومو تک نہ پہنچتی۔
...۔" جوجو بے دلی سے کہہ کر اپنے بیڈ پر لیٹ گئی۔
...میں خوشی۔ خوشی بن کر کیوں نہیں اترتی۔ یا ہمیں ہی عادت ہو گئی ہے۔ چیخ چلا کر خوشی کو ...بھی ہے۔ مومو پاس تو ہو گئی۔ ممی پیار سے سمجھا بجھا کر دوبارہ ایگزام دینے پر آمادہ کر سکتی ...پیار سے بات کرنا آتا ہی نہیں۔ وہ ہمیشہ اس انداز میں بات کرتی ہیں کہ اچھی بات بھی غلط لگنے ...بیٹیوں کی سہیلی ہونا چاہیے۔ مگر ہماری ماں۔"
...بدلی اور مومو کو دیکھنے لگی۔
...مجھے اسے چپ کروانا چاہیے۔ لیکن نہیں۔ یہ بھی ممی کی طرح ری ایکٹ کرتی ہے۔ ...بھی ہے۔ میں کس کس کو سمجھاؤں۔ اور وہ ایمن۔ کوئی ایک بیجھلٹ بھی کلینر نہ ...فرق پڑتا ہے۔ شاید کسی کو بھی فرق نہیں پڑتا۔ ایک میں ہی رہ جاتی ہوں۔ جلنے اور ...اس نے جھنجلا کر تکیہ منہ پر رکھ لیا۔

✡ ✡ ✡

...پل کے لیے بھی آنکھ نہ لگی۔ تھکن وجود میں اور جھنجلاہٹ اعصاب پر پنجے گاڑے ...دی اس کی جھولی میں ڈالی تھی۔ وہ اس کے لیے ذہنی طور پر تیار نہ تھی۔ اس لیے تھرین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

صبح کی کرنیں پردوں سے چھن چھن کر اندر آنے لگیں۔
اس نے کروٹ بدلی تو لبوں سے کراہ نکلی۔ جسم یوں ٹوٹ رہا تھا۔ گویا سڑک کوٹنے وا... روند آگیا ہو۔

تب ہی دروازے پر دستک ہوئی۔ وہ جانتی تھی صغریٰ ہوگی۔
"آجاؤ۔" اس نے بھاری بخار زدہ آواز میں کہا تو وہ دروازہ کھول کر اندر چلی آئی۔
"میں نے کہا... بی بی کی طبیعت ٹھیک نہیں... خود جا کر پتا کرلوں۔"
"صغریٰ، مجھے بخار ہے۔ بالکل نہیں اٹھا جا رہا ہے۔"
"بہت تیز بخار ہے... حمید سے کہہ کر کسی ڈاکٹر کو بلا لوں۔" صغریٰ نے پیشانی چھو کر تشو...
"نہیں... گھر میں بخار کی دوا ہوگی... وہی لے لوں گی۔" ایمن نے اٹھنے کی سعی کی... سہارا دے کر پیچھے تکیہ لگا دیا۔ ایمن کا سر بری طرح چکرا رہا تھا۔
"نہ بی بی! خود سے دوا مت لینا... پھر ابھی تو یوں بھی کچے پکے دن ہیں... کہیں کچھ ہو جائے... صاحب کو کیا منہ دکھاؤں گی... وہ تو بہت خیال رکھنے کا کہہ گئے تھے۔"
"کچھ ناشتے میں ملے گا...؟" ایمن نے کوفت سے ٹوکا۔
"ہاں... ہاں... خالی پیٹ تو دوا بھی نہیں لینی..." وہ جلدی سے کہہ کر اٹھی... تھوڑی دیر... موجود تھی۔ ایمن نے آدھے سلائس کے ساتھ تھوڑا سا انڈا اور جوس کا گلاس لیا... صغریٰ... دل کچھ اور لینے پر آمادہ نہ ہوا... بخار کی گولی لینے کے بعد وہ دوبارہ لیٹ گئی... صغریٰ ہولے ہو... لگی۔

"ایک بات پوچھوں ایمن بی بی!"
"ہوں..." اس کا ذہن نیم غنودہ کیفیت میں تھا۔
"تم اس خوشی خبری سے خوش نہیں ہو... یہ خوشی تو..."
"خوشی کیا ہوتی ہے صغریٰ... یہ تو بیڑی ہے... اک کڑوا کسیلا پھل جو مجبوری میں چکھنا... کہاں پھنسا گئے ہو..." اسے خود بھی خبر نہ تھی کہ وہ بخار کے غبار میں کیا کہہ رہی تھی۔
صغریٰ کے کان کھڑے ہوگئے۔
"طاہر کون ہے بی بی؟" اس نے آہستہ سے محتاط لہجے میں پوچھا۔
"میرے دل کا سکون، میری روح کی طلب..."
ایمن کو بالکل خبر نہ تھی کہ وہ صغریٰ سے بات کر رہی ہے... اسے تو محسوس ہو رہا تھا۔ سا... سے ہیں۔
"تو بی بی! شادی اس سے کیوں نہ کرلی؟" صغریٰ بھی اس کی کیفیت سمجھ رہی تھی... اس... آہستہ آہستہ ایمن کے بال سہلاتے ہوئے سوال کر رہی تھی۔
"ہاتھ پاؤں باندھ کر... اس بھیڑیے کے سامنے ڈال دیا... ایمن کرتی بھی تو کیا...؟" وہ بڑبڑا...
"کون تھا تمہارے چاچے، ماے کا پتر یا..."
"ہمارا ماسٹر..."
"ایں..." صغریٰ ہکا بکا رہ گئی... اس سے قبل کہ اگلا سوال کرتی... اسے محسوس ہوا کہ ا... سو چکی ہے... اس نے آہستگی سے اس کا سر تکیے پر ڈالا اور برتن سمیٹ کر باہر نکل آئی... کچن م... تھا۔

"اب آبھی جا... کہ اپنی میڈم کے نخرے ہی اٹھاتی رہے گی۔"
"وہ بچاری تو بخار میں دھت پڑی ہے..."

"... بتا رہی تھی کہ..."
"... وہ بات بھی ہے... پر لڑکی خوش نہیں۔" اس نے رازدارانہ انداز میں بتایا۔
"... لڑکیوں والے نخرے...؟"
"... نہیں ہے۔" صغریٰ نے ٹرالی سے جھوٹے برتن سنک میں رکھے۔
"... بابو میں کس بات کی کمی ہے...؟" حمید چونکا۔
"... سے کون پوچھے۔"
"... اپنی جو کو اچھی طرح سمجھا رہا تھا... اگر اب واپس آئی تو چیر کر رکھ دوں گا۔"
"... آیا چیرنے والا... جب کریمے نے پچاس ہزار اس بڈھے کے منہ پر مارے تو اپنے آپ کریمے ... ز نے جائے گا... بات کرتا ہے... تیری لڑکی نہیں رہنے والی اس فقیرے کے ساتھ..."
"... مار تو... جب ہوگی دیکھی جائے گی..." حمید نے کھسیانا سا ہو کر ٹرالی اپنی طرف کھینچی... ناشتہ تو ...

"... تھا..." صغریٰ نے گھورا۔
"... ہم بھی ہو گیا... اور یہ اتنا مال تو نے کس کھسم کو کھلانا ہے۔" اس نے ڈھٹائی سے کہتے ...
"... ں..." اس نے ٹرالی پوری طرح اس کے سامنے کر دی... مالک گھر پر نہ تھا، مالکن بے نیاز... عیش تھے... سودا سلف کے نام پر آئے دن دگنی رقم ایمن سے اینٹھ لیتے... اس نے کہاں ... اور کتنے بچے۔

✲ ✲ ✲

"... مم... چپ چاپ کیوں بیٹھی ہیں؟"
... خاموش بیٹھی مہرالنساء سے پوچھا۔ وہ ابھی ابھی باہر سے آیا تھا... ہاتھ میں کچھ شاپرز تھے... ڈائننگ ٹیبل پر رکھ دیے۔
... کی نگاہ بیٹے پر ڈالی... کیا کہتیں کہ کبھی کبھی خود اپنی زبان کی تیزی پر شرمندگی محسوس ... سوچتیں کہ اب لڑکیوں سے اتنے سخت الفاظ میں بات نہیں کرنی، جوان بچیاں تھیں... لیکن جب بولنا شروع کرتیں تو اپنی ہی نصیحت بھول جاتیں۔ اب زیادہ افسوس جوجو کی وجہ ... محنت رنگ لائی تھی... اسے یقین ہونے لگا تھا کہ میڈیکل کالج میں اس کا ایڈمیشن ... چکر میں وہ ڈھنگ سے اسے بھی نہ سراہ سکی تھیں۔
"...؟" جوجو کی کامیابی پر بابر بھی خوش تھا۔
"... ہیں؟"
"... ایپل کیک اور چکن رول لایا ہوں۔"
"... بناتی ہوں..." مہرالنساء کھڑی ہوگئیں۔
"... لایا ہوں..." وہ کہتا ہوا ان کے کمرے کی سمت آگیا... دستک دے کر اندر گیا...

"... سوگ منایا جا رہا ہے..."
"... تو بالکل ہی سوتی بن گئی۔" جبکہ جوجو اٹھ بیٹھی... اس کے چہرے پر افسردگی کے ہلکے ہلکے ...

"... میں تم لوگوں کے لیے کچھ لایا ہوں... کھائیں پئیں گے... انجوائے کریں گے۔ گرینڈ ... میں ایڈمیشن کے بعد... ہری اپ مومو..."

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"وہ سو رہی ہے۔" جوجو نے آہستگی سے بتایا۔
"یہ کون سا وقت ہے سونے کا۔" بابر نے مومو کو اٹھانا چاہا۔ جوجو نے اس کا بازو پکڑ لیا۔
"رہنے دیں بھائی۔"
"خوامخواہ۔ اٹھو مومو۔" بابر نے اسے اٹھا ہی لیا۔ پھر اس کا متورم چہرہ دیکھ کر چونکا۔
"روئی کیوں ہو؟ انسان اپنی غلطیوں اور ناکامیوں سے ہی سیکھتا ہے۔ اگلی بار زیادہ محنت کرنا"
"مجھے دوبارہ پیپر نہیں دینے۔"
"تو۔؟"
"ممی کہتی ہیں۔ میں دوبارہ پیپر دوں۔ مجھے بی۔ ایس۔ سی بھی نہیں کرنا۔ میں سپلی بھی
لیکن دوبارہ پیپر نہیں دوں گی۔ آپ ممی سے بات کریں۔" مومو نے حتمی انداز میں کہا۔
"ٹھیک ہے کرلیں گے۔ ابھی تو کیک کی کریم پگھل گئی ہو گی۔ اور اس فیلو سے بھی بات کی
ام بھی تو نہیں کی۔ اب کرتی ہوں۔" جوجو نے کہا۔ تو بابر نے اپنا موبائل نکال کر اسے تھما
"تو کرلو۔ اور مومو! تم ذرا ٹیبل تو سیٹ کرلو۔" جوجو نے نمبر ملایا۔ مگر مسلسل بیل جانے پر
کال ریسیو نہیں کی۔
"پتا نہیں کہاں بزی ہے۔ بعد میں کرلوں گی۔" جوجو نے موبائل واپس بابر کی طرف بڑھا دیا۔

❀ ❀ ❀

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔" جوجو نے بھاری سی آواز سن کر چھوٹتے ہی پوچھا۔
"ہوں۔ کچھ بخار ہے۔" ایمن دوپہر میں لان میں آکر بیٹھی تھی۔ جب جوجو کا فون آیا۔
"تو تم گھر آجاؤ نا۔" جوجو نے بے چین ہو کر کہا۔
"کیوں تم نے میری تیمارداری کرنی ہے۔" وہ آہستہ سے ہنسی۔
"ہاں۔ کیوں نہیں۔ تم وہاں اکیلی کیوں ہو۔؟"
"شکریہ برجیس بیگم! لیکن میں یہاں اکیلی نہیں ہوں۔ فکر نہ کرو۔"
جوجو نے اسے رزلٹ کا بتایا۔ ایمن کو رزلٹ کی فکر نہ تھی۔ وہ جانتی تھی ایسا ہی ہو گا۔
"اب کیا کرو گی؟"
"کچھ نہیں۔ مجھے پڑھ کر کیا کرنا ہے۔"
"میرا خیال تھا۔ طارق بھائی بھی یہاں نہیں۔ تم بزی ہو جاؤ گی۔" جوجو نے مشورہ دیا۔
"مجھے بزی کرنے کا انتظام قدرت نے کر دیا۔" ایمن نے زہرخند لہجے میں کہا۔
"مطلب۔" جوجو نے سادگی سے پوچھا۔
"کچھ نہیں۔ میرا سر چکرا رہا ہے۔ اب آرام کروں گی۔" اس نے جوجو کا جواب سنے بغیر
کر دیا۔ اور نظریں جھکا کر گھاس پر پھدکتے ٹڈے کو دیکھنے لگی۔
"یا اللہ! کیسے اٹھاؤں یہ بوجھ۔ جس پر دل ہی نہیں مانتا۔"
اس نے ہلکی سی آہ بھری اور خوامخواہ گھاس نوچنے لگی۔
"باجی! لاؤ! تمہارے سر میں تیل ڈال دوں۔"
رجو کی آواز پر وہ چونکی۔ پھر اک طویل سانس لے کر پوچھنے لگی۔
"تم کب آئیں؟"
"ابھی گھنٹہ پہلے۔" وہ تیل کی شیشی ہاتھ میں لیے کھڑی تھی۔
"تمہارا وہاں دل نہیں لگتا۔"

...پاس میرا دل لگانے کے لیے ہے ہی کیا۔" وہ ایمن کا عندیہ بھانپ کر عقب میں آئی اور چوٹی
...نے لگی۔
...آجائے گا چٹختا چٹخارتا۔"
...ہاں نیتے ہیں۔ چٹخارتے ہیں۔ کریم کی کمیٹی کھل گئی ہے۔ بس دس ہزار کم ہیں۔ پھر میری جان اس
...ساری عمر کے لیے چھوٹ جائے گی۔" وہ ہلکے ہاتھوں سے تیل لگانے لگی۔
...بات ہے۔ دس ہزار جمع ہونے میں کتنے دن لگیں گے۔" ایمن محض اپنا دھیان بٹانے کو باتیں

...ابھی اچھی باجی۔ اگر تم چاہو تو ایک گھنٹہ بھی نہیں۔" رجو ایک دم خوشامدی لہجے میں بولی۔
...وہ پیسے میں دوں۔" ایمن فوراً ہی بات کی تہہ تک پہنچی۔
...ادھار دے دو۔ میری تنخواہ میں سے کاٹ لینا۔"
...کریم کے ساتھ چلی جاؤ گی۔ پھر تنخواہ کیسی؟"
...تنخواہ سے کاٹ لینا۔"
...ٹھیک ہو۔" ایمن ہنسی تو رجو کا حوصلہ بڑھا۔ لگی منتیں کرنے۔ آخر تنگ آکر ایمن نے کہہ دیا۔
...لے لینا۔ مگر گھر میں نہیں ہیں۔ بینک سے نکلوانے پڑیں گے۔"
...نکلوا دے گا۔ آپ چیک دے دینا۔" وہ جلدی سے بولی۔
...اب ہو۔"
...اک اک دن گن کر گزار رہے ہیں۔"
...سال ہوئے ہیں شادی کو۔"
...ڈھائی سال۔ سمجھو قید میں گزارے ہیں۔"
...ہو جاتی تو۔ تو بھی رجو تم اپنے شوہر کو چھوڑ جاتیں۔" نجانے کیا سوچ کر ایمن نے پوچھا۔ رجو

...ہو جاتی۔ جس کے ساتھ رہنا نہیں۔ اس کی اولاد کا بوجھ کیوں اٹھاتی۔ ایک بار ہوا پر میں نے
...دیا۔"
...مطلب؟" ایمن نے الجھ کر پوچھا۔
...نے کہہ دیا۔ اس مصیبت سے میری جان چھڑاؤ۔ کریم دوسرے کی اولاد نہیں پالے گا۔ اماں کی ادھر
...بس اسی نے دوا دی۔"
..." ایمن نجانے کس سوچ میں بولی۔ اس کی سوچ میں خلل موبائل کی بیپ نے ڈالا۔ طارق کے چاچا
...اکثر فون کر کے اس کی خیریت معلوم کرتے رہتے تھے۔ ایمن نے حسب عادت بے دلی سے کال

...ٹھیک تو ہو۔ اداس ہو تو ادھر کچھ دن پنڈ آجاؤ۔"
...چاچا کو خود ہی بولنے کی عادت تھی۔ دوسروں کی کم ہی سنتے۔ سو ایمن کے مختصر جواب اور اپنی لمبی
...انہوں نے فون چاچی کو تھما دیا۔ گاؤں میں شاید سگنل بھی پورے نہ آرہے تھے۔ آواز کٹ کر آتی
...بار بار اس کی طبیعت کا پوچھ رہی تھیں۔ ایمن چڑ گئی۔
...طبیعت کو کیا ہونا ہے چاچی۔ اچھی بھلی تو ہوں۔"
...بڑا مبارک خواب دیکھا ہے۔ خیر سے میری گود میں دو جواک (بچے) ہیں۔"
...بڑے۔ ایسے صحت مند۔ بالکل۔"
...اس عمر میں۔" ایمن کو ہنسی آگئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ہائے ہائے مخول نہ کر کڑیئے۔ میں تیرے اور طارق کے جواکوں کی بات کرتی ہوں۔ شاید
سے خوش خبری ملی تھی تو دھیان تیری طرف چلا گیا۔"
"فکر نہ کریں چاچی! ادھر ایسے کوئی آثار نہیں۔"
"کوئی بات نہیں۔ اللہ جلد خبر سنائے گا۔ میں نے خواب میں۔۔۔"
"افوہ!" ایمن نے چڑ کر فون بند کر کے ایک طرف ڈال دیا۔
"باجی! آپ نے خوش خبری سنا دینی تھی۔" تیل کی بوتل بند کرتے ہوئے رجو نے اپنے دھیان میں
اچھل پڑی۔
"کون سی خوش خبری؟ تمہاری ماں نے ایک گھنٹے میں خوش خبری سنا بھی دی۔"
"نہیں باجی! وہ تو میرا اپنا اندازہ۔۔۔" رجو گڑبڑائی۔
"ہاں! تمہیں الہام ہوا تھا۔۔۔ ذرا بلاؤ صغریٰ کو۔ جب میں نے اسے منع کیا تھا تو اس کی زبان ہلی کیسے
"قسم لے لو باجی! اماں تو مجھ سے ابھی ملی بھی نہیں۔ وہ تو آپ کی حالت دیکھ کر میرا خیال تھا۔
دس ہزار خطرے میں لگنے لگے تو گھگھیانے لگی۔
"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" ایمن نے تیل کی شیشی اٹھا کر دور پھینک دی۔
رجو فوراً "غائب" ہو گئی۔
"کمینی! بال بھی سمیٹ کر نہیں گئی۔"
ایمن نے غصے سے بال سمیٹے۔
"سدرہ کے بارے میں خوش خبری۔۔۔ ہونہہ۔ بہت خوش ہو گی۔۔۔ اپنے گنجے شوہر کی اولاد پال کر۔

◻ ◻ ◻

وہ نہا کر نکلی۔ اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو کر گیلے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔ کمرے
کرتی رجو نے کئی بار اسے دیکھا۔ کچھ کہنے کو لب کھولے، پھر ہمت نہ پا کر دوبارہ سے جھاڑ پونچھ میں مصروف
ایمن خاموشی سے آئینے میں اپنا عکس دیکھتی گیلے بال سلجھا رہی تھی۔
"باجی! آج تو آپ کی طبیعت اچھی لگتی ہے۔" وہ کچھ دیر کے بعد اس کے عقب میں آکھڑی ہوئی۔
"ہوں!" ایمن نے بے توجہی سے کہا۔
"وہ۔۔۔ باجی۔۔۔ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔" اس نے جھجکتے ہوئے کہا۔
"کیسا وعدہ؟" ایمن نے سامنے پڑے میک اپ کے سامان کو دیکھا۔ جو شاذ و نادر ہی استعمال ہوتا تھا
"روپے دینے کا۔۔۔" رجو نے ڈرتے ڈرتے کہا۔
"تو پھر؟" وہ ہاتھوں پر لوشن ملنے لگی۔
"باجی! کریم آیا بیٹھا ہے۔"
"کہاں؟" ایمن چونکی۔
"وہ ساتھ والی کوٹھی کا خانساماں! اس کا دوست ہے۔ اس کے کوارٹر میں، کہتا ہے روپے مل جائیں
فقیرے سے میری جان چھڑا دے۔"
"ہوں!" ایمن خاموشی سے لوشن ملتی رہی۔ رجو کی منتظر نگاہیں بار بار اس کی طرف اٹھنے لگیں۔
کی طرف دیکھ نہیں رہی تھی۔ مگر رجو کے وجود کی بے چینی پوری طرح محسوس کر رہی تھی۔ کچھ لمحے
ایمن نے الماری سے اپنی چیک بک نکالی اور بیڈ کے کنارے پر بیٹھ کر سائن کرنے لگی۔ رجو سانس روکے
انگلیوں کی جنبش دیکھ رہی تھی۔ ایمن نے چیک سائن کر کے اس کی طرف بڑھایا۔
"لو۔۔۔ دس ہزار کا ہے۔"

... پیلے جھپٹ کر سینے سے لگایا اور ایمن کے ہاتھ چومنے لگی۔
... بہت اچھی ہو۔ اللہ آپ کے دل کی مراد پوری کرے۔"
... کسی کے دل کی مراد کہاں پوری ہوتی ہے۔" ایمن نے ہاتھ چھڑا لیا۔ رجو ہنستی روتی وہاں سے
... تھوڑی دیر کے بعد صغریٰ ہولتے ہوئے اندر آئی۔
... نے رجو کو کہیں بھجوایا ہے؟"
... کہاں بھیجنا ہے۔"
... بیٹے سے ملنے گئی ہو گی۔" صغریٰ زیر لب بڑبڑائی۔
... تم اس پر زیادہ پہرے نہ بٹھا سکو گی۔" ایمن نے تلخی سے کہا تو صغریٰ چپ سی ہو گئی۔
... فقیرے سے ڈر لگتا ہے۔ خوامخواہ اسے مارے پیٹے گا۔"
... ہے گا۔ پہلے تو رجو کی مرضی کے خلاف شادی کی۔ اب مارے گا۔ بیٹیوں کو تو بے زبان جانور
... سمجھ لیا۔ نہ کوئی دل کی خوشی ہوتی ہے، نہ خواہش۔ اور جب وہ احتجاج کریں تو انہیں مارو پیٹو۔"
... بندہ اپنی مجبور ہے۔ اس کے ساتھ یہی کچھ ہوتا آیا ہے۔ اب اپنی طرف ہی دیکھ لو۔ کر دیا نا گھر
... ورنہ آج اپنی پسند کے مرد کے ساتھ سکون سے دن گزار رہی ہوتیں۔" صغریٰ نے روانی میں

... اچھلی۔
... مطلب ہے اس بات کا؟"
... بخار میں بی بی! خود ہی تو بتایا۔ کیا بھلا سا نام لے رہی تھیں۔۔۔ ہاں طاہر۔"
... خبردار۔ جو اک لفظ بھی منہ سے نکالا ہو تو۔ نجانے میں نے بخار کی کیفیت میں کیا کہا اور تم کیا کیا
... سمجھ گئیں۔" ایمن غصے اور گھبراہٹ میں الٹ ہی پڑی۔
... مالک بی بی! میں نے تو جو سنا دی۔۔۔"
... بکواس مت کرو۔ جاؤ یہاں سے۔ منٹ میں نوکری سے نکلوا دوں گی۔ اگر یہاں وہاں فضول بات

... تم مالکن بھی ہو اور بیٹی جیسی۔ موت آجائے جو کبھی کسی سے غلط بات کروں۔ بھروسا
... گھڑی میں ساتھ دوں گی۔ نمک حرام نہیں ہوں۔" صغریٰ نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔ ادھر ادھر
... اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ یہاں تک کہ ایمن کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اسے یوں بھی کسی ہمدرد کی
... بی بی۔"
... تم سے کچھ مشورہ کرنا تو ہے۔ مگر ابھی نہیں۔" ایمن متذبذب تھی۔
... زیادہ اصرار نہ کیا۔ وہ چاہتی تھی کہ ایمن خود اس پر بھروسا کرے۔ ایمن بے وقوف ہے۔ یہ
... اس سے مزید مالی فائدے کیسے حاصل ہونے ہیں۔ وہ یہ بھی جان چکی تھی۔

◆ ◆ ◆

... تھیں، سو موموکا ایڈمیشن بی۔ اے میں ہو گیا۔ جو جو مختلف میڈیکل کالجز کے فارم بھرنے میں
... مہرالنساء نے اسے ساتھ لے جا کر شاپنگ بھی کروا دی۔ موموکو لگا اس شاپنگ اور فرسٹ ایئر والی
... فرق ہے۔ تب وہ ہر ہر چیز ضد کر کے لیتی تھی۔ اب جو کچھ مہرالنساء دلاتی رہیں، اس نے خاموشی

... ریلے کے سامنے اس کے قدم پل بھر کو رکے۔
... آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ابھی وہ یہیں تک پہنچی تھی کہ مہر النساء کی گھوری نے آگے بڑھنے پر مجبور کر دیا۔ اگر مہر النساء کی طلب پڑھ کر ایک کتاب خوش دلی سے خرید دیتیں تو موموکا دل بڑھ جاتا۔۔۔ ماں کی ممنون ہو مسوس کر رہ گئی۔۔۔ شوق کو جتنا دبایا جائے' اتنا ہی پنپتا ہے۔۔۔ شوق کی تکمیل ہلکے پھلکے طریقے۔ زندگی میں توازن قائم ہوتا ہے۔۔۔ یہ بات مہر النساء کو کون سمجھاتا۔

"خیر' لائبریری میں بہت سی کتابیں ہوں گی۔" مومو نے ہمکتے دل کو تسلی دی۔

"شکر ہے' یہ مرحلہ بھی طے ہوا۔"

مومو نے گھر آ کر شاپنگ بیگز ایک طرف ڈھیر کیے۔۔۔ جوجو ابھی ابھی اکیڈمی سے لوٹی تھی۔ کھانا کھانے کی تیاریوں میں تھی۔

"ہوگئی شاپنگ۔۔۔" اس نے ہلکے پھلکے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ تقریباً۔۔۔"

"تقریباً" سے مراد؟" جوجو نے بالوں کو دوبارہ سے سمیٹ کر کیچر میں قید کیا۔

"مجھے کچھ کتابیں بھی خریدنا تھیں۔۔۔" مومو نے اپنے پیروں کو جوتے کی قید سے آزاد کیا۔

"شاعری کی؟" جوجو نے آنکھیں سکوڑیں۔

مومو نے اثبات میں گردن ہلائی۔

"تمہیں لگتا تھا۔ ممی تمہیں خرید دیں گی۔"

"مجھے ایسی کوئی خوش گمانی نہیں تھی۔" وہ بیگز میں سے چیزیں نکال کر دیکھنے لگی۔

"وہاں کالج لائبریری میں بہت کتابیں ہوں گی۔"

"مومو! تم وہاں شاعری پڑھنے نہیں جا رہی ہو۔" جوجو نے اسے سنجیدگی سے دیکھا۔

"جب گھر میں پڑھنے کا موقع نہیں ملے گا تو شوق وہیں پورا کروں گی۔" وہ بے نیازی سے بولی۔

"تم نے اچھے نمبر لیے ہوتے تو یہ کام گھر میں بھی ہو سکتا تھا۔"

"ہماری ماں کو یہ سب واہیات لگتا ہے۔۔۔ تم اچھی طرح جانتی ہو۔" مومو نے تلخی سے کہا۔

"میرا خیال ہے۔۔۔ ممی بالکل ٹھیک کر رہی ہیں۔۔۔ جو تمہارے لیے رشتہ تلاش کرنے لگی ہیں۔"

جھٹکا تو مومو اچھل پڑی۔

"ہیں۔۔۔ سچ۔۔۔"

"توبہ! کتنا خوش ہو رہی ہے۔"

"سچ سچ بتاؤ جوجو۔۔۔" مومو نے اشتیاق سے پوچھا۔

"شاداں سے کہہ رہی تھیں' کسی رشتہ کروانے والی کا بتاؤ۔۔۔ یونہی سرسری سا سنا تھا۔"

"اوں ہوں۔۔۔ یہ رشتہ کروانے والی مائیاں تو فضول سے رشتے لاتی ہیں۔" مومو نے منہ بنایا۔

"بائی دا وے۔ آپ کی ڈیمانڈز کیا ہیں؟"

"بڑا سا گھر' بہت سا پیسہ۔" مومو نے آنکھیں میچ کر کہا۔

"ہونہہ! سطحی سوچ۔۔۔"

"جو مرضی کہو۔۔۔ کسی ایرے غیرے' نتھو خیرے سے نہیں کرواؤں گی۔۔۔ ایمن کے عیش دیکھو۔"

"میرا خیال ہے۔ ہم فضول بحث کر رہے ہیں۔۔۔ جو نصیب میں ہوا وہی ملے گا۔۔۔ میں کھانا کھا رہی ہوں۔۔۔ تمہیں کھانا ہو تو آجانا۔"

"شکر ہے۔۔۔ اس قید خانے سے تو نجات ملی۔۔۔ کالج میں تھوڑا وقت تو عیش میں گزرے گا۔۔۔ ام نصیحتیں کرنے کو جوجو بھی ساتھ نہ ہوگی۔۔۔ پتا نہیں۔۔۔ تائن نے ایڈمیشن لیا ہوگا یا نہیں۔۔۔

ملماں بھی بنانا ہوں گی۔۔۔ تائن جو کچھ کرتی ہے۔۔۔ ہمارے جیسے گھروں میں لوگ پسند نہیں کرتے۔"

☼ ☼ ☼

...ٹی وی پر ڈرامہ چل رہا تھا۔۔۔ لیکن ایمن کی توجہ ڈرامے کی طرف نہیں تھی۔۔۔ گنجلک سوچوں کا سلسلہ اس ...دماغ کو شل کر دیتا۔۔۔ دماغ تھک جاتا۔۔۔ مگر کوئی فیصلہ ہاتھ نہ آتا۔

"...س سے کہوں؟ کس سے مشورہ کروں؟" اس نے بال ہاتھوں میں جکڑے۔

"...مے کچھ کہا باجی۔۔۔"

...لین پر بیٹھی انہماک سے ڈرامہ دیکھتی رجو نے چونک کر پوچھا۔ وہ آج کل بہت خوش تھی۔ فقیرے نے اسے ...دی تھی۔۔۔ اب اسے صرف عدت گزارنی تھی۔ پھر وہ اور کریم ایک ہو جاتے۔۔۔ ایمن کے ساتھ اس کی ...لفی خاصی بڑھ گئی تھی۔۔۔ ایمن کو یوں بھی دو سراہٹ کی ضرورت تھی۔۔۔ سو رجو سے کچھ باتیں کر لیتی۔۔۔ رجو ...اپنے سارے ہی قصے اس سے کہتی تھی۔

"...نہیں۔۔۔" ایمن دوبارہ سے سیدھی ہو بیٹھی۔ اور غور سے رجو کو دیکھنے لگی۔ اسی کا دیا سوٹ پہنے کتنی بدلی ...ی لگ رہی تھی۔

"...جی! ایسے کیا دیکھتی ہو۔۔۔" رجو ڈسٹرب ہونے لگی۔

"...خوش نصیب ہو رجو۔۔۔ مجھے تم پر رشک آتا ہے۔"

"...یں۔۔۔ وہ کیسے ایمن باجی؟" وہ ہنس پڑی۔ "خوش نصیب تو آپ ہیں۔"

"...مارا جو دل چاہتا ہے۔۔۔ تم کر لیتی ہو۔"

"...آپ کا بھی تو جو دل کرتا ہے۔۔۔ کرتی ہیں۔"

"...لماں۔۔۔ میں تو ایک بھی فیصلہ اپنی مرضی سے نہ کروا سکی۔۔۔ سب فیصلے دوسروں کے ہاتھوں میں رہے۔ اب ...میں ابھی بچپانا نہیں چاہتی۔" ابھی کل ہی ایمن نے رجو کے سامنے اس کے خیال کی تصدیق کی تھی۔

"...ن کریں۔۔۔ ابھی آپ کی عمر ہی کیا ہے۔ ساری عمر ہی کچھ کرنا ہے۔" رجو نے آرام سے کہا۔ ایمن نے ...اسے دیکھا۔

"...آسان نہیں ہے رجو۔۔۔"

"...ل کیا ہے۔" وہ ہنسی اور ایمن کو اپنے تجربات سے فیض یاب کرنے لگی۔ ایمن متحیر سی سنتی رہی۔۔۔ ...ر رجو نے اپنی سہیلیوں کے قصے بھی شامل کر لیے۔

"...مالی کاکا! تم کس دنیا کے قصے سنا رہی ہو۔۔۔ یہ سب تو اسٹار پلس کے ڈراموں میں ہوتا ہے۔" ایمن نے سر پکڑ

...شام سدرہ ایمن سے ملنے چلی آئی۔۔۔ اس کا شوہر با ہر ہی سے چھوڑ کر چلا گیا۔ زنک کلر کے سوٹ میں بڑی ...ی لگ رہی تھی۔ چائے وغیرہ پینے کے بعد دونوں لان میں نکل آئیں۔

"...کل نکل آئی ہے۔۔۔ مالی مستقل رکھا ہے۔" سدرہ نے ایک ننھا سا گلابی پھول توڑ کر ہتھیلی پر رکھتے ...پوچھا۔

"...ساتھ والوں کا مالی ہے۔۔۔ کبھی کبھار آ کر دیکھ جاتا ہے۔"

"...بھی توجہ دیا کرو۔۔۔ جب تک خود توجہ نہ دیں۔ وہ بات نہیں بنتی۔۔۔ یہ دیکھو گلاب کے پودے بالکل ختم ...ہیں۔"

...نہیں کہہ سکتی تھی کہ اس کے پاس وقت نہیں' اک یہی چیز اس کے پاس وافر موجود تھی۔ اس لیے ...سے اچکا کر رہ گئی۔

"...ن تم میں بور نہیں ہوتی ہو۔ میری طرف آجایا کرو۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کس کے ساتھ؟"
"ہوں۔۔۔ یہ بھی مسئلہ ہے۔"
تب ہی رجو پھلوں کی ٹوکری لے آئی۔۔۔ دونوں لان چیئرز کی طرف آ گئیں۔
"یہ تمہاری نوکرانی بہت بدل گئی ہے۔۔۔ بالکل پہچانی نہیں جاتی۔۔۔ بڑا رنگ روپ نکالا ہے۔" ناقدانہ نظروں سے واپس جاتی رجو کو دیکھا۔
"ہاں، آج کل خوش بھی تو بہت ہے۔"
"کیوں شادی ہو رہی ہے؟" سدرہ ہنسی۔
"اس کے شوہر نے طلاق دے دی ہے۔" ایمن نے اطمینان سے بتایا۔
"اس بات پر خوش ہے۔" سدرہ اچھلی۔
"ہاں۔۔۔"
"عجیب بات ہے۔"
"عجیب کچھ نہیں، زبردستی کے رشتوں کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے۔" سیب کاٹتے ہوئے ایمن نے سنایا۔
"یہ جس طبقے سے تعلق رکھتی ہے۔۔۔ وہاں ایمان پیسہ ہے۔۔۔ صرف پیسے کے لیے کوئی اپنی بیوی کوئی اپنی بیٹی۔۔۔ یہاں تو رجو کی مرضی ہے۔۔۔ ورنہ یہ لوگ بارہ بارہ سال کی بچیوں کو بیوی بنانے کے لیے، تو کبھی بدلے میں اسی سالہ بڈھے سے بیاہ دیتے ہیں، یہ لوگ ان معاشرتی حدود و قیود کے پابند نہیں ہم زندگی گزارتے ہیں۔۔۔ عزت و غیرت کے فلسفے ان کے ہاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔۔۔ تم بھی کر رہی ہو ایمن۔۔۔ جنہیں نہ دین کا پتا ہے، نہ دنیا کا۔"
سدرہ کے لہجے میں حقارت سی تھی۔ ایمن چپ سی ہو گئی۔ پھر اسے غصہ آنے لگا۔
"ہونہہ۔۔۔ خود کو نجانے کیا سمجھتی ہے۔"
سدرہ اس کے پورے گھر میں گھومتی رہی۔۔۔ کچن میں بھی گئی۔۔۔ کچھ حیران بھی ہوئی اور تشویش کا سبزیاں گل رہی تھیں۔۔۔ پھل اتنی وافر مقدار میں۔۔۔ فریج، فریزر میں نجانے کتنے دنوں کے بچے ہوئے چیز بے ٹھکانا۔
"لگتا ہے تم نے کبھی کچن میں جھانکا تک نہیں۔" سدرہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
"رجو اور صغریٰ دیکھ لیتی ہیں۔" ایمن نے آرام سے کہہ دیا۔
صرف ایمن کا بیڈ روم اور لاؤنج صاف تھا۔۔۔ باقی کمروں میں دھول مٹی جم رہی تھی۔ سدرہ کو غصہ قیمتی فرنیچر برباد ہو رہا تھا۔۔۔ میاں کی کمائی دونوں ہاتھوں سے نوکر لوٹ رہے تھے۔
"کیسی بے حس لڑکی ہے۔۔۔ کسی چیز کی پروا نہیں۔۔۔ طارق ہی سے بات کروں۔۔۔ مگر وہ دور بیٹھا ہے۔۔۔ کاش گھر میں کوئی بڑا ہوتا۔۔۔ طارق بچارہ سلیقے طریقے سے خرچ کرنے والا اور بیوی اتنی کم عقل حسین صورت کا کیا کرنا جو گھرداری کا سلیقہ طریقہ ہی نہ ہو۔"
"تمہاری امی نہیں آئیں؟"
"نہیں۔"
"انہیں آتے جاتے رہنا چاہیے۔۔۔ آخر تم اکیلی ہو۔"
(شاید اسی طرح نوکروں کو کچھ لحاظ شرم آئے۔)
"کیا فرق پڑتا ہے۔" ایمن نے کندھے اچکائے۔
"بے چارہ طارق!" سدرہ اس کی بے نیازی دیکھ کر کڑھنے لگی تھی۔
"چاچی بتا رہی تھیں کہ آپ کی طبیعت کچھ۔۔۔" سدرہ کی ادھر ادھر گھومتی ناقدانہ نظروں سے گھبرا کر

۔۔۔ ہیں آیا۔ سدرہ کھل کر ہنسی۔
۔۔۔ نے تمہیں بتا دیا۔" پھر ایمن کا گال چھو کر شرارت سے پوچھنے لگی۔
۔۔۔ نے خوش خبری نہیں سنائی، اوپر سے میاں کو بھی دور بھیج دیا۔"
۔۔۔ بدک کر پیچھے ہٹی۔ نظریں چراتے ہوئے بولی۔
۔۔۔ بھی جلدی کیا ہے؟"
۔۔۔ تمہارے لیے جلدی ہو گا۔۔۔ میں نے تو ایک ایک دن گن کر گزارا ہے۔ سنا ہے اولاد ہو جائے تو شوہر قابو میں ۔۔۔ ہے۔"
۔۔۔ ورنہ قابو میں رکھنا نہ چاہے وہ کیا کرے۔۔۔ خوامخواہ کی مصیبت)

○ ○ ○

۔۔۔ میں پہلا دن تھا اور مومو بے حد پُرجوش، صبح اٹھ کر اس نے سب کے لیے ناشتا بنایا۔ مہرالنساء کو چائے کا ۔۔۔ ان کے بیڈ پر ہی دے آئی۔ خود ناشتے کے بعد اچھی طرح تیار ہوئی۔ اس کالونی سے کالج وین جاتی تھی۔ اسی ۔۔۔ آنا تھا۔ وہ باہر والے برآمدے میں ٹہلنے لگی۔ مہرالنساء باہر آئیں۔۔۔ اک نظر بیٹی کو دیکھا۔۔۔ سفید یونیفارم ۔۔۔ پٹے میں کھلا کھلا شاداب چہرہ۔۔۔ مومو کچھ نروس سی ہو گئی۔
۔۔۔ خیال سے آنا جانا۔۔۔ اوٹ پٹانگ سہیلیاں بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ اور اس لڑکی سے تو بالکل ۔۔۔ اگر مجھے پتا بھی چل گیا کہ تمہاری اس سے ہیلو ہائے ہے تو بہت بری طرح سے پیش آؤں گی۔۔۔ ایسی ۔۔۔ دوسروں کو پھنسا کر خود پیچھے ہٹ جاتی ہیں۔۔۔ بچی نہیں ہو۔۔۔ اچھے برے کی تمیز ہونا چاہیے۔۔۔ میرا دل ۔۔۔ تو نہ تھا کہ تم کالج میں ایڈمیشن لو۔۔۔ امتحان پرائیویٹ بھی دیا جا سکتا ہے۔۔۔ لیکن پھر سوچا ایک چانس دے ۔۔۔" مہرالنساء اس پر نظریں جمائے کہہ رہی تھیں۔۔۔ مومل نے نظریں اٹھا کر ماں کو دیکھا۔۔۔ اس کی نظروں کا ۔۔۔ واضح تھا۔
"۔۔۔ میں نے ایسا کیا کیا ہے جو آپ آج تک معاف نہ کر سکیں۔"
"۔۔۔ اس لڑکی کے قدم ایک بار بھٹک جائیں۔۔۔"
"۔۔۔ صرف میری نادانی تھی۔۔۔ جسے آپ نے میرے لیے سزا بنا دیا۔"
۔۔۔ اس کی نگاہوں سے شکوہ مترشح تھا۔
"۔۔۔ اعتبار نہیں کر سکتی۔۔۔" مہرالنساء کہہ رہی تھیں۔ "اب تو جو بھی تمہارے ساتھ نہیں۔۔۔ اس لیے ۔۔۔ تمہارے ساتھ۔۔۔ بہت سنبھل کر قدم اٹھانا۔۔۔ تم وہاں صرف پڑھنے جا رہی ہو۔"
۔۔۔ مہرالنساء کی بات ختم ہونے سے قبل ہی وین گیٹ کے سامنے رک کر ہارن دینے لگی تھی۔
"۔۔۔ چا۔۔۔" وہ خدا حافظ بھی نہ کہہ سکی۔ بس بوجھل قدموں سے جا کر وین میں بیٹھ گئی۔
۔۔۔ نے بھاگتی سڑک پر نگاہ جما کر سوچا۔
۔۔۔ اتنے گشت کی ضرورت ہی کیا ہے مومل وقار الحسن۔۔۔"
۔۔۔ مسکرائی۔۔۔ اور رخ بدل کر وین میں موجود لڑکیوں کو دیکھنے لگی۔
۔۔۔ میں نئی کلاسز کے پُرجوش اور پُررونق چہروں کی بہار تھی۔۔۔ وہ خاموشی سے گیٹ کے پاس گراؤنڈ میں ۔۔۔ کے پاس جا بیٹھی، سائنس ڈیپارٹمنٹ دوسری طرف تھا اور اسے وہاں نہیں جانا تھا۔۔۔ اس کے سامنے ۔۔۔ نے جانے پہچانے چہرے گزرتے چلے گئے۔ وہ ایک طرف بیٹھی رہی، اسے اپنی پرانی کلاس فیلوز کے ۔۔۔ جواب نہیں دینے تھے۔ کتنے نمبر آئے۔ کون سے سبجیکٹ لیے۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔
"۔۔۔ مل۔۔۔"
۔۔۔ جانی پہچانی آواز پر وہ مڑی۔۔۔ اس کے سامنے نائن اپنے مخصوص حلیے میں کھڑی تھی۔ صرف اتنا فرق پڑا تھا کہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس کے بے حد گھنگھریالے بال بڑھ کر کندھوں تک آ گئے تھے۔ جسے اس نے دو چوٹیوں کی شکل میں ربڑ کے بینڈ سے جکڑ رکھا تھا۔

"تائن۔ تم یہاں۔۔۔؟"

"جہاں تم وہاں ہم۔۔۔" وہ دھپ سے اس کے قریب بیٹھی۔

"تو کیا تمہارے بھی نمبر۔۔۔"

"شکر کرو۔ کالج والوں نے کالج میں داخل ہونے دیا۔"

دونوں ہنس دیں۔

تائن نے اپنے بڑے سے تکونے بیگ میں ہاتھ ڈال کر اک چاکلیٹ نکالا۔۔۔ کھول کر آدھا آدھا کر کے اس کی طرف بڑھایا۔ مومل نے ذرا سا سوچا۔۔۔ پھر چاکلیٹ لے کر منہ میں ڈال لیا۔۔۔ دونوں پھر ہنس دیں۔

○ ○ ○

"کیا کروں۔۔۔ کچھ بھی میرے پاس نہیں۔۔۔ خالی ہاتھ ہوں۔۔۔ طارق سے جان چھڑاؤں تو جاؤں ڈیڈی۔۔۔ ہونہہ۔۔۔ ایک ناپسندیدہ شخص کی رفاقت میں ساری زندگی گزارنا۔۔۔ اف یہ پہاڑ کیسے سر ہوگا نئی مصیبت۔۔۔ جس شخص کو دل و دماغ نہیں قبولتے۔۔۔ اس کی اولاد پیدا کروں۔۔۔ ہر وقت چیخ شرابا۔۔۔ اور رجو کتنی آسانی سے کہہ دیتی ہے۔۔۔ جان چھڑالو۔۔۔ اتنا آسان ہے کیا۔ کسی کو پتا چل گیا ہی گردن پر چلے گی۔۔۔ پڑھائی بھی نہ کی۔۔۔ دوبارہ شروع کر دوں۔۔۔ کس مقام پر پہنچ گئی۔۔۔ تو اسٹینڈ گی۔۔۔ لیکن یہ تو بہت لمبا پراسس ہے۔"

وہ ٹیرس پر یہاں وہاں ٹہلتی الجھ رہی تھی۔۔۔ تب ہی نگاہ بھٹک کر گیٹ تک گئی۔۔۔ رجو تیز تیز قدم گیٹ کی طرف جا رہی تھی۔۔۔ حمید گیٹ پر نہیں تھا اور وہ اکثر گیٹ پر نہیں ہوتا تھا۔ آرام سے اپنی بیڑی پیتا رہتا۔ مگر یہ بات ایمن نہیں جانتی تھی۔ ایمن گیٹ کے دوسری طرف کھڑے شخص کو بھی اس کی گیٹ کی طرف پشت تھی۔ رجو ذیلی گیٹ کھول کر باہر نکلی اور اس کا بازو تھام لیا۔ وہ ایک دم ہنسنے لگے۔۔۔ کچھ لمحے وہیں کھڑے باتیں کرنے کے بعد اس نے رجو کا ہاتھ تھاما۔ اور دونوں ایک طرف ایمن نے انہیں تب تک دیکھا، جب تک وہ دونوں نظروں سے اوجھل نہ ہو گئے۔۔۔ پھر ایک آہ بھر کر رہ گئی۔

"تم بھی ان سے متاثر ہو۔ جن کو نہ دین کا پتا نہ دنیا کا۔"

سدرہ کی آواز کانوں میں گونجی۔

"ہونہہ! دل کی خوشی سے بڑھ کر کیا ہے۔"

کچھ دیر وہیں کھڑے رہنے کے بعد وہ نیچے آ گئی۔ اور ٹی وی لگا کر بیٹھ گئی۔ مگر کچھ بھی اچھا نہ لگ رہا تھا۔ چھوٹی نمو چپکے سے آ کر قالین پر بیٹھ گئی۔ ایمن کو بھوک سی محسوس ہو رہی تھی۔

"نمو! تمہاری ماں کہاں ہے؟"

"باورچی خانے میں۔۔۔"

"ایک سیب اچھی طرح دھو کر، کٹوا کر لاؤ۔"

"جی۔۔۔" وہ فوراً بھاگ گئی۔۔۔ ایمن صوفے پر نیم دراز ہو کر چینل بدلنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد لے کر آ گئی۔

"بی بی! کبھی سیب کھا لیا۔۔۔ کبھی جوس پی کر آسرا کر لیا۔۔۔ ڈھنگ سے کھانا نہیں کھاؤ گی تو نہ تمہاری گی نہ بچے کی۔"

"اُفوہ۔۔۔" ایمن نے کوفت سے اسے دیکھا۔

"بیٹی! تمہارے ہی بھلے کے لیے کہتی ہوں۔۔۔ پورا چیک اپ بھی نہیں کروایا۔"

"سب یہاں رکھ دو۔۔۔ اور میرے کھانے کی فکر نہ کیا کرو۔۔۔" ایمن نے میز کی طرف اشارہ کیا۔ اس کا ر صغریٰ نے زیادہ بات نہیں کی۔ سیب کی پلیٹ میز پر رکھی اور جھجکتے ہوئے کہا۔

ں کا پتہ سامان منگواتا تھا۔"

نہیں پوچھا کہ ہفتہ بھر قبل تو مہینے بھر کا سامان منگوایا تھا۔

سائیڈ والی دراز سے میرا پرس نکال کر لاؤ۔"

ان کالیوں بیڈ روم میں آنا پسند نہیں کرتا تھا۔

اتا' ہر چیز ملازموں کی نظر میں آ جاتی ہے۔۔۔ تم تو الماریاں بھی ڈھنگ سے لاک نہیں کرتی ہو۔۔۔"

ہار یونہی رجو کو بیڈ روم میں بھیجنے پر ٹوکا تھا۔

ل اعتبار نہیں ہیں۔۔۔ تو نکال دیں۔" اس نے آرام سے کہا۔

کس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔۔۔ خود خیال رکھنا پڑتا ہے امی۔۔۔" طارق نے سمجھایا تھا۔ پرس میں ہزار

ایا آئے گا بی بی۔۔۔ آج کل مہنگائی۔۔۔"

مزید کچھ کہنے سے قبل ایمن نے چیک بک نکال لی۔

انہیں چمکنے لگیں۔

بچتی ہوں۔"

ید منہ لٹکائے واپس آ گیا۔

تو پیسے نہیں ہیں جی۔۔۔"

ختم ہو گئے۔" ایمن کو حیرت نہیں ہوئی تھی۔ اس نے صرف پوچھا تھا۔

ابا تو کہوں گی، تھوڑے بھجوا دیں۔"

ناراض ہوں گے مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی۔۔۔" صغریٰ نے دبے دبے لہجے میں کہنا چاہا۔

لوں سا عیاشیوں میں اڑا دیے ہیں۔۔۔ گھر میں ہی لگے ہیں۔" ایمن نے تنک کر کہا تو صغریٰ کو قدرے

ا۔ طارق کا فون دوبارہ آ چکا تھا۔ ایمن نے دانستہ اٹینڈ نہیں کیا تھا۔ رات کو طارق کا فون آیا تو ایمن نے

ہو۔۔۔ اتنے فون کیے۔۔۔" وہ چھوٹتے ہی ناراض ہونے لگا۔

اول۔۔۔ اب ہر وقت تو موبائل ہاتھ میں لیے نہیں پھرتی۔۔۔" ایمن نے رکھائی سے کہا۔

اری میں دل لگا لیا ہے۔"

بادرچن بنا کر چھوڑیں گے۔" ایمن کو خوامخواہ غصہ آنے لگا۔

...دل تو چاہتا ہے، تمہیں ایسا باندھوں کہ اور کسی قابل ہی نہ رہو۔۔۔"

نات محدود کرنا چاہتے ہیں۔"

ہے۔۔۔ آخر شوہر ہوں تمہارا۔"

اغذی رشتے سے کون کسی کو باندھ سکا ہے۔" ایمن تلخ ہونے لگی۔

...میں تو اسے آسمانی رشتہ سمجھتا ہوں۔۔۔ کیونکہ جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں۔ اب کے آؤں گا تو شتوں میں باندھ جاؤں گا کہ کچھ اور نہ سوچ سکو گی۔"

طرح سمجھتی تھی کہ وہ کس رشتے کی بات کر رہا ہے۔۔۔ اس کا دماغ چٹخنے لگا۔

"نہیں۔"

ے کے لیے کچھ پیسے بھجوا دیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیا مطلب؟" وہ ایمن کے یوں ٹریک بدلنے پر بدمزہ ہوا۔
"کس بات کا مطلب پوچھ رہے ہیں؟"
"سارے روپے ختم ہو گئے۔" طارق متعجب تھا۔
"آپ تو یوں حیران ہیں کہ گویا لاکھوں بھجوائے تھے۔"
"لاکھوں نہ سہی۔ گھر کے دو ماہ کے خرچے کے لیے کافی تھے۔"
"میں نے کیا شاپنگ میں اڑا دیے ہیں۔"
"شاپنگ بھی نہیں کی پھر بھی ختم ہو گئے۔"
"عجیب باتیں کرتے ہیں۔ اگر پیسے نہیں ہیں تو کہہ دیں' خوامخواہ کہانیاں کیوں بنا رہے ہیں منگوالوں گی۔" ایمن نے کہا تو وہ چپ سا ہو گیا۔ شاید ڈیڈی سے منگوانے والی بات بری لگی تھی۔
"بھجوا دوں گا۔" طارق نے آہستگی سے کہا۔ پھر کچھ سمجھانے کی خاطر بولا۔
"میں مخصوص رقم مہینے کے مہینے بھجواؤں گا۔ تم بجٹ بنا کر اسی میں مہینہ پورا کرنے کی کو نوکروں کے ہاتھ میں مت دو۔ یہ لوگ ضرور ہی ڈنڈی مارتے ہیں۔"
"اوہ ہو۔ میں نے تو سنا تھا' آپ بہت کماتے ہیں۔" ایمن نے طنزاً کہا۔
"ایمن! ہم نے ابھی ابھی اپنا گھر مکمل کیا ہے۔ جانتی ہو' اس پر میری ساری بچت لگ گئی گاڑی خریدنا ہے۔ میرا ارادہ پاکستان میں کاروبار شروع کرنے کا ہے۔ اس کے لیے سرمایہ دو گی۔ تب ہی یہ سب ممکن ہے۔ ابھی تو ہم دو ہیں۔ بچت کر سکتے ہیں۔ فیملی کے ساتھ بڑھیں گے۔ میں نہیں چاہتا' میری اولاد میری طرح کمانے کے چکر میں گھن چکر بن جا پُر آسائش اور اچھی زندگی دینا چاہتا ہوں۔"
"ٹھیک ہے۔ دال پکا کر دو' دو دن گزارا کر لیا کروں گی۔" وہ نروٹھے پن سے بولی۔
"میری بھجوائی رقم اتنی بھی کم نہیں ایمی بیگم کہ تمہیں دو' دو دن دال کھانا پڑے۔ سلیقہ ہیں۔" طارق کو غصہ آ گیا۔
"تو سمجھ لیں۔ مجھ میں سلیقہ ہے ہی نہیں۔"
"وہ تو نظر آ رہا ہے۔" طارق نے کہا تو ایمن نے غصے سے موبائل ہی بند کر دیا اور بڑبڑانے لگی
"ہونہہ! اٹ بونجیا کنگلا۔"
اور اس کنگلے نے دو دن میں ہی بیس ہزار مزید بھجوا دیے تھے۔

❀ ❀ ❀

اس رات ایمن نے ایک اور فیصلہ کیا۔
اس نے اپنی چھوٹی سی زندگی میں سارے فیصلے خود کیے تھے۔
اس نے سارے فیصلے ہی غلط کیے تھے۔
اس کے باوجود اسے لگتا تھا' وہ باشعور اور سمجھ دار ہے۔ اسے اپنے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق ہے۔
اس نے یہ حق ایک بار پھر استعمال کر لیا۔
اک اور غلط فیصلہ۔
اس نے صغریٰ کو اپنے بیڈ روم میں بلوایا تھا۔
"ان شاءاللہ! یہ بیڑی بھی جلد ہی اس کے پیروں میں پڑ جائے گی۔" اس کو مہرالنساء کی ہنسی کی
"اب کے آؤں گا تو تمہیں ایسے رشتوں میں باندھ جاؤں گا کہ کچھ اور نہ سوچ سکو گی۔"

...باتیں زہر لگتی تھیں۔
...اتنی جلدی خود کو پابند نہیں کرے گی۔"
...ایسا فیصلہ تھا۔ اتنے دنوں کی کشمکش کے بعد ہونے والا فیصلہ۔۔۔
...غلط فیصلہ۔۔۔
...!" وہ سارا کام ختم کر کے کوارٹر میں جانے کو تیار تھی۔
...۔" ایمن نے بے حد سنجیدگی سے کہتے ہوئے اپنے قریب ہی جگہ بنائی۔ صغریٰ کچھ حیران ہوتی بیٹھ
...ٹک گئی۔ ایمن کچھ لمحے ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتی رہی۔
...!" خاموشی طویل ہوئی تو صغریٰ کو کہنا پڑا۔
...! مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"
...۔"
...نے تذبذب سے اسے دیکھا' پھر جو کچھ کہا' اسے سن کر صغریٰ کو زیادہ حیرت نہ ہوئی۔ وہ بہت دنوں سے

...طرح سوچ لو دھی رانی۔"
...اچھی طرح سوچ لیا ہے۔ میں ابھی ان پابندیوں کو قبول نہیں کر پا رہی۔ مجھے کچھ وقت چاہیے۔" اس
...میں کہا۔
...ہو جائے گا' اگر صاحب کو پتا چل گیا تو۔۔۔"
...بتائے گا۔ تم جانتی ہو یا میں۔۔۔"
...پیسے لگیں گے۔" صغریٰ نے آمادگی ظاہر کی۔
...؟"
...پانچ ہزار۔۔۔" صغریٰ نے سوچ کر بتایا۔
...نے فوراً ہی مطلوبہ رقم اسے فراہم کر دی۔
...کل ہی دوا لا دوں گی۔"
...میں کل ہی دوا لا دوں گی۔" صغریٰ نے تیزی سے نوٹ جھپٹ کر گریبان میں اڑسا۔ ہزار روپے کی
...اس کی بچت۔۔۔ صغریٰ کا چہرہ دمکنے لگا۔
...اب دیر نہ کرنا۔ میں جلد از جلد اس مصیبت سے جان چھڑانا چاہتی ہوں۔" ایمن نے کہا۔
...کس بات کی۔ پھر شکر ہے دن زیادہ نہیں ہوئے۔ کام بھی جلدی بن جائے گا۔"
...مسئلہ تو نہیں ہو گا۔" اس نے اضطراری انداز میں پوچھا۔
...مسئلہ کس چیز کا۔ میں کون سا پہلی بار۔۔۔" صغریٰ نے کہتے کہتے زبان لبوں تلے دبالی۔ ایمن نے سوالیہ
...دیکھا تو قدرے لاپروائی سے گویا ہوئی۔
...طرف تو ایسی ضرورت پڑتی ہی رہتی ہے۔"
...ٹھیک ہے۔ اب جاؤ تم۔۔۔" ایمن نے کہا تو وہ سہلاتی خوشی خوشی چلی گئی۔
...بیڈ پر نیم دراز ہو گئی۔ اس کے لب بھینچے تھے اور چہرے پر سوچ کی لکیریں واضح تھیں۔ اسے اندازہ ہی نہ
...ظلم کسی اور پر نہیں' خود اپنی جان پر کرنے جا رہی تھی۔ اپنے نصیب پر سیاہی پھیرنے والوں کے چہرے
...تو نہیں ہوتے۔

✡ ✡ ✡

...نا ہے؟" پانچ منٹ کلاس روم کی کھڑکی سے باہر جھانکنے کے بعد تائن نے بے زاری سے جمائی لیتے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہوئے پوچھا تو مومو نے جھٹ سے گردن نفی میں ہلادی۔ میڈم ابھی تک نہیں آئی تھیں۔
ہنگامہ بپا تھا۔

"تو پھر۔" دونوں کلاس روم سے باہر نکل آئیں۔ کاریڈور کے آخری سرے پر میڈم
نے دوسری سمت میں دوڑ لگادی اور کینٹین پر جاکر سکون کی سانس لی۔ جہاں سموسوں کی خوشبو

"کیا لوگی؟" تائن نے کاؤنٹر پر اپنی مخروطی انگلیاں بجاتے ہوئے شاہانہ انداز میں پوچھا اور
اس نے خود سے آفر کی۔ ورنہ تو ہمیشہ موموکی جیب خالی ہوتی تھی۔

"سموسے۔" مومو نے خوش ہو کر بتایا۔

"دو سموسے۔" تائن نے آرڈر پاس کیا۔

"دو۔" مومو نے حیرت سے تائن کا چہرہ دیکھا۔ اس نے بردباری سے کندھے اچکا دیے۔

"میں تو خاصا ہیوی ناشتہ کر کے آئی ہوں۔ تم نے نہیں کیا۔"

"ہاں کیا تھا۔؟" مومو نے کہا اور ساتھ ہی پیپسی کے لیے کہہ دیا۔ پیپسی ایک ہی لی۔
آدھی آدھی پیپسی تائن کی مزید اِدھر اُدھر کی باتوں میں ختم ہوئے۔

"لائبریری چلتے ہیں۔" مومو نے بیگ اٹھاتے ہوئے کہا تو تائن کا منہ بن گیا۔

"اف۔ اس بور جگہ تمہیں نجانے کیا ملتا ہے۔"

"چلو نا۔ مجھے کالج آنے کی آدھی خوشی تو یہی سوچ کر ہوئی تھی کہ اب میں اپنی پسند کی
گی۔" مومو نے اصرار کیا تو چارو ناچار تائن کو اٹھنا پڑا۔

مومو نے "شہر وفا میں دھوپ" ایشو کروائی اور سب سے کونے والی ٹیبل سنبھال لی۔ کالج آکر
جو بہت شوق سے کیا تھا۔ وہ لائبریری کارڈ بنوانے کا تھا۔ اب بھی کوئی پیریڈ فری ہو یا نہ ہو۔
ضرور گزار لی۔ تائن کچھ دیر اخبار دیکھتی رہی۔ پھر بور ہو کر اخبار پٹخ دیا۔

"کالج میں کچھ فیشن میگزین بھی ہونے چاہئیں۔"

"پرنسپل کو مشورہ دو۔ وہ تمہیں بتائیں گی۔" مومو ہنس دی۔

"سوچ رہی ہوں۔ ایک عدد موبائل خرید لوں۔" تائن نے بیگ سے آئی لائنر اور چھوٹا شیشہ
دھیان اپنے بیگ کے ایک کونے میں جا اٹکا۔

"خریدنے کی کیا ضرورت ہے۔ فرخ سے کہو تمہیں لے دے گا۔" مومو نے چور نظروں
دیکھا۔ لڑکیاں اپنی اپنی سرگرمیوں میں مصروف تھیں۔ کالج میں موبائل لانے کی اجازت نہ تھی۔

"وہ تو کئی بار کہہ چکا۔ میں نے ہی منع کر دیا تھا۔" وہ دل جمعی سے لائنر سے لکیر کھینچ رہی تھی۔

"تمہارے پاس پہلے اک موبائل تھا تو۔" موموکا ہاتھ سائیڈ پر رکھے بیگ میں رینگ گیا۔

"ہوں۔ خراب ہو گیا۔" تائن نے مختصراً کہا۔ اور شیشے میں اپنا جائزہ لینے لگی۔ اس کی
لائنر سے سج کر کچھ اور خوب صورت لگنے لگی تھیں۔ موموکی انگلیاں اپنے موبائل کو چھونے لگیں۔
کر اس نے موبائل نکالا اور ٹیبل پر رکھ دیا۔ یہ سیل فون تائن کی مدد کے بغیر بے کار ہی تھا۔ تائن نے
سے دیکھا۔

"کس کا ہے؟"

"میرا۔"

"بوائے فرینڈ۔؟"

"نہیں۔ نہیں۔ وہ "خریدا ہے" کہتے کہتے رک گئی۔ "ایمن جاتے ہوئے مجھے دے گئی تھی۔"

"واؤ۔" تائن نے موبائل الٹ پلٹ کر دیکھا۔ پھر کچھ نمبر پریس کر کے کان سے لگالیا۔

... لیا تو پرنسپل سے شکایت کر دے گی۔" مومو نے گھبرا کر کہا۔

... نونسنس۔" تائن نے منہ بنایا۔

... سے ڈلواؤں۔ ممی تو اسے رکھنے کے بھی خلاف ہیں۔ ان سے چھپا کر رکھا ہے۔"

... اس نے ہونٹ سکوڑے۔ "یہ تو کوئی مسئلہ نہیں۔ کارڈ تو میں بھی منگوا سکتی ہوں۔ بلکہ کالج کے
... کی دکان ہے۔ وہاں سے ہر قسم کے کارڈ مل جاتے ہیں۔"

... کی تائن۔؟ پیسے تو میرے پاس ہیں۔" مومو نے جلدی سے کہا۔

... ہیں۔ لیکن ایک شرط ہے۔"

"...؟"

... ینان سے ساری چیزیں اپنے بیگ میں ڈالیں۔ پھر موبائل ہاتھ میں لیا۔

... لیے یہ موبائل مجھے دے دو۔"

... رکھ لو۔ میرے پاس تو یوں بھی بے کار پڑا ہے۔" مومو نے آرام سے اجازت دے دی۔ تائن
... موبائل بھی بیگ میں ڈالا اور کھڑی ہو گئی۔

"تم بہت اچھی دوست ہو۔ اب چلیں۔"

... مسکرائی۔

◻ ◻ ◻

... مرضی اور کسی کے مشورے کے بغیر یہ قدم اٹھا تو لیا تھا۔ مگر دل کی کیفیت عجیب سی تھی۔ کچھ دن
... رہی۔ پھر صغری کے مشوروں سے سب کچھ بحال ہو گیا۔ مگر اس بے چینی کا کیا کرتی جو من کے
... بیٹھی تھی۔ دن اونگھتے جاگتے گزرتے۔ رات اکیلے بیڈ روم میں کیبل دیکھتے۔
... کار اور فضول سی زندگی ہے۔" تھک ہار کر غصے میں ریموٹ دیوار پر دے مارتی۔
... دو کو اپنے کمرے میں سلانا شروع کر دیا۔ رجو کے پاس ایک ہی موضوع تھا۔
... مطابق اتنے دن رہ گئے ہیں۔ پھر میرا نکاح کبیر سے ہو جائے گا۔" وہ انگلیوں پر دن گنتی۔ اگرچہ
... اس کی خفیہ ملاقاتیں جاری تھیں۔ ایسی خفیہ۔ جس کے بارے میں ایمن کو یقین تھا کہ ان کا

...

... کبیر کے ساتھ چلی گئی۔ پھر کبھی نہیں آؤں گی۔"

... ارادہ ایمن کے دل میں جلن پیدا کرتا۔ بہت کچھ یاد آنے لگتا۔ تھک ہار کر ایمن نے اس سے کہہ
... میں ہی سوئے۔ وہ مزید کبیر نامہ نہیں سن سکتی۔ میکے تو کبھی جانا ہی نہ ہوتا۔ وہاں سے بھی
... وہ اکثر چکر لگا جاتا۔ اگرچہ کھڑے کھڑے ہی آتا اور اس کی ضروریات پوچھ کر چلا جاتا۔ چاچا جی
... مل کر ضرور جاتے۔ وہ خود تو کھل کر بات نہ کرتی۔ مگر خاطر مدارت بہت اچھی طرح کرواتی۔ اس
... نہیں پوچھا کہ چاچی کیسی ہیں۔؟ شاید یہی وجہ تھی کہ چاچی پھر کبھی شہر نہ آئیں۔ البتہ فون پر بات
... پریگننسی پیریڈ چل رہا تھا۔ سو وہ جلدی جلدی ملنے نہ آسکتی تھی۔
... اور آتی سردیوں کی اداس سی شام تھی۔ جب طارق کا فون آیا۔

"...۔"

"...؟" ایمن نے رکھائی سے جواب دیا۔

... پیار سے بات بھی کر لیا کرو۔" وہ ہنسا۔

... اس سے کی جاتی ہے۔ جس سے پیار ہو۔" ایمن نے بے ساختہ جواب دیا۔

... چپ رہ گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تو تمہیں مجھ سے پیار نہیں ہے؟" اس کی ہنسی کے رنگ پھیکے پڑ گئے۔ وہ ایمن کے لیے ایک نیک مزاج، شریف شوہر کر سکتا تھا۔ ہر دوسرے دن فون کرتا۔ اس کی احوال پرسی، قصے۔ ایمن نے جب جس وقت روپے مانگے اس نے بغیر باز پرس کیے بھجوائے۔ اپنا خوب نام کر دیا۔ نوکر چاکر۔ اب اور ایمن اس سے کیا چاہتی ہے۔ طارق سمجھ نہ سکا۔ اگر وہ پیار کے جائے۔ وہ ساتھ لے جاتا۔ اگر ایمن اس سے کہتی۔ سب کچھ سمیٹ کر واپس آجاؤ۔ وہ وا وہ ایمن کے لیے کیا کرتا؟

اس نے اپنا سوال دوبارہ دہرایا۔

ایمن پھر جواب دینا چاہتی تھی مگر نہ دے سکی۔ پہلی بار اک جھجک سی مانع ہوئی۔ وہ کچھ منتظر رہا۔ پھر آہستگی سے ریسیور رکھ دیا۔ ایمن متعجب سی دوسری طرف رابطہ منقطع ہونے کی موبائل ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر پچھلا دروازہ کھول کر بالکونی میں نکل آئی۔ یہاں پچھلی لین سامنے تھے۔ کھلی سی سڑک کے پار سامنے والے بنگلے کا لان نظروں کے سامنے تھا۔ خالی ذہن کے پرند اپنی بے سمت پرواز جاری رکھے ہوئے تھے۔ ایسی بے سمت پرواز جس کا کوئی انت نہیں۔

ذہن کے اک کونے میں طارق کی خاموشی، تھکی تھکی نظروں سے اسے تک رہی تھی۔ ایمن چرائے کچھ اور سوچنا چاہتی تھی۔

پھر سامنے کا منظر آباد ہو گیا۔

دو ننھے بچے۔ ایک جیسے لباس میں بال پکڑے بھاگتے ہوئے لان میں نکل آئے۔ ان بھی تھی۔ وہ بے توجہی سے گل گوتھنے بچوں کو دیکھنے لگی۔ جو سبز گھاس پر بھاگتے بھاگتے خوا ماں بھاگتی۔ بسورتے بچوں کو پچکارتی۔ ذرا سی دیر میں وہ پھر سے گیند کے پیچھے بھاگنے لگتے۔ پھر گئے۔ دادی، چچا، باپ، پھوپھیاں، وہاں بہت لوگ تھے۔ ایمن خاموشی سے رشتوں کا تعین کرتی کے بارے میں وہ ہمیشہ خود کو تہی داماں ہی سمجھتی رہی تھی۔

شام کے رنگ کچھ اور گہرے ہوئے۔ فضا میں مغرب کی اذان گونجنے لگی۔ ان بزرگ ڈانٹ کر اندر بھجوایا۔ اور خود ایک طرف کرسی پر پڑی جاء نماز بچھا کر نماز پڑھنے لگے۔ ایمن کو یاد آخری نماز کب پڑھی تھی۔ وہ اٹھ کر اندر چلی آئی۔ پھر نیچے۔ وہاں کوئی نہ تھا۔ اسے اپنے گھر پر چھائے سناٹے سے وحشت ہونے لگی۔ وہ گھبرا کر کوارٹر کی طرف چل دی۔

☼ ☼ ☼

وسیع سرسبز گراؤنڈ میں جگہ جگہ لڑکیاں ٹولیوں کی صورت خوش گپیوں میں مصروف تھیں۔ پڑھتے پڑھتے موحل کی توجہ تائن کے قصے نے کھینچ لی۔

"میں نے بہت دیر تک دیکھا۔ وہ مسلسل ہمارا تعاقب کر رہے تھے۔ چرچ روڈ کی سنسان سڑ رفتاری کے ساتھ ہمارے پاس سے گزرے سیٹیاں، قہقہے، آوازیں۔ ارم کے تو پسینے چھوٹ آگیا۔ اب کہ جیسے ہی پاس آئے۔ میں نے گھما کر اپنا بیگ اس کے منہ پر دے مارا۔ الٹا۔ دونوں اس کے پیچھے۔ ہم نے دوڑ لگائی اور پوائنٹ پکڑ لیا۔"

لڑکیوں نے اس بہادری پر تالیاں بجا کر داد دی۔ تائن بے نیازی سے چیونگم چباتی ادھر ادھر نے ستائشی نظروں سے اسے دیکھا۔ ایسی بہادری کا وہ خود تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ تائن کی رنے بیٹھ جاتی۔ تب ہی تائن بیگ اٹھا کر کھڑی ہوئی۔

"مجھے کچھ کام ہے۔"

ں وہ باڑ پھلانگ گئی۔ موحل ہکا بکا دیکھتی رہ گئی۔ تائن کی وجہ سے اس کی کوئی اور سہیلی بھی نہ بنی
لا سے یونہی نظر انداز کر کے چلی جاتی۔
موبائل۔!" اس نے کتاب بند کی۔ بیس دن ہونے کو تھے۔ تائن نے ابھی تک اسے موبائل واپس
ل نے پوچھا تو خفا ہونے لگی۔
یں کھا گئی ہوں۔ کر دوں گی ایک دو دن میں واپس۔" وہ ایک دو دن بیس دنوں پر محیط ہو گئے تھے۔
و لیا سمجھتی ہے۔ جب لڑکیاں دعوت نظارہ دیتی پھریں گی تو لڑکے سیٹیاں ہی ماریں گے۔ کل اس
تھا۔"
ے گروپ سے ایک لڑکی بڑے تنفر سے کہہ رہی تھی۔ اپنی چیزیں سمیٹتی موحل ٹھٹک گئی۔ موضوع
ات تھی۔ کل تائن خاصا تیار شیار ہو کر آئی تھی۔
بعد کسی دوست کی برتھ ڈے پارٹی میں جانا ہے۔" موحل کے پوچھنے پر اس نے بتایا تھا۔ اس نے
رجاتی تائن کو دیکھا۔
ں تک تائن اور تائن جیسی دیگر لڑکیوں کے خلاف بول رہی تھی۔ وہ بوجھل دل لیے کلاس میں آگئی۔
لڑکیاں تائن کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتیں پھر بھی برا لگتا۔ اگلے دو پیریڈ مسلسل تھے۔
ن غائب تھی۔ فری پیریڈ موحل نے اکیلے کینٹین میں گزارا۔ اکنامکس کا پیریڈ بھی گزر گیا۔ وہ کچھ بددل
ریری میں آگئی۔ وہاں مریم اور اس کا گروپ بیٹھے تھے۔
ل۔؟"
ما ئنس کیوں چھوڑ دی؟"
ں لگ رہی ہے؟"
ل ہے؟"
یڈیکل کالج میں ایڈمیشن کا سن کر سب کی چیخیں نکل گئیں۔
تی۔ بے حد ایمبیشس ...... مجھے یقین تھا اس کا ایڈمیشن ضرور ہو گا۔" فریحہ ستائشی انداز میں
ی۔ لائبریرین کی ڈانٹ اور کچھ اپنی جیلسی کی وجہ سے موحل فوراً "کتابوں کے ریک کی طرف مڑ گئی۔
ل تم تائن کے ساتھ ہوتی ہو؟"
آواز پر وہ چونک کر پلٹی۔ وہ قریب کھڑی کتابیں دیکھ رہی تھی۔
نے آج تک اس لڑکی کے ہاتھوں کسی کو فیض پاتے نہیں دیکھا۔"
ے اس کے خلاف ہو۔" موحل نے سر جھٹکا۔
شروع سے ہمارے محلے میں رہتی ہے۔" مریم نے برجستہ بتایا۔ "محلے کا سب سے پسماندہ اور

پر استہزائیہ مسکراہٹ ابھری جسے مریم نے سہولت سے نظر انداز کر دیا۔
ں اللہ بہنوں نے گھر سے بھاگ کر یا تگڑے مرغے پھانس کر شادی کی ہے۔ محلے میں کوئی بھی انہیں
نہیں دیکھتا۔"
شرم آنی چاہیے دوسروں پر الزام تراشی کرتے ہوئے۔"
۔ خود کیا کرتی پھر رہی ہے؟"
باہر کیا کرتی پھرتی ہے۔ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ کالج میں وہ میری مخلص دوست ہے بس۔" موحل
ا نہیں ناگواری سے کہا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اپنے غلط مقاصد میں دوسروں کو استعمال کرنا اخلاص ہے؟" ارم نے نظروں کا زاویہ بدل کر مجھے اچھی لگتی ہو۔ باعزت گھرانے سے تعلق ہے۔ اس لیے نصیحت سے باز نہیں رہ سکتی۔ تھوڑی سی سمجھ داری تمہارے اندر بھی ہوتی۔ بدنامی نائن کا مقدر ہے۔ تم کیوں اپنی نیک نامی گنوا

"نصیحت کا شکریہ۔" مومل نے قدم موڑے۔

"نائن کی تلاش میں جارہی ہو۔ وہ کالج میں نہیں ہے۔"

"کہاں ہے؟" مومل نے بے اختیار پوچھا۔

مریم کے لبوں پر ایک معنی خیز سی مسکراہٹ ابھری۔

مومل نے وہاں سے چلے جانا ہی مناسب سمجھا۔

☼ ☼ ☼

"کیا بات ہے' جب سے کالج میں آئی ہو۔ الجھی الجھی سی ہو۔" جوجو کے کہنے پر مومل نے ہٹا کر کچھ تعجب سے جوجو کو دیکھا۔ وہ اپنے اور اس کے لیے چائے بنا کر لائی تھی۔ اپنی الف روڈ نے محسوس کیا کہ وہ الجھی ہوئی ہے۔ اسے رات رات بھر جاگ کر پڑھنا ہوتا تھا۔ اس لیے جوجو کا کمرہ تھا۔ جہاں وہ سہولت سے پڑھ سکتی تھی۔ موموکو اچھی طرح یاد تھا کہ اس کے یہی کمرہ مانگنے پر کس طرح جھڑکا تھا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"اچھا مجھے یونہی لگا ہوگا۔" اس نے سادگی سے کہہ کر بات بدل دی۔ موموا س سے کسی بھی شیئر نہیں کر سکتی تھی۔

"تمہیں ٹیوشن کی ضرورت تو نہیں؟" مومو نے ایک بار پھر حیرت سے اسے دیکھا تو اس وضاحت کی۔

"ممی پوچھ رہی تھیں۔"

"ممی کی مجھ سے بول چال بند تو نہیں۔ وہ یہ بات مجھ سے خود بھی پوچھ سکتی تھیں۔" وہ اس تھی۔ جوجو شرمندہ سی ہوگئی۔ پھر یونہی ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی۔

"کیا میں اندر آجاؤں؟" دونوں نے چونک کر پیچھے دیکھا اور دونوں ہی اچھل پڑیں۔

"ایمی۔" جوجو بھاگ کر اس سے لپٹ گئی۔ اس والہانہ انداز نے ایمن کے اندر سکون سا بھرد سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کبھی خود سے نہیں آئے گی۔ مگر آج بہت تھک ہار کر اور گھر کی تنہائی سے گھبرا کر

"تم تو ہمیں بالکل ہی بھول گئی ہو۔ تمہیں ہماری ذرا بھی یاد نہیں آتی۔ لڑکیاں بھاگ بھاگ کر تم ہو کر پلٹ کر دیکھا بھی نہیں۔" جوجو نے اپنے مخصوص بے ساختہ انداز میں شکایت کی۔

"ہاں تم تو روز میرے پاس آتی ہو۔" ایمن نے مومو سے ملتے ہوئے کہا۔

"نہیں' اکثر بابر بھائی سے کہتی تھی لیکن وہ ہمیشہ ٹال جاتے کہ تم ہمیں بالکل یاد نہیں کرتی ہو ا چاہتی ہو۔"

"بابر بھائی کو جھوٹ بھی بولنا آتا ہے؟"

"جھوٹ کیسا؟" بابر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "میں جب بھی تم سے ملا ہوں تم نے کے بارے میں ایک لفظ بھی پوچھا؟ آج تم نے کہا تو دیکھو 'فوراً' لے آیا ہوں۔"

بابر کے کہنے پر ایمن شرمندہ سی ہوگئی۔

"ممی نہا رہی تھیں۔ میں انہیں بتا کر آتی ہوں۔" مومو باہر چلی گئی۔ مہرالنسا نے اسے دیکھ کر اظہار کیا۔

"۔۔۔ بڑے لوگ آئے ہیں۔"

۔۔۔ سلام کیا۔ تو مہرالنسا نے ساتھ لگا کر والہانہ انداز میں پیار کیا۔ ایمن کا خیال تھا کہ وہ طارق اور اس ۔۔۔ کرید کرید کر سوال کریں گی۔ مگر وہ آرام سے اسے مومو اور جوجو کے پاس چھوڑ کر خود کھانے کا ۔۔۔ چلی گئیں۔ مومو بھی وقتی طور پر نائن اور اس سے وابستہ الجھن بھول گئی۔

۔۔۔ لیے بھی اپنے سرکل میں کوئی اچھا سا رشتہ ڈھونڈنا۔" مومو نے بہت سی باتوں کے بعد کہا تو وہ

۔۔۔ سرکل صرف حمید اور اس کی فیملی تک محدود ہے۔ کہو تو ان میں دیکھوں۔"

۔۔۔ خود تو ٹھاٹ کر رہی ہو۔" مومو خفا ہونے لگی۔ ایمن کی ہنسی کے رنگ پھیکے پڑ گئے۔

۔۔۔ جو عذاب میں بھوگ رہی ہوں۔ اسے ٹھاٹ کہہ رہی ہو۔"

۔۔۔ ہو۔ باہر نکلو۔ گھومو پھرو۔ اپنے لیے کوئی ایکٹیوٹی تلاش کرو۔ تنہائی کا یہ عذاب تم نے خود اپنے اوپر ۔۔۔ ہے۔ دوبارہ سے پڑھائی شروع کرو۔" جوجو نے ہمدردی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر سمجھایا۔

۔۔۔ نہیں چاہتا۔" ایمن نے بیزاری سے کہا تو مومو نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ پھر آہستگی سے گویا

۔۔۔ کا انتظار ہے ابھی؟"

۔۔۔ تک کر اسے دیکھا۔

۔۔۔ ندگی کا یہی رخ متعین ہو چکا تو اسی میں اپنی راہیں تلاشو۔ اب مزید خود کو خوار مت کرو۔"

۔۔۔ سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔ پھر شکست خوردگی سے سر جھکا لیا۔

۔۔۔ دل اس شخص کو قبول نہیں کر رہا۔"

۔۔۔ شش ہی نہیں کی ہو کوشش تو کرو۔"

۔۔۔ شش سے ہو سکتی ہے؟" ایمن نے سر اٹھا کر جوجو کی آنکھوں میں جھانکا۔ وہ نرمی سے مسکرائی۔

۔۔۔ مگر ہم اچھی زندگی تو گزار سکتے ہیں۔ وہ زندگی جو خدا کی امانت ہے۔ کبھی کبھی سمجھوتا ہمیں بہت ۔۔۔ سے بچا لیتا ہے۔"

۔۔۔ نے آہستگی سے ہاتھ چھڑا لیا۔ مہرالنسا انہیں کھانے کے لیے بلا رہی تھیں۔ کھانا خاصے ۔۔۔ کھایا گیا۔

۔۔۔ اچھا لگ رہا ہے۔" کھانے کے بعد جب چائے کا دور چلا۔ تب مہرالنسا نے کہا۔ ایمن مسکرا دی۔

۔۔۔ مومو اور جوجو کو بھجوا دیا کریں۔ میں بالکل اکیلی ہوتی ہوں۔"

۔۔۔ اسے غور سے دیکھا۔ قیمتی لباس' خوبصورت زیور۔۔۔ اک خوشگوار گزرے دن کا عکس اس کے ۔۔۔ رہا تھا۔ مہرالنساء کی ازلی فطرت عود کر آئی۔ وہ ذرا سا آگے جھکیں۔

۔۔۔ ایمن! ابھی لڑکیوں کے رشتے بھی کرنے ہیں اور لوگ ماضی نہیں بھولتے۔ یہ تمہارے باپ کا گھر ۔۔۔ یہاں آنے سے نہیں روک سکتی۔ مگر انہیں تو روک سکتی ہوں۔"

۔۔۔ کا رنگ بھک سے اڑ گیا۔

۔۔۔ ایک پل کے لیے بھی خوش نہیں دیکھ سکتی۔"

۔۔۔ گرم چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے سوچا۔ پھر سب کے اصرار کے باوجود کہ وہ رات رک جائے ۔۔۔ سناٹوں میں لوٹ آئی۔

❄ ❄ ❄ ❄

۔۔۔ بات کرنا ہے۔" مومو نے نائن کو پہلا پریڈ لینے سے روک دیا۔

"کیا بات ہے۔۔؟" تائن نے بھنویں اچکائیں۔
"۔۔۔" ۔۔۔ کی پچھلی طرف نکل آئیں جہاں چھوٹا سا باغیچہ خالی تھا۔
"تم کہاں تھیں۔۔۔؟" تائن بینچ پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گئی۔ موموں نے دیکھا اس کے ۔۔۔ جو گر زتھے۔ تائن نے اس کے سوال کا جواب دینے کے بجائے بیگ سے چیونگم نکالی اور ریپر اتار۔۔۔ نے اس کے ہاتھ سے چیونگم چھین کر دور پھینک دی۔
"میرے سوال کا جواب دو۔ تم کالج سے کہاں گئی تھیں؟"
"فرخ سے ملنے۔" اس نے اطمینان سے اور قدرے ڈھٹائی سے بتایا۔
"تم۔۔۔ تم جانتی ہو یہ غلط ہے۔ لڑکیاں تمہارے بارے میں کیسی کیسی باتیں کرتی ہیں۔ تمہار۔۔۔ تمہارے گھر کے بارے میں۔"
"کیا۔۔۔؟" پاؤں ہولے ہولے جھلاتے ہوئے تائن نے سوال کیا تو موموگڑبڑا سی گئی۔
"وہ کہتے ہیں کہ۔۔۔ کہ تم لوگ۔۔۔"
"میری طرف سے سب جہنم میں جائیں۔ میں کیا کرتی ہوں کیا نہیں یہ میرا پرسنل معاملہ ہے۔۔۔ جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔ "تمہیں یا ان لڑکیوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔"
"مجھے تکلیف ہوتی ہے۔۔۔ کیوں کہ تم میری سہیلی ہو۔ تمہاری وجہ سے وہ مجھ پر بھی انگلیاں اٹھا۔۔۔ کس کس سے تمہارے لیے لڑوں۔۔۔ وہ بھی اک ایسی بات کے لیے جو سراسر غلط ہے۔"
"تمہیں ضرورت کیا ہے میرے لیے لڑنے کی۔ میں اپنے لیے اکیلی ہی کافی ہوں۔"
"ٹھیک ہے۔" موموں نے دونوں ہاتھ اٹھا کر فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "اگر تمہاری یہی روش رہ۔۔۔ ساتھ نہیں دے سکوں گی۔"
"جیسے تمہاری مرضی۔" تائن نے قدم آگے بڑھا دیے۔ اس کی اس درجہ لاپروائی و بے نیازی نے۔۔۔ پل کے لیے گنگ سا کر دیا۔ دوسرے پل وہ بھاگتی ہوئی گئی اور اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔
"اب کیا ہے؟"
"میرا موبائل واپس کرو۔"
تائن نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ پھر بیگ میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکالا اور موموں۔۔۔ دیا۔ موموں نے پہلے موبائل کو دیکھا۔ پھر دور جاتی تائن کو اور دل گرفتی سے بینچ پر بیٹھ گئی۔ اس کا خیال۔۔۔ بلیک میلنگ سے کام لے کر تائن کو روک لے گی۔ مگر تائن ایک ہی پل میں سارے تعلق ختم کرکے چل۔۔۔

☼ ☼ ☼

طارق نے اس دن کے بعد سے فون ہی نہیں کیا۔ بظاہر وہ خود کو یہی باور کروا رہی تھی کہ اسے پروا۔۔۔ دھیان تھا کہ موبائل سے ہٹتا ہی نہیں تھا۔۔۔ وہ جھنجلا گئی۔
"مجھے اس کی پروا کیوں ہونے لگی۔"
اس نے بابر سے کہہ کر پینٹنگ کا سامان منگوایا تھا۔ اس وقت بھی گود میں بورڈ رکھے وہ سامنے والا در۔۔۔ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جس کے پتوں کا رنگ خزاں کی آمد کے خوف سے پیلا پڑ رہا تھا۔ مگر نجا۔۔۔ رنگوں کا امتزاج ٹھیک سے بن ہی نہ رہا تھا۔
"یہ میرے بس کا روگ نہیں۔"
اس سے قبل کہ وہ بورڈ اٹھا کر دور پھینک دیتی۔ کسی نے عقب سے اس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھ۔۔۔ کرا ٹھی۔ بورڈ، کلرز سب نیچے جا پڑے۔ بابر ایسی حرکت کر نہیں سکتا تھا اور کوئی گھر میں ایسا تھا نہیں۔۔۔ تکلفی کا مظاہرہ کرتا۔

"۔۔۔ طارق کو سامنے دیکھ کر وہ ششدر سی رہ گئی۔
۔۔۔ صاحب! اتنا گم تھیں کہ گیٹ کھلنے کی آواز تک نہ آئی۔"
۔۔۔ سے کچھ نہ سوجھا تو جھک کر سامان اٹھانے لگی۔
۔۔۔ کوئی نوکر اٹھا لے گا۔" طارق نے منع کیا تو وہ رک گئی۔
۔۔۔ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ طارق کا استقبال کیسے کرے۔ جبکہ طارق کے چہرے و لہجے سے گھر لوٹنے کی ۔۔۔ پوری طرح مترشح تھی۔ اس نے ایمن کے کندھے پر بازو پھیلایا اور اندر لے گیا۔ ایک دم سے گھر ۔۔۔ گیا۔ نوکر الرٹ ہو گئے۔ کچن میں کھٹ پٹ ہونے لگی۔ ایک شخص کے لوٹنے سے سنسان گھر میں ۔۔۔ لگی۔ وہ اس سے کتراتی کچن میں آ گئی۔
۔۔۔ نے تو کھانا بنا لیا تھا۔ اب صاحب کے لیے اور کیا بناؤں۔" رجو جو فریج کھولے کھڑی تھی۔ اس سے

۔۔۔ سے کھاتے ہیں، وہی بنا لو۔" ایمن نے پہلے بے توجہی سے جواب دیا۔ پھر کچھ سوچ کر کہنے لگی۔ مچھلی ۔۔۔ میں چکن پلاؤ۔"
"۔۔۔ وہ فریزر سے مطلوبہ چیزیں نکالنے لگی۔ ایمن یونہی کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ باہر اس کے نام کی ۔۔۔ ہیں۔
۔۔۔ نا۔ صاحب کے پاس بیٹھیں۔ اتنے دنوں کے بعد تو آئے ہیں۔" رجو ہنسی تو وہ باہر نکل آئی۔
۔۔۔؟" طارق نے بے تابی سے پوچھا۔
۔۔۔ گئی تھی۔"
۔۔۔ تو لگی ہے۔ گھر آنے کی خوشی میں فلائٹ میں بھی کچھ نہیں کھایا۔ وہاں کہاں۔ یہاں پاس آکر

۔۔۔ کے ٹوکنے کے باوجود سامنے والے صوفے پر جا بیٹھی۔ طارق نے برا سا منہ بنایا۔ پھر اسے نظروں میں ۔۔۔ مجھے لگا۔
۔۔۔ دو؟"
۔۔۔ کھانا۔" ایمن اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔
۔۔۔ ہو، مغرور اور لاپروا۔۔۔ مجھے دیکھو، تم سے دور رہ کر کیا حال ہو گیا ہے۔" طارق کے بے تابی سے ۔۔۔ ذرا سی ذرا نظریں اٹھائیں وہ اسے پہلے سے کمزور نظر آیا۔
۔۔۔ ہوئے ہیں۔ آرام کریں۔ کھانا لگ گیا تو۔۔۔" وہ طارق کی نظروں سے خائف سی ہو کر جلدی سے

۔۔۔ جہاز پر آیا ہوں۔" طارق نے جتایا۔
۔۔۔ ہو جائیں۔"
۔۔۔ سامنے سے اٹھ جاؤں۔۔۔ جیسے تمہاری مرضی۔"
۔۔۔ نے خاموشی سے کھایا۔ طارق نے ہی اپنے کاروبار اور عدم موجودگی میں ہونے والے نقصان ۔۔۔ پھر ایمن کی عدم توجہی محسوس کرکے خاموش ہو گیا۔ کھانے کے فوراً بعد وہ چائے کا کہہ کر ۔۔۔ گیا۔ ملازم کوارٹر میں چلے گئے۔ وہ سارے گھر کی لائٹس آف کرتی چائے لے کر بیڈ روم میں چلی ۔۔۔ اس کے لیے لایا گیا سامان کھولے بیٹھا تھا۔
۔۔۔ لیے کیا کچھ لایا ہوں۔"
۔۔۔ ہینڈ بیگ اور نجانے کیا کیا کچھ۔۔۔ چیزوں کی اتنی بہتات دیکھ کر ہی ایمن کا دل اوب گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اس بیگ میں مومو' جواد اور باقی لوگوں کی چیزیں ہیں۔" وہ اس سے وابستہ لوگوں کو بھی نہیں،
"ٹھیک ہے' صبح دیکھ لیں گے۔" اس سے قبل کہ طارق وہ بیگ بھی کھولتا' ایمن بول اٹھی۔
"اچھی نہیں لگیں؟" طارق نے اشتیاق سے پوچھا۔ ایمن کا دل چاہا وہ صاف کہہ دے۔ اسے کوئی دلچسپی نہیں۔ مگر بولی تو کچھ اور۔
"اچھی ہیں۔ لیکن آپ نے سب بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ اب سمیٹنے میں گھنٹہ لگے گا۔"
"تو سمیٹنے کی ضرورت کیا ہے؟" طارق نے سب یونہی قالین پر ڈھیر کر دیا۔ ان کے درمیان کی
اس نے سیکنڈ میں وہ فاصلہ بھی عبور کر لیا۔
ایمن کا دم گھٹنے لگا۔
"پلیز طارق' آپ کی چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"
"تمہیں اندازہ نہیں ایمن کہ میں نے کتنی راتیں جاگ کر' صرف تمہارے تصور سے باتیں کی ہیں۔"

☼ ☼ ☼

چار دن' محض چار دنوں میں طارق نے دیکھ لیا کہ سدرہ کی فون پر بتائی ہر بات درست ہے۔ ایمن کو گھر کی پروا تھی نہ گھر کی' وہ پورے گھر میں گھومتا رہا۔ ہر جگہ دھول مٹی' ہر چیز بے ترتیب' جو گلدان لڑھک گیا۔ جو پینٹنگ ٹیڑھی ہوئی۔ وہ دیوار پر ٹیڑھی لٹک رہی ہے۔ طارق کو دکھ اور تاسف نے کس محنت سے کمایا تھا اور یہاں کوئی قدر ہی نہ تھی۔ کچن کی حالت سب سے ناگفتہ بہ تھی۔ دروازہ کھولا۔ اس میں گلتی ہوئی سبزیوں اور باسی سالن کے ڈھیر دیکھ کر زور سے دروازہ بند کیا۔
"غصہ معاملات بگاڑ دیتا ہے۔"
اس نے سنک کے نیچے کھڑے پانی کو دیکھ کر ابلتے غصے پر قابو پانے کی سعی کی۔
"وہ ابھی دل سے میری نہیں بنی۔ گھر پر توجہ خاک دے گی۔"
"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" ایمن یونہی کچن میں نکل آئی تھی۔ طارق کو وہاں دیکھ کر حیران ہوئی۔
"کچن کی حالت دیکھ رہا ہوں۔" نہ چاہتے ہوئے بھی طارق کے منہ سے نکلا۔
"کچن کو کیا ہوا؟ اچھا بھلا تو ہے۔" ایمن نے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر فریج سے پانی کی بوتل لے کر باہر
"ہاں میری طرح۔ بظاہر اچھا بھلا۔ درحقیقت۔۔۔" طارق نے اک سرد آہ بھری۔ تھوڑی دیر
لاؤنج میں طارق کی نوکروں پر برسنے کی آوازیں سنیں۔
"ہونہہ۔ خوامخواہ کے رعب۔۔۔" ایمن نے کوفت سے سوچا۔ وہ جانتی تھی۔ اب اسے بھی کچھ
وہ دوبدو جواب دینے کے لیے تیار ہو گئی۔
"مجھے چپ نہیں رہنا۔ نہ خوامخواہ باتیں سننا ہے۔ میں کیا ہاؤس کیپر ہوں جسے گھر کی نگرانی کے
خود باہر گلچھرے اڑاتا ہے۔"
یہ سوچتے ہوئے وہ بھول گئی کہ یہاں اکیلے رہنے کا فیصلہ اس کا اپنا تھا۔ طارق اندر آیا تو وہ ہنا
اٹھی۔
"میں آپ کی نوکرانی نہیں ہوں جو سارا دن گھر کے کاموں میں لگی رہوں۔"
طارق نے کچھ تعجب سے اسے دیکھا پھر ہنس دیا۔
"نوکرانی کہاں؟ تم تو میرے دل کی رانی ہو۔"
وہ جز بز ہو گئی۔ پھر تیز لہجے میں بولی۔
"اسی لیے یہاں قید تنہائی بھگت رہی ہوں۔"
"تو ساتھ چل چلو۔" طارق نے فوراً کہا۔ ایمن "ہونہہ" کہتے ہوئے رخ بدل گئی۔ وہ کچھ لمحے

بدل دیا۔
شام کو گاؤں چلتے ہیں۔"
کیا کروں گی جا کر۔۔۔؟"
اماں' چاچی سے ملنے جانا ہے۔ انہیں اپنے ساتھ لے کر آنا ہے تاکہ باقی دن ان کے ساتھ گزار سکوں۔
آتے ہی جانا چاہیے۔ بس تمہاری وجہ سے رک گیا۔"
میں نے روکا تھا' چلے جاتے۔" ایمن تنک کر بولی۔
ہاں! جس طرح میں تمہارے رشتے داروں کو اہمیت دیتا ہوں۔ تمہارا بھی فرض ہے کہ میرے۔۔۔" طارق کا
سا تھا۔
کس نے کہا ہے کہ میرے رشتے داروں کو اہمیت دیں۔"
تمہارا لڑنے کو دل چاہتا ہے تو کھل کر لڑ لو۔ خوامخواہ بہانے کیوں ڈھونڈ رہی ہو۔" طارق کو بھی غصہ آ گیا۔
بہانے ڈھونڈ رہی ہوں یا آپ۔ صبح سے خوامخواہ ہر چیز میں کیڑے ڈھونڈ رہے ہیں۔ ہر بات پہ اعتراض
ہے۔" طارق ایک دم کھڑا ہو گیا۔ "مجھے بد زبان عورتیں اچھی نہیں لگتیں۔ خوامخواہ چیخ چلا کر نوکروں کو
ناؤ۔ چار جماعتیں پڑھ کر نجانے خود کو کیا سمجھنے لگی ہو۔۔۔ نہ عقل نہ سلیقہ' پھوہڑ عورت۔"
ہاں۔۔۔ میں ہوں پھوہڑ۔"
طارق نے وہاں سے اٹھ جانا ہی مناسب سمجھا۔ جانتا تھا' ایمن جان بوجھ کر چیخ چلا کر نوکروں کو سنائے گی۔ اس
مصلحت سے کام لیا۔ البتہ کمرے میں دیر تک بڑبڑاتا رہا۔
اماں اب مسلط کر لیا ہے۔ ناشکری۔ جاہل۔۔۔ ہے کیا۔ نری صورت ہی صورت۔ عقل نام کو بھی نہیں۔ کسی
کی لڑکی سے شادی کی ہوتی تو اب تک اس گھر کو جنت ہی بنا چکی ہوتی۔"
دیر تک بڑبڑاتے رہنے کے بعد دل کو بے چینی سی لاحق ہونے لگی۔
ابھی رو نہ رہی ہو۔" وہ اٹھ کر دروازے تک آیا۔
دل رہے۔۔۔ مجھے کیا۔۔۔؟"
اس نے خود کو روکنا چاہا۔ مگر پھر بھی دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ وہ ابھی بھی وہیں صوفے پر دونوں ہاتھوں میں سر
لیے تھی۔ شاید رو رہی تھی۔ طارق کو تاسف نے گھیر لیا۔
خوامخواہ بیچاری کو ڈانٹ دیا۔ پتا تو ہے تھوڑی غصے والی ہے۔ اور ضدی بھی۔ پھر جن حالات میں ہماری شادی

اس کی فطری نرم دلی تاویلیں گھڑ رہی تھی۔ وہ آگے بڑھ آیا اور قدرے نرم لیکن سنجیدہ لہجے میں بولا۔
تیار ہو جاؤ۔ تمہیں سدرہ کی طرف چھوڑ آؤں۔"
کیوں۔۔۔؟" ایمن نے بغیر سر اٹھائے پوچھا۔ اس کی آواز میں نمی گھلی ملی تھی۔
مجھے گاؤں جانا ہے۔ تم اکیلی رہو گی؟"
میں پہلے بھی اکیلی ہی رہتی تھی۔" ایمن نے چبا چبا کر کہا۔ پھر اٹھ کر اندر چلی گئی۔ طارق نے دوبارہ اصرار
کیا اور شام کو تیار ہو کر گاؤں چلا گیا۔ ایمن کو پچھتاوا سا ہوا۔ اس کا خیال تھا وہ دوسری بار کہے گا تو وہ چلی جائے

جہنم میں جائے۔۔۔ بے ہودہ انسان۔" وہ جلتی کلستی رہی۔ جبکہ طارق آرام سے رات کو گاؤں میں ہی رک
گیا۔ اماں چاچا چاچی نے اعتراض کیا تو اس نے کہہ دیا وہ میکے گئی ہوئی ہے۔

✠ ✠ ✠ ✠

جانی! جمعہ کو میرا نکاح ہے کریمے کے ساتھ۔" رجو نے خوشی خوشی بتایا۔ وہ سامنے بیٹھی ایمن کے لیے سیب

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کاٹ رہی تھی۔ ایمن نے رشک سے اسے دیکھا جو اپنی محبت پانے جا رہی تھی۔

”بہت محبت کرتا ہے تم سے۔۔؟“

”بڑی پکی اور گوڑی۔۔“ رجّو نے فخر سے بتایا۔

”اور تم۔۔؟“

”میری تو جان ہے۔“ رجو نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

”تمہیں یہ سب کرتے ہوئے ڈر نہیں لگا۔ اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے یوں کسی اور کے ساتھ۔ ایمن نے سیب کی قاش اٹھاتے ہوئے پوچھا۔ وہ ہنسی۔ پھر گنگنائی۔

”جب پیار کیا تو ڈرنا کیا۔ پیار کیا کوئی چوری نہیں۔۔ باجی! صاحب آ گئے۔“ وہ ایک دم ہڑبڑا گئی۔ ایمن نے گیٹ سے اندر آتے طارق کو دیکھا۔ پھر سر جھکا کر سیب کھانے لگی۔

”رجو! تم جاؤ۔“

ایمن کے کہنے پر رجو وہاں سے کھسک گئی۔ طارق وہیں آ گیا۔ ایمن نے ایک پل کو اس کے عقب میں چاچا چاچی کو نہ پا کر اطمینان کا سانس لیا۔ طارق نے تو بہت زور لگایا تھا مگر چاچی ہنس دیں۔

”ہے کملا۔۔ چار دن کے لیے آیا ہے اپنے شہری ووہٹی کے ساتھ ٹیم گزار پھر تو چلا جائے گا۔ وہ لیے۔“

طارق کو عجیب سا لگ رہا تھا۔ اس نے ہمیشہ یہ سارا وقت ان کے ساتھ گاؤں میں گزارا تھا۔ اب وہ صرف بیگانوں کی طرح ملنے چلا آیا۔

”ہاں میری نوں ساتھ ہوتی۔ تب اور بات تھی۔ دونوں چھٹیاں یہاں گزار لیتے۔“

”وہ تو آنا چاہتی تھی چاچی۔ بس مہو آپا کی طبیعت خراب ہو گئی۔“ چاچی کے کندھے دباتے ہوئے بہانا بنایا۔

”جان دے۔۔ سیدھی آل۔۔ پر جھلی نہیں۔ تیری ووہٹی ہم سے ملنا پسند نہیں کرتی۔ کبھی اس نے فون تک نہیں کھڑکایا۔“

نہ چاہتے ہوئے بھی چاچی کے منہ سے شکوہ نکلا۔

طارق نے اک شرمندہ سی نگاہ چاچی پر ڈالی۔ پھر چاچے کو دیکھا۔ اسے یوں شرمندہ دیکھ کر چاچے نے پیچھے کی اور چاچی کو ہی لتاڑ دیا۔

”بڑی پھٹی مت ہے تیری۔ زبان تالو سے نہیں لگتی تو اٹھ کر باہر چلی جا۔ جانوروں کا چارہ دانہ دیکھ۔“

”چاچا! چاچی کچھ غلط تو نہیں کہہ رہی۔“ طارق نے آہستگی سے کہا۔

”دیکھ پتر! یا تو بندہ کوئی رشتہ باندھے نا۔ اگر باندھا تو پھر آخری ساہ تک نبھائے۔ وہ مرد کیا جو اپنی لاج نہ رکھ سکے۔ وہ یہاں نہیں آتی۔ نہ آئے پر میری مان اسے ساتھ لے جا۔ ادھر اکیلا چھوڑنا ٹھیک نہیں۔ اس میں عقل وقل نہیں ہے۔ خوامخواہ کسی نے پھٹی مت دے دی تو پچھتائے گا۔“ چاچے نے قطعی لہجے میں کہا۔ طارق خاموش ہو گیا۔۔ واپسی کا سفر بہت بوجھل لگا تھا۔

”کیسی ہو؟ دن کیسا گزرا۔۔؟“ وہ اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ایمن خاموش ہی رہی۔ اس نے کبھی چاچے چاچی کا حال نہیں پوچھا۔ طارق جھنجلا گیا۔

”کچھ کھانے کو ملے گا۔“

”کیوں؟ آج چاچی نے کچھ نہیں کھلایا۔“ ایمن نے ترچھی نگاہ سے اسے دیکھا۔

”چاچی کو پتا نہیں تھا کہ میری بیوی ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھی ہے ورنہ کھلانے کے ساتھ کھانا باندھ بھی دیتی۔“

”نوکر کیا دنیا کو دکھانے کے لیے رکھے ہیں۔“ ایمن نے ترخ کر کہا۔

... صرف نوکروں کے سر پر نہیں چلتے۔ بے وقوف لڑکی۔“ وہ غصے سے بولا۔

”... میں بے عقل ہوں۔ پھوہڑ اور بدسلیقہ ہوں۔ تو لے آؤ کوئی سلیقے والی۔ میری جان کیوں عذاب میں ڈال ... ہے۔“ ایمن نے ہاتھ مارا۔ سیب والی پلیٹ اڑتی ہوئی دور گھاس پر جا گری۔ قاشیں یہاں وہاں بکھر گئیں۔ ... لب بھینچ کر پلیٹ کو دیکھا۔

”... غلطی ہو گئی جو میں تمہارے باپ کی باتوں میں آ گیا۔ مجھے کیا معلوم تھا۔ وہ اپنا کھوٹا سکہ چلا رہا ہے۔ شوہر ... تو بیویاں چائے پانی کا پوچھتی ہیں۔ یہاں تو تڑتڑ شروع ہو گئی ہے۔“ وہ غصے سے کرسی کھسکا کر کھڑا ہو گیا۔ ... کھسکنے کے بجائے عقب میں الٹ گئی۔

”... آتے۔ وہیں بیٹھے رہتے چاچی کا گوڈا پکڑ کر۔ خوب سکھائی پڑھائی ہوئی ہے۔“ ایمن نے جاہل عورتوں ... طعنہ مارا۔ طارق کا رنگ ایک دم سرخ ہو گیا۔

”... اس بند کرو۔ خبردار جو ان کے بارے میں ایک لفظ بھی کہا۔“

”... نہ کہوں۔ ضرور کہوں گی۔ جیسے جاہل تم ہو ویسے ہی۔۔“

... نے کس چیز کا غبار تھا کہ وہ بنا سوچے سمجھے بولی۔ زبان کو تالا اس وقت لگا جب طارق کے سیدھے ہاتھ کا ... تھپڑ اس کے گال پر پڑا۔

”... زبان کھینچ لوں گا گدی سے۔“

... لمحے ششدر سی رہ گئی۔ دوسرے پل چیخ اٹھی۔

”... نے مجھے مارا۔ مارو اور مارو۔ تم یہی کر سکتے ہو۔ یہی اصلیت تھی تمہاری جو آج سامنے آئی۔ تم۔۔“

... بوجھ کر نوکروں کو تماشا دکھاتی ہے۔“ گیٹ پر کھڑے حمید کو دیکھ کر طارق پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ جو غالباً شور ... اندر آیا تھا۔ پھر میاں بیوی کو یوں آمنے سامنے دیکھ کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ ایمن اب بھی چیخ رہی تھی۔

”... تی اندر چل کے دکھالینا۔“ طارق نے بے بس ہو کر اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹا۔

”... ڑو۔۔ چھوڑو مجھے۔“

... نے اسے نہیں چھوڑا۔ ایمن نے اس کے بازو پر اپنے دانت گاڑ دیے۔ طارق نے بلبلا کر دوسرے ہاتھ ... کے بالوں کو جھٹکا دیا اور گھسیٹتے ہوئے اندر لے گیا۔ راستے میں پڑے گملے سے ایمن کو زور سے ٹھوکر لگی۔ ... کا ناخن ہی اکھڑ گیا تھا۔ نوکروں میں سے جس جس نے یہ منظر دیکھا۔ دانتوں میں انگلیاں دبا کر دہ گئیں۔

... طارق نے اسے بیڈ روم میں دھکیل کر دروازہ بند کر دیا۔ اور خود لاؤنج میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

... کی دانست میں یہ اس کی زندگی کا بدترین دن تھا۔

... وہ نہیں جانتا تھا۔ یہ اس کی زندگی کے بدترین دنوں کا نقطہ آغاز تھا۔

❤ ❤ ❤

... نے سامنے بیٹھے طارق کو غور سے دیکھا۔ وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھائے مضطرب ... بیٹھا تھا۔ ان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ ”درد مشترک“ کی وجہ سے انہیں طارق سے گہری ... دی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ دونوں ایمن کے ستائے تھے۔

”... اتنا پریشان کیوں ہو؟“

”... اب بھی پریشان نہ ہوں۔“ طارق نے قدرے ناراضی سے انہیں دیکھا۔

”... ٹھیک ہو جائے گا۔“ وہ اسے تسلی ہی دے سکتی تھیں۔ حالانکہ ان کی دل سے خواہش تھی کہ سب کبھی ... جس لڑکی اور اس کی ماں نے انہیں اتنا ستایا۔ وہ خوش باش رہے۔ یہ مہرالنسا کے لیے قابل قبول نہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیسے؟ ہمارے ہاں کی عورتیں کبھی شوہر کے سامنے اونچی زبان میں نہیں بولتیں اور یہاں تما
آنکھوں سے تماشا دیکھا ہے۔ کیا سوچتے ہوں گے۔ میرے اور میرے خاندان کے بارے میں
تھا۔ اس سے آدھی عمر کی لڑکی نے اسے زچ کر کے رکھ دیا تھا۔

"کسی بھی شریف گھرانے میں ایسا نہیں ہوتا۔" ایسا کہتے ہوئے مہرالنسا بھول گئیں کہ وہ خود
رہی ہیں۔

"میں نے وقار بھائی کا دھیما مزاج دیکھا تھا۔ پھر آپ سے ملا' اتنا تحمل' اتنی بردباری اور بار اس
میں ایسی سمجھ داری ہے۔ میں نے سوچا وہ بھی ایسی ہی ہوگی۔ وقار بھائی نے پرپوزل دیا تو کچھ ہم
کردی۔ بس یہی خیال تھا اک پڑھی لکھی سمجھ دار لڑکی سے شادی کر رہا ہوں۔ میری نسل سنور جا
معلوم تھا۔ وہ مزاج میں آپ سب سے اتنی مختلف ہوگی۔"

"اس کی ماں بھی ایسی ہی تھی۔" مہرالنسا نے لقمہ دیا۔ "وقار کی اس سے محبت کی شادی تھی۔
وقار نے ہمیشہ ایمن کو ضرورت سے زیادہ توجہ اور محبت دی۔ کبھی کبھی تو میرے بچوں کا حق بھی ا
آجاتا تھا۔ کھلا پیسہ' بے جا آزادی' میرے بہت سمجھانے پر بھی وقار نے ایمن کے معاملے میں
کھینچا۔ الٹا میرے خلوص کو سوتیلے پن کا نام دیا۔ تھک ہار کر میں نے دخل دینا بند کر دیا۔"

اونچے اونچے درختوں پر گھنی شام اتر آئی۔ سردی بڑھ گئی تھی۔ دونوں کھلے آسمان تلے بیٹھے
پھولتے رہے۔ جوجو کچھ دیر پہلے ہی آئی تھی اس نے کھڑکی سے جھانک کر فکر مندی سے سوچا۔

"اگر طارق بھائی تھوڑی دیر اور رکے تو کھانے کا وقت ہو جائے گا۔ آج تو دونوں کی باتیں ہی ختم
کچھ بتا ہی دیں کہ کیا بنانا ہے۔ اب کیا آلو انڈوں کا سالن رکھیں گے۔"

"ایمن کی پہلی منگنی کہاں ہوئی تھی؟" طارق پوچھ رہا تھا۔

"بہت بھلے لوگ تھے۔ کیپٹن عفان۔ خاصا وجیہہ نوجوان تھا۔" مہرالنسا نے سادگی سے بتایا۔

"دونوں آپس میں... عفان اور ایمن۔" طارق کو الفاظ تلاشنے میں دقت ہوئی۔

"دونوں کی پسند کی منگنی تھی۔" مہرالنسا نے ایمن کے لیے اپنے بوئے ہوئے کانٹوں میں اکھ
کردیا۔

"تو ٹوٹ کیوں گئی؟" طارق کے لہجے میں تلخی در آئی۔

"خیالات بدلتے دیر نہیں لگتی۔ تمہیں وقار نے بتایا ہی ہوگا۔" مہرالنسا نے گول مول بات کی۔

"ہوں۔" وہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ تب ہی جوجو چلی آئی۔

"طارق بھائی! میں کھانے کی تیاری کرنے لگی تھی۔ آپ کھانے میں کیا لیں گے؟"

"کچھ نہیں۔" وہ اک طویل سانس لیتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ "میں اب چلتا ہوں۔"

"رو کوں گی نہیں۔ ایمن گھر میں اکیلی ہوگی۔ میاں بیوی کی لڑائی پانی کے بلبلے جیسی ہوتی ہے۔
نام و نشان بھی نہ لے گا۔ ایمن کے معاملے میں تمہیں ہی تحمل سے کام لینا ہوگا۔ وہ تھوڑی ضدی اور

"اور بہت بد زبان بھی۔" طارق نے جل کر لقمہ دیا۔

"لیکن دل کی بری نہیں۔ چند دنوں کے لیے آتے ہو۔ بہتر ہوگا یہ وقت ہنسی خوشی گزر جائے۔
جملہ مکمل کیا۔

"سمجھانے کی ضرورت اسے ہے۔"

"جانتی ہوں مگر... بے بس ہوں۔" مہرالنسا نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔

طارق نے مہرالنسا کو دیکھا۔ اسے مہرالنسا پر ترس آنے لگا اور خود پر بھی۔

"چلتا ہوں۔ آپ پریشان نہ ہوں مہو آپا! مجھ میں خاصا ضبط ہے۔ بس آج نجانے کیوں...؟"
کر چلا گیا۔ جوجو کچھ پریشان سی ہو کر ماں کا چہرہ دیکھنے لگی۔

ہاں ہوتا تھا۔" مہرالنسا نے لاپروائی سے کہا۔
ھائی اور ایمی کی لڑائی ہوئی ہے؟"
نے جواب نہیں دیا اور چائے کے برتن سمیٹنے لگیں۔ جوجو ایمن کے لیے فکر مند تھی۔

☼ ☼ ☼

نے اپنے بچوں اور حمید کو سرِ شام ہی کھانا کھلا کر کوارٹر میں بھیج دیا۔ رجو اور وہ خود کچن میں ہی بیٹھ گئی
نے ٹی وی بھی نہیں کھولا تھا۔ طارق جب گھر لوٹا تو سارے گھر کی لائٹیں جل رہی تھیں۔ جبکہ
م تاریک تھا۔ گھر میں چھائی معنی خیز خاموشی بتاتی تھی کہ ایمن ابھی تک کمرے سے باہر نہیں نکلی۔
تے ہوئے دروازہ کھول گیا تھا۔ وہ سیدھا بیڈ روم کی سمت آیا تھا اندر داخل ہو کر اس نے ساری لائٹس
جلا دیں۔ سارا کمرہ روشن اور منظر واضح ہو گیا۔

نے بے حد تاسف کے ساتھ کمرے میں ہونے والی ٹوٹ پھوٹ ملاحظہ کی۔ سارے قیمتی ڈیکوریشن
ان کا اک ڈریسنگ ٹیبل کا شیشہ' جس میں دراڑیں ہی دراڑیں تھیں۔ اس سب سے نظریں چرا کر
ان کو دیکھا جو بیڈ کے دوسری طرف گھٹنوں میں چہرہ چھپائے کونے میں بیٹھی تھی۔ وہ کچھ لمحے خاموشی
دیکھتا رہا۔
نا تمہیں نقل ہے۔ ٹھیک ہے اس نے زبان درازی کی لیکن مجھے اس پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔
خاندان کی روایت نہیں۔
ل چیزیں پھلانگتا اس کے قریب آیا۔ قدموں کے نیچے کرچ کرچ کی آوازیں آئیں۔ اگر اس نے جوتے نہ
یقینا شیشہ پاؤں میں لگتا۔
۔" طارق نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ ایمن نے اس کا ہاتھ زور سے جھٹک دیا۔
ب بس کرو۔" طارق نے اس کی کلائی تھامی۔
راں۔" ایمن نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔ اس کا گال سوجا ہوا اور آنکھیں شدت گریہ سے بے حد
رہی تھیں۔
ے تمہارا... مجھے... ایمن وقار الحسن کو۔"
طارق..." اس نے تصحیح کی۔
ہا نام میرے نام کے ساتھ... کوئی رشتہ نہیں ہمارا۔ تم بھیڑیے ہو۔ لٹیرے ہو..." ایمن چیخ اٹھی۔
ں ابھی بھی اپنی غلطی کا احساس نہیں۔"
غلطی ہے؟" ایمن کا بس نہ چلتا تھا کہ طارق کو پھاڑ کھاتی۔ "تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔"
تم ان لوگوں کے بارے میں غلط بات کر رہی تھیں۔ جنہیں میں اپنے والدین سمجھتا ہوں۔" طارق
نہیں چاہتا تھا۔
ہمارو مجھے۔ جاؤ ان ہی کے پاس۔ یہاں کیا لینے آئے ہو۔" وہ اپنی کلائی چھڑا کر کھڑی ہوئی۔ متورم
بال دوپٹہ غائب' دو قدم کے فاصلے پر ننگے پاؤں تلے کانچ بھی آگیا۔ لبوں سے چیخ نکل گئی۔
طارق تیزی سے اٹھا۔ مگر وہ اسے دھکیلتی ہوئی ڈرائنگ روم میں چلی گئی۔ دھاڑ سے دروازہ بند کر کے
یا۔ وہ وہیں کھڑا تاسف و تشویش سے قالین پر لگی خون کی لکیر دیکھنے لگا جو ڈریسنگ روم کے بند
وقب میں غائب ہو گئی تھی۔ ایمن غصے میں تھی اور زخمی بھی۔ طارق جیسا نرم دل انسان چاہتا تو بھی
یث نہیں بن سکتا تھا۔ وہ لاؤنج میں آکر صوفے پر بیٹھ گیا۔ ذہنی خلفشار بڑھنے لگا تو سگریٹ سلگا لیا۔
صغری کچھ جھجکتے ہوئے چلی آئی۔ "کھانا لگاؤں؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"نہیں۔" اس نے ایک طویل سانس لے کر باقی سگریٹ ایش ٹرے میں مسل دیا۔ پھر کچھ
"اماں! اندر کمرے کی صفائی کردیں اور اس کو بھی دیکھیں۔ شاید آپ کے کہنے پر۔۔۔"
وہ مالک ہو کر نوکروں کے سامنے شرمندہ ہو رہا تھا۔ صغریٰ "اچھا" کہہ کر اندر چلی گئی۔ پ
دیکھ کر سر چکرا گیا۔ ایمن کہیں نہیں تھی۔ اس نے باتھ روم میں جھانکا پھر ڈریسنگ روم کا دروا
"ایمن۔۔۔ دھمی رانی۔"
دوسری طرف مغلظات بکنے کی آواز آئی پھر اس نے چیخ کر کہا۔
"خبردار۔۔۔ جواب کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔"
صغریٰ چپکی ہو رہی، پھر خاموشی سے کمرہ صاف کرنے لگی۔ اسے یہ بھی ڈر تھا کہ ایمن ا
طارق کی موجودگی کی وجہ سے اس نے چپکے چپکے صفائی شروع کردی۔
طارق نے باہر تک یہ آوازیں سنی تھیں اور دل گرفتی سے صوفے پر دراز ہو گیا۔
"ٹھیک ہے اماں! آپ جاؤ اپنے کوارٹر میں۔۔۔ مجھے کھانا کھانا ہوگا تو خود لے لوں گا۔" صغری
طارق نے آہستگی سے کہا۔ وہ ہمدردی سے اسے دیکھتے ہوئے چلی گئی۔ ہر سو خاموشی کی دبیز چاد
پاکستان آتے ہوئے کتنا خوش اور مطمئن تھا اور اب۔۔۔ طارق نے اک اور سگریٹ سلگایا۔ تو
میں الجھتے گزر گئی۔ پھر اپنی زندگی کے اس رخ پر غور کرتے کرتے کب آنکھ لگی۔ خود اسے بھی خبر

☆ ☆ ☆

طارق کی آنکھ اس وقت کھلی۔ جب پردے کھنچے ہونے کی وجہ سے سورج کی روشنی گلاس
لاؤنج میں در آئی۔ پچھ پل میں تمام واقعات ذہن میں گھوم گئے تو وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔
"ساری رات گزر گئی۔ دیکھوں کہیں مری نہ پڑی ہو۔" سخت جھنجلاہٹ و کوفت اور بہت
ساتھ اندر آیا۔ بیڈ روم خالی تھا۔ ڈریسنگ روم کا دروازہ چوپٹ کھلا تھا۔ رجو بیڈ شیٹ بدل رہی تھی
"ایمن کہاں ہے۔۔۔؟" ڈریسنگ ٹیبل کے ٹوٹے شیشے سے نظریں چراتے ہوئے طارق نے سوا
"جی۔۔۔ باہر ہیں۔" رجو ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔
"ناشتہ کرلیا؟"
"جی۔۔۔ کرلیا۔۔۔ آپ کے لیے لاؤں؟"
"ہوں۔۔۔" طارق باہر نکل گیا۔ گلاس وال کے دوسری طرف کا منظر واضح تھا۔ ایمن لان میں
سے بھی اس کے پیر پر بندھی پٹی دیکھ سکتا تھا۔ ڈریسنگ روم میں بینڈیج کا سامان موجود تھا۔ ا
اطمینان ہوا۔ وہ کچھ لمحے یونہی کھڑا اسے دیکھتا رہا جو مانند بت ساکت و صامت تھی۔ طارق کے نا
وہیں موجود رہی۔ ناشتے کے بعد طارق تیار ہو کر باہر نکل گیا۔ وہ ایمن کی طرف نہیں آیا تھا۔ ایمن
پر پلٹ کر دیکھا۔ وہ حمید سے کچھ کہہ کر باہر جا رہا تھا۔
ایمن نے بے حد نفرت سے اس کی پشت کو دیکھا۔
"میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی طارق جمال۔"

○ ○ ○

"تم اندازہ ہی نہیں کرسکتیں کہ جس گھر میں نو بیٹیاں پیدا ہوں اور بیٹا کوئی بھی نہیں۔ منگل
ہو۔ مگر تم کیا جانو۔ تمہارے گھر باہر سے آمدنی آرہی ہے۔ تم کیا جانو ان والدین کے دکھ۔ جن کی ا
والی ہوں۔ میری ماں خاندان کے کسی فنکشن میں چلی جاتی تو بیٹوں کی مائیں رخ ہی بدل لیتیں ا
جواب دینا بھی گوارا نہ کرتیں۔"

دھیرے دھیرے بول رہی تھی اور مومو ہمہ تن گوش تھی۔ دونوں فوارے کے کنارے بیٹھی تھیں فوارہ بند
ہر کائی جم رہی تھی۔ بہت دن کی ناراضی کے بعد تائن نے آج خود ہی اسے گھیر لیا تھا اور مومو تو جیسے
منتظر تھی۔
اور میں کون آتا انہیں بغیر جہیز کے بیاہنے۔ تو کیا حرج تھا اگر میری بہنوں نے ماں باپ کی دہلیز پر اپنی
نے بجائے خود اپنے لیے راہیں متعین کرلیں۔ انہوں نے اپنے لیے اچھے رشتے ڈھونڈے۔ اسٹرگل
۔ کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا بھی پڑتا ہے۔ انہوں نے اپنی نیک نامی کھوئی اور اچھی زندگی پالی۔ وہ
کنواری بوڑھی ہو جاتیں تو سب ان کے گن گاتے۔ اب وہ خوش حال ہیں تو زمانے کو دورے پڑتے
جائے سارا زمانہ اپنے اس فرسودہ خیالات کے ساتھ۔ کیوں ہم اس کی نام نہاد روایات کی دیوار کے
لگے رہیں۔ ہمارے پاس دماغ ہے، خوب صورتی اور جوانی، ہم اپنا رستہ خود ڈھونڈ سکتی ہیں۔ کیوں
ب؟"
اچانک ہی سوال کیا۔ مومو مخمصے میں پھنس گئی۔ وہ کہنا چاہتی تھی کہ صحیح کام غلط طریقے سے کیا جائے
ہی سامنے آئے گا۔ مگر سامنے تائن اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو بھرے اس کی طرف دیکھ رہی
آہستگی سے نفی میں سر ہلا دیا۔
بھی محبت کرنے والا، روپے پیسے کا مالک لائف پارٹنر۔" وہ پرجوش ہوئی۔ "لو میرج تو اپنی ہی چارم

تائن نے لو میرج کے فوائد پر روشنی ڈالی۔ مومو کو ایمن یاد آگئی۔
"بھی تو ہر کسی کے ہاتھ نہیں آتی۔ کبھی کبھی یونہی خواری ہی مقدر ہوتی ہے۔"
یت سے کہا تو تائن نے زور سے سر جھٹکا پھر مومو کی کنپٹی پر انگلی بجا کر بولی۔
ل ہونی چاہیے سویٹ ہارٹ سب مل جاتا ہے۔"
ہے۔"
ناکاموں کی باتیں۔ جب کچھ نہیں بن پڑتا تو نصیب کو رونے لگتے ہیں۔" تائن نے نخوت سے کہا۔
تم اپنی عقل سے روشن کو کیوں نہیں پالیتیں۔ کس لیے فرخ وغیرہ کے پیچھے خوار ہو رہی ہو؟" مومو نے
گیا تھا۔
راستہ بھٹک روشن اپنی منزل نہیں۔" تائن نے لاپروائی سے کہا۔
اچھل ہی پڑی۔ "تمہارا روشن راستہ بھٹک روشن ہے؟ لعنت ہو تائن میں نجانے کیا سمجھتی رہی۔"
اقصور ہے۔ سنو! اب تو تم مجھ سے خفا نہیں ہو؟"
خفا نہیں ہوں تائن! لیکن اب بھی یہی کہوں گی، یہ کالج چھوڑ کر جانا بالکل ٹھیک نہیں
اب اس ٹاپک کو بند کرو۔ ذرا اپنا موبائل تو دینا۔"
رکھ آئی ہوں۔"
دیکھ لیں۔"
چھپا کر آتی ہوں۔" دونوں پھر سے شیر و شکر ہو گئی تھیں۔ گھر میں بھی مومو
سمیٹ کر ایمن کے کمرے میں شفٹ ہو گئی۔ اسے دیر تک پڑھنا تھا۔
برتن دھوئے، پھر اپنے کمرے میں آ کر آرام سے بستر پر دراز ہو کر کمبل تسلی
کھول لیا۔ تین میسج آئے تھے۔ جس دن سے تائن سے موبائل واپس ایم
مومو نے حسب معمول وہ ایس ایم ایس پڑھ کر ڈیلیٹ کرنے شروع کیے۔ ایس
طرح اچھل پڑی۔
اس کا نام لکھا تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ڈیئر موموا!
چلو اک کام کرتے ہیں کہ ہم جو نظم لکھتے ہیں
تمہارے نام کرتے ہیں
تم ہی عنوان ہو اس کا
تمہارا ذکر ہے اس میں
تمہاری بات ہے اس میں
تمہاری ذات ہے اس میں
تو پھر یہ فرض بھی ہو گا۔
ہمیں تم سے محبت ہے
ہمارے سارے جذبوں کو تمہاری ہی ضرورت ہے
چلو اک نظم لکھتے ہیں
تمہارے نام کرتے ہیں

موموا اپنی جگہ گم صم سی ہو گئی۔
اس نے اس نظم کو تین بار پڑھا۔ اس نظم نے مومو کی زندگی کا رخ بدل دیا تھا۔

☼ ☼ ☼

طارق کے جانے میں محض دو ہی دن رہ گئے تھے۔ اس کی بے چینی اور اضطراب عروج پر [illegible] ناراضی رکھ کر نہیں جانا چاہتا تھا۔ ادھر ایمن تھی کہ بات تو درکنار سامنے ہی نہ آتی۔ رات میں سو جاتی۔ طارق نے ایک آدھ بار جانے کی کوشش بھی کی تو دروازہ لاک ہی ملا۔ دن میں تماشا ہونے سے ڈرتا تھا۔ ایمن کا کیا بھروسا، پھر سے بھڑک اٹھتی۔

"ایمی۔۔۔؟" وہ مخصوص وقت میں ٹیرس پر ضرور جاتی تھی۔ سامنے وہی مانوس سا [illegible] کھیل، ہنگامہ، طارق کی آواز پر ایمن کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"تمہارا زخم اب کیسا ہے؟"

اس کے بالوں کی گندھی ہوئی چوٹی الجھی الجھی سی تھی۔ یقیناً اسے بہت دنوں سے کھول کر [illegible] طارق کا بہت جی چاہتا وہ اس کے بالوں کی تعریف کرے۔ مگر ہر بار یہی سوچ کر رہ جاتا کہ اگر [illegible] ضرور ہی اپنے بال کٹوالے گی۔ ایمن نے اس کے سوال کا جواب نہیں دیا تھا۔ طارق نے [illegible] تعاقب میں دیکھا۔ دونوں بچے پنک ایک جیسے ڈریس میں بال کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

"بہت پیارے بچے ہیں۔ تم ارد گرد گھروں میں نکلا کرو۔ سہیلیاں بنیں گی تو دھیان بھی [illegible]"

ایمن کے لب بھنچ گئے۔ اس نے گردن موڑ کر طارق کو شرر بار نگاہوں سے گھورا۔

"یا تم یہاں سے چلے جاؤ۔ یا میں چلی جاتی ہوں۔"

اس کے بدتمیز لہجے کے باوجود طارق نے ضبط سے کام لیا۔ ورنہ ایمن کا یوں تو تڑاخ سے بات [illegible] ناگوار گزرتا تھا۔ وہ اس سے رشتے میں ہی نہیں عمر میں بھی بڑا تھا۔

"ایمی! اب بس کرو۔ صرف دو دن ہیں۔ پھر مجھے چلے جانا ہے۔" طارق نے بازو پھیلا کر اسے [illegible] چاہا۔ وہ جھٹکے سے پیچھے ہٹ گئی۔

"وہاں جا کر میرے باپ کو ضرور بتانا کہ تم نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟"

"ایمن! میں بات ختم کر رہا ہوں۔" طارق نے تحمل سے کہا۔

"لیکن مجھے بات ختم نہیں کرنا۔" وہ چبا چبا کر بولی اور فوراً ہی نیچے چلی گئی۔ طارق نے [illegible] مارا۔

[illegible] مت ہے۔۔۔ دو دن میں ٹھیک کر دوں گا۔"

[illegible] ہوئے طارق نے فیصلہ کیا کہ اب اسے ایمن کو نہیں منانا۔ وہ اس کے بہت نخرے اٹھا چکا۔ وہ [illegible] طارق نے گھر سے باہر گزارا۔ اگلے دن گاؤں چلا گیا اور شام ڈھلے گھر لوٹا۔ ایمن اس وقت مہرالنسا کا فون [illegible] جس نے چھوٹتے ہی پوچھا تھا۔

"تمہاری طارق کے ساتھ صلح ہوئی؟"

"[illegible] کس نے کہا۔۔۔؟" ایمن جز بز ہو گئی۔

"[illegible] کہہ سکتا ہے؟ لیکن دیکھو۔ سیدھا سادا شخص ہے۔ اسے زیادہ نہ ستاؤ۔" مہرالنسا نے تمسخرانہ انداز میں [illegible] کہا۔ ایمن کو آگ ہی لگ گئی۔

"[illegible] گھر میں کیا ہو رہا ہے کیا نہیں۔ اس سے آپ کو کیا مطلب۔ پھاپھا کٹنی بن کر ٹن ٹن مت لگتی رہا [illegible]"

"[illegible] طرف سے جہنم میں جاؤ۔ صرف یہ کہنے کے لیے فون کیا ہے کہ خدارا اڑ جھگڑ کر میرے سر پر مسلط ہونے [illegible] آنا۔"

"[illegible] میرے باپ کا گھر ہے۔ تمہارے باپ نے جہیز میں نہیں دیا تھا۔" وہ بدلحاظی کی آخری سطح پر تھی۔

"اچھا۔۔۔ تو کیا تمہاری ماں جہیز میں لائی تھی۔ یاد کرو اس بار میں نے نہیں تمہارے باپ نے تمہیں شادی کے [illegible] نکال کر جان چھڑائی ہے۔"

[illegible] کا وہی انداز تھا، جلانا، کلسانا۔ ایمن نے بہت زور سے بٹن دبا کر کال ختم کی، یہی وقت تھا جب طارق نے [illegible] قدم رکھا۔ اس نے اچٹتی سی نگاہ ایمن پر ڈالی۔ وہ وہاں رکنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر ایمن اس کی طرف متوجہ [illegible]

"[illegible] کس نے کہا ہے کہ میری شکایتیں میری سوتیلی ماں سے کرو۔"

[illegible] لہجہ۔ طارق ششدر سا رہ گیا۔ ایک نظر ایمن کے سلگتے چہرے پر ڈالی، غصہ خوب صورت نقوش کس [illegible] رہا ہے۔ وہ دیکھ رہا تھا۔ کاش ایمن بھی دیکھ سکتی۔

"[illegible] ہی۔ تم نے کسی طرح اسے ماں تو کہا۔" وہ تمسخرانہ انداز میں ہنسا۔

"[illegible] خوب کان بھرے ہیں اس عورت نے۔" اس کے لہجے کی ٹون ایسی تھی کہ ایمن کو یقین ہونے لگا۔ وہ [illegible] کا بہانہ کر کے سارا دن مہرالنسا کے ہاں گزار کر آیا ہے۔

"[illegible] شاید کسی نے بھی بات کرنے کی تمیز نہیں سکھائی۔"

"[illegible] سکھاؤ گے؟" وہ خوامخواہ منہ لگ رہی تھی۔

"[illegible] فضول بکواس مت کرنا۔" طارق کو غصہ آنے لگا۔

"[illegible] میری ہر بات تمہیں فضول لگتی ہے۔" وہ تن کر کھڑی ہو گئی۔ طارق کا رستہ رک گیا۔ وہ فوراً "وہاں [illegible] چاہتا تھا۔ ایمن کی زبان سے کچھ بھی بعید نہ تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا ہاتھ دوبارہ اٹھے۔

"[illegible] ہو جاؤ۔ خوامخواہ جھگڑنے کے بہانے۔" طارق نے اسے دھکا دے کر ایک طرف ہٹایا اور بیڈ [illegible] ایمن لڑکھڑا کر صوفے پر گری۔ پھر آؤ دیکھا نہ تاؤ، گل دان اٹھا کر بیڈ روم کی طرف اچھال دیا۔ دروازہ [illegible] کا خوب صورت گل دان دروازے سے ٹکرا کر کرچی کرچی ہو گیا۔ اس میں اور کیا کیا کرچی ہوا تھا۔ [illegible] بھی خبر نہ تھی۔

○ ○ ○

"[illegible]؟"

[illegible] مومو نے جھجکتے ہوئے ایس ایم ایس کیا۔ پیغامات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ تھا جس [illegible] [illegible] دی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"[illegible] راز عاشق۔" ایسے بے باک جواب پر وہ ٹھٹک سے رہ گئی۔
"کیا چاہتے ہو۔۔۔؟"
"تمہیں۔" فوراً جواب ملا۔
"میرے بارے میں کیا جانتے ہو۔۔۔؟" اس نے پیغام بھیجا اور انتظار کرنے لگی۔ اس بار جواب دو لمحوں کی دیر ہوئی۔ یہ ایک دن کی بات نہ تھی۔ جس دن سے موبائل تائی کے پاس سے ہو کر میسج آرہے تھے۔ ایسے میسج کہ جن کے حرف وہ سارا دن نہ نکل سکتی۔ خوب صورت شاعرانہ الفاظ، اس کا بہت بار دل چاہا کہ تائی سے ان کا ذکر کرے۔ مگر پھر جھجک سی آڑے آجاتی۔ بہرحال تائی کا واقف ہی تھا۔
ایس ایم ایس آگیا تھا۔ اس نے کھولا۔ پڑھ کر اس کا دل دھک سے اڑ گیا۔
"[illegible] وقار الحسن 'تھرڈ ایئر' آنکھوں اور بالوں کا رنگ ڈارک براؤن 'رنگ [illegible]' جس میں یہ کے درخت ہیں۔ کتابیں پڑھتی ہو۔ سنو! تمہیں [illegible] اچھی کتابیں بھجواؤں؟"
مومو نے گھبرا کر موبائل آف کر دیا۔ [illegible] اتر آیا۔ دل دھک دھک کر رہا تھا۔
"کون ہے یہ؟ میرے بارے میں اتنا [illegible] جانتا ہے۔ اتنا [illegible] نہیں سب کچھ۔۔۔ سب کچھ جانتی ہے۔" اس کے ذہن نے ایک [illegible] کلک کیا۔
"تائی کا بچہ۔" اسے بے طرح غصہ آیا۔ "[illegible] کو میرے بارے میں بتاتی رہتی ہے۔ یا اس نے کتابیں بھجوادیں تو۔۔۔"
مومو نے گھبرا کر موبائل آن کیا۔ وہ میسج فوراً [illegible] مومو نے [illegible] میسج کھولا۔ تبھی وہ [illegible] تیزی سے اندر آئی۔ اتنی تیزی سے کہ وہ موبائل چھپانا بھی بھول گئی۔ اس کے چہرے کا رنگ [illegible] ساکت نظروں سے آنے والے کو دیکھ رہی تھی۔

[illegible]

طارق کی سیٹ کنفرم ہو گئی تھی۔ آج شام [illegible] تھا۔ وہ خاموشی سے اپنا چھوٹا موٹا سامان [illegible] ایمن کو بھی پتا تھا کہ آج اس کی فلائٹ ہے۔ [illegible] رکھتے ہوئے صغریٰ نے رنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔ پھر آہستہ آواز میں بولی۔
"آج صاحب نے جانا ہے۔"
"تو۔۔۔؟" ایمن نے تیوری چڑھا کر اسے دیکھا۔
"ایمن بی بی! چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ [illegible] جانے سے پہلے [illegible] صلح کر لیں۔"
"تمہیں کوئی تکلیف ہے۔۔۔؟" ایمن کو اس کی جسارت خاصی ناگوار [illegible]
"دیکھیے [illegible] ٹھیک ہے غصہ [illegible] زیادہ غصہ بھی [illegible]
یہاں [illegible] تو گھر [illegible]"
صغریٰ نے [illegible]
"اوہ۔۔۔ تو تمہیں [illegible] ایسا [illegible] نہیں رو رہی [illegible]
"میں تو۔۔۔" [illegible] کی ہو گئی۔
"جاؤ کم از کم ناشتہ تو [illegible] سے کرنے دو۔" ایمن نے بے زاری سے ہاتھ ہلایا۔ تبھی طارق چلا [illegible] سرسری نگاہ اس پر ڈالی۔ پھر سامنے والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔
"ہاں! ناشتہ۔۔۔" طارق نے صغریٰ سے کہا۔ [illegible] بار پھر ایمن کو دیکھا۔ طارق کا خیال تھا کہ اس [illegible] بیٹھ کر ناشتہ کرنے [illegible] یہاں سے اٹھ جائے گی۔ مگر وہ بڑے سکون سے [illegible] ختم کر [illegible]

[illegible] بڑی فلائٹ ہے۔"
[illegible] آخری گھونٹ بھرا اور کھڑی ہو گئی۔
[illegible] چھوڑ دیں گے؟"
[illegible] جواب تھا۔ طارق نے حیرت سے اسے دیکھا۔ آج اسے ملک چھوڑ جانا تھا۔ [illegible] کے بجائے کسی اور کے گھر جانے کا کہہ رہی تھی۔
[illegible]" کچھ توقف کے بعد ایمن نے دوبارہ بے حد سنجیدگی سے دریافت کیا۔ طارق کچھ [illegible] دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ ایمن کو اس کے یوں دیکھنے سے الجھن سی ہونے لگی۔ اس کی آنکھوں [illegible] ایمن کو یقین ہونے لگا۔ وہ ابھی سامنے پڑا کوئی بھی برتن اٹھا کر نیچے دے مارے گا۔ وہ تیار [illegible] جواباً اسے بھی کئی برتن توڑنا تھے۔ لیکن کچھ لمحوں کے بعد طارق کی آنکھوں کی کیفیت [illegible] بولے بغیر اس نے اثبات میں سرہلا دیا۔
[illegible] ایمن کے چہرے پر الجھن سی پیدا ہوئی۔ دوسرے لمحے وہ جھٹکے سے مڑ کر بیڈروم میں چلی [illegible] اندر جاتے دیکھا۔ ایک دم ہر چیز سے اس کا دل اچاٹ ہو گیا۔ ناشتہ، اخبار سب [illegible] زیاں تھا، جو اس کے اندر جاگ رہا تھا۔ صغریٰ نے ناشتے کی ٹرے سامنے رکھی تو وہ خاموشی سے [illegible]

[illegible] ناشتہ تو۔۔۔" وہ کوئی بھی جواب دیے بغیر باہر چلا گیا۔
[illegible] کے نخرے اب یہ سب بھی ہمیں ہی بھگتنا پڑے گا۔"
[illegible] بعد ایمن تیار ہو کر آگئی۔ فیروزی کڑھائی والے سوٹ میں، جس پر سفید دھاگے کی کڑھائی [illegible] سیٹ پہنے وہ بہت دل سے تیار ہوئی تھی۔ سفید موتیوں والا چھوٹا سا پرس ہاتھ میں تھا۔ [illegible] لے آیا تھا۔ دونوں خاموشی سے بنا ایک دوسرے سے بات کیے گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے۔
[illegible] میری سمجھ میں نہیں آئی۔ جب تک شوہر گھر میں تھا۔۔۔ بیوی اول جلول حلیے میں پھرتی رہی۔ [illegible] سنگھار کیے بیٹھی ہے۔ اب گئے نجانے کہاں ہیں۔"
[illegible] تجھے سمجھ نہیں آئی۔ یہ سارا دل کا معاملہ ہے۔" ڈسٹنگ کرتی رجو کھلکھلا کر ہنسی۔ صغریٰ [illegible]

[illegible] مل رہی ہیں۔
[illegible] ہوئے دن کا اشارہ کیا۔ جس کا مطلب تھا کہ اس کی طلاق کی عدت پوری ہو [illegible]
[illegible] نے اسے دل کھول کر گالیاں دیں۔ مگر آج کل تو گالیاں بھی پھول بن کر لگتی [illegible]
[illegible] خاموشی تھی۔ [illegible] تک ایمن گاڑی سے باہر جھانکتی رہی۔ طارق [illegible]
[illegible] سرکاری گھر کے سامنے جا کر [illegible]
[illegible] کی طرف [illegible]
[illegible] انتظار کیے بغیر ہی چھوٹا سا [illegible] دروازہ [illegible]

[illegible] سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔ [illegible]
[illegible] لگ رہی تھی۔

[illegible] ہوئی۔ [illegible] چونکی۔
[illegible] آئی ہو؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس نے ایمن کے عقب میں آتے طارق کو دیکھا تو مزید کوئی بھی سوال کرنے سے پہلے ہی غزاپ غائب ہو گئی۔ ایمن ہکا بکا سی کھڑی رہ گئی۔ دوسرے پل وہ بڑی سی چادر میں اپنا وجود چھپائے آ گئی۔ تب اس کے پاس آ کھڑا ہوا تھا۔ وہ طارق سے ناراض ہونے لگی۔

"کب سے کہہ رہی ہوں کہ میں نے تم دونوں کی دعوت کرنی ہے۔ تم ٹالتے چلے گئے۔ آج آ گئے۔ ایک فون ہی کر دیتے۔ میں طاہر کو روک لیتی۔" جواباً وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"یہ ایمن ضد کر رہی تھی کہ سدرہ سے ملنے جانا ہے۔ اسی کو چھوڑنے آیا ہوں۔"

"آج تو غالباً تمہیں واپس جانا ہے؟"

"ہاں۔ طاہر بھائی سے کہنا۔ اسے گھر چھوڑ آئیں گے۔"

"مگر تم کہاں جا رہے ہو؟" سدرہ بوکھلائی۔

"مجھے کچھ ضروری کام نمٹانے ہیں۔ یہ گھر میں اکیلی ہوتی ہے اس لیے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔"

اس نے نجانے کیوں وضاحت دی۔ سدرہ کہنا چاہتی تھی کہ وہ پہلے بھی تو گھر میں اکیلی ہی ہوتی تھی ہو گئی۔ دونوں میاں بیوی کے مابین اک محسوس ہوتا تناؤ۔ اور گریز تھا جسے سدرہ نے فوراً ہی بھانپ طارق نے واپس جاتے ہوئے اسے خدا حافظ کہا تھا نہ ایمن نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"آؤ اندر چلیں۔" سدرہ نے اک ہلکی سی سانس کھینچی۔ اور اسے لیے اندر آ گئی۔

"تم بیٹھو۔ میں ذرا دیر میں باہر سے بلڈ اسپیشل آؤں۔"

وہ ایمن کو ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر پھر سے باہر نکل گئی۔ چھوٹا سا سادگی سے سجا کمرہ تھا۔ معمولی سامان ایمن کے سامان کے مقابلے میں۔ مگر سلیقہ اور نفاست نمایاں تھی۔ کہیں دھول مٹی کا شائبہ بھی نہ دوسرے دروازے سے اندر آئی۔ تو کپڑے بدل چکی تھی۔ ہاتھ میں پکڑی چھوٹی سی ٹرے میں جوس کے رکھے تھے۔

"آپ نے کوئی ملازمہ نہیں رکھی۔" ایمن نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"ہم دو تو افراد ہیں۔ اتنا کام ہی نہیں ہوتا۔" اس نے سادگی سے بتایا۔

"پھر بھی اس حالت میں۔" ایمن نے جملہ ادھورا چھوڑا۔

"اس حالت میں بھی عورت کو ہلتے جلتے رہنا چاہیے۔ بھاری کام کبھی کیے نہیں، طاہر خاصا ہاتھ ہیں۔"

"طاہر بھائی ایسے لگتے تو نہیں کہ آپ کے ساتھ برتن دھلواتے ہوں گے۔"

"مطلب صرف برتن دھلوانے سے تو نہیں ہوتی۔ اپنے کپڑے خود پریس کر لیتے ہیں۔ اپنے لیے کھانا ہیں گندے برتن کچن میں رکھ آتے ہیں۔ میں زیادہ تھک جاؤں تو اپنے اور میرے لیے دودھ کا گلاس لاتے ہیں۔" وہ ہنستے ہنستے تفصیل بتانے لگی۔

"اچھا۔" ایمن کچھ غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"آؤ۔ تمہیں اپنا گھر دکھاؤں۔" کھلے کھلے کمروں اور کھڑکیوں والا گھر تھا۔ گھوم پھر کر دونوں کچن میں آ

"تم لوگ بتا دیتے تو میں کچھ اہتمام ہی کر لیتی۔ اب تو جو گھر میں ہے۔ وہی بنانا پڑے گا۔" سدرہ شرمندہ سی کہنے لگی۔

"اہتمام کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جو ہے وہی چلے گا۔" ایمن کا ذہن الجھا الجھا سا تھا۔ مگر بظاہر کہا۔ اور سدرہ کے کچن میں اچانک آنے والے مہمانوں کے لیے بہت کچھ تھا۔ اس نے فریزر سے نکالا۔ اور گوشت بھی۔

"لائیں۔ میں ہیلپ کروا دوں۔" "ارے نہیں۔ تم آرام سے بیٹھو۔ پہلی بار میرے گھر آئی ہو۔"

ابھی پھوہڑ نہیں ہوں۔ اچھا خاصا کھانا بنا لیتی ہوں۔" ایمن نے قدرے ناراضی جتائی تو وہ ہنس دی۔

اپنے کا مظاہرہ طارق کے سامنے کرو نا۔ وہ تو کہتا ہے تمہیں کچھ بنانا نہیں آتا۔"

رے کا رنگ تیزی سے بدلا۔ اس نے چبا چبا کر پوچھا۔

"کیا کہتا ہے؟"

"تم سلاد بنا لو۔ اور رائتہ بھی۔"

لہجے کی تلخی محسوس کر کے سدرہ نے فوراً بات پلٹ دی۔ ساتھ ہی سلاد کے لیے سبزیاں ٹوکری میں سامنے رکھ دیں۔ ایمن نے بھی زیادہ اصرار نہیں کیا اور خاموشی سے سلاد بنانے لگی۔ سدرہ نے ہمیں شروع کر دیں۔ اسکول اور کالج کے قصے۔ انہی باتوں میں اس نے ہرے مسالے کا گوشت، یخنی سوجی اور انڈوں کا حلوہ بنا لیا۔ ایمن سلاد اور رائتہ بنا کر کب کی فارغ ہو چکی تھی۔ وہیں کچن میں بیٹھ میں لطف آ گیا۔ ٹیبل تک لے جانے کو ایمن نے خود ہی منع کر دیا تھا۔ اسے لگا اس نے برسوں کے کر کھانا کھایا ہے۔ اتنی رغبت اور شوق کے ساتھ۔ اس نے بے ساختہ اپنے خیالات کا اظہار بھی

"تمہاری صغریٰ اور اس کی بیٹی تو خود اتنے بہترین کھانے بنا لیتی ہیں۔"

خاک نہیں آتا۔" چائے کی خوشبو سارے کچن میں پھیلی تھی۔ سدرہ دونوں کے لیے سبز چائے بنا

"بھی نہ کچھ بنا لیا کرو۔" سدرہ نے اسے پھر سے اکسایا۔ مگر وہ بات بدل گئی۔

سنبھال کر رکھو۔ بعد میں کھاؤں گی۔"

ے ساتھ ساتھ سدرہ نے شادی کی مووی لگا دی۔ خود وہیں ایک طرف استری اسٹینڈ پر طاہر کے کرنے لگی۔ کاٹن کے کلف لگے کپڑے وہ کس احتیاط محنت کے ساتھ دبا دبا کر استری کر رہی تھی۔

ہلکان کرتی ہیں۔ دھوبی سے کروا لیا کریں۔" ایمن اس کے بیڈ پر نیم دراز تھی۔

کہا۔ اپنے شوہر کا چھوٹے سے چھوٹا کام اپنے ہاتھوں سے کرنے میں کیسا لطف، کیسی فرحت کا

ہے۔"

سدرہ نے صاف اس پر طنز کیا ہے۔

یہاں آ کر کیا کیا پھوٹتا رہتا ہے۔"

ل کر سوچا۔ شام ڈھلے سدرہ کے شوہر بھی آ گئے۔ ایمن سے خوش دلی سے ملے۔ پھر دوسرے کمرے سدرہ کی دوڑیں لگ رہی تھیں۔ چائے، پانی، کپڑے، جوتے۔ وہ منٹ منٹ بعد اٹھ کر بھاگتی۔

نے لگی۔

تھا کہ ایمن اب واپس جانا چاہے گی۔ مگر ایمن مغرب کی نماز کے بعد یوں آرام سے بیٹھی تھی۔

گزارنے کا ارادہ ہو۔

الجھن میں تھی۔ ایمن کا رویہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

لو میرج ہے۔" وہ ذرا دیر کے لیے باہر طویل روش پر ٹہلنے نکلی تھیں۔ تب ایمن نے اچانک

ے سدرہ کا یوں اپنے گنجے شوہر کے آگے پیچھے پھرنا سمجھ میں نہ آیا تھا۔

ہیں۔ لیکن نکاح کے دو بولوں میں اتنی طاقت تو ہوتی ہے کہ میرج لو بن جائے۔ کیوں تمہیں طارق محسوس نہیں ہوتا؟" اس نے چھیڑا تو ایمن کو کوفت ہونے لگی۔ وہ ہر بات میں نجانے اسے کیوں

تھی۔ اس نے بالکل خاموشی اختیار کر لی۔ گویا سدرہ کی بات سنی ہی نہیں۔

ٹائم کتنے بجے ہے؟" اس کی خاموشی سے تنگ آ کر اس نے سوال کیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

”سات بجے۔“ ایمن نے بے خیالی میں جواب دیا۔
”سات۔۔“ سدرہ کے قدم ٹھٹک گئے۔ اس نے بے اختیار رک کر ایمن کو دیکھا۔ جبر
سات بجنے میں دس منٹ باقی تھے۔
”تمہیں۔۔ طارق کو سی۔ آف کرنے نہیں جانا تھا؟“
”نہیں۔۔“ ایمن نے سر اٹھا کر سنجیدگی سے کہا۔
سدرہ بھونچکی رہ گئی۔
”ایمن!“ اس نے دونوں ہاتھ ایمن کے کندھوں پر رکھے۔ ”تمہارے اور طارق کے در
”کچھ بھی نہیں۔“ ایمن نے بہت جما کر یہ تین الفاظ کہے تھے۔ پھر سدرہ کے ہاتھ ا
ہوئے سپاٹ لہجے میں بولی۔
”طاہر بھائی سے کہو مجھے گھر چھوڑ آئیں۔“
سدرہ لب بھینچ کر اس کے ساتھ اندر آگئی۔
ایمن گھر لوٹی تو جانے والا جا چکا تھا۔۔ اس کا بیڈ روم طارق کے سامان سے بالکل خالی تھا
پر دراز ہو گئی۔
”مجھ پر ہاتھ اٹھانے سے قبل سوچنا تھا طارق جمال! یونہی خوار کروں گی۔“

☼ ☼ ☼

موبل ششدر سی آنے والی کو دیکھ رہی تھی۔ مگر جو جو اس کی سمت دیکھے بغیر ہی الماری
شاید یہاں اپنے ضروری نوٹس بھول گئی تھی۔ موبل کا ہاتھ آہستگی سے کمبل کے اندر رینگ
اپنی ٹانگ کے نیچے دبا لیا تھا۔
جو جو مختلف جرنل کھولے اطمینان سے اپنے مطلوبہ نوٹس ڈھونڈ رہی تھی۔ تب ہی موبا
ٹانگ کے نیچے موبائل وائبریٹ ہو رہا تھا۔ اس نے چور نظروں سے جو جو کو دیکھا۔ وہاں اٹھنے
اسے غصہ آنے لگا۔
”اب آدھی رات کو تمہیں کیا مصیبت پڑ گئی ہے؟“
جو جو نے چونک کر سر اٹھایا۔
”لائٹ بند کرو‘ مجھے نیند آ رہی ہے۔“
”میں نے تو نہیں جلائی۔ تم نے پہلے سے جلا رکھی تھی۔“ جو جو نے لاپروائی سے کہا۔
”تو اب بند کر دو۔“
”صبر تو کرو۔ ویسے، چاہے ساری رات بیٹھی رہو۔“ وہ کچھ بڑبڑاتی‘ خفا ہوتی اپنی مطلوبہ اشیا
چلی گئی۔ موموں نے ایک طویل سانس خارج کی‘ جھپٹ کر موبائل نکالا‘ اس سے قبل وہ دروازہ
تھی۔
”کیا ہوا‘ ڈر گئیں کیا؟“
”میں کیوں ڈروں گی۔ ایسی معلومات تو کوئی بھی کہیں سے ذرا سی کوشش کے ساتھ حاصل کر
نے قدرے بے نیازی دکھائی۔
”کیوں؟ تم نے سوچا کہ اک لڑکا کسی لڑکی کے بارے میں اتنی ڈھیر ساری معلومات کیوں حاصل کر
اس کے سوال نے موموں کو الجھا دیا۔
”ہاں۔۔ وہ کیوں اس کے بارے میں اتنا سب کچھ جاننا چاہتا ہے؟“ اسی الجھن میں موموں نے سوال
”لڑکی کو متاثر کرنے کے لیے۔“

...نا ...رنا چاہتا ہے؟“ فوراً ”اگلا سوال سامنے تھا۔
...مارت ہوتی ہے۔“ موموں سے کچھ خاص جواب نہ بن پایا۔
... سمجھ رہی ہو؟“
... نہیں ہے؟“
...لڑکی۔۔ اسے محبت کہتے ہیں۔“
...“ موموں نے زیر لب دہرایا۔ دل میں عجیب سی اتھل پتھل ہونے لگی۔۔ وہ بہت دیر تک کوئی جواب ...
... آنے لگی۔ موموں نے لرزتی انگلی کے ساتھ میسج کھولا۔
... ریسیو کرو۔“
... موموں نے گھبرا کر موبائل ہی آف کر دیا۔ اس نے نم ہتھیلی سے موبائل پرے رکھا اور بے خیالی میں ...
... لگی۔ دل الگ دھڑک دھڑک کر پاگل ہو رہا تھا۔ زندگی میں پہلی بار کسی نے یوں اس سے اپ...
... لڑکے نوخیز جذبوں میں ہلچل مچا دی تھی۔ اور ایسا کرنے والے کو کوئی محنت نہیں کرنا پڑی تھی ...
... پر چپکے سے بیج بو دیا تھا۔ ضرب ہمیشہ وہیں پڑتی ہے۔ جہاں کمزوری دکھائی دے۔
... مان کر لیٹ گئی مگر چین نہ آیا۔ اس کا جی چاہا وہ پھر سے سارے SMS پڑھے۔ اس ...
... پڑا موبائل اٹھا کر آن کیا۔ مگر ابھی آن ہی کیا تھا کہ اس کی کال آنے لگی۔ موموں نے پھر ...
... ابھی اس سے بات کرنے کے لیے ذہنی طور پر تیار نہ تھی۔ مگر اس نے جتنی بار آن کیا۔ وہ اتنی با...
...ا۔
... آن یہ سوئے گا نہیں۔“
... آنے لگا‘ الجھن ہونے لگی‘ مگر اس الجھن میں لذت تھی‘ سرشاری تھی۔ رات بہت دیر کے بعد ا...
... دروازہ دھڑ دھڑانے پر آنکھ کھلی۔ موبائل اس کے ہاتھ سے لڑھک کر نیچے جا پڑا تھا۔ مومو...
... سے دراز میں رکھ کر دراز لاک کی۔ پھر بھاگ کر دروازہ کھولا۔
... لیاں لے کر سوتی ہو۔ اب آ کر ممی کی ڈانٹ سنو۔“ جو جو غصے سے کہتے ہوئے مڑ گئی۔ وہ خود کا...
... تیار تھی۔ موموں نے بے اختیار وال کلاک پر نگاہ دوڑائی۔ وین آنے میں تھوڑا ہی وقت تھا۔
... اچھا خاصا لتاڑا۔ سخت سست سنائیں۔
... دروازہ کیوں لاک کیا تھا۔ ایسے کون سے کھیل کھیلنے ہوتے ہیں بند کمرے میں۔ اور کل ...
... میں سویا کرو۔“
... اچھل کر حلق میں آگیا۔ اس نے مدد طلب نگاہوں سے ناشتہ کرتی جو جو کو دیکھا۔ اس نے بے نیاز...
...یا۔ رات ہی تو اس نے جو جو سے مس بی ہیو کیا تھا۔
... وین کا ہارن سنائی دینے لگا۔
... بغیر ناشتے کے۔“ مہر النساء نے غصے سے کہا۔ موموں نے وین آجانے پر شکر کیا۔ اور بیگ اٹھا ک...
... آن تائن سے بہت کچھ شیئر کرتا تھا۔ تائن اسے گراؤنڈ میں ہی مل گئی۔ دونوں کا یہ پیریڈ فری تھا۔...
... نے فری کر ہی لیتا تھا۔ اس نے بیگ سے موبائل نکالا۔ جو وہ آتے ہوئے دراز سے لانا نہیں بھو...
... دکھاتا ہے۔“ وہ اسے کھینچ کر درختوں کے پیچھے لے گئی۔ اک گھنے درخت کی اوٹ میں دونو...
...یں۔
...SM... پڑھو۔“
...وں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ ایک کے بعد ایک پڑھنے کے بعد اس نے بے ساختہ کہا۔
...ت۔“

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

”جس دن سے میں نے موبائل تم سے واپس لیا ہے۔ طرح طرح کے نمبروں سے کالز آتی ہیں۔ یہ ا
پیچھے ہی پڑ گیا ہے۔“ مومو نے قدرے ناراضی دکھانے کی کوشش کی۔
”تم جواب دیتی ہو‘ اسی لیے پیچھے پڑا ہے۔“ تائن نے آرام سے کہا۔ مومو خجل سی ہو گئی۔ واقعی
طرح وہ اس نمبر کو بھی نظرانداز کر دیتی تو وہ کیوں اتنا آگے بڑھتا۔
”میں نے تو بس یونہی...“
”ہاں تو وہ بھی بس یونہی۔“ تائن کھلکھلا کر ہنس دی۔
”تمہیں ضرورت کیا تھی‘ میرا نمبر ہر کسی کو دینے کی۔“ مومو کو اس کی ہنسی پر غصہ آ گیا۔
”سم بدلوا دو۔“ مومو چپ چاپ لب چبانے لگی۔ ”ہاں“ نہیں کہا۔ تائن نے اسے غور سے
مسکرائی۔
”اب مسئلہ کیا ہے؟“
”وہ مجھ سے بات کرنا چاہتا ہے۔“ مومو نے لب چباتے ہوئے آہستگی سے بتایا۔
”تو کر لو۔“
”واہ! میں کوئی ایسی ویسی لڑکی ہوں۔“ مومو چمک کر بولی۔
”یہ ایسی ویسی لڑکی کیا ہوتا ہے۔ تم کیا اس کے ساتھ ڈیٹ پر جا رہی ہو۔ بات کر لو۔ نہ اچھا لگا تو
کر دینا۔ زیادہ تنگ کیا تو سم بدل لینا۔ سمپل۔“
”لیکن...“ مومو متذبذب تھی۔ ”اسے میرے بارے میں اتنا سب کیسے معلوم ہوا ہے۔“
”آج کل کیا مشکل ہے... ادھر ادھر کے سب کچھ کر لیتے ہیں...“ اس نے موبائل پر نمبر ملا کر کان سے ل
”پھر بھی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ اسے میری آنکھوں کا رنگ تک معلوم تھا۔“
تائن کی توجہ مومو کی طرف نہیں تھی۔ وہ دوسری طرف ہونے والی بیل سن رہی تھی۔
”زہے نصیب... کہاں تو کال ریسیو کرنے سے کترا رہی تھیں۔ کہاں خود سے نمبر ملا بیٹھیں۔ ا
سمجھوں یا اپنی خوش نصیبی۔“ دوسری طرف سے چھوٹتے ہی پوچھا گیا۔ تائن لاؤڈ اسپیکر آن کر چکی
بری طرح اچھلی۔ اس نے تائن کے ہاتھ سے موبائل چھیننے کی کوشش کی۔ مگر تائن نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔
”جو مرضی سمجھیں... صرف اتنا بتا دیں۔ آپ میری بھولی بھالی دوست کو تنگ کس خوشی میں کر رہے
”وہ تو... یہ موول نہیں ہے۔“ اس نے اک مایوس سی سانس بھری۔
”جی۔ یہ وہ نہیں ہے۔ آپ نے میری بات کا جواب کیوں نہیں دیا؟“ مومو اب اشاروں سے ا
تھی۔ تائن نے اسے بری طرح گھورا۔
”اس کا جواب اپنی بھولی بھالی دوست سے لو۔ میں تنگ کر رہا ہوں یا وہ...
چور کو چور نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔“
”سنیں! آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔ میری معصوم سی دوست نے ایسا کیا چرا لیا۔“ تائن نے م
ماری۔ وہ اب ڈھیلی سی ہو کر ان کی باتیں سننے لگی تھی۔
”میری راتوں کی نیندیں‘ میرا سکھ چین‘ سب سے بڑھ کر میرا دل۔“ اس نے اک آہ بھری۔
”ارے... تو اپنا دل اتنا کھلے عام کیوں رکھ چھوڑا تھا۔“ تائن نے مومو کے کندھے پر ہاتھ مارا۔
”کھلے عام کہاں رکھا تھا۔ بس نقب ذرا گہری لگ گئی۔“ اس نے مزے سے کہا۔
”باتیں اچھی بنا لیتے ہیں۔“
”جی! آپ نے سنا ہی کیا ہے... اچھا... سنو... وہ تمہارے پاس بیٹھی ہے۔“
”ہاں بالکل پاس...“ تائن نے اس کے کندھے سے اپنا کندھا ٹکرایا۔
”اس سے میری بات کروا دو۔“ لہجہ ملتجی ہو گیا تھا۔

...میں۔“ تائن ہنسی۔ مومو ہاتھوں سے نفی کا اشارہ کر رہی تھی۔
...محبوبہ کی سہیلیاں بہت تنگ کرتی ہیں۔“
...کتنی محبوباؤں کا تجربہ ہے؟“
...بتا تا سکتا ہوں کہ محبت صرف ایک سے ہوئی ہے... اب جلدی سے اپنا معاوضہ بتاؤ۔“
...میں کیوں معاوضہ لینے لگی۔ بس ہماری دوست کے موبائل میں بیلنس ڈلوا دیں۔“
...اس کے زور کا دھچکا جڑا۔
...تائن نے اک مصنوعی چیخ ماری۔
...وہ گھبرا گیا۔
...ہو گیا۔ لیں بات کریں۔“ اس نے جھٹ سے مومو کے کان سے موبائل لگا دیا۔
...سے پیچھے ہٹ رہی تھی۔ ایک دم ساکت ہو کر دوسری طرف سے ابھرتی آواز سننے لگی۔

...لگتا تھا۔ وہ روشنی کی طرف سفر کر رہی ہے۔

❋❋❋

...گے مہینے سے اوپر ہو گیا۔ بینک میں موجود رقم ختم ہونے کو آئی اور اس نے ابھی تک روپے نہیں
...ن کو تو خبر ہی نہ تھی۔ اس دن صغریٰ نے یاد دہانی کروائی۔
...سامان ختم ہونے کو آیا ہے۔“
...نے بینک فون کر کے پتا کیا۔ وہاں صرف دو ہزار تھے۔
...ار میں مہینہ تو نہیں گزرے گا۔“ وہ پہلی بار تشویش کا شکار ہوئی۔
...نے انتقاماً بالکل ہی روپے نہ بھجوائے تو... تو کیا کروں گی؟ کس سے مانگوں گی؟“ وقار الحسن سے‘ یا

...قابل قبول نہ تھا۔ وہ گم صم سی صغریٰ کی شکل دیکھ رہی تھی۔
...بی بی...؟“
...دن کیسے نکلیں گے... کچن بالکل ہی خالی ہو گیا ہے؟“ یمن نے بے وقوفوں کی طرح پوچھا۔
...ابھی کچھ دن تو چل جائے گا۔“
...بس بہت ہے‘ جاؤ۔“ یمن نے جھنجلا کر کہا تو صغریٰ خاموشی سے چلی گئی۔
...بی بی! یہ اوقات ہے تمہاری۔ وہ شخص ہاتھ کھینچ لے... تو تم بھوکوں مرو تو پھر کس بات کا زعم ہے۔

...غبار کی طرح سر کو چڑھتا رہا۔ اور وہ بہانے بہانے سے نوکروں پر برستی رہی۔ پھر غصہ بے بسی میں

...یمن! اس شخص سے اتنا نہ بگاڑو کہ سڑک پر آ جاؤ۔“
...سمجھوتے کے لیے تیار کیا۔
...اپنے عروج پر تھی جب طارق نے پیسے بھجوائے‘ اوپر سے جی بھر کر گالیاں دیں۔ مگر اندر کہیں
...کیا۔
...کسی اور کے سامنے ہاتھ تو نہ پھیلانا پڑے گا۔“
...خاص چلن سے گزرنے لگی تھی۔
...وقت‘ وقت کا زیاں‘ بس دن رات تھے جو آگے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ طارق چلا جاتا تو وہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جھنجلاتی' لاشعوری طور پر اس کی واپسی منتظر رہتی آجاتا تو لڑنے کے بہانے ڈھونڈتی' بات بے بات روتی' طارق نے بھی گویا صبر ہی کر لیا تھا۔ وہ اس کی تمام ضروریات کا خیال رکھتا۔ جو دس دن چاچا' چاچی کے ساتھ گزارتا' ایمن کو یہ بھی گوارہ نہ ہوتا ... بیٹھ جاتی۔ میکے بہت بھر کے لیے۔

بابر البتہ باقاعدگی سے چکر لگا لیتا تھا۔

وقار الحسن نے شادی کے بعد سے اسے کبھی فون نہ کیا تھا۔ وہ اسے اپنی زندگی سے نکال چکے تھے۔ طارق نے ان سے بھی کوئی شکوہ نہ کیا۔ ظاہر ہے انہوں نے طارق کے سامنے اپنی مجبوری بیان کی تھی' اسے مجبور تو نہ کیا تھا۔ فیصلے کا مکمل اختیار تو خود طارق کے پاس تھا' لو آمادگی اور رضامندی کے ساتھ ایمن کو قبول کیا تھا۔ وہ وقار الحسن سے پہلے کی طرح ملتا مگر وہ پہلے والی بات نہیں رہی۔ وہ طارق سے اس موضوع پر بات کرنے سے بھی کتراتے

و۔

رجو جا چکی تھی۔ کبھی کبھی ایمن کو لگتا یہ تنہائی اسے ڈس لے گی۔

"کیا زندگی اسی طرح بے مقصد ہی گزر جائے گی۔"

وہ گھنٹوں ٹیرس پر بیٹھ کر سامنے والے گھر کے لان کو تکتے ہوئے سوچتی۔

شاید ایسا ہی ہوتا ... مگر ...

تبدیلی اچانک نمودار ہوتی ہے' یا اس کا خمیر پہلے سے اٹھنے لگتا ہے۔ انسان کو خبر بھی نہیں کے اندر کچھ بدلنے لگتا ہے۔

وہ بھی ایسا ہی اک دن تھا۔

بظاہر عام سا اکتایا ہوا دن ... جس کے دامن پر ذرا بھی خوشگواریت نہ تھی۔

وہ معمول کی طرح تنہا واک کرنے لگی تھی۔ اس کے نیچے خشک پتے چرچراتے احتجاج کر ... ایسی صدائیں اس کے اندر سے بالکل نہیں اٹھتیں۔ عجیب بے حسی کا عالم تھا۔ جس میں وہ ... وہ ننھا سا بچہ اپنے بال کے پیچھے بھاگتا ہوا گیٹ سے نکلا۔ اور اس سے بری طرح ٹکرا گیا۔ اپنے سے وہ سنبھل نہ سکا اور بے خیالی میں ایمن اسے سنبھال بھی نہ سکی۔ وہ پیچھے کو الٹ کر گرا ... ٹکرایا۔

"اوف ... شرارتی لڑکے۔" وہ بوکھلا کر اسے اٹھانے کو جھکی۔ تو بری طرح سے گھبرا گئی ... بچے پچھلی طرف سے تیزی کے ساتھ خون سے رنگین ہو رہے تھے۔

"اوہ میرے خدا ..." اس نے بچے کو بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے پلٹ کر گیٹ کی طرف ... بزرگ 'جو غالباً' بچے کے دادا تھے۔ شاید بچے ہی کو دیکھنے کے لیے نکلے تھے۔

"بیٹے ... بیٹے ..." وہ ایک دم چلائی۔ بوڑھے ... ہوئے تو ہی سڑک عبور کر ... سے بچے کو لیتے ہوئے تیزی سے آوازیں دیں۔

"باسط ... باسط۔"

خاموش پرسکون فضا میں ان کی لرزیدہ آواز مطلوبہ شخص تک پہنچ گئی۔ آن واحد میں سب ... آئے۔ دوسرے لمحے وہ بچے کو گاڑی میں اسپتال لے کر جا رہے تھے۔ ایمن نے مڑ کر دیکھا۔ دادی دوسرے بچے کے ساتھ رہ گئی تھیں۔

"آپ فکر نہ کریں۔ وہ ٹھیک ہو جائے گا۔" ایمن کو کچھ تو کہنا تھا۔ انہوں نے صرف اثبات ... ہی منہ میں کچھ پڑھتی رہیں۔ ایمن واپس پلٹ آئی۔ یہ وہی لوگ تھے جنہیں وہ ہر روز ٹیرس ... رات گئے تک اس کا ذہن بچے میں ہی اٹکا رہا۔ اس نے ایک دوبار ٹیرس سے جھانکا۔ کر بھی ...

... خیالی میں گزری۔

... سے زیادہ حساس ہو گئی ہوں۔"

... ہی خیال تھا جو اس کے ذہن میں آیا۔

... دکھایا۔

"... آیا ہے باجی! اماں نے کہا دیکھ آؤ باجی ٹھیک تو ہے۔"

"... ہیں۔" ایمن نے ذرا اوپر ہو کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔

... گہری سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا۔

"... تو وہ خاصی مضمحل اور سنجیدہ سی لگی۔

... ناشتے میں لیا لیں گی؟"

... رہی تھی۔ مگر اس نے لریدا نہیں۔ ناشتے کا بتا کر خود واش روم میں چلی گئی۔

... اس نے پوچھا تو وہ پھٹ پڑی۔

"... زندگی عذاب ہوئی ہے۔ ساس نندیں ہر وقت طعنے دیتی ہیں ... کہ میں نے ان کے لڑکے کا سارا ... ان ... ٹھے والی کہتی ہیں ... کہ شوہر کے ہوتے ان کے لڑکے سے یاریاں گانٹھتی تھی۔ صبح ... ہیں اور روٹی دیتے ہوئے مشٹنڈیوں کی جان نکلتی ہے۔ کہتی ہیں ... تیری ہڈیاں گھسا کر وہ ... کے لڑکے نے میرے بدلے لیا ہے۔"

"... نہیں کہتا ... وہ تو تم پر جان دیتا ہے۔" ایمن نے تعجب سے پوچھا۔

"... کوئی شے سمجھ کر برتتا ہے۔" وہ آہ بھر کر بولی۔

"..."

"... ہوتے ہیں۔ منٹ میں رنگ بدلنے والے۔" وہ تنفر سے کہہ کر کھڑی ہو گئی۔

"... محبت کرنے والے مرد کا ساتھ سکھ بھی دے ..."

... رجو کو دیکھا۔ جس کے چہرے کی ساری شادابی نچڑ گئی تھی۔

"..."

"..." وہ آہستگی سے کہہ کر چلی گئی۔ جبکہ ایمن اس کے آخری جملے پر غور ہی کرتی ... کے لیے نکلی تو بلا ارادہ ہی اس گھر کی سمت چل دی۔ گیٹ کھلا تھا اور چوکیدار غائب ... وہ ... بزرگ چلے آئے۔ شاید وہ باہر کچھ لینے گئے تھے۔ ان کے ہاتھ میں ڈبے شاپر بتاتے تھے۔

"... کیوں کھڑی ہیں؟" وہ اسے پہچان گئے تھے۔

"... کی خیریت ... آئی تھی۔"

... ان کا ..." وہ اسے ساتھ لیے اندر چلے آئے ... خوش دلی سے ایمن ... کا نام سکندر تھا۔ تیمور اپنی ماما کی گود میں جبکہ سکندر ان کے بازو سے چپکا تھا۔

... نہیں ہے ... بس ذرا ڈر کر بخار چڑھا لیا ہے۔" اس کی ممانے بتایا۔ فوراً" ہی ... کے سرد کر دی گئی ... وہ ... نہ کرتی رہ گئی۔

... کیا کرتی تھی۔" اس نے گلاس ونڈو کے دوسری طرف نظر آتے اپنے گھر کی ...

... ایک ہاؤس سے آئی ہیں۔" کسی نے برجستہ کہا تو سب ہنس دیے۔

"جب یہ گھر نیا بنا تھا تو تیمور کے پاپا کہتے تھے کہ اسے دیکھ کر تین منزلہ پائن ایپل کیک کا
سمجھ نہ سکی یہ تعریف تھی یا مذاق۔
"بیٹا! اور آپ کے گھر میں کون کون ہوتا ہے؟" تیمور کی دادو تسبیح گماتی وہیں آگئیں۔ ا
نے تاسف سے اسے دیکھا۔
"اتنے بڑے گھر میں تمہارا دل تو نہیں لگتا ہوگا؟"
"جی۔"
"شوہر کو کہو تمہیں پاس بلا لے۔۔۔ یہ تو ہنسنے کھیلنے نسل بڑھنے کے دن ہیں۔"
ایمن نے بات بدل دی۔ آتے ہوئے سب نے تاکید کی کہ وہ کبھی کبھی آجایا کرے۔ ا
سے باندھ لیا۔ اسے یہ فیملی بہت اچھی لگی تھی۔
یہاں رشتے تھے۔ محبت و اپنائیت میں گندھے 'ایثار و قربانی سے لبریز۔۔۔ وہ اکثر وہاں جا
لیکن اس بھرپور گھرانے کے منظرنامے میں وقتی طور پر ہی سہی 'شامل ہونے کو من ہمکتا
واپس آکر اپنے گھر کا سونا پن کاٹ کھانے کو دوڑتا۔

☼ ☼ ☼

وہ گلابی جاڑوں کا خوبصورت مگر اداس دن تھا۔ اداس اس لیے کہ یہ کیفیت اس کے اند
ابھی ابھی وہ اک خوشگوار شام تیمور وغیرہ کے ساتھ گزار کر آئی تھی۔ اسے بچے بھی اچھے
گو تھنے شرارتی بچے اسے اپنی طرف کھینچتے تھے۔
"صاحب کا فون آیا تھا۔" صغریٰ نے بتایا۔
"تمہیں کیا معلوم کہ کس کا فون ہے؟" ایمن نے موبائل اٹھا کر دیکھا۔ وہاں کئی مسڈ کا
"وہ چھوٹا پڑھنے جاتا ہے۔ اس نے اٹھا کر دیکھا تو اوپر صاحب کا نام تھا۔" صغریٰ نے ا
تیکھی نظروں سے اسے گھورا۔
"تمہارے بچے میرے بیڈ روم میں دندناتے پھرتے ہیں؟"
"نہیں۔۔۔ وہ تو۔۔۔ میں صفائی کرنے آئی تو وہ ساتھ۔۔۔" صغریٰ گڑبڑائی۔
"اور تم نے میرا موبائل اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اگر ٹوٹ جاتا تو" اور یہ شام کے وقت
تھی؟"
صغریٰ ہکابکا رہ گئی۔ آج سے قبل تو ایمن نے کبھی پروا نہیں کی تھی کہ کون کہاں پھر
سب اپنی مرضی سے اس گھر اور اس کے سامان کو برت رہے تھے۔ مگر صغریٰ یہ نہیں جانتی
جارہی تھی۔۔۔ وہ گھر اور وہاں کے مکینوں کے طور طریقے لاشعوری طور پر ایمن کو متاثر کرنے
گھر کیا ہوتا ہے؟
اس کے معاملات کی نگرانی نوکر ہونے کے باوجود خود کیسے کی جاتی ہے؟
اس نے تیمور کی مما کو نوکروں کے ساتھ ساتھ حرکت کرتے دیکھا تھا۔ اور اندر کہیں بہ
اسے متاثر کرنے لگا تھا۔ ٹھیک ہے طارق سے جھگڑے اپنی جگہ 'مگر یہ گھر تو اس کا اپنا ہے۔ ا
اسے کیوں نظرانداز کررہی ہے؟۔
"اب جاؤ۔" وہ قدرے درشتی سے کہتی صوفہ کم بیڈ پر بیٹھ گئی۔ صغریٰ حیران حیران سی باہر نکلا
"ربا! اگر اس کو ہوش آگیا تو پھر اپنے عیش تو گئے۔"
تب ہی موبائل بول اٹھا۔
ایمن نے دیکھا طارق کی کال تھی۔ اس نے موبائل آن کیا۔ "تم نے ابھی نمبر ملایا تھا۔"

۔۔۔ ششدر سی رہ گئی۔ اس نے کچھ لمحے قبل نمبر ملایا تو تھا مگر اسے خود بھی خبر نہ تھی کہ وہ طارق کو مس کال
۔۔۔ ہے۔
"۔۔۔ غلطی سے ملا بیٹھی ہو؟" طارق ہنسا تو وہ سنبھل گئی۔
"۔۔۔ کی کال آئی تھی۔"
"۔۔۔ تم سے بات کرنے کے لیے مجھے کئی کئی بار کال ملانی پڑتی ہے۔" طارق نے جتایا۔
"۔۔۔ اصل میں کمرے میں نہیں تھی۔" ایمن نے آہستگی سے وضاحت دی اور ساتھ ہی الجھی۔ آخر وہ اسے
۔۔۔ کیوں دے رہی ہے۔
"۔۔۔ سدرہ کے ہاں بیٹا ہوا ہے۔"
۔۔۔ تھا۔" ایمن کی سمجھ میں نہ آیا وہ کس ردِعمل کا اظہار کرے۔ سدرہ اس کے ہاں آتی رہی تھی۔ قریب کے
۔۔۔ اس نے باہر نکلنا بالکل بند کردیا تو خود ایمن دو تین بار اس کے ہاں گئی۔ اسے سدرہ اور اس کا گھر پسند تھا۔
۔۔۔ تھا کہ دور ہونے کی وجہ سے وہ بار بار نہیں جاسکتی تھی۔
"۔۔۔ تو تمہیں میرے رشتے دار کچھ زیادہ نہیں بھاتے۔ پھر بھی اگر ہوسکے تو چکر لگا لینا۔" طنز طارق کی سرشت
۔۔۔ تھا۔ پھر بھی آج کر گیا۔
۔۔۔ کو غصہ آنے لگا۔ وہ یہ بات آرام سے بھی کہہ سکتا تھا۔
"۔۔۔ ں گی۔" اس نے قدرے رکھائی سے جواب دیا۔
"۔۔۔ نا نہیں ہے بیگم صاحبہ! ضرور جانا ہے اور اس کے بچے کو اچھا سا گفٹ بھی دینا ہے۔" طارق نے اسے

"۔۔۔ اور کچھ؟" ایمن نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔
"۔۔۔ بہت یاد آتی ہو۔"
۔۔۔ نے کیوں ایمن کو ہنسی آگئی۔ وہ واقعی بہت ڈھیٹ تھا۔ ایمن کی تمام تر رکھائی و بے نیازی کے باوجود کچھ نہ
۔۔۔ ضرور بول جاتا۔ اپنی ہنسی چھپانے کو اس نے جلدی سے خدا حافظ کہہ کر رابطہ منقطع کردیا۔ اس کا مصمم
۔۔۔ تھا۔ وہ نہیں جائے گی۔ لیکن اگلے دن وہ سدرہ کے گھر جانے کے لیے تیار ہورہی تھی۔
۔۔۔ نے اسے وہاں ڈراپ کردیا۔
"۔۔۔ گھنٹے تک لے لوں گا۔"
"۔۔۔ میں شام کو آؤں گی۔ بھائی جان مجھے گھر چھوڑ دیں گے۔" وہ جب بھی طاہر بھائی کہتی اسے عجیب سا
۔۔۔ اس لیے اس نے سدرہ کے شوہر کو بھائی جان کہنا شروع کردیا تھا۔ گھر میں خوب چہل پہل تھی۔
۔۔۔ سمیت گھر آچکی تھی۔ اس کی اماں 'بہنیں 'ساس 'نندیں سب ہی موجود تھے۔
"۔۔۔ ننھے کی آنٹی بھی آگئیں۔" طاہر بھائی نے پکارا۔۔۔ باپ بن کر خاصے خوش اور مسرور دکھائی دیتے تھے۔
۔۔۔ ایمن کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ سدرہ کی رنگت زرد تھی مگر وہ مسکرا رہی تھی۔
"۔۔۔ طبیعت ہے؟" وہ سب سے ملتی 'سدرہ کے قریب رکی۔
"۔۔۔ ٹھیک ہے؟"
"۔۔۔ ہیں؟" اس نے پتا نہیں یہ سوال کیوں کیا تھا۔
"۔۔۔" وہ آہستگی سے بولی پھر ہنس دی۔ ایمن مسکرا کر بے بی کاٹ کی طرف پلٹی۔ کاٹ پھولوں اور ۔۔۔
۔۔۔ تھا۔ اور ہلکے نیلے کمبل میں لپٹا وہ ننھا فرشتہ محوِ خواب تھا۔
"۔۔۔ ننھے سے بچے بھلا کون سے خواب دیکھتے ہوں گے۔"
۔۔۔ نے اس کے پھولے پھولے گلابی گال کو چھوا۔ گویا روئی کا گالا چھو لیا ہو۔
۔۔۔ کے دل کو کچھ ہوا؟

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ پلٹنے والی تھی جب سدرہ کی بہن آگے بڑھی۔
"آنٹی کی گود میں نہیں جاؤ گے۔" اس نے مزے سے بچہ اٹھا کر اس کو تھما دیا۔ ایمن نے ا۔
کہاں اٹھائے تھے' بمشکل سنبھالا۔
"بتاؤ نا ایمن! سدرہ پر گیا ہے یا بھائی جان پر؟"
"مجھے تو سارے چھوٹے بچے ایک سے لگتے ہیں۔" ایمن نے بچے کے گال پر بوسہ دیا۔
بچہ کسمسایا اور پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے ننھی منی سی انگڑائی لی۔ اور اس کی
ہوئی ایمن کے چہرے پر رک گئیں۔
وہ اسے دیکھ رہا تھا۔
اور۔۔۔
ایمن کو لگا' اس کے اندر کچھ پگھلنے لگا ہے۔
اک تشنگی کا احساس جو پوری قوت سے ابھرا۔
"اگر میں نے وہ سب نہ کیا ہوتا تو آج۔۔۔"
ایمن نے سر اٹھا کر سدرہ کو دیکھا۔ بہت سے لوگوں کے گھیرے میں کس قدر مسرور نظر آتی تھی
عورت بنی' پھیاں کے رتبے پر فائز ہو کر معتبر ہو گئی۔
اور خود وہ کہاں کھڑی تھی؟
بس ایک پل۔۔۔
ایک پل لگا اور اس کے اندر سب کچھ اتھل پتھل ہو گیا۔
خود سری' ضد اور انا کے بت اپنے ہی قدموں میں ڈھیر ہو گئے۔
وہ ٹنڈ منڈ درخت کی طرح صحرائے زیست میں تنہا کھڑی تھی۔
پیاسی' تشنہ لب۔
"کون تھا اس کا؟ جو تھے' انہیں اپنی انا اور ضد کے ہاتھوں کھو دیا۔ طاہر اس کا نصیب نہ تھا۔ لو
نصیب میں تھا۔ وہ ننھا وجود جو اس کی ساری محرومیوں کا ازالہ کر دیتا۔ اسے اپنے ہاتھوں قتل کر ڈالا۔
"ایمن طارق! تم کس قدر ظالم اور سفاک ہو۔ خدا نے جب بھی تمہیں اپنی نعمت سے نوازنا چاہا
موڑ لیا۔"
یہ کون تھا۔ جو اسے احتساب کے کٹہرے کھڑا کر رہا تھا؟
ایمن نے بچے کو تیزی سے کاٹ میں لٹایا۔ بچہ احتجاجاً" رو دیا۔
"اوئے۔۔۔ اوئے۔۔۔ کیا ہوا؟ شوشو کر دیا؟"
"بھوک لگی ہے؟"
"سدرہ! میں پھر آؤں گی؟" وہ بمشکل بولی۔ اور تیزی سے باہر نکل گئی۔ کس نے کیا کہا۔ وہ سنی ا
ٹیکسی کے ذریعے گھر آ گئی۔ اور آتے ہی اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔ اس نے وہ پورا دن اور رات رو ا
تھا۔

❄ ❄ ❄ ❄

وہ بہت سے کھلونوں میں گھری تھی۔ کچھ سمجھ نہ آتا وہ کیا خریدے۔۔۔ ہر کھلونا اتنا خوبصورت تھا۔۔
سامنے رکتی' کھلونا اٹھاتی رکھ دیتی۔ وہ زندگی میں کبھی اکیلے شاپنگ کے لیے نہیں نکلی تھی۔ کجا اتنے
شاپنگ' گھبرانے لگا۔۔۔ اب اسے اکیلے نکلنا سیکھ لینا چاہیے۔
اسے یوں متذبذب دیکھ کر سیلز مین آگے بڑھا۔
"میڈم! آپ کو غالباً" ابھی تک کچھ بھی پسند نہیں آیا۔"

۔۔۔ ہی پسند آ رہا ہے' مگر میں کچھ سمجھ نہیں پا رہی۔"
۔۔۔ مر لیا ہے؟"
۔۔۔ ابھی۔۔۔ صرف ایک ہفتے کا ہے۔"
۔۔۔ پھر اسے سوفٹ ٹوائز کے سیکشن کی طرف لے گیا۔ اسی کی مدد سے اس نے بہت سے کھلونے
۔۔۔ پنک ٹیڈی بیئر۔ چھوٹا سا سفید کتا۔ کیوٹ سی بلی۔ پنک ۔۔۔ اور نجانے کیا کیا کچھ۔ بہت سے
۔۔۔ شاپنگ بیگ۔۔۔ چھوٹا سا بے بی پرام۔۔۔ اس نے اپنے پاس موجود سارے پیسے خرچ کر دیے۔
۔۔۔ میں اسے عجیب لذت' انوکھا سا مزہ آیا تھا۔
۔۔۔ خوش بھی تھی۔ وہ یہ ساری شاپنگ گھر لے آئی تھی۔ چوکیدار حمید نے سارا سامان ٹیکسی سے اتار
۔۔۔ بیڈ روم میں رکھ دیا۔
۔۔۔ می رانی۔۔۔ یہ اتنا کچھ۔۔۔" صغریٰ حیران رہ گئی۔ خوش خبری کے کوئی آثار تو نہ دکھتے تھے' پھر۔۔۔
۔۔۔" ایمن نے قدرے رکھائی سے کہا۔ وہ کچھ حیران ہوتی باہر نکل گئی۔ کچھ دنوں سے ایمن کے تیور
۔۔۔ سے لگتے تھے۔ ایمن نے وہ سارا سامان بیڈ پر بکھیر دیا۔ اور ایک' ایک چیز نکال نکال کر دیکھنے لگی۔
۔۔۔ میں یہ سب کیوں کر رہی ہوں۔" اچانک وہ ٹھٹک گئی۔۔۔ اس نے اک نظر ان ساری چیزوں پر ڈالی۔۔۔
۔۔۔ دلی سے سب کچھ سمیٹ دیا۔ اور خود لیٹ گئی۔۔۔ آج کی شاپنگ نے اسے جسمانی ہی نہیں ذہنی طور پر
۔۔۔ تھا۔
۔۔۔ کے بچے کو خوا مخواہ سر پر سوار کر رہی ہوں۔۔۔ مجھے ابھی کسی بچے کی ضرورت نہیں۔۔۔ میں نے جو کچھ
۔۔۔ ٹھیک کیا۔ مجھے اس شخص سے نفرت ہے تو اس کی اولاد پیدا کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"
۔۔۔ باور کروایا مگر اندر کوئی تھا جو شدت سے نفی کر رہا تھا۔ اس نے جھنجلا کر کروٹ بدلی۔ پھر یونہی ہاتھ
۔۔۔ سا سفید بھالو نکال لیا۔ اسے لگا اک ننھا سا بچہ اس کے ہاتھوں میں آ گیا ہو۔
۔۔۔ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔
۔۔۔؟" اس نے بے دلی سے پکارا۔
۔۔۔ تمہارے مہمان آئے ہیں؟" صغریٰ نے جواب دیا تھا۔
۔۔۔ مہمان؟" ایمن زیر لب بڑبڑائی۔۔۔ تب ہی دروازہ کھلا اور ہنستی مسکراتی جوجو اندر چلی آئی۔
۔۔۔ کی جرأت ہے۔۔۔ جو ہمیں مہمان قرار دے کر ڈرائنگ روم میں بٹھائے۔"
۔۔۔" ایمن جلدی سے اٹھ بیٹھی۔
۔۔۔ کر اس سے لپٹ گئی۔
۔۔۔ کیسے؟ کس کے ساتھ آئی ہو؟" "کیوں؟ ہم تمہارے گھر نہیں آ سکتے؟"
۔۔۔" وہ اب بھی حیران تھی۔
۔۔۔ ہیں موقعہ سے فائدہ اٹھانا۔" وہ اس سے الگ ہو کر مزے سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ اپنے جرنل اور بیگ
۔۔۔ دیے۔ جس سے پتا چلتا تھا کالج سے سیدھی آ رہی ہے۔
۔۔۔ کر آئی ہو؟"
۔۔۔ جا کر بتاؤں گی۔۔۔ بابر بھائی نے کالج سے پک کیا' تو کہنے لگے یہاں قریب ہی کسی دوست سے کام
۔۔۔ گاڑی میں انتظار کرو۔ میں نے کہا تب تک ایمن کی طرف چھوڑ دیں۔ پاس سے بنا ملے واپس
۔۔۔ تھا۔" جوجو نے سادگی سے بتایا۔ پھر کچھ ناراض ہو کر کہنے لگی۔
۔۔۔ نہیں ہوئی؟"
۔۔۔ ہوئی ہے۔۔۔ لیکن میں حیران زیادہ ہوں۔" ایمن نے صاف گوئی سے کہا۔ تو جوجو ہنس دی۔
۔۔۔ آئی ہو' تمہیں بھوک بھی لگی ہوگی؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ہاں۔۔۔ اگر کچھ ریڈی میڈ ہے تو لے آؤ کچھ بنانے مت بیٹھ جانا۔ اتنا ٹائم نہیں ہوگا۔ ارے
پہلے بھالو پھر باقی چیزوں پر پڑی۔ وہ پہلے حیران ہوئی۔ دوسرے پل اچھل پڑی۔
"یہ سب۔۔۔ ایمن! لائیں تم۔۔۔" اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔
"طارق کی کزن کے ہاں بیٹا ہوا ہے۔ یہ سب اس کے لیے۔" ایمن نے گڑبڑا کر وضاحت کی۔
"اوہ۔ میں سمجھی شاید میں خالہ بننے والی ہوں۔" جوجو نے لب سکوڑے۔
ایمن نے اس کی مایوسی کو پوری شدت سے محسوس کیا۔
"تمہیں خوشی ہوتی اگر میں۔۔۔" اس نے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑا۔
"ایسی ویسی۔۔۔ خالہ بھانجے کا تو رشتہ ہی بہت میٹھا ہوتا ہے۔ تم دیکھتیں اس سے زیادہ اچھی شا
بھی ہر روز۔" جوجو اب باقی چیزیں نکال نکال کر دیکھ رہی تھی۔
"میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔" ایمن کچھ بے دلی سے کہہ کر باہر نکل گئی۔۔۔ جو
رکی تھی۔ یہی کوئی پندرہ بیس منٹ۔ جب بابر اسے لینے آ گیا۔ ایمن کے اصرار کے باوجود وہ بیٹھا
"بابر بھائی! شام کو آپ فری ہوں تو مجھے سدرہ کی طرف چھوڑ آئیں۔"
اتنے سامان کے ساتھ اسے ٹیکسی میں جانا اچھا نہیں لگا تھا۔
"آج تو نہیں۔۔۔ یار۔۔۔ کل نہ چھوڑ آؤں؟"
"چلیں ٹھیک ہے۔" فطرت کے خلاف وہ جلد ہی مان گئی۔
بابر اسے اگلے دن سدرہ کی طرف چھوڑ آیا تھا۔ وہ اتنی ساری چیزیں دیکھ کر خفا ہونے لگی۔
"کیا ضرورت تھی اتنا ٹرک بھر کر لانے کی۔۔۔ ایک دو چیزوں سے لاڈلے کی طبیعت سیر نہ ہوتی
گیا ہے ان سب چیزوں سے۔"
"تو میں کیا کروں۔ اور آپ سے کس نے کہا ہے اتنا بولنے کو۔ یہ میرا اور ـــــــ منے کا معاملہ
آج اسے مزے سے گود میں لیے بیٹھی تھی۔ سدرہ نے اس کے مزاج کی تبدیلی محسوس کی تھی۔
"طارق کو بتاؤں گی کہ تمہاری بیوی کتنی فضول خرچ ہے۔" سدرہ نے دھمکی دی۔
"جب انہیں پتا چلے گا کہ سب کچھ اس ینگ ماسٹر کے لیے خرید آگیا ہے تو کچھ نہیں کہیں گے۔
وہ مزے سے اس کے ہاتھ چوم رہی تھی۔
سدرہ کو خوشگوار سا جھٹکا لگا' جبکہ وہ مگن سے انداز میں پوچھ رہی تھی۔
"اس کا نام کیا رکھا ہے؟"
"سیکڑوں نام سلیکٹ ہو کر ریجیکٹ ہو چکے۔ اس لاڈلے کے لیے کوئی نام پسند ہی نہیں آ
الگ چوائس۔۔۔ تم بتاؤ نا۔"
"ارے۔۔۔ تو پھر میرا بتایا نام کہاں پسند آئے گا۔ منے کے بابا سے پوچھیں۔ ویسے سب لوگ کہاں
چلے گئے۔ بس امی رکی ہیں۔ ویسے ہر روز کوئی نہ کوئی چکر لگا تا رہتا ہے۔"
"میں بھی اب اکثر آتی رہوں گی۔"
"جم جم آؤ۔" سدرہ کی امی اس کے لیے چائے اور سدرہ کے لیے یخنی لے کر آ گئیں۔
"لیکن ایسا ہی کوئی بہانہ ہمیں بھی تو دو نا۔ بار بار۔۔۔ آنے کا۔" سدرہ نے چھیڑا۔
"ایک شادی کیا ہو گئی۔۔۔ سبھی اس ایک بات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔" ایمن نے پھیکی سی م
ساتھ کہا۔
"تو شادی کے بعد اس کے سوا اور رہ کیا جاتا ہے۔" سدرہ کھلکھلائی۔ "یہ اپنے بس میں
نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔ ایسا کہتے ہوئے اس کے حلق میں کچھ پھنس گیا تھا۔
"ہاں بھئی یہ تو رب کی دین ہے۔ تم مخواہ مخواہ بچی کو پریشان نہ کرو۔" سدرہ کی امی نے ڈانٹا تو وہ ہنس

۔۔ اتنی جلدی شادی کروانے کے لیے کس نے کہا تھا۔"
۔۔ کریں سدرہ آپی!" بچے کی گلابی ایڑی چھوتے ہوئے ایمن نے روانی سے کہا۔
۔۔ ٹھٹک کر ایمن کو غور سے دیکھا۔ اس تمام عرصے میں ایمن نے پہلی بار سدرہ کے ساتھ کسی رشتے کا
۔۔ ورنہ وہ ہمیشہ بغیر کسی القاب کے آپ' جناب کے ساتھ تکلف اور کسی قدر تلخی کے ساتھ بات کرتی

۔۔ اہا پلٹنے لگی ہے۔ طارق جمال! تمہارے بھی دن پھرنے والے ہیں۔" سدرہ دل ہی دل میں مسکرائی۔

☼ ☼ ☼

۔۔ ت گلاس وال کے پاس کاؤچ پر کمبل اوڑھے باہر جھانک رہی تھی۔ سردی کی لہر ایک دم آئی تھی اور
۔۔ جلتے ہوئے ہیٹر کی گرمائش تھی۔
۔۔ ے اک تواتر سے جھڑتے پتے لان میں فرش بچھا رہے تھے۔ مالی لمبے تنکوں والے جھاڑو سے پتے
۔۔ ر امین میں دبا رہا تھا۔
۔۔ نوں کی' موسم بہار کے پھولوں کی پنیری لے آئے۔"
۔۔ ی طور پر سہی' لیکن دھیرے دھیرے گھر کے معاملات کی طرف پلٹ رہی تھی۔
۔۔ موسم بہت برا لگتا ہے۔ کیسا اداس اور وحشت زدہ کر دینے والا۔"
۔۔ سارا موبائل کب سے بج رہا ہے۔"
۔۔ موبائل لا کر اس کے ہاتھ میں تھمایا۔ طارق کی کال تھی۔
۔۔ جانم؟"
۔۔ ذکر گئے تھے۔"
۔۔ اسلی جیسی۔" وہ ہنس دیا۔
۔۔ کیسے فون کیا؟" ایمن نے قدرے کوفت سے پوچھا۔
۔۔ ارہی تمہیں۔" وہ ترنگ میں تھا۔ ایمن کو اندازہ ہوا کہ اسے سدرہ نے فون کر کے ان تمام گفٹس کے
۔۔ بتایا ہوگا۔ وہ اسی لیے اتنا خوش تھا۔
۔۔ "؟"
۔۔ ر آج چاچا' چاچی آ رہے ہیں۔ سدرہ کی طرف۔ لیکن ظاہر ہے پہلے تمہاری طرف ہی آئیں گے۔"
۔۔ ایک دم شدید غصہ آ گیا۔ وہ اتنی دور بیٹھا اسے ہدایات جاری کر رہا تھا۔ جیسے وہ ننھی سی بچی ہو۔ یا اس
۔۔ اروں کے ساتھ بدسلوکی کرتی ہو۔ اسے یہ یاد نہ تھا کہ یہ سب اس کے سابقہ رویے کے پیش نظر ہو رہا

۔۔ ن میں بتا دیا کہ ہم آ رہے ہیں۔ مجھے بتانے میں کوئی حرج تھا؟" اس نے کلستے ہوئے کہا۔
۔۔ ن ے فون کیا تو انہوں نے بر سبیل تذکرہ یہ بات بھی بتا دی۔" طارق نے جلدی سے وضاحت کی۔
۔۔ مجھے ہدایتیں دینے لگے۔ کیا وہ آتے تو میں گھر سے نکال دیتی۔" پتا نہیں کیوں اسے رونا آ گیا۔
۔۔ چھوٹی سی بات ہے' کیوں اسے غلط رخ دے رہی ہو۔" وہ اس کے رونے پر پریشان ہو گیا۔
۔۔ جانتی ہوں۔ میں بہت بری ہوں۔ کیوں بار بار باور کرواتے ہیں۔" ایمن ایک دم پھٹ پڑی۔
۔۔ تمہاری بالکل سمجھ نہیں آتی۔ اچھا بابا۔۔۔ میری بیوی بہت سمجھ دار اور عقل مند خاتون ہے' مجھے اسے
۔۔ نے کی ضرورت نہیں۔ وہ سب کچھ بنا کہے ہی سمجھ جاتی ہے۔" طارق نے صلح جو انداز میں کہا۔
۔۔ بتانے کی ضرورت نہیں۔" ایمن نے غصے سے فون بند کر دیا اور بہت دیر تک بڑبڑاتی رہی۔ پھر آنسو
۔۔ ٹھنڈی ہو گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"نہ میں پھوہڑ ہوں نہ بدسلیقہ۔ بتادوں گی تمہیں۔"

وہ سیدھا کچن میں آئی۔ صغریٰ نہیں تھی۔ چولہے پہ کچھ پک رہا تھا۔ نل کھلا تھا اور صغریٰ کا [illegible] تکلفی سے فریج سے دو سیب نکال کر کھا رہا تھا۔

"بھاگ جاؤ یہاں سے۔" ایمن نے ڈانٹا تو وہ وہاں سے بھاگ لیا۔

ایمن نے چولہا اور نل دونوں بند کیے۔ تب ہی افتاں و خیزاں صغریٰ چلی آئی۔ شاید اسے بچے

"یہ سب کچھ کھلا چھوڑ کر کہاں غائب ہو جاتی ہو؟"

صغریٰ بغیر جواب دیے چولہے کی طرف بڑھی۔ پھر بند دیکھ کر رک گئی۔

"کیا بنا رہی ہو؟"

"قیمہ مٹر۔" اس نے کڑاہی سے ڈھکن اٹھا کر چمچہ ہلایا۔ سالن لگنے ہی والا تھا۔

"اور قیمہ ہے؟"

"ہاں۔ قیمہ بھی اور۔" صغریٰ چپ ہو گئی کیونکہ ایمن خود ہی فریج کی طرف بڑھ گئی۔

"یہ فریج کا کیا حال ہو رہا ہے۔ کبھی صفائی بھی کی ہے اس کی؟ ساری سبزیاں گل رہی ہیں [illegible] آ رہی ہے۔"

صرف فریج کیا۔ سارے کچن کا یہی حال تھا۔ کیبنٹ کھول کر دیکھے تو جالے اور مکڑیوں [illegible] سلیب گندے۔ ٹائلز اپنی شکل بدل رہے تھے۔ سارے کچن میں سیلن زدہ سی بو پھیلی تھی۔

اسے میکے کا کچن یاد آیا تھا۔ کھلا کھلا جگمگاتا ہوا۔ ہر چیز صاف ستھری قرینے سے دھری تھی یا مہرالنساء خود کرتیں۔ کچن کی صفائی کا خاص خیال رکھتی تھیں۔

"یا اللہ! اب کھانا بنواؤں یا کچن صاف کرواؤں۔ یہاں تو لگتا ہے معمول کی صفائی بھی نہیں [illegible] تو چاہتا تھا کہ صغریٰ کو بے بھاؤ کی سنائے۔ مگر اندر کہیں احساس موجود تھا کہ سب اس کی اپنی [illegible] ورنہ نوکروں کو کیا پڑی کہ اتنی جان ماری کریں۔ صغریٰ مجرمانہ سی خاموشی کے ساتھ چپ تھی۔ [illegible] کل ملتے نہ تھے۔ خوامخواہ بے عزتی کر دیتی۔

"یہ ساری سبزیاں فریج سے باہر نکالو۔ جو گلی سڑی ہیں۔ انہیں الگ کرو گاجریں دھو کر [illegible] گی۔"

صغریٰ کو ہدایات دے کر اس نے قیمہ اور مچھلی نکالی۔ مچھلی کو مسالا لگا کر رکھا۔ خود کوفتوں کی [illegible] ساتھ ساتھ صغریٰ کو بھی ہدایات جاری کر رہی تھی۔

"یہ سارے مٹر اپنے بچوں کے حوالے کرو۔ پندرہ منٹ میں نکال دیں گے۔ یہاں وہاں [illegible] صغریٰ بچوں کو لان میں بلا لائی۔ مٹر ان کے [illegible] لے کر دیے۔ خود بکھرا وا سمیٹ کر گاجریں [illegible] ایمن سرعت سے کام سمیٹ رہی تھی۔ صغریٰ کا تو خیال تھا کہ اسے کچھ نہیں آتا۔ یہ [illegible] ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہتی ہے۔ ورنہ مہرالنساء کی سختی بے جا سہی۔ مگر اس نے ایمن کو سکھایا [illegible] کوفتہ، بریانی اور چکن آخری مرحلوں پر تھا، جب چاچا، چاچی آ گئے۔ وہ ان کے استقبال کے لیے [illegible] کو خاصا تعجب ہوا۔ وہ ہمیشہ غیروں کی طرح صغریٰ کی محبت میں ڈرائنگ روم میں آتے تھے۔ [illegible] انداز میں سلام کرتی اور منہ میں گھنگھنیاں ڈال کر بیٹھ جاتی۔ لیکن آج وہ نہ صرف ان کے [illegible] گاؤں کا حال احوال بھی دریافت کر رہی تھی۔ انہیں سدرہ کے بچے کے بارے میں بتا رہی تھی۔

"تم گئی تھیں؟" چاچی نے جلدی سے پوچھا۔ وہ کیا کبھی بھی طارق کے ساتھ گاؤں نہیں [illegible] کبھی از خود فون کر کے ان کی خیریت دریافت نہیں کی تھی۔ ایمن کے رویے نے چاچی کو [illegible] دلایا تھا۔ کبھی چاچے سے بات کی تو کان پر بیٹھی مکھی کی طرح اڑا دی۔

[illegible] لیے۔"

[illegible] ساتھا۔ انہیں پہلی بار احساس ہوا کہ وہ طارق کی بیوی اور اپنی بہو سے بات کر رہی ہیں۔

[illegible] کے لیے کھلونے لے کر گئی تھی۔" ایمن نے مزید اپنی کارگزاری بتائی۔ اسے خود بھی خبر نہ تھی کہ

[illegible] رہی ہے۔

[illegible] ہو کر فریش ہو جائیں، میں کھانا لگاتی ہوں۔"

[illegible] دوسرے کا چہرہ دیکھا۔

[illegible] کھانا ایمن دھی نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔" صغریٰ نے جتایا۔

[illegible] روٹی شوٹی بھی بنا لیتا ہے؟" چاچے نے خوش ہو کر پوچھا۔

[illegible] چاچا جی! آپ کھا کر بتائیے گا۔" وہ مسکرا کر باہر نکلی۔

[illegible] اج پہلی واری لگا ہے کہ اپنے طارق پتر کے گھر آئے ہیں۔" چاچا پھیل کر بیٹھا۔

[illegible] کا اب دل لگا ہے۔ صحت بھی پہلے سے اچھی لگ رہی ہے۔" چاچی سادہ مزاج عورت تھی۔ [illegible] التفات سے اگلے پچھلے سارے شکوے بھلا بیٹھی۔ سادہ چکن، قیمہ مٹر، کوفتہ، بریانی، فرائی [illegible] اور [illegible] میٹھے میں گاجر کا حلوہ۔ چاچے نے سیر ہو کر اور چاچی نے جھجک کر کھایا۔

[illegible] یہ مچھلی تو فریج میں رکھوا دے۔ صبح ایک شفٹ اور لگے گی۔ اور تیرا انعام۔" انہوں نے [illegible] پانچ سو کا نوٹ نکال کر اسے تھمایا۔

[illegible] چاچا جان۔"

[illegible] پہلی بار اپنی بیٹی کے ہاتھ کا کھانا کھایا ہے۔" انہوں نے ڈپٹ کر پیسے لینے پر مجبور کر دیا۔

[illegible] لقمہ ہے اپنی نوں کے ہاتھ میں۔" چاچی نے لقمہ دیا۔

[illegible] ساگ اور مکئی کھوا کے بڈھا کر دیا ہے۔"

[illegible] میں گھر بھن کر کس کو کھوائے تھے؟" چاچی چمک کر بولیں۔

[illegible] چاچے نے آرام سے ہاتھ پھیلائے۔ پھر تینوں ایک ساتھ ہنس دیے۔

[illegible] آج تو تو نے روح خوش کر دی ہے۔" چاچے نے اس کے کندھے پر تھپکی دی۔ تو ایمن [illegible] لیے اٹھ گئی۔

[illegible] کس کے لیے کر رہی ہوں؟ کیوں؟"

[illegible] ذرا پہلے بالوں میں برش کرتے ہوئے ایمن نے آئینے میں غور سے اپنا عکس دیکھتے ہوئے خود

[illegible] بے زار اور مار ڈالنے کی حد تک بے زار دنوں سے تنگ آ گئی ہوں۔ زندگی کو زندگی کی طرح جینے کی [illegible] ہے؟"

[illegible] لگی ہوں؟

[illegible] اندر سے نکلنے لگا ہے؟"

[illegible] ناقابل یقین سا تھا۔ تب ہی آئینے میں اس کا عکس بول اٹھا۔

[illegible] طارق؟ کب تک زندگی کے ساتھ برسرپیکار رہو گی۔ ہتھیار پھینک دو۔ یوں بھی اب تمہارے [illegible] رہا کیا ہے۔ خالی ہاتھ کب تک ڈٹی رہو گی۔ جبکہ ہار تمہارا مقدر ہے تو ایسی لڑائی کا فائدہ ہی کیا؟ [illegible] تمہارے سامنے ہے۔ لوگوں کو دیکھو۔ سب اپنی اپنی جگہ خوش اور مطمئن ہیں۔ شاید وہ [illegible] رنگینیوں میں گم ہو کر تمہیں بھلا چکا ہو گا۔ جس کے لیے تم اپنی ساری خوشیاں داؤ پر لگائے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بیٹھی ہو۔ یقیناً" ایسا ہی ہے۔ ورنہ تمہارا دل یوں نہ پلٹتا۔۔۔ حالات کو سمجھو" ایمن طارق۔۔۔ حقیقت کا سامنا کرو۔ آگے بڑھو" اک مکمل گھر اور اس کی خوشیاں تمہاری منتظر ہیں۔"

وہ ہیر برش رکھ کر تیزی سے آئینے کے سامنے سے اٹھ گئی۔

آئینہ سچ بول رہا تھا۔ وہ سچ کو سمجھ رہی تھی مگر اسے تسلیم کرنے سے ڈرتی تھی۔ مگر اس سے آنکھیں بند کرو۔ سچائی کا ادراک ہونے لگے تو وہ اپنا آپ تسلیم کروا ہی لیتی ہے۔

ایمن نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپالیا۔ تب ہی موبائل کی بپ بیڈ روم کی خاموشی میں گونجی۔

"طارق کی کال۔۔۔ اس وقت۔۔۔

"آپ کیا یہ معلوم کرنے کے لیے فون کیا ہے کہ میں نے آپ کے مہمانوں کی خاطر مدارات کی یا نہیں" دوسری طرف کچھ لمحوں کے لیے خاموشی چھاگئی۔

"آپ کے مہمان کھانا کھا کر بہت خوش خوش سونے جاچکے ہیں۔"

"کیا وہ صرف میرے مہمان ہیں۔" طارق نے سنجیدگی سے سوال کیا۔ ایمن چپ ہو کر لب کاٹ

"مجھے لگا۔۔۔ تم جاگ رہی ہو؟"

"اتنی دور سے آپ کو کیسے پتا چلا؟" ایمن اپنے یوں بول اٹھنے پر شرمندہ سی ہوگئی۔

"روح کی آنکھ کھلی ہو تو سارے منظر واضح نظر آتے ہیں۔"

ایمن ایک بار پھر خاموش ہوگئی۔

"اک بات تو بتاؤ۔ اگر رومانٹک گفتگو کرنے کو دل چاہے تو کس کو فون کروں۔ میری تو کوئی گرل فرینڈ بھی نہیں ہے۔" وہ بے حد بے چارگی سے اپنا مسئلہ بیان کر رہا تھا۔

"تو گرل فرینڈ بنالیں۔" ایمن کے لبوں کو ہلکی سی مسکراہٹ نے چھوا۔

"تم بن جاؤ نا۔۔۔" طارق نے سادگی سے فرمائش کی۔

"آج کیا پی رکھی ہے۔" ایمن نے طنز سے پوچھا۔

"میں امریکہ میں نہیں۔ دبئی میں رہتا ہوں۔"

"وہاں کیا نہیں ملتا؟"

"تم۔۔۔ صرف تم نہیں ملتی۔" طارق نے برجستہ کہا۔

"آپ تو لگتا ہے فارغ بیٹھے ہیں۔ مگر مجھے نیند آرہی ہے۔" (ہونہہ۔ پتا نہیں کس کس سے لکھوائے ہیں۔)

ایمن نے فطری غرور کے ساتھ سوچتے ہوئے رابطہ منقطع کیا۔ اور آکر بیڈ پر لیٹ گئی۔ مگر نیند آنکھوں سے غائب ہوگئی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ذہن میں طارق کی باتیں اسپارک کرنے لگیں۔

"کیا مصیبت ہے؟" اس نے ساری روشنیاں گل کیں اور تکیہ اٹھا کر منہ پر رکھ لیا۔ صبح آنکھ کھلی تو لیٹے رہنے کے بجائے اٹھ گئی۔ اس کا جی چاہا وہ ناشتہ بھی خود بنائے۔ چاچی تسبیح لیے بیٹھی تھیں۔ چاچا تازہ اخبار تھا۔

"ناشتے میں کیا لیں گے؟"

"جو بیٹی کا دل چاہے کھلا دے۔" انہوں نے آرام سے کہا تو وہ سرہلاتی کچن میں آگئی۔ صغریٰ موجود تھی۔

"جوس نکالوں؟" صغریٰ نے جلدی سے پوچھا کہ وہ عموماً "ناشتے میں جوس ہی لیتی تھی۔

"آج رہنے دو۔۔۔ یا ایسا کرو چاچا" چاچی کو دے آؤ۔"

ایمن کے کہنے پر صغریٰ جوس نکالنے لگی۔ خود قیمے والے پراٹھے کی تیاری کرنے لگی۔

...ایمن بی بی تو سارا کچھ بنا لیتی ہے۔" ایمن نے پہلا پراٹھا بیل کر توے پر ڈالا تو صغریٰ نے کہا۔

...ں اپنا لاتا تھا۔ بالکل ہی پھوہڑ ہوں۔"

...یالی سی ہنسی ہنس دی۔

...شتے کے بعد کچن کی تفصیلی صفائی کرنا ہے۔"

...وہ ہوتی تھی تو۔۔۔

...کی حالت تھی۔۔۔ بس یہ ہے کہ میں نے نہیں دیکھا تھا۔" ایمن نے ٹوکا۔

...ہوتا ہے بی بی۔۔۔ عورت خود اپنے گھر پر توجہ نہ دے تو کس کو پڑی ہے۔"

...اس بات کی ملتی ہے؟" حسب عادت وہ منٹ میں بے مروت ہوئی۔ ورنہ یہی صغریٰ تھی جس کے ...ادل کی باتیں کرلیا کرتی تھی۔

...سے کروائے گئے کام میں وہ محبت و توجہ کہاں جو گھر والی کے کاموں میں ہوتی ہے۔ وہ تو ہر کام میں اپنا ...تب ہی گھر چمکتا الشکتا دکھائی دیتا ہے۔"

...ج سے انڈے نکالتے ہوئے بولی۔ ایک پل کو ایمن ٹھٹک سی گئی۔ اس کے جملوں پر غور کیا۔ پھر سر ...ہلا۔

...رائی کرو' فلسفہ مت بھگارا کرو۔"

...ست سے ناشتے کے بعد وہ لوگ سدرہ کے گھر جانے کو تیار ہوگئے۔

...چلوگی؟" چاچی نے اپنی چادر اوڑھتے ہوئے ایمن سے پوچھا۔

...چاچی! میں تو اکثر ہو آئی ہوں۔ آج گھر میں کچھ کام ہے۔"

...س عادت کہ جب تک دھیان نہیں گیا تو بھلے کیڑے پڑیں۔ اب خیال آیا تو بس نہ چلتا کہ سب کچھ ...ہو کر سامنے آجائے۔ ان کے جانے کے بعد اس نے خود ناشتہ کیا۔ پھر صغریٰ کو لے کر کچن میں آگئی۔

...سے کیبنٹ خالی کرو۔"

...ہر الماری میں منوں دھول جمی تھی۔

...میں پلاسٹک شیٹ ہی بچھائی ہوتی تاکہ ہر ہفتے نکال کر صفائی تو ہوسکے۔"

...تو ہے نہیں۔ بازار سے منگوانی پڑے گی۔" صغریٰ نے کہا۔

...کام کرو۔ میں فرحت آپی (تیمور کی مما) سے پوچھ کر آتی ہوں۔ شاید ان کے ہاں پڑی ہو۔ اب اتنی ...بازار کون دوڑا جائے۔"

...اپنا حلیہ درست کیا اور صغریٰ کو مزید ہدایات دیتی باہر نکل آئی۔ ذرا سا گھوم کر ذیلی سڑک سے وہ پچھلی ...آئی۔ گھر کا گیٹ بند تھا۔ اور وہ منتظر۔ جب ساتھ والے گھر میں پزا ڈیلیور کرتے شخص نے یونہی مڑ کر ...لڑکی کو دیکھا۔

...منتظر تھی۔

...کھلا اور وہ اندر چلی گئی۔ مگر۔۔۔

...لیے زمین و آسمان گھوم گئے۔

...نہ سوچا تھا کہ وہ اس لڑکی کو یہاں دیکھے گا۔

...کی مانند ساکت و صامت کھڑا تھا۔

...نے ہمدردی اور محبت سے اٹھ کر جاتی لڑکی کو دیکھا۔ وہ کچھ بھی مزید کہے بغیر اچانک چلی گئی تھی۔

...بوجھل دل کے ساتھ ایمن کی فائل میں مزید نوٹس لکھنا شروع کیے۔

□ □ □

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس نے اپارٹمنٹ کا دروازہ پورا کھول دیا۔ پھر وہ لکڑی کا بے بی کاٹ کھینچ کر اندر لے آیا۔ جو واپسی پر اس نے نیلام گھر سے خریدا تھا۔ کاٹ اندر کر کے اس نے دروازہ بند کیا۔ پھر مڑ کر کیتھی ہوئی تھی۔ مگر اسے دیکھ کر تکیوں کے سہارے اونچی ہو کر بیٹھ گئی۔

"طبیعت کیسی ہے سویٹ ہارٹ؟" وہ مسکرایا۔ کچھ دنوں سے کیتھی کی طبیعت بگڑنے لگی تھی۔

"ہوں۔۔۔ اچھی ہے۔" اس کی نظریں بے بی کاٹ پر جمی تھیں۔

"تم سارا دن بور تو نہیں ہوئیں؟"

"نہیں۔۔۔ تمہاری مارگریٹ میرا دل بہلانے کو آجاتی ہے۔" کیتھی نے منہ بنا کر کہا۔ "اف وہ ہے۔"

"مجھے فکر رہتی ہے کیتھی! میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ تمہاری خبر گیری کرتی رہا کرے۔" شاہ طرف جاتے ہوئے رسانیت سے کہا۔

"ہاں۔۔۔ اچھی عورت ہے۔" کیتھی نے پھر سے کاٹ کو دیکھا۔

"تمہارے اپارٹمنٹ میں اتنی جگہ نہیں ہے شاہ میر!"

"میں جگہ بنا لوں گا۔ تم ڈنر میں کیا لوگی؟" شاہ میر نے کچن سے پوچھا۔

"کچھ بھی۔"

شاہ میر اگلے بیس منٹ کچن میں موجود رہا۔ دونوں نے حسب معمول ڈنر بیڈ پر اکٹھے کیا۔ اسے کا وہ اپنا مگ لے کر کاٹ کے پاس آگیا۔ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔ اگلے لمحے وہ وہاں مصروف تھا۔ کاٹ کو ضرورت تھی۔

"لوگوں نے اسے بے دردی سے استعمال کیا ہے۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔

اگلے دو دن وہ وہاں مصروف رہا۔ اور جب کاٹ کے گرد گلابی نیٹ کے نئے پردے بھی لگ گئے بول اٹھا۔

"تم نے دیکھا کیتھی۔ یہ کتنا خوبصورت لگ رہا ہے۔"

"ہاں۔" کیتھی اٹھ کر اس کے قریب آگئی۔ "یہ خوبصورت ہے۔"

وہ شاہ میر کی موجودگی میں کبھی کاٹ کے پاس نہ پھٹکی تھی۔ مگر اس کے جانے کے بعد اکثر اس دیکھا کرتی۔

"تم نے اس پر بہت محنت کی ہے۔ جب یہ آیا تھا تو بہت خستہ حال تھا۔"

"ہمارا بچہ۔۔۔ اس میں بہت آرام محسوس کرے گا۔" اس نے کیتھی کو بازوؤں کے گھیرے میں لمحے شاہ میر کے سینے پر سر رکھے اس کے دل کی دھڑکن سنتی رہی۔ پھر اس نے سر اٹھا کر شاہ میر کو چند انچ کے فاصلے پر تھا۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟"

وہ اسے بے حد غور سے دیکھ رہی تھی۔

"اگر تمہیں مجھ میں اور بچے میں سے کسی ایک کو چننا پڑے تو تمہاری چوائس کیا ہوگی؟"

کیتھی کا سوال بے حد غیر متوقع تھا۔

شاہ میر ششدر سا رہ گیا۔ پھر اس نے ہولے سے کیتھی کے وجود کو جھنجھوڑا۔

"فضول مت بولو۔"

"نہیں شمیر! بتاؤ۔" کیتھی نے اصرار کیا۔

"کیتھی! پلیز۔ ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔" شاہ میر نے اسے چھوڑ دیا۔

۔۔۔ جاتا ہے۔"

۔۔۔ ہمارے معاملے میں ایسا کچھ نہیں ہوگا۔"

۔۔۔ نا؟" کیتھی نے بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھا۔

۔۔۔ ماری واہیات باتیں نہیں سننا۔" وہ دانت پیس کر بولا۔ پھر تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔ کیتھی تھکے تھکے ۔۔۔ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ پھر زیر لب بڑبڑائی۔

۔۔۔ تی ہوں۔ شاہ میر! ایسی صورت میں تم مجھے مرجانے دو گے۔"

۔۔۔ دیر سے گھر آیا تھا۔ اس پوری رات دونوں نے کوئی بات نہیں کی۔

۔۔۔ ار تھا۔ وہ بہت دیر تک بستر میں پڑے رہے۔ شاہ میر نے چاہا کہ کیتھی کے لیے کچھ بنا دے مگر کیتھی ۔۔۔ ا۔ اس کی بھوک ختم ہونے لگی تھی۔

۔۔۔ ! میں کبھی کبھی تمہیں ہرٹ کردیتی ہوں۔"

۔۔۔ کرتی ہو۔" وہ اب بھی ناراض تھا۔

۔۔۔ بھی مجھے خیال آجاتا ہے کہ تم بچے کے لیے کتنے بے تاب ہو۔"

۔۔۔ موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا۔"

۔۔۔ ہے۔" وہ آرام سے مان گئی۔ شاہ میر نے رخ بدل کر اسے دیکھا۔ اس کی رنگت معمول سے زیادہ پیلی ۔۔۔ وں تلے حلقے بے حد نمایاں۔

۔۔۔ اب اسپتال جانا چاہیے۔"

۔۔۔ ت ہے۔۔۔ وقت جو گزرتا ہی نہیں۔"

۔۔۔ میں سوچ رہا تھا احمد اور اس کی مسز کو کھانے پر بلائیں۔۔۔ تم ان کے بچوں سے مل کر بہل جاؤ گی۔"

۔۔۔ نے اس کی سمت دیکھا تو وہ جلدی سے بول اٹھا۔

۔۔۔ نہیں کرنا پڑے گا۔ میں سب کچھ کرلوں گا۔"

۔۔۔"

۔۔۔ شاہ میر نے احمد عالی کو دعوت دی تو ہنس دیا۔

۔۔۔ اس دن آئیں گے جب ننھا فرشتہ ہمارے استقبال کے لیے موجود ہوگا۔"

۔۔۔ ب دیکھی جائے گی۔ تم آج رات اپنی مسز اور بچوں کے ساتھ انوائیٹڈ ہو۔۔۔ اگر کوئی اور مصروفیت ۔۔۔ آخر میں اس نے سوالیہ نظروں سے احمد کو دیکھا۔ تو اس نے کندھے اچکا دیے۔

۔۔۔"

۔۔۔ واپسی پر وہ اسٹور چلا گیا۔ اسے کچھ ضروری چیزیں خریدنا تھیں۔ وہ احمد کی پسند سے کچھ بنانا چاہتا

۔۔۔ ے ہاتھ کا مزیدار کھانا کھایا ہے۔ آج میرا پکا نجانے کیسے کھائے گی۔"

۔۔۔ ی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ مسکرایا۔ پھر دروازہ کھولتے ہوئے ٹھٹک گیا۔ سارا اپارٹمنٹ تاریکی

۔۔۔ لائٹس کیوں نہیں جلائیں۔" اس نے تشویش سے سوچتے ہوئے کیتھی کو کئی آوازیں دیں۔ مگر ۔۔۔ ار خاموشی تھا۔

۔۔۔ نہیں ہے؟" ہاتھوں میں سامان ہونے کی وجہ سے اس نے بمشکل لائٹ جلائی۔

۔۔۔ تب ہی اس کی آنکھوں نے کیتھی کو دیکھ لیا۔

۔۔۔ ہاتھ سے سارا سامان پھسل گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ کھاٹ کے پاس اوندھی پڑی تھی۔
شاہ میر تیر کی طرح اس کی طرف لپکا۔

اسپتال کے طویل، سرد کاریڈورز میں وہ دونوں بالکل چپ چاپ کھڑے تھے۔ پھر احمد عالی تھک... نے ذرا سی گردن گھما کر شاہ میر کو دیکھا۔ وہ گلاس ونڈو سے باہر جھانک رہا تھا۔ باہر برف باری شروع... موسم کی پہلی برف باری۔

اس نے دھنکی ہوئی روئی کی طرح آہستہ روی سے گرتی نرم برف کو دیکھا۔ پھر شاہ میر کو۔ وہ... بت ایستادہ تھا۔ جیسے کسی نے اس کھڑکی کے پاس کوئی مجسمہ فٹ کر دیا ہو۔ احمد عالی اسے جانتا... جانتا تھا کہ شاہ میر نے اس وقت کا کس شدت سے انتظار کیا ہے۔ اس نے شاہ میر سے نظریں ہٹا... موٹے لب قرآنی آیات کا ورد کر رہے تھے۔ پھر اس کی بے حد چمکدار آنکھیں آنسوؤں سے دھند... شدت سے وہ وقت یاد آیا۔ جب فاطمہ لیبر روم میں تھی۔ اسے اپنی کیفیت یاد آئی۔

اس نے ایک بار پھر شاہ میر کو دیکھا اور اٹھ کر اس کے قریب آگیا۔ دایاں ہاتھ آہستگی سے شاہ م... رکھا تو وہ چونک گیا۔ لیکن پلٹا نہیں۔

"موسم کی پہلی برف باری۔"

لیکن احمد عالی اچھی طرح جانتا تھا۔ اس کا دھیان برف باری میں نہیں۔ اندر آپریشن تھیٹر م... کیتھی زندگی و موت کی جنگ لڑ رہی تھی۔ جہاں معاملہ ایک نہیں دو زندگیوں کا تھا۔

"ان شاءاللہ وہ ٹھیک ہوگی۔" احمد نے تسلی دی۔

"اور ہمارا بچہ بھی۔" شاہ میر بدقت مسکرایا۔

"ان شاءاللہ۔۔۔ تم نروس ہو؟"

"بہت زیادہ۔" شاہ میر نے دونوں ہاتھ آپس میں رگڑے جو بے حد سرد ہو رہے تھے۔

"خدا سے مدد مانگو۔"

"ابھی تھوڑا وقت تھا۔ یہ قبل از وقت ڈیلیوری کا کیس ہے۔"

"اللہ سب ٹھیک کردے گا۔"

"میں نے کبھی اللہ سے مدد نہیں مانگی۔"

"پھر بھی وہ تمہاری مدد کرتا ہے۔"

"میں نے کبھی نماز نہیں۔۔۔ ہر اس گناہ کبیرہ میں مبتلا رہا ہوں، جس سے اللہ نے منع کیا ہے۔"
یکبارگی زور سے لرزا۔

"میں نے کبھی اس کی طرف پلٹ کر نہیں دیکھا۔ ہمیشہ نافرمانوں میں شامل رہا۔ میں نے کبھی اس... میری کیوں سنے گا؟"

آنسو قطرہ قطرہ اس کے رخساروں پر بہنے لگے۔

"وہ رب ہے شاہ میر۔۔۔ چاہے تو ایک ہی بار میں توبہ قبول کر کے تمہیں گناہوں سے معصوم قرا... توبہ تو کرو۔"

تب ہی آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا، وہ تیزی سے اس کی طرف مڑے۔

"کیس بہت پیچیدہ ہے۔ مریضہ کی عمر زیادہ ہے۔ کثرت شراب نوشی سے جگر خراب ہو چکا... صورت حال ایسی ہو کہ ہمیں مریضہ یا بچے میں سے کسی ایک کو بچانا پڑے، تو ایسی صورت میں کم... ہوگی مسٹر شمیر؟" سرد لہجے میں کہتے ہوئے اس نے فارم شاہ میر کے سامنے رکھا۔

...میر اپنی جگہ منجمد ہو گیا۔

"...م میری کیفیت نہیں سمجھ رہے۔ جوں جوں دن قریب آرہے ہیں۔ میری حالت عجیب سی ہو رہی ہے۔ مجھے... تم صرف بچے کا انتظار کر رہے ہو، اس کے بعد۔۔۔ اس کے بعد تم غائب ہو جاؤ گے۔ ہر دوسرے پاکستانی کی... میرے باپ کی طرح۔۔۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ مجھے چھوڑ گیا تھا اور تم۔۔۔ تم اپنے بچے کو بھی ساتھ لے...۔"

"...بھی مجھے لگتا ہے کہ میں بچوں گی نہیں۔۔۔ مر جاؤں گی۔۔۔ میرا کیس نارمل نہیں ہے۔ میں بہت ٹینس...۔"

"مسٹر شمیر! ہمارے پاس ایک لمحہ بھی نہیں۔" ڈاکٹر کی آواز ہتھوڑے کی طرح شاہ میر کے اعصاب پر برسی۔
...ہا کہ پلکیں جھپک لے۔ مگر وہ پتھرائی نظروں سے ڈاکٹر کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"...تمہیں مجھ میں اور بچے میں سے کسی ایک کو چننا پڑے تو تمہاری چوائس کیا ہوگی؟"

...ل کاٹ کے پاس بیٹھی اس سے پوچھ رہی تھی۔

...اب بھی اس سے پوچھ رہی تھی۔

"...یا بچہ۔۔۔ جس کے انتظار میں تم نے اک اک لمحہ انگلیوں پر گنا ہے۔"

...عالی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دباؤ ڈالا۔

...میر نے اک جھٹکا سا کھایا اور ڈاکٹر کو دیکھا۔

"...ہتر ائن سر!"

...عالی نے چونک کر شاہ میر کو دیکھا۔

...غیر متوقع تھا، مگر ہو چکا تھا۔ اس نے سائن کر کے پیپر ڈاکٹر کے حوالے کر دیے اور خود مڑ کر کرسی پر جا...

...سے آگے اک اک لمحہ اعصاب شکن تھا۔

...ظار۔۔۔ جو روح کھینچ لینے والا تھا۔

...عالی کے لب خاموشی سے قرآنی سورۃ تلاوت کر رہے تھے۔

اس نے خوف زدہ نگاہوں سے احمد عالی کو دیکھا۔ پھر شیشے کے پار گرتی برف کو۔

"...ہ میر! دعا کرو۔۔۔"

...نے ...بھی دعا نہیں کی تھی۔

...نے ...بھی رب سے کچھ نہیں مانگا تھا۔

...نے ...بھی زندگی میں ایسی بے بسی بھی محسوس نہ کی تھی۔

...بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ وہ کسی کو کچھ بھی نہ دے سکتا تھا۔

...زندگی، نہ اس کی کوکھ میں پلنے والی زندگی کو بقا۔۔۔

"...یا ہوں؟"

"...ہے؟ جو اوپر بیٹھا سب کی ڈور ہلا رہا ہے۔"

"...س بات کا؟"

"...پر؟"

...وہ اپنے ہی قدموں میں ریزہ ریزہ ہو رہا تھا۔

"...! دعا کرو۔۔۔"

"...ے لیے دعا کرو۔" لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر لبوں سے بکھرے۔۔۔ وہ بھاگتے ہوئے باہر نکل گیا۔ باہر موسم کی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

پہلی برف باری تھی۔ وہ گھٹنوں کے بل برف پر گرا۔ اس کے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھے تھے۔ برف روئی کے پھائیوں کی طرح اس پر برس رہی تھی۔

احمد عالی نے بھیگتی نگاہوں سے شیشے کے پار اس منظر کو دیکھا۔

نہ جانے کتنا وقت بیتا۔ جب آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا۔ احمد عالی نے پلٹ کر دیکھا۔ ڈاکٹر جانسن آرہے تھے۔ وہ خود آگے بڑھ کر ان کے قریب آیا۔ انہوں نے ہمدردی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"اوہ گاڈ..." ان کی بات سن کر احمد عالی زیرِ لب بڑبڑایا۔ پھر پلٹ کر شیشے کے پار برف پر دو زانو دیکھا۔

اب یوں بیٹھنے کا وقت نہ تھا۔ انہیں بہت کام کرنا تھا۔ احمد سست روی سے چلتا باہر نکل آیا۔ برف تھی۔ شاہ میر کے بالوں، پلکوں، بھنوؤں اور کوٹ پر برف اتر آئی تھی۔

"شاہ میر...!"

شاہ میر اک ظالم برفیلی منجمد خاموشی سے باہر نکلا اور خوف زدہ نگاہوں سے احمد کو دیکھنے لگا۔

احمد نے اسے خبر سنا دی۔

وہ کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا۔ پھر پلکوں پر گری برف پانی بن کر بہہ نکلی۔ وہ احمد کے ساتھ لپٹ کر پھوٹ کر رونے لگا۔ احمد نے دونوں بازو اس کے وجود کے گرد تان دیے۔ وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہا تھا۔

احمد سمجھ نہ سکا وہ کیتھی کے لیے رو رہا تھا یا بچے کے لیے۔

یہ آنسو دکھ کے تھے، یا خوشی کے۔

☼ ☼ ☼

آنکھ ایک دم ہی کھلی... اک عجیب سے احساس نے انہیں جھنجوڑ ڈالا تھا۔ کیفیت ہی عجیب تھی۔ آگے کانٹے، پسینہ پسینہ وجود۔ دل دگنی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔ جسم پر چھایا لرزا... حالانکہ کمرے میں ٹھنڈک تھی۔ مگر اندر آگ سی دہک رہی تھی۔ انہوں نے دل پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا چاہا اور بہ دقت ٹیبل پر پانی کا گلاس رکھا تھا۔ بسم اللہ پڑھ کر گھونٹ گھونٹ پینے لگیں۔ مگر طبیعت میں کوئی سنبھالا نہ آیا۔ گھبرا کر دائیں بائیں دیکھا۔ عمر اور عادل محوِ خواب تھے۔

"تو مجھے کس نے آواز دی...؟"

ایک احساس تھا کہ کسی نے انہیں پکارا ہے۔ وہ گھبرا کر ننگے پاؤں ہی باہر نکل آئیں۔ گھر میں چھائی خالی پورچ بتا تا تھا کہ شہوز اور حرا ابھی واپس نہیں آئے۔ انہیں آج اک شادی میں جانا تھا۔ وہ خود ہی بچوں کے پاس رُک گئیں۔ انہیں سلاتے سلاتے ان کی بھی آنکھ لگ گئی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں میں گھلی ملی خوشبوؤں نے قدرے طبیعت بحال کی۔ مگر بے چینی حد سے سوا تھی۔ انہوں نے وضو کر کے جائے نماز بچھائی اور نفل نماز حاجت کی نیت باندھ لی۔ ہر ہر لفظ کے ساتھ دل پانی بن کر بہہ رہا تھا۔ لرزش تھی کہ گھٹنوں کے بل کھڑا ہونا دشوار ہو گیا۔ نماز کے بعد انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو لگا۔ تب ہی باہر ہارن کی آواز پر چوکیدار نے بھاگ کر گیٹ کھولا۔ گاڑی اندر آئی۔ مگر ان کے استغراق میں کمی نہ آئی۔

"اوہ... اماں جی ابھی تک جاگ رہی ہیں۔" حرا کو شرمندگی نے گھیر لیا۔ ان کی وجہ سے انہیں خواہ مخواہ اٹھانا پڑا۔ وہ لان کی طرف آنا چاہتی تھیں۔ مگر ڈاکٹر شہوز نے روک دیا۔

"تم چینج کر کے بچوں کو دیکھو۔ میں جاتا ہوں۔"

حرا کو لگا شہوز نے انہیں ٹالا ہے۔ مگر وہ خاموشی سے ساڑھی سنبھالتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔ شہوز ان کی طرف آگئے۔ بند لرزتی پلکیں، آنسوؤں سے بھیگا چہرہ، کپکپاتے ہونٹ۔

اماں اُس وقت کس کے لیے دعا مانگ رہی تھیں یہ صرف وہ جانتے تھے۔

انہوں نے بہت دیر کے بعد دعا ختم کر کے پگھلتی نگاہوں سے شہوز کو دیکھا۔ انہوں نے نرمی سے ان کے ہاتھ لیے۔

"کیا ہوا اماں جی...؟"

"کسی نے مجھے پکارا ہے۔" ان کی آواز مدھم سی سرگوشی تھی۔ مگر شہوز رضا نے پوری طرح سنا۔

"کوئی مصیبت، کسی پریشانی میں مبتلا ہے۔"

"آپ کی دعائیں اسے ہر مصیبت، ہر پریشانی سے نکال لیں گی۔" انہوں نے ٹھہرے ہوئے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

"لیکن کچھ خاص ہے شہوز! آج دل ٹھہر نہیں رہا۔" وہ بے بسی سے گویا ہوئیں۔ شہوز خاموشی سے انہیں دیکھنے لگے۔ گزرے ماہ و سال میں انہوں نے جتنی بار بھی دیکھا تھا۔ آج کی بے چینی حد سے سوا تھی۔

"چلیں اماں جی! اندر چل کر بات کرتے ہیں۔ آج سوئیں گے نہیں۔ ساری رات باتیں کریں گے، صرف باتیں۔"

"نہیں... تم جاؤ... آرام کرو... مجھے تسبیح کرنا ہے... کچھ دیر کھلے آسمان کے نیچے رہنا ہے۔" انہوں نے قطعی لہجے میں کہتے ہوئے تسبیح نکال لی۔ شہوز رضا کو بھی محسوس ہوا۔ انہیں اکیلا چھوڑنا مناسب ہوگا۔ وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئے۔ حرا چینج کر کے بچوں کے کمرے میں جا چکی تھی۔ ان کی شلوار، قمیص باتھ روم میں لٹک رہی تھی۔ وہ واش روم کے دروازے ہی سے پلٹ آئے۔ ریسیور اٹھایا۔ کچھ سوچا... پھر نمبر ڈائل کرنے لگے۔ ان کی انگلیاں نوٹنگھم کا نمبر ملا رہی تھیں۔

❄ ❄ ❄ ❄

"وقار صاحب کا فون ہے۔"

روتے ہوئے ایمن نے فون ریسیو کرنا چھوڑ رکھا تھا۔ طارق نے جانے کے بعد سے ایک بار بھی کال نہیں کی۔ ان کو پورا یقین تھا کہ وہ یہاں سے سارے تعلق توڑ کر گیا ہے۔ کبھی واپس نہ آنے کے لیے۔ نوکروں کو دو دو ماہ کی تنخواہ دے جانا، گھر میں وافر مقدار میں راشن چھوڑ جانا۔ یہ سب ثابت کرتا تھا کہ وہ کوئی فیصلہ کر کے یہاں سے گیا ہے۔ اب محض عمل درآمد باقی ہے۔ اسے تو یہ بھی یقین تھا کہ وہ اس لڑکی سے نکاح کر چکا ہے اور اب اس کو وہاں بلوانے کی تیاری کر رہا ہو۔ وہ لاشعوری طور پر منتظر تھی۔ شاید کبھی پوسٹ مین اس کے نام رجسٹری لے آئے۔

اس رجسٹری میں کیا ہوگا؟

سوچ کر ہی ایمن کی سانس گھٹنے لگتی۔

"بی بی! وقار صاحب کا فون ہے۔" کچھ دنوں سے صغریٰ کا لہجہ بدلنے لگا تھا۔ اس نے زور سے ایمن کا کندھا ہلایا۔ وہ چونکی۔ کچھ خوف سے موبائل کو دیکھا۔

"کیا طارق نے اپنا فیصلہ ڈیڈی کو سنایا ہے؟"

اس نے قدرے بے زاری سے موبائل سامنے میز پر رکھا اور چلی گئی۔ موبائل بند ہو کر دوبارہ سے بجنے لگا۔

"ہیلو ڈیڈی..." اس کی آواز گھٹی گھٹی سی تھی۔ تب ہی وہ چونک کر پوچھنے لگے۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے امی...؟" وہ بالکل بے خبر تھے کہ ایمن کسی سائیکاٹرسٹ سے علاج کروا رہی ہے۔ مہینے میں ایک دو بار فون کر لیتے۔

"..."

"اپنا ضد چھوڑ دو۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اب کیسی ضد۔۔۔؟" وہ سب ہتھیار پھینک چکی تھی۔
"یہ تنہائی تمہیں ڈسٹرب کر رہی ہے۔ اب آجاؤ۔ میں نے طارق سے بھی کہا ہے۔ اب تمہیں آئے۔"
"انہوں نے کیا کہا۔۔۔؟" ایمن نے نجانے کس امید کا دامن تھام کر دریافت کیا۔
"چپ ہو گیا۔ کوئی جواب ہی نہیں دیا۔ ایمی! تم دونوں کے بیچ کوئی جھگڑا ہوا ہے۔؟" انہوں نے بعد پوچھا۔
"کیوں۔۔۔؟"
"وہ آج سے پہلے کبھی اتنا الجھا ہوا نہ تھا۔"
(اب تو سارے جھگڑے ہی ختم ہو گئے۔)
"وہ وہاں اکیلا ہے۔۔۔؟" ایمن نے اپنے شبہے کی تصدیق چاہی۔
"ہاں، تمہارے بغیر بہت اکیلا ہے بیٹے!" انہوں نے بات کو اور انداز میں لیا۔ "گھر میاں بیوی کر بنتا ہے۔ اب ختم کرو یہ بے کار کی ضدیں۔ وہ وہاں پاکستان نہیں آسکتا تو تم یہاں آجاؤ۔"
"پہلے اس سے پوچھ لیں۔ وہ وہاں مجھے بلانا بھی چاہتا ہے۔" ایمن نے آہستگی سے کہا۔
"ارے۔ وہ تو کب سے۔۔۔؟"
"میں اب کی بات کر رہی ہوں ڈیڈی!" ایمن نے مدھم لہجے میں کہہ کر خدا حافظ کہہ دیا۔ پھر گیٹ کی طرف دیکھنے لگی۔ حمید وہاں نہیں تھا۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ وہ اکثر ڈیوٹی پر موجود نہیں... کے نوکروں کو اب ایمن کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ تھی۔ اسے یاد آیا کہ آج اسے ڈاکٹر شہوز کے پاس... ڈھیٹ بن کر بیٹھی رہی۔
"کیوں جاؤں۔۔۔ کیا فائدہ۔۔۔؟"
اور ٹھیک ایک گھنٹے بعد بابر اس کے سر پر کھڑا تھا۔ اول تو وہ اسے خود کلینک لے کر جاتا تھا اور اگر... کر کے تصدیق ضرور کرتا کہ وہ چلی گئی ہے یا نہیں۔
"تمہیں کسی کی پروا نہیں ہے۔ خود اپنی بھی نہیں۔"
"ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔" ایمن ہنس دی۔
"یہ فضول سی ہنسی مت ہنسا کرو۔" بابر ناراض ہوا۔
"اسی کو غنیمت جانیے۔"
"تم واقعی بے حس ہو۔"
"ٹھیک کہا۔ میں نے ساری زندگی کسی کی پروا نہیں کی۔ اب کرنا چاہتی ہوں تو کچھ ہاتھ ہی نہیں آ"
"اب اٹھو۔ تمہیں چھوڑ آؤں۔"
"کیوں وقت اور پیسہ برباد کر رہے ہیں۔۔۔ میں اتنی اہم نہیں۔"
"یہ فیصلہ کرنا تمہارا کام نہیں۔" بابر نے تحمل سے کہا۔
"میرے باپ کے احسانوں کا بدلہ چکا رہے ہیں؟"
"ایمی۔۔۔!" بابر کے چہرے کا رنگ بدلا۔ "تم اذیت پسند بھی ہو۔"
"تعریف کا شکریہ۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہاتھوں سے بکھرے بال سمیٹے۔ "چلیں۔ آپ کی سی" وہ لب بھینچ کر پلٹ گیا۔
کچھ دیر کے بعد وہ ڈاکٹر شہوز رضا کے سامنے بیٹھی پوچھ رہی تھی۔
"ایک بات تو بتائیں۔ ایک ایسے شخص کا علاج کیا کریں گے کہ جسے خود ہی اپنی غلطیوں کا ادراک... اچھی طرح پتا ہو کہ ساری زندگی اس نے اپنی ضد اور انا کے ہاتھوں کیا کھویا۔۔۔ کیا پایا۔۔۔"

...ہوز رضا نے ذرا سا جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔
...یہاں سے۔۔۔" انہوں نے کنپٹی پر انگلی رکھی "تب کچھ باہر آجائے گا تو بہت سے منظر واضح ہو جائیں... عارضی دھند چھٹ جائے گی تب۔۔۔ تب تم فیصلہ کر پاؤ گی کہ اب تمہیں کیا کرنا ہے۔"
...کو ترک کر لیا۔۔۔ اب زندگی میں کیا باقی ہے۔"
...زندگی ہے تو پھر سب کچھ باقی ہے۔"
...نے ٹھوس لہجے میں کہا تو وہ بغیر پلکیں جھپکائے انہیں دیکھے گئی۔

☆ ☆ ☆

...ن کی طرف توجہ دی تو دھیان بہت سے دیگر معاملات کی طرف بھی جانے لگا۔ گھر کے خالی پڑے... ان کی ناگفتہ بہ حالت۔۔۔ جو چیزیں استعمال میں تھیں ان کی حالت بھی خراب ہو رہی تھی۔ ان چند ماہ... یوار رنگت بدلنے لگے تھے۔
...قدر نادان ہوں میں۔ جو چیز اپنی ہے اس کا بھی خیال نہ کیا۔"
...افسوس سا ہوا۔ مومو اور جوجو کی باتیں یاد آنے لگیں۔ اس گھر کے حوالے سے کس قدر رشک کرتی... کمروں میں صغریٰ کے بچوں کا سامان اور بستر تک بکھرے تھے۔
...کیا ہے۔۔۔؟" اس نے تیکھی نگاہوں سے صغریٰ کو دیکھا۔۔۔ جس نے اسے اس طرف آنے سے کئی بار روکا تھا
...بی بی۔ ادھر تو دھول مٹی جمی ہے۔ میں صفائی کر دوں گی تو دیکھ لینا۔ کب سے وہ کمرے یونہی بند پڑے
...ے جی میں نجانے کیا آئی کہ سارے گھر کا دورہ کرنے نکل کھڑی ہوئی۔ دوسرے کمرے سے صغریٰ کا... سامان اٹھائے عجلت میں باہر نکلا۔ ایمن کو دیکھ کر ٹھٹکا۔ پھر بگٹٹ دوسری سمت بھاگا۔ اسے یوں... ایمن کو ہنسی آگئی۔ اس کی ہنسی دیکھ کر صغریٰ کی جان میں جان آئی۔ ایمن سے کچھ بھی بعید نہ تھا۔
...اں بچے۔۔۔" اس نے شرمندگی کے ساتھ پہلی بار کچھ کہنے کی جسارت کی۔ ایمن نے بات کاٹ دی اور
...بولی۔
...بارے کمرے صاف ہونے چاہئیں۔"
...کیوں نہیں۔۔۔ صبح رجو کو بھی بلوا لوں گی۔"
...ابھی ڈرائنگ روم میں آؤ۔"
...ک کر صفائی کرنے لگی۔ اس کے جہیز کا سامان بہت قیمتی اور خوب صورت تھا۔ مگر بے توجہی کا... پردے اتروا کر دھلوائے در و دیوار جھاڑے۔ فرنیچر کی ترتیب بدلی۔ قالین کو اچھی طرح صاف... روم جگر جگر کرنے لگا۔ اس کے بعد بیڈ روم کی باری تھی۔ اس کے جہیز کی کتنی بیڈ شیٹس پیک کی... ملازمہ کو کہا۔ جو ایک دو یا پرانی تھیں۔ ان ہی کو بدل دیتی۔ الماری کے اندر سفید نیٹ کے پردے... تھے۔ جو غالباً "شادی سے قبل طارق نے سلوائے تھے۔۔۔ اس نے جہیز کے کلاک۔۔۔ ڈیکوریشن... اپنے جہیز کا سامان پہلی بار دیکھ رہی تھی۔ تجسس بڑھا تو باقی چیزیں بھی کھول کر دیکھنے لگی۔ ایک بار... ان کی قائل ہو گئی۔
...ماں نے بڑے ارمانوں سے یہ سب خریدا ہے۔۔۔ پیسہ لگا نظر بھی آتا ہے۔ چیز خریدنے کا سلیقہ بھی کسی... ورنہ لوگ تو روپیہ پانی کی طرح رولتے ہیں۔"
...فاران حسن چھوڑ دیتے اگر مہر النساء کسی چیز میں کمی کرتیں۔"
...والی نیلی بیڈ شیٹ اور نیٹ کے پردوں کے ساتھ بیڈ روم روشن روشن، ٹھنڈک کا تاثر دینے لگا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ان ہی کاموں میں دوپہر ہونے کو آئی۔ خود ایمن کا مارے تھکن کے برا حال تھا کہ بہت عرصے کے
"صغریٰ بی۔۔۔ بھوک زوروں کی لگی ہے۔"
"کھانا بننے میں تو بہت وقت لگے گا۔ کچھ اور لا دوں۔" دونوں باتیں کرتیں کچن میں آگئیں۔
دن قبل ہی بدل چکی تھی۔ ایمن نے فریزر کھول کر جائزہ لیا۔ یہ سالن گرم کرو۔۔۔ اور روٹیاں
یونہی پڑے ہیں۔ صغریٰ! بہت رزق ضائع کرتی ہو۔ نہ آج کچھ بنے گا اور نہ کل۔ پہلے یہ سب
بجے میں کہتی نہانے چلی گئی۔ صغریٰ اک طویل سانس لے کر فریزر سے سالن نکالنے لگی۔
"لگتا ہے 'برے دن' آنے ہی والے ہیں۔"
بہت دیر نہانے سے ساری تھکن دور ہو گئی۔ لمبے بال تولیے سے خشک کرتی قد آدم آئینے
ہوئی۔ تولیہ ایک طرف رکھتے انگلیوں سے بال سلجھانے لگی۔ پھر ایک دم ٹھٹک گئی۔
"یہ جو کچھ تم کچھ دنوں سے کر رہی ہو۔۔۔ کیا ہے۔۔۔؟" آئینے میں اس کا عکس پوچھ رہا تھا۔
"طارق کی محبت یا تمہاری شکست۔۔۔؟"
سوال چبھتا ہوا مگر قابلِ غور تھا۔ ایمن نے پلکیں جھکا لیں۔
"میری شکست۔۔۔"
"شکست ہی تسلیم کرنا تھی۔ تو پہلے ہی کر لی ہوتی۔ اتنے کھڑاگ کی ضرورت ہی کیا تھی؟"
اس نے نظریں اٹھا کر آئینے کو دیکھا۔
"ان سب سے کیسے دست بردار ہو جاؤں۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں بچا۔"
یہ احساس شکست محبت سے دست برداری کا اعلان ہے۔ سمجھتی ہو؟"
اف! یہ کون تھا جو اسے گنجلک سوالوں میں الجھا رہا تھا۔
"کس محبت کی بات کرتے ہو۔ وہ محبت جو میرے ارمانوں کے مرقد پر رسوائی کے پھول چڑھا
اٹھی۔ "میں نے جہاں تک ہو سکا محبت کے تقاضے نبھائے۔ لڑی۔ ڈٹ گئی۔ جان دینے کی کوشش
باوجود مجھے کیا ملا۔ خالی ہاتھ ہوں۔ تہی داماں ہوں۔ لڑوں تو کس کے لیے؟ اس کے لیے جو کہیں بھی
میں نے سرنڈر کر لیا۔ ہار مان لی۔ ارے خدا کے لیے مجھے جینے دو۔۔۔ میں خوش نہیں رہ سکتی۔
مجھے کھل کر جی لینے دو۔"
"کیا ہوا بی بی۔۔۔؟" صغریٰ گھبرا کر اندر چلی آئی تو وہ بری طرح چونکی۔ اسے اندازہ نہ ہوا کہ اس کی
"تم سے کس نے کہا کہ بغیر دستک دیے اندر چلی آؤ۔" خجالت مٹانے کو وہ صغریٰ پر برس پڑی۔
بائیں شائیں کرنے لگی۔
"میں تو کھانے کا۔۔۔"
"یہیں لے آؤ۔۔۔" اس نے بالوں میں انگلیاں پھیرنے کا مشغلہ ترک کر کے برش اٹھا لیا۔
"اس لڑکی کا دماغ تو منٹ میں پھر جاتا ہے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے نکل گئی۔ جبکہ ایمن خود کو سرزنش
"بہت تماشا بن چکی ایمن! اب خود کو سنبھالو۔۔۔"
صغریٰ تھوڑی دیر میں کھانا لے آئی۔ چپ چاپ سرد کر کے جانے لگی۔ بجلی کی طرح ایک خیال
میں سرایت کر گیا۔
"جو کچھ میں نے کیا ہے اس کی گواہ صرف صغریٰ ہے۔۔۔ اگر جو یہ سب کچھ طارق کو بتا دے تو۔۔۔"
"رکو صغریٰ۔۔۔" اس نے بے اختیار پکارا تو وہ رک گئی کہ شاید اسے کسی چیز کی ضرورت ہے۔
"کوئی کام نہیں ہے تو بیٹھ جاؤ۔۔۔"
صغریٰ کچھ حیران ہوتی بیٹھ گئی۔

نا کھالیا۔۔۔؟"
ہے۔۔۔"
اں نے۔۔۔؟"
بانا۔۔۔"
یں اسکول کیوں نہیں بھیجتی ہو۔۔۔" ایمن نے سالن پلیٹ میں نکالا۔
ارچا کون کرے۔۔۔ حمید تو نہیں مانتا۔"
اکل ہی ان پڑھ رکھو گی۔۔۔ سرکاری اسکولوں میں خرچا کون سا ہوتا ہے۔ کتابیں تک تو مفت ملتی ہیں۔"
رکاری اسکولوں میں پڑھائی بھی تو نہیں ہوتی۔۔۔" صغریٰ ہنس دی۔
بھی کوئی بات نہیں۔۔۔ شوق ہو تو کہیں بھی پڑھائی ہو جاتی ہے۔"
نے کو تو بہت شوق ہے۔"
اماں کو بھیج دو۔۔۔ باقی میں خود دیکھ لوں گی۔"
نے کہا تو صغریٰ خوش ہو گئی۔ کون ماں چاہتی ہے کہ اس کے بچے ان پڑھ رہیں۔ خواہ کسی کے گھر کام کرتی
یوں نہ ہو۔ صغریٰ کو مطمئن ہوتا دیکھ کر وہ خود بھی مطمئن ہو گئی۔ کھانے کے بعد جب سوئی تو شام کی خبر
تھکن بھی روز سے زیادہ تھی۔

نساء نے بے حد تشویش کے ساتھ کچن کی طرف دیکھا۔ جہاں سے مومل کے گنگنانے کی آواز مسلسل
۔ وہ بے چین سی ہو کر کچن تک آئیں۔ مومل برتن دھو رہی تھی۔ مگن سی گنگناتی، مسکراتی، دوپٹہ ندارد،
فٹنگ والی قمیص، جس میں نوعمری، الھڑ جوانی کا بانکپن اور رعنائیاں مکمل طور پر واضح ہو رہی
مہرالنساء نے لڑکیوں کے کبھی فٹنگ والے کپڑے نہیں سلوائے تھے۔ ڈھیلی ڈھالی قمیص۔۔۔ پورے

نے قمیص میں سلائی لگائی ہے؟"
ماء کی آواز پر وہ بوکھلائی۔۔۔ پھر رخ بدل لیا۔
یں تو۔۔۔ یہ پچھلے سال کا سوٹ ہے۔۔۔ شاید میں موٹی ہو رہی ہوں۔"
یں سانچے میں ڈھلی نازک سی کمر واضح ہو رہی تھی۔
کہاں ہے؟ بے شرموں کی طرح کھڑی ہو۔۔۔ اگر کوئی آجائے تو۔۔۔" مہرالنساء کو مزید تاؤ آگیا۔
یں کس نے آنا ہے۔ پھسل رہا تھا۔۔۔ اتار کر رکھ دیا۔۔۔" مومو نے جھنجلا کر گلاس پٹخا۔
ہی چلنے لگا ہے۔۔۔ سنبھال نہیں سکتیں۔۔۔ بھائی گھر پر ہی ہے۔"
بند کیا اور باہر نکلنے لگی۔
واقع ہو رہی ہو؟"
نے جا رہی ہوں۔" مومو نج ہو کر بولی۔ مہرالنساء کو اس کے لہجے پر غصہ آگیا۔
سان کرنا ہے۔۔۔ بھلے سب اتار دو۔۔۔ بے حیا لڑکی!"
ٹوکنے کا موقع ملنا چاہیے۔ موقع کیا۔۔۔ بغیر کسی وجہ کے شروع ہو جاتی ہیں۔" وہ کہہ کر رکی نہیں۔
سمجھ لوں گی۔۔۔ ماں کو پاگل سمجھتی ہے۔۔۔ دوسری ایمن ہے یہ۔"
دوسری ایمن بن کر دکھاؤں گی۔" مومو نے جاتے جاتے یہ جملہ سنا تھا۔ پھر اپنے کمرے میں گھس گئی۔
اپنی اسٹڈی میں مصروف تھی۔ وہ دھپ سے پلنگ پر گری۔
۔۔۔؟" جوجو نے پین رکھ کر ہولے ہولے اپنے کندھے دبائے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"خود تو جان چھڑا کر بیٹھ گئی ہو کہ میڈیسن پڑھ رہی ہوں۔ یہاں کام بھی کرو اور گالیاں
اس نے غصے سے تکیہ اٹھا کر گود میں رکھا۔ جوجو ہنس دی۔
"میرے پیچھے کیوں پڑ جاتی ہو۔ تم بھی لے لیتیں میڈیکل میں ایڈمیشن۔"
"میرے ساتھ تب بھی یہی ہوتا۔"
"کئی مرتبہ کہا ہے انہیں جواب مت دیا کرو۔ اب لیٹ کیوں گئی ہو؟"
"رات کو چوکیداری بھی مجھ سے کروانی ہے۔ دس بج رہے ہیں۔ اپنی چیزیں سمیٹ کر جاؤ
ہے۔"
"تھوڑا تم بھی پڑھ لو۔" جوجو نے اپنی چیزیں سمیٹنا شروع کیں۔ پھر پوچھا۔ "چائے پیو گی؟"
"نہیں سونا ہے۔" مومو لیٹ گئی۔ جوجو کے یہاں سے جانے کا وقت اس نے صبر سے کا
بعد گھر کی دیگر لائٹیں آف ہونے لگیں۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ سب سونے کے لیے جا
موبائل نکال کر آن کیا۔ بتی وہ پہلے ہی بجھا چکی تھی۔
وہاں بہت سے رومانٹک ایس ایم ایس اس کے منتظر تھے۔ جنہیں پڑھتے ہوئے اس کے گا
بکھر گئی۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد بیل آنے لگی۔ اس نے یس دبا دیا۔
"یار! بہت انتظار کرواتی ہو۔"
مومو کچھ نہ بولی بس دھیرے سے ہنس دی۔
"مومو! یوں مت ہنسا کرو۔ من کرتا ہے اس ڈھکی چھپی ہنسی کے سارے بھید جان لوں۔"
وہی الفاظ، وہی لہجہ، وہی لہجے کی گمبھیرتا، جس پر حوا کی بیٹی ہمیشہ سے اپنی کنواری وفائیں لٹاتی
بغیر کہ یہ مہکتے لفظ راہوں میں پھول بچھا رہے ہیں یا کانٹے۔ مومو سرخ سی ہو گئی۔ ابھی جھجک نہ
برملا جواب ضرور دیتی۔
"جو نائن میری جگہ ہوتی تو کیا کہتی۔ وہ تو اچھے اچھوں کے کان کترتی ہے۔" وہ سوچنے لگی۔
"چپ کیوں ہو۔؟"
"تمہیں سن رہی ہوں۔"
"لیکن میں تو خود چپ ہوں۔"
"تو کیا فرشتے بول رہے ہیں۔" مومو نے برجستہ کہا پھر دونوں ہنس دیے۔ کچھ دیر ہلکی سی خامو
مابین حائل رہی۔
"تمہاری سہیلی کیسی ہے۔؟"
"کون نائن؟ اچھی ہے۔"
"اچھی نہیں ہے۔"
"کیا مطلب۔" وہ بری طرح سے چونکی۔
"اس جیسی بے باک لڑکی کو تمہاری سہیلی نہیں ہونا چاہیے۔"
"یاد رکھو۔ اسی کی بے باکی کی وجہ سے آج تم سے بات کر رہی ہوں۔" مومو نے جتایا۔ اسے نائن
میں یہ بھرم اچھا نہ لگا تھا۔
"کبھی کبھی کھوٹا سکہ بھی چل جاتا ہے۔"
"پلیز! وہ میری بیسٹ فرینڈ ہے۔" مومو نے احتجاج کیا۔
"تمہیں برا لگا۔ سوری۔ دراصل تم اتنی معصوم اتنی ان چھوئی سی ہو کہ تمہارے ساتھ اس کا
کے ساتھ کاٹنے کا تصور لگتا ہے۔ پتا ہے مومو! لڑکی کی ساری خوب صورتی اس کی معصومیت میں ہے۔

نے بھی کسی اور لڑکے سے یوں رات گئے گھر والوں سے چھپ کر باتیں کی ہیں؟"
"نہیں۔"
اس سے بڑھ کر خوش نصیبی کیا ہوگی کہ جو لڑکی اس سے محبت کرتی ہے۔ اس کے ذہن و دل
لڑکے کا سایہ تک نہیں۔" وہ اترا کر بولا۔
نے کہا کہ میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں۔" مومو مسکراہٹ دبا کر پوچھنے لگی۔
آدھی رات کو مجھ سے فلرٹ کر رہی ہو۔ اپنی بیسٹ فرینڈ کی طرح۔"
سے سرخ ہو گیا۔
لڑکی نہیں ہوں۔" اس نے غصے سے موبائل ہی آف کر دیا۔
خود کو۔ شرم تو نہیں آتی مجھے فلرٹ کہتے ہوئے۔" اس نے موبائل تکیے کے نیچے دبایا۔
رہو بات کرنے کے لیے۔ تمہارا واسطہ مول سے پڑا ہے۔"

☆ ☆ ☆

سلف کے لیے لسٹ ہمیشہ صغریٰ اور جوجو ہی بناتیں۔ حمید جا کر سب سامان لے آتا۔ اس بار بار نے
تو ایمن خود تیار ہو گئی۔ حالانکہ اسے ایسے سامان کی خریداری کا کوئی تجربہ نہ تھا۔ اس نے فرحت
لیا۔
نے بہت مہینوں سے گھر نوکروں پر چھوڑ رکھا ہے۔ ہر چیز کی بربادی ہو رہی ہے۔ اب آپ کو میری مدد
کیوں نہیں۔ ویسے سچ پوچھو تو سارا سامان ان کے پاپا ہی لا کر رکھتے ہیں۔ لیکن آج یہ تجربہ بھی سہی۔
سامان کی لسٹ بنا لیں۔"
"فرحت۔! تم ضرور ساتھ جاؤ۔ شوہر گھر سے باہر ہو تو گھر بار کی دیکھ بھال عورت کا فرض بن جاتی ہے۔
دیکھ بھال کر خرچ کرو گی تو کسی چیز کا زیاں بھی نہ ہوگا۔ سارا پیسہ ایک ساتھ خرچ کرنا۔ ہر مہینے
بھی کیا کرو۔ بہتر ہے تھوڑی رقم بینک میں ہی چھوڑ دو۔ بیرون ملک کے سو مسائل۔ کبھی تمہارا
بھجوا سکے تو یہ رقم ہنگامی صورت حال میں تمہارے کام آئے گی۔" فرحت کی ساس نے شفقت و ہمدردی
مہنگائی کے دور میں بچت کہاں؟ ضروریات پوری ہو جائیں تو بڑی بات ہے۔ مہینے کے آخر تک تو سارے
ہو جاتے ہیں۔ پھر طارق کی ڈانٹ کہ میں سب اڑا دیتی ہوں۔ حالانکہ شادی کے بعد سے اب تک میں
خاص کپڑے وغیرہ بھی نہیں بنوائے۔" ایمن نے سابقہ تجربات کی روشنی میں کہا۔
یاں کتنی رقم بھجواتا ہے۔؟" انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ انہیں ایمن پر بڑا ترس آتا۔ اکثر
بیچاری بچی اکیلے ہی زندگی برت رہی ہے۔ ابھی اتنی عمر اور تجربہ بھی نہیں۔"
رقم بتائی تو ساس بہو کی نظریں آپس میں ملیں۔ دونوں میں معنی خیز سا تاثر تھا۔
ان کے ہاتھ دینے اور اپنے ہاتھ سے برتنے میں بڑا فرق آ جاتا ہے۔ کچھ بھی منگوانے سے پہلے دیکھ لیا کرو
کی ضرورت بھی ہے۔ جاؤ فرحت۔ تیمور اور سکندر کو میں سنبھال لوں گی۔"
دونوں ساتھ لے گئیں۔ گھر کا سارا سودا، گوشت، مچھلی، انڈے، قیمہ، مرچ مسالے، چھوٹی الائچی سے
روم کلینز تک۔ فرحت کو گھر داری کا اچھا خاصا تجربہ تھا۔ اس کے باوجود ایمن کو شدید حیرت ہوئی
پاس خاصی رقم بچ گئی۔
سامان تو پندرہ دن میں ختم ہو جائے گا۔" صغریٰ نے کھسیا کر کہا۔
تم لوگوں کے گھر بارات اتری ہے۔" فرحت نے اسے گھور کر دیکھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کچھ کرٹن وغیرہ خرید لیں۔" پیسے دیکھ کر ایمن کا دل خواہ مخواہ مزید خریداری کے لیے بولا۔
"اگر ضرورت ہے تب خرید دو ورنہ رہنے دو۔" فرحت نے کہا تو وہ سوچنے لگی۔
"نہیں۔ ضرورت تو نہیں ہے۔"
"تب رہنے دو۔ اب پزا کھلاؤ کولڈ ڈرنک پلاؤ۔۔۔ گھر میں شیطانوں نے دھمالیں ڈالی ہوں گی۔" فکر ہونے لگی۔
کھانی کر فارغ ہوئے تو فرحت اس کے ساتھ ہی گھر آئی۔ ضرورت کا سامان باہر رکھوا کر باقی سا... رکھ کر تالا ڈلوادیا۔
"اپنے ہاتھ سے سامان نکال کر دیا کرو۔"
"اعتبار کے نوکر ہیں۔" ایمن کو عجیب سا لگا۔
"یہ مہینہ گزار دو تب پتا چلے گا کتنے اعتبار کے ہیں۔۔۔ نوکروں کے ساتھ صلہ رحمی کا مطلب یہ ... سے آنکھیں بند کر لی جائیں۔ انہیں اچھا کھلاؤ۔۔۔ اچھا پہناؤ۔۔۔ لیکن گھر کے معاملات کی نگرانی خود ... فرحت نے جاتے جاتے نصیحت کی۔۔۔ جو ایمن کے دل کو لگی کہ خود وہ بھی محسوس کر رہی تھی ... سے بہت سے ڈھکے چھپے معاملات سامنے آرہے تھے۔
"ان پر بھی توجہ دو یار! کیسا جھاڑ جھنکاڑ سا ہو رہا ہے۔۔۔؟" وہ فرحت کو رخصت کرنے باہر آئی ... نے ایمن کی توجہ لان میں اُگی خودرو جھاڑیوں کی طرف دلائی۔ فوارہ بند تھا اور اس میں کائی جم رہی ... بھی صرف طارق کی موجودگی میں چلتا کہ وہ ایسی باتوں کا خیال رکھتا تھا۔
"یہ ساتھ والوں کا مالی کبھی کبھار آکر دیکھ جاتا ہے۔ اب تو بہت ہفتوں سے اس نے بھی چکر ... اپنے مالی سے کہیں۔ وقت نکال کر آجایا کرے۔ میں مناسب پے کر دوں گی۔" اس نے خود بھی ... نظروں سے جائزہ لیا۔
"ہاں اپنے بیٹے کے ساتھ آجائے گا۔" دونوں اس موسم کے پھولوں، ان کی پنیری اور پودوں کے ... کرتی گیٹ تک آگئیں۔ جہاں ایمن نے اسے خدا حافظ کہا۔ پھر حمید کو گیٹ بند کرنے کا کہہ کر ... گیٹ سے باہر نہیں نکلی تھی۔ مگر بلی دروازہ کھلنے پر سڑک کے دوسری طرف درختوں کی چھاؤں ... نے اسے دیکھ لیا تھا۔ اس نے سیاہ نیٹ اور سفید لائنوں والی شرٹ پہن رکھی تھی۔ سر پر نیلی پی کیپ ... جھکی ہوئی تھی۔ اس نے گیٹ بند ہونے تک بغیر پلکیں جھپکائے سارا منظر دیکھا تھا۔ اس کی آنکھیں ... سیاہ گلاسز میں چھپے تھے۔ کوئی نہ جانتا تھا کہ وہاں محبت چھپی ہے یا نفرت۔ گیٹ بند ہونے کے بعد وہ ... سے چلتا سڑک کے اس پار آیا۔ حمید اسے دیکھ کر الرٹ ہو گیا۔
"صاحب ہیں؟"
"کون صاحب۔۔۔؟"
"طارق صاحب!"
"وہ تو باہر ہوتے ہیں۔"
"نہیں جو یہاں رہتے ہیں۔۔۔ وہ۔۔۔"
"او بابا ادھر کوئی صاحب نہیں رہتا، صرف بیگم صاحبہ اکیلی رہتی ہیں۔" حمید نے جھنجلا کر جواب ...
"بیگم صاحبہ اکیلی رہتی ہیں۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔ پھر ایک نظر گھر پر ڈال کر پلٹ گیا۔
"پتا نہیں کون سر پھرا تھا۔" حمید نے کری اندر کر کے گیٹ اندر سے بند کر دیا۔ اسے بھوک لگ رہ...

☆ ☆ ☆

"اتنی مصروف ہو گئی ہو کہ پلٹ کر خبر ہی نہیں لی۔ زین بھی پوچھ رہا تھا کہ ممانی بھول ہی گئی...

...نے شکوہ کیا۔
...نے کہا اب پڑوسیوں کے ساتھ دوستی ہو گئی ہے تمہیں کہاں یاد رکھے گی۔"
...ہنس دی۔ پھر اس کے بچے کو گود میں لے کر گدگدانے لگی۔
...صاحب اتنے بڑے ہو گئے ہیں کہ شکایتیں کر سکیں۔"
...کے معاملات میں یوں الجھی ہوئی کہ بہت عرصہ سدرہ کی طرف بھی چکر نہ لگا۔ لیکن کب تک۔ لان سر سبز ...نے لگا۔ گھر کے معاملات اپنے ہاتھ میں آئے تو اندازہ ہوا کہ وہ بے خبری میں کتنا نقصان کروا بیٹھی ہے۔ ...وہ ایک بار لے کر آئی تو چند چیزوں کو چھوڑ کر باقی سامان ڈیڑھ ماہ تک چلا۔ اس نے تو کبھی بجلی کا بل ...زحمت نہ کی تھی۔ جس نے جتنا کہہ دیا۔ اتنے پیسے تھما دیے۔ اس نے کسی سے کچھ نہ کہا۔ بس تمام ...نظر رکھنے لگی۔ طارق کے بھجوائے پیسوں میں سے اچھی خاصی رقم بچنے لگی۔ تب احساس ہوا کہ ...نے دوسری بار پیسے منگوانے پر کیوں اتنا حیران ہوتا تھا۔ اب وہی طارق حیران تھا کہ ایمن دوسری بار ...نہیں منگوائی۔
...اب آرہا ہے۔؟" اسے چائے دینے کے بعد سدرہ نے سوال کیا۔
...نے پوچھا نہیں۔"
...ٹھیک پیس اس کی پلیٹ میں ڈالتی سدرہ نے گھورا۔ "تمہیں پوچھنا چاہیے تھا۔ ان شوہروں کو اتنی ...نی چاہیے۔ اس بار تو بہت مہینوں سے نہیں آیا۔"
...ایمن کو چپ سی ہو گئی۔ چار ماہ ہونے کو آئے طارق نہیں آیا تھا۔ ایمن جانتی تھی وہ اس کے گزشتہ ...لے رہا ہے۔
...آتا تو نہ آئے۔ اب میں اس کے پاؤں پڑنے سے تو رہی۔)
...دل میں سوچا۔ مگر یہ سوچ تنفر سے نہیں، یاسیت میں ڈھلی تھی۔ طارق کا یہ رویہ اسے بہت ڈسٹرب ...اس وقت وہ ایمن کو اس دنیا میں اپنا واحد سہارا محسوس ہونے لگا تھا۔ اگر وہ خود کو گھر میں مصروف نہ کر لیتی ...
...نہیں۔"
...تو ہر وقت مجھے سمجھایا کرتی تھیں۔ اب طارق کو لتاڑنے لگیں۔"
...غلطی ہو گی۔ اس کو کہوں گی۔ ہم تو صاف گو بندے ہیں۔"
...نہیں۔۔۔ یہ بتائیں کہ اس شہزادے کو لے کر میرے گھر کب آرہی ہیں؟" ایمن نے بات بدلی۔
...بلاؤ۔" سدرہ بڑے سے دوپٹے کی آڑ میں بچے کو فیڈ کرانے لگی۔
...لوگوں کی دعوت کرنا ہے۔"
...ویسے ہی آجاؤں گی۔"
...سٹر اینڈ مسز کو میں خود انوائٹ کروں گی۔" ایمن نے اصرار کیا تو وہ ہنس دی۔ جانتی تھی ایمن ...دل میں سمائے گا وہی کرے گی۔ آج کل موڈ اچھا تھا۔ وجہ کے بارے میں کرید کی تھی لیکن اس ...
...
...یار کر رہی ہو؟"
...بننے کی پریکٹس کر رہی ہوں۔" ایمن نے برجستہ کہا تو سدرہ بے اختیار ہنس دی۔
...ہو ہی نہیں۔"
...نہیں۔"
...ہے۔ زندگی خوش گوار ہو جائے گی۔ میری تو دعا ہے کہ خدا تم لوگوں کو جلدی سے اولاد کی نعمت سے ...شے ہے۔ وہی وقت جو گزارے نہیں گزرتا تھا۔ اب دوڑتا ہے۔ اب یہ ہے۔" اس نے جھٹک ...تائی دی۔ "تو لگتا ہے اس سے پہلے کی زندگی تو بے کار ہی گئی۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایمن اپنی جگہ چپ سی رہ گئی۔ سدرہ اپنی دھن میں کہہ رہی تھی۔
اس کی کلکاریاں، اس کا لمس۔ اس کی آواز۔ یہ سب اس قدر انوکھا ہے کہ میں بتا نہیں سکتی۔" و
کے ہاتھ پیر چوم رہی تھی۔ بچہ کھلکھلانے لگا۔ ایمن سدرہ کے چہرے پر پھیلے الوہی رنگوں کو مبہوت
تھی۔ کس قدر خوب صورت منظر تھا۔

ماں اور بچہ
زندگی اور خوشی
ایمن کی خاموشی محسوس کر کے سدرہ نے اس کی طرف دیکھا۔
"کیا ہوا؟"
ایمن نے بہ دقت نفی میں گردن ہلائی۔ پھر چائے کا آدھا کپ واپس رکھ کر کھڑی ہو گئی۔
"چلتی ہوں۔"
"ارے۔۔۔ ابھی سے۔" وہ سدرہ کے روکنے پر بھی نہ رکی۔
"پتا نہیں۔ کبھی کبھی ایمن کو ہو کیا جاتا ہے۔ اچھی بھلی بیٹھے بیٹھے بے چین سی ہو جاتی ہے۔ شاید
محسوس کرتی ہے۔ اکیلی بھی تو ہے۔ خیر اللہ مہربان ہو گا۔ ابھی تو کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا۔"
اور اپنے گھر کا سناٹوں میں آ کر ایمن نے یاسیت سے سوچا۔
"تمہیں کیا بتاؤں سدرہ! اللہ مجھ پر بھی مہربان ہوا تھا۔ مگر میں نے اس خوشی کا گلا اپنے ہاتھوں گھونٹ
کچھ بھی تھا لیکن ایمن کو اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔ اس بار طارق کا فون آیا تو اس نے دعوت کا ذکر
"اچھی بات ہے۔ پیسوں کی ضرورت ہے؟" وہ یہی سمجھا تھا۔
"نہیں۔ ہیں میرے پاس۔ سامان بھی گھر میں موجود ہے۔ دعوت کا انتظام آرام سے ہو جائے گا۔"
سادگی سے جواب دیا۔ طارق چپ سا ہو گیا۔ پھر پوچھنے لگا۔
"کیا ہوا؟"
"کیوں؟"
"اتنی کفایت شعاری۔ میں تو پریشان ہونے لگا ہوں۔"
"بے فکر رہیں۔ آپ کے مہمانوں کو دال سبزی نہیں کھلاؤں گی۔" ایمن نے بات پلٹی۔
"میرے نہیں تمہارے۔" طارق نے تصحیح کی۔ "دعوت تم کر رہی ہو۔"
"آپ کے پیسوں سے کر رہی ہوں۔"
"میرے اور تمہارے پیسے الگ ہیں؟ اگر میں انہیں صرف اپنے پیسے سمجھتا تو تم سے حساب طلب
میں نے تم سے کبھی ایک روپے کی بابت بھی دریافت نہیں کیا۔"
"شکریہ۔۔۔ اس مہربانی کا۔" ایمن نے ہلکے سے طنز سے کہا۔
"سنو! اب ہمت کر رہی ہو تو ایک کام اور کرنا۔ اس دعوت میں چاچا چاچی کو بھی بلوا لو۔ انہیں اچھا لگ
ایمن خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگی۔ اس کی یہ خاموشی طارق کو بہت کھلی۔
"کیوں آئیڈیا پسند نہیں آیا؟"
"ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ میں بلوا لوں گی۔" وہ صرف یہ سوچ رہی تھی کہ یہ خیال اسے کیوں نہ آیا۔
"مجھے نہیں بلواؤ گی؟" طارق نے چھیڑا۔
"آپ کا اپنا گھر ہے۔"
"دعوت تم کر رہی ہو۔"
"آپ کے۔۔۔" وہ کہتے کہتے رکی پھر ہنس دی۔ "ٹھیک ہے مسٹر طارق! آپ بھی شامل ہو کر اس دعوت
بڑھائیں۔"

"؟"
اتوار۔"
یک ہے سرکار! ویسے موڈ تو اچھا ہے جاناں کا۔۔۔"
ال؟"
ف رومانٹک سا خیال آ رہا ہے؟"
ں کو ہنسی آ گئی۔ نجانے وہ کس مٹی کا بنا تھا۔ بے حد ڈھیٹ۔ شاید قدرت نے طارق کا انتخاب اسی لیے کیا
ہر ل وہی ایمن کو بھگت سکتا تھا۔
یہ خیال اپنے پاس رکھیں۔"
۔ نخرے ہیں۔"
اللہ حافظ۔" اس کی مزید کوئی بھی بات سنے بغیر ایمن نے رابطہ منقطع کیا اور سوچا۔
ھی برا نہیں ہے۔"
اس نے چاچا چاچی کا نمبر ملایا۔ اور یہ پہلی بار تھا کہ وہ خود سے فون کر رہی تھی۔ سو انہوں نے گھبرانا تو تھا ہی۔
بیت تو ہے پتر جی؟"
چاچا جی! سب خیریت ہے۔ بس آپ کو دعوت دینی تھی۔" اس نے تمہید میں پڑے بغیر براہ راست بات
اور آخر میں پوچھا۔
تو آ سکیں گے؟"
ہاں کیوں نہیں۔ سویرے سے آ جائیں گے۔" وہ خوش ہو گئے۔
بت تو رات کو ہے۔" وہ بغیر سوچے سمجھے بول اٹھی۔
ــــے نہ آئیں؟"
میرا یہ مطلب نہ تھا۔ میں تو کہہ رہی تھی۔" ایمن سچ مچ گھبرا گئی۔ "آپ کا جب دل چاہے آئیں۔ بلکہ
دن پہلے بھیج دیں۔"
ات کا اثر زائل کرنے کے لیے وہ جلدی جلدی بولنے لگی۔ چاچا اس کی گھبراہٹ بھانپ کر ہنسے۔
وہ بھی میرے ساتھ ہی آئے گی۔"
مجھے بھی ڈھنگ سے بولنا نہیں آئے گا۔ اگر وہ ناراض ہو جاتے تو طارق نے خوامخواہ جھگڑا کرنا تھا۔
ں کے ساتھ جھگڑا کرے۔ شوہر کے ساتھ یا سسرالی عزیزوں کے ساتھ۔ شکر کرو لڑکی! تمہیں
سسرال میں رہنا نہیں پڑا۔۔۔ اب دعوت میں کون کون سے آئٹم ہونے چاہئیں۔ اوں فرحت آپی سے
ی۔ مجھے انہیں بھی بلانا چاہیے۔ آخر اتنا تو میرے کام آتی ہیں۔ اف مہمان بڑھتے ہی جا رہے ہیں لمبا
ہو جائے گا۔ خیر مجھے کون سا روز دعوت کرنا ہے۔ ایک ہی بار میں سب نبٹ جائیں گے۔ یا ہر بھائی
اور موموکو چھوڑ جائیں۔ مگر نہیں مہرالنساء آنے دیں گی۔؟ طارق ہوتا تو فٹ سے بھیج
اعتماد نہیں۔ پتا نہیں خود کو سمجھتی کیا ہیں۔ ساری زندگی ہر کسی کو دھوکا ہی دیتی آئی ہیں۔"
کہاں سے نکلی اور کہاں کو بہتی چلی گئی۔ وہ بہت دیر تک بیٹھی خود ہی الجھتی رہی۔ پھر تھک کر اٹھ گئی۔
مہرالنساء کو۔۔۔ فرحت کی طرف چلتی ہوں۔"

◆ ◆ ◆

۔ بندہ تو پاگل ہو رہا ہے۔"
ماتھے پر ہاتھ مارا۔ موٹل کے موبائل میں معذرتی رومنٹک sms کی بھرمار تھی۔ جو گزشتہ تین دنوں
تے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ اگر مومو نے اب بھی بات نہ کی۔ تو وہ دل برداشتہ ہو کر خودکشی کر لے گا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

مومو مسکرا کر تائن کو دیکھنے لگی۔
"کیوں بے چارے کو تنگ کر رہی ہو۔ اب بات کر لو۔"
"آج کروں گی۔" مومو کے خیال میں فواد کے لیے اتنا سبق ہی کافی تھا۔
"ویسے یہ فواد صاحب کرتے کیا ہیں؟" تائن نے پوچھا۔
"پتا نہیں۔ اس نے کبھی اپنے بارے میں بتایا نہیں۔"
"تم نے پوچھا بھی نہیں؟" تائن نے بھنویں اچکائیں۔
"ہاں۔ تقریباً ۔۔۔ زیادہ تر وہ خود ہی بولتا رہتا ہے۔"
"بالکل پاگل ہو۔ پتا کرو کہ کتنے پانی میں ہے۔ پانی میں ہے بھی یا خشکی پر ٹرٹرا رہا ہے۔" تائن نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔
"کیا مطلب؟"
"احمق لڑکی۔ کنگلے بندے سے محبت یا فلرٹ کا کیا مزا۔ پوچھنا اس سے 'موٹی آسامی ہوئی تو' دفع کرنا۔"
"تم محبت کو پیسے کے ساتھ پلس کر رہی ہو؟"
"محبت۔" تائن ہنستی چلی گئی۔ مومو نے ناگواری سے اسے دیکھا تائن نے بمشکل ہنسی روکی۔
"ایسی بیسیوں محبتیں دیکھی ہیں میں نے۔ چند دنوں میں نام و نشان نہیں ملتا۔ اسے محبت نہیں کہتے ہیں مائی ڈیئر۔"
"تائن! میں ۔۔۔ میں ٹائم پاس نہیں کر رہی۔"
"تو پھر کیا کر رہی ہو؟ محبت ۔۔۔؟" وہ دوبارہ ہنس دی۔ وہی واہیات ہنسی۔ مومو خاموشی سے اسے دیکھتی رہی پھر آہستگی سے بولی۔
"وہ مجھے اچھا لگنے لگا ہے۔"
"ظاہر ہے جو شخص یوں تم پر مرمٹے وہ اچھا ہی لگے گا۔ اٹس نیچرل بٹ لیکن اسے محبت سمجھنے کی بلکہ اسے محبت سمجھنے کی غلطی کبھی مت کرنا۔ کیونکہ تمہاری طرح اس کا پہلا چانس نہیں ہے۔" تائن نے لاپروائی سے کہا۔
"تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو؟" مومو کو اس کی باتیں اچھی نہ لگ رہی تھیں۔ جس سے اندازہ ہوتا تھا انوالو ہونے لگی ہے۔
"مس۔۔۔ ہم اس دشت کی سیاحی بہت کر چکے۔ اس کے جملوں کا اسٹائل کہتا ہے کہ اسے تم پکڑنے کا بہت تجربہ ہے۔"
"پتا نہیں کیا کہہ رہی ہو۔" مومو لب چبانے لگی۔
"یار! میں بہت اچھی اور مخلص دوست نہیں ہوں۔ مجھے اپنا مفاد ہر کسی سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن تھوڑی بے وقوف ہو۔ کھیلنے نکلی ہو مگر کھیل کی الف بے بھی نہیں آتی۔ اٹس جسٹ ٹائم پاس۔ تم ٹائم پاس کرنے دو۔ تھوڑا فائدہ لو۔ پھر اپنی اپنی راہ پکڑو۔ ہاں اس مرحلے میں کوئی رائٹ مین مل گیا تو ٹھیک۔ مگر تم تو ٹھنک گئیں سو مجھے یقین ہے منہ کے بل گرو گی۔"
"تمہیں کیا الہام ہوتے ہیں؟ خوا مخواہ النا سیدھا بول رہی ہو۔" مومو تپ کر بولی۔
"مجھے نصیحت کرنے اور سننے سے نفرت ہے۔ تمہیں نجانے کیسے کہہ دیا۔ اب سموسے کا نہیں۔" وہ بیگ اٹھا کر کھڑی ہو گئی۔
"کبھی اپنی جیب بھی خالی کر لیا کرو۔" مومو نے چڑ کر کہا۔
"سوری آج کل کوئی بڑی آسامی ہاتھ نہیں۔" وہ مزے سے کہہ کہ ہاتھ ہلاتی چلی۔ مومو

۔۔۔ ان کی کسی بات پر اعتبار نہ آیا تھا۔
۔۔۔ بکواس کرتی ہے۔ دراصل مجھ سے حسد کرتی ہے۔ خود اتنی ٹاکم ٹوئیاں مارنے پر بھی کوئی ڈھنگ کا ۔۔۔ "مگر دل میں کھٹک سی پیدا ہو گئی تھی ۔۔۔ سو کلاس بنک کر کے کتاب میں موبائل چھپا کر اگلے پچھلے ۔۔۔ پڑھے تو دل کو تسلی سی ہوئی۔
۔۔۔ کہ کوئی کیسے اتنے خوب صورت لفظ بن سکتا ہے۔ اور اسے ضرورت کیا ہے اتنا وقت ضائع کرنے ۔۔۔ خوب صورت نظمیں ڈھونڈے پھر مجھ لکھ کر بھیجے۔"
۔۔۔ معلوم تھا کہ فی زمانہ سب کچھ ریڈی میڈ مل جاتا ہے۔ ڈھونڈنے کی ضرورت کہاں تھی۔ اور اس ۔۔۔ پاس ایک ہی تو چیز تھی۔ جسے وہ وافر مقدار میں ضائع کر سکتے تھے۔ وہ تھا وقت ۔۔۔ سنوارنے کے وقت ۔۔۔ عمل جاری و ساری تھا۔
۔۔۔ مومل۔" انعم کاریڈور میں کھڑی اسے آوازیں دے رہی تھی۔ وہ موبائل کتاب سمیت بیگ میں ۔۔۔ کھڑی ہو گئی۔
۔۔۔ کیا ہو گئی ہو۔ دیکھو مینا بازار کا نوٹس لگا ہے۔"
۔۔۔ کی وین فیلو تھی۔ وہ اس کے پاس جا کر نوٹس بورڈ پڑھنے لگی۔

٭ ٭ ٭

۔۔۔ کے لیے چائے بنانے لگی ہو؟" جو ۔۔۔ جو نے کچن میں جھانکا تو وہ کیتلی میں پانی ڈال رہی تھی اور رات کی ۔۔۔ مہرالنساء ہی لیتی تھیں۔ یا اب دیر تک پڑھائی کرنے کی وجہ سے کبھی کبھار جو لینے لگی تھی۔
۔۔۔ کہ میرے لیے بھی بنا دو۔"
۔۔۔ میں خود ہی بنا لوں گی۔" وہ سچ مچ ناراض ہو کر چلی گئی۔ مومو نے مسکرا کر ایک کپ بڑھا دیا۔ دو کپ ۔۔۔ جو کو دے آئی۔ رفتہ رفتہ وہ ایمن کے کمرے میں مستقل طور پر ہی شفٹ ہو گئی تھی۔
۔۔۔ "اس کی خفگی بس یہیں تک تھی۔ دوسرا کپ لے کر وہ مہرالنساء کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
۔۔۔ تھا۔ اور مہرالنساء فون پر بات کر رہی تھیں۔
۔۔۔ اور کتنی بار بتاؤں۔ میں نے مومو کے لیے دو سیٹ بننے کے لیے دیے ہیں۔ ظاہر ہے سونے کے اور کیا ۔۔۔
۔۔۔ ان کی بار تمہاری اتنی کنجوسی ابھر آئے گی۔ اسی لیے ابھی سے شروع کیا ہے۔ اب خدا کے لیے ۔۔۔ بنانا۔ پہلی کو تو سونے میں پیلا کر کے بھیجا ہے۔ اب ان کے لیے کچھ تو کرنا ہے۔"
۔۔۔ کر کی۔ پھر خاموشی سے کھڑی ہو کر باتیں سننے لگی۔ مہرالنساء کی اس کی طرف پشت تھی۔
۔۔۔ ملوں میں دو یا یکمشت تمہاری مرضی۔ میں نے تو تمہیں بتا دیا ہے۔" انہوں نے حتمی لہجے میں کہہ کر ۔۔۔ بیٹھیں۔
۔۔۔ کیا کر رہی ہو؟ باتیں سن رہی تھیں۔" مہرالنساء نے غصے سے مومو کو گھورا۔ اس نے گڑبڑا کر ۔۔۔
۔۔۔ باتیں سن سکتی تھیں۔ کن سوئیاں لینے کی عادت ہے۔"
۔۔۔ جلدی سے کپ رکھا اور کھسک گئی۔
۔۔۔ کے ہاتھ بھی ہمیشہ میں ہی آتی ہوں۔"
۔۔۔ کر دروازہ بند کیا اور اپنے کمرے میں آ گئی۔ یہ وقت اس کی زندگی کا سب سے خوب صورت اور ۔۔۔ ہوتا تھا۔ اور وہ تو گویا منتظر رہتا تھا۔ ٹھیک دس منٹ بعد اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔ آج اسے ۔۔۔ تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تم۔۔۔ موموا تم نے مجھے مار ڈالا ہے۔ کوئی اتنا سنگ دل بھی ہو سکتا ہے۔ اتنا ظالم! ایسی بے مروّ
"کیوں میں نے کیا کیا ہے؟" وہ انجان بنی۔
"میرا جی چاہتا ہے کہ تمہیں۔۔۔" فواد دانت پیس رہا تھا۔
"قتل کر دوں۔۔۔" مومو نے مزا لیا۔
"تم تو قتل کرنے والوں میں سے ہو۔" فواد کے لہجے میں اک خاص احساس جاگا۔
"سوری۔ میرا قاتلوں کے خاندان سے کوئی تعلق نہیں۔"
"جان بوجھ کر انجان بنتی ہو۔ حسن والوں کی ادا ہے۔"
"خوامخواہ الزام تراشی مت کرو۔"
"تمہیں اندازہ نہیں مومل! میں نے یہ دن کس طرح گزارے ہیں۔ اک اک لمحہ عذاب کی راتوں کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ کسی کام میں جی نہ لگتا تھا۔" اور مومل کو بخوبی اندازہ تھا کہ وہ فواد کے اور دن میں کئی بار کی جانے والی مسڈ کالز وصول کر چکی تھی۔
"بائی داوے۔ تم کرتے کیا ہو؟" مومل نے موقع سے فائدہ اٹھایا۔
"عشق نے نکما کر دیا غالب۔"
"پلیز۔۔۔ میں سنجیدہ ہوں۔"
"میں نے کیا کرنا ہے۔ سب ابا کر رہے ہیں۔ چھوٹا موٹا بزنس ہے۔ جوان کے بعد مجھے ہی دیکھنا ایم بی اے کر رہا ہوں' فکر معاش نہیں۔ سو عشق کرتا ہوں۔" فواد نے تعارف کرایا۔
"عشق کو پارٹ ٹائم لیتے ہو؟"
"اب تو پوری زندگی پر محیط ہو گیا ہے۔"
"اکلوتی اولاد ہو؟"
"اکلوتا بیٹا۔ تین بہنیں ہیں۔ پڑھتی ہیں۔"
"اور والدہ؟"
"مکمل ہاؤس وائف اور کچھ۔۔۔؟" مومو کی ذرا دیر کی خاموشی پر اس نے پوچھا۔
"گھر کہاں ہے؟"
"اسی روئے زمین پر۔۔۔"
"ظاہر ہے کسی خلائی مخلوق سے تو بات نہیں کر رہی۔"
"تمہیں آنا ہے تو پتا لکھوا دوں؟"
"شٹ اپ۔"
"پلیز۔ اب خفا مت ہو جانا۔"
"الٹی سیدھی باتیں کرو گے تو فون بند کر دوں گی۔"
"نہیں کروں گا۔" اس نے شرافت سے کہا۔
"ڈیٹس گڈ۔"
"مومو۔!" فواد نے کچھ لمحے خاموشی کے بعد ایسے لہجے میں پکارا کہ مومل کا دل دھڑک اٹھا۔
"مجھ سے ناراض مت ہوا کرو۔ میری سانس رکنے لگتی ہے۔ مجھے لگتا ہے میرا دل دھڑکنا بھول گ آج سے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔ مجھے بتاؤ مومو! کیا یہ محبت ہے؟"
مومو کا کیا جواب دیتی وہ گم صم سی تھی۔

●●●

ب پر ثابت کرتا تھا کہ ایمن اتنی بھی بدسلیقہ نہیں۔ وہ سب لوگ جو یہ سمجھتے تھے کہ ایمن کو کچھ نہیں ندگی میں کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ اسے ان سب کو دکھانا تھا۔ اسے گھر پر بھی توجہ دینی تھی اور کھانے پر بھی رنو کو بھی بلا لیا۔ مختلف قسم کے کباب وہ ایک دن پہلے ہی بنا کر فریز کر چکی تھی۔ پھر بھی آج کا دن بہت لیے ہوئے تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ چاچا' چاچی کے آنے سے قبل بہت سا کام سمیٹ لے۔
رنو! تم ایسا کرو۔ میں نے فیروزی سوٹ نکال کر بیڈ پر رکھا ہے۔ وہ تو استری کر دو۔" اس نے اپنی مدد کرتی ے باہر بھیجا۔ وہ چلی گئی تب ہی صغریٰ ہاتھ میں بڑا سا ڈبہ لیے آ گئی۔
"۔۔۔
" ایمن نے حیران ہو کر کہا۔ "کس نے بھجوایا ہے؟"
می دے کر گیا ہے' کہتا تھا آپ نے منگوایا ہے۔"
لے۔" اس کے مینیو میں کہیں بھی پزا شامل نہ تھا۔ "پیسے لے کر گیا ہے؟" "نہیں' بس ڈبہ دے کر چلا
ے پوچھا تو تھا۔ کس نے بھجوایا ہے' کہاں سے آیا؟ میں نے آرڈر نہیں کیا۔"
یں۔ تمہید کو دے کر چلا گیا۔" صغریٰ نے ڈبہ کاؤنٹر پر رکھا۔ ایمن بڑبڑاتی ہاتھ صاف کرتی قریب آئی اور ر کھینے لگی مگر اس پر لگی ایک چھوٹی سی پرچی نے توجہ کھینچ لی۔ یقیناً "یہ لارج سائز پزا اس کے لیے کسی ایا تھا۔ اس نے پرچی کھولی۔ اس پر کسی کا نام نہ تھا۔ باریک حروف میں ایک نظم لکھی تھی۔
ہا بھی لگتا ہے
اس طرح دل کا دوبارہ مبتلا ہونا
ا ہونا
یلتا ہوں
کتنا جا چکا ہے
ں کی دھول
ار سروں پر کس طرح سے جم چکی ہے
ر
زندگی کے دائروں میں
شوں میں
الجھے ہوئے ہیں
ت فلک میں ساتھ چلتے

وں ۔۔ ہیں
ے ۔۔ ات ہیں
ل کی تنہائی کا دریا بھی ہوتا ہے
تا ہے؟" ایمن کی پیشانی پر لکیریں ابھریں۔ تب ہی کسی نے عقب سے اسے بازوؤں میں جکڑ لیا۔
ں سے چیخ نکل گئی۔
ت اس مردانہ گرفت سے خود کو چھڑاتی مڑی۔۔۔ پھر ٹھٹک گئی۔ "آپ۔۔۔"
ے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔
یں نہیں آ رہا؟" طارق نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔ "تم نے خود ہی تو اس دعوت میں
ہا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ہاں مگر۔۔۔ آپ نے کوئی ذکر ہی نہیں کیا۔" ایمن نے خود کو سنبھالا۔
"بھئی۔ میں نے سوچا اپنی بیگم صاحبہ کو سرپرائز دیں۔ تمہیں اچھا نہیں لگا؟"
"میں حیران زیادہ ہوں۔" وہ پلٹ کر ٹرائفل کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔ پھر ہاتھ میں دبی پرچی وا... میں منتقل کی۔
"اندر چل کر فریش ہو جائیں۔"
"تمہارا کتنا کام رہ گیا ہے؟"
"کچھ زیادہ نہیں، تقریباً" ختم ہی ہے۔ بس یہ فروٹ ٹرائفل رہ گئی تھی۔"
"کھانا کہاں سے منگوایا؟" طارق نے پوچھا۔
"خود بنایا ہے۔" ایمن نے مختصر کہا۔ اب وہ جلدی جلدی فالتو چیزیں سمیٹ رہی تھی۔
"تم نے۔۔۔؟" طارق نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔ جو بے حد گھریلو سادہ سے حلیے میں تھی۔ کس کر کیچو میں جکڑ رکھا تھا۔۔۔ ایمن نے دانستہ اسے یوں دیکھا جیسے اس کے سوال کا مقصد نہ
"بلے بھئی بلے۔۔۔ میں تو سمجھتا تھا، تمہیں انڈا بھی ابالنا نہیں آتا۔"
"سوتیلی ماں نے ڈنڈے کے زور پر ہی سہی۔۔۔ سب کچھ سکھا دیا تھا۔"
"تم نے انہیں دعوت دی؟" طارق نے فوراً" پوچھا۔
"نہیں۔۔۔ یہ میرے سسرالی عزیزوں کی دعوت ہے۔۔۔ آجائیں۔۔۔ آپ فریش ہو جائیں۔۔۔ لیے۔۔۔" ایمن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"نہیں، پہلے تم تیار ہو جاؤ۔"
"چائے۔۔۔"
"کچھ نہیں۔۔۔ مہمان آگئے تو اس حلیے میں گھومتی اچھی لگو گی۔"
"ڈیڈی ٹھیک تھے۔"
"بالکل فرسٹ کلاس۔۔۔ تمہیں دعائیں دے رہے تھے۔ اور حسب معمول تمہارے لیے... بھیجی ہیں۔"
"فارغ ہو کر دیکھوں گی۔" وہ کچن سے باہر نکلی۔
طارق نے بے اختیار انگلیوں سے اپنے بال سلجھائے۔
"میاں طارق! لگتا ہے تمہارا یہ ٹورا اچھا جائے گا۔"
ایمن نہانے چلی گئی۔۔۔ نہا کر نکلی تو طارق بیڈ پر نیم دراز موبائل سے کھیل رہا تھا۔ وہ وارڈ... لیے لباس منتخب کرنے لگی۔ رجو اس کا فیروزی سوٹ استری کر کے لٹکا چکی تھی۔ مگر اب طارق... سے کچھ اور پہننا چاہتی تھی۔ تب ہی عقب سے آہٹ ہوئی اور طارق نے اس کے سر سے تولیہ... پشت پر بکھرے تو کچھ نے چہرے کو ڈھانپ لیا' طارق نے آہستگی سے بال ایک طرف ہٹائے... گلابوں کی نرماہٹ اور تازگی لیے۔۔۔ شادی کے بعد اس نے پہلی بار ایمن کو قدرے فریش دیکھا تھا
"تم نے میرا انتظار کیا؟" اس نے ہلکی سی سرگوشی میں پوچھا۔۔۔ ایمن ذرا سی آگے کو کھسکی۔
"مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔۔ لیکن اچھی بات ہے۔ اچھی خاصی دعوت تھی۔ اب ہم مل کر مہما... گے۔"
"ہم۔۔۔" ایمن نے پہلی بار ہم کا لفظ استعمال کیا تھا۔ طارق نے اسے کندھوں سے تھام کر ا...
"تم نے ہم کہا؟"
"چاچا' چاچی آنے والے ہوں گے۔ میں کپڑے بدل لوں۔" ایمن سٹپٹا سی گئی۔ پھر تیزی... کھینچ لیا۔

...ہیں۔۔۔" طارق نے اس کے ہاتھ سے سوٹ لے کر بیڈ پر پھینک دیا۔ "ایمن! تم نے کبھی ساڑھی نہیں

...۔ وہ تو بس جہیز میں رکھ دی ورنہ۔۔۔"
...ساڑھی پہنو۔۔۔" طارق نے یہ فرمائش دوسری بار کی تھی۔
...بن جائے گا۔۔۔ اتنے سارے لوگوں کے بیچ کیسے پہنوں گی' بلکہ کیسے سنبھالوں گی۔" وہ متذبذب تھی۔
...نہیں پتا۔" ایمن کا رویہ تھا' جو طارق کو یوں محبت بھری فرمائش پر مجبور کر رہا تھا۔ اور ایمن کو نجانے کیا
...نے ہاتھ بڑھا کر ساڑھی نکال لی۔ ساتھ ہی اک خیال ذہن میں سرایت کر گیا۔
...مکمل طور پر پسپا ہو چکی ہو۔" اس کی انا کرلائی۔
...ہاری خاطر آیا ہے۔۔۔ شوہر ہے تمہارا۔" او تھکتی' جاگتی عقل نے ہڑبڑا کر کہا۔ فی الحال وہ ساڑھی پہن کر
...لگی۔ تب ہی گاؤں سے چاچا' چاچی بھی آگئے۔
...جا ئیں ان کے پاس۔۔۔ میں آتی ہوں۔" وہ جلدی جلدی کانوں میں ٹالپس پہننے لگی۔ ہلکے پھلکے میک اپ
...نے خوبصورت نقوش کی جاذبیت اور دلکشی میں اضافہ کر دیا تھا۔ اس پر ایمن کا صبح جو انداز۔۔۔ طارق
...رہا تھا۔۔۔ مگر اپنی بے خودی کے اظہار کے لیے نہ موقع تھا نہ وقت۔۔۔
...سرد سی آہ کھینچتا باہر چلا گیا۔ ایمن اس کی بے تابی کو پوری طرح محسوس کر رہی تھی۔۔۔ اپنی شادی شدہ
...پہلی بار اس نے طارق کی بے قراری کو انجوائے کیا۔
...ساڑھی کا آنچل سنبھالے جب وہ چاچا' چاچی سے ملنے گئی' تو ایک پل کو تو انہیں لگا کہ وہ کسی اور ایمن سے
...ہیں۔۔۔ ہمیشہ سادہ اور بے زار رہنے والی ایمن آج بنی سنوری جگمگا رہی تھی' مسکرا رہی تھی' وہ ان سے نہ
...اچھی طرح ملی۔ بلکہ دیر سے آنے کا شکوہ بھی کیا۔
...ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ گویا ایمن میں در آنے والی تبدیلی کا محرک جاننا چاہتا ہو۔
...بھی دوری رنگ لا رہی ہے۔۔۔" اک خوش گمانی سی دل کو لاحق ہوئی۔ وہ بے اختیار اس کے برابر جا کھڑا
...دل۔۔۔ وہی نہیں۔۔۔ اس دعوت میں آنے والا تقریباً" ہر شخص پہلے حیران ہوتا۔ پھر حیرانی خوشی میں ڈھل
...چپ چاپ ایمن کی توجہ اور لگن کا حال سنا رہا تھا۔ دعوت کا انتظام ہال کمرے میں گیا تھا۔ وہ وقتاً" فوقتاً"
...چلی جاتی۔ اور جہاں وہ جاتی' طارق کے قدم خود بخود اسی سمت اٹھ جاتے۔
...کو مزہ آنے لگا۔ وہ اچھا خاصا میچور شخص' اپنے سے آدھی عمر کی بیوی کے لیے کیسے بچوں جیسی حرکتیں

...مہرو کو بھی نوائٹ کرتیں۔۔۔ اتنا اچھا انتظام تھا۔" وہ سب سے اپنے بنائے کھانوں کی تعریف وصول
...۔ طارق بہانے سے اس کے قریب آیا۔۔۔ ایمن کے لبوں کی مسکراہٹ مختصر ہو کر معدوم ہوئی۔
...مسکرائی۔

...یہی مسکراہٹ میری شکست کا عنوان ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ مہرالنساء یہ سب جانے۔" ایمن
...ہاں۔۔۔ مگر نہیں جانتی تھی کہ اسی ہار میں اس کی جیت چھپی ہے۔
...نہیں آتا کہ یہ سب اس لڑکی نے کیا ہے جو بہت معصوم اور نادان سی دکھتی تھی۔" ... نے
...وہ ... ہنس دی۔
...وہ تو ... کہنا چاہتی ہیں۔"

...آپ کی مدد سے ہوا ہے۔۔۔ ورنہ مجھے صرف کھانا بنانا آتا ہے۔ لوگوں کے مطابق کھانے کی مقدار'
...یہ سب آپ کی بدولت ہوا ہے۔" ایمن نے خلوص دل سے کہا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

سدرہ کا ذہن تنگ کر رہا تھا۔۔۔ وہ اسے لے کر لان میں نکل آئی۔ ایمن فرحت اور اس کی فیملی کو پلٹ رہی تھی۔
"بہت اچھی لگ رہو۔۔۔ تمہاری ہائٹ اچھی ہے' اس لیے ساڑھی بہت سوٹ کر رہی ہے۔"
"ہاں۔۔۔ لیکن میں مشکل میں بہت ہوں۔ ہر قدم پر لگتا ہے' الجھ کر گر جاؤں گی۔"
دونوں ہنس دیں۔۔۔ اسی ہنسی میں سدرہ نے ایمن کو غور سے دیکھا۔
"ایمن! بہت اچھا لگا۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے۔ عورت اپنا خون پسینہ ایک کرتی ہے۔ تب گھر بنتے ہیں۔ تمہاری ذرا سی توجہ نے کیسے اس گھر کے در و دیوار کو روشن کر دیا ہے' زندگی کھلکھلاتی ہوئی لگتی ہے۔"
ایمن نے اس کی گود میں کھلکھلاتی زندگی کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ اور اپنے اندر پھیلتے تشنگی کے طرح محسوس کیا۔
"دیر سے سہی۔ تم نے اپنی ذمہ داریاں محسوس تو کیں۔"
لان میں برقی قمقمے جل اٹھے' فوارے کے گرتے موتیوں سے صدہا رنگ منعکس ہو رہے تھے۔ خوشبوؤں سے معطر تھی۔
"ہم کسی اور موضوع پر بات کریں۔" اس سے قبل کہ سدرہ ایمن کے کہنے پر موضوع تبدیل کرتی' ایمن کو بلانے آگئی۔
"آپ کا فون ہے؟" ابھی کچھ دن پہلے ہی PTCL لگوایا تھا۔
"کس کا ہے؟"
"نام نہیں بتایا۔"
"میں ابھی آتی ہوں۔۔۔" اس نے سدرہ سے کہا۔
"اندر ہی چلتے ہیں۔"
دونوں اکٹھے اندر آئیں۔ سدرہ ہال کی طرف بڑھ گئی۔ ایمن نے لاؤنج میں آ کر کال ریسیو کی۔
"ہیلو۔"
"ہیلو۔۔۔" دوسری طرف مکمل خاموشی پر ایمن نے دوبارہ کہا۔
"لگتا ہے بند ہو گیا۔"
وہ بند کرنے کو تھی۔ جب دوسری طرف سے کسی نے ہلکی سی سانس بھری۔ ایمن رک گئی۔ ہلکی ہلکی سانسوں کی سرسراہٹ تھی۔
"ہیلو۔۔۔" ایمن نے کچھ الجھ کر زور سے کہا۔
"کون؟" ایمن ٹھٹک سی گئی۔
"یہ دریا پار کیسے ہو
نہ تم ہو اس کنارے پر
نہ ہم ہیں اس کنارے پر۔"
ہلکی مدھم آواز ایمن کو اندر تک کاٹتی چلی گئی۔
"سو بہتر ہے
ہم اپنے اپنے دائروں کے اس خلا میں گھومتے جائیں
ستاروں کی طرح
اک ساتھ چمکیں اور دمکیں تو سہی لیکن
یہ اپنے بیچ میں جو فاصلوں کا سرخ دریا ہے

...سلیم ہی کر لیں۔"
...ٹانگیں زور سے کانپیں۔ اسے لگا۔۔۔ وہ اپنے قدموں پر کھڑی نہ رہ سکے گی۔
...ن؟" ایمن ٹھٹک سی گئی۔
...دریا پار کیسے ہو
...تم ہو اس کنارے پر
...ہم ہیں اس کنارے پر۔"
...مدھم آواز ایمن کو اندر تک کاٹتی چلی گئی۔
...بہتر ہے
...اپنے دائروں کے اس خلا میں گھومتے جائیں
...روں کی طرح
...ساتھ چمکیں اور دمکیں تو سہی لیکن
...نے بیچ میں جو فاصلوں کا سرخ دریا ہے
...تسلیم ہی کر لیں۔"
...ن کی ٹانگیں زور سے کانپیں۔ اسے لگا۔۔۔ وہ اپنے قدموں پر کھڑی نہ رہ سکے گی۔
...اس بے پل کے دریا میں
...نہ ہی تیر سکتے ہو' نہ ہم ہی تیر سکتے ہیں
...اچھا تو لگتا ہے
...اس طرح دل کا محبت آشنا ہونا
...جدا ہونا۔"
...کے اک اک مسام سے پسینہ بہہ نکلا۔
...بھول سکتی تھی۔
...درد تھم
...کی تپھیڑ تا
...میں چھپی محبت کی وارفتگی۔
...تھا۔
...جس کے تصور میں گنوا دی ہم نے
...ب۔۔۔!" ایمن کے لب کپکپائے۔
...۔۔۔" وہ چیخ اٹھی۔
...طرف اک سرد آہ بھری گئی اور رابطہ منقطع ہو گیا۔۔۔ ایمن کا پورا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔۔۔ وہ مزید اپنے قدموں پر کھڑی نہ رہ سکی تھی۔ بے دم سی ہو کر گری۔۔۔ ریسیور اب بھی اس کی بھیگتی ہتھیلیوں میں... دوسری طرف اک جامد سناٹا تھا۔۔۔ اس نے کئی بار کریڈل پر ہاتھ مار کر دیوانہ وار پکارا۔۔۔
...کے لیے میرے ساتھ ایسا نہ کرو۔۔۔ اگر یہ تم ہو تو مجھ سے بات تو کرو۔"
...پروانے کی طرح اس کے ارد گرد منڈلا رہا تھا' اس کے کافی دیر غائب رہنے پر ڈھونڈتا ہوا لاؤنج میں ... نیند کے پاس قالین پر بیٹھی تھی' ریسیور اس کے دونوں ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا۔
...؟" ایمن نے سر اٹھا کر خالی خالی نظروں سے طارق کو دیکھا۔
...کس کا فون ہے؟" وہ بے اختیار اس کے قریب بیٹھا۔ ایمن نے غیر محسوس انداز میں بے جان

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہاتھوں کے ساتھ ریسیور کریڈل پر ڈالا۔ اس کے کان ابھی تک سائیں سائیں کر رہے تھے۔
جسم بے جان' ٹھنڈے پسینے۔۔۔ اس نے چاہا کہ کچھ بولے' مگر زبان تالو سے چپک گئی۔۔۔ طارق کو آواز دے کر پانی لانے کو کہا۔۔۔ آن واحد میں سب اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔
"کیا ہوا؟"
"طبیعت کیسے خراب ہو گئی؟"
"اسے اندر تو لے کر جاؤ۔"
سب ایک ساتھ بول رہے تھے۔۔۔ طارق کے ہاتھ سے دو گھونٹ پانی پینے کے بعد ایمن نے سنبھالنے کی سعی کی۔ طارق اور سدرہ نے سہارا دے کر کھڑا کیا۔۔۔ ساڑھی الگ مصیبت بن رہی تھی۔ سہارے وہ بیڈ تک آئی۔
"کچھ نہیں' مجھے صرف چکر آ گیا تھا۔" سب تشویش ناک انداز میں اسے دیکھ رہے تھے' ایمن
"تم لیٹ جاؤ۔" سدرہ نے اسے لٹا کر عقب میں تکیے رکھے۔
"فون کس کا تھا؟" طارق نے پوچھا۔
"پتا نہیں' میں سن نہیں سکی۔" ایمن نے نظریں چرائیں۔
"چاچی صدقے۔۔۔ اتنی کمزور سی ہے' اور صبح سے چولہا سنبھال کر کھڑی تھی' چکر تو آنا ہی تھا' ڈھنگ سے کھانا بھی کھایا تھا یا نہیں۔" چاچی واری صدقے جانے لگیں۔۔۔ چاچے کی جیب وارے۔
"لگ بھی تو کتنی پیاری رہی تھی۔ ضرور کسی کی نظر لگ گئی ہے۔" سدرہ نے اپنا بچہ سنبھالتے ہوئے آرائی کی۔
"اللہ خیر کرے' کس کی نظر لگنی تھی۔ سب اپنے ہی تو ہیں۔"
"چاچی' پیار کی نظر تو پہلے لگتی ہے۔" سدرہ نے سرسری طارق کو دیکھ کر شرارتی انداز میں تشویش سے ایمن کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ ایک دم سنبھلا' پھر مسکرایا۔
"میں اب ٹھیک ہوں۔" سب اس کے سر پر سوار تھے' ایمن کو الجھن سی ہونے لگی۔ اس پھوٹ کا شکار تھے اور وہ اس وقت مکمل تنہائی کی خواہاں تھی۔ چاچی اس کا سر دبا رہی تھیں' تو سدرہ تھی' اس نے اپنا بچہ ایمن کے ساتھ ہی لٹا دیا تھا' جو غوں غاں کرتا خوامخواہ کھلکھلائے جا رہا تھا۔
"آپ لوگ چائے وغیرہ پئیں۔"
"ہے جھلی! ہماری چائے کی اتنی فکر' اور اپنی پرواہ ہی نہیں' نو اچھی بھلی چلتی پھرتی کھڑی کھلوتی ... پیار سے ڈپٹا اور ساتھ ہی اک آہ بھری۔۔۔ اگر طارق آج ہی واپس نہ آیا ہوتا تو وہ خوش خبری ہی
"تھوڑی دیر آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔"
"پہلے کاکی کو کچھ کھلا پلا دے' ضرور صبح سے بھوکی ہو گی۔" لاؤنج سے چاچا کی گونج دار آواز ... اندر نہیں آئے تھے۔ ایمن کے 'نا' 'نا' کرنے کے باوجود سب نے اسے جوس پلایا۔۔۔ سیب کھلایا' کہ وہ سب کو یہاں سے دفع ہو جانے کے لیے کہے' مگر لب سلے ہی رہے' پھر سدرہ ہی کو ترس آیا۔
"ہم باہر چلتے ہیں' تم آرام سے آنکھیں موند کر ریلیکس کرو۔"
وہ سب کو باہر لے گئی' کمرے میں خاموشی کی دبیز چادر تن گئی۔ اس خاموشی میں وہ اپنے دل کی سکتی تھی' جو چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔
وہ لہجہ' وہ آواز اجنبی نہ تھی۔
کون تھا؟

"اگر طاہر محمود تھا تو اس نے مجھ سے بات کیوں نہیں کی۔"
اگر وہ نہیں تھا تو دل کیوں پاگل ہو رہا ہے؟
...ند آنکھوں سے گرم سیال بہہ نکلا۔۔۔ طارق نے بہت نرمی سے ان آنسوؤں کو چن لیا' ایمن نے احساس ...ے آنکھیں میچ لیں' وہ طارق کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔
"...یوں روتی ہو؟"
"میں بہت تھک گئی ہوں۔"
"...س نے کہا تھا۔۔۔ خود کو اتنی تکلیف دو۔۔۔ اتنے سارے نوکر کس لیے ہیں؟"
"میں سونا چاہتی ہوں۔"
"سو جاؤ' میں تمہیں تنگ نہیں کروں گا۔" وہ کہہ کر چپکے سے باہر نکل گیا۔
...ان کو نیند نہیں آئی تھی۔
...صرف رونا چاہتی تھی۔

●●●

...ارق کے پاس ایمن سے کرنے کے لیے بہت سی باتیں تھیں' اور اسے خوشی اس بات کی تھی کہ پہلے کی ...اب ایمن اس کی باتیں سنتی تھی۔ اگرچہ وہ محسوس کرتا تھا کہ ایمن الجھی ہوئی ہے' مگر طارق کے لیے یہ نئی ...تھی یہ الجھی الجھی ایمن ہمیشہ سے اس کے ساتھ تھی' شادی کے اول دن سے اب تک وہ اس الجھن کا سرا ...نا تھا' اور طارق کو ضرورت بھی نہ تھی' ایمن کا ماضی جو بھی تھا' اب وہ طارق کا آج تھا۔ اسے یقین تھا کہ ...پن منگیتر کو اب تک نہ بھولی تھی' جو اسے دغا دے گیا تھا۔
...اب طارق خوش تھا کہ وہ اسے بھولی تھی یا نہیں' بہرحال وہ طارق کو غیر محسوس انداز میں توجہ دے رہی تھی' ...پی ایک دن رک کر واپس چلے گئے' سدرہ ننھے سے بچے اور مصروف میاں کے ساتھ روز' روز نہیں آ سکتی ...ن خیریت دریافت کر لیتی' البتہ فرحت دو دن شام کو آتی رہی' پھر ایمن کی طبیعت بحال ہوئی تو اسے "اب ...یاں کے ساتھ وقت گزارو" کہہ کر دوبارہ نہیں آئی۔ کچھ دن تو اس فون نے ایمن کو بے حد ڈسٹرب رکھا' ...اور لاشعوری طور پر منتظر تھی کہ وہ دوبارہ فون کرے گا' مگر اس کا انتظار ہی رہا' اب تو اسے لگتا تھا کہ ...ن ہے' شاید وہ فون کسی اور کے لیے تھا اور غلطی سے لائن ادھر مل گئی' مگر وہ لہجہ' مگر وہ لہجہ' وہ انداز ...ی نیند ٹوٹ جاتی تو ساری رات کروٹیں بدلتے گزرتی' چاندنی کھلے دریچے سے اندر در آتی اور اس کے کان ...ے گنگناتی۔
...ب سی ہوا تھی' ایسے میں طارق کی آنکھ کھلتی تو حیران ہو کر پوچھتا۔
"...نیند نہیں آ رہی؟"
...ی سے نفی میں سر ہلا دیتی۔
"...میں سلاتا ہوں۔"
...ے اس کے بازو پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیتی' طارق کو اس کی یہ فرمانبرداری بہت اچھی لگتی' اس کی ...ان کے ریشمی بالوں کو سہلانے لگتیں' ایمن کو نیند تب بھی نہ آتی' مگر وہ طارق کو جھانسہ دینے کے لیے ...جاتی' اور یونہی جھانسہ دیتے دیتے نیند کب مہربان ہوتی' خود اسے بھی خبر نہ ہوتی' اور نہ یہ کہ طارق کس ...اس کے خوابیدہ نقوش دیکھا کرتا' اسے اب بھی حیرت تھی کہ ایسی خوبصورت اور کومل سی لڑکی کیسے ...بن گئی' وہ بدل رہی تھی تو اور بھی پیاری لگنے لگی تھی۔ اس کا دل چاہتا وہ اسے بازوؤں میں بھینچ کر دل ...لے۔ وہ ایمن کو خوش دیکھنا چاہتا تھا' بہت خوش اور مطمئن' وہ اس کے گھر کے کاموں میں انوالومنٹ پر ...وہ ہر معاملے پر نظر رکھتی' بالکل ویسے جیسا کہ طارق چاہتا تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیا کر رہی ہو؟"

وہ صغریٰ کے ساتھ مل کر رات کا کھانا پکا رہی تھی' جب طارق کچن میں چلا آیا۔

"سو رہی تھی۔" ایمن نے سادگی سے کہا تو صغریٰ ہنس دی۔

"اب جاگ جاؤ۔" وہ اس کے ہاتھ سے چھری لے کر ایک طرف رکھتے' دوسرے ہاتھ سے گیا۔

"مجھے ہاتھ تو دھونے دیں' پیاز کی بو آئے گی۔"

"یہ پیاز وغیرہ صغریٰ سے کٹوایا کرو۔" طارق نے بازو نہیں چھوڑا۔

"آپ تو ٹی وی دیکھ رہے تھے۔" ایمن جھنجلائی۔

"میں یہاں ٹی وی دیکھنے نہیں آیا۔" طارق نے جتایا۔

"تو کیا کرنے آئے ہیں۔" ایمن نے بازو چھڑانے کی سعی ترک کر دی۔ "اپنی خوبصورت بیوی گزارنے' جو سارا دن کچن میں گھسی رہتی ہے۔"

"اچھا۔۔۔ جب کام نہیں کرتی تھی' تب بھی اعتراض تھا۔" وہ آرام سے اس کے ساتھ ساتھ۔ طارق نے اس کا بازو چھوڑ کر کندھے پر ہاتھ رکھ کر خود سے قریب کر لیا۔

"میرے جانے کے بعد بھلے دیگیں چڑھاتی رہنا' تھوڑے سے دن ہیں' میرے پاس رہا کرو' سامنے۔"

"لوگ زن مرید کہیں گے۔" وہ ہنسی روکتے ہوئی بولی۔

"کہتے رہیں' میری ذاتی بیگم ہے۔" وہ کچھ زیادہ ذاتیات پر اتر آیا۔ ایمن نے غصے سے گھورا۔

"راہداری میں کھڑے ہیں۔"

"تو۔۔۔ میں کون سا ہمسائی سے عشق لڑا رہا ہوں۔" طارق نے ڈھٹائی سے کہا۔

"یہ شوق بھی پورا کر لیں۔" ایمن آگے آگے چلنے لگی۔

"تمہیں ہی اعتراض ہو گا۔"

"نہیں' مجھے اعتراض نہیں ہو گا۔"

"جانتا ہوں۔" طارق کا لہجہ مدھم ہو گیا' ایمن ایک دم رکی' پھر پلٹ کر اسے دیکھا۔

"تم کون سا مجھ سے پیار کرتی ہو۔"

"ابھی تو صرف تمہیں تسلیم کر رہی ہوں' پیار کی منزل تو بہت دور ہے۔۔۔ اور کون جانے یہ منزل نہیں' تقدیر نے میری زندگی سے یہ صفحہ ہی پھاڑ ڈالا' تمہارے حصے میں کیا آئے گا' جو مل گیا ہے سمجھو۔"

ایمن کو خود نہیں پتا تھا کہ یہ نظریہ ضرورت ہے یا طارق کا اچھا سلوک کہ وہ خود کو بدل بیٹھی۔

"میں گھر میں کچھ نئی چیزیں لائی تھی' کچھ نئے پودے' کچھ۔۔۔" وہ سر جھٹک کر موضوع بدل گئی' طویل سانس لے کر اس کا ہاتھ تھام لیا' مختلف کمروں سے گزرتا ساری بتیاں جلاتا گیا' سارا گھر چیزوں کی اہمیت و قیمت واضح ہونے لگی' جو اہتری آج تک اس گھر کا حصہ رہی تھی' اب کہیں نہ طریقے سے صاف ستھری جگمگا رہی تھی کہ اہتری گھر میں نہیں' ایمن کی ذات میں تھی' وہاں سدھار ہوا تو ہر چیز اپنے اپنے ٹھکانے پر آنے لگی' وہ چلتے پھرتے لان میں نکل آئے' وہاں مصنوعی روشنی کم میں انواع و اقسام کے پھولوں کی خوشبوئیں ۔۔۔ ہم کلام تھیں۔

یہ بہار کا عروج تھا۔

یہ ان دونوں کی زندگی میں بہار کا نقطۂ آغاز تھا۔

"میں نے اک مکان بنایا تھا' تم نے اسے گھر بنا دیا۔" طارق اس کا ہاتھ تھامے کہہ رہا تھا۔

"میرا فرض تھا۔" وہ رخ بدل کر چنبیلی کے پھولوں کو دیکھنے لگی۔

"ہاں ایمی! مجھے کبھی بھی بڑے گھر اچھے نہیں لگے' لیکن جب میں نے اپنے لیے گھر بنایا تو بہت بڑا اور کھلا۔" وہ کہنا چاہتا تھا کہ بہت جلدی فرائض کا خیال آ گیا' لیکن اس کا موڈ خراب نہ ہو' اسی لیے بات بدل دی۔

"یہ بہت عجیب بات ہے۔"

"ہاں یہ بہت عجیب بات ہے۔" وہ بلاوجہ ہنسا۔ "شاید اس لیے کہ یہاں ایک شہزادی نے آ کر بسنا تھا' میں بھی شہزادی کہا کروں گا۔"

"میرا نام ایمن ہے۔" وہ ناک چڑھا کر بولی۔

"لیکن حرکتیں تو شہزادیوں والی ہیں' وہی غرور' وہی طنطنہ۔"

"اندر چلیں۔۔۔ کھانا بن گیا ہو گا۔"

"تمہیں بھوک لگ رہی ہے؟"

"ہوں۔۔۔" ایمن نے قدم بڑھائے۔

"ٹھیک ہے چلتے ہیں۔"

وہ لاونج میں تھے' جب فون کی بیل بجی تو ایمن کا دل زور سے دھڑکا' اور ایسا ہر بیل پر ہوتا تھا' اس سے قبل کہ اٹھاتا' اس نے لپک کر ریسیور اٹھا لیا۔ پھر قدرے مایوسی سے طارق کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ کا فون ہے۔"

طارق نے اس کا لپکنا اور مایوس ہونا پوری طرح محسوس کیا تھا۔

♥ ♥ ♥

کالج کا گیٹ کھلا' بھانت بھانت کی لڑکیاں سیلابی ریلے کی طرح باہر نکلیں' چھوٹی' موٹی' لمبی' چادر اوڑھے' کچھ سر' کالج بیگ کندھوں سے لٹکائے' فائلیں ہاتھوں میں لیے خوبصورت' کم صورت' بدصورت الغرض کہ ہر صورت اپنے اپنے رکشوں' ویگنوں' گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی طرف لپک رہی تھیں' ہر طرف پی۔۔۔ کا شور تھا۔ وہیں سڑک کے پار ٹاہلی کے جھنڈ کے نیچے وہ چاروں اپنی اپنی بائیک پر بیٹھے تھے۔

"کیسی ہے؟" ایک نے دوسرے کو ٹھوکا دیتے ہوئے پوچھا۔ جس نے تیز نارنجی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔

"کون۔۔۔"

"گیٹ والی زنجیر کے پاس کھڑی ہے' نیلے دوپٹے والی' جو بھٹہ کھا رہی ہے۔" رش اب کم ہونے لگا تھا' سو بھٹہ کھاتی لڑکی نظروں میں آ گئی۔

"بے کار ہے۔"

"اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔" اس نے پاس سے گزرتی لڑکی کو دیکھ کر ٹھوکا دیا۔ نارنجی شرٹ والے نے عقب سے لڑکی کو غور سے دیکھا' جو نظریں جھکائے' بے نیازی سے گزرتی چلی گئی۔

"۔۔۔ ٹاپ کی نہیں۔"

"بہت پتا ہے۔" ایک نے چڑ کر کہا۔

"۔۔۔ ایک جھلک دیکھ کر بتا سکتا ہوں۔" اس نے فخریہ انداز میں کہا۔

"۔۔۔ ملیں کم مارا کر۔"

"ابے۔۔۔ تیری تو۔۔۔"

"۔۔۔ کیا بات ہے' اپنا یار سب سے زیادہ ایکسپرینسڈ بندہ ہے' بائی دا وے کتنواں کیس ہے؟"

"یاد نہیں رہتی۔" اس نے بے نیازی دکھائی۔

"اچھا۔۔۔ خود بخود اتنی بڑی ہو گئی تھیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"مجھے خدیجہ بی نے پالا تھا۔ ہماری دور پرے کی عزیزہ۔ ان کے جانے کے بعد تو۔۔۔" اس نے دانستہ
بھی کہنے سے روکا' وہ جانتی تھی' طارق مہرالنساء کی کتنی عزت کرتا ہے۔
"تم مہرالنساء آپا کے بارے میں بہت غلط سوچتی ہو۔۔۔ میرے نزدیک وہ ایک سمجھ دار خاتون ہیں۔"
طارق نے ہمیشہ کی طرح مہرالنساء کی حمایت کی۔ ایمن تلملا گئی۔ نجانے اس عورت نے کیا گھول
جبکہ طارق مزید کہہ رہا تھا۔
"انہوں نے کبھی مجھ سے تمہارے خلاف کوئی بات نہیں کی' جبکہ تم ہمیشہ ان کے خلاف برا ہی بولی
نے پرفیوم اٹھا لیا۔
"آپ انہیں جانتے ہی کتنا ہیں' اور وہ بھی محض چند سالہ جان پہچان۔ میں انہیں بچپن سے جانتی ہوں
"گویا آخری بات یہ کہ تم وہاں نہیں جانا چاہتیں۔" طارق کی تیاری ختم ہو گئی۔ ایمن کا بے اختیار دل
تھوڑا پرفیوم اس پر بھی چھڑک دے' مگر طارق جیسے بندے سے ایسی رومینٹک حرکت کی توقع ہی فضول
پرفیوم واپس رکھتے دیکھ کر ایمن مایوس سی ہو گئی۔
"ایسی بھی کوئی بات نہیں' آخر وہ میرے باپ کا گھر ہے' میرا بھی اتنا ہی حصہ ہے جتنا مہرالنساء کی اولاد کا
ایمن کو یہ خبر نہ تھی کہ وقارالحسن یہ گھر بہت پہلے مہرالنساء کے نام کر چکے تھے' جس طرح طارق نے
ایمن کے نام کیا تھا۔
"چلو۔۔۔ ٹھیک ہے' اب ذرا جلدی تیار ہو جاؤ' مجھے دیر ہو رہی ہے۔"
"نہیں یار! بس فون تک رہے گی۔"
"تم دیکھنا۔ وہ میری خاطر گھر سے بھاگے گی' میں جسے چاہوں اپنی انگلیوں پر نچا لوں۔۔۔ وہ کٹھ پتلی ہے' اس کی
ڈور میرے ہاتھ میں ہے۔" اس نے انگلیاں نچائیں' اس کے لہجے میں وہی سفاکی اور ڈھٹائی تھی' جو عام
کے لہجے میں ہوتی ہے۔
"شرط لگا لو۔"
"او کے۔۔۔" تاہلی کی ٹھنڈی چھاؤں کے نیچے چار شیطانوں نے کسی کی بربادی پر شرط باندھی تھی۔

☼ ☼ ☼

طارق کو کہیں جانا تھا' اسی نے کہا کہ وہ اسے میکے چھوڑ دے گا' واپسی پر پک کر لے گا۔۔۔ پاکستان آ کر
ایک آدھ بار مختصر وقت کے لیے مہرالنساء سے ملنے گیا تھا' میکے لفظ پر ایمن کو ہنسی آ گئی۔
"میں نے کوئی لطیفہ سنایا ہے۔" طارق برا مان گیا۔
"نہیں۔۔۔ یونہی ہنسی آ گئی۔"
"اس میں ہنسی والی کوئی بات تو نہیں تھی۔ یا خوشی زیادہ ہو گئی ہو۔"
"میکہ والدین سے ہوتا ہے۔۔۔ ماں میری ہے نہیں' باپ پردیس میں ہے۔" ایمن نے سنجیدگی سے
دیا۔
"اور پالنے والی کا کوئی حق نہیں؟" طارق نے جرح کی۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کنگھی کر
جبکہ ایمن بیڈ پر نیم دراز اک رسالہ کھولے ہوئے تھی۔
"مجھے مہرالنساء نے نہیں پالا۔"
"اچھا۔۔۔ وہ تیرے والی ابھی تک باہر نہیں آئی۔"
"ابھی آ جائے گی۔" رش بتدریج کم ہوتا جا رہا تھا' ان کی متلاشی نگاہیں گیٹ پر جمی تھیں' اور جو کنیوں
نگاہوں سے بار بار انہیں دیکھ رہا تھا۔ تب ہی وہ دونوں آپس میں باتیں کرتی باہر آئیں۔
"وہ رہی۔۔۔" نارنجی شرٹ والا ایکدم پرجوش ہوا۔

"نہیں۔۔۔"
"نہیں یار ساتھ والی۔"
"۔۔۔" تینوں کی نظریں آپس میں ٹکرائیں۔ "یہ تو اس ٹائپ کی نہیں لگتی۔" میرون دوپٹہ سلیقے سے اوڑھے وہ
ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرتی اپنی سہیلی سے غالباً "الوداعی کلمات" ادا کر رہی تھی۔
"لگتا ہے' یہ وہ نہیں ہے۔"
"ابھی دیکھو۔۔۔" اس نے برا مانتے ہوئے جیب سے موبائل نکالا' لڑکی کو نظروں میں رکھتے ہوئے نمبر ملایا' سب
دیکھا' وہ باتیں کرتی کرتی ایک دم چونک کر خاموش ہوئی' پھر بیگ کے اندر ہاتھ ڈالا' موبائل باہر نکالے بغیر نمبر
اس کی سہیلی بھی اس کے بیگ پر جھک آئی' اس نے ہنستے ہوئے کچھ کہا' جواباً "اس نے نفی میں سر ہلاتے
آف کر دیا۔
"دیکھا۔۔۔" اس نے تفاخر سے دوستوں کو دیکھا۔
"مان گئے استاد' پر اسے کہاں تک لے جاؤ گے۔"
"جہاں تک چاہوں۔۔۔" وہ معنی خیز ہنسی ہنسا۔
"خیر' اتنی تیاریوں کے ساتھ جا کہاں رہے ہیں؟" ایمن نے اٹھتے ہوئے اس کی تیاری کو غور سے دیکھا۔
"ہاہ۔۔۔ ہا۔۔۔ پہلی بار کوئی بیویوں والا سوال کیا ہے۔"
"میں چڑ کر وارڈروب کھول کر سوٹ نکالنے لگی۔ اس نے عقب سے آ کر وارڈروب کے کھلے دروازوں پر ہاتھ
رکھ کر راستہ مسدود کیا۔ وہ پلٹی تو اس سے ٹکرا گئی۔
"اُف۔۔۔ ہٹیں۔۔۔" ایمن نے غصے سے کہا اور ساتھ ہی اسے دھکیلنا چاہا۔
"او' زور۔۔۔ ذرا دیکھوں کتنا دم ہے۔" طارق ہنسا۔
"ساری تیاری دھری کی دھری رہ جائے گی۔" ایمن کو تاؤ آ گیا۔
"ہائے۔۔۔ باپ رے' تیرے تو بڑے خطرناک ارادے ہیں کڑیے۔" وہ جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ ایمن
واش روم کے دروازے تک جا کر رکی اور طنزاً "مسکرائی۔
"بس اتنا ہی دم تھا۔"
"ہوں۔" وہ ٹھٹکا' پھر دانت پیس کر بولا۔ "رات میں پوچھوں گا۔"
"میں رات وہیں رکوں گی۔" ایمن نے اندر جاتے ہوئے مزید دھمکایا۔
"ہرگز نہیں۔۔۔ جب تک میں یہاں ہوں ایک بار بھی نہیں۔" طارق نے زور سے کہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"ہاں' میں نے۔۔۔" اس نے حیرت سے پوچھا۔
"ہاں۔۔۔ چھٹی کے بعد جب میں کالج گیٹ سے باہر نکل رہی تھی تب۔۔۔" مومل نے زور دے کر کہا۔
"اور۔۔۔ تو تم نے اس لیے مجھے فون کیا ہے' اور میں سمجھا کہ۔۔۔" اس نے اک سرد آہ کھینچی۔
"خوش گمان مت ہو' مجھے اور بھی کام ہوتے ہیں۔"
"لیکن بعض عشق کے پاس تو کوئی اور کام نہیں۔۔۔ اک درد ہے اور ہماری ہائے۔۔۔ ہائے۔" وہ عاشقانہ انداز
گویا ہوا۔
"میرے پاس یہ سب سننے کا بالکل وقت نہیں۔ میں نے صرف یہ کہنے کے لیے فون کیا ہے کہ مجھے وقت بے
وقت فون مت کیا کرو۔۔۔ تمہارا کیا جائے گا۔۔۔ مروں گی تو میں۔۔۔" مومو دل ہی دل میں اتراتی نروٹھے پن سے بولی۔
"مریں تمہارے دشمن۔۔۔ فرشتہ اجل آیا تو تمہاری جان کی جگہ اپنی جان پیش کروں گا۔"
"اس نے سوچا تھا کہ فوراً" سرزنش کر کے فون بند کر دے گی' اتنا ہی اس کی باتوں کے سحر میں جکڑتی جا رہی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

تھی۔

"اتنی محبت کرنے لگے ہو۔" مومو کا لہجہ و آواز خود بخود مدھم ہو گیا۔

"کاش کوئی پیمانہ ہوتا۔۔۔ سمندروں کی گہرائی ناپی جاسکتی یا آسمان کی وسعت۔۔۔ سدا سے عاشقوں ہے۔ بس ایک طریقہ ہے۔"

"کیا؟"

"دل چیر کر دکھا دوں۔۔۔ اک جان ہی جائے گی۔۔۔ لیکن تمہیں تو اعتبار آجائے گا۔"

"پلیز۔ ایسی باتیں مت کرو۔" مومو نے بے ساختہ ٹوکا۔

"یہی بے خودی کا عالم ہے کہ کال کسی اور کو ملا رہا تھا کہ انگلیاں تمہارا نمبر ملا بیٹھیں۔"

"پلیز' آئندہ احتیاط کرنا' اب رات کو بات کروں گی' کوئی آجائے گا۔" اس کی باتیں لمبی ہو رہی تھیں کو وقت کی نزاکت کا احساس ہو گیا' اسے خبر نہ تھی کہ کسی نے اس گفتگو کا ایک ایک حرف سنا تھا۔ وہ مو سے لگائے کسی گہری سوچ میں تھی۔ جب ایمن نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ بری طرح اچھلی چھوٹ کر نیچے جا گرا اور کھل گیا۔

"یہ تمہارے پاس تھا؟"

مومو نے جلدی جلدی موبائل اکٹھا کیا اور دراز میں ڈال دیا۔ وہ بہت زیادہ پزل ہو رہی تھی۔

"کب سے یہ سلسلہ چل رہا ہے؟" ایمن بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"تم کب آئیں؟" وہ خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے۔

"جب تم نے نمبر ملایا۔۔۔" ایمن نے اطمینان سے مومو کو دیکھا۔ اس کے زرد چہرے اور اپنی جا پوزیشن نے اسے کمینی سی خوشی دی۔

"گویا کمینی نے اک اک لفظ سن لیا۔۔۔ کیسے بلّی کی چال آئی ہے۔"

"دروازہ تو بند تھا۔"

"نہیں تھا۔"

مومو کا جی چاہا کس کر ایک تھپڑ اپنے گال پر مارے۔۔۔ مہرالنساء نے کہا تھا' وہ ذرا دیر کے لیے پڑوس میں' وہ دروازہ اچھی طرح بند کر لے' پہلے ان کا اکلوتا گھر تھا' مگر اب ارد گرد پوری کالونی بن چکی تھی' سو میں جان پہچان بھی بڑھ گئی۔ مہرالنساء کبھی کبھار کسی نہ کسی کام کے لیے چلی جاتیں' ساتھ والی نورین آپریشن ہوا تھا۔۔۔ جوجو چار بجے گھر آئی تو مہرالنساء انہیں تاکید کر کے چلی گئیں کہ وہ بس پندرہ منٹ میں ۔ جوجو' جو گرمی میں تھکی ہاری آئی تھی' مومو سے کہہ کر خود نہانے چلی گئی۔ اور مومو نے ان پندرہ منٹ جانا' کیا معلوم تھا کہ یہ بلا نازل ہو جائے گی۔

"طارق بھائی نہیں آئے۔۔۔؟" وہ خوامخواہ سوال جواب کر رہی تھی۔ ایمن کو ہنسی آنے لگی۔

"باہر سے چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔ رات کو لینے آئیں گے۔" ایمن نے سابقہ اطمینان سے جواب دیا' جبکہ معنی خیز نظریں مومو کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ وہ اس کی نگاہوں سے خائف ہو کر انگلیاں چٹخانے

"رات کو۔۔۔ یہ تو خوشی کی بات ہے۔"

"ارے۔۔۔ واقعی۔۔۔" ایمن دوبارہ ہنسی۔

"ایمن! تم۔۔۔"

"میں نے پوچھا کب سے یہ سلسلہ چل رہا ہے؟"

"کافی دن ہو گئے' بس اچانک ہی۔۔۔" مومو نے پسپائی اختیار کی۔

"مجھے دیکھ کر عبرت نہیں پکڑی۔"

"ضروری تو نہیں' سب کا نصیب ایک سا ہو۔"

گویا معاملہ بہت آگے جا چکا۔"

پلیز تم ممی سے۔۔۔" مومو نے ملتجی انداز میں ایمن کو دیکھا۔ "تم چاہو تو اپنا موبائل واپس لے لو۔"

پھر تم کیا کرو گی؟"

خواب سی ہو گئی۔ ایمن نے اسے غور سے دیکھا۔ اس کے اندر کی خود غرض اور مختتم مزاج لڑکی انگڑائی رہوئی۔

ادارہ کہنے والی مہرالنساء بیگم! تمہارا غرور ٹوٹنے کا وقت آپہنچا۔ کیسے نظریں ملاؤ گی۔۔۔ جب معلوم ہو گا کہ بیٹی ان ہی راہوں کی مسافر بن چکی ہے۔"

تم کیا سوچ رہی ہو؟" مومو کو بے چینی لاحق ہوئی۔ کاش وہ ایمن کی سوچیں پڑھ سکتی۔

ممی کب واپس آئیں گی؟" ایمن نے سادگی سے جواب دیا۔

اتم۔" مومو کی آنکھیں لبالب بھر آئیں۔ "تم تو ممی کو جانتی ہو' وہ مجھے زندہ دفن کر دیں گی۔"

۔ اپنی اولاد کو زندہ دفن کرنا آسان نہیں۔" ایمن کھڑی ہوئی' پھر اس کے قریب آئی۔

امت نہ تھی' تو ایسا کام کیا ہی کیوں؟"

۔ں میں تو نہیں۔ تم تو اچھی طرح جانتی ہو۔"

۔" ایمن کے لبوں پر آہ ٹوٹ کر بکھری۔ "ہاں یہ بے بسی کی منزل ہے۔۔۔ فکر نہ کرو اتنی بھی کم ظرف

ل۔"

"مومو بے اختیار اس سے لپٹ گئی' تب ہی جوجو چلی آئی' اس کے بال تولیے میں لپٹے تھے۔

۔۔۔ ایمی! تم کب آئیں؟"

۔ "وہ جوجو سے ملنے لگی۔

تمہارے لیے جوس لاتی ہوں۔" مومو جلدی سے باہر نکل گئی۔

۔ لاؤنج میں چلتے ہیں' میں نے تو ابھی کھانا بھی نہیں کھایا۔"

اسے لے کر لاؤنج میں آگئی۔۔۔ جب مہرالنساء واپس آئیں تو ایمن جوس سے اور جوجو کھانے سے فارغ ۔ صوفے پر آلتی پالتی مارے کشن گود میں رکھے وہ بے تکلفانہ انداز میں مومو اور جوجو کو بتا رہی تھی کہ اپنے گھر کے لان میں کون کون سے نایاب پودے منگوا کر لگائے ہیں۔ اس کے لہجے میں واضح تفاخر چھلکتا ۔ تو اس بات کی خوشی تھی کہ کم از کم ایمن نے اسے اپنا گھر تو تسلیم کیا۔

۔ نہیں؟"

۔۔۔ آپ کو اب اپنے گھر بار کی زیادہ پروا نہیں رہی۔"

سلام کرنے کے بعد ایمن نے کہا۔ اس کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ جہاں مہرالنساء چونکیں' وہیں ۔ حلق سے رہ گیا۔

"

۔ رہے تھے؟" اس نے لاپروائی سے کہا تو مومو کی جان میں جان آئی۔

۔ں؟" مہرالنساء سامنے بیٹھ گئیں۔ "گھر میں کوئی تھا نہیں۔۔۔ کس لیے رکتے؟"

۔ں میں تو گئی تھی' ابھی آجاتی۔ تم نے طارق کو بتایا نہیں؟" انہوں نے مومو کو دیکھا۔ وہ متذبذب ۔ کھنے لگی۔ وہ تو خود طارق سے نہیں ملی تھی۔

۔ں آجائیں گے' بلکہ شام تو ہو گئی' رات کا کھانا یہیں کھائیں گے۔"

۔ ایمن کے انداز و اطوار بدلے بدلے سے لگ رہے تھے۔ وہ بڑے مطمئن اور آسودہ سے انداز میں ۔ تھی' خاص طور پر طارق کے لیے وہ جتنے عزت بھرے لہجے میں بات کر رہی تھی' وہ مہرالنساء کے لیے نیا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"امی! مجھے چھ بجے اکیڈمی جانا ہے۔" جوجو نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا۔
"ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ تھوڑا وقت ہے، تم آرام کرو، میں جانتی ہوں تمہاری روٹین خاصی ٹف ہے" جلدی سے کہا۔ "مجھے کمپنی دینے کے لیے ممی اور موموہیں نا۔"
جوجو ایک بار پھر معذرت کرتی چلی گئی۔
"جاؤ موموا فریج میں دیکھو کیا کچھ ہے؟ کچھ منگوانا ہو تو لسٹ بنادو۔" مہرالنساء نے کہا تو وہ کھڑ۔ پوچھنے لگی۔
"ممی! کیا بنانا ہے؟"
"کوفتے اور سندھی بریانی۔" جواب ایمن نے دیا۔ مہرالنساء نے چونک کر اسے دیکھا، پھر مسکرائی۔
"اس کی پسند و ناپسند کا خوب خیال رکھنے لگی ہو۔"
"طارق کہہ رہے تھے، مہو آپا کے ہاتھ کی یہ دونوں چیزیں کھانے کے لائق ہیں۔" اس نے لاپرو کیا۔ موموباہر چلی گئی، تب مہرالنساء نے اسے بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"لگتا ہے تمہیں عقل آگئی۔"
ایمن فوراً ہی ان کی بات کی تہہ تک پہنچ گئی۔
"یونہی سوچا، اتنی عیش و عشرت کی زندگی چھوڑ کر کیوں سرابوں کے پیچھے بھاگوں، اتنا پیسہ۔۔۔ مح شوہر، جو میرے ماضی کی ہر بات بھلا کر مجھ پہ جان دیتا ہے، اپنی نیند سونا، اپنی مرضی سے کھانا، قیمتی سے کاج کے لیے نوکر چاکر، نہ سسرال کا جھنجٹ، نہ کوئی اور نٹنا نمانے سے چاچا، چاچی، جو بہو کے ماتھے کر ہی۔۔م جاتے ہیں، جب رانی بن کر عیش کر سکتی ہوں، تو وقت ضائع کرنے کا فائدہ۔"
ایمن کو پتا تھا، اسے کس جگہ مہرالنساء کو کس طرح جلانا ہے۔ وہ حقیقتاً" مہرالنساء کی نبض! مہرالنساء واقعی پہلو بدل کر رہ گئیں، ایمن کا لہجہ مہرالنساء سے صاف کہہ رہا تھا کہ تم جو مرضی کرلو، میرے خرام ندی کی طرح سہل۔۔۔ رواں ہے۔
"بہت جلدی خیال آگیا۔" مہرالنساء نے طنز سے کہا۔
"دیر آید درست آید۔" ایمن نے لاپروائی سے کندھے اچکائے۔
"اچھا۔۔۔ اگر جو طارق کو پتا چلے کہ ماضی میں تمہارے ایک نہیں "دو" دو معاشقے چلے ہیں، اور ایک کا سے بھاگنے سے لے کر خودکشی تک کر چکی ہو، تب تمہارے عیش و آرام کا کیا ہوگا؟"
فطرتاً "دونوں ہی ایک جیسی تھیں، منتقم مزاج، دوسروں کو نیچا دکھانے کی خواہش مند، کم ظرف۔
"کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں اس سے یہ سب کہہ چکی ہوں۔" ایمن نے قدرے جھوٹ سے کام لیا۔
حیرت سے مہرالنساء کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ ایمن نے ان کی حالت سے خاصا مزہ لیا۔
"بڑا ہی بے غیرت نکلا۔ تمہارے باپ نے تمہارے لیے ٹھیک کاٹھ کا الو ڈھونڈا ہے۔" مہرالنساء دیر کے بعد خود کو سنبھال کر کہا۔
"آپ یہ سوچیں کہ آپ کہاں سے ایسا کاٹھ کا الو ڈھونڈیں گی۔"
"کیا مطلب اس بات کا؟"
"طارق نے مہو آپا کو بہت اونچے سنگھاسن پر بٹھا رکھا ہے، اپنے بارے میں آپ کے خیالات برداشت نہ کرپائے گا۔" ایمن نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔
"اگر "وہ" سہہ گیا تو "یہ" بھی سہہ لے گا۔"
"تب ٹھیک ہے۔۔۔ ڈیڈی کب تک آرہے ہیں۔"
ایمن نے اک دم بات پلٹ کر دوستانہ انداز میں پوچھا تھا۔

۔۔۔ واقعہ نے موموکو کچھ اور محتاط کردیا۔ اب وہ آدھی رات کے بعد بات کرتی، رات کا پہلا حصہ ۔۔۔ دوسرا باتوں کے فسوں میں، تیسرے پہر سوتی، صبح مہرالنساء کی ڈانٹ سنتی اور کالج میں او نگھتی ۔۔۔ میں حاضری نہ ہونے کے برابر تھی، نائن کا اپنا افیئر آج کل عروج پر تھا اور وہ خاصی سنجیدہ بھی تھی۔
۔۔۔ ساتھ دیا۔۔۔ تو میں فیصلہ کرلوں گی، جاگیردار ہے، ساری زندگی عیش میں گزرے گی، ٹکے ٹکے کے لیے ۔۔۔ گا۔"
۔۔۔ لی بیوی، بچے۔۔۔ حویلی والے تو بہت تنگ نظر ہوتے ہیں، بیویوں کو سات پردوں میں چھپا کر ر۔۔۔ ۔۔۔ کو مراد کچھ زیادہ پسند نہیں آیا تھا، اگرچہ وہ اس سے کبھی ملی نہ تھی، مگر وہ باتوں سے ہی عیاش ط۔۔۔ ۔۔۔ اس کا ڈرائیور نائن کو کالج سے پک کرنے آیا، بقول نائن، مراد اسے پی۔ سی میں لنچ کروانے۔

۔۔۔ تمہاری اور اس کی عمروں میں بہت فرق ہے۔"
۔۔۔ ایسے مرد بیویوں کو سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔"
۔۔۔ تم سے شادی کی بات کی؟"
۔۔۔ تک تو نہیں۔۔۔ مگر جب بھی کی، میں فوراً "ہاں کہہ دوں گی، شہر والی کوٹھی حق مہر میں لکھوا ۔۔۔ پلان تھے۔
۔۔۔ تمہارے گھر والے مان جائیں گے؟"
۔۔۔ ان کی پروا نہیں۔"
۔۔۔ کالج کے پچھلے گراؤنڈ میں، درختوں کے جھنڈ کے عقب میں سر جوڑے باتیں کر ۔۔۔ مشہور تھا کہ وہ آسیب زدہ ہے، جہاں اسٹوڈنٹس اور ٹیچرز تو ایک طرف، کبھی نوکر بھ
۔۔۔ کا کیا بنے گا؟" موموکا اشارہ اس کے سابقہ افیئر کی طرف تھا۔
۔۔۔ جائے۔۔۔ صرف باتیں۔۔۔ باقی سب باپ کا۔۔۔ مہینے کے مہینے جیب خرچ ل
۔۔۔ کر لاپروائی سے بولی، پھر بات بدل کر پوچھنے لگی۔
۔۔۔ کے لیے کپڑے لے لیے؟"
۔۔۔ ان ہی میں سے کوئی پہن لوں گی۔"
۔۔۔ مراد شاپنگ کروائیں گے۔۔۔ شہر کی سب سے بڑی بوتیک سے۔"
۔۔۔ مونے رشک سے اسے دیکھا۔
۔۔۔ تو کہتی ہوں بندہ ہاتھ مارے تو کسی اونچی جگہ پہ۔۔۔" اس نے موم ۔۔۔ پہلی بار میں ہی لڑھک گئے۔"
۔۔۔ سے ہنس دی۔ اس نے نائن کی ایسی باتوں کا جواب دینا؟
۔۔۔ اس نے پوچھا۔
۔۔۔ کالج میں مینا بازار ہے؟"
۔۔۔ سب خبریں ہوتی ہیں۔"
۔۔۔ رنگ کے کپڑے پہنو گی؟"
۔۔۔ رنگ کے کپڑے پہنوں۔۔۔؟" موموں نے برجستہ پوچھا۔
۔۔۔ اس نے فوراً" جواب دیا۔
۔۔۔ مجھے دیکھنا ہے؟"
۔۔۔ ہر روز دیکھتا ہوں۔۔۔ جس دن نہ دیکھوں۔۔۔ ار

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کے لیے کچھ بھی نہ بول سکی۔
"سنو! اس دن کہیں باہر ملیں۔"
"نہیں۔" مومو بوکھلا گئی۔
"بس ذرا دیر کے لیے۔ کہیں آئس کریم کھائیں گے' پندرہ بیس منٹ میں واپسی۔" اس نے اصـ
"پلیز۔ میں یہ کبھی نہ کرسکوں گی۔" مومو نے قطعی لہجے میں کہا۔
"اوکے۔ میں مجبور نہیں کروں گا۔" اس کے لہجے میں مایوسی سی در آئی۔
"میں مجبور ہوں۔" مومو کو اس کا لہجہ برداشت نہ ہوا۔
"ٹھیک ہے مومو۔ میں تمہیں دور ہی سے دیکھ کر آنکھوں کی پیاس بجھالوں گا۔" اس نے نرمـ
"اور میں۔ میں کیسے پہچانوں گی۔" مومو نے جھجکتے ہوئے اپنی درپردہ خواہش کا اظہار کیا
پھر معنی خیز لہجے میں بولا۔
"اس کے لیے تو کہیں باہر ملنا پڑے گا۔"
مومو چپ کی چپ رہ گئی۔
"پاگل' مذاق کررہا ہوں۔" وہ پھر سے ہنسنے لگا۔
مومو کے پاس گلابی لباس نہ تھا۔ مگر اب ناممکن تھا کہ وہ مینا بازار میں کوئی اور رنگ پہن کر جا
مہرالنساء سے کہا تو پاس بیٹھی جوجو فوراً بول اٹھی۔
"تم میرا نیا سوٹ پہن جاؤ۔"
مومو نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔ اس سبز سوٹ کو آگ لگانے کو دل چاہا' جو کل
تھا۔ اوپر سے مہرالنساء نے بھی کہہ دیا۔
"ہاں۔ ہاں وہی پہن جاؤ۔ جب ناپ تم دونوں کا ایک ہی ہے۔"
"ممی! ہم سب یعنی ہمارا گروپ پنک سوٹ پہن کر آرہا ہے۔"
"ایک تو تم لوگوں کے چونچلے۔ کل چلنا بازار۔" مہرالنساء نے کہا' تو وہ خوش ہوگئی۔ مگر بازار
مہرالنساء کو خاصا زچ کیا' کوئی سوٹ پسند جو نہ آتا تھا' پتا نہیں اسے خریدنا کیا تھا' ہر ڈیزائن' ہر پرنٹ
"بس یہ آخری سوٹ ہے' خریدنا ہے تو خریدو۔ ورنہ اسی طرح واپس جاؤ گی۔"
مہرالنساء نے اسے دکاندار کے سامنے ہی ڈانٹ دیا' پھر اسے خریدنا پڑا۔ مینا بازار والے دن وہ
سوٹ ہی پہن کر گئی' مگر کالج جاکر خوب اچھی طرح میک اپ کیا' ثائن تو یوں بھی میک اپ ایکسپرٹ
اس کے نقوش کو نکھار کر رکھ دیا! اسے مینا بازار میں دلچسپی نہ تھی' اسٹالز میں کیا تھا۔ ورائٹی پروگرا
اسے تو صرف وقت گزارنا تھا' مینا بازار کی وجہ سے گیٹ کھلا تھا' لڑکیاں آزادی سے آجارہی تھیں
آنے سے بیس منٹ قبل ہی باہر نکل آئیں' وہاں لینے کے لیے آنے والوں کا خاصا رش تھا' بظاہر
میں نظریں دوڑا رہی تھی' مگر وہاں اتنے لڑکے تھے' جو اپنی بہنوں کو لینے آئے تھے' ہر آنے والی لڑ
تھے' وہ کچھ بھی نہ اخذ کرپائی' مگر اسے لگتا تھا' یونہی کھڑے کھڑے بے چینی سی لاحق ہوئی' اسے لگا
نظروں کے حصار میں ہے' کوئی ہے جو اسے مسلسل دیکھ رہا تھا' نجانے کیوں اس کے ماتھے پر پسینہ سا آ
وہ نڈھال سی ہونے لگی۔
"تمہیں کیا ہوا ہے' اتنی سرخ کیوں ہورہی ہو۔" چیونگم چباتی ثائن نے اسے بے حد حیرت سے د
"گرمی لگ رہی ہے۔" اس نے بیگ سے رومال نکالنا چاہا' تب ہی اس میں موجود موبائل کی ا
ہوگئی۔
اک نیا SMS اس کا منتظر تھا۔
"تم جس رنگ کا کپڑا پہنو وہ موسم کا رنگ۔"

...اور ... رہا تھا۔ مومو کو نجانے کیا ہوا؟! یکدم مڑ کر کالج کے اندر چلی گئی۔

◻ ◻ ◻

... ہاتھ مار کر ہنس دیے۔
اس نے فخریہ انداز میں باقی تینوں کو دیکھا۔
"
... خیالی نہیں۔" ایک نے منہ بنا کر کہا۔
... غصہ سا آگیا۔
... جو یہاں بائیک پر تمہارے ساتھ بیٹھے۔"
... لگتی ہے' پتا نہیں تجھ جیسے گھامڑ کی باتوں میں کیسے آگئی۔"
... کرم ہو' وہ ہمارے پیچھے نہ آئے۔" وہ فخریہ انداز میں بولا۔ "دیکھنا ایک دن یہاں بھی آئے
... بائیک پر ہاتھ مارا۔
اس سے کیا ہوگا۔ مزا تو تب آئے جب وہ۔" ایک نے انتہائی بے ہودہ بات کی۔ اتنی کہ سب
... دوسرے کو دیکھنے لگے' شاید اس انتہا پر جاکر کسی نے بھی نہ سوچا تھا۔
... ہمارا مقصد صرف انجوائے منٹ ہے۔" ان میں سے ایک نے قدرے سنبھل کر کہا۔
... انجوائے منٹ کی بات کررہا ہوں۔" اس کا لہجہ معنی خیز تھا۔
..." ایک نے بیزار ہوکر کہا۔
... زمین پر اتر آئی ہیں۔"
... لڑکیوں پر تبصرہ کرنے لگے۔ مگر وہ خاموش تھا' اس کا ذہن کچھ سوچ رہا تھا' نگاہ میں گلابی پیراہن
...

✡ ✡ ✡

... راہ گزر پر قدم رکھے تو زندگی سہل سی ہوگئی۔ ایمن نے بہت کچھ فراموش کرکے خود کو مصروف
... کرنے کے لیے بہت کچھ نہ تھا' پھر بھی وہ کچھ نہ کچھ کرتی رہتی' گھر اور گھر کے معاملات' آس پڑوس
... احساس ہونے لگا' ہر کوئی کہیں نہ کہیں اپنی خواہشوں کو پس پشت ڈال کر سمجھوتے سے کام لیتا
... زندگی مقدر ہوتی ہے' لوگ اس سے پیار سے ملتے' عزت سے پیش آتے اور وہ سوچتی۔
... ان کی نہیں' ایمن طارق کی عزت کرتے ہیں۔" وہ شخص اس کا نام' اس کا حوالہ ایمن کو معتبر کر گیا
... بھاگ بھاگ کر پاکستان آتا۔ آتا تو جانے کا نام نہ لیتا' چلا جاتا تو واپس آنے کے لیے بے تاب رہتا۔
... دوبارہ شروع کردو۔" جوجو نے کئی بار مشورہ دیا۔
... اب پڑھا نہیں جائے گا۔" وہ ہمیشہ آلکسی سے جواب دیتی۔
... گزرنا تھا' سو گزرتا چلا گیا۔
... شادی شدہ زندگی کے تیسرے سال کا آغاز تھا۔
... وقارالحسن اس کے گھر آئے۔
... بھی نہ تھی کہ وقارالحسن پاکستان آئے ہیں یا آنے والے ہیں۔
... کے ساتھ مل کر بہار کی آمد سے قبل نئے پھولوں کی پنیری لگوا رہی تھی۔ چوکیدار بیگم صاحبہ کے والد کو
... جانتا تھا' سو وہ آرام سے اندر آگئے' اب وہ غور سے اپنی بیٹی کو دیکھ رہے تھے' وہ بیٹی! جس سے وہ دنیا میں
... وہ پیار کرتے تھے۔ اور کتنا عرصہ ہوا وہ اس سے تمام رابطے توڑے ہوئے تھے' اور وہ بھی تو آخر ان ہی
... مجال ہے' جو ایک بار بھی ان سے فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی ہو۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اب وہ اپنی بیٹی کو غور سے دیکھ رہے تھے۔
لمبے بال' چوٹی میں گندھے' ہاتھ پاؤں مٹی میں اٹے' وہ کس انہماک سے کیاری میں کھاد ملا رہا
ہاتھ روکے وقار الحسن کو دیکھ رہا تھا۔
"بیج بونے کے کتنے عرصے بعد پھول آجائیں گے؟"
اس نے ہاتھ کی پشت سے سامنے آجانے والے بال پیچھے کرتے ہوئے سوال کیا۔
"نئے بیج بوؤگی تو نئے پودے سر اٹھائیں گے' تو ان پر پھول بھی مہکیں گے۔ ہمارا کام بیج
قدرت کا ہے۔ یہی زندگی کا چلن ہے۔"
ایمن نے جھٹکے سے گردن موڑ کر انہیں دیکھا' پھر تیزی سے کھڑی ہو گئی۔
"ڈیڈی۔" اس کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر آئیں۔ وہ لاکھ کہتی رہے کہ اسے وقار ا
ہو گئی ہے۔ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ اس کی زندگی میں بہت بڑا خلا پیدا کر گئے تھے۔ تھوڑی دیر میں
کر دھواں دھار رو رہی تھی۔ خود ان کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔
"تم نے میرے سارے کپڑے خراب کر دیے۔" بہت دیر کے بعد انہوں نے ضبط کر
شرمندہ ہو کر پیچھے ہٹی۔ واقعی ان کے کپڑوں پر مٹی لگ گئی تھی۔
"اوہ۔ سوری۔" اس نے جلدی جلدی مٹی جھاڑنے کی کوشش میں ان کی شرٹ اور بھر دی۔
"تم اب بھی بڑی نہیں ہوئیں۔" وقار الحسن نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔
دونوں ایک ساتھ ہنس دیے۔
"آئیں' اندر چلیں۔"
اس نے جوتے لان میں ہی چھوڑ دیے۔
"آپ کیا پئیں گے۔" انہیں لاؤنج میں بٹھا کر اس نے پوچھا۔
"پہلے اپنا حلیہ درست کرو۔ اور میرا بھی۔"
تب ہی صغریٰ چلی آئی۔
"صغریٰ! پہلے الماری سے طارق کا کوئی کرتا نکال کر دو۔ پھر یہ شرٹ دھو کر سکھا دو۔" وہ خود
کپڑے بدل کر فریش ہو کر آئی۔ تو وقار الحسن پینٹ پر طارق کا کرتا پہنے' جو انہیں قدرے تنگ
رہے تھے۔
ایمن نے دیکھا' وہ آج بھی اتنے ہی گریس فل اور پیارے تھے۔
صغریٰ ان کے سامنے جوس کا گلاس رکھ گئی۔
"میں چائے کے لیے۔"
"نہیں اور کچھ نہیں۔ تم میرے پاس بیٹھو۔" انہوں نے رسانیت سے منع کرتے ہوئے
صوفے کے پاس گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ انہوں نے سلگایا ہوا سگریٹ بنا کش لیے ایش ٹرے میں مسل
انداز میں پوچھا۔
"آج کل کیا ہو رہا ہے؟"
"کچھ خاص نہیں۔"
"خوش ہو؟" ان کا انداز ہنوز سرسری تھا' مگر وہ بغور اسے دیکھ رہے تھے۔
ایمن متذبذب سی چپ ہو رہی' اب جب بھی کوئی یہ سوال کرتا' وہ یونہی خاموش ہو جاتی تھی
کہ کیا جواب دے۔ وقار الحسن نے اس کا سر اوپر اٹھایا۔
"تمہیں اب بھی یہی لگتا ہے کہ میں نے تمہارے لیے غلط فیصلہ کیا ہے؟"
"میں سب بھول جانا چاہتی ہوں۔" ایمن نے ایک نظر باپ کو دیکھ کر چہرہ جھکا لیا۔

ات ہے۔"
فضا میں خاموشی سی چھائی رہی۔ وہ خاموشی سے لاؤنج کا اور گلاس وال کے دوسری طرف نظر آتے
لیتے رہے۔ پھر ستائشی انداز میں بولے۔
گھر بہت اچھے طریقے سے سجا رکھا ہے؟"
پاس کرنے کے لیے یہی ایک کام ہے۔" وہ بلاوجہ ہنسی۔
رق نے بتایا تھا۔" انہوں نے جوس کا گلاس اٹھایا۔

تم خیال رکھتی ہو' گھر کا بھی اور۔ اس کا بھی۔"
۔" وہ قالین پر بنے ڈیزائن پر انگلی پھیر رہی تھی۔
ر لیا کرو۔"
اس وقت میں بندہ کیا' کیا کرے؟" ایمن مسکرائی۔
بہت خواہش تھی۔" انہوں نے جوس کا ہلکا سا گھونٹ لیا۔ "اپنی زندگی میں تمہیں یوں اپنے گھر میں
سکوں۔ آج میری بے سکونی کا خاتمہ ہو گیا۔ میں نے ہر نماز کے بعد صرف تمہارے لیے دعا کی
میں نے آپ کو بہت تنگ کیا۔"
سب بھول چکا ہوں۔" انہوں نے برجستہ کہا۔ "اسی دن' جس دن میں نے طارق کی آنکھوں میں
ر پچی خوشی اور آسودگی چھلکتی دیکھی۔ مجھے اسی دن کا انتظار تھا۔ اس کا اب وہاں دل نہیں لگتا' کام پر
رہتا۔ پاکستان آنے کے لیے بے چین رہتا ہے' کل میں نے اسے بہت ڈانٹا۔ کہ اگر کماؤ گے نہیں تو
کھلاؤ گے کہاں سے؟"
اس لیے مجھ سے ملنے آئے ہیں' ورنہ ہمیشہ یونہی چلے جاتے تھے۔" ایمن نے شکوہ کیا۔
"میں وقت دینا چاہتا تھا' تاکہ تم خود جائزہ لو' نتیجہ نکالو اور اس کے مطابق اپنا مستقبل پلان کرو۔"
صاف گوئی سے کہا۔ "مجھے خوشی ہے کہ تم نے غلطیوں سے سیکھنا شروع کر دیا ہے۔"
"کیا ہم صرف اسی موضوع پر بات کریں گے؟"
ہم آئندہ اس موضوع پر کبھی بات نہیں کریں گے۔" انہوں نے خوشگواریت سے کہا۔ وہ اس کے
نک بیٹھے' اور ادھر ادھر کی چھوٹی چھوٹی باتیں کرتے رہے۔ چائے پی مگر کھانے کے لیے منع کر دیا۔
۔ ساتھ کچھ دن وہاں چل کر رہو۔"
دنوں کے لیے آئے ہیں؟"
ہے۔"
۔ چھوڑ جاؤں۔" ایمن نے عذر پیش کیا۔
۔ ہمارا نہیں رہتیں۔"
۔ یوں سارا گھر نوکروں کے سپرد نہیں کر سکتی۔ آپ ملنے آجایا کریں۔" وقار الحسن کو خوشی
بہت انداز میں سوچنے لگی تھی۔
۔ سے کہوں گا' کبھی کبھی تمہارے پاس آجایا کریں۔"
۔ نے دیں گی۔" ایمن کا لہجہ مدھم اور چہرہ تاریک سا ہوا۔

۔ آئی' وقار الحسن نے بھی بات بدل دی۔ لیکن وہ جتنے دن پاکستان میں رہے' متواتر شام کو اس سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"جیولر سے سیٹ اٹھانے ہیں۔" ان کے جانے میں ایک دن باقی تھا، جب مہرالنساء نے کہا۔
"ایک تو تمہیں ہر بات کی جلدی ہوتی ہے۔ کہا بھی تھا، کچھ مہینے ٹھہر جاؤ۔" وہ جھنجلا گئے۔
"میں پہلے ہی دے چکی تھی۔" چائے پیتی مہرالنساء نے اطمینان سے کہا۔
"تمہیں جلدی کس بات کی ہے؟"
"بس میں وقت کے وقت لڑکیوں کو رخصت کرنا چاہتی ہوں۔"
"ایمی کا معاملہ اور تھا، ان کو پڑھنے دو۔"
"شادی تو کرنا ہی ہے، آج کیا اور کل کیا....؟"
"اچھا.... میں جا کر بھجواؤں گا۔" وہ مہرالنساء کی فکر مندی دیکھ کر آمادہ ہوئے۔
"یاد ہے...."
"کوئی اچھا پرپوزل ہے نظر میں؟"
"ایک دو رشتہ کروانے والیوں کو کہہ تو رکھا ہے۔"
"خیال سے.... یہ پیسے ٹھگنے کے لیے اوٹ پٹانگ رشتے بھی دکھا دیتی ہیں۔"
"اب میں ایسی بھی بے وقوف نہیں ہوں۔" وہ مسکرائیں۔
"مومو کا دیکھنا.... وہ کچھ خاص پڑھ بھی نہیں رہی، لیکن جوجو کو ڈاکٹر بننا ہے، اس کی ابھی [illegible]
کرنا۔" وقارالحسن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"میرا بھی یہی ارادہ ہے۔"
"اور رباب.... اس کے بارے میں کیا سوچا ہے۔ اس کی منزل بھی زیادہ دور نہیں....۔"
"ابھی تو کچھ نہیں سوچا۔"
"تمہارے بھائیوں کی بیٹیاں بھی تو ہیں۔"
"نہیں۔" مہرالنساء نے فوراً کہا۔ پھر قدرے سنبھل کر بولیں۔ "نوکری سے لگ جائے [illegible]
سوچوں گی۔"
اماں تو کئی بار اشارے کنائیوں میں کہہ چکی تھیں کہ بابر کا کرتے وقت بھائیوں کی بیٹیاں [illegible]
بھابیوں کے ساتھ ماضی کے تلخ تعلقات کے بعد ان کا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا۔
تب ہی مومو وقارالحسن کے لیے بھی چائے لے آئی۔
"شام کو سب تیار رہنا۔ ایمن کی طرف جائیں گے۔" انہوں نے خوش دلی سے کہا تو مومو [illegible]
"جوجو تو کہیں چھ بجے فارغ ہوتی ہے۔ میں اور مومو بھی مصروف ہیں۔" مہرالنساء کو کوئی خاص [illegible]
کہہ دیا۔
"کوئی بات نہیں چھ بجے کے بعد چلے چلیں گے۔ تم دونوں کو جو بھی کام ہے ابھی نمٹا لو۔" [illegible]
جواب دیا۔ مومو جلدی سے واپس مڑ گئی۔ جانتی تھی اب دونوں میں بحث شروع ہو جائے گی اور [illegible]
آخری بات تو وقارالحسن کی چلے گی۔
"اسی کو بلا لیں۔ سارے گھر کو بلانے کی کیا ضرورت ہے۔" مہرالنساء جھنجلائیں۔
وقارالحسن نے انہیں گہری نظروں سے دیکھا اور اسی متحمل انداز میں بولے۔
"تم مصروف ہو تو کوئی بات نہیں۔ لڑکیاں میرے ساتھ جا رہی ہیں۔"
وہی ہوا۔ مہرالنساء وہیں کلستی رہیں۔ وہ دونوں لڑکیوں کے ساتھ ایمن کی طرف چلے گئے [illegible]
کھل سی اٹھی تھی۔ جلدی جلدی صغریٰ کو بہت اچھا سا کھانا بنانے کو کہا۔ وقارالحسن ان [illegible]
گئے۔ مومو کو یہی ڈر تھا کہ کہیں ایمن جوجو کے سامنے کوئی بات نہ کر دے۔ مگر ایمن کا [illegible]
رویہ دیکھ کر مومو بھی مطمئن ہو گئی۔

[illegible] دونوں کو آنے کیسے دیا۔" ایمن نے اسٹرابری کھاتے ہوئے پوچھا۔
[illegible] سامنے ان کی چل سکتی ہے۔" مومو ہنس دی۔
[illegible] بہت اچھا لگ رہا ہے۔ ورنہ ہر شام بہت تنہا اور اداس گزرتی تھی۔"
[illegible] ہر روز آجائیں۔ مگر کیا کریں۔ ممی اور مصروفیت دونوں ہی اجازت نہیں دیتیں۔" جوجو نے برجستہ
[illegible] ساتھ ہنس دیں۔
[illegible] یوں دیکھ کر ہم سب بہت خوش اور مطمئن ہیں۔ بس یونہی اپنی زندگی بنائے رکھنا۔ خدا کی رضا
[illegible] نے میں ہی عافیت اور سکون ہے۔ وہ ہمارا مقام ہم سے بہتر جانتا ہے۔ کسی شخص کو کس جگہ پر رکھنا
[illegible] زیادہ اچھے طریقے سے کر سکتا ہے۔ ہمیں صرف شکر اور صبر سے کام لینا ہے۔"
[illegible] پہلی بار جوجو کے خلوص بھرے لہجے میں کہے سادہ سے الفاظ پر غور کیا اور مسکرا دی۔

☼ ☼ ☼

[illegible] آسمان سے اتری کوئی حور.... یا کوہ قاف کی پری۔"
[illegible] میں بہت دیر تک ہل نہ سکا۔ وہاں بہت لڑکیاں تھیں مگر مجھے صرف تم دکھائی دے رہی تھیں۔ تم
[illegible] ہی خوب صورت لگتی ہو یا یہ گلابی رنگ کی خاصیت تھی۔"
[illegible] تو یہ مجذوب۔
[illegible] ؟"
[illegible] ہے۔ تم نے مجھے پاگل کر دیا ہے۔"
[illegible] ؟ کوئی نشہ وشہ تو نہیں کر رکھا؟" وہ سنبھلنے کی سعی کرنے لگی۔ ورنہ جی تو چاہتا ہے کہ وہ بولتا رہے
[illegible] سنتی رہے۔
[illegible] ہے۔ تمہارا نشہ ہی عجیب ہے چڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ سوچتا ہوں دور سے دیکھا ہے تو یہ حال
[illegible] دیکھوں تو شاید مر ہی جاؤں۔"
[illegible]" وہ اس کی وارفتگی پر لرز سی گئی۔
[illegible] سکتیں۔ کیونکہ تم محبت کی اس سطح پر نہیں پہنچی ہو جہاں میں کھڑا ہوں۔ میں تمہیں کیا بتاؤں؟ میرا
[illegible] ساری دنیا کی پروا کیے بغیر تمہارا ہاتھ پکڑ کر موٹر سائیکل پر بٹھاؤں اور کہیں دور وادیوں میں لے
[illegible] ظالم سماج نہ ہو۔ صرف تم ہو اور میں.... جہاں محبت کا ساون برستا ہو۔ پیار کی بولیاں ہوں۔
[illegible] ہوں۔ موول۔ موول میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ خدا کے لیے مجھ سے ایک بار مل لو۔"
[illegible] تھا۔ بہت دور محبت کی وادیوں میں جا نکلی تھی۔ چونک گئی۔ وہ جس ملتجی انداز میں کہہ رہا تھا۔
[illegible] چاہا کہ ہاں کہہ دے۔ مگر موم تو ڑتی عقل نے اپنے لرزتے ہاتھوں سے اس کا آنچل تھام لیا۔ وہ
[illegible] کہنا چاہتی تھی۔ مگر نہیں کہہ پا رہی تھی۔
[illegible] ایک بار۔ جہاں تم کہو۔ صرف پندرہ منٹ کے لیے۔" وہ اس کی خاموشی سے ہمت پکڑ کر بولا۔
[illegible] ایسی فرمائش مت کیا کرو۔ میں تمہارے ساتھ پارک یا ہوٹلوں میں نہیں گھوم سکتی۔ میں تم سے
[illegible] اس میں بھی سو سو دھڑکے لگے رہتے ہیں۔ جس دن پکڑی گئی۔ یہیں گھر کے کسی کمرے میں بند
[illegible] میری ماں کو نہیں جانتے۔ وہ ہم سے بہت پیار کرتی ہیں۔ مگر بہت سخت ہیں۔" وہ بے چارگی سے

[illegible] کسی سوچ میں ڈوبا۔ "میں تمہیں کسی مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ لیکن تمہارے کالج کے پاس جو
[illegible] ہے۔ وہاں تو مل سکتی ہو۔ محض دو منٹ کی واک ہے۔"
[illegible] لیا تو...."

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"وہ میرا دوست ہے۔ دکان کی پچھلی طرف اک چھوٹا سا کیبن ہے۔ سامنے پردہ ہے۔ تم نوٹ ا
کے بہانے آجانا۔ بس پانچ منٹ بیٹھیں گے۔ کوک پئیں گے اور واپسی۔ وہاں تو کسی چھاپے کا
کے لیے اس چلتے پھرتے اشتہار کو لے کر مت آنا۔ زہر لگتی ہیں مجھے ایسی بولڈ اور بے باک لڑکیاں
میں دعوت دیتی محسوس ہوں۔"
"کون نائن۔۔۔؟"
"ہاں' لڑکیاں تو تم جیسی اچھی لگتی ہیں۔ چھوئی موئی' ڈھکی چھپی۔ جسے دیکھیں تو مزید دیکھنے کی
بیدار ہو۔"
موموکا ذہن اس حد تک جا ہی نہیں سکتا تھا۔ جس حد پر جا کر وہ اپنی خواہش کا اظہار کر رہا تھا۔
اپنی زندگی خاصی محدود اور محفوظ گزاری تھی۔
وہ اس کی زندگی میں آنے والا پہلا مرد تھا۔
اس سے پہلے صرف باپ اور بھائی سے واسطہ تھا اور اک غیر مرد کی ڈیمانڈز کیا ہوتی ہیں۔ وہ نا
تھی۔ وہ صرف اس کے پیار بھرے لفظوں اور خوب صورت لہجے پر اعتبار کر رہی تھی۔ اس خوب صورت
چھپی ہوس تک پہنچ ہی نہ سکی۔
"موموایچ تو یہ ہے کہ تمہیں مجھ پر اعتبار ہی نہیں ہے۔" وہ ایکدم بھڑک اٹھا۔
"ایسی بات نہیں ہے۔" موموپھنس گئی۔
"ایسی ہی بات ہے۔۔۔ ورنہ اب تم مجھے ٹالتی ناں۔۔۔ کیونکہ تم نے مجھ سے محبت کی ہی نہیں۔"
لگا۔" موموا تم نے مجھے بہت ہرٹ کیا ہے۔ مجھے کیا سمجھتی ہو۔ غنڈہ' بدمعاش۔" اس کے پاس ایک سو
تھے اور وہ پہلے پر ہی زیر ہو گئی۔
"خدا کے لیے ایسی باتیں مت کرو۔ مجھے تم پر اعتبار ہے۔ خود سے بھی بڑھ کر۔"
"تو اس اعتبار کا اظہار کرو۔" وہ منتظر تھا۔ وہ متذبذب۔
ایک تقدیر اٹل ہوتی ہے' جسے کوئی نہیں بدل سکتا۔
مگر ایک تقدیر وہ ہوتی ہے' جس میں انسان اپنی مرضی سے کمی بیشی کر سکتا ہے۔
وقت دم سادھے منتظر تھا کہ وہ اپنی تقدیر میں کیا رقم کرنے جا رہی ہے۔
یہ مول وقار الحسن کی زندگی کا ٹرننگ پوائنٹ تھا۔
جو اسے تباہی کی طرف لے جا بھی سکتا تھا اور بچا بھی۔
فیصلہ اس کے اپنے ہاتھ میں تھا۔
اور وہ فیصلہ کر چکی تھی۔

● ● ●

یہ گلابی جاڑے کا اک اداس دن تھا۔ اس اداس دن کے دامن کو خاموش بارش کی پھوار نے بھگو ا
جو اونچے ٹنڈ منڈ درختوں' کنٹھی کی باڑوں' ننھے پودوں' خالی کیاریوں کو چھوتی زرد و سبز گھاس میں گم ہو ا
بارش' جو شیشے کی دیوار پر موتیوں کی صورت برس رہی تھی۔
وہ اسی دیوار کے پاس ایزی چیئر پر ٹانگوں کو گلابی کمبل میں چھپائے بہت دیر سے بارش کا خاموش
تھی۔
پھر اس نے آنکھیں موند لیں۔
بارش کے ساتھ اس کا رشتہ ہمیشہ ہی بہت عجیب رہا۔ اس نے ہمیشہ ایمن کی جھولی میں وحشت
اور اداسی ہی ڈالی تھی۔ آج بھی بہت سی اداسی اپنے اندر جذب کر کے اس نے دھیرے سے آنکھیں
بند آنکھوں میں بھی وہی منظر تھا۔ مگر اس منظر میں کچھ انجانی آہٹیں بھی تھیں۔ جنہیں وہ

یوں لگتا تھا اس کے اندر اک سبز کونپل پھوٹی ہے۔ جس کی تر و تازہ مہک سے اندر باہر سب تبدیل

شیئر کرنا چاہتی تھی۔
؟
باتی سی کیفیت تھی۔ جب کسی نے دھیرے سے نرم انگلیوں کے ساتھ اس کی پیشانی کے بال سمیٹے۔
ی سے آنکھیں کھولیں۔ طارق کو دیکھ کر اک عجیب سی خوشی من میں جاگی۔ اب وہ ہمیشہ بنا بتائے
اس کے سامنے آجاتا تھا۔
آپ تو بارش میں بھیگ گئے ہیں۔"
انگلیوں سے کمبل نوچا۔
رہی ہو۔ پردیسی سے کوئی سلام دعا۔" طارق نے اس کا ہاتھ پکڑا۔
کی بارش ہے۔ بیمار شمار ہو گئے تو۔۔۔"
سے تولیہ لے آئی۔ وہ اس کی جگہ پر بیٹھ چکا تھا۔
رو۔" مزے سے فرمائش کی۔ ایمن عقب میں کھڑی ہو کر تولیے سے اس کے بال خشک کرنے لگی۔
گرم چائے۔ وہ یوں بھاگ بھاگ کر کام کرتی کتنی پیاری لگتی تھی۔
تو بہت جلدی چکر لگا لیا۔" جب طارق بالکل فریش ہو گیا۔ تب اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے ایمن نے
ں چلا جاؤں؟"
یہ کب کہا۔۔۔؟" ایمن نے خفا سی نظروں سے اسے دیکھا۔
انتظار کیا۔۔۔؟"
جواب نہیں دیا۔ صرف سر جھکا کر مسکرا دی۔
رہنے ہی نہیں دیتیں۔ اس لیے میں نے بھی سوچ لیا ہے۔ یہاں کاروبار شروع کروں۔ اس بار جلدی
ہوں۔ کچھ لوگوں کے ساتھ بات چیت کرنا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"
اچھی بات ہے۔"
تمہارے سر پر سوار رہوں گا۔ برداشت کر لو گی۔" وہ اس کی سمت جھکا۔
ے گا۔" ایمن نے آہ بھر کر جواب دیا۔
" وہ یکدم چیخا۔ "کڑیے تو میری غیرت نوں للکاریا اے۔ ٹھہر جا۔۔۔"
ربگشت اندر کی طرف بھاگی۔
اک نکھری ستھری صبح ان کی منتظر تھی۔
لے اسے صبح صبح ہی جگا دیا۔
کے لیے چلیں؟"
سردی میں۔۔۔ دماغ خراب ہے۔" "پلیز روز میں اکیلی جاتی ہوں۔"
اکیلی جاؤ۔" طارق نے سر تک کمبل تان لیا۔
" وہ غصے سے اکیلی ہی چلی گئی۔ مگر واپس اکیلی نہ تھی۔ تیمور اور سکندر اس کے ساتھ تھے۔ طارق
مگر بستر پر تھا۔
یہ بھالو کون ہیں۔۔۔؟" شوخ اونی لباس میں سر پر ٹوپیاں لیے وہ سچ مچ بھالو لگ رہے تھے۔
دوست ہیں۔" ایمن نے فخر سے بتایا۔ وہ دونوں اکثر ہی دادا جان کے ساتھ واک کے لیے نکلتے تھے۔
ے کڑیل جوان دوست ہیں۔" طارق ہنس دیا۔ پھر بچوں کو پاس بلا کر باتیں کرنے لگا۔ ایمن اس کے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

لیے چائے بنالائی۔ تب تک طارق کی ان کے ساتھ پکی دوستی ہوگئی تھی۔
"میں انہیں چھوڑ کر آتی ہوں۔ چلو بچو! ماما انتظار کر رہی ہوں گی۔"
ایمن نے کہا تو دونوں شرافت سے اٹھ گئے۔ ایمن انہیں گھر چھوڑ کر اور فرحت سے ہیلو ہا۔۔
طارق لان میں تھا۔ وہ بھی اس کے قریب آگئی۔
"ناشتے میں کیا لیں گے؟"
"بہت پیارے بچے تھے۔" اس نے گویا ایمن کی بات سنی ہی نہ تھی۔
"ہاں۔۔۔ پیارے تو ہیں۔"
"امی! تمہیں بچے اچھے لگتے ہیں۔" طارق نے کھوئے کھوئے سے انداز میں پوچھا۔
"لگتے ہیں۔۔۔ اسی لیے تو دوستی کی ہے۔" وہ اس کی کیفیت سے بے خبر لاپروا سے انداز میں بولی۔ ۔۔
اس کے سامنے آیا۔
"تمہیں نہیں لگتا۔ ہماری زندگی میں کسی چیز کی کمی ہے۔"
ایمن اسی پل بات کی تہہ تک پہنچ گئی۔
"ہوں۔۔۔"
"تمہیں اولاد کی خواہش نہیں ہوتی؟"
"اب ہوتی ہے۔" ایمن نے سر جھکا کر ایمان داری سے کہا۔ تو طارق نے طمانیت کے احساس ۔
دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھے۔
"تب مجھے یقین ہے خدا بہت جلد ہم پر مہربان ہوگا۔"
ایمن نے دھیرے سے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔
"اور مجھے لگتا ہے کہ خدا ہم پر مہربان ہو چکا ہے۔"
طارق حیرت، بے یقینی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ بہت دیر تک کچھ بھی نہ بول سکا۔

☼ ☼ ☼

بات ہی ایسی تھی کہ سب ہی خوشی سے نہال تھے۔ خود وہ بھی جس نے پہلی بار اس خوشی کا گلا اپنا
گھونٹا تھا۔ اکثر رات میں نرم تکیے کو بازوؤں میں بھینچ کر سوچتی۔ وہ ننھا سا کیسا ہوگا۔ جو اس کے ۔۔
کرے گا۔ اس خوشخبری نے طارق کے واپسی کے فیصلے پر مہر لگا دی تھی۔
"میں اب بہت جلد واپس آؤں گا۔ اپنے بچے کو زندگی میں وہ سب ۔۔
کے لیے میں ترسا۔ اسے بہت سارا دوں گا۔"
اس کے پاس اپنے بچے کے لیے بہت سے پلانز تھے۔ وہ مسکراہٹ دباتی سنتی رہی۔ گاؤں سے ۔۔
بہت سی سوغاتیں بھیجیں۔ اسے سب سے زیادہ وقار الحسن سے شرم آئی۔ جنہوں نے اپنے طویل ۔۔
ان ڈائریکٹلی اپنی صحت کا بہت سا خیال رکھنے کی تاکید کی۔ اس نے اگر کسی کو نہیں بتایا تھا تو وہ ۔۔
کی جہاندیدہ نگاہیں یہ بات بہت پہلے سے بھانپ گئی تھیں۔
زندگی میں اک خوشگوار تبدیلی عود کر آئی تھی۔
وہ ہفتے کا دن تھا۔
طارق دو دن قبل واپس جا چکا تھا۔ اسے ایک دو چھوٹی موٹی ذاتی استعمال کی کچھ چیزیں خریدنا ۔۔
مارکیٹ دو سڑکیں چھوڑ کر ہی تھی۔ وہ اکیلی واک کرتی وہاں تک چلی آئی۔ مطلوبہ اسٹور کے سامنے ۔۔
نے پرس میں روپے چیک کیے کہ آنے سے قبل وہ پرس میں روپے رکھنا بھول گئی تھی۔ مگر اتنے ۔۔

مطلوبہ اشیاء خرید سکے۔ وہ مطمئن سی ہو کر اندر چلی آئی۔ اسی عرصے میں سڑک کے دوسری طرف
ر سے باہر نکلتا شخص ٹھٹک کر رکا۔ اس کی نگاہیں اسٹور کے اندر جاتی ایمن پر جم گئی تھیں۔
متذبذب سا اسٹور کے گلاس ڈور کے دوسری طرف نظر آتی ایمن کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے قدم فیصلہ
ں اٹھے۔ تیزی سے خالی سڑک کو پار کر کے وہ اسٹور میں داخل ہوا ایمن اپنی اشیاء نکلوا رہی تھی۔ وہ
ے ریک کے پیچھے کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ ایمن نیل پالش کے شیڈ چیک کر رہی تھی۔ اس نے سبز دوپٹہ
ور وہ اس کی آڑ سے اس کا آدھا چہرہ دیکھ سکتا تھا۔ وہ لبوں کا کٹاؤ، وہی خمدار پلکیں۔
ل سانس بھر کر رہ گیا۔
اشیاء والا شاپر اٹھایا۔ پے منٹ کی اور پرس سنبھالتی واپس پلٹی۔ اسے اس ریک کے پاس سے گزرنا
ہو گیا۔ ایمن اپنے آپ میں گم پاس سے گزری تو اس نے آہستگی سے بازو تھام لیا۔
ل پڑی۔ دوسرے پل اس کے ہاتھ سے شاپر اور پرس نیچے جا پڑا۔ وہ ٹکر ٹکر اپنا بازو پکڑنے والے کا
کی۔
ہستگی سے بازو چھوڑا۔ نیچے گری اس کی چیزیں اکٹھی کیں، پھر سیدھے ہو کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ایمن
ایمن نہ پلکیں جھپک سکی، نہ منہ سے کچھ بول سکی۔

ول کی طرح اس کے ساتھ کھنچتی چلی گئی۔
ے پار ہوئی، اسنیک بار کا دروازہ کس نے کھولا؟ وہ فیملی کیبن تک کیسے پہنچی کچھ خبر نہ تھی۔ اعصاب
ں۔ عالم بے خبری اور خود فراموشی میں یہاں تک چلی آئی۔ وہ اسے کرسی پر بٹھا کر خود سامنے بیٹھ گیا۔
ما بین صاف ستھری میز کی چمکیلی شفاف سطح پر خاموشی کی دبیز چادر پھیل گئی۔ دونوں ہی میز پر رکھے
، کناروں کو گھور رہے تھے۔ وہ جو سوچتی تھی، جب وہ سامنے آئے گا تو حواس کھو بیٹھے گی، حشر اٹھا دے
بت چپ، گم صم تھی۔ اس خاموشی کے عقب میں کیسے طوفان موجزن ہیں۔
ئی بے چین نگاہیں گلاس سے ہٹا کر ایمن کے چہرے پر جما دیں۔ کچھ کہنے کے لیے لب کھولے، پھر
ہران کے سر پر آ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے پھر آنے کو کہا۔ اک بھونرا نجانے کہاں
ے سروں پر چکرانے لگا۔
"اک ہلکی سی سرگوشی ایمن کی جھولی میں آ گری۔ ایمن نے وحشی ہرنی کی طرح تڑپ کر اس کی
ر دیکھتی چلی گئی۔
ں خانے سے اک آہ اٹھی اور لبوں تک آنے سے پہلے ہی دم توڑ گئی۔ وہ اس کے چہرے سے اپنی نگاہ

ے؟" اسے ایمن کی خاموش آنکھوں سے وحشت ہونے لگی۔
ں چاہا وہ چیخ چیخ کر روئے۔ اتنا کہ اک ہجوم اکٹھا ہو جائے۔ تب وہ اسے بتائے کہ بیچ راہ میں رہ جانے
بے تھے۔۔۔ اتنے آنسو بہائے کہ زمین پر سیلاب آ جائے۔
بت دیکھو۔" وہ ہار سا گیا۔ ایمن کی آنکھوں میں جمی کرچ کرچ ٹوٹی۔۔۔
آنکھوں میں؟
ں۔
۔
نیں۔۔۔ بے کیف صبحیں۔
ے رتجگے۔۔۔ جو اس کی یادوں کی چادر اوڑھ کر آنکھوں میں کاٹ دیے۔
وں کی کرچیاں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

رسوائیوں کے دھبے۔
وہ کیا کیا شمار کرتا۔
یہ کیا کیا بتاتی۔
ایمن تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔ اپنی بلند ہوتی چیخوں کا گلا گھونٹتی حال سے بے حال ہو رہی تھی
"ایمن بس کرو۔" اس نے بے بس ہو کر میز پر جھکے ایمن کے سر پر ہاتھ رکھا۔ ایمن نے اس [illegible]
دیا اور چلائی۔
"اب کیوں۔۔۔؟ اب کیوں آئے ہو۔۔۔؟"
وہ اس کے سوال کا جواب دینا چاہتا تھا۔ مگر وہ اٹھی اور بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی۔ کچھ بھی [illegible]
جواب کیے بغیر۔
مگر اس کا "اب کیوں۔۔۔؟" چاروں طرف چکرانے لگا۔
"تو کیا وہ میرا انتظار کرتی رہی تھی؟"
طاہر محمود ساکت سا بیٹھا سوچ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

تم ساتھ تھے تو ہم بھی تھے منزل سے آشنا
اب تم نہیں تو لگتے ہیں رستے عجیب سے

موسل ہنس پڑی۔
"کیوں؟ اب کیا ہو گیا۔۔۔؟"
"تم نے وہ رستہ چھوڑ دیا۔ میری زندگی ویران ہو گئی۔ مومو! میں نے تمہیں کتنے دنوں سے نہیں [illegible]
بے بسی سے کہہ رہا تھا۔
"نہیں۔۔۔ کچھ زیادہ دن تو نہیں ہوئے۔"
"مجھ سے پوچھو جب تم نہیں آ رہی تھیں تب بھی گھنٹوں کالج کے گیٹ پر کھڑا تمہاری راہ تکتا تھا۔"
"اوہ۔۔۔ ایسی دیوانگی۔۔۔" موسل دھیرے سے ہنسی۔
"موم۔۔۔!" وہ ایک دم سنجیدہ ہوا۔ "کب تک میری دیوانگی اور محبت کا مذاق اڑاتی رہو گی۔"
موسل خاموش سی ہو گئی۔ جب سے فورتھ ایئر فری ہوئی تھی۔ فواد اسی طرح اپنی بے تابی کا اظہار [illegible]
گھنٹوں رات کو باتیں کرتے۔ اب اولین دنوں والی جھجک بھی ختم ہو گئی تھی۔ وہ اس سے کھل کر [illegible]
کرید کرید کر اس کے گھر والوں کے متعلق دریافت کرتا۔ موسل بتاتی جاتی۔ جب اس کی فیملی کے [illegible]
وہ کنی کترا جاتا۔
"کب تک یوں فون پر چھپ چھپ کر باتیں کرتے رہیں گے۔ آؤ اپنی محبت کو کوئی عنوان دیں۔"
"کیا مطلب۔۔۔؟"
"مومو! آؤ شادی کر لیں۔۔۔"
موسل کا دل دھڑک دھڑک گیا۔۔۔ وہ لجا سی گئی۔
"کیسی باتیں کر رہے ہو۔۔۔؟"
"موم! میں فلرٹ نہیں کر رہا۔ کب تک یوں وقت ضائع کریں گے۔ تم نے خود بتایا تمہاری می [illegible]
رشتہ ڈھونڈ رہی ہیں۔ تو دیر کس بات کی۔۔۔؟ کیا میں اس بات کا انتظار کروں کہ کوئی میرا رقیب تمہیں [illegible]
موسل کچھ بھی نہ بول سکی۔ فواد نے شادی کی بات بالکل اچانک ہی کر دی تھی۔ موسل کا دماغ [illegible]
لگا۔ "کیا بات ہے چپ کیوں ہو گئیں۔۔۔؟" فواد بے چین ہوا۔ اسے موسل کی باتوں سے احساس ہوا [illegible]

[illegible] سو اس نے فائدہ اٹھانے کا سوچا۔
[illegible]۔۔۔؟"
"تم بھی اپنی سہیلی کی طرح محض وقت گزاری کے لیے۔۔۔"
فواد! تم نے مجھے ایسی لڑکی سمجھ رکھا ہے۔ میں نے تو کبھی تم سے پہلے کسی لڑکے کے ساتھ بات تک
مومو کا گلا رندھ سا گیا۔ وہ احساسِ توہین سے سلگ اٹھی۔
[illegible] تمہاری پاکیزہ سوچوں کی قسم کھا سکتا ہوں۔"
[illegible] جلانے والی بات کرتے ہو۔۔۔"
[illegible] دوری سہی نہیں جاتی۔ بتاؤ میں کب اپنی امی کو تمہارے گھر بھیجوں۔"
[illegible] سرسوں جما رہا تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ہزار کوشش کے باوجود موسل اس سے ملنے نہیں
[illegible] جذبات کو ٹھیس تو پہنچی ہی۔ دوستوں کے سامنے جتنی الگ ہوئی۔ سو اس نے پینترا بدل لیا۔
نہیں۔۔۔" موسل گھبرا گئی۔
[illegible]۔۔۔؟" وہ بضد تھا۔
ابھی تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ جب مناسب وقت آئے گا تو۔۔۔"
وقت کے انتظار میں وقت ہاتھ سے نہ نکل جائے۔"
نہیں ہو گا۔" مومو نے یقین سے کہا۔ تو وہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش سا ہو گیا پھر پوچھنے لگا۔
تمہارے گھر والوں کو پسند تو آ جاؤں گا؟"
میں نے کون سا تمہیں دیکھا ہے۔" یہ کہتے ہوئے مومو کو عجیب سا احساس ہوا۔ یہ کتنی عجیب
[illegible] ایسا لڑکا پرپوز کر رہا تھا جسے اس نے دیکھا تک نہیں۔ اور وہ اقرار کیے جا رہی تھی۔ یہ اس کی
[illegible] یا محبت کا جادو۔ محبت جو موسل کو بنا دیکھے فواد سے ہو گئی تھی۔
تم پاس کرو گی تب ہی تمہارے گھر والوں کا سامنا کروں گا۔" وہ ہنسا۔
[illegible] رہی۔ دل ہمکنے لگا تھا۔
[illegible] آؤ گی؟"
[illegible] نمبر سلپ لینے۔"
[illegible] تمہارا انتظار کروں گا۔ وہیں فوٹو اسٹیٹ شاپ پر اور اگر تم اب بھی نہ آئیں تو۔۔۔ تو میں تمہارے
[illegible]" اس نے دھمکی دی۔ مومو بری طرح گھبرا گئی۔
[illegible] ایسے نہیں۔"
[illegible] بغیر کچھ نے رابطہ منقطع کر دیا تھا۔ وہ سر پکڑ کر رہ گئی۔
[illegible] ضدی ہے۔"
حرج ہی کیا ہے۔ پانچ منٹ سے کیا ہو جائے گا۔" دل نے ایمان ہو کر تاویلیں گھڑنے لگا۔ "کسی کو کیا
فوٹو اسٹیٹ کروانے آئی ہو یا کسی سے ملنے تب اس کا دھیان بھٹک کر شادی کی طرف چلا گیا تو لبوں
[illegible] مسکان بکھر گئی۔
[illegible] نے والے کا ساتھ مل جائے تو زندگی سے اور کیا چاہیے۔ پھر فواد۔۔۔ وہ کسی ایسے ویسے گھر سے تعلق
[illegible] اس کا باپ ٹھیک ٹھاک بزنس کرتا ہے۔ سب کچھ فواد ہی کو سنبھالنا ہے۔ مگر کس چیز کا بزنس۔۔۔؟
[illegible] فواد سے معلوم کرتی ہوں۔ پڑھی لکھی روشن خیال فیملی ہے۔ می کو اپنی بیٹی کے لیے اور کیا
[illegible] ضرور اسے پسند کریں گی۔" دل اپنے آپ ہی مفروضے قائم کر رہا تھا۔ عقل پڑی سو رہی تھی۔ سطحی
[illegible] ال رہے تھے۔ "اب تو تم سے ملنا ہی پڑے گا فواد۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اس نے مسکرا کر کھڑکی سے باہر جھانکا۔ جہاں تاریک رات کے سینے پر کوئی ستارہ نہ تھا۔

☼ ☼ ☼

فون کی متواتر ہوتی گھنٹیوں نے گھر کی خاموشی میں خلل ڈال دیا۔ خاموشی جو ریشمی پردوں، بڑے گھر کے دریچوں، بیڈ روم کے کونے کھدروں میں گھسی بیٹھی تھی۔ ایمن نے اپنے دکھتے بدن کے ساتھ تولیوں سے کراہ نکل گئی۔ ساری رات یونہی روتے سسکتے اور اپنی حرماں نصیبی پر ماتم کرتے آنا۔ وہ اب کیوں لوٹ آیا ہے۔ اگر آگیا تھا تو اس سے کیوں ٹکرایا۔ اب اس وقت جب وہ ... کر تقدیر کے سامنے سرنگوں ہو چکی تھی تو تقدیر اب کون سا امتحان لینے چلی ہے؟

"طاہر! اگر آگئے تھے تو میرے سامنے ہی نہ آتے۔ رستے زخموں پر اک ذرا سا کھرنڈ ہی تو آیا تھا۔ تم کھرچ ڈالا۔ ابھی تو زندگی سے 'نصیب کے فیصلوں سے سمجھوتے کا پہلا سبق پڑھا تھا۔ کچا پکا۔ ... پھر سے میری راہ کھوٹی کرنے آگئے۔"

فون کرنے والا بھی ڈھیٹ تھا۔ ایمن کو اٹھنا پڑا۔ چکراتے سر کو سنبھالتی وہ بمشکل لاؤنج تک آئی۔

"ہیلو۔" بھاری زکام زدہ متورم آواز۔

"امی! تم ساری رات روتی رہی ہو۔"

"ہائے تمہاری بے چینیاں۔" ایمن کو بڑے زور کا چکر آیا۔ وہ لڑکھڑا کر قریب پڑے صوفے پر ...

امی! بولو تو تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟" طاہر بے تابانہ پوچھ رہا تھا۔

"میری طبیعت کو کیا ہونا ہے۔ بہت ڈھیٹ ہوں۔" اس کے لہجے میں تلخی رچی بسی تھی۔

"کل ساری رات سڑکوں پر گزری ہے۔ امی۔ میں ایک پل کے لیے نہیں سو سکا۔ میں نے۔"

"طاہر آپ واپس کیوں آگئے۔" ایمن نے بے بسی سے پوچھا۔

"میں گیا ہی کہاں تھا۔؟"

"میں نے خود کو بہت مشکل سے سنبھالا تھا۔" ایمن نے اس کے جملے پر غور ہی نہیں کیا۔

"اتنی بے زار ہو مجھ سے۔" طاہر نے شکوہ کیا۔ "سب کچھ بھول گئیں۔"

"یہی مصیبت ہے کہ کچھ بھی نہیں بھولی۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔

"کیا کہا۔؟" طاہر سن نہ سکا۔

"کچھ نہیں۔" امی نے کنپٹی مسلی۔ "اب کیا چاہتے ہو۔؟"

"میں نے پہلے بھی تم سے کچھ نہیں چاہا تھا ایمن۔" طاہر نے جتایا۔ "اپنے دل کا خون کر کے تمہاری خوشیوں کے ساتھ چھوڑ گیا تھا۔ کم ظرف نہیں تھا اس لیے۔"

"مجھے یاد مت دلاؤ۔" وہ کرلائی۔

"تم بھول گئیں۔ کیا بھول سکتی ہو۔ وہ دن۔ وہ نہر کنارے گزری شامیں۔ جن کے گیت ان ... ہوائیں آج بھی گاتی ہیں۔ جن کا عکس نہر کے پانیوں میں آج بھی بھنور بناتا ہے۔ ایمن محبت ... فراموش ہونے والا جذبہ ہے؟"

"طاہر اب کیا فائدہ۔؟"

"کچھ بھی نہیں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ مگر رہ نہ سکا امی! میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ مجھے تم سے پوچھنا ہے۔ بہت کچھ بتانا ہے۔ کیا حرج ہوگا جو ان ڈھیر سارے تابناں لمحوں میں سے کچھ لمحے چرا لیے ہیں۔ امی۔ کیا گزری ساعتوں کا ہم پر اتنا بھی حق نہیں کہ ہم مل کر انہیں دہرا ہی لیں۔"

وہ جذباتی انداز میں کہہ رہا تھا۔ ایمن۔ سدا کی کمزور ایمن۔ تاں نہ کر سکی۔

"میں تم سے ملنے آجاؤں؟"

ایمن نے آہستگی سے کہا۔

"

آجاؤ۔" ایمن نے حتمی انداز میں کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

... سنبھالتی واش روم تک گئی۔ روم ریفریجریٹر سے ایک گلاس جوس پیا تو طبیعت ذرا سی بحال ہوئی۔

... بعد بیرونی گیٹ پر بیل ہونے لگی۔ گیٹ کھولنے اسے خود ہی جانا تھا کہ صغریٰ اور اس کے بچے کل ... رشتے دار کی شادی میں گئے تھے جبکہ حمید آج صبح گیا تھا۔ اس نے کہا تھا وہ پہلے اپنے کسی دوست ... کی ایک دن کے لیے گیٹ پر لگا جائے گا۔ مگر ایمن نے منع کر دیا کہ شام کو تو اسے واپس آ ہی جانا تھا۔ ... کی غیر موجودگی ایمن کو غنیمت محسوس ہوئی۔ اگرچہ وہ ہوتے تو ایمن 'طاہر کو اپنا رشتے دار کہہ ... میں چور تھا۔ اسی لیے محتاط تھی۔

"

... چونک کر طاہر کو دیکھا۔ جو بڑا ہاتھ میں لیے مدھم سا مسکرا رہا تھا۔

... ی تھا۔"

... دوری۔"

... سے شروع کر دیا؟"

... زمانے کی ٹھوکروں میں آئے ہیں۔ ہر کام کیا ہے۔ یہ تم نے اپنا حال کیا بنا رکھا ہے۔"

... کرتے چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ ہاتھ منہ دھونے کے باوجود ایمن کے سوجے پپوٹے اور آنکھوں ... اس کے رت جگے اور آہوزاری کے گواہ تھے۔

... میں۔" امی پلٹی۔ تو وہ اس کے ہم قدم تھا۔ طویل سرخ روش عبور کر کے لاؤنج تک آنے میں وہ ... سے اس خوب صورت گھر کا جائزہ لیتا رہا۔ اندر پہنچے تو طاہر محمود کی آنکھوں میں حرص و ستائش گڈمڈ

... " امی نے اس کے ہاتھ سے بڑا کا ڈبہ لے کر میز پر رکھ دیا۔ وہ بیٹھ گیا تھا۔ مگر غائرانہ نظروں سے ... اور اس سے ملحقہ لاؤنج کا جائزہ لے رہا تھا اور ایمن اس کا۔ جو کبھی رگِ جاں سے بھی قریب تھا۔

... کیوں ہو رہے ہیں؟"

وہ چونک کر ایمن کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر مسکرایا۔ "اور تم ویسی کی ویسی ہو۔"

... کہتے ہیں میں ویسی نہیں رہی۔" ایمن کی نگاہ اب تک طاہر محمود کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھی۔ گویا ... کہ وہ اس کے سامنے ہے۔

... تمہیں میری آنکھ سے نہیں دیکھا۔" وہ برجستہ بولا۔ ایمن نے سر جھکا لیا۔ پھر آہستگی سے پوچھا۔

... ہے۔؟"

... ں کا حساب۔"

... لیا۔؟" ایمن نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

... خالی ہاتھ ہوں۔" اس نے دونوں ہتھیلیاں ایمن کے سامنے کیں۔ ایمن نے اٹھ آنے والے ... کو پیچھے دھکیلا۔

... مستقبل کی تلاش میں نکلے تھے۔"

... گنوا آیا۔" طاہر یاسیت سے بولا۔ "تمہارا زیر بار بھی ہوا اور حالات بھی نہ سدھرے۔"

... ب آئے۔؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"میں جا ہی نہ سکا۔"
"آپ۔ آپ باہر نہیں گئے۔؟" ایمن اچھل پڑی۔
"نہیں۔۔ جس شخص نے ویزے کا وعدہ کیا تھا۔ دھوکے باز نکلا۔۔ سب ہڑپ کر گیا۔"
"آپ یہیں تھے۔" وہ ششدر سی اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ پھر تڑپ تڑپ کر رو دی۔ ا
آمیز لمحے یاد آ رہے تھے۔ جب اسے طاہر کے ملک چھوڑ دینے کا پتا چلا تھا۔ جب اسے طارق
پڑا۔ تب وہ یہیں تھا۔ اسی ملک 'غالباً' اسی شہر کی ہواؤں میں سانس لے رہا تھا۔
"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔
قسمت اتنی سفاک کیسے ہو سکتی ہے۔
وقت اتنا سنگ دل کیوں ہو گیا کہ دانستہ دو محبت کرنے والوں کے درمیان جدائی کی لکیر کھینچ دی
تمہارا رونا مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ شاید مجھے آنا ہی نہیں چاہیے تھا۔" وہ تاسف سے
"ہاں تو کیوں آئے ہو۔" ایمن چیخ اٹھی۔ "اجڑے شہر کے کھنڈر دیکھنے 'تب کہاں تھے' جب م
خاطر زہر کھایا۔۔۔ اس وقت کدھر تھے۔ جب میں نے اپنے باپ کے سامنے کھڑے ہو کر کیپٹن
سے انکار کر دیا۔ جب سارا زمانہ مجھ پر تھو۔ تھو۔ کر رہا تھا۔ جب میرا باپ مجھ سے کہتا تھا۔ جاؤ
نکاح پڑھوا کر اس کے ساتھ دفع کرتا ہوں۔۔ کہاں تھے۔؟ جب میں آپ کے لیے آگ کا 'دریا' پار
کر رہی تھی۔ میں آپ کی محبت میں کیا سے کیا ہو گئی اور آپ مجھے بیچ منجدھار چھوڑ کر چلے گئے
نہیں دیکھا کہ ایمن کس حال میں ہے۔ میں پھر بھی انتظار کرتی رہی کہ شاید کبھی تو لوٹو گے۔ کوئی
بھیجو گے۔ اب۔۔ اب آئے ہو۔ جب میں نے سب کچھ ہار دیا۔ اب بھی کیوں آئے ہو۔۔ طاہر! م
ساتھ بہت برا کیا ہے۔"
"ایمی! میں۔۔ میں نے تو۔۔" طاہر کی زبان لڑکھڑا گئی۔ ایمن پھپک پھپک کر روتی رہی۔ طاہر دونوں
تھام کر رہ گیا۔
"اگر آپ باہر نہیں جا سکے تو لوٹ کر میرے پاس تو آتے۔"
"مجھے کیا معلوم تھا ایمی! کہ تم میری خاطر یوں زمانے سے ٹکرا جاؤ گی۔ میں تو تمہارے اچھے
تمہاری خوشیوں کے لیے خود خبر کر کے تم سے دور گیا تھا۔"
"میری خوشیاں آپ سے وابستہ تھیں' طاہر اور آپ نے مجھے جیتے جی مار ڈالا۔ مجھے اک ا
قبول کرنے پر مجبور کر دیا' جو کسی بھی طرح میرے قابل نہ تھا۔"
"مجھے معاف کر دو ایمن۔۔ سب خطائیں میری ہیں۔ سارا قصور میرا ہے۔" وہ اٹھا اور اس کے
کے بل بیٹھ گیا۔ وہ روتی رہی اور اپنے اذیت بھرے دنوں کی داستان سناتی رہی۔ طاہر کا چہرہ سرخ ہو ر
"بس کرو ایمی۔؟" وہ اٹھ کر ایمن کے قریب بیٹھا اور آہستگی سے اپنا بازو اس کے کندھے پر پھیلا
"مجھ سے اور نہیں سنا جا رہا۔"
"آپ سن نہیں سکتے ہو اور میں نے سہا ہے۔ اک ناپسندیدہ شخص کی رفاقت کس قدر تکلیف
جان بھی کیسے سکتے ہو۔"
"اب کیا ہو سکتا ہے ایمی! وقت ہمارے ہاتھوں سے ریت کی طرح پھسل گیا۔" طاہر نے اس کا
میں لے کر دبایا۔ ایمن کے وجود میں ایک دم کرنٹ دوڑ گیا۔ اس کی سوئی ہوئی حسیات ہڑبڑا کر جاگیں
کا احساس جاگا۔ وہ متوحش سی ہو کر پرے ہٹی۔ کچھ لمحے کے لیے وہ بالکل فراموش کر گئی کہ طاہر ا
اک شادی شدہ عورت۔
"تم نے مجھے بے چین کر دیا ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ تم اپنی زندگی میں خوش ہو گی' مگن ہو گی۔

ہی رہی ہو۔"
سے اپنا چہرہ صاف کرنے لگی۔
وش ہو گیا۔
نہیں ہے؟"
شادی پر گئے ہیں۔"
شوہر؟"
باہر ہوتے ہیں۔"
بلی۔۔؟ وہ کیسے تمہیں چھوڑ جاتا ہے؟" طاہر محمود نے حیرت سے سوال کیا۔
بہت کہا۔۔ میرا دل نہیں چاہا۔۔۔" وہ اب رو نہیں رہی تھی' بس دوپٹے کو ہاتھ پر لپیٹتی کھولتی
میں آ گرا۔۔ وہ اپنے وجود کی تمام تر رعنائیاں بکھیر لی اس سے زیادہ دور نہ تھی۔ طاہر نے بھرپور
کا جائزہ لیا۔ اور بے چین سا ہو گیا۔
صورت بیوی کے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص اتنا۔۔۔ اتنا عرصہ باہر گزارے۔ حیرت ہے۔ کہیں
نے وہاں۔۔"
کا جاننے والا ہے۔"
کے تعلقات۔۔۔ طاہر نظریں چرا کر کھڑا ہو گیا۔ ایمن نے ذرا سا سر اٹھا کر اسے دیکھا اور چبھتے
کہا۔
کے تعلقات کیسے ہوتے ہیں۔" طاہر لب بھینچ کر رخ بدل گیا۔
کیوں ہو۔ تم تو اپنی مرضی سے مجھے کیپٹن عفان کے حوالے کر گئے تھے۔" طاہر محمود خاموشی سے
سے کھڑا رہا۔
نے کل سے کچھ نہیں کھایا۔" طاہر نے نظروں کا زاویہ بدل کر پڑا کی طرف دیکھا تو وہ کھڑی ہو گئی۔
لاتی ہوں۔ چائے لو گے یا کولڈ ڈرنک۔"
"
لی آئی۔ جسم بخار زدہ اور سر مسلسل چکرا رہا تھا۔ اس نے بمشکل فریزر سے کچھ چیزیں نکال کر گرم
سے کولڈ ڈرنکس کے کین نکالے۔ ابھی ٹرالی میں برتن لگا رہی تھی جب طاہر وہیں آ گیا۔
ہوں۔ آپ کیوں چلے آئے۔"
ہوا۔ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔ میں مدد کروا دوں۔"
ہو گیا۔"
بہت خوب صورت ہے۔"
صورت ہو تو قید آسان ہو جاتی ہے؟"
سب بن مانگے ملا ہے' اسی لیے قدر نہیں۔ ہم سے پوچھو آسائشات تو ایک طرف' زندگی کی
پوری نہیں پڑتیں۔" طاہر محمود کی آنکھوں اور لہجے میں وہی حسرت تھی۔ جس پر ایمن اپنا سب کچھ
تھی۔
'اتنی محنت' ٹکے ٹکے کی نوکری' اور جو تم وہ جگہ دیکھو' جہاں میں رہتا ہوں۔ کسی جیل کی کال
"
اگر کمی تھی تو وہ خلوص نیت اور مستقل مزاجی کی تھی۔ اس نے جب بھی چاہا یہی ایک جست
لے۔ تب ہی منہ کے بل گرا۔ یہ وہ لوگ تھے جو ساری زندگی غلطیوں سے سبق نہیں سیکھتے اور
رہتے ہیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

”ناناجان کیسے ہیں۔؟“ وہ دونوں لاؤنج میں آ گئے۔ گلاس وال کے اس طرف لش گرین لان کا منظر پھیلا تھا۔
”پتا نہیں۔ میں کبھی وہاں گیا ہی نہیں۔“ طاہر نظریں چرا گیا۔ ان کی سب جمع پونجی ہتھیا کے جا بھی کیسے سکتا تھا۔ ناشتے کے بعد طاہر ایک گھنٹہ رکا۔ وہ اسے کرید کرید کر طارق کے بارے میں پوچھتا
”میں کبھی کبھار تم سے ملنے آتا رہوں گا۔“
اس نے جاتے ہوئے کہا تو ایمن گھبرا گئی۔
”زندگی نے ہم سے سب کچھ چھین لیا۔ چند خوب صورت لمحے ہی سہی۔“ اسے متذبذب دیکھ کر کہا۔
”لیکن یہاں۔؟“
سب ملازم طارق کے وفادار تھے۔ پھر بابر بھی آتا جاتا تھا۔
”میں خود آپ سے مل لوں گی۔ فون نمبر تو ہے ہی۔ آپ میرا موبائل نمبر لے لو۔“
ایمن نے اپنا نمبر دیا۔ طاہر چلا گیا تو وہ گیٹ بند کر کے اندر آ گئی۔ گھر پر چھائی خاموشی پہلے جیسی نہ تھی۔ آہٹیں تھیں اور کچھ سرگوشیاں۔ اس نے بخار کی دوا لی اور قدرے سکون سے بستر پر دراز ہو گئی۔

☆ ☆ ☆

”تمہاری تیاری کیسی ہے۔؟“ سنبل کے اونچے اونچے درختوں کے نیچے سے گزرتے ہوئے معمول کے خلاف معمول تائن کچھ خاموش سی تھی۔ ورنہ جتنے دِنوں کے بعد وہ دونوں ملی تھیں۔ اس کے پاس تو ڈھیروں قصے ہوتا تھے۔
”بس ٹھیک ہے۔“
”نہیں بھئی۔ پڑھنا پڑے گا۔ ممی نے تو سیکنڈ چانس بھی نہیں دینا۔ فوراً“ پکڑ کر شادی کر دینا ہے“ جھرجھری لے کر کہا۔
”اچھی بات ہے۔“ تائن نے بے توجہی سے کہا۔
”جی نہیں۔ شادی تو میں اپنی پسند سے کروں گی۔“
”اور تمہاری پسند کیا ہے۔ وہ فواد۔“ اس نے بیگ میں ہاتھ مار کر دو چاکلیٹ نکالے اور خالہ چاکلیٹ موموکو عنایت کر دیا۔ مومو نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے لے لیا۔
”لے لو۔ کون جانے پھر یہ موقع ملے یا نہ ملے۔“ وہ اس کی حیرت بھانپ کر ہنس دی۔
”تم فواد کے بے حد خلاف ہو۔“ مومو نے چاکلیٹ کھولتے ہوئے کہا۔
”بندہ ہاتھ مارے تو ایسی جگہ کہ بعد میں پچھتاوا نہ ہو۔“
”جیسے تم نے مارا ہے۔“ مومو نے طنز کیا۔
”ہاں۔۔۔ مراد کے پاس اتنا ہے کہ مجھے ساری زندگی پچھتانا نہیں پڑے گا۔“ تائن نے اطمینان سے کہا۔
”تمہیں لگتا ہے کہ وہ اپنی خاندانی بیوی کو چھوڑ کر سب کچھ تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دے گا“ مومو کو ہلکا غصہ آنے لگا۔
”اتنا تو دے گا کہ باقی زندگی کسی آسائش کے لیے ترسنا نہیں پڑے گا۔“
مومو کو لگا تائن سے بحث فضول ہے۔ تب ہی سر جھٹک کر بولی۔
”تم ہر چیز کو پیسے کے ترازو میں تولتی ہو۔“
”کیونکہ یہی سب سے بڑی حقیقت ہے۔“
”اور محبت۔“

جذبہ ہے۔“
تو مراد اور تمہارے درمیان کیا ہے؟“
مجھے پیسہ چاہیے اور آسائشات اک لگژری لائف اور مراد۔“ وہ اک کمینی سی ہنسی ہنس
ضرورت وہ بوڑھی خاندانی گائے پوری نہیں کر سکتی۔“
سی رہ گئی۔ اس کا ذہن تو محبت کی گو ملتا اور خوب صورتی تک پہنچا تھا۔ یہ تائن کون سی کہانی سنا رہی
کراہیت سی محسوس ہونے لگی۔
؟ ضرورت کا یہ کھیل جب ختم ہو گا تب تم کہاں ہو گی تائن۔؟“
میں مراد سے اتنا کچھ لے لوں گی کہ باقی زندگی سکون سے گزر جائے۔ اک بہت اچھے لائف پارٹنر

نگ نے مومو کو ہلا کر رکھ دیا۔
ہو جائے گا۔ تم میں اور۔۔۔“ وہ رک گئی۔
جو بھی سخت لفظ کہنا ہے کہہ دو۔ کیونکہ آج کے بعد ہم کبھی نہیں ملیں گے۔“ تائن نے اطمینان
ختم کر کے ریپر دور پھینکا۔
نہیں دے رہیں؟“
نے زندگی کو پڑھ لیا۔ اس نے کتابیں پڑھ کر کیا کرنا ہے۔“ تائن نے قہقہہ لگایا۔ پھر قدرے
نے لگی۔
جا رہی ہوں۔“
؟“ مومو نے رک کر سنبل کے درخت سے ٹیک لگائی۔ جواباً“ تائن کچھ نہیں بولی۔ بس معنی خیز
سے دیکھتی رہی۔ مومو کے دماغ نے اچانک کلِک کیا۔ وہ اچھل پڑی۔
ساتھ۔؟“
تائن مسکرائی۔
گھر والے۔؟“ مومو ہکا بکا رہ گئی۔
لنے۔“ تائن جاگر کی نوک سے گھاس اکھاڑنے لگی۔
کے ساتھ گھر سے بھاگ رہی ہو؟“
کے ساتھ کورٹ میرج کر رہی ہوں۔“ مومو چپ کی چپ رہ گئی۔
لگیں؟“ تائن نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔
ہیں سمجھاؤں یا نہیں۔“
تا ہے تمہارے سمجھانے سے میں سمجھ جاؤں گی؟“
مومو نے اک طویل سانس لے کر کہا۔
نائیاں ضائع مت کرو۔ آفس کھل گیا ہے۔ آؤ تمہاری سلپ لے لیں۔“ سلپ لے کر دونوں باہر
ولو کی پراڈو تائن کی منتظر تھی۔
“ وہ تائن کے گلے لگی تو آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ نجانے وہ آج کے بعد تائن کو دیکھ بھی سکے گی یا
دور جاتی پراڈو کو آخری بار دیکھا۔ پھر گردن موڑ کر اس شاپ کو اس کا دل اچاٹ سا ہو گیا۔ جی چاہا
تائن کے یوں جانے سے اس کے اعصاب پر خاصا اثر ڈالا تھا۔ مگر وہ جانتی تھی فواد وہاں منتظر
مرے قدموں سے شاپ تک آئی۔ ایک دو لڑکیاں فوٹو اسٹیٹ کروا رہی تھیں وہ عقب میں کھڑی
ہوئی تو اس نے اپنی سلپ آگے کر دی۔ تب ہی کوئی دھیرے سے اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"معمول۔۔"
وہ چونک کر مڑی۔ نیلی ٹی شرٹ اور جینز میں ملبوس وہ لڑکا اس کے بے حد قریب کھڑا تھا۔
"آؤ۔۔" وہ کیبن کا پردہ اٹھا کر کہہ رہا تھا۔ مومو کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔ ٹانگوں میں کپکپاہٹ
الگ وحشت زدہ سا ہو رہا تھا۔ اس نے چور نظروں سے دکان والے لڑکے کو دیکھا۔ وہ اپنے کام میں
مبہم سی مسکراہٹ تھی۔ مومو نے شیشے کے دروازے کے پار دیکھا۔ اس کی دو کالج فیلو چلی آ رہی
سے عرقِ ندامت صاف کرتے ہوئے وہ اندر چلی آئی۔ اس لمحے ذہن سے تائی بالکل محو ہو گئی تھی۔
"کاش۔۔ یہ میرا گھر ہوتا تو پھولوں اور رنگوں سے سجاتا۔" فواد نے کرسی کھینچتے ہوئے خوب
کہا۔ مومو کرسی کے کنارے یوں بیٹھی گویا ابھی بھاگ جائے گی۔ فواد کیبن کا پردہ برابر کرتا اس
بیٹھا۔
"مجھے بالکل یقین نہ تھا کہ تم آجاؤ گی۔"
مومو نے ذرا کی ذرا نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ نیم تاریک کیبن میں عام سے خدوخال والا فواد
خاص لگا۔ اس نے بالوں کو جیل لگا کر سیٹ کر رکھا تھا۔ گلے میں سونے کی چین تھی۔ کسی اچھے مہک
خوشبو مومو کے اردگرد چکرانے لگی۔ اس کی پلکیں جھک گئیں۔
"کیسا لگا۔۔؟" فواد نے شوخی سے پوچھا۔
"کون۔۔؟" وہ بے خیالی میں بولی۔
"میں۔۔"
"اچھے لوگ اچھے ہی لگتے ہیں۔۔" مومو نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ وہ اب بھی اس کی طرف
رہی تھی۔ بلکہ ٹیبل پر پڑے بیگ کے اسٹریپس سے کھیل رہی تھی۔
"شکر ہے۔۔" فواد نے بے اختیار سکون کا سانس لیا۔ "میں تو ڈر رہا تھا اگر حسن کی رانی نے مجھ
لڑکے کو ریجیکٹ کر دیا تو۔"
"تو۔۔؟" مومو نے ذرا کی ذرا نظریں اٹھائیں۔ اس کے جسم کی کپکپاہٹ اور دل کی دھڑکن قابو میں
"میں کالج کے سامنے سڑک پر جان دے دیتا۔"
"کہنا آسان ہے۔" مومو کا اعتماد بحال ہونے لگا۔
"کر کے دکھاؤں۔۔؟" وہ کھڑا ہو گیا۔
"نہیں پلیز۔" مومو بری طرح گھبرائی۔ "میں مذاق کر رہی تھی۔"
"آئندہ ایسی بات مت کہنا۔" وہ بمشکل بیٹھنے پر آمادہ ہوا۔ تب ہی پردہ ہٹا۔ مومو نے گھبرا کر
شیشے کے پیالوں میں آئس کریم رکھ گیا۔
"لو۔۔" فواد نے پیالہ اس کی طرف کھسکایا۔ "جی تو چاہتا ہے تمہیں کسی اچھے ریستوران میں
"یہ کافی ہے۔" مومو نے کہا مگر ہاتھ نہیں بڑھایا۔ یوں فواد کے سامنے بیٹھ کر کھانا عجیب لگ رہا
"کیا ہوا۔۔؟"
"میں اب چلتی ہوں۔۔ بھائی نے مجھے لینے آنا تھا۔"
"اتنی جلدی۔۔ ابھی تو کوئی بات بھی نہیں کی۔" فواد خفا ہونے لگا۔
"باتیں فون پر ہو جاتی ہیں۔ اب مجھے جانے دو۔" وہ کھڑی ہو گئی۔
"اچھا رکو۔۔ پہلی بار مجھ سے ملنے آئی ہو۔۔ یہ تمہارے لیے لایا تھا۔" اس نے اک چھوٹا سا
طرف بڑھایا۔
"اس کی ضرورت نہیں تھی فواد!"
"مومو! ہر بات میں انکار مت کیا کرو۔ اوپرا پن محسوس ہوتا ہے۔" فواد نے نرمی سے کہا

۔۔" اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکال لیا۔ "اپنی اک تصویر ہی دے دو۔"
کیوں۔۔؟" مومو بدک کر کھڑی ہوئی۔
ں سے ہٹ کر تصویر جاناں دیکھ کر سویا کروں گا۔۔ کھینچ لوں؟" اس نے کیمرہ آن کیا۔
۔۔!" مومو نے گھبرا کر ہاتھ کھڑا کیا۔
پر اعتبار نہیں ہے؟"
ن پلیز تصویر نہیں۔"
نبار ہے۔" فواد نے مایوسی سے موبائل آف کر کے جیب میں ڈالا۔ "ٹھیک ہے چلو۔"
تو نہیں ہو؟"
تمہیں میری ناراضی کی پروا ہے؟" فواد نے پوچھا۔ مومو خاموش سی ہو گئی۔ مومو کو لاکھ اس کی ناراضی
تصویر کھنچوانے کے لیے دل آمادہ نہ تھا۔
م۔۔" فواد نے آگے بڑھ کر پردہ اٹھایا۔ وہ واقعی ناراض تھا۔ مومو کو فکر سی ہوئی۔ مگر وقت کم تھا۔
فالوں گی۔" اس نے سوچ کر باہر کی طرف قدم بڑھائے۔ مگر شاپ کے دروازے سے اندر آتے
قدموں تلے سے زمین نکل گئی۔ وہ تیر کی طرح اندر مڑی تو پیچھے کھڑے فواد سے جا ٹکرائی۔ جس نے
اٹھاتے ہوئے اسے بازوؤں میں جکڑ لیا۔۔ پردہ برابر ہو گیا تھا۔

بھائی!"
یرے میں تھر تھر کانپ رہی تھی۔

● ● ● ●

سے دیکھ رہی ہوں۔۔ دھی رانی کی طبیعت ٹھیک نہیں۔" صغریٰ آج بڑی فرصت میں اس کے پاس
وی کے چینل بدلتی ایمن نے چونک کر اسے دیکھا۔ ایمن نے ابھی تک اسے کچھ نہ بتایا تھا۔
کی جہاں دیدہ نگاہیں بہت پہلے سے بھانپ چکی تھیں۔ آج کل وہ یوں بھی معمول سے زیادہ ہشاش
۔۔ ہر وقت موبائل پر مصروف رہتی۔۔ کوئی نوکر آس پاس ہوتا تو ڈانٹ کر بھگا دیتی۔
ہوں۔۔ تم رجو کا سناؤ۔ بہت دنوں سے نہیں آئی۔"
ٹھیک ہے۔"
تو خوشی کی بات ہے۔"
ہونے بھی تو دے۔۔ وہ کٹنیاں جان کو چمٹی ہیں۔۔ سارا دن کام کروا کر باتیں الگ سناتی ہیں۔۔ بیمار

نہیں رکھتا؟"
لاب سمجھ کر گلے سے لگایا تھا، کانٹوں کا جھاڑ نکلا۔ اس سے اچھا تو وہ بڈھا تھا، کیسا سکھی رکھا تھا جو
کی آنکھوں پر پٹی بندھ گئی تھی۔" وہ اپنے دکھڑے روتی رہی، ایمن بے توجہی سے سنتی رہی۔
ں گھر ہی لے آؤں۔"
سوچنے کی کیا بات ہے، دیکھو میرا موبائل بج رہا ہے، ذرا دو نا۔" وہ بات ادھوری چھوڑ کر بے تاب
نے موبائل لا کر اسے تھمایا۔
خوبصورت ہو رہا ہے۔"
ایمن نے اٹھ کر پردے کھینچے، سیاہ بادل نجانے کہاں سے اکٹھے ہو رہے تھے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ایسے خوبصورت موسم گھر بیٹھ کر نظرانداز کرنے کے لیے نہیں ہوتے۔"
"پھر؟"
"تمہارا شوہر ہوتا تو اب تک لے کر لانگ ڈرائیو پر نکل گیا ہوتا۔"
"ایسی کوئی بات نہیں ہم کبھی ایک ساتھ سیر کے لیے نہیں نکلے۔"
"کیوں؟ لوگ ہنستے ہیں؟"
ایمن خاموش رہی۔
"تم خود ہی تو کہتی ہو عمر میں تم سے بڑا ہے' شکل و صورت بھی معمولی۔"
"لیکن مقدر کا سکندر ہے۔"
"اس میں کیا شک ہے۔" طاہر نے تائید کی۔ "لیکن ہم کیا اسی کے بارے میں بات کریں گے؟"
"میں تو نہیں آپ کر رہے ہو۔ میں صحن چمن میں اترتی بارش کی آہٹیں سن رہی ہوں۔"
"تو آؤ۔ موسم کا اشارہ پہچانو۔ شہر کنارے کچھ بیتی ساعتوں کو یاد کرتے ہیں۔"
"جو وقت بیت گیا' اسے یاد کرنے سے کیا حاصل۔" ایمن نے دل گرفتی سے کہا۔
"تو ٹھیک ہے۔ بیٹھی رہو۔ سونے کے قفس میں بارش زیادہ اچھی لگتی ہے۔" طاہر محمود کے لہجے [illegible] آیا۔
"آپ تو ناراض ہونے لگے۔" ایمن مسکرائی۔
"نہیں' ٹھیک ہے' تمہارے محل نما گھر میں اتنی آسائشیں ہیں کہ تم شہر کا کنارہ بھول سکتی ہو۔"
"آپ بھی تو یہی چاہتے تھے۔" آج نجانے کیوں الجھنے کو جی چاہتا تھا۔
"ہاں' لیکن کسی ایسے شخص کے ساتھ جس کی رفاقت تمہارے اندر فخر کا احساس پیدا کرے' نہیں۔" وہ فوراً بولا۔
ایمن اس کی بات کی تردید کرنا چاہتی تھی' اسے بتانا چاہتی تھی کہ طارق اتنا بھی برا نہیں' لیکن [illegible] سوچ میں پڑ گئی۔
طاہر اسے اتنا برا کیوں کہہ رہا ہے' جبکہ اس نے طارق کو دیکھا تک نہیں۔ اسے وہی پتا [illegible] بتایا۔ گویا خود کو مظلوم ثابت کرنے کے لیے وہ طارق کو کچھ زیادہ ہی برا بنا گئی۔
"او کے ایمن! جیسے تمہاری مرضی' گھر میں بیٹھ کر اپنے شوہر کے فون کا انتظار کرو' ہم سڑکوں [illegible] ہیں۔ کہ یہی آوارگی ہمارا نصیب ہے۔"
"اوفوہ۔ بڑی جلدی جان چھڑانے لگے' میرے گھر کے پاس اک چھوٹا سا پارک ہے' وہاں آتی ہوں۔" موبائل بند کر کے کپڑے بدلے' صغریٰ کو بتایا۔
"بارش ہونے والی ہے۔"
"اسی لیے جا رہی ہوں۔"
طاہر بائیک لیے اس کا منتظر تھا۔ عجیب اتفاق تھا کہ ایمن نے سبز سوٹ پہن رکھا تھا' تو طاہر نے [illegible] لائننگ والی شرٹ۔
"اسے کہتے ہیں پرفیکٹ میچ۔" اس نے اشارہ کیا' ایمن جھینپ سی گئی۔
"چلو باغ جناح چلتے ہیں۔"
"بائیک آپ کی ہے؟" وہ سنبھل کر اس کے پیچھے بیٹھی۔
"آج کل تو ہم سائیکل بھی افورڈ نہیں کر سکتے' کسی دوست سے مانگی ہے۔"
"آہستہ چلائیے گا۔"

[...]یا؟" ہوا اس کا دوپٹہ اور بال اڑانے لگی۔ بادل اس کے سروں پر بھاگے چلے آ رہے تھے' سرد ہوا [...]تھی۔
"[...]انجوائے کرو لڑکی! یہ مزا' یہ خوشی' یہ آزادی کا احساس تمہیں تمہارے شوہر کے ساتھ بھی نصیب [...]ی آواز میں کہنے لگا۔
"[...]ے چلائیں۔"
[...]سے گانے لگا۔
"[...]ارے سنگ سنگ نظارے چلے۔"
[...]میں تھا۔ بھری سڑک پہ لوگ مڑ کر دیکھنے لگے۔
[...]ے۔" ایمن خجالت آمیز غصے کے ساتھ چیخی۔
[...]میں بھول گیا تھا کہ میرے پیچھے اپنی نہیں پرائی بیوی بیٹھی ہے۔" وہ خوامخواہ ہنسنے لگا' ایمن مزید [...]
[...]طاہر نے پارک پہنچ کر بائیک پارکنگ میں کھڑی کی۔
[...]یں تھوڑی دیر کے لیے دنیا کی ساری تلخیاں بھول جانا چاہتا تھا۔" وہ اس کا پھولا پھولا چہرہ دیکھ کر [...]
"[...]لیے تماشا بننا ضروری ہے' سب مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔"
"[...]صاحبہ ہو گئی ہو۔"
"[...]طاہر؟" ایمن نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔ "مجھے بار بار میری شادی شدہ حیثیت یاد [...]
[...]اسے گہری نظروں سے دیکھا۔
"[...]صرف انجوائے کریں گے۔"
[...]لیے درختوں کے سائے میں پھولوں کی کیاریوں کے ساتھ ساتھ چلتے پرانی باتیں دہراتے رہے۔
[...]ل زور سے گرجے اور بارش شروع ہو گئی۔ دونوں بھاگتے ہوئے آم کے گھنے درخت کے نیچے [...]
[...]بارش بھول گیا۔
[...]بھی جا رہی ہو۔ عیش پرستی اور آرام طلبی نے تمہیں کہیں کا نہیں رکھا۔ پہلے کتنی ایکٹو ہوتی [...]
"[...]کی طرح طعنے تو نہ دیں۔"
[...]کی' اور بارش بے حد تیز۔ اگرچہ وہ درخت کے نیچے محفوظ تھے' ایمن کے اردگرد کچے آموں [...]
[...]اس نے سر اٹھا کر شاخوں میں کچی کیریاں کھوجیں۔
[...]کیری کھائی ہے۔" اس کا من للچانے لگا۔
[...]کھانے والی چیز ہے؟" وہ پتلی شاخوں کے نیچے کھڑا بارش میں بھیگ رہا تھا' جبکہ ایمن موٹے تنے [...]
[...]کھڑی تھی۔
[...]ے۔ آپ کو کیا پتا۔ ان دنوں ایسی چیزیں کھانے کو کتنا دل چاہتا ہے۔" اس نے روانی میں کہہ کر [...]
[...]ل تلے دبالی۔
[...]ے بے توجہی سے پوچھ کر شاخ پر لگی کیری توڑنے لگا۔
[...]" ایمن نے دانستہ شور مچایا۔
[...]نے دونوں توڑ کر ایمن کی طرف اچھال دیں' ایمن نے ایک کیچ کی' دوسری گھاس میں گم ہو گئی'

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ دوپٹے سے صاف کر کے کچر کچر کھانے لگی۔
"اور دوں؟"
"بس کافی ہے۔"
وہ کچھ لمحے اسے کیری کھاتے دیکھتا رہا۔ پھر نزدیک آ کر خود بھی ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ بادل ایک … کی کڑک زوردار تھی۔ ایمن کے ہاتھ سے کیری چھوٹ گئی۔
"بجلی گری ہے؟"
"ہاں' میرے ارمانوں پر۔" وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ قریب کھڑا خوش نما وجود دھیرے دھیرے … نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور بے حد قریب سے دیکھا۔
"تم اب بھی بارش میں ڈرتی ہو۔"
"اب کیوں ڈروں گی۔" ایمن کو اپنی ہی آواز اجنبی لگی۔
"مت ڈرنا' میں تمہارے ساتھ ہوں۔" وہ ذرا نزدیک ہوا' اس کا کندھا ایمن کے کندھے سے … تاریکی' تنہائی' بارش' خوابیدہ جذبے انگڑائی لے کر جاگنے لگے۔ وہ پرانی اولین چاہت کا احساس دونوں … میں لینے لگا۔
"امی!" طاہر کی ہلکی سی سرگوشی کان کے پاس گونجی۔ "تم خوش ہو؟"
"طاہر!" اس کے لب پھڑپھڑائے۔ "میں خوش ہونا چاہتی ہوں۔"
(اگر تم نہ آتے تو میں خود کو سنبھال ہی چکی تھی۔)
"اس شخص کا ساتھ خوشی دے گا' جسے تم پسند ہی نہیں کرتی؟"
"آپ کو کیا لگتا ہے؟"
"خوشی چہرے سے چھلکتی اور آنکھوں میں دمکتی ہے' تمہاری ان خوبصورت آنکھوں میں … امی! تمہیں دیکھ کر سونے کے پنجرے میں قید ست رنگی چڑیا کا خیال آتا ہے' تمہارے لیے … نہیں۔ آزاد فضائیں ہونی چاہیے تھیں۔"
"طاہر! اب ان باتوں کا فائدہ؟" وہ گھبرا کر وہاں چلی آئی' جہاں چھدری چھدری ٹہنیوں سے … تھی۔ "مقدر سے لڑا بھی تو جا سکتا ہے۔" طاہر آہستگی سے گویا ہوا۔
"میں لڑی تھی' ہار گئی۔"
"تب تم تنہا تھیں۔"
"میں اب بھی تنہا ہوں۔" وہ یاسیت سے گویا ہوئی۔
"امی! اب تو۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ بارش کا زور ٹوٹنے لگا' دونوں ہی اپنی اپنی سوچوں میں … کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ بارش نرم پھوار میں ڈھل گئی۔
"چلیں۔" ایمن نے مڑ کر اسے دیکھا۔
"ہوں۔" وہ چونکا۔ پھر خاموشی سے اس کے ساتھ چل دیا۔

☆ ☆ ☆

ایمن واپس آئی تو جوجو اور بابر اس کا انتظار کر کے جا رہے تھے۔ ایمن نے شکر کا سانس لیا کہ … پارک میں چھوڑ آیا تھا' وہ وہاں سے پیدل ہی گھر آئی تھی' اگر بابر' طاہر کو دیکھ لیتا تو اک نئی قیامت اٹھ …
"تم اکیلی کہاں گھوم رہی ہو؟" بابر کے لہجے میں ناگواری تھی۔ وہ اپنی بائیک اسٹارٹ کر رہا تھا … کھڑی تھی۔

…گئی تھی۔" وہ مختصر جواب دے کر جوجو سے ملنے لگی۔
…ہے تھے۔" جوجو نے کہا۔
…نہیں' کسی ملازم کے بچے کو ہی ساتھ لے لیا کرو۔" بابر کی تان وہیں اٹکی تھی۔ ایمن کو غصہ …وہ اور خود مختار تھی۔ اگر کسی کی پابند تھی تو وہ باہر بیٹھا تھا اب کیا وہ ہر کسی کو وضاحتیں دے کر …ے۔
…ر میں اکیلی ہی رہ رہی ہوں' سو کاموں کے لیے نکلنا پڑتا ہے اب کیا یہاں اشتہار لگا کر جاؤں کہ …ے۔" اس کے لہجے سے ہلکی سی تلخی مترشح تھی' ماحول بگڑتا دیکھ کر جوجو جلدی سے بولی۔
…لے چلو۔ دیکھو بادل دوبارہ برسنے کو تیار ہیں۔"
…ندر آ گئی۔ صغریٰ سے چائے بنانے کو کہا۔
…کا موڈ ہو' مجھے فون کر دیا کرو جوجو۔" ایمن' جوجو کو اپنے کمرے میں لے گئی' بیڈ پر کچھ شاپنگ …میں تھا' مگر بابر بھائی کے ساتھ مارکیٹ گئی تو یہ کچھ چیزیں پسند آ گئیں۔ ہم نے سوچا کھڑے …ے سے بھی ہوتے جائیں۔"
…نے بیگز میں جھانکا۔ ننھے منے کپڑے' کھلونے' بلاکس' وہ مسکرا دی۔
…انٹ کہاں ہے۔"
…جی نہیں' دوسرے میں نے خالصتاً اپنے جیب خرچ سے خریدی ہیں' اپنے پیارے پیارے …
…دی ہے۔"
…ٹیوں پر دن گن رہی ہوں' پھر تو روز آیا کروں گی' تم دیکھنا میں … کی فیورٹ خالہ بن جاؤں گی۔" وہ …
…لہ! اب چائے پی لیں۔" ایمن نے چیزیں سمیٹ کر الماری میں رکھیں۔
…یں آئیں؟" جوجو نے کچھ تشویش سے پوچھا۔
…یں' اور پتا ہے یہ اس کے لیے پہلی شاپنگ ہے۔" ایمن نے کہا تو وہ خوش ہو گئی۔
…؟"
…کر اسے دیکھا پھر زیر لب بڑبڑائی۔
…چونکی۔
…لے دن آنا۔ موموکو ساتھ لے کر۔"
…چلے گئے۔ ایمن اپنے کمرے میں آ گئی۔
…طاہر کے ساتھ دیکھ لیتا۔" وہ بیڈ پر لیٹ گئی' نظریں چھت کی ڈیزائننگ میں الجھ رہی تھیں۔
…کر رہی ہوں؟" اس نے خود سے سوال کیا۔ "اس طرح کیسے طاہر کے ساتھ مل سکتی ہوں؟ وہ …ے میری زندگی میں چلا آیا ہے' وہ بھی اس وقت جب میں ہار مان کر سمجھوتے کی راہ پر قدم رکھ …کھو اس کا تو نہیں' میں چاہتی تو اس سے ملنے سے انکار کر دیتی' صاف کہہ دیتی کہ چلے جاؤ …ت میرا رستہ کھوٹا کرو' اب میرا اور تمہارا تعلق ہی کیا ہے' میں اپنی شادی شدہ زندگی میں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بہت خوش ہوں، لیکن۔۔۔

کیا میں واقعی طارق کے ساتھ خوش ہوں؟

آہ۔۔۔ جواب مبہم کیوں ہے؟

کیسی عجیب سی زندگی ہے۔۔۔

بچپن سے لے کر آج تک کبھی ڈھنگ سے خوش ہو ہی نہیں سکی، خوشی تتلی کے رنگوں لی ا اڑتی ہے، غائب ہو جاتی ہے۔۔۔"

اس نے بے چین ہو کر کروٹ بدلی۔

"اور اب جو میں طاہر سے ملوں گی، تو اس کا انت کیا ہوگا؟ ایک اور بدنامی؟ ایک اور رسوائی۔۔۔ زمانہ چھوڑے گا نہیں، سنگسار کر دے گا۔"

"نہیں ایمن رُک جاؤ۔۔۔ جو چیپٹر کلوز ہو چکا اسے بند ہی رہنے دو۔۔۔" وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ "۔۔۔ دوں گی۔۔۔ مت آیا کرے۔۔۔ مجھے اکیلا چھوڑ دے۔"

"کیا حرج ہے جو ان ڈھیر سارے تامہاں لمحوں میں سے کچھ لمحے ہم اپنے لیے چرا لیں۔" ۔۔۔ کہہ رہا تھا۔

"یا اللہ! یہ ساری آزمائشیں میرے لیے ہیں۔"

ایمن نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام لیا۔

❖❖❖❖

آسمان سیاہ بادلوں سے اٹا ہوا تھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے آئے اور اس مخصوص سنگی بنچ پر۔۔۔ پر مروا کی ٹہنیاں جھک آئی تھیں، ان کے عقب میں پھیلی پھلواری میں صدہا کاسنی، پیلے۔۔۔ والی ننھے منے پھول مسکرا رہے تھے۔ ہوا خوشبوؤں سے معطر اور رات کی بارش سے نم تھی۔

"رات بادل خوب برسے۔" طاہر محمود نے اپنے چہرے پر ہوا کی ٹھنڈک محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔" وہ بارش کے کھڑے پانی میں چھپا چھپ کھیلتے بچوں کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

"کاش! میں ننھی سی بچی ہوتی۔"

طاہر محمود نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور مسکرا دیا۔

"تم ننھی سی بچی ہو۔۔۔ آف۔"

"نہیں۔۔۔" وہ ہنس دی۔ "خود کو دھوکہ دینے سے کیا ہوگا، بچپن تو بیت چکا۔"

"کیوں چھوٹی چھوٹی خواہشوں کو دباتی ہو ایمن!؟"

"جانے دیں طاہر۔ اب کھیلتی اچھی لگوں گی۔"

وہ مسکرا کر سامنے سے آتے کپل کو دیکھنے لگی۔ دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے، ایک دوسرے میں مگن بے خبر چلے آ رہے تھے۔ لڑکی کے ہاتھوں اور پیروں پر مہندی کے گل بوٹے اور کلائیوں میں چوڑیاں۔ لڑکے کی آنکھوں کی وارفتگی اور والہانہ پن بتا تا تھا کہ ان کی شادی کو زیادہ دن نہیں ہوئے۔ قریب سے گزر کر چلے گئے۔ لڑکی کی ہنسی کی کھنک، لڑکے کی آواز کی گمبیھرتا دھیرے دھیرے ۔۔۔

"تم بھی کبھی اپنے شوہر کے ساتھ۔۔۔" وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

"نہیں۔۔۔ کبھی نہیں۔"

"اچھا۔" طاہر نے قدرے بے یقینی سے ایمن کو دیکھا تب ہی نگاہ ایمن کی سفید ہتھیلیوں پر۔۔۔

"تم مہندی نہیں لگاتی ہو؟"

۔۔۔رنا اچھا نہیں لگتا۔" ایمن نے لاپروائی سے کہا۔

۔۔۔کے لیے؟ کوئی سراہنے والا بھی تو ہو۔"

۔۔۔کریں۔" ایمن نے منہ پھیر لیا۔

۔۔۔اتیں اچھی نہیں لگتیں؟"

۔۔۔" متذبذب تھی۔

۔۔۔ب آ رہا ہے؟"

۔۔۔ہمیشہ بغیر بتائے آتے ہیں۔"

۔۔۔زت۔۔۔" طاہر ہنسا۔۔۔

۔۔۔دگی سے اسے دیکھا۔

۔۔۔ہر ہیں۔"

۔۔۔اسے دیکھتا رہا، پھر لب بھینچ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ رخ بدل کر کھڑے پانی میں جھانکنے لگی۔ بچے جا چکے ۔۔۔یقت ان دونوں کے مابین خاموشی بن کر حائل ہو گئی۔ ایمن نے ہلکا سا کھنکار کر گلا صاف کیا۔

۔۔۔میں یہاں آنا نہیں چاہتی تھی۔"

۔۔۔کر اسے دیکھا، اس کی آنکھوں میں اتنی بے یقینی تھی کہ ایمن کو نظریں چرانا پڑیں۔

۔۔۔وہی لوگ، کوئی دیکھ لے، پھر میری شادی شدہ حیثیت، یہ بات کب تک چھپ سکتی ہے، زندگی ۔۔۔ نہیں اور۔۔۔"

۔۔۔بے سکونی کا باعث بنا ہوں۔" وہ زہرخند لہجے میں گویا ہوا۔

۔۔۔ہے۔" وہ بھی کھڑی ہو گئی۔

۔۔۔اچھا ہوا تم نے کہہ دیا۔" ضبط کی شدت سے طاہر کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

۔۔۔بات سمجھنے کی کوشش کریں۔"

۔۔۔ساری بات سمجھ لی ہے ایمی۔۔۔! خوامخواہ وقت ضائع مت کرو، شاید۔۔۔ شاید تمہارے پیسے والے ۔۔۔جاؤ گھر جاؤ۔"

۔۔۔"

۔۔۔نے کبھی تمہارا برا نہیں چاہا، کبھی نہیں۔" طاہر نے رخ بدل لیا۔ ایمن بے بسی سے اس کی پشت دیکھ۔۔۔

۔۔۔"

۔۔۔ی دیر کے لیے خود غرض ہو گیا تھا۔۔۔ میں تمہارے لیے کوئی مشکل کھڑی نہیں کرنا چاہتا، وہ تو بس اپنی ساری تلخیوں سے نظریں چرا کر سکون کی خاطر تم سے ملنے چلا آتا ہوں۔۔۔ سوری۔۔۔ ہم رسکی ۔۔۔مجبور ہو گیا تھا۔۔۔ آج کل بہت مشکل میں ہوں نا، اس لیے کوئی جاب نہیں، کوئی ٹیوشن نہیں، دھیلا بھی نہیں، تمہیں پتا ہے میں نے کل سے کچھ بھی نہیں کھایا، لیکن جب تم سے ملتا ہوں تو ۔۔۔ہوں، لیکن میرا تم سے وعدہ ہے، اب نہیں آؤں گا، کیونکہ میں تمہیں پریشان نہیں دیکھ سکتا، تم جو میری روح ہو۔"

۔۔۔تیزی سے اس کے سامنے آئی۔ "آپ کل سے۔۔۔" ایمن نے گویا کوئی اور بات سنی ہی نہ تھی۔

۔۔۔میں سرخ ہو رہی تھیں، اس نے سر جھکا لیا۔

ایمن نے تیزی سے اس کا چہرہ اوپر کیا۔ "آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔"

۔۔۔ایسا وقت ہر دوسرے مہینے مجھ پر آ جاتا ہے، تم سے کیا کہتا، تم جاؤ، تمہیں دیر ہو رہی ہے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"چپ کر جائیں۔" ایمن نے ڈپٹ کر کہا۔ "آئیں میرے ساتھ۔"
"کہاں؟"
"کھانا کھانے۔"
"چھوڑو ایمی! خوامخواہ..."
"آپ چل رہے ہیں۔" ایمن نے اس کا بازو تھام لیا۔
"ایمن۔ ! میں نے کہا نا تم میرے لیے خود کو مشکل میں مت ڈالو۔" لیکن ایمن نے ا... برگر' چپس' پیپسی' وہ جب تک کھاتا رہا ایمن خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔
"تھینکس سویٹ ہارٹ... آنکھیں کھل گئیں' اللہ تمہیں اس کی جزا دے۔" ... بھرتے ہوئے طاہر نے بشاش لہجے میں کہا۔
"طاہر! ایسا کب تک چلے گا... آپ کوئی مستقل جاب کیوں نہیں ڈھونڈ لیتے۔" ایمن نے ... ہنس دیا... پھر اس کی طرف جھکتے ہوئے بولا۔
"آج تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔" ایمن نے تنبیہی نگاہوں سے گھورا۔
"اب پتا چلا' خالی پیٹ محبت بھی اچھی نہیں لگتی۔ اتنی ظالم نظروں سے کیوں دیکھ رہی ہو؟"
"طاہر! میں نے پوچھا' ایسا کب تک چلے گا۔"
"تمہیں کیا لگتا ہے' میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہوں' پرا شاپ سے لے کر پیٹرول پمپ ... جاب نہیں کی۔"
"لیکن یہ سب تو عارضی ہیں... کوئی مستقل..."
"اپنا ڈرائیور رکھ لو۔" وہ برجستہ بولا۔
"میرے پاس گاڑی نہیں ہے۔" "تو لو نا۔"
"نہیں... مجھے گھر چھوڑ آئیں۔" ایمن کھڑی ہو گئی۔
"گویا جاب پکی۔" طاہر مسکرایا۔
"آپ تو سنجیدہ ہی نہیں ہوتے۔"
"لو ہو گیا۔" وہ ایک دم سنجیدہ ہو گیا' تب ایمن نے بے حد ہچکچاتے ہوئے اپنے شولڈر بیگ میں ... والٹ نکال کر اس کے سامنے رکھا جس میں وہ پیسے رکھتی تھی۔
"اس میں صرف دو ہزار ہیں' ایک دو دن تو نکل ہی جائیں گے۔"
طاہر کے چہرے کے مصنوعی تاثرات حقیقی سنجیدگی میں ڈھل گئے۔
"ایمی! تم مجھے کیا سمجھتی ہو؟"
"طاہر! پلیز کوئی غلط مطلب مت لیجیے گا... میرا دل ٹوٹ جائے گا... آخر اپنے ہی اپنوں کے کام آ... ایمن نے جلدی سے کہا۔
"ایمی! میں پہلے ہی تمہارا مقروض ہوں۔" طاہر بے بسی سے گویا ہوا۔
"وہ سب بھول جائیں... تب میں نے جو کچھ بھی کیا... وہ میری محبت کا تقاضا تھا۔"
"اور اب...؟" طاہر نے غور سے اسے دیکھا' وہ نظریں چرا گئی۔
"بھیک دے رہی ہو یا اپنے شوہر کے سر کا صدقہ۔"
"طاہر...!" وہ تڑپ کر چلائی۔
"تو پھر یہ کیا ہے ایمن؟"
"صرف میری خوشی۔" اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں' طاہر کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا' پھر والٹ اٹھا...

...میرا ایک اور قرض ہے' آؤ تمہیں گھر چھوڑ آؤں۔"
...میں ٹیکسی سے چلی جاؤں گی۔"
...اصرار نہ کیا۔ ایمن کے جانے کے بعد اس نے والٹ نکال کر کھولا' اس میں رکھے سو سو کے نوٹ ...
...ا۔
...ت ہیں ایمن بیگم!"
...لمحہ دور ہوتی ایمن کو دیکھا۔ اس کے لبوں کی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی۔ اس نے انگلیوں کی پشت نکالی اور ریلیکس ہو کر ٹانگیں پھیلا دیں۔ ایمن اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ ...
...ا۔
...فلور؟"
...آئس کریم... وہ بھی ڈبل... چاکلیٹ اور اورنج فلیور۔" اس کا ذہن ہلکا پھلکا ہو کر اگلی پلاننگ کر رہا ...

☼☼☼☼

بہت دن ہوئے ہیں دیکھے ہوئے تجھے یار
موموکے ہاتھ رک گئے۔ اس نے پلٹ کر ٹی وی اسکرین کی طرف دیکھا۔
آجا... آجا... صورت دکھا میرے یار
...آواز میں اثر تھا' یا گانے کے بولوں میں... وہ اپنی جگہ تھم سی گئی۔ ڈسٹر ایک طرف رکھ کر ...

کھڑکی پہ یار اک بار پھر تو آجا
ترسے نین تیری صورت کو آجا
ہونے دے نین پھر چار

...یہی گانا فواد نے اسے سنایا تھا۔ مومو نے آنکھیں بند کر کے سر صوفے پر ٹکا دیا۔ گانا دل کی ...جذبات میں ہلچل مچا رہا تھا۔ ہلکی سی اداسی' ذرا سی چبھن وہ خود کو کسی کی بانہوں کے حصار میں ...

...نی جس نے اس کے تھرتھر کانپتے وجود کو سہارا دیا۔
...میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔"
...گرد گھیرا کچھ اور تنگ ہو تا گیا۔ تب سراسیمگی میں وہ کچھ بھی محسوس نہ کر پائی۔ اب سوچتی تو لگا ...

...موقع سے فائدہ اٹھا گیا۔"
ہوگا تو کیسے مجھ سے بے گانہ
توڑے گا کیسے وہ رشتہ پرانا
...ٹھٹھک سی گئیں۔ گانے کے محبت وجدائی میں بھیگے بول' مومو کی خود فراموشی' لبوں پر ...مہرالنساء کے اندر بے چینی سی اتر آئی۔ الھڑ جوانی' نو عمری کا بانکپن سمیٹے' نجانے کن حسین ...مہرالنساء کی آواز نے واپس کھینچ لیا۔

...ی۔ پہلے گڑبڑا کر دوپٹہ سنبھالا۔ پھر ریموٹ اٹھا کر ٹی وی بند کیا اور کشن ترتیب سے رکھنے ...

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

گئی۔
"جی بس ہوگئی۔"
"جاؤ' کچن کی صفائی شاداں کے سر پر کھڑے ہو کر کراؤ۔"
موموڈسٹر اٹھا کر نکل گئی تو وہ خود صوفے پر بیٹھ کر کچھ سوچنے لگیں۔
"پتا نہیں کیوں۔۔۔ اس لڑکی کی طرف سے دل کو دھڑکا ہی لگا رہتا ہے۔ حالانکہ جو جو بھی تو ... سے تو کبھی پریشانی نہیں ہوئی۔ کالج جاتی ہے' لڑکوں کے ساتھ پڑھتی ہے۔ اکیلی بھی آتی جاتی ... اس کی طرف نہیں گیا۔ نجانے مومو کے انداز میں ایسا کیا ہے کہ دل ہولا تا رہتا ہے۔ کالج جاتی ... گھر بیٹھی ہے' پھر بھی' بڑی مصیبت ہے' اس کی شادی ہو جائے میں سکون سے ہو جاؤں۔ یا اللہ ... بنا دے۔ شاداں او شاداں۔" انہوں نے بے چین ہو کر کئی آوازیں دے ڈالیں۔
"جی بیگم صاحبہ۔"
"بیٹھ۔"
وہ ہاتھ صاف کرتی قالین پر بیٹھ گئی۔
"کیا بات ہے بیگم صاحبہ' کچھ پریشان سی ہو۔"
"جوان لڑکیوں کی ماں ہوں۔ پریشانی تو جان کو چمٹی ہے۔ تمہاری خالہ رشتے کرواتی ہے؟"
"ہاں جی' بڑے اچھے اچھے رشتے کروائے ہیں اس نے۔"
"اس کو مومل کے لیے بھی کہو۔ اب کوئی اچھا رشتہ مل جائے تو اسی سال بیاہ دوں۔ تیاری تو ... ایمن کی شادی کے بعد سے اسی کے لیے جمع کر رہی ہوں۔" شاداں سے وہ اکثر دل کی بات کر لیا کرتی ...
"خالہ کو لے آؤں گی۔ خود مل کر بتا دینا کیسا رشتہ چاہیے۔ آپ نے پہلے بھی تو۔"
"ہاں۔۔۔ بہت سوں کو کہا ہے۔ پر ڈھنگ کا رشتہ لائیں بھی۔ سب پیسے بٹورنے کے چکروں میں ... ہزار لے گئیں' پھر مڑ کر نہیں دیکھا۔"
"فکر نہ کریں بیگم صاحبہ! میری خالہ ایسی نہیں ہیں۔ اسے روپے پیسے کی پروا نہیں۔"
"اچھا۔ کل ہی لے آنا' کسی کا حق نہیں رکھوں گی۔ ڈھنگ کا رشتہ کروا دے تو خوش کر دوں ... کچن اچھی طرح صاف کرنا' میرا خیال ہے بابر آگیا۔" انہوں نے باہر گاڑی کا ہارن سنا۔ شاداں ... آنے والا بابر ہی تھا۔
"لیں امی' سارے نکلوا لیے۔" اس نے لفافہ ماں کو تھمایا۔ مومل کے زیور کے لیے مہرالنساء ... منگوائے تھے' وہ وقار الحسن نے اب بھجوائے تھے۔
"اب تم فارغ ہو تو مجھے جیولر کی طرف لے چلو۔ اس کے بار بار فون آرہے تھے کہ آکر اپنا زیور ...
"فارغ تو۔۔۔ چلیں لے چلتا ہوں۔ پہلے کچھ ہلکا پھلکا کھانے کو دیں۔"
"دودھ والی سویاں بنائی ہیں۔"
"میوے کے ساتھ؟"
"ہاں۔۔۔" مہرالنساء نے پیار سے بیٹے کو دیکھا۔ وہی تو تھا ان کا فخر' مان اور غرور' آج کل فائنل ... ایگزام دے رہا تھا۔
"لے آئیں۔ میں ہاتھ منہ دھو لوں۔" وہ آستین فولڈ کرتا واش روم میں چلا گیا۔
مہرالنساء کچن میں آگئیں۔ مومو کیبنٹ سے سارے ڈبے باہر نکالے صفائی کروا رہی تھی۔ ... کہ گھر کے کام وہ شوق سے کرتی تھی۔ جس دن سے بیپر دے کر فارغ ہوئی تھی' گھر کا سارا کام ... سنبھال رکھا تھا۔ مہرالنساء بے فکر سی ہونے لگیں۔

... فارغ دماغ تو شیطان کا گھر ہے۔"
... تھی کہ مومو یہ سارے جتن صرف انہیں خوش اور مطمئن رکھنے کے لیے ہی کر رہی تھی۔ تاکہ وہ ... موٹی باتوں کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ ورنہ تو مہرالنساء ہر ہر بات پر ٹوکتی تھیں۔ رسالے' کتابیں' ٹی ... پر نکتہ چینی' مومو کو یہی راہ سوجھی کہ گھر کے کاموں سے ماں کو خوش کرے۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ اب ... ٹی۔وی دیکھنے پر زیادہ نہیں چڑتی تھیں۔
... میں ذرا بابر کے ساتھ مارکیٹ تک جا رہی ہوں۔"
... بھی ابال لوں۔ کل کی دال بچی ہے۔" مومو نے فریج کھولتے ہوئے پوچھا۔
... تڑکا لگا لینا۔"
... دیر لگے گی؟" مومو نے احتیاطاً" سرسری لہجے میں پوچھا۔
... زیادہ ایک گھنٹہ۔ تمہیں کچھ منگوانا ہے۔" مہرالنساء نے فریج سے سویوں والا ڈونگا نکالا۔
... لوٹ گئی ہے۔"
... لی۔" وہ ڈونگا لے کر باہر نکل گئیں۔
... بیٹو۔" مومو نے شاداں سے کہا۔ خود فریج سے قیمے کا پیکٹ نکالا اور پھرتی سے کام شروع کر دیا۔
... ہر سے جانے سے قبل وہ چاول بھگو کر قیمہ چڑھا چکی تھی۔ شاداں کا کام ختم ہو گیا تھا۔ وہ ہاتھ پاؤں ...

... شاداں! اب تم جاؤ۔"
... لکہ گئی تھیں' جب تک وہ نہ آئیں' میں ادھر ہی رکوں۔" شاداں نے اطمینان سے کہا تو مومو ...

... موت کی طرح سر پر سوار رہے گی۔ ممی بھی بس۔"
... ٹی۔وی لگا دو۔ اچھی سی فلم۔۔۔ سیف علی خان کی ہو تو کیا بات ہے!"
... اچھا ہے۔" مومو نے اسے ٹی۔وی لگا کر ریموٹ تھما دیا۔ "خود ہی ڈھونڈو سیف کی فلم۔۔۔ میں ممی ... ڈسٹنگ کر آؤں۔"
... کر خود مہرالنساء کے بیڈ روم میں آگئی۔ فون سیٹ مہرالنساء نے یہیں رکھا ہوا اور جب سے مومو ... موبائل میں بیلنس ڈلوانے کی کوئی سبیل نہ تھی۔ کئی بار دل چاہا فواد سے کہے' پھر ہمت نہ ہوئی' ... ڈھٹ لے سے کرتی تھی۔ وہ خود ہی فون کر لیتا تھا۔
... اس وقت کہاں ہو گی؟" نمبر ملاتے ہوئے مومو کا دھیان تائی کی طرف چلا گیا۔ "مراد کی حویلی یا شہر ... اس کی دوسری بیوی کی حیثیت سے۔ شاید مراد نے وہ کوٹھی تائی کے نام ہی کر دی ہو۔"
... کی آواز پر وہ فوراً" الرٹ ہوئی۔
... !"
... لو کے اردگرد شور سا تھا۔
... نا پڑے گا۔" مومو کو اس کا کون پوچھنا برا لگا۔
... بری طرح چونکا۔ "سوری یار! میں ذرا مصروف تھا۔ تھوڑی دیر میں بات کرتا ہوں۔"
... میں' میں مصروف ہو جاؤں گی۔" مومو نے قدرے ناراضی سے کہا۔
... والی! ذرا رکو تو۔ نصیر! ادھر آ۔۔۔ ذرا یہ سنبھال۔" مومو کو لگا وہ شور والی جگہ سے اٹھ کر خاموشی والی جگہ ...

... مصروف تھے؟" "بابا بیمار تھے۔ سوان کی جگہ مجھے کام دیکھنا پڑ رہا تھا۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کون سا کام؟"
"جو بابا کرتے ہیں۔" فواد نے ٹالا۔
"اور بابا کون سا کام کرتے ہیں۔"
"یہی پوچھنے کے لیے فون کیا ہے۔" وہ ہنسا۔
"نہیں۔۔۔ فون تو۔۔۔"
"یہ گھر کا نمبر ہے؟" فواد نے اس کی بات قطع کی۔
"ہاں۔۔۔ لیکن تم کبھی اس نمبر پر فون مت کرنا۔ یہ ممی کے کمرے میں ہوتا ہے۔" مومو۔
"تو اس وقت ممی کہاں ہیں؟"
"بازار گئی ہیں۔"
"گھر میں اور کون ہے؟"
"کوئی بھی نہیں۔۔۔ کیوں؟" مومو نے ناسمجھی میں پوچھا۔
"ملنے آجاؤں؟"
"گھر پر۔" مومو اچھل پڑی۔
"باہر تم نہیں مل سکتیں۔ گھر میں نہیں آسکتا۔ تو ملنے کی سبیل کیسے ہو؟ مومو میں اکتا گیا ہوں ایک دوسرے کی ایک جھلک کے لیے محبت کی ہے گناہ تو نہیں۔"
"تمہیں مرنے کا شوق ہے فواد۔۔۔ اس دن کیسے بچ گئے تھے۔۔۔ کوئی معجزہ ہی تھا۔۔۔ گھر آ کر شکرانے کے پڑھے۔ اگر اس دن پکڑے جاتے تو کیا حشر ہوتا۔"
فواد اکتا گیا تھا۔ اس چھپی محبت سے۔ محض فون پر باتیں مٹھارتے رہو اور حاصل وصول لڑکی تھی کہ لوہا جو پگھلنے میں ہی نہ آتی۔ جبکہ مومو نے اس دن ہی قسم کھائی تھی کہ باہر نہیں ملنا۔ وقت سے پہلے آگیا تھا۔ اسے کچھ اسائنمنٹ فوٹو اسٹیٹ کروانا تھے۔ سو دکان پر چلا گیا۔ موحل کی کہ اس پر نظر نہیں پڑی۔ وہ لمحے قیامت کے تھے۔ موحل کو یہی لگا آج اس کی زندگی کا آخری دن ہے۔ صدق دل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتی رہی۔
"چلا گیا ہے۔" پندرہ منٹ پل صراط پر گزرے تب فواد نے ذرا سا پردہ اٹھا کر دیکھا۔
"وہ وہیں کھڑے ہوں گے گیٹ کے سامنے۔" موحل نے خوف زدہ نظروں سے فواد کو دیکھا۔
"کہہ دینا۔۔۔ سلپ فوٹو اسٹیٹ کروانے گئی تھی۔"
موحل نے اسے یوں دیکھا۔ گویا فواد کا دماغ چل گیا ہو۔ ظاہر ہے بابر یہیں سے تو گیا تھا۔
"اچھا۔ یہ دوپٹے کا نقاب کرو۔"
موحل نے اچھی طرح نقاب کیا۔ یونیفارم میں ساری لڑکیاں ایک سی لگتی تھیں اور بابر بائیک پر رکھے منہمک تھا۔ سو وہ لرزتی کانپتی کالج کے اندر چلی گئی۔ آج بھی وہ دن یاد آتا تو دل دھک سے رہ جاتا۔ کیا حشر ہوتا۔ ہماری محبت منظر عام پر آجاتی۔ تھوڑا ہنگامہ ہوتا۔ پھر ہماری شادی ہو جاتی۔" بولا۔ موحل چڑ گئی۔
"اور جو بدنامی ہاتھ آتی۔"
"بدنام ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔ محبت اور ڈر ساتھ ساتھ نہیں چلتے مومو ڈیئر! اب کوئی ملنے کا
"پتا نہیں تمہیں بھی کبھی ہو کیا جاتا ہے۔ ایک ہی رٹ' کتنی بار کہہ چکی ہوں' نہ میں تم سے ملنے اور نہ گھر بلا سکتی ہوں۔ تمہاری تسلی فون پر بات کر کے نہیں ہوتی۔" مومو کو ہلکا ہلکا غصہ آنے لگا تھا۔ کو خاموش ہوا' پھر گہری سنجیدگی کے ساتھ پوچھنے لگا۔

میرے ساتھ کھیل رہی ہو۔"
ری انسلٹ کر رہے ہو۔" وہ تڑخ کر بولی۔
ا ہے۔۔۔؟ کب تک یوں فون سے چپکے رہیں گے۔ تم ہر بات ٹال جاتی ہو' نہ خود آگے بڑھتی ہو' نہ
تی ہو' ایسا کب تک چلے گا۔" مومو اس کے روکھے لہجے پر بھونچکی رہ گئی۔
و۔ میں تم سے محبت نہیں کرتی؟"
ں لگنے لگا ہے۔" فواد نے صاف گوئی سے کہا۔
چھپ کر ملاقاتیں کرنے سے ہی محبت کا اظہار ہوتا ہے۔" مومو نے دکھ سے پوچھا۔
تو اس محبت کا انت کیا ہے؟" وہ سچ مچ اکتا گیا تھا۔ "اسے کوئی انجام بھی تو دو۔"

دوری کیا معنی رکھتی ہے۔ ملن محبت کی معراج ہے۔ اب ختم کرو یہ جان لیوا دوری کا احساس' میری
ٹھہریں۔"

امی ابی کو بھجوا دوں۔"
سی رہ گئی۔
سوچ لو۔۔۔ مومو۔۔۔ تم میرا ساتھ دینا چاہتی ہو۔ یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر یہ سلسلہ یہیں ختم ہو جانا

بات تو سنو۔"
قطع کر چکا تھا۔ موحل نے مرے مرے ہاتھوں سے ریسیور رکھا۔ فواد نے اسے مشکل میں ڈال دیا
بانی تھی کہ فواد نے اپنے لیے آسانی ڈھونڈی ہے۔ مومو انکار کرتی' وہ آرام سے جان چھڑا لیتا' وہ
ی اس کے گھر والوں کی طرف سے انکار ہی ہونا تھا۔ فواد کے پاس ایسا کچھ نہ تھا جو موحل کے گھر
نا' وہ یہ بات اچھی طرح سمجھتا تھا۔ ایسی صورت میں اگر مومو گھر والوں سے بغاوت کرتی تو اس کی
س فائدہ اٹھانا تھا' فواد نے خوب سوچ لیا تھا۔
رتی کچن میں چلی آئی۔ شاداں ابھی تک فلم میں منہمک تھی۔
سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ اپنے والدین کو بھیجے۔" اس نے بے توجہی سے مسالے سالن میں
پھر چاچا جائیں گی' کاٹ کر رکھ دیں گی' انہیں کون سمجھائے گا کہ مجھے صرف فواد سے شادی کرنا
چاول ابلنے کے لیے رکھے۔
تا۔ ہے کہ میں اس کے ساتھ۔۔۔"
ہن آئیں تو وہ کھانا بنا چکی تھی' مگر انتہائی بے توجہی' اور بے دلی کے ساتھ۔۔۔ چاول کچے' دال بغیر
ن میں نمک مرچ کا تناسب بے حد خراب' شاداں چلی گئی' تب مہر النساء نے زیور کے ڈبے
ی بلا لیا۔
"؟"
ٹ تھا' دوسرا نسبتاً ہلکا' مگر دونوں ہی بے حد خوبصورت تھے۔
ے بڑی مشکلوں سے پیسے نکلوائے ہیں' ایمن کی دفعہ بڑا ہاتھ کھلا تھا۔ اب کنجوسی سوجھ رہی
تمہارے جہیز کے ڈھیرے اتنا ہی زیور بنواؤں گی' تمہیں پسند آیا؟"
ا ہے۔"
اب اچھا سا رشتہ بھی مل جائے۔" مہر النساء نے روانی میں پہلی بار ایسی کسی خواہش کا اظہار کیا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کے سامنے کیا تھا۔ موحل نے چونک کر ان کا چہرہ دیکھا۔۔۔جی چاہا کہہ دے۔
"ماں! ایک شخص ہے۔۔۔ تمہاری بیٹی اس کے ساتھ ساری زندگی گزارنے کا خواب دیکھ رہی
خوابوں میں رنگ بھر دو گی' یا ایمن کی طرح اس کی آنکھوں سے بھی سارے خواب نوچ کر ریت بھر دو
"کیا سوچنے لگیں؟"
"ممی! مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔" لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر اس کے لبوں سے نکلے۔
مہرالنساء نے چونک کر موحل کو دیکھا۔

❖ ❖ ❖ ❖

"دوپہر کے لیے کیا بناؤں؟" صغریٰ اس سے پوچھنے لگی۔ اس نے ریموٹ انگلیوں میں
زاری سے صغریٰ کو دیکھا۔ وہ ٹی وی دیکھ نہیں رہی تھی۔ صرف گھر کے سناٹے کو توڑنے کے لیے لگا
"اپنے لیے کچھ بنالو۔ میں بعد میں دیکھ لوں گی۔"
"دو طرح کے سالن پڑے ہیں۔" صغریٰ کو بھی بنانے میں آلکسی آگئی۔
"ٹھیک ہے شام کو دیکھیں گے۔" ایمن نے چینل بدلتے ہوئے مسالا پر ہاتھ روک لیا۔
"سنو، رجو کو نہیں لینے گئیں؟" ایمن نے پوچھا تو وہ کچھ دل گرفتی سے ٹھہر گئی۔
"گئی تھی۔۔۔ پر ان چنڈالوں نے بھیجنے سے انکار کردیا۔"
"کیوں؟ انہیں کیا تکلیف ہے۔"
"کہتی ہیں۔ ابھی سے بھیج دیں تو گھر کا کام کون کرے گا' قریب آکر لے جانا' ابھی جنوروں کی طرح
گی۔ پھر یہاں پھینک دیں گی کہ لو سارا خرچہ کرو' خرچہ بھی کروں اور نیکی بدی جو ہو' اس کی ذمہ داری
ایسے کمینوں کے پلے پڑی ہے رجو' سوکھ کر کانٹا ہو رہی ہے۔"
"تو تم زبردستی لے آتیں۔" ایمن کو رجو کی حالت کا سن کر افسوس ہوا۔
"میں تو لے بھی آتی۔ اس کی ساس کو چار چھ سنا بھی دیتی۔ مگر رجو ہاتھ جوڑنے لگی کہ اماں مجھے لے
ایک بار غلطی کی' بار بار نہیں کروں گی۔ یہ سب اس کے پہلے شوہر کی بددعائیں ہی ہیں۔ اچھا تھا' بیا
باتوں میں آگئی۔" وہ دوپٹے سے آنکھیں پونچھنے لگی' ایمن کو تاؤ آگیا۔
"ارے' اب گھر بسانے کے چکر میں اپنی جان سے جائے گی۔ اپنے شوہر سے کہو کر کے ۔۔۔
بیاہی ہے' بیچی تو نہیں۔"
"بیچی ہی تو ہے۔ اسی لیے تو ہاتھ بندھے ہیں۔" صغریٰ نے سر جھکالیا۔ ایمن کو غصہ تو خوب آیا
سنائے۔ بمشکل ضبط کر کے اسے جانے کو کہا اور بہر ٹہلنے لگی۔
"مجھے کیا ضرورت ہے پرائے پھڈے میں ٹانگ اڑانے کی۔ یہ جانے اور ان کے الٹے سیدھے
پروگرام میں کک "چکن چاؤمن" بنانا سکھا رہا تھا۔۔۔ ایمن کی توجہ ادھر ہو گئی' ڈش بننے تک اپنا ال
کچن میں آگئی۔ صغریٰ روٹیاں بنا رہی تھی' اس نے چکن چاؤمن کی تیاری شروع کردی۔ ڈش ا
تھی' جب نجو اس کا موبائل اٹھائے بھاگی آئی۔
"باجی! کب سے بج رہا ہے۔"
ایمن نے نمبر دیکھا' طاہر کا تھا' وہ آنچ دھیمی کرتی باہر آگئی۔ اس کے ارادے' طاہر ۔۔۔
سب کے سب پھسپھسے ثابت ہوئے۔ طاہر جیسے گھاگ بندے کے سامنے اس کی ایک ۔۔۔
کسمپرسی' بیروزگاری' شکستہ دلی نے ایمن کے نرم دل کو بالکل ہی موم کردیا۔ اب خدا جانے ۔۔۔
ہوئی محبت جاگ اٹھی تھی۔ بہرحال طاہر اس سے ٹھیک ٹھاک فائدہ اٹھانے کی سوچ چکا تھا۔
"کیا ہو رہا ہے سویٹ ہارٹ!" اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔ ایمن اس کے طرزِ تخاطب

کھانا۔" اس نے مختصر جواب دیا۔
کیلے۔"
لازموں کی فوج ساتھ لگالوں۔"
۔۔۔ یہ تو روایتی سی کہانی بن گئی' محلوں میں رہنے والی شہزادی' تنہا' اداس اداس اور۔"
نا کیا چاہتے ہیں۔" ایمن تھوڑا چڑ گئی۔
اب بھوکے مگر خوبرو لکڑہارے کو انوائٹ کرلو۔"
ہیں نہ۔" ایمن ہنس دی۔
تم دل شہزادی کی طرف سے دعوت ہی سمجھوں۔" وہ شرارت آمیز سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔ ایمن
ی گھر بلائے تو کیسے۔۔۔ انکار کرنا بھی مشکل لگ رہا تھا۔
۔۔۔ تم تو پریشان ہوگئیں۔۔۔ یار! میں تو مذاق کر رہا تھا۔" وہ ہنس دیا۔
پریشان تو تمہیں ہوئی' میں تو بس۔" ایمن سے بات نہ بن سکی۔
۔۔۔ تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ اتنا تمہارا شوہر تمہیں نہ جانتا ہوگا' جتنا میں تمہیں سمجھتا
ہے وہ دن۔۔۔ جب روتی بسورتی مجھ سے کہہ رہی تھیں' سر! میں آگے نہیں پڑھوں گی۔" طاہر کے یاد
ن کو نجانے کیا' کیا کچھ یاد آیا۔
اب بھول گئیں؟"
کچھ یاد ہے۔" وہ آہستگی سے کہنے لگی۔
جب میرے کندھے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں' طاہر! میں آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ
ر کا لہجہ دھیما ہو گیا۔ "دیکھ لو' اسے کہتے ہیں وقت کا تغیر' جذبات کا اتار چڑھاؤ' زندہ بھی ہو اور مزے میں

ن کی چپ رہ گئی' دونوں کے درمیان خاموشی کا وقفہ کچھ زیادہ ہی طویل ہو گیا۔
کھالو ورنہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔" وہ خیال رکھتا' اپنائیت کا احساس دلاتا لہجہ۔۔۔
نے کھالیا؟"
خدا حافظ۔"
" ایمن نے جلدی سے پکارا۔ "شام کو فری ہیں؟"
ہوتا ہوں۔"
بجے پارک میں میرا انتظار کیجیے گا۔۔۔ ہمیں کچھ شاپنگ کرنے جانا ہے۔"
ہے؟" اس نے شاپنگ کی تفصیل نہیں پوچھی۔
ماں پوچھ رہی ہیں' کھانا لگادیں؟" نجو نے آکر پوچھا۔
" وہ خود فریش ہونے واش روم میں چلی گئی۔ واپس آئی تو کھانا لگ چکا تھا۔ وہ بے حد رغبت سے
تھی۔ مگر نجانے کیا ہوا؟
ایک نظر وسیع و عریض میز پر ڈالی' میز کے ایک کونے پر وہ تنہا کھانا کھانے بیٹھی تھی۔
ہا نہیں' جسے اس بات کی فکر ہو کہ میں نے کھانا کھایا یا نہیں۔ یہاں ہے کون ہے جو میری پروا کرے'
پاؤں۔"
لے کر ہی بے زار ہو گئی' سب کچھ یونہی چھوڑ کر اٹھ گئی۔ شام تک کا وقت یونہی کسل مندی اور
ں گزرا۔ ساڑھے چار بجے اٹھ کر اس نے نہا کر کپڑے بدلے۔ تیار ہو کر نکلنے کو تھی' جب فرحت
کوفت و بے زاری کو اس نے بمشکل مسکراہٹ کے پردے میں چھپا لیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"بہت دنوں سے تم آئی ہی نہیں' تیمور اور سکندر بھی بہت یاد کرتے تھے۔ آج ان کی دادو نے کہا
آؤ' بچی کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔"
"جی بس ذرا مصروف رہی تو۔" ایمن سوچ رہی تھی انہیں بٹھائے یا ٹال دے۔
"کیوں طارق بھائی آئے تھے؟" فرحت نے شوخی سے چھیڑا۔
"ارے نہیں۔" ایمن بمشکل ہنسی' پھر انہیں لے کر لان چیئرز کی طرف بڑھ گئی۔ پانچ بج چلے تھے' وہ
اس کا انتظار کر رہا تھا۔
"چائے لیں گی یا ٹھنڈا؟"
"چائے۔" فرحت نے بے تکلفی سے اپنی چوائس بتائی' ایمن کا جی چاہا اپنا سر پیٹ لے۔ اس نے
کیا' صغریٰ کو آواز دے کر چائے کے لیے کہا اور بے توجہی سے فرحت کی باتیں سننے لگی۔
بارے میں بھی نہیں پوچھا' فرحت بے وقوف تو نہ تھی' جلد ہی اس کی بے چینی بھانپ گئی۔
"کیا بات ہے اتنی بے چین کیوں ہو' کسی کو آنا ہے؟"
"ارے نہیں' وہ دراصل میں جا رہی تھی۔"
"اوہ! تو میں غلط وقت پر آگئی۔" فرحت نے افسوس اور شرمندگی سے کہا۔
"بس وہ بہنیں انتظار کر رہی ہوں گی' ہمیں مل کر کہیں جانا تھا۔" ایمن نے بروقت بہانہ کیا۔
"تو تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں' میں کون سا دور سے آئی ہوں پھر آجاؤں گی۔" فرحت کھڑی ہو گئی۔
"میں بہت معذرت چاہتی ہوں آپی!" ایمن نے اس کے اٹھ جانے پر اللہ کا شکر ادا کیا۔
"ایمن! اتنی غیریت کیوں برت رہی ہو۔ اب تم چکر لگانا' بچے بہت یاد کر رہے ہیں۔"
"جی ضرور۔" انہیں رخصت کر کے وہ صغریٰ کو دیکھنے لگی جو چائے لے کر آرہی تھی۔
"سنو! میں قریبی پارک تک جا رہی ہوں' گھر کا خیال رکھنا۔"
"یہ چائے۔"
"حمید کو پلا دو۔" وہ عجلت میں نکل گئی۔ صغریٰ ہکا بکا چائے کے ساتھ موجود لوازمات دیکھنے لگی۔
پارک سنسان تھا کیونکہ ابھی شام پوری طرح ڈھلی نہ تھی۔ چھوٹے سے پارک میں شام ڈھلے لوگ
کے ساتھ آتے تھے۔ ایمن نے دور سے طاہر کی بائیک اور بنچ پر بیٹھے طاہر کو دیکھ لیا تھا۔ جینز
بکھرے بکھرے بال' وہ ذرا سا جھکا جوتے کی نوک سے گھاس اکھیڑ رہا تھا۔ ایمن کے قدم سست پڑنے
وہ اسے دیکھ رہی تھی اور اندر ایک احساس زیاں جاگ رہا تھا۔ کچھ کھو دینے کا جان لیوا احساس۔
"کچھ لوگوں کو زندگی کتنی آسانی سے ضائع کر دیتی ہے' کیا یہ شخص اسی قابل تھا کہ وہ زمانے
کھائے۔" ایمن نے بے حد دکھ سے سوچا۔ اسے کون سمجھاتا کہ جو لوگ خود زندگی کو برتا نہیں جانتے
کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ وہ قریب آچکی تھی مگر طاہر گم صم تھا۔ ایمن کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ
نے عقب سے اپنا دایاں ہاتھ طاہر کی آنکھوں پر رکھ دیا۔
"میں تمہیں تمہاری خوشبو سے پہچان جاتا ہوں۔"
ایمن نے جھینپ کر ہاتھ ہٹانا چاہا مگر وہ تھام چکا تھا۔ ایمن سامنے آگئی۔ طاہر نے ایمن کو دیکھا تو
ہلکی سی خفگی جھلک رہی تھی۔
"سوری! مہمان آگئے تھے۔"
وہ خاموش نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا پھر آہستگی سے ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔
"بیگم صاحبہ ہو گئی ہو' انتظار تو کرواؤ گی۔"
"طاہر۔ میں۔۔۔"

...تا ہے؟" وہ خفگی سے بولا۔
...اتنی معمولی سی بات پر مجھ سے خفا ہو رہے ہیں۔" ایمن تیزی سے اس کے قریب آئی۔ طاہر رک
...کے چہرے پر حیرت و پریشانی متر شح تھی۔
...لیے خفا ہیں کہ آپ کو انتظار کرنا پڑا ہے؟"
...قصداً" مسکرایا۔
"اس نے ایمن کا گال اسی پرانے انداز میں تھپتھپایا۔ ایمن کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ

...را انتظار ساری زندگی کر سکتا ہوں پگلی! اگر۔۔۔ اگر نصیب پر یقین ہوتا۔"
...ہک کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ اس کا دایاں گال سلگنے لگا تھا۔
...ئیک اسٹارٹ کر لی پھر پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ خاموشی سے جا کر اس کے پیچھے بیٹھ گئی اور بے حد
...سے طاہر کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔
...کے لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔
...سے پکڑو' گر گئیں تو تمہارے شوہر کو کیا جواب دوں گا۔ چلنا کہاں ہے؟"
...تایا۔ اس دن ایمن نے بہت سی شاپنگ کی۔ کچن میں استعمال کی وہ تمام چیزیں جو کسی چھڑے
...کو ارجنٹ کھانا فراہم کر سکیں' یہ بند خوراک' خشک میوہ جات' بریڈ' جیم' شربت کی بوتلیں' چکن
...ملک پیک' بسکٹس' نیسلے۔۔۔ اس کی سمجھ میں جو کچھ بھی آیا اس نے خرید لیا۔ طاہر امپریس
...ہو کر کسی بھی چیز کی قیمت دینے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی تھی۔
...ن بائیک پر کیسے جائے گا؟"
...ہیں ٹیکسی پر۔" ایمن نے پوائنٹ کی۔
...رو کنا پڑے گی۔ تم کسی ملازم ساتھ لے آتیں۔"
...آپ کا گھر دکھا دیتی تاکہ وہ سارے شہر میں ڈھنڈورا پیٹتا۔"
"طاہر محمود نے اچنبھے سے ایمن کو دیکھا۔
...؟ وہاں آل ریڈی یہ سب موجود ہے۔" اس نے لاپروائی سے کہا۔

...بہت اچھی پینٹ شرٹس خریدی ہے' آج چلیں یا کل؟" ایمن کا انداز ہنوز برقرار تھا۔
...ت میں کر اس کا بازو جکڑ کر کاؤنٹر کے ایک طرف لے گیا۔
...ہے؟" اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔
...نے بے حد سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ "میں آپ کو اس کسمپرسی کی حالت میں نہیں دیکھ سکتی۔
...رشتہ تھا۔ میرا اور آپ کا وہ رشتہ آج بھی ہے۔ میری شادی ہو جانے سے وہ سارے ناتے ٹوٹ
...گئے ہیں تو بتا دیں تاکہ آج کے بعد ہم کبھی نہ ملیں۔" طاہر محمود لب بھینچ کر اسے دیکھتا رہا پھر

...ر کر رہی ہو۔"
...دوبارہ سے کاؤنٹر کی سمت بڑھ گئی۔
...ری منزل پر تھا' وہ بھی کوئی صاف ستھرا فلیٹ نہیں۔ تنگ' بدبودار' سیلن زدہ' نیم تاریک جس
...راج تھا۔ لفٹ کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ کچھ سامان ایمن نے اٹھایا مگر جلد ہی اس کا سانس
...ے لگے۔ طاہر کو دو چکر لگانا پڑے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"آپ یہاں رہتے ہو؟"
فلیٹ کی حالت دیکھ کر ایمن کا سر مزید چکرا گیا۔ چھوٹے سے فلیٹ میں نجانے کیا الم غلم ٹھونس رکھا
فرنیچر گندے سندے بستر، پرانی کتابیں۔
"جو لوگ پہلے یہاں رہتے تھے، وہ اپنا سارا فالتو سامان یہیں پھینک گئے۔" طاہر کچھ شرمندہ
تھا۔ "اور آپ نے سنبھال کر رکھ لیا۔" ایمن نے چڑ کر کہا۔ طاہر خاموشی سے سامان اٹھا کر کچن لے
ایمن اس کے پیچھے تھی مگر کچن کی حالت دیکھ کر اسے ابکائیاں آنے لگیں۔
"اُفوہ۔ تم یہاں کیوں آگئیں۔۔۔ پلیز۔ یہ باتھ روم۔" وہ کچھ جھنجلایا، کچھ بوکھلایا۔
گیا۔
"آپ۔۔۔ آپ باہر چلے جائیں۔" ایمن نے بمشکل کہا۔ جہاں کچن کی یہ حالت ہو، وہاں باتھ
ہوتا۔ طبیعت سنبھلنے کے بجائے مزید بگڑنے لگی۔ کن دقتوں سے منہ پر پانی کے چھپاکے مار
آنکھوں کے سامنے اندھیرا آگیا۔ اس سے قبل کہ زمین بوس ہو جاتی۔ طاہر نے لپک کر اسے بازو
لیا اور قریب ہی صوفے پر لٹا دیا۔
"ایمی۔۔۔ ایمی۔ تم ٹھیک تو ہو۔" وہ متوحش سا اس کے ٹھنڈے ہاتھ سہلانے لگا۔
"ایمی! یار آنکھیں تو کھولو۔" اس نے جلدی سے اٹھ کر سیون اپ کھول کر گلاس میں ڈالی
کر بٹھایا۔
"دو گھونٹ لے لو۔" ایمن نے گھونٹ گھونٹ کر کے پیا تو دل ٹھہر سا گیا۔ اس نے طاہر
دیا۔ "اب ٹھیک ہو، ڈاکٹر کو بلاؤں؟" وہ دھیرے دھیرے اس کا سر سہلانے لگا۔ ایمن کو سکون
میں سر ہلا دیا۔
"تم نے میری جان نکال دی تھی۔"
ایمن نے آنکھیں کھولیں اور ذرا سا سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ طاہر کا فکرمند، پریشان چہرہ اس
تھا، وہ آہستگی سے پرے ہو گئی۔
"طبیعت کیسی ہے؟" کیسا فکرمند، نثار ہوتا لہجہ تھا۔ ایمن کی آنکھیں بھر سی آئیں۔ اس
اور ایک نظر کمرے پر ڈالی۔
"یہاں کیسے رہ لیتے ہیں طاہر!"
"مجبوری ہے ایمی! میں اسی لیے تمہیں یہاں نہیں لانا چاہتا تھا۔" وہ شرمندہ ہونے لگا۔
"یہ کاٹھ کباڑ تو باہر نکلوائیں۔" اس نے ٹوٹے پھوٹے فرنیچر کی طرف اشارہ کیا۔
"اب نکلوا دوں گا بلکہ اچھی طرح صفائی بھی کروا دوں گا۔ تم تھوڑی دیر لیٹ جاؤ ایمن!"
تکیہ لا کر ایمن کے قریب رکھا پھر پیشانی چھو کر دیکھنے لگا۔
"بہت دیر ہو گئی ہے طاہر! اب مجھے جانا چاہیے۔" ایمن کو احساس ہوا وہ گھر سے کافی دیر
"ایسی حالت میں کیسے جاؤ گی، اتنی سیڑھیاں اترنی ہیں۔ تھوڑی دیر تو رکو۔ اچھا کچھ لاتا ہو
سے روکنے لگا۔
"پلیز میں یہاں کچھ بھی نہ کھا سکوں گی۔" ایمن نے ناک چڑھائی تو طاہر ہنس دیا پھر اس کی
"میری شہزادی کچھ زیادہ ہی نازک مزاج ہو گئی ہے۔ آؤ۔۔۔"
سج سج، کس احتیاط، پیار اور خیال کے ساتھ طاہر نے اس کی سیڑھیاں اترنے میں مدد کی
تھا کہ ایمن کو ننھی بچی کی طرح اٹھا لے۔
ایمن کو کچھ عجیب سا احساس ہونے لگا۔

نہیں ٹیکسی پر گھر چھوڑنے گیا تھا۔ ٹیکسی گھر سے کچھ دور رکوالی۔
اب گھر جا کر کہیں مصروف نہ ہو جانا۔ اطمینان اور سکون سے کھانا کھا کر بستر پر لیٹ جانا۔ ہو سکے تو
مجھے تو بے حد کمزور لگ رہی ہو۔"
۔۔؟" ایمن نے مسکراہٹ لبوں میں دباتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ طاہر اس کی شرارت پا گیا۔
اس کا چہرہ تھام کر آنکھوں میں جھانکا۔
لیے بہت خاص ہو ایمن! مجھے اپنی زندگی سے بھی زیادہ پیاری ہو، اپنے لیے نہ سہی، میرے لیے اپنا

مگر فوراً ہی پیچھے ہٹ گیا۔
بھول جاتا ہوں کہ تم کسی اور کی امانت ہو۔"
کربلا کی تشنگی، بلا کی پیاس جگی مگر وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا۔
ہوتے گلے پر ہاتھ رکھا اور پلٹ کر اپنے گھر کو دیکھا۔ شام کے سائے نیم تاریکی میں مدغم ہو چکے
چکر چکر کر رہا تھا۔
میں میرے اندر تاریکیاں کیوں پھیل رہی ہیں۔"
مرے قدموں سے گھر کی سمت قدم بڑھا دیے۔
ہے؟ جو میرا منتظر ہو گا۔"
تی جو بار بار گیٹ کا چکر لگا رہی تھی۔
تھیں بی بی! میں تو پریشان ہی ہو گئی۔"
۔" ایمن نے ناگواری سے اسے دیکھا۔
ہو گیا ہے۔ میرا دل گھبرانے لگا۔ یہ حمید تو پارک میں بھی دیکھ آیا۔ کہنے لگا ادھر تو نہیں ہیں۔"
کے قدم رکے، اس نے کھا جانے والی نظروں سے صغریٰ اور گیٹ کے ساتھ کھڑے حمید کو
تھی تم لوگوں کو، اب میں تمہیں پل پل کا حساب دوں کہ میں کب پارک میں جاؤں گی اور کب
باڈی گارڈ لگے ہو یا میری جاسوسی کر رہے ہو؟" وہ یوں گرجی کہ صغریٰ اور حمید ہکا بکا رہ گئے۔
تھوڑا سنبھلی۔ "طارق پتر کا دو بار فون آگیا تو اس نے کہا تھا، ورنہ بی بی! ہمیں کیا پڑی ہے۔"
کا سن کر ایمن تھوڑی دھیمی پڑ گئی۔
اوقات میں فون کرتا ہوتا ہے۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔ پھر نجانے کیا سوچ کر وضاحت کی۔
پل گئی تو میں اس کے ساتھ چلی گئی۔ کھانا تیار ہے تو لگا دو۔"
دیکھے وہ اندر چلی آئی۔ موبائل اٹھا کر دیکھا تو طارق کی تیسری کال بھی مس ہو چکی تھی۔ وہ
لے کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ جلد ہی طارق کی چوتھی کال آگئی۔
تم؟" اس نے ایمن کی آواز سن کر چھوٹتے ہی پوچھا۔
ہوں۔"
ایمن! یہ کوئی وقت ہے گھر سے باہر رہنے کا اور وہ بھی اکیلے۔ اس وقت پارک میں کیا کر رہی تھیں؟
تم وہاں بھی نہیں تھیں۔"
حال چال۔ بس ڈانٹ ڈپٹ شروع)
گئی اور طارق اس کی خاموشی پر جھنجلا گیا۔
کیوں ہو؟"
سوچ رہی ہوں، میرے شوہر کو مجھ پر کتنا اعتبار ہے۔" وہ چبا چبا کر بولی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

”اس میں اعتبار‘ بے اعتباری والی کون سی بات ہے۔ ملک کے حالات دیکھ رہی ہو پھر تم یہاں اکیلی ...
قسم کی ذمہ داریاں تم پر عائد ہوتی ہیں۔“
”وہ۔ اسی لیے مجھ پر جاسوس بٹھا رکھے ہیں۔ حمید کو پارک میں بھیج دیا کہ جاؤ دیکھو‘ کہیں میری ...
ساتھ ڈیٹ پر تو نہیں گئی۔ کیا عزت رہ گئی میری نوکروں کے سامنے‘ وہ کیا سوچتے ہوں گے‘ میں ...
ہوں جس پر اس کا شوہر شک کرتا ہے۔“ ایمن کے لہجے سے طنز اور غصہ مترشح تھا‘ طارق ہکابکا رہ گیا۔
”حد کر لی ہو ایمی! یہ تم بات کو کس طرف لے جا رہی ہو۔ میں تم پر شک کیوں کرنے لگا اور اگر ...
تو میں تمہیں اکیلا چھوڑ کر یہاں آتا ہی کیوں۔ افسوس ہے تمہاری سوچ پر۔ سیانے سچ ہی کہتے ...
مت بیٹھی ہے‘ کہو کچھ‘ سمجھے گی کچھ۔“
”ہاں‘ ساری عقل تو آپ مردوں میں ہے۔“
”اچھا۔ اگر خواہ مخواہ لڑنے کا شوق ہو رہا ہے تو لڑ لو میں اتنی دور سے اسی لیے تو فون کرتا ہوں۔“ طار...
سے کہا تو ایک پل کو ایمن خاموش سی ہو گئی۔
”تمہاری حالت بھی ایسی ہے۔ دھیان ہر وقت تمہاری طرف ہی رہتا ہے۔ وقار بھائی بھی یہی ک...
تمہارے پاس کسی تجربہ کار عورت کا ہونا ضروری ہے‘ اس لیے اب یا تو تم میکے چلی جاؤ یا پھر چاچی ...
تمہارے پاس آ جائیں۔“
”اُف۔ اب چاچی کیا سارا سال میرے پاس بیٹھی رہیں گی۔“ ایمن چڑ گئی۔ ”تھوڑا قریب جا کر بلا لیں ...
”تو میکے چلی جاؤ‘ مہو آپا کے پاس ہو گی تو ہم بھی بے فکر ہو جائیں گے۔“
”ابھی چلی جاؤں؟“
”اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو؟“
”میں جب مناسب سمجھوں گی چلی جاؤں گی۔ اتنی بے عقل نہیں ہوں۔“
”تمہاری عقل کے مظاہرے میں خوب دیکھ چکا ہوں۔ میں اس معاملے میں کوئی کمپرومائز نہیں ...
بچہ تمہارے پاس میری امانت ہے۔“
”ہونہہ۔“ ایمن نے غصے سے فون ہی بند کر دیا۔
”جاہل مرد۔ کیا سمجھتا ہے عورت کو‘ صرف بچہ پیدا کرنے والی مشین۔“
وہ بہت دیر تک بڑبڑاتی رہی۔ کھانا بھی ذرا سا کھایا۔ نوکروں کو جلد ہی فارغ کر کے بیڈ روم میں آ ...
لیٹی تو کمر میں شدید درد کا احساس ہوا۔
”اب گھر جا کر کہیں مصروف نہ ہو جانا‘ اطمینان اور سکون سے کھانا کھا کر بستر پر لیٹ جانا۔“ ...
احساس کے ساتھ کہہ رہا تھا۔
”تو طاہر۔ لیٹ گئی ہوں مگر اطمینان اور سکون کہاں سے لاؤں۔“
اس نے یاسیت کے ساتھ سوچا اور آنکھیں موند لیں۔

✿ ✿ ✿ ✿

صبح صبح سدرہ کا فون آ گیا‘ خوب ناراض ہوئی۔
”تم غائب کہاں ہو۔ کتنا عرصہ ہو گیا ہے تم گھر نہیں آئی ہو۔“
”آپ تو روز آتی ہیں۔“
”خوب۔ اب ہم پر برس گئی۔ تمہیں تو اپنے بھانجے کی یاد بھی نہیں آتی۔“
”ارے۔ زین کیسا ہے؟“
”میں کیوں بتاؤں‘ آ کر دیکھ لو۔“ ”ہاں‘ میں چکر لگاؤں گی۔“

...یں جا رہی ہوں‘ تمہارا موڈ ہو تو ساتھ چلو۔ چاچا‘ چاچی سے مل لینا۔“
...پر وہ الجھن میں پڑ گئی۔ صاف انکار کرنا بھی عجیب لگا۔
...طبیعت ٹھیک نہیں ہے‘ اس لیے سفر کرنے کو من نہیں کرتا۔“ ایمن نے عذر تراشا۔ سدرہ اس کا

...۔ طارق آئے تو اس کے ساتھ چلی جانا۔ ڈاکٹر کے پاس جا رہی ہو؟ ریگولر چیک اپ کروایا کرو۔“
...یمن نے ٹالا۔ حالانکہ وہ ایک بار ہی ڈاکٹر کے پاس گئی تھی۔ اس کی دی طاقت کی دوائیاں بھی ڈھنگ
...ہیں کیں‘ اسی لیے تو کمزوری دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔
... کا فون آ گیا‘ وہ بھی ایسے ہی گلے شکوے کرنے لگیں۔ جب سے اس کی زندگی میں سدھار کا عمل
...ہ بھی کبھار گاؤں فون کر لیا کرتی تھی۔ پہلے فرحت پھر سدرہ‘ اب

...ہوئے لان میں آ بیٹھی۔
...ہے اپنے معمولات سے ہٹنے لگی ہوں۔ یہ۔ کیا یہ سب طاہر کی وجہ سے ہے؟ وہ پھر سے میری
...طرح شامل ہوتا جا رہا ہے‘ جس طرح ماضی میں لیکن اب اس کا اس طرح میری زندگی میں شامل ہونا
...ہے۔ یہ میرا اور اس کا تعلق۔ کیا نام دوں؟
...صرف اور صرف محبت۔“ کوئی اس کے اندر بہت زور سے چیخا۔

...۔“ اس نے تھک کر دونوں ہاتھوں میں اپنا سر گرا لیا۔ ”لیکن یہ کیسی محبت ہے جو ہمیشہ میری
...ائی ڈال جاتی ہے اور اب۔ اب کے تو سنگسار کر دی جاؤں گی۔ میں طاہر کو منع کرنا چاہتی ہوں‘ وہ مجھ
...ہ مگر کیسے کروں‘ اس کا میرے سوا اس دنیا میں ہے ہی کون؟ پھر جیسے اس کے حالات ہیں۔ میں بھی
...ف۔ یا اللہ! میں کیا کروں۔ ایک بات تو طے ہے ایمن۔ تم طاہر کی محبت کبھی بھی اپنے دل سے
...ں۔ طارق کچھ بھی کر لے‘ وہ ابھی تک طاہر کی جگہ نہیں لے سکا۔“
...طاہر محمود کی جگہ لے بھی کیسے سکتا تھا‘ وہ بے چارہ سیدھا سادا انسان اور طاہر لفظوں کا کھلاڑی۔
...لیز لفاظی کے سامنے ایمن جیسی کم عقل اور ناتجربہ کار لڑکیاں ریت کی دیوار کی طرح ڈھے جاتی
...ی اس نے کئی فون اس کی خیریت دریافت کرنے کو کر ڈالے۔
...ہے طاہر! میں بالکل ٹھیک ہوں۔“ ایمن ہنس دی۔
...پاس گئی تھیں؟“ وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔
...ڈاکٹر کے پاس کیوں جاتی۔“ ایمن نے دانستہ نخرہ دکھایا۔
...ہو‘ کسی بھی بیماری کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہ بھی بس امیروں کے چونچلے ہیں۔ جیب میں پیسہ
...ہ کرنے سے جان جاتی ہے۔ ان غریبوں سے پوچھو جو بیماری میں تڑپتے‘ تکلیف سہتے‘ حسرت سے
...لاش کوئی اسپتال کی پرچی ہی بنا دے۔“ وہ تلخی سے کہتا گیا‘ ایمن کو ٹوکنا پڑا۔
...ہے طاہر۔“
...بتاؤ۔ آج ملنے آؤ گی؟“
...سکوں۔ تو۔؟“
...شام کو اپنی زندگی سے نکال دوں گا۔“ طاہر نے برجستہ کہا۔ ایمن دھیمے سے مسکرائی۔
...ضرورت نہیں پڑے گی۔“
...ہو؟“ طاہر نے بے تابانہ پوچھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ہوں۔" سارا دن گھر بیٹھے بیٹھے یوں بھی بوریت ہونے لگی تھی۔ نما کر بلیک کلر کا خوبصور...
سوٹ پہنا۔ دل لگا کر تیار ہوئی۔ صغریٰ کو بتا کر نکلی تو وہ اچنبھے سے اسے دیکھنے لگی۔
گیٹ پر حمید نے بھی اسے حیرت سے دیکھا۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تو گیٹ بند کر...
صغریٰ کچن میں تھی۔ چن چن کر بوٹیاں نکالتی چاولوں کی پلیٹ پر رکھ رہی تھی۔
"یہ کون سی بار کھا رہی ہے؟" اس کی آواز پر صغریٰ اچھل پڑی پھر ناگواری سے بولی۔
"تجھے کوئی تکلیف ہے؟"
"لا مجھے بھی دے۔" وہ اس کے ساتھ ہی پلیٹ میں شروع ہو گیا۔ دوسرے ہاتھ میں مرغ کی ٹانگ...
"تو کھالے' میں اور نکال لیتی ہوں۔" صغریٰ نے پلیٹ اس کے سامنے پٹخی۔ خود دوسری اٹھائی۔
"یہ تمہاری بی بی آج کل کن ہواؤں میں ہے؟"
"کیوں؟" صغریٰ چونکی۔
"دیکھ' کیسی بھولی بنتی ہے۔ ایک نگاؤں تو سچ اگل دے۔ تجھے تو بتا کر ہی جاتی ہوگی۔"
"خوامخواہ... پارک..."
"ہا... ہا... ایسا بن سنور کر کئی کئی گھنٹوں تک پارک میں جواکوں (بچوں) کے ساتھ فٹ بال کھیلتی دے صغریٰ... زمانہ دیکھا ہے... سرکار سائیں یہاں نہیں ہے' اسی کا فیدہ اٹھا رہی ہے۔ مجھے تو پہلے لڑکی ٹھیک نہیں... صاحب پھنس گیا ہے۔"
"اللہ کا واسطہ..." صغریٰ نے پلیٹ پٹخ کر دونوں ہاتھ باندھ دیے۔ "زبان اندر کر... منہ بند... فیدہ ہے۔ ہمیں کیا' بڑے لوگوں کی بڑی باتیں... جو مرضی گند کھلا دیں... آم کھا پیڑ نہ گن..." یہ... نے ٹانگ کی ہڈی حمید کی ناک میں گھسیڑی۔ "تیری' میری تنخواہ' مفت کا کھانا' لباس' بچوں کے اسکول کہاں سے ملیں گے ایسے عیش... فیدہ اٹھا فیدہ۔ وہ بھی آنکھیں بند کر کے۔ دنیا تو نے نہیں' میں لے... ہے۔ روز گھنٹوں گھر سے باہر رہنا' فون پر باتیں وہ بھی چوری چوری۔ سب دیکھ رہی ہوں' پر ہمیں کیا؟"
"ہونہہ... خاوند ادھر کما کما کر پھاواں ہو رہا ہے۔ یہ ادھر دونوں ہاتھوں سے لٹا رہی ہے۔"
"مٹی ڈال۔ سارا قصور ہی خاوند کا ہے۔ نہ گھر میں چھوٹا نہ بڑا۔ اکیلی لڑکی کو چھوڑ کر چلا گیا۔ جوان... پھر رج کے سوہنی' کسی کے ساتھ آنکھ لڑ گئی ہوگی۔ چھوڑ... تجھے کہا تھا' رجو کی طرف ہو آنا۔"
"ہاں جاؤں گا۔"
"ابھی چلا جا۔ یہ تو دو گھنٹوں سے قبل آنے والی نہیں۔"
"تھوڑا پھل ڈال دے شوپر (لفافہ) میں۔ خالی ہاتھ جاؤں گا؟"
حمید نے کہا تو صغریٰ اسے گھورتی ہوئی فریج سے سیب نکال کر لفافے میں ڈالنے لگی۔

☼ ☼ ☼

جب دکھ کی ندیا میں ہم نے جیون کی ناؤ ڈالی تھی
تھا کتنا کس بل بانہوں میں' لہو میں کتنی لالی تھی
یوں لگتا تھا دو ہاتھ لگے ناؤ پورم پار لگی
پر یوں نہ ہوا' ہر دھارے میں ان دیکھی منجدھاریں تھیں
کچھ مانجھی تھے انجان بہت' کچھ بے پرکی پتواریں تھیں
پر یوں نہ ہوا کہ روگ کچھ اتنے ڈھیر پرانے تھے
ویدان کی ٹوہ کو پا نہ سکے اور ٹوٹکے سب بے کار گئے

اب جو بھی چاہو چھان دھرو اب جو بھی چاہو دوش بھرو
اب تم ہی کہو کیا کرنا ہے' اب کیسے پار اترنا ہے
اب تم ہی کہو کیا کرنا ہے اب کیسے پار اترنا ہے

...ی جملوں کی تکرار کرنے لگا۔ ایمن نے گردن گھما کر طاہر کو دیکھا' وہ آنکھیں بند کیے مسلسل

...ب تک چلے گا؟"
...ب تک چلے گا؟" طاہر نے بنا آنکھیں کھولے اسی کے لہجے میں پوچھا۔
...ت کر رہی ہوں۔"
...ی...." وہ آنکھیں کھول کر سیدھا ہو بیٹھا۔ وہ اب تقریباً" روز ہی ملتے تھے۔ جس دن نہ مل پاتے'
...رہ گیا۔ طاہر کی خوبصورت باتوں کے حصار میں ایمن بھول ہی گئی کہ روشنی کی طرف آتے آتے
...سمت مڑ گئی ہے۔ اسے بھول گیا کہ اس کا شوہر دیار غیر میں کن مشکلوں سے روپیہ کماتے ہوئے
...ہو رہا تھا جسے وہ بے دردی سے طاہر پر لٹا رہی تھی۔ حتیٰ کہ وہ خوش خبری بھی جس کے لیے لوگ

...طاہر اور اس کی کھوئی ہوئی محبت جسے وہ پھر سے پا رہی تھی۔

...ر اک احساس سا جاگتا۔
...کھوں سے نیند اڑا لیتی۔
...رے دھوکے میرے ہی ساتھ کرنے تھے۔ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ طارق کی جگہ طاہر..."
...تھی' جو یہ سوچ کوئی پڑھ لے تو۔
...ر ادھر دیکھنے لگی مگر وہاں ہوتا ہی کون تھا۔ طارق کی سب سے بڑی غلطی ہی یہی تھی کہ وہ اسے
...تھا۔
..."
...کھو۔"
...ول۔"
...ھوں میں دیکھو۔" وہ جھک کر اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔ "یہ آنکھیں میری ایمی کی آنکھیں

...وہ نظریں چرا گئی۔
...تھی ہو۔"
...تی ہے۔"
...ن آنکھوں کی چمک کہاں گئی جو چاند کو شرماتی تھی' ان لبوں کی مسکان' جنہیں دیکھ کر کلیاں کھلنے کا
...میں جانتا ہوں... اور مجھ سے زیادہ کون جان سکتا ہے کہ خوشی کبھی بھی تم پر مکمل مہربان نہیں
...مل اور ادھوری خوشی تمہارا مقدر رہی ہے لیکن پھر بھی تمہارے اندر اک امید تھی' ہنستی مسکراتی
...ہ کی کوشش تو کرتی تھیں' اب تو..."
...جاتے ہیں۔" ایمن الجھ گئی۔
...ں کی شہزادی تھیں۔ نرم و نازک' کومل... تمہیں سونے کے محل میں قید کر دیا گیا... کیا تم اس
...محبت تم پر سایہ فگن ہو گی۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اس قابل نہ تھی تب ہی محبت خود مجھے ٹھکرا گئی۔"
"نہیں ایمی! صرف حالات دیوار بنے تھے۔ غور کرو تو محبت اب بھی تمہاری دہلیز پر بیٹھی ہے۔" طاہر نے تڑپ کر کہا۔
"طاہر! اب ان باتوں کا کیا فائدہ۔" ایمن نے یاسیت سے کہا۔
"فائدہ تو یوں ہمارے ملنے کا بھی نہیں۔"
ایمن چپ کر گئی۔
"ایمی! مجھے بتاؤ، وہ شخص تم سے محبت کرتا ہے؟"
"شاید نہیں، شاید ہاں۔"
"یہ کیا جواب ہوا۔"
"وہ اچھا انسان ہے، مجھے کبھی کسی کام کے لیے منع نہیں کرتا۔ روپے پیسے کی بھی کوئی تنگی نہیں۔"
"بس۔۔۔" طاہر نے اسے حیرت سے دیکھا۔ اندر کہیں حسد سا پیدا ہوا۔ اس کی پوری کوشش تھی کہ ایمن طارق سے بدظن ہو جائے اور یہ کچھ ایسا مشکل بھی نہ تھا۔
"اور کیا۔۔۔؟ جینے کے لیے یہ اسباب کافی نہیں۔" وہ ذرا سا ہنسی پھر جھک کر کیاری سے ایک پھول توڑ لیے۔
"مجھے اس شخص پر بھی حیرت ہوتی ہے وہ کیسے تم جیسی خوبصورت بیوی کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو تمہیں ساتھ لے جا سکتا تھا۔ زور زبردستی کسی بھی طرح۔۔۔ تم کب تک شور مچاتیں۔ ہار ہی لیتیں۔ اگر وہ چاہتا تو۔۔۔"
طاہر نے بغور ایمن کو دیکھا۔ اس کی آنکھیں ہلکی سی سوچ میں ڈوبیں۔ وہ ہتھیلی پر رکھے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔
"یا تو وہ تنہا رہنے کا عادی ہے یا پھر۔۔۔"
"یا پھر۔"
"ایسا تو نہیں کہ وہ پہلے سے شادی شدہ ہو۔"
"ڈیڈی کا جاننے والا ہے۔" ایمن نے آہستگی سے بتایا، طاہر ایک دم ہنس دیا۔
"بہت بھولی ہو ایمی! جن حالات میں تمہاری شادی ہوئی کیا آسمان سے اچھا رشتہ اچانک ٹپک پڑا۔ جو بھی اور جیسا بھی دستیاب ہوتا تمہارے ڈیڈی نے منت کر ہی لینی تھی۔" ایمن نے پندار کو ٹھیس لگی۔
(جو بھی جیسا بھی۔۔۔ منت)
"یہ ہے۔۔۔ ایمن جیسی لڑکی۔۔۔ کیا یوں رولنے کے لیے تھی۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے طارق کو گھر کی دیکھ بھال کے لیے ایک کیئر ٹیکر کی ضرورت تھی خود وہاں۔۔۔ گلچھرے اڑا رہا ہوگا اور تمہارے ڈیڈی۔۔۔ انہیں سے بلا ٹالی۔"
"طاہر! ہم کوئی اور بات نہیں کر سکتے۔" ایمن نے پھول مسل کر دور پھینک دیے۔ طاہر نے اس کے نقوش کو غور سے دیکھا اور ذرا سا مسکرایا۔
"معذرت ایمی! میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم آنکھیں کھلی رکھو، حالات ایسے نہ ہوں کہ کوئی دھوکا ہو جائے جس طرح پہلے ہو چکا ہے۔" ایک گہری خاموشی دونوں کے بیچ حائل ہو گئی۔ درختوں پر اڑتے پرندوں کی آوازیں رہ گئیں۔
"چلیں۔" بہت دیر کے بعد ایمن نے کہا تو دونوں اٹھ گئے۔
"میں چند دنوں کے لیے شہر سے باہر جا رہا ہوں۔"

۔۔۔کے لیے اپلائی کیا تھا انٹرویو ہیں۔"
۔۔۔ب کرے۔" ایمن نے صدق دل سے کہا۔
۔۔۔ا کروگی تو کامیابی ضرور میرے قدم چومے گی۔"
۔۔۔ا اثر ہوتا تو۔۔۔" ایمن نے ایک حسرت بھری نگاہ طاہر کے چہرے پر ڈالی اور نگاہ جھکائی۔ دونوں ۔۔۔اٹھتے قدموں پر تھیں۔
۔۔۔نی میرے ہم قدم ہوتیں۔" طاہر نے ہلکی سی سرگوشی کی۔
۔۔۔یمن نے بھی دل کی گہرائیوں سے کہا۔

❖ ❖ ❖

لپٹا ہے میرے دل سے کسی راز کی صورت
وہ شخص کہ جس کو میرا ہونا بھی نہیں ہے
یہ عشق و محبت کی روایت بھی عجب ہے
پانا بھی نہیں ہے، اسے کھونا بھی نہیں ہے

ایمن کو لگا سارا شہر ہی ویران ہو گیا ہے۔ شام گزارے نہ گزرتی۔ ایک دو دن کا کہہ کر گیا تھا، موبائل بھی بند تھا، وہ بولائی بولائی پھرتی۔ صغریٰ معنی خیز نظروں سے اسے دیکھتی مگر چپ ۔۔۔تو تیمور اور سکندر کو بلوا لیتی خود یا ان کی طرف چلی جاتی۔ سدرہ گاؤں گئی تو چاچی اس کے ۔۔۔کے آنے سے کم از کم گھر کا سناٹا تو ٹوٹتا اور کچھ نہیں تو بیٹھی صغریٰ کے ساتھ ہی باتیں کرتی ۔۔۔نے ٹوٹکے بتاتیں۔ وہ مسکرا کر مگر در حقیقت بے زاری سے سنتی۔ حسب عادت چار دن ۔۔۔ ایمن کو ہمدردی ہونے لگی۔ وہ اس کے پیار میں بھاگی آتی تھیں۔
۔۔۔نہیں جاتی ہو۔" ایک دن انہوں نے سادگی سے پوچھا تو وہ ہنس دی۔
۔۔۔را اپنے میکے لے چلتی ہوں۔"
۔۔۔تھی کہ وہاں ان کی آؤ بھگت کافی ہوگی۔ گھر میں بند رہتے رہتے چاچی بھی اکتا گئی تھیں۔ ۔۔۔رت آ رہی ہے، ایک جا رہی ہے یا خود سارا دن کھیتوں کے چکر لگتے رہتے۔ وہ خوشی خوشی

۔۔۔ہوئی ہی تھے۔ مہر النساء نے بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ چاچی کا بھی اور ایمن کا بھی۔ ۔۔۔نے چکر نہیں لگایا، موموا داس ہو رہی تھی۔" مہر النساء نے پیار بھرا شکوہ کیا۔ ایمن نے ۔۔۔ری سے کہا۔
۔۔۔طرف بھیج دیتیں۔"
۔۔۔؟ بابر تو مصروف ہوتا ہے۔" وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئیں۔ موموکو چائے کے متعلق ۔۔۔پاس بیٹھ کر گاؤں کا حال احوال پوچھنے لگیں۔ ایمن کچھ دیر بیٹھی پھر بور ہو کر کچن میں ۔۔۔وہ کباب فرائی کر رہی تھی۔
۔۔۔ری ہو رہی ہے۔"
۔۔۔اور کرنا کیا ہے۔" وہ مسکرائی۔
۔۔۔ہوگی۔"
۔۔۔ی نظر نہیں آتی۔ اس کی روٹین خاصی ٹف ہے۔" رول فرائنگ پین میں ڈال کر مومو نے ۔۔۔نکالا۔ ایمن برتن نکالنے لگی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تم بیٹھو' میں کرلوں گی' بے فکر رہو' تمہاری ساس کی خاطرداری میں کوئی کمی نہ ہوگی۔"
"تم اپنا کام جاری رکھو۔" وہ پلیٹیں صاف کرنے لگی۔ "سنو' تمہاری لو اسٹوری کہاں تک پہنچی؟"
موموکے ہاتھ ایک پل کو رک گئے۔ اس نے تھوڑا تذبذب کے ساتھ ایمن کو دیکھا پھر ...
کرلیا۔ آخر کسی رازدار کی ضرورت تو تھی ہی۔
"اس نے مجھے پرپوز کیا ہے۔"
"اچھا۔ تو پھر۔" ایمن نے اشتیاق سے پوچھا۔ وہ خاموشی سے رول نکالنے لگی۔
"پھر کے لیے جرأت کی ضرورت ہے ایمی! جو میں خود میں نہیں پا رہی۔ میں نے چاہا کہ ...
ہمت نہیں ہوئی۔۔۔ بات کو ٹال گئی۔۔۔ وہ آج کل زور و شور سے میرے لیے رشتہ ڈھونڈ رہی ہیں۔"
"تو۔۔۔ اب تم کیا کروگی؟"
"میں کیا کروں' کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایمی۔" اس نے مڑ کر ایمن کے ہاتھ تھام لیے۔ "تم
سمجھتی ہو۔ تم میری مدد کرو' ممی سے بات کرو۔"
"نہیں۔۔۔ شاباش ہے مومو۔۔۔ ممی نے تو سیدھا سیدھا مجھ پر تمہیں ورغلانے کا الزام دھر دینا ہے
الفور انکار کردیا۔
"تو میں کیا کروں۔" وہ بے دلی سے رول نکال کر پلیٹ میں رکھنے لگی۔ "کوئی ڈھنگ کا رشتہ ...
سے پوچھے بغیر ہی ہاں کردینی ہے۔"
"موموا تم یہ کیوں چاہتی ہو کہ ممی سے ہم میں سے کوئی بات کرے جبکہ تم اچھی طرح سمجھتی ہو
پتا چلا کہ تم اسے پسند کرتی ہو' وہ صاف انکار کردیں گی۔ ان کے نزدیک محبت جرم ہے' ناقابل معافی
سے کہو براہِ راست رشتہ بھیج دے۔ اگر معقول ہوا تو ممی ہاں کر ہی دیں گی' بہانہ کوئی بھی ہو ...
سہیلی کا بھائی ہے۔۔۔ یا ویسے کسی نے ذکر کیا تھا۔" ایمن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"اور اگر ممی نے انکار کردیا تو۔۔۔؟" موموں نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔
"تو صبر کرنا۔" ایمن نے اطمینان سے کندھے اچکائے۔
"ایمی! میں اس کے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کرسکتی۔"
"سب ہو جاتا ہے سویٹ ہارٹ۔" کیونکہ یہ ایمن کا مسئلہ نہ تھا۔ سو اس نے ہلکے پھلکے لہجے میں ...
کردی۔ موموکا الجھا ہوا ذہن اگلا لائحہ عمل ترتیب دیتا رہا۔
چاچی ہمیشہ کی طرح مہرالنساء سے مل کر بہت خوش تھیں۔ مہرالنساء نے اصرار کرکے انہیں روک
لیا تھا جبکہ ایمن "گھر اکیلا ہے" کہہ کر واپس آگئی۔

☆ ☆ ☆

تیسری منزل تک ہی سیڑھیاں چڑھنا آسان نہ تھا کہ فوراً ہی دل کی دھڑکن تیز ہو کر سانس ...
کو گئے بارہ دن ہوگئے تھے۔ ایمن پریشان ہونے لگی۔ موبائل پر بھی رابطہ نہ ہو رہا تھا۔ آج ...
چاچی کے پاس سے اٹھ گئی۔
"چاچی! میری سہیلی بیمار ہے' میں اس سے ملنے جارہی ہوں۔"
چاچی حیران رہ گئیں۔ ابھی تو وہ ان کے پاس بیٹھی باتیں کررہی تھی' منٹ میں جانے کو تیار ہو گئی۔
"اس وقت اکیلی؟" ایمن جانتی تھی' چاچی اس حالت میں اسے اکیلے جانے نہیں دیں گی۔ "...
لینے آرہا ہے۔" اب وہ یہاں تھی۔ فلیٹ کے سامنے رک کر اس نے بمشکل اپنا سانس بحال کیا ...
فلیٹ کا دروازہ کھلا اور دو بچے کھیلتے ہوئے باہر نکلے۔ اسے دیکھ کر ٹھٹک گئے۔
"سنو' یہ والے انکل کہاں گئے ہیں؟"

...۔" اس کے پوچھنے پر بڑے والے نے جواب دیا اور دونوں نیچے بھاگ گئے۔
... آیا اور مجھ سے رابطہ تک نہیں کیا۔" ایمن کو غصہ آنے لگا' اسی غصے میں اس نے بیل پر انگلی

... والا طاہر ہی تھا۔

... گھور کر واپس پلٹی۔ طاہر نے تیزی سے اس کا بازو تھام کر روکا۔
... بات سنو۔"
... وڑیں۔" ایمن نے تڑخ کر کہا۔
... میری بات سنو۔"
... آئے؟" ایمن نے چبا چبا کر پوچھا۔
... رہی سوال جواب کرنے ہیں۔" وہ نرمی سے مسکرایا پھر اسے اندر لے گیا۔ اس دن کی نسبت
... ستھرا تھا۔ فالتو سامان غائب ہو چکا تھا جس کی وجہ سے کمرہ کافی کشادہ لگ رہا تھا۔
... لیے کچھ لاتا ہوں۔"
... صوفے پر بیٹھ گئی جس پر صاف ستھری چادر ڈالی گئی تھی۔ وہ جلد ہی دو گلاس کولڈ ڈرنک کے لے

... میری کوئی پروا نہیں ہے طاہر! چار دن کا کہہ کر اتنے دن لگا دیے' اس پر موبائل بھی آف۔۔۔ سو
... آرہے تھے پھر واپس آکر مجھے جتایا تک نہیں۔۔۔ آپ کو ذرا خیال نہیں آیا کہ میں آپ کا انتظار

... اس سے نظریں ہٹا کر طاہر نے اسے دیکھا۔ "تم میرا انتظار کیوں کررہی تھیں؟"
... ہے؟" ایمن نے تعجب سے طاہر کو دیکھا۔
... لیکن اہم سوال ہے ایمن۔۔۔!" وہ گلاس ہاتھ میں لیے کھڑا ہوگیا۔ "تم میرا انتظار کیوں کرتی ہو؟
... کیوں آتا ہوں؟ کون سا رشتہ ہے میرے اور تمہارے بیچ؟"
... لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ ایمن نے بے یقینی سے طاہر کو دیکھا پھر گلاس میز پر پٹخ کر کھڑی ہوگئی۔ اس کا
... کی طرف تھا پھر اسے رک جانا پڑا مگر اسے روکنے والا طاہر نہ تھا۔
... آواز سنی تھی۔
... رونے کی آواز۔
... طاہر کو دیکھا' وہ اسی کی سمت دیکھ رہا تھا اور آواز۔۔۔ بچے کے رونے کی آواز ساتھ والے چھوٹے
... آرہی تھی۔ ایمن نے حیرت و تعجب سے اس چھوٹے کمرے کے کھلے دروازے کو دیکھا۔ ایک
... ٹھٹک کر رک گئی۔
... سے ایک عورت اندر آرہی تھی۔
... ایمن کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ پھر بغیر اس کی طرف دیکھے کچن کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے عقب میں
... کی آواز شدت اختیار کرگئی تھی۔ ششدر سی ایمن کبھی کچن کی سمت دیکھ رہی تھی تو کبھی اس

... بغور اس کے چہرے کے تاثرات جانچے۔ پھر ٹھنڈے لہجے میں پوچھنے لگا۔

... کے منہ سے زیادہ الفاظ نہ نکل سکے۔ وہ انگلی سے کچن کی طرف اشارہ کیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تمہیں کیا لگتا ہے؟" طاہر کا لہجہ ہنوز ٹھنڈا تھا۔ تب ہی وہ عورت کچن سے نکلی تو اس نے
اس نے اک چھلکتی سی نگاہ ان دونوں پر ڈالی اور کمرے میں گھس گئی۔ لمحوں میں بچے کا رونا تھم
ایمن نے طاہر کی سمت دیکھا' وہ کتنا مطمئن لگ رہا تھا۔ اور فلیٹ کی حالت؟ اس نے دھندلی
اور دیکھا۔

"تو یہ اس عورت کی خوش سلیقگی کا کمال تھا۔"

وہ کیا سمجھتی؟

ایک تیس بتیس سالہ خوش شکل عورت فلیٹ میں بچے سمیت موجود تھی۔ یہاں وہاں گھوم
دودھ پلا رہی تھی۔ ایمن اب اور کیا سمجھتی۔

"آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟" ایمن نے پھنسی پھنسی آواز میں پوچھا۔ اس کے اندر
اڑنچھو ہو گئے۔ بس آنکھوں سے دکھ کی کیفیت مترشح تھی۔

"کیا؟" طاہر نے دلچسپی سے اس کی اڑی ہوئی رنگت دیکھی۔

"یہی کہ آپ نے...!" ایمن کی آواز بلند ہو گئی۔ حلق خشک سا ہو گیا۔

"تم نے بتایا تھا؟"

"آپ تو سب کچھ جانتے تھے' پھر یہ شکوہ کیوں؟" وہ بے دم سی ہو کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

طاہر نے میز سے گلاس اٹھا کر اس کے سامنے کیا۔ ایمن غٹاغٹ چڑھا گئی۔

"کیا وہ میرے بارے میں جانتی ہے؟"

"کون؟" طاہر نے انجان بن کر پوچھا۔

"یہ...!" ایمن کی نگاہیں کمرے کے کھلے دروازے کی طرف لپکیں۔ اندر سے ہولے ہولے
آوازیں آ رہی تھیں۔ غالباً وہ بچے کو لوری سنا رہی تھی۔

"نہیں۔" طاہر نے مختصراً کہا۔

"پوچھے گی؟"

"ظاہر ہے۔"

"کیا بتائیں گے؟"

"میں بتانا ضروری نہیں سمجھتا۔" طاہر نے لاپروائی سے کہا۔

"رشتے دار ہے؟"

"نہیں۔"

"آپ کو کہاں ملی؟"

"بس مل گئی۔"

"بچے کی عمر کیا ہے؟"

"تقریباً" ایک سال۔"

ایمن چپ ہو گئی۔ سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کو گھورنے لگی۔

"بس یا کچھ اور؟" ایمن نے سر اٹھا کر شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا' پھر تیزی سے کھڑی
ہوں۔"

طاہر نے اسے روکا نہیں۔ نہ ہی اسے نیچے تک چھوڑنے آیا۔ ایک ایک سیڑھی اترتے
پاتال میں اتر رہی ہے۔ آنکھوں میں دھند اور گلے میں آنسوؤں کا گولہ سا پھنس گیا۔ اک اک
طرح اتری۔ وہ بہت سا رونا چاہتی تھی۔ اس نے تیزی سے گزرتی ٹیکسی کو ہاتھ دیا اور ٹیکسی میں

ر تھی۔ شاید وہ اس کے پیچھے آیا ہو۔

پھر لگا... وہ بہت کچھ کھو آئی ہے۔

یا ماضی
ہ سوگواری
رشیں نظر میں
کے سے کی
اہوا جنوں وہ
لے جیسی
ہے دھیمی دھیمی
ہے بیکراں سی
م سی جلن ہے
رد سی تھکن ہے
ادھورے پن کو
ے بڑھا رہی ہے

ہے "ایسی چپ سی کیوں ہو گئی ہو؟" چاچی حیران ہو کر پوچھتیں۔ ایمن کا جی چاہتا ان کی بات کا
ے مگر اسے کہنا پڑتا۔
ت نہیں۔"

ی زیادہ بیمار ہے؟" چاچی کو لگتا۔ وہ اس دن سے زیادہ پریشان ہو گئی ہے۔ جب سے اپنی سہیلی سے

نک جاتی۔ "کون سی سہیلی؟"
نگاہیں اس کی طرف اٹھیں تو ایمن کو یاد آتا۔
ٹھیک ہے۔" وہ وہاں سے اٹھ جاتی۔

چاہا ہے' میں اس طرح کیوں کر رہی ہوں؟ شادی ہی تو کی ہے؟ اسی طرح' جیسے میں نے کرلی'
ی مجبور ہو کر' اور میں کیا سمجھی تھی' وہ ساری زندگی میری یادوں کے سہارے گزارے گا۔ پھر یہ
معلوم سی جلن کیوں؟ وحشتوں کا جنگل کس لیے؟ کتنی پاگل ہوا ایمن! مجھے اس طرح بی ہیو نہیں

لکل جائز ہے۔ اسے مجھے بتانا تو چاہیے تھا۔ اس میں چھپانے والی کون سی بات تھی... بیوی...
وجود طاہر نے ہمیشہ اپنی تنہائی کا رونا ہی رویا... کبھی بھولے سے بھی ذکر نہیں کیا۔ میں نے کیا کرنا
میں خوش ہو جاتی۔"

اب خوش ہو رہی ہو۔" اندر سے کسی نے تیکھے لہجے میں وار کیا۔ "جل بھن رہی ہو۔ تلملا رہی

نہیں۔" اس نے کمزور سا دفاع کیا۔
یا سے بھاگ کیوں آئیں۔ اس کی بیوی سے ملتیں' بچے کو پیار کرتیں۔"

اس سے گزرتی نجو ٹھٹک کر رکی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کچھ نہیں۔" وہ اسے گھورتے ہوئے لان میں نکل آئی۔ مالی کیاری سے فالتو پتے 'بوٹیاں الگ
کو کتنا بھی بہلاتی 'مگر اندر کوئی تھا جو تڑپ رہا تھا۔ اسے لگتا وہ بھرے میلے میں تنہا رہ گئی ہے۔
کوشش کرتی 'اتنا ہی بکھر رہی تھی۔ چاچی اب گھر کی طرف سے اداس ہو رہی تھیں۔ مگر اس
بھی تھیں۔ ایمن نے تسلی دے کر رخصت کر دیا۔ فرحت کی طرف گئی۔ سدرہ کی طرف چلا
میں خود کو بہلانے کی کوشش کی۔ مگر بے سود' آخر اسے ہارنا ہی پڑا۔
"اس حقیقت کو تسلیم کر لو ایمی! جس طرح طاہر نے قبول کیا تھا۔ اسی میں عافیت ہے۔"

☼ ☼ ☼

شاداں' مہر کے کمرے میں تھی۔ اور مومو کا سارا دھیان اسی کی سمت تھا۔ جوجو دھلے ہوئے
تھی۔ اپنے کپڑے اس نے ایک طرف ڈھیر کر رکھے تھے۔ اس کا ارادہ تھا کہ آج چھٹی کے دن
الماری میں رکھ دے گی۔ ٹی۔ وی چل رہا تھا۔ مگر دونوں کی توجہ ٹی۔ وی کی طرف نہ تھی۔
"یہ اندر کر کیا رہی ہے؟"
"کون؟" جوجو اپنے سوٹ کی ادھڑی ہوئی لیس دیکھ رہی تھی۔
"شاداں۔"
"صفائی کر رہی ہوگی۔"
"سب جانتی ہوں آج کل کیا کھچڑی پک رہی ہے۔"
"آج مینیو میں کھچڑی ہے۔" جوجو نے شرارت آمیز حیرت سے پوچھا۔ تب ہی شاداں
آئی۔ اس کا رخ کچن کی طرف تھا۔
"بات سنو' ادھر آؤ۔" مومو نے تحکمانہ انداز میں کہا۔ انداز و اطوار میں وہ دوسری مہر النساء تھی۔
"یہ اندر کیا چل رہا ہے؟"
شاداں دانت نکالنے لگی۔
"ٹوتھ پیسٹ کا اشتہار مت چلاؤ۔ جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔" مومو نے دانت پیسے۔
"باجی نے منع کیا ہے؟ لڑکیوں کے سامنے بات نہیں کرنا۔"
اب کے جوجو نے بھی تجسس کے ساتھ شاداں کو دیکھا۔ مومو کے غصے اور جوجو کے اکسانے
اس نے مومو کے لیے اک رشتہ دیکھا ہے۔ لڑکا انجینئر ہے۔ مزید معلومات سے قبل ہی مہر النساء
بھاگ لی۔ جوجو نے مومو کو دیکھا۔ وہ گم صم سی کھڑی تھی۔
"کیا شادی مرگ ہو گئی۔" جوجو نے چھیڑا۔ مومو نے سنجیدگی سے اسے دیکھا اور مڑ کر صوفے
نے تعجب سے اسے دیکھا۔
"تمہیں کیا ہوا؟ ایسے چپ کیوں ہو گئی ہو؟"
"تو کیا شادیانے بجاؤں' ٹلڈیاں ڈالوں۔" وہ جل بھن کر بولی۔
"نہیں۔ یہ سب ہم کر لیں گے۔ تم صرف پیا دیس سدھارنے کی تیاری کرو۔ اتنا بن کیوں رہی
پھوٹ رہے ہیں۔"
"جوجو! مجھے ابھی شادی نہیں کرنا۔"
"کل تک تم دعائیں کرتی تھیں' ایمن پر رشک آتا تھا۔"
"وہ کل کی بات تھی۔" مومو نے جھنجلا کر اس کی بات کاٹی۔
"اور آج کی بات کیا ہے؟"
"مجھے شادی نہیں کرنی۔"

ے کہہ دو۔" جوجو دوبارہ سے کپڑے سمیٹنے لگی۔
! میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں ابھی اس کے لیے تیار نہیں' مجھے ابھی۔۔"
نا ہے۔" جوجو نے اس کی بات مکمل کی' پھر ہنس دی۔ "جانے دو مومو! سب جانتے ہیں پڑھائی میں
پسی کتنی ہے؟"
ری بات نہیں سمجھ رہیں۔ آخر جلدی کس بات کی ہے۔" مومو جھنجلائی۔
ں اعتراض کس بات پر ہے۔۔۔ سب جانتے ہیں ممی تمہاری شادی کے لیے سرگرداں ہیں۔ جلد یا بدیر۔
اچھا بندہ ملے' یہ کام ہونا ہی ہے' تمہیں بھی خاصا شوق تھا' اب کیا ہے؟" جوجو نے نارمل سے انداز میں
ے لگا مومو صرف پوز کر رہی ہے۔
میں سمجھوگی۔" وہ غصے میں کھڑی ہو گئی۔
ایایا! رکو تو' کون سا کل تمہاری شادی طے ہے۔ ابھی تو رشتے دیکھے جائیں گے۔ پھر منگنی' تب کہیں جا کر
"

اس کی پوری بات سنے بغیر ہی باہر نکل گئی۔ جوجو نے ناسمجھی کے ساتھ کندھے اچکائے۔ مومو لان میں
کسی کو کیا بتاتی کہ وہ کس مشکل میں ہے۔ کیسے کسی کو فواد کے بارے میں بتائے۔
ں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں' جس سے میں شیئر کر سکوں۔ یا کوئی میرے جذبوں کو سمجھ سکے۔ کیسے
ں کہ میں فواد کے سوا کسی اور سے شادی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔" قدموں تلے نرم گھاس
ہوئے وہ الجھتی جا رہی تھی۔
نے بھی ساتھ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور وہ کیوں دے' ہم نے دیا تھا؟ لیکن وہ ٹھیک ہی کہتی ہے۔
ں بات کی کمی ہے کہ ممی اسے ریجیکٹ کریں۔ اب وقت آگیا ہے۔ فواد سے کہتی ہوں' اپنے گھر والوں
ہے۔"
ہاں کیا کر رہی ہو؟" بابر کی آواز پر وہ چونکی۔ پھر ناگواری سے پوچھنے لگی۔
؟ یہ گھر کا حصہ نہیں۔"
اندر۔" وہ درشتی سے کہہ کر اندر چلا گیا۔
ہ۔ گھر ہے یا جیل خانہ۔" مومو بڑبڑاتی ہوئی پیچھے تھی۔

☼ ☼ ☼

نے دونوں ہاتھوں میں بہت سے شاپنگ بیگز سنبھالتے ہوئے' رُک رُک کر' سانس لیتے' ٹھہر ٹھہر کر
ڑھیاں طے کیں۔۔۔ پھر بھی فلیٹ کے سامنے پہنچنے تک اس کا سانس پھول چکا تھا۔ اس نے ذرا رُک کر
لا۔ پھر سارے شاپنگ بیگز ایک ہاتھ میں سنبھالتے ہوئے بیل پر انگلی رکھ دی۔
طاہر کے سامنے فریش موڈ میں جانا ہے۔" اس نے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجائی۔ آج وہ طاہر کے
لیے بہت سی شاپنگ کر کے آئی تھی' اسے وہ سب چیزیں طاہر کی بیوی کو دینا تھیں۔
کی بیوی۔" ایک پل کو اس کا دل پھر سے ڈوب گیا۔
ے کے دوسری طرف بچے کے پوری شدت کے ساتھ رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ شاید بجلی نہیں
ں نے زور سے دروازہ بجایا۔ بچے کے رونے کی آواز بے حد قریب سے آئی اور ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔
ہے" روتا بلکتا بچہ طاہر کے بازوؤں میں تھا۔ "اندر آ جاؤ۔"
نے اندر آ کر سارا سامان صوفے پر ڈھیر کیا اور بچے کو دیکھنے لگی۔ بے تحاشا رونے سے اس کی آواز بیٹھ گئی
و اب بھی چپ نہ ہو رہا تھا۔
کیا ہوا ہے؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"پتا نہیں، مصیبت چپ ہی نہیں ہو رہا۔"
ایمن نے تعجب سے اسے دیکھا۔ اپنے بچے کے لیے طاہر کے لہجے میں رتی بھر ہمدردی و محبت نہ
بے حد جھنجلایا اور بے زار نظر آ رہا تھا۔
"اس کی ماں کہاں ہے؟"
"اللہ جانے کہاں مر گئی؟ میں تو اس دن کو پچھتا رہا ہوں جب یہ مصیبت۔۔۔"
اس نے بڑبڑاتے ہوئے بچے کو قریب کے صوفے پر پٹخا اور خود کچن میں چلا گیا۔ ایمن سے برا
اس نے بچے کو گود میں لیا، بانہوں کو جھولا جھلاتے، پچکارتے ہوئے چپ کروانے لگی۔ تھوڑی دیر
آیا تو اس کے ہاتھ میں فیڈر تھا۔
بچہ شاید بھوک ہی سے بلک رہا تھا۔ ایمن نے فیڈر منہ سے لگایا تو بے تابی سے پینے لگا۔
"شکر ہے۔" طاہر بے دم سا ہو کر صوفے پر گر گیا۔ "دماغ پچی ہو گیا۔"
"اتنی سی عقل پہلے برت لیتے، وہ بھوک سے بے چین تھا۔" ایمن نے بچے کے بھیگے گال ہاتھوں
کیے۔
"ہاں میں اس کی آیا ہوں۔" طاہر چڑ کر بولا۔
"باپ تو ہو۔"
"ہیں۔" طاہر نے کنپٹی دباتے ہوئے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ بچے کے ہلکے گھنگھریالے بال انگلیوں
رہی تھی۔ وہ ذرا سا کھسک کر قریب ہوا۔ اس کے عقب میں صوفے پر بازو پھیلاتے ہوئے مبہم سا مسکرا
"کاش! اس منظر میں تھوڑی سی سچائی ہوتی۔"
ایمن نے پرے کھسکنا چاہا۔ طاہر کا بازو صوفے سے کھسک کر اس کے کندھے پر آ گیا۔ ایمن نے
کو دیکھا۔ اس نے سامنے دیوار پر لگے آئینے کی طرف اشارہ کیا۔ یہ آئینہ پہلے وہاں نہیں تھا۔ مگر اب
رہا تھا۔ وہ دونوں پاس پاس۔۔۔ اس کے کندھے پر پھیلا طاہر کا مضبوط بازو اور گود میں ننھا فرشتہ۔" ایمن نے
منظر سے نظریں چرائیں۔
"یہ آپ پر نہیں گیا اور نہ آپ کی بیوی پر، بالکل فارنر لگتا ہے۔"
اس نے اس کی توجہ بٹانا چاہی۔ بچہ فیڈر خالی کر کے اونگھنے لگا تھا۔ مگر سوتے سوتے بھی سسکاری سی
"لاؤ۔ اسے وہاں لٹا دوں۔" طاہر نے اس سے بچہ لے کر بیڈ پر لٹا دیا۔ پھر پوچھنے لگا۔ "یہ سب کیا ہے؟"
"آپ کے بیٹے کے لیے۔"
طاہر ایک دم ہنس دیا۔ ایمن نے خفگی سے اسے دیکھا۔ "چائے پیو گی؟"
"نہیں۔ اب چلتی ہوں۔" وہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔
"اس کی ماں سے نہیں ملو گی؟"
"طاہر!" ایمن نے اک زخمی سی نگاہ اس پر ڈالی اور واپس مڑ گئی۔
"امی! تھوڑی دیر تو رکو۔"
"نہیں۔ مجھے جانے دیں۔" وہ دروازے تک پہنچ گئی تھی۔ وہ اس کی بیوی کے آنے سے پہلے پہلے
چلے جانا چاہتی تھی۔ یہ بھی اچھا تھا کہ وہ گھر پر نہیں تھی۔
"آؤ۔ تمہیں نیچے تک چھوڑ آؤں۔" طاہر شاید اس کی کیفیت سمجھ گیا تھا۔ تب ہی زیادہ اصرار نہیں کیا
"نہیں۔ یہ اکیلا ہے۔ ڈر جائے گا۔ آپ اس کے پاس رکیں۔ میں چلی جاؤں گی۔" وہ دروازہ کھول
سے باہر نکل گئی۔
"مجھے اب یہاں کبھی نہیں آنا۔ مجھ میں طاہر جتنا حوصلہ نہیں۔"

وہ بے دھیان تھی۔ کچھ آنے والا عجلت میں، ٹکراؤ شدید تھا۔ وہ بھی لڑکھڑائی اور سامنے والے کے ہاتھ
پ نیچے گرے اور دونوں ہی کرچی کرچی ہو گئیں۔ سامنے والے نے بے یقینی اور صدمے سے نیچے
سیرپ کو دیکھا۔
ایم ساری۔۔۔ یہ۔۔۔"
یک لمحے کو ایمن کو لگا۔ وہ تڑنگا وحشی سا شخص اس پر جھپٹ پڑے گا۔ اس کی سرخ آنکھوں سے
برس رہے تھے۔ وہ کچھ خشمگیں نگاہوں سے ایمن کو گھورتا رہا۔ پھر مٹھیاں بھینچ کر مڑا اور دو دو
ایک ساتھ اترتا چلا گیا۔
ڈری ڈری سی بچوں کے بخار، کھانسی کے سیرپ دیکھتی رہی۔

☼ ☼ ☼

لس آ گئی تھی۔ بخار میں پھنکی، ہڈیوں کا ڈھانچہ، وہ پہچانی نہ جاتی۔ صغریٰ اس کے سرہانے بیٹھ کر رونے

ں رو رہی ہو؟" ایمن اسی پر برس پڑی۔ وہ رجو کی بیماری کا سن کر کوارٹر میں آئی تھی۔
ور اسی کا ہے، مری جا رہی ہی کرنے کے لیے۔" صغریٰ ماتھے پر ہاتھ مار کر بولی۔
ی نے دیا۔"
چارپائی پر لیٹی رجو نے نقاہت کے ساتھ ہاتھ اٹھایا۔ "کسی کا کوئی قصور نہیں، سب میری کرنی کا
ی بھگتان بھگت رہی ہوں۔ جسے گلاب سمجھ کر گلے سے لگایا، ببول کا کنڈا نکلا۔ میری ہی مت ماری
ی کا قصور نہیں، سب غلطی میری ہے۔"
ملسف سے دیکھ کر رہ گئی۔
جانے مت دینا۔ بھلے وہ ستا ہی لینے آئیں، ڈاکٹر کو بلاؤ۔ اسپتال لے جانے کی ضرورت پڑی تو
نہ کرنا۔ اسے دودھ، پھل اچھی طرح کھلاؤ۔ تھوڑی جان پڑے، اس طرح تو مر جائے گی۔"
بیبی۔ اللہ تیری گود ہری رکھے۔ خوند کے گھر شاد آباد رہو۔" صغریٰ نے خوش ہو کر دعا دی۔ ایمن
ا تھ واپس آ گئی۔ کتنے دن ہو گئے وہ گھر میں موجود تھی۔ طاہر سے نہ ملنے کا جو فیصلہ اس نے کیا تھا۔
مگر دکھ اس بات کا تھا، طاہر بھی اسے یکسر فراموش کیے بیٹھا تھا۔ اس نے ایک بار بھی ایمن
کوشش نہیں کی۔
تنی آسانی سے فراموش کر دیتے ہیں امی!"
نکار تھی۔ طارق کے فون اس کی فکر کچھ بھی خوش نہ کر پائی۔ اس نے فون پر بابر سے کہہ دیا کہ وہ
ی پر اسے ساتھ لیتا جائے۔ وہ جس وقت گھر پہنچی، مہرالنساء کے پاس شاداں کی وہی خالہ بیٹھی
لیے انجینئر کا رشتہ لائی تھی۔ مہرالنساء نے اسے فوراً اشارہ کیا کہ ایمن کے سامنے کوئی بات
ندازہ تو ہو گیا کہ کوئی خاص بات ہو رہی تھی۔ مگر اسے اس گھر کی خاص باتوں سے کوئی دلچسپی نہ
ھی نہیں کی۔
یمن۔ بڑی جلدی چکر لگا لیا۔" بظاہر مہرالنساء نے خوش دلی سے کہا تھا۔ مگر ایمن ان کا طنز
ہفتے قبل وہ چچی کے ساتھ آئی تھی۔
می رہیں۔ میں مومو کے پاس ہوں۔" وہ سنجیدگی سے کہہ کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔ شاداں
ادھر دیکھ کر ہکا بکا رہ گئی۔ غالباً اسے خبر نہ تھی کہ مہرالنساء ایمن کی سگی ماں نہیں ہے۔ مومو
ی تھی۔
ابی سن گئی ہو۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اوہ۔ امی۔!" وہ چونک کر پلٹی۔ پھر منہ بنا کر آٹے میں مکھیاں مارنے لگی۔ "کیا کروں
ہوں۔"
"بڑی نیک اور سگھڑ بننے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ورنہ ان کاموں سے تمہاری جان جاتی تھی۔"
فریج کھول کر جائزہ لیا۔
"اب بھی جاتی ہے۔" اس نے گندھا ہوا آٹا پیالے میں نکالا۔
"یاد ہے' یہ سارے کام تم مجھ سے کروایا کرتی تھیں۔"
"اب بھول بھی جاؤ امی!" مومو نے ہاتھ دھوتے ہوئے کہا۔
"تمہاری ماں مجھے بھولنے نہیں دیتی۔" امی کے لہجے میں دبا دبا غصہ تھا۔ "یہ میرے باپ کا
آنے پر وہ یوں ریسپانس دیتی ہیں جیسے۔"
"چھوڑو۔ ممی کی عادت ہی ایسی ہے۔" مومو نے لاپروائی سے کہہ کر کیبنٹ سے دو گلاس نکال
رکھے' ایمن کے ہاتھ سے ڈبہ لے کر جوس گلاسوں میں نکالا' پھر اسے لے کر لاؤنج میں آگئی۔
"ممی کے پاس عورت کون بیٹھی ہے؟"
"ہونہہ' شاداں کی خالہ' میرے لیے رشتہ لے کر آئی ہے۔" مومو نے کوفت کے ساتھ بتایا۔
"تم نے ابھی تک ممی کو بتایا نہیں؟"
"تمہیں لگتا ہے کہ میں کبھی ان سے یہ بات کر سکوں گی۔" وہ الٹا اسی سے پوچھنے لگی۔
"تو پھر۔"
"تم ٹھیک کہہ رہی تھیں۔ فواد سے کہتی ہوں اپنے گھر والوں کو بھجوائے' شاید یہی صحیح وقت ہے۔"
"ممی مان جائیں گی؟" ایمن نے بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ موموکے چہرے پر بغاوت کے
چاہتی تھی۔ مگر وہاں بے چارگی سی در آئی۔
"پتا نہیں۔"
"جب ہمت نہ تھی تو اس رستے پر قدم کیوں رکھا؟" نجانے کیوں ایمن کو غصہ آگیا۔
"یہ اپنے بس میں تو نہیں۔۔۔ امی! تم میرے لیے دعا کرنا۔"
"امی کی دعاؤں میں اثر ہوتا تو اس وقت طارق کے گھر نہ بیٹھی ہوتی۔" وہ زہر خند لہجے میں بولی۔
"ایمن! تم ابھی تک سر طاہر کو بھولی نہیں؟" مومو نے بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔
سانس میں آدھا گلاس خالی کیا۔ پھر ٹشو پیپر سے ہونٹ صاف کرتے ہوئے بولی۔
"نہیں۔"
"اگر آج وہ تمہارے سامنے آجائے تو؟"
ایمن کا دل چاہا کہ موموکو بتائے۔ وہ اس کے سامنے آچکا ہے۔ مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا کہ
بھی کسی اور کا ہو چکا ہے۔ لیکن وہ یہ سب موموسے نہیں کہہ سکتی تھی۔ اسی لیے خاموش ہو
گئی۔ تب ہی بابر نہا کر اور مہرالنساء اس عورت کو رخصت کر کے آگئی۔
"موموا سخت بھوک لگ رہی ہے' جلدی سے کھانا لگا دو۔"
موموکچن میں روٹیاں پکانے چلی گئی۔
"اور امی ڈرالنگ! کوئی مسئلہ تو نہیں ہے۔" بابر گیلے بالوں میں انگلیاں چلاتا سامنے آبیٹھا۔
بابر ہی بینک سے پیسے نکلواتا رہا تھا پھر ایمن خود جانے لگی۔
"ہوگا تو آپ ہی سے کہوں گی۔" ایمن نے دانستہ اک خوبصورت سی مسکان لبوں پر سجالی۔

□□□

...بیا اور زینیا کی کیاریوں پر مسلسل برس رہی تھی۔ سرد بھیگی ہوا کے جھونکے بند دریچوں پر دستک
...نے لگے۔ تب ہی رجو نے آکر کھڑکی سے پردے سمیٹ دیے اور مڑ کر ایمن کو دیکھنے لگی۔ جواب

...اچھا ہے باجی!"
...دت اب کیسی ہے؟" ڈاکٹری علاج اور اچھی خوراک نے بجو کو چند دن میں کھڑا کر دیا تھا۔
... آج کریم بھی پتا کرنے آیا تھا۔"
...ے غور سے دیکھا۔ وہ بڑی نکھری' خوش باش لگ رہی تھی۔
...ں کے آنے پر اتنی خوش ہو' حمیدے سے کہہ کر جوتے لگواتیں۔" ایمن اٹھ کر بیٹھ گئی۔ دونوں ہاتھوں
...سمیٹنے لگی۔
...ے۔" رجو نے بے ساختہ کہا۔ "باجی! وہ خود سے برا نہیں ہے' بس اس کی ماں' بہنیں سکھا پڑھا دیتی

...پڑھائی میں آتا کیوں ہے؟"
...ں میں نہیں رہتیں۔ اس لیے نہیں سمجھ سکیں گی' آپ تو بہت خوش قسمت ہو' صاحب بھی کتنے
...انسان ہیں۔ سچ کہتی ہوں باجی! ان کی قدر کرنا' ورنہ وہ مرد بھی ہیں جو بیوی پر چار پیسے بھی سو سو
...چتے ہیں۔" وہ یاسیت کے ساتھ بولی۔
...ں پر بھی حیرت ہوتی ہے' وہ کیسے تم جیسی خوبصورت بیوی کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ پھر اتنے مہینے'
...ھ لے کر جا سکتا تھا۔ زور زبردستی کسی بھی طرح۔۔۔ تم کب تک شور مچاتیں۔ آخر ایڈجسٹ کر
...تالو۔۔۔"

...یرے دھیرے اس کی رگ و پے میں سرایت کر رہا تھا۔ مرکز پر آتے آتے پھر سے بھٹکنے لگی
...ی ہوتے ہیں' دوسروں کی زندگی میں منزل دکھانے نہیں صرف بھٹکانے آتے ہیں۔ طاہر کا
...ں میں ہوتا تھا۔ جو نہ دوسروں کے لیے خیر کا باعث بنتے ہیں' نہ اپنے لیے۔
...سے سوچ میں ڈوبے دیکھ کر رجو نے پوچھا تو اس نے طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا
...انے تک وہ فریش ہو کر لاؤنج میں آچکی تھی۔ اور شیشے کی دیوار کے اس پار برستی بارش کو دیکھ
...خاموشی اور تواتر سے برس رہی تھی۔ اس نے آہستگی سے شیشے کی ٹھنڈی سطح پر پھیلی دھند پر

...شہزادی تھیں۔ نرم و نازک' کومل۔۔۔ تمہیں سونے کے محل میں قید کر دیا گیا۔ کیا تم اس قابل
...سایہ فگن ہوتی۔"

...۔ پھر گلاس ہاتھ میں لے کر کاؤچ پر بیٹھ گئی۔
...اہر سے ملے۔۔۔ انہیں دیکھے۔۔۔ اور وہ۔۔۔ وہ تو اپنی دنیا میں یوں گم ہوئے کہ بھول ہی گئے۔۔۔ یہ
...۔ ایمن بی بی۔ ہر شخص تمہیں ضرورت کے مطابق استعمال کرتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ اس
...سوی چلایا۔"
...صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں۔"
...گیا۔ صغریٰ نے بغور اس کے تاثرات جانچے۔
...لب بڑبڑائی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ظاہر ہے۔" وہ کچھ جھنجلائی' ڈرائنگ روم میں طاہر بڑے سے مٹھائی کے ڈبے کے ساتھ
پینٹ' لیمن کلر کی شرٹ میں کتنا نکھرا' تروتازہ اور پراعتماد دکھائی دیتا تھا۔
"آپ گھر پر کیوں آئے ہیں؟"
طاہر مسکرا دیا' پھر اپنے مخصوص کیئرنگ انداز میں پوچھنے لگا۔ "تمہاری طبیعت کیسی ہے؟"
"آپ کو خیال آگیا۔" ایمن نے طنز سے پوچھا۔ اس نے بال نہیں بنائے تھے اور بالوں کا ...
کھائی کو تھا۔
"تم نے تو فون تک نہیں کیا؟" طاہر نے اس کے جلے بھنے انداز سے حظ اٹھایا۔
"آپ کو کیا فرق پڑتا ہے؟"
"فرق پڑتا ہے... میں نے ہر روز انتظار کیا... مگر تم تو منہ ہی موڑ گئیں۔"
"فرصت تو آپ کے پاس بھی نہیں تھی... بہت مصروفیت ہے؟"
"ہاں..." اس نے برملا اعتراف کیا۔
"آج کیوں آئے ہیں؟"
"ایمی! اب کیا لڑتی رہو گی... میں تمہیں خوش خبری سنانے آیا ہوں۔" وہ قریب آکر اپنائیت
رجو کولڈ ڈرنکس لے آئی۔ ایمن نے ناگواری سے اسے دیکھا۔
"کچھ منگوانا ہو تو بتا دوں گی۔" ایمن نے قدرے درشتی سے کہا۔ وہ ٹرے میز پر رکھ کر تیزی...
"اب خوش خبری اپنی وائف کو سنایا کریں۔" ایمن نے چبھتے ہوئے انداز میں کہا۔ طاہر...
کے سادہ مگر پرکشش چہرے کو نگاہوں کی گرفت لے کر پوچھنے لگا۔
"تم جیلس ہو؟"
"ہرگز نہیں۔" ایمن نے سختی سے کہا۔ حالانکہ اس کا لہجہ چغلی کھاتا تھا کہ ایسا ہی ہے۔
"لیکن اس خوشخبری پر صرف تمہارا حق ہے... مجھے جاب مل گئی ہے۔ ایک اچھے سیلری پیکج...
"یہ تو واقعی خوشخبری ہے... مبارک ہو۔" ایمن نے خلوص دل کے ساتھ مبارکباد دی۔
"تم تیار ہو جاؤ۔ ہم یہ خوش خبری کسی اچھی جگہ پر سیلیبریٹ کریں گے۔"
ایمن نے ایک نظر باہر ڈالی۔ بارش مدھم تھی گلاس ونڈو پر قطرے سست روی سے پھسل ر...
"پلیز طاہر! آپ اب چلے جائیں۔" ایمن نے بدقت کہا۔
"ویسے تمہارے گھر کا لان بھی برا نہیں... آؤ تھوڑی دیر ٹہلتے ہیں۔" طاہر نے اس کا ہاتھ پکڑا...
پیچھے ہوئی۔ "کیا کر رہے ہیں' نوکروں میں سے کسی نے دیکھ لیا تو..."
"تو؟" طاہر نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا اور قدرے درشت لہجے میں بولا۔ "اگر اتنا ہی...
مجھ سے ملنے کیوں آتی رہیں۔"
ایمن نے زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا تو تھوڑا مدھم پڑ گیا۔
"میں آج بہت خوش ہوں ایمی! میری خوشی غارت مت کرو' میرا وعدہ ہے' آج کے بعد تم...
آؤں گا۔"
ایمن نے خود کو بے بس ہوتا محسوس کیا اور خاموشی سے باہر مڑ گئی... دونوں ہلکی پھوار میں...
قدمی کرنے لگے... طاہر خوش تھا اور خوشی اس کے ہر ہر انداز سے چھلکتی تھی۔ ایمن اندر ہی اندر...
اسے لگتا' گھر کا ہر ملازم اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہا ہے... حالانکہ وہاں کوئی نہ تھا۔
"تمہاری معیت میں خوشی' ان چھوئی کلی کی طرح میرے اندر مہکنے لگتی... جو سکون...
ساتھ' تمہاری ہمراہی میں ہے... مجھے کہیں نہیں ملتا۔"

...تی تھی کہ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے... اس نے اپنے اندر جھانکا' وہاں کچھ اندیشے تھے اور
...چپ رہی... طاہر آج کھل کر اظہار کر رہا تھا۔ اپنی بے تابی' تنہائی' وارفتگی...
"ایمن الجھنے لگی۔ "وہ جاتے سے مجھے بے چینیاں کیوں دے رہا تھا۔" پانی موتیوں کی صورت
...گیا۔
...کی تنہائی بانٹنے والی آگئی ہے۔" فوارہ بند تھا اور اس میں بارش کا پانی جمع ہو رہا تھا۔ طاہر نے جھک کر
پھول توڑا اور اس کے بالوں میں سجا دیا... ایمن گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔
...صرف تم بانٹ سکتی ہو۔"

...سے ایک بات کرنی ہے۔"
ایمن کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ "طاہر! ہم دونوں الگ الگ سمتوں کے مسافر ہیں۔"
...کے مسافر... نہ تم وہاں ہو جہاں تمہیں ہونا چاہیے اور نہ میں..."
...ملا ہے۔" ایمن نے بالوں سے پھول اتار کر ہاتھ میں لے لیا۔
...ملے کو نہیں مانتا۔" وہ ایک دم سامنے آگیا۔
...پڑا۔ اس نے سر اٹھا کر دو قدم کے فاصلے پر کھڑے شخص کو دیکھا... اس کے چہرے سے بغاوت اور
...تھا۔ گویا ابھی ایمن کا ہاتھ پکڑ کر یہاں سے دور ہو جائے گا... یہ شخص... جو پرایا ہو کر بھی سب
...جاں سے بھی قریب تھا۔
...نے آہستگی سے دونوں ہاتھ اس کے بھیگے کندھوں پر رکھے... اس کے ہاتھوں کی حدت جسم و جاں

...آؤ۔"
...چلو... ان بانہوں کے سہارے انجان وادیوں میں... وہاں جہاں زمیں کا آخری کنارہ ہو اور ڈوبتا
...ں کے ساتھ غروب ہو جائیں... اور وہاں طلوع ہوں جہاں ہجر کا شائبہ تک نہ ہو۔ آؤ... پھولوں کی

...بنائیں گے۔"
...تو دو سب زنجیریں... میں لوٹ آیا ہوں... تمہارے محل کے دروازے پر کشکول لیے
...کیا چند سکے محبت کے خیرات نہ کرو گی؟"
...کچھ اس کشکول میں ڈالنے کو تیار تھی کہ چونک گئی... ہڑبڑا کر گہری نیند سے جاگ گئی... ادھر
...وحشت نگاہوں سے سامنے کھڑے فقیر کو... اپنی ہستی کا ادراک ہوا... تو بدک کر پیچھے ہٹی۔

...ہم اپنی الگ دنیا بسائیں گے۔"
...خوف زدہ ہو گئی... محبت کشکول لیے سامنے کھڑی تھی اور دنیا ہاتھوں میں پتھر لیے عقب میں۔
...ہونا نہیں چاہتی۔" وہ بھاگتی ہوئی اندر چلی گئی۔
...اکیلا تھا۔
...بہتا پانی دونوں ہاتھوں سے صاف کیا... اور مصمم ارادے کے ساتھ بڑبڑایا۔
...ت آنا ہی ہے ایمی...!"

○ ○ ○

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بساط جاں پہ عذاب اترتے ہیں کس طرح
شب و روز دل پر عتاب اترتے ہیں کس طرح
کبھی عشق ہو تو پتا چلے
یہ جو روگ سے ہیں چھپے ہوئے پس جسم و جاں
تو یہ کس لیے
یہ جو کان ہیں' مرے آہٹوں پہ لگے ہوئے
تو یہ کیوں بھلا؟
یہ جو اضطراب رچا ہوا ہے وجود میں
تو یہ کیوں بھلا

بیڈ روم کی نیلگوں فضا اور خواب ناک ماحول میں سایہ سا وجود اضطرابی انداز میں چکرا رہا تھا...! تھا' وہ اس بیڈ روم میں میلوں کا فاصلہ طے کر چکی تھی۔ مگر ذہن تھا کہ ایک ہی نکتے پر مرتکز تھا... اس سے بھی مسافتوں کی تھکن تھی۔ اعصاب شل سے ہو گئے۔ اس نے ایسا کیوں کہا؟

اتنی آسانی اور سہولت سے "کیا" وہ بات کہہ دی۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے وسیع آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"کیا کسی شخص میں اتنا حوصلہ ہے کہ اتنی خوبصورت بیوی کو یوں تنہا چھوڑ جائے۔ ...ہے۔ تم تو کسی انمول خزانے کی طرح سنبھال کر رکھنے کے قابل ہو۔"

ایمن نے آہستگی سے اپنا چہرہ چھوا۔ جو مرجھانے لگا تھا۔

"کب تک تنہائیوں کا زہر پیو گی۔ اپنے خوبصورت بیڈ روم میں کسی محبت کرنے والے ... خواہش نہیں ہوتی؟ کیا دے گیا وہ تمہیں۔ بے رنگ سونی راتیں۔ یونہی ملازموں کے رحم و ... دو گی؟"

وہ مڑی' بے آواز چلتی بالکونی کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ ادھر چاندنی کا غبار آسمان سے ... تھا۔ اس نے چاندنی میں کھلے سفید پھولوں کو دیکھا۔ پھر آسمان پر ایستادہ تنہا چاند کو۔

"تم میرا چاند تھیں۔ کسی اور کے آنگن میں کیسے اتر گئیں؟ کیسے؟ کیسے؟" چاندنی اس کے گرد چکرانے لگی۔ اس نے وہیں فرش پر بیٹھ کر گھٹنوں میں چہرہ ... پاس کوئی جواب نہ تھا اور وہ تھا کہ سوال پر سوال کیے جاتا۔

"ایمن! آؤ! ہم اپنی الگ دنیا بسائیں۔" وہ ہاتھ پھیلائے منتظر تھا۔

وہ سمجھتی تھی طاہر یونہی جذبات میں بہہ گیا ہے۔ مگر طاہر نے اگلے دن دوبارہ فون کیا۔

"تم نے کیا سوچا ہے؟"

"کس بارے میں؟" ایمن نے غائب دماغی سے پوچھا۔

"میرے پرپوزل کے بارے میں۔" اس کے لہجے کے اطمینان پر وہ ایک پل کو ششدر سی رہ گئی۔

"ابھی! میں منتظر ہوں۔"

"یہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کا اک گھر ہے۔ بیوی بچے۔"

"تم میری بات مت کرو۔ میں تمہارے لیے سب چھوڑ سکتا ہوں۔ تم کیا کہتی ہو؟"

ایمن ہکا بکا تھی۔ پھر سنبھل کر بولی تو لہجے سے بے بسی مترشح تھی۔

"طاہر! یہ غلط ہے۔"

"اچھا۔ جو کچھ پہلے ہوا وہ ٹھیک تھا اور جو اب ہو رہا ہے۔" اس نے چبھتے ہوئے لہجے میں ...

...ہی۔

...کو تباہ کر رہی ہو ایمی۔ ! یونہی گھل گھل کر ختم ہو جاؤ گی۔ ایک اچھی زندگی تمہاری منتظر ہے۔ اور ...ٹھیک ہے رہو اس دولت کدے میں قید۔ روپے اور آسائشوں سے پیار جو ہو گیا ہے۔"

"...دوبارہ فون مت کیجیے گا۔" اس نے غصے اور خوف کے ملے جلے تاثرات سے کہا اور طاہر نے غصے ...کر دیا۔ اور اب وہ چاندنی میں جلتی' گھٹنوں میں چہرہ چھپائے سوچ رہی تھی۔

...نے واقعی' دولت اور آسائشوں کے لیے محبت کو ٹھکرا دیا۔ محبت جو مجھے اس وقت پرواز کے لیے آکسا... میرے پر کٹ چکے ہیں۔" اس نے پیچھے ہٹ کر دیوار سے ٹیک لگالی۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ...چاند عین نظروں کے سامنے مگر دھند کے پار تھا۔ اس نے پلکیں جھپکا کر اس دھند کو ہٹانا چاہا۔ مگر ...اک اور ریلا بہہ نکلا۔

...ہر! میں نے یہ فیصلہ آسائشوں کے لیے نہیں کیا۔ مجھے آج بھی آپ سے محبت ہے۔ بے پایاں ...پ کے ساتھ اس دو کمروں کے گھر میں بخوشی زندگی گزار سکتی ہوں۔ مگر آپ کی بیوی ہے اور بچے ...بھی تو۔" اس نے آہستگی سے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔ "اک روح میرے وجود میں بھی سانس لے ...ں۔ کس سے نظریں چراؤں۔ ؟ بے بس ہوں۔ کاش۔ کاش آپ کچھ دن پہلے لوٹ آتے تو میں ...سب کچھ چھوڑ کر آپ کے ساتھ چلی جاتی۔"

...ل بار بار بج رہا تھا۔ وہ اٹھی اور تیزی سے اندر جا کر موبائل اٹھا لیا۔ اسکرین پر طارق کے الفاظ جگمگا ...ں نے موبائل دور اچھال دیا اور بیڈ پر خود اوندھے منہ گر کر رونے لگی۔

☼ ☼ ☼

...اداس اور مضمحل تھی۔ ساری رات ایک پل کو بھی آنکھ نہ لگی۔ ذہن عجیب سوچوں کی آماجگاہ بنا ...آئی تو وہ جاگ ہی رہی تھی۔ وہ چونک گئی۔ بے حد سرخ رت جگے کی غماز بے خواب آنکھیں' ...تھکن آمیز تاثرات لیے نڈھال وجود اس سب کے ڈانڈے' کل لان میں دیکھے سین سے ملاتے ...پردے کھینچ دیے۔

"...طبیعت کیسی ہے؟"

...۔" وہ اٹھ بیٹھی۔ چہرے پر ہاتھ پھیر کر رات کی کیفیات مٹانے کی سعی کی۔ بکھرے بال سمیٹ کر ...

...ہے؟" جب سے رجو آئی تھی۔ صبح وہی اسے جگاتی تھی۔

...پاس کا خصم۔ اسی سے جڑی بیٹھی ہے۔" صغریٰ نے جلے بھنے انداز میں کہا اور خود ایمن کے لیے ...

...ئل اٹھا کر دیکھا۔ وہاں طارق کی بہت سی مسڈ کال تھیں۔ موبائل ایک طرف رکھ کر وہ واش ...واپس آئی تو صغریٰ جوس کا گلاس رکھ کر کمرہ سمیٹ گئی تھی۔ وہ گلاس ہاتھ میں لے کر دریچے ...۔ البیلی صبح اب دوپہر میں ڈھل رہی تھی۔ کہ دھوپ خوب پھیل چکی تھی۔ اس نے سفید ...فوارے کے پاس بیٹھے نفوس کو دیکھا۔ دونوں کتنے خوش اور مگن تھے۔ لگتا ہی نہ تھا کہ ان کے ...ہوئی تھی۔ وہ سفید پھول توڑ توڑ کر اس کے بالوں میں سجا رہا تھا۔ اور وہ اس کے کندھے پر سر ...۔ وہ اتنی دور سے ان کے چہرے کے تاثرات تو نہ دیکھ سکتی تھی۔ مگر محسوس کر سکتی تھی کہ ...کا ہالہ ان کے وجود کو اپنے مہربان حصار میں لیے ہوئے تھا۔

...انہیں دیکھتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ دونوں اٹھ کر گیٹ سے باہر نکل گئے۔ کریم نے رجو کا بازو ...اسے رخصت کرنے گئی تھی۔ ایمن دریچے سے ہٹ کر کاؤچ پر آ بیٹھی۔ تھوڑی دیر بعد

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہنستی مسکراتی رجو اپنے بے ڈول وجود کو سنبھالتی آگئی۔
"باجی! آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟"
"کیا ہوا میری طبیعت کو۔" ایمن قدرے تنک کر بولی۔
"آنکھیں کیسی سرخ ہیں۔"
بہت دیر تک شاور لینے کے باوجود اس کی طبیعت کا اضمحلال برقرار تھا۔
"تم صبح سے کہاں مصروف ہو؟" ایمن نے اس کا سوال نظرانداز کر کے طنز سے پوچھا۔ جواباً
"وہ کریم آیا تھا۔۔۔ تو اس کے ساتھ۔۔۔"
"ہاں دیکھا تھا میں نے 'ہنس ہنس کر قدموں میں نچھاور ہو رہی تھیں۔ تم میں کوئی عزت نفس
جب یہاں آئی تھی تو کس حال میں تھیں۔ ہفتہ ہی گزرا ہوگا۔" ایمن کو نجانے کس بات پر
نے قدرے حیرت سے اسے دیکھا۔
"باجی! میاں 'بیوی میں کیسی عزتِ نفس 'پھر وہ خود تو برا نہیں۔۔۔ وہ تو اس کے گھر والے۔۔۔
کیا ہے۔۔۔ مجھ سے کوئی زیادتی نہیں ہونے دے گا۔۔۔ اس نے اپنی ماں 'بہنوں سے کہہ دیا۔۔۔ اب
ستانا نہ چھوڑا تو الگ گھر لے دے گا۔"
"اور تم نے یقین کر لیا۔۔۔ احمق وہ صرف تمہیں بہلا رہا ہے۔"
"ہمیں بی بی! وہ میرا مرد ہے۔۔۔ اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔۔۔ اپنے گھر والوں سے ڈرتا
سے محبت بھی بہت کرتا ہے۔۔۔ اور کہتے ہیں پیار میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔۔۔ میں جو اتنا کچھ سہہ
اس کے پیار کی خاطر۔"
"ٹھیک ہے اب جاؤ۔" ایمن اس کا پیار نامہ سن کر بے زار ہوئی تو اکتاہٹ کے ساتھ کہہ دیا۔۔۔
دم پکار لیا۔ "سنو۔"
"جی باجی!" وہ اپنا پلو سنبھالتے ہوئے رکی۔۔۔ ایمن نے دیکھا۔۔۔ وہ سارے پھول اس کے پلو میں
رہے تھے۔۔۔ جو کریم نے اس کے بالوں میں سجائے تھے۔
"تمہیں کبھی اپنے فیصلے پر افسوس نہیں ہوا۔"
"نا۔۔۔!" اس نے بڑے اعتماد سے ایک ہی لفظ میں بات ختم کر دی۔
ایمن گم صم سی ہوگئی۔
"باجی! ایک بات پوچھوں؟" اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔
"ہوں۔" وہ کسی گہری میں ڈوبی تھی۔
"وہ جو کل آئے تھے۔۔۔ آپ کے کزن تھے؟" ایمن نے چونک کر رجو کو دیکھا۔ اس کا لہجہ سر سری
میں بے تحاشا تجسس تھا۔
"ناشتہ لگاؤ۔ میں آ رہی ہوں۔" ایمن نے درشت لہجے میں کہا تو وہ تیزی سے چلی گئی۔
ایمن نے آہستگی سے کنپٹی دبائی۔ ایمن جانتی تھی۔ طاہر خاموش نہیں رہے گا۔۔۔ وہ ضرور
جواب مانگے گا۔۔۔ اس کا جی چاہتا وہ یہاں سے بہت دور بھاگ جائے۔۔۔ شاید۔۔۔ شاید وہ خود
ناشتے کے بعد اپنی کیفیات چھپانے کو وہ بہت دل سے تیار ہوئی اور سدرہ کی طرف آگئی۔۔۔
گئی۔ "آہا۔۔۔ آج تو دن ہی کوئی انوکھا ہے۔۔۔ ایمن طارق ہمارے گھر قدم رنجہ فرما رہی ہیں۔"
وہ گھر کی صفائی ستھرائی میں مصروف تھی۔ اور ننھا زین کاٹ میں کھیل رہا تھا۔ سدرہ کے
لڑکی ہاتھ بٹانے کے لیے رکھوا دی تھی۔ سدرہ چائے کے ساتھ چکن رول تل لائی۔ کیچپ
ساتھ۔۔۔

ابی! میں ابھی ناشتہ کر کے آئی تھی۔"
یہ تو زیادہ اہتمام نہیں کیا۔" وہ ہنس دی۔۔۔ اِدھر اُدھر کی باتوں میں چائے پی۔ پھر وہ زین سے کھیلنے لگی۔
ہی اس کی طبیعت بھانپ گئی۔۔۔ بے زار اکتائی ہوئی۔
تمہیں کیا ہوا ہے؟" سدرہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔
ہوتا ہے؟" وہ زین پر جھک گئی۔ (یا اللہ! اب ہر کوئی پوچھے گا۔)
تھکی تھکی سی لگتی ہو' ایسا لگتا ہے۔۔۔ تھکن جسمانی نہیں ذہنی ہے۔"
نے چونک کر سدرہ کو دیکھا۔ وہ بغور اسی کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔ وہ سیدھی ہوگئی۔۔۔ زین اس کی انگلی
ڈال رہا تھا۔
آپ ٹھیک کہتی ہیں۔ میں واقعی تھکنے لگی ہوں۔"
کا فیصلہ غلط تھا۔۔۔ شادی کے اولین دنوں میں 'جب ہر پل ایک دوسرے کی ہمراہی چاہتا ہے۔ تم
الگ رہنے لگے۔۔۔ میں اس سلسلے میں طارق کو پورا قصوروار سمجھتی ہوں۔۔۔ مجھے تو آج تک سمجھ میں
دونوں یوں ایک دوسرے سے جدا کیسے رہ لیتے ہو۔۔۔ جبکہ درمیان میں کوئی مجبوری بھی نہیں۔۔۔ طاہر
سے باہر رہیں تو مجھے ساری رات نیند نہیں آتی۔۔۔ تم دونوں عجیب ہو۔" وہ کہتی چلی گئی۔ "لیکن اب
یہ جدائی تم پر اثر دکھا رہی ہے۔۔۔ دیکھو تھکنے لگی ہو۔ اس سے قبل کہ یہ تھکن تمہارے اعصاب
ارق کے پاس چلی جاؤ۔۔۔ پلیز ایمن! میری بات مانو' سمجھو۔۔۔ شوہر سے بڑھ کر کوئی اپنا نہیں ہوتا۔۔۔ وہ
تھکن سمیٹ لے گا۔۔۔ اس کے پاس چلی جاؤ۔"
ا اس میں سن رہی تھی۔ بے توجہی سے بڑبڑائی۔
بلا رہا ہے۔ میں کس کے پاس جاؤں۔"
ہے تو تم چلی جاؤ۔"
نہیں دیں گے۔"
اپنے شوہر کے پاس جاؤ گی۔" اس کی غائب دماغی محسوس کر کے سدرہ نے اسے جھنجوڑ ڈالا۔ ایمن
ہو کر سدرہ کا چہرہ دیکھنے لگی۔ نجانے وہ بے خیالی میں کیا بڑبڑائی تھی۔
ہے؟ کوئی الجھن ہے؟" سدرہ کچھ سمجھ نہ پائی۔
چلتی ہوں۔" ایمن کھڑی ہوگئی۔ اس کے انداز بتاتے تھے۔ وہ رکے گی نہیں۔ اس لیے سدرہ نے
نہیں کیا۔ مگر تاکید ضرور کی۔
طارق کو فون کرو۔"
واقعی طارق کو فون کیا تھا۔ وہ خفا ہونے لگا۔
رائی کر رہا ہوں۔ تم غائب کہاں ہو؟"
کہا تھا؟ آپ واپس آ رہے ہیں۔" ایمن نے گویا اس کا سوال سنا ہی نہیں۔
"
بتائیں کہ آپ کب واپس آ رہے ہیں؟"
ہوا؟"
سے کچھ پوچھ رہی ہوں۔"
ب کیا سیلاب آ گیا ہے۔۔۔ ہر کام میں تھوڑا وقت تو لگتا ہے۔۔۔ یہاں سے وائنڈ اپ کرنے میں ایک
جائے گا۔" وہ حیران ہونے کے ساتھ ساتھ غصہ ہونے لگا۔
ل۔۔۔" وہ چیخ اٹھی۔ "اور تب تک۔۔۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیا تب تک؟" طارق اس کا رویہ سمجھنے سے قاصر تھا۔
"میں مر جاؤں گی۔"
"نہ بھئی۔۔۔ مریں تمہارے دشمن۔۔۔"
"دشمن نہیں مریں گے، مجھے کچھ ہو جائے گا۔"
"کیا ہو گیا جانم! یوں تنہا رہنا تمہاری اپنی چوائس تھی، اب اتنی بے تابی۔۔۔"
"ہاں میری چوائس تھی۔۔۔ اب کیا اس جرم میں مجھے پھانسی چڑھا دو گے۔" ایمن پھٹ پڑی۔ ۔ ۔ گیا۔۔۔ اس کے کچھ بھی پوچھنے سے قبل ایمن نے رابطہ کاٹ دیا۔
"وہ ٹھیک کہتا ہے، تمہیں میری پروا نہیں۔ صرف اس گھر کے لیے ایک کیئر ٹیکر کی ضرور۔۔۔ پاکستان میں تمہارے معاملات سنبھال سکے۔"
(یا تو وہ تنہا رہنے کا عادی ہے یا پھر۔۔۔ ایسا تو نہیں کہ وہ پہلے سے شادی شدہ ہو۔
"جن حالات میں تمہاری شادی ہوئی کیا آسمان سے اچھا رشتہ اچانک ٹپک پڑتا۔ ظاہر ہے۔۔۔ دستیاب ہوتا، تمہارے ڈیڈی نے منت کر ہی لینی تھی۔"
"شاید تم ٹھیک ہی کہتے ہو۔"
اس نے چہرے پر بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے سوچا۔ اس نے اپنی زندگی کو پھر سے دوسروں کی نظر اور پرکھنا شروع کر دیا تھا اور یہ ضروری نہیں کہ ہر کوئی آپ کی درست سمت میں رہنمائی کرے۔

☼ ☼ ☼

"کہاں غائب ہو فواد۔۔۔! میں تین دن سے مسلسل ٹرائی کر رہی ہوں۔" اس کی آواز سنتے ہی مومو۔۔۔ ہونے لگا۔
"اوہو۔۔۔ اتنی بے تابی۔۔۔"
"تم کہاں تھے؟"
"تمہارے آس پاس، تمہارے دل میں۔۔۔ تم خواہ مخواہ ڈھونڈتی رہی۔ ذرا گردن جھکا کر دیکھ لیتیں۔"
اب موموکو کیا بتاتا کہ تم سے تو کچھ ملنے کی امید نہیں۔ جس لڑکی سے اب ہیلو ہائے ہوئی ہے وہ عام دوبار پارک میں مل چکی ہے، ہاتھ پکڑنے پر گھبراتی نہیں، اب اس سے آگے تو۔۔۔ اس نے چٹخارہ لے۔۔۔ بند کر لیں۔
"ڈائیلاگ مت بولو۔۔۔ میں سنجیدہ ہوں۔"
"اوکے سنجیدہ رانی! فرمائیے۔"
"گھر والے میری شادی کر رہے ہیں۔" موموں نے جلدی سے بتا دیا۔ یہ تین دن اس نے سولی پر۔۔۔ اسے یہی فکر تھی کہ اگر مہرالنساء نے مہمانوں کو بلا لیا اور مہمانوں نے اسے پسند بھی کر لیا تو پھر۔۔۔ اس۔۔۔ وہ گھبرا جاتی، اس وقت بھی وہ مہرالنساء کے کمرے سے بات کر رہی تھی، اس لیے زیادہ تمہید نہیں باندھی۔
"مبارک ہو، مجھے بلاؤ گی؟" فواد کے نارمل سے لہجے پر وہ ہکا بکا رہ گئی۔ دوسرے پل فواد کا قہقہہ۔۔۔ جان میں جان آئی۔
"میں تمہیں قتل کر دوں گی۔"
"قتل کرنے کے لیے تمہیں میرے پاس آنا ہو گا جو تمہیں گوارا نہیں۔" اس نے مزید چھیڑا۔
"تم میری بات سنجیدگی سے نہیں سن رہے ہو جبکہ میرے پاس زیادہ وقت بھی نہیں۔"
"میں بالکل سنجیدگی سے تمہاری بات سن رہا ہوں، آگے بولو۔" "فواد! تم اس دن کہہ رہے تھے۔۔۔ والدین کو بھجوا رہے ہو۔" موموکے لہجے میں جھجک سی اتر آئی۔

نجانے کیوں وہ تجاہل عارفانہ سے کام لے رہا تھا۔ موموں نے خود کو بے بس محسوس کیا۔ ایک بار دل چاہا کہ یوں خود کو ارزاں نہ کرے مگر دل کڑا کر کے کہہ دیا۔
"بھجوا دو فواد۔۔۔!"
"۔" وہ ایک لمحے کو سوچ میں ڈوبا پھر جھنجلا گیا۔ "ایک تو تم لڑکیاں کبھی کوئی کام وقت پر نہیں کرتی ہو۔۔۔ رہا تھا کہ اپنے گھر والوں کو بھجواؤں تو تم اینٹھ گئیں۔"
"کیا مسئلہ ہے؟" موموں نے کھڑکی سے باہر جھانکا۔ مہرالنساء کسی بھی وقت کمرے میں آ سکتی تھیں، وہ۔۔۔ بات کر رہی تھی۔
"۔۔۔ ہے کہ گھر والے حیدر آباد گئے ہیں۔"
"۔۔۔" موموکے منہ سے بے اختیار نکلا۔
"۔۔۔ شادی ہے۔"
"۔۔۔ ب آئیں گے؟"
"۔۔۔ دن تو لگیں گے۔" فواد کا لہجہ لاپروا سا تھا۔
"۔۔۔ اب کیا ہو گا۔۔۔ اگر ممی نے میرا رشتہ طے کر دیا تو۔۔۔" اس کا لہجہ حد درجہ پریشانی کا غماز تھا۔
"۔۔۔ دن کے لیے انہیں ٹال نہیں سکتیں؟"
"۔۔۔ رے پاس ایسا کوئی بہانہ نہیں۔" وہ رو دینے کو تھی۔
"۔۔۔ میں ان سے بات کر لوں؟"
"۔۔۔ لیے۔۔۔ ہرگز نہیں۔۔۔ بنتی بات بھی بگڑ جائے گی۔۔۔ ممی کو اگر بھنک بھی پڑ گئی کہ یہ رشتہ میری ایماء پر۔۔۔ انکار کر دیں گی۔"
"۔۔۔ ہیں تمہاری؟"
"۔۔۔ ہیں۔ تم اس کو چھوڑو اس مسئلے کا حل نکالو ورنہ ساری زندگی مجھے ڈھونڈتے رہ جاؤ گے۔"
"۔۔۔ سویٹ ہارٹ! مجھے تمہارا نعم البدل مل چکا ہے۔" وہ دل ہی دل میں ہنسا۔ "اچھا ایسا کرو جس۔۔۔ ہیں کچھ دنوں کے لیے ٹال دو جیسے ہی گھر والے آتے ہیں میں انہیں بھجوا دوں گا۔"
"۔۔۔ والوں سے میرے بارے میں بات کر رکھی ہے؟"
"۔۔۔ تے ہیں۔" فواد نے سرسری انداز میں کہا۔
"۔۔۔ انہیں سکتے؟" موموں نے آس بھرے لہجے میں پوچھا۔
"۔۔۔ ہو۔"
اس نے بے حد مایوس ہو کر ریسیور رکھا اور باہر آ گئی۔ کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا، وہ خاموشی سے۔۔۔ گئی۔
"۔۔۔ میں کیا کروں، خدا کرے ممی ان لوگوں کو بلائیں ہی نہیں۔"
"۔۔۔ اس طرح کیوں بیٹھی ہو؟" اسے بے حس و حرکت بیٹھا دیکھ کر جوجو نے پوچھا۔
"۔۔۔ ت ٹھیک نہیں ہے جوجو! ہو سکے تو کچن میں تھوڑا کام نبٹا دو۔ دودھ ابالنا ہے اور۔۔۔"
"۔۔۔ میں کر لوں گی لیکن تمہیں کیا ہوا ہے؟" جوجو نے تشویش سے اس کی پیشانی چھوئی۔
"تھوڑی دیر لیٹوں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔" وہ آہستگی سے کہہ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔
اگلے دن آیا تھا اور وہ تشویش سے پوچھ رہا تھا کہ وہ اتنی پریشان کیوں تھی۔ ایمن کے دل سے بوجھ۔۔۔ کے لیے فکرمند تھا۔ اس نے کچھ ہلکے پھلکے لہجے میں بات کی تو طارق کی بھی تسلی ہو گئی مگر دوسرے۔۔۔ فون نے اسے پھر سے ڈسٹرب کر دیا،

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"وہ بہت بیمار ہے' بخار میں تمام وقت تمہارا نام پکارتا رہا۔"
"آپ کون ہیں؟" اجنبی عورت کی آواز تھی۔
"میں کوئی بھی ہوں' تم نے آنا ہے تو آؤ۔"
"آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟" وہ اب بھی تشویش کا شکار تھی۔
"تمہارے کچھ لگتے کے موبائل سے لیا ہے۔۔۔ تمہیں آنا ہے تو آؤ۔۔۔ میری اچھی مصیبت جھنجلا کر فون بند کر دیا۔ ایمن متذبذب سی بیٹھی رہ گئی' وہ جن رستوں سے منہ موڑنا چاہتی تھی رہے تھے۔

طاہر بیمار تھا' وہ اپنا دل پتھر نہیں کر سکتی تھی۔
"وہ اکیلا ہے۔۔۔ مجھے پکار رہا ہے۔۔۔ لیکن وہ اکیلا کیوں ہے؟ اس کی بیوی کو اس کے پاس ہونا چلی جاؤ ایمی۔ پھر مت جانا۔۔۔ اس وقت اسے تمہاری ضرورت ہے۔" دل بے ایمان تھا اور وہ گھری تھی' یہ وقت گھر سے جانے کے لیے بے حد نامناسب تھا مگر اسے جانا تھا' اس نے حمید کو لیے بھیج دیا۔
"بی بی! میں ساتھ چلوں۔" حمید نے واپس آ کر پوچھا۔ "آپ کو چھوڑ کر واپس آجاؤں گا۔"
"نہیں۔" وہ سختی سے کہہ کر ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔ بلڈنگ کی سیڑھیاں شام ڈھلے ہی تاریک ہو گئی کا دل دھک دھک کرنے لگا لیکن سیڑھیاں بے رونق نہ تھیں۔ کوئی آ رہا تھا تو کوئی جا رہا تھا' کئی ایک اسے پہچاننے کی کوشش کی۔ فلیٹ کی بیل دی تو ساتھ والے فلیٹ کے سامنے کھڑی دو عورتیں ساتھ گھور گھور کر دیکھنے لگیں' دروازہ کھل گیا۔
ایمن ایک دم پیچھے ہٹی' اس کے سامنے وہی لمبا تڑنگا شخص کھڑا تھا' وہی جس سے ایمن کا سیڑھیوں تھا' وہ اپنی سرخ وحشت زدہ نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔
"وہ طاہر۔" اس نے انگلیوں سے اپنی داڑھی کھجاتے ہوئے رستہ چھوڑ دیا۔
ایمن متذبذب تھی' اندر جائے یا نہ جائے۔
"دروازہ بند کر دینا۔" اس کی بھاری آواز بے حد سپاٹ تھی۔
ایمن نے ڈرتے ڈرتے اندر قدم رکھا' کمرہ بے ترتیب تھا' جگہ جگہ کپڑے بکھرے تھے۔ یوں لگا سے کمرے کی صفائی نہیں ہوئی۔ وہ شخص جینز اور ٹی شرٹ میں ملبوس بیڈ کے پاس کھڑا تھا۔ بیڈ پر وہ بے اختیار آگے بڑھی۔
"دروازہ بند کر دو۔" اب کہ اس نے درشت لہجے میں کہا۔ ایمن گھبرا کر پلٹی اور دروازہ بھیڑ دیا۔ کی زرد روشنی پھیلی تھی۔ کمرے کی ہر چیز میں زردپن اور ویرانی نمایاں تھی۔ ایمن' طاہر پر جھک رکھا تو ہاتھ جل اٹھا۔ وہ تقریباً نیم بے ہوش تھا۔ پاس ہی ایک برتن میں ٹھنڈا پانی اور میلا سا کپڑا
"پلیز کھڑکی تو کھول دیں۔" اسے کمرے کے ماحول سے وحشت ہونے لگی تھی۔ اس نے گھور مگر کھڑکی کھول دی۔ کمرے میں قدرے تازہ ہوا کا جھونکا در آیا۔ ایمن پٹیاں بھگو کر طاہر کے ماتھے پر
"اس کی یہ حالت کب سے ہے؟"
وہ خاموشی سے جینز کی جیبوں میں انگوٹھے پھنسائے اسے دیکھتا رہا۔
ایمن جھنجلا گئی۔
"اس کی بیوی کہاں ہے؟"
"بیوی۔۔۔" اس نے تعجب سے دہرایا۔ "میرا خیال ہے یہ اکیلا رہتا ہے۔"
"مگر اس کی بیوی۔۔۔" اس کے الفاظ درمیان میں رہ گئے کہ کوئی عورت دروازہ کھول کر

وہی عورت تھی' ایمن کے اعصاب تن گئے۔
حالت میں چھوڑ کر آپ کہاں پھر رہی ہیں؟"
وہ عورت ٹھٹک گئی پھر تنک کر بولی۔ "میں نے کیا اس کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے اس کے ہاتھ میں دودھ کی تھیلی تھی۔
منہ زور اور جاہل عورت ہے۔ نجانے طاہر نے کیسے اس کا ساتھ قبول کر لیا۔" طاہر ہولے ہولے

طاہر! آنکھیں کھولیں۔" ایمن نے دھیرے دھیرے اس کے گال تھپتھپائے۔
طاہر کا شعور جاگنے لگا' تب ہی وہ عورت کچن سے نکلی۔ اس کے ہاتھ میں دودھ کا بھرا گلاس تھا۔
دودھ کے ساتھ بخار کی دوا کھلا دو۔" اس نے پٹخنے والے انداز میں گلاس میز پر رکھا۔ دودھ چھلک گیا
ایمن نے حیرت و ناگواری کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اسے دیکھا۔
میں نے کھلانی ہے۔" وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر لڑاکا انداز میں بولی۔
تو تمہیں آوازیں دے رہا ہے۔" وہ کہتے کہتے اس شخص کی طرف مڑی۔ "بس صاحب! اب میں نہیں آنے والی۔ میرا بندہ مجھ پر شک کرتا ہے۔ ادھر روز دو جھگڑے رہتے ہیں۔ عورت کا ادھر

دن رک جاؤ' میں کچھ اور بندوبست کر لوں۔" اس کا درشت لہجہ آپوں آپ نرم پڑ گیا۔
اب میں انتظار نہیں کر سکتی۔" وہ جیسے آئی تھی' ویسے ہی دھپ دھپ کرتی چلی گئی۔ ایمن ہکا بکا دیکھنے لگی۔ اس پورے سین میں اسے کچھ سمجھ میں نہ آیا تھا' طاہر ذرا سا کراہا۔
۔" وہ شخص کہہ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔
ہو کیا رہا ہے؟"
طاہر کی طرف متوجہ ہوئی۔
دوا کھا لیں۔" بمشکل اسے سہارا دے کر بدقت دوا کھلانے میں کامیاب ہوئی۔
آئیں۔" شاید ٹھنڈے پانی کی پٹیوں نے بخار کی شدت کم کر دی تھی۔
ہوئی' آپ کیسا فیل کر رہے ہیں؟"
چکرا رہا ہے۔" اس نے نڈھال ہو کر ایمن کے زانو پر سر رکھ دیا۔ وہ جو اٹھنے کو تھی' بے بس سی

اب آرام کریں' صبح تک طبیعت سنبھل جائے گی۔"
دیکھی ہے۔" وہ غنودہ سی کیفیت میں بڑبڑایا۔
کون تھی؟" ایمن کے لیے اپنے تجسس اور الجھن پر قابو پانا ناممکن ہو گیا مگر طاہر سو گیا تھا۔
سے اس کا سر تکیے پر ڈالا' تب ہی وہ شخص کمرے سے نکلا اور ایک۔۔۔ چلبلی سی نگاہ ان دونوں پر گیا۔ کچھ دیر وہاں کھٹر پٹر کی آوازیں آتی رہیں' واپس آیا تو ہاتھ میں فیڈر تھا۔ اب بنا اس کی میں چلا گیا۔
لیے خود پر قابو رکھنا ناممکن ہو گیا تھا' اندھیرا ابھی بڑھتا جا رہا تھا اور اسے واپس بھی جانا تھا۔ وقت سے ٹیکسی ہی نہ ملتی۔ وہ دروازے میں آ کھڑی ہوئی پھر ششدر سی رہ گئی' وہ شخص بچے کو گود
تھا۔
آپ کا ہے؟" ایمن ہکلائی۔
کر ایمن کو دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"وہ عورت۔۔۔"

"بچے کے لیے رکھی تھی۔" اس نے اپنے مخصوص سپاٹ انداز میں جواب دیا۔ ایمن کو لگا اس کے سر سے منوں بوجھ اتر گیا ہے' وہ ایک دم ہلکی پھلکی سی ہوگئی۔

"سنیں' مجھے واپس جانا ہے۔ پلیز ان کا خیال رکھیے گا۔"

اس نے اک گہری سی نگاہ ایمن پر ڈالی اور پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ بولنے کے معاملے میں خاصا کنجوس تھا۔ بچہ فیڈر پی چکا تھا اور اب اپنی بڑی بڑی نیلی آنکھیں کھولے باپ کو دیکھ کر ہنس رہا تھا۔ ایمن باہر نکلنے لگی۔

"سنیں' آپ کا نام پوچھ سکتی ہوں۔"

اپنے بچے کے بکھرے بالوں کو انگلیوں سے سلجھاتے ہوئے اس نے ذرا سا توقف کیا۔

"شاہ میر۔۔۔"

"شاہ میر۔!" ایمن نے زیر لب دہرایا پھر واپس مڑ آئی۔ وہ بدستور اپنے بچے کے ساتھ مصروف تھا۔ ایمن نے کھلی کھڑکی سے باہر جھانکا' رات اتر آئی تھی۔ گہرے ہوتے اندھیرے نے اسے فکر مند کر دیا۔

"یا اللہ۔۔۔ اب ٹیکسی وقت پر مل جائے۔"

وہ طاہر کے پاس آئی' وہ دوا کے زیر اثر غنودگی میں تھا۔ ایمن نے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا' بخار تھا۔ کس قدر دشوار تھا اسے اس حالت میں چھوڑ کر جانا۔

"اللہ۔۔۔ آپ کو اپنی امان میں رکھے۔" وہ آہستگی سے گویا ہوئی اور پلٹی مگر اسے رک جانا پڑا۔ اس کے دوپٹے کا کونا طاہر کی مٹھی میں جکڑا تھا۔ یہ دوپٹا نہیں' ایمن کا دل تھا جو طاہر کی مٹھی میں تھا۔ اس نے ہولے سے دوپٹہ چھڑانا چاہا۔

"مجھے چھوڑ کر مت جانا۔" وہ بڑبڑایا۔

"طاہر! اندھیرا گہرا ہو رہا ہے۔"

"میری زندگی کے اندھیروں کی طرح۔"

"طاہر! میں صبح آجاؤں گی۔" وہ بے بس سی ہو کر بولی۔

"جاؤ' ہر کوئی ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ میں کس قدر تنہا ہوں۔" طاہر نے دوپٹہ چھوڑا اور کروٹ بدل لی۔ ایمن کچھ لمحے کھڑی ہونٹ چباتی رہی پھر دل گرفتی سے باہر نکل گئی۔ سیڑھیاں بے حد تاریک تھیں۔ اس نے اپنے آنسوؤں کو بہہ جانے دیا۔ دل تھا کہ احتجاج کیے جاتا۔ طاہر کی بیماری' کسمپرسی' تنہائی' اس کے دل پر بہت گہری ضرب لگی تھی۔ قدم من من بھر کے تھے۔۔۔ دل کہتا واپس دوڑ جاؤ۔ اس وقت طاہر کو تمہاری ضرورت ہے۔۔۔ اگر رات میں اس کی طبیعت بگڑ گئی تو کون اس کی دیکھ بھال کرے گا۔

"وہ شاہ میر۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ بے حد سرد اور خشک انسان ہے۔۔۔ وہ پلٹ کر بھی نہ دیکھے گا۔ اس نے دوا لا دی' یہی بہت بڑا احسان ہے۔"

اس نے بہتے آنسوؤں کو ہتھیلی کی پشت سے صاف کیا۔

"کاش۔۔۔ کاش! میں آج طاہر کے پاس رک سکتی۔"

اپنے اندر اٹھتی خواہش سے ڈر کر وہ جلدی جلدی سیڑھیاں اترنے لگی۔ کوئی اس کے اندر چیخا۔

"پلٹ کر مت دیکھو' وہاں صرف اندھیرا ہے۔۔۔ واپسی کا ایک بھی قدم تمہیں پاتال میں دھکیل دے گا۔ سامنے دیکھو۔۔۔ وہ روشنی کی ننھی سی کرن۔۔۔ اسے تھام لو۔۔۔ یہ ننھا سا جگنو تمہاری ذات کے تمام اندھیرے مٹا دے گا۔"

جلدی جلدی میں پاؤں رپٹ سا گیا۔ اس نے بمشکل دیوار کا سہارا لے کر خود کو گرنے سے بچایا اور دیوار پر سر رکھ کر بے اختیار رو دی۔

○ ○ ○

...ل ہوتے ہوئے اس نے پورچ میں کھڑی بائیک پر غور نہیں کیا۔ سارا رستہ وہ روتی ہی آئی تھی اور ...ہیک مرر میں اسے دیکھ دیکھ کر مشکوک ہو رہا تھا۔ ایک دوبار اس نے بات کرنے کی کوشش کی مگر ...رک دیا۔ حمید نے پھرتی سے ذیلی گیٹ کھول دیا' وہ سر جھکائے اندر داخل ہوگئی۔ لان میں بے چینی ...ڑی سے اس کے سامنے آیا۔

"...سے آرہی ہو؟"

...ک طاہر کے سرہانے تکی تھی' ٹھٹک گئی۔

"...کب آئے؟" بے اختیار ایمن کے منہ سے نکلا۔

"...سے انتظار کر رہا ہوں' کہاں گئی تھیں؟" پھر وہی سوال۔

"...گئی ہوں۔" اس کا تفتیشی انداز ایمن کو برا لگا۔ "سدرہ کی طرف تھی۔"

"...تھا نہیں' دن میں جایا کرو' لوگ کیا کہیں گے۔" بابر نے تھوڑا ڈانٹا۔

"...والے ایک دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتے۔" وہ بے زاری سے بولی۔ اس ...کہ بابر کا دل چاہا کھینچ کر ایک تھپڑ رسید کرے مگر ضبط کر گیا۔

"...یہاں ہوتے تو اور بات تھی' ان چھوٹی چھوٹی نزاکتوں کا خیال رکھا کرو' نادانیوں کا دور گزر چکا۔"

...لگ اٹھا۔

"...مسئلہ کیا ہے' میں کہاں جاتی ہوں اور کتنے بجے واپس آتی ہوں' آپ کو اس سے کوئی سروکار ...آپ کیوں میری جاسوسی کرتے پھر رہے ہیں جبکہ طارق کو تو کوئی اعتراض نہیں۔"

"...میز ڈ اور جاہل لڑکی ہو۔ اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں یوں شتر بے مہار چھوڑ دوں گا تو یہ ...طارق بھائی یہاں نہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم جو مرضی کرتی پھرو۔"

"...نہیں اس وقت گھر سے باہر نہ دیکھوں۔ یہ مت سمجھنا کہ تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔" بابر نے ...ہ کی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا پورچ کی طرف چلا گیا۔ حمید نے سنا کچھ نہیں اور سمجھا بہت کچھ۔ ...ی سے گیٹ کھولنے لگا۔ ایمن نے کھا جانے والی نظروں سے بابر کو گیٹ سے نکلتے دیکھا اور غصے ...اندر اپنے بیڈ روم میں آگئی۔

"...ید اور بٹھا دو مجھ پر پہرے۔ میں طاہر سے مل کر آئی ہوں اور آئندہ بھی ملتی رہوں گی۔ روک کر ...ندر کی سرکش ایمن انگڑائی لے کر جاگی۔

...از کھول کر نجو نے اندر جھانکا۔ ایمن حلق کے بل چیخی۔

...یں آیا گلدان دیوار پر دے مارا۔ کرسٹل کا نفیس گل دان ایک چھناکے سے ٹوٹا۔ نجو سر پر پاؤں ...

"...بھوت لگا ہے۔" رجو نے اسے چوٹی سے پکڑ کر کھینچا۔

"...دگئی ہے' گلدان بھی توڑ دیا اور۔۔۔"

...نے صغریٰ کو دیکھا' وہ دونوں ایمن کے انتظار میں ٹی وی کھولے بیٹھی تھیں۔ بابر آیا' انہوں نے ...انا چاہا' وہ کچھ بھی کھانے پینے سے منع کر تا لان میں چلا گیا۔ دونوں بہن بھائی میں کیا بات ہوئی' ...ں مگر صغریٰ کو اندازہ تھا۔

...رجو نے جانا چاہا۔

"...سے میں ہے' ضرورت ہوئی تو خود ہی آجائے گی یا بلا لے گی۔" صغریٰ نے روکا۔ رجو کو تجسس

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"پر اماں، ہوا کیا؟"

"کیا ہونا ہے۔ روز اپنے کچھ لگتے سے ملنے جاتی ہے۔ آج بھیا کو پتا چل گیا ہوگا۔"

"نہیں۔۔۔ اماں سچ بول، تجھے کیسے پتا چلا؟" مارے حیرت کے رجو نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"میں نے تیرے کرتوت بھی دیکھے ہیں، اب اس کے بھی دیکھ رہی ہوں۔ دیکھ لے اس گھر کو۔۔۔ جاتے ہیں کہ یہاں پھر سے دھول مٹی اڑنے لگے گی۔" صغریٰ نے فخر سے بتایا۔

"اماں! میں جاؤں۔۔۔ شاید کچھ بتائے۔۔۔" رجو نے اشتیاق آمیز چسکے کے ساتھ کہا مگر صغریٰ کے کندھے پر لگا۔

"چل کوارٹر میں مرجا کر۔۔۔ تجھے چسکے پڑے ہیں۔"

☼ ☼ ☼

دروازہ نیم وا تھا، یوں لگتا تھا کوئی ابھی ابھی باہر گیا ہے۔۔۔ وہ اندر چلی آئی۔۔۔ کمرہ نیم تاریک ایک تو ویسے ہی اس فلیٹ میں ہوا اور روشنی کا گزر کم تھا، اوپر سے واحد کھڑکی بھی بند تھی۔ طاہر کا ایک پر اور دوسرا تکیے پر پھیلا تھا۔ اس کے قریب ہی ننھا سا بچہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کھیلتے ہوئے کلکاریاں مار

"طاہر۔۔۔" ایمن نے آہستگی سے اپنا ہاتھ اس کے بازو پر رکھا، بازو ٹھنڈا تھا۔

"کیسی طبیعت ہے؟"

"ٹھیک ہے۔" طاہر نے بازو ہٹا کر ہلکی سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔ بچے نے آواز سے توجہ گھمائی۔ اپنی چمکتی نیلی آنکھوں سے ایمن کو دیکھا۔ کچھ لمحے دیکھتا رہا پھر ایک دم کھلکھلا کر ہاتھ پاؤں ایمن کی توجہ ذرا دیر کو اس کی طرف ہوئی پھر اس نے طاہر سے پوچھا۔

"ناشتہ کیا؟"

"ہوں۔"

ایمن نے دیکھا، اس کے سرہانے ٹیبل پر پڑا چائے کا مگ جوں کا توں رکھا ہے اور اس پر سیاہ تھی۔ پاس ہی بخار کی گولیاں بھی ویسے ہی پڑی تھیں۔ ایمن کپ اٹھا کر کچن میں آ گئی۔ ناشتے تھی۔ سلائس کریم کیے، دو انڈے فرائی کیے، فریش اورنج جوس نکالا۔۔۔ ابھی ٹرے میں لگا رہی چلی آئی۔ اس کی متجسس نگاہیں ایمن پر جم گئیں۔ ایمن نے کچھ ناگواری سے اسے دیکھا۔

"تمہارا کیا لگتا ہے؟"

ایمن کو اس کا سوال ہی برا لگا مگر جواب تو دینا ہی تھا۔

"کزن ہے۔"

"چاچے کا پتر ہے یا مامے کا۔"

"تمہیں اس سے مطلب؟" ایمن کی تیوری پر بل پڑ گئے۔

"توبہ۔۔۔ کیسی کوڑی (کڑوی) زبان ہے۔ مجھے کیا مطلب؟ یہاں اکیلا پڑا مر رہا ہے، کوئی ماں ہوگا۔"

"اسی سے پوچھ لو۔" ایمن نے کوفت سے کہا۔

"مجھے تو یہ قصہ ہی اور لگتا ہے۔" اس نے آنکھیں مٹکائیں۔ ایمن نے غصے سے اسے

"غالباً تمہیں یہاں بچے کے لیے رکھا گیا ہے، باہر پڑ پر ہے۔"

"ہاں۔۔۔ یہ بھی عجیب ہی قصہ ہے۔" وہ بغیر برا مانے ہنسی پھر سرگوشی میں پوچھا۔

"سنا ہے باہر سے آیا ہے۔۔۔ بچہ بھی کسی میم کا لگتا ہے۔ تمہیں کچھ پتا ہے؟"

گلاس زور سے پٹخا۔

اچھا۔۔۔ غصہ کیوں کرتی ہو۔۔۔ کسی کا لے کر نہیں کھاتی۔۔۔ محنت کر کے کماتی ہوں۔۔۔" وہ ہاتھ نچاتی آواز آ رہی تھی۔

لے جا رہی ہوں۔۔۔ اس کا باپ آئے تو بیل دے دے۔" وہ اسی بات پر بچے کی دیکھ بھال کرنے پر آمادہ یہاں نہیں آئے گی بلکہ بچے کو اپنے ساتھ اپنے فلیٹ پر لے جائے گی۔ شاہ میر کے پاس اس کی بات کوئی دوسرا آپشن نہ تھا۔

انے کے بعد ایمن نے سکون کا سانس لیتے ہوئے ٹرے اٹھائی۔

بس۔"

کے سہارے اونچا ہو کر بیٹھا اور خاموشی سے پلیٹ پکڑ لی۔

کمرے میں رکھی اکلوتی کرسی کھینچ کر بیڈ کے قریب کر لی۔

لوگوں کے سوالوں سے بچو گی۔" طاہر نے آہستگی سے پوچھا تو ایمن نے چونک کر اس کی طرف

ال میں تمہارا۔۔۔؟"

ے کزن تو ہیں۔" ایمن نے مدھم لہجے میں کہا۔

ے باپ کے سامنے آؤں تو وہ مجھے دھکے دے کر گھر سے نکال دے۔ تمہارا بھائی مجھے گالیاں دے وہ تو شاید قتل ہی کر ڈالے۔ مت دھوکا دو اپنی خود کو بھی اور مجھے بھی۔ میں تمہارا کچھ نہیں لگتا پھر ایک غیر مرد کے فلیٹ پر، جہاں وہ اکیلا رہتا ہے۔۔۔ تم بار بار کیوں آتی ہو؟" اس کا استہزائیہ لہجہ ایمن چلا گیا۔

پ کیوں ایسی باتیں کر رہے ہیں؟"

نا کروائی۔۔۔"

لیں پھر آپ کی میڈیسن۔۔۔"

اپنے ناشتے سمیت۔۔۔" اس نے چیختے ہوئے پلیٹ زور سے دیوار پر دے ماری۔ پلیٹ دو ٹکڑے ایمن نے سراسیمگی میں اٹھنا چاہا مگر طاہر نے اسے جکڑ لیا۔ وہ بیڈ پر گری اور طاہر وحشت میں اس ن کا رونا گڑگڑانا، التجائیں۔۔۔ وہ پاگل ہو رہا تھا۔

طاہر۔۔۔ تمہیں تمہاری محبت کا واسطہ۔۔۔"

زور سے دھکا دیا، وہ اوندھے منہ بیڈ سے نیچے گری۔

م ہوتا ہے کسی غیر مرد کی خلوت میں بار بار آنے کا۔ چلی جاؤ، دفع ہو جاؤ یہاں سے، ورنہ آج میں

پنے ہی سر کے بال نوچنے لگا۔

اتے سر کو سنبھالتی سیدھی ہوئی، اس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ طاہر نے اس کا دوپٹہ گول منہ پر دے مارا اور حلق کے بل چلایا۔

ود کو سمیٹتی وہ وہاں سے بھاگتی چلی گئی۔

□ □ □

بار کہا تھا۔

واپسی کے اسباب پیدا کر رہا ہے۔"

انداز میں مسکرایا تھا۔ اسے واپس نہیں جانا، وہ اپنی جڑیں اسی ملک، اسی زمین میں بو چکا تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

پاکستان میں کچھ بھی ایسا نہ تھا جو اسے واپس کھینچتا' اسے اپنی ضد اور انا' محبت اور رشتوں سے زیادہ پیاری
ہی نامساعد حالات۔۔۔ غربت ٹھوکریں اسے کچھ بھی واپسی پر مجبور نہ کر سکیں۔

شاہ میر کو اپنے باپ سے نفرت تھی۔

سوتیلے بہن بھائیوں کا ہونا نہ ہونا اس کے لیے ایک برابر تھا۔

"مجھے واپس نہیں جانا۔" یہ شاہ میر کا فیصلہ تھا۔

"اسے واپس جانا ہے۔" یہ تقدیر کی چال تھی۔

وہ ہار گیا اور تقدیر اپنی چال چل گئی۔ احمد عالی ٹھیک ہی کہتا تھا۔ تقدیر اس کی واپسی کے لیے راستے ہموار کر رہی تھی۔

اس کے سینے پر لیٹا ننھا شاہ نیل سو گیا تھا۔ شاہ میر نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر گردن گھما کر کمرے کی اکلوتی کھڑکی کی طرف دیکھا۔ کھڑکی بھر آسمان پر گہری ہوتی رات' رات کے سینے پر کھلا ٹکڑا۔ بادل کا وہ ٹکڑا دیکھتے ہی دیکھتے ایک سفید لبادے میں ڈھل گیا۔

"شمیر۔۔۔ وہی ہوا جو تم نے چاہا۔۔۔ تم جیت گئے۔" وہ اپنے مخصوص لہجے میں کہہ رہی تھی' شاہ میر نے تردید کرنا چاہی۔

"تمہیں بچہ چاہیے تھا۔۔۔ صرف بچہ۔۔۔ تمہیں کبھی بھی کیتھی کی ضرورت نہ تھی۔ تم وہی نکلے ایک مرد۔۔۔" سفید لبادہ ہوا کی زد میں پھڑپھڑانے لگا۔

"ایسا نہیں ہے کیتھی۔۔۔ میں نے تو تمہیں بچانا چاہا تھا۔۔۔ مگر خدا۔۔۔"

"خدا نے تمہارے دل کی خواہش سن لی تھی۔۔۔ شمیر۔۔۔ تم نے خدا کو دھوکا دینا چاہا اور خدا دھوکا نہیں کھاتا۔"

شاہ میر کے اندر اک گہرا احساس جرم جاگا۔ یہ سچ تھا۔۔۔ اس کے اندر بڑی شدت سے خواہش ابھری تھی کہ کیتھی کا نام نہ لے۔۔۔ اسے صرف اپنا بچہ چاہیے تھا۔۔۔ مگر وہ کیتھی کو غلط ثابت کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اس نے خود کو مجرم نہ سمجھا تھا۔ کیتھی کی تدفین کے بعد اس نے بہت دنوں تک اپنے بچے کو دیکھا تک نہ تھا۔۔۔ اسے فاطمہ اور احمد سنبھال رہے تھے۔

"کیا تم اسے خدا کی رضا سمجھ کر قبول نہیں کر سکتے۔"

اپنے گھر کی نیم گرم فضا میں آتش دان کے پاس بیٹھ کر احمد نے کہا۔ باہر موسم کی شدید برف باری تھی۔

"ہوں۔" وہ آتش دان میں دہکتی آگ دیکھ رہا تھا۔

"ایسا کب تک چلے گا؟" احمد نے نرمی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ شاہ میر نے نظروں کا زاویہ بدل کر اسے دیکھا پھر اس کے عقب میں فاطمہ کو۔۔۔ وہ بچے کو گود میں لیے فیڈر پلا رہی تھی۔ احمد کے بچے بڑے اشتیاق سے اس کے اردگرد بیٹھے۔۔۔ چھوٹے سے بچے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ ایک اس کے اونی موزوں میں لپٹے پاؤں چھوتا تو کوئی ننھی منی انگلیاں۔۔۔ احمد نے اس کی نظروں کو محسوس کیا۔

"اس کی آنکھیں بالکل کیتھی جیسی ہیں' نیلی اور چمک دار۔"

شاہ میر اٹھ کر کھڑا ہو گیا' فاطمہ نے اسے مسکرا کر دیکھا۔

"لیکن اس کی ناک اور ماتھا شاہ میر پر ہے۔"

بچے نے دودھ پیتے اپنی چمک دار آنکھوں سے باپ کو دیکھا۔

"لو۔۔۔" فاطمہ نے دودھ کی خالی بوتل ہٹا کر بچے کو اس کی سمت بڑھایا۔ شاہ میر نے ہاتھ نہیں بڑھائے۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھیں واقعی کیتھی جیسی تھیں۔ شاہ میر نے آہستگی سے اس کا ہاتھ کھینچ لیا۔ اس نے مڑ کر اپنی برساتی اٹھائی اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

فاطمہ نے احمد کو دیکھا۔

اور پریشان ہے' ٹھیک ہو جائے گا۔" احمد نے کہا۔

ہی نہیں جا رہا۔۔۔ ایسا کب تک چلے گا۔"

احمد کچھ سوچنے لگا۔ اپنے فلیٹ پر جا کر اس کی وحشت دوچند ہو گئی۔ وہاں قدم قدم پر کیتھی کی یادیں
اس کے کپڑے' اس کے سستی بھڑکیلی اور شوخ رنگوں کی سینڈل۔۔۔ سستا میک اپ۔۔۔ کھلے
شے بے ترتیب تھی۔۔۔ سوائے اس ایک اسکرٹ کے جو سلیقے سے ہینگر میں لٹک رہا تھا۔ کیتھی کو
کر گھر واپس آنا تھا۔ شاہ میر نے آہستگی سے الماری کے پٹ بند کر دیے۔
کے بیچوں بیچ کھڑا بے وقوفوں کی طرح اک اک چیز کو دیکھ رہا تھا' اس کی نظروں کا ارتکاز اس چیز سے لپٹی
پر مجبور کر دیتا۔

یاد آئی جب وہ پہلی بار کیتھی سے ملا تھا۔

شام' جب اس کی یخ پیشانی کو چھو کر اس کی موت کا یقین کیا تھا۔

اس کا کچھ نہ تھا۔

سے محبت نہ تھی مگر وہ کیتھی اور بچے کے ساتھ زندگی گزارنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

شاہ میر نے خالی کاٹ کو دیکھا۔ اس نے اس کاٹ کو بے حد محنت سے سجایا تھا۔ کیتھی چپکے چپکے دیکھا
کو لگا اس کے وجود کا آدھا حصہ غائب ہے۔ اسے بے تحاشا تکلیف کا احساس ہوا مگر یہ تکلیف
میں تھی' وہ سمجھ نہ سکا لیکن فلیٹ کے بیچوں بیچ کھڑے کھڑے اسے اس بات کا احساس شدت سے
ماں سے جانا ہو گا۔

رپابند ہو' وقت کوچ ہے
یں کرتے' موسموں کے ساتھ سفر کرتے ہیں

ندہ ہوں
ہ خزاں گزیدہ موسم میرا رستہ روکیں

ہے

ہے' میرے پر شل ہو چکے ہیں مگر
ہ کا تعاقب کرتا ہے
مارا مقدر نہیں
یب ہے

سے فلیٹ کا دروازہ بند کر دیا۔

و کے۔۔۔" بوڑھی مارگریٹ نے پنجوں کے بل ہو کر اس کے کندھوں پر اپنے ہاتھ ٹکائے اور دل

مرنے کا افسوس ہے۔۔۔ یسوع اسے اپنی رحمتوں میں جگہ دے۔ تمہارا بچہ کیسا ہے؟"

اجازت دیں۔"

ائی آنکھوں سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔ یہاں تک کہ سیڑھیوں پر محض اس کے قدموں کی

رہا ہوں۔"

وں کی چمک دوچند ہو گئی۔ اس کے سیاہ لب بے ساختہ پھیلے۔

فیصلہ ہے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

شاہ میر نے ہولے سے اپنے لب بیٹے کی پیشانی پر رکھ دیے۔ اس نے پہلی بار اپنے بچے کو پیار
سکون سارگ و پے میں سرایت کر گیا۔

"تمہارا بیٹا تمہارے اپنوں کے درمیان بہتر طور پر پرورش پائے گا۔"

شاہ میر نے سیدھا ہو کر براہ راست اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"میں وہاں نہیں جا رہا۔"

"کیوں؟" احمد نے تعجب سے پوچھا۔

شاہ میر نے اسے جواب نہیں دیا بلکہ فاطمہ سے کہنے لگا۔

"تم نے بہت دن تکلیف اٹھائی' اس کا سامان پیک کر دو۔"

احمد کو لگا' کچھ بھی کہنا بے فائدہ ہے۔

"مجھے اپنا ایڈریس بھجوانا۔"

"ہوں۔" شاہ میر نے اثبات میں سر ہلایا' حالانکہ اس کا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا' وہ جہاں سے کوچ کر ... نشان نہ چھوڑتا تھا۔ احمد عالی بھی یہ بات اچھی طرح جانتا تھا۔ یوں وہ ایک دن چپکے سے نو ... آیا۔ اس کے آنے کے بعد احمد نے پاکستان میل کی تھی۔

"وہ پاکستان آچکا ہے' اسے ڈھونڈنا تم لوگوں کا کام ہے۔ میرے پاس اس کا کوئی ایڈریس نہیں۔"

فلیٹ کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو شاہ میر چونک گیا۔ کھڑکی سے باہر اندھیرے کا راج تھا ... غائب۔۔۔ آنے والا یقیناً طاہر تھا۔ اس کے گنگنانے کی آواز آرہی تھی پھر وہ دروازے میں آکھڑا ہوا۔

"ہیلو مسٹر۔۔۔"

"ہیلو۔۔۔" شاہ میر نے خشک لہجے میں کہا اور بچے کو بستر پر لٹا دیا۔

"میں نے کسی مرد کو پہلی بار بچہ پالتے دیکھا ہے۔" طاہر خواہ مخواہ ہنسا۔

"تمہاری طبیعت کیسی ہے؟" شاہ میر نے اپنی ناگواری چھپاتے ہوئے پوچھا۔ وہ دونوں ایک ہی فلیٹ ... تھے مگر ان کے درمیان بات چیت نہ ہونے کے برابر تھی۔

"بھلا چنگا ہوں۔" اس کا شاید باتیں کرنے کا موڈ تھا تب ہی آکر بیٹھ گیا۔

نیند تو شاہ میر کو بھی نہیں آرہی تھی مگر اس کا طاہر کے ساتھ گپ شپ کا کوئی موڈ نہ تھا۔

"تمہارا بچہ بہت پیارا ہے' اس کی ماں انگریز تھی؟"

"ہوں۔"

"اب کہاں ہے؟"

"اس کی ڈیتھ ہو گئی۔"

"اچھا۔۔۔" طاہر نے کچھ بے یقینی سے اسے دیکھا۔ "ڈیتھ ہو گئی یا تم اسے چھوڑ کر بھاگ آئے ..." لب بھینچ لیے۔

"تم وہاں سے واپس کیوں آگئے' لوگ ترستے ہیں اور تم۔۔۔ تمہارے بچے کے پاس وہاں کی شہ... مستقبل۔"

"مجھے نیند آرہی ہے۔" شاہ میر نے سرد و خشک لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں آرہی۔" طاہر نے کچھ بے چارگی سے کندھے اچکائے۔ "اور میرے پاس ایسا کوئی ... میں باتیں کر سکوں مگر یہ وقتی ہے کیونکہ میں بہت جلد شادی کر رہا ہوں اس لڑکی کے ساتھ جو ... تھی۔ تمہیں کیسی لگی' حالانکہ وہ کسی اور کی بیوی ہے۔"

طاہر نے ایک پل کو رک کر اس کے تاثرات جانچے۔ وہ بے حس' سپاٹ چہرہ۔۔۔ پتا نہیں وہ ...

...ر کو اس وقت صرف کہنے کی حاجت تھی۔

...س سے کیا فرق پڑتا ہے' محبت تو وہ مجھ سے کرتی ہے۔"

...۔" شاہ میر کا سوال قطعی غیر ارادی تھا۔ حالانکہ وہ تہیہ کیے بیٹھا تھا کہ اسے کچھ نہیں بولنا۔

...۔ دراصل اس کے پاس بہت پیسہ ہے۔ تم جانتے ہو اک اچھی زندگی گزارنے کے لیے پیسہ بہت ...۔ پتا نہیں تم میری بات سے متفق ہو یا نہیں۔ دراصل میں نے بہت عجیب زندگی گزاری ہے۔ زندگی ... جب بھی کچھ حاصل کرنا چاہا' ناکامی میرا مقدر ٹھہری۔ میں نے ہمیشہ۔۔۔"

...نہ چاہتے ہوئے بھی اسے سننے پر مجبور تھا' اس دن وہ طاہر کی زندگی کے بہت سے پہلوؤں سے آشنا ہوا۔ ... سے بھی۔

❖ ❖ ❖ ❖

...ناک سوچوں کا جنگل' نوکیلے سوالوں کی انیاں جو کلیجے میں کھبی جا رہی تھیں۔

...ں ہوا؟"

...کیا؟"

...ک بار تنہائی میں طاہر سے ملی تھی' گھنٹوں بیٹھ کر باتیں کیں۔ آج تک اس نے کبھی حد سے بڑھنے کی ... کی۔ ان دونوں کے بیچ ہمیشہ اک پاکیزہ اور بے لوث محبت کا رشتہ رہا' کم از کم ایمن کی دانست میں۔

...کیوں؟" وہ اپنے بال نوچنے لگتی۔

...زہ محبت میں یہ آلودگی کہاں سے آگئی۔

...چاہتا کہ ایک بار طاہر کا گریبان پکڑ کر یہ سوال ضرور کرے مگر وہ ڈر گئی تھی۔ کن دقتوں سے وہ گھر پہنچی' ...نے خود کو سنبھالا۔۔۔ اسے لگتا جو کچھ ہوا ہے' اس کی خبر سب کو ہو جائے گی اور اگر جو اس سے زیادہ کچھ ... وہ کانپ سی جاتی۔

...طاہر سے کبھی نہیں ملوں گی۔" اس نے مصمم ارادہ کر لیا' تب ہی تین دن سے گھر میں تھی۔

...م صم کیوں ہو؟" رجو نے کئی بار پوچھا' وہ گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگتی۔

...دن بعد طاہر محمود کا فون آیا۔ اس نے موبائل ہی آف کر دیا مگر وہ بار بار لینڈ لائن پر کال کر رہا تھا' اسے ...۔

...سے ملنا ہے۔" طاہر نے چھوٹتے ہی کہا۔

...وں گا۔" طاہر کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

...یں مل سکتی۔" کچھ دیر سوچنے کے بعد ایمن نے دوٹوک لہجے میں کہا تو وہ ایک پل کو خاموش ہو گیا۔

...ی کو موقع نہ دو گی۔"

...ی نہیں مل سکتی۔"

...۔" طاہر نے درشت لہجے میں پوچھا۔

...ایک بار تم سے ملنا ہے۔۔۔ کہیں بھی۔۔۔ تم موقع نہ دو گی تو میں گھر آجاؤں گا۔"

...غصے سے ایمن کے الفاظ گم ہو گئے۔

...بجے پارک میں آجانا۔"

...وٹوک لہجے میں کہہ کر رابطہ کاٹ دیا۔

...۔ میں نہیں آنے والی۔۔۔ کیا سمجھتے ہیں مجھ کو۔" وہ غصے میں چکرانے لگی۔

...اگر وہ گھر آگیا تو۔۔۔ ایمن! گھر میں تماشا بنوانے سے اچھا ہے کسی پبلک پلیس میں مل لو۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

۔اس کے ساتھ ہی کوئی چیز ٹھاہ سے اس کے پاؤں پر آگری۔
۔"اس نے جھنجلا کر پیچھے ہٹتے ہوئے نیچے دیکھا۔
ی چیز کو دیکھ کر وہ ٹھٹک کر رہ گئی۔

❋ ❋ ❋ ❋

ور سے دیکھا' وہ اپنے مخصوص بینچ پر موجود تھا' وہ ہولے ہولے قدم اٹھاتی وہاں تک چلی آئی۔ کسی ں ڈوبے طاہر کو اس کی آہٹ تک نہ آئی' وہ خاموشی سے قریب ہی بیٹھ گئی' تب اس نے ذرا سی گردن ود یکھا اور دوبارہ سے ہاتھ میں پکڑا پتہ ڈنڈی سے گھمانے لگا۔ دونوں کے درمیان اک گہری خاموشی خاموشی سے کیاریوں میں کھلے پھول دیکھ رہی تھی۔
لتے کیوں نہیں۔" تھوڑی دیر بعد ایمن کو الجھن ہونے لگی' تب ہی طاہر نے پتہ پھینک کر اس کی

ہو کچھ بھی ہوا۔۔۔ میں اس کے لیے معذرت نہیں کروں گا۔"
اچنبھے سے طاہر کو دیکھا' وہ بے حد سنجیدہ تھا۔ ایمن کا خیال تھا کہ طاہر نے یہاں اسے اسی مقصد کے

گیا ہوں ایمی! خود پر ضبط کرتے کرتے' خود پر پہرے بٹھاتے بٹھاتے۔ میں فرشتہ نہیں' انسان ہوں۔ و کچھ تقاضے ہیں' میں کب تک ان سے منہ موڑوں۔ میں اس سب سے فیڈ اپ ہو چکا ہوں۔" اس بے تحاشا تھکن اور اکتاہٹ مترشح تھی۔
کیوں بھول جاتے ہیں کہ میں۔۔۔"
ہو۔۔۔" طاہر نے تیزی سے اس کی بات قطع کی۔ "یہ کیسی شادی ہے کہ جس میں تن من تشنہ کے ایک فریق تو آسودگی حاصل کرے اور دوسرے کی روح کچلی جائے۔ یہ ہوتی ہے شادی۔۔۔؟ ایک بات تو بتاؤ' کیا تم نے ایک رات بھی پوری دلی آمادگی کے ساتھ خود کو اپنے شوہر کے حوالے

طاہر کو دیکھتی رہی مگر اس کی آنکھوں میں اترتی نمی چلا چلا کر کہہ رہی تھی۔
ابی کہتی ہو' تف ہے ایسے رشتے پر۔۔۔ اور لعنت ہے ایسے رشتے نبھانے والوں پر۔۔۔ تھو۔۔۔" طاہر شدت تھی گویا وہ سب کچھ تہس نہس کر دے گا۔
یونہی خود پر جبر کر کے ساری زندگی گزار لوگی؟" طاہر نے اسے جھنجوڑ ڈالا۔ "مر جاؤ گی۔۔۔ مر رہی

طاہر! اب کچھ نہیں ہو سکتا۔" وہ سسک اٹھی۔
ہو سکتا ہے۔۔۔ سب کچھ۔۔۔ اگر تم چاہو۔ صرف۔۔۔ صرف اتنا یقین کر لو ایمی! کہ میں اور تم ایک نہیں جی سکتے۔ جو زندگی ہم جی رہے ہیں' یہ موت سے بدتر ہے۔" وہ ایک دم اٹھ کر اس کے پاس پر دونوں گھٹنے ٹکا کر اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دبوچ لیے۔ اس کی گرفت میں اتنی سختی اس کے ہاتھوں کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔
مر رہا ہوں' جب تمہیں کسی اور کے ساتھ تصور کرتا ہوں اور تم۔۔۔ تمہیں بھی تو دکھ ہوا جب ورت میری بیوی ہے۔ کیوں۔۔۔ کیوں ہم اپنی اپنی زندگیوں کو ان ہولناک دکھوں کے حوالے تو اچھا ہے مر جائیں' خودکشی کر لیں۔۔۔ کیا رکھا ہے ایسے جینے میں۔"
طاہر۔۔۔ ایسی باتیں مت کریں۔۔۔" ایمن پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔
ہوں' میں ایسا ہی کروں گا۔ مجھ سے تمہارے بغیر جیا نہیں جاتا۔ یا تو میرا ساتھ دو ایمی! یا میری کے لیے تیار ہو جاؤ۔"

اس کا دماغ اسے صلاح دینے لگا' آدھے گھنٹے کی سوچ بچار کے بعد ایمن نے فیصلہ کر لیا تھا۔

✲ ✲ ✲

دھوپ میں بھی جو چھاؤں کی طرح ہو
ایک ایسا ہم سفر مہرباں چاہتے ہیں
ہر سمت کھلیں الفتوں و محبتوں کے پھول
چاہتوں کا ایسا جہاں چاہتے ہیں

وہ مزے سے گنگنا رہا تھا' موموکلس کر رہ گئی۔
"تم گنگناتے رہ جاؤ اور یہاں کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔"
"کیا ہو جائے گا؟"
"میری شادی۔۔۔"
"مجھے بلواؤ گی۔"
"فواد! میں تمہیں قتل کر دوں گی۔" مومو چیخ اٹھی۔
"ہا۔ ہا۔ جو لڑکی مجھ سے ملنے نہیں آ سکتی' وہ مجھے قتل کرنے آئے گی۔" وہ ہنسنے لگا۔ مارے بے بسی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فواد نے فوراً" ہی اس کی خاموشی محسوس کر لی۔
"اب کیا ہوا؟"
"مجھے لگتا ہے تم میرے ساتھ سنجیدہ نہیں ہو اور میں۔۔۔ میں اتنا آگے آ گئی ہوں کہ پلٹنا ناممکن جاؤں گی فواد۔۔۔ میں کسی اور سے شادی نہیں کر سکتی۔" وہ سچ مچ رونے لگی۔
"تو رونے سے کیا ہو گا؟" وہ ہار چکی تھی اور اپنی ہار کا برملا اظہار کر رہی تھی۔ فواد مسرور سا ہو گیا۔
"میں کیا کروں؟"
"حوصلہ۔۔۔ اگر ہمارے نصیب میں ملنا ہوا تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں جدا نہ کر سکے گی۔"
"ہاں بیٹھے نصیب کو روتے رہنا۔" مومو نے دوپٹے سے چہرہ خشک کیا۔ یہ بھی ڈر تھا کہ کوئی آنہ جائے
"تو کیا کروں' میں اپنا مسئلہ تمہیں بتا چکا ہوں' کسی طرح یہ رشتہ ٹالو پھر کوئی راہ نکالیں گے جب
"مومو۔۔۔" جوجو کی آواز پر اس نے بدک کر ریسیور پٹخا۔ "میرا اس سوٹ کے ساتھ کا دوپٹہ نہیں مل
"مجھے کیا پتا۔" وہ اپنے چہرے کے تاثرات چھپانے کی سعی کرنے لگی۔
"پلیز بتا دو' مجھے دیر ہو رہی ہے۔"
مومو نے رخ بدل کر سوٹ دیکھا۔ "میری الماری میں ہو گا۔"
"اچھا۔۔۔ کس کا فون تھا؟" جوجو نے چلتے چلتے سرسری انداز میں پوچھا۔
"کسی کا نہیں۔"
"ارے تو پچھلے پندرہ منٹ سے کس سے بات کر رہی تھیں؟"
"فائقہ تھی۔" مومو نے جھنجلا کر دانت پیسے۔ جوجو نے کچھ حیرت سے اس کے انداز دیکھے۔
"تو پہلے کیوں چھپایا؟"
"کیا مصیبت ہے' تمہیں دیر نہیں ہو رہی۔" وہ غرائی۔
"ہاں۔۔۔ دیر تو ہو رہی ہے۔" جوجو تقریباً" بھاگتی ہوئی اس کی الماری تک آئی۔ وہاں بغیر استری ٹھونسے گئے تھے۔
"یہ مومو بالکل ہی ڈل ہوتی جا رہی ہے۔"
اس نے جلدی جلدی سارے کپڑے کھینچے' سب سے نیچے اس کا مطلوبہ دوپٹہ موجود تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"طاہر۔۔۔"

"پہلے تم تنہا تھیں' اب میں تمہارے ساتھ ہوں پھر کس بات کا ڈر ہے۔ ہم مل کر اس دنیا ۔۔ گے۔ ایمی! میں تمہاری ڈھال بن جاؤں گا' تم تک آنے والا ہر پتھر خود پر سہوں گا' تم ایک بار ہاں تو کر ۔ ہم اپنی اک الگ دنیا بسالیں گے۔ تم لوگوں سے مت ڈرو' صرف اپنے دل کی آواز سنو' یہ کیا کہتا ۔۔ ہوں تم ڈرتی ہو مگر یاد رکھو' آج ہم پر پتھر برسانے والے کل ہماری لازوال محبت کی داستانیں بیان یہاں سے دور چلے جائیں گے۔"

"طاہر! تم کیا چاہتے ہو؟" ایمن نے خوف زدہ لڑکھڑاتی آواز میں پوچھا۔

"تم طارق سے طلاق لے لو۔" طاہر کی آواز سرگوشی میں ڈھل گئی۔

"یہ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" ایمن نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔ پارک سنسان تھا۔

"یہ ہو سکتا ہے۔" طاہر نے اس کے ہاتھ چھوڑے اور پیچھے ہو کر گھاس پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہ لمحوں پیشتر والی وحشت غائب ہونے لگی تھی۔

"اگر تم واقعی مجھے دل و جاں سے چاہتی ہو تو یہ ہو سکتا ہے۔"

طاہر نے بہت غور سے ایمن کے چہرے پر ابھرتے تاثرات دیکھے۔

"فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے' میری زندگی اور موت کا کیونکہ میں فیصلہ کر چکا ہوں' اگر تمہارا سا زندگی بے کار ہے۔"

وہ دم بخود تھی۔

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے' فیصلہ ابھی ہوگا' ہاں یا ناں۔"

اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیا۔ ایمن ساکت و صامت تھی۔ گویا ہلی تو کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔ درمیان اک معنی خیز گمبھیر خاموشی چھا گئی جس میں وہ اپنے دل کی ایک ایک دھڑکن شمار کر سکتی تھی۔ میں ہولے ہولے سرسرانے لگی۔ ایک فیصلہ کن لمحہ اس کے سر پر منڈلانے لگا۔

ایسا لمحہ جو اسے پاتال میں بھی دھکیل سکتا تھا اور ہمیشہ کے لیے محفوظ بھی کر سکتا تھا' بچا بھی ۔ خاموش بیٹھے طاہر کو دیکھا اور بے حد خشک حلق کو تر کرنے کی کوشش کی مگر اس کا وجود برف کی سل تھا۔ بہت دیر کے بعد بہت دیر کے بعد جب طاہر نے مایوس ہو کر اٹھنا چاہا' ایمن کے حلق سے سرسراتی آواز نکلی۔

"مگر۔۔۔ مگر یہ سب ہوگا کیسے؟"

طاہر نے بے حد حیرت' بے یقینی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ ایمن کو دیکھا۔

"تم نے فیصلہ کر لیا۔"

ایمن نے گردن جھکالی۔

طاہر جو زہر قطرہ قطرہ اس کے وجود میں اتارتا رہا تھا' وہ ایمن کے پورے وجود میں سرایت کر گیا تھا زہر کو تریاق سمجھ رہی تھی۔

"میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔" وہ اٹھ کر اس کے پاس آبیٹھا۔

☼ ☼ ☼

وہ اپنے گھر میں یوں آئی گویا کسی اجنبی جگہ آگئی ہو جیسے کوئی اسے پہچانتا ہی نہ ہو۔ نہ گیٹ آس پاس پھرتے ملازم۔۔۔ وہ اک ٹرانس میں روش چھوڑ کر لان میں آگئی۔ مغرب کے بعد کا وقت تھا اور ٹھہری ٹھہری' ہوا بھی تھمی تھمی سی تھی۔ اس نے ایک نظر لان میں جلتے برقی قمقموں کو دیکھا میں سفید پھول دم سادھے تھے پھر سر اٹھا کر سامنے پھیلی خوبصورت عمارت کو جس کی بڑی

منعکس ہو رہی تھیں۔

کا ظہر تھا۔"

تم بہت اچھی اور خوشحال زندگی گزار سکتے ہیں۔ میرے پاس محبت ہے اور تمہارے پاس پیسہ۔ اک جو تمہارے نام ہے' اک آسودہ زندگی گزارنے کے لیے اور کیا چاہیے۔ ہم یہاں نہیں رہیں گے' یہ گے۔ تمہیں اندازہ ہی نہیں کہ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ اس گھر کی قیمت کروڑوں میں چلی جائے اس گھر کی باتیں' ہم اپنا ایک الگ گھر بنائیں گے' اسے اپنی چاہتوں کے رنگوں سے سجائیں گے جس بہت سے پھول ہوں گے۔ تم شام کی چائے بنا کر وہاں میرا انتظار کیا کرنا' میں تمہارے لیے ہر روز گجرے لایا کروں گا۔ تمہاری کلائیوں میں پھول بے حد خوبصورت لگیں گے۔"

نے اپنی سونی کلائیوں کو دیکھا۔

کانوں میں بیلے کی کلیاں پہنا کرنا جو پیار بھری سرگوشیوں سے شرما جائیں گی۔ مجھے تمہارے کانوں میں لگتا۔ تم تو پھولوں کی رانی ہو' ان ہی کی طرح نازک اور کومل۔"

بے خیالی میں ٹاپس اتار کر ہتھیلی پر رکھ لیے اور انہیں غور سے دیکھنے لگی۔ گلاب کے کھلے پھول جیسے ٹاپس طارق اس کے لیے پچھلی بار لایا تھا۔ ایمن کو پسند بھی بہت آئے تھے تب ہی تو فوراً" پہن لیے۔

۔۔۔ کیا وہ۔۔۔؟"

کسی اور کے بارے میں سوچیں' جب کسی نے ہمارے بارے میں نہیں سوچا اور وہ بھی اس شخص جو تمہیں سونے کے محل میں قید کر کے خود۔۔۔ گلچھرے اڑا رہا ہے۔"

اندر ابھرتے پشیمانی کے احساس کو طاہر کی آواز نے کچل دیا تو ذہن وقار الحسن کی طرف چلا گیا۔

بہت خوش ہوں ایمن! کہ میری بیٹی نے زندگی کو سمجھنا شروع کر دیا ہے۔" وہ کتنے مسرور تھے اور بے حد

تمہارے ڈیڈی۔۔۔ انہیں میں قبول نہ تھا' تب بھی کسی ایسے شخص کا انتخاب تو کرتے جو تمہارے قابل انہوں نے اک بوجھ کی طرح تمہیں سر سے اتار دیا۔ ۔۔۔ زندگی میں کسی شخص نے تمہارے ہو کر نہیں سوچا۔ ہر کسی کو صرف اپنے مطلب۔۔۔ مطلب تھا۔ تو تم ان لوگوں کی خاطر کیوں اپنی ہو؟ کیا زندگی کی خوشیوں پر تمہارا حق نہیں؟ کیا تم اسی قابل ہو کہ یہاں بیٹھ کر اپنے شوہر کے رشتہ داری کرتی رہو؟ توڑ دو یہ ساری زنجیریں' خود کو آزاد کرواؤ' کھل کر مسکراؤ' تمہاری آنکھوں کے جگنو ۔۔۔ ہیں۔۔۔ مجھے انہیں ڈھونڈ کر لانا ہے۔"

دل لبھاتی باتیں۔

۔۔۔الا۔

۔۔۔ثار ہوتا لہجہ۔

ایمن کی رگ رگ میں اپنے پنجے گاڑ دیے تھے۔ طاہر نے کس خوبصورتی سے جال بچھایا تھا اور وہ اس جال میں پھنستی چلی گئی۔

پہلا قدم اٹھانے کی دیر ہے' ایک بار فیصلہ کر دو اور ڈٹ جاؤ۔ میں قدم قدم پر تمہارے ساتھ ہوں۔"

۔۔۔ ہیں طاہر! صرف پہلا قدم اٹھانے کی دیر ہے' اس کے بعد روشن راہیں ہمارا مقدر ہوں گی۔"

سر جھکا اور قدم آگے بڑھا دیے۔ اسے یہ خبر نہ تھی کہ پہلا قدم غلط ہو تو دوسرا گہری تاریک کھائی میں چھلانگ لگانے کو بے قرار تھی۔

□□□□

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

جوجو پڑھتے پڑھتے اکتا گئی بلکہ ایک دم ہی دل اچاٹ ہو گیا تو اٹھ کر ماں کے کمرے میں آگئی۔ وہ
فون پر کسی سے بات کر رہی تھیں۔ وہ ان کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئی۔ کچھ لمحوں میں اسے اندازہ ہو گیا
سے بات کر رہی تھیں۔ وہ خاموشی سے انہیں دیکھنے لگی۔ گزرے وقت نے اپنے نشان مہرالنسا کے چہ
چھوڑے تھے۔ وہ سخت گیر ماں تھیں۔ بحیثیت انسان بھی ان کا مزاج شدت لیے ہوئے تھا۔ محبت
بیگانگی وہ اپنے ہر رویے میں انتہا پر چلی جاتیں لیکن وہ اس کی ماں تھیں' اسے اپنی تمام تر خامیوں
پیاری تھیں۔ اس نے اپنی ماں کو ہمیشہ تنہا ہر قسم کے حالات سے نمٹتے دیکھا۔ اس نے ساری زندگی ما
دیکھا۔ ماسوائے ان چند دنوں کے جب وقارالحسن پاکستان آتے' اسے تو لگتا یہ دونوں میاں بیوی ایک
دور رہنے کے عادی ہو چکے ہیں مگر اس نے جب سے ہوش سنبھالا جس دن سے وہ دوسروں کے
کے قابل ہوئی' اسے ماں کی تنہا زندگی پر دکھ ہونے لگا تھا۔ اسے اپنے باپ پر بھی افسوس ہوتا جس
کتنے سال گھر والوں سے دور رہ کر گزار دیے۔

"جی اماں جی! رشتہ بہت اچھا ہے' آپ بس دعا کریں' یہاں بات بن جائے۔"

وہ یقیناً مومل کے رشتے کی بات کر رہی تھیں۔ جوجو نے اپنے اندر بے چینی سی اترتی محسوس کی
تھوڑی دیر میں فارغ ہو گئیں۔

"ہوں۔" انہوں نے استفہامیہ انداز میں بیٹی کو دیکھا۔

"کچھ نہیں۔" وہ کہہ کر ان کے ساتھ لیٹ گئی۔ ایک بازو ان کے اوپر سے گزار لیا۔ مہرالنسا نے
کو دیکھا۔ اگرچہ جوجو' مومو کی نسبت تھوڑا بہت اپنے جذبات کا اظہار کر دیا کرتی تھی کہ وہ بیٹیوں کو لا
کرنے کی قائل نہ تھیں مگر جوجو کا انداز آج مختلف سا تھا۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے۔" مہرالنسا نے اس کی پیشانی چھوئی۔

"ہوں یونہی بیزاری سی ہو رہی ہے۔"

مہرالنسا کو خیال آیا' سوائے پڑھائی کے اس کے پاس کوئی اور ایکٹویٹی بھی تو نہیں۔

"تمہاری چھٹیاں ہوں تو اماں جی کے پاس جائیں۔" انہوں نے خوش کرنے کے لیے کہہ دیا۔

"آپ اماں جی سے کیا بات کر رہی تھیں؟" خلاف توقع جوجو نے اس بات کو سرسری ہی لیا۔ مہرالنسا
نے سوچا پھر خیال آیا' انہیں جوجو سے بات کرنی چاہیے۔ انہوں نے جوجو کو بتایا۔

"اتوار کو بلوایا ہے۔ مومو سے کہہ دینا' اچھی طرح تیار ہو کر مہمانوں سے اچھی طرح ملے۔ لوگ
لڑکیوں کو پسند کرتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ پٹر پٹر بولنا شروع کر دے۔" مہرالنسا اور بھی
تھیں مگر جوجو کا ذہن الجھ سا رہا تھا۔ مومو نے ان دونوں کو مصروف دیکھا تو اندر آنے کے بجائے چپکے

"شاید فواد نے کوئی میسج ہی بھیجا ہو۔"

اس نے موقع سے فائدہ اٹھا کر کپڑوں کی الماری کھولی۔ اس دن جلدی میں موبائل کپڑوں تلے
جوجو آگئی تھی۔ اس نے موبائل کی تلاش میں ساری الماری کھنگال لی۔ سارے کپڑے نیچے ڈھیر کر
ایک کپڑا یوں جھاڑ جھاڑ کر دیکھا گویا سوئی تلاش کر رہی ہو مگر موبائل وہاں ہوتا تو ملتا۔

مومو کا دل پتے کی طرح لرزنے لگا۔

"موبائل کس کے ہاتھ لگ گیا؟"

"کیا ڈھونڈ رہی ہو؟" جوجو کی آواز پر وہ بری طرح اچھلی۔

"کچھ بھی تو نہیں' الماری ٹھیک کر رہی تھی۔" اس نے کپڑوں کو الٹی سیدھی تہیں لگا کر رکھنا شر
"ممی کا پیغام ہے تمہارے لیے۔" وہ بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی۔

"کیا؟" مومو کچھ ٹھٹک گئی۔

...بعہ کیوں آ رہا ہے' موسم گرم تو نہیں۔" جوجو نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ مومو اندر ہی اندر

...ا دے رہی تھیں۔"
...کچھ لوگ تمہیں دیکھنے آ رہے ہیں۔" جوجو نے بغور اس کے تاثرات جانچے۔ "ڈھنگ سے تیار
...پرپوزل خاصا بھایا ہے۔ وہ چاہتی ہیں کہ جلد از جلد بات طے ہو جائے۔"
...میں بے جان سی ہو گئیں۔ وہ وہیں کپڑوں کے ڈھیر پر بیٹھ گئی۔
...بیعت تو ٹھیک ہے یا مارے خوشی کے یہ حال ہو گیا۔" جوجو نے قدرے استہزائیہ انداز میں پوچھا۔
...نی لب چباتی کچھ سوچتی رہی۔
...سے کچھ پھوٹو گی؟" جوجو جھنجلائی۔
...ل منع کر دو۔"

...نہیں کرنی۔" وہ اضطراری انداز میں ایک قمیص کا بٹن توڑنے لگی۔

...ں کرنی یا اس سے شادی نہیں کرنی۔" جوجو نے چبا چبا کر پوچھا۔
...تک کر اس کا چہرہ دیکھا۔ جوجو کی ملامت بھری نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ مومو کو کچھ ادراک سا

...کی وجہ یہ تو نہیں۔" جوجو نے ہاتھ سامنے کیا۔ مومو ساکت نظروں سے اس کے ہاتھ میں موبائل

...ئل تمہارے پاس کیا کر رہا ہے؟"
...ں رہی۔
...آنے والا نمبر کس کا ہے؟"
...یا۔
...ک SMS۔۔۔ یہ سلسلہ کب سے چل رہا ہے مومو؟"
...ر کر بیٹھ گئی۔ دونوں ہاتھ گود میں رکھ لیے۔
...لے مومو! چپ نہ رہو' مجھے بتاؤ۔ یہ سب کیا ہے؟" اس کے سامنے بیٹھ کر جوجو نے اسے بری طرح

...ن تو چکی ہو۔" مومو نے نظریں چرائیں۔
...وجہ سے شادی سے انکار کر رہی ہو؟"
...کے سوا اور کسی سے شادی نہیں کروں گی۔" اس نے مدھم مگر دو ٹوک لہجے میں کہا۔
...ہا کہ کئی تھپڑ کس کر مومو کے منہ پر مارے۔
...سے رابطہ کیسے ہوا' تم اس سے کہاں ملیں۔"
...ول اور بے معنی سوال ہیں۔" مومو کے لہجے میں کسی قسم کی کوئی پشیمانی نہ تھی' الٹا ہلکی سی ڈھٹائی
...کچھ لمحے پہلے کی کیفیت پر قابو پا چکی تھی۔
...شول لڑکی ہو' تم اور ایمن' دونوں ایک جیسی ہو' حد درجہ خودغرض' صرف اپنے بارے میں سوچنے
...غصے میں موبائل اسے کھینچ مارا۔ جسے مومو نے تیزی سے جھپٹ لیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"یہاں ایمن کا کیا ذکر۔"

"ایمن کی دفعہ جو کچھ ہوا کیا وہ بھولنے والا ہے۔ جو بدنامی اور رسوائی اس نے اس گھر کو ... ہونے والی ہے' تم کیسے وہ سب بھول گئیں' اور انجام کیا ہوا؟ کیا اسے اپنی منزل مل گئی' سب ... کے سامنے ہوا' تم پھر بھی اسی کی راہ پر چل نکلیں۔۔۔ تم میں ذرا سی عقل' ذرا سی بھی غیرت ہے۔" ... کے سامنے تماشہ بن گئی۔۔۔ یہ بھول کر تم بھی وہی کچھ کرنے جارہی ہو۔۔۔ تم پاگل ہو یا بے وقوف۔" مارے غصے کے جوجو کی آواز لرزنے لگی' وہ کبھی مر کر بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ موموبہ سب ...

"تم کہہ سکتی ہو جوجو! تمہیں کبھی کسی سے محبت جو نہیں ہوئی۔" موموں نے دل گرفتی سے کہا۔

"لعنت بھیجتی ہوں' میں ایسی سستی اور چیپ محبت پر' جو یوں گلی محلوں میں رلتی پھر رہی ... ایسی والدین سے چھپ کر ہونے والی فون کالز' تم اسے محبت سمجھتی ہو' محبت پاکیزہ رشتوں میں ... شرعی رشتوں میں ہو تو زندگی کا سکون اور حسن بن جاتی ہے' والدین سے ہو تو عبادت' بہن بھا ... حسن' شوہر سے ہو تو سکون' اولاد سے ہو تو کبھی کبھی آزمائش بن جاتی ہے اور مجھے لگتا ہے' تمہار ... میں یہ آزمائش بن کر آئی ہے۔ موموں! محبت راہ دکھاتی ہے' راہ سے بھٹکاتی نہیں۔ یہ تم کن راستوں ... جسے تم محبت سمجھتی ہو وہ دھوکا ہے' ارے دس دس لڑکیوں کو ایسے ہی میسج بھیجتا ہوگا تمہارا یہ ما ...

"ختم ہو گیا لیکچر۔" موموں نے ناگواری سے بہن کو دیکھا۔

"موموں! تم کیوں نہیں سمجھتی ہو' یہ محبت وحبت سب ڈھکوسلے ہیں' یہ ہم جیسی لڑکیوں کو موہ ... ممی! وہ ساری عمر ہم پر فخر کرتی آئی ہیں کہ ہم ان کی اولاد ہیں' کبھی کسی غلط رستے پر نہیں پڑیں گی۔"

"میرا نہیں صرف تم۔" موموں نے تیزی سے اس کی بات قطع کی۔ "میں تو ان کی نظروں میں ... ٹھہری۔ انہیں ہمیشہ لگا کہ میں کچھ نہ کچھ کردوں گی' انہیں مجھ پر کبھی اعتبار رہا ہی نہیں۔"

"تمہارے کام ہی ایسے تھے' تم کبھی دامن بچا کر چلیں ہی نہیں' تمہیں ہمیشہ کانٹوں سے الجھ ... اور یہ شوق تمہیں ایک دن کانٹوں پر گھسیٹے گا' بتا رہی ہوں تم اپنی غلط حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ۔۔۔"

"کیا غلط حرکت۔۔۔ غلط حرکت لگا رکھی ہے' آخر میں نے ایسا کیا کردیا' کسی کو پسند کرنا اتنا بڑا جرم ... ہمارا مذہب اس بات کی اجازت نہیں دیتا؟"

"ہاں' ہاں' ہمارا مذہب ہمیں واقعی اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ والدین سے چھپ کر ... کی باتیں کرو' فضول اور واہیات قسم کے میسج بھیجو اور کالج سے بھاگ کر چوری چھپے ملاقاتیں ... بدنام کرتے ہو؟"

"ممی سے پہلے تو تمہیں قائل کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ مدد کیا خاک کروگی۔"

"میں تمہاری مدد کروں گی۔۔۔؟ منہ دھو رکھو۔" جوجو نے تڑپ کر کہا۔

"بہن نہیں ہو؟" موموں نے قدرے چاپلوسی کرنا چاہی۔

"بہن ہونے کے ناتے صرف اتنا کرسکتی ہوں کہ ممی کے سامنے تمہارا پول کھول دوں' تا ... قدم روک دیں۔"

وہ جوجو تھی۔ جس نے ہمیشہ زندگی کو سیدھے سادے اور شفاف انداز میں لیا تھا' کیریئر بنانا ... کہیں آرام سے شادی کرکے عیش کرنا ہے۔

"یہی تو میں چاہتی ہوں۔" جوجو اس کی ڈھٹائی پر ششدر سی رہ گئی۔

"انجام سوچ لیا؟"

"محبت سختیوں سے نہیں گھبراتی۔" موموں اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"موموں! میں کو ایجوکیشن میں پڑھی ہوں۔ ایسی بیسیوں محبتیں دیکھی ہیں' جو ایک دن ...

...ہیں۔ اور لڑکی کے ہاتھ میں سوائے بدنامی اور مشکوک نظروں کے کچھ نہیں آتا۔ تمہیں کیا لگتا ہے' ...ے رستے میں کوئی نہیں آیا' لیکن اتنی عقل مجھ میں ہے کہ ان خرافات میں نہیں پڑنا' کانٹوں سے ...لنا ہے۔ کیچڑ کی ذرا سی چھینٹ دامن کو داغ دار کردیتی ہے' اس لڑکے کی محبت میں ذرا بھی پاکیزگی ...ات سمجھ میں آگئی۔ تمہیں کیوں نہیں آرہی۔"

...بات ہوتی تو وہ کبھی شادی کی بات نہیں کرتا' میرا اور اس کا ساتھ ایک دو دن کا نہیں ہے' مجھے اس پر ...ہے۔"

...سمجھنے کی منزل سے دور نکل گئی ہے۔

...ایمن۔" اس کا نازک سا دل سہم گیا۔

...ے طریقے سے اپنے والدین کو بھیجے۔"

...لیکن اسے تھوڑا وقت چاہیے۔"

...بہانے بازی۔"

...اس کے خلاف اتنا بول رہی ہو' جبکہ تم کچھ جانتی ہی نہیں۔ پلیز جوجو! وہ ویسا نہیں ہے جیسا تم سوچ ...و نائس ہے' مجھے سچ مچ بہت چاہتا ہے' پھر میری شادی تو ہونا ہی ہے تو وہ فواد کیوں نہیں' ضروری تو ...و ایمن کے ساتھ ہوا' وہ میرے ساتھ بھی ہو۔" موموں نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

...ی بہت ماریں گی' اور اگر پاپا یا بھائی کو پتا چل گیا تو۔" جوجو جھرجھری لے کر رہ گئی۔ "مجھے تو لگتا ہے' ...ل میں بھی پھنس جاؤں گی' خود تو گھر بیٹھی ہو میرا بھی کالج چھڑواؤ گی' پہلے ایمن اب تم۔"

...ہ گئی' موموں چڑ گئی۔

...صرف اپنی فکر ہے۔"

...صرف اپنا ہی سوچ رہی ہو۔" جوجو نے ترنت جواب دیا۔

...مدد کر رہی ہو یا نہیں؟" موموں نے غصے سے پوچھا۔

...جوجو نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

...ی بہن نہیں ہو' پلیز' کسی طرح اس رشتے کو روک دو' تب تک فواد کے گھر والے حیدر آباد سے ...و منت کرنے لگی۔

...اس معاملے میں' میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتی۔ ہاں ممی سے یہ ضرور کہہ سکتی ہوں کہ مہمانوں کو ...ے کل ہی بلالیں۔" جوجو دو ٹوک لہجے میں انکار کرتی باہر نکل گئی۔ موموں جلتی کلستی اسے گالیاں ...

...میں دیکھوں گی کہ یہ مہمان مجھے پسند کیسے کرتے ہیں۔"

☼ ☼ ☼

...ٹھیک کہا تھا' صرف ایک بار فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ اس کے بعد تو سارے حوصلے ہی کھل گئے۔ طاہر ...ہ میرا کچھ اور تنگ کردیا' ہر صبح اس کی گڈ مارننگ سوئٹ ہارٹ اور رات گڈ نائٹ جاناں پر ہوتی۔ ...ہ آتا تو ڈھیروں ڈھیر خریدتا' اس کا بس نہ چلتا ایمن کی پور پور پھولوں سے سجادے' اس کی ذرا سی ...سی بیماری پر تڑپ اٹھتا۔

...کہاں ایسے التفات دیکھے تھے۔ وہ آپے سے باہر ہوئی جارہی تھی۔ طارق جیسا سیدھا سادا شریف ...کیا جانے ایسی چاپلوسی' جو سامنے والے کی عقل سلب کرلے۔ وہ عقل سے بیگانہ لڑکی' طاہر کے ...پیچھے تھی۔ گھر' شوہر' معاشرہ' مذہب' سب بھول گئی۔ یاد تھا تو وہ' جو اس پر جان چھڑک رہا تھا۔ حسن

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

کے قصیدے پڑھتا‘ محبت کی لازوال داستانیں سناتا‘ اسے اپنے رنگ میں رنگتا جارہا تھا۔ وہ اسے پا کر گویا ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔

اور اسے دولت ہی تو ملی تھی۔ گھر‘ بینک میں موجود روپیہ‘ ڈھیروں سونا‘ سب کچھ طاہر ہی کو استعمال کے برسوں کا سپنا پورا ہونے جارہا تھا‘ بنا ہاتھ ہلائے ڈھیروں روپیہ کمانے کا سپنا‘ وہ کچھ نہ بھی کرتا تو بہت سے سال بیٹھ کر کھا سکتا تھا‘ مگر اس کے منصوبے کچھ اور تھے۔

”گھر بیچ کر کاروبار کرنا ہے۔ سونا بیچ کر اک مناسب سا گھر لوں گا‘ رہ گئی یہ بے وقوف لڑکی جس کاٹ چکا ہوں‘ گھر کے کسی کونے میں پڑی رہے گی۔“

”طارق سے کہو‘ تمہیں گاڑی لے دے۔“

”کیوں؟“ ایمن نے اس کے کندھے سے سر اٹھا کر پوچھا۔ وہ اس وقت طاہر کے فلیٹ میں انچ کے پرانے سے ٹی وی پر انگلش مووی دیکھ رہی تھی۔

”ٹیکسی پر دھکے کھاتے آتی ہو‘ اچھا لگتا ہے؟“

”مگر مجھے تو ڈرائیونگ نہیں آتی۔“ وہ لیچی چھیل چھیل کر اسے دے رہی تھی اور وہ کھا رہا تھا۔

”مجھے تو آتی ہے۔“ اس نے برجستہ کہا‘ پھر بات بدل دی۔ ”تمہیں بھی سکھا دوں گا۔“

”اچھا۔۔۔“

”کہو گی؟“

”کہہ دوں گی۔“ وہ ٹی وی کی طرف متوجہ ہوئی۔

”یار! اس سے تھوڑا پیسہ اور بٹور لوگی تو اپنی ہی زندگی سکون سے گزرے گی۔“

”آپ کی جاب بھی تو ہے؟“

”ہاں‘ کیوں نہیں۔“ وہ ذرا اکڑ بڑایا‘ پھر بگڑ کر بولا۔ ”تمہارے شوہر کے پیسے پر نہیں بیٹھا۔“

”کیا ہوا؟“ ایمن نے تعجب سے اسے دیکھا۔

”تم مجھے طعنے مت دیا کرو۔“

”میں نے آپ کو طعنہ کب دیا؟“ وہ کچھ اور حیران ہوئی۔

”جانتا ہوں میرے ہاتھ خالی ہیں‘ سب کچھ تمہارا ہے۔“

”اور میں کس کی ہوں؟“

طاہر نے اسے دیکھا‘ پھر ہنس دیا۔ ”لاجواب کر دیتی ہو۔“

”چھوٹی چھوٹی باتوں کو کیوں فیل کرتے ہیں۔ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کی خاطر سکتی ہوں۔“ ایمن نے بے حد محبت سے کہا‘ جبکہ وہ بدک گیا۔

”کیوں چھوڑ دو گی؟ ساری زندگی تم نے اپنا حق چھوڑا ہے‘ اب میں ناانصافی نہیں ہونے دوں گا۔“

”اچھا ٹھیک ہے‘ موڈ ٹھیک کریں۔“

”تم پاس ہوتی ہو تو موڈ خراب کہاں ہوتا ہے۔“ وہ رومینٹک ہونے لگا۔

”سنبھل کر بیٹھیں۔“ ایمن نے گھورا‘ تب ہی ایمن کا موبائل بجنے لگا‘ ایمن سے پہلے طاہر نے پھر اس کی طرف بڑھا دیا۔

”تمہارے شوہر کا فون ہے۔“

”بند کر دیں۔“ ایمن نے آہستگی سے کہا‘ موبائل خود ہی بج بج کر خاموش ہو گیا۔ طاہر نے اس

”بڑا مہنگا سیٹ ہے‘ تیس پینتیس کا تو ہو گا؟“

”شاید۔۔۔“

”لیکن پرانا ہے‘ اب بدل دو۔“

لوں کی طارق سے‘ وہیں سے نیا سیٹ بھجوا دیں گے۔“ ایمن نے کچھ روانی سے کہا‘ پھر ٹھٹک کر طاہر کو وہ برا نہ مان جائے‘ مگر وہ ہنس کر کہہ رہا تھا۔

پرانے والا مجھے دے دینا۔“

ل؟ کیا لے لیجئے گا۔“ ایمن نے فٹ سے کہا۔

لو ہو۔“ وہ موبائل کا کیمرہ چیک کرنے لگا۔

ب سب کیسے ہو گا؟“

مجھے اتنی آسانی سے کیسے چھوڑ دے گا۔“

”طاہر نے اسے اپنے قریب کھینچا اور بازو بڑھا کر دونوں کی تصویر کھینچ لی۔ ”کیا اس کے بعد بھی وہ چاہے گا۔“ اس نے تصویر اس کے سامنے کی۔ ایمن نے نظریں چرا لیں۔ تب ہی اچانک دروازہ کھلا ر آیا‘ ایمن بدک کر پیچھے ہٹی۔

ناک نہیں کر سکتے۔“ طاہر کو تاؤ آ گیا۔

لاک کر لیا کرو۔“ اس نے سرد لہجے میں کہا۔ اور اک عجیب سی نگاہ ایمن پر ڈال کر اپنے کمرے میں اپنی جگہ چور سی بن گئی۔

طاہر بڑبڑایا۔

چلتی ہوں۔“

جلد یہ فلیٹ تبدیل کر لوں گا‘ یہ جگہ تمہارے آنے جانے کے قابل نہیں‘ بلکہ تم میرے ساتھ چل اپارٹمنٹ دیکھ لینا‘ میں چاہتا ہوں کہ تم رخصت ہو کر میرے گھر آؤ۔“

ایمن نے موبائل لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

کا کیا کروں؟ ابھی بھجوا دوں؟“ اس نے شرارت سے پوچھا۔ ایمن ڈر گئی۔

ڈیلیٹ کر دیں۔“

لگ رہی تھی۔“ اس نے تصویر کو چوم لیا‘ پھر موبائل اس کی طرف بڑھا دیا۔

رکھنا‘ کبھی کام آئے گی۔“

موبائل ہاتھ میں لے کر پہلے تصویر ڈیلیٹ کی‘ پھر پرس میں رکھ لیا۔

اسے ایمن کو دیکھا‘ وہ کھڑی ہو گئی۔

رت پڑے گی‘ پھر بنوا لیں گے۔“

کر دوپٹہ اٹھایا۔

سے قریب ہونے کا بہانہ چاہیے۔“ طاہر نے چھیڑا۔ اس کی نظریں ایمن کے وجود کا ایکسرے والی قمیص میں اس کا سڈول جسم پھیلا پھیلا سا لگ رہا تھا۔

بے ڈول سی نہیں ہوتی جا رہیں۔“ ایمن نے تیزی سے دوپٹہ پھیلایا۔

وڑ آؤ‘ تھوڑی ایکسرسائز کیا کرو‘ سیڑھیاں اترتے ہوئے تمہاری سانس پھول جاتی ہے‘ مجھے تو

ں چاہیے۔“

اٹھا کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ رہا تھا۔

سی اسے دیکھنے لگی‘ وہ بہت دنوں سے یہ بات کرنا چاہ رہی تھی۔

تم سے ایک بات کرنا ہے۔“

ے۔“

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"آپ نے بچّے کے بارے میں کیا سوچا ہے۔" اس نے دل کڑا کر کے کہا۔
"بچہ۔۔۔ کیسا بچہ۔۔۔؟" وہ چونک گیا۔
"میرا اور طارق کا۔۔۔"
"یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔۔۔؟" طاہر اچھل پڑا۔
"اس میں انہونی کیا ہے' میں اور طارق بحیثیت میاں بیوی کافی عرصہ سے ایک ساتھ رہ رہے ..." اپنے لہجے کو مضبوط اور سنجیدہ رکھنے کی سعی کی حالانکہ اندر سے اس کا دل پتّے کی طرح لرز رہا تھا کہ ... طاہر کا ردِ عمل کیا ہوتا ہے۔
وہ بغور طاہر کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ جو ششدر سا ایمن کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کی نگاہیں ایمن ... الجھیں۔
"وہ تو اسی لیے۔۔۔" وہ زیرِ لب بڑبڑایا۔ "کب سے؟"
"کافی وقت گزر گیا۔۔۔"
"تم نے مجھے نہیں بتایا۔۔۔" وہ کچھ الجھ گیا تھا۔
"کبھی اس موضوع پر بات ہی نہیں ہوئی۔" ایمن نے کندھے اچکاتے ہوئے اپنے لہجے کو سرسری ...
"آلو کی چھچھی۔۔۔ دنیا جہان کی بکواس کرتی رہی اور اس موضوع پہ۔۔۔"
طاہر نے اک طویل سانس بھر کر خود کو ریلیکس رکھنے کی کوشش کی، پھر غور سے ایمن کو دیکھا۔
"ایمن۔۔۔ اگر ہم۔۔۔"
"نہیں۔۔۔" ایمن نے تیزی سے بات کاٹی وہ جو ایک بار کر چکی تھی۔ دوسری بار کرنے کی ہمت ... تھی۔
"پھر بھی۔۔۔"
"طاہر! ہم اس موضوع پر زیادہ بات نہیں کریں گے۔۔۔ تمہیں مجھے اس بچے سمیت قبول ... وقت نہیں گزرا' اچھی طرح سوچ لو۔" ایمن سوچ چکی تھی کہ اسے اس مقام پر نہیں جھکنا۔
"کیا سوچوں۔۔۔ میرا تو دماغ ہی ماؤف ہو چکا ہے۔" وہ بڑبڑایا۔
"چلتی ہوں کافی دیر ہو گئی۔" ایمن نے ایک بار پھر طاہر کو غور سے دیکھا اور باہر نکل گئی۔ طاہر ... اسے گندی اور غلیظ گالیاں دیں۔
"نہیں' اور طارق کا بچّہ پالوں گا۔ ایسا ہی اُلو کا پٹھا سمجھ رکھا ہے۔ اس سنپولیے سے جان نہ ... طاہر نہیں۔"
دوسرے کمرے میں موجود شاہ میر نے اپنے اندر امڈتے اشتعال پر بمشکل قابو پایا۔۔۔ لیکن وہ ... نجانے کیوں؟

❀❀❀

ایمن وہاں سے آتو گئی مگر دھیان وہیں کہیں چھوڑ آئی تھی۔
"نجانے طاہر کا فیصلہ کیا ہو؟ جو بھی ہو لیکن اس مقام پر میں اس کی کوئی بات نہ مانوں گی۔ ... طاہر کو میری بات ماننا ہی ہوگی۔" ایمن نے مصمم ارادہ کیا اور دھیان بٹانے کو تیمور اور سکندر ... سدرہ کو فون کیا گاؤں میں چاچی کی خیریت دریافت کی اور پھر بہت دیر تک سوچتی رہی۔ اس نے ... اسے کیا مطلب کہ چاچا چاچی خیریت سے ہیں یا نہیں۔
"بی بی!" صغریٰ کی آواز پر وہ چونکی۔ پھر اک طویل سانس لے کر ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔
"ہوں' کیسی ہو صغریٰ! ارے تم کہاں ہے نظر ہی نہیں آئی۔" اس نے بہت دنوں کے بعد صغریٰ ...

... کمر میں درد ہے۔ کوارٹر میں لیٹی ہے۔ دن بھی تو تھوڑے ہیں۔" وہ قریب بیٹھ کر اس کی ٹانگیں دبانے
... تاریخ کیا دی؟"
... ہے کی۔
... لے جانا اور پیسے کی فکر نہ کرنا۔"
... دھیے۔۔۔ اللہ چین ورگا پتر دے۔" وہ جھولی پھیلا کر دعائیں دینے لگی۔۔۔ ایمن نے ان لوگوں کے ... تے کچھ کیا تھا۔
... کچھ کھایا پیا کر کیسا پیلا پھٹک رنگ ہو رہا ہے۔ گھر نعمتوں سے بھرا اور کھانے والا کوئی بھی نہیں۔" ... لوگ کھاتے تو ہو۔ رج رج کے۔۔۔" ایمن نے طنز نہیں کیا تھا۔ مگر وہ شرمندہ ہو گئی۔
... کے لوگ ہیں بی بی! جہاں کھانے کی شے نظر آئے گی۔۔۔ جانوروں کی طرح ٹوٹ پڑیں گے۔ ہماری ... کی ہے۔۔۔ کھا کھا کر بھی رج نہیں آئے گا۔"
... نے ہے' کھاتے جاؤ۔"
... صاحب واپس کب آئے گا؟"
..." ایمن نے چونک کر اس کی شکل دیکھی۔
... چار دن کے لیے آتے ہیں تو گھر میں کیسی رونق ہو جاتی ہے۔۔۔ اب تو ان کو واپس ہی آجانا ... کو واپس مجھ سے۔۔۔ اب تو بچے آئیں گے۔۔۔ اولاد میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔۔۔ مرد کو باندھ لیتی ... اس گھر میں بہار آئے گی جب طارق صاحب کا چھوٹا سا بچہ یہاں وہاں کلکاریاں مارے گا۔"
..." ایمن نے بے چین ہو کر ٹانگیں سمیٹ لیں۔ "تم جاؤ میرے لیے کچھ کھانے کو لاؤ۔"
..." وہ غور سے ایمن کا چہرہ دیکھتی تھی۔ ایمن نے لاؤنج میں ادھر اُدھر نگاہ دوڑائی۔
... جانے۔۔۔ کسے اس گھر کا مکین بننا ہے۔۔۔ طارق کو یا۔۔۔"
... یہی تھا کہ طارق کو اتنا مجبور کر دیا جائے کہ وہ ایمن کو خود طلاق دے۔۔۔ خلع کے نتیجے میں ہو سکتا تھا ... ثات سے ہاتھ دھونا پڑ جائے۔
... کیا طاہر میرے بچّے کو باپ کا پیار دے سکتا ہے۔ یا اللہ! کچھ اچھا ہی کرنا۔"

❀ ❀ ❀

... تم سمجھتی کیوں نہیں ہو۔۔۔ اس ساری پلاننگ میں بچہ کہاں سے آگیا؟" وہ پورے کمرے میں ... پھر رہا تھا۔ ایمن نے سر اٹھا کر قدرے حیرت سے اسے دیکھا اور زیرِ لب دہرایا۔
... "وہ ابھی آئی تھی۔"
... ڈسٹرب کر دیا۔۔۔ اچھی بھلی ہم اپنی زندگی شروع کرنے جا رہے تھے۔۔۔ تم نے سب۔۔۔"
... میں نہیں آرہا۔ آپ اتنا پریشان کیوں ہیں؟"
... اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔ "جان بوجھ کر انجان بن رہی ہو۔۔۔ میں' تم اور ہمارے بچے۔۔۔ اس میں ... کی گنجائش کہاں سے نکلتی ہے۔"
... رق کا نہیں۔۔۔ میرا بھی۔۔۔" ایمن کا گلا رندھ سا گیا۔۔۔ طاہر کا انداز بے حد مایوسانہ تھا "اور اگر ... کے لیے بھی گنجائش نہیں نکال رہے تو اس سب کو یہیں ختم کر دیں۔" ایمن نے دل کڑا کر کے ... طاہر اک پل کو ششدر سا رہ گیا۔
... آسان ہے۔۔۔ کتنی خود غرض ہو۔۔۔ مجھے یہاں تک لا کر بیچ رستے میں چھوڑ رہی ہو۔" طاہر کا ... ہوا۔۔۔ اسے بالکل اندازہ نہ تھا کہ وہ یوں بھی کہہ سکتی ہے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"لیکن جو آپ چاہتے ہیں وہ بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ میں ایک بار پہلے بھی یہ کر چکی ہوں بار بار
طاہر نے چونک کر اسے دیکھا۔
"تب تو تمہارے لیے مشکل نہیں ہونا چاہیے۔۔۔" طاہر نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کا ہاتھ تھا
نا۔۔۔ ہم کیوں اپنے درمیان طارق کی نشانی رکھیں۔۔۔ یہ مجھے بھی اذیت دے گا۔۔۔ کبھی نہیں ہو
کسی اور کی بیوی رہی ہو۔۔۔ اور کبھی میری طرف سے کمی بیشی ہوئی۔۔۔ تو تمہیں تکلیف ہو گی
منانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگا۔ ایمن نے آہستگی سے اپنے ہاتھ چھڑا لیے۔
"تمہارے نظرانداز کر دینے سے حقیقت بدل تو نہ جائے گی۔۔۔ لیکن میں فیصلہ کر چکی ہوں
سمیت قبول کرنا ہو گا۔"
اس کے حتمی لہجے پر طاہر محمود نے دل ہی دل میں اسے جتنی بھی گالیاں دے سکتا تھا، دیں
مار کر حلیہ بگاڑ دے۔۔۔ مگر ایمن کے انداز بتاتے تھے وہ اس معاملے میں خوب سوچ بچار کر چکی ہے۔
"خوب سوچ سمجھ کر فیصلہ کیجیے گا طاہر!" وہ کھڑی ہو گئی۔ طاہر کے شیطانی ذہن نے پلٹا کھایا
ناراضی کہاں افورڈ کر سکتا تھا۔
"تم نے طاہر کو سمجھنے میں ہمیشہ غلطی کی ہے۔" طاہر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔ "کیا مجھے اس
سوچ بچار کی ضرورت ہے، جس میں ایمن کی خوشی شامل ہو۔"
ایمن نے کچھ تعجب سے اسے دیکھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔
"طاہر! یہ پوری زندگی کا معاملہ ہے۔"
"نہیں۔۔۔ یہ میری ایمن کی خوشی کا معاملہ ہے۔۔۔ مجھے اس کے بارے میں زیادہ نہیں سوچنا
نہیں چاہتیں تو ٹھیک ہے۔" "تمہارے طاہر کا دل بہت بڑا ہے۔"
ایمن کو لگا اس کے سر سے منوں بوجھ اتر چکا ہے۔۔۔ وہ ہلکی پھلکی ہو گئی۔
"بڑا دل بیماری کی علامت ہے۔" وہ مسکرائی۔
"بیماری محبت تو ہے ہی۔" طاہر نے اس کے ہاتھ کو جھٹکا دیا۔۔۔ وہ سنبھل گئی۔
"اب چلتی ہوں۔"
"یار! اب جلدی کرو نا۔۔۔ اب صبر نہیں ہوتا۔" طاہر نے بے تابی سے کہا۔
"صبر تو کرنا پڑے گا طاہر۔۔۔ دھیرے دھیرے حالات بنانے پڑیں گے۔"
"تو شروع کرو۔۔۔ کس بات کا انتظار ہے۔"
"ہوں۔۔۔ دیکھتی ہوں۔" وہ خدا حافظ کہہ کر چلی گئی، طاہر گنگناتے ہوئے بیڈ پر گرا۔۔۔ مگر اس
نکتے پر سوچ رہا تھا تب ہی دروازے میں شاہ میر آ کھڑا ہوا۔
"یا تو تم ماسٹر مائنڈ ہو۔۔۔ یا وہ لڑکی بے وقوف ہے۔"
طاہر نے ذرا سا سر اٹھا کر اسے دیکھا اور ہنس دیا۔
"تم اندر بیٹھے ہماری باتیں سنتے رہتے ہو۔۔۔ ویسے تمہیں کیا لگتا ہے؟"
"مجھے اس لڑکی پر ترس آتا ہے۔" شاہ میر کی سنجیدہ نگاہیں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔
"اس لڑکی پر۔۔۔ جس نے پہلے اپنے باپ کو چیٹ کیا۔۔۔ اور اب اپنے شوہر کو کر رہی ہے؟"
شاہ میر نے تعجب سے طاہر کو دیکھا۔۔۔ وہ اس ایک جملے سے اندازہ لگا سکتا تھا کہ اس کی نظر میں ا
کیا ہے۔
"تم اس معاملے میں خود کو بے قصور تصور کرتے ہو؟" شاہ میر کے لہجے میں تلخی در آئی۔
"میرا کیا قصور؟ مجھے اک گولڈن چانس مل رہا ہے۔۔۔ اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھاؤں۔"

نیچے اسے دیکھتا رہا پھر اندر چلا گیا۔ طاہر پھر سے کچھ گنگنانے لگا۔

☼ ☼ ☼

ہے سے پہلے طارق سے موبائل کی فرمائش کی تھی۔
ئل چاہیے۔"
لے کو کیا ہوا؟" محض فیشن کے لیے یا بور ہو کر موبائل بدلنے کی بات طارق کی سمجھ میں نہیں آسکتی

ہے۔" ایمن نے جتایا۔۔۔ تو وہ ہنستا چلا گیا۔
زادی۔۔۔ پرانی چیزوں کو بدلنے کی عادت۔۔۔ موبائل پرانا ہو گیا بدل لو۔۔۔ اگر شوہر پرانا ہو گیا۔ تب

وقت زبان دانتوں تلے دبائی، ورنہ کہہ ہی دیتی۔ "وہ بھی بدل دوں گی۔"
تب کیا کرو گی؟" وہ خوامخواہ چھیڑنے لگا۔
ی فرمائش پوری نہیں کر سکتے۔" ایمن تنگ کر بولی۔
بالکل کر سکتا ہوں۔ آخر میری بیوی نے پہلی بار فرمائش کی ہے۔" وہ سراسر مذاق اڑا رہا تھا۔
کر رہی ہوں۔"
ہوا دوں گا۔۔۔ فکر کیوں کرتی ہو۔۔۔ اور کچھ؟"
اتنی باتیں سنا دیں اور کیا کہوں۔" وہ قدرے غصے سے بولی۔
بیگم صاحبہ! آخر کماتا کس لیے ہوں۔"
گاڑی لے دیں۔" اس نے جھٹ اگلی فرمائش سامنے رکھ دی۔
چھوٹی سی فرمائش۔" وہ کراہا۔
ں گی۔"
۔۔۔ لگتا ہے دو سال اور یہیں لگانے پڑیں گے۔"
الیں آ کر کیا کریں گے۔" ایمن نے لاپروائی سے کہا۔
۔۔۔"
ہے۔" ایمن نے اس کی بات نظرانداز کی۔
۔۔۔ اور میں نے اس کے لیے رقم بھی جوڑ رکھی ہے۔۔۔ جب میں پاکستان آؤں گا تو۔۔۔"
اویں۔ میں بابر بھائی کی مدد سے گاڑی لے لوں گی۔۔۔ ابھی تو مجھے ڈرائیونگ بھی سیکھنا ہے۔"
بات کی ہے۔" وہ الجھ کر بولا۔
آپ کو اندازہ ہے کہ میری حالت کیا ہے۔۔۔ اس حالت میں رکشے ٹیکسیوں میں دھکے کیسے

رہا ہوں۔۔۔ اب اس حالت میں کہاں دھکے کھاتی پھرو گی۔۔۔ ڈرائیونگ سیکھو گی اور۔۔۔"
ہے۔"
پرابلم نہیں ہے۔ تمہیں کہیں جانا ہو بابر کو فون کر دیا کرو۔"
گھر میں بیٹھے رہتے ہیں۔ آپ سمجھ ہی نہیں رہے۔۔۔ کبھی بھی کوئی بھی ایمرجنسی ہو سکتی ہے کم
گھر میں موجود ہو۔"
اپنے دلائل دیتے رہے۔ بالآخر طارق ہی کو ہار ماننا پڑی۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ جلد ہی رقم بھجوا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

دے گا۔ ایمن کو لگا اس نے اک بڑا مرحلہ سر کر لیا ہے۔
ٹھیک ایک ہفتے کے بعد ایمن نے طارق کی طرف سے اک نیا موبائل سیٹ وصول کیا۔

☼ ☼ ☼

رات بے حد تاریک اور بھیانک تھی۔
سنسان لق ودق صحرا۔
اس نے خود کو ریت کے بہت بڑے ٹیلے پر کھڑے پایا۔۔۔۔ وہ وہاں سے نیچے اترنا چاہتی تھی۔ ۔۔۔
میں دھنستے چلے جاتے۔ وہ بہت کوشش سے ایک قدم باہر نکالتی تو دوسرا کچھ اور اندر چلا جاتا۔۔۔۔
جدوجہد کے بعد بھی وہ چند قدم نہ بڑھ سکی۔
"آہ۔۔۔" اس نے سر اٹھا کر تاریک رات کے سینے پر کسی ستارے کو تلاشا۔۔۔ مگر آسمان ۔۔۔
کوکھ کی طرح خالی تھا۔ اس نے بے بسی سے چاروں اور دیکھا۔ حلق میں چبھتے کانٹوں سے ۔۔۔
کا اندازہ ہوا۔
"یہاں سے کیسے نکلوں؟" اس نے خوف و بے چارگی سے گردن جھکائی تو خوف کی اک تیز لہر ۔۔۔
سرایت کر گئی۔ وہ گھٹنوں تک ریت میں دھنس چکی تھی۔
"آ۔۔۔" اسے لگا عنقریب یہ ریت اس کے سینے تک آ جائے گی۔۔۔ اس نے پوری قوت ۔۔۔
کوشش کی تب ہی اسے اپنے سر پر کسی پرندے کے پر پھڑپھڑانے کی آواز آئی۔ اس نے خوف ۔۔۔
کھول کر اوپر دیکھا تو دہشت سے دل کی دھڑکن بھی رک گئی۔ وہ پرندہ اتنا بڑا تھا کہ اس نے پور ۔۔۔
سائے میں لے لیا تھا۔
اس نے اک کریہہ آواز نکالی اور اپنی غلیظ چمکتی آنکھوں سے اسے گھورا اور تیزی سے اس پر ۔۔۔
"آ۔۔۔ آ۔۔۔" اک تیز چیخ ایمن کے لبوں سے نکلی اور وہ اک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ اس کا پورا ۔۔۔
شرابور تھا۔ ذرا حواس بحال ہوئے تو اندازہ ہوا اس کا دروازہ بری طرح دھڑ دھڑایا جا رہا تھا۔ اس ۔۔۔
کر دروازے کا لاک کھولا۔
سامنے صغریٰ گھبرائی ہوئی کھڑی تھی۔۔۔ ایمن کا اپنا دل ابھی تک قابو میں نہ آیا تھا۔
کیسا بھیانک اور خوفناک خواب تھا۔۔۔ اور اس میں نظر آنے والا پرندہ۔۔۔
اس نے اک جھرجھری سی لے کر صغریٰ کو دیکھا۔
"کیا بات ہے؟"
"وہ رجّو کی طبیعت بڑی خراب ہے۔"
"اوہ۔" اس نے مڑ کر جلدی سے نائٹی کے اوپر گاؤن پہنا۔ "آؤ۔"
رجّو کی طبیعت رات ہی کو خراب ہو گئی تھی مگر صغریٰ نے پیسے بچانے کے لیے بجائے ہسپتال ۔۔۔
دائی کو گھر پر ہی بلا لیا۔ وہ رات بھر اپنے تجربے کرتی رہی اور صبح پیچیدہ کیس کہہ کر غائب ہو گئی۔۔۔ ۔۔۔
کر ایمن کے اپنے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ وہ صغریٰ پر الٹ پڑی۔
"چار پیسے بچانے کے لیے بیٹی کی جان داؤ پر لگا دی۔ تم ماں ہو یا ڈائن۔ جب میں نے کہا تھا ۔۔۔
کرنا تو۔۔۔"
"کچھ کرو بی بی۔۔۔" صغریٰ بوکھلائی ہوئی تھی۔
ایمن نے ساتھ والوں کی گاڑی بمعہ ڈرائیور منگوائی کہ ڈاکٹر مریم ہسپتال جا چکی تھی۔ ۔۔۔
ہوش رجّو کے ساتھ بھجوایا۔ خود اس میں ہمت نہ ہوئی کہ ساتھ جا سکے۔ گھر میں جتنے ۔۔۔

۔۔۔چیک حمید کو دیا کہ اگر آپریشن کی ضرورت پڑی تو کیش کروا لے۔
۔۔۔لاؤنج میں صوفے پر گر گئی۔ رجّو کے بہن بھائی سہمے ہوئے تھے۔۔۔ انہیں پاس بلا کر تسلی دی۔
۔۔۔اللہ! رجّو بچ جائے۔" اس کے دل سے دعا نکل رہی تھی۔ سارا وقت اس نے گھر میں یہاں وہاں چکراتے
۔۔۔ دوپہر سے ذرا پہلے حمید نے فون کیا کہ ڈاکٹرز نے فوراً آپریشن کر دیا تھا۔ رجو اور اس کا بچہ دونوں ہی
۔۔۔
۔۔۔ا کا شکر ہے۔" ایمن نے سکون کا سانس لیا۔ بروقت ہسپتال پہنچ جانے کی وجہ سے رجو کی جان بچ گئی۔
۔۔۔ وہ بھی ہو سکتا تھا۔ خود ایمن کا بلڈ پریشر لو ہو رہا تھا۔
۔۔۔ کو صغریٰ آئی۔۔۔
۔۔۔ تجھے اور تیرے ہونے والے بچے کو حیاتی دے۔ سر کا سائیں سلامت رکھے۔۔۔ آج جس طرح ہم
۔۔۔ ہاتھ رکھا ہے۔۔۔" وہ جھولی پھیلا پھیلا کر دعائیں دے رہی تھی۔
۔۔۔ کرے۔۔۔ ورنہ تم نے تو اسے مارنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔" ایمن نے بیزاری سے کہا تو وہ شرمندہ ہو

۔۔۔ تو کتنے دن ہسپتال میں رہے گی؟"
۔۔۔ دن تو لگیں گے۔۔۔ میں کھانا بنا جاتی ہوں۔"
۔۔۔ تم ہسپتال لے جاؤ۔۔۔ فریزر میں کچھ نہ کچھ تو ہوگا۔۔۔ میں لے لوں گی۔۔۔ اور ان بچوں کا کچھ کرو۔۔۔
۔۔۔ گھر میں بھاگتے پھر رہے ہیں۔"
۔۔۔ ان کو ان کی ماسی کے گھر بھیج دیتی ہوں۔"
۔۔۔ ٹھیک رہے گا۔۔۔" وہ کچھ مطمئن ہو کر اپنے کمرے میں آ گئی اور ٹی وی کھول کر بے توجہی سے دیکھنے
۔۔۔ ٹھیک ایک گھنٹے بعد طاہر کا فون آ گیا۔
۔۔۔ ہو رہا ہے؟"
۔۔۔ بور ہو رہی ہوں۔"
۔۔۔ جاؤ کہیں باہر چلتے ہیں۔"
۔۔۔ آ سکتی۔ گھر پر کوئی نہیں ہے اور طبیعت بھی بے زار ہے۔" ایمن نے اکتاہٹ سے کہا۔
۔۔۔ آ جاؤں۔۔۔ تمہاری بیزار طبیعت کا علاج ہو جائے گا۔"
۔۔۔ نے تھوڑی دیر سوچا اس وقت کسی کے آنے کا امکان تو نہ تھا۔
۔۔۔ ہیں۔"
۔۔۔ حاضر ہوتا ہوں۔"
۔۔۔ نے اپنے حلیے پر نگاہ دوڑائی۔۔۔ وہ صبح سے نہائی بھی نہیں تھی۔ وہ فوراً ہی واش روم میں گھس گئی۔ نہا
۔۔۔ کیے۔۔۔ اچھا سا سوٹ پہنا ابھی گیلے بال سلجھا ہی رہی تھی۔ جب گیٹ پر بیل ہونے لگی۔۔۔ گیٹ
۔۔۔ سے خود ہی جانا تھا۔ گیٹ کھولتے ہی اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ سامنے بابر کھڑا تھا۔
۔۔۔؟"
۔۔۔ اور کہاں ہے؟"
۔۔۔ ار۔۔۔" ایمن کا ذہن تیزی سے کیلکولیٹ کر رہا تھا۔ اگر طاہر فون کرنے کے فوراً بعد ہی روانہ ہوا
۔۔۔ اپارٹمنٹ میں وہ گیٹ پر پہنچنے والا تھا۔
۔۔۔ ل تم ہو۔۔۔" اس نے خود ہی اندر آ کر گیٹ بند کر دیا۔
۔۔۔ وہ اس کی بیٹی ہسپتال میں ہے۔" وہ سخت گھبرائی ہوئی تھی۔ "آپ اس وقت۔۔۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ہاں۔۔۔ میں۔۔۔ تمہیں ہوا کیا ہے؟"
"کچھ نہیں اندر آجائیں۔۔۔" وہ لب کاٹتی ہوئی اسے اندر لے آئی۔ ساتھ ہی موبائل ہاتھ میں لے۔
طاہر کو میسج کرنا چاہتی تھی۔ اور جو اس نے میسج نہ پڑھا۔
"میں کچھ پوچھ رہا ہوں؟"
وہ بابر کی آواز پر اچھل پڑی۔
"تمہیں پریشانی کیا ہے؟"
"وہ رجو کی طبیعت بہت خراب تھی تو اس کی طرف سے پریشانی ہو رہی ہے۔" ایمن نے تھوک نگلا۔
"تم نے طارق بھائی سے گاڑی لینے کے لیے کہا ہے؟"
"ہاں۔۔۔ کیوں۔" اس نے کچھ چونک کر بابر کو دیکھا۔
تب ہی کال بیل گونج اٹھی۔
ایمن کا دل اچھل کر حلق میں آگیا وہ تیزی سے کھڑی ہوئی۔
"تم رکو میں دیکھتا ہوں۔۔۔" ایمن فق چہرے کے ساتھ اسے جاتا دیکھتی رہی۔۔۔ لاؤنج سے لابی، پھر ذرا
اور سامنے گیٹ اور اس کے بعد؟
اس نے تیزی سے موبائل پر طاہر کا نمبر ملایا۔
بابر لاؤنج کے دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔
"یا اللہ۔" دوسری بیل جا رہی تھی۔
بابر نے ڈرائیو وے پر قدم رکھا۔ تب ہی کال ریسیو ہو گئی۔ ہاں ایمی۔۔۔ میں۔"
"فوراً" چلے جائیں۔۔۔ بابر گیٹ کھولنے آرہا ہے۔" وہ تقریباً" چیخ اٹھی۔
تھوڑی دیر کے بعد بابر واپس آیا تو وہ بے دم سی صوفے پر بیٹھی تھی۔
"ک۔۔۔ کون تھا؟"
"باہر تو کوئی نہ تھا۔۔۔ غالباً" کسی بچّے نے شرارت کی تھی۔"
ایمن کی رکی ہوئی سانسیں بحال ہوئیں۔
"آپ کچھ پئیں گے؟"
"نہیں۔۔۔ طارق بھائی گاڑی کی بات کر رہے تھے۔" بابر سامنے والے صوفے پر بیٹھا۔
"جی، وہ خود ہی کہہ رہے تھے گھر میں گاڑی ہونی چاہیے۔۔۔ میں ڈرائیونگ سیکھ لوں گی تو بہت سہولت ہو جائے
گی۔" ایمن نے اپنا لہجہ نارمل رکھنے کی سعی کی۔
"پھر بھی وہ خود جب آتے تو خرید لیتے۔ اب یوں میں۔"
"اب کہہ رہے ہیں تو لے دیں۔ آج بھی کتنا مسئلہ ہوا رجو کی زندگی اور موت کا معاملہ تھا۔ ساتھ والا
گاڑی مانگنا پڑی۔۔۔ اگر وہاں بھی نہ ہوتی تو۔۔۔"
بابر اس سے رجو کے بارے میں دریافت کرنے لگا۔

☼ ☼ ☼

اگلے دن وہ طاہر کے فلیٹ پر بیٹھی ہنس رہی تھی اور وہ اسے گھور رہا تھا۔
"تم نے مروانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔"
"بس۔۔۔ ابھی سے ڈر گئے۔ ابھی تو نجانے کس کس کو فیس کرنا ہے۔" ایمن نے چھیڑا۔
"ڈرتا نہیں ہوں۔ لیکن ہر کام کا اک وقت ہوتا ہے۔" وہ کھسیانا ہو کر بولا۔

۔۔۔ اور وہ جو تصویر بھجوا رہے تھے طارق کو؟"
ق کر رہا تھا۔۔۔ تم تو پیچھے ہی پڑ گئی ہو۔"
۔" ایمن نے اس کے قریب بیٹھ کر پرس کھولا اور اس میں سے ڈبہ نکالا۔ "یہ آپ کے لیے۔"
۔۔۔؟" طاہر نے تجسس کے ساتھ اسے دیکھا۔
یں۔"
نے گفٹ پیکنگ پھاڑ کر ڈبہ نکالا۔ اس کی آنکھوں کی چمک ایک دم بڑھ گئی۔
ئل سیٹ۔"
۔۔ آپ کے لیے۔" ایمن مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔
صورت اور قیمتی۔۔۔ بالکل تمہاری طرح۔" طاہر نے کچھ عجیب سے انداز میں تعریف کی۔
رق سے کیا کہو گی؟"
پرابلم ہے مسٹر اور ہم بہت جلد گاڑی کے مالک بھی بننے والے ہیں۔
کے کاغذات اپنے نام بنوانا۔"
سرکار۔" ایمن نے سر کو ذرا سا خم دے کر شوخی سے کہا۔
ی اچھی ہوا ایمی! پتا نہیں میں تمہاری قدر بھی کر پاؤں گا یا نہیں۔" طاہر نے آہستگی سے ایمن کے گرد
و اس نے طاہر کے کندھے پر سر ٹکا دیا۔
اپ ہی تو میری قدر جانتے ہیں طاہر۔۔۔ آپ کے پاس ہوتی ہوں تو یوں لگتا ہے تپتی دھوپ سے نخلستان
ں۔"
و ایمن۔۔۔"
لب ایمن کی پیشانی چھو رہے تھے۔

☼ ☼ ☼

پھر ڈرائیونگ اسکول؟"
چلتی آواز پر طاہر مسکرایا۔
"
ں اچھے انسٹرکٹر کی ضرورت ہے۔" ایمن نے گاڑی کی چمکتی سطح پر ہاتھ پھیرا۔
ہے آپ کی مراد؟"
ڈ لکنگ گوئنگ۔"
الہا" آپ کو انسٹرکٹر کی نہیں۔۔۔ شوہر کی ضرورت ہے۔"
پاس آل ریڈی موجود ہے۔"
کے پچھے شوہر کو فوراً" کک آؤٹ کر دیجیے۔۔۔ بندہ حاضر ہے۔"
اپ" وہ ہنستے ہنستے بے حال ہوئی۔۔۔ پاس سے گزرتے ہوئے رجّو نے بڑے رشک سے اسے دیکھا۔۔۔
ندگی چھپر پھاڑ کر دیتی ہے۔ بابر نے اس کا ایڈمیشن اک اچھے ڈرائیونگ اسکول میں کروا دیا تھا۔۔۔ اک
کٹر اسے سکھا بھی رہی تھی۔۔۔ مگر شام کو یہ ٹیوشن اسے طاہر دیتا تھا۔۔۔ دونوں خوب لمبی ڈرائیو پر نکل
اب! میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمہیں اتنی دور لے جاؤں۔۔۔ اتنی دور لے جاؤں کہ۔۔۔"
ں تیجیے زمین کی حد ختم ہو گئی ہے۔" ایمن نے شرارت سے اس کا کندھا ہلایا۔
ہر نے اسے گھورا۔۔۔ پھر گاڑی نہر کے پاس سنسان درختوں میں روک دی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"بس یہیں ٹھیک ہے۔۔۔ شہر کے ہنگاموں سے دور۔۔۔ جہاں کوئی ہمیں دیکھ نہ سکے۔"
"ہاں پُرسکون جگہ ہے۔" ایمن نے نیچے اتر کر پکنک باسکٹ اٹھانا چاہی۔۔۔ مگر طاہر نے منع کر دیا۔
"رہنے دو۔۔۔ میں اٹھالیتا ہوں۔"
وہ اب پہلے سے زیادہ اس کا خیال رکھتا تھا۔ ایمن کچھ اور مطمئن ہوگئی۔ طاہر نے باسکٹ نکالی گھاس شیٹ بچھائی۔۔۔ ایمن نے چیزیں ڈبوں سے نکالیں۔۔۔ چکن تکہ' پزا' فرنچ فرائز' کولڈ ڈرنکس یہ ٹریٹ خالہ کی طرف سے تھی۔ اس کی جاب کی خوشی میں۔
"یاد ہے۔۔۔"
"ہاں وہ نہر کا کنارہ۔۔۔ وہ اوّلین چاہت کا احساس۔" ایمن نے گھٹنوں پر ٹھوڑی جما کر نہر میں جھانکا۔۔۔ گھاس کے تنکوں' خشک پتوں اور گدلے پانیوں کے درمیان اسے کوئی پھول نظر نہ آیا۔
"یہ عجیب کنارہ ہے جہاں جنگلی پھول بھی نہیں۔"
"تمہارے ہوتے ہوئے پھولوں کی کیا ضرورت۔" طاہر نے اس کے بال سہلائے۔۔۔ ایمن نے اس کے کندھے پر سر ٹکا دیا۔
"طاہر اگر ہمیں ملنا ہی تھا تو یہ سب کیوں؟ اتنی کٹھنائیاں کس لیے۔"
"شاید ہمارے پیار کی آزمائش کے لیے۔"
"کتنے دکھ بھوگنے کے بعد یہ محبت نصیب بنتی ہے۔" وہ گھاس توڑ توڑ کر پانی میں پھینکنے لگی۔
"پہلے سے گدلے پانی کو اور گدلا کیوں کر رہی ہو۔" طاہر نے اس کا ہاتھ روکا پھر آہستہ سے اس کے ہاتھ جھاڑے۔
"مت کریں اتنا پیار۔۔۔ میں حریص ہوتی جا رہی ہوں۔"
"میرے پاس کرنے کے لیے اور ہے ہی کیا۔" طاہر نے کولڈ ڈرنک کھول کر اس کی طرف بڑھایا۔
"امی اب تھوڑا جلدی کرو۔"
"کہیں جانا ہے؟" وہ چونکی۔
"میں تمہارے شوہر کی بات کر رہا ہوں۔۔۔ تھوڑا اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کرو۔ لڑائی جھگڑا۔۔۔ معاملے کو اس نہج پر لے جاؤ کہ وہ تمہیں طلاق دینے پر مجبور ہو جائے۔"
"آپ اسے جانتے نہیں ہیں۔۔۔ وہ سب کچھ آرام سے برداشت کر جاتا ہے۔"
"مرد اپنی غیرت پر حملہ کبھی برداشت نہیں کرتا۔۔۔ بس اسے مجبور کر دو۔۔۔ وہ یہ سمجھ جائے کہ تم اس کے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتیں۔"
"ہوں۔" وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی۔۔۔ نجانے کیوں وہ یہاں آکر رک سی جاتی۔۔۔ سب کچھ ہونے کے باوجود وہ اس مقام تک نہیں پہنچی تھی جہاں طارق کے سامنے آکھڑی ہوتی۔ بس کسی معجزے کی منتظر تھی کہ ایسا منظر بدلے کہ سب کچھ اس کے حق میں ہوتا چلا جائے۔
"کس سوچ میں ڈوب گئیں؟"
"بڑا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔" طاہر نے اس کے بات بدلنے کو خوب محسوس کر لیا تھا۔
"لگتا ہے مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا۔" طاہر نے دل ہی دل میں سوچا۔
"طاہر! آپ نانا سے ملنے کبھی بھی نہیں گئے؟"
طاہر کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ وہ اس کی قربت میں کس کس کو سوچتی تھی۔
"تمہارا اگر ملنے کو دل چاہتا ہے تو جا کر مل آؤ۔" اس کا لہجہ بظاہر نارمل ہی تھا۔
"جی تو چاہتا ہے۔ بس ہمت نہیں ہوتی۔"

"بڈھا مر ہی گیا ہو۔" اس نے جل کر سوچا تھا۔
"کسی دن دونوں چلیں؟"
"ہاں تا کہ وہ مجھے دیکھتے ہی گولی مار دیں۔" وہ تلخی سے گویا ہوا۔
"آپ ان سے معافی مانگ لیجیے گا۔"
"ایمن! ہم یہاں پکنک منانے اور تھوڑا خوش ہونے آئے ہیں۔" طاہر نے خفا سے لہجے میں کہا تو ایمن نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اس کے چہرے پر ناگواری محسوس کر کے بات بدل لی۔
"میں ڈرائیونگ کب تک سیکھ جاؤں گی؟"
"بنیادی باتیں تو سمجھ ہی لی ہیں' باقی جھجک ہے جو جاتے جاتے ہی جائے گی۔"
"میں کار چلا کر سب سے پہلے آپ سے ملنے آؤں گی۔" ایمن نے پیار سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ مسکرایا۔ پھر پزا کا پیس اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔
"میرے ہاتھ سے کھاؤ۔"

○ ○ ○

"یہ سب کیا ہو رہا ہے جوجو!" مومو بوکھلائی پھر رہی تھی۔
"تم جانتی ہو۔" رول کی پٹیوں میں آمیزہ بھرتی جوجو نے مڑ کر مومو کو دیکھا۔ آج اس نے صرف مومو کی خاطر ... وہ پہلے جانتی تھی مومو اس وقت کس جذباتی کیفیت سے گزر رہی تھی۔ اسے جس جذباتی سہارے کی ضرورت تھی۔ وہ سہارا بہرحال اسے مہرالنساء نہیں دے سکتی تھیں۔ انہوں نے آج رشتے والوں کو بلایا تھا۔۔۔ اور کہا کہ مومو سے کہہ دے اچھا سا سوٹ پہن کر تیار ہو جائے۔ وہ ابھی تک سر جھاڑ منہ پہاڑ پھر رہی تھی۔
"تم جانتی ہو مجھے یہاں شادی نہیں کرنی۔"
"یہ بات ممی سے کہہ سکتی ہو تو کہہ دو۔۔۔ ورنہ جا کر کپڑے بدل لو۔" جوجو نے بے مروّتی سے کہا۔
"تمہیں مجھ پر ترس نہیں آتا۔" وہ روہانسی ہوگئی۔
"آتا ہے۔۔۔ مگر تم پر نہیں۔۔۔ ممی اور ڈیڈی پر۔۔۔ انہیں دوسری بیٹی کے تماشے دیکھنے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔" جوجو کے لہجے میں تلخی ہی تلخی تھی۔
"تم۔"
"کیا کچھ بن گیا۔" مہرالنساء کی آمد پر مومو لب بھینچ کر رخ بدل گئی اور خوامخواہ بند گوبھی پر چھری چلانے لگی۔
"بس یہ ہے۔ تلنے تلانے کا کام ان کی آمد پر ہو جائے گا۔۔۔ پہلے کولڈ ڈرنکس اور فروٹ بھجوا دینا۔ برتن نکال کر
صاف کر کے رکھ دیے ہیں۔" جوجو نے کن انکھیوں سے مومو کو دیکھا۔
"تم کچن میں کیا کر رہی ہو۔۔۔ جاؤ۔۔۔ کپڑے بدل کر اچھی طرح تیار ہو جاؤ۔" مہرالنساء نے نرمی سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"دیکھوں۔۔۔ یہ شاداں ابھی تک ڈرائنگ روم میں کیا کر رہی ہے۔"
"مومو!" جوجو نے اسے آہستگی سے پکارا۔ وہ پلکیں جھپک جھپک کر آنسو پینے کی سعی کرنے لگی۔ اس نے ہمیشہ اپنی پسند کی چیز حاصل کر لی تھی۔ مگر جو بے بسی آج محسوس ہوئی وہ پہلے کبھی نہ تھی۔
"اچھی بیٹیاں۔۔۔ والدین کی عزت کا پاس رکھتی ہیں۔ اور ہمیں اچھی بیٹیاں بننا ہے۔"
"اور ہمارے دل کی خوشی؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"دل کی خوشی کس طرح خوار کرتی ہے۔ ہم نے ایمن کی صورت میں دیکھ لیا۔ اور کون جانے اللہ تعالیٰ
ہماری بچی خوشی کس چیز میں رکھی ہے۔ یہ اطمینان کافی نہیں کہ ہمارے والدین ہم سے راضی ہوں۔"
جوجو نے رسانیت سے سمجھایا۔ موموں نے اسے ڈبڈبائی آنکھوں سے دیکھا۔
"کاش جوجو! تمہیں کسی سے محبت ہوئی ہوتی۔" وہ آہستگی سے بولی۔
"اگر محبت یوں عقل سلب کرتی ہے تو خدا نہ کرے۔" جوجو نے برجستہ کہا تو مومو تیزی سے باہر نکل گئی
"یا اللہ! اس لڑکی کو عقل دے۔" جوجو نے دل سے دعا کی۔ اب یہ جوجو کے سمجھانے کا اثر تھا یا ...
کہ اس نے کپڑے بدل لیے۔ تیار اگرچہ نہیں ہوئی۔ جوجو کے بہت کہنے پر بھی آنکھوں میں کاجل تک ...
"یہ اتنی چپ چپ کیوں ہے؟" مہرالنساء کو بھی اس کی خاموشی کھلی۔
"ممی! اب کیا وہ لڈیاں ڈالے۔" جوجو نے ہنس کر بات کو ٹال دیا۔
"باجی! مہمان آگئے۔" شاداں بھاگی آئی۔ "لڑکے کے والدین ایک بھابھی اور بہن۔"
"مومو سے کہنا ان سے اچھی طرح بات کرے۔ زیادہ شرمانے کی ضرورت نہیں۔ آج کل کے لوگ ...
مزاج لڑکیوں کو پسند کرتے ہیں بس ذرا رکھ رکھاؤ کے ساتھ۔"
مہرالنساء کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے۔ ایسے موقعوں پر انہیں وقارالحسن کی کمی بے حد محسوس ہوتی۔ ...
تھا کہ بیٹا جوان ہو کر اس قابل ہو گیا تھا کہ ان معاملات کو سنبھال سکے۔ اب بھی وہ بڑی شائستگی سے آنے ...
کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھا۔ انہیں دیکھ کر مسکرایا۔
"یہ میری ممی ہیں۔ ڈیڈی تو باہر ہوتے ہیں' یہاں کے تمام معاملات اور ہمیں ممی نے ہی سنبھالا ہے۔"
"جن عورتوں کے شوہر باہر رہتے ہیں' انہیں ساری زندگی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔" ان خاتون نے مسکرا ...
مہرالنساء کو وہ لوگ اچھے لگے۔ پڑھے لکھے اور سلجھے ہوئے۔
"کاش یہیں بات بن جائے۔" مہرالنساء نے دل سے دعا مانگی۔ انہیں کیا خبر کہ بیٹی کے دل سے کیا کیا ...
نکل رہی ہیں۔ باتوں سے باتیں نکلتی گئیں۔ کھانے پینے کی چیزیں پیش ہوتی رہیں۔
"یہ آپ کی بیٹی ہے؟" چائے لے کر آتی جوجو کو دیکھ کر لڑکے کی بہن نے پوچھا۔
"یہ میری چھوٹی بیٹی ہے۔ میڈیکل کالج میں پڑھتی ہے۔ جوجو' موول کو بلاؤ۔"
"جی ممی۔" وہ فوراً باہر نکل گئی۔ مومو باوجود اصرار کے چائے لے کر نہیں آئی تھی۔
"اب چلو۔" موول نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور کھڑی ہو گئی۔
"اپنے تیور ٹھیک کرو۔ وہاں بابر بھائی بھی موجود ہیں۔" جوجو کو اس کی حرکتوں پر سخت غصہ آ رہا تھا۔ ...
کر جو پہلا تاثر مہمانوں کی آنکھوں میں ابھرا۔ وہ پسندیدگی اور ستائش کا تھا۔ بہرحال وہ اک خوب صورت ...
تھی۔ پھر نوعمری کا بانکپن۔
"ماشاء اللہ! آپ کی ساری بچیاں ہی پیاری ہیں۔ بڑی بیٹی کی شادی کہاں کی؟" خاتون کا سوال ...
مہرالنساء کے ذہن میں نہ تھا کہ ایمن کو بڑی بیٹی کی حیثیت سے یہاں موجود ہونا چاہیے تھا۔
"جی اسی شہر میں ہے۔ بہت اچھے لوگ ہیں۔ ان کا شوہر بھی ملک سے باہر ہوتا ہے' اس لیے ...
آنا تھا لیکن اس کی بچی ساس کی طبیعت خراب تھی۔ اس لیے گاؤں گئی ہے۔"
مہرالنساء نے رسانیت اور روانی سے کہا۔ وہ لوگ موول سے باتیں کرنے لگے مگر اس کے لب ...
تھے۔ مہرالنساء نے بابر کو اشارہ کیا۔ وہ اٹھ کر باہر نکل گیا۔ ان کا خیال تھا کہ وہ بابر سے جھجک رہی ہے ...
بھی ہوں ہاں سے آگے نہ بڑھی تو وہ خود بھی بہانے سے کھسک گئیں۔ موول نے جھکی نظروں سے ...
قدموں کو دیکھا اور سکون کا سانس لیا۔
"بیٹے! آپ کا نام کیا ہے؟" لڑکے کے والد نے برائے بات کی۔ موول نے نظریں اٹھا کر ...

...نک کر بولی۔
...ہو ذرا سے رشتے کی بات چل رہی ہے۔ آپ کو ابھی تک کسی نے نام نہیں بتایا۔"
...ہکا بکا رہ گئے۔
...ہاں۔ یاد آیا۔ موول۔ بہت خوب صورت نام ہے۔" انہوں نے نجانے کیوں اس کے جملے کو
...لیا۔
...ن مجھے اپنا نام نہیں پسند۔ پتا نہیں ممی نے ایسا بے ہودہ نام کیوں رکھ دیا۔"
...نے حیرت سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھیں۔
...بے حد تیز ہے۔" خاتون نے اپنی بہو سے نگاہوں کا تبادلہ کیا۔ موول اپنے بے تکے جوابوں سے کافی
...تھی۔ مہرالنساء کے آجانے پر پھر سے سر جھکا کر بیٹھ گئی۔ اس کے بعد مہمان جلد ہی رخصت ہو گئے۔
...کر اندر چلی آئی۔
...ان چلے گئے۔؟" جوجو نے اسے دیکھ کر پوچھا۔
...اور واپس نہیں آئیں گے۔" وہ ہنسی اور کمرے میں گھس گئی۔
...! یہ کیا کر آئی ہے۔" جوجو دھڑکتے دل کے ساتھ ڈرائنگ روم کی طرف بھاگی۔ مگر وہاں سب سکون ہی
...۔ مہرالنساء برتن اکٹھے کر رہی تھیں۔ جبکہ بابر چائے کا مگ ہاتھ میں لیے باتیں کر رہا تھا۔
...مومو اتنی پرسکون کیوں ہے۔" وہ سوچ میں ڈوبی۔
...تمہیں کیسے لگے بابر؟" مہرالنساء بیٹے سے پوچھ رہی تھیں۔
...منکسار اور رکھ رکھاؤ والے۔ مجھے تو مل کر بہت خوشی ہوئی۔"
...کرے موول کا نصیب یہیں کھل جائے۔ پھر تمہاری اور جوجو کی ایک ساتھ ہی کروں گی۔" مہرالنساء
...کے کچھ ٹکڑے پلیٹ میں ڈال کر بابر کو دیے۔
...مجھے خاصا انتظار کرنا پڑے گا۔" وہ شرارت سے ہنسا۔
...تم نے کہیں کوئی پسند تو نہیں کر رکھی۔" مہرالنساء نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔
...مجھے میری ایسی جرات۔" اس نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔ پھر محبت سے کہنے لگا۔ "میری ماں پسند کریں گی۔"
...ماء نے فخر سے بیٹے کو دیکھا۔ ابھی کچھ دن قبل ہی بابر نے اک پرائیویٹ فرم میں اچھے سیلری پیکج کے
...اسٹارٹ کی تھی۔ اس دن مہرالنساء کو لگا بس ان کی ساری ریاضتوں کا صلہ انہیں مل گیا۔ وقارالحسن
...پیسہ کمایا تھا۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے کشٹ خود مہرالنساء کو اٹھانے پڑے۔ وہ سمجھ چکی تھیں کہ وہ
...کی جگہ نہیں لے سکتیں۔ مگر بابر اور جوجو کی کامیابیوں نے ان کا اعتماد بحال کر دیا تھا۔
...رے لڑکا بھی ایسا ہی سلجھا ہوا ہو۔"
...ان لوگوں نے کچھ بتایا؟" جوجو نے بے تابی سے پوچھا۔ اسے مومو کا اطمینان اچنبھے میں ڈال رہا تھا۔
...خاص نہیں۔ خاندانی لوگ یوں منہ پھاڑ کر نہیں بتایا کرتے۔ شاداں کے ذریعے کہلوائیں گے۔ تم یہ
...۔ فریز ہونے والی اشیاء فریز کر دو۔ مٹھائی ایئر ٹائٹ بکس میں ڈال کر فریج میں رکھنا۔"
...پھر بھی ان لوگوں کے رویے سے کچھ تو لگا ہو گا؟"
...نے مومو کی تصویر دیکھ رکھی تھی۔ ظاہر ہے انہیں لڑکی پسند تھی۔ تب ہی تو یہاں آئے۔ امید تو
...یہاں ہی کہیں گے۔" وہ کچھ مطمئن تھیں۔ جوجو چیزیں سمیٹ کر آئی تو مومو آرام سے بیڈ پر نیم دراز اک
...ناول پڑھ رہی تھی۔
...نے کیا کیا ہے؟"
...؟" مومو نے کتاب سے نظریں ہٹا کر مصنوعی حیرت سے سر پر کھڑی جوجو کو دیکھا۔ جوجو نے اس کے
...کتاب چھین لی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

”جب ڈرائنگ روم میں گئیں تو تمہاری جان نکل رہی تھی۔ اب یوں آرام سے بیٹھی کتاب پڑھ رہی ہو“

”تو؟“ موموں نے اس کی حالت سے حظ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

”تم نے اگر کچھ بھی الٹا سیدھا کیا تو میں ممی کو سب کچھ بتا دوں گی۔“ جوجو نے دھمکی دی۔

”تمہیں اب تک بتا دینا چاہیے تھا۔“ موموں نے مزید چڑایا۔

”تم ڈھیٹ ہی نہیں انتہائی بے شرم ہو۔“

”شکریہ' میری کتاب واپس کرو۔“

جوجو نے کتاب اس کے قریب پھینک دی۔ اور دل میں ہزاروں خدشے لیے وہاں سے ٹلی۔ موموں نے موقعہ پاتے ہی فواد کو ساری رپورٹ دی۔

”اوہ جیو میری شہزادی! تم نے تو کمال کر دیا۔“ اس نے نہال ہو کر ریسیور چوم لیا۔ موموں کا چہرہ دہکنے لگا۔

”تمہارے گھر والے کب واپس آ رہے ہیں؟“ اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

”بدھ کو ـــــ“

”پھر تو انہیں بھجوا دو گے نا۔“

”ہاں شاید ـــــ“ وہ مبہم سا بولا۔

”شاید' کیا مطلب شاید ـــــ؟“

”دیکھو' میں گھر کا اکلوتا لڑکا ہوں۔ اب یوں اچانک کیسے کہہ دوں کہ میں نے لڑکی پسند کر لی ہے۔ ان رشتہ لے کر جائیں ـــــ ان کا مائنڈ بنانے میں کچھ تو وقت لگے گا۔“

”اچھا۔“ موموں کچھ خاموش سی ہو گئی۔ ”لیکن دیکھو ذرا جلدی کرنا ـــــ اب وقت نہیں ہے۔“

”بہت بے تاب ہو رہی ہو ـــــ“ وہ شوخ ہونے لگا۔

”فواد! کبھی کبھی تمہارا رویہ مجھے تکلیف دیتا ہے ـــــ تم یوں ثابت کرتے ہو۔ گویا یہ سب یک طرفہ ہو تو تم میرے پیچھے پڑے تھے ـــــ میں نہیں۔“

”اوہ میری رانی ـــــ ایک تو تم خفا بہت جلدی ہوتی ہو۔ کسی نے بتایا تو نہیں دیا کہ تم خفا ہو کر اور بھی ـــــ ہو۔“

”ہاں بتایا ہے۔“

”کس نے؟“

”تم نے۔“ اس نے کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور خود ہنسنے لگی۔

☼ ☼ ☼

”اسے اچھی طرح تیار کر دو ـــــ آج میں اور میرا بیٹا شاپنگ کے لیے جائیں گے۔“

شاہ میر نے بیٹے کو پیار کرتے ہوئے اس کی آیا سے کہا ـــــ تو وہ بچے کو لے کر کمرے میں چلی گئی۔

”اگر تم چاہو تو میں تمہیں اپنے گھر کی انیکسی کرائے پر دے سکتا ہوں۔ کب تک یوں ـــــ گندے اور غلیظ فلیٹس میں دھکے کھاؤ گے۔“ کل کے لیکچر کی تیاری کرتے طاہر نے کہا تو شاہ میر مسکرا چاہتا تھا کہ وہ ان سے زیادہ گندی اور غلیظ جگہوں پر رہ چکا ہے۔ مگر کہا تو یہ۔

”تم اپنا گھر بنوا رہے ہو؟“

”نہیں بنا بنایا مل رہا ہے۔“ طاہر ہنسا۔ نگاہوں میں ایمن کا شاندار گھر گھوم گیا۔

”تمہاری گرل فرینڈ کا ـــــ“ شاہ میر نے بھنویں اچکائیں۔

”ہاں۔“ طاہر نے ڈھٹائی سے اعتراف کیا۔

ـیسے ہوا؟“

ـری فنی ـــــ ویسے وہ عنقریب سب کچھ میرے نام کر رہی ہے۔“

ـ ٹریپ کر رہے ہو؟“

ـوں ٹریپ ہونے کے لیے ہمیشہ ہی تیار رہتی ہے ـــــ تم نہیں سمجھو گے ـــــ ویسے ایک مشورہ ـ بھری زندگی جینے سے بہتر ہے تم بھی ایسی ہی کوئی ٹرائی مار لو۔ اچھے ہو' گڈ لکنگ ہو۔ بس ذرا ـہار کھا رہے ہو۔“

ـ کوئی امیر لڑکی تلاش کروں ـــــ اسے اپنے محبت کے جال میں پھنسا کر طلاق دلواؤں اور پھر شادی ـنے استہزائیہ انداز میں کہا ـــــ طاہر نے اس کے طنز کو یکسر نظرانداز کر دیا۔

ـنصیب طاہر جیسا نہیں ہوتا۔ لیکن کوئی بھی امیر بیوہ' مطلقہ ـــــ“

ـپنے زور بازو پر بھروسہ ـــــ“ شاہ میر کا اپنا ہی جملہ اس کے حلق میں اٹک کر رہ گیا۔ اس نے زندگی ـلیا ہی کیا تھا' اپنی مردانہ وجاہت کو کہاں کہاں کیش نہیں کروایا۔

ـلتیوں سے بچنے اور ایک رات گرم کمرے میں گزارنے کی غرض سے۔

ـری میں ایک وقت کے کھانے کے لیے۔

ـث میں کسی کا فلیٹ شیئر کرنے کے لیے۔

ـی جس نے اتنا عرصہ اسے اپنے ساتھ باندھے رکھا ـــــ یہ بھی کوئی رب کا کرم تھا کہ وہ اب تک ـرنہ ایڈز کا شکار ہو کر کہیں بھی ایڑیاں رگڑ رہا ہوتا۔

ـس بچے کی خاطر۔

ـ ڈوب گئے مسٹر ـــــ کوئی نہیں ملتی تو میں کوشش کروں ـــــ تمہارے لیے؟“

ـسرد سی نگاہ طاہر پر ڈالی اور آیا کو دیکھنے لگا۔ جو بچے کے کپڑے بدل کر آ گئی تھی۔

ـمیرا بھی حساب کر دو۔ مہینے سے چار دن اوپر ہو گئے ہیں۔“

ـٹ نکال کر پیسے اسے دیے اور بچے کو لے کر باہر نکل گیا ـــــ اسے بچے کے لیے کپڑے اور ـھری چیزیں خریدنی تھیں۔ شاہ نیل ایسا پیارا بچہ تھا کہ وہ جس دکان پر بھی جاتا لوگ ایک بار تو ـار کرتے تھے ـــــ کپڑوں کی سلیکشن میں تھوڑا مسئلہ ہو رہا تھا ـــــ تب ہی اک بچہ شاہ نیل کی پرام

ـ شبلی ہے ـــــ انکل! کیا میں اسے پیار کر لوں۔“ اس نے معصومیت سے پوچھا تو شاہ میر نے ـ اس نے جھک کر شاہ نیل کو پیار کیا تو وہ کھلکھلا اٹھا۔

ـ اس بے بی کی بلیو آئز ہیں۔“ اس نے پاس کھڑی ماں کا ہاتھ کھینچا ـــــ تو اس کی دلکش اور ـمڑ کر شاہ نیل کو دیکھا ـــــ پھر اس کا گال چھو کر کہنے لگی۔

ـ موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ان سے مدد کی درخواست کی۔

ـ ان صاحب کی تھوڑی مدد کریں گی ـــــ“ اس نے پاس کھڑے اونچے لمبے گندمی رنگت والے ـ وہ کنفیوز سا اک بے بی شرٹ ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ اس کے بال ہلکے گھنگھریالے اور ـ قسم تھا۔

ـ نہیں آ رہا ـــــ اس کے کپڑے خریدنے ہیں۔“ اس نے شستہ انگلش میں کہا۔

ـ یہ شرٹ ایک طرف رکھ دیں۔ اس کا گلا تنگ ہے۔ بچے کو اتارتے ہوئے تکلیف ہو گی۔

ـں ہیں؟“

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"نہیں۔"
اس نے بڑے آرام سے چار سوٹ اور ساتھ میں جرابیں، بنیان اور ڈائپر وغیرہ خرید لیے۔ شاپنگ مکمل ہو گئی۔ تب تک اس کے دونوں بچے شاہ نیل کے ساتھ کھیلتے رہے۔ شاہ نیل ہم کلکاریاں مار رہا تھا۔
"عادل، عمر! دیکھو تمہارے پاپا کہاں رہ گئے۔"
"وہ آ رہے ہیں مما۔۔۔"
پے منٹ کر کے والٹ واپس جیب میں رکھتے شاہ میر نے دور سے آتے شخص کو دیکھا۔
ایک پل۔۔۔ اور ایک پل میں سارے فاصلے سمٹ گئے۔
درمیان میں بہت سالوں کی دوری تھی۔ مگر پہچاننے میں ایک لمحہ بھی نہ لگا۔
شاہ میر نے تیزی سے رخ بدل کر پرام گھسیٹا اور ایک ریک کی اوٹ میں ہو گیا۔۔۔ جب تک وہ آیا۔۔۔ وہ اپنی شاپنگ اور پرام سنبھالتا تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس عجلت میں وہ اس مہربان خاتون کو بھی بھول گیا۔۔۔ جو اس کے یوں غائب ہونے پر حیران سی رہ گئی تھیں۔

❀ ❀ ❀ ❀

"آپ تو یوں پریشان ہو رہی ہیں جیسے خدانخواستہ یہ آخری رشتہ ہو۔" بابر نے پریشان نسی ابھی ابھی شاداں نے آکر بتایا تھا کہ ان لوگوں نے معذرت کی ہے کہ ان کا رشتہ اپنے خاندان میں ہے۔ تب سے وہ خوامخواہ ٹینس ہو رہی تھیں۔
"خاندان میں رشتہ موجود تھا تو باہر کیوں تاکتی پھر رہی تھیں۔" وہ شاداں پر ہی الٹ پڑیں۔
"باجی! یہ تو شریف اور وضع دار لوگوں کا طریقہ ہے۔ اب صاف کیسے کہہ دیں کہ ہمیں آپ آئی۔" وہ برا مانے بغیر کہنے لگی تو مہرالنساء خاموش سی ہو گئیں۔
"آپ فکر کیوں کرتی ہیں رشتے بہتیرے۔۔۔ جہاں ہماری مومو کا نصیب۔"
مہرالنساء نے چونک کر مومل کو دیکھا۔ وہ سر جھکائے کشن کا دھاگا کھینچ رہی تھی۔
"نجانے اس نے دل میں کیا سوچا ہو گا۔" وہ کچھ بے چین ہو گئیں۔
"ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔۔ یہ کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ مجھے ویسے بھی لوگ کچھ مغرور جس کا دل رکھنے کے لیے وہ یہ سب کہہ رہی تھیں۔ وہ دل ہی دل میں قہقہے لگا رہی تھی موجودگی کا احساس ہوا۔
"اے لڑکی۔۔۔ اتنا بھی نہیں کہ بھائی کو اچھا سا کپ چائے کا ہی بنا دو۔"
"جی ابھی لاتی ہوں۔" وہ سنجیدگی سے کہتی اٹھ کر چلی گئی۔ شام کو جوجو کو بھی اطلاع مل گئی گئی۔ اس کی دل سے دعا تھی کہ مومو کا یہ پہلا رشتہ ہی قبول ہو جائے اور جلد از جلد شادی طے آگے جانے کا موقع ہی نہ مل سکے۔
"مبارک ہو۔ تمہاری دلی خواہش پوری ہو گئی۔" اس نے رات کو چبھتے ہوئے لہجے میں کہا
"سویٹ ہارٹ، دلی خواہش پوری ہونے میں تھوڑا وقت لگے گا۔"
جوجو کچھ لمحے سنجیدگی سے اسے دیکھتی رہی۔
"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"
"مومو اب بھی وقت ہے اگر وہ واقعی تمہارے ساتھ سنجیدہ ہے تو اسے کہہ دو کہ اپنے والدین
"ضرور بھیجے گا۔ وہ انہیں منا رہا ہے۔"
"اور مجھے یقین ہے کہ وہ کبھی نہیں مانیں گے۔"

سے جلتی ہو۔" مومو تلملا گئی۔
"تم نے کوئی ایسا کام کیا ہوتا۔" وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔
یہ بہن ہے۔ بھلا ایسی ہوتی ہیں بہنیں۔"

☼ ☼ ☼

گاڑی کے کاغذات بنے اور ڈرائیونگ لائسنس ملا۔ وہ ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔ اس نے طاہر کو فون

سے ملنے آ رہی ہوں۔"
دھیان سے آنا۔"
سے خاطرداری کے لیے تیار رہیں۔" وہ آج بڑے موڈ میں تھی۔ خوب اچھی طرح تیار ہوئی۔

تھی۔ آج اس کی زندگی کا ٹرننگ پوائنٹ تھا۔
آئینے کی طرح شفاف ہونے جا رہا تھا۔
نے کھولا اور جن نظروں سے ایمن کو دیکھا۔ وہ کچھ تعجب کا شکار ہو گئی۔۔۔ آج سامنے کھڑے شہ کی طرح سرد اور بیگانی نہ تھیں۔۔۔ ان میں کچھ تو ایسا تھا کہ وہ ٹھٹک سی گئی۔

"اس کے منہ سے پتھر کی طرح یہ دو لفظ لڑھکے۔۔۔ ایمن متذبذب سی اسے دیکھنے لگی۔
ت گھر پر ہونا چاہیے تھا۔ ایمن نے اسے فون کیا تھا کہ وہ آ رہی ہے۔ وہ شش و پنج میں کھڑی رہی جائے۔
گیا ہے۔ ابھی آ جائے گا۔" وہ دروازہ کھلا چھوڑ کر پلٹ گیا۔۔۔ ایمن نے اطمینان کا سانس لیا اور پر کچھ چیزیں بکھری تھیں۔۔۔ اس نے وہ سمیٹ کر چادر ٹھیک کی۔
کر رہی ہو؟"
ایمن۔ وہ اپنے کمرے کے دروازے میں کھڑا خشمگیں نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔۔۔ وہ اب یہاں آئی تھی اس نے ہمیشہ شاہ میر کو ہر قسم کے معاملات سے دور اور لاتعلق ہی رکھا۔

اصلیت کیا ہے۔۔۔ جانتی ہو؟" اس کی آواز اتنی سرد تھی کہ ایمن کی ریڑھ کی ہڈی میں گئی۔
تمہارا کوئی تعلق نہیں۔" ایمن نے بدلحاظی سے کہا۔
ہو وہ تمہیں کیا سمجھتا ہے؟"
کرتا ہے۔" ایمن کے منہ سے پھسلا۔
کب تک محبت کے نام پر لٹتی رہو گی۔"
سے کام رکھیں۔ میں اسے برسوں سے جانتی ہوں۔" وہ بگڑی۔
کیا پہچانتی بھی ہو؟" اس کے چبھتے ہوئے لہجے پر ایمن چپ سی ہو گئی۔ نجانے وہ آج ایسی وہ قدم آگے آیا۔
تی ہو؟"
اس کچھ بھی نہ بول سکی۔ یک ٹک اسے دیکھتی رہی۔
وہ آنے والا ہے۔"

ایمن اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی۔
"جاؤ۔۔۔ آج عقل نے ہاتھ تھام لیا تو بچ جاؤ گی۔" ایمن اسے صاف انکار کرنا چاہتی تھی۔ تم
ہو جانے کا احساس تھا کہ وہ تنویمی کیفیت میں چلتی شاہ میر کے کمرے میں چلی گئی۔
وہاں اس کا بچہ سو رہا تھا۔ کچھ زیادہ دیر نہیں گزری جب اس نے دروازہ کھلنے اور طاہر کی آوا
عادت کچھ گنگنا رہا تھا۔
"تم کیوں یہاں اسٹیچو بنے کھڑے ہو۔" اس نے غالباً شاہ میر سے پوچھا۔
"تمہاری گرل فرینڈ نہیں آئی؟"
"امی؟ ہاں اسے اب تک آجانا چاہیے تھا۔"
"گرل فرینڈ۔۔۔" ایمن کے اندر چبھن سی ہوئی۔
"اس لڑکی کا پیچھا چھوڑ دو۔"
"کیوں؟ تمہارا دل آگیا ہے۔" طاہر نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔
ایمن کے کان جلنے لگے۔ اب وہ دو اشخاص کے درمیان اس طرح موضوع گفتگو بنے گی۔۔۔ ا
نکل جائے۔
"وہ اک شادی شدہ لڑکی ہے؟"
"لیکن۔۔۔ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اب سے نہیں اک زمانے سے۔" طاہر نے تفاخرانہ اندا
"تم اس کا گھر تباہ کر رہے ہو۔۔۔ یہ کیسی محبت ہے؟"
"وہ میرے لیے یہ سب کچھ بخوشی کرنے کو تیار ہے۔۔۔ میں نے اسے مجبور نہیں کیا۔"
ایمن کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا۔
"اور کیسے مجبور کرتے ہیں؟"
"حد کرتے ہو۔۔۔ وہ خود مجھ سے ملنے آتی ہے۔۔۔ میں اسے اغوا کر کے نہیں لاتا۔" طاہر چ
"تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ وہ اپنے شوہر کی طرف پلٹ جائے گی۔۔۔" شاہ میر نے کبھی اس سے ا
تھیں؟ طاہر کا جب دل چاہتا خود ہی اس سے شیئر کرنا شروع کر دیتا تھا۔
"تمہیں کیوں اس سے اتنی ہمدردی ہو رہی ہے؟" طاہر کے لہجے سے غصہ چھلکا۔ "تم ا
رکھو۔۔۔ میں اتنا بے وقوف نہیں ہوں کہ گھر آئی دولت کو لات مار دوں۔"
"دولت۔۔۔ کس کی دولت؟" شاہ میر دانستہ چونکا۔
"اس الو کے پٹھے کی دولت جس نے اپنا سب کچھ اپنی بیوی کے نام کر رکھا ہے۔۔۔ اور وہ
قدموں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔"
"تم صرف دولت کی خاطر اس سے شادی کر رہے ہو؟"
ایمن کا رواں رواں کان بن گیا۔
"نہیں۔۔۔ نہیں۔" اس کے کان طاہر کے منہ سے صرف یہی لفظ سننا چاہتے تھے۔ تم
کھڑے قد سے گری ہے۔
"ہاں۔" اک تیز تلوار نے اسے سر سے پاؤں تک کاٹ کر رکھ دیا۔
"اور محبت؟" شاہ میر خلوص نیت سے آج سارے پردے ہٹانا چاہتا تھا۔
"مجھے سہارا دو۔۔۔ طاہر۔۔۔ مجھے بچا لو۔" ایمن نے سہارے کے لیے دونوں بازو پھیلا
"یار۔۔۔ دیکھ۔ کبھی وہ مجھے اچھی لگتی تھی۔ مجھے لگتا تھا میں اس سے محبت کرتا ہوں مگر۔۔۔"
"مگر؟" ایمن کو لگا وہ خلا میں لٹک گئی ہے۔۔۔ یہ ذرا سا توقف کس قدر جان لیوا تھا۔

لگتا ہے۔۔۔ وہ انتہائی خود غرض اور مطلب پرست لڑکی ہے۔ ساری زندگی وہ نہ اچھی بیٹی بن سکی
ہے۔۔۔ میں اسے بہت پہلے سے جانتا ہوں اس میں سمجھ بوجھ نہیں ہے۔ جس نے جس طرف لگا دیا
ی۔ پہلے میں نے اسے اس کے باپ کے مقابل کھڑا کر دیا۔ اور اب وہ میرے لیے شوہر سے طلاق
کیا میں کبھی بھی اس پر اعتبار کر سکوں گا، ہرگز نہیں۔"
ایمن کے حلق میں گھٹ گئی۔۔۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا پکڑ لیا۔
زندگی باندھ کر رکھو گے؟"
رت ہے۔۔۔ مجھے تو بس وہ روپیہ لینا ہے۔ سب کچھ اپنے نام کروانا ہے۔۔۔ اس کے بعد وہ اپنی
پی زندگی جیوں گا بہت پاپڑ بیلے ہیں۔۔۔ بہت جتن کیے ہیں تب کہیں جا کر کچھ ہاتھ آنے کی امید
اکرو کہ باقی کام بھی ٹھیک ٹھاک ہو جائے۔"
کے ساتھ گھٹنے ہوئے نیچے بیٹھ گئی۔ وہ مر رہی تھی کہ کوئی اسے بچانے والا نہ تھا۔۔۔ اس نے
سرزوادی میں قدم رکھا تھا۔۔۔ وہ ببول کے کانٹوں سے بھری تھی اور وہ یوں الجھی تھی کہ اب ہاتھ
کس نس میں اترتے تھے۔
تھا دیو تا مانا وہ شیطان نکلا۔
ب اسے بتا دوں؟"
کی طرح اس کے سر پر برسا۔
اعتماد کرتی ہے۔"
رعا اعتماد ہی انسان کو گہری کھائی میں گرا دیتا ہے۔۔۔ تھینک گاڈ۔ ! تم نے خود ہی آئینہ سامنے

سہارا لے کر کھڑی ہوئی۔۔۔ حالانکہ اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ کبھی کھڑی نہ ہو۔۔۔ یہیں مر جائے
ہو جائے۔۔۔ اسے خود سے گھن آ رہی تھی۔ وہ اپنا گھناؤنا چہرہ لے کر دنیا والوں کے سامنے کیسے

ان؟

اس پر جان نچھاور کرتا تھا۔ جس نے سب کچھ سہتے ہوئے ایمن کو محفوظ پناہ گاہ دی۔
ہے۔ جو اس کی ساری بدتمیزیاں اور بے اعتنائیاں نظر انداز کر کے اس کے لیے وہاں پردیس
تھا۔۔۔ صرف ایمن کی خوشی اور آسائش کے لیے۔
بھائی، جو اس کی ساری خطاؤں کو بھلا کر اب بھی اس کا خیال رکھتا تھا۔۔۔ کیسے جائے گی وہ ان

کر۔۔۔
میں مر جاتی؟
کے دروازے تک بڑھی۔۔۔ اسے ایک بار طاہر محمود کے چہرے پر تھوکنا تھا۔ جو کہیں نہ کہیں
ہلانے کا ذمہ دار تھا۔
چھوڑو۔۔۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ انسان کو زندگی میں جہاں اور جس جگہ بھی موقع

ک گیا۔۔۔ باقی کے الفاظ منہ میں ہی گھٹ گئے۔
ں کا بھوت!!!

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

شاہ میر نے ایک نظر دونوں کو دیکھا اور رخ بدل کر کھڑکی سے باہر جھانکنے لگا۔
"ایمن۔" طاہر کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔
وہ لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھی۔۔۔ ایک ہاتھ سے طاہر کا گریبان دبوچتے ہوئے کئی تھپڑ اس نے
مارے۔۔۔ وہ ابھی سنبھلا کہاں تھا کہ اپنا دفاع کر سکے۔
"کیوں طاہر؟ کیوں؟؟"
"ایمی۔۔۔"
ایمن نے اس کے چہرے پر تھوک دیا۔۔۔ پھر اک جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑا۔۔۔ وہ لڑکھڑا
ہٹا۔
"اب اور جھوٹ نہیں۔" اس نے انگلی اٹھائی۔ "میرے پیچھے مت آنا۔" وہ لڑکھڑاتے قدموں
اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ کھڑکی کے پاس کھڑے شاہ میر پر اک نگاہ ڈال لیتی۔ وہ اس کے نکلنے
"اپنا چہرہ صاف کر لو۔"
ششدر کھڑے طاہر کے وجود میں جنبش ہوئی۔۔۔ اس نے قہربار نگاہوں سے شاہ میر کو دیکھا۔
مغلظات بکتا اس پر الٹ پڑا۔ مگر شاہ میر کے ایک ہی مکے نے اسے لڑکھڑا دیا۔
"تمہیں ابھی بھی عقل نہیں آئی۔"
"میں تم سے آکر پوچھوں گا۔" وہ اپنے چکراتے سر کو سنبھالتا سیدھا ہوا اور تیزی سے باہر لپکا
اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کیا کچھ کھونے جا رہا ہے۔۔۔ اسے ہر حال میں ایمن کو روکنا تھا۔۔۔
سے گاڑی اسٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔
"ایمی۔۔۔ ایمی! میری بات سنو۔" وہ کھلی کھڑکی پر جھکا۔
گاڑی اک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ وہ اگر بروقت پیچھے نہ ہٹتا تو یقیناً "کچلا جاتا۔
"ایمی۔۔۔!" فضا میں صرف اس کی آواز کی گونج رہ گئی۔
ایمن نے دھندلائی نگاہوں سے بیک ویو مرر میں پیچھے رہ جانے والے شخص کو دیکھا۔
کبھی یہ شخص اس کی جان تھا۔
ایک پل۔۔۔ ایک ثانیہ۔۔۔ ایمن کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔
وہ پلٹ رہا تھا۔
اسے زندہ در گور کر کے۔۔۔ تو وہ اسے سچ مچ گور میں کیوں نہ پہنچا دے۔
گاڑی مدھم ہوئی۔ پھر آگے جانے کے بجائے پیچھے کی طرف آئی۔ وہ طاہر کی پشت دیکھ سکتی تھی۔
قریب۔۔۔ بہت قریب۔۔۔ اور پھر
وہ عین آخری لمحوں میں پلٹا۔۔۔ ایمن اس کی آنکھوں میں اترتی خوف آمیز بے یقینی نہیں
صرف اس کی چیخ سنی اور اسے اچھل کر نیچے گرتے دیکھا۔
گاڑی گولی کی طرح آگے بڑھی۔
"لو۔۔۔ آج سارے قصے تمام ہوئے۔"
ایمن کا سارا چہرہ بھیگ گیا۔
"آج داستان محبت ختم ہو گئی۔"
اس نے بائیں بازو کی آستین سے چہرہ صاف کرنے کی سعی کی۔ بس ایک پل کو سارا منظر دھندلا
لگا اس کی گاڑی فضا میں الٹ گئی ہے۔۔۔ اس نے آخری پل اپنی چیخ سنی۔
اس نے طارق کو پکارا تھا۔

نے پانی کا گلاس بھرا اور زار زار روتی ایمن کی طرف بڑھا دیا۔
لو۔"
ہاتھ پرے کر دیا۔
ری زندگی اذیت میں گزری ہے۔ اس دن احساس ہوا اذیت کہتے کسے ہیں۔"
صورت کیا ہے۔
پ کیسے دھارتی ہے۔
ہوتا ہے۔
آئینے کی طرح صاف ہو گئی۔
یک ہی بار پڑھ لیے۔۔۔ یہ مجھ جیسی کم فہم لڑکیاں، جو محبت کو غیروں میں ڈھونڈتی اور اپنوں کو
نی خوار ہوتی ہیں۔۔۔ وہ محبت کو یہاں وہاں تلاشتی ہیں اور محبت ہمیشہ سے ان کے ساتھ ہوتی
کھتی ہوں تو سب واضح دکھائی دیتا ہے ڈاکٹر شہوز۔"
وہ اب رو نہیں رہی تھی لیکن سارا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔
کے تھے۔
نیوں کے تھے۔
تھے، یہ سارے آنسو بہہ جائیں۔
خود کو تہی داماں سمجھتی رہی۔۔۔ مجھے لگتا تھا کوئی میرا اپنا نہیں ہے۔ اور اس بات کا فائدہ
آپ نہیں جانتے میں نے اس حادثے میں کیا کھویا ہے۔۔۔ اپنا بچہ بھی۔۔۔" اس نے اذیت
ور میں پھر چیخ گئی۔"
ہے۔ کوئی انسان اسے اپنے اختیار سے ختم نہیں کر سکتا۔" ڈاکٹر شہوز نے رسانیت سے

ں چاہتی۔۔۔ یہ، یہ بہت اذیت ناک ہے۔" اس کے چہرے پر ایک دم ابھرا۔۔۔ "وہ سب
ہے۔ وہ جنہیں اس دنیا میں آنا تھا مگر میں نے انہیں مار ڈالا۔۔۔ یہ احساس گناہ مجھے زندہ در گور
نہیں چاہتی اور مرنا میرے اختیار میں نہیں۔۔۔ مرنا میرے اختیار میں نہیں۔"
بھاگتی ہوئی باہر نکل گئی۔
ن! زندگی کو زندگی کی طرح جینا ہے۔۔۔ تمہیں اپنی غلطیوں کا احساس ہے۔۔۔ یہی احساس
کرے گا۔" انہوں نے اک گہری سانس لے کر ایمن کی فائل بند کی۔

☼ ☼ ☼

مریض اور رات کو کمپیوٹر۔۔۔ صاحب تھوڑا وقت ہمارے لیے بھی نکلے گا۔" ڈاکٹر شہوز
ب خوابی کے لباس میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی بال بنا رہی تھی۔
مریض یا کمپیوٹر۔۔۔" انہوں نے شگفتہ لہجے میں پوچھا۔
چھوڑیں۔" حرا نے کمپیوٹر کی طرف اشارہ کیا۔
میں دیکھ لوں۔" انہوں نے اپنا میل باکس کھولا۔۔۔ دوسرے پل وہ چونک گئے۔ انہیں
تھی۔ اسے پڑھتے ہوئے ان کی آنکھوں کی چمک دوبالا ہو گئی۔
ئی ہیں۔"
وظیفہ پڑھ رہی تھیں۔" حرا نے برش رکھ کر لوشن اٹھایا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"میں ابھی آتا ہوں۔" وہ تیزی سے اٹھ کر باہر نکل گئے۔۔۔ اماں جی مصلے پر موجود تھیں
آنکھوں سے متواتر بہتے آنسو۔۔۔ انہیں معلوم تھا۔۔۔ برسوں گزرے' وہ اپنے رب سے کیا ما
آہستگی سے ان کے قریب بیٹھ کر ان کے کپکپاتے لب دیکھنے لگے۔ وہ ان لبوں پر مچلتی دعاؤں کا
"اماں جی! وہ پاکستان آگیا ہے۔"
اماں جی کا ہچکولے کھاتا وجود ایک دم ساکت ہوا۔
انہوں نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔
"کہاں ہے؟" انہوں نے اپنے پھیلے ہوئے ہاتھوں پر نظریں جما کر پوچھا۔
ساتھ ہی خیال آیا۔ کیا دعاؤں کی مستجابی کا وقت آگیا ہے۔ ان کے سوال پر ڈاکٹر شہروز کو اپنی
ہوا۔۔۔ وہ پاکستان آچکا ہے۔۔۔ یہ کنفرم تھا۔
"وہ کہاں ہے' کس حال میں ہے۔۔۔؟" وہ اس کے بارے میں مکمل اندھیرے میں تھے۔
اماں جی نے ان کی خاموشی سے جواب اخذ کیا اور چہرے پر ہاتھ پھیر کر آنسو ہتھیلیوں میں
سے تسبیح اٹھالی۔۔۔ ڈاکٹر شہروز نے لب بھینچ کر انہیں دیکھا۔
"اماں جی! ہماری ذات پر بہت قرض ہے آپ کا۔۔۔ ساری زندگی بھی دے دیں تو بھی چکا نہ
بار وہ لوٹ آئے تو شاید۔۔۔ وہ پاکستان آگیا ہے تو آپ کے پاس بھی ضرور آئے گا۔۔۔ میں ا
اماں جی ذرا سا مسکرائیں۔
"وہ اپنے باپ کی طرح ضدی ہے۔۔۔ لیکن مجھے اپنے رب پر کامل یقین ہے۔۔۔ میر
پڑے گی۔۔۔ باقی تم کچھ مت سوچو' بچے۔۔۔ یہ سب میری تقدیر میں تھا۔۔۔ جاؤ سو جاؤ' حرا انتظار
بلا کا سکون تھا ان کے لہجے اور چہرے پہ۔۔۔ ڈاکٹر شہروز سر جھکا کر اٹھ گئے۔۔۔ ان کے جانے
پُرسکون چہرے پر دراڑیں سی ابھرنے لگیں۔ انہوں نے مخملیں جائے نماز پر ہاتھ پھیرا اور زیر لب
"میں نے ہر رات اپنے رب کی رضا میں راضی ہونے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن آج مجھے
اپنے رب سے اپنا بیٹا۔۔۔ اپنا شاہ میر مانگنا ہے۔"

✠ ✠ ✠ ✠

ڈاکٹر شہروز نے آج کے اپائنٹمنٹ چیک کیے۔۔۔ آج کی تاریخ میں ایمن کی اپائنٹمنٹ تھی
مگر وہ نہیں آئی۔
ڈاکٹر شہروز کو اندازہ تھا کہ وہ نہیں آئے گی۔ پھر بھی انہوں نے آخری وقت تک انتظار کیا
"تم جتنا چاہے بھاگ لو۔۔۔ تمہیں زندگی کی طرف لوٹنا ہوگا۔"
وہ اپنی دراز اور کیبنٹ بند کرتے ہوئے بڑبڑائے۔۔۔ آخری مریض جا چکا تھا۔۔۔ اور ان کی
کے جانے کی منتظر تھی۔ انہوں نے گاڑی کی چابی اور موبائل اٹھایا۔
"بہت انتظار کیا۔ اب مجھے خود تمہارے پاس آنا ہوگا۔"
اور جس کا وہ انتظار کر رہے تھے۔ وہ اپنے گھر کے اندھیروں اور ویرانی پر سسک رہی تھی
کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔۔ کسی ملازم کی جرأت تھی اور نہ پروا کہ اس کے کمرے
اپنے کام کے سلسلے میں اسلام آباد گیا ہوا تھا ورنہ وہ ایک چکر تو ضرور لگاتا۔ موبائل آن تھا
پر کوئی کال ریسیو نہیں کی وہ ہر بپ پر دیوانوں کی طرح لپکتی۔۔۔ اور مایوس ہو کر گر سی جاتی۔۔۔
تھا۔۔۔ وہ نہیں آئی۔
"تو کیا وہ فیصلہ کر چکا ہے؟" وہ سہم کر اٹھ بیٹھی۔۔۔

کا انتظار تھا۔۔۔ اور وہ اس سے خوف زدہ بھی تھی۔ مگر یہ انتظار۔۔۔
انتظار اسے سولی پر چڑھا گیا تھا۔ کمرے میں اندھیرا ہو رہا تھا۔۔۔ اس نے اپنے بوجھل دکھتے ہوئے
ں کی پوروں سے دبایا۔۔۔ اور بے وقت کھڑی ہوئی۔۔۔ دو دن سے اس نے کوئی ٹھوس غذا نہیں کھائی
فریجریٹر میں رکھے۔ جوس ہی تھے۔ جو جسم و جاں کا رشتہ برقرار رکھے ہوئے تھے۔
میں اس بند کمرے میں مر جاؤں تو شاید کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔"
ک جھرجھری لی اور لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھ کر پردے ہٹا دیے۔۔۔ سورج کی نارنجی شعاعیں
سر ٹکرانے لگیں۔ وہ بالکونی کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔۔۔ ہلکی سرد ہوا اس کے کمزور بدن سے
ی رگ و پے میں اترنے لگی۔۔۔ اس نے لاشعوری طور پر کندھوں پر شال درست کرنا چاہی تو
اس کے پاس کچھ بھی ایسا نہیں جو سردی کے احساس کو روک سکے۔
دامنی۔
امنے پھیلے ٹنڈ منڈ درختوں' برہنہ تن شاخوں۔۔۔ اجڑی بجڑی کیاریوں اور خشک ہوتی مہندی کی باڑ کو
نا اور بے یقینی سے سوچا۔
یہاں کبھی اک خوب صورت لان تھا۔۔۔ جس کی مخملیں گھاس پر شبنم اپنے موتی برساتی۔ وہ گلاب
موتیا چمپا کی بیل۔
میں لگی لیمن گراس کی ہلکی ترش خوشبو۔۔۔
گہرا سانس لے کر اس خوشبو کو محسوس کرنے کی کوشش کی۔۔۔ مگر طبیعت متلا گئی' وہاں گلے
لی ہوئی گھاس اور اس میں دبے مردہ پرندوں کے جسموں کی سڑاند کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس نے ریلنگ
تھے اور ذرا اچھلی۔
پانیوں میں جمی کائی اب سیاہی مائل ہو رہی تھی۔
یک پل کا کھیل تھا۔۔۔ آنکھ کھلی تو سب ختم۔۔۔؟" اس نے خود سے سوال کیا۔
ناک منظر تھا۔۔۔ کتنا ویران اور ہولناک۔۔۔
ہے۔۔۔ کہاں مر گئے سب کے سب۔۔۔ کیا اندھے ہو' دکھائی نہیں دیتا۔"
نوں ہاتھ نکا کر حلق کے بل چلائی۔ حمید ہڑبڑا کر کوارٹر سے نکلا۔۔۔ اسے دیکھا۔۔۔ پھر بیزاری سے
ر چلا گیا۔
عورت کی بات کون سنتا۔
یا کی طرح چیختی رہی۔ "کہاں مر گئے ہو سارے۔۔۔ حرام خور۔۔۔ کمینے مطلبی۔۔۔ بھوکے ننگے لوگ

صغریٰ ہانپتی کانپتی اوپر تک آئی۔
۔۔۔ یہ لان کی حالت دیکھ رہی ہو۔۔۔ آسیب زدہ لگ رہا ہے۔" وہ اس پر الٹ پڑی۔
بکھرنے کا موسم ہے تو۔۔۔"
بکھرنے کا موسم ہے۔۔۔ یہ تو ویرانی ہے۔۔۔ ویرانی۔" وہ بازو پھیلا کر وحشت کے عالم میں بولی
کوئی بھوت بنگلا ہو۔۔۔ جیسے یہاں کوئی رہتا ہی نہ ہو۔۔۔"
کمہلا گیا ہے۔۔۔ میں نے بتایا تو۔" اب کے صغریٰ کے لہجے میں بیزاری در آئی۔
کیا کر رہی ہو' تم بھی دفع ہو جاؤ۔" وہ چیخ اٹھی۔
اولاؤں؟" دفع ہونے سے پہلے صغریٰ نے پوچھا۔۔۔ کچھ بھی تھا۔۔۔ ایمن نے ان کا بڑا ساتھ دیا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"زہر لا دو۔۔۔"

(زہر تو تم نے خود اپنے آپ کو دیا ہے۔)

"اور یہ حمید کیا مکار عورتوں کی طرح کوارٹر میں اینٹھتا رہتا ہے۔۔۔ گیٹ پر کیوں نہیں ہوتا۔"

"جا کر کہتی ہوں۔۔۔"

ایمن نے پوری طرح محسوس کیا۔۔۔ ملازم اس کی بات یوں سنتے تھے گویا بیگار ٹالتے ہوں۔ ا... نہیں دیا تھا۔ صغریٰ واپس چلی گئی۔

"یہ تمہاری اوقات ہے۔۔۔ ایمن بی بی! طارق نے ہاتھ کھینچا تو ملازم بھی کنی کترانے لگے... سب بھاگ جائیں گے۔۔۔ سب چلے جائیں گے۔۔۔ تم تنہا رہ جاؤ گی۔۔۔ ہمیشہ کہتی تھیں۔ میں... کس عذاب کا نام ہے۔۔۔ اب اندازہ ہو گا۔۔۔ تم نے اپنے ہاتھوں سے سب برباد کیا ہے۔۔۔ سب... زمین پر بیٹھ گئی اور ریلنگ سے سر ٹکا کر سسکنے لگی۔

دم توڑتی شام نے اسے بے حد افسردگی سے دیکھا۔۔۔ اور سوچا۔

"جو بڑوں کے تجربوں سے نہیں سیکھتے۔۔۔ انہیں وقت خود سکھاتا ہے۔۔۔ اور وقت کی سکھائی... ہوتی ہے۔۔۔ توڑ کر رکھ دیتا ہے۔۔۔ پچھتاووں کی آگ میں ساری عمر جلنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔۔۔ نہیں ہوتا۔۔۔ صرف سلگتا ہے۔۔۔ اور باقی کی عمر سلگتا ہی رہتا ہے۔۔۔ اور اس سلگنے کی اذیت... آگ میں پڑے ہیں۔۔۔ جس تن لاگے سو تن جانے۔

کائنات پر چھاتا اندھیرا اس کے اندر تک پھیلتا جا رہا تھا۔

تب ہی۔۔۔ اک نرم مہربان ہاتھ اس کے کندھے پر ٹک گیا۔

"میرا اور تمہارا رشتہ بہت عجیب سا ہے۔۔۔" وہ اپنے کپڑوں کی پروا کیے بغیر اس کے قریب... تھے۔

"جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا۔۔۔ تو تم مجھے اک ننھی سی بچی لگیں۔۔۔ اتنی چھوٹی کہ میرا جی... کندھے سے لگا کر تھپکوں اور جب تم سو جاؤ تو تمہارے ننھے منے خراٹے سنوں۔۔۔ تمہارے گالوں... ماں کے دودھ کی گرم خوشبو محسوس کروں۔"

ایمن نے پوری آنکھیں کھول کر اندھیرے اجالے کے سنگم پر گڈمڈ ہوتی شبیہ کو غور سے دیکھنے کی... سعی کی۔۔۔ وہ وقار الحسن تھے یا ڈاکٹر شہروز۔

"اب تم کہو گی۔۔۔ کیا میں ہر مریض کے ساتھ ایسا ہی رشتہ رکھتا ہوں؟"

"نہیں۔۔۔ مگر تم مجھے بیٹی سی لگتی ہو۔۔۔"

ایمن نے کرب سے آنکھیں موند لیں۔ اسے لگا وہ وقار الحسن کے کندھوں پر سوار ہے۔

☼ ☼ ☼

ایمن کی آنکھ ہسپتال میں کھلی۔ لاشعور میں گڈمڈ ہوتے مناظر کے ساتھ اک آواز تواتر سے... تھی۔ کوئی اس سے اس کے گھر کا پتا، فون نمبر پوچھتا تھا۔ اس کا ذہن بار بار تاریکی میں ڈوبتا ابھرتا... کھولنا ہی نہ چاہتی تھی۔۔۔ وہ صرف اتنا چاہتی تھی کہ یہ تاریکی گہری ہو جائے، اتنی گہری کہ وہ اس میں... اس کے اندر اب کسی کا سامنا کرنے کی ہمت نہ تھی۔ مگر یہ کون تھا۔ جو اسے بار بار پکارتا۔

ایمن نے آواز کو پہچاننے کی سعی کی۔

"دیکھو! میں جانتا ہوں تم ہوش میں ہو۔۔۔ یوں آنکھیں بند کر کے خود کو خود فریبی میں مبتلا... کب تک چلے گا۔۔۔ آنکھیں کھولو کیس کرو تم اک بہادر لڑکی ہو۔"

ایمن نے لاشعوری طور پر آنکھیں کھولیں اور خود پر جھکے چہرے کو دیکھا۔

"آہ۔۔۔ وہی تو تھا۔۔۔ ایک ایک کر کے سارے منظر واضح ہو گئے۔

"تمہیں محسن سمجھوں یا۔۔۔؟"

"شکر ہے۔۔۔ شکر ہے کہ تمہیں بہت زیادہ چوٹیں نہیں آئیں۔۔۔ تم معجزاتی طور پر بچ گئی ہو۔"

"اور وہ۔۔۔؟" ایمن نے ہلکی نحیف آواز میں پوچھا۔

"وہ بھی بچ گیا ہے۔"

"اسے مر جانا چاہیے تھا۔" وہ کراہی۔

"گاڈ نوز بیٹر (اللہ بہتر جانتا ہے)" شاہ میر نے کندھے اچکائے۔۔۔ اس نے یہ سارا حادثہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ وہیں کھڑکی سے۔۔۔ گاڑی کو پیچھے آتے اور طاہر کو نیچے گرتے۔ وہ ایک پل کو ساکت رہ گیا۔

"یہ ایمن کا انتقام ہے۔۔۔ یہی سوچ ذہن میں آئی اور وہ تیزی سے نیچے بھاگا۔۔۔ اور جب تک نیچے پہنچا۔۔۔ ان کی گاڑی بھی الٹ چکی تھی۔

"لیکن اس کی حالت سیریس ہے۔۔۔ دونوں ٹانگیں بہت بری طرح سے ڈیمیج ہوئی ہیں۔۔۔ اگر اسے کچھ ہو گیا۔۔۔ بری طرح پھنس جاؤ گی۔۔۔ ایک یہ ہماری پولیس پریشان کر کے رکھ دیتی ہے۔ ابھی آ جائیں گے۔۔۔ تم سے بیان... اسی لیے تو کہہ رہا ہوں کسی اپنے کا نمبر دو۔۔۔ وہ آ کر یہ سب ہینڈل کر لے۔"

ایمن نے ذہن پر زور دیتے ہوئے جو نمبر بولا۔ وہ یہاں کا نہیں تھا۔ شاہ میر نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"کیا تم باہر بیٹھے اپنے شوہر کو مدد کے لیے بلانا چاہتی ہو۔۔۔"

ایمن نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ لاشعوری طور پر جو نمبر بول رہی تھی وہ طارق کا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔" اس نے نچلا لب کاٹتے ہوئے زور سے سر ہلایا۔۔۔ تو کراہ لبوں سے نکل گئی۔

"آہستہ۔۔۔ ڈرپ لگی ہوئی ہے۔۔۔ اور تمہارا آپریشن بھی ہوا ہے۔" شاہ میر نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔

"آپریشن۔۔۔!" اس نے تعجب سے دہرایا۔۔۔ جبکہ وہ عجلت میں تھا۔

"تمہارا بیگ اور موبائل اس حادثے میں غائب ہے۔۔۔ ورنہ میں اب تک کسی نہ کسی کو انفارم کر چکا ہوتا۔"

ایمن نے ایک ایک نگر کر کے بابر کا نمبر بول دیا۔

"یہ کون ہے۔۔۔؟"

"بابر۔۔۔ میرا بھائی۔۔۔" اس کا سر بری طرح چکرانے لگا تھا۔

"میں اسے انفارم کر کے آتا ہوں۔"

ایمن نے اسے پکارنا چاہا مگر وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔۔۔ ایمن نے خود کو سنبھالتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔ وہ... ہسپتال کے کمرے میں تھی۔۔۔ دائیں بازو میں ڈرپ لگی تھی۔ جبکہ اس کا سارا دھڑ سفید چادر میں ڈھانپا گیا... اس نے حرکت کرنے کی کوشش کی۔ مگر نچلا دھڑ بے حس سا محسوس ہوا۔

"مجھے کیا ہوا ہے۔۔۔ میری ٹانگیں کیوں نہیں ہل رہیں۔"

اچانک اسے عجیب سا احساس ہوا۔۔۔ اس نے خوف زدہ ہو کر اپنا بایاں ہاتھ اٹھایا اور اپنا جسم ٹٹولنے لگی۔۔۔

دوسرے پل اس کے لبوں سے چیخ نکل گئی۔

اس نے دوسری بار۔۔۔ دوسری بار اپنا بچہ کھویا تھا۔

✿ ✿ ✿ ✿

"آج تیری بیگم گھر نہیں آئے گی۔۔۔ آج نئی گڈی کی خوشی میں سارے عیش گھر سے باہر ہوں گے۔"

حمید نے سگریٹ کا کش لے کر چٹخارہ لیتے ہوئے کہا۔۔۔ تو صغریٰ نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔ وہ دونوں ایمن کے... لان میں بیٹھے تھے۔۔۔ رجو چھٹے کے بعد اپنے گھر جا چکی تھی۔۔۔ باقی بچے اور ملازم بھی سو گئے تھے۔ بس وہی جاگ...

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

رہے تھے۔۔۔ صغریٰ اس کے لیے گرما گرم چائے اور کباب لے کر آئی تھی۔
"تجھے بتائے دے رہا ہوں۔۔۔ تیری بیگم کی اڈی (ایڑی) زمین پر نہیں لگتی۔۔۔ ہواؤں میں اڑتی ہے۔۔۔
میں کالا نہیں۔۔۔ ساری دال ای کالی ہو گئی ہے۔"
"ہمیں کیا' دال کالی ہو یا کیڑے پڑیں۔ ہمیں اپنے کام سے مطلب ہے۔۔۔ ویسے میدے! ہمارا صا...
عقل کا ماٹھا ہی ہے۔۔۔ پہلے زنانی کو کلے چھوڑ گیا۔۔۔ اب گاڑی لے دی۔۔۔ وہ آپے سے باہر تو ہو گی۔۔۔
اپنے پرانے یار کے پاس۔۔۔"صغریٰ نے کباب منہ میں ڈالا۔
"پر اب تو بڑی دیر ہو گئی۔۔۔ دیکھ ادھی رات ہونے کو آئی۔"حمید نے سر اٹھا کر آسمان پر چمکتے ستاروں...
"ہاں اتنی دیر کبھی ہوئی تو نہیں۔"
"تھوڑا ہور انتظار کرتے ہیں۔"
"پھر کیا کریں گے؟"
"بابر صاحب نے اپنا نمبر دیا ہے۔۔۔ کہ کوئی مسئلہ ہو تو مجھے فون کرنا۔"حمید نے دوسری سگریٹ سلگائی۔
"ہاں۔۔۔ بی بی چاہے آ کر تجھ سے لڑے۔۔۔"
"ویکھی جائے گی۔۔۔ نوی نوی گنڈی سیکھی ہے۔۔۔ کہیں ٹھوک ٹھاک نہ دی ہو۔۔۔ ایک پیالی چائے...
دے۔ کباب تو سارے توڑ کار گئی ہے۔"
"کی سیاپا اے۔" وہ بڑبڑاتی کچن میں چلی گئی۔۔۔ ایک بج گیا تو دونوں کو سچ مچ تشویش ہونے لگی۔۔۔ تب ...
بابر کو فون کیا۔۔۔ وہ اپنا کام سمیٹ کر ابھی سونے لیٹا تھا۔۔۔ ساری نیند اڑن چھو ہو گئی۔
"میں آتا ہوں۔۔۔"
اس نے بار بار ایمن کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔ مگر موبائل آف جا رہا تھا۔ اس نے مہر النساء کو جگایا۔۔۔ مگر اصل با...
نہیں بتائی۔
"ایک دوست کو لے کر ہسپتال جانا ہے۔۔۔ شہر میں اکیلا ہے۔"
"دماغ تو ٹھیک ہے۔۔۔ اب اس وقت' آدھی رات کو اسے کوئی اور نہیں سوجھا۔۔۔ شہر کے حالات دیکھ...
میں نہیں جانے دوں گی۔"
"امی!" اس نے دونوں ہاتھوں سے ماں کے کندھے تھامے۔ "آج کسی کے کام آئیں گے تو ہی کل کو...
ہمارے کام آئے گا۔۔۔ اب کیا کریں کہ اس کی طبیعت رات کے اس پہر خراب ہوئی ہے۔۔۔ آپ فکر نہ کریں...
میں فون پر آپ سے رابطہ رکھوں گا۔"
بمشکل ماں کو تسلی دیتا وہ طوفانی رفتار سے ایمن کے گھر پہنچا۔
"نہیں صاب! ابھی تک نہیں آئیں۔" حمید نے اس کے پوچھنے پر بتایا۔
"کچھ بتا کر گئی تھی؟" اب کے اس نے صغریٰ سے پوچھا۔۔۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ بابر نے اپنے معطل
ہوتے حواس سنبھالے۔۔۔ اب وہ رات کے اس پہر ایمن کو کہاں تلاشے۔ وہ نئی گاڑی لے کر نکلی تھی۔۔۔ ا...
یقین سا ہونے لگا کوئی حادثہ ہو چکا ہے۔۔۔ ایمن کہیں بھی جاتی رات ہونے سے پہلے گھر ضرور آ جاتی تھی اور اب...
۔۔۔ تھانے جائے یا ہسپتال۔۔۔ اس نے غصے اور پریشانی میں دانت کچکچائے۔ اسے ایمن پر غصہ آ رہا تھا۔۔۔ انسان
گھر سے نکلے تو کوئی تو نام پتا چھوڑ کر جائے۔
"ٹھیک ہے۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ کوئی اطلاع آئے تو مجھے کال کرنا۔۔۔ فی الحال کسی اور سے کچھ کہنے کی
ضرورت نہیں۔"
وہ پریشان حال تاکید کرتا گھر سے نکل گیا۔۔۔ صغریٰ اور حمید اسے تاسف سے سر ہلاتے دیکھتے رہے۔۔۔ با...
نجانے کہاں کہاں بھٹکا۔۔۔ قریبی ہسپتال اور پرائیویٹ کلینک جو کھلے تھے۔ چھان مارے اسے کیا خبر کہ وہ...

...ھے میں گئی تھی۔
...ر النساء کا دوبارہ فون آیا۔
...می! میرے دوست کی حالت بہت خراب ہے۔ مجھے اس کے پاس رکنا ہو گا۔۔۔ آپ مجھے بار بار کال نہ کریں
...ح گھر آؤں گا۔" اس نے مہر النساء کی کوئی بھی بات سنے بغیر موبائل آف کر دیا۔
...ب اتنے بڑے شہر میں تمہیں کہاں تلاش کروں۔" اس نے سڑک کے کنارے پڑے پتھر کو بہت دور سے
...اری۔
...پھر صبح کے قریب اسے شاہ میر نامی شخص کا فون آیا تھا۔ وہ اسے ایمن کے ایکسیڈنٹ کا بتا رہا تھا۔۔۔ بابر کو
...ے ایکسیڈنٹ سے پریشانی سے زیادہ اس کے مل جانے کی خوشی ہوئی۔ ورنہ وہ وقار الحسن اور طارق کو کیا
...ما تا۔ جن کا ہر فون "ایمن کا خیال رکھنا۔۔۔" پر ختم ہوتا تھا۔ وہ ایمن کا خیال رکھتا تھا۔ مگر سارا دن اس کے
...ے پر چوکیدار بن کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ آخر اس کی پڑھائی تھی۔۔۔ نئی نئی جاب تھی۔۔۔ گھر کا اکلوتا مرد ہونے
...داریاں الگ۔۔۔
...ب میں اسے پاکستان میں نہیں رہنے دوں گا۔"
...نے مصمم ارادہ کیا اور گاڑی کا رخ مطلوبہ ہسپتال کی طرف موڑ دیا۔

☼ ☼ ☼

...ماری معیت میں خوشی' ان چھوئی کلی کی طرح میرے اندر مہکنے لگتی ہے۔۔۔ جو سکون' جو طمانیت تمہارے
...تمہاری ہمراہی میں ہے۔۔۔ مجھے کہیں نہیں ملتا۔"
...یں تھیں کہ جان ہی نہ چھوڑتیں۔۔۔ وہ لاکھ آنکھیں بند کرتی' کانوں پر ہاتھ رکھتی' تکیے میں سر گھساتی' یہ
...جان ہی نہ چھوڑتیں۔
...ں اتنا بے وقوف نہیں ہوں کہ گھر آئی دولت کو لات مار دوں۔" کوئی خبیث انداز میں اس کے ارد گرد قہقہے

...ن! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔" طارق اس کا ہاتھ تھام لیتا۔۔۔ نقصان ایسا تھا کہ بابر کو اسے فون کرنا پڑا۔ وہ پہلی
...فلائٹ سے پاکستان پہنچ گیا۔۔۔ وقار الحسن کو چھٹی نہ مل سکی۔ مگر وہ دن میں کئی بار فون کرتے۔۔۔ چاچا'
...مہر النساء' موموٗ جوجو۔۔۔ سدرہ سب اس کے گرد موجود تھے۔۔۔ اور ایمن ان سے نظریں نہ ملا پاتی۔۔۔
...ہ چاہتا وہ ان سب سے دور بھاگ جائے۔۔۔
...قفص۔۔۔" وہ خوف زدہ نظروں سے طارق کو دیکھتی۔ "یہ کیوں اتنے پیار سے میرا ہاتھ تھام کر میرا حال
...اسے تو مجھ سے نفرت کرنا چاہیے۔"
...۔۔۔" طارق کا دباؤ اس کے ہاتھ پر بڑھتا تو کوئی کریہہ آواز میں پکارتا۔
...اپنی ہمتیں درست کر لیں۔"
...ہوتا ہے۔" وہ ہاتھ چھڑا کر آنکھیں موند لیتی۔
...ی! کیا چند سکے محبت کے خیرات نہ کرو گی؟"
...لفظوں کو محبت سمجھتی تھی۔ ان میں چھپی حرص و ہوس تو اب سمجھ میں آئی تھی۔
...بس وہ پیسہ لینا ہے۔۔۔ سب کچھ اپنے نام کروانا ہے۔۔۔ اس کے بعد وہ اپنی زندگی جیے' میں اپنی زندگی
...بہت پاپڑ بیلے ہیں۔ بہت جتن کیے ہیں۔ تب کہیں جا کر کچھ ہاتھ آنے کی امید بندھی ہے۔"
...ی اذیت تھی۔ جو روم روم میں اتر کر تڑپا رہی تھی۔ جلا رہی تھی۔
...ہم تھا تمہیں۔ اب میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ آج ہم پر پتھر برسانے والے کل ہماری لازوال محبت کی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

داستانیں بیان کریں گے۔"
آہ۔۔۔ وہ اسے کس راہ تک لے آیا تھا۔ وہ کروٹ بھی بدلتی تو لبوں سے کراہ نکل جاتی۔
"وہ انتہائی خود غرض۔۔۔ اور مطلب پرست لڑکی ہے۔۔۔ ساری زندگی نہ اچھی بیٹی بن سکی اور نہ اب اچھی بیوی۔۔۔ میں اسے بہت پہلے سے جانتا ہوں۔۔۔ پہلے میں نے اسے اس کے باپ کے مقابل کھڑا کر دیا۔۔۔ اب میرے لیے شوہر سے طلاق لینے کو تیار ہو گئی۔ کیا میں کبھی بھی اس پر اعتبار کر سکوں گا؟ ہرگز نہیں۔"
"آ۔۔۔ آ۔۔۔ اس کے لبوں سے چیخ نکل گئی۔" یہ تھی تمہاری اوقات۔۔۔ پہچانو ایمن۔۔۔ یہ تھی تمہاری حیثیت۔۔۔ منزل پر پہنچانے والی سیڑھی۔۔۔ ایسی ذلت۔۔۔ ایسی بے وقعتی۔"
"ایمن۔۔۔ ایمن کیا ہو گیا ہے۔"
وہ اپنا چہرہ نوچ رہی تھی۔ چیخ رہی تھی۔۔۔ سب اس کے گرد جمع ہو گئے۔ طارق نے اس کی دونوں کلائیاں تھام کر جھنجھوڑ دیا۔
"ایمن! ہوش کرو۔۔۔ پاگل ہو رہی ہو۔"
اور وہ ہوش میں آ گئی تھی۔۔۔ اس نے ایک ایک کا چہرہ دیکھا۔۔۔ وہ ان میں سے کسی کا سامنا نہیں کر پا رہی تھی۔
"پلیز۔۔۔ آپ سب لوگ چلے جائیں یہاں سے۔۔۔ مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔" وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر چلائی۔
"ایمن!" طارق نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر اس نے ہاتھ جوڑ دیے۔
"پلیز۔۔۔ مجھے سونا ہے۔"
حالانکہ اسے ایک پل کے لیے بھی نیند نہ آئی تھی۔۔۔ بابر نے طارق کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ یہ اشارہ تھا اسے فی الحال تنہا چھوڑ دینا چاہیے۔۔۔ سب ایک ایک کر کے باہر نکلتے چلے گئے۔ ایمن نے لیٹ کر دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ لیے۔۔۔ لاؤنج میں جمع سب کی آوازیں اندر تک آ رہی تھیں۔ شاید دروازہ تھوڑا کھلا رہ گیا تھا۔
"میں تو کہتی ہوں چوہدری صاحب۔۔۔! پیر کرمے شاہ کے پاس جائیں۔۔۔ کاکی کے لیے اچھا سا تعویذ۔۔۔ نظر لگی ہے۔۔۔ ہائے کیسی بھری گود اجڑ گئی۔"
"اوئے چپ۔۔۔ اپنا ہی واویلا اٹھائے رکھتی ہے۔" چاچے نے ڈپٹ کر رکھ دیا۔ "میں کہتا ہوں اس کی مت ماری گئی ہے۔۔۔ اللہ اولاد بھی ہوردے گا۔ پر کڑی کی جان چلی جاتی تو۔"
یقیناً "روئے سخن طارق کی طرف تھا۔
"میں تو خود اس کے حق میں نہیں تھا۔ طارق بھائی نے اصرار کیا تو۔۔۔" بابر نے آہستگی سے کہا۔ ساری ذمہ داری اسی نے جھیلی۔۔۔ پولیس کا سامنا، پوچھ گچھ۔۔۔ وہ تو دوسرے شخص نے بیان دیا کہ ایکسیڈنٹ اس کی غلطی سے ہوا ہے۔۔۔ کچھ دے دلا کر معاملہ رفع دفع کروایا۔۔۔ وہ تو اس شخص سے مل کر شکریہ بھی ادا نہ کر سکا۔۔۔ شاہ میر نے بتایا کہ اسے دوسرے ہسپتال شفٹ کر دیا ہے حالانکہ شاہ میر نے صرف اور صرف جھوٹ بولا تھا۔
"بس غلطی ہو گئی۔۔۔ میں نے سوچا گھر کی سواری ہو جائے گی۔ کیا معلوم تھا اناڑی پن میں گاڑی ٹکرا جائے گی۔"
"او پتر۔۔۔ زنانی کی ہر ضد ماننے کے قابل نہیں ہوتی۔۔۔ مرد کو اپنی عقل بھی لڑانی چاہیے۔" مہر النساء کچن میں تھیں۔۔۔ ورنہ وہ بھی کچھ نہ کچھ کہتیں۔۔۔ دنیا دکھاوے کو سہی۔۔۔ وہ بھی چار دن تھیں، ایمن نے تکیہ کانوں پر رکھ لیا۔

☼ ☼ ☼

وہی تنگ و تاریک فلیٹ تھا۔۔۔ گھٹن اور حبس زدہ۔۔۔ شاہ میر کو لگتا اب گھٹن کچھ اور بڑھتی جا رہی ہے۔ نیل چیزوں کو بہت غور سے دیکھتا اور ان کی طرف لپکتا تو تفکر کی لکیریں شاہ میر کی پیشانی پر گہری ہونے لگتیں۔
"کیا میرا بیٹا یہاں پروان چڑھے گا۔ اس گھٹن زدہ نیم تاریک فلیٹ میں گندے سندے تنگ دھڑنگ

۔۔۔ جو سرکاری اسکولوں میں پڑھنے جاتے اور واپس آ کر سارا دن فلیٹ کی سیڑھیاں اترتے چڑھتے اودھم ۔۔۔ کے بٹوؤں سے روپیہ، پانچ روپے نکال کر کھٹی میٹھی ٹافیاں کھاتے اور لڑائی ہونے پر ایک دوسرے کو گالیاں دیتے۔۔۔ وہی گالیاں، جو ان کے باپ ان کی ماؤں کو دیتے۔۔۔ یہ گالیاں ان کی زبان پر ہر پل ۔۔۔ وہ اپنے نیلی آنکھوں اور سنہری رنگت والے صحت مند بیٹے کو دیکھتا اور پریشان ہو جاتا۔۔۔ اسے ۔۔۔ بہتر جگہ اور بہتر نوکری تلاش کرنا تھی۔۔۔ یہاں پر آ کر وہ رک سا جاتا، اس کی نظروں میں وہ آگے پیچھے ۔۔۔ آ جاتے۔
کیا میں اسے پیار کر لوں؟"
۔۔۔ اور اسمارٹ سی خاتون اور دروازے سے اندر آتا وہ شخص۔۔۔
۔۔۔ ہیں مما۔۔۔"
۔۔۔ تمہارے اپنے ہیں شاہ میر۔" یہ کون تھا جو اسے بار بار باور کرواتا۔۔۔ وہ اپنے اندر کی آواز کو دباتے ۔۔۔ ہو جاتا۔
۔۔۔ اپنے لیے نہیں، اپنے بیٹے کے بہتر مستقبل کی خاطر لوٹ جانا چاہیے۔"
۔۔۔ ہو سکتا۔" وہ زور سے جھٹلاتا۔
۔۔۔ تو پھر پاکستان کیوں آئے؟ اگر آئے ہی تھے تو اس شہر میں کیوں آ بسے۔ اسی امید پر نا کہ وہ کہیں نہ کہیں ۔۔۔ جائیں گے۔" زندگی میں کبھی نہ کبھی انسان خود پر آشکار ہوتا ہے، یہ بھی ایسا ہی اک لمحہ تھا۔
۔۔۔ ہے مجھے ان سب سے نفرت ہے۔"
۔۔۔ یہ جھوٹ ہے کہ تمہیں ان سب سے نفرت ہے۔" کوئی اس کے اندر زور زور سے ہنسنے لگا۔
۔۔۔ ششدر سا رہ گیا۔
۔۔۔ فرار تھا۔۔۔ تمہاری انا اور ہٹ دھرمی تھی، مان لو، وہ نفرت اپنی موت آپ مر گئی۔۔۔ اب تو صرف ۔۔۔ شکست ہے، جتنی جلد تسلیم کر لو، اتنا ہی اچھا ہے۔ وقت بڑے بڑے سورماؤں کو توڑ دیتا ہے، تم کیا ۔۔۔ تم نے چاہا تھا کہ باپ بنو؟ نہیں۔۔۔ لیکن یہ بچہ تمہاری زندگی میں آ کر سب کچھ بدل گیا۔ تمہاری ہٹ دھرمی، سب ختم، اب اس لمحے باپ بن کر سوچ رہے ہو تو ایک بار اپنی ماں کے بارے میں بھی ۔۔۔ سے نفرت کرتے کرتے اس کی محبت کیوں بھول گئے؟ وہ کمزور، روایتوں میں جکڑی عورت ۔۔۔ کے ہاتھوں مجبور ہو کر سوتیلے بچوں کی ماں بنی تو ان پر اپنا آپ نچھاور کر دیا، اور تم۔۔۔ جو اس کی سگی اولاد ۔۔۔ ان مجبوریوں کے ساتھ سمجھوتا بھی نہ کر سکے، اس کا حوصلہ تو کیا بنتے۔"
۔۔۔ کیا ہو رہا ہے۔" شیو کرتے ہوئے شاہ میر نے اپنا چہرہ غور سے دیکھا۔ اندر کی اکھاڑ پچھاڑ (جو آج کل ۔۔۔ تھی۔) نے اسے نڈھال سا کر دیا تھا۔ وہ شکست کھا چکا تھا۔ مگر اس کو تسلیم کرنے سے گھبراتا تھا۔ اس ۔۔۔ اچھالا اور تیار ہو کر باہر نکل گیا۔ شاہ نیل کو آیا پہلے ہی اپنے گھر لے جا چکی تھی۔
۔۔۔ کہاں جا رہے ہو؟"
۔۔۔ تک جاتا شاہ میر اک طویل سانس لے کر رک گیا۔ وہ فلیٹ میں موجود اس وجود کو بھول جانا چاہتا تھا۔ ۔۔۔ کی راہ میں حائل ہو جاتا۔
۔۔۔ اس نے اپنے مخصوص تحمل کے ساتھ جواب دیا۔ ایسا تحمل جس کے عقب میں طیش ابلتا تھا۔
۔۔۔ میں بالکل اکیلا ہو جاتا ہوں۔"
۔۔۔ نے خاموشی سے اس کی بات سنی۔ وہ جب سے اسپتال سے گھر آیا تھا، اسے اسی طرح زچ کر دیتا۔ وہ چل ۔۔۔ خوامخواہ چیختا چلاتا رہتا۔ اک جمعدار آتا، اس کی صفائی ستھرائی کر جاتا۔
۔۔۔ تمہیں تمہارے بچے کا واسطہ، میرا ایک کام کر دو۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

شاہ میر جانتا تھا' وہ کیا کام کہنے والا ہے۔ ہر روز ہی کہتا اور وہ سنی ان سنی کر کے نکل جاتا۔ آج اس دیکھا۔ بڑھی ہوئی شیو' دہشت ناک آنکھیں' ابھری ہوئی ہڈیوں والا خشک چہرہ' یہ طاہر محمود تھا۔

جس کی وجاہت پر لڑکیاں جان دیتی تھیں۔

جسے اپنے شاطر دماغ پر بڑا زعم تھا۔

جس نے دھوکا دیتے ہوئے اپنے معذور دادا کا بھی خیال نہ کیا۔

کس بے بسی اور بے چارگی کے ساتھ اپنی ٹوٹی ٹانگیں سنبھالے وقت کے انصاف کا شکار ہو رہا تھا۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے دہشت سی ہوتی' اس نے اس شخص کو بڑے بڑے دعوے کرتے سنا تھا۔ چٹکیوں نے اس کے سب کس بل نکال دیے تھے۔

"شاہ میر! میری ایمن سے بات کروا دو۔" طاہر نے ملتجی لہجے میں کہا۔

"تمہیں لگتا ہے' وہ تم سے بات کرے گی؟" شاہ میر نے سرد سے لہجے میں پوچھا۔

"تم اسے نہیں جانتے۔ لیکن میں اسے جانتا ہوں۔ وہ بہت نرم دل ہے۔ فوراً باتوں میں آجاتی اسے میری حالت کے بارے میں بتاؤ۔ میں ساری زندگی یوں اپاہج بن کر کیسے گزاروں' تمہیں پتا ہیں میں ٹھیک ہو سکتا ہوں۔ صرف پیسوں کی ضرورت ہے' اور ایمن کے پاس بہت پیسہ ہے' تم ا... سمجھاؤ گے تو وہ سمجھ جائے گی۔ وہ مجھ سے بہت محبت کرتی تھی۔"

"تھی' اب تو شاید وہ تمہیں نفرت کے قابل بھی نہ سمجھے۔"

"تم ایک بار اسے یہاں لے آؤ۔ وہ مجھے اس حالت میں نہیں دیکھ سکے گی۔"

"آہ' خوش فہمی' تمہیں زندہ دیکھ کر اسے بے حد افسوس ہوگا مسٹر طاہر محمود۔ اب مجھے دیر ہو رہی"

"تم۔ تم گھٹیا انسان ہو۔ تم خود نہیں چاہتے کہ وہ یہاں آئے۔ میرا علاج کروائے' تمہاری اپنی خراب ہو رہی تھی۔ بھلا ایمن مجھے اس حالت میں دیکھے اور میری مدد نہ کرے' یہ کیسے ممکن ہے' تم..." اس نے نجانے کیا اٹھا کر دروازے کی طرف پھینکا۔ شاہ میر دروازہ عبور کر چکا تھا۔ طاہر نے بہت دروازے کو دے ماریں۔ یہاں تک کہ اس کی دسترس میں کوئی چیز نہ رہی تو مارے بے بسی کے وہ رو... سسکنے لگا۔

"میں ایسی زندگی نہیں جی سکتا۔"

☼ ☼ ☼

طارق نے گلاس وال سے دیکھا۔ وہ لان میں اترنے والے تیسرے اسٹیپ پر خاموش گم صم ... طارق کو دکھ ہونے لگا۔ اب تو سب کچھ ٹھیک ہونے والا تھا۔ ایمن اپنے منگیتر کو بھول کر طارق کی ... اس کی طرف پلٹ گئی تھی۔ ان کی فیملی مکمل ہونے جا رہی تھی کہ سب کچھ بکھر سا گیا۔ اور ایمن کی طبیعت سنبھلنے میں ہی نہ آئی۔ وہ یونہی گھنٹوں چپ بیٹھی رہتی۔ یا رونے لگتی' راتوں کو ڈر جاتی' طارق کی طرف سے بھی گریز کرتی۔

طارق کو اس کا رویہ عجیب سا لگتا۔ اس نے اپنی زندگی جہاں گزاری تھی' وہاں کی عورت بڑی ... پُر مشقت زندگی' ایسے بہت سے عذاب اپنی جان پر سہہ کر لوٹ پوٹ ہوتی' پھر سے اٹھ کھڑی ہوتی۔ ... کے اتنے نخرے کون سہتا تھا؟ خود چاچی کے چار بیٹے پیدائش کے پانچ چھ دن بعد فوت ہوتے رہے' اس کو کبھی اس کی پٹی سے لگ کر بیٹھے نہیں دیکھا تھا۔ خواہ چاچی کے اندر کیسے ہی گہرے صدمے ہوں۔ ... سارا دن پھرکی کی طرح گھومتی۔

اس کے حساب سے تو ایمن کو اب تک نارمل ہو جانا چاہیے تھا۔ اس بچارے کے خیال میں ... بچے کا غم تھا۔

"یہ شہر کی لڑکیاں کچھ زیادہ ہی نازک مزاج ہوتی ہیں۔"

...آیا۔ وہ چاچے کی طرح سخت مزاج نہ تھا۔ اس کا حساس اور نرم دل ایمن کو اس حالت میں دیکھ کر ...۔ وہ ایمن کے قریب جا بیٹھا۔ ایمن نے اسے ایک نظر دیکھا اور گردن جھکالی۔ طارق نے اس کے ...دو پھیلایا۔

...تک اس کا غم مناؤ گی' بس کرو۔"

...ہی رہی۔ ایمن کا جھکا چہرہ کھلے بالوں میں چھپا تھا۔ وہ اس کے تاثرات نہیں دیکھ پا رہا تھا' جو اذیت ...تھی۔

...ہے کہ صرف تجھے ہی اس کا دکھ ہے۔ میں نے بھی اس کے حوالے سے بڑے خواب دیکھے تھے۔ پر وہ ...میں نہیں تھا۔ تو جیسے رب کی مرضی' ہم کون سا بوڑھے ہو گئے ہیں' یا ہماری عمریں نکل گئی ہیں' اللہ

...کچھ ختم ہو گیا طارق! آپ جیسے اچھے اور نیک انسان کو دھوکا دے کر سولی چڑھ گئی ہوں' نہ زندہ ...وجود کیچڑ میں رینگتے کینچوے جیسا لگتا ہے۔ اسے کتنی بار اک غیر مرد نے چھوا' آپ پاس آتے ہو تو ...میں میرے وجود کی غلاظت آپ کو بھی گندا نہ کردے' میں نے آپ کے ساتھ کیسے کیسے دھوکے ...ال چیٹ کیا' جان لیں تو میری شکل دیکھنا گوارا نہ کریں' اک غیر مرد سے اپنی تنہائی بانٹی' آپ کی ...آپ کے بچے کو قتل کیا' ایک بار نہیں دوبار' آپ بھلے لاعلم رہیں' میرا ضمیر میرا گلا گھونٹ دے

...اس کے گود میں دھرے ہاتھوں پر اک تواتر سے گرنے لگے۔

...جان اب بس بھی کر' کب تک روتی رہے گی۔"

...ہی رو لوں۔ تب بھی میرے دامن پر لگے ندامت کے داغ کبھی نہیں دھلیں گے۔"

...چھوٹے دل کی لڑکی ہے۔ غلطی انسانوں سے ہی ہوتی ہے' بس ہو گئی' آئندہ دھیان رکھنا' بلکہ ...ں رکھوا دوں گا۔ تجھے گاڑی چلانے کی ضرورت ہی نہیں۔"

...نے ذرا سی گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ "آپ مجھ سے نفرت کیوں نہیں کرتے؟"

...نے تو ساری زندگی کسی سے نفرت نہیں کی' پھر تو' تو میری جان ہے۔" طارق نے اسے زور ...کا پیار جتاتا' ایمن کو اتنی ہی تکلیف ہوتی۔

...ناشتہ کرلیں' رات بھی ڈھنگ سے کچھ نہیں کھایا۔"

...ہوں۔"

...کہہ کر اندر چلا گیا' جبکہ ایمن نے گھٹنوں پر پیشانی ٹکالی۔ اس کا اندر جانے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ ...کر کے ناشتہ کر ہی لے گا۔

...کی آواز پر اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ "آپ سے کوئی ملنے آیا ہے۔"

...غائب دماغی سے پوچھا۔

...ہیں۔"

...طویل سانس لے کر اپنا چہرہ صاف کرنے لگی' وہی تو تھا' اس کا محسن' اندھیروں سے روشنی میں ...سب کچھ تباہ کر بیٹھی تھی۔

...اٹھ کر لان چیئر پر جا بیٹھی۔ شاہ میر نے اندر داخل ہوتے ہوئے ایک نظر پورے گھر پر ڈالی اور

...حریص انسان ٹھیک ہی لٹو ہوا تھا۔"

...سے بتایا کہ بیگم صاحبہ وہاں بیٹھی ہیں' وہ ادھر ہی چلا آیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ہیلو۔" ایمن نے آہستگی سے کہہ کر بیٹھنے کے لیے کہا۔ تو وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔
"تمہاری طبیعت کیسی ہے؟"
"زندہ ہوں' نجانے کیوں؟" اس کے لہجے میں تلخی ہی تلخی تھی۔
"زندگی ہے تو زندہ رہنے کا جواز بھی مل جائے گا' اکیلی ہو' تمہارا شوہر؟" آج شاہ میر کے انداز میں اپنائیت تھی۔
"اندر ہیں' آپ چائے' ناشتہ۔"
"کچھ نہیں۔"
دونوں کچھ دیر خاموش ہی رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد شاہ میر نے کھنکار کر گلا صاف کیا۔
"وہ تم سے ملنا چاہتا ہے۔"
ایمن نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی نگاہوں میں شعلوں کی لپک تھی' پھر وہ پھنکاری۔
"ابھی تک زندہ ہے؟"
"اس کی دونوں ٹانگیں۔"
"یہ سزا اس کے لیے بہت کم ہے۔" ایمن کے لہجے میں کوئی لچک نہ تھی۔
"وہ بہت اذیت میں ہے۔"
"مجھ سے زیادہ؟" اس نے شاہ میر کو دیکھا۔
"ڈاکٹرز کہتے ہیں' ایک' دو آپریشن کے بعد وہ چل سکتا ہے' وہ چاہتا ہے کہ تم۔"
"اگر وہ مر بھی گیا تو اس کے کفن کے پیسے لینے میرے پاس مت آنا۔" وہ اک جھٹکے سے کھڑی ہوئی ... کھڑا ہو گیا۔
"آپ کا میری ذات پر بہت بڑا احسان ہے۔ ایک احسان اور کریں۔ آئندہ میرے سامنے ا... سے کبھی مت آیئے گا۔ اگر موقع ملا تو اس احسان کا بدلہ چکانے کی کوشش کروں گی۔"
"اوکے۔ گاڈ بلیس یو۔" وہ ہاتھ ہلا کر چلا گیا۔ ایمن پھر سے کرسی پر گر گئی۔

☼ ☼ ☼

"ایمن کتنی ڈسٹرب تھی نا۔" مومو نے چھوٹی ٹرے اس کے قریب ٹیبل پر رکھی تھی جس میں ... رکھے تھے۔
"ظاہر ہے۔ سنبھلنے میں کچھ دن تو لگیں گے۔" جوجو نے کچھ افسردگی سے کہا۔ اسے خالہ ... تھی۔
"کیا تھا جو ممی کچھ دن کے لیے مجھے اس کے پاس چھوڑ دیتیں۔" مومو نے اپنا کپ اٹھایا اور ... جوجو نے کچھ طنزیہ انداز میں اسے دیکھا۔
"اور تم کیا کرتیں؟"
"اس کا غم بانٹ لیتی۔" وہ اس کے طنزیہ انداز کو یکسر نظرانداز کرتے ہوئے ڈھٹائی سے بولی۔
"غم بانٹنے کے لیے طارق بھائی اس کے پاس موجود ہیں۔"
"ہاں خود تو سارا دن گھر سے باہر گزارتی ہو۔ مجھے اس زنداں سے دو دن کی چھٹی ملے' یہ تمہیں ...
"شاباش۔ اب یہ گھر تمہارے لیے زنداں ہو گیا۔"
"ہمیشہ سے ہے۔" مومو نے لاپروائی سے کہا۔
"تم اور ایمن بالکل ایک سی ہو' خودغرض' مطلبی' صرف اپنے لیے سوچتی ہو۔" جوجو کو اس ... ہمیشہ ہی دکھ ہوتا تھا۔

ہمیشہ دوسروں کے اشارے پر ناچیں۔ ایک سانس بھی اپنی مرضی کا نہ لے سکیں' اسے کیا کہو

دوسرے کون؟ اس کی وضاحت کرو گی۔" جوجو نے ہاتھ میں پکڑا کپ ٹرے میں پٹخا۔ "ہمارے ... سہنے والی ہماری ماں۔ یا ہماری چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا خیال رکھنے والا ہمارا بھائی' یہ تمہارے لیے ... گھر تمہارے لیے اک زنداں ہے' میرے لیے چھپر چھاؤں ہے' سر کی چادر ہے' ہماری عزت و ... رنے والا قلعہ ہے۔ ان سے پوچھو جو بے گھر' دربدر پھرتی ہیں' اور یہ جو تم شتر بے مہار آزادی کو ... لینا کہتی ہو' اس سے میں ویسی ہی اچھی۔"
"تم تقریر کرنا شروع کر دیتی ہو۔ تم خود سوچو' میں سارا دن گھر میں وقت کیسے گزاروں۔" مومو چڑ ... ہوئی۔
"مومو! یہ بھی تمہاری اپنی چوائس ہے۔ ڈھنگ سے تعلیم حاصل کی ہوتی تو آج تم بھی یونیورسٹی ... اب گھر کے کاموں میں دل لگاؤ۔" جوجو نے صاف گوئی سے کہا۔
... ور سنگدل بہن ہو۔" اس نے چڑ کر کہا' پھر کپ ایک طرف رکھا اور دراز سے موبائل نکال کر ... ڑھنے لگی۔
"... کے گھر میں رہنے کی ہڑک اٹھی ہے۔ میں اسے بھی اچھی طرح سمجھتی ہوں۔" جوجو کو اس کے ... کر غصہ ہی آ گیا۔
"... لینڈ لائن سے فون کرنے کا موقع نہیں ملتا اور موبائل میں بیلنس ایک عرصے سے ختم ہے۔ اس ... سے نہیں آیا' نجانے کہاں مصروف ہے۔" اس نے بیزار ہو کر فون ایک طرف ڈال دیا۔
"... اب آئے گا بھی نہیں۔"
"... لوگی۔" مومو تڑپ کر بولی۔ جوجو سکون سے چائے پینے لگی۔ مومو نے کن اکھیوں سے اسے ... کویا ہوئی۔
"... ی بہن' میرے موبائل میں اک کارڈ ہی ڈلوا دو۔ میں پیسے دے دوں گی۔"
"... میں تمہارا یہ کام کروں گی؟" جوجو نے اسے حیرت سے دیکھا۔
"... نہیں کرو گی۔ مگر جوجو پھر میں فواد سے کیسے کہوں گی کہ اپنے والدین کو میرے گھر بھجوائے۔"
... سر ہلایا۔
"... اگر اسے تم سے شادی کرنا ہے تو اس کے لیے تمہیں بار بار یاددہانی کی ضرورت نہیں۔ ... کرو' اگر اسے تم سے واقعی محبت ہے تو خود تم تک پہنچے گا۔"
... بات مومو کے دل کو لگی' تو وہ خاموش سی ہو گئی۔
"... کیجیے گرما گرم چکن تکہ پزا۔" بابر ہاتھ میں پزا کا بڑا ڈبہ اٹھائے وارد ہوا۔ "خاص مومو کی ...
"... تو ہم چائے بھی پی چکے۔" جوجو نے اک جتاتی ہوئی نگاہ مومو پر ڈالی۔ وہ کیوں ان چھوٹی ... کو محسوس نہیں کرتی۔
"... ہوں۔" مومو نظریں چرا کر کھڑی ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

"... لیے اک وہیل چیئر ضرور خریدتا' لیکن میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔" اس دن اپنی تنہائی ... ظاہر نے کیا تو اپنے جاگرز کے تسمے باندھتے ہوئے شاہ میر نے ہمدردی سے کہا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"اسی لیے بار بار منت کرتا ہوں اس کے پاس جاؤ' وہ ضرور میری مدد کرے گی۔" نجانے کیسا یقین
شاہ میر سے ایک ہی بات کہتا' شاہ میر نے کھڑے ہو کر اپنی شرٹ ٹھیک کی۔ وہ ہر روز شام کو شاہ نیل
چلا جاتا تھا۔

"نہیں گیا تھا۔"

"تم گئے تھے!" طاہر محمود نے حیرت سے کہا۔ پھر جوش سے اٹھ بیٹھا' اس اٹھنے میں ا...
پڑی۔ ٹانگوں میں درد کی تیز لہریں اٹھیں' مگر وہ سہہ گیا۔

"وہ ملی' اس نے کیا کہا؟ تم نے اسے اچھی طرح میرے بارے میں بتایا تھا۔"

شاہ میر نے ایک نظر اس کے چہرے پہ ڈالی' پھر نظریں چرا گیا۔ وہ کتنا بھی گناہ گار سہی' اس ...

"وہ مجھے نہیں ملی۔"

"کیوں' کہاں ہے وہ؟ تم دوبارہ جاؤ گے؟" طاہر نے ایک ہی سانس میں سارے سوال کر دیے۔

"وہ اپنے شوہر کے ساتھ پاکستان چھوڑ گئی ہے۔" شاہ میر نے آہستگی اور دھیرے سے ...
دونوں کے لیے بہتر تھا' ایمن اور طاہر دونوں کے لیے۔

"یہ... یہ نہیں ہو سکتا۔" طاہر نے بے یقینی سے نفی میں گردن ہلائی۔ "وہ ایسا کیسے کر سکتی ...
کرتی تھی۔"

"وہ ایسا کر چکی ہے۔ اب تم سوچو کہ تمہیں اپنے لیے کیا کرنا ہے۔" شاہ میر یہ کہہ کر باہر نکل آیا۔
نیل کو اس کی آیا کے گھر سے لیتا تھا۔ لیکن طاہر کی آوازوں نے بہت دور تک اس کا پیچھا کیا' وہ چلا رہا

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ وہ مجھ سے شادی کرنے والی تھی۔ اس نے ...
گھر' گاڑی سب کچھ مجھے دیتا تھا۔ پھر وہ کیسے چلی گئی' وہ کہاں جا سکتی ہے' اسے طاہر کے پاس واپس
غلط فہمی ہے' کتے' کمینے' یہ سب کچھ تیری وجہ سے ہوا' یہ سارا ڈرامہ تو نے کھیلا' تو نے سارا..."

آواز دھیرے دھیرے معدوم ہو گئی۔ شاہ میر نے دوسری منزل پر آکر فلیٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔
ہمیشہ خراب ہی رہتی تھی۔ وہ عورت شاہ نیل کو اٹھائے باہر آئی۔ وہ اچھے کپڑوں میں تیار ...
طرح جانتا تھا۔ وہ سارا دن اس عورت کے بچوں کے ساتھ ان ہی کا سا حلیہ بنائے گھٹنوں ...
اب تو وہ پلنگ یا کرسی کا سہارا لے کر کھڑا بھی ہونے لگا تھا۔ ہاں شاہ میر کے آنے سے ذرا پہلے وہ
طرح تیار کر دیتی تھی۔ پارک میں آکر وہ ہمیشہ کی طرح خوش ہو گیا۔ رنگ برنگے پھولوں' اڑتی ...
کو دیکھ کر خوش ہو کر اور طرح طرح کی آوازیں نکالنے لگا۔ لیکن اب وہ پرام میں نہیں ٹک رہا تھا۔
میر اسے گھاس پر چھوڑ دے۔

"یار! کوئی کیڑا' اوے بڑا کاٹ لے گا۔"

لیکن وہ منہ بسورنے لگا۔ تو شاہ میر کو اسے پرام سے نکالنا ہی پڑا۔ اس کی گیند اور کھلونے نکال
خود پاس ہی بینچ پر بیٹھ گیا' بس یہ تھا کہ وہ پہلے کی طرح اپنی کسی سوچ میں نہیں ڈوب سکتا تھا۔ اسے
دینی تھی' جو کبھی یہاں تو کبھی وہاں لپکتا۔

"زندگی بھی کیا کیا کھیل کھیلتی ہے۔" اس کی ذہنی رو ذرا سا بھٹکی۔ "بڑے بڑے سورما ...
ہو جاتے ہیں۔

زعم! کس بات کا زعم؟
اختیار! کیسا اختیار؟
بے اختیاری سی بے اختیاری۔
بے بسی سی بے بسی...

اختیار میں نہیں۔ وقت کے دھارے پر خس و خاشاک کی طرح بہتے جا رہے ہیں' کسی نے سچ ہی
ذرہ بے نشاں... میری ذات ذرہ بے نشاں..."
ے گنگنانے لگا۔
شطرنج کے مہرے ہیں ہم"
بیان کٹھ پتلیوں کا کھیل ہیں ہم

الا بے بلی..."
طرح چونکا۔ دونوں بچے گھٹنوں کے بل شاہ نیل کے اردگرد بیٹھ گئے تھے۔ اسے متوجہ دیکھ کر

ر ادھر ادھر دیکھا۔ نظروں نے دور کھڑی بچوں کی ماں کو فوکس کیا۔ پھر بھی اس نے محتاط انداز

ئے ہو؟"
"عادل نے شاہ نیل کا کھلونا بجاتے ہوئے بتایا۔
ی نگاہیں اب بھی ادھر ادھر بھٹک رہی تھیں۔
نہیں آتے۔ ہمیشہ مما لے کر آتی ہیں۔" جواب عمر نے دیا' شاہ میر نے دونوں کو غور سے
اس کے اپنے تھے۔ شاہ میر کا دل پگھلنے لگا' اس نے آہستگی سے اپنا کانپتا ہاتھ عمر کے سر پر

تے ہیں؟"

جاتے ہو۔" وہ اپنے سوال پر خود ہی سٹپٹا گیا۔ عمر نے بھی اسے کچھ حیرت سے دیکھا۔
ری دادو گاؤں میں رہتی ہیں؟"
پا کو کر بتایا۔ "اکثر بچوں کی دادو گاؤں میں ہی رہتی ہیں' اس لیے۔"
ے پاس آئی ہیں۔" عادل جلدی سے بول اٹھا۔ "بہت سویٹ ہیں' ہر رات کہانی سناتی

ے بے خیالی میں پوچھا۔
لے بچے کی۔"
ہیں؟" عمر نے سوال کیا۔ وہ جو کہانی میں الجھ گیا تھا چونکا۔
نہیں ہیں۔" کہتے کہتے رک گیا۔ نجانے کس نے چابک سا مارا۔ (اپنے لیے تو ماں کو مار
کو بھی ہر رشتے کے لیے ترساؤ گے۔)
ے "مما ان کے قریب چلی آئی تو جواب ادھورا رہ گیا۔
ا "کھڑا ہو گیا۔
ے پہچان گئی۔ "اس دن بہت جلدی چلے گئے۔" "جی..." اس نے سنبھل کر

ے کے دیوانے ہیں۔ گھر جا کر بھی اسی کی باتیں کرتے رہے۔ عمر... عادل... شام گھری

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہو رہی ہے' اماں جی انتظار کر رہی ہوں گی۔"

وہ دونوں بمشکل ہی اٹھے۔

"انکل! آپ کا بے بی دنیا کا بیسٹ بے بی ہے۔" جاتے جاتے عادل نے کہا تو شاہ میر مضمحل اپنے آپ سے کہا۔

"اور اس کا باپ دنیا کا سب سے برا بیٹا ہے۔"

اس نے نیچے بیٹھ کر شاہ نیل کے کھلونے اکٹھے کرنے شروع کیے مگر اکتا کر سب چھوڑ دیا۔

"کیا میں اسے اکیلے نہیں پال سکتا۔ کیا رشتے اتنے ہی ضروری ہیں؟"

☼ ☼ ☼

طاہر محمود کی طبیعت عجیب سی ہو گئی تھی یا تو وہ کچھ بڑبڑاتا رہتا یا داڑھی کے بال کھجاتے شاہ میر کو ایسے گھورتا رہتا۔ اس کی زندگی میں یہ مقام سراسر شاہ میر کی وجہ سے آیا تھا۔ وہ اکثر اسے اونچی آواز جیسے شاہ میران سنی کر دیتا۔ اس نے چاہا کہ کسی نائی کو بلوا کر اس کی داڑھی بنوا دے مگر طاہر نے نائی کو بھگا دیا۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔" اس نے انگلی اٹھا کر شاہ میر سے کہا۔ "ورنہ آج میں ا... خوبصورت بیڈ روم میں بیٹھا ہوتا۔"

"اب اس شان دار گھر کے خوبصورت بیڈ روم کو بھول جاؤ' اپنی آئندہ زندگی کے بارے میں... نے اطمینان سے کہا۔

"کیا سوچوں' سب کچھ ہاتھ سے نکل گیا۔" طاہر نے تاسف سے دونوں ہاتھ ملے۔

"طاہر۔" وہ اس کے سامنے صوفے پر آ بیٹھا۔ "اب ہم کچھ سیریس بات کر لیں۔"

"کیسی بات؟" طاہر نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

"میں نے یہ تمہاری دن رات کی بکواس سب سن لی۔ اب سنجیدگی سے بغیر جذباتی ہوئے... کے بارے میں کیا سوچا ہے۔ میں یہاں سے بہت جلد چلا جاؤں گا۔ میں بہتر نوکری کی تلاش میں... زندگی یہاں نہیں گزارنی۔ اب تو جیسا بھی ہے' میں تھوڑا بہت تمہاری دیکھ بھال کر رہا ہوں... جانے کے بعد تم کیا کرو گے۔"

طاہر بغیر پلکیں جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"وہ کیا کرے گا؟" اسے اپنا مستقبل بے حد بھیانک دکھائی دے رہا تھا۔

"میں کیا کروں گا۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔ شاہ میر کو اس خوف زدہ انسان پر ترس آ گیا۔

"طاہر! تمہارے کوئی رشتے دار... بہن بھائی۔ کوئی تو ہوں گے۔"

"میں۔۔۔" طاہر نے اضطراری انداز میں اپنی داڑھی کھجائی۔ "میں سب کو چھوڑ آیا تھا۔"

شاہ میر کے اندر بے چینی سی اتری۔

"تم نے انہیں چھوڑا تھا ضروری نہیں کہ اس مشکل میں وہ بھی تمہیں تنہا چھوڑ دیں۔... ایڈریس کچھ تو دو۔"

طاہر اس کا چہرہ دیکھتا رہا پھر ایک دم رو پڑا۔

"کوئی نہیں آئے گا' میں جانتا ہوں میں نے زندگی بھر کسی کو کچھ نہیں دیا۔ اب ...لی گا۔"

☼ ☼ ☼

وقار الحسن کا فون آیا تھا اور پہلے ہی سوال نے مہر النساء کو بدمزہ کر دیا۔ انہوں نے...

...طبیعت کیسی ہے؟"

...ی سیکریٹری لگی ہوں جو پل پل اس کی بیماری کی خبر رکھوں۔)

...ح جانتی تھیں' ابھی کچھ لمحے پہلے انہوں نے ایمن سے بھی بات کی ہوگی۔

...ہے۔" انہوں نے بدقت اپنا لہجہ نارمل رکھا۔ ایمن کے ساتھ حادثہ کیا ہوا' ہر طرف ایمن۔۔۔ ایمن

...ے ٹھیک نہیں لگ رہی۔"

...وہاں بیٹھے الہام ہونے لگا۔ عجیب سی محبت ہے ان باپ بیٹی کی۔)

...پ ہو گئی ہے' کئی باتوں کے جواب میں بمشکل ایک کا جواب ملتا ہے۔ دیکھو۔۔۔ وہ اس وقت ایک ماں

...سوس کر رہی ہوگی' تم آتی جاتی رہا کرو۔"

...کے دربار میں حاضری لگاتی رہوں کہ ماں تو اس نے کبھی مجھے سمجھا ہی نہیں۔)

...دونوں کے لیے گھر ہی لے آؤ۔ بہنوں کے ساتھ اس کا دل بہل جائے گا۔"

...ادل چاہا' اپنا سر پیٹ لیں۔

...کہا تھا' اول تو وہ خود آنا نہیں چاہتی۔ اس نے منع کر دیا۔ دوسرے طارق آیا ہوا ہے' اچھا نہیں ...ا ہونے چبا چبا کر کہا۔

...بھی ٹھیک ہے۔ اچھا ایسا کرو' انہیں کھانے پر بلا لو۔"

...دل چاہا سامنے والی دیوار سے سر ٹکرا دیں۔ دس منٹ کی کال میں انہوں نے ایک لفظ بھی مہر النساء ہیا ...نے میں نہیں کہا تھا۔ وہ فون بند کر کے بڑبڑاتی رہیں۔

...لیڈی کے ساتھ کسی بات پر اختلاف ہو گیا۔" جب ان کی بڑبڑاہٹ بند نہ ہوئی تو اپنے کام میں ...پوچھنا پڑا۔

...میری ایسی جرأت کہ تمہارے باپ کی کسی بات سے اختلاف کروں۔ اس مہارانی کو جا کر کھانے کا ...جھلاتی ہوئی صوفے پر آ بیٹھیں۔

...رانی کو؟" بابر نے کچھ حیران ہو کر ماں کو دیکھا۔

...رے باپ کی لاڈو' ایمن مہارانی۔"

...ں۔۔۔"

...کیسا جادو ہے' ہر کسی کو اس کی ہمدردی کا بخار چڑھ جاتا ہے۔ اب کہہ آؤ' تمہارے باپ نے فون ...ہے۔" بابر ہنس دیا۔

...ں چکر لگاؤں گا تو کہہ دوں گا۔"

...بھی روز ہی حاضری لگوایا کرو۔" وہ چڑ کر اٹھ گئیں۔ اندر آتی جو جو نے سر پر ہاتھ مارا۔

...ہاں پہلے ہی کچھ گرما گرمی چل رہی ہے۔"

...یا ہی ہے۔ کیوں؟" بابر نے فائل ایک طرف کھسکا دی اور خود اطمینان سے بیٹھ گیا۔

...رہا تھا' چھٹی کا دن ہے' آپ کے ساتھ ایمن کی طرف ہو آؤں گی۔"

...میں انہیں کھانے کے لیے کہنے جا رہا ہوں۔"

...گھر سے نکل کر ایمن بھی بہل جائے گی۔"

...۔" بابر نے گھبرا کر دروازے کی طرف دیکھا تو وہ لبوں پر ہاتھ رکھ کر ہنستی چلی گئی۔

...تم موموکو ساتھ لگا کر دو چار اچھی سی ڈشز بنا لو۔"

...علان میں ہی مل گیا تھا' کچھ پریشان اور الجھا ہوا۔

"ایمن کہاں ہے؟" سلام دعا کے بعد بابر نے پوچھا۔
"اپنے کمرے میں۔"
"طبیعت تو ٹھیک ہے؟"
"طبیعت تو ٹھیک ہے' بس مزاج ذرا۔۔۔" وہ کوئی سخت بات کہتے کہتے رک گیا۔
بابر نے بغور اس کا چہرہ دیکھا' وہ کچھ الجھا ہوا بھی تھا اور تھوڑا برہم بھی۔
"کیا ہوا؟"
"پتا نہیں' گم صم رہتی ہے۔ موڈ ہوا تو بات کرلی ورنہ گھنٹوں چپ۔ بیٹھے بیٹھے رونا شروع ... راتوں کو چیختی ہے۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اسے ہوا کیا ہے۔"
"کچھ نہیں طارق بھائی! وہ صرف ذہنی دباؤ کا شکار ہے۔ اگر یہ سب کسی اور طرح ہوتا تو اور با... چیز کے لیے خود کو ذمہ دار ٹھہرا رہی ہے۔" کم از کم بابر کی سمجھ میں تو یہی آیا تھا۔
"پتا نہیں یار! ہے تو تیری بہن! پر میں نے ایسی لڑکی کبھی دیکھی نہیں جس دن سے شادی ہوئی ہے ... ہی رویہ دیکھ رہا ہوں۔"
نہ چاہتے ہوئے بھی طارق کے لبوں پر شکوہ آگیا۔
بابر بری طرح شرمندہ ہوا۔ "یہ طارق ہی تھا جو سب کچھ سہہ گیا' کوئی اور ہوتا تو۔۔۔"
"پلیز طارق بھائی! میں سمجھتا ہوں' آپ کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے لیکن اس مرحلے پر آپ ہی کو ... لینا پڑے گا۔ بس وہ بچپن سے ایسے ہی حالات کا شکار رہی۔ اس کی اپنی ماں تو رہی نہیں۔ امی نے ... ساتھ کچھ زیادہ اچھا سلوک نہیں رکھا۔ بس اس کا مزاج کچھ ایسا ہی بن گیا پھر ڈیڈی بھی باہر چلے گئے تو ...
"او یار! میں نے کب تجھ سے وضاحتیں مانگی ہیں۔ وہ تو بس منہ سے نکل گیا تو چھوڑ' چائے ... شرمندہ دیکھ کر طارق نے بات بدلی۔
"کچھ نہیں' امی نے آج رات آپ کو کھانے کے لیے بلایا ہے۔"
"میں تو حاضر ہوں' اپنی بہن سے تم خود پوچھ لو۔"
"جی۔" بابر کچھ اور شرمندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ "میں دیکھتا ہوں۔"
ایمن کمرے میں مکمل اندھیرا کیے پڑی تھی۔ بابر نے ساری لائٹس جلادیں۔
"اوف۔۔۔ پلیز۔۔۔" وہ دونوں بازو آنکھوں پر رکھ کر چیخ اٹھی۔
"ایمن۔۔۔"
وہ بابر کو دیکھ کر اٹھ بیٹھی۔ سرہانے پڑا دوپٹہ اٹھا کر اوڑھ لیا۔
"یہ کیا طریقہ ہے اور اپنا حلیہ دیکھو۔" اس کے فہمائشی لہجے پر وہ لب چبانے لگی۔
"حادثے زندگی میں ہو جاتے ہیں' انہیں اس طرح روگ کون بناتا ہے۔"
"یہی میں کہتا ہوں۔" طارق بھی چلا آیا' مگر اپنا موبائل فون اٹھا کر چلا گیا۔
"تمہیں صرف اپنا احساس ہے۔ طارق بھائی کو دیکھو۔۔۔ گھر کی طرف توجہ دو۔۔۔ مصروف ہو گی تو ... بٹ جائے گا۔ یوں اندھیرے کمرے میں سوچ سوچ کر پاگل ہو جاؤ گی۔"
"کوشش کروں گی۔" وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔
"اچھی بات ہے۔" بابر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ "رونے والوں کے ساتھ کوئی کب تک ... چھپا کر مسکرانا سیکھو' زندگی تو اسی طرح گزرے گی' اسے اپنے لیے بوجھ نہ بناؤ۔ آسانیاں ڈھونڈو۔"
"جی۔"
"گڈ گرل۔ آج رات کے کھانے پر بلانے آیا ہوں۔"

... ضرورت نہیں۔" وہ جلدی سے بولی۔
...ت ہے۔ ڈیڈی نے کہا ہے باہر نکلو گی تو اچھا محسوس کرو گی۔"
...س دن موڈ ہوا' میں خود آجاؤں گی' آج رہنے دیں۔ میرا جی اچھا نہیں۔" اس نے قدرے صاف اور دو ...
...ں کہا۔ بابر نے کچھ خفگی سے اسے دیکھا پھر باہر نکل گیا۔ شاید اسے لگا اصرار کا کوئی فائدہ نہیں۔
...ی بیگم نے تو صاف انکار کر دیا۔" اس نے باہر آکر ہلکے پھلکے لہجے میں کہا تو طارق ہنس دیا۔
...نے تو پہلے ہی کہا تھا۔"
... پھر کبھی سہی' اب گھر جا کر امی کی ڈانٹ سنوں۔" وہ آخری جملہ منہ میں بڑبڑایا تھا۔

☆ ☆ ☆

...آج کڑھی چاول تو کھلاؤ۔"
...ر تک ایمن کا جائزہ لینے کے بعد طارق نے یونہی کہہ دیا۔ وہ کب سے ٹی وی اسکرین پر نظریں جمائے ... گم صم دھرے بیٹھی تھی۔ طارق نے سارے چینل گھما ڈالے' کہیں بھی اس کی نظروں کے زاویے ... لاؤ نہ آیا۔ یہاں تک کہ طارق کو لگنے لگا اس کے پاس ایمن جیتی جاگتی ایمن نہیں' اس کا بت ایستادہ ... ہی گھبرا کر اس نے ایمن کا کندھا ہلاتے ہوئے کڑھی چاول کی فرمائش کر دی۔
...ر آتی ہوں۔" وہ تنویمی کیفیت میں کھڑی ہو گئی۔
...یں' مجھے تمہارے ہاتھ کے کھانے ہیں۔" طارق دانستہ اسے مصروف کرنا چاہتا تھا۔
...تی ہوں۔" وہ کچن میں چلی آئی۔ صغریٰ رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی۔
...و! میں بناتی ہوں۔"
...ری طبیعت ٹھیک نہیں بی بی! میں بنا دیتی ہوں۔" صغریٰ نے کہا تو اس نے ہاتھ سے ہٹنے کا اشارہ کیا۔
...ب کڑھی چاول سامنے آئے تو طارق کی سمجھ میں نہ آیا کہ اس گھلے بیسن کو جس پر لال مرچیں تیر رہی ... ہی کہے یا اس ملغوبے کو چاول۔
...ت۔۔۔" اس نے دل پر جبر کر کے کھانا شروع کیا جبکہ ایمن نے پہلے نوالے کے بعد ہی چمچ رکھ دیا تھا' اب ... دیکھ رہی تھی۔
... ذائقہ برا نہیں ہے۔"
...ی بات ہے۔ لگتا ہے تم نے کڑھی پہلی بار بنائی ہے مگر کوشش بری نہیں ہے۔"
...طارق کو دیکھ رہی تھی' وہ بے چارہ اسے راضی کرنے کے لیے اتنی ہی تعریفیں کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ ایمن ...ے کے تاثرات بدلنے لگے۔ حیرت جھنجلاہٹ میں' جھنجلاہٹ خجالت میں اور خجالت غصے میں ڈھل گئی۔
... بڑھا کر پلیٹ طارق کے سامنے سے کھینچ لی۔ وہ چمچ بھر رہا تھا' میز پر چاول بکھر گئے۔
...ا حرکت ہے؟" طارق کچھ جھنجلا گیا۔
...ں کر رہے ہیں ایسا۔۔۔ یہ کھانا ہے۔۔۔ یہ کڑھی۔۔۔ یہ چاول۔۔۔ یہ کھانے کے قابل ہیں۔" اس نے چمچ ...ے کھینچ کر پلیٹ میں پٹخا۔
...ا ہو گیا ہے۔۔۔ میں تو۔۔۔"
...کھانا برا ہے تو کیوں نہیں کہتے۔ کیوں یہ پلیٹ اٹھا کر دیوار پر نہیں مارتے۔" اس نے چاولوں سے بھری ... دیوار پر دے ماری۔ "اگر ایسا کھانا کوئی میرے سامنے رکھے تو میں اس کا سر پھاڑ دوں۔ کیوں خود کو اتنا ...کرتے ہیں۔ کیا آپ انسان نہیں ہیں' فرشتہ یا کوئی دیوتا ہیں۔"
...ہکا بکا اسے دیکھتا رہ گیا۔ وہ چیختی چلاتی اپنے کمرے میں گھس گئی۔ ایک طرف صغریٰ پانی کا جگ ہاتھ میں ...

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

لیے کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

"بڑی ہی الٹی عقل کی ہے۔" طارق تھوڑی دیر کے بعد سنبھلا۔ نوکروں کے سامنے خجالت سی محسوس ہوئی۔ بڑبڑاتا باہر نکل گیا۔ صغریٰ کو ہنسی آ گئی۔ ایسی لڑکی پہلی بار دیکھی تھی جسے شوہر کچھ نہ کہے تو ناراض ہو جاتی ہے۔

"ہوتا حمید تو ہڈیاں سینک دیتا۔" وہ جگ رکھ کر نیچے بکھرے چاول اکٹھے کرنے لگی۔

طارق نے کھانا باہر کھایا۔ ایک دو گھنٹے ایک پرانے دوست کے ساتھ گزارے۔ واپس آیا تو وہ اپنی مخصوص جگہ یعنی سیڑھیوں پر موجود تھی۔

"یار! کیوں ڈرانے کا ارادہ ہے۔ رات کو یوں کھلے بالوں کے ساتھ کوئی بدروح لگ رہی ہو۔" ایمن نے سر اٹھا کر دیکھنے لگی۔

"غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا سرکار کا؟"

"آپ نے کھانا کھا لیا۔"

"ہاں۔۔۔ اور تم نے؟" طارق تھوڑا شرمندہ ہوا۔ شاید وہ اس کے انتظار میں بیٹھی تھی۔

"ہاں۔" وہ کھڑی ہو گئی۔ طارق نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"بیٹھو نا! اتنی خوبصورت رات ہے، تھوڑی باتیں کرتے ہیں۔"

"مجھے نیند آ رہی ہے۔" ایمن نے کہا لیکن گئی نہیں۔ طارق نے ہاتھ کو جھٹکا دیا تو ذرا لڑکھڑا کر بیٹھ گئی۔ وہ اس سعادت مندی پر مسکرا دیا۔

"بیوی کو ایسا ہی فرماں بردار ہونا چاہیے۔"

"تب آپ کو تو مایوسی ہی ہوئی۔"

"نصیب۔۔۔ نصیب کی بات ہے۔" وہ ایک سرد آہ بھر کر بولا پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ پر رکھ کر دیکھنے لگا۔ اس کے سانولے ہاتھ میں ایمن کا ہاتھ چاندی سے ڈھلا لگتا تھا۔

"تمہارے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں۔" اس نے ایمن کی ہتھیلی پر انگلی سے لکیر کھینچی۔ "اتنے نرم اور۔۔۔" ایمن نے گھبرا کر ہاتھ کھینچ لیا اور چادر میں چھپا لیا۔

"کیا ہوا؟" طارق نے تعجب سے اس کی سمت دیکھا۔ نجانے کیوں وہ جب بھی اسے چھونے کی کوشش کرتا وہ یونہی کترا جاتی۔

"کک۔۔۔ کچھ نہیں۔" اس کی پیشانی پر عرق ندامت چمکنے لگا۔ کیا بتاتی کہ اس ہاتھ کو "وہ" گھنٹوں اپنے ہاتھ میں لے کر بیٹھا رہتا تھا۔ کبھی لبوں سے لگاتا، کبھی اپنے گال پر رکھتا۔

"یار! تیرے ہاتھ میں جادو ہے۔ جادو۔۔۔ بندے کی نس نس میں کرنٹ دوڑ جاتا ہے۔ جی کرتا ہے کہ۔۔۔"

وہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔ "میں سونے جا رہی ہوں۔"

پھر وہ رکی نہیں۔ طارق لب بھینچ کر رہ گیا۔

"کیا ہے مالک! یہ بیوی ہے یا بند کتاب۔۔۔ کسی طرح کھلتی ہی نہیں۔ شوہر ہوں مگر مجھ سے یوں بھاگتی ہے جیسے غیر ہوں۔ کتنا کچھ کرتا ہوں کہ کسی طرح خوش ہو جائے، پر وہی مرغی کی ایک ٹانگ۔ اس سے تو اچھا تھا، بہن سے شادی کر لیتا۔ دو کپڑوں میں خوش ہو جاتی۔ چاچی نے کہا بھی تھا، میں نہ جانے کہاں سے وقار بھائی کی باتوں میں آ گیا۔ کمبخت خوبصورت بھی تو اتنی ہے۔ دل بے ایمان ہو گیا۔ کیا معلوم تھا، گن کوئی بھی نہیں اور اس کے لیے کروں، اس نے تو خوش نہ ہونے کی قسم ہی کھالی ہے۔ پر چلو، یہ شہری لڑکیوں میں عقل کم ہی ہوتی ہے، کم عمر ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ سمجھ آ ہی جائے گی۔ چاچی کہتی تھی۔ ایک دو جواک ہو گئے تو سب ٹھیک ہو جائے گا اور ٹھیک ہونے بھی لگا تھا، پر اللہ نے۔۔۔ اوں ہونہہ۔۔۔ شکوہ نہیں طارق یار۔۔۔! اللہ پھر مہربان ہو گا بندے۔۔۔ اب یہ گلے پڑا ڈھول تو بجانا ہی ہے۔"

۔ طویل سانس لے کر کھڑا ہو گیا۔ کمرے میں آیا تو وہ کروٹ بدلے لیٹی تھی۔ پتا نہیں سو رہی تھی یا نہیں۔ بدل کر دوسری طرف لیٹ گیا۔ کچھ زیادہ دیر نہیں گزری کہ کمرے میں اس کے ہلکے ہلکے خراٹے گونجنے

نے آہستگی سے کروٹ بدلی۔ اس کا سارا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ نجانے اتنے آنسو کہاں سے آ گئے تھے ں نہ ہوتے۔ اس پورے عرصے میں ایمن نے ایک بار بھی طاہر کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔

ہے؟

مال میں ہے؟

کے لیے سب بے معنی تھا۔ وہ اسے اپنے اندر مار چکی تھی۔

میں اس سے نفرت کرنے لگی ہوں؟" اس نے بس ایک بار خود سے اس دن سوال کیا تھا جس دن شاہ میر ملنے آیا۔

"۔۔۔ وہ میری نفرت کے قابل بھی نہیں۔"

اور صرف طارق کو سوچ رہی تھی۔ دن رات، ہر پل، ہر لحظہ۔ اس کی اچھائیاں، اس کی خوبیاں۔۔۔ اس اس کی جدوجہد۔۔۔ اور جتنا سوچتی، اتنا ہی ندامت کے گڑھے میں گرتی جاتی۔

نے نیم تاریکی میں طارق کے چہرے کو غور سے دیکھا۔

ں نیند بچوں کی طرح معصوم اور پرسکون تھی۔ کم از کم ایمن نے تو یہی دیکھا تھا، وہ ہمیشہ اتنی ہی گہری اور پُرسکون سوتا۔

جن کے ضمیر پر کوئی بوجھ نہیں ہوتا، وہ ایسی ہی نیند سوتے ہیں۔"

نے طارق کی پیشانی پر ہاتھ رکھنا چاہا مگر پہلے ہی کھینچ لیا۔ کروٹ بدل کر تکیہ سر پر رکھ لیا، اس کی سسکیاں بلند ہو رہی تھیں۔

❀ ❀ ❀ ❀

ن! میں سوچ رہا ہوں، کچھ دنوں کے لیے گاؤں نہ چلیں۔"

ایمن کا موڈ اچھا تھا، کم از کم وہ بات بے بات رو نہیں رہی تھی اور طارق کے ساتھ بیٹھ کر چائے پی رہی تھی۔ ایمن نے نظروں کا زاویہ بدل کر اسے دیکھا۔

ں؟"

لوگ تبدیلی آب و ہوا کے لیے مری، سوات جاتے ہیں۔ ہم گاؤں جائیں گے۔ چاچا، چاچی بھی خوش ہوں گے۔"

تبدیلی آب و ہوا کی ضرورت نہیں۔" وہ رکھائی سے بولی۔

ری مرضی۔" طارق بدمزہ ہوا۔ ساتھ ہی اس نے سوچا، اسے ہر بات میں "تمہاری مرضی" والا کلیہ چھوڑنا ہو گا۔ "آخر وہ میری بیوی ہے، اس کے لیے میری مرضی مقدم ہونی چاہیے۔"

تھوڑی دیر کے لیے کہیں جانا ہے۔"

"؟"

متذبذب سی اسے دیکھنے لگی جیسے بتانا نہ چاہتی ہو۔

جانا ہے؟" طارق نے دوبارہ پوچھا۔

کے پاس۔" اس نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔

ہے، میں لے چلتا ہوں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"نہیں۔" وہ جلدی سے بولی۔ "مجھے گاڑی کی چابی دے دیں میں خود چلی جاؤں گی۔"
"ایمن! ابھی کچھ کسر باقی ہے۔" طارق کو واقعی غصہ آگیا۔
"ضروری نہیں کہ حادثے بار بار ہوں۔"
"میں نے کہا نا' میں لے جاؤں گا۔ ضد مت کرو' مجھے غصہ مت دلاؤ۔" طارق نے قدرے تحمل سے کہا۔
"آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں ہے۔" وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔
"اس میں بے اعتباری کی تو کوئی بات نہیں۔ چلو ابھی چلتے ہیں۔"
وہ تذبذب میں تھی' طارق کھڑا ہو گیا۔ کچھ سوچ کر وہ اٹھ گئی۔ وہ ڈاکٹر مریم کے کلینک آئی تھی۔ ایک تو وہ ...
تھیں' دوسرے انہیں بات اچھی طرح سمجھا سکتی تھی۔
انہوں نے ہمدردی سے اس کی ساری بات سنی' طارق باہر ہی تھا۔ چیک اپ' ٹیسٹ۔
"رپورٹس کل ملیں گی۔"
"پلیز ڈاکٹر مریم! آپ میری ہیلپ کریں گی۔ میں نہیں چاہتی کہ یہ بات طارق کو پتا چلے' میں اسی لیے آ...
پاس آئی ہوں۔" ایمن نے ملتجی انداز میں کہتے ہوئے ان کا ہاتھ تھام لیا۔
"فکر مت کرو ایمن! میں رپورٹس گھر لے آؤں گی۔" انہوں نے تسلی دی۔
"ڈاکٹر کیا کہہ رہی تھیں۔" طارق نے واپسی پر پوچھا۔
"کچھ نہیں' سب ٹھیک ہے۔" وہ گاڑی سے باہر جھانکنے لگی۔
"کھانا باہر کھائیں؟"
"ہوں۔"
"ایمن! میرے ساتھ آنا اچھا نہیں لگا۔"
"ایسی بات نہیں ہے۔" وہ قصداً مسکرائی اور یہ پہلی مسکراہٹ تھی جو زبردستی سہی' اس کے چہرے پر آ...
"ایمن! ایسے ہی مسکرایا کرو' زندگی میں بہت کچھ چھن جاتا ہے۔ اس کا سوگ اس طرح نہیں مناتے۔"
اور ایمن کی مسکراہٹ بادلوں میں چھپ گئی۔
"پلیز ڈرائیونگ پر توجہ دیں۔"
ایمن یک ٹک انہیں دیکھے گئی۔ ویٹر کھانا سرو کر رہا تھا۔ طارق کا دھیان ادھر تھا۔ مائرہ نے بھی اسے نہیں ...
اور قریب سے گزرتی چلی گئی۔
"کتنا مزہ آئے گا جب ہم ایک ہی گھر میں دیورانی' جیٹھانی بن کر رہیں گی۔"
کیا کچھ تھا جو ایک ہی پل میں ذہن کے پردے پر گزرتا چلا گیا۔
"بسم اللہ کرو۔" طارق کی آواز پر وہ چونکی۔ ایک دم بے تحاشا تھکن رگ و پے میں اتر گئی تھی۔ اس ...
طارق کو واپسی کے لیے کہے مگر اس نے خاموشی سے ڈش تھام لی اور ہر نوالے کے ساتھ آنسو پینے لگی۔
یہ اس کا طارق کے ساتھ آخری کھانا تھا۔

☼ ☼ ☼

خواب گاہ کی باقی روشنیاں بجھ گئی تھیں۔ بس ہلکی نیلگوں چاندنی کا حصار تھا جو دریچہ کھلا ہونے کی وجہ ...
کے بیڈ کے گرد پھیلا تھا۔ وہ بیڈ پر کروٹ کے بل لیٹا تھا۔ جاگ رہا تھا یا سو چکا تھا' بہرحال اس نے آہٹ پر ...
بھی ایمن کو نہیں دیکھا۔
ایمن جانتی تھی' وہ سویا نہیں' ناراض ہے۔
وہ دونوں رات کے کھانے کے لیے اکٹھے ہوئے تھے' جب ڈاکٹر مریم کی ملازمہ اسے بلانے چلی آئی۔

...ن نے ہاتھ میں پکڑا نوالہ پلیٹ میں رکھا اور عجلت میں کھڑی ہو گئی۔
...مانا تو سکون سے کھاؤ پھر چلی جانا۔" طارق نے ٹوکا۔
...ہیں۔" وہ جلدی سے بولی۔ "میں ابھی بات سن کر آتی ہوں' آپ کھانا کھا لیجیے۔"
...میں انتظار کر رہا ہوں' تم ہو آؤ۔" ایمن نے غالباً طارق کی بات بھی پوری نہیں سنی اور بعجلت چلی گئی۔
...کے بعد اب آئی تھی' جب وہ اس کا انتظار کر کے کھانا کھا چکا اور چائے بھی پی کر سونے کے لیے لیٹ چکا تھا۔
...من نے ہاتھ میں پکڑے سفید لفافے کو غور سے دیکھا پھر عقب میں دروازہ بند کر کے بیڈ کے دوسری طرف
...پہلے الماری کا سب سے نچلا خانہ کھول کر لفافہ اس میں ڈالا پھر خاموشی سے بیڈ کے دوسرے کنارے پر لیٹ
...روریچے سے در آتی چاندنی اسے جلانے لگی۔ اسے اندھیرا چاہیے تھا' مکمل اندھیرا جس میں ہر چیز خلط ملط
...ئے' کسی کی کوئی پہچان نہ رہے۔
...کھڑکی بند کر دوں؟" ایمن نے کہنا چاہا مگر گلے میں آنسوؤں کا پھندا سا پڑ گیا۔ وہ کچھ بھی نہ کہہ سکی۔ اس
...روٹ بدل کر طارق کو دیکھا۔ اس نے بازو موڑ کر سر کے نیچے رکھا تھا اور کھلی ہتھیلی ایمن سے زیادہ فاصلے پر
...ے
...ین کا دل چاہا وہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دے یا اس کی پشت پر سر ٹکا کر سکون سے سو جائے مگر درمیان
...نا کچھ حائل تھا کہ وہ یہ ہمت کر ہی نہ پائی۔ بس آنسو بہنے لگے' اک تواتر کے ساتھ' بے آواز۔ پھر لبوں سے
...سسکاری نکلی۔
...سسکی سن لیتا اگر جاگ رہا ہوتا۔
...ارق سو چکا تھا۔
...ور اس کے ساتھ میری قسمت بھی۔" ایمن نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے۔ چہرہ جو آنسوؤں سے تر

...اکٹر شہروز ذرا سا کھنکھارے۔
...قسمت کو بنانا بگاڑنا کسی حد تک انسان کے اپنے اختیار میں بھی ہے۔ تم نے حالات سدھارنے کی کوشش
...ینہ کی؟"
...حالات ایسے رہے کہاں کہ میں سدھار سکتی۔"
...تم اپنی زندگی از سر نو شروع کر سکتی تھیں۔"
...ایسے جیسے۔"
...صاحب' کھانا لگ گیا ہے۔" صغریٰ کی اطلاع پر ایمن نے حیرت سے ڈاکٹر شہروز کو دیکھا۔
...میں نے ابھی تک ڈنر نہیں کیا' آؤ پہلے کھانا کھائیں۔" وہ اطمینان سے کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ گویا کھانے
...کہہ کر آئے تھے۔ صغریٰ اطلاع دے کر واپس مڑ گئی۔
...بھوک ہو نہ ہو' میرا ساتھ دینا پڑے گا۔" انہوں نے ہاتھ بڑھایا۔ ایمن نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے ہاتھ کے
...سے کھڑی ہو گئی۔
...کیا آپ اپنے ہر پیشنٹ کا پیچھا اسی طرح کرتے ہیں؟"
...اکٹر شہروز نے اس کے سوال کا جواب نہیں دیا' البتہ ہنسے دل کھول کر۔
...آؤ پہلے کھانا کھاتے ہیں پھر کافی کے مگ کے ساتھ باتیں ہوں گی۔ تمہیں کوئی پرابلم تو نہ ہوگی۔ اگر میں اتنی...
...کروں۔"
...ہوں۔" وہ کچھ چونکی پھر بے توجہی سے نفی میں گردن ہلا دی۔ صغریٰ نے مہمان کی وجہ سے اہتمام کیا تھا۔
...کھانا یاد بھی نہ تھا۔ اس نے آخری بار پیٹ بھر کر اور اچھی طرح کھانا کب کھایا تھا۔ ڈاکٹر شہروز نے کھانے کے...

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

دوران زیادہ باتیں نہیں کیں۔ خاموشی سے کھانا کھانے کے ساتھ ساتھ اس کی پلیٹ میں بھی کچھ نہ کچھ ڈالتے رہے۔ ایمن نے رغبت سے نہ سہی مگر پیٹ ضرور بھرلیا۔

"اچھی سی کافی' وہ بھی تمہارے ہاتھ کی' ہم لان میں پئیں گے۔" وہ نیپکن ایک طرف رکھ کر کھڑے ہوئے۔ ایمن نے بے دلی سے کافی بنائی۔ انہوں نے پہلا گھونٹ بھرا پھر مایوسی سے سرہلاتے ہوئے بولے۔

"ثابت ہوا' تمہیں کافی بنانا نہیں آتی۔"

"میں نے زندگی میں بگاڑا ہی بگاڑا ہے' ڈاکٹر شہروز مجھے کچھ بھی بنانا نہیں آتا۔" وہ ان کے سامنے آ بیٹھی۔ اس نے سیاہ شال اوڑھ لی تھی' جس میں کہیں کہیں موتی سے دمک رہے تھے۔

"سدھارنے کا عمل بھی تمہارے اندر سے ہی شروع ہوگا۔"

"نہیں سر! اب تو سب کچھ ختم ہوگیا۔" ایمن نے مگ ٹیبل پر رکھا اور دونوں ہاتھ مسلنے لگی۔

"ایمن! اگر زندگی ہے تو کچھ بھی ختم نہیں ہوا۔ یہ انسانی زندگی عجیب گورکھ دھندا ہے۔ جب تک سانس ہے تب تک آس ہے۔ یہ آس انسان کے اندر مرنا نہیں چاہیے' ورنہ انسان موت سے پہلے ختم ہوجاتا ہے۔" انہوں نے رسانیت سے سمجھایا۔

"ڈاکٹر شہروز! میں جب پلٹ کر دیکھتی ہوں تو احساس ہوتا ہے' میری زندگی اتنی بھی کٹھن نہیں تھی' جتنی میں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنالی۔ میری ماں مرگئی' بہت سے لوگوں کی مرجاتی ہے لیکن خدا نے میرے لیے مہرالنساء جیسی مہربان اور شفیق گود مہیا کی اور میرا باپ... جو مجھے کھانا کھلائے بغیر ایک نوالہ نہیں توڑتا تھا اور ان کی بیوی میں مہرالنساء نے بھی مجھے بہت اچھی طرح سے رکھا۔ گھر میں اور بھی بچے تھے۔ مومو... جو جو... بابر... مگر جو جگہ اور حیثیت میری تھی وہ تو کسی کی بھی نہ تھی۔ میرا کمرہ' میرے کپڑے' میرے کھلونے' میری فرمائشیں..."

اس نے آہستگی سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر دونوں بازو شال کے نیچے سینے پر باندھ لیے۔

"ڈیڈی کے جانے کے بعد تھوڑا مشکل وقت آیا۔ مہرالنساء کا رویہ بدل گیا۔ وہ گھر میرا نہ رہا مگر خدا تب بھی مجھ پر مہربان رہا' وہ ان ساری کٹھنائیوں کا صلہ کیپٹن عفان کی صورت میں مجھے دے رہا تھا۔ ایک اچھے خاندان کا لائق سپوت' فوج جیسے معتبر ادارے سے وابستگی' میں عفان سے شادی کرکے اس وقت معاشرے میں باعزت زندگی گزار رہی ہوتی' زندگی ایک دم سیٹل ہوجاتی' مگر نہیں' میں نے قدرت کے منتخب کردہ راستے کے بجائے اپنی خواہشوں اور آوارہ خوابوں کے ہاتھوں مجبور ہوکر ایک غلط راستے کا انتخاب کیا' خود اپنی مرضی سے۔ پھر طارق جان نے ان تاریکیوں میں جگنو بن کر رستہ دکھانے کی کوشش کی' تو میں نے اس جگنو کو اپنی ہتھیلی میں مسل ڈالا' کون کہتا ہے' مجھے کوئی سمجھانے' ہاتھ پکڑنے یا رستہ دکھانے والا نہ ملا۔ بہت ملے۔ مگر انسان جب اپنے نفس کی بے لگام خواہشوں کے ہاتھوں ناچنے لگے تو عقل بند ہوجاتی ہے۔"

"اور ڈاکٹر شہروز..." وہ ٹیک چھوڑ کر آگے کو جھکی۔

یوں لگتا تھا وہ اپنی نہیں کسی اور کی زندگی کو شروع سے آخر تک پڑھ رہی ہے۔ ہر چیز' اک اک لمحہ سامنے بالکل صاف' واضح اور بے حد عیاں تھا۔ وہ چھانٹ چھانٹ کر اس میں سے خوش قسمتی اور بدقسمتی الگ کررہی تھی تو احساس ہورہا تھا کہ اس کی زندگی میں خوش قسمتی کا عمل دخل زیادہ تھا۔

"یہ پھر سے کتنی عجیب بات ہے کہ اتنا سب کچھ ہوا اور قدرت نے میری ساری غلطیوں کو نظرانداز کرکے ایک بار پھر طارق جیسا مخلص شخص میرا ہم سفر بنادیا۔ اور میں نے' میں نے تو گویا اپنی قسمت کے ساتھ کھیلنا شروع کردیا۔ مجھے ایسا کیوں لگا کہ میں نصیب اپنے ہاتھوں سے لکھ سکتی ہوں۔ اوہ سر! میں کتنی خود غرض اور کم فہم لڑکی تھی' میں نہ اچھی بیٹی بن سکی نہ اچھی بیوی' میں نے اگر زندگی میں کچھ کوشش کی تو وہ اللہ کی کوشش ہے۔"

یوں ہنسی گویا خود اپنا ہی مذاق اڑا رہی ہے۔

ڈاکٹر شہروز کافی پی چکے تھے' مگر چپ تھے۔

"اس کے باوجود آپ کہتے ہیں میں زندگی کو بنانے کی کوشش کروں؟ کیسے؟"

ڈاکٹر شہروز کو اس کے سوال سے خوشی ہوئی۔

"ہم میں سے اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہماری زندگی میں خوشیاں لوٹ کر نہیں آسکتیں۔" کچھ دیر کے بعد انہوں نے اپنے مخصوص دھیمے اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کیا۔ ان کے الفاظ سے پہلے ان کے لہجے میں ایسا جادو تھا کہ مقابل کے اعصاب پُرسکون ہونے لگتے۔

"ہم کبھی دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہوسکتے' کیونکہ ہم سے ماضی میں... یہ... یہ اور یہ غلطیاں ہوگئیں' ہم نے فلاں... فلاں شخص کے ساتھ بے حد زیادتی کی۔

اگر ہم ایسا نہ کرتے تو زندگی ایسے گزر جاتی۔

اگر اس وقت ہم نے یہ فیصلہ کرلیا ہوتا تو آج ہم سکھ چین کی نیند سو رہے ہوتے' جب تک سب... سوچیں' یہ سب یہاں سے..." انہوں نے اپنی کنپٹی پر انگلی بجائی۔ "نہیں نکالوگی' تم کچھ بھی نہیں کرسکوگی' تمہارا عمل تمہاری سوچ کے تابع ہے ایمن... ان منفی خیالات کو جڑ سے اکھاڑ دو۔ ہاں... اب تک تم نے جو کیا وہ غلط تھا... مگر تم سب کچھ ٹھیک کرلوگی... ایک بار صرف ایک بار اس سوچ کو اپنے ذہن میں جگہ دو' پیچھے مڑ کر مت دیکھو' ماضی کو دفن کردو' وہاں تمہارے لیے اب کچھ نہیں رکھا۔"

وہ یوں چپ تھی گویا بول بول کر تھک گئی ہو۔

"کسی دانا کا قول ہے۔ گزرا ہوا کل ایک کینسل کیا ہوا چیک ہے' آنے والا کل چیک کی شکل میں محض ایک وعدہ ہے۔ اس کا کیش ہونا ضروری نہیں' صرف حال وہ نقدی ہے جو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ماضی کی غلطیوں کو دہرا دہرا کر اپنے ذہن کو پراگندہ کرنے کے بجائے ان سے سبق سیکھو۔ ان کی تلافی کرو' سوچ لو کہ حال کی اس نقدی کو ماضی کی طرح دونوں ہاتھوں سے لٹاتا ہے' یا سوچ سمجھ کر خرچ کرتا ہے۔"

"میرے ہاتھ خالی ہیں۔" اس نے ہتھیلیاں سامنے پھیلائیں۔

"ٹھیک ہے' لیکن ان ہی خالی ہاتھوں سے تمہیں اپنا مستقبل تعمیر کرنا ہے' ایسی عمارت اٹھانی ہے کہ لوگ تم پر فخر کریں۔ اور یقین کرو ایمن! تم یہ کرسکتی ہو' یہ میرا یقین ہے' اس سب کے باوجود تمہاری صلاحیتیں ختم نہیں ہوئیں' تم ایک آج بھی بہادر اور ذہین لڑکی ہو۔"

ایمن کے لبوں پر اک استہزائیہ سی مسکراہٹ ابھری۔

"فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے تم نے اپنی صلاحیتوں اور ذہانت کو غلط رخ پر استعمال کیا۔ آج تم انہیں درست سمت دو' پھر دیکھنا سب کچھ بدل جائے گا۔"

"آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں۔" ایمن نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام لیا۔

ڈاکٹر شہروز اٹھ کر اس کے عقب میں آکھڑے ہوئے' دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھے۔

"کیونکہ... میں زندگی میں بہت لوگوں سے ملا ہوں۔ بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا ادراک رکھتے ہوں۔ یہ پہلا مرحلہ ہے۔ اس کے بعد سدھار کا عمل شروع ہوتا ہے' اور تم یہ کرلوگی۔"

وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی تھی۔ غالباً ان کی باتوں پر غور کررہی تھی۔ ڈاکٹر شہروز کو لگا آج کے لیے اتنا ہی بہت ہے۔

"رات بہت ہورہی ہے' میں اب چلتا ہوں' ان شاء اللہ پھر ملاقات ہوگی' ایک پُرعزم اور زندگی سے بھرپور ایمن کے ساتھ' جو اس پژمردہ اور اداس ایمن سے بالکل مختلف ہوگی۔ تم ٹیبلٹ لے کر سکون سے سوجاؤ۔" وہ ٹیبل سے اپنا موبائل اور چابی اٹھانے لگے۔

"کیا یہ نیند کی گولیاں ہیں؟" ایمن نے چونک کر انہیں دیکھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ڈاکٹر شہروز مسکرائے۔

"بہت ہلکی ڈوز ہے' صرف سکون کے لیے گولیوں کی پوری شیشی ختم ہو جائے۔ تب بھی بندہ ختم نہیں
انہوں نے اس کی سوچ کے عین مطابق جواب دیا۔

"مرنے کے اور بھی بہت سے طریقے ہیں۔" ایمن نے چڑ کر کہا۔

"ہاں۔ مگر یہ بزدل لوگوں کی سوچ ہے۔ میں جانتا ہوں' تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔ اگر سوچنا ہی ہے تو
طاقت' یہ سوچیے کہ جینے کے علاوہ وہ کون سے طریقے ہیں' جو آپ کی زندگی میں سدھار کے عمل کو جلد از جلد
کردیں۔"

اور جب ڈاکٹر شہروز چلے گئے تو ایمن واقعی اسی نہج پر سوچ رہی تھی۔ مگر سوائے تاریکی کے اور کچھ نہیں
تھا۔

□ □ □ □

"آپ نے دیکھا اماں جی! ان کا حال۔" حرا نے بڑے صبر سے کھانا کھلا کر بچوں کے سونے کا انتظار کیا۔ اماں
جی نے چپکے سے آنکھ میں آئے آنسو پونچھ ڈالے۔

"یہ کوئی بات ہے' کھانے کے وقت بس فون کر دیا کہ میں نہیں آ سکتا۔"

"مردوں کو سو کام ہوتے ہیں بچے! کیوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر خود کو پریشان کرتی ہو' یہ بہت معمولی باتیں ہیں
"ہاں۔ بس کام نمٹاتے رہیں گھر' فیملی' بچے' ان کا کوئی حصہ نہیں' سارا دن وہ بھی بزی اور میں بھی' ایک
کا کھانا ہی تو اکٹھے نصیب ہوتا ہے' بچے بھی فیل کرتے ہیں۔" وہ ان کے قریب بیٹھ گئی۔

"انہیں بھی سمجھاؤ۔ خود بھی اس بات کی وجہ سے اس سے بحث مت کیا کرو۔ وہ تو بہت ذمہ دار ہے۔
تنگی نہیں' آنے جانے میں روک ٹوک نہیں۔ بچوں کا اور تمہارا خیال بھی رکھتا ہے' خدا کا شکر ادا کیا کرو
مرد ہیں' جو دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں گھر نہیں جھانکتے' بیوی کو گھر کے کونے کھدرے میں پڑی
بچوں کو جی کا جنجال سمجھتے ہیں۔" انہوں نے رسانیت سے سمجھایا' پھر بات بدل دی کہ حرا اور ان کے بیچ
میں واضح فرق تھا۔ اس لیے نہ وہ ان کی بات سمجھ سکتی تھی اور نہ اماں جی اسے زبردستی سمجھا سکتی تھیں۔

"بچے سو گئے؟"

"جی!" حرا نے وہ تصویر دیکھ لی۔ جسے انہوں نے تکیے کے نیچے رکھنے کی کوشش کی تھی۔

"یہ کس کی تصویر ہے؟"

انہوں نے چونک کر دیکھا۔ پھر ایک خاموشی سے تصویر نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔ "شاہ میر۔"

"شاہ میر؟" حرا نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔ اماں نے تھک کر تکیے پر سر ڈال دیا۔

"میرا بیٹا' میری اکلوتی اولاد۔" حرا نے اک اچنبھے سے انہیں دیکھا۔

"ہاں حرا۔ یہ میرا بیٹا۔ میری اکلوتی اولاد ہے۔ ان سب کا سوتیلا بھائی۔" انہوں نے گویا سب
اراوہ کر لیا تھا۔

"آپ کا مطلب ہے' یہ شہروز اور ان کے بہن بھائی۔" حرا متعجب تھی۔

"ہاں' میری سوکن کی اولاد ہیں۔" انہوں نے سکون سے بتایا اور کمبل کھینچ کر سینے تک کر لیا۔ حرا
اک جھٹکا ہی تھا۔ وہ تو جب سے بیاہ کر آئی' اماں جی کو ہی دیکھا تھا' کبھی ایک بار بھی احساس نہ ہوا کہ ان
کوئی سوتیلا رشتہ ہے۔

"میں ان کے باپ کی پہلی منکوحہ تھی۔ مگر بیوی کا درجہ اس وقت ملا جب ان کی دوسری بیوی اپنی اولاد
چل بسی۔ ان کو میں نے ہی پالا ہے۔ شاہ میر ان سب سے چھوٹا ہے۔ اسے اپنے باپ سے نفرت تھی' شاہ
کی بے قدری کا دکھ تھا۔ یہ لوگ بہت چھوٹے تو نہیں تھے۔ مگر گھر سنبھالنے کے لیے اک عورت کی ضرورت

تو ایک حویلی کا انتظام تھا۔" انہوں نے دھیرے دھیرے حرا کو وہی کہانی سنائی' جو شاہ میر نے کیتھی کو
دم بخود سن رہی تھی۔

کہاں ہے؟" اس نے ایک نوعمر لڑکے کی تصویر کو غور سے دیکھا۔ جس کی مسیں بھیگ رہی تھیں۔
سے نفرت تھی' مجھ سے خفا ہو کر چلا گیا' اور ایسا گیا کہ کبھی لوٹ کر ہی نہ آیا۔ اب سنا ہے کہ پاکستان آ گیا
مجھ سے ملنے کب آئے گا۔"

کیسے پتا چلا؟"

کسی جاننے والے نے بتایا ہے۔ اس نے شادی کر لی تھی' بیوی فوت ہوئی تو بچے کو لے کر پاکستان
ضبط سے بول رہی تھیں۔

بتایا کہ پاکستان میں کہاں ہے؟"

" انہوں نے تھک کر آنکھیں موند لیں۔ بات ایسی تھی کہ حرا' شہروز اور ان سے وابستہ ناراضی وقتی
تھی۔ وہ تو اماں جی کے باہمت اور صابر چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

تے ہیں' دکھ کو اپنے اندر دفن کر کے دوسروں کے لیے زندگی جینے والے' ہر کسی میں یہ ہمت کہاں۔"
آہستگی سے ان کی پیشانی پر ہتھیلی رکھی اور آہستہ آہستہ دبانے لگی۔

کیا اتنا ہی سہل ہے' سگی اولاد کو بھول کر خود کو سوتیلے رشتوں میں بانٹ دینا۔"

تا ہے بچی! انسان کی بساط کیا۔ اور تم انہیں سوتیلے نہ کہو' مجھے تکلیف ہوتی ہے۔"

کو آپ کی ریاضت کا صلہ ضرور دے گا۔"

اپنے اللہ پر پورا بھروسا ہے۔" انہوں نے ذرا سا توقف کیا' پھر دھیرے سے بولیں۔ "اب تو اولاد والا
ماں کی مجبوریوں کو سمجھ سکے۔"

ہر شہروز کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔

ہے۔ سنو۔ اب اس سے الجھنے مت لگ جانا۔"

حرا ہنس دی' الجھنا نہیں' لیکن اس نے پوچھنا ضرور تھا۔ دکھ سکھ کی سانجھ کا رشتہ تھا۔ پھر اتنا بڑا راز

!

مکان پسند آیا تھا۔ شہر کے ہنگاموں سے قدرے دور' پُرسکون ٹھنڈی سڑک سے آگے۔ بہت سے
خوبصورت بنگلوں کے درمیان وہ ایک پرانا اور چھوٹا سا گھر تھا۔ جس کے عقب سے چھوٹی نہر گزرتی
کمرے' کچن اور باتھ۔ اسے اس گھر میں کمرہ ایک ہی ملنا تھا۔ مگر وہ باقی سارا استعمال کر سکتا تھا۔
کمرے کے جس میں گھر کا مالک مقیم تھا۔

اچھی جاب مل گئی تھی۔ وہیں بلال سے ملاقات ہو گئی۔ وہ دوست بنانے سے ہمیشہ ہی کتراتا تھا۔ مگر
کام شروع ہوا تو جلد ہی دوستی بھی ہو گئی۔ شاہ میر نے اسے اپنے بارے میں مختصر ہی بتایا تھا۔ باتوں
کی بات ہوئی' تو بلال نے بتایا "اس کے دور پار کے رشتے دار اپنے گھر میں اکیلے ہی رہتے ہیں' علاقہ
ستھرا ہے' وہاں سے قریب ہی بچوں کا ایک اچھا اسکول بھی تھا۔

عزیز ساتھ نہیں رہتا؟"

نہیں ہے' ایک عورت بہت عرصے سے کام کے لیے آتی ہے' کھانا پکانا' کپڑے دھونا' صفائی ستھرائی
لوگ آتے جاتے خبر گیری کر جاتے ہیں۔"

سے کسی کے گھر شفٹ کر جائیں۔ اکیلے تو بہت مشکل ہوتی ہو گی۔" شاہ میر نے یہ صعوبتیں دیکھی
اک بوڑھے انسان تھے۔ شاہ میر کو بنا دیکھے ان سے ہمدردی ہونے لگی۔

بہت زور دیا' مگر وہ مانتے ہی نہیں۔ ساری زندگی بہت خودداری کے ساتھ گزاری ہے' اب دوسروں پر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

بوجھ نہیں بننا چاہتے۔ پنشن آتی ہے' اسی سے گزارہ کرتے ہیں۔" بلال نے بتایا۔ وہ اسے اپنے سا
لایا۔

"ایسا تنہائی پسند شخص کسی اور کے ساتھ گزارا کیسے کرے گا؟" شاہ میر کو تشویش ہوئی۔ وہ دونوں
کے صحن میں کھڑے تھے۔ صحن خالی تھا اور صاف ستھرا بھی۔ پورے صحن میں کوئی چیز نہ تھی۔ بلال
دروازہ کھول رہا تھا' جہاں شاہ میر کو ٹھہرنا تھا۔ وہاں کچھ کچھ سامان پڑا تھا۔ اک بڑی سی کھڑکی پیچھے
جس میں سلاخیں لگی تھیں۔

"میں یہ سامان اسٹور میں رکھوا دوں گا۔"

"یہاں رنگ و روغن کروانا پڑے گا۔" شاہ میر نے سفیدی جھڑی دیواریں دیکھیں۔

"ہو جائے گا سب کچھ۔" وہ اسے ساتھ لیے دوسرے کمرے کی طرف بڑھا' جبکہ شاہ میر
سامان کی لسٹ بنا رہا تھا' جو اسے یہاں آ کر نیا خریدنا تھا۔

"السلام علیکم بابا۔"

پلنگ پر تکیوں کے سہارے بیٹھے بزرگ نے چونک کر انہیں دیکھا۔ ان کی ٹانگوں پر کمبل تھا۔
انہوں نے آنکھوں پر لگی عینک اتار کر ہاتھ میں لے لی۔

"کیسے ہو برخوردار؟" ان کے چہرے پر بے حد جھریاں' سر کے بال بے حد سفید اور داڑھی
"ٹھیک ٹھاک... یہ شاہ میر ہے۔" بلال اس کا تعارف پہلے ہی کروا چکا تھا۔

"ہوں..." انہوں نے بس اک سرسری نگاہ اس پر ڈالی۔ "اکیلا ہے۔"

"اکیلا ہی سمجھیں' بس اک چھوٹے بچے کا ساتھ ہے۔"

"چھوٹے بچے بے حد شور کرتے ہیں' اور مجھے شور پسند نہیں۔" وہ کھڑکی سے باہر جھانکتے ہو
"تو کیا میں کوئی اور گھر دیکھوں۔" شاہ میر کا لہجہ خشک تھا۔ شاہ نیل کے حوالے سے وہ ہلکی
نہیں کر سکتا تھا۔ انہوں نے چونک کر شاہ میر کو دیکھا اور بے حد غور سے دیکھا۔

"محبت میں شدت اچھی نہیں۔ خواہ اولاد سے ہی کیوں نہ ہو' یہ دھوکا دے جاتی ہے۔"

نجانے کیوں شاہ میر مضطرب سا ہو گیا۔

"تم کل سے ہی آ جاؤ' یاد رکھو..." انہوں نے انگلی کھڑی کی۔ "اس ایک کمرے کے علاوہ پورا
سمجھو تم نہیں' میں تمہارا کرایہ دار ہوں۔ بس اس کمرے میں جھانکنے کی کوشش مت کرنا۔"

"مجھے بوسیدہ چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔" شاہ میر نے کمرے میں بھری بے تحاشا پرانی
ہی قطار میں شمار کیا۔ اس کے بے حد روکھے لہجے پر وہ مسکرا دیے۔

"ایک دن تمہیں بھی بوسیدہ ہونا ہے' خدا حافظ۔"

انہوں نے عینک ناک پر رکھی' اور کتاب کا مطلوبہ صفحہ ڈھونڈنے لگے۔

☼ ☼ ☼

"میرا خیال ہے' اب تم مجھ سے جان چھڑانا چاہتے ہو۔"

فواد کا فون اتنے دنوں کے بعد آیا کہ وہ مایوس ہو چکی تھی۔ دل میں اتنے وسوسے تھے کہ وہ
"یہ خیال تمہیں کیوں آیا؟" اس کے بشاش سے لہجے پر وہ کچھ اور بدگمان ہو گئی۔

"آج کتنے دنوں کے بعد فون کیا ہے۔" وہ بتا نہیں سکتی تھی کہ یہ دن اس نے کس اضطراب میں
"یار! تھوڑا مصروف تھا۔ پھر ابو نے کسی کام کے سلسلے میں فیصل آباد بھیج دیا۔ پورا ہفتہ وہاں لگ
"فون تو کہیں سے بھی کیا جا سکتا ہے فواد۔" وہ سنجیدہ تھی۔

"تم نے بھی تو نہیں کیا۔"

تے ہو' میرے پاس بیلنس نہیں ہوتا۔ گھر کے نمبر سے ٹرائی کیا تو تمہارا نمبر بند جا رہا تھا۔"
! غلطی ہو گئی۔ اب اسی ایک بات کو لے کر الجھتی رہو گی۔ میں نے تم سے ایک اہم بات کرنا تھی۔"
ں تم سے ایک اہم بات ہی کرنا تھی۔" وہ اٹھ کر کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی۔ یہاں سے کوئی بھی کمرے کی
ورا' نظروں میں آ جاتا تھا۔

بتاؤ۔"

، اور لوگوں کو گھر بلا رہی ہیں۔ پہلے تو معاملہ سنبھال لیا۔ لیکن میں بار بار ایک ہی کھیل نہیں کھیل سکتی'
ی ہوا تو میری گردن دبا دیں گی۔"

ں کے لال کی ہمت ہے کہ میری مومو کو ہاتھ بھی لگا سکے۔"

لگانے کا وقت نکل گیا فواد! اب صرف عمل کا وقت ہے۔ کچھ کرنا ہے تو کرو' ورنہ اس بارے میں کچھ نہیں
ر تمہیں واقعی مجھ سے محبت ہے تو اسے ثابت کرو' ورنہ سب ختم سمجھو۔"

رات ہی مومو کی جوجو کے ساتھ اچھی خاصی بحث ہوئی تھی۔ جوجو نے تو صاف کہہ دیا تھا کہ فواد اس
نہیں ہے۔ صرف اور صرف فلرٹ کر رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ مومو کوئی چوٹ کھائے' اسے اپنی
ہنی چاہئیں۔

ں اسے اچھی طرح جانتی ہوں۔" مومو نے احتجاج کیا۔

اتنا ہی جانتی ہو' جتنا فواد نے تمہیں خود اپنے بارے میں بتایا ہے۔ اور کوئی بھی انسان خود کو برا نہیں
کے سامنے صرف اپنی اچھائیاں بیان کرتا ہے۔ تم اس کے بارے میں کیا جانتی ہو؟ اس کا گھر بار
کے بہن' بھائیوں سے ملی ہو...؟ سارا دن کالج کے سامنے کھڑے ہو کر لڑکیوں کو سیٹیاں مارنے
ہو گا۔" جوجو کے لہجے میں تلخی ہی تلخی تھی۔ یوں لگتا تھا' وہ فیصلہ کر چکی ہے' اگر وہ باز نہ آئی تو سب
بتا دے گی۔ شاید وہ آخری بار مومو کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔
و کو اس وقت یہی لگا۔
یا کا بزنس ہے۔"
و تو اسے بیچنے والا بھی یہی کہتا ہے کہ وہ بزنس کر رہا ہے۔"
یا چاہتی ہو؟" مومو کی آنکھیں لبالب بھر آئی تھیں۔ جوجو نے اٹھ کر اسے گلے لگا لیا۔
تمہیں چاہتی ہوں۔ اپنی بہن کو' مجھے صرف تمہاری خوشی عزیز ہے' لیکن وقتی خوشی کے لیے
نویں میں نہیں گرنے دوں گی۔ اس کا فون آئے تو صاف کہہ دو' اگر وہ سنجیدہ ہے تو ایک ہفتے کے
والدین کو بھیج دے۔ یقین کرو۔ اگر وہ معقول انسان ہوا تو میں اور بابر بھائی تمہارا پورا ساتھ دیں

"مومو سہم کر اس سے الگ ہوئی۔ "تم نے انہیں بتا دیا؟"
نہیں... پلیز... مومو۔ اس شخص کی خاطر اپنے گھر والوں کو دھوکا مت دو۔"
ی حد تک مومو کی سمجھ میں آ گئی تھی' یا وہ فواد کی طرف سے مایوس ہونے لگی تھی۔
طرح ختم ہو سکتا ہے مومو...۔"
آپ باتیں کرنے کا وقت گزر چکا' اپنی محبت ثابت کرو۔"
م اسے محبت کہتی ہو؟"
چاہتے ہو؟" مومو کا دل ڈوب کر ابھرا۔
ہے تمہیں مجھ سے محبت کا۔ کوئی ایک ثبوت بھی دیا' کتنی بار منتیں کیں' مومو! مجھ سے آ کر مل لو'
ا جاؤ' لیکن نہیں' صرف فون پر خالی خولی محبتوں کے دعوے ہیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"فواد۔۔۔" وہ ششدر سی رہ گئی۔ "تم چاہتے تھے، میں تمہارے ساتھ پارکوں اور ہوٹلوں میں
لڑکیوں کی طرح، جو ہر دوسرے لڑکے کے ساتھ اپنا وقت گزارتی ہیں۔"
"تو کیا حرج تھا۔۔۔ فی زمانہ یہ اتنی اچنبھے کی بات تو نہیں، کسی ہوٹل میں کھانا کھالیا، کسی پار
گزارنا، ایک دوسرے کو گفٹ دینا، اس میں کیا برا ہے۔" ایک ہی پل لگا کہ فواد کا لہجہ و انداز
گئے، مومو ہکا بکا تھی، ابھی چند سیکنڈ قبل وہ کیا کیا دعوے کر رہا تھا۔
"سوری فواد! اپنی ماں کو دھوکا دے کر کسی غیر مرد کے ساتھ چند گھنٹے پارکوں یا ہوٹلوں میں وقت
لیے ممکن نہ تھا۔ میرا تعلق ایک شریف گھرانے سے ہے۔" وہ پھٹ پڑی۔
"اچھا تو یہ شریف گھرانے کی لڑکی اب کیا کر رہی ہے۔ رات رات بھر جاگ کر گھنٹوں فون
گھر کی لڑکی کو زیب دیتا تھا، ملنا نہیں۔"
فواد کی بات تیر کی طرح دل میں ترازو ہوگئی، مومو تڑپ اٹھی۔
"تمہیں کیا خبر، میرے ایک اشارے پر لڑکیاں کھنچی چلی آتی ہیں، اور تم۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے
صرف وقت ہی برباد کیا۔"
مومو کو بڑے زور کی چوٹ لگی، وہ کھڑے سے بیٹھ گئی۔
"فواد۔ تم میرے ساتھ صرف ٹائم پاس کر رہے تھے؟"
"تو تم بس کیا لگا، میں اپنی اماں کو تمہارے گھر بھیج رہا تھا۔۔۔" وہ سراسر اس کا مذاق اڑانے لگا۔
کھیل کو ختم کرنے کا سوچ لیا تھا کہ اس کھیل میں بس خسارہ ہی رہا۔۔۔ نہ مومو کی طرف سے کوئی
کوئی رنگین و سنگین قسم کی ملاقات۔۔۔ خالی خولی باتوں سے کوئی کب تک دل بہلائے۔۔۔
اصرار۔۔۔ اب وقت آگیا تھا کہ اس کھیل کو انجام تک پہنچایا جائے۔۔۔ دوستوں کے ساتھ شرط
مومو گنگ سی ہوگئی۔ ایک لفظ نہ بول سکی۔۔۔ ہاں جوجو کی باتیں ذہن میں ایک ایک کر کے
"سوبی ٹھیک کہتی تھی۔۔۔ تم اپنی ٹائپ کی لڑکی نہیں ہو۔"
"نوین۔۔۔ ٹائن۔۔۔" اس کا ماؤف ہوتا دماغ بری طرح چونکا۔
"اچھا نیک بی بی! اب مجھے اجازت دو۔۔۔ مجھے اپنی نئی گرل فرینڈ کو کالج سے پک کرنا ہے۔۔۔
تو پٹے ہے۔۔۔ ہاتھ پکڑو تو۔۔۔" وہ خباثت سے ہنسا۔
"تمہیں میری طرف سے کوئی گلہ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ کہ میں نے تمہیں کسی قسم کا
پہنچایا۔۔۔ نہ بلیک میلنگ کا ارادہ ہے۔ صرف اس لیے کہ تم ٹائن کی دوست ہو۔۔۔ اور ٹائن میری۔"
موبائل مومو کے ہاتھ سے پھسل چکا تھا۔
تو اس سب میں ٹائن کا ہاتھ تھا۔۔۔" ایک ایک کر کے بہت سے منظر، بہت سے فقرے ذہن
تھے۔۔۔ سچ ہی کہا ہے کہ بری صحبت برا رنگ لاتی ہے۔۔۔ کتنا سمجھایا کرتی تھی جوجو۔۔۔ کہ ٹائن
۔۔۔ وہ اپنے ساتھ ساتھ تمہیں بھی خراب کرے گی۔
اسے مریم یاد آئی۔۔۔ اور باقی سہیلیاں سب نے ایک ایک کر کے اسے چھوڑ دیا تھا کہ ٹائن
انہیں بھی مشکوک کر دیتا۔۔۔ وہ اس کی ہم عمر سہیلیاں اتنی سی بات سمجھ کر رستہ بدل گئیں اور
احمق تھی کہ ٹائن کی خاطر ان سب سے قطع تعلق کر لیا۔
اسے یاد آیا کہ کالج میں لڑکیاں ٹائن کے بارے میں کیا کیا باتیں کرتی تھیں۔۔۔ تو اس نے
کے بارے میں بھی۔۔۔
"اور یہ فواد۔۔۔" مومو نے دھندلائی آنکھوں سے نیچے گرے موبائل کو دیکھا۔
"میں نے تو تم سے سچ مچ محبت کی تھی اور تم۔۔۔ تم صرف فلرٹ کر رہے تھے۔۔۔

ے باہر آ کر ملوں۔۔۔ اور جو میں تمہاری محبت پر اعتبار کر کے یہ بھی کر گزرتی تو آج میرے دامن میں
ف رسوائی اور بدنامی۔۔۔ میں نے تمہاری خاطر اپنے گھر والوں کو دھوکا دیا۔۔۔ بہن سے لڑائی
۔۔۔ میں کس قدر بری لڑکی ہوں۔"
ہوں پر ہاتھ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔
ے گری تھی۔۔۔ اپنے جذبوں کی بے وقعتی پر ماتم کناں تھی اور۔۔۔
ری طرف کھڑا وجود بھی دھماکوں کی زد میں تھا۔
نے سنا۔ وہ بے حد انہونا اور غیر متوقع تھا۔
اپنا سارا غرور اور فخر اپنے ہی قدموں میں ڈھیر ہوتے دیکھا اور کمرے کی طرف چل دیں۔
ں سے شکستگی اور ہار کپٹی تھی۔

☼ ☼ ☼

ے انداز میں بیدار ہوئی۔
زرتے اخبار والے کی ٹن ٹن۔۔۔ دودھ والے کے کھڑکھڑاتے برتن۔۔۔ اسکول کی طرف بھاگتے
کچھ وہی تھا۔۔۔ مہرالنساء نماز کے بعد قرآن پاک کھولے بیٹھی تھیں۔۔۔ مومو حسب معمول کچن

پاتھا؟
بھاگ دوڑ کر تیاری کرتی، جوجو نے اپنے اندر اک الجھن سی محسوس کی اور چونک کر ادھر ادھر

معمول سے ہٹ کر ہے۔"
آنکھ سے بہتے آنسو۔
تحاشا خاموشی۔
کے لیے آواز لگائی تو مومو نے ناشتہ میز پر لگا دیا۔
پکارا تو ہاتھ میں چائے کا مگ تھما گئی۔
بے حد خاموشی کے ساتھ۔

ہو کر ہوں۔۔۔"
ں نہیں لے سکتیں۔" جیسے جملے معمول کا حصہ تھے۔
نساء کی تلاوت ختم ہو رہی تھی نہ مومو کی خاموشی۔
دوپٹہ۔۔۔"
اس کا ریڈ دوپٹہ ڈھونڈ کر تھمایا تو جوجو نے دوپٹے کے بجائے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔ تب اس نے
بے تحاشا سرخ رت جگے کی غمازی کرتی اداس شکست خوردہ آنکھیں۔
کچھ پوچھا بھی نہ تھا کہ وہ ہاتھ چھڑا کر کچن میں چلی گئی۔
پیچھے گئی۔
سلیب پر ٹکائے ضبط کے کڑے مرحلوں سے گزر رہی تھی۔
جوجو نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ وہ جو سوچ رہی تھی۔ اپنی رسوائی اور بے قدری کی
سنانی۔۔۔ پلٹ کر اس سے لپٹ گئی۔۔۔ بہن کو کچھ بھی بتانے کی ضرورت نہ تھی۔۔۔ وہ اس کے
کچھ اخذ کر گئی۔۔۔ جان گئی کہ چوٹ بہت گہری لگی ہے۔۔۔ مگر مطمئن ہو گئی کہ نقصان زیادہ نہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہوا تھا۔ باقی رہی موموتو وقت کے ساتھ ساتھ اسے سنبھل ہی جانا تھا۔
"تم سچ کہتی تھیں جوجو۔۔۔ میں جسے محبت سمجھی تھی۔۔۔ وہ۔"
"شی۔۔۔" جوجو نے تیزی سے اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ "ممی لاؤنج میں ہیں۔۔۔"
مومو دوپٹے سے اپنی آنکھیں خشک کرنے لگی۔
"سمجھو کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔ میں ابھی کالج جا رہی ہوں۔۔۔ رات کو بیٹھ کر باتیں کریں گے۔" ...
کے گال پر پیار کیا۔۔۔ اور دوپٹہ لے کر باہر نکل گئی۔۔۔ لاؤنج میں مہرالنساء نے قرآن پاک جزدان ...
دعا کے لیے ہاتھ پھیلا دیے۔
"...ی! خدا حافظ۔"
انہوں نے ہلکا سا سر کے ساتھ اشارہ کیا۔۔۔ تو وہ باہر نکل گئی۔ ایک طویل دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ ...
ساتھ ہی سارے آنسو خشک کر لیے۔

□□□□

شاہ میر آخری بیگ بند کر کے سیدھا ہوا اور طائرانہ نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا کہ وہاں کوئی ...
گئی۔۔۔ ایک کونے میں شاہ نیل کے دو ایک کھلونے پڑے تھے۔ مگر وہ پرانے اور ٹوٹے ہوئے تھے۔۔۔
انہیں وہیں چھوڑ دیا اور دونوں بیگ اٹھا کر دوسرے کمرے میں آ گیا۔
وہ کمرہ بھی بالکل خالی تھا۔
نہ طاہر تھا' نہ طاہر کا سامان۔۔۔
مسافر اپنی منزل کی طرف جا چکا تھا۔
وہی منزل جس سے وہ کب کا بھاگ رہا تھا۔
"یونہی ہوتا ہے۔۔۔ ہم جیسے انسانوں کے ساتھ۔۔۔ جو راستوں کو منزل سمجھ کر بھاگتے چلے جاتے ہیں ...
اصل کی طرف لوٹنا ہی پڑتا ہے۔"
جس دن اس نے طاہر سے اس کے بھائی کا فون نمبر لیا۔۔۔ طاہر کس قدر خوف زدہ تھا۔۔۔
"اگر وہ نہ آئے تو میں کہاں جاؤں گا؟"
اس کی آنکھوں میں یہ سوال خوف بن کر منجمد ہو گیا تھا۔
مگر وہ آ گئے تھے۔
لاکھ اس سے ناراض سہی۔ مگر یہ خون کے رشتوں کی کشش تھی کہ وہ اس کی حالت سن کر رہ نہ ...
شاہ میر نے ان سے صرف ایک ہی سوال کیا تھا۔
"آپ طاہر کو لینے آئیں گے یا میں کسی ایدھی ہوم سے رابطہ کروں۔۔۔"
"میں آ رہا ہوں۔۔۔"
طاہر نے شاہ میر کے منہ سے سنا تو کتنی دیر بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔ پھر پھوٹ پھوٹ کر ...
"میں نے زندگی بھر انہیں کچھ نہیں دیا۔۔۔"
"میں جانتا ہوں زندگی وہاں بھی تمہارے لیے زیادہ آسان نہ ہو گی۔ مگر تم اپنوں کے درمیان ہو ...
نے اسے تسلی دی اور اس کا سامان پیک کرنے لگا۔
جو لوگ زندگی کی قدر نہیں کرتے' زندگی ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتی ہے۔
کیا تم نے خدا کی اس نعمت کی قدر کی؟"
سوال اتنا کڑا تھا کہ جھرجھری لے کر سامان اٹھاتا فلیٹ سے نکلتا چلا گیا۔ اسے ابھی شاہ نیل کو ...
طرف سے لینا تھا۔

☼ ☼ ☼

ایسا کیا ہو کہ زندگی پھر سے رواں دواں ہو جائے۔" یہ سوال ایمن کی مثبت سوچ کا عکاس تھا۔ وہ
۔۔۔ گویا ایمن بگڑے کو سنوارنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔
ماضی ہے امی۔"
ہے میں اپنے بھیانک اور تلخ ماضی سے جان چھڑا پاؤں گی۔"
ہمارے ہاتھ میں ہے۔۔۔ چاہو تو طاق پر سجا دو' ہر صبح اس کی آرتی اتارا کرو۔۔۔ چاہو تو کاٹھ کباڑ
میں پھینک دو۔" انہوں نے رسانیت سے مشورہ دیا تو ایمن الجھ کر انہیں دیکھنے لگی۔
کے ساتھ زیادتی نہیں؟"
۔ تم پورے خلوص کے ساتھ طارق کے ساتھ زندگی گزارنے کو تیار ہو۔ اب تمہاری وفائیں'
پوری کی پوری طارق کے ساتھ ہیں۔۔۔ تمہیں صرف ایک فیصلہ کرنا ہے۔۔۔ طارق کو بلا لو' یا خود
جاؤ۔ پھر پیچھے پلٹ کر مت دیکھنا کہ آگے رستہ صاف ہے۔"
آئے گا۔۔۔؟" اس نے خوف زدہ لہجے میں سوال کیا۔
ن اور محبتوں کی شدت کے ساتھ بلاؤ گی تو ضرور آئے گا۔"
خ بدل کر کھڑکی سے جھانکتی بیل کو دیکھا۔
ئب تھے۔۔۔ منظر پر خشک ٹہنیاں غالب تھیں۔
ہے۔۔۔ وہ جانے سے قبل فیصلہ کر چکا تھا۔"
جا سکتے ہیں۔"
فیصلہ نہ بدلا تو۔۔۔" اس کی نگاہیں اب بھی خشک ٹہنیوں سے الجھ رہی تھیں۔
۔۔۔ بس۔۔۔ وہ یہ سب انسان کو کمزور کرنے والے الفاظ ہیں۔۔۔ شکوک پیدا کرتے ہیں' عمل سے
اپنی ڈکشنری سے نکال دو۔ جو بھی قدم اٹھاؤ پورے یقین کے ساتھ اٹھاؤ۔"
ہوں کا زاویہ بدل کر انہیں دیکھا۔ اس کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ بکھر گئی۔
تک جو بھی قدم اٹھایا۔ پورے یقین کے ساتھ اٹھایا تھا۔۔۔ انجام سامنے ہے۔"
ں لگتا تمہارا یہ قدم درست سمت میں جا رہا ہے۔"
ت جواب آیا۔
ہیں تمہارا ضمیر تمہارا ساتھ نہیں دے رہا ہے؟" ڈاکٹر شہروز نے اچنبھے سے سوال کیا۔
ن کا لہجہ پہلے سے زیادہ صاف اور واضح تھا۔

ہوں' یہ طارق کے ساتھ زیادتی ہے۔۔۔ وہ بے حد شریف اور ہمدرد انسان ہے۔۔۔ کیوں ایک
ساتھ زندگی گزارے۔"
کرپٹ تھیں۔۔۔ اب نہیں ہو۔ سمپل۔"
سمپل۔۔۔ جو کرپشن میں نے اس شریف انسان کے ساتھ کی۔ وہ مرتے دم تک میرے ساتھ
ہوں تب بھی اس گلٹ سے خود کو نہیں نکال سکتی۔"
کی؟" انہوں نے نارمل سے لہجے میں پوچھا۔
ب کچھ بتا دوں گی۔"
نہوں نے ذرا سا توقف کیا۔ "تم ایسا کیوں نہیں سوچتی ہو کہ اتنا سب کچھ ہو گیا۔۔۔ مگر طارق کو کسی
پڑی۔ جس بات کا پردہ خدا رکھنا چاہتا ہے۔۔۔ تم اسے خود کھول دو گی۔۔۔ ایمن! یہ غلط ہے۔"
کھڑی ہو گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ڈاکٹر شہوز! میں نے زندگی بھر غلطیاں ہی کی ہیں۔۔۔ ایک غلطی اور سہی۔۔۔ ایسی غلطی جو مجھے ہمیشہ کے لیے نجات دلا دے گی۔۔۔ اب فیصلہ اس کا ہو گا۔۔۔ اور میرے لیے اس کا ہر فیصلہ مقد
"ایمن! وہ انسان ہے فرشتہ نہیں۔۔۔" ڈاکٹر شہوز نے اسے باز رکھنے کی کوشش کی۔
"میں نے کہا نا' مجھے اس کا ہر فیصلہ منظور ہے۔۔۔ بہت بہت شکریہ ڈاکٹر شہوز' آپ نے واقعی ... ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں سچ مچ پاگل ہو جاتی۔۔۔ آپ نے مجھے بہت سی راہیں سجھا دی ہیں۔۔۔ نہ کچھ ٹھیک ہو ہی جائے گا۔"

✠ ✠ ✠ ✠

"تم نے مجھے کتنا سمجھایا۔۔۔ کہ نائن سے دوستی مت کرو۔۔۔ وہ اچھی لڑکی نہیں۔ لوگ اس ... یہ باتیں کرتے ہیں۔۔۔ مگر میں نے تمہاری ایک نہیں سنی۔۔۔ سب اچھی سہیلیاں چھوڑ ... بنک کرتی' کالج کے کونوں کھدروں میں بٹھا کر اپنے بوائے فرینڈز کے قصے سناتی' آج وہ۔۔۔ کل ... سے کالج آتی اور دیوار پھلانگ کر کسی نہ کسی لڑکے کے ساتھ نکل جاتی۔۔۔ میں یہ سب دیکھ رہی تھی ... یہی سوچتی کہ وہ یہ سب کر رہی ہے۔۔۔ میں تو نہیں۔۔۔"

دونوں کچن ٹیبل کے گرد آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔۔۔ دونوں کے سامنے چائے کے مگ رکھے تھے۔ بھاپ نکلنا بند ہو چکی تھی۔

"یونہی تو بزرگ نہیں کہہ گئے کہ انسان اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔۔۔ اچھے دوست اصل راستہ دکھاتے ہیں۔۔۔ نائن تو خود گمراہ تھی۔۔۔"

"آج پتا چلا۔۔۔ فواد کو میرے بارے میں ہر ہر بات کی خبر کیسے ہو جاتی تھی۔"

"جو کچھ ہوا تم بھول جاؤ۔۔۔ خدا کا شکر ادا کرو۔۔۔ ورنہ لڑکے کس کس حد سے نہیں گزر جاتے۔ کی زندگی تباہ کر دینا اس جیسے بد قماش لڑکے کے لیے اتنا بھی مشکل نہیں۔" جوجو نے اس کے ہاتھ پر ا...

"یہ مجھ جیسی لڑکیوں کی عقل پر پتھر کیوں پڑ جاتے ہیں۔۔۔ سب کچھ جانتے' سمجھتے' اپنا ... شرافت' عزت و غیرت کے فلسفے بھول بھال کر کیسے ان مکار لڑکوں کی باتوں میں آ جاتی ہیں۔۔۔ وال... حیا کو بار کر' ہوٹلوں میں رولتے ہوئے ذرا خیال نہیں آتا۔۔۔ حالانکہ ہوش سنبھالتے ہی یہ ... پڑھائی جاتی ہیں۔۔۔ آج اگر وہ خود مجھ سے اکتا کر مجھے نہ چھوڑتا تو میں کس حد تک چلی جاتی۔۔۔ ڈٹ جاتی' بغاوت کر دیتی کہ مجھے اسی کے ساتھ شادی کرنا ہے۔"

"مومو! کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہو۔۔۔ شکر ادا کرو کہ کوئی نقصان نہیں ہوا۔۔۔ اس لڑکے ... تصور نہیں۔۔۔ تم کبھی اس سے باہر ملنے نہیں گئیں۔ بات صرف موبائل تک محدود رہی۔۔۔ ورنہ ... طرح بلیک میل نہیں کر سکتے۔ جان چھوٹ گئی۔۔۔ اسے کوئی اور مل گئی ہو گی اپنے جیسی فلرٹ ...

"میں ساری زندگی خود کو معاف نہیں کروں گی۔"

"بس تم بھول جاؤ۔۔۔ اور جو بھی رشتہ ممی تمہارے لیے پسند کریں۔ شادی کر لو۔" جوجو نے ...

"ہوں۔۔۔" مومو نے اپنا چہرہ صاف کیا۔ "وہ موبائل ایمن کے ... جاؤ تو اسے واپس کر دینا۔"

"کر دوں گی۔۔۔ چائے پیو۔۔۔ ابھی ممی آئیں تو پوچھیں گی اتنی دیر تک کچن میں کیا کر رہی ...

"ممی ٹھیک ہی مجھ سے بدگمان ہوتی تھیں۔۔۔" اس کے اندر نئی شرمندگی جاگی۔

"پلیز اب ہم اس موضوع پر کوئی بات نہیں کریں گے۔۔۔ تم نے ممی کو چائے دی؟" ... کرتے ہوئے موضوع بدل دیا۔

"اوہ' میں بھول ہی گئی۔" مومو نے جلدی سے اٹھنا چاہا' جوجو نے روک دیا۔

"تم ہاتھ منہ دھو لو۔ میں چائے لے جاتی ہوں۔"

...نے تازہ چائے بنائی اور چھوٹی ٹرے میں رکھ کر لے گئی۔ ان کا دروازہ کھلا تھا مگر کمرے میں مکمل اندھیرا تھا۔ ...سو گئی ہیں۔" جوجو نے ہلکے سے آواز دیتے ہوئے لائٹ جلا دی۔۔۔ وہ بیڈ پر بیٹھی تھیں۔۔۔ ٹانگوں پر کمبل ...

"...طبیعت تو ٹھیک ہے۔" جوجو نے کچھ تشویش سے پوچھا۔

"...رکھ دو۔" انہوں نے جلتی آنکھیں مسلیں۔ جوجو نے چائے سائیڈ ٹیبل پر رکھی۔۔۔ پلٹنے کو تھی کہ ... پکار لیا۔

"...کچھ چاہیے؟"

"..." انہوں نے اپنے قریب ہی جگہ بنائی' وہ کچھ حیران ہوتی بیٹھ گئی۔۔۔ مہرالنساء نے چائے کا مگ ہاتھ ... اور آہستگی سے پوچھا۔

"...تھا؟"

جوجو کا دل زور سے دھڑکا۔

"..." انہوں نے بس اتنا ہی کہا اور خاموش ہو گئیں۔

...اس کے ہاتھ پاؤں سے جان نکل گئی ہے۔۔۔ اس نے خوف زدہ نظروں سے ماں کو دیکھا۔ ان کا چہرہ ...

...ری تھا کہ اب سب کچھ ان کے علم آتا۔۔۔ اب جبکہ سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔" اس نے دل ہی دل میں ... ہو گیا۔

"...اس کی باتیں سنی تھیں۔" ان کا لہجہ اب بھی مدھم تھا۔

"...صرف ایک رانگ نمبر تھا۔۔۔" جوجو نے ہمت کر کے کہنا شروع کیا "مومو سے غلطی ہوئی ہے اور ... کا شدت سے احساس ہے۔ وہ پچھتا رہی ہے پریشان ہے اور اب' اب تو سب کچھ ختم ہو چکا۔ مومو ... ہو چکا کہ وہ لڑکا غلط ہے۔۔۔ مومو نے موبائل بھی واپس کر دیا ہے۔"

"...موبائل کہاں سے لیا۔" مہرالنساء نے چائے کے کپ میں جھانکتے ہوئے سوال کیا۔

"...ایمن یہیں چھوڑ گئی تھی۔"

"...کسی گہری سوچ میں ڈوبیں' جوجو نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"...یقین ہے معاملہ ختم ہو چکا!"

"..."

"...کب سے خبر ہے۔" ماں کے سوال پر جوجو گڑبڑا گئی۔

"...دیر نہیں ہوئی۔۔۔ اب بھی معاملہ ختم نہ ہوتا تو میں آپ کو بتانے والی تھی۔"

"...اس لڑکے نے ختم کیا۔ ورنہ مومو تو بہت آگے تک جانے کا سوچ رہی تھی۔۔۔ ہے نا!"

...رہی۔ اب اس بات کا کیا جواب دیتی کہ تھا تو کچھ ایسا ہی۔

"...تم جاؤ۔" انہوں نے اک طویل سانس لے کر کہا۔ جوجو کھڑی ہو گئی مگر گئی نہیں۔۔۔ یونہی انگلیاں ... مہرالنساء نے بیٹی کو غور سے دیکھا۔

"...ہے؟"

"...مومو نہیں جانتی کہ آپ کو سب خبر ہے۔۔۔ یہ بھرم یونہی رہے تو اچھا ہے۔۔۔ ورنہ وہ پہلے ہی اتنی ..."

...النساء نے صرف ہاتھ سے جانے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ ان کے رویے سے کچھ بھی اخذ نہ کرتی چلی گئی۔ ...چائے کا کپ واپس میز پر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تمہیں کیا بتاؤں جوجو! کہ موموکی اس حرکت نے مجھ سے کیا کچھ چھین لیا۔۔۔۔ میرا فخر' غرور' مان
کہتی تھی۔ یہ میری اولاد ہے کبھی کچھ غلط نہ کرے گی۔۔۔ ایمن کو طعنہ دیتے ہوئے پہلے اس کی ماں کو گالی
کہ بدکردار اولاد۔۔۔ جیسے کچھن ماں کے' ویسے بیٹی کے۔۔۔ آج اپنی بیٹی وہی کچھ کر بیٹھی ہے گالی دوں تو
طعنہ دوں تو کیسے کہ اپنی اولاد نے منہ پر طمانچہ دے مارا ہے۔ اب خود کو گالیاں دو مہرالنساء۔۔۔ اب اپنے
دو۔ بہت پاک صاف خون ہے تمہارا' بڑی زبردست تربیت۔۔۔ تو بیٹی کے کچھن ایسے کیوں نکلے۔
مہرالنساء کہ وقت آئینہ لیے تمہارے سامنے آ کھڑا ہوا ہے۔ اپنی شکل غور سے دیکھ لو اور آج کے بعد
طعنہ مت دینا۔۔۔ آج کے بعد کبھی کسی کو اس کی ماں کے حوالے سے گالی مت دینا۔" گزرتی رات
ساتھ وہ خود کو طعنے دیتی بے حال ہو رہی تھیں۔
"اب اٹھو۔۔۔ موموکا منہ تھپڑوں سے لال کر دو۔ اس کا گلا گھونٹ دو۔۔۔ آنے بہانے سب کو
کے باپ کو فون کرو۔۔۔ اب زبان کیوں چپ ہے اب ہاتھ کیوں رک گئے۔۔۔ اپنی اولاد سامنے ہے اس
تف ہے تم پر مہرالنساء۔"

☼ ☼ ☼

ہلکے سے رنگ وروغن سے کمرے کی شکل نکل آئی تھی۔ شاہ میر نے کمرے کے لیے ہلکا اور سادہ سا
خریدا' اک سستا سا کارپٹ بھی بچھا لیا۔ اس سارے عرصے میں مالک مکان نے کمرے سے باہر جھانک کر
دیکھا۔ ہاں جب وہ صحن میں کچھ گملے رکھ رہا تھا تب وہ لاٹھی ٹیکتے کمرے سے باہر آئے اور برآمدے میں
کر اس کی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے رہے۔۔۔ ان کے چہرے کے تاثرات ناقابل فہم تھے۔ شاید انہیں یہ
نہ تھا۔۔۔ مگر شاہ میر انہیں نظر انداز کر کے اپنے کام میں مصروف رہا۔ شاہ نیل کو کھیلنے کے لیے کھلی جگہ
ہوئی تھی۔ وہ پورے صحن میں آوازیں نکالتا پھولوں بھرے گملوں کے گرد گھوم رہا تھا۔۔۔ برآمدے میں
شخص کو دیکھ کر ٹھٹک کر رکا۔۔۔ پھر دوبارہ سے سابقہ مشغلے میں مصروف ہو گیا۔
شاہ میر اس کے ساتھ چھوٹی چھوٹی باتیں کر رہا تھا۔
تب ہی دروازہ کھلا اور اک عورت دوپٹے کی بکل مارے اندر چلی آئی' پھر ٹھٹک گئی۔
تھا۔۔۔ جس کرایہ دار کی آمد کا چرچا تھا گویا وہ آ چکا تھا۔
"سلام صاحب۔۔۔" اس نے ہاتھ ماتھے تک لے جا کر سلام کیا۔۔۔ شاہ میر نے سر کے اشارے
دیا۔
"صاحب جی! اب آپ ادھر ہی رہو گے؟" اس نے کسی زنانی کی تلاش میں کمرے کے اندر
دوڑائیں۔
"ہوں۔۔۔ تم ادھر کام کرتی ہو؟" اپنے کام سے مطمئن ہو کر شاہ میر نے اس کا جائزہ لیا۔۔۔
پتلی مگر صاف ستھری عورت تھی کہ اس کے کپڑے کام والیوں کی طرح میلے اور بدبودار نہ تھے۔
"جی صاحب جی۔"
"کیا کام کرتی ہو۔"
"سب کچھ۔۔۔ باباجی کا کوئی نہیں اس لیے جھاڑو پونچھا۔۔۔ کھانا پکانا' کپڑے دھونا سب کام میں ہی کر
اس کا لہجہ بھی صاف تھا۔
"کہیں اور بھی جاتی ہو۔"
"نہیں صاحب جی! سارا دن ادھر ہی گزر جاتا ہے۔"
"ہوں۔۔۔ مجھے اس بچے کی دیکھ بھال کے لیے کسی عورت کی ضرورت ہے۔۔۔ میں تو سارا دن
گا۔" اس عورت نے نظریں گھمائیں۔۔۔ تب گملوں کے درمیان مٹی میں ہاتھ لتھڑے بیٹھے بچے

نگریز ہے۔" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا پھر وہ جھینپ گئی۔ "صاحب جی! اس کی ماں۔۔۔"
کی ماں ہوتی تو میں یہاں کھڑا تم سے معاملات طے کر رہا ہوتا۔" شاہ میر نے کچھ چڑ کر کہا۔
۔۔۔ میں تو سارا دن ادھر ہی ہوتی ہوں۔۔۔ اب شام تک رک جاؤں گی۔۔۔ میرے کون سا پیچھے بچے رو
"

ا نام نسیمہ تھا۔ شادی ہوئی مگر جلد ہی شوہر نے بانجھ کہہ کر طلاق دے دی۔۔۔ ماں باپ کے در پر پڑی
ن بھائیوں کے طعنوں سے تنگ آ کر کام کرنے لگی۔ شاہ میر نے اس سے تنخواہ وغیرہ طے کی اور مطمئن

ے نہلا دو۔"
نیل کو نہلانے لگی۔ ان کی آوازیں اندر تک آ رہی تھیں۔۔۔ انہوں نے جھنجلا کر کتاب ایک طرف پٹخ

ھلا زندگی میں سکون تھا۔ اب یہ شور شرابا۔۔۔"
لب بڑبڑانے لگے۔ حالانکہ شاہ میر اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔ اس نے کبھی انہیں غیر ضروری طور پر
نگ نہ کیا تھا مگر پھر بھی زندگی کا نیا چلن انہیں اچھا نہ لگ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

نے فون اٹھا کر گود میں رکھا اور اضطراری انداز میں انگلیاں چٹخانے لگی۔
ب بار پھر سوچنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر جتنا سوچتی اتنا ہی الجھتی۔۔۔ تبھی سر جھٹک کر اس نے نمبر ڈائل کیا۔۔۔
ا۔ وہ اس وقت گھر آ چکا ہے۔۔۔ ہر گھنٹی پر اس کا دل ڈوبا جا رہا تھا۔
۔۔۔" چوتھی گھنٹی پر اس کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ تھکی تھکی بے زار آواز۔
نے اپنی پیشانی سے نادیدہ پسینہ صاف کیا۔ حلق میں نجانے کیا پھنس گیا کہ آواز ہی نہ نکلی۔
ات ہے ایمن؟"
کیسے ہیں؟" ایمن کا دل بھر آیا۔
ہوں۔۔۔ ابھی ابھی گھر لوٹا ہوں۔ اور کھانا بھی کھانا ہے۔" اس کے لہجے میں کوئی لچک نہ تھی۔۔۔ اور
بھی نہ کر سکتی تھی کہ اس شخص نے اس کے بے حد نخرے اٹھائے تھے۔۔۔ بس وہی بدنصیب نکلی۔
پاکستان کب آ رہے ہیں؟"
ابھی واپس آئے زیادہ عرصہ تو نہیں گزرا۔"
طارق۔۔۔ مجھے آپ سے ملنا ہے۔"
میں پاکستان میں تھا تو تمہیں ملنے کی فرصت نہ تھی۔ اب کون سے کام نکل آئے ہیں۔" طارق نے طنز
یا۔۔۔
اب ہمارے درمیان کچھ باقی رہا ہے۔"
آپ سے بات کرنی ہے۔" آنسو چہرے پر بکھر گئے۔
ت کر تو رہی ہو۔۔۔" کوئی گنجائش نہ تھی۔
نہیں کہہ سکتی۔"
اب کون سی نئی کہانی سنانی ہے۔"
نہیں اعتراف کرنا ہے۔۔۔ آپ کو کچھ بتانا ہے۔۔۔ پلیز طارق۔۔۔ ایک بار صرف ایک بار پاکستان
۔ اس کے بعد میں آپ کو کبھی نہیں پکاروں گی کبھی نہیں روکوں گی۔۔۔ میں جانتی ہوں میں نے آپ کے
کوئی اچھا سلوک نہیں کیا۔۔۔ صرف آخری بار۔۔۔ مجھے آپ سے بہت کچھ کہنا ہے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ روتی چلی گئی۔۔۔ طارق کو تکلیف سی ہوئی۔۔۔ اس نے اپنی وجہ سے کبھی کسی کو رونے نہیں دیا تھا
پھر ایمن تھی' جسے وہ شہزادی کہا کرتا تھا۔۔۔ آج وہ اس کے سامنے کسی بھکاری کی طرح گڑگڑا رہی تھی۔

"ایک بار۔۔۔ صرف ایک آخری بار۔۔۔ مجھے آپ سے ملنا ہے۔۔۔ طارق آپ آئیں گے نا۔۔۔"

وہ منت کر رہی تھی اور طارق مخمصے میں تھا۔

وہ پاکستان نہیں آنا چاہتا تھا۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایمن اسے کمزور کر دے۔۔۔ اور وہ تھی کہ ایک ہی بات بار بار دہرا رہی تھی۔ "۔۔۔
چپ ہو گئی۔

"تو آپ نہیں آئیں گے۔۔۔ اپنی بیوی کے جنازے کو کندھا دینے بھی نہیں۔"

طارق اپنی جگہ سن سا ہو گیا۔

"آؤ گے نا!"

وہ جو ایک پل کے لیے گنگ سا ہو گیا تھا' ایک دم پھٹ پڑا۔

"تم انتہائی بدتمیز اور ناشکری عورت ہو۔ جس دن سے شادی ہوئی ہے' میں نے ایک پل بھی سکون
گزارا۔ تم میری زندگی میں صرف مشکلیں اور مصیبتیں لے کر آئی ہو۔ نہ دن کو سکون' نہ رات کو چین۔
منہ' بگڑے ہوئے تیور۔۔۔ صرف تمہاری بے رخی دیکھی ہے یا تمہاری بدتمیزیاں اور من مانیاں برداشت کی
سوچو ایمن! کیا دیا ہے تم نے مجھے؟"

"سوچ ہی تو لیا ہے۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔ طارق اس پر بگڑتا تو اسے سکون ملتا تھا۔

"جس ماحول میں' میں رہا ہوں' وہاں عورت اور گائے کو ایک ہی ڈنڈے سے ہانکا جاتا ہے لیکن میں
تمہیں سر آنکھوں پر بٹھایا۔ تم نے جو چاہا وہی کیا۔ گھر' دولت' آسائش' آزادی' تمہیں کیا کچھ نہیں دیا
تمہارا منگیتر بھی یہ سب نہ دے پاتا۔ اچھا ہوا چھوڑ گیا۔ جان چھڑالی اور عذاب میرے سر منڈھ گیا۔
اس لمحے کو جب تم سے شادی کی حامی بھری۔ خوب سیرتی کی جگہ خوب صورتی پر مر مٹا۔ غلطی کی اور بھگتی بھی
اور کیا چاہتی ہو۔ سچ سچ بتا دو' یہ پاگل پن کا ڈھونگ کس لیے؟؟"

ایمن کے اندر دھواں سا بھرنے لگا۔

(تم سچ کہہ رہے ہو' تمہارا ایک ایک حرف درست۔۔۔ تم نے جو کچھ میرے لیے کیا' کتنے شوہر ہیں جو
کے لیے کرتے ہوں گے۔ میں بدنصیب' میں بے عقل۔۔۔ جو تمہاری قدر نہ کر سکی۔۔۔ تمہیں دکھ دیا۔۔۔
تکلیف پہنچائی۔۔۔ جی تو چاہتا ہے۔۔۔ خود کو سنگسار کر دوں۔۔۔ خود کو اتنے کوڑے لگاؤں اتنے کہ۔۔۔ مگر
تمہارے نقصان کا ازالہ نہ ہو گا لیکن ازالہ تو کرنا ہے۔ تم جیسے نیک انسان کو ہر تکلیف سے چھٹکارا دلانا
ایمن کا خود سے وعدہ ہے طارق۔۔۔)

"اب کیا مر گئی ہو؟" اس کی زبان انگارے اگل رہی تھی۔

"اتنی جلدی ہے مجھ سے جان چھڑانے کی؟"

وہ چپ رہا۔

"ایک بار پاکستان آئیں' مجھے آپ سے بات کرنا ہے۔"

"وہی مرغے کی ایک ٹانگ۔" وہ جھنجلا گیا۔

"اب کیا کر رہی ہو؟"

"یوں نہیں' آمنے سامنے۔۔۔ ایک بار طارق' صرف ایک بار۔۔۔ اس کے بعد آپ کو کبھی نہیں پکاروں گی
کی ہر مشکل' ہر تکلیف کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

"ایمن! مجھے تنگ مت کرو' میں یہاں فارغ نہیں بیٹھا ہوں۔" اس نے رکھائی سے کہا۔

طارق! ایک بار۔۔۔ صرف ایک بار۔۔۔" وہ منتوں پر اتر آئی۔ طارق سامنے ہوتا تو شاید پاؤں ہی پکڑ لیتی۔
طارق کے لیے نیا تھا۔
ٹھیک ہے' اگلے مہینے دیکھتا ہوں۔" اس نے سچ مچ کہا یا ٹالا تھا لیکن وہ چپ ضرور ہو گئی۔ دوسری طرف
ٹ چکی تھی۔ اس نے تھکے تھکے انداز میں آنکھیں موندلیں۔
ت کرو ایمن! سب ختم ہو جائے گا۔۔۔ خالی ہاتھ رہ جاؤ گی۔" کوئی اس کے اندر کرلا رہا تھا۔
مجھے کر نے دو' ورنہ ساری زندگی صلیب پر ٹنگی رہوں گی۔ ضمیر کی عدالت میں سنگسار ہوتی رہوں گی
تا ہے۔" اس نے بڑی سختی سے اندر کی آواز کو دبایا۔

□ □ □ □

نسیمہ کے ساتھ بہت جلدی ہل گیا۔ وہ یوں بھی خوش مزاج بچہ تھا۔ ہر کسی کے ساتھ گھل مل جاتا۔
نسیمہ کے ساتھ اس کا بارہ تیرہ سالہ بھتیجا مراد آجاتا۔ اصل میں اس کا کام مالک مکان کی ٹانگ اور بازو
تا تھا جس کے وہ الگ سے پیسے دیتے تھے۔ پہلے وہ ہفتے میں صرف تین دن آتا تھا' شاہ نیل کی وجہ سے
چکر لگانے لگا۔
بھی اسے دیکھ کر کھل اٹھتا کہ وہ اسے بازو سے پکڑ کر کندھے پر بٹھاتا اور باہر لے جاتا۔ وہ دبلا لمبا مگر
پھر کا لڑکا تھا۔ کسی ورکشاپ پر کام سیکھ رہا تھا۔ سو شام میں فارغ ہوتا' شاہ نیل بھی اس کا منتظر رہتا۔
وہ نہر کنارے' قدرتی پھول' چڑیوں اور تتلیوں کو دیکھ کر خوش ہوتا۔ نسیمہ بھی کیونکہ حالات کے
ہو کر کام کے لیے نکلی تھی' اس لیے عام کام والیوں کی نسبت صاف ستھری اور اچھے اطوار کی مالک
لہجہ بھی صاف تھا۔
یہاں آکر مطمئن تھا۔ بچے کو صاف ستھرا ماحول مل رہا تھا۔ اگر یہاں کوئی بے سکون تھا تو وہ بوڑھا انسان'
گھر میں خوامخواہ کا شور اور ہنگامہ ہونے لگا ہے لیکن وہ کچھ کہہ بھی نہ سکتے تھے کہ مہنگائی کے اس دور میں
آمدنی کی ضرورت تھی۔ ان کی دوائیوں پر ہی اتنا خرچا ہو جاتا۔ صرف پنشن سے گزارا کہاں ہوتا تھا۔ وہ
جاتے تو اندر ہی اندر جھنجلاتے۔ زیادہ وقت اپنے کمرے میں گزارتے' اس وقت بھی وہ کمرے میں پلنگ
کتاب پڑھ رہے تھے۔
کی خاموشی بتا رہی تھی کہ شاہ میر جا چکا ہے' جب تک وہ موجود ہوتا اس کے چلنے پھرنے' بچے کے ساتھ
اور کچن میں ناشتے کی تیاری' برتنوں کے ٹکرانے کی آوازیں ابھرتی رہتیں۔ اس کی تیاری آخری
ہوتی جب باہر کے دروازے پر زور سے دستک ہوتی اور نسیمہ اندر آتے ہوئے با آواز بلند کہتی۔
علیکم بابا جی!"
تھا کہ بابا جی برآمدے میں موجود ہیں یا نہیں۔ موسم اچھا ہوتا یا ان کی طبیعت بحال ہوتی تو وہ اس کے
برآمدے میں موجود واحد کرسی پر بیٹھے ہوئے دیتے' ورنہ اسے کمرے میں جھانکنا پڑتا۔ نسیمہ کے
قبل وہ صبح کی ضروریات سے بدقت فارغ ہو چکے ہوتے۔ نسیمہ آتے ہی انہیں چائے کا ایک کپ اور
۔ جو اخبار والا اس کے آنے سے ذرا قبل دروازے کی اوٹ میں اٹکا جاتا تھا۔ جب سے بلال اور اس
یہاں قریب ہی شفٹ ہوئے تھے' انہیں خاصی سہولت ہو گئی تھی۔ قریب کا رشتہ دار کوئی تھا نہیں' یہ
رشتے دار مل جل کر سنبھال لیتے۔ یہ بھی رب کا کرم تھا کہ انہیں ہمیشہ کوئی نہ کوئی سہارا دستیاب رہا۔
لادمی سہارے ہمیشہ ان کے لیے تکلیف کا باعث ثابت ہوئے۔)
نے ان کے لاکھ شور مچانے پر گھر میں گیزر اور کچن میں مائیکرو ویو وغیرہ کا اضافہ کر دیا تھا۔ انہوں نے غصے
سے تک نہ تو گرم پانی استعمال کیا نہ مائیکرو ویو میں کوئی چیز گرم کی مگر کب تک؟! انہیں ہار ماننا ہی پڑی۔
لا' جو رشتے میں ان کی بھتیجی ہوتی تھیں' اکثر کچھ نہ کچھ پکا کر لے آتیں۔ حالانکہ وہ عمر کے اس دور میں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

تھے جب ہر قسم کی اشتہا مرچکی ہوتی ہے۔ وہ بھی اپنا زیادہ تر وقت قرآن پاک کی تلاوت، ترجمہ، تف
گزارتے یا پھر اپنی لائبریری میں موجود کتابوں سے مستفید ہوتے رہتے۔ ہزاروں بار پڑھی گئی کتابیں ا
نئی لذت سے ہمکنار کرتیں۔ تو وہیں قرآن پاک کی تلاوت سے سکون قلب نصیب ہوتا۔ انہوں نے
کے انطراب و بے چینی کو اپنے اندر ہی دفن کردیا تھا۔ سو بظاہر زندگی ٹھیک ٹھاک ہی گزر رہی تھی۔
سے بیساکھی تک کا سفر بہت سالوں میں طے ہوا۔ جب گھر میں کوئی نہ ہوتا تو بے حد خاموش گھر میں وہ
پھرتے اپنی ہی بیساکھی کی ٹک ٹک سنتے۔۔۔ پھر تھک کر برآمدے والی کرسی پر بیٹھ جاتے۔
کتنا عرصہ گزرا، انہوں نے کسی کو خط نہ لکھا تھا۔
کتنا عرصہ گزرا، انہیں کسی نے خط نہ لکھا تھا۔
اب تو وہ پرانا ڈاکیہ بھی نہ آتا، شاید ریٹائرڈ ہوگیا تھا، ورنہ ڈاک ہوتی نہ ہوتی، وہ یونہی چائے پینے چلا آ
مل کر پرانے وقت کی اچھائیاں اور موجودہ دور کی برائیاں دُہرایا کرتے۔ اب شاہ میر کے آنے سے کم
گیا تھا۔ انہیں یہ بدلاؤ بے چین کرتا۔ تبدیلی کا یہ عمل جب بھی ان کی زندگی میں آیا، ایک نیا اضطرا
بے سکونی عطا کر گیا۔ اگرچہ شاہ میر کے ساتھ ان کا کوئی رشتہ نہ تھا اور وہ اس کے ساتھ کوئی تعلق بنانا بھی
تھے۔ باہر خاموشی تھی۔ شاہ میر کچھ دیر قبل ہی اپنے بچے کو خدا حافظ کہہ کر گیا تھا۔ نسیمہ نے شاہ نیل
دروازے سے ہٹا کر دروازہ بند کیا۔ اب وہ اسے کچن میں اپنے پاس بٹھائے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتی ان
چائے بنا رہی تھی۔

"ہونہہ!" انہوں نے نجانے کس بات پر ناگواری کا اظہار کیا اور باسی کتاب ایک طرف رکھ دی۔
"یہ لڑکی بھی کام چور ہوتی جارہی ہے، ایک کپ چائے بنانے میں اتنی دیر۔"
تب ہی دروازہ کھول کر نسیمہ اندر آئی۔ اس کے ایک ہاتھ میں اخبار اور دوسرے میں چائے کی پیالی
نے سلام کیا اور جواب لے کر پیالی ان کے ہاتھ میں تھمادی۔ اخبار انہوں نے گھٹنوں پر پھیلا لیا۔ نس
کے برتن سمیٹنے لگی، تب ہی نگاہ دروازے پر گئی۔ شاہ نیل دروازے کی اوٹ سے جھانک رہا تھا۔ انہوں
شرما کر اوٹ میں ہوگیا۔ وہ اب اچھا خاصا چلنے لگا تھا۔ انہوں نے اخبار کی طرف متوجہ ہونا چاہا مگر اس
جھانکا۔ اس کا انداز ویسا ہی تھا جیسے معصوم بچے "چا" کرکے کھیلا کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک زور
سے نوازا۔ وہ کھلکھلا کر ہنسا اور چھپ گیا۔
اسے گویا ایک کھیل مل گیا۔
وہ جتنا گھورتے، وہ اتنا ہی کھلکھلاتا۔
وہ جھنجلا گئے۔
"ارے بھئی، چھوڑو یہ سب، اسے لے جاؤ۔ خوامخواہ ڈسٹرب کررہا ہے۔" نسیمہ نے حیرت سے
دیکھا پھر شاہ نیل کو اور ہنس دی۔
"ماشاءاللہ بڑا ہی خوبصورت اور شرارتی بچہ ہے۔"
"سارے بچے ایک سے ہوتے ہیں۔" انہوں نے بے زاری سے مکھی اڑائی اور چائے کا گھونٹ بھ
"نہ بابا جی! ایسی نیلی آنکھیں اور سنہری بال ہر کسی کے کہاں؟ بلال صاحب بتارہے تھے، اس کی
تھی۔"
وہ ذرا سا چونکے۔
"اچھا۔۔۔ تو چھوڑ آیا بچہ چھین کر۔"
"نہیں بے چاری مرگئی اس کی پیدائش پر۔"
"ہوں۔" انہوں نے ذرا غور سے بچے کو دیکھا جو اپنی جگمگاتی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ "

ار؟"
کی نہیں بے چارہ اکیلا ہے۔" نسیمہ نے تاسف سے سر ہلایا۔
ہر کوئی اکیلا ہے نسیمہ!" وہ بڑبڑائے۔
ح دیکھ کر بات کروں گی، میں سوچ رہی تھی کسی اچھے گھر کی لڑکی سے شادی کروادوں۔" نسیمہ نے اپنا
کیا تو انہوں نے ناگواری سے سر جھٹکا۔
بچے کا باپ بغیر خاندان کے، کرائے کے ایک کمرے میں رہنے والے کو کون لڑکی دے گا۔"
کم بھی تو بتائے گا بابا جی! مجھے تو بڑا شریف اور معقول لگا ہے۔"
جاؤ، وہاں باہر جاکر اپنا شادی دفتر کھولو۔ میرا دماغ کیوں کھارہی ہو۔" وہ چڑ کر بولے۔ "اور اس بچے کو اس
تک رکھو۔"
اس کے تو کھیلنے، بھاگنے کے دن ہیں۔ کمرے میں کیسے بند رکھوں۔ آجا میرا بیٹا!" اس نے مڑ کر شاہ نیل

❀ ❀ ❀ ❀

سوچ کرتے کرتے اچانک چکر سے آنے لگے، بے تحاشا بھوک کے احساس نے اٹھنے پر مجبور کردیا۔
نظر نہ آئی تو وہ خود ہی کچن تک آئی مگر دروازے پر رکنا پڑا۔ صغریٰ پکار رہی تھی اور حمید چاولوں کی
ے اس پر لیگ پیس رکھے ٹھونس رہا تھا۔ پاس ہی گلاس میں پیپسی بھی بھری تھی۔
ٹھونس، جنجوں کی بھوک ہے۔۔۔ ایسے نہ کھے گی۔۔۔ جتنا ٹھونس سکتا ہے ٹھونس لے۔ یہ عیش پھر نہیں
صغریٰ کڑھ کر کہہ رہی تھی۔
تی ہے۔" حمید نے پیپسی کے گھونٹ کے ساتھ بڑا سا نوالہ نگلا۔ "واقعی، ادھر تو رج رج کھایا اور اپنے
کھوایا۔ ان کو بھی روکھی سوکھی کھانے کی عادت نہ رہی۔"
خود بھی سوکھی کھانے کی عادت ڈال لے میدے۔۔۔ اب بے روزگاری کے دن آنے والے ہیں۔۔۔ صاحب
ں کی تنخواہ دے گیا ہے۔ بس ایک مہینہ باقی ہے، کہیں چارہ کرلے۔"
دانستہ دروازے کی اوٹ میں ہوگئی۔
مجبوری تے نئیں، جو ہم سوچ رہے ہیں، وہ ٹھیک سی ہو۔ صاحب، بیگم کو چھوڑ دے گا؟" اس نے تذبذب کا
دسوال کیا۔
کو چھوڑے گا یا نہیں، پر دوسری شادی ضرور کرے گا۔" صغریٰ نے وثوق سے کہا۔
بل تمام کررہ گئی "تو کیا نوکر تک طارق کے ارادے سے باخبر ہیں۔"
تیری بیگم تو اب پہلے سے ٹھیک ہے۔ اب تو راتوں کو دورے بھی نہیں پڑتے۔"
پہلے سے تو ٹھیک ہے۔ چپ چاپ کچھ سوچتی رہتی ہے مگر صاحب کا دل بدل گیا ہے، لکھوا لے۔ کچھ نہ
ورہے گا۔ ایسی بی بی نے ستایا بھی بڑا ہے۔ کوئی کب تک سہارے۔"
بھی ہے، ہمارے حق میں تو اچھی تھی۔ رجو کا علاج، کھانا پینا، بچوں کے اسکول کی فیس۔ خالی تنخواہ میں کیا
اس نے تو پلٹ کر کبھی حساب نہ لیا تھا۔ یہ نوکری ہاتھ سے چلی گئی تو بچوں کے اسکول چھڑانے پڑیں
ملادل کس کا ہوگا، دیکھا ہے باقی بیگموں کو۔ رہتی محلوں میں اور دل چڑیا جتنے۔ نوکروں کے لیے الگ
پکوائیں گی۔ بوٹی ڈالیں تو چھیچھڑوں والی۔ حق ہا۔۔۔ کدھر کو جائیں گے صغریٰ!" حمید کا دل کھانے
ٹ ہوگیا۔
صاحب کی منت کرلینا، چوکیدار کو تو نہیں نکالے گا، آخر گھر کی رکھوالی۔۔۔"
ولڑکھڑاتے قدموں سے پلٹ آئی۔ لاؤنج میں ٹی وی یونہی چل رہا تھا۔ وہ اپنے بیڈ روم میں آگئی اور بے دم سی
گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تم نے پلٹنے میں بہت دیر کردی ایمن!" اس کی ٹانگیں بیڈ سے نیچے تھیں اور وہ خود بے جان نعش سی پڑی تھی۔ "وہ فیصلہ کرچکا ہے اور تم تماشا بن چکی ہو۔ لوگ تم پر ہنستے ہیں' انگلیاں اٹھاتے ہیں اور ابھی۔۔۔ اور بھی کچھ ہونا باقی ہے۔"

اس کا دل چاہا' وہ زور زور سے چیخیں مارے۔ اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں مگر لب سختی سے ایک دوسرے میں پیوست تھے۔

وہ مزید تماشا بننا نہیں چاہتی تھی۔

✠ ✠ ✠ ✠

مہرالنسا کچن سے نکلیں تو لاؤنج میں موموکو فون پر مصروف دیکھ کر لاشعوری طور پر ٹھٹک کر رک گئیں' ان کی پشت تھی ہٹیں تاکہ مومو انہیں دیکھ نہ سکے مگر وہ جوش و خروش سے کہہ رہی تھی۔

"ہم سب ٹھیک ٹھاک ہیں نانو! میرا تو اتنا دل چاہتا ہے مگر ممی کبھی لے کر بھی نہیں آتیں۔"

مہرالنسا نے رکی ہوئی سانس خارج کی اور آگے بڑھ آئیں۔

"اب بھی وعدہ نہیں کرسکتی جیسے ممی کی مرضی ہلیں۔"

"میری بات کرواؤ مومو!"

"جی نانو! ممی آگئی ہیں' ان سے بات کریں۔" اس نے ریسیور ماں کی طرف بڑھا دیا۔ دوسری طرف اماں جی تھیں۔ بے حد ناراض اور شکوہ کناں لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

"اچھی بیٹی ہو' تم تو فون سے بھی گئیں۔ ماں یاد کرے تو کرے۔ تمہیں تو توفیق ہی نہیں ہوتی۔ بھائی بھابیوں سے کٹ کر زندگی گزر رہی ہے۔"

مہرالنساء نے ان کی ناراضی کے عقب میں چھلکتی بے پایاں خوشی کے احساس کو بھی پالیا۔ یقیناً کوئی بات تھی وہ یوں اپنائیت سے شکوہ کررہی تھیں اور جلد ہی بات بھی سامنے آگئی۔ آمنہ نے اپنے بیٹے کا رشتہ حنا کی بیٹی سے طے کردیا تھا۔ گویا دونوں نے اپنا رشتہ کچھ اور مضبوط کرلیا۔ دونوں بھائی کچھ اور ایک دوسرے کے نزدیک ہوگئے اور وہ تنہا' اکیلی سب رشتے داروں سے کٹی بیٹھی تھی۔ اپنی بدزبانی اور جھگڑالو فطرت کے ہاتھوں مجبور ہوکر بھائیوں اور بھابیوں کے ساتھ حائل کی' وہ جوں کی توں قائم تھی۔ ان کا جی چاہا ماں جی سے شکوہ کریں۔

"مجھے تو غیروں کی طرح اطلاع دی ہے۔"

لیکن جانتی تھیں' اماں جی صاف کہہ دیں گی۔

"مہرالنسا! اگر تم نے ان سے بنا کر رکھی ہوتی تو آج وہ بڑی بہن سمجھ کر پہلے تم سے مشورہ کرتیں۔"

"مبارک ہو ماں جی!" انہوں نے سر جھٹک کر اپنے لہجے میں مصنوعی بشاشت پیدا کی۔

"تم بتاؤ' مومو کی کہیں بات جڑی؟"

"ابھی تو نہیں۔" انہوں نے مومو کو دیکھا جو ابھی تک پاس ہی کھڑی تھی پھر کچھ جھنجلا کر ہاتھ کے اشارے سے جانے کو کہا۔ مومو خجل سی ہوکر چلی گئی۔

"خیر' اللہ جلد ہی کوئی اچھا سبب بنائے گا اور ربابر کیسا ہے؟ اس کے بارے میں کیا سوچا؟ اب تو خیر سے نوکری کرنے لگا ہے۔"

مہرالنسا ماں جی کی خواہش سے بہت اچھی طرح واقف تھیں۔

"نوکری بھی کرتا ہے' پڑھتا بھی ہے' ابھی چند سال لگیں گے' اچھی طرح سیٹ ہوجائے۔"

"ہاں' اچھی بات ہے۔ تم سب بچوں کو ساتھ لے کر آنا۔ اب تو آمنہ اور حنا کی لڑکیاں بھی قد نکال گئی ہیں' دیکھو گی تو حیران رہ جاؤ گی۔" انہوں نے درپردہ پھر سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ شاید وہ سمجھتی تھیں کہ اس طرح ان کی بیٹی اور بیٹوں میں جو دوری ہے' وہ ختم ہوجائے گی۔

پہلے اپنی چہیتی بہوؤں سے تو پوچھ لیں' وہ اپنی اس جھگڑالو اور بدزبان نند کو بیٹی دینا پسند بھی کریں گی۔"

دل میں خود پر ہنسیں۔ ایک تو ویسے ہی مومو کا رشتہ طے نہ ہورہا تھا' اس پر بیٹی کے ٹیلیفونک عشق نے ہولیں روشن کردیے تھے۔ راتوں کی نیندیں ویسے ہی حرام تھیں۔ اکثر اٹھ اٹھ کر مومو اور جوجو کے چکر لگاتیں۔ کبھی کبھی وہ یہاں تک سوچ لیتیں کہ آج مومو اپنے بستر پر نہیں ہوگی۔

سب کے لیے آنا تو مشکل ہے۔ جوجو کا کالج اور ربابر۔۔۔"

ہو! خوامخواہ کی بہانے بازیاں۔ ایک آدھ دن سے کچھ نہیں ہونے لگا۔ منگنی ویسے بھی اتوار کو ہے۔ کے لیے میری آنکھیں ترس گئی ہیں۔ بھول گئیں' جوجو کو تو پالا ہی میں نے تھا۔ اسکول کی چھٹیوں میں تی تھیں' اب تو کئی سال ہوگئے ان کی شکل دیکھے اور ربابر کو دیکھو' بالکل ماں کی طرح کٹھور۔ ذرا جو نانی ۔"

دع ہوئیں کہ مہرالنسا کو ہامی بھرتے ہی بنی۔ ریسیور رکھتے ہی مومو نازل ہوئی۔

ر اور فریحہ کی منگنی ہے۔"

وہ متوقع خرچے کا اندازہ لگا رہی تھیں۔

یں گے؟" وہ درحقیقت اپنے بارے میں کنفرم کرنا چاہتی تھی۔

نے چونک کر اسے دیکھا پھر ڈپٹ کر بولیں۔

ت شوق ہے سیر سپاٹے کا۔"

ہی تو جانا ہے' وہاں تو۔" مومو کو خبر نہ تھی کہ ماں اس سے کس قدر خار کھائے بیٹھی ہے۔ خوامخواہ بھاؤ کی بنی۔ مہرالنسا نے اندر کی ساری کھولن لفظوں میں اتار دی۔

ل نہیں لگتا' لگے بھی کیسے؟ دھیان تو اور ہی آوارگیوں میں لگا رہتا ہے۔ پتا نہیں وہ کون سی مائیں ہیں لوں سے سوتی ہیں' یہاں تو حسب نسب' خون کا اثر کچھ بھی کام نہ آیا۔ میں ایمن کو طعنے دیتی رہی' ہی کھوٹے نکلے۔"

ل چہرے کے ساتھ یہ سب سنا۔ اس کا رنگ زرد ہورہا تھا۔

ے۔" جوجو شاید ان کی آواز سن کر ہی ادھر آئی تھی۔ تیزی سے آگے بڑھی۔

ی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو' دفع ہوجاؤ۔"

اک شاکی نگاہ جوجو پر ڈالی اور تیزی سے باہر نکل گئی۔ جوجو کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔ وہ اس نگاہ کا طرح سمجھ گئی تھی۔ اس نے ایک ملامت بھری نگاہ ماں پر ڈالی۔ کیا تھا جو وہ مومو کا پردہ رکھ لیتیں اور مومو کے پیچھے چلی گئی جو اپنے بیڈ پر اوندھے منہ گری دھواں دھار رو رہی تھی۔

اس نے آہستگی سے مومو کی پشت پر ہاتھ رکھا۔

"مومو چیخ اٹھی۔

ی میں نے ممی کو کچھ بھی نہیں بتایا ہے۔"

یں جوجو' دشمن ہو۔"

سے لب کاٹنے لگی۔ اسے احساس ہوا مومو اس وقت نہ کچھ سنے گی نہ سمجھے گی۔ وہ کچھ لمحے کھڑی ی سے باہر نکل گئی۔

✿ ✿ ✿

جاتے ہیں تو گھر والے عیش و عشرت کی زندگی گزارتے ہیں۔ ہر قسم کی فکروں سے آزاد' ایک یہاں ن کی بے فکری نصیب نہ ہوئی۔ ہر وقت جوڑ توڑ ہی کرتے رہے۔"

نی پر ہونے والے متوقع خرچ کا حساب لگاتے لگاتے با آواز بلند بڑبڑائیں۔ دونوں بچے بھائیوں کی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اولاد' جوڑے' تحائف' آنے جانے کا خرچ۔ یہ... دفعہ یہ وقت کھانے کے بعد کا تھا۔ سب ایک ڈیڑھ
کتابوں' فائلوں اور مصروفیات کو لپیٹ کر اکٹھے گزارتے' ہلکی پھلکی گفتگو بھی ہوجاتی۔ بابر کے پاس
گھنٹوں میں یہی وقت ہوتا جو وہ ماں اور بہنوں کے ساتھ گزارتا ورنہ سارا دن چل سو چل۔ مومو اور جو
میں منہمک تھیں۔

بابر نے ماں کے جھنجلائے چہرے پر ایک نگاہ ڈالی۔ اس نے ماں کو کبھی شکر کرتے نہ دیکھا۔ ملا
کھاتے' اچھا پہنتے' ملنے جلنے والوں میں لین دین کا سلسلہ بھی چلتا رہتا۔ بابر اور جوجو کی مہنگی پڑھائی
احسن طریقے سے ہوجاتا پھر ایمن کی دھوم دھام سے ہونے والی شادی۔ اب وہ مومو اور جوجو کے لیے
کچھ جوڑتی رہتیں۔ خود بابر بھی کمانے لگا تھا مگر نجانے کیوں؟ ان کے لبوں پر ہمیشہ شکوہ ہی ہوتا۔ خود وہ
نوجوان تھا' اپنی پڑھائی کا خرچ خود اٹھانے کے ساتھ ساتھ ماں کو کچھ نہ کچھ دیتا ہی رہتا۔

"ہوجائے گا' آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں۔" اس نے رسانیت سے کہا۔

"اپنے باپ کا نمبر تو ملاؤ۔ اس سے کہوں تھوڑے زیادہ پیسے بھیجے۔"

"امی! وہ جو کچھ کماتے ہیں' یہیں تو بھیجتے ہیں۔" بابر کو کوفت نے گھیر لیا۔

"ایسا سادہ نہیں ہے' جتنا یہاں بھجواتا ہے' اس سے زیادہ وہاں جمع کر رکھا ہے۔"

"آپ کو جتنی زائد رقم چاہیے' مجھ سے لے لیجیے گا۔"

"اچھا تم نے بھی کوئی خفیہ اکاؤنٹ کھول رکھا ہے۔" وقت کے ساتھ ساتھ بھلے کچھ تبدیلیاں آ گئی
تھیں مگر کبھی نہ کبھی ازلی فطرت عود کر آتی۔

"امی! آفس سے لون مل جائے گا۔" وہ دل ہی دل میں خوب جھنجلایا مگر بولا تو رسانیت اور تحمل سے۔
دونوں بہنیں بھی ان کی باتیں سن رہی تھیں۔

"ہونہہ!" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائیں پھر ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"تم دونوں کے پاس کپڑے تو ہیں نا؟"

"ہم بھی جائیں گے۔" جوجو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں... ماں جی نے بہت زور دیا ہے۔" انہوں نے مختصرا" کہا۔

"کپڑے تو۔" جوجو نے ایکسائیٹڈ ہوکر مومو کو دیکھا۔ خلافِ عادت اس نے نئے سوٹ کی فرمائش
نہیں کی تھی۔ وہ اس دن سے جوجو سے خفا ہی تھی' اسے وضاحت دینے کا موقع بھی نہ دیتی۔

"جی ہیں۔" کپڑے تو بنتے ہی رہتے تھے اور آنا جانا کہیں تھا نہیں' یونہی پڑے رہتے۔

"ٹھیک ہے۔ پرسوں بازار جاکر جو خریداری کرنا ہوئی کرلوں گی۔ تم لوگ بھی اپنی تیاری کرلو۔ ہفتے کو
جائیں گے' اتوار کی شام کو واپسی۔"

"امی! میں گھر پر رک جاتا ہوں' یوں سارا گھر خالی چھوڑ جانا ٹھیک نہیں۔" بابر نے کہا تو انہوں نے نفی
میں سر ہلایا۔

"بہت عرصے سے تمہارا چکر بھی نہیں لگا۔ ماں جی سب سے زیادہ تمہیں یاد کرتی ہیں۔"

"چلیں ٹھیک ہے' مجھے کچھ کام کرنا ہے۔" وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"تم لوگ بھی اب بند کرو' کافی رات ہوگئی ہے۔" مہرالنسا بھی انہیں کہتے ہوئے اٹھ گئیں۔

"بس ممی! ڈرامہ ختم ہونے ہی والا ہے۔" جوجو نے مومو کو دیکھا۔ وہ انہماک سے ٹی وی اسکرین پر نظریں
جمائے بیٹھی تھی۔

"مزا آئے گا' ہے نا مومو!"

"ہوں۔"

اور ماریہ ہم سے کہیں چھوٹے ہیں۔"

"

و! یہ کوئی بات ہے۔ تم خوامخواہ ایک چھوٹی سی بات پر مجھ سے ناراض ہو۔ کیا ممی نے پہلے کبھی تمہیں
۔" جوجو چڑ گئی۔

نے تم سے کچھ کہا۔" مومو بغیر نظروں کا زاویہ بدلے سپاٹ لہجے میں بولی۔

کہتی کیوں نہیں ہو۔"

ن ہو میری۔" مومو یکسوٹ چیخ کر اس کی طرف مڑی۔ "میرا خیال تھا' میرا پردہ رکھو گی مگر تم سے اچھی تو
جس نے آج تک کسی سے ایک لفظ نہ کہا۔"

۔ !" جوجو چونکی۔ "ایمن کو کیا خبر؟"

ہے... سب کچھ...."

بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی' وہ جھنجلا گئی۔

نے نہیں بتایا' اس نے باتیں سن لی تھیں۔"

۔" وہ چپ سی ہوگئی۔ جس بات کو چھپانے کی سعی ہورہی تھی' وہ سب کو پتا تھی۔

ال' میں نے ممی سے کچھ نہیں کہا۔ اگر کہنا ہوتا تو بہت پہلے کہہ چکی ہوتی۔ اب جبکہ کچھ رہا ہی نہیں تو
کر کیا لینا تھا۔ اتنی سی بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آئی اور ممی تمہیں ڈانٹتے ہوئے اس سے بھی
استعمال کرتی آئی ہیں۔ اب تم نے خود ہی اسے اس تناظر میں دیکھنا شروع کردیا ہے تو میں کیا کروں۔"
ل کے لیے مومل خاموش ہوگئی۔ شاید جوجو ٹھیک ہی کہہ رہی تھی۔ اگر اس نے پہلے نہیں بتایا تو اب
نے لگی۔ اس کے چہرے کے تاثرات تبدیل ہوئے۔ خود ساختہ سنجیدگی و خفگی کے خول میں دراڑ پیدا

تم مجھ سے شرمندہ ہو تو سوری کرسکتی ہو۔ میں خاصی نرم دل واقع ہوئی ہوں۔" جوجو نے اس کی خاموشی
لا تو مومو ہنس دی۔

ئی ضرورت نہیں۔ تمہاری بڑی بہن ہوں' یہ اور بات ہے کہ تم مجھ سے تھوڑی سی سمجھ دار واقع ہوئی

تم نے یہ تو مانا۔ اب آؤ' کپڑے سلیکٹ کریں۔ کبھی کبھار خاندان کی کسی تقریب میں شامل ہونے کا
ہے۔

آؤ۔" مومو ٹی وی آف کرکے کھڑی ہوگئی۔ ان کے درمیان پیدا ہونے والا تناؤ ختم ہوگیا تھا۔
یاد سے موبائل دینا' کالج واپسی پر ایمن کی طرف ہوکر آؤں گی۔"

☼ ☼ ☼

بھی ایسا ہوجاتا ہے' انسان اپنے ماضی کی بھول بھلیوں میں اس طرح کھو جاتا ہے کہ اپنے حال کو
بیٹھتا ہے۔ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو زندگی کا روگ بنا لیتا ہے۔ اندر ہی اندر جلنا' کڑھنا' خود کو
گھبرانا' اندر کے حبس سے گھبرا کر انسان یونہی چیخنا چلانا شروع کردیتا ہے۔ یہ دراصل راہِ فرار ہے۔ وہ
سے نظریں نہیں ملا پارہی تھی۔ سو لاشعوری طور پر...." وہ سنہری فریم والی عینک کے عقب سے جھانکتے
ل کی ورق گردانی کرتے ہوئے پیچیدہ نفسیاتی اصطلاحات سے ہٹ کر عام فہم انداز میں سمجھانے کی
رہے تھے۔ ایمن کا پردہ بھی رہے اور بات مقابل کی سمجھ میں بھی آجائے۔
ھی سی بے چینی کے ساتھ پہلو بدلا۔ جہاں تک کہ انہوں نے فائل بند کی اور عینک اتار کر اس پر رکھ
اپنے مخصوص متبسم انداز کے ساتھ بابر کو دیکھ رہے تھے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"فرق تو بہت پڑا ہے اس کا وہ چیخنا چلانا' راتوں کو ڈرنا کم ہوتے ہوتے تقریباً" ختم ہو چکا ہے۔"
"اسے احساس ہو گیا ہے کہ یوں چیخ چلا کر وہ صرف اپنا تماشا بنا رہی ہے۔ لوگوں کی نظر میں اس کی
ہو رہی ہے۔"
"سر! وہ سب ٹھیک ہے لیکن وہ ابھی بھی ایک نارمل زندگی تو نہیں جی رہی۔"
"بابر صاحب! آپ جلد بازی سے کام لے رہے ہیں۔ یہ نفسیاتی گرہیں ہیں' الجھنیں یا بیماری کوئی موسمی
کہ دو چار گولیوں سے اتر جائے' وقت لگتا ہے۔ ٹوٹ کر بکھرنے اور بکھر کر پھر سے جڑنے کا عمل' تھوڑا
گا۔ تبدیلی رونما ہوئی ہے جیسے جیسے ان کے اندر مثبت سوچ پیدا ہو گی' ویسے ویسے وہ ایک نارمل
آتی جائے گی۔ بس اس کے اندر سے اس منفی سوچ کو ختم کرنا ہے کہ اب کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو سکتا
میں اس کے قریبی لوگوں کا کردار بہت اہم ہے۔"
بابر نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔ ایک وہی تھا جس نے اب تک ڈاکٹر شہروز سے رابطہ
وقار الحسن کو اس پوری سچویشن کی خبر ہی نہ تھی۔ بابر نے انہیں دانستہ بے خبر رکھا تھا۔ خوامخواہ وہاں
ہوتے رہتے۔ طارق کو بھی منع کر رکھا تھا اور طارق تو یوں بھی اسے ایمن کا ڈھکوسلہ سمجھتا' صرف بابر
آیا تھا اور اس کے بعد کبھی خبر ہی نہ لی۔ ہاں ڈاکٹر کی فیس اب تک باقاعدگی سے دیتا رہا تھا۔
"اسے اپنے ساتھ اپنی خوشیوں میں شامل کریں۔ چھوٹی موٹی پکنک' پارٹیز' اسے مصروف رکھیں
دلائیں کہ وہ آج بھی آپ لوگوں کے لیے اتنی ہی اہم ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ان
نے آج تک مجھ سے کبھی کوئی رابطہ نہیں کیا۔"
"آپ جانتے ہیں' وہ یہاں نہیں ہوتے۔" بابر نے سادگی سے کہا۔
"لیکن آپ تو نہیں ہیں۔" ڈاکٹر شہروز نے ترت کہا۔ "آپ اسے اپنے ساتھ شامل کریں' ایمن کو احساس
کہ زندگی اب بھی خوبصورت ہے۔"
"سر! میں سمجھ سکتا ہوں لیکن ہر کسی کو نہیں سمجھا سکتا۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ انہیں
طرح اپنے لیے رستہ تلاشنا ہو گا۔" بابر نے سنجیدگی و افسوس کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔
"تب پھر اسے ان محبتوں کا احساس دلائیں جو اس کے پاس موجود ہیں۔"
ڈاکٹر شہروز کے ساتھ اس کی ڈسکشن بہت دیر تک جاری رہی۔ وہاں سے نکلا تو سیدھا ایمن کی طرف
آخر جنوری کی خنک سی شام تھی۔ اس نے لان میں جابجا بکھرے خشک و زرد پتے اور ٹوٹی ٹہنیاں دیکھیں
کے ہاتھ خالی تھے اور کیاریاں خشک' بنجر۔ ان میں پھول صرف کچھ عرصے کے لیے مہکے تھے' وہیں رہ
تھی۔
"تنہائی اس لڑکی کو کبھی ٹھیک نہ ہونے دے گی۔" بابر نے زرد لباس میں ملبوس ایمن کو دیکھ کر سوچا۔
"سنا تھا' خزاں کا اپنا ایک حسن ہوتا ہے لیکن یہاں تو۔۔۔"
ایمن چونک کر پلٹی پھر قصداً" مسکرائی۔
"آپ کب آئے بابر بھائی؟"
"جب تم گوتم بدھ کی طرح گیان دھیان میں مصروف تھیں۔ کہاں ہے تمہارا کام چور مالی؟"
"وہ تو کام چھوڑ گیا۔" ایمن نے آہستگی سے کہا۔
"تب ہی۔۔۔ خیر مالی تو نیا آجائے گا بلکہ میں کل ہی کسی سے کہتا ہوں۔ طارق بھائی آکر دیکھیں گے
گے۔ خزاں کا مطلب اتنی ویرانی بھی نہیں ہوتا۔ تم بتاؤ' آنے والی بہار کے لیے کون کون سے پھول
ہونے چاہئیں؟"

ے والی بہار۔۔۔" ایمن نے سر اٹھا کر درختوں کی ٹنڈ منڈ شاخوں کو غور سے دیکھا۔ "کون جانے آنے والی
ہ زندگی میں کیا لے کر آتی ہے۔"
تعالیٰ سے بہت اچھی امید رکھو' آنے والی بہار تمہارے لیے بہت سی خوشیاں لے کر آئے گی۔"
ے بھائی!" وہ بابر کا ہاتھ تھام کر لان چیئر تک لے آئی۔ بابر کو اس کا انداز بہت اچھا لگا مگر اس کی بات۔
بچپن ہی سے پھولوں کی نسبت خشک پتے زیادہ اچھے لگتے تھے۔"
ا بات ہوئی؟"
ٹ بیرز کی ساری کیاری میں اپنے ہاتھوں سے اجاڑ کر گھر کے ویران حصے میں جا گھستی' جہاں مردہ تتلیوں
لی شاخیں' خشک پتے بکھرے ہوتے۔ مجھے اس جگہ میں بڑی کشش' بڑی خوبصورتی محسوس ہوتی۔
کے مردہ بے رنگ پر آج بھی میری کہانیوں والی کتابوں میں پڑے ہوں گے۔ شاید اسی لیے میرے حصے میں
پھولوں سے زیادہ خزاں کی ویرانی آئی۔"
لیے کہتے ہیں' خدا ہمارے گمان سے زیادہ نزدیک ہے۔ اچھا اور مثبت سوچا کرو۔" بابر نے سنجیدگی سے
ا۔
ہاں کہ طارق سب کچھ جان کر پھر سے مجھے اپنا لے گا۔ وہ انسان ہے' فرشتہ نہیں۔)
وچ میں ڈوب گئیں' آج چائے نہ پلاؤ گی۔" بابر نے اسے کھویا کھویا دیکھ کر بات پلٹی۔
آج بہت فرصت میں آئے ہیں۔"
لو سوچ کر آیا تھا کہ تمہارے ساتھ چائے پیوں گا' بمعہ ڈھیروں لوازمات کے۔"
ہو دفعتاً احساس ہوا کہ وہ اسے وقت دینے اور بہلانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس نے بلیک جینز پر سبز
یوں بابر کو محبت سے دیکھا۔ اس نے ہمیشہ ایمن کا خیال رکھا تھا اور خود ایمن نے۔۔۔؟
ہ کچن میں چل کر کچھ بناتے ہیں۔" ایمن نے اس کا دل رکھا۔ بابر نے خوشگوار حیرت سے اسے دیکھا
ہوتھا۔
ز نے ٹھیک کہا' وہ زندگی کی طرف لوٹ رہی ہے۔"
اتھ پر اپناتے چھوٹی چھوٹی باتوں پر تکرار کرتے بہت سا وقت گزر گیا۔
ہاں رہی ہے۔ اس لڑکی کا کوئی پتا نہیں چلتا۔" صغریٰ حیرت سے سوچ رہی تھی۔
ں ہے اس میں لوگوں کو راضی کر لوا بھی! جنہیں خود سے خفا کیا تھا۔" ایمن نے دل میں عہد کیا۔
ائی چھینٹتے ہوئے بابر نے کہا۔ "تمہارے ساتھ چلنا۔"

ں کے بیٹے کی منگنی چھوٹے ماموں کی بیٹی سے ہو رہی ہے۔ سنڈے کو سب جا رہے ہیں' تم بھی ساتھ
۔" بابر کے ذہن میں اچانک ہی خیال آیا۔
کیا کروں گی۔" وہ ٹیبل پر پلیٹیں لگانے لگی۔
ں گے۔" بابر ہنس دیا۔
کریں گے؟"
یں گے۔" بابر نے برجستہ کہا تو دونوں ہنس دیے۔
ے لڑکی پسند کر لیں۔"
ڈیپارٹمنٹ امی کا ہے۔" اس نے فوراً" کانوں کو ہاتھ لگائے۔
ں بردار ہیں۔" ایمن نے چھیڑا۔
ی زیادہ اور تمہیں کیا لگتا ہے' میری پسند کی ہوئی لڑکی کو امی بہو تسلیم کر لیں گی؟" وہ کس قدر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

حقیقت شناس تھا۔ ایمن نجانے کس سوچ میں ڈوبی۔
"اب پڑا نکال لو یا کو ئلے کرنا ہے۔"
"ہاں۔ بس نکالنے والی تھی۔"
"یہ۔" اچانک یاد آنے پر بابر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل نکالا۔ "تمہارا موبائل، تم ابا...
آئی تھیں۔ صبح جوجو نے دیا، ارادہ اس کا بھی تھا پھر کہنے لگی۔ میں دیر سے فارغ ہوں گی۔" بابر نے ا...
میں پڑا ٹرے دیکھ کر موبائل ٹیبل پر رکھ دیا جبکہ وہ تعجب سے سوچ رہی تھی۔
"موموں نے موبائل کیسے دے دیا؟ وہ سلسلہ ختم ہو گیا یا وہ پکڑی گئی۔"
"مومو ٹھیک ہے۔" ایمن نے بے اختیار پوچھا۔
"ہاں، فرسٹ کلاس۔" وہ اب پوری طرح کافی کی طرف متوجہ تھا۔ ایمن کچھ الجھ گئی۔ بہت سے ...
دل میں چکرا رہے تھے۔
"کیا موموں اپنی خواہش سے دستبردار ہو گئی۔
یا۔۔۔
اس نے رستہ بدل لیا۔
یہ محبت کیا ہے؟
اس کا کوئی روپ سچا بھی ہے یا سب دھوکا۔۔۔
اس کی نظر بابر پر اٹکی جو کافی مگ میں کافی نکال رہا تھا۔ کافی کی سوندھی گرم خوشبو کچن کی فضا میں پھ...
"یہ جو کچھ کر رہا ہے محبت ہے یا۔ میرے باپ کی نوازشوں کا بدلہ۔
جو کچھ وقارالحسن نے اس کے لیے کیا وہ محبت تھی یا مستقبل کی انوسٹمنٹ۔"
سوال ہو تو کس سے؟
جواب آئے تو کہاں سے؟
ہر شخص اپنے کندھوں پر اپنے ہی تجربوں کا بوجھ لادے پھر رہا ہے۔
تو پھر حقیقت کہاں ہے کیا ہے؟
اس کا دل چاہا کوئی ایک سوال بابر سے کرے مگر چپ رہی۔ تہیہ کر رکھا تھا اب کسی کو دکھ نہیں پہنچانا۔
"پڑا اترائی کریں؟" وہ ندیدوں کی طرح کہہ رہا تھا۔
"ہوں۔" اس نے ساری الجھی سوچوں کو لپیٹ کر ایک طرف رکھا۔
"پھر ہم ڈیڈی سے بات کریں گے ہم نے بہت عرصے سے ان سے بات نہیں کی۔"
"ہاں۔" زندگی بہت آسان تھی، اس میں کوئی الجھاؤ، کوئی ٹیڑھ نہیں۔ بابر نے اطمینان سے پڑا ...
دیکھا۔
وہ خوش تھا کہ اس نے ایمن کو بہلا لیا۔
ایمن خوش تھی کہ اس نے بابر کو بہلا لیا۔
حقیقتاً" دونوں ایک دوسرے کو بہلا رہے تھے۔
وقارالحسن ان کی آواز سن کر خوش ہو گئے۔
"یار! اب تھک گیا ہوں، واپس آنا چاہتا ہوں۔"
"تیاری کریں ڈیڈی! صرف ایک سال کی بات ہے۔ آپ کا بیٹا تگڑی جاب پر ہوگا۔ آپ کے آ...
وقت آگیا ہے۔"
وہ سرشار ہو گئے، ساری تھکن اڑنچھو ہو گئی۔ بابر سے بات کر کے من میں وہی سکون اتر تا تھا، ...

...کے دل میں اترتا ہوگا۔ ایمن سے بات کر کے کچھ اور پرسکون ہو گئے۔ ایمن نے کتنے عرصے کے بعد
...بھی طرح بات کی تھی۔ وہ اس سے طارق کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے تھے مگر ایمن کو ہشاش بشاش
...کرتے دیکھ کر کچھ نہیں پوچھا، بس اتنا کہا۔
...ا ہے، پیسے ویسے تو بھجواتا ہے؟"

...ضرورت ہو تو کہنا، وہ آج کل مصروف بھی تو ہو گیا ہے۔"
...احساس ہوا، وہ اس سے طارق کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہیں مگر کھل کر بات کرنے سے کترا
...نے جلد ہی خدا حافظ کہہ دیا۔
...وں گی؟" وقت رخصت بابر نے دوبارہ پوچھا۔
...ن نے کچھ غائب دماغی سے بابر کو دیکھا۔
"

...را موڈ نہیں۔ آپ ماں کو بھجوائیے گا۔ اگلے ماہ طارق آئیں گے تو گھر ٹھیک ٹھاک کرواؤں۔" یونہی
...ن کے آنے سے قبل کچھ توجہ گھر پر دے۔
...جو بھی نیا رنگ دکھاتا ہے، وہ تو دکھاتا ہی ہے۔)

...کے افراد تھے مگر شور و ہنگامہ اتنا تھا گویا شادی ہو۔ حنا اور آمنہ کی بیٹیوں نے ڈھولک بجا بجا کر رونق
...مان صرف مہرالنساء کی فیملی تھی۔ سب جوش و خروش سے ملے۔ بھائیوں نے بھی مہرالنسا سے اتنے
...انے پر گلہ کیا۔ بھابھیاں بھی آگے پیچھے پھر رہی تھیں۔
...دکھاوے کی محبت، ورنہ ایک فون کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔"
...ی فرق صرف اتنا آیا کہ زبان تک نہ آتی۔ ایک ہلکی سی مسکراہٹ نے پردہ رکھا تھا۔ کچھ وقت نے
...ن کے ساتھ بنا کر رکھنے میں ہی عافیت ہے۔ اماں جی، بابر، مومو اور جوجو کو ساتھ لگا لگا کر حیران
...ے بڑے ہو گئے، بابر نے کیسا قد نکالا۔ لڑکیاں کتنی بڑی اور خوبصورت ہو گئی ہیں۔ پہچانی ہی نہیں

...بھا بھتیجی کے لیے بڑے خوبصورت کپڑے اور تحائف لے کر آئی تھیں۔
...تھی آپا! اتنا خرچا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" بھائیوں نے محبت سے سرزنش کی۔
...تھی بھیا! آپ نے بھی تو اچھا خاصا فنکشن بنا ڈالا۔ حالانکہ گھر کی بات تھی۔"
...ہی کی خواہش تھی ورنہ بچے تو ابھی پڑھ رہے تھے۔" آمنہ ان کے لیے چائے لائی تھی۔ سب رات
...کے بعد اکٹھے ہوئے تھے جبکہ لڑکے لڑکیوں نے الگ محفل سجا رکھی تھی۔ آمنہ کے دو لڑکے اور دو ہی
...جبکہ حنا کی تین بیٹیاں اور سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔
...لڑ ہے، اولاد نیک ہے۔ بہوئیں بھی سعادت مند، میری بات رکھ لی۔" ذرا دیر کو ماں بیٹی تنہا ہوئیں تو
...ملی بچھاتے ہوئے کہا۔
...بھی تو ساری عمر بہوؤں کی ہی مانی۔" مہرالنسا نے بظاہر سادگی سے کہا۔ ماں جی نے ایک نظر بیٹی کو
...ازیں۔ یہ گلہ ہمیشہ سے اس کے ساتھ تھا۔
...کے بعد ہی منوانے کا مرحلہ آتا ہے۔ زبردستی خدمت نہیں کروائی جاتی۔ وہ دور اور تھا جب بہوئیں
...ور یہ ہانکی جاتی تھیں۔ عزت کرو تو ہی عزت ملتی ہے۔ میں ان سے پیار کرتی ہوں تو انہوں نے بھی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

میری خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ روایتی ساس جتی تو یہ شیرازہ کب کا بکھر چکا ہوتا۔" پھر مہرالنسا
سنجیدگی دیکھ کر بات بدل دی۔

"تم نے آمنہ اور حنا کی بچیاں دیکھیں؟"

"ماں جی! عمروں کا فرق بھی تو دیکھیں' وہ بابر سے کافی چھوٹی ہیں۔"

"چھوڑو' عمروں کے فرق سے کیا ہوتا ہے۔ ہمارے زمانے میں..." یہ ماں جی کی معصومانہ خواہش تھی
رشتہ بہن بھائیوں کے رشتے میں مضبوطی لائے گا' ورنہ جوڑ تو کوئی نہ تھا۔

"یہ آپ کا زمانہ نہیں اماں جی!"

مہرالنسا نے کہا تو انہوں نے خاموشی سے نماز کی نیت باندھ لی' وہ باہر نکل آئیں۔ بڑے کمرے میں
مومو' جو جو بھی سب میں گھل مل گئیں جبکہ بابر اپنی طبیعت کی سنجیدگی کی وجہ سے ماموؤں سے زیادہ
پانی پینے کے ارادے سے کچن میں چلی آئیں مگر دروازے میں رک گئیں۔ دیورانی' جیٹھانی کچن میں
چائے کے کپ لیے بیٹھی تھیں۔ بکھرا کچن سمیٹا جا چکا تھا۔

"پتا نہیں ان میں اتنا بہناپا کیسے ہے؟" وہ ذرا اوٹ میں ہوئیں کہ موضوع گفتگو مہرالنسا ہی تھیں۔

"آپا بہت بدل گئی ہیں۔" آمنہ نے کہا۔

"جانے دو آمنہ! کبھی فطرت بھی بدلتی ہے۔" حنا نے لاپروائی سے کہا۔

"ماں جی کی خواہش کا پتا ہے نا!"

"توبہ کریں اس سے تو اچھا ہے بیٹی کو کنوارا ہی گھر بٹھالیں۔" حنا بدک کر بولی۔

"خیر بابر تو ہیرا لڑکا ہے۔"

"ہاں' آپا کا بیٹا نہیں لگتا۔" دونوں ہنس دیں۔

"لیکن کوئی جوڑ ہی نہیں۔ میں نے تو عتیق سے پہلے ہی کہہ دیا ہے' اس معاملے میں بلیک میل
ضرورت نہیں۔"

"آپ بھی تو اپنے بھانجے کے لیے لڑکی ڈھونڈ رہی ہیں۔ موموکے بارے میں سوچ لیں۔" حنا
سوچ میں ڈوبی۔ مہرالنسا ہمہ تن گوش تھیں۔ موموکے رشتے کے لیے وہ واقعی پریشان تھیں۔
چھوٹی بیٹی کے ڈاکٹر بننے کا سن کر ادھر ہی مڑ جاتا۔ اگرچہ انہوں نے یہ صورت حال بیٹیوں سے
آمنہ نے نفی میں گردن ہلائی۔

"کہتے ہیں' لڑکی لینے سے پہلے اس کی ماں کو دیکھو اور موموعادتاً اپنی ماں پر پڑی ہے۔" مہرالنسا
جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ وہاں ایک عجیب سی کیفیت ابھری۔

"وہ جب تک یہاں رہیں بھا بھیوں کو اپنی زبان کی وجہ سے زچ کیے رکھا۔ یہ اندازہ تو آج ہوا
درازی' بدمزاجی اور حاکمانہ فطرت اپنی ہی اولاد کے رستے میں کانٹے بو رہی ہے۔

"پھپھو!" ناجیہ کی آواز پر وہ چونکیں۔ "ایسے کیوں کھڑی ہیں؟"

"میں پانی پینے آئی تھی۔"

"آپ اندر چلیں' میں لاتی ہوں۔" اس نے مؤدبانہ انداز میں کہا تو وہ سرہلاتی مڑ گئیں۔ ان کی
آمنہ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور نظروں ہی نظروں میں سوال کیا۔

"اس نے کچھ سن تو نہیں لیا۔"

حنا نے لاپروائی سے کندھے اچکا دیے۔

اگلے دن تقریب کے فوراً بعد انہوں نے واپسی کا قصد کیا تو کچھ احساس زیاں بھی ان کے ساتھ تھا

☆ ☆ ☆

ری سی بھیگی' برفیلی ہوا سے لبریز سرد رات تھی۔
جو بارش شروع ہوئی تو سارا دن جاری رہی۔ رات تک اس میں گرج چمک بھی شامل ہوگئی۔ گرج
ت ہوئی تو نرم پھوار خشک پتوں میں جذب ہونے لگی۔ وہ بہت دیر تک دریچے میں کھڑی بھیگی رات میں
لب بجتی' سنتی اور دیکھتی رہی۔ سردی رگ و پے میں سرایت کرنے لگی تو اس نے پردے کھینچ دیے اور
دبک گئی۔ ہیٹر جلانے کا خیال بھی نہ آیا۔
ر شام کھا چکی تھی صغری گرم دودھ کا گلاس رکھنے آئی۔

لا دوں۔"

تم اپنے کوارٹر میں چلی جاؤ۔ آج سردی بھی زیادہ ہے۔"

لا دوں؟"

"

نے ہیٹر جلایا۔ تھوڑی دیر کے بعد کمرے کی فضا نیم گرم ہوگئی۔ وہ یونہی لیٹے لیٹے اونگھنے لگی۔ مکمل اور
تو کبھی آتی ہی نہ تھی۔ رات کا ایک پہر اونگھتے جاگتے' دوسرا کروٹیں بدلتے اور تیسرا ٹہلتے ہوئے گزر
گی میں اس نے گیٹ پر بار بار بیل ہونے اور بہت دیر کے بعد گیٹ کھلنے کی آواز سنی۔
ت کون آیا ہوگا؟" اس نے سوئی جاگی کیفیت میں سوچا۔
کے بعد بیڈ روم کا دروازہ کھلا اور کوئی اندر آیا۔
ان ایک دم ہوشیار ہوا' اس نے آنکھیں کھولیں۔ دوسرے پل وہ ایک ہی جست میں کمبل سے باہر
ی۔

آپ کب آئے؟" خوشی و گھبراہٹ کے ملے جلے تاثرات اس کے چہرے سے مترشح تھے۔ اپنے
بالیوں سے جھٹکتے ہوئے طارق نے اسے دیکھا اور مختصراً کہا۔

"

ن کر دیتے میں گاڑی بجھوا دیتی۔ موسم بھی کتنا خراب ہے۔"
آتی بے چینی' طارق نے بھنویں اچکا کر اسے دیکھا اور سادگی سے کہا۔
سے آگیا۔"
ل بھیگ گئے ہیں' پہلے کپڑے بدل لیں' ٹھنڈ لگ جائے گی۔"
وارڈ روب تک آئی۔ الماری کھول کر اس نے ٹنگے شلوار قمیص میں سے ایک جوڑا نکال کر اس کے
ڑا نکال کر پاس آئی۔ وہ اپنی گیلی جرسی اتار رہا تھا' ایمن مدد کرنے لگی۔
نے تعجب سے' چپ کھڑی بیوی کو دیکھا۔ شاید اتنی پذیرائی کی توقع ہی نہ تھی۔ ایمن کا ارادہ خود اس کے
نے کا تھا مگر طارق نے اس کے ہاتھ سے تولیہ پکڑ لیا اور قریب رکھا سوٹ اٹھا کر واش روم میں چلا گیا۔
ل جگہ گم صم کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔
ہے۔" اس کا دل دھڑک دھڑک کر پسلیوں سے باہر ہونے لگا۔
فیصلے کا وقت آیا ہے۔"
وا اپنے قدموں پر کھڑی نہیں رہ سکے گی' وہ جہاں کھڑی تھی' وہیں بیٹھ گئی۔ اس کے ہاتھوں میں طارق
تھی۔ باہر نکلتے طارق نے تعجب سے اسے یوں نیچے بیٹھے دیکھا پھر کچھ بھی پوچھے بنا ڈریسنگ ٹیبل کی
ا۔ اس کا اندازہ بتا تا تھا' ایمن اب قدموں میں بھی بچھ جائے' وہ تب بھی معاف کرنے والا نہیں۔ اس
اور پلٹا۔
ل ہے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ہاں۔" اس نے چونک کر ہاتھ میں پکڑی جرسی کو دیکھا اور کھڑی ہو گئی۔ "میں اسے باہر پھیلا آتی ہوں۔"
دروازے تک جا کر وہ رک گئی۔
"میں آپ کو دوسری جرسی نکال دوں؟"
"ضرورت نہیں۔" وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اس کا کمبل ایک طرف ہٹا دیا۔ مطالبہ واضح تھا۔ ایمن نے آ...
وارڈروب کا بڑا خانہ کھولا اور کمبل اس کے پاؤں کے قریب رکھ دیا۔ طارق نے بغیر کچھ کہے کمبل تان
لیا۔
"کھانا؟" وہ طارق کے چہرے کی طرف دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔
"نہیں۔"
"چائے۔" اس نے جھجکتے ہوئے نگاہ اٹھائی۔ کس قدر بیگانہ اور سنجیدہ انداز تھا۔ ایمن کا دل...
"ہوں۔" طارق اپنے موبائل پر کسی کا نمبر ملانے لگا۔
ایمن عجلت میں باہر نکل آئی۔ گیلی جرسی پھیلائی جس میں نم باس کے ساتھ طارق کی مخصوص خوشبو تھی...
تھی۔ ایمن نے آہستگی سے آستین کو اپنے چہرے پر پھیرا تو وہ کچھ اور نم ہو گئی۔ وہ جلدی سے کچن میں آ...
جانتی تھی، طارق چائے نہیں دودھ پتی جس میں سبز الائچی کی خوشبو شامل ہو پسند کرتا ہے۔
"وہ ایک بار پہلے بھی اسی طرح برستی بارش میں آیا تھا، تب میں لاؤنج میں..." پھر اس نے ٹھٹک کر سوچا۔
طارق کے بارے میں ہر بات پوری جزئیات کے ساتھ یاد ہے۔"
الائچی اور پتی کی خوشبو آپس میں گڈمڈ ہونے لگی۔ اس نے دل لگا کر دودھ پتی کا بڑا مگ تیار کیا۔ یہ مگ طا...
پسندیدہ تھا۔ جس پر چراگاہ کا منظر نمایاں تھا۔ اس نے مگ ٹرے میں رکھا اور کمرے میں آ گئی۔
طارق موبائل پر کسی کو میسج کر رہا تھا۔
"شاید اس کو..." ایمن نے چپکے سے سوچا اور ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔ طارق اسے یکسر اگنور کر رہا تھا...
پاس کھڑی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔
"سر پر کیوں کھڑی ہو؟" وہ جھنجلا کر غرایا۔ ایمن کا جی چاہا اس کے پاس ہی بیٹھ جائے۔ اس کا غصہ بھ...
کچھ بھی برا نہیں لگ رہا تھا مگر وہ مڑ کر کچھ دور کرسی پر بیٹھ گئی۔ دبیز خاموشی کو موبائل کے بٹن پش کرنے کی...
آواز ڈسٹرب کرنے لگی۔
"بارش..." ایمن نے غور سے سنا۔ تھم گئی تھی یا بے آواز برس رہی تھی۔
طارق نے مگ اٹھا کر ایک گھونٹ بھرا پھر برا سا منہ بنا کر واپس ٹرے میں رکھ دیا۔
ایمن بے چین سی ہو گئی۔
"صغریٰ کہاں ہے؟"
"اپنے کوارٹر میں۔"
"ڈھنگ کی چائے بھی..." طارق منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑایا۔ وہ جلدی سے کھڑی ہو گئی۔
"پسند نہیں آئی میں اور بنا لیتی ہوں۔"
"پتی ڈال لینا۔" وہ اب بھی بڑبڑایا ہی تھا لیکن ایمن اپنی پوری حسیات کے ساتھ اس کی طرف متوجہ تھی...
جملہ کیچ کر لیا۔ کچھ شرمندہ سی مگ اٹھا کر کچن میں آ گئی۔
"تم تو سر تا پا بدل گئے ہو اور میں تم میں پرانے طارق کو ڈھونڈ رہی تھی۔"
اب کے اس نے چائے بنائی جسے طارق نے آرام اور تسلی کے ساتھ ختم کیا پھر کمبل اوڑھتے ہوئے بولا۔
"لائٹ آف کر دینا۔"
...نے ساری بتیاں بجھا کر صرف نائٹ بلب جلایا اور خود دوبارہ سے کرسی پر آ بیٹھی۔

وہ ساری رات طارق نے سو کر اور ایمن نے کرسی پر بیٹھے اس کا چہرہ دیکھتے گزاری۔
طارق کے ساتھ گزرے دنوں کا ہر لمحہ نگاہوں میں گھومتا رہا۔
...ساری لاپروائیاں، کج ادائیاں، بے وفائیاں، سب ایک ایک کر کے یاد آتی رہیں۔
...بارش تھم گئی تھی، اندر ساون برستا تھا۔
...بویا، وہی کاٹا۔ وہ اتنی سی عمر میں بونے سے لے کر کاٹنے کے عمل سے گزر رہی تھی۔
...بو کر گلاب کی تمنا کیسے کرے، ہاتھ تو فگار ہوں گے۔
...م حق بجانب ہو۔" اس نے طارق پر نگاہ ڈالی اور تھک کر آنکھیں موند لیں۔
...پل آنکھ لگی خبر نہیں۔
...کھلی تو مؤذن فجر کی اذان دے رہا تھا۔
...ارق نے کروٹ بدلی تو ایمن اپنا چور چور بدن سنبھالتی کھڑی ہوئی۔ الیچ باتھ کے بجائے اس نے دوسرا واش روم
...استعمال کیا۔ بہت دیر کے بعد لوٹی تو وہ جائے نماز بچھائے نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کے رکوع و سجود میں بلا کا ٹھہراؤ
...اور جذب کی کیفیت تھی۔
"...آہ ایمن! تم نے دین و دنیا دونوں ہی گنوا دئیے۔"
...ٹیرس پر نکل آئی۔ کوارٹر میں بلب روشن تھا۔ گویا صغریٰ اٹھ کر حمید کو چائے دینے کی تیاری کر رہی تھی، وہ
...کھڑی کائنات کو اندھیرے اجالے کے سنگم پر دیکھتی رہی۔ فضا میں پرندوں کا شور تھا اور مسجد میں بچے نعت پڑھ
...تھے، جب ایمن کو لگا کہ وہ نماز پڑھ چکا ہو گا تب وہ اندر گئی۔ طارق ابھی وہیں بیٹھا ذکر میں مصروف تھا، جب وہ
...کر جائے نماز تہہ کرنے لگا تب ایمن نے پوچھا۔
"آپ ناشتے میں کیا لیں گے؟"
"جو ہمیشہ لیتا ہوں۔" رات کی نسبت طارق کا لہجہ نرم اور سادہ تھا۔
"ہمیشہ تو..." ایمن کو دودھ پتی کا مگ یاد آیا، وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔
طارق نے اسے غور سے دیکھا۔
وہ کتنی بدلی بدلی اور مختلف سی لگ رہی تھی۔ بالکل پہلے جیسی، جب وہ طارق کی کیئر کرتی تھی۔
"کتنے روپ بدلے گی یہ عورت۔"
"جی..." اس کی بڑبڑاہٹ تھوڑی بلند تھی۔
"کچھ نہیں۔" وہ جھنجلا کر پھر سے کمبل میں گھس گیا۔ جب وہ بدلتی تھی تو دل نجانے کیوں نرم پڑنے لگتا تھا۔
...ن کچن میں آ گئی۔ صغریٰ وہاں موجود تھی۔
"بی بی! صاحب آیا ہے، مجھے حمید نے بتایا۔ میں تو لڑ رہی تھی کہ رات کو کیوں نہ جگا دیا۔"
"اچھا کیا نہیں جگایا۔" ایمن نے فریج کھول کر جائزہ لیا، پھر اک خیال سا آیا تو پلٹی۔
"سنو صغریٰ! تمہیں رجو کی طرف گئے کتنے دن ہو گئے ہیں؟"
"پندرہ... بیس دن..." صغریٰ نے انگلیوں پر گن کر بتایا۔
"تو آج اس سے مل آؤ۔"
"ابھی جی..." وہ ہکا بکا اس کی شکل دیکھنے لگی۔
"ہاں... بلکہ جس جس سے بھی ملنا ہے، مل لو، بچوں کو ساتھ لے جاؤ، اور رات کو گھر آنے کی ضرورت
بھی۔"
"ابھی؟"
"ہاں... ابھی۔" ایمن نے اطمینان سے کہا تو صغریٰ کو یقین ہو گیا کہ اس کی بیگم آدھی پاگل ہے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"ناشتہ؟"
"میں خود بناؤں گی۔"
صغریٰ تعجب سے سرہلاتی چلی گئی۔ تب ایمن نے ناشتے کی تیاری شروع کی۔ وہ نہیں چاہتی تھی ا۔ طار[illegible] صغریٰ کو دیکھ کر اسے کام کے لیے پکارے' اس طرح جو وہ تھوڑا بہت ایمن کو مخاطب کرلیتا تھا تو ایمن اس [illegible] جاتی۔ قیمے والے پراٹھے' املی کی چٹنی کے ساتھ' سوجی والا انڈوں کا حلوہ' بہت سے میوے اور پسا ہوا نار[illegible] کر۔۔۔ پھر دودھ پتی کے مگ والا حال نہ ہو' اور وہ بنا کچھ کھائے پیے اٹھ جائے' اس نے سلائس' جیم [illegible] فرائی انڈے بھی بنالیے۔ ٹیبل پر ہر چیز رکھ کر وہ اسے بلانے گئی۔
"ٹیبل پر۔۔۔ یہیں لے آئیں' اچھا۔" وہ کہتے کہتے اٹھ ہی گیا۔ ایک نظر ٹیبل کے تمام لوازمات پر ڈالی [illegible] خاموشی سے بیٹھ کر پراٹھا اپنے سامنے کیا۔ وہ باندیوں کی طرح ہاتھ باندھے پاس کھڑی تھی' طارق کو الجھن [illegible] لگی۔
"آخر یہ مجھ پر کیا ثابت کرنا چاہتی ہے؟"
"تمہیں ناشتہ نہیں کرنا؟" (نہیں بھی کرنا تو کہیں بیٹھ جاؤ۔ یوں کھڑی ہو کر میرے نوالے مت گنو۔)
غنیمت ہوا کہ وہ بیٹھ گئی۔ ساتھ ہی اپنے لیے کپ میں چائے بھی نکال لی۔ تھکے ماندے اعصاب گرم چا[illegible] سے سکون پانے لگے۔
"آپ کتنے دنوں کے لیے آئے ہیں؟"
رغبت سے پراٹھا کھاتے ہوئے وہ ایک پل کو رکا۔ آج ہر چیز کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ بیوی سے لے کر ناشتے [illegible] لوازمات تک۔ ہر چیز خوش رنگ اور خوش ذائقہ' پراٹھے خستہ اور کرارے' چٹنی لاجواب' اور بیوی۔۔۔ اس [illegible] ناشتے کے لوازمات سے ہٹ کر اسے دیکھا۔ وہ چیختی چلاتی حال سے بے حال عورت یکسر غائب تھی۔
"منگل کو واپسی ہے۔"
ایمن نے انگلیوں پر گنا' تین دن' پھر ہاتھ پہلو میں گرالیا۔
"دوپہر کے کھانے میں کیا لیں گے؟"
طارق کو ہنسی آنے لگی۔ ابھی وہ ناشتہ کر رہا تھا اور ایمن دوپہر کے کھانے کا پوچھنے لگی' دوپہر کے کھانے پر [illegible] کے بارے میں پوچھے گی گویا ایمن نے اسے پاکستان صرف کھانا کھلانے کے لیے بلایا ہے۔ حالانکہ وہ صرف طارق سے بات کرنے کے لیے یونہی پوچھ بیٹھی تھی۔
"دوپہر میں' میں گھر میں نہیں ہوں گا۔"
"کیوں؟" ایمن کو بے چینی لاحق ہوئی۔
"مجھے گاؤں جانا ہے۔"
"میں۔۔۔" وہ جھجکی۔ "ساتھ چلوں؟"
"کیوں؟" طارق نے تیوری چڑھا کر پوچھا۔
ایمن سے کوئی جواب نہ بن پایا۔ ابھی پچھلے مہینوں' اپنے ذہنی انتشار کے ہاتھوں وہ ان کے بارے میں بر[illegible] برے الفاظ استعمال کرچکی تھی۔ باقی کا ناشتہ خاموشی کے ساتھ ہوا۔ ناشتے کے بعد وہ صرف آدھا گھنٹہ گھر میں رہا [illegible] نہانے اور تیار ہونے کے بعد باہر نکلا' اس نے موٹے کھدر کا کیمل کلر کا شلوار قمیص پہنا تھا۔ جس پر چاکلیٹی [illegible] کی گرم چادر کندھوں پر پڑی تھی۔ پتا نہیں طارق کے خدوخال بدلے تھے یا وہ اپنا خیال رکھنے لگا تھا' یا پھر ایمن [illegible] اسے دل کی آنکھ سے دیکھا تھا کہ وہ بہت۔۔۔ بہت پیارا اور اپنا اپنا سا لگا۔
"چابی!"
ایمن نے ریک سے چابی نکال کر اسے تھمادی۔ اور بہت دیر تک اسے دیکھتی رہی۔ یہاں تک کہ اس کی گاڑی

[illegible]سے اوجھل ہوگئی' اور حمید نے گیٹ بند کردیا۔
[illegible]ن کو احساس ہوا' وہ خالی کی خالی کھڑی تھی۔

☼ ☼ ☼

[illegible]ارا دن ایمن بے قراری کے ساتھ پورے گھر میں چکراتی رہی۔ صغریٰ کو بھی خوامخواہ بھیجا۔ دھیان بھٹک [illegible]کر گاؤں والے گھر میں جاتا۔
"ا[illegible]ب وہ چاچی کا گھٹنا پکڑے بیٹھا ہوگا۔ اور چاچی اس کے لیے دیسی گھی میں مرغی بھون رہی ہوگی۔"
"اس وقت چاچا کے ساتھ کھیتوں میں گھومتا ہوگا۔"
"چاچا' چاچی نے میرے بارے میں بھی تو پوچھا ہوگا' اس نے کیا کہا ہوگا؟"
[illegible]یہاں آکر اٹک جاتی۔
[illegible]پہر کو اس نے بس دودھ کا ایک گلاس لیا۔ اور بالکونی میں آکھڑی ہوئی۔ فرحت کا لان خالی تھا۔ کتنا عرصہ ہوگیا [illegible]بچوں سے ملے' ایمن کا رویہ دیکھ کر سب ہی کنی کترا گئے تھے۔
[illegible]بھنی ہوئی مرغی' الائچی اور میوے والا سوجی کا حلوہ' اس پر چاچا کا اصرار۔۔۔" دودھ کے گلاس میں جھانکتے [illegible]ایمن نے دسترخوان پر بیٹھے نفوس کے چہروں پر چھائی خوشی اور طمانیت محسوس کی اور اداس ہوگئی' دوپہر کے [illegible]کا فون آیا۔
"[illegible]کیسی ہو؟" ہم لوگ ابھی ابھی واپس آئے ہیں۔ کہو تو لینے آجاؤں۔ مومو اور جوجو کے پاس تمہیں سنانے کے [illegible]لئی باتیں ہوں گی۔"
"[illegible]نہیں۔"
"[illegible]نہیں۔۔۔ مطلب۔۔۔ شہزادی اکیس توپوں کی سلامی پر حاضر ہوگی؟" وہ بگڑا۔
"[illegible]ایسی بات نہیں' طارق آئے ہیں تو۔۔۔"
"[illegible]ارے طارق بھائی' کب آئے؟ کمال ہے آنے کی اطلاع بھی نہیں دی' ہیں کہاں؟ بات کراؤ۔"
"[illegible]گاؤں گئے ہیں۔"
"[illegible]شام تک واپس ہوگی؟ ذرا ادھر کرنا۔"
"[illegible]نہیں۔۔۔ وہ صرف تین دن کے لیے آئے ہیں تو بھائی۔۔۔ میں۔۔۔"
"[illegible]اچھا۔ اچھا ٹھیک ہے۔ میں ملنے آؤں گا۔"
[illegible]شام کو صغریٰ بھی آگئی۔ اک غیر متوقع چھٹی نے اسے خاصا خوش کردیا تھا۔ دوپہر کا نہیں۔۔۔ مگر رات کا کھانا تو [illegible]کو گھر ہی میں کھانا تھا۔ ایمن نے بڑی لگن سے مٹن پلاؤ' فرائی مچھلی اور قیمہ مٹر بنائے۔
"[illegible]آٹا گوندھ کر رکھ لو۔ روٹی ان کے آنے پر ہی بنائیں گے۔" سلاد اور رائتہ کو آخری ٹچ دیتے ہوئے ایمن نے [illegible]کی اور ہاتھ دھو کر باہر آگئی۔ شام کا سرمئی پن جیسے جیسے گہرا ہونے لگا ایمن کے دل کو بے قراری ہونے لگی۔
"[illegible]وہ آئے کیوں نہیں ابھی' کہیں چاچا' چاچی نے روک تو نہیں لیا' لیکن میرے پاس صرف تین دن ہی تو ہیں' اس میں [illegible]بھی پہلا دن چلا گیا۔" رات کی تاریکی گہری ہونے لگی تو وہ مایوس ہوگئی۔
[illegible]صغریٰ تھک کر رکی۔ آج ایمن نے بڑی محنت کی تھی' کسی چیز کو صغریٰ کا ہاتھ نہ لگنے دیا۔
"[illegible]اب صلح کرنا چاہتی ہے۔" صغریٰ کے دل میں کئی بار خیال آیا۔
"[illegible]بی' اندر چلی جاؤ' بڑی ٹھنڈ ہے۔"
"[illegible]اندر بڑی آگ ہے صغریٰ۔" وہ بڑبڑائی' تب ہی گیٹ پر گاڑی کی روشنیاں پڑیں' ایمن کے اندر زندگی سی [illegible]جاگ اٹھی۔ وہ اضطراری انداز میں کھڑی ہوئی۔ صغریٰ کچن میں چلی گئی۔ وہ اس کے پاس سے گزر کر اندر چلا گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایمن کے حصے میں بس اک سرسری سی نگاہ آئی' پھر بھی اس کے پیچھے لپکی۔

"بہت دیر لگادی۔"

"آنے کو دل نہیں کرتا تھا۔"

وہ چپ کی چپ رہ گئی۔

"چاچا... چاچی ٹھیک تھے؟" ایمن نے دوبارہ ہمت پکڑی۔

"ہوں..." طارق نے کندھوں سے چادر جھٹکی۔ اور واش روم میں چلا گیا۔ ایمن نے چادر اٹھا کر … لگا کر کرسی پر رکھ دی۔

"کھانا لگاؤں؟" وہ باہر آیا تو سوال کیا۔

"کھا کر آیا ہوں۔"

ایمن نے صدمے سے سر جھکا لیا اور دل پر گرتے آنسو شمار کرنے لگی۔

"تم نے کھایا؟" طارق کو نجانے کیسے خیال آیا۔ ایمن نے کسی امید کے تحت نفی میں سر ہلایا۔

"کھالو۔" وہ کمبل میں گھس گیا۔ "بڑی سردی ہے۔"

"چائے پی؟" وہ بڑبڑائی۔

"ہاں' ٹھیک ہے' لیکن چائے ہونی چاہیے۔" اس نے کمبل اچھی طرح اپنے گرد پھیلایا۔ "ہیٹر لگا … جانا۔"

ایمن نے ہیٹر آن کیا۔ چائے لے کر آئی تو نیم گرم کمرے میں طارق اونگھ رہا تھا۔ ایمن چائے لے … مخصوص کرسی پر آ بیٹھی۔

"اگر اس بیڈ پر سونا گوارا نہیں تو دوسرے کمرے میں چلی جاؤ۔"

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔" اس نے ہیٹر کی دہکتی آگ کو دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا۔

طارق نے چائے پی' عشاء کی نماز پڑھی۔ جب وہ سونے کی تیاری میں تھا وہ تب بھی اسی زاویے … تھی۔ طارق نے اسے غور سے دیکھا۔

وہ ٹھیک تھی اور بے حد شرمندہ بھی۔

طارق کو اس بات کا اندازہ بخوبی ہو چکا تھا۔ بابر سے فون پر بات ہوئی تو وہ بھی بتاتا تھا کہ اب اسے … پڑتے۔ اس نے راتوں کو چیخنا چلانا اور بے جا گھر سے نکلنا چھوڑ دیا تھا۔

"تو کیا اب یہ صلح کرنا چاہتی ہے؟"

اس نے سیاہ چادر اوڑھ رکھی تھی۔ جس پر سفید موتی دمک رہے تھے۔ طارق کو یاد آیا اس کے لیے … بہت پہلے دبئی سے لایا تھا۔ ہیٹر کی گرمی تھی یا نظروں کی تپش' ایمن کا چہرہ دہکنے لگا۔ طارق فطرتاً اک نرم … ہمدرد انسان تھا۔ کسی بھی انسان کو اپنے کٹھور رویے کی مار مارنا اس کے لیے زیادہ عرصہ ممکن نہ تھا۔ … انسان نے طارق کو بہت دکھ ہی کیوں نہ پہنچایا ہو۔

"ایمن!"

ایمن نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"یہاں آؤ۔" طارق نے ذرا سا پرے کھسک کر اپنے قریب جگہ بنائی۔ وہ کسی معمول کی طرح اٹھ … قریب آ بیٹھی۔

"کل بھی ساری رات کرسی پر گزار دی۔ آج بھی یہی ارادہ ہے؟"

ایمن خاموش رہی۔

"تم نے مجھے کیوں بلایا تھا؟"

…اپنے ساتھ لے چلو۔" وہ کرلائی۔ مگر لب خاموش تھے۔ تبھی لائٹ چلی گئی۔ ایمن کو غنیمت سی لگا۔
… ایمن نے ایمرجنسی لائٹ جلانے کے لیے اٹھنا چاہا۔
…نے دو۔" طارق نے اپنا ہاتھ ایمن کے کندھے پر رکھا۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ بھاری پردے کی وجہ
…ی بھی اندر نہ جھانک سکتی تھی۔
…نجانے باہر چاندنی ہے' دھند یا بادل۔" ایمن نے گھپ اندھیرے میں چھائی معنی خیز خاموشی سے دامن
…ہوئے قصداً" سوچا۔ طارق کا ہاتھ کندھے سے پھسل کر کمر کے گرد حائل ہو گیا۔
…طری و جبلی تقاضا ہے یا... وہ واقعی میری کوتاہیوں کو معاف کرنے کے لیے تیار ہے؟"
…کی سانسوں کی گرمائش اپنے چہرے پر محسوس کر سکتی تھی۔
…باہر... بھڑ بھڑ جلنے لگی۔
…اک سرگوشی۔ "کیا سب کچھ پہلے جیسا نہیں ہو سکتا۔"
…کیا ہے یہ شخص... موم کی طرح پگھلتا ہے۔"
…وہ بھی اپنی بیوی کے ساتھ... اک وہ تھی کہ عورت ہو کر نہ نبھا سکی۔
…کہاں ملے گا کوئی اس جیسا؟ بھٹکتی پھرو گی۔ اب بھی ہاتھ خالی نہیں ہیں' بچالو... جو کچھ باقی ہے' سنبھال
…سب کچھ بھول جاؤ' ماضی کو' سیاہ ماضی کو دفن کر دو' آج رات کی گھپا میں' یہ تاریکی سب کچھ چھپا لے گی
…ایمن! جذباتی مت بن' زندگی سنور جائے گی' یہ اب بھی تمہارا ہو سکتا ہے' اک روشن خوبصورت
…کون جانتا ہے؟ کسے خبر؟" وہ بدل رہی تھی' اندر سے پگھل رہی تھی' بکھر گئی تھی۔
…اتر گئی' دباؤ بڑھنے لگا۔
…اندھیرے کی گود میں اک سفید لفافہ کھٹ سے آگرا۔
…کے لبوں سے سسکاری سی نکلی۔
…کے ہاتھ ایکدم ساکت ہوئے۔ جذبات کے تلاطم میں ٹھہراؤ آگیا۔ اس نے انگلیوں سے ایمن کا چہرہ
…طویل سانس لے کر ہاتھ کھینچ لیا۔ وہ رو رہی تھی۔
…لائٹ آگئی' ایمن نے بے ساختہ دونوں بازو آنکھوں پر رکھ لیے۔
…آج بھی میری قربت تمہیں اذیت دیتی ہے؟" طارق نے اس کے بازو ہٹائے اور جھٹکے سے کھینچ کر بٹھا دیا۔
…میں سختی اور لہجہ سرد تھا۔ ایمن نے سر جھکا لیا' لمبے بالوں نے اس کا چہرہ چھپا لیا۔
…وقت آگیا ہے کہ فیصلہ کیا جائے۔" وہ پیچھے ہٹ کر بیٹھ گیا۔
…وقت آگیا ہے۔" ایمن نے سختی سے اپنے آنسو پونچھے۔
…نے کا وقت نہ تھا' نہ توبہ کا۔
…کی گھڑی تھی۔
…نے تمہارے لیے سب کچھ کیا۔ وہ سب کچھ جو اک اچھا محبت کرنے والا شوہر اپنی خوبصورت بیوی کے
…سکتا ہے' لیکن' اس کے باوجود مجھے لگتا ہے کہ میں تمہیں خوش نہیں رکھ سکا۔ تم نے کبھی مجھے ذہنی طور پر
…نہیں۔ پھر اس زبردستی کا فائدہ' تم چپ تھیں' شاید اپنے باپ کی وجہ سے' لیکن بہت وقت گزر گیا۔ میں
…وقت کے ساتھ ساتھ تم اپنے منگیتر کو بھول کر حقیقت تسلیم کر لو گی۔ لیکن نہیں' وہ آج بھی تمہارے دل
…قابض ہے' میں کہیں نہیں ہوں' میں اس سے زیادہ ڈرامے برداشت نہیں کر سکتا۔ میں تنگ آ چکا ہوں'
…میرے ساتھ نہیں رہنا' مت رہو' میں تمہیں باندھ کر رکھنا بھی نہیں چاہتا' یہ شادی' میرے لیے صرف
…خسارہ نکلی' کاش' میں نے چاچی کی پسند کی لڑکی کے ساتھ شادی کی ہوتی تو آج سکون سے زندگی بسر کر رہا ہوتا۔"
…میں کہتا چلا گیا۔ "ایمن میں نے فیصلہ کیا ہے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"پلیز طارق!" ایمن نے تڑپ کر سر اٹھایا۔ "پہلے میری بات سن لیں۔"
"بس کرو ایمن۔ اور کتنا بے وقوف بناؤ گی۔" طارق نے تڑخ کر کہا۔
"نہیں۔۔۔ اب اور نہیں۔۔۔ میں آپ کو فیصلہ کرنے سے نہیں روک رہی' فیصلے کا جواز دے رہی ہوں۔ کچھ بتانا ہے' اعتراف کرنا ہے' اس کے بعد فیصلہ سنائیے گا' تاکہ نہ آپ کو سناتے ہوئے تکلیف ہو' نہ ہوئے پچھتاوا۔"
طارق نے الجھ کر اسے دیکھا۔ "کہو۔"
ایمن نے اس کی طرف سے مکمل طور پر رخ موڑ لیا۔
"آپ نے ٹھیک سمجھا۔ میں نے آپ کے ساتھ اپنے رشتے کو کبھی ذہنی و قلبی طور پر تسلیم نہیں کیا۔"
طارق نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ وہ یہ جانتا تھا' مگر ایمن کے منہ سے سننا۔۔۔
"لیکن اس کی وجہ میرا منگیتر نہیں' طاہر محمود تھا۔"
طارق اپنی جگہ ساکت سا ہو گیا۔
اس کے بعد ایمن رکی نہیں' وہ اک معمول کی طرح بولتی چلی گئی' وہ اس سے بے خبر نہیں تھی کہ بیٹھے شخص پر کیا گزر رہی ہے' جو یک ٹک اس کے سیاہ بالوں سے ڈھکی پشت گھور رہا تھا۔
"میں نے اپنے بچے کو۔۔۔"
طارق نے بے یقینی سے پلکیں جھپکیں۔
"وہ پھر سے میری زندگی میں اک طوفان کی طرح چلا آیا۔"
طارق کو شک سا گزرا۔ وہ اپنے بارے میں نہیں' کسی اور کے بارے میں بات کر رہی ہے۔
"میں نے اسے پیسے دینے شروع کر دیے۔"
اب وہ بالکل ساکت تھا' پورا وجود سماعت بن گیا۔
"میں نے اس کے فلیٹ پر جانا شروع کر دیا۔"
اس کے ٹھنڈے لہو میں ابال سا اٹھا۔
ایمن کہتی گئی' ایک ایک کر کے سب پردے اٹھاتی گئی' اس نے کچھ نہیں چھپایا' کیونکہ اسے کچھ چھپانا تھا' طارق کا فشار خون بلند ہو گیا۔ کنپٹیوں میں دھماکے سے ہونے لگے۔ ہاتھوں کی انگلیاں اضطراری انداز مڑیں۔ وہ اس وقت کچھ بھی کر سکتا تھا' حتیٰ کہ اس عورت کا قتل بھی۔
باہر رات گرجنے لگی۔ اندر طوفان سب کچھ تہہ و بالا کر گیا۔
طارق نے نفرت سے ایمن کے وجود کو دیکھا۔ اس کا جی چاہا' ایمن کے منہ پر تھوک دے۔
"بس۔۔۔" وہ دھاڑا۔
ایمن چپ ہو گئی۔ سب کچھ کہہ کر' سب کچھ ختم کر کے بالکل چپ ہو گئی۔ وہ تیزی سے اٹھا اور دریچہ کھول دیا۔ سرد ٹھنڈی ہوا کمرے میں گھس آئی۔ اس کی سانس سینے میں گھٹ رہی تھی۔ وہ دونوں ہاتھ چوکھٹ پر جما سر آسمان کی طرف اٹھائے زور' زور سے سانس لینے لگا۔ بارش کی بوچھاڑ اس کا چہرہ اور کھلا سینہ بھگونے لگی۔ اندر لگی آگ ان چند چھینٹوں سے بجھنے والی کہاں تھی۔
"کیا کروں' اس عورت کے ساتھ۔۔۔ اتنا ماروں۔۔۔ اتنا ماروں کہ چہرہ بگڑ جائے۔ اس کے خوبصورت چہرے کو ناخنوں سے نوچ ڈالوں۔ قتل کر کے یہیں دفن کر دوں۔۔۔ یا۔۔۔ گھسیٹتا ہوا اس کے باپ کے پاس لے جاؤں۔ جس نے اپنی بیٹی کے کالے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کے لیے گندگی کی اس پوٹ کو میرے حوالے کر دیا۔"
اس نے مڑ کر ایمن کو دیکھا۔
"کیا کہوں۔۔۔ اس شریف زادی کو۔۔۔ آوارہ۔۔۔ فاحشہ' بدکردار۔۔۔ طوائف زادی۔۔۔؟"

رق۔ ہاں تو نے تو کسی غیر لڑکی کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا تھا۔ پھر تیرے نصیب میں یہ حسین چہرے اور کالے لی عورت کیوں لکھی گئی؟"
سے مڑا اور ایمن کے بال اپنے دونوں ہاتھوں میں دبوچ لیے۔ شدید تکلیف سے ایمن کی آنکھوں سے۔ مگر اس نے لب بھینچ لیے۔ وہ ہر سزا بھگتنے کو تیار تھی۔ شاید اسی طرح ضمیر کی چبھن سے نجات مل ق لہو رنگ آنکھوں سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا' دیکھتا رہا۔
ورت کے ساتھ کیا کرے؟
ہال چھوڑ دیے اور دو قدم پیچھے ہٹا۔ ایمن جھٹکا سا کھا کر پیچھے کو گری۔
وقار الحسن! میں طارق جمال بقائمی ہوش و حواس۔۔۔ تمہیں۔۔۔ طلاق۔۔۔ طلاق۔۔۔ دیتا ہوں
۔۔۔ طلاق۔۔۔"
اور تین الفاظ۔۔۔ پھر کائنات اک گہرے پر ہول سناٹے کی زد میں آتی چلی گئی۔ وہ جہاں' جس زاویے وہیں ساکت ہو گئی۔۔۔ نگاہیں کھلیں۔۔۔ ہاتھ پاؤں ڈھیلے۔۔۔ جسم بے جان۔۔۔ حواس گم۔۔۔ طارق نے لہا۔۔۔ ایمن نے ایک لفظ نہیں سنا۔۔۔ وہ کچھ بھی سننے کے قابل نہ تھی۔۔۔ ذہن لق و دق صحرا کی طرح پتا ہوا تھا۔
جاگ رہی تھی۔ سو گئی تھی یا بے ہوش ہو گئی تھی۔
دھیرے دھیرے اس پر سے گزر گیا۔
ر جاگا تو جانے والا جا چکا تھا اور باہر چڑیاں چہچہا رہی تھیں۔
پنے ساکت وجود کو جنبش دی تو درد کی ٹیسیں اٹھتی چلی گئیں۔ وہ بمشکل اٹھ کر بیٹھی اور کچھ لمحے یونہی بی رہ گئی۔
کا انتظار ہے؟" پہلی سوچ نے سن ہوتے اعصاب پر ضرب لگائی' تو اس نے سر اٹھا کر کمرے میں ر ٹوٹی پھوٹی اشیاء پر ڈالی۔
تو مجھ پر اترتا تھا طارق۔۔۔!" وہ لڑکھڑاتے قدموں سے دریچے تک آئی' رات بھر برسنے کے بعد بادل گہرے بادلوں اور دھند نے تاریکی سی پھیلا رکھی تھی۔ پورے گھر پر یوں خاموشی چھائی تھی گویا ہر حیران پریشان ساکت و صامت رہ گیا ہو۔ اس نے ذرا جھک کر دیکھا' پورچ میں گاڑی موجود تھی۔
ند میں کہاں اور کیسے گیا؟" وہ بے چین ہوئی۔
یں ان باتوں سے مطلب۔۔۔ شکر کرو۔۔۔ وہ خود گیا ہے' تمہیں نکالا نہیں۔" دل' دماغ سب روٹھے ہوئے ا اپنے اعصاب چٹختے محسوس کیے۔
لمحے کو سہار گئیں تو بچ جاؤ گی۔"
تھی اس مرحلے سے نکلنے کے لیے اسے کسی کی مدد کی ضرورت ہے' ورنہ اب کے ڈولی تو نکل نہ سکے قدموں تلے کئی چیزیں آ گئیں۔ اس نے وارڈ روب کھولی اور اندھوں کی طرح ٹٹول کر جو چادر بھی ملی۔ وہ جانتی تھی اسے کون بچا سکتا ہے۔

☼ ☼ ☼

ھد کی افراتفری تھی۔ حرا نے جلدی جلدی بکھری اشیاء ٹھکانے پر رکھیں۔ عمر اور عادل یونیفارم میں ھڑا دوسے دعا میں سمیٹ رہے تھے۔
ہر ہے؟" ڈاکٹر شہوز رضا نے اخبار سمیٹتے ہوئے پکارا۔
ر۔ میں آ رہی ہوں۔" اس نے اپنا موبائل اور پرس اٹھایا اور شال اوڑھتی باہر آ گئی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"سچو! جلدی سو، دو کے اماں جی! اللہ حافظ۔" وہ ان کے سامنے جھکی، وہ جو منہ میں کچھ پڑھ رہی تھیں، پھونک دیا اور اللہ کی امان میں دیتے ہوئے تسبیح پڑھنے لگیں۔

"ڈاکٹر شہروز ...!" مدھم سی آواز پر گاڑی کا دروازہ کھولتے وہ چونک کر پلٹے۔ پھر بیرون شال میں لپٹا دیکھ کر ٹھٹک گئے۔ وہ کھلے گیٹ سے از خود اندر چلی آئی تھی۔

"ایمن ... تم ..."

"مجھے آپ کی مدد چاہیے۔" وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے حرا کو دیکھنے لگی۔ جو ان کے پاس آکھڑی ہوئی۔

ایک لمحے میں ڈاکٹر شہروز کو ادراک ہوا۔ اتنی سخت سردی میں وہ ماتھے پر آیا پسینہ پونچھ رہی تھی، میل کی مسافت پیدل طے کر آئی ہو، انہوں نے اک طویل سانس لے کر حرا کو دیکھا۔ اس احساس کے ساتھ لب بھینچتے ہوئے ہاتھ پھیلا دیا۔

ڈاکٹر شہروز نے چابی اس کے ہاتھ پر رکھی بچوں کو پیار کیا۔

"احتیاط کے ساتھ، دھند گہری ہے۔"

حرا نے بس اک شاکی سی نگاہ ان پر ڈالی اور بچوں کو گاڑی میں بٹھانے لگی۔

"آؤ ..." وہ ایمن کو لے کر اندر کی طرف بڑھ گئے۔ اماں جی بھی اسے دیکھ کر اور وہ بھی بے ساختہ ہوئیں، مگر کہا کچھ نہیں، وہ ایمن کو لے کر اسٹڈی میں آگئے۔

"ناشتہ کرو گی؟" انہوں نے نرم لہجے میں دریافت کیا۔ اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

"میں بے وقت آگئی۔"

"کوئی بات نہیں ... بیٹھو۔"

وہ بس کرسی کے کنارے ٹک گئی۔

"مجھے لگا اگر میں گھر میں رکی تو ..." اس نے اضطراری انداز میں انگلیاں چٹخائیں۔

"دھند بہت گہری ہے، تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا۔" وہ ایمن کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس کا ہاتھ ہاتھوں میں لے لیا۔

"اب کہاں؟ ساری دھند چھٹ گئی، ہر منظر واضح ہو چکا۔" وہ بدقت مسکرائی۔

"گھر میں کون تھا؟"

"کوئی بھی نہیں، آنے والا آیا اور چلا گیا، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔" ایمن نے اپنا ہاتھ چھڑایا اور ناخن کترنے لگی۔ ڈاکٹر شہروز نے لب بھینچ لیے۔

"تو تم نے وہی غلطی کی۔" انہیں از حد افسوس ہوا کہ وہ ایمن کو روک نہ سکے۔

"غلطی؟" ایمن نے ناخن کترنے بند کیا اور تعجب سے انہیں دیکھا۔

"میں نے تم سے کہا تھا۔ تم از سر نو اپنی زندگی شروع کرو۔"

"میں نے بتایا تھا، میں ایسا نہیں کر سکتی۔"

"وجہ؟"

"وجہ، وہ تو اسے بھی نہ بتا سکی، اس نے تو اتنا موقع بھی نہ دیا کہ اس کے قدموں سے لپٹ جاتی۔ بس فیصلہ سنایا اور چلا گیا۔"

"تم نے یہی تو چاہا تھا۔" ڈاکٹر شہروز کی پیشانی پر شکنیں ابھریں۔

"میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔"

"ایمن! اگر تم چاہتیں تو راستہ نکال سکتی تھیں۔"

"نہیں نکال سکتی تھی۔" وہ اضطرابی انداز میں چلائی۔ "ڈاکٹر شہروز! وہ بہت اچھا انسان

اپنا آپ چھوٹا پڑ گیا تھا۔ میں ساری زندگی اک سزا کی طرح اس کے سر پر مسلط رہتی۔ میرا ضمیر گوارا نہیں کرتا۔ میں نے اسے سب کچھ بتا دیا، کیونکہ میں چاہتی تھی، وہ مجھے چھوڑ دے، میرا ساتھ طارق کے لیے صرف سزا بنتا۔ اس کا حق بنتا تھا کہ وہ اک اچھی، نیک، پاکباز عورت کے ساتھ زندگی گزارے۔"

"تم اچھی لڑکی ہو۔"

"... میرا وجود آلودہ ہے۔ میری سوچیں گندگی کی پوٹ، یقین جانیے ڈاکٹر شہروز! میں اسے کچھ بھی نہیں دے سکتی، وہ ساری عمر تکلیف میں رہتا، کیونکہ ... کیونکہ میں اب کبھی ماں نہیں بن سکتی۔ سنا آپ نے، کبھی بھی میں نے اپنی نادانیوں کے ہاتھوں سب کچھ کھو دیا ہے۔ اس خسارے کا حصے دار وہ کیوں بنے۔"

ڈاکٹر شہروز ششدر سے ایمن کا چہرہ دیکھتے رہے، تو یہ تھی وہ وجہ جس کی وجہ سے ایمن نے یہ فیصلہ کیا۔

"کوئی بچہ ..."

"اس سارے قصے میں طارق کا کوئی قصور نظر آتا ہے ... نہیں نا ... تو پھر ... وہ اس قابل ہے کہ کسی اچھی لڑکی کے ساتھ شادی کر کے بہترین زندگی گزارے، میں اس کی زندگی کو گہن نہیں لگانا چاہتی۔ میں نے جو کیا بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے، اور مجھے کوئی پچھتاوا نہیں، صرف دکھ ہے کہ کاش! میں اتنے بہت سے پہلے سنبھل جاتی۔ ڈاکٹر! مجھے سچ سچ بتائیں میں نے ٹھیک کیا نا؟"

انہوں نے اک طویل سانس لے کر خود کو کمپوز کیا۔

"ضمیر کے سامنے سرخرو ہوئیں، سوال یہ نہیں کہ تم نے ٹھیک کیا یا غلط، سوچنا تو یہ ہے کہ اب تم کیا کرو گی؟ تمہارے اس قدم پر لوگوں کا چلن کیا ہوگا؟ تم زیرو پر کھڑی ہو، پہلا قدم کس سمت میں اٹھاؤ گی، ابھی تو تمہارے اپنوں کا ردعمل سامنے آئے گا، سب کچھ سہہ لو گی؟"

وہ آنے والے وقت کے لیے ذہنی طور پر تیار کرنا چاہتے تھے۔ ایمن کے چہرے پر سراسیمگی کے تاثرات ابھرے۔ اس نے سہارے کی تلاش میں ان کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔

"آپ میری مدد کریں گے؟"

وہ بچھڑی ننھی سی بچی تھی۔ جو ہجوم میں اک مہربان چہرہ دیکھ کر مدد کے لیے پکار رہی تھی، ڈاکٹر شہروز نے ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں ایمی! تم میری بیٹی ہو۔"

☆ ☆ ☆

انہیں ہر رشتے نے دھوکا دیا تھا۔ اگر قائم و دائم تھا تو وہ کتاب کا رشتہ جس نے تاریک سے تاریک دور میں ہاتھ تھامے رکھا، کئی بار پڑھی گئی کتاب کو انہوں نے جب بھی دوبارہ پڑھا۔ اک نیا لطف، نئی سوچ کو جنم دیا، تو انہوں نے کتاب بند کر کے عینک اتاری اور آنکھیں مسلنے لگے۔ عینک دوبارہ لگائی تو نگاہ بھٹک کر کیاری کے کنارے گئی۔ جہاں شاہ نیل بیٹھا بڑے انہماک سے مٹی کھا رہا تھا۔

"... " انہوں نے بے ساختہ ہی ہاتھ اٹھا کر زور سے ڈپٹا۔ اس نے ٹھٹک کر باپ کو دیکھا۔ جو لال لال آنکھوں سے گھور رہا تھا ... وہ اک معصومانہ ادا کے ساتھ گملے کے پیچھے جا چھپا، نسیمہ کپڑے دھو رہی تھی اور کپڑے پھیلانے لگی تھی۔

"وہاں سے، ورنہ ماروں گا۔" انہوں نے لاٹھی زور سے زمین پر ماری۔ شاہ نیل نے سر نکال کر دیکھا، ...

"پیٹ میں کیڑے پڑیں گے، تب پتا چلے گا، بدمعاش!" انہوں نے جھنجلا کر دوبارہ سے کتاب کھول لی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ کچھ لمحے جھانک جھانک کر انہیں دیکھتا رہا۔ ایک اچھی موٹی سی مٹی کی ڈلی منتخب کرکے پاؤں پاؤں چلا
پاس آگیا۔
"بابا!"
انہوں نے چونک کر سر اٹھایا۔ وہ چمکتی آنکھوں سے دیکھتا' دوستانہ مسکراہٹ سجائے انہیں مٹی کی
کررہا تھا۔ سیدھی سادی دوستی کی پیشکش' انہوں نے گھور کر دیکھنا چاہا' مگر ہنسی آگئی۔
"تم گندے بچے ہو۔" انہوں نے آہستگی سے اس کا گال چھوا' لفٹ پاکر وہ کچھ اور بے تکلف ہو
کتاب چھونے لگا۔
"اے۔۔۔ خبردار! جو اپنے گندے سندے ہاتھ میری کتاب کو لگائے۔" انہوں نے اس سے ہاتھ
لے کر دور اچھال دی۔ "جاؤ' اپنے ہاتھ دھو کر آؤ۔"
وہ اسے ڈانٹ رہے تھے' جب دروازہ کھول کر شاہ میر چلا آیا۔ شاہ نیل بابا' بابا کہتا اس کی طرف بھاگا
اسے گود میں اٹھالیا۔
"یہ شیطان مجھے ڈسٹرب کرتا ہے۔ اسے اس کے کمرے تک محدود رکھو۔"
انہوں نے بظاہر سیڑھیاں اترتی نسیمہ سے کہا مگر در حقیقت شاہ میر کو سنایا تھا' شاہ میر سے انہیں
پرخاش تھی۔ مجبوراً کمرہ کرائے پر دے تو دیا تھا' مگر گھر میں ہونے والی ہلچل انہیں بری لگتی۔ نیچے
کچن میں ناشتہ کررہے ہوتے تو بچے کی آوازیں' کھلکھلاہٹیں انہیں بہت دور ماضی میں دھکیل دیتیں۔
ماضی! جو ان کے لیے عذاب جاں تھا۔
شاہ میر نے بچے کو پیار بھری ڈانٹ پلاتے ہوئے نسیمہ کے حوالے کیا۔ جو اسے نہلانے کے
میں لے گئی۔
"ہونہہ۔۔۔ اب اس ٹھنڈے موسم میں نہلائے گی۔ بیمار ہوا تو سارا دن ریں ریں کرتا جان کھائے گا۔"
وہ با آواز بلند بڑبڑائے۔ شاہ میر نے پلٹ کر انہیں دیکھا۔ پھر کچن میں چلا گیا' فیکٹری سے آکر
کپ چائے کی طلب ہوتی' بھوک زیادہ ہوتی تو ایک دو سلائس لے لیتا' انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا' دھوپ
ہوچکی تھی اور ڈھلتی شام سردی کے احساس کو بڑھانے لگی تھی۔ وہ کتاب بغل میں داب کر
بمشکل کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔
"نسیمہ فارغ ہو تو ایک کپ چائے کا کہہ دوں۔" اپنی ٹانگوں کو کمبل میں چھپاتے ہوئے انہوں نے
تھوڑی دیر میں شاہ میر دروازہ ہولے سے کھٹکھٹاتا اندر چلا آیا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کے
خاموشی سے اس نے کپ ان کی طرف بڑھایا' اسی خاموشی سے انہوں نے تھام لیا۔ اب وہ کھڑے
لیتا ان کی کتابوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ جب سے یہاں آیا تھا' پہلی بار ان کے کمرے میں داخل ہوا
"اس کاٹھ کباڑ کو کیوں سنبھال رکھا ہے؟"
انہیں کرنٹ لگا۔ انہوں نے غضب ناک ہوکر شاہ میر کو دیکھا۔
"کاٹھ کباڑ' علم کے اس خزانے کو کاٹھ کباڑ کہہ رہے ہو' جاہل ہو۔"
"بانٹ دیا تو علم' یوں الماریوں میں رکھا تو کاٹھ کباڑ ہی ہے' جسے ایک دن دیمک کھا جائے گی
فائدہ جو دوسرے تک منتقل نہ ہوسکے۔" وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا۔
"کاش ان کے بازوؤں میں اتنی طاقت ہوتی کہ اس لمبے تڑنگے خبیث انسان کو اٹھا کر کمرے
سکتے۔" شدت جذبات سے وہ کانپنے لگے۔
"میں ریٹائرڈ' انگلش پروفیسر فرام گورنمنٹ کالج جس نے ساری زندگی اپنے اسٹوڈنٹس کو۔۔۔"
"واقعی۔۔۔" شاہ میر نے تمسخرانہ استعجاب سے انہیں دیکھا۔ "اب کیا آپ خالی ہوچکے ہیں؟"

ہے۔"
ٹ فراہم ہیں۔" انہوں نے لہو رنگ آنکھیں اس پر گاڑتے ہوئے انگلی سے باہر کی طرف اشارہ کیا۔
امان گئے۔" وہ فوراً" سنجیدہ ہوگیا۔
ں کے منہ نہیں لگتا۔" انہوں نے غصے میں کپ ایک طرف پٹخا۔
بھی نہیں پی۔" اب وہ افسوس سے نیچے چھلکی چائے کو دیکھ رہا تھا' انہوں نے تلملا کر سندپڑی کتاب
میر نے آگے بڑھ کر کپ اٹھالیا۔
کی چیز ہے' سنا ہے۔" اس نے کندھے اچکائے۔ "یوں گوشہ نشین ہوکر آپ خود سمیت ان لوگوں
یادتی کررہے ہیں' جنہیں اس خزانے سے مستفید ہونا تھا۔"
ر نکل گیا' جہاں نسیمہ شاہ نیل کو نہلالائی تھی' انہوں نے تلملاتے ہوئے کتاب ریک میں رکھ دی۔
ہیہ مجھے سکھائیں گے کہ۔۔۔" ان کا غصہ کسی صورت کم نہ ہو رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

خری بار آئینے میں اپنا جائزہ لیا۔ اس کے لب قدرتی طور پر گلابی بائل تھے کہ نیچرل لپ اسٹک کی
۔ آنکھوں میں کاجل اور اچھے طریقے سے سنوارے بال' سفید فیروزی کڑھائی والا سوٹ وہ دوپٹہ
م سا مسکرائی' اک ہلکی سی مسکراہٹ نے چہرے کی جاذبیت میں اضافہ کردیا تھا۔ ابھی کل ہی
ویلا کرتایا تھا۔
لوگ ہیں' موموسے کہنا ڈھنگ سے ملے' اب میں مزید کوئی بے ہودگی' کوئی بے وقوفی برداشت
ے اچھی طرح سمجھادینا۔"
کل فکر مت کریں' وہ کوئی بے وقوفی نہیں کرے گی۔"
ے اعتماد سے جواب دیا۔ مومل کے خیالات جس حد تک بدل چکے تھے وہ اچھی طرح جانتی تھی'
نظر اپنی اس پُراعتماد اور پاکیزہ سوچ رکھنے والی بیٹی پر ڈالی۔ وہ کو ایجوکیشن میں پڑھی تھی' اس کا
قلہ اور آج تک انہیں جوجو کی طرف سے کوئی شکایت نہیں ملی تھی۔
ت میں نے ہی کی' پھر موموکیوں؟ کیا تربیت سے زیادہ انسان کی اپنی فطرت اثر انداز ہوتی ہے؟"
ں کیا بتاتا ہے؟" وہ جوجو کی آواز پر چونکیں۔
رشتہ طے ہوجائے تو پھر خاطرداریاں بھی ہوتی رہیں گی' تم بس اس کم عقل لڑکی کو اچھی طرح

طور پر انہوں نے پہلے ہی کہلوا دیا تھا کہ انہیں اپنی چھوٹی بیٹی کا رشتہ نہیں کرنا' انہوں نے بھی
کہ انہیں پڑھی لکھی' خوبصورت مگر گھریلو لڑکی چاہیے' اسی لیے وہ خاصی پُرامید تھیں' جوجو
لائی۔
لنز نگ کروں۔"
چہرے کی؟"
اب تمہارے چہرے کی باری ہے۔" لاپروائی سے کہتی وہ مطلوبہ اشیاء نکالنے لگی۔
مومو بھی آرام سے بیٹھ گئی کہ جوجو ایسی مہربانی کبھی کبھار ہی کرتی تھی۔
مہمانوں کی خوشی میں۔۔۔"
تو جوجو اسے بتانے لگی۔
ہے؟ کرتا کیا ہے؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"پتا نہیں۔"
"شاباش' جو بات پوچھنے کی ہے' وہ پوچھی ہی نہیں' شکل و صورت' آمدنی' گھربار۔۔۔"
جھٹک دیا۔
"رشتہ طے ہو گیا تو تصویر اور تفصیل دونوں تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔" جوجو نے لاپروائی
"تب کیا فائدہ؟" وہ نروٹھے پن سے بولی۔ تو جوجو نے غور سے اسے دیکھا۔
"تمہیں لگتا ہے کہ ممی ہمارے لیے کوئی غلط فیصلہ کریں گی؟"
"میں یہ نہیں کہہ رہی۔"
"تو سب کچھ اللہ پر اور ممی' ڈیڈی پر چھوڑ دو' مجھے یقین ہے' وہ جس شخص کا انتخاب تمہار
ہر لحاظ سے بہترین ہو گا۔" جوجو نے پُریقین اور مطمئن لہجے میں کہا۔
"شاید تم ٹھیک ہی کہہ رہی ہو۔" کچھ خاموشی کے بعد مومو نے آہستگی سے کہا۔
"میں ہمیشہ ٹھیک ہی کہتی ہوں' بس تمہاری سمجھ میں بات ذرا دیر سے آتی ہے۔"
اب جوجو کچن میں تھی اور اسے تیار ہونے کے لیے کمرے میں بھیج دیا تھا۔ مہمانوں کے آ
تھی۔ وہ مطمئن ہو کر باہر آ گئی۔ شاداں نے لاؤنج کی اچھی طرح صفائی کر کے پردے ہٹا دیے۔
کھڑکی سے جھانک رہا تھا۔
"تمہیں میری مدد کی ضرورت ہے؟" اس نے کچن میں جھانکا۔ رول تلتی جوجو نے نفی میں
مہرالنساء مالی کے سر پر کھڑی لان کی حالت درست کروا رہی تھیں۔ تب ہی گاڑی رکنے کی آواز
کہیں مہمان وقت سے پہلے تو نہیں آ گئے۔ انہوں نے فکرمندی سے سر اٹھا کر دیکھا' اندر
اطمینان ہوا۔
"چلو۔ اچھا ہوا' یہ بھی آ گئی۔ ہر کوئی بیاہی بیٹی کے بارے میں سوال کرتا تھا' اب دیکھ لیں
بیاہی ہے' اپنی گاڑی میں خود ڈرائیو۔۔۔"
"السلام علیکم۔"
"وعلیکم السلام' اور یہ تم۔۔۔" وہ اس کے حلیے پر سر پر ہاتھ مار کر رہ گئیں' سلوٹ زدہ لباس
بالوں میں ہلکا سا برش کیا گیا تھا' جیولری کے نام پر ایک چھلا بھی نہیں۔
"بی بی! آنا تھا تو ڈھنگ کا لباس پہن لیتیں۔"
"نہیں تو بس یونہی۔۔۔" ایمن نے لب چباتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔
"تمہیں کیا بابر نے اطلاع دی تھی؟"
"کس بارے میں؟"
اس کے جوابی سوال سے اندازہ ہو گیا' وہ یونہی اٹھ کر آ گئی تھی' پھر بھی وہ جھنجلا گئیں۔
"اتنا کپڑا' اتنا زیور' کیا خیرات کرنے کے لیے رکھا ہے' باپ نے سونے میں پیلا کر
میں ایک زنجیر بھی نہیں' عجیب ناشکری لڑکی ہو' اس سے بہتر حلیے میں تو تمہارے گھر کی ملاز
ہے' ڈھنگ سے نہائی بھی نہیں ہو۔"
مہرالنساء نے مہمانوں کے آنے کی ٹینشن ایمن پر نکالی۔ اس کے پلے خاک نہ پڑا
اعتراض کیوں؟ بس ان کا چہرہ دیکھتی رہی۔
"ارے ایمن! بہت اچھے وقت پر آئی ہو۔" بابر باہر سے کولڈ ڈرنکس وغیرہ لے کر آیا تھا۔
"ہاں' فقیروں والے حلیے میں۔" مہرالنساء بڑبڑا کر کیاری کی طرف متوجہ ہو گئیں۔
لیا' پھر ہنس دیا۔

ممی کی ٹھیک ہے مہمانوں سے ملنے کے لیے یہ حلیہ تو قطعی مناسب نہیں۔"
مہمان؟" ایمن نے دونوں کا چہرہ دیکھا۔
اندر جاؤ' مومو کا کوئی اچھا سا سوٹ پہن کر تیار ہو جاؤ۔" مہرالنساء نے بے زاری سے ہاتھ ہلایا تو بابر
نا اندر کی طرف بڑھ گیا۔ لاؤنج تک آتے آتے اس نے مہمانوں کے بارے میں بتایا۔
سے نہیں ملنا بابر بھائی! میں اندر بیٹھی ہوں۔"
ماری طبیعت ٹھیک ہے؟" اب کے بابر نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ رخ پھیر کر جوجو سے ملنے

لوں کو معلوم ہو جائے تو میرے ساتھ کیا سلوک کریں۔" وہ جھرجھری لے کر رہ گئی۔
تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگتی' چہرہ دیکھو' کیسے پیلا پڑا ہوا ہے' مجھے تو بی پی لو لگتا ہے۔"
یش سے کہا تو بابر نے سر اس کے سر پر چپت لگائی۔
م خطرۂ جاں' اس کی باتوں میں نہ آنا' تم اندر مومو کے پاس جاؤ۔"
ے خوش دلی سے ملی' پھر فوراً' ہی پوچھنے لگی۔
ک رہی ہوں؟"
ں؟" ایمن نے اس کا سوال نظرانداز کر کے پوچھا' پھر مومو کے اطمینان سے اندازہ لگایا۔
ارا فون فرینڈ۔"
س خبیث کا' ہونہہ' شکر ہے' وہ قصہ ختم ہوا' بروقت عقل آ گئی' ورنہ بدنامی کے رستے پر پہلا قدم
تھی۔"
پلر پر بیٹھ گئی۔
اللہ کے بعد سب کچھ ممی' ڈیڈی پر چھوڑ دیا۔ اِن شاء اللہ کچھ اچھا ہی ہو گا۔"
سے اس کا چہرہ دیکھا' یہ بے فکری' یہ الھڑپن' سمجھ داری' کیسا مطمئن چہرہ تھا' اور خود اس نے
ہاتھوں اک عمر کا تجربہ پا لیا۔ اب کہاں کی بے فکری؟ کدھر کا الھڑپن۔ اسے اپنا آپ اک پختہ
جس نے زندگی کو خوب برت لیا ہو۔
بیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں مہمانوں سے نہیں ملوں گی' ممی سے کہہ دینا۔" وہ تھکے تھکے لہجے
ہداری میں پڑا فون بجنے لگا۔
س بار اتنی جلدی چلے گئے' ہم سے ملنے بھی نہیں آئے۔"
سے لیٹ گئی' تھوڑی دیر بعد جوجو نے اندر جھانکا۔
بات کر لو۔"
ر ابھرا۔
ن سے بچنے کی کوشش میں اس نے اپنا موبائل آف کر رکھا تھا۔
نے انہیں بتایا کہ تم یہاں ہو تو۔۔۔"
ے وجود کو گھسیٹتی راہداری میں پڑے سیٹ تک آئی۔
کیا ہو۔"
ے انداز میں ریسیور کان سے لگایا' جوجو دوبارہ کچن میں چلی گئی' اسے آج بہت کام تھے۔
جیتے جی مار ڈالا۔" دوسری طرف وہ پھٹ پڑے' کل سے نمبر ملا ملا کر پاگل ہو رہے تھے۔
اس کا گلا گھونٹ دیتے۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیوں کیا؟ کس بات کی کمی تھی؟ میں مان ہی نہیں سکتا کہ اس سارے میں طارق کا بھی کوئی قصور
نے ہر طرح سے تمہیں خوش رکھنے کی کوشش کی' مگر تم' تم بے حیا اور خودغرض لڑکی ہو' تمہیں گھر بنانا
اس انتہائی قدم سے پہلے یہ تو سوچ لیتیں کہ تمہاری بہنوں پر اس کا کیا اثر ہو گا۔ اپنے سیاہ کرتوتوں کی
کو سناتے ہوئے ذرا حیا نہ آئی۔ ڈوب مرو... مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا کہ تم میری بیٹی
طارق مجھے یہ گھناؤنی داستان سنا رہا تھا' جی چاہتا تھا خود کو شوٹ کر لوں' اب بھی کہاں زندہ ہوں' تم
سے لاڈلی بیٹی نے مجھے مار ڈالا۔ کاش ایمن! جس دن تم نے خودکشی کی' وہ تمہاری زندگی کا آخری دن
دفن کر کے صبر کر لیتا' جیتے جی جو زخم تم نے دیا ہے' یہ تو ناسور بن کر ساری زندگی رستا رہے گا۔"

اس کا شاندار و مضبوط باپ بلک بلک کر رو رہا تھا۔ ایمن بھی رو رہی تھی اور وہ صرف رو ہی سکتی تھی
انہیں کبھی بھی یہ نہیں سمجھا سکتی تھی کہ اس نے یہ سب کیوں کیا؟

"کیسے لوگوں کو منہ دکھاؤں' کہاں جاؤں؟ واپس آؤں تو کس منہ کے ساتھ' یوں لگتا ہے لوگ
گے' انگلیاں اٹھائیں گے کہ دیکھو' یہ اس لڑکی کا باپ ہے' جس نے اپنے شوہر کی موجودگی میں
ساتھ..."

"ڈیڈی۔ میں..." وہ تڑپ اٹھی۔

"بس... آج کے بعد مجھے اپنا باپ مت کہنا۔" وقار الحسن جلال میں آ گئے' انہوں نے ایمن کی
کر کے طارق سے شادی کروا کر سوچا تھا کہ بس اب وہ محفوظ ہاتھوں میں ہے' وہ بیٹی' جس کے منہ میں
سے پہلے وہ خود لقمہ نہ توڑتے تھے۔ جس کی ہر ضد' ہر فرمائش حرفِ آخر تھی۔

جس بیٹی کو وہ اپنا مان' فخر اور محبت قرار دیتے تھے' اسی بیٹی' اسی ایمن وقار الحسن نے ان کے منہ
طمانچہ مارا تھا کہ باقی زندگی وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔

کیسا قیامت لمحہ تھا' جب طارق' ان کے سامنے بیٹھا انہیں یہ سب بتا رہا تھا۔

"کاش! یہ سب سننے سے قبل موت آ جاتی۔" انہوں نے ایک ایک پل یہی دعا مانگی تھی۔ کوئی
اذیت کا اندازہ لگا سکتا ہے' جسے اس کی بیٹی کا شوہر یہ اطلاع دے کہ وہ اس کی بیٹی کی بدکرداری کی
طلاق دے آیا ہے۔

"آج کے بعد میرا تم سے اور تمہارا مجھ سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔" انہوں نے ٹھہرے
ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں عاق کر رہا ہوں' جائیداد سے بھی اور اپنی زندگی
بیٹیاں ہیں' مومل اور برجیس' میں کسی ایمن کو نہیں جانتا' سنا تم نے' آئندہ اس گھر میں قدم نہ رکھنا۔

ایمن کے آنسو گالوں پر منجمد ہو گئے' ایسا مہیب سناٹا ارد گرد چھایا کہ سانس لینے کا احساس بھی
نہیں وہ زندہ تھی' یا کھڑے کھڑے مر گئی' اسی سناٹے میں تیز تیز قدموں کی چاپ ابھری' اور مہر
کندھوں سے پکڑ کر گھمایا۔

"ایمن! طارق نے تمہیں طلاق دے دی؟"

ایمن نے خالی خالی نگاہوں سے مہرالنساء کے چہرے پر چھایا تحیر اور سراسیمگی کو دیکھا اور ہاتھ
چھوٹ گیا۔

"بتاؤ ایمن!"

ایمن کو لگا "اسے یہاں سے چلے جانا چاہیے' وہ رکی تو دھکے دے کر نکالی جائے گی۔" وہ اک
اور راہداری سے لاؤنج اور لاؤنج سے باہر نکلتی چلی گئی۔ پیچھے کون کیا کہہ رہا ہے اسے کچھ بھی سنائی
ستون سے لپٹی بیل سے الجھ گیا۔ اس نے بے دردی سے کھینچا تو وہ ستون چھوڑ کر قدموں سے آ لپٹی۔

"آف..." ایمن کو لگا اس کا بچپن پیروں سے آ لپٹا ہے' وہ بمشکل قدم گھسیٹتی سیڑھیاں اتر کر

کے گرد املتاس کے پیڑ پیلے پھولوں سے لدے تھے' اس کے عقب میں خودرو جھاڑیوں میں وہ گھنٹوں
گھونسلے اور خرگوش کے بچے دیکھا کرتی تھی۔ ایمن کو لگا وہ اب بھی وہیں بیٹھی ہے' ٹوٹی پھوٹی ٹہنیوں اور
ور میان' جہاں ننھی منی بیل سر اٹھا رہی تھی۔

!"

میری گڑیا۔"

تو شہزادی ہے۔"

ت تم نے تو پھولوں کی ساری کیاری اجاڑ دی۔"

یں' برگر۔"

اس کے ساتھ ساتھ دوڑنے لگیں۔

ڈیڈی...!" وہ دونوں بازو پھیلائے گیٹ کی طرف بھاگ رہی تھی' اور اس کا سفید فراک ہوا میں
تھا۔

بیٹیاں ہیں' مومل اور برجیس' میں کسی ایمن کو نہیں جانتا۔"

ایک دھکے سے لکڑی کا گیٹ کھولا' پٹ کھلتے چلے گئے۔

سے قبل اس کے قدم تھم سے گئے۔

میں عاق کر رہا ہوں' جائیداد سے بھی اور اپنی زندگی سے بھی..."

رکھ کر سسکیاں روکتی بھاگتی چلی گئی۔

میں اس کے آخری قدم تھے۔

ات اچھی طرح جانتی تھی۔

☼ ☼ ☼

ختم ہو گئی' رات کے لیے کیا پکاؤں؟" نسیمہ دروازے میں کھڑی پوچھ رہی تھی۔ انہوں نے آیت
قرآن پاک بند کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

ل بنا لو۔"

کے آخری دن' دالیں' چاول سب ختم۔"

وہ کسی سوچ میں ڈوبے' شاہ میر کرائے کے علاوہ اپنے کھانے پینے کے اخراجات الگ سے دیتا تھا۔
کا سودا لا دیتا" انہوں نے دراز سے پیسے نکال کر نسیمہ کی طرف بڑھائے۔

لے آؤ۔"

نے میں اور وقت لگے گا' پہلے ہی دیر ہو رہی ہے۔"

اتم جاؤ' ہم آج فاقہ کر لیں گے۔" وہ چڑ گئے' باہر شاہ نیل نجانے کس بات پر شور مچا رہا تھا۔ نسیمہ
باہر نکل گئی۔ انہوں نے قرآن مجید جزدان میں لپیٹ کر ریک کے اوپر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ شاہ
کے کھلونے اٹھائے اندر آ گئی۔

ادھر ہی بٹھا لیں' ساتھ لے کر گئی تو دیر لگے گی' بہت تنگ کرتا ہے' منے ادھر بیٹھ کر کھیلو' دیکھو' باہر نہ
جائے گا۔"

کی مصیبت..." وہ بڑبڑائے۔

کے سامنے نہ کہہ دینا بابا جی! اس کی تو جان بند ہے اس بچے میں۔" وہ ہنس کر کہتی باہر نکل گئی۔

بیٹھ کر کھیلو' میری کتابوں کو چھیڑا تو مار دوں گا۔" انہوں نے حفظ ماتقدم کے طور پر ڈرایا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ سچ مچ ڈرا' یا ویسے ہی اپنے کھلونوں کے ساتھ مصروف ہو گیا' وہ کچھ لمحے اسے دیکھتے رہے۔
"کیسی موہنی صورت ہے' ماں کے بغیر کیسے بڑا ہو گا' ماں کی کمی کبھی باپ پوری نہیں کر سکتا۔"
انہوں نے اک آہ بھرتے ہوئے تسبیح اٹھائی اور آنکھیں موند لیں' تبھی اک چڑیا کھلے دروازے ... کمرے میں چکرانے لگی۔
"چیا..." شاہ نیل کھلونے بھول کر چڑیا کو دیکھنے لگا' اس کے معصوم چہرے پر من پسند چیز دیکھنے کے ... بے پایاں احساس جگمگانے لگا۔ چڑیا نے چند چکر لگائے' پھر باہر نکل گئی۔ وہ بھی اپنے کھلونے بھول بھال ... پیچھے لپکا۔ چڑیا ادھر ادھر چکرانے کے بعد غسل خانے میں گھس گئی۔ شاہ نیل چیا' چیا کرتا اس کے ... دروازے کے پیچھے ہوئی تو اس نے زور سے دروازے کو دھکا دیا' دروازہ ٹھاہ سے بند ہوا اور لاک لگ گیا ... پرانا لکڑی کا دروازہ جب گل گلا کر آدھا رہ گیا' تب آٹومیٹک لاک والا یہ دروازہ بلال نے لگوایا تھا' اب ... سے لٹو گھما کر کھل سکتا تھا' یا باہر سے چابی کے ساتھ' اور شاہ نیل اتنا بڑا نہ تھا کہ اندر سے لاک کھول ... روشن دان سے باہر نکلی' تب شاہ نیل نے باہر نکلنا چاہا' اور دروازے کی درز میں انگلیاں پھنسا کر دروازہ ...
انہیں بہت دور سے بچے کے رونے کی آواز آئی۔ اک نامعلوم احساس کے تحت انہوں نے آنکھیں ... اس گوشے کی طرف دیکھا' جہاں بچہ کھیل رہا تھا۔
شاہ نیل وہاں نہیں تھا۔
بچے کے رونے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ وہ جتنی بھی تیزی سے اٹھ سکتے تھے' اٹھے... برآمدے... پھسلتے پھسلتے بچے' انہوں نے ستون کا سہارا لیا۔
"کہاں ہو شاہ نیل؟"
"پاپا... پاپا... !"
"وہ ستیاناس..." انہوں نے آواز کا تعین کیا' اور آگے بڑھ کر دروازہ دھکیلا۔
"بس بیٹا! بس' رونا نہیں' میں چابی لاتا ہوں۔"
ان کے ہاتھ پیر پھول گئے۔ ننھا سا بچہ بند دروازہ دیکھ کر ڈر گیا' انہیں ڈر تھا' کہیں پھسل گیا تو نل ... لگ جائے۔ وہ حلق پھاڑ کر رو رہا تھا۔ افراتفری میں چابی بھی نہ مل رہی تھی' بہت سی چابیوں میں سے ... کی چابی ملی۔
"ہائے... یہ معذوری۔" وہ لڑکھڑا کر دروازے تک پہنچنا چاہتے تھے۔ جیسے تیسے لڑکھڑاتے' اور با آواز ... تسلیاں دیتے' کپکپاتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا۔ تو وہ نیچے بیٹھا رو رو کر بے حال ہو رہا تھا۔ اٹھ کر ان کی ٹانگ ... لپٹ گیا' وہ اسے اٹھا کر کھڑے نہیں ہو سکتے تھے' سو وہیں دروازے میں بیٹھ کر بچے کو گود میں بھر لیا۔
"آگ لگا دوں گا اس دروازے کو' آٹومیٹک لاک ہونہہ... جہنم میں جائے۔"
نسیمہ اور شاہ میر آگے پیچھے گھر میں داخل ہوئے' دونوں نے حیرت سے یہ منظر دیکھا۔
"کیا ہوا؟"
بچہ پاپا... پاپا کہتا اس کے گلے سے چمٹ گیا۔ انہوں نے کھڑے ہونے کی کوشش کی تو شاہ میر نے ایک ... بچے کو سنبھالتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے انہیں سہارا دیا۔
"ہائے اللہ! بابا جی غسل خانہ میں گر گئے۔" نسیمہ نے سبزی کا تھیلا چھوڑا۔
"یہ شیطان باتھ روم میں بند ہو گیا تھا۔ میری جان نکال دی۔" انہوں نے ماتھے پر آیا پسینہ صاف ... نے کڑی نگاہوں سے نسیمہ کو دیکھا' وہ بوکھلا کر وضاحتیں دینے لگی۔
"بس... ایک گھڑی کے لیے سبزی لینے گئی تھی تو..."
"تمہیں بچے کو سنبھالنے کے لیے الگ سے پیسے دیتا ہوں' اگر کوئی نقصان ہو جاتا تو..." وہ دھاڑا۔

"بھلا... میں بڈھا اس بچے کے پیچھے بھاگنے کے قابل ہوں۔"
نسیمہ نے شاکی نظروں سے انہیں دیکھا تو وہ بڑبڑاتے ہوئے نظریں چراتے اندر چلے گئے۔ نسیمہ نے انہیں ال رکھنے کو کہا تھا۔
"تم یہاں کیا کرنے آئے تھے۔" نسیمہ کی اچھی طرح خبر لینے کے بعد' رومال سے بچے کا چہرہ صاف کرتے ہوئے ڈانٹا۔ "گر جاتے' چوٹ لگ جاتی تو...؟"
"پاپا! چیا..."
"چیا کے بچے' بہت شرارتی ہوتے جا رہے ہو۔" وہ اسے لیے اندر چلا گیا۔
"تو... میں بوڑھا انسان' ایک پل کے لیے آنکھیں کیا موند لیں' چھلاوے کی طرح غائب ہو گیا۔ اچھی مصیبت ہے' جو چوٹ لگوا لیتا' تو باپ نے میری سفید داڑھی کا لحاظ بھی نہ کرنا تھا۔" وہ زیر لب بڑبڑاتے تسبیح کے دانے الٹ پلٹ رہے تھے' جب شاہ میر چائے کے دو کپ لیے آ گیا۔
"شکریہ سر!"
"ہونہہ! یہ بلال نجانے کہاں رہ گیا۔ ساری دوائیاں ختم ہو گئی ہیں۔" وہ شاہ میر کو یکسر نظرانداز کرتے ایک کے بعد ایک دراز کھولتے گئے۔
"مجھے دیں... میں لا دوں گا۔" شاہ میر نے نرمی سے کہا' اور کپ ان کی طرف بڑھایا۔ انہوں نے کپ پکڑتے ہوئے خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔
"اگر اس نے کوئی چوٹ ووٹ لگوا لی تو مجھے الزام مت دینا۔"
"بچے... موٹی موٹی چوٹ لگوا کر ہی بڑے ہوتے ہیں۔" شاہ میر نے مسکرا کر کہا تو ان کا تاؤ تھوڑا کم ہوا... وہ عمر کے اس حصے میں تھے جہاں ذرا سی بات' معمولی سا واقعہ بھی ذہن پر سوار ہو جاتا تھا۔
"تم اتنے بھی برے نہیں ہو۔" چائے کا گھونٹ لے کر مزاج بھی خوشگوار ہو گیا۔
"اوہ... تو آپ مجھے برا انسان تصور کرتے ہیں۔" شاہ میر نے مصنوعی حیرت سے دیکھا تو وہ کھسیانے سے ہو گئے۔
"یہ بلال نجانے' میری دوائیاں..."
"میں لا دوں گا۔"
"نہیں... مجھ پر احسان کرنے کی ضرورت نہیں۔" وہ پھر سے روڈ ہو گئے۔
"آپ پیسے دے دیجئے گا۔" شاہ میر کو اس تنہا بوڑھے انسان میں دلچسپی محسوس ہونے لگی تھی۔
"تو پہلے میں کیا مفت منگواتا ہوں۔" انہوں نے آنکھیں نکالیں۔
"میں کیا جانوں۔" شاہ میر نے کندھے اچکائے۔ وہ کچھ لمحے اسے گھورتے رہے' پھر انگلی اٹھا کر بولے۔
"تم بالکل اپنے بیٹے پر گئے ہو۔"
"جی..." شاہ میر نے تحیر سے انہیں دیکھا۔ پھر ہنس دیا۔ "بیٹا مجھ پر گیا ہے سر! اور خدا نہ کرے کہ وہ مجھ پر جائے۔"
اس نے آخری جملہ دل ہی دل میں ادا کیا۔
"ہے کہاں وہ شیطان؟"
"نسیمہ کے ساتھ سبزی بنوا رہا ہے۔"

☆ ☆ ☆

ایمن نے افسردگی سے دیکھا' سارا سامان بڑے بڑے گٹھڑوں اور ٹرنکوں میں بھرا جا چکا تھا۔ اوندھی' سیدھی چارپائیوں کے پاس صغریٰ' کپڑوں کی گٹھڑی بناتے کے ساتھ ساتھ دوپٹے سے آنکھیں بھی خشک کر رہی تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

رجو کوارٹر سے باقی بچی اشیاء باہر لا رہی تھی' حمید چارپائیاں اٹھا کر پک اپ میں رکھنے لگا' تب صغریٰ نے سید ے ہوتے ہوئے آہ بھری' تو نگاہ ٹیرس پر کھڑی ایمن پر پڑی' وہ کسی سنگی مجسمے کی طرح دونوں ہاتھ ریلنگ پر ٹکا ے ساکت و صامت کھڑی تھی۔ صغریٰ کو یہ گھر چھوڑنے کا سب سے زیادہ دکھ تھا۔ جہاں ان غریبوں کے کئی مسئلے ان کے حل ہو جاتے تھے۔ بچوں کی تعلیم' علاج معالجہ' کھلا اور اچھا کھانا اور رہائش' وہ اوپر چلی آئی۔

"بیٹی! کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف کر دینا۔"

ایمن اک ہلکی سی سانس کھینچ کر مڑی' اس کا چہرہ ستا ہوا تھا' اور آنکھیں بے حد سرخ۔

"نہیں صغریٰ بی! تم نے ہماری بہت خدمت کی۔"

"بی بی! یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا۔" وہ پھر سے رو پڑی۔ ایمن نے رخ پھیر لیا۔

"صغریٰ بی! میرے بس میں ہوتا تو میں تمہیں جانے بھی نہ دیتی۔ مگر اب مجبوری ہے' کوشش کرنا بچوں کا اسکول نہ چھوٹے۔"

"بی بی! کیا طارق صاحب اب کبھی واپس نہ آئیں گے؟"

یہ سوال نیزے کی انی بن کر کلیجے میں کھب گیا۔

"جاؤ صغریٰ! حمید انتظار کر رہا ہے۔"

"کاش! میں اس قابل ہوتی کہ بنا پیسے کے آپ کی خدمت کر سکتی' پر کیا کروں' چار جانیں...!"

"کوئی بات نہیں' خدا کرے نئی جگہ تمہیں اور تمہارے بچوں کو راس آ جائے۔" ایمن نے آنسو روکے۔

"تمہارے جیسا کوئی نہ ہو گا۔" صغریٰ نے دل میں سوچا۔ پھر پوچھنے لگی۔ "آپ ادھر ہی رہو گی یا؟"

"پتا نہیں۔" یہ گھر طارق نے ایمن کے نام کیا تھا۔ جس کے تمام کاغذات وقار الحسن کے پاس تھے۔ (اپنی اس غلطی پر طارق یقیناً "پچھتاتا تھا۔) یقیناً "کوئی بھی اسے یہاں سے بے دخل نہیں کر سکتا تھا۔

"مگر اتنے بڑے گھر میں' میں تنہا کیسے رہوں گی؟"

ایمن نے دھندلائی آنکھوں سے پک اپ کو روانہ ہوتے دیکھا' حمید اسے چابیاں دینے آیا۔

"بی بی! گیٹ اندر سے بند کر لیں۔" سے سائیکل پر جاتا تھا۔

ایمن مردہ قدموں سے چلتی گیٹ تک آئی' اور حمید کے نکلنے کے بعد اندر سے بند کر لیا' پھر مڑ کر اس بنگلے کو دیکھنے لگی۔

"اس گھر کی ایک ایک اینٹ تم نے بہت محبت سے رکھوائی تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ اس پر میرا کوئی حق نہیں' لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ میرے پاس اس کے سوا اور کوئی ٹھکانا نہیں' سر چھپانے کے لیے یہی چھت دستیاب ہے۔"

اس نے کل کی ساری رات وقار الحسن کو فون کرتے گزاری' مگر انہوں نے اس کی کوئی کال ریسیو نہیں کی' وہ اس کی شکل دیکھنا تو درکنار آواز بھی نہیں سننا چاہتے تھے۔ وہ ست روی سے چلتی اندر چلی آئی۔ جس وقت وہ غلط تھی' اس کا ساتھ دینے والے موجود تھے' اب جبکہ وہ اپنی زندگی کو سدھارنا چاہتی تھی' سب تنہا چھوڑ گئے۔

"کاش ڈیڈی! میں آپ کو اپنی بات سمجھا سکتی۔"

جانے کیا سوچ کر اس نے سدرہ کا نمبر ملایا' سدرہ نے ہمیشہ اسے اچھی نصیحت کی تھی' مگر اب وہ اس کی آواز سن کر یوں ہو گئی' گویا جانتی ہی نہ ہو۔

"میرا تمہارا تعلق طارق کے واسطے سے تھا۔ جب وہ ہی تعلق ختم ہو گیا... تو..."

"تو..." اس نے تھکے تھکے انداز میں ریسیور رکھا۔ "تو یہ طے ہے ایمن! کہ جب ہم کسی کی قدر نہیں کرتے تو کوئی ہماری قدر بھی نہیں کرے گا' جب ہم محبتوں کا جواب محبتوں سے نہیں دیتے تو ایک وقت آتا ہے کہ یہ ہم سے منہ موڑ لیتی ہیں۔ اب تمہیں ان ہی تاریکیوں میں رستہ تلاش کرنا ہے۔"

اس نے صغریٰ سے کہہ کر سب کمرے لاک کروا دیے تھے' بس بیڈ روم' لاؤنج اور ڈرائنگ روم کھلا تھا۔ اس

سارا دن لاؤنج میں کاؤچ پر نیم دراز گم صم کیفیت میں گزار دیا۔ رات ڈھلی اور بھوک کا احساس شدید ہوا' تب ن میں آ کر اپنے لیے کھانا گرم کرنے لگی' اس نے جو کچھ بھی طارق کے لیے بنایا تھا' جوں کا توں فریزر میں موجود اس کی بھوک مرنے لگی' بس چند لقمے زہر مار کر کے چائے بنائی اور اپنے بیڈ روم میں آ گئی۔ ساری رات یونہی ری پر بیٹھے بیٹھے گزر جاتی اور نیند نہیں آتی تھی۔

"کیا تمہیں نیند آ جاتی ہے طارق...؟"

پچھلی چند راتیں اس نے صرف طارق کو سوچتے گزاری تھیں۔

"یقیناً" کیونکہ تمہارے ضمیر پر کوئی بوجھ نہیں' تم نے کسی کو دکھ نہیں دیا' کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کی' میری ہے' خدا تمہیں وہ ساری خوشیاں دے' جس کے تم حق دار ہو۔"

اس نے ایک بار پھر وقار الحسن کا نمبر ملانا شروع کیا۔ مگر ان کا موبائل آف تھا۔ نجانے کیا سوچ کر گھر کا نمبر یا۔ بہت سی بیل کے بعد کال اٹینڈ ہوئی' دوسری طرف مہر النساء تھیں۔

"میں ایمن!"

"کون ایمن؟" بے حد روکھا اور اجنبی لہجہ۔

"ممی! میں..."

"ہماری اک بیٹی ایمن تھی' مر گئی' ہم نے اسے دفن بھی کر دیا' اس کے سوا ہم کسی ایمن کو نہیں جانتے۔"

"ایمن مر گئی۔" زیر لب بڑبڑاتے ہوئے اس نے موبائل دور اچھال دیا۔ "ایمن سب کے لیے مر گئی۔ سب ن پر فاتحہ پڑھ چکے' سب اسے بھول بھی گئے' پر ایمن اپنے لیے تو زندہ ہے' اور وہ ہمیشہ اپنے لیے ہی زندہ رہی' اسی لوگ اسے اتنی جلدی بھول جاتے ہیں۔"

آج تنہائی کا احساس حد سے سوا تھا' اس نے گرم گرم چائے پی اور کمبل میں گھس گئی۔

"مجھے سونا ہے۔" اس نے گویا خود کو باور کرایا' اور آنکھیں موند لیں' اور خود کو دھوکا دینے لگی' بہت دیر کے بعد کر آنکھیں کھولیں' کروٹ لے کر دراز سے شیشی نکالی اور تین گولیاں نگل لیں۔ ڈاکٹر شہوز نے سختی سے منع کیا تھا کہ وہ اوور ڈوز نہیں لے گی' اور کوشش کرے گی کہ قدرتی نیند لے سکے... تھوڑی دیر میں اس کی یں بند ہو گئیں' مگر یہ نیند نہیں پریشان خیالی تھی' آوازیں' چہرے' دھند' صحرا' وہ نجانے کہاں کہاں کی خاک رہی تھی' مشترک تھی تو صرف ایک بات... سفر صحرا کا تھا یا دھند کا... سارے رستے مسدود تھے' وہ بہت سے جن میں کوئی ایک بھی آشنا نہ تھا' اور آوازیں... جو بار بار اس کے قدموں کی زنجیر بن جاتیں۔

"کیا کہوں... اس شریف زادی کو... آوارہ' فاحشہ' بدکردار..."

"میں طارق جمال... تمہیں... طلاق..."

"آج کے بعد مجھے اپنے باپ نہیں کہنا۔"

"ہماری ایک بیٹی ایمن تھی' مر گئی۔"

دھند' صحرا' راستے' دیواریں' لرزتی' کانپتی چھت...

یہ روز قیامت ہے۔

صور اسرافیل پھونکا جا چکا۔

چھت... دیواریں... سب گر پڑے۔ اسے لگا وہ اک تاریک قبر میں ہے' اور اس کی پسلیاں... دونوں طرف کی کر چھوتی ہوئیں۔

اک کربناک چیخ بڑی دقتوں سے آزاد ہوئی۔

پسینے میں بھیگے تھر تھر کانپتے وجود کے ساتھ ایمن نے دیکھا سب کچھ اپنی جگہ پہ ہے۔ مگر...!! اس نے وحشت زدہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہو کر ایک ایک کو آوازیں دیں۔۔۔ اس کی آوازیں جو بند گنبد میں گھوم گھوم کر اسی کو طمانچہ مار رہی تھیں۔ اس
تیزی سے موبائل اٹھا کر اندھوں کی طرح نمبر ملایا۔۔۔ تیسری چوتھی کوشش میں بیل جانے لگی۔
ماں جی اس وقت تہجد کے نوافل کے لیے وضو کر کے آئی تھیں۔۔۔ جب انہوں نے تواتر سے بجتے فون کو
ڈاکٹر شہروز دو دن کے لیے ایک سیمینار کے سلسلے میں اسلام آباد گئے تھے۔ اور حرا یقیناً" رات کے اس پہر گہری
میں تھی۔ کچھ تشویش کا شکار ہوتی وہ دروازہ کھول کر باہر آ گئیں۔
"اللہ خیر کرے۔" ہولتے دل کے ساتھ ریسیور اٹھایا۔
"آئی ایم ساری۔۔۔ میں نے بہت بے وقت فون کیا۔۔۔ جانتی ہوں لیکن میں بہت اکیلی ہوں۔ مجھے بہت
رہا ہے۔۔۔ پلیز میری مدد کریں ورنہ میرا دل بند ہو جائے گا۔"
وہ تیز تیز لہجے میں بولتی چلی گئی۔۔۔ ماں جی نے پریشان ہو کر ریسیور کو دیکھا۔ پھر نرم لہجے میں پوچھا۔
"بیٹی! تم نے کہاں فون کیا ہے؟"
ایمن ٹھٹک گئی۔ پھر پوچھنے لگی۔
"ڈاکٹر شہروز۔۔۔!"
"بیٹا! وہ دو دن کے لیے اسلام آباد گئے ہیں۔"
"میں بالکل اکیلی ہوں۔۔۔ سب میرا ساتھ چھوڑ گئے۔۔۔" وہ رونے لگی۔
"تمہارے ماں باپ۔۔۔ بہن بھائی؟"
"کوئی میرے پاس نہیں۔۔۔ آپ پلیز فون بند مت کیجیے گا۔۔۔ تھوڑی دیر۔۔۔ مجھ سے بات کر لیں۔"
"میں فون بند نہیں کر رہی ہوں۔۔۔ خود کو سنبھالو بچے!" وہ فون کے قریب پڑی کرسی پر بیٹھ گئیں۔
"ہر طرف تاریکی ہے بہت ہولناک۔۔۔ یہ تاریکی مجھے کھا جائے گی۔"
"کس سے اتنا ڈری ہوئی ہو۔۔۔؟" انہوں نے بے حد پیار سے سوال کیا۔۔۔
تنہائی سے۔۔۔ اکیلے پن سے۔"
"بیٹا! اتنی رات گئے کسی غیر کو فون کرنے کے بجائے کسی اپنے کو پکارا ہوتا۔" انہوں نے نرمی سے سمجھایا۔
"سب کو پکارا۔۔۔ لیکن کوئی بھی نہیں آیا۔۔۔ سارے نوکر چلے گئے۔" ایمن کو ان کی آواز سے ڈھارس
۔۔۔ ماں جی چکرا سی گئیں۔
"شادی شدہ ہو۔۔۔" ان کے سوال پر ایمن خاموش سی ہو گئی۔
"ہماری علیحدگی ہو گئی۔"
"یا اللہ! جوان جہان لڑکی' نہ ماں باپ' نہ بہن بھائی۔ شوہر سے علیحدگی۔" عجیب ہی قصہ تھا۔
"شہروز سے علاج کروا رہی ہو؟"
"جی! میں بہت خوف زدہ تھی۔ اس لیے ان کا نمبر ملا بیٹھی۔ میں ایک بار ان کے گھر بھی آئی تھی۔" ماں جی
فوراً" ہی وہ حال سے بے حال لڑکی یاد آئی۔
"تمہارا نام کیا ہے؟"
"ایمن۔۔۔!"
"بیٹا! تم نے سب کو پکارا۔۔۔ ہر دنیاوی رشتے کو اور کوئی نہیں آیا۔ کیا اس کو پکارا جو تمہاری شہ رگ سے
قریب ہے۔" ان کے رسانیت سے کہنے پر وہ چپ کی چپ رہ گئی۔
"یہی تو ہم فانی اور گنہگار انسانوں کی غلطی ہے۔ جو سب سے پہلے سنتا ہے۔۔۔ جو ستر ماؤں سے زیادہ
ہے۔۔۔ جسے سب سے پہلے پکارنا چاہیے وہ سب سے آخر میں یاد آتا ہے۔"

میں بہت گنہگار ہوں۔۔۔ کس منہ سے پکاروں؟" وہ لرز گئی۔
ہم۔۔۔ وہ کریم۔۔۔ وہ چاہے تو پہلی ہی غلطی پر انسان کو لٹا دے اور چاہے تو ساری زندگی رسی دراز کرتا ہے
س رب نے توبہ کا رستہ آخری سانس تک کھلا رکھا ہے۔۔۔ تم خلوص دل سے ایک قدم اٹھاؤ گی' وہ
دروازے کھول دے گا۔۔۔ خلوص نیت شرط ہے۔۔۔ شدت سے پکارو۔۔۔ آنسوؤں کے ساتھ۔۔۔
۔۔۔ دیکھنا وہ کیسے سنتا ہے۔۔۔ بیٹی۔۔۔! تم نے کہا میں اکیلی ہوں۔۔۔ کوئی تمہارے پاس نہیں۔۔۔ کبھی کبھی
میں بھی تنہا ہوتا ہے۔۔۔ یہ ہماری کوتاہ فہمی۔۔۔ نا سمجھی۔۔۔ ہم اکیلے کہاں ہوتے ہیں۔۔۔ وہ ہمیشہ ہمارے
ہے۔ بس ہم اس کے ہونے کا احساس نہیں کرتے' یہ بھی ہماری کوتاہی۔۔۔ ورنہ رب تو اپنے ہونے کا
لمحے دلاتا ہے۔۔۔ بس ہم ہی دیکھ نہیں سکتے' سمجھ نہیں پاتے۔" وہ اپنے مخصوص پر اثر' دھیمے لہجے میں
تھیں۔
سکون نہیں ملتا۔" وہ کرلائی۔
ے سکون کوئی ایسا خزانہ تھوڑی ہے۔۔۔ جس کی تلاش میں پہاڑوں میں نکلا جائے۔۔۔ نہ یہ اللہ دین کا
۔۔۔ بچے! سکون تو انسان کے اپنے اندر ہوتا ہے اور ایک بات ہمیشہ یاد رکھو' سکون صرف ذکر الٰہی میں ہے۔
ہے۔ دیکھو کیسا مبارک وقت ہے وضو کر کے تہجد کے نوافل ادا کرو' پھر کچھ بھی سوچنا چھوڑ کر درود
ورد کرو۔۔۔ دیکھنا ساری بے سکونی' سارا خوف زائل ہو جائے گا۔۔۔" ان کا خلوص نیت سے دیا مشورہ
اندر اترتا چلا گیا۔ ان کے مہربان لہجے کا اثر تھا کہ اس کی وہ اضطرابی کیفیت کم ہو گئی۔ وہ اب پہلے کی طرح
تھی۔
کیا سوچنے لگیں؟" وہ ایمن کی چپ سے گھبرائیں۔
نہیں۔۔۔ آپ کا شکریہ۔۔۔" اس نے مزید کوئی بھی بات سنے بغیر موبائل بند کر دیا۔ نگاہ ایک طرف پڑی
پڑی۔ وہ وہیں تھی۔ جہاں طارق نے عشاء کی نماز پڑھ کر رکھی تھی۔
عرصے کے بعد میں کیسے؟" وہ بے بسی سے جاء نماز کو دیکھتی رہی پھر آہستگی سے اٹھ کر واش روم میں چلی

✠ ✠ ✠ ✠

گھر میں چپ کی کیفیت تھی۔۔۔ ایمن یہاں نہیں تھی مگر اس کی طلاق نے کسی نہ کسی طرح سب پر
سب خاموش تھے اور ایک دوسرے سے بات کرنے سے کتراتے۔۔۔ وقار الحسن نے سختی سے سب کو
اس گھر اور اس گھر کے افراد کا ایمن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔۔۔ وہ آئے تب بھی اس کے لیے گھر
نہیں کھولے جائیں گے۔ اس سچویشن سے شاید مہر النساء بہت خوش ہوتیں کہ ایمن نامی کانٹا ہمیشہ
ان کے راستے سے ہٹ گیا۔۔۔ سارا کی بیٹی ہمیشہ کے لیے ان کی زندگیوں سے نکل گئی مگر اب جبکہ وہ خود
ے جا رہی تھیں تو عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گئیں۔
ایک بار پھر سوچ لیں۔۔۔ یہ آسان نہیں وقار!"
ہوں۔۔۔ لیکن جسم کا جو حصہ ناسور بن جائے اسے کاٹنا ہی پڑتا ہے۔" مہر النساء ان کے مضبوط لہجے کے
چھپی سسکیاں سن سکتی تھیں۔
کی بیٹی ہے۔۔۔ اور بچوں سے غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں۔"
والی غلطیاں نہیں ہیں مہو۔۔۔! اس نے ہمیں جیتے جی مار ڈالا ہے۔"
کیسے رہے گی؟" مہر النساء ان کے سامنے ہر امکان رکھ رہی تھیں۔
نہیں ہے۔۔۔ وہ اسی کے ساتھ منہ کالا کرے گی۔ جس کی خاطر طارق کو چھوڑا۔" انہوں نے تیزی
ہوئے رابطہ منقطع کر دیا۔۔۔ مہر النساء اپنی جگہ ششدر سی رہ گئیں۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کون' اب کون۔۔۔ کیا طاہر محمود۔ ؟یا اللہ! یہ لڑکی تو ہر حد سے گزر گئی۔"
انہوں نے ریسیور رکھ کر سر تھام لیا۔ دوسرے لمحے انہیں وقار الحسن کا فیصلہ بالکل ٹھیک لگا۔ ابھی ان
دو بیٹیاں اور بھی تھیں۔۔۔ اگر کسی کو بھنک بھی پڑ گئی تو ان کا مستقبل کیا ہو گا؟
اک بڑا سا خطرے کا نشان ان کی نگاہوں کے سامنے جلنے بجھنے لگا۔
"امی طبیعت تو ٹھیک ہے ؟" بابر انہیں یوں بیٹھا دیکھ کر رک گیا۔۔۔ انہوں نے سر اٹھا کر خالی خالی نظر
بابر کو دیکھا پھر ایک دم چونکیں۔
"تم کہاں سے آرہے ہو۔۔۔؟"
"ابھی تو۔۔۔" بابر نے کچھ کہنا چاہا مگر انہوں نے تیزی سے بات قطع کی۔
"ایمن سے مل کر آرہے ہو؟"
"امی! میں ابھی تیار ہو کر گھر سے نکل رہا ہوں۔۔۔ ابھی صبح کے ساڑھے آٹھ ہوئے ہیں۔" بابر نے
سانس لے کر جتایا۔
"اس سے ملنے جا رہے ہو۔"
"امی! فار گاڈ سیک۔۔۔ میں آفس جا رہا ہوں' وہاں سے مجھے یونیورسٹی جانا ہے۔" وہ جھنجلایا۔
"اچھی بات ہے۔ جانا بھی نہیں۔ وقار نے اس سے ہر قسم کا تعلق ختم کر لیا ہے۔۔۔ اور ہمارا اب
کوئی واسطہ نہیں۔۔۔ تم نہیں جانتے اس نے کیا کیا ہے ؟ کسی کو بھنک بھی پڑ گئی تو تمہاری بہنیں بن بیاہی
کی بیٹھی رہ جائیں گی۔"
"آپ بھی کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہیں۔"
"اس نے طاہر محمود کی خاطر طارق سے طلاق لی ہے۔"
گویا بم پھٹا تھا۔ وہ اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔ پھر اس نے بے یقینی سے ماں کو دیکھا۔
"آپ سے کس نے کہا؟"
"خود اس کے باپ نے۔۔۔ سنا تم نے۔۔۔ اب تمہیں اس سے ملنے یا اس کے گھر جانے کی ضرورت نہیں"
مہر النساء نے چیخ کر کہا۔ تو بابر نے سر جھٹکا اور رکھائی سے بولا۔
"مجھے اس سارے قصے سے کوئی دلچسپی نہیں۔"
"اچھی بات ہے۔۔۔" انہوں نے باہر نکلتے بیٹے کو دیکھا اور بڑبڑائیں۔۔۔ مگر بابر باہر نکلنے کے بجائے اپنے کمرے
میں چلا گیا۔۔۔ اس کا ذہن بے حد الجھ گیا تھا۔
"یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟" وہ کمرے میں چکرا رہا تھا۔۔۔ ایمن کی طلاق کی خبر اس کے لیے شاک تھی
اس کے باوجود وہ ایمن سے ملنے نہیں گیا۔ کیونکہ وہ خود بھی یہی سمجھتا تھا کہ اس میں سراسر قصور ایمن کا ہے
مگر طاہر محمود؟
"کب' کیسے ؟ وقار الحسن اتنی بڑی بات بغیر کسی ثبوت کے تو نہیں کہہ سکتے۔" اس کا ذہن انتشار کا شکار ہونے
لگا۔ پھر موبائل پر نمبر ملاتے ہوئے وہ زیر لب بڑبڑایا۔
"اگر ایسا ہوا تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔"
دوسری طرف موبائل آف تھا۔۔۔ اس نے کمپیوٹر کے پاس پڑی چھوٹی ڈائری کھولی اور دوسرا نمبر ملایا۔ دوسری
طرف سے بتایا گیا کہ ڈاکٹر شہروز دو دن کے لیے شہر سے باہر گئے ہیں۔
"وہ اس سب سے بے خبر نہیں ہوں گے۔" اس نے موبائل جیب میں ڈالا۔ "مجھے ڈاکٹر شہروز سے ملنا ہو گا
۔۔۔ ایمن تو کبھی سچ نہیں بتائے گی۔"
"بابر بھائی!" جو جو ہلکے سے دروازہ ناک کر کے اندر چلی آئی۔ "مجھے بھی کالج چھوڑ دیجیے۔"

۔۔۔ چلو۔" اس نے بے توجہی سے گاڑی کی چابی جیب میں ٹٹولی۔
ایمن سے ملے؟" جو جو نے چور نگاہوں سے بھائی کا چہرہ دیکھا۔
"ایمن کیا اس گھر میں اور کوئی مسئلہ نہیں رہ گیا۔"
ے قطع نظر کہ کیا ہوا ؟ آپ یہ بھول رہے ہیں کہ وہ بیمار ہے اور ڈاکٹر شہروز سے اپنا علاج کروا رہی ہے
شکلوں سے زندگی کی طرف لوٹی تھی۔۔۔ اب یہ طلاق۔۔۔ کیا آپ اسے پاگل ہونے کے لیے تنہا چھوڑ
'جو جو نے مدھم لہجے میں کہا تو بابر نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔
ارے دل میں اب بھی اس کے لیے ہمدردی ہے ؟"
ی بہن ہے۔"
نے بھی ہمیشہ اسے بہن ہی سمجھا' لیکن اب شرم آنے لگی ہے۔"
زندگی کا مقابلہ کیسے کرے گی۔۔۔ جبکہ ڈیڈی بھی اس سے قطع تعلق کر چکے۔" جو جو نے تیزی سے

طرح جرح کر رہی تھی' بابر کو احساس ہوا کہ وہ اب چھوٹی سی جو جو نہیں۔۔۔ ایک ڈیڑھ سال میں مکمل
لی ہے۔
۔ تمہیں اس کی فکر میں گھلنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ آئندہ ہمارے درمیان ایمن کے حوالے سے کوئی
دی۔" بابر نے سختی سے کہا۔ "اب چلیں۔"
موش تو ہو گئی۔ مگر اس نے تہیہ کیا کہ وہ کسی بھی طرح ایک بار ایمن سے ضرور ملے گی۔

☼ ☼ ☼

ز کو بے حد حیرت ہوئی۔ جب انہوں نے ماں جی کے پاس بیٹھی ایمن کو دیکھا۔۔۔ وہ ابھی ابھی اسلام آباد
ے تھے۔
ان۔۔۔" ماں جی حسب معمول نہال ہوتی اٹھیں۔۔۔ دس بجے کا وقت تھا' حرا کالج' بچے اسکول۔ وہ
کے چھوٹے موٹے کاموں میں دل لگا رہی تھیں۔۔۔ جب ایمن آ گئی۔ انہیں دوسری بار بھی ایمن کو
ی حالت میں دیکھ کر افسوس ہوا۔ حالانکہ آج ایمن نے اچھا صاف ستھرا سوٹ پہنا تھا اور بال بھی
تھے۔۔۔ مگر چہرے کی زردی و ویرانی وہی تھی۔۔۔ جو زندگی سے مایوس اور بے زار شخص کے چہرے پر

ہیں؟"
۔۔۔ جہاز میں کر لیا تھا۔۔۔ اور ایمن بی بی! آپ ٹھیک ٹھاک ہیں۔"
ہی ہوں۔۔۔" وہ مضمحل سا مسکرائی تو ماں جی فوراً ٹوک بیٹھیں۔
ہیں کہتے۔۔۔ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔۔۔ وہ جس حال میں رکھے۔۔۔ ماشاء اللہ' صحت مند ہو۔ ہاتھ
ہیں۔۔۔ اللہ نے کسی بڑی مصیبت میں مبتلا نہیں کیا۔"
و مسکراتے ہوئے فریش ہونے کے لیے واش روم میں چلے گئے۔۔۔ ان کی واپسی تک ماں جی چائے
الات رکھے ایمن کو اصرار کے ساتھ کھلا رہی تھیں۔ جس سے اندازہ ہوا کہ اسے آئے زیادہ دیر نہیں

لو گے؟"
۔ وہ ایمن کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئے اور بغور اس کا جائزہ لیا۔
پ کو برا تو نہیں لگا۔ میں اس طرح یہاں۔۔۔" ایمن نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔
کیوں برا لگے گا۔۔۔" ماں جی فوراً بول اٹھیں۔۔۔ "بلکہ مجھے اچھا لگا۔ میں اس وقت گھر میں بالکل تنہا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہوتی ہوں۔۔۔ میرا وقت اچھا گزر گیا۔"
"ایسے مت کہیں آنٹی! ورنہ میں روز آجایا کروں گی۔" وہ بھی تو تنہائی کی ڈسی ہوئی تھی۔
"جم جم آؤ۔۔۔ اور یہ تم مجھے آنٹی مت کہا کرو۔۔۔ ماں جی کہو۔۔۔ بڑی مٹھاس ہے اس لفظ میں' روح تک ... ہو جاتی ہے۔"
ڈاکٹر شہروز نے چونک کر انہیں دیکھا اور سوچا۔۔۔ "روح سیراب ہوتی ہے یا تشنگی مزید بڑھ جاتی ... تلاش کروں' جب باہر تھا تو کچھ خبر مل جاتی تھی۔ اب پاکستان میں ہے تو اندازہ ہی نہیں' کہاں ہے ... میں ..."
"بیٹا! زندگی میں بڑی بڑی مشکلیں آجاتی ہیں۔۔۔ انہیں بڑے صبر اور سلیقے کے ساتھ جھیلنا پڑتا ... نقصان بھی اپنا ہی ہوتا ہے۔۔۔ رب ناراض ہوتا ہے کہ دیکھو یہ بندہ میری نعمتوں پر تو نظر ہی نہیں ڈالتا ... سی تکلیف پر چلانے لگا۔" وہ نجانے ایمن کی کس بات کے جواب میں کہہ رہی تھیں' ڈاکٹر شہروز نے انہیں متوجہ دیکھ کر ماں جی بتانے لگیں۔
"کل رات یہ بچی بہت ڈری ہوئی تھی۔۔۔ بار بار تمہیں فون کر رہی تھی۔"
"میرے اعصاب جواب دے رہے تھے سر۔۔۔! اگر ماں جی مجھے نہ سنبھالتیں تو نجانے کیا ہوتا۔" ... چائے کے کپ میں جھانکتے ہوئے آہستگی سے کہا۔
"ہم ہمیشہ انسانی سہارے کے متلاشی رہتے ہیں' حالانکہ سب سے بڑا سہارا تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ... امید رکھو گی تو وہ سارے رستے کھولتا چلا جائے گا۔۔۔ ذکر الٰہی میں بڑی طاقت ہے بچے۔۔۔! یہ سارے ... دیتا ہے تم آزما کر دیکھو۔" انہوں نے رسانیت سے کہا تو ایمن کچھ سوچتے سوچتے چونک کر مسکرائی۔
"سر! آپ کی مدر بہت اچھی سائیکاٹرسٹ ہیں۔"
"ایسی ویسی۔۔۔ گاؤں میں سینکڑوں کی تعداد میں خواتین ماں کے پاس اپنے مسائل لے کر آتی تھیں" شہروز نے خوش دلی سے کہا۔
"بیٹا! کسی کو اچھی بات بتانا بھی صدقہ ہے اور بسا اوقات کوئی مسئلہ ہوتا بھی نہیں تھا بس آپس کی ... کبھی کبھار لاعلمی' بڑے اچھے دن تھے حویلی میں ہمہ وقت رونق لگی رہتی تھی۔ یہاں شہروں میں تو لوگ ... دوسرے کے گھر جھانکتے تک نہیں ایک دوسرے کے مسائل کیا خاک حل کریں گے۔" وہ بات کرتے ... اور طرف نکل گئیں۔
"اور ماں جی! ہم سارا دن کیا کرتے ہیں۔۔۔ لوگوں کے مسائل ہی حل کرتے ہیں۔"
"ہاں پیسے لے کر۔۔۔ وہ بھی بھاری بھاری چیک۔۔۔" ماں جی نے ترت جواب دیا تو ڈاکٹر شہروز دل ... ہول ...
"ماں جی! ٹھیک ٹھاک طعنہ مارا ہے۔"
"بس بچے! یہ مذہب سے دوری نے انسان کو نام نہاد عوارض میں مبتلا کر رکھا ہے۔۔۔ جس کا فائدہ تم ... اٹھاتے ہیں۔۔۔ یہ جو لمبی لمبی گاڑیوں میں تمہارے پاس بیگمات آتی ہیں ان کو کہا کرو کچھ کرنے کو۔ نہیں ... پاک ترجمہ و تفسیر کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیں' دین و دنیا سنور جائیں گے۔"
"آپ کا یہ مشورہ جلی حروف میں لکھوا کر کلینک میں آویزاں کرواؤں گا۔"
ایمن نے چائے کا کپ خالی کر کے رکھا اور کھڑی ہو گئی۔
"ماں جی! میں اب چلتی ہوں۔"
"تھوڑی دیر بیٹھو۔۔۔ میں فارغ ہی ہوں۔"
"پھر آجاؤں گی سر۔۔۔! ابھی آپ آرام کریں۔"
"مجھے اس بچی پر بہت ترس آتا ہے شہروز۔۔۔! اس کی عمر کی لڑکیاں کالجوں یونیورسٹی میں پڑھتی ہوتی ہیں ...

...اور چہرے کی سنجیدگی و ویرانی دیکھو۔۔۔ میرا تو دل ہولتا ہے۔" اس کے جانے کے بعد ماں جی نے ... ہا۔
... اپنی دعاؤں میں شامل کر لیجیے ماں جی۔۔۔ یہ اپنی زندگی کے نازک ترین دور سے گزر رہی ہے۔" ... گی سے کہا۔
... سکون دے۔" انہوں نے دل سے دعا کی۔
... گاڑی یونہی اک بڑی سڑک پر ڈال دی۔۔۔ اسے گھر جا کر کرنا ہی کیا تھا۔۔۔ صبح اٹھتے ہی دل چاہا کہ اس ... ئے۔۔۔ جس نے رات اس کے ٹوٹتے اعصاب اور خلجان زدہ ذہن کو سہارا دیا۔ سو وہ ان کی طرف ... رہی بے مقصد سفر شروع تھا۔ اس نے گاڑی میں موجود ریڈیو بس اندر کے سناٹے کو توڑنے کے لیے ... بے جذب سے اک نظم گنگنا رہی تھی۔
... کی گود میں
... ہیں پڑے ہوئے
... کی راہ میں
... میں کھو گئی
... داروں کے درمیاں
... دیر کیا
... کی گود میں
... ماند ہے
... امید ہے
... کا ساتھ ہے
... کی ہاتھ ہے
... ہوئے
... شام۔۔۔
... تھا یا مغنیہ کی آواز کا سحر۔۔۔ وہ کھو سی گئی تب ہی لاشعوری طور پر پاؤں بریک پر جا پڑا۔ وہ بوڑھا ... گاڑی کے سامنے آگیا تھا۔ ایمن گھبرا کر گاڑی سے باہر آئی۔
... گاڑی چلانے کے قابل بھی نہیں رہی۔"
... گاڑی اس سے ٹکرائی نہیں تھی۔۔۔ وہ شخص گھبراہٹ میں مڑنے کی کوشش میں گرا تھا۔۔۔ اس ... دوائیاں جس میں سیرپ ٹوٹ گئے تھے۔ ایمن نے جلدی سے انہیں سہارا دے کر کھڑا کیا۔
... تی ہوں بس نجانے کیسے ..." وہ شرمندہ سی فروٹ اٹھا کر شاپر میں ڈالنے لگی۔
... بیٹا۔۔۔! شاید میں ہی کسی اور خیال میں تھا۔" وہ غور سے ٹوٹے ہوئے سیرپ دیکھ رہے تھے۔
... کی ورنہ اس عمر میں جہاں پہلے ہی دس بیماریاں جان کو چمٹی رہتی ہیں معذور ہو کر چارپائی پکڑتا ..."
... تیزی سے بھٹکا۔۔۔ اس نے غور سے سامنے کھڑے بوڑھے انسان کو دیکھا۔
... ہا۔۔۔" اس نے ایمن کے سر پر ہاتھ رکھا تو اس کی آنکھیں جھلملا گئیں۔
... کو چھوڑ دوں۔"
... کا سفر ہے۔"
... ی۔" وہ تھوڑے سے پس و پیش کے بعد مان گئے۔۔۔ راستے میں سے ایمن نے ان کی دوائیاں بھی ... مطلوبہ جگہ پر اتارا۔۔۔ یہ اک بوسیدہ لوہے کے دروازے والا چھوٹا سا گھر تھا جس پر کبھی برسوں

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

پہلے قلعی ہوئی ہوگی۔

"انسانوں اور چیزوں میں ایک مماثلت تو ہے۔۔۔ خیال نہ رکھا جائے تو وقت سے پہلے بو سیدہ
ایمن کو یاد کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ کچھ برس قبل یہ جملہ کس نے کہا تھا۔۔۔ وہ بزرگ چا
کرنے لگے۔۔۔ ایمن نے شائستگی سے انکار کر دیا۔

"بہت ہی نیک اور شریف ماں باپ کی اولاد ہو۔۔۔ ورنہ لوگ تو اپنے سگوں کو نہیں پوچھتے۔"

"ضروری تو نہیں، نیک اور شریف والدین کی اولاد نیک ہی ہو۔" وہ تلخی سے کہتی انہیں
نکل گئی۔ اس پوری رات ایمن نے ایک ہی انسان کو سوچا تھا۔

"میں آپ کو کیسے بھول گئی نانا جان۔ یہ کیسا خوف تھا جس نے مجھے آپ کی طرف آنے
میں جانتی تھی آپ بالکل تنہا ہیں۔۔۔ کیسے اپنے شب و روز گزارتے ہوں گے اور ہوں گے
بیٹھی۔

"یا اللہ! مجھے اتنا موقع تو دے کہ اپنی کوتاہیوں کی تلافی کر سکوں۔"

☼ ☼ ☼

اس نے گاڑی عین گھر کے سامنے روکی۔۔۔ پھر دروازہ کھول کر باہر آگئی۔ وہ مانوس لکڑی کا
بائیں جھول رہا تھا۔ اس نے دونوں پٹ بند کر کے کھٹکا چڑھا دیا پھر دونوں ہاتھ اس پر ٹکاتے
سات کمروں والی عمارت خاموشی کے اسرار میں ڈوبی عجیب لگ رہی تھی، جالی کے دروازے
میں اڑتی دھول، خالی شاپر اور لفافے۔۔۔ درختوں کی بیلی لالٹینیں خاموشی سے جھول رہی تھیں۔
ایمن کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ ان درختوں کی اوٹ میں اپنا بچپن کھیلتا دیکھ سکتی تھی۔
اپنے رہتے تھے مگر اب وہ ان کی کچھ بھی نہیں تھی۔

اس کے ہاتھ پہلو میں آگرے۔۔۔ یہ گھر اس کا بھی تھا مگر یہاں اس کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔

"کیا سب کچھ یوں بھی پرایا ہو سکتا ہے؟"

یہ عجیب موسم تھا۔۔۔ رخصت ہوتی خزاں اور آتی بہار کی آہٹیں لیے۔۔۔ اس کی گاڑی سڑک
پتوں کے ڈھیر کے پاس کھڑی تھی اور وہ پہلو میں ہاتھ گرائے نجانے کیا کیا کچھ سوچے گئی۔ پھر ان
جاتی سڑک کو دیکھا۔ جہاں وہ سڑک بل کھاتی تھی، وہیں کہیں۔۔۔

غیر ارادی طور پر اس کے قدم سڑک کے کنارے کنارے اٹھنے لگے۔

انہی رستوں پر اس کا بچپن مائرہ کے گھر تک آتے جاتے گزرا تھا۔ پھر اوائل جوانی کے وہ
اس کے قدم مائرہ کے گھر کے سامنے ذرا کی ذرا ٹھٹکے پھر تیزی سے آگے بڑھے۔۔۔ وہ اسکول
سامنے سے گزری۔۔۔ پھر سفر تمام ہوا۔

کہانی جہاں سے شروع ہوئی۔۔۔ وہیں آرکی۔

یہی جگہ تھی۔ جہاں سے اس کی زندگی نے اک نیا موڑ لیا۔۔۔ اور ایسا طوفان آیا کہ اپنے ساتھ
گیا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ دروازہ نیا اور پینٹ شدہ تھا۔

اس نے دستک کے لیے ہاتھ اٹھایا۔

"تو ہی ہے۔ زمانے بھر کی بے حیا اور بے غیرت ماں کی اولاد۔ ! جو باپ کی عزت قدموں
خون اثر تو دکھائے گا۔ تو نے بھی بدنامی کا طوق گلے میں ڈالنا ہی تھا۔"

ایمن کا ہاتھ لرزا، مگر اس نے زور سے دستک دی۔

دروازہ کھلتا چلا گیا۔۔۔ گویا لاک نہیں تھا۔

گز کا تمبو لپیٹے پھر رہی ہو اس کی حرمت کو سمجھتی ہو۔۔۔ نہ تمہاری ماں سمجھی، نہ تم۔۔۔"
اکر گلے میں پڑا دوپٹہ پورے وجود کے گرد پھیلایا اور سہمے قدم بڑی جرأت سے آگے بڑھائے
تھا۔

ی سامنے والا برآمدہ۔۔۔ وہی برآمدے میں موجود کرسی۔۔۔ اور وہی اس کرسی پر موجود بوڑھا وجود
یں بند تھیں۔
انہوں نے آنکھیں نہیں کھولیں۔
میں ہو تو کوئی کیا کرے اور میں سمجھتا تھا، میں تمہیں روک لوں گا۔۔۔ تمہیں زندگی کی صاف اور
پکڑ کر چلنا سکھاؤں گا۔۔۔ میں ہار گیا۔"
لتے قدموں سے صحن عبور کیا۔۔۔ وہ عین نظروں کے سامنے تھے اور فاصلہ صرف دو قدم کا۔
ل سے۔۔۔ میں تیری منحوس شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔"
ں میں جا بیٹھی۔
ن کے لبوں نے بے آواز جنبش کی پھر وہ تیزی سے سیدھے ہوئے۔ "ایمن!"
کانپتے ہاتھ ان کے سامنے جوڑ دیے۔
ت رہ گئے۔
اپنے بڑوں کے تجربوں سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے، ہمیشہ غلطی کر کے، ٹھوکر کھا کر ہی کیوں
کا جھکا سر بتا تا تھا کہ وہ ٹھوکر کھا کر آئی ہے۔
کتنا رو کا لیکن میں نے آپ کی ایک نہیں سنی، کاش، کاش میں نے آپ کی بات سمجھ لی ہوتی۔ تو
پائی کا سفر مقدر نہ بنتا۔ میں بھٹک گئی نانا جان! اور سب کچھ کھو آئی۔"
ے سسکتے وجود کو دیکھتے رہے پھر اپنا لرزتا ہاتھ ایمن کے سر پر رکھ دیا۔ ایمن کو لگا جلتا بلتا وجود
لیا ہے۔
ت واپس نہیں آتا۔ پھر رونے سے کیا حاصل۔ تم تو کبھی لوٹ کر ہی نہیں آئیں۔"
آئی؟" وہ وہیں بیٹھ کر دوپٹے کے پلو سے چہرہ صاف کرنے لگی۔
ں؟" انہوں نے غور سے ایمن کو دیکھا۔
نے چہرہ دوبارہ جھکا لیا۔
پھر دو کپ چائے بناؤ۔۔۔ فرصت سے بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"
کچن میں چلی آئی۔۔۔ وہاں نقشہ ہی بدلا ہوا تھا اس نے چائے بنائی۔۔۔ واپس آئی تو کرسی خالی
منتظر۔

"
اک کی ذات کوئی نہ کوئی آسرا بنائے رکھتی ہے۔" وہ مسکرائے، "نسیمہ کام کر کے جا چکی
اس وقت باہر ہوتے تھے۔۔۔ ایمن اپنا کپ لے کر پلنگ کے کنارے ٹک گئی۔ دونوں خاموشی
گے گویا کہنے سننے کو کچھ بھی نہ ہو۔۔۔ یہاں تک کہ چائے ختم ہو گئی۔
ال۔۔۔" اس نے دونوں کپ ٹرے میں رکھے۔

کر انہیں دیکھنے لگی۔
معاف کر دیا؟"
لہ کمبل پھیلاتے ہوئے اس کا سوال لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا۔

"تمہاری شادی ہو گئی۔۔۔"
"جی۔۔۔" ایمن نے رخ پھیر لیا۔
"کیسے ہیں کپتان صاحب۔۔۔؟" ان کا لہجہ ہلکا پھلکا تھا۔۔۔ ایمن کے حلق میں کچھ پھنس گیا۔
"میرے شوہر کا نام طارق جمال تھا۔"
"تھا۔۔۔" وہ بری طرح چونکے۔
"جی ہماری علیحدگی ہو گئی۔۔۔" اس نے سپاٹ سے لہجے میں بتایا۔۔۔ وہ بہت دیر کچھ بول نہ
بڑبڑائے۔
"تم نے گھر بنانے کی کوشش نہیں کی؟"
"کہہ سکتے ہیں۔۔۔" ایمن نے آرام سے تسلیم کیا۔۔۔ وہ اک آہ بھر کے خاموش ہو گئے۔۔۔ اب ا
لیے رہا ہی کیا تھا۔۔۔ تب ہی باہر کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔۔ کوئی بولتا ہوا ساتھ والے کمرے میں چلا
نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔
"میں نے دوسرا کمرہ کرائے پر دے دیا ہے۔"
ایمن نے سر جھکا کر اپنے ہاتھوں کو گھورنا شروع کر دیا۔
گویا طاہر محمود اس گھر سے بھی مکمل طور پر رخصت ہو چکا۔
"میں پھر آؤں گی۔" وہ تیزی سے کھڑی ہو گئی۔
"ہاں۔۔۔ آتی جاتی رہنا۔"
اس نے اثبات میں سر ہلایا اور باہر نکل گئی۔ اندر آتا شخص ٹھٹک کر رک گیا ورنہ اس کے ہاتھ م
کی ٹرے الٹ جاتی۔
"تم۔۔۔"
"اوف۔۔۔ کیا ضروری ہے کہ یہ شخص میری زندگی کے ہر پہلو سے واقف ہو۔"
اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی ایمن نے بے اختیار سوچا۔
ہیلو۔۔۔" وہ پہلے حیران ہوا، پھر خوش دلی سے کہہ رہا تھا جبکہ ایمن کترا کر نکل جانا چاہتی تھی
کے ماضی کے شرمناک لمحات کا گواہ تھا۔ سو اس نے منہ میں بدبداتے ہوئے ہیلو کہا۔
"کیا آپ بھی ان کی اسٹوڈنٹ رہی ہیں؟"
"یہ میری نواسی ہے۔" عقب سے نانا نے تعارف کروایا۔ شاہ میر کو تعجب تو ہوا مگر اس نے ا
لیے "ثابت ہوا، دنیا گول ہے۔"
"میں چلتی ہوں۔" ایمن نے یقیناً اسے رستہ دینے کے لیے کہا تھا۔
"چائے تو پیتی جائیں۔"
"میں پی چکی۔" اب کے شاہ میر ایمن کا گریز پوری طرح پا گیا، تب ہی ایک طرف ہو کر رستہ د
باہر نکلی۔
"تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟"
ایمن کے قدم لاشعوری طور پر رکے۔
"یونہی۔۔۔ ایک دوبار سرِراہ ملاقات ہوئی تھی۔" وہ ذرا سے توقف کے بعد بولا تو ایمن کی سا
گویا راز رکھنے کے ہنر سے واقف تھا۔
"لیکن میں تم سے دوبارہ نہیں ملنا چاہتی تھی۔" ایمن نے باہر کا دروازہ عبور کیا، وہی وا

کائے طے کیا۔ گھر کے سامنے رک کر اس نے ایک بار پھر اندر جھانکا۔ اس گھر سے تعلق تو پہلے بھی کچھ
رہا تھا مگر اب جس طرح رشتہ ٹوٹا تھا، اس نے ایمن کو حقیقی بے چینی و اضطراب بخشا تھا۔ تب ہی کاریڈور
والا دروازہ کھلا اور جوجو باہر آئی۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے ایمن کو رکنے کا اشارہ کیا پھر تقریباً
وئے فاصلہ طے کیا۔
بہت دیر سے دیکھ رہی تھی، تمہاری گاڑی یہاں کھڑی ہے، گھر کیوں نہیں آئیں؟ کہاں گئی تھیں؟"
گیٹ پر ٹکاتے ہوئے اس نے تیز تیز لہجے میں پوچھا۔
سے ملنے۔" ایمن نے آہستگی سے بتایا۔
یہاں کیوں کھڑی کی؟"
واک کا موڈ تھا۔" ایمن اس کی جرح پر مسکرائی جبکہ جوجو اس کی مسکراہٹ پر کلس اٹھی۔
تم نے بہت برا کیا ہے ایمی!"
تی ہو۔" ایمن نے ایک طویل سانس لے کر اسے دیکھا۔
ت اچھا انسان تھا۔"
میں کوئی شک نہیں۔"
زندگی میں کبھی کچھ ٹھیک نہیں ہوا۔"
کہہ رہی ہو۔ اب میں چلوں۔" ایمن نے گاڑی کے دروازے پر ہاتھ رکھا۔
ہیں آؤ گی۔" جوجو نے بے تابی سے پوچھا۔ ایمن نے بس ایک خاموش سی نگاہ اس پر ڈالی۔
ہوا تنا سا ناراض ہونے کا حق تو ہے نا۔" جوجو اس کی نگاہ سمجھ گئی تھی۔
نے کسی کے رویے پر اعتراض نہیں کیا جوجو۔ اب تم اندر جاؤ، ماں سے چوری چھپے کچھ نہیں کرتے۔"
نرمی سے کہا تو جوجو نے تاسف سے اسے دیکھا۔ وہ کتنا بدل گئی تھی مگر اس وقت جب سارے نقصان

و ٹھیک ہے" اس نے موبائل کیوں واپس کر دیا؟"
ضرورت نہیں رہی۔" جوجو نے نظریں چرائیں۔
بات ہے" اس دن کچھ مہمان آ رہے تھے؟"
موموکو پسند کر گئے ہیں۔"
بات ہے۔ مبارک باد دینا اور کہنا خواہشوں کے پیچھے مت بھاگے۔ والدین بہتر فیصلہ کرتے ہیں۔ اب
دیکھا تو خفا ہوں گی۔"
تم اکیلی۔۔۔" ایمن نے گاڑی کا دروازہ کھول لیا تھا۔ جوجو بے تاب ہوئی۔ نجانے پھر کب ملاقات ہو،

ساز ہے" اگر اس نے مجھے معاف کر دیا تو کوئی نہ کوئی رستہ بھی نکل ہی آئے گا۔ جوجو! یہ تنہائی میں نے
اپنے برے اعمال کے بدلے۔ ہو سکے تو میرے لیے دعا کرنا۔"
آنکھیں ڈبڈبا گئیں، اسے لگا وہ اپنی بہن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو رہی ہے۔ ایمن کی گاڑی کو اس
تک دیکھا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی پھر بوجھل دل کے ساتھ اندر آ گئی، جہاں مہرالنساء
میں اور مومو اک نیا فیشن میگزین کھولے غالباً "اپنی متوقع منگنی کے سوٹ کا ڈیزائن ڈھونڈ رہی
بہت عرصے کے بعد اسے اس قسم کی سرگرمی میں مصروف پایا۔ اس کے چہرے پر وہی ازلی اشتیاق
تھی جو اس کی طبیعت کا خاصا ہوا کرتی تھی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"یہ بھی غنیمت ہے کہ اس کے مزاج میں وہ حساسیت اور گہرائی نہیں' ہر واقعہ کا اثر بہت تھوڑی دیر ہے ورنہ وہ اتنا جلدی نارمل نہ ہوتی۔" جوجو نے سوچا اور ماں کے ساتھ بیٹھ کر مٹر چھیلنے لگی۔ اس کا سا ایمن کی طرف تھا۔

"ایمن کب تک بھگتے گی۔ وہ پچھتا رہی ہے' کیا تقدیر اسے معاف کر کے اس کے لیے بہتر اور شفاف انتخاب کرے گی اور ہم سب جو اس سے قطع تعلق کیے بیٹھے ہیں' اسے بھول جائیں گے اور ڈیڈی... اتنا آسان ہے' کیا واقعی ان کی باتوں کا وہی مطلب ہے جو انہوں نے کہا۔ وہ سچ مچ ایمن کو اپنی زندگی سے کیا ئیں گے۔"

"جوجو..." مہرالنساء کی تیز آواز پر وہ بری طرح چونکی۔

"جی..." اس نے دیکھا' وہ کب سے دانے چھلکوں میں اور چھلکے دانوں میں ڈال رہی تھی۔

"کہاں الجھی ہو؟" الجھن تو اس کے چہرے سے نظر آتی تھی' وہ سر جھکا کر چھلکوں میں سے دانے چنے

"ایمن کے بارے میں سوچ رہی تھی۔"

"وہ باب ختم ہو گیا' اب خواہ مخواہ اس پر دماغ مت لڑاؤ۔"

جوجو نے حیرت سے پہلے ماں پھر موموکو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں لکھا سوال صاف پڑھا جا رہا تھا۔

"کیا واقعی وہ ہماری زندگیوں سے اتنی آسانی سے نکل سکتی ہے؟"

"یہ ایمن اور اس کے باپ کا معاملہ ہے' میرا اس سارے قصے سے کوئی تعلق نہیں۔ وقار الحسن ا عاق کر دے اور چاہے تو دوبارہ سے ہمارے سروں پر سوار..."

"اگر وہ آپ کی اولاد ہوتی تو بھی آپ اس سے اتنا ہی لاتعلق ہوتیں۔"

جوجو کا سوال چبھتا ہوا تھا' مہرالنساء نے موموکو دیکھا۔ وہ ان کی اولاد تھی' اس کی غلطیوں پر لاکھ بھی وہ موموکی ہر حرکت پر پردہ ڈالے ہوئے تھیں۔

"سچ تو یہی ہے جوجو! کہ وہ میری اولاد نہیں' میں اپنے دل میں اس کے لیے وہ تڑپ محسوس نہیں لوگوں کے لیے کرتی ہوں۔ باقی انسانیت کے ناتے تمہارے باپ کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ ا مرضی اور تمہیں بھی کہہ رہی ہوں' اپنے باپ کی مرضی کے خلاف جانے کی کوشش مت کرنا۔" ان واضح تنبیہہ تھی۔ جوجو نے گردن جھکالی جبکہ مہرالنساء سبزی اٹھا کر کچن میں چلی گئیں۔

"اتنا پریشان مت ہو' ڈیڈی اسے معاف کر دیں گے۔" مومو نے میگزین کے صفحات پلٹتے ہوئے کہا سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم کیسے کہہ سکتی ہو؟"

"میں جانتی ہوں' ایمن میں ان کی جان ہے۔ یہ سب کر کے وہ خود سب سے زیادہ بے سکون ہوں گے"

"اللہ کرے' ایسا ہی ہو۔"

"ایسا ہی ہوگا' تم ذرا یہ ڈیزائن دیکھو۔" مومو نے میگزین اس کے سامنے رکھا۔

☼ ☼ ☼

بوتل اٹھائی تو دودھ نہیں' جیم دیکھا تو پیندے سے لگا' سلائس آخری دو' انڈا ایک بھی نہیں۔ اس فریج بند کر دیا پھر پلٹ کر کچن کا جائزہ لیا۔ کتنے دنوں سے کچن کی صفائی نہیں ہوئی تھی۔ ایمن نے ایک کیبنٹ کھولے' کسی میں کچھ نہ تھا۔ زیادہ تر اشیاء ختم ہو چکی تھیں یا ہونے والی تھیں۔ ایمن کو یاد نہ آخری بار کب کچن میں سامان ڈلوایا تھا۔ قہوے کے ساتھ یہ دو سلائس نگلتے ہوئے وہ ساری فکر اسی کے متعلق سوچتی رہی۔ ناشتے کے بعد برتن بغیر دھوئے سنک میں ڈال دیے' جہاں پہلے ہی انبار

میں آگئی۔ دراز سے پرس نکال کر دیکھا' اس میں صرف چھ سو تھے' باقی پیسوں کا کل ہی دودھ والے کو بل ادا ہزار روپیہ جاتے ہوئے صغریٰ کو دیا تھا۔

بینک... بینک میں کیا ہوگا؟" اس نے چھ سو دوبارہ سے گن کر پرس میں ڈالے اور پرامید انداز میں سوچا۔ رقم تو ہوگی کہ کچھ مہینے سکون سے گزر سکیں اور بعد میں..." اس نے زور سے سر جھٹکا۔ "بعد کی بعد میں ے گی' مجھے آج بینک جانا ہوگا۔ کچھ پیسے نکلوا کر سامان خرید لوں۔"

لے پرس دراز کے اوپر ہی رکھا اور اٹھ کر وارڈروب کھولی۔

بی بی! اگر زندگی میں سروائیو کرنا ہے تو یہ رونا دھونا چھوڑ کر باہر نکلو۔ یہ تمہارا اپنا لایا ہوا برا وقت ہے' کو فیس کرنا ہے۔" اس نے بے حد تلخی سے سوچتے ہوئے خود میں ہمت پیدا کی اور ایک سوٹ نکال کر میں گھس گئی۔

کے سامنے بال بناتے ہوئے اس کا ہاتھ رکا۔ اس نے بے حد غور سے اپنا چہرہ دیکھا۔ ایک وقت تھا کبھی میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے وہ خود میں اپنی ماں کا عکس ڈھونڈا کرتی تھی۔

تے کرتے میں نے وہی کچھ کیا جو میری ماں نے کیا تھا بلکہ اس سے بھی بہت آگے۔ شاید ماں زندہ ہوتی تو ے فیصلوں کے نقصان کیا ہوتے ہیں۔ انسان اپنوں کے ساتھ ساتھ خود کو بھی رول دیتا ہے۔" اس نے ٹ پھیلایا۔ پرس اٹھا کر باہر نکل آئی۔ اندرونی دروازے اچھی طرح بند کیے۔ گیٹ کھولنے' گاڑی بند کرنے تک وہ عجیب سے احساسات کا شکار رہی۔

ڑی کے دروازے پر ہاتھ ہی رکھتی تھی کہ چوکیدار بھاگ کر گیٹ وا کر دیتا۔ یہ سارا پروٹوکول' سارے س کے نصیب سے تھے' جسے اس نے کبھی درخور اعتنا نہ جانا۔ وہ غیر اہم شخص جب اس کی زندگی سے پر اپنی اہمیت پوری طرح واضح کر گیا تھا' ان ہی سوچوں میں الجھتی سلجھتی وہ بینک تک پہنچی اور اپنے یل دیکھ کر اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آ گیا۔ سلپ ہاتھوں میں لیے وہ بہت دیر تک اسے اس چھوٹے سے پرزے نے اسے بہت پیچھے دھکیل دیا تھا۔ مایوسی' ناامیدی... وہ بہت دیر تک کے قابل نہ ہوئی۔ اس نے مایوسی سے سر اٹھا کر بھاگتی دوڑتی ٹریفک کو دیکھا۔ طارق نے پچھلے دو ماہ روپیہ نہیں بھجوایا تھا اور اکاؤنٹ میں پہلے سے جمع شدہ رقم ایمن نے کہاں کہاں خرچ کی' اس کا ی ضرورت نہیں تھی۔

ہاتھ تھی اور اسے اپنی زندگی زیرو سے شروع کرنا تھی۔

؟" اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اگنیشن میں چابی گھمائی۔ "نہ ہاتھ میں کوئی ہنر تھا' نہ تعلیم۔ بغیر ہزار آخر کب تک ساتھ دیں گے۔"

میں ہاتھ کی انگلیوں سے آنکھیں مسلیں' انگلیوں کی پوریں پانی سے بھیگ گئیں۔ اس نے ایک نظر کو دیکھا پھر ہاتھ کی پشت سے گال صاف کر کے پھر سے گاڑی اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی' تب ہی ڑی پارک ہوئی۔ ایمن نے اس میں سے بابر کو نکلتے دیکھا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ اس کی گاڑی نہ یکھی' ایمن اسے نظر نہ آئی ہوتی۔ وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلی۔

" وہ ٹھٹک کر رکا۔

" الفاظ ایمن کے لبوں پر برف ہو گئے۔ بابر کی نگاہوں سے شعلے سے برسے' اگر وہ بولتا تو یقیناً ن ہو؟"

ہوں سے اسے دیکھتا اندر چلا گیا۔ ایمن ان نگاہوں کا مفہوم خوب جانتی تھی۔

ہر قدم پر ان نگاہوں کا سامنا کرنا ہے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

شاہ میر نے سادہ کپ ان کے سامنے رکھا اور دوسرا لے کر کرسی پر آ بیٹھا۔ جوشاندہ کھول کر کپ میں ا... سے ہلانے لگا۔ باہر مراد اور شاہ نیل کے کرکٹ کھیلنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

انہوں نے دیکھا شاہ میر کا چہرہ اور ناک سرخ ہو رہے تھے۔

"بخار ہے۔" انہوں نے سرسری انداز میں پوچھا۔

"زکام کے ساتھ کچھ ایسی ہی کیفیت ہے۔" اس کی آواز بھی بھاری ہو رہی تھی۔ شام کی چا... کے معمولات میں شامل ہو چکا تھا۔ اس دوران گفتگو محض چند جملوں پر مبنی ہوتی، جس میں کوئی نہ کوئی ... کے منہ سے ایسا نکل جاتا جس پر وہ گھنٹوں کڑھتے پھر بھی اس کی لائی چائے کے منتظر رہتے۔ درواز... نے جھانکا اور انہیں کچھ مبہم سا اشارہ کیا۔ وہ مسکرا دیے۔ خود وہ منظر سے غائب ہو گئی۔ انہوں ... میر کو دیکھا۔ وہ انگلیوں سے کنپٹی مسلتے ہوئے کپ میں جھانک رہا تھا پھر منہ بنا کر بڑبڑایا۔

"مجھے اس کا ذائقہ اچھا نہیں لگتا۔"

"تم کتنے عرصے سے ملک سے باہر ہو؟"

شاہ میر نے چونک کر انہیں دیکھا۔ انہوں نے شاید پہلی بار ذاتی نوعیت کا سوال کیا تھا۔

"ایک عمر گزر گئی۔" وہ مبہم سا مسکرایا پھر جملہ مکمل کیا۔ "اس آوارہ گردی میں۔"

"کبھی ٹھہرنے کی خواہش نہیں ہوئی؟"

"ہوئی تھی۔" اسے کیتھی بے حد یاد آئی۔

"واپس کیوں آئے؟"

"اپنے بیٹے کی وجہ سے۔"

"کوئی رشتے دار۔؟"

وہ جواب دینے نہ دینے کے بیچ معلق تھا جب بلال چلا آیا۔ شاہ نیل اس کے کندھے پر ہاتھ پاؤں مار کر... بلال نے اسے پلنگ پر چھوڑا۔

"گندے انکل۔"

"ٹھہر جا انکل کے بچے۔" بلال نے گھورا تو وہ کھسک کر اُن کی اوٹ میں جا چھپا۔

"کیوں ستاتے ہو یار۔ مراد چلا گیا؟"

"ہاں تم کیوں اجڑی بگڑی شکل بنائے بیٹھے ہو۔" وہ پلنگ پر بیٹھا تو شاہ نیل اتر کر باپ کے پاس ... نے اپنی طبیعت کی خرابی کا بتایا۔

"ہاں تو کب تک نوکرانی کے ہاتھ سے جوشاندہ پیے گا۔ بیوی لے آ۔ جوشاندہ بھی پلائے گی اور... بابا کی موجودگی کی بنا پر اگلا جملہ ہونٹوں میں روک گیا۔ "کیوں بابا جان! ٹھیک کہہ رہا ہوں۔"

"نسیمہ اس کے لیے لڑکی ڈھونڈ رہی ہے۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے بتایا، وہ اسے گھیر کر ... تک لا رہے تھے، بلال نے براہ راست چھیڑ دیا تھا۔

(اوہ تو یہ سوال جواب اسی کی کڑی تھی۔)

"اوہ جیو نسیمہ بی بی۔" بلال نے نعرہ لگایا، نسیمہ اپنا نام سن کر بھاگی آئی۔

"یہ نیکی کا کام ہے جو تم کرو گی، اس غریب کا گھر آباد ہو جائے تو ساری زندگی دعائیں دے گا تم ... حدود اربعہ اور اتا پتا دو۔"

"پہلے اس غریب سے پوچھ تو لو، یہ شادی کرنا بھی چاہتا ہے۔" بابا نے ٹوکا۔

"اب ایک بچے کے بے گھر باپ کو کون لڑکی دے گا۔" شاہ میر نے ٹالا۔

"بھیا! آپ اشارہ تو کرو میں ایسی خوبصورت اور پڑھی لکھی لڑکی ڈھونڈ کر دوں گی کہ زندگی سنور جا... ما...

"میری زندگی سنور گئی ہے نسیمہ بی بی! آپ فکر مت کریں۔" شاہ میر نے بردباری سے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں ایسی معنی خیزی تھی کہ بابا نے چونک کر اسے دیکھا۔ نہ جانے کیوں انہیں لگا، اس کی آنکھیں دھندلا گئی ہیں، جسے چھپانے کے لیے اس نے چہرہ جھکا لیا تھا۔

"بھیا! چھوٹے سے بچے کا ساتھ ہے، آگے پیچھے بھی کوئی نہیں۔ کب تک اکیلے سنبھالو گے؟"

"کس نے کہا میرے آگے پیچھے کوئی نہیں۔" شاہ میر کی آنکھوں سے دہشت چھلکی۔ نسیمہ اس کے تاثرات سے گھبرا کر آئیں بائیں شائیں کرنے لگی۔

"نسیمہ! بلال آیا ہے، چائے بناؤ۔" بابا نے بات پلٹی۔

"نہیں میں مارکیٹ تک جا رہا تھا۔ سوچا آپ کی دوائیاں ختم ہو گئی ہوں گی۔"

"شاہ میر نے لا دی تھیں۔" انہوں نے دیکھا، وہ بے چین تھا۔ بلال پندرہ بیس منٹ بیٹھ کر چلا گیا۔

بابا نے گردن گھما کر دیکھا، وہ وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں تھا۔

"تو پھر کہاں ہے؟" اس کی سوچ کے پرندے کس منڈیر پر اترے ہوں گے۔"

شاہ نیل پلنگ کے نیچے گھسا ٹوٹی پھوٹی پرانی چیزیں نکال رہا تھا۔

"ان کو باہر پھینک دیں تو کمرے میں کچھ اور گنجائش نکل آئے۔" وہ چڑے ہوئے لہجے میں بولا۔

"انسانی فطرت بھی عجیب چیز ہے، نہ خود سے وابستہ ٹوٹی پھوٹی چیزیں باہر پھینک سکتا ہے نہ بوسیدہ زنگ آلود چھلی کو، پرانی تلخ یادوں کو کسی سرمائے کی طرح اپنے اندر سمیٹ رکھتا ہے۔"

"ہونہہ فلسفہ۔" اس نے جوشاندہ ملی ٹھنڈی چائے اپنے اندر انڈیل لی۔

"اپنوں سے خفا ہو؟" اپنائیت سے کیا گیا سوال پن کی طرح چبھا، اس نے یوں دیکھا گویا کہتا ہو۔

"میری ذاتی زندگی میں جھانکنے کی ضرورت نہیں بڑے میاں۔"

☼ ☼ ☼

فون، بجلی، گیس کے بلز سامنے میز پر پڑے تھے اور وہ بے چارگی سے ساتھ انہیں دیکھ رہی تھی جو روپے بینک سے نکلوائے تھے، اس کا سودا خرید لیا تھا اور اب یہ نیا خرچا۔ اس نے پھر سے پرس کھول کر اس میں رکھے سو سو کے نوٹ گنے اور وہ ایسا کئی بار کر چکی تھی۔

"اب اتنے سے روپوں سے کیا آئے گا، کون سا بل ادا ہو گا۔" اسے نئے سرے سے رونا آ گیا۔

اس سے فیصلہ نہیں ہو پا رہا ہے کہ وہ گیس کے بغیر گزارہ کرے یا بجلی کے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر گیس کا بل اٹھایا، ساڑھے سات ہزار۔

"آخر اس گھر میں گیس استعمال ہی کتنا ہوتی ہے۔"

ظاہر ہے وہ یہ سوال محکمے والوں سے نہیں کر سکتی تھی، سو گھٹنوں پر سر گرا لیا۔

"ہائے ایمن! یہ ہے تمہاری اوقات۔ چار دنوں میں آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو گیا۔ ڈیڈی۔ ڈیڈی میری مدد کریں، میں بالکل تنہا ہوں۔ میں کیا کروں، کہاں جاؤں۔ یہاں کوئی بھی نہیں ہے۔" اس نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا۔

"ماں، باپ، بہن، بھائی، دوست، رشتہ دار۔ آہ۔ یہ کتنے اہم رشتے ہیں۔ دکھ سکھ کا سہارا بنا کرتے ہوئے کو تھامنے والے اور میرے پاس۔ میرے پاس تو کوئی بھی نہیں۔ میرے ہاتھ تو بالکل خالی ہیں۔" اس نے اپنی خالی ہتھیلیوں کو دیکھا۔

"کسی کی دعاؤں کا پھول میرے دامن میں نہیں۔ آہ۔ یہ کیسی تہی دامنی ہے۔ کیسی ہولناک تنہائی جو میں مر جاؤں تو کتنے دن لگیں گے، میرے اپنوں کو معلوم ہونے میں، شاید اس وقت جب میری لاش گل سڑ کر بدبو دینے لگے مگر یہ درودیوار۔ یہ درودیوار اتنے بلند ہیں کہ بدبو بھی باہر نہ جائے۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایمن کا دل اس خوفناک تصور سے الٹنے لگا' وہ گھبرا کر اٹھی اور باہر نکل آئی۔ پلر کے ساتھ ٹیک لگا کر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔ ذرا حواس بحال ہوئے تو سر اٹھا کر لان کی لمبی لمبی گھاس کو افسردگی سے دیکھا۔ گھاس کے ٹڈے اس پر اچھلتے پھر رہے تھے۔ ہوا کی سرسراہٹ لمبی لمبی گھاس میں سانپ کی سرسراہٹ سے مشابہ تھی' تب ہی اس میں کچھ اور آہٹیں ابھریں۔ وہ پوری حساسیت کے ساتھ ان کو پہچاننے کی سعی کرنے لگی پھر اس کے دل سے ہوک اٹھی' وہ ان ننھے منے قدموں کی آہٹوں کو پہچانتی تھی۔

"جو آج تم ہوتے تو طارق مجھے چھوڑنے سے پہلے ایک بار ضرور سوچتا۔"

وہ لٹے پٹے انداز میں آخری سیڑھی پر بیٹھی۔

"تب شاید میں اسے یہ سب نہ بتاتی' سب کچھ بھول کر' چھپا کر نئی زندگی شروع کر دیتی۔ ایک خوبصورت' حسین اور مطمئن زندگی۔ میں' طارق اور ہمارے بچے۔ وہ ایک پل میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ لان کی نرم گھاس پر دوڑتے بچے' ان کے پیچھے لپکتا طارق اور ان کے لیے جوس بناتی ایمن طارق۔۔۔ اس نے ایک سرد آہ بھری اور کھڑی ہو گئی۔ اس کے ہر ہر انداز سے تھکن' ہار اور شکست مترشح تھی' وہ اس شخص سے مشابہ تھی' جس نے زندگی میں اپنے لیے کوئی گنجائش نہ چھوڑی ہو۔ بیڈ روم میں آ کر اس نے سیف کا خفیہ خانہ کھولا جس میں اس کا سارا زیور رکھا تھا۔ اس نے ایک ایک ڈبے کو حسرت کے ساتھ چھوا اور کھول کر آنسوؤں کے ساتھ دیکھا۔ یہ صرف سونے کے چمکتے دمکتے زیور تو نہ تھے۔ اس کے باپ کی محنت' اس کے ارمان' چاؤ اور ایمن کے سکھ کی دعائیں تھیں' جو وہ اس خفیہ خانے میں لاک کر کے بھول چکی تھی۔ ہر ہر بات پر آہ نکلتی تھی۔ ہر چیز پر ضمیر کوڑے برساتا' ہر لمحہ پشیمانی اور ہر دن تاسف کے سرمئی رنگ میں رنگا ہوتا۔

"کاش وقت پلٹ جائے اور وہاں جا کر رکے جہاں میرے باپ نے میری مرضی سے میرا رشتہ کیپٹن عفان کے ساتھ طے کیا تھا۔"

اس نے وہ زیور ہاتھ میں لیا' جو طارق نے اسے پہلی بار تحفے میں دیا تھا۔

"یا پھر وہ دن پلٹ آئے' جب میری تمام تر نادانیوں کو معاف کر کے ڈیڈی نے طارق جیسے سادہ دل انسان کو میرا ہم سفر بنایا۔ اے وقت پلٹ جا۔۔۔ اے وقت لوٹ آ۔۔۔" آنسوؤں نے ان زیورات کی چمک کو ماند کر ڈالا۔ یہ سارا زیور لاکھوں کی مالیت کا تھا مگر یہ لاکھوں بھی کب تک اس کا ساتھ دیتے' بیٹھ کر کھانے سے تو قارون کا خزانہ بھی خالی ہو جائے۔

باہر مسلسل ہوتی بیل نے اسے چونکا دیا' اس نے بہ عجلت سب کچھ سمیٹ کر سیف لاک کیا۔ پاؤں میں چپل اڑسے اور دوپٹے سے چہرہ خشک کرتی باہر کی طرف بھاگی۔ آخر اس کے گھر کوئی آیا تھا مگر ذیلی گیٹ کھولنے پر جو شخص نظر آیا' اس نے ایمن کے ہوش اڑا دیے' وہ اچھی طرح جانتی تھی' سامنے کھڑا شخص اس کے لیے کون سی سوغات لے کر آیا ہے۔

"محترمہ ایمن وقار الحسن!"

"میں۔۔۔" اس نے بمشکل تھوک نگلا۔ پوسٹ مین نے رجسٹری اس کی طرف بڑھائی۔

"یہ۔۔۔ یہ نیا تو نہیں۔۔۔ جو کچھ ہو چکا' اس کا تصدیق نامہ ہے۔"

سائن کرتے' رجسٹری وصولتے اس کے ہاتھ بری طرح کپکپا رہے تھے۔ پوسٹ مین سلام کر کے چلا گیا۔ وہ رجسٹری نہیں' کوئی منوں بوجھ اٹھائے اندر تک آئی کہ ایک قدم اٹھانا بھی دوبھر تھا۔

یہ بوجھل قدم عین وہاں رکے جہاں دیوار پر فل سائز تصویر ٹنگی تھی۔ اس نے وہ منوں بوجھ بغیر کھولے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔ کچھ لمحے یونہی سر جھکائے اپنے قدموں کو گھورتی رہی' وہ خود کو سنبھال رہی تھی' خود کو سنبھالنا چاہتی تھی اور اس سنبھلنے کی کوشش میں کچھ اور بکھر رہی تھی۔ یہ اس کا اپنا فیصلہ تھا' اسے تسلیم کرنا ہی تھا۔ ایمن نے نظریں اٹھا کر دیوار پر لگی تصویر کو دیکھا۔

ایمن کو آج بھی وہ دن اچھی طرح یاد تھا۔

"ایمن۔۔۔ ایمن بیگم۔۔۔ بیگم صاحبہ۔۔۔"

وہ کب سے طارق کی آواز نظر انداز کیے ٹی وی میں منہمک تھی مگر وہ بھی کہاں باز آنے والا تھا' مسلسل پکارتا رہا۔ ایمن کو اس طرزِ تخاطب سے چڑ تھی' سنی ان سنی کر کے بیٹھی رہی مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا اور بازو سے پکڑ کر کھڑا کر لیا۔

"اب شہزادی کو اٹھا کر لے جانا پڑے گا۔"

"پلیز۔۔۔" وہ بازو چھڑاتی پاؤں پٹختی اندر آ گئی اور سامنے ہی یہ بڑی سی تصویر آویزاں تھی۔ یہ ان کی شادی کی تصویر تھی۔ دلہن بنی ایمن کا ہر انداز کترایا تھا اور طارق دولہا بنا کس قدر ہونق لگ رہا تھا۔ کوئی اندھا بھی جان لیتا ان دونوں میں کیسا فاصلہ تھا۔

"کیسی لگی؟" اس نے عقب سے ایمن کو اپنے حصار میں لیا۔

"اس کی کیا ضرورت تھی؟" ایمن ناگواری سے بولی۔

"میں نے بہت پہلے سے سوچ رکھا تھا' میں اس دیوار پر اپنی شادی کی تصویر لگواؤں گا' تب یہ اندازہ نہ تھا کہ پہلو میں ایسی نک چڑھی شہزادی کھڑی ہو گی۔ دیکھو۔۔۔ دیکھو کیسے روٹھی سی کھڑی ہے۔"

"ہاں جیسے کسی دیو کی قید میں ہو۔" وہ اس کی قربت سے بے زار ہو کر ایک طرف ہوئی۔

"ذرا لو' ڈاؤ' ژالوذاق۔ پر مجھ جیسا سیدھا شوہر چراغ لے کر بھی ڈھونڈو تو بھی نہ ملے۔"

"مجھے ضرورت کیا ہے۔" ایمن منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

"دے لو گالیاں' جب چلا جاؤں گا تب قدر ہو گی' اسی تصویر کے سامنے کھڑی ہو کر آنسو بہاؤ گی۔" ایمن کو اس بات پر غصہ نہیں ہنسی آ گئی۔

مگر طارق کی بات حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی۔

ایمن آج اسی تصویر کے سامنے کھڑی ہو کر آنسو بہا رہی تھی۔

یہ کیسی عجیب بات تھی کہ ایمن نے اس تمام عرصے میں ایک بار بھی طاہر محمود کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ وہ کے ساتھ بھی نہیں' وہ گویا کہیں تھا ہی نہیں' زندہ ہے یا مر گیا۔ اپاہج ہو گیا تھا تو اپنا علاج کہاں سے کروا رہا ہے۔ کچھ بھی نہیں۔ وہ صرف اور صرف طارق کو سوچ رہی تھی۔

کہاں ہو گا؟

پچھتا تا ہو گا' کیوں اس نے وقار الحسن کی بات مان کر ایمن جیسی لڑکی کا ہاتھ تھاما۔

ایمن جیسی ناشکری' بدکردار لڑکی پر دھن' دولت' محبت اور عزت لٹائی۔

علاوہ تھی اس عزت کے قابل۔

کیسے اتنا بڑا دھوکا کھا گیا۔

اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کر لی' اس نقصان عظیم سے تو بچ جاتا۔

ایمن طارق کو سوچتی' طارق کے ذہن سے سوچتی خود کو گالیاں دیتی۔

ایمن نے شرافت' محبت' خلوص اور نیک نیتی کو ٹھکرایا تھا۔ جواباً" جھولی بھر بھر پچھتاوے سمیٹ رہی تھی۔ اس نے روتے روتے دونوں ہاتھ اٹھا کر تصویر پر رکھ دیے پھر اس پر سر ٹکا دیا۔ اس کا پورا وجود ہچکولے کھا رہا تھا۔

"طارق! تم مجھے روک لیتے' مجھے زنجیروں سے باندھ کر اس گھر کے کسی اندھیرے کونے میں ڈال دیتے' گلا گھونٹ کر زندہ گاڑ دیتے۔ یہ پل پل مرنے کی اذیت تو نہ ہوتی۔ میں نے تمہیں کھو دیا' میں نے خود کھائی میں چھلانگ لگا دی۔۔۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

پتہ نہیں کیسے تصویر دیوار سے گری اور اس کے ہاتھوں سے نکلتی قدموں میں کرچی کرچی ہو گئی۔ ایمن شدید
سی ان کرچیوں کو دیکھنے لگی کیونکہ یہ صرف شیشے کے ٹکڑے نہیں تھے' یہ طارق کی وفا اور ایمن کے نصیب کی
کرچیاں تھیں جن پر اسے ساری زندگی ننگے پاؤں چلنا تھا۔

☼ ☼ ☼

شاہ میر نے بے چینی سے گھڑی پر نگاہ دوڑائی' اسے دیر ہو رہی تھی اور نسیمہ ابھی تک نہیں آئی تھی۔ شاہ نیل
کارن فلیکس میں چمچہ گھما تا کھا کم اور گرا زیادہ رہا تھا۔

"نسیمہ ابھی تک نہیں آئی؟"

انہوں نے اخبار سے نظریں ہٹا کر شاہ میر کے متفکر چہرے کو دیکھا' جب وہ آیا تھا تو اس کے رخساروں کی ہڈیاں
نمایاں تھیں اور رنگ سنولایا ہوا۔ اب رنگ بھی صاف تھا اور چہرہ بھی پہلے سے بھر گیا تھا۔ بکھرے گھنگھریالے بال
سلیقے سے ترشے تھے۔ بلیک پینٹ اور ہلکی سبز شرٹ میں وہ اچھا خاصا جاذب نظر لگ رہا تھا۔

"آ جائے گی' تم چلے جاؤ۔"

"آپ شاہ نیل کو سنبھال لیں گے؟" اس نے طنز سے کہا تو انہیں غصہ آ گیا۔

"اب اس عمر میں بچے پالوں۔"

"مشورہ تو ایسے ہی دے رہے تھے۔" وہ بڑبڑاتا ہوا دروازے تک گیا۔ سنسان سڑک سامنے تھی۔ شاہ نیل
دلیے میں لتھڑا اس کے پیچھے چلا آیا۔

"کتنے گندے بچے ہو' ابھی تک ڈھنگ سے کھانا نہیں آیا۔" جھنجلاتے ہوئے اس کا ہاتھ منہ دھلا کر کپڑے
بدلے' اتنے میں گھڑی کی سوئیاں کچھ اور آگے کھسک گئیں۔ بے چینی شاہ میر کی ہر ہر حرکت سے ہویدا تھی' وہ ان
آنکھوں سے دیکھتے لطف اندوز ہو رہے تھے پھر ترس آنے لگا۔

"جاؤ' میں دیکھ لوں گا۔ نسیمہ بھی ایک آدھ گھنٹے میں آ جائے گی۔"

شاہ میر نے الجھ کر انہیں دیکھا مگر اس کے سوا کوئی اور چارہ بھی نہ تھا۔

"اب گھور کیا رہے ہو' اب گلے پڑا ڈھول تو بجانا ہی ہے۔ گھر میں رکھا ہے تو۔۔۔"

"مفت میں نہیں رہ رہا ہوں۔" وہ چڑ کر کہتا کمرے سے کھلونے اٹھا لایا۔ شاہ نیل کو کھلونوں کے ساتھ مصروف
کر کے خود چپکے سے نکل گیا۔

"خاموشی سے کھیلنا' کوئی شیطانی کی تو غسل خانہ میں بند کر دوں گا۔" انہوں نے حفظ ماتقدم کے طور پر دھمکی
دی۔ شاہ نیل نے گردن گھما کر غسل خانے کے کھلے دروازے کو دیکھا پھر چہک اٹھا۔

"چھپا۔۔۔"

"لو اور مصیبت۔۔۔" انہوں نے سر تھام لیا۔ خیال تھا کہ تھوڑی دیر میں نسیمہ آ جائے گی مگر یہ معصوم
مصیبت پورے دن کے لیے ان کے گلے پڑ گئی۔ اگرچہ وہ خود ہی چیزوں کے ساتھ کھیلتا رہتا مگر خیال تو رکھنا پڑتا۔
کچن میں کرسی پر چڑھ کر شیلف پر رکھی چیزوں کو چھیڑنا اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ انہوں نے کچن لاک کر دیا مگر پھر
بھی ہر وقت کی ٹینشن نے ان کے اعصاب تھکا دیے۔ کمرے میں لے کر جاتے تو وہ کتابوں کو چھیڑنے لگتا۔

"اف۔۔۔ یہ ایک جگہ ٹک کر کیوں نہیں بیٹھتا۔"

وہ جھنجلائے پھر اپنی سوچ پر مسکرا دیے۔ وہ بچے ہی کیا جو شرارت نہ کریں' وہ تھک کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ شاہ نیل
گیند کے ساتھ کھیل رہا تھا' وہ اسے دیکھتے دیکھتے بہت دور پلٹ گئے۔ ماضی کی بھول بھلیوں میں بھٹکتے وہاں
جا رکے' جہاں سارا نے پہلا قدم اٹھایا تھا۔ انہیں لگا ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہے۔ وہ اس کے ساتھ گھٹنوں کے
بل چلتے توتلی زبان میں باتیں کرتے۔ ان کی شریک حیات ہنستیں۔

تو اس کے ساتھ بالکل ہی بچہ بن جاتے ہیں۔"

بنا' میری بیٹی دنیا کی ذہین ترین بیٹی ہو گی۔"

ں کے لیے صرف ذہین ہونا کافی نہیں ہوتا پروفیسر صاحب۔" وہ دلی زبان میں کہتیں۔

شاید کچھ باتیں سمجھانے کے لیے ماؤں کا ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔" وہ زیر لب بڑبڑائے۔ انہیں ان
بت یاد آ گئی جب وہ انہیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئی تھی۔ ایک بالکل اجنبی شخص کی خاطر اپنے باپ کو ٹھکرا
سانے چلی گئی۔

کیسا کڑا وقت تھا' ایک زمانہ گزر گیا' مجھے آج بھی اس کے قدموں کی آہٹیں سنائی دیتی ہیں پھر وہ چلی آئی'
اُترتو تھی۔۔۔ میری سارا کا دوسرا روپ اور وہ سچ مچ اس کا دوسرا روپ ہی ثابت ہوئی۔ میں ایمن کی بربادی
نہیں ہوں مگر میرا دل چاہتا ہے' میں اس کے باپ سے پوچھوں۔ آج تم نے بھی اس تکلیف کو چکھا جو
ولی میں ڈال گئے تھے۔ کیا تم بھی دنیا کے خوف سے دروازے بند کر کے بیٹھ گئے ہو۔ کیا تم بھی راتوں کو
کر اپنی حرماں نصیبی کا ماتم کرتے ہو اور دنیا والوں کے سامنے پتھر بن جاتے ہو کہ دیکھو' میری آنکھ میں تو
آنسو نہیں۔ وہ لڑکی جس نے میری انگلی تھام کر پہلا قدم اٹھانا سیکھا' اسے میں نے اپنے اندر قبر بنا کر ہمیشہ
نا دیا۔"

نے اپنی دھندلائی آنکھوں کو زور سے مسلا اور کھٹ پٹ کی آواز پر گردن گھما کر دیکھا' شاہ نیل کچن کا
لنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ت ہے بیٹا!" انہوں نے نرم لہجے میں دریافت کیا تو وہ دودو۔۔۔ دودو۔۔۔ کرنے لگا۔ غالباً اسے بھوک لگی
یاد آیا۔ بچے نے ناشتے کے بعد سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ انہیں تو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ وہ کون سی چیز شوق
تھا۔ انہوں نے فریج کھول کر دودھ نکالا' وہاں کیلے بھی پڑے تھے۔ انہوں نے دونوں چیزیں نکال لیں۔
ن کی ٹانگوں میں گھس رہا تھا۔

ہٹو۔۔۔ گراؤ گے کیا۔۔۔؟" کہتے کہتے بھی وہ لڑکھڑا گئے۔ نہ جانے کیسے دودھ کا برتن ہاتھ سے پھسلا اور
لڑھکتا چلا گیا' وہ سر پکڑ کر رہ گئے۔ اب یہ نیا بکھیڑا تھا۔

چوٹ۔۔۔ لدی۔۔۔؟" وہ بڑی معصومیت سے دریافت کر رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

ہر کو فیکٹری میں ایک پل کے لیے بھی چین نہ آیا۔ وہ صبح آتے ہوئے نسیمہ کے گھر سے ہوتا آیا تھا۔ وہ
سے پھسل کر پاؤں تڑوائے بیٹھی تھی۔ شاہ نیل جیسے بچے کو سنبھالنا اس بوڑھے شخص کے بس کی بات نہ
ھی وہ ہاف لیو لے کر گھر آ گیا۔ سارے گھر میں بلا کا سناٹا تھا۔ ایک پل کو دل ہول سا گیا۔ کچن کے ساتھ
ن کے کمرے کا دروازہ بھی بند تھا' وہ ان کے کمرے کی طرف بڑھ آیا پھر دروازے میں ٹھٹک کر رہ گیا۔ وہ
پر آنکھیں موندے نیم دراز تھے اور شاہ نیل سکون سے ان کے سینے پر سر رکھے سو رہا تھا۔ شاہ میر کے
مسکراہٹ بکھر گئی۔ غالباً ان کی بھی آنکھ لگ گئی تھی ورنہ وہ تو آہٹ پر ہی چونک جاتے۔ وہ آہستگی سے
کر کے اپنے لیے چائے بنانے کے ارادے سے کچن کی طرف آ گیا۔

ہے سب ٹھیک ٹھاک ہے' ورنہ۔۔۔" ورنہ سے آگے کچن کا دروازہ کھل گیا تھا۔ فرش جوں کا توں گندہ' میز
کا پیکٹ' جیم اور کیلے کے چھلکے۔ وہ تاسف سے سر ہلاتا وائپر اٹھانے چلا گیا۔
ر ادیر کی جھپکی تھی' وہ اسے کہانی سناتے سناتے سو گئے تھے۔
لیا۔" انہوں نے آہستگی سے بچے کو تکیے پر لٹایا۔ خود ظہر کی نماز کے ارادے سے اٹھ گئے مگر برآمدے میں
کچن کے کھلے دروازے سے شاہ میر کی پشت دکھائی دے رہی تھی۔
ب آئے؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"جب آپ سو رہے تھے۔" اس نے بغیر پلٹے جواب دیا' وہ غالباً" سالن گرم کر رہا تھا۔
"میں کہاں سو رہا تھا' تمہارے اس شرارتی بچے نے تگنی کا ناچ نچائے رکھا۔" وہ صاف مکر گئے۔
"کچن کی صفائی کے بعد میں کھانا بازار سے لایا ہوں۔" شاہ میر نے پُرسکون انداز میں ان کے نیند کے دورا تعین کیا۔ انہوں نے جزبز ہو کر بات پلٹ دی۔
"تسیمہ کا پتا کیا؟"
"ہوں' پاؤں میں موچ آگئی ہے۔"
"تمہارے۔" انہوں نے چونک کر اس کے پیر دیکھے۔
"تسیمہ کے۔" شاہ میر نے سالن اور روٹیاں میز پر رکھیں۔
"اوہ۔ گویا پورا ہفتہ ہی گیا۔"
"کھانا کھالیں' پھر سوچتے ہیں' اس مسئلے کا حل۔" اس نے صفائی سے کھیرا کاٹنا شروع کیا۔
"تمہاری بیوی تو تم سے بہت خوش ہوگی۔"
شاہ میر نے کچھ نا سمجھنے والے انداز میں انہیں دیکھا۔
"ماشاءاللہ خاصے سگھڑ ہو۔ کچن بھی خوب اچھی طرح صاف کیا ہے۔ سلاد بھی اچھا بنا لیتے ہو۔"
شاہ میر نے ان کی بات کا جواب نہیں دیا' صرف مسکرا دیا لیکن اس لمحے کیتھی بڑی شدت سے یاد آئی تو ہا رک سا گیا۔ انہوں نے بغور اس کے رکے' ٹھہرے انداز کو دیکھا۔
"بہت محبت کرتے تھے اس سے؟"
"انسیت تو بے جان چیزوں کے ساتھ بھی ہو جاتی ہے' وہ تو بیوی تھی۔ ہم نے بہت سال ایک دوسر۔ ساتھ گزارے۔" شاہ میر نے سر جھکا لیا تھا' وہ اس کے چہرے کے تاثرات نہ دیکھ سکے۔
کچھ لمحے منتظر رہے کہ شاید وہ کچھ اور بھی بولے مگر وہ خاموشی سے اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔
"میرے لیے کھانا ڈھک کر رکھ دو' میں نماز پڑھ کر کھاؤں گا۔" وہ جاتے جاتے ٹھٹکے پھر ہلکے پھلکے پُرشفقت ل میں بولے۔
"شاہ میر۔ تم بھی نماز پڑھا کرو۔"
"بہت بچپن میں پڑھی تھی' اب تو یاد بھی نہیں۔" اس نے لاپروائی سے جواب دیا' ان کا دل دہل سا گیا۔
(اس خالق کائنات سے اتنی دوری)
"یاد کرنا مشکل تو نہیں۔"
"سر۔" اس کی آنکھوں میں بے چینی سی اتر آئی۔ "اتنے گناہ کیے ہیں کہ اب رب کے سامنے کھڑے ہو۔ سے شرمندگی ہوتی ہے۔"
"گناہوں کا احساس ہے؟"
شاہ میر یک ٹک انہیں دیکھتا رہا۔
"اک وہی تو ہے جس کے سامنے ہزار گناہوں کے بعد بھی اس یقین کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں کہ وہ معاف کر دے گا' کسی انسان سے تو یہ توقع بھی عبث ہے۔ وہ قہار۔ وہ جبار۔ مگر پہلے غفور الرحیم ہے۔ صرف گناہوں کا احساس اور دل میں توبہ کی خواہش لیے اس کے سامنے جھک جاؤ' باقی رستے خود بخود آسان ہوتے جائیں گے۔ ویسے بھی خود نہیں سیکھو گے تو اپنے بچے کو کیا سکھاؤ گے؟"

☼ ☼ ☼

"ہاں' میں اور بابر گئے تھے۔ بہت سلجھا ہوا لڑکا اور اچھا خاندان ہے۔"
جوجو نے چائے کا کپ ایک طرف رکھا اور خود بھی وہیں بیٹھ گئی۔ مہرالنساء وقارالحسن سے بات کر رہی تھیں۔

"تو ٹھیک ہے' دیر مت کرو۔" وقار نے اپنے جاننے والوں کے توسط سے سب معلوم کروا لیا تھا۔ خود بابر نے چھان پھٹک کر لی تھی' سو مطمئن تھے۔
"وہ لوگ منگنی کی تاریخ مانگ رہے ہیں۔"
"تو دے دو۔"
"آپ کے بغیر۔" مہرالنساء نے حیرت سے پوچھا۔ جوجو نے دیکھا' فرنیچر پر دھول پڑی تھی' وہ کپڑا اٹھا کر ڈسٹنگ کرنے لگی۔
"تم جانتی ہو مہو! میں خود میں آنے کی ہمت نہیں پاتا۔" انہوں نے پست لہجے میں کہا۔
"ہمت تو کرنا پڑے گی بیٹی کا معاملہ ہے۔ ایک بار آ کر لڑکے سے مل تو لیں۔"
"تم نے مل لیا' بابر خوش ہے تو ٹھیک ہے' اللہ کا نام لو۔"
"بس کریں وقار! مومو آپ کی بھی بیٹی ہے۔" مہرالنساء کا لہجہ تیز ہوا۔ جوجو نے مڑ کر دیکھا اور زیر لب بڑبڑائی۔
"پھر کسی بات پر جھگڑا۔"
"اب ایمن کے لیے ان دونوں کو یونہی دھکا دے دو گے۔ لوگ پوچھیں گے باپ کیوں نہیں آیا' میں کس کس کو جواب دوں۔ باپ کے بغیر بیٹی کی منگنی ہو کوئی کرنے والی بات ہے' پھر مومو کیا سوچے گی۔ ایمن کی دفعہ آپ میں آگئے تھے اور اس کی بار۔ سر پر ہاتھ رکھنے بھی نہیں آ سکے۔"
"مہو! سمجھنے کی کوشش کرو' مجھے مومو ایمن سے کم پیاری نہیں ہے مگر ایمن کا دیا زخم ابھی تازہ ہے۔ میں ان کو کیسے فیس کروں گا۔" وہ بے بس تھے۔
"یہ ہم لوگ کر رہے ہیں۔" مہرالنساء نے ترنت جواب دیا۔
"ضد مت کرو۔"
"ضد نہیں' اصول کی بات ہے۔"
"یہ چھٹی کا مسئلہ ہے۔"
"صرف بہانا ہے۔ فرار کسی مسئلے کا حل نہیں ہوتا' آج نہیں تو کل اس سے تو گزرنا ہی پڑے گا' پھر ابھی کسی کو معلوم نہیں۔ کوئی نہ کوئی بہانا تو چل ہی جائے گا۔"
"النساء میں۔"
"وقار! آپ کو آنا ہی ہو گا ورنہ یہ منگنی نہیں ہوگی۔ خواہ مجھے ان لوگوں کو انکار ہی کیوں نہ کہلوانا پڑے اور آپ جانتے ہیں میں یہ کر سکتی ہوں۔" انہوں نے حتمی لہجے میں کہتے ریسیور پٹخا اور سر تھام لیا۔
ان کے سامنے آ بیٹھی۔
"چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"
"ساری عمر گزر گئی اس شخص کو سمجھاتے سمجھاتے' تمہارے باپ میں نام کو بھی عقل نہیں ہے۔" انہوں نے ہوئے چائے کا گھونٹ بھرا۔
"آپ ایسے تو مت کہیں۔"
"تم تو باپ کی سائیڈ ہی لو گی' ماں چاہے کچھ بھی کر لے۔ اولاد باپ ہی کی طرف ہو گی۔"
"نہیں' آپ کی اہمیت اپنی جگہ' ان کی اپنی جگہ بلکہ آپ ہر کسی سے بڑھ کر ہیں' جب ڈیڈی نے ہمیں چھوڑ ہی تو تھیں ہمارے پاس۔"
انہوں نے چونک کر بیٹی کو دیکھا' جب وقار نے چھوڑا تو وہ اس کا سارا غصہ ان بچوں پر ہی تو نکالتی تھیں' وہ بھول والے اپنے تلخ حالات سے نظریں چرا لینے کا ہنر آتا تھا۔ وہ خاموشی سے چائے پینے لگیں۔
"ان آپ ڈیڈی کو مجبور مت کریں' وہ اپنی جگہ ٹھیک ہیں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"جوجو! ہر جگہ تمہاری ماں غلط نہیں ہوتی' تمہارے باپ کی یہ جھجک ساری زندگی نہیں جائے گی۔ اگر وہ اب آیا تو بہت عرصہ نہ آسکے گا۔"

انہوں نے تحمل سے جواب دیا۔ بات جوجو کی سمجھ میں بھی آگئی' اس لیے مطمئن ہو کر سر ہلا دیا۔

"آپ نے بلایا تھا۔"

"ہاں۔" انہوں نے تکیے کے نیچے ہاتھ ڈال کر تصویر نکالی اور اسے تھما دی۔

"رضا کی تصویر آئی ہے۔ موموکو دکھا دو۔"

جوجو نے تیزی سے تصویر سیدھی کی پھر لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ اچھا جاذب نظر نوجوان تھا۔ سامنے کسی قسم کے مزید اظہار سے گریز کرتے ہوئے اٹھ گئی۔ مومو آٹا گوندھ رہی تھی۔

"اے مس۔۔۔ یہ دیکھو میرے ہاتھ میں کیا ہے۔"

مومو کو فوراً ہی اندازہ ہو گیا مگر بے نیاز بن کر بولی۔

"تصویر سے کیا پتا چلتا ہے' تمہیں ساتھ لے جاتے تو کچھ اس کی فطرت کا ہی اندازہ ہو جاتا۔"

"اوہو۔۔۔ تصویر نہیں دیکھنی۔۔۔ واپس کر آؤں؟"

"خبردار۔" مومو نے بے ساختہ کہا تو جوجو نے ہنستے ہوئے تصویر اس کے سامنے کر دی۔

"وہ کیسا ہو گا جس کی تصویر ایسی ہے۔"

مومو نے کچھ لمحے غور سے دیکھا پھر سر جھکا کر آٹا گوندھنے لگی۔

"کیا ہوا' شرما گئی ہو یا اچھا نہیں لگا؟" جوجو بے چین ہوئی۔

"بس ٹھیک ہے۔"

"یقین جانو' میری پوری کلاس میں ایک بھی ایسا نہیں ہے۔"

"زیادہ مبالغہ آرائی کی ضرورت نہیں۔" وہ مسکراہٹ دبا کر ہاتھ دھونے لگی۔

"مجھے لگتا ہے' تم نے زیادہ غور سے نہیں دیکھا۔ تصویر تمہارے تکیے کے نیچے رکھتی ہوں۔ ذرا اکیلے میں دیکھ لینا۔ من میں لڈو پھوٹنے لگیں گے۔" وہ اس کی شرارت سمجھ کر اٹھ گئی۔ اور تصویر موبل کے نیچے رکھتے ہوئے نجانے کیوں وہ آبدیدہ ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

دو دن شاہ میر نے چھٹی کی۔۔۔ مگر کب تک؟

"مجھے کل چھٹی نہیں ملے گی۔" جتنے افسوس کے ساتھ شاہ میر نے بتایا۔ اتنے ہی افسوس سے انہوں نے پھر مشورہ دیا۔

"ساتھ لے کر جایا کرو۔"

شاہ میر نے بے حد ناراضی سے انہیں دیکھا اور کھڑا ہو گیا۔

"اس کا اپنا دادا ہوتا تو یوں دھتکار نہ دیتا۔"

"میں نے کس دن تمہیں اپنا بیٹا کہا تھا؟" انہوں نے حیرت سے دریافت کیا۔ "اور مجھے کیا کہتے ہو' سگے دادا کے پاس۔"

"لے جاتا اگر وہ قبر میں نہ ہوتا۔"

"اوہ! تو تم یتیم ہو۔" انہیں نجانے شاہ میر کے بارے میں تجسس کیوں ہو رہا تھا۔ "دادی تو زندہ ہیں بھی۔۔۔"

"وہ حیات ہیں۔۔۔" شاہ میر نے تیزی سے ان کی بات قطع کی۔

گھر سے کیوں نکالا۔"

خود گھر چھوڑا تھا۔"

"

کو بتاؤں گا؟"

تمہیں سنبھالوں گا۔" انہوں نے جھٹ دونوں ہاتھ اٹھا دیے۔ شاہ میر نے انہیں کھا جانے والی نظروں

باپ کی حویلی میں منتقل ہو گئی تھیں۔"

سمجھ میں نہیں آیا۔"

نے میرے باپ کو اس کے چار بچوں سمیت قبول کیا تھا۔ وہ وہاں مالکن بن کر نہیں' ان بڑے بڑے ن کر گئی تھیں۔ حالانکہ وہ شخص میری ماں سے نفرت کرتا تھا۔"

پھر غصے میں کمرے سے نکل گیا۔ اور دوسرے کمرے میں دیر تک کھٹ پٹ کرتا رہا۔

چھوٹی کہانی ہے۔" انہوں نے اک سرد آہ بھر کر سوچا۔ اگلے دن شاہ نیل کو انہوں نے سنبھالا۔ جس کی وہ تھک کر چور ہو چکے تھے۔

بعد آئی ہو۔"

روز ہی سوچتی تھی۔۔۔ بس۔۔۔" وہ ان کے پاس بیٹھ گئی۔ شاہ نیل نئے چہرے کو دیکھ کر ان کے پیچھے چھپ

ایمن نے سوالیہ انداز میں ان کی طرف دیکھا۔

کا پوتا ہے۔ آیا اس کی چھٹی پر ہے' باپ کام پر۔"

کیسے سنبھالتے ہیں؟"

آئی ہو نا۔" انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

تو کبھی بچے نہیں سنبھالے۔" وہ گھبرا گئی۔

بھی ساری زندگی بچوں کو پڑھایا ہے بی بی۔" وہ چڑ کر بولے' تو اس نے سر جھکا لیا۔ آج بہت دنوں کے ملنے کا حوصلہ کر سکی تھی۔ سوچا تھا' نانا سے کہہ سن کر دل کا بوجھ ہلکا کرے گی۔

ہو تو تھوڑا کھانا بھی بنا دو' چائے کے دو سلائس لیے تھے' وہ بھی علی الصبح۔۔۔"

وہ اٹھ کر کچن میں آگئی۔

اب گرما گرم کھانے ملے گا' تم روٹی کھاتے ہو۔۔۔ سلاد۔ ہاں بھئی سلاد تو ضرور بنے گا۔" ایمن نے سے کام شروع کیا۔ فریج میں بس آلو پڑے تھے۔ اس نے آلو کی قتلیاں بنائیں' دہی کا رائتہ' سلاد کھیرا' گرما گرم چپاتیاں۔۔۔

کیا کھانا ہو گا۔" اس نے ڈھونڈ کر دال چاول نکالے اور نرم سی کھچڑی پکا دی۔ سب کچھ ڈائننگ ٹیبل بلانے آئی۔

ست ہو' میرے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے ہیں' لو اب اس کا ہاتھ منہ دھلا دو۔" ایمن نے ہاتھ بابا کہتا ان کی ٹانگوں سے چمٹ گیا۔

سمجھایا ہے' میری ٹانگوں سے مت چمٹا کر' کسی دن منہ کے بل گروں گا۔۔۔ اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ میں ہی پر خود سے چل کر جانا پڑے گا۔"

محسوس کیا۔ بچہ ان کے لیے مشقت کا باعث ضرور تھا۔ مگر وہ اس کے ساتھ بہل گئے تھے۔ تب ہی بار بھی خصوصیت کے ساتھ ایمن کی طرف نہیں ہوئی۔

نہیں کھا رہیں۔" اس نے چند ہی لقمے لے کر ہاتھ کھینچ لیا تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"بس پیٹ بھر گیا۔"

"پھر ایسا کرو۔۔۔ یہ کھانا ڈھانپ کر شاہ میر کے لیے رکھ دو۔۔۔ دفتر سے آئے گا تو بازار کی طرف بھا
اس کے ساتھ کھچڑی کھالوں گا۔"

ایمن نے خاموشی کے ساتھ روٹیاں اور سالن ہاٹ پاٹ میں ڈھانپ کر رکھ دیا۔۔۔ شاہ نیل کو کھانا لما
آنے لگی۔۔۔ کہ وہ بہت صبح کا جاگا ہوا تھا۔۔۔ وہ لوگ کمرے میں آگئے۔

"دروازہ بند کرکے میرے پاس بیٹھو۔۔۔"

ایمن نے دروازہ بند کردیا کہ باہر اوائل اپریل کی چبھتی ہوئی دھوپ پھیلی تھی' کمرے میں نیم تار
ٹھنڈک کا احساس پیدا ہونے لگا۔

"اتنی بجھی بجھی سی کیوں ہو؟" انہوں نے شاہ نیل کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے پوچھا
سینے پر آنکھیں بند کیے لیٹا تھا۔۔۔ اور وہ سمجھتی تھی کہ نانا نے اسے غور سے دیکھا ہی نہیں۔

"بیمار رہی ہو۔۔۔؟"

"نہیں ٹھیک ہوں۔۔۔" ایمن نے آہستگی سے جواب دیا۔

"آج کل کیا کر رہی ہو؟"

"اپنی نادانیوں کا ماتم۔۔۔"

"اس سے کیا ہوگا؟"

"شاید اندر کا غبار کم ہو جائے۔" ایمن نے آنسو اپنے اندر اتارے۔۔۔ وہ ان کے سامنے رونا نہیں چا

"مزید بڑھے گا۔۔۔ خود کو مصروف کرلو۔"

"کیا کروں؟" اس نے بے بسی سے ہاتھ مسلے۔

"پڑھائی ادھوری چھوڑ دی تھی۔۔۔ پھر سے شروع کردو۔"

"مجھے کام کرنا ہے نانا جان۔"

"کام۔۔۔" وہ بری طرح چونکے۔ "کیا کام؟"

"کوئی بھی' جس سے چار پیسے مل سکیں۔" یہ کہتے ہوئے اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی۔ انہوں نے
چہرہ دیکھا۔۔۔ وہ ایمن کا نہیں سارا کا چہرہ تھا۔ اک بے چینی سی ان کے وجود میں اترنے لگی۔

"تمہارا باپ کہاں ہے؟"

"وہ مجھے عاق کرچکے۔" اس نے اپنے ہاتھوں کی کپکپاہٹ پر قابو پانے کی سعی کی۔ وہ بہت دیر تک
بول سکے۔ پھر انہوں نے اضطراری انداز میں شاہ نیل کو تکیے پر لٹایا۔ وہ کسمسایا تو بے خیالی میں
تھپتھپاتے رہے۔ روشن دان سے آتی روشنی میں لاتعداد ذرے معلق تھے۔ ایمن کی نگاہیں رو
جمی تھیں۔ جہاں اک چیونٹی روٹی کا بھورا اٹھائے بھاگی جارہی تھی۔ جلد ہی وہ روشنی کے دائرے

"تم کہاں رہ رہی ہو؟" بہت دیر کے بعد سوال آیا۔

"طارق نے وہ گھر میرے نام کیا تھا۔"

"اگر وہ اتنا اچھا تھا تو تم نے۔۔۔"

"میں اتنی اچھی نہیں تھی۔" اس کے حلق میں گولہ سا پھنس گیا۔

"تم نے ایسا کیوں کیا؟"

"یہ سوال میں نے بھی خود سے کئی بار کیا ہے۔۔۔ لیکن وقت اتنا گزر چکا ہے کہ اس کا جواب تلا
فائدہ نہیں۔"

"اب کیا کروگی؟" وہ پریشان ہوگئے۔

سمجھ میں نہیں آتا۔۔۔ میرے پاس زیور ہے۔۔۔ لیکن میں اسے کسی آڑے وقت کے لیے بچانا چاہتی
رکام۔۔۔ اتنی کم تعلیم کے ساتھ مجھے کون سا کام ملے گا۔" اس نے پیشانی مسلی۔

پنے باپ کو منالو۔۔۔ ابھی وہ غصّے میں ہوگا۔۔۔ مگر کب تک۔۔۔ تم اولاد ہو۔۔۔"

نے سارا کو معاف کردیا تھا؟" وہ سوال کرکے کھڑی ہوگئی۔ وہ اپنی جگہ چپ کے چپ رہ گئے۔

ہ کبھی مجھے معاف کرسکیں۔۔۔ ابھی تو میری آواز بھی سننا نہیں چاہتے۔"

جا رہی ہو؟"

نہیں۔۔۔ نماز پڑھنا چاہتی ہوں۔"

بات ہے۔" انہیں خوشی ہوئی۔

کو اتنا الجھالیا ہے نانا جان! کہ اب سلجھاؤ کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔۔۔ بہت گناہ گار ہوں۔ شاید وہ
ے کوئی درست سمت سجھادے۔"

باہر نکلی۔۔۔ وضو کرکے اندر آئی تو وہ اسی زاویے سے ساکت بیٹھے تھے۔ وہ نماز پڑھ کر وہیں فرش پر لیٹ
ٹھنڈا تھا اور جسم کو سکون دیتا تھا۔

ں پلنگ ڈلوا دوں گا۔"

ن سختیوں کا عادی ہونے دیں۔" ایمن نے دھیرے سے کہا۔ پھر سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

پر غصہ نہیں آرہا؟"

رہا ہے۔ ایمن کچھ دیر منتظر رہی۔ پھر کروٹ بدل لی۔ انہوں نے چپکے سے بوڑھی آنکھوں میں تیرتا پانی

ہ کرکے کیا کروں۔۔۔ اس پر غصّہ کیا۔۔۔ تو کبھی لوٹ کر نہ آئی۔۔۔ صرف اس کے مرنے کی خبر آئی۔۔۔ اب
یہ بیٹیاں۔۔۔ خدا کی رحمتیں۔۔۔ ہمارے آنگن کی تتلیاں۔۔۔ یہ ہمارے لیے آزمائش ہیں' یا سزا۔۔۔
ب باپ ہوں گے۔۔۔ جن کی بیٹیاں عزّت و آبرو کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں شاد آباد ہوں گی۔۔۔
ی کے ہاتھ ہے۔۔۔ چاہیں تو والدین کا سر فخر سے اونچا کردیں۔ اور چاہیں تو ساری زندگی کے لیے
ے میں دھکیل دیں۔ اور اپنی من مانی' اپنی ضد پوری کرکے یہ بھی کون سا خوشی کے جھولے جھولتی
ک پیر کانٹوں پر رکھ کر گلابوں کی تمنا کرنے والی معصوم روحوں۔۔۔ تمہاری فہم و فراست کہاں سو جاتی
ت و آبرو۔۔۔ والدین کا فخر و غرور معاشرتی و مذہبی اقدار۔۔۔ اک انجان دھوکے باز قدموں میں ڈھیر
تمہاری عقل و شعور کا دریچہ کیوں بند ہوجاتا ہے۔ میں دھوکا دینے والوں کو الزام کیسے دوں کہ شیطان
ہے مگر سیدھے رستے کا شعور تو تمہارے پاس ہے۔"

ری عقل الارم نہیں بجاتی کہ لوٹ جاؤ۔ آگے تاریکیاں تمہیں نگلنے کو بے تاب ہیں۔ کیوں
ہو جاتے ہیں۔۔۔ کہ تم صراط مستقیم چھوڑ کر گمراہی کی رہ گزار پر قدم رکھ دیتی ہو۔ کبھی اپنے پیچھے رہ
ارے میں سوچا ہے؟"

مت کرو کہ وہ بیٹی کی پیدائش کا سن کر رونے لگیں۔

فخر اور غرور کیوں نہیں بن جاتی ہو۔ وہ بھی تو تمہارے ہی جیسی ہیں' جو اس دنیا کے گدلے پانیوں میں
ل کی مانند پاکیزہ اور بے داغ ہوتی ہیں۔ جو مردوں کے اس معاشرے میں صبح سے شام تک تحصیل
ش کے لیے نکلتی ہیں۔ تو ان کا وقار' ان کی حیا ان کی حفاظت کرتی ہے۔

سامنے یہ دھوکے نہیں آتے؟

سامنے اس خوشنما محبت کے جال نہیں بچھتے۔ وہ بھی تو اپنی چادر کی حرمت کا پاس رکھتی ہیں۔"

سوچتے سوچتے کہاں نکل گئے۔ روشن دان سے آتی دھوپ ماند پڑ گئی۔ شاہ میر جب لوٹا تو سب کچھ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

واقعی ٹھیک ٹھاک تھا۔ ان کی پیشانی کے بل بھی غائب تھے۔ شاہ نیل صاف ستھرا کھیل رہا تھا۔ پکن میں ا
لیے کھانا بھی رکھا تھا۔

"نسیمہ آگئی تھی۔" اس نے خوشگوار حیرت کے ساتھ دریافت کیا۔

"وہ ہفتے سے پہلے آنے والی نہیں۔"

"تو یہ سب۔۔۔"

"میری نواسی آئی تھی۔" انہوں نے فخر سے بتایا۔

"نوا۔۔۔ سی۔۔۔ ایمن آئی تھی۔"

"ہوں۔۔۔" وہ کہتے کہتے کسی سوچ میں ڈوب گئے۔ پھر خود ہی چونکے۔ "میں نے اس سے کہا ہے۔۔۔ ہی آجائے۔۔۔ واضح رہے کچھ دن۔۔۔"

"او کے اولڈ مین۔" شاہ میر کا موڈ خوشگوار ہو گیا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے ذہن میں کچھ خیال سا آیا۔

"اس کے ہزبینڈ کو تو اعتراض نہ ہو گا۔"

"تم اسے جانتے ہو؟"

"ہاں۔۔۔ وہ ملک سے باہر ہوتا ہے۔" شاہ میر نے اپنے لہجے کو حتی الامکان سرسری رکھا۔

"دونوں میں علیحدگی ہو گئی ہے۔" انہوں نے بے حد مدھم لہجے میں بتایا' وہ ٹھٹک گیا۔

"کیوں؟"

"پتا نہیں۔"

(میں نے اس لڑکی کو بچانے کی ایک کوشش تو کی تھی۔۔۔ کیا اس کے شوہر کو بھنک پڑ گئی۔)

وہ تاسف سے سر ہلا تا گیا۔ اسے سچ مچ افسوس ہوا تھا۔

"تمہیں کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں۔۔۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔' وہ زیر لب بڑبڑایا۔۔۔ وہ الجھ گئے۔

"تم ایمن کو کیسے جانتے ہو؟"

"میں شاہ نیل کو دیکھ لوں۔۔۔ کہیں باہر نہ نکل جائے۔" شاہ میر نے بات ٹالی۔

"وہ آج کل بہت پریشان ہے۔۔۔ اسے جاب چاہیے۔"

شاہ میر نے سنا مگر کچھ بھی کہے بغیر اٹھ گیا۔

"تو وہ ساری دولت کیا ہوئی۔۔۔ جس کے قصے طاہر سنایا کرتا تھا۔۔۔ وہ بنگلہ' وہ بینک بیلنس' کیا ا... بالکل ہی کنگال چھوڑ گیا۔ لیکن میں اس کے بارے میں کیوں سوچ رہا ہوں۔۔۔ میرا اس کے ساتھ تعلق... صرف اتنا کہ خود بھٹکنے کی اذیت سے واقف تھا۔ اسے سیدھا رستہ دکھانے کی سعی کر بیٹھا۔۔۔ نصیب۔۔۔

نصیب۔۔۔؟ تو تم تقدیر و نصیب پر اعتبار کرنے لگے۔۔۔ تمہیں بھی قسمت کے الٹ پھیر کا تعین ہو... کہا کرتے تھے میں خود اپنا نصیب ہوں۔۔۔ واٹ آ چینج یار۔۔۔"

"سارے کس بل نکال دیے۔۔۔ اس تقدیر کے چکر نے۔۔۔ اب بھی ہار نہ مانوں۔" وہ خود پر ہنس پڑا...

"ہار مان چکے۔۔۔ تو پھر یہاں کیا کر رہے ہو۔"

"جھک مار رہا ہوں۔" اس نے کچن کا دروازہ بہت زور سے بند کیا۔

"اسے کیا ہوا؟" وہ اس زور کے کھڑاک پر دہل سے گئے۔

"کم از کم مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی۔"

ڈاکٹر شہوز نے سامنے بیٹھے شخص کو قدرے ناراضی سے دیکھا۔

...ب طویل ڈسکشن کے بعد جب انہوں نے کہا تو اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

...جب آپ لوگ ایمن کو یہاں لے کر آئے تھے تو صرف آپ تھے جسے اس بات کا یقین تھا کہ وہ کسی الجھن کا... ہے اور اسے سائیکاٹرسٹ کی ضرورت ہے۔ حالانکہ اس کا شوہر بھی اسے پاگل قرار دے رہا تھا' اب آپ نے... ں کا ساتھ چھوڑ دیا۔"

...ہ لمحے میز کی شفاف سطح کو گھورتا رہا پھر نظریں اٹھا کر انہیں دیکھنے لگا' اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال بچھا تھا۔ ...ں فیصلے پر پہنچنے کی دشواری میں مبتلا ہو۔

...یں جانتا ہوں ایمن نے جو غلطی کی۔۔۔"

...غلطی۔۔۔" بابر نے اچنبھے کے ساتھ انہیں دیکھا۔ "یہ گناہ در گناہ ہے سر۔۔۔!"

...ثواب کا فیصلہ خدا پر چھوڑ دیجیے۔" ڈاکٹر شہوز نے آہستگی سے اس کی بات قطع کی۔

...ھوڑ دیا پھر بھی جو کچھ ایمن نے کیا کیا وہ قابل معافی ہے؟"

...نہیں۔" انہوں نے ہاتھ میں پکڑی پنسل کاغذوں پر لڑھکا دی۔ "ہمارے معاشرے کے مروجہ اصولوں کے ...تو بالکل نہیں' جہاں مرد کو تو ہر طرح کی آزادی ہے جبکہ عورت کی معمولی سی معمولی لرزش پر اسے سنگسار ...کو تیار ہو جاتے ہیں۔"

...معاشرے کے اصول اپنی جگہ مگر جو غلط ہے' وہ غلط ہے۔ ایمن نے اپنے شوہر سے طلاق لے لی اور وجہ اتنی ...لف ہے کہ میں اس پر بات بھی کرنا نہیں چاہتا۔" بابر کا لہجہ حد درجہ تلخ تھا۔

...یمن نے جو کیا' ہم اس پر بات نہیں کریں گے۔ سوال تو یہ ہے کہ وہ اب کیا چاہتی ہے؟ بابر صاحب! وہ پھتا... ہے۔ اپنی زندگی کو سلجھانا چاہتی ہے اور اس مرحلے پر سب اس کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں' اسے یوں اپنی زندگی ...لیوں میں تنہا چھوڑنے کا نتیجہ بہت بھیانک ہو سکتا ہے۔ وہ واپس اسی مقام پر جا سکتی ہے جہاں سے ہم ...نہیں لائے تھے یا شاید اس سے بھی بہت آگے۔ آپ کیوں چاہتے ہیں کہ ایمن کا مقدر پاگل خانہ ہو۔"

...آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟" بابر نے اکتائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

...س کا ساتھ دیں' مصروف کر دیں' پڑھائی شروع کروا دیں' کچھ بھی۔۔۔ بار بار پلٹ کر اپنا بد نما ماضی دیکھے گی تو ...خوش آئند مستقبل کی طرف قدم نہ بڑھا سکے گی' ورنہ۔۔۔" بابر اوپری دل اور غائب دماغی کے ساتھ سنتا ...ڈاکٹر شہوز نے جلد ہی ان کی بے توجہی محسوس کر لی' تب ہی خاموش ہو گئے۔

...ایک بات تو بتائیں بابر صاحب!" انہوں نے عینک اٹھا کر ناک پر جمائی۔ "اگر ایمن آپ کی سگی بہن ہوتی تو ...کرتے؟"

...نے ایک پل کو موم اور جو کے بارے میں سوچا پھر کھڑا ہو گیا۔

...ی جو ڈیڈی نے کیا۔"

...نی قطع تعلق۔"

...ب اجازت دیں۔" اس نے ہاتھ آگے بڑھائے۔

...یں امید رکھوں کہ آپ۔۔۔" ڈاکٹر شہوز نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

...وری ڈاکٹر شہوز! جو کچھ ایمن نے کیا' وہ قابل معافی نہیں۔" وہ دو ٹوک لہجے میں ان کی بات کاٹ کر چلا گیا۔

...ھے افسوس ہے مسٹر بابر! کہ میں اپنی بات آپ کو سمجھا نہیں سکا۔" وہ زیر لب بڑبڑائے۔ ایمن نے ان کے ...چھوڑ دیا تھا' اسی وجہ سے انہوں نے بابر سے رابطہ کیا تھا مگر بابر کے رویے نے انہیں مایوس کیا تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ اپنے لیے چائے کا کپ بنا کر لان میں آگئی۔
"میرے نصیب میں بہار کتنی تھوڑی سی دیر کے لیے رہتی ہے۔" خشک ہوتی گھاس پر چلتے ہوئے اس نے تاسف سے سوچا اور کرسی پر آ بیٹھی۔ اُجڑی بجڑی کیاریوں پر اک ننھی چڑیا پھدکتی نجانے کیا ڈھونڈ رہی تھی۔

ہم یہی پوچھتے پھرتے ہیں زمانے بھر سے
جن کی تقدیر بگڑتی ہے وہ کیا کرتے ہیں

اس نے باآوازِ بلند گویا اسی چڑیا کو مخاطب کیا‘ اس نے اپنے پر پھڑپھڑائے اور لمبی اڑان بھر گئی۔ ایمن بے معنی سی ہنسی ہنس کر چائے پینے لگی مگر دو گھونٹ کے بعد ہی کپ رکھ دیا اور انگلیاں چٹخاتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اس کا کتنا دل چاہتا‘ وہ فرحت کے گھر جائے‘ تیمور اور سکندر سے کھیلے مگر رک جاتی۔ یوں لگتا اس کی رسوائیاں پہنچ جائیں گی۔ حالانکہ اس علاقے کے مکین ایک دوسرے کے بارے میں اتنے بے خبر تھے کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوتی کہ اس کے ساتھ کیا گزری۔ سب پہلے ہی سے جانتے تھے کہ اس کا شوہر ملک سے باہر رہتا ہے۔

گیٹ پر ہوتی تیز تیز دستک نے اُسے ہولا دیا۔ آج کل یہ دستک کچھ اچھی خبریں نہ لاتی تھی اور اس نے تو پہلے بل بھی جمع نہ کروائے تھے‘ وہ اٹھ کر ذیلی گیٹ تک آئی۔
"کون ہے؟"
"صغریٰ ہوں بی بی۔"
ایمن نے جلدی سے ذیلی گیٹ کھولا۔ صغریٰ کو دیکھ کر بے تحاشا خوشی ہوئی۔
"شکر ہے پتر! تم گھر پر ہو‘ میں نے پہلے بھی چکر لگایا۔"
"رجو کو بھی لے آتیں۔"
"لے آتی۔ پر وہ آج کل دوسرے جی سے ہے۔"
"ارے اس کا بچہ تو ابھی چھوٹا تھا۔" دونوں باتیں کرتی کرسیوں تک آئیں۔ صغریٰ نیچے گھاس پر بیٹھ گئی تو ایمن نے آہستگی سے کہا۔
"اوپر بیٹھو صغریٰ! اب تم میری ملازمہ نہیں ہو۔"
"نہ بی بی! ساری زندگی کے لیے نوکر ہیں۔ آخر آپ کا نمک کھایا ہے۔ جتنے عیش اس گھر نے ہمیں کرائے اور۔۔۔"
"چھوڑو۔۔۔ وہ وقت گزر گیا۔۔۔" ایمن نے دھیمے لہجے میں ٹوک دیا۔ صغریٰ بات بدل کر نئے مالکوں کے بارے میں بتانے لگی۔ ایمن کے ذہن میں ایک خیال بجلی کی سی تیزی سے آیا‘ وہ کھڑی ہو گئی۔
"صغریٰ! چائے پینی ہو تو کچن میں جا کر بنا لو۔ میں ابھی آتی ہوں۔"
صغریٰ کو طلب تو ہو رہی تھی‘ اٹھ کر کچن میں آ گئی مگر کچن کو دیکھ کر تاسف سے سر ہلاتی رہی۔
فریزر بند پڑا تھا‘ بس فریج چل رہا تھا۔ اس میں بھی تھوڑی سی سبزی‘ پانی کی بوتلیں‘ تین انڈے اور دودھ کا پیکٹ پڑے تھے۔ اسے طارق کے دور کا کچن یاد آیا۔ دنیا کی کون سی نعمت تھی جو اس فریج اور فریزر میں نہ ہوتی۔ گوشت‘ مچھلی‘ ہر قسم کے کیک‘ مٹھائیاں‘ موسمی‘ بے موسمی پھل‘ انواع و اقسام کے بسکٹ‘ کوکیز اور ڈرنکس کا تو حساب کتاب ہی نہ تھا۔ کتنے ہی کھانے وہ لوگ بغیر چکھے فریزر میں ڈال دیتے‘ اس کا دل اتنا خراب ہوا کہ وہ چائے بنائے بغیر واپس آ گئی۔
"ساری رونقیں خاوند کے ساتھ تھیں‘ اس کو چھوڑا تو۔۔۔"
"صغریٰ! میرا ایک چھوٹا سا کام کر دو۔"
"جی بی بی۔۔۔!" صغریٰ نے کچھ حیرت سے ایمن کے ہاتھ میں پکڑے کنگن کو دیکھا جو وہ اس کی طرف بڑھا رہی تھی۔

۔۔۔ بیچ آؤ۔"
۔۔۔ حق دق رہ گئی‘ تو نوبت یہاں تک آ گئی تھی۔
۔۔۔ کنگن تو۔۔۔"
۔۔۔ بی! پلیز‘ مجھے پیسوں کی ضرورت ہے۔"
۔۔۔ بی۔ ! میں تو شکل ہی سے نوکر لگتی ہوں۔ انہوں نے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دینا ہے کہ چوری کا ۔۔۔ کانوں کو ہاتھ لگانے لگی۔
۔۔۔ ؟" وہ سر پکڑ کر رہ گئی۔
۔۔۔ آپ میرے ساتھ چلو تو۔۔۔"
۔۔۔ ہے۔" کچھ سوچ کر وہ کھڑی ہو گئی۔ اسے ہر حال میں پیسے چاہیے تھے۔ کتنے دنوں سے وہ یہ کرنا چاہتی ۔۔۔ سی تھی۔ اب صغریٰ کے ساتھ نے تھوڑی ہمت بندھائی۔ آدھے گھنٹے میں اس کے پرس میں اتنی ۔۔۔ کہ اس نے تمام بلز جمع کروا کے گھر کے لیے تھوڑی ضروری شاپنگ بھی کر لی پھر صغریٰ کو اس کی مطلوبہ جگہ ۔۔۔ ساتھ کے صلے میں پانچ سو روپے بھی دیے۔ اب کچھ دنوں کے لیے وہ ذہنی طور پر پُرسکون ہو گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

۔۔۔ دن سے مسلسل نانا کی طرف جا رہی تھی۔ شاہ نیل بھی اس کے ساتھ ہل گیا تھا۔ نانا نے بھی سکون کا ۔۔۔ ساری دوپہر وہیں گزارتی۔ دوپہر اور رات کا کھانا اکٹھا بنا دیتی۔ دوپہر کے بعد شام سے ذرا پہلے جب ۔۔۔ سو جاتا‘ نانا پر بھی غنودگی طاری ہوتی‘ تب وہ شاہ میر کے آنے سے پہلے ہی لوٹ آتی۔ وہ نہیں چاہتی تھی ۔۔۔ کا کبھی سامنا ہو۔
۔۔۔ کیا ہوا؟" شاہ نیل مسلسل ریں ریں کر رہا تھا اور نانا اسے چپ کروانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہے ۔۔۔ کو دیکھ کر انہوں نے سکون کا سانس لیا۔
۔۔۔ نہیں گھنٹہ بھر سکون سے کھیلتا رہا۔ اب بس روئے جا رہا ہے۔" وہ پیچھے ہٹ کر پلنگ پر بیٹھ گئے۔ انداز ایسا ۔۔۔ لو اور تمہارا کام۔ ایمن نے بچے کو بہلاتے ہوئے اس کا جسم ٹٹولا۔
۔۔۔ گرم ہے‘ بخار نہ ہو۔ میں اسے ڈاکٹر کے پاس لے جاتی ہوں۔"
۔۔۔ مرضی آئے کرو۔"
۔۔۔ نیل! چلو مارکیٹ چلتے ہیں۔ آپ کے لیے بہت سی چاکلیٹس لیں گے۔"
۔۔۔ جانتی تھی‘ اسی کالونی میں ایک ڈاکٹر چوبیس گھنٹے کلینک چلاتے تھے کیونکہ کلینک کے ساتھ ہی ان کا گھر ۔۔۔ نے ٹمپریچر کا بتا کر تین طرح کے سیرپ لکھ دیے۔ اسے سیرپ پلانا بھی ایک مرحلہ تھا۔ کچھ کپڑوں پر ۔۔۔ پلنگ پر‘ ایک قطرہ حلق میں نہ گیا۔ نانا نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔
۔۔۔ ٹھونس دو چمچہ اس کے گلے میں۔"
۔۔۔ چھوڑیں‘ اس طرح وہ الٹی کر دے گا۔" ایمن جھنجلائی۔
۔۔۔ واہ۔ تمہاری نانی تمہاری ماں کو اسی طرح پلاتی تھی۔"
۔۔۔ نے پرس سے چاکلیٹ نکال کر ہاتھ میں لے لیے۔
۔۔۔ پیو گے تو دوں گی۔"
۔۔۔ ٹ کے لالچ میں وہ تینوں سیرپ آرام سے پی گیا۔ ایمن نے اس کا ہاتھ منہ دھلا کر کپڑے بدلے‘ وہ ۔۔۔ ریں ریں کرتا رہا پھر دوا کے زیرِ اثر سو گیا۔ اس کے سونے کے بعد ایمن نے نانا کو ناشتہ کروایا‘ صفائی کی ۔۔۔ نا بنانے لگی مگر وہ درمیان میں ہی اٹھ گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کھانا رہنے دو اس کا باپ بازار سے لے آئے گا۔ بس تم بچے کو سنبھال لو۔"
ویسے تو شاہ نیل بالکل تنگ نہیں کرتا تھا مگر بخار کی وجہ سے نڈھال ہونے کے ساتھ ساتھ چڑچڑا بھی ہو
سارا دن اسی کو سنبھالتے بہلاتے گزر گیا۔
"تھوڑی دیر لیٹ جاؤ ایمن! تھک گئی ہو گی۔" نانا نے پُرشفقت لہجے میں کہا۔ صبح سے وہ یونہی لگی ہوا
وہ فرش پر چادر بچھا کر بیٹھ گئی۔
"لیٹ جاؤ۔"
"نانا! اتنا تو نہیں تھکی اور آپ نہیں جانتے‘ یہ مصروفیت میرے لیے کتنی بڑی نعمت ہے ورنہ میں
سوچتے پاگل ہو جاتی ہوں۔" اس نے مدھم لہجے میں کہا۔
"اس کے باپ کے آنے تک رُک جاؤ‘ یہ تنگ کرے گا تو مجھ سے سنبھالا نہیں جائے گا۔" اس
بدل دی۔ ایمن نے اثبات میں سر ہلایا۔ شاہ نیل آ کر اس کی گود میں بیٹھ گیا۔ ایمن نے ذرا پہلے اسے دوا
خوراک دی تھی۔
"اسے لے کر پلنگ پر آ جاؤ‘ میں شاہ میر کے کمرے میں چلا جاتا ہوں۔" وہ کھڑے ہو گئے تو ایمن بھی
پلنگ تک آ گئی۔
"نیند آئی ہے۔" اس کا سر تکیے پر رکھتے ہوئے پوچھا تو بچے نے ہلکا سا مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا اور
موند لیں۔ ادا اتنی پیاری تھی کہ ایمن نے بے اختیار اس کی پیشانی چوم لی پھر خود تکیہ اوپر کر کے نیم دراز
اس کا ایک ہاتھ بچے کو تھپک رہا تھا۔ دوسرا سینے پر رکھے نجانے کس سوچ میں ڈوب گئی تھی۔ وہ کچھ لمحے
سے ہاتھ پاؤں ہلا تا رہا پھر کروٹ بدل کر اپنا بازو اور ایک ٹانگ ایمن پر رکھ دی۔ ایمن نے یونہی آنکھیں
موندے اسے خود سے اور قریب کر لیا۔ شاہ نیل نے اپنا ننھا منا ہاتھ اس کے گال پر رکھا۔
"نانی۔۔۔"
ایمن نے نرم تپتا ہوا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا لیا۔ ایک پل کے لیے وہ بھول ہی گئی کہ وہ کہاں ہے؟
معصوم ہاتھ کا نرم لمس ایمن کے وجود کی گہرائیوں میں اتر گیا۔ یوں لگا جلتی بلتی زمین پر چند قطرے ٹھنڈے
گرے ہوں۔
"آہ۔۔۔ یہ کیسا سکون بخش احساس ہے۔" وہ بار بار اس کے ہاتھ کو اپنے لبوں سے چھو رہی تھی۔ شاہ نیل
کے سینے پر سر رکھ کر سو گیا۔ وہ سانس روکے اس کے ننھے منے وجود کو محسوس کرتی رہی پھر اسی سکون میں
کی تیز لہر ابھری جو اذیت میں ڈھل کر رگ و پے کو کاٹنے لگی۔ اس نے تیزی سے بچے کو خود سے دور لٹا
لٹا دیا۔ وہ ذرا سا کسمسایا پھر غافل ہو گیا۔ اس کے نیم وا معصوم لبوں سے گرم سانسوں کی پھوار ایمن
بھگو رہی تھی۔ ایمن نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا پھر وہ چند قطرے آنکھوں سے سمندر بن کر بہنے لگے
اسے چومنے لگی۔ اس کی روشن پیشانی‘ بند آنکھیں‘ معصوم لب‘ ننھے منے ہاتھ‘ وہ جتنا اسے چوما
کرتی من میں پیاس کچھ اور بڑھ جاتی۔
شاہ میر ٹھٹک کر رکا۔ صبح شاہ نیل کی طبیعت ٹھیک نہ تھی‘ اس لیے وہ فیکٹری سے ایک گھنٹہ پہلے ہی
میں چھائی خاموشی بتاتی تھی کہ بچہ سو رہا ہے‘ تب ہی وہ بے حد احتیاط کے ساتھ بغیر کھٹکا کیے نانا کے کمرے
تھا مگر سامنے کے منظر نے اس کے قدم جکڑ لیے۔
ایسی دیوانگی‘ ایسی پیاس‘ اگر بچہ دوا کے زیر اثر نہ ہوتا تو اب تک اٹھ کر رونے لگتا۔ وہ آگے بڑھا
ایمن کے الفاظ نے اسے ساکت کر دیا۔
"کیا یہ احساس‘ یہ لمس اب زندگی بھر میرا مقدر نہ بنے گا۔ میری بنجر کوکھ میں کبھی کوئی کونپل نہیں
آہ۔۔۔ میں نے کفران نعمت کیا اور کیسی بھیانک سزا میرا مقدر ہوئی۔ کسی کے معصوم لبوں سے میرے لیے

لفظ نہیں نکلے گا۔ آہ۔۔۔ کوئی دیکھے کہ میں نے کیا کھویا۔ آہ۔۔۔ کوئی دیکھے کہ ایمن کہاں تک خالی ہوئی ہے۔"
اب وہ شاہ نیل کو چھوڑ کر اپنے بال نوچ رہی تھی۔ وہ آگے بڑھنے اور نہ بڑھنے کے مابین گومگو کیفیت میں گھرا
بڑے کا کھڑا رہ گیا پھر بنا کسی آہٹ کے پلٹ گیا۔ اس کیفیت سے ایمن کو خود ہی باہر نکلنا تھا۔ یہ بات شاہ میر سے
زیادہ کون جان سکتا تھا۔

☼ ☼ ☼

شاہ میر نے بستر پر لیٹے لیٹے ایمن کی آواز سنی۔ آج چھٹی کا دن تھا اور وہ صبح سے یونہی بستر پر اینٹھ رہا تھا۔ شاہ نیل
ابھی اس پر چھلانگیں مار کر گیا تھا۔ نسیمہ آ گئی تھی۔ سوفی الحال راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا۔ اسے صبح صبح
کرنا شتے پانی کی فکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ نسیمہ ابھی ابھی دہائی دیتی گئی تھی کہ اسے کمرہ صاف کرنا ہے۔
شاہ میر نے بس ہاتھ ہلا دیا‘ وہ بڑبڑاتی چلی گئی لیکن ایمن کی آواز سنتے ہی اس کی ساری حسیات بیدار ہو گئیں۔ کل
اس نے ایمن کا جو روپ دیکھا‘ اس نے شاہ میر کو اچنبھے میں ڈال دیا تھا۔ بہت سے سوال جو ایمن کے حوالے سے
اس کے ذہن میں چکرا رہے تھے۔
ایمن کے شوہر نے اسے طلاق کیوں دی‘ کیا وہ سب کچھ جان گیا تھا؟
وہ ساری دولت کہاں گئی جس کے چرچے طاہر کیا کرتا تھا؟
شاہ میر بخوبی آگاہ تھا کہ ایمن پریگننٹ تھی اور اس نے طاہر سے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ اسے بچے سمیت قبول
کر سکتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ۔۔۔" تو کیا اس حادثے میں ایمن نے بچے کے ساتھ ساتھ ماں بننے کی صلاحیت ہمیشہ
کے لیے کھو دی تب ہی تو۔۔۔" اس کے ذہن میں ایمن کے جملے چکرانے لگے۔
"تقدیر بھی کیا کیا کھیل دکھاتی ہے۔ انسان کی ساری پلاننگ دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔" وہ اٹھ گیا پھر الماری
سے کپڑے نکال کر باہر آ گیا۔ نسیمہ صحن دھو رہی تھی اور شاہ نیل پانی میں اچھل کود کر رہا تھا۔ ایمن غالباً "نانا کے
کمرے میں تھی‘ وہ باتھ روم میں گھس گیا۔
"مجھے خیال ہی نہ آیا کہ آج اتوار ہے۔" ایمن نے شاہ میر کو دیکھ کر سوچا ورنہ وہ کبھی نہ آتی لیکن نہیں‘ وہ بھی
آ جاتی‘ وہی پل غنیمت تھے جو یہاں گزر جاتے۔ گھر میں تو ایک ایک لمحہ گزارنا مشکل تھا۔
"ہر وقت کیا سوچتی رہتی ہو؟" وہ کب سے اس کا چہرہ پڑھ رہے تھے۔ ایمن نے چونک کر سر اٹھایا۔
"کچھ نہیں نانا! اب سوچنے کے لیے رہا ہی کیا ہے۔"
"آئندہ کے بارے میں کیا سوچا ہے؟"
"کچھ نہیں پتا۔"
"میں نے تم سے کہا تھا‘ پڑھائی شروع کر دو۔ یوں ہاتھوں کی لکیریں کھوجتے کھوجتے زندگی گزر جائے گی۔"
ایمن نے دونوں ہتھیلیاں بند کر لیں اور روشندان سے جھانکتی چڑیا کو دیکھنے لگی۔ تنکا تنکا جوڑ کر گھونسلہ بناتی
چڑیا۔ نانا نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا پھر جھنجلا گئے۔
"تو اب یہاں ہر وقت تنکے گرا کریں گے۔"
"رہنے دیں نانا جان! دیکھیں وہ کتنی لگن اور شوق سے گھر بنا رہی ہے۔ کتنی کٹھنائیوں اور مشکلوں کے بعد اس
کا گھونسلہ بننے کے قریب ہے‘ اسے مت توڑیں۔" ایمن کا لہجہ بھیگ سا گیا۔ اسے تو بنا بنایا گھر ملا تھا مگر اس نے
تنکا تنکا بکھیر دیا۔ تب ہی شاہ نیل ہاتھ میں آلو اٹھائے چلا آیا۔ اسے ایمن سے چپس بنوانا تھے‘ وہ اسے اٹھا کر کچن میں
لے آئی۔ اسے کرسی پر بٹھا کر خود چپس کاٹنے لگی۔
"ایمن۔۔۔!" ایمن کے ہاتھ رک گئے۔
"تمہارے نانا بتا رہے تھے تم جاب کی تلاش میں ہو۔" وہ آگے بڑھ کر اپنے لیے چائے کا پانی رکھنے لگا۔
"ہوں۔" ایمن نے سوچا وہ چپس باہر بیٹھ کر کاٹ لے۔
"طاہر بتایا کرتا تھا کہ۔۔۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیا اس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔"

ایمن کے دبے دبے لہجے میں بلا کی ناراضی تھی۔ شاہ میر نے پلٹ کر دیکھا' وہ تپے تپے چہرے کے ساتھ سیدھے آلو کاٹنے لگی تھی۔ شاہ میر کو احساس ہوا' وہ پرسنل ہو رہا تھا۔ اس نے سوچا معذرت کرلے لیکن وہ پلیٹ اٹھا کر باہر نکل گئی۔ اس کے بعد وہ وہاں زیادہ دیر نہیں رکی اور واپس چلی گئی۔ نجانے کیوں شاہ میر کو احساس ہوتا رہا کہ وہ اس کی وجہ سے گئی ہے۔

* * * *

وقار الحسن نے جب سے اس گھر میں قدم رکھا' ایک تکلیف دہ احساس نے مستقل ان کا احاطہ کرلیا تھا۔ وہ بالکل نارمل انداز میں سب سے ملے تھے' مومو کے ہونے والے سسرال بھی گئے۔ لڑکے سے ملے۔ معاملات احسن طریقے سے طے ہو رہے تھے مگر گھر میں ہر جگہ ہر کمرے' لان کے ہر گوشے میں اس کی یادیں تھیں۔ وہ کسی بھی چیز کو چھوتے' کچھ بھی اٹھاتے' اندر ایک ہوک سی اٹھتی۔ اس کا بچپن' اس کا لڑکپن' اس کے لاڈ' اس کے بدلتے تیور پھر وہ وقت جب وہ زندگی و موت کی کشمکش میں تھی۔ کون سا لمحہ تھا جو ان کی نگاہوں کے سامنے نہ آیا ہو' اس کی طارق کے ساتھ رخصتی۔

"کیا یہ سب میرے جانے کی وجہ سے ہوا۔ میں جو گھر اور بچوں کے مستقبل کی خاطر دیارِ غیر کی صعوبتیں سہہ رہا تھا' جو یہیں رہتا تو شاید یہ سب نہ ہوتا۔" ایک پچھتاوا مسلسل ہوتا تھا۔

"کیا سوچ رہے ہیں۔" مہرالنساء انہیں زیورات کے سیٹ دکھانے لائی تھیں۔

"کچھ خاص نہیں۔" انہوں نے سگریٹ بجھائی۔

"میں جانتی ہوں۔"

"تو پوچھتی کیوں ہو؟" وہ تلخ ہوئے۔

"یہ سب کیسے ہوا' طارق نے کچھ تو بتایا ہوگا۔"

"میں اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔"

"آپ اسے خود سے الگ بھی نہیں کرسکتے۔"

"میں اسے اپنے اندر مار چکا ہوں۔" انہوں نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا۔ "اب ہم کوئی اور بات کریں۔"

مہرالنساء نے بغور ان کا چہرہ دیکھا پھر زیورات کے ڈبے کھولنے لگیں۔

"مہرو! تم مجھے تکلیف پہنچانے کا کوئی موقع تو ہاتھ سے جانے دیا کرو۔" ان کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ مہرالنساء اپنی جگہ شرمندہ سی ہوگئی۔

"آئی ایم سوری۔"

"ٹھیک ہے' اب یہ یاد رکھو۔ آج کے بعد اس گھر میں اس کا نام بھی نہیں لیا جائے گا۔" انہوں نے تلخی میں کہا تو وہ چیزیں سمیٹنے لگیں۔ زیورات یونہی کھلے پڑے تھے۔

"مہرو۔ مومو خوش ہے؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد انہوں نے پوچھا تو مہرالنساء نے چونک کر ان کا چہرہ دیکھا۔

"ہاں' کیوں؟"

"یونہی پوچھ رہا ہوں۔ اب میرا دل کچھ اور برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتا۔"

"ایسی کوئی بات نہیں' وہ بالکل مطمئن ہے وقار!" وہ گڑبڑا کر وضاحت دینے لگیں پھر باقی چیزیں سمیٹ لے گئیں۔ وقار الحسن نے زیور کے کھلے ڈبے کو دیکھا تو ہاتھ بڑھا کر آہستگی سے چھوا پھر ایک انگلی کی جنبش سے بند کردیا۔ کچھ تو یاد آیا تھا کہ آنکھوں کے گوشے نم ہوگئے اس کے لیے جسے اپنے اندر دفن کرچکے تھے۔

اور قبروں پر رویا جاتا ہے' بین کیے جاتے ہیں۔

ان کا دل کرلا رہا تھا۔

* * *

کیسے ہو سکتا تھا کہ ایمن اس گھر کے سامنے سے گزرے اور گاڑی کی اسپیڈ کم نہ ہو مگر آج پیر سید صابر یک پر کچھ لمحے عجائب حاغی کے ساتھ گھر کی سمت دیکھتی رہی پھر ایک دم دماغ میں جھماکا سا ہوا۔

مومل کی منگنی۔"

گیٹ سے آتے جاتے لوگ' لان میں ہونے والی ارینجمنٹ۔

ہاں آج مومل کی انگیجمنٹ ہے۔ شاید نکاح ہو۔ تو۔ تو کیا ڈیڈی۔" اس کا دل زور زور سے دھڑکا۔

وہ آئے ہوں گے۔"

اس کا ہاتھ تیزی سے دروازے تک گیا اور وہ دروازہ کھول کر باہر آگئی۔

مجھے ان سے ملنا ہے۔ ہاں وہ لاکھ مجھ سے ناراض سہی مگر مجھ سے محبت کرتے ہیں اپنی ساری اولاد سے زیادہ۔ دیکھ کر ناراض نہیں رہ سکیں گے۔" اس نے تیز تیز قدموں سے سڑک عبور کی اور کھلے گیٹ تک آگئی مگر جا تھمی۔

آج سے تم میرے لیے مرگئیں' میری صرف دو بیٹیاں ہیں۔"

نہیں' غصے میں تو انسان بہت کچھ کہہ دیتا ہے۔ انہوں نے یہ سب دل سے تو نہیں کہا ہوگا۔" اس نے کھلے گیٹ پہ ہاتھ رکھا' اس کی نظریں یہاں وہاں لوگوں کے بیچ گھوم رہی تھیں۔ "شاید وہ سامنے نظر آجائیں۔"

بی بی! اندر نہیں جاؤگی۔" کسی نے یوں راستے میں کھڑے ہونے پر ٹوکا۔ پاس سے گزرتے کپل نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا اور وہ جو "جارہی ہوں" کہہ کر آگے بڑھنے کو تھی' ایک دم رک سی گئی۔

اگر انہوں نے سب کے سامنے پہچاننے سے ہی انکار کردیا تو۔ اور۔ اور نجانے لوگوں سے کیا کہا ہوگا۔"

دونوں ہاتھ پہلو میں آگرے۔

اس سے پہلے تیری بدنامی لوگوں تک پہنچی ہوگی ایمن۔ اور جو تیری وجہ سے مومو کی خوشیاں ادھوری رہ گئیں تو۔ یہ وقت ان سے ملنے کا نہیں۔ کل۔ ہاں میں کل آؤں گی۔ کہیں بھری محفل میں کچھ غلط نہ ہو جائے۔"

قدم ملنے سے انکاری تھے مگر وہ خود کو زبردستی گھسیٹتی واپس مڑگئی۔

اندر مہمانوں میں گھرے وقار الحسن سے کسی انجان نے پوچھ لیا تھا۔

آپ کی بڑی بیٹی دکھائی نہیں دی؟"

اپنی جگہ چپ کے چپ رہ گئے۔ "مرگئی" کے الفاظ لبوں پر منجمد ہوگئے تب ہی تھوڑی دور کھڑی مہرالنساء نے آکر ان کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھا۔

وہ اپنے شوہر کے ساتھ ملک سے باہر ہوتی ہے' اس لیے آنہیں سکی۔"

انہوں نے مہرالنساء سے نظریں چرائیں اور "آنکھ میں کچھ پڑگیا" کہہ کر دونوں آنکھیں مسل ڈالیں۔

دوسری طرف ایمن کا ایک ایک پل قیامت بن کر گزر رہا تھا۔

* * *

آپ کو پتا ہے نانا! وہ پاکستان میں ہیں۔ میری ڈیڈی واپس آگئے ہیں۔"

وقار الحسن آگیا؟" انہوں نے چونک کر اس کا پُرجوش انداز دیکھا۔ "تم ملیں؟"

نہیں' مومو کی منگنی تھی۔" وہ ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

تمہارے بغیر۔" بس یونہی جملہ منہ سے پھسل گیا۔ ایمن کی رنگت ماند پڑگئی۔

وہ مجھے اپنی زندگی سے نکال چکے ہیں۔"

انہوں نے تاسف سے اپنی نواسی کو دیکھا' وہ پوچھنا چاہتے تھے پھر وہ اتنی پُرجوش کیوں ہے' مگر لب بھینچ کر رہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"مگر نانا۔" ایمن نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔ "خون پر غصہ کرنا ایک اور بات ہے اور سامنے۔۔۔ میں جانتی ہوں وہ مجھ سے کتنا بھی ناراض ہوں، میں انہیں منالوں گی، اپنی ہر غلطی کی معافی مانگ لوں گی، ان کے پیر پکڑ لوں گی، وہ گالیاں دیں گے، دھتکاریں گے، ماریں گے مگر معاف کر دیں گے۔ نانا! معاف کر دیں گے نا؟"

وہ بے بسی سے اس کا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ دیکھتے رہے۔

"بتائیں نانا جان۔" وہ ان کا ہاتھ زور زور سے ہلا کر پوچھنے لگی۔ انہوں نے محض اس کی تسلی کی خاطر اثبات میں گردن ہلا دی۔ وہ یوں خوش ہوئی گویا آدھی معافی مل ہی گئی ہو۔ شاہ نیل کب سے پاس کھڑا ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہا تھا۔ گویا سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ وہ رو کیوں رہی ہے۔

"بابا نے مالا۔۔۔" اس کا معصوم ذہن بس یہیں تک سوچ سکتا تھا۔ "بابا گندے۔"

"نہیں بچے! بابا نے نہیں مارا۔" ایمن نے اسے گود میں بٹھا لیا، وہ اپنے ننھے منے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔

"انتی! نو نا نئیں۔۔۔"

"ہاں نہیں رونا۔۔۔ بس خوش۔" ایمن نے جلدی سے اپنا چہرہ صاف کیا اور مسکرا دی۔

"بہت ہوشیار بچہ ہے، بس مجھ سے نجانے کس بات کی دشمنی ہے۔" وہ ایمن کا دھیان بٹانے کو ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ بظاہر وہ بہل گئی مگر دھیان تو وہیں اٹکا تھا، بس ایک ہی سوچ بن کی طرح چبھتی۔

"اگر ڈیڈی نے مجھے معاف نہیں کیا تو۔۔۔"

ایک ایک پل گن گن کر رات گزاری کروٹیں بدلتے وہ سارے جملے سوچتی رہی جو اسے وقار الحسن سے کہنے تھے۔ وہ اس کی کال اٹینڈ نہیں کرتے تھے۔ ایمن کے پاس یہی موقع تھا۔ کہیں صبح کے قریب جا کر آنکھ لگی اور جب کھلی تو دھوپ چار سو پھیل چکی تھی۔

"ارے میں اتنی دیر تک کیسے سوتی رہی۔" وہ ہڑبڑا کر بیڈ سے اتری۔ ہاتھ منہ دھو کر بالوں میں الٹا سیدھا برش پھیرا، کپڑے بدلے اور چلی آئی۔ سارا رستہ وہ یہی دعا کرتی آئی کہ کسی اور سے سامنا ہوئے بغیر وقار الحسن سے ملاقات ہو جائے مگر لان ہی میں مہرالنساء چائے پی رہی تھیں، اسے دیکھ کر ہکا بکا رہ گئیں۔

"تم۔۔۔"

گھر پر چھائی خاموشی بتاتی تھی کہ ابھی بقیہ نفوس محو خواب ہیں۔ غالباً وہ بھی ابھی ابھی بیدار ہوئی تھیں۔ لان میں کل کی تقریب کے آثار نمایاں تھے۔ اوندھی سیدھی کرسیاں، باسی پھول، پیپر گلاس۔

"کچھ بولو گی؟" انہوں نے خود کو نارمل کرتے ہوئے بغور ایمن کا جائزہ لیا جو بری طرح پزل تھی۔

"وقار سے ملنے آئی ہو؟" وہ اس کا چہرہ پڑھ گئیں۔

"جی۔۔۔"

"کیوں؟"

ایمن خاموش ہی رہی۔

"وہ تم سے قطع تعلق کر چکا۔"

"کہہ دینے سے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔" ایمن نے آہستگی سے کہا۔ مہرالنساء کو اچھوسا لگ گیا۔ ایمن نے قریب پڑے ٹشو پیپر کے ڈبے سے ٹشو نکال کر ان کی طرف بڑھایا۔

"شکریہ۔ لگتا ہے زمانے نے عقل سکھا دی۔"

"پلیز مجھے ڈیڈی سے ملنا ہے۔"

"نہیں مل سکتی تم اچھی طرح جانتی ہو وہ تمہیں اپنی زندگی سے نکال چکا ہے۔"

"جو کچھ بھی ہے، پلیز مجھے ان سے ملنے دیں۔ میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں۔" وہ رو دینے کو تھی۔

اس وقت نے ایمن کے سب کس بل نکال دیے، وہ مہرالنساء کے سامنے کیسے فقیروں کی طرح گڑگڑا رہی تھی، انہیں ترس آنے لگا۔

"کاش! تم اس سے مل لیتیں مگر وہ جا چکا ہے۔" انہوں نے نرمی سے ایمن کے سر پر بم پھوڑا۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے انہیں دیکھتی رہ گئی۔

"چلے گئے؟ اتنی جلدی۔۔۔"

"ہاں وہ یہاں رکنا نہیں چاہتا تھا، کہتا تھا ان گلی کوچوں میں ایمن کی بخشی رسوائیاں بکھری ہیں۔ مومل کی وجہ سے آنا پڑا، صرف تین دن کے لیے۔"

"وہ چلے گئے۔۔۔ مجھ سے ملے بغیر ہی۔" وہ بے یقینی سے بڑبڑائی، تب ہی جو نو ٹکلی اس پر نظر پڑتے ہی بھاگتی ہوئی آئی۔

"تم۔"

"ڈیڈی چلے گئے؟" ایمن نے ہلکی سی آس کا دامن تھامتے ہوئے پوچھا۔ گویا کہہ دے گی کہ نہیں وہ تو یہیں ہیں۔

"ہاں ابھی! تم پہلے آجاتیں۔ شاید تمہیں دیکھ کر ان کا دل پگھل جاتا، وہ آج صبح۔۔۔"

"یا اللہ! مجھے نیند کیوں آگئی۔"

مہرالنساء نے ترس اور بے زاری کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ ایمن کو دیکھا اور کھڑی ہو گئیں۔

"گیٹ بند کر آنا۔"

اس نے دھندلائی آنکھوں سے مہرالنساء کو اندر جاتے دیکھا اور لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ پلٹی۔ جو جو بھیگی نگاہوں سے ایمن کو جاتا دیکھتی رہی، وہ اسے روکنے کا کوئی اختیار نہیں رکھتی تھی۔

☼ ☼ ☼

"وہ چلا، وہ مجھ سے کتنی نفرت کرنے لگے ہیں۔" وہ نانا کی گود میں سر رکھے روتی جا رہی تھی۔ "وہ سچ مچ میری شکل نہیں دیکھنا چاہتے۔ صرف تین دن کے لیے آئے اور چلے بھی گئے۔ وہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ مجھے کبھی معاف نہیں کریں گے۔ انہیں اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ ایمن زندہ ہے یا مر گئی۔ مجھے تو لگتا ہے، وہ میرے مرنے کی خبر سن کر بھی نہیں آئیں گے۔"

"ایمن! چپ ہو جاؤ۔" انہوں نے بے بسی سے اس کا سر سہلایا۔

"ٹھیک ہے، میں اسی نفرت کے قابل ہوں تو پھر آپ کیوں مجھ سے پیار کرتے ہیں۔ مجھے دھتکار دیں گے، گھر سے نکال دیں۔"

"ایمن! اسے صرف وقتی غصہ ہے، گزرتے وقت کے ساتھ خود بخود مدھم پڑ جائے گا۔"

"آپ مجھ سے اتنے پیار سے بات کریں، میں اچھی لڑکی نہیں ہوں بہت بری ہوں، کیریکٹرلیس، آوارہ۔۔۔" وہ خود اذیتی کی انتہا پر تھی۔

"ایمن! بکواس بند کرو ایمی! خود کو اتنی برے الفاظ مت کہو۔" ان کی آواز بلند ہو گئی۔ ان کی بلند آواز پر جہاں کچن میں ناشتہ تیار کرواتی نسیمہ ٹھٹکی، وہیں فیکٹری کے لیے نکلتا شاہ میر بھی رک گیا۔

"میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔" وہ بھی چیخ اٹھی۔ "میں واقعی بہت بری ہوں۔ آپ کچھ نہیں جانتے، میں اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں ایک غیر شخص سے ملتی رہی، اس پر اپنے شوہر کا پیسہ لٹایا اس سے۔۔۔"

غیر ارادی طور پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے دروازے کے عین درمیان آکھڑا ہوا۔

"کیوں اتنا شور مچا رہی ہو۔ جن باتوں کا پردہ خدا نے رکھا ہے، تمہیں کیا ضرورت ہے چیخ چیخ کر سارے زمانے کو بتانے کی۔" اس کا لہجہ بے حد برہم تھا۔ گویا اس لڑکی کی عاقبت نا اندیشی پر غصہ آ رہا ہو۔ ایمن نے ایک جھٹکے سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"پردہ۔۔۔ کس بات کا پردہ۔۔۔ کیا تم نہیں جانتے؟" ایمن کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"میری بات اور ہے۔" شاہ میر نے ایک نگاہ نانا جان کے ششدر چہرے پر ڈالی۔

"کیوں، تمہاری بات اور کیوں ہے۔ تم ہو کون؟" اس کی فرسٹریشن شاہ میر پر نکلنے لگی۔

"سوچو تو کچھ بھی نہیں، سمجھو تو مسیحا۔" وہ قصداً مسکرایا۔ ایمن کھڑی ہو گئی۔

"ہونہہ ایسا مسیحا جس نے میری زندگی تباہ کر دی۔"

"میں نے۔۔۔" شاہ میر نے تعجب سے اپنے سینے پر انگلی رکھی۔ "زندگی اب تباہ ہوئی ہے یا طاہر محمود ۔۔۔ برباد ہوتی۔۔۔ وہ تمہیں لوٹ کھسوٹ کر چلتا بنتا، تمہارے پاس کیا بچتا۔"

نانا ٹکر ٹکر دونوں کی شکل دیکھ رہے تھے، ان کے دماغ میں دھماکے ہونے لگے۔

"طاہر محمود۔۔۔ طاہر محمود کا کیا ذکر؟"

"اسی سے پوچھیں۔" شاہ میر نے ایمن کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں۔۔۔ طاہر محمود کے خبیث سائے نے میری زندگی برباد کر دی۔ مگر میں نے بھی ایسا زخم دیا ہے ۔۔۔ زندگی اپنے زخم چاٹتا رہے گا۔۔۔ نہ جیے گا، نہ مرے گا، مگر۔۔۔ میں ڈیڈی کو کیسے بتاؤں کہ میری طلاق ۔۔۔ وجہ طاہر محمود نہیں ہے، اسے تو پتا بھی نہ چلتا۔" وہ شکست خوردہ انسان کی طرح دوبارہ بیٹھ گئی۔

"واویلا کرنے سے اپنا ہی تماشا بنواؤ گی۔۔۔ لوگ انگلیاں اٹھائیں گے۔" شاہ میر نے رسانیت سے ۔۔۔ زیادہ باتیں نہیں کیا کرتا تھا۔ مگر ایمن کے ساتھ نیکی کرنے کے موڈ میں تھا۔

"ہاں تو اٹھائیں انگلیاں۔۔۔ دھتکاریں۔۔۔ تھوکیں مجھ پر۔۔۔" اس کی ٹینشن اپنے عروج پر تھی۔

"تم پاگل ہو رہی ہو۔"

"ہاں ہو رہی ہوں۔" وہ بدلحاظی سے گویا ہوئی۔

"سب کچھ بھول کر نئے سرے سے زندگی کا آغاز کرو۔"

"اپنے مشورے اپنے پاس رکھو۔"

"تب ایسا کرو۔۔۔ چوک میں کھڑی ہو کر اعتراف جرم کر لو۔ لوگ تمہیں سنگسار تو کریں۔" وہ اب ۔۔۔ اپنے پاس رکھنے کا عادی نہ تھا۔

"تم۔۔۔" ایمن یوں لپکی گویا اس کا چہرہ نوچ لے گی۔

"بس کرو۔۔۔ تم دونوں۔" نانا ایک دم دھاڑے۔۔۔ وہ کچھ لمحے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورتی رہی ۔۔۔ پلٹ کر نانا کے پاس جا بیٹھی۔ متورم چہرے پر غصہ و بے بسی گڈمڈ ہو رہے تھے۔۔۔ وہ ایک عجیب سے احساس ۔۔۔ مڑ گیا۔ نسیمہ کچن کے دروازے میں متجسس انداز میں کھڑی تھی۔ اگر شاہ میر دروازے میں نہ کھڑا ہوتا ۔۔۔ کان لگا کر سب کچھ سن لیتی۔

❁ ❁ ❁ ❁

"بڑی ہی خوبصورت لڑکی ہے۔۔۔ باپ سر پر نہیں ہے۔۔۔ ماں چاہتی ہے کوئی بھی نیک، شریف لڑکا دیکھ کر لال ۔۔۔ ہاتھ پیلے کر دے۔" نسیمہ جہاں شاہ میر کو دیکھتی وہیں نت نئے رشتے گنوانا شروع کر دیتی۔

"نسیمہ بی! مجھ سے تمہاری کوئی دشمنی ہے؟" شاہ میر نے چڑ کر پوچھا۔

"لو۔۔۔ کسی کا گھر بسانا دشمنی ہے؟" وہ برا مان گئی۔

"تم سے کس نے کہا میں گھر بسانا چاہتا ہوں؟"

"کس نے کہنا ہے، مجھے خود پتا ہے۔"

نانا نے مسکراہٹ چھپانے کے لیے منہ کے سامنے اخبار کر لیا۔

بڑی خوب صورت ہے لڑکی، کہو تو تصویر لا کر دکھا دوں۔۔۔ انہیں تو بس نیک اور شریف لڑکا چاہیے" اس کی ماں ۔۔۔

"نسیمہ بی! میں نہ نیک ہوں، نہ شریف۔۔۔"

"توبہ بھیا! تم میں برائی کیا ہے؟ میں نے تو آج تک تمہیں سگریٹ پیتے بھی نہیں دیکھا۔"

"جو کچھ چھپا رہا ہوں اس کی تفصیل بتا دوں تو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگو۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔

"آج تک، اتنے مہینے ہو گئے، کہیں بلا ضرورت باہر نکلتے نہیں دیکھا۔۔۔ نہ کبھی کوئی دوست گھر آیا۔" وہ اسے ۔۔۔ اور شریف ثابت کرنے پر تلی تھی۔ شاہ میر کو ہنسی آنے لگی۔

"بی بی! آج تمہیں کوئی کام نہیں ہے، جاؤ جان چھوڑو۔"

"تمہارے بھلے کے لیے کہہ رہی تھی بھیا! اپنا نہیں تو بچے کے بارے میں سوچو۔ میرے بھائی کراچی جا رہے ۔۔۔ کام مل گیا تو ہم سب بھی چلے جائیں گے۔ نت نئے ہاتھوں میں پلنے والے بچے کی تربیت کیا خاک ہو گی۔" وہ ۔۔۔ اٹھ گئی، یہ پہلی بات تھی جس پر شاہ میر متفکر ہوا۔ نانا جان نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

"نسیمہ پتے کی بات کہہ گئی ہے، اس پر غور کرو۔" وہ متذبذب سا ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"یا اپنے گھر والوں سے صلح کر لو یا شادی کر لو۔ اپنے بچے کو یوں مت رولو۔۔۔ اسے باپ کے ساتھ ساتھ ماں کی ضرورت ہے۔ یہ دونوں کردار تم نہیں ادا کر سکتے۔ بچے کی شخصیت میں کجی رہ جاتی ہے، ماشاءاللہ بہت پیارا ۔۔۔ بچہ ہے، اسے مکمل گھر کا سکون دو۔"

شاہ میر خاموش تھا۔ خاموشی یعنی نیم رضامندی۔

انہوں نے بات پلٹ دی۔

"مجھے پہلے ہی شک تھا۔ تم اور ایمن ایک دوسرے کو جانتے ہو۔"

"بس اتفاق سے سب کچھ میرے علم میں آ گیا اور میں نیکی کے موڈ میں تھا۔"

"یہ طاہر محمود۔۔۔"

"چھوڑیں سر! جو بیت گیا۔۔۔ اس کا ذکر فضول ہے۔ آپ کی نواسی اس کے شر سے محفوظ رہی۔۔۔ وہ ٹانگیں کٹوا کر ۔۔۔ چلا گیا۔۔۔ قصہ ختم۔" اس نے چند جملوں میں سب سمیٹ لیا اور باہر آ گیا۔ جہاں ایمن، شاہ نیل کے ساتھ ۔۔۔ کر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر منہ پھیر لیا۔۔۔ وہ اس دن سے ہی ناراض تھی۔ شاہ میر کو بھی احساس ہوا۔ اسے یوں نانا ۔۔۔ کے سامنے طاہر محمود کا ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا۔

"آئی ایم ساری ایمن۔۔۔ میں اس دن کچھ مس بی ہیو کر گیا۔" وہ ایمن کے قریب رکا۔ وہ خاموش رہی۔ کچن ۔۔۔ نسیمہ نے شتر مرغ کی طرح گردن نکال کر ان دونوں کو دیکھا۔

"تم جاب کی تلاش میں تھیں۔ ہماری فیکٹری میں اک پیکنگ گرل کی جگہ خالی ہے، اگر تم کہو تو۔۔۔"

"مجھے ابھی جاب نہیں کرنا۔" اس کا لہجہ روکھا سا تھا۔

"تمہاری مرضی۔ تم نے تو کہا تھا اس لیے۔۔۔"

"مجھے یہاں شفٹ ہونا ہے۔ میں وہاں اتنے بڑے گھر میں اکیلی نہیں رہ سکتی۔"

"اس گھر کو بیچ کر پیسہ بینک میں رکھوا کر خود پڑھائی شروع کر دو۔" انہوں نے آسان سا حل دیا۔

"اور میں کہاں جاؤں گی؟"

"پیسہ ملے گا۔۔۔ اس سے ایک کمرہ چھت پر اس غریب کو بنوا دینا۔ کرایہ خود لیتی رہنا۔"

"کیا آپ اسے نکالیں گے نہیں۔"

"نہیں! وہ جانے والا ہے۔۔۔ اب یہاں زیادہ دن نہیں ٹکے گا۔" انہوں نے اب کے سنجیدگی سے جواب دیا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

نارنجی دم توڑتی شام کے پس منظر میں سبز بیلوں سے ڈھکا وہ گھر عین اس کے سامنے تھا۔ سبز بیلیں، جس پر سفید پھول کھلے تھے۔ وہ ڈاکٹر شہوز رضا کی نیم پلیٹ بھی پڑھ چکا تھا۔ یہاں تک آنا مشکل نہ تھا کہ پارا بچوں کو تعاقب کرتا ہوا آرام سے یہاں تک آ گیا۔ ہاں اس سے اگلا قدم دشوار ہی نہیں ناممکن لگتا تھا۔ ا پھر سے ان در و دیوار کو حسرت سے دیکھا۔ جس کے دوسری طرف موجود ہستی سے اس نے سب سے زیادہ تھی اور نفرت بھی....

"نہیں شاہ میر! شاید تم کبھی بھی خود میں ان کا سامنا کرنے کی ہمت نہ پاؤ گے۔" اس نے مایوسی سے بائیک واپس موڑ لی۔

لیکن اس کے بعد بھی فیکٹری سے اٹھنے کے بعد بچے بچوں کے لیے وہ یہاں ضرور آتا۔ شاید کبھی وہ باہر نہیں جانے کے لیے اور وہ ایک نظر انہیں دیکھ لے، صرف ایک نظر۔

✠ ✠ ✠ ✠

کچھ مہینے چپکے سے نکل گئے۔ کچھ بھی ٹھیک نہیں تھا۔ پھر بھی شب و روز اک روٹین میں گزرنے لگے۔ بینک میں رکھے روپے کو وہ سوچ سوچ کر خرچ کرتی، کتنے مہینوں سے ایک سوٹ بھی نیا نہیں بنایا تھا۔ جن اور چیزوں کو فالتو سمجھ کر پھینک رکھا تھا، وہ بھی کام آ رہے تھے۔ زندگی زیادہ سہل نہیں پھر بھی گزر تو رہی تھی۔ ایک دن... سب کچھ ملیا میٹ ہو گیا۔ وہ ایک بار پھر خالی ہاتھ کھڑی آنے والے وقت کی سختیاں دیکھ رہی تھی۔ وہ اک معمول کا دن تھا۔

مہینوں سے ایمن کی یہی روٹین تھی کہ صبح ناناجان کے پاس آ جاتی اور شام کو گھر لوٹ جاتی۔ اسے کیا معلوم روٹین کسی کی نگاہ میں آ چکی ہے۔ اور اسے ایک بڑے نقصان سے دوچار کرنے والی ہے۔ وہ معمول کے مطابق شام ڈھلے گھر لوٹی تھی۔ ساتھ والے گیٹ پر ڈاکٹر مریم کی گاڑی رکی۔

"کیسی ہو ایمن! کبھی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔" ڈاکٹر مریم گیٹ کھلنے کی منتظر تھی اور ایمن کو اپنا گیٹ خود کھولنا تھا۔ اس لیے وہ گاڑی سے باہر آ گئی۔

"میرے نانا بیمار ہیں۔ میں ان کی دیکھ بھال کے لیے وہیں ہوتی ہوں۔"

"میں سمجھی تم لوگ مستقل شفٹ کر گئے ہو۔ صبح سامان جا رہا تھا نا!"

"ارے نہیں.... کسی اور کا ہو گا۔"

"اچھا... ٹرک تو یہیں کھڑا تھا۔" گیٹ کھل گیا تو وہ ہاتھ ہلاتی گاڑی اندر لے گئی۔ ایمن نے بھی اس کی بات پر زیادہ غور نہیں کیا۔ گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے باہر نکلی تو وہی مخصوص تھکن رگ و پے میں سرایت کر گئی۔ یہاں آتے ہی اعصاب کو جکڑ لیتی۔ اس کا بس چلتا تو واپس ہی نہ آیا کرتی۔ اس نے لاک کھولا اور لاؤنج میں داخل ہوئی۔ مخصوص جگہ ہاتھ مار کر ساری لائٹس جلائیں۔ نیم تاریک منظر ایک دم واضح ہوا اور وہ جہاں تھی، وہیں رک گئی، پلکیں جھپک کر دیکھا، مگر...

خالی ڈھنڈار لاؤنج، جس میں کوئی ایک چیز بھی نہ تھی۔

"صبح سامان جا رہا تھا نا!"

ایمن کے ہاتھ سے چابیاں چھوٹ کر نیچے جا گریں۔

اس کا حال بھی لاؤنج جیسا تھا۔ کھلی الماریاں، ٹوٹا ہوا سیف، گھر کا سارا فرنیچر، زیور، ٹی وی، فریج.... کپڑے لتے کے کچھ باقی نہ تھا۔ انتہائی تسلی اور اطمینان سے پورے گھر میں جھاڑو پھیری گئی تھی۔

ایمن کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ وہ جہاں کھڑی تھی، وہیں بیٹھتی چلی گئی۔ جھاڑو... گھر میں نہیں اس کے مستقبل پر پھری تھی۔

"سب کچھ لٹ گیا، برباد ہو گیا۔"

دیر تک ماؤف ذہن کے ساتھ وہ یونہی ہاتھ پیر چھوڑے بیٹھی رہی۔ باہر اندھیری رات پھیلنے لگی۔ آس پاس کے گھروں کے لان روشنی کے قمقموں سے جگمگانے لگے، جبکہ اس کا گھر مکمل تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ بہت مشکل سے خود کو سنبھال کر اٹھی، روشنی جلائی، موبائل نہ جانے کہاں رکھ دیا تھا۔ اس نے پاگلوں کی طرح ڈھونڈا۔

"کسے کہوں، کس کو بتاؤں۔"

نانا ہی تھے جنہیں وہ خود پر گزری قیامت کے بارے میں بتا سکتی تھی۔ نانا کے پاس تو موبائل تھا نہیں، لیکن اس نے احتیاطاً "شاہ میر" کا نمبر لکھوا رکھا تھا۔ اس نے کپکپاتی انگلیوں کے ساتھ نمبر ملایا، بیل جاتی رہی مگر کسی نے اٹھایا ہی نہیں۔ یقیناً وہ لوگ سو گئے تھے۔ اس نے تھک کر موبائل ایک طرف ڈال دیا۔

رات... ایک بار پھر ایمن کے وجود پر تمام تر ہولناکی کے ساتھ اتری۔

اس نے ساری رات خالی فرش پر اندیشوں سے لرزتے ہوئے گزاری۔

✠ ✠ ✠ ✠

شاہ میر نے ناشتہ بنا کر بابا کو بھی بلا لیا جس دن سے ایمن اور نانا نے شاہ نیل کو نسیمہ کی غیر موجودگی میں سنبھالا تھا، وہ ایسی مہربانیاں کرتا رہتا تھا۔ ناشتے کے دوران ہی اس نے اپنا موبائل چیک کیا پھر چونک گیا۔

"ایمن کی مسڈ کالز...."

"اللہ خیر کرے۔" ناناجان کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"وہ ساری رات کال کرتی رہی ہے۔"

"لیکن کیوں...؟" وہ کچھ پریشان ہو گئے۔ "نمبر ملاؤ۔"

شاہ میر نے کئی بار نمبر ملا کر نفی میں سر ہلا کر دن ہلائی۔

"ریسیو نہیں کر رہی۔"

"وہ کسی مقصد اور وجہ کے تمہیں کال نہیں کر سکتی۔ میں نے اسے تمہارا نمبر دیا تھا کہ تنہا رہتی ہے۔ زندگی میں کوئی مشکل ہوئی تو مجھے بلا لینا۔"

شاہ میر نے خاموشی سے موبائل ایک طرف رکھا اور شاہ نیل کو ناشتہ کروانے لگا۔ اگرچہ خود اس کا ذہن بھی وہیں اٹک گیا تھا۔

"فیکٹری جاتے ہوئے اس سے ملتے جانا، اللہ کرے وہ ٹھیک ہو۔"

"آپ فکر نہ کریں، میں چلا جاؤں گا۔" انہیں بے تحاشا پریشان دیکھ کر شاہ میر نے تسلی دی۔

"کوئی بات تو ہے بیٹا! ورنہ وہ اتنی رات گئے فون کیوں کرتی۔"

نسیمہ آ گئی۔ شاہ میر نے اسے بچے کو نہلا کر کپڑے بدلنے کا کہا اور خود کچھ وقت سے پہلے نکل گیا تاکہ ایمن کی خیریت دریافت کر کے وقت پر فیکٹری پہنچ سکے اور ایمن کے خوبصورت گھر کے سامنے کھڑے ہو کر اس

"...ٹھیک ہی کہتا تھا۔"

کافی دیر تک بیل دینے کے بعد کوئی رسپانس نہ پا کر وہ تشویش کا شکار ہونے لگا۔

"کہیں وہ نانا کے گھر جانے کے لیے نکل تو نہیں گئی۔" اس نے جھری سے جھانکا۔ پورچ میں گاڑی موجود تھی۔

"اب کیا کروں؟" وہ مایوس ہو کر ساتھ والے گیٹ کو دیکھنے لگا۔ ابھی بیل بجانے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ایمن نے گیٹ کھولا۔

"آپ تو گھوڑے بیچ کر سو رہے ہیں۔" شاہ میر نے ناراضی سے کہا پھر ایمن کا ستا ہوا متورم چہرہ دیکھ کر ٹھٹک

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"تم ٹھیک تو ہو؟"

ایمن نے خاموشی سے رستہ چھوڑا اور اندر چل دی۔ شاہ میر نے عمارت کے بیرونی سانچے کو ستائشی نظ
سے دیکھا۔ لاؤنج میں آکر یہ ستائش حیرت میں ڈھلی اور بیڈ روم میں آکر وہ ہکابکا رہ گیا۔

"مائی گاڈ۔۔۔ یہ کب۔۔۔؟"

"کل۔۔۔ میرے آنے سے پہلے۔۔۔" ایمن نے کنپٹی مسلتے ہوئے آہستگی سے بتایا۔

"دن دیہاڑے۔۔۔ گویا جو کوئی بھی تھے تمہاری روٹین سے اچھی طرح واقف تھے۔ آؤ پولیس میں رپو
لکھوائیں۔" شاہ میر نے ہمدردی وافسوس کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ ایمن کو دیکھا۔ اس نے نفی میں
ہلا دی۔

"ایمن! یہ چھوٹی موٹی چوری نہیں ہے۔"

"مجھے نہیں لکھوانی۔" وہ ڈوبتے جہاز پر ہارے ہوئے مسافر کی طرح کھڑی تھی۔

"آر یو میڈ؟" شاہ میر کو غصہ آگیا مگر ایمن کو اس کے غصے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ رپورٹ لکھ
بعد کے مراحل سے خوف زدہ تھی' تھانے کے بارہا چکر۔۔۔ عجیب وغریب سوالات۔۔۔ بھاگ دوڑ۔۔۔ او
لیے دوڑنے والا کون تھا۔۔۔ بوڑھا نانا۔۔۔ اس سے بہتر تھا وہ اس نقصان پر صبر کرے۔

"سوچ کیا رہی ہو؟"

"اب سوچنے کے لیے رہا ہی کیا ہے۔" وہ بے بسی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"آؤ تمہیں نانا کی طرف چھوڑ دوں۔ تمہارا یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔"

"شاہ میر صاحب! آپ کو فیکٹری سے دیر ہو رہی ہے' میں اپنی گاڑی میں چلی جاؤں گی۔" اس
سنبھالنے کی شعوری کوشش کی۔

"آر یو شیور۔۔۔؟" شاہ میر نے بغور اسے دیکھا۔ اس ذہنی ابتری کے ساتھ ڈرائیونگ کے دوران کوئی ح
ہو سکتا تھا۔ ایمن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے' میں جلدی آجاؤں گا پھر مشورہ کرتے ہیں کیا کرنا ہے؟"

"آپ پہلی بار میرے گھر آئے اور میں۔۔۔"

"ایمن! یہ وقت مہمان داری کا نہیں' تم فوراً" نانا کی طرف چلی جاؤ۔" شاہ میر نے نرمی سے کہا۔ اس
جانے کے بعد ایمن نے اپنے چند جوڑے اور چھوٹا موٹا سامان اٹھایا اور نانا کی طرف آگئی' جو اس کے لیے
فکر مند تھے۔ ساری تفصیل سن کر دل ہی تھام لیا۔

"شکر ہے تم وہاں نہیں تھیں۔"

"کاش ہوتی' ایک گولی مجھے بھی مار دیتے۔" وہ تلخی سے گویا ہوئی۔

"فضول مت بولو۔ اللہ تمہیں اپنی امان میں رکھے۔ زندگی ہر چیز سے زیادہ قیمتی ہے۔"

انہوں نے گھرکا تو وہ چپ ہوگئی۔ شاہ نیل بہانے بہانے سے پاس آرہا تھا مگر ایمن نے کوئی لفٹ نہ کروائی
انا کے بستر پر آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی۔ دماغ پھٹنے کے قریب تھا۔ نانا نے نیند کی گولی دی تو اس نے شاہ
کھالی کہ وہ اب کچھ بھی سوچنا نہیں چاہتی تھی۔ تھوڑی سی نیند نے اس کے اعصاب کو ذرا سا پرسکون کیا۔ شا
ال اور شاہ میر آگئے۔ وہ دونوں رپورٹ درج کروانے پر بضد تھے مگر ایمن مان کر ہی نہ دی۔

☼ ☼ ☼

وہ خوف زدہ تھی' تب ہی لوٹ کر گھر نہ جا سکی اور نہ ہی نانا نے اسے جانے دیا مگر جب سے یہاں آئی
مسلسل ذہنی خلفشار کا شکار تھی۔ شاہ نیل کی معصوم اور بھولی بھالی باتیں بھی دل نہ بہلاتیں۔ پہلے صرف

ہوئی تھی کہ کچھ عرصہ زیور بیچ کر گزارہ چل جائے گا' تب تک شاید قدرت کوئی سبیل بنا دے۔ وقار الحسن کا دل
ہو جائے یا کچھ اور۔۔۔ لیکن ظالموں نے اسے پل بھر میں کنگال کر دیا۔

نانا پر الگ اس کا بوجھ آن پڑا تھا۔ وہ مستقل ان کے کمرے میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھی۔ اگرچہ انہوں نے
کمرے میں جھت لگوا کر وہاں اپنے لیے بندوبست کر لیا تھا مگر یہ عارضی تھا' وہ شرمندہ ہوتی رہتی۔ پھر شاہ میر کی وہاں
موجودگی۔ اگرچہ وہ سارا دن گھر پر نہ ہوتا۔ شام ڈھلے آتا' کھانا کھا کر تھوڑی دیر آرام کرتا پھر بچے کے ساتھ باہر نکل
جاتا۔ ایمن بھی اس کی موجودگی میں کمرے سے باہر نہیں نکلتی۔ شاہ میر نے اس کا گریز دیکھ کر نانا کے ساتھ چائے
پینا بند کر دی تھی۔ حقیقتاً" اس گھر کے تینوں افراد ایک دوسرے کی موجودگی میں بے چینی محسوس کرتے کیونکہ
کوئی بھی کھل کر اپنے معمولات انجام نہیں دے پا رہا تھا۔

"نانا جان! آپ نسیمہ کو جواب دے دیں' گھر کے کام کاج کتنے ہیں۔ میں کر تو لیتی ہوں۔" ایمن نے اپنے
خرچے میں کمی کی سبیل کی۔

"کون سا مستقل یہاں رہو گی۔"

"کہاں جانا ہے؟" وہ نیچے فرش پر بیٹھی ان کے کرتے کی مرمت کر رہی تھی۔ کبھی کبھار یونہی سیکھے ہوئے
کام میں کام آجاتے ہیں۔

"ان قسمت لے جائے۔" وہ مسکرائے کہ بھولے سے بھی اپنی پریشانی اس پر ظاہر نہ کرتے تھے۔

"قسمت نے جہاں لانا تھا' لے آئی۔ میں سوچ رہی ہوں گاڑی بیچ دوں۔"

"؟"

"آمدنی کی سبیل ہو۔"

"یں یہاں کھانے کو نہیں ملتا۔" انہوں نے کڑے تیوروں سے اسے دیکھا تو وہ شرمندہ ہوگئی۔

"بات نہیں ہے' بس یہاں گاڑی کھڑی کرنے کی جگہ بھی نہیں ہے۔ باہر کھڑی ہے' آرام سے ڈاکو اڑا لے
"

"کوئی نہ کوئی سبب بتائے گا تم کیوں پریشان ہوتی ہو۔" انہوں نے رسانیت سے کہا۔ تب ہی شاہ نیل اپنی
لیے اس کے پاس آگیا' وہ اس کے ساتھ کھیلنا چاہتا تھا۔

"کھانے سے تو خزانہ بھی خالی ہو جائے گا' کوئی چھوٹا موٹا کام ڈھونڈنا پڑے گا۔" اس نے کرتا ایک طرف
خیالی میں گاڑی پکڑی۔

"ے پر دیکھو کون ہے۔" نانا نے اس کا دھیان ہٹانا چاہا۔

"دیکھ لے گی۔" وہ بے زاری سے بولی۔

"ر ہا ہے۔"

ناخواستہ اٹھ کر دروازے تک آئی۔ شاہ میر تھا۔

"مس ایمن!"

"ول۔" ایمن نے راستہ دیا۔

"ٹھیک نہیں لگتیں۔"

"بے تکلفی۔۔۔ سے کہنے پر چڑ سی گئی۔ شاہ میر بچے کی آواز سن کر نانا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم تو اب دو پل کے لیے بھی پاس نہیں بیٹھتے۔" انہوں نے شکوہ کیا تو وہ شاہ نیل کو گود میں لے کر ان کے

"اچھی سی چائے تو بناؤ۔"

میں رکی ایمن نے ان کی آواز سنی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔ ایمن کی چائے آنے تک وہ ادھر ادھر کی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

باتیں کرتے رہے۔ شاہ میر کو وہ پہلے سے زیادہ کمزور محسوس ہوئے۔
"شاید ایمن کی وجہ سے۔"
ایمن اپنی پیالی لے کر باہر نکلنے کو تھی' انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔ وہ ایک کونے میں
اٹک گئی۔
"یار! کوئی چھوٹی موٹی جاب ایمن کے لیے بھی دیکھو۔"
شاہ میر نے ایمن کی طرف دیکھا' وہ چائے کی پیالی میں جھانک رہی تھی۔ اس کی خاموشی رضامندی
تھی۔
"جاب ہے تو۔ وہی پیکنگ گرل والی۔"
"کر لوں گی۔" ایمن نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ ان آنکھوں میں کچھ تو ایسا تھا کہ وہ بہت دیر تک دیکھ نہ
سکا پھر ایک دم ہنس دیا۔
"زندگی میں کمپرومائز ٹھیک ہے مگر ایسا بھی کیا؟"
"شاہ میر صاحب! اب مجھے پروفیسری تو ملنے سے رہی۔" وہ تلخی سے گویا ہوئی۔
"مس، جس جگہ آپ کا گھر ہے' وہاں کی ویلیو جانتی ہیں؟"
"جی۔؟" ایمن نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔
"میں بھی نہیں جانتا لیکن یہ جانتا ہوں کہ اگر اس گھر کو رینٹ (کرائے) پر دیا جائے تو تمہیں اچھی خاصی رقم
ہو سکتی ہے۔"
ایمن اور نانا نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر نانا ایک دم پرجوش ہوئے۔
"یہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے' تمہارے تو بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔"
"میں زیادہ لوگوں کو تو نہیں جانتا مگر بلال سے مشورہ کر کے کسی پراپرٹی ڈیلر سے بات کر لیتے ہیں۔"
"بیٹا! یہ کام تو تم جتنا جلد کروا دو' اتنا ہی اچھا ہے۔"
"ان شاء اللہ جلد ہی کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔" شاہ میر نے ایمن کو دیکھ کر کہا۔ ایمن نے اثبات میں سر
خالی پیالیاں اٹھانے لگی۔

☼ ☼ ☼

وہ آج پھر وہیں سبز بیلوں والے گھر کے سامنے تھا۔
ہر روز خود سے کیا عہد ایک لمحے میں ٹوٹ جاتا۔
"مجھے یہاں نہیں آنا۔" وہ یہاں سے جاتے ہوئے خود سے وعدہ لیتا اور دوسرے دن پھر وہیں موجود ہوتا۔
پھر خود سے الجھنے اور ملامت کرنے کا سلسلہ' نہ جانے کون تھا جو بار بار اس سے سوال کرتا۔
"جب تمہیں ان سے ملنا ہی نہیں تو یہاں لینے کیا آتے ہو؟"
"بس یونہی۔" وہ خود اپنے آپ سے نظریں چراتا' بس ایک آس تھی' شاید کبھی گیٹ کھلے اور وہ باہر آئیں۔
کچھ بھی تو نہیں چاہتا تھا مگر ایک جھلک۔ اس نے ایک بار پھر سر اٹھا کر گھر کی سمت دیکھا اور جھنجلا کر
پتھر کو زور سے ٹھوکر ماری۔
"میں نے زندگی میں جب بھی کوئی خواہش کی' تم نے اس کے پیچھے مجھے دوڑایا ہے۔ مانتا ہوں کہ میں
بندہ نہیں پر وہ بھی تو ہیں جو تیرے وجود سے بھی منکر ہیں تو انہیں جھولیاں بھر بھر کر عطا کرتا ہے۔ میں تو
صرف ان کی ایک جھلک مانگتا ہوں۔"
"تو نے مانگا کب؟ تو نے ہمیشہ صرف خواہش کی۔" اس کے اندر بڑی زور کی ضرب پڑی۔ وہ بلبلا اٹھا۔
"یا اللہ۔ میں انہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔" اس کے دل سے دعا نکلی اور قبولیت کی سند پا گئی۔ جب وہ

اسٹارٹ کر رہا تھا' تب ہی ایک گاڑی وہاں رکی' وہ رک کر دیکھنے لگا۔ فرنٹ سیٹ پر ڈرائیور تھا اور عقب میں
بچے اور ان دونوں بچوں کے ساتھ۔
اس کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا۔ انہوں نے اپنا آدھا چہرہ چادر سے چھپا رکھا تھا۔ وہی برسوں پرانی
۔ شاہ میر کا دل ننھا سا بچہ بن گیا۔ وہ بھاگ کر چوکیدار کو گیٹ کھولنے سے روکنا چاہتا تھا۔ اس ادھوری
کو پورا کرنا چاہتا تھا۔
اپنی ماں کو پکارنا چاہتا تھا۔
بھول جانا چاہتا تھا کہ کبھی ان کے درمیان کوئی فاصلہ بھی آیا مگر ایک بے رحم و سفاک لمحہ جدائی کی خلیج بن کر
کے درمیان پھر سے حائل ہو گیا۔ گیٹ کھلا' گاڑی سبک رفتاری سے اندر چلی گئی۔ شاہ میر کی پیاسی نگاہیں
کے پیچھے لپکیں پھر گیٹ بند ہو گیا۔ فضا میں اس سفاک لمحے کا رعونت زدہ پل ٹھہر گیا۔
آج سے میں آپ کے لیے اور آپ میرے لیے مر گئیں۔ میں زندگی بھر آپ کی شکل نہیں دیکھوں گا۔ مجھے
ہے اس حویلی سے اور آپ سے۔"
نا بے یقین نگاہوں میں پھیلتی نمی نے شاہ میر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔
کس منہ سے جاؤ گے شاہ میر۔ کیا وہ تمہیں معاف کر دیں گی۔"
اس نے دیوانہ وار موٹر سائیکل اسٹارٹ کی اور فل اسپیڈ پر چھوڑ دی۔
وہاں سے دور بھاگ جانا چاہتا تھا۔

☼ ☼ ☼

ایمن کو جتنی بے چینی لاحق تھی' شاہ میر اتنی ہی دیر کر رہا تھا۔ ایمن کو تو لگا تھا ادھر بات کی ادھر گھر کرائے پر
جائے گا۔ ایک آدھ بار نانا نے پوچھا تو وہ نہ جانے کس الجھن میں تھا۔ کچھ روکھے سے لہجے میں کہہ گیا۔
ہر کام میں تھوڑا وقت لگتا ہے' جلدی کس بات کی ہے۔"
کیسا انسان ہے' آج ہمیں ضرورت پڑی تو کیسے نخرے دکھا رہا ہے۔" اس نے جلتے کڑھتے گود میں چڑھے شاہ
نیچے اتار دیا' وہ ریں ریں کرنے لگا۔
نسیمہ اسے سنبھالو۔" ایمن کچھ درشتی سے کہتی اندر چلی گئی۔ جب سے ایمن یہاں آئی تھی' وہ نسیمہ کے
کم اور ایمن کے پاس زیادہ رہتا تھا۔ ایمن کا بھی دل لگا رہتا۔ واش بیسن کے سامنے شیو کرتے شاہ میر نے
آئینے میں سے اسے اندر جاتے دیکھا پھر تولیے سے چہرہ صاف کرتے ہوئے بچے کے پاس آیا۔
گندی آنی نے ڈانٹا ہے۔"
ہاں' ہم تو نوکر ہیں۔" ایمن دروازے میں کھڑی تھی۔ شاہ میر جو جھک کر بچے کو پیار کر رہا تھا' سیدھے ہو کر
دیکھا۔
میرا غصہ اس پر کیوں نکالتی ہو۔" اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔
آپ کو میرا کام نہیں کرنا تو بتا دیں' میں کسی اور سے کہہ دوں۔"
ٹھیک ہے کسی اور سے کہہ دیں۔" اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔
بدتمیز۔ کمینہ۔ دوسروں کی بے بسی سے فائدہ اٹھاتا ہے۔" ایمن دل ہی دل میں کوستی اندر گھس گئی۔ شاہ
نے بچے کی طرف دیکھ کر سیٹی بجائی اور واش بیسن کی طرف بڑھ گیا۔
ہا۔ رشتہ گھر میں موجود ہے اور میں خوامخواہ یہاں وہاں ڈھونڈتی پھر رہی ہوں۔" نسیمہ نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر
زیر لب سرگوشی کی۔
کیا کہا۔" شاہ میر نے خشمگیں نگاہوں سے نسیمہ کو گھورا۔ وہ پہلے بوکھلائی پھر پاس آ کر سرگوشی میں بولی۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"بھیا! سچ کہتی ہوں' لڑکی بُری نہیں' نہ اس کا کوئی ٹھکانا نہ تمہارا۔ دونوں مل کر ایک گھر بنالو۔"
"گیٹ لاسٹ۔"
"ہاں جی۔"
"دفع ہو جاؤ۔" اب کے وہ دھاڑا تو نسیمہ نے کچن کی طرف دوڑ لگا دی۔
جوں جوں دن گزر رہے تھے' ایمن کی فرسٹریشن بڑھنے لگی تھی۔ اسے اپنا آپ بوجھ لگتا تو بیٹھے بیٹھے رو دیتی۔ نانا بے چارے اسے کیا سہارا دیتے۔ وہ خود عمر کے اس دور میں تھے' جہاں خود انہیں سہارے کی ضرورت تھی' اسے صبر کی تلقین کرتے رہتے۔
اس دن وہ صبح ہی تیار ہو گئی۔ گاڑی پیٹرول کے بغیر بند پڑی تھی۔ بلال پہلے تو اکثر آتا۔ اب ایمن کی بہت کم چکر لگاتا۔ اب تو کئی دنوں سے نہیں آیا تھا۔
"کہیں جا رہی ہو؟" نانا چونکے۔
"نانا جان! خود ہی کچھ کرنا پڑے گا' یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر گزارا نہیں ہوتا۔"
"شاہ میر نے کہا تو تھا۔"
"کب تک اس کا انتظار کریں اور اسے کیا پڑی ہے پرائے لوگوں کے لیے بھاگ دوڑ کرے۔ کرنا ہوتا تو اب تک کر چکا ہوتا۔ شہر میں بیسیوں پراپرٹی ڈیلر بیٹھے ہیں' میں خود کسی سے بات کر لیتی ہوں۔" وہ دل میں ٹھان چکی تھی۔
"یوں اکیلی' کسی مرد کے بغیر' کہیں کوئی مسئلہ نہ ہو جائے۔" وہ تشویش کا شکار ہوئے۔
"اب مرد کہاں سے ڈھونڈوں' رسک تو لینا پڑے گا۔" وہ پہلے جھنجلائی پھر کچھ تحمل سے انہیں تسلی دینے لگی۔
"وہاں آس پڑوس میں میرے کچھ واقف کار ہیں۔ ان کے توسط سے بات کروں گی یا پھر ڈائرکٹ شہر...."
وہ کہتے کہتے رک گئی۔ نجانے کیوں وہ ان کے پاس نہیں جانا چاہتی تھی۔ وہ ہر اس شخص سے گھبراتی تھی جو اس کے تاریک ماضی کے بارے میں جانتا ہو۔
"آپ دعا کیجیے گا۔"
لیکن دعا کرنے سے پہلے ہی شاہ میر چلا آیا۔ وہ معمول سے کچھ پہلے آیا تھا' ایمن کو تیار دیکھ کر پوچھنے لگا۔
"کہیں جا رہی ہو؟"
"نہیں۔" وہ جھنجلائی۔ "اب پھر سے طفل تسلیاں دینے آگیا ہے۔"
"لڑکے ایک کام کا وعدہ کیا تھا' تم سے وہ بھی نہیں ہوا۔ ایمن کا خیال ہے...."
"بابا جان! آپ چائے پئیں گے۔" ایمن نے تیزی سے بات کاٹی۔
"نہیں کچھ زیادہ وعدے کا پکا نہیں لیکن تمہارا کام ہو گیا ہے۔"
شاہ میر نے دیکھا' اس کے چہرے پر سکون سا چھا گیا تھا۔
"اب ایمن ساتھ چلے تو کچھ ابتدائی ضروری کارروائی ہو جائے۔"
"ہاں' کیوں نہیں۔" نانا نے خوش دلی سے اجازت دی۔
"تیار تو تم ہو ہی' چلیں۔"
"ہوں۔" وہ سرہلا کر ساتھ ہولی۔ شاہ نیل سویا ہوا تھا' ورنہ باپ کو دیکھ کر شور مچا دیتا۔ نسیمہ نے ان دونوں کو ساتھ ساتھ جاتے دیکھا اور کام چھوڑ کر دروازے میں آ کھڑی ہوئی۔
"ماشاءاللہ۔۔۔ دونوں ساتھ ساتھ چلتے کتنے خوبصورت لگتے ہیں۔"
نانا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔
"باباجی' سچ کہتی ہوں' اس بارے میں سوچیں ضرور۔"

ہولے سے بے توجہی سے اس کا چہرہ دیکھتے رہے پھر آہستگی سے بولے۔
جیسے میرے رب کی مرضی۔"
لی کینیڈا سے آئی فیملی تھی۔ اچھے خاصے رینٹ پر گھر چلا گیا۔ ایمن کو لگا وہ ہلکی پھلکی ہو گئی ہے۔
ت دنوں کی ٹینشن کے بعد اس نے خود کو پرسکون محسوس کیا اور یہ سب اس شخص کی وجہ سے ہوا تھا۔ اس
للور نگاہوں سے شاہ میر کو دیکھا۔ بلیک پینٹ پر کریم کلر کی ٹی شرٹ میں وہ اچھا خاصا اسمارٹ اور جاذب نظر
ہے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر چھائی وحشت گھنی سنجیدگی اور آنکھوں کی سرخی غائب ہو چکی تھی۔ وہ اس
رت کا بالکل مختلف دکھائی دیتا تھا' جسے اس نے طاہر کے فلیٹ پر دیکھا تھا۔
اس کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے مسکرایا۔
تم میرا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہو؟"
رنا تو چاہیے۔"
ہو لڈ میں آج کل نیک بننے کی ریہرسل کر رہا ہوں۔" اس نے ہاتھ میں پکڑے گلاسز آنکھوں پر لگائے۔
آپ بہت عجیب انسان ہیں۔"
ہ زیادہ نہیں۔" اس نے مسکرا کر ایمن کو دیکھا۔

☼ ☼ ☼

اب جو موڑ آیا ہے
ں رک کر کئی باتیں سمجھنے کی ضرورت ہے
و اس راستے کا' دیکھنے کا تولنے کا
میانہ بھی ہے یعنی
یا آئینہ ہے
ں میں عکس حال و ماضی اور مستقبل
ب لحہ نمایاں ہے
ں کا استعارہ ہے
ہے ریگ صحرا کے سفر میں
ستے سے دو قدم بھٹکیں
ل تک پہنچنے میں کئی فرسنگ کی دوری نکلتی ہے
اب جو موڑ آیا ہے
ں رک کر کئی باتیں سمجھنے کی ضرورت ہے

ب سے بیٹھی کتاب پر آڑی ترچھی لکیریں کھینچ رہی تھی۔
ں نے گزرتے دنوں کا حساب رکھنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ زندگی اپنے ہی انداز میں گزرتی جا رہی تھی۔ گھر کے
یہ نے کم از کم خرچ کی طرف سے بے فکری دلا دی۔ باقی رہیں گزرے ماہ و سال کی تند و تلخ یادیں' وہ زندگی بھر
یہ تھیں' جو اسے پاگل کر دیتیں۔ اگر وہ خود کو شعوری طور پر نہ سنبھالتی۔ پھر نانا کا بوڑھا' نحیف و کمزور وجود
نانا نہ ہوتے تو میں کہاں ہوتی؟" وہ اکثر سوچتی اور جھرجھری لے کر رہ جاتی۔
ہ دیکھ کر لگتا وہ کسی شجر سایہ دار تلے آ بیٹھی ہے۔
جلتے بلتے موسم میں کسی بادل کا سایہ ہو گیا ہو۔
ر دن ان کا خیال رکھتی' مالش کرتی' پرہیزی کھانا بناتی' اس چھوٹے سے گھر کو سجاتی سنوارتی۔ شاہ نیل کی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

معصوم باتوں اور چہکاروں میں دن بہل جاتا مگر رات۔۔۔ ہاں رات کسی عذاب کی طرح اس کے وجود پر ا... ساری رات پچھتاووں کے ناگ ڈستے' باپ کو یاد کر کر کے روتی۔ صبح اپنے نیلو نیل وجود کو سنبھالتی پھر... ہو جاتی۔ نانا نے اسے سلیبس بھی منگوا دیا تھا مگر کتابوں میں دل نہ لگتا۔

وہ پریشان ہو کر سوچتے۔

"میں ایک بوڑھا کمزور انسان' کون جانے کس پل لقمۂ اجل بن جاؤں۔ ہر پل موت کی آہٹ اپنے ا... دیتی ہے۔ "میرے بعد ایمن کا کیا ہوگا؟" ایک بڑا سا سوالیہ نشان ان کے سامنے آن کھڑا ہوتا۔ ایسے ہی ... ان کی نگاہیں شاہ میر کے چہرے پر جم جاتیں۔ من میں ایک خیال چٹکی لیتا مگر زبان سے کہنے کی ہمت نہ ہوتی... کچھ خدا پر چھوڑ کر خود کو پرسکون کرنے لگتے۔

"جس نے زندگی کو پڑھ لیا' اسے کتابوں کی کیا ضرورت۔"

ایمن کو احساس ہی نہ ہوا' کب شاہ میر اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" یہ بہت ذاتی اور بے تکلفانہ سوال تھا' وہ ناراض ہو سکتی تھی۔ شاہ میر ہمیشہ لوگوں ... ایک مخصوص فاصلے پر ملنے کا عادی تھا مگر ایمن کے معاملے میں وہ یہ فاصلہ سمیٹنے کی کوشش میں تھا اور یہ ہالا... لاشعوری عمل تھا' خود اسے بھی اس بات کا احساس نہ تھا۔ یوں لگتا تھا قدرت ان دونوں کے لیے کچھ اور ... بیٹھی ہے۔

"کچھ نہیں' زندگی اور حالات کے گورکھ دھندے پر غور کر رہی تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا' تقدیر کہاں شروع ہوتی ہے اور ہمارے فیصلے کس حد تک ہماری زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔" وہ کہتے کہتے کھڑی ہو... بات بدل دی۔ "نانا اندر ہیں' شاہ نیل کو نسیمہ لے گئی ہے۔"

وہ نظریں چراتی کچن میں آ گئی۔ شاہ میر اپنی جگہ ساکت سا اسے دیکھتا رہا' وہ بھی تو اس مقام سے گزرا تھا۔ اس کے اندر بھی یہی سوال کلبلاتے تھے۔ اب تو اس نے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا تھا مگر ایک وقت تھا... بھی گھنٹوں بیٹھا خود سے یہی سوال جواب کیا کرتا تھا' اسے تو شاہ نیل نے بہلا لیا۔ زندگی میں متحرک رہنے کے لیے شاہ نیل کا حوصلہ کافی تھا۔ ایمن کے پاس کیا تھا؟

"کیا ضرورت تھی' اس کے سامنے یوں خود کو عیاں کرنے کی۔" وہ چائے کے لیے پانی رکھنے لگی۔

"اس سے چھپا کیا ہے' وہ تمہاری زندگی کا حرف حرف جانتا ہے۔" اس کے اندر سے آواز ابھری۔ وہ ... جان سی ہو کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ کبھی کبھی یونہی جسم بے جان ہو جاتا اور دماغ سن' کئی لمحے یہی کیفیت طاری رہتی۔

"ایمن۔۔۔ ایمن۔۔۔" کوئی دور سے آواز دے رہا تھا' اسے لگا وہ کسی خلا میں معلق ہے اور آواز۔۔۔ ایک مہ... آواز اسے پکار رہی ہے۔ وہ جواب دینا چاہتی تھی مگر دے نہ پائی۔ وہ پورا زور لگا کر چیخی۔

"ہاں' میں سن رہی ہوں۔"

شاہ میر نے اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجوڑ ڈالا۔

"ایمن! ہوش میں آؤ۔"

"ک۔۔۔ کیا ہوا؟" وہ حواس باختہ سی خود پر جھکے شاہ میر کو دیکھنے لگی۔

"تم ٹھیک تو ہو؟" اس کی آنکھوں میں فکرمندی اور چہرے سے تشویش مترشح تھی۔ ایمن کو بے تحاشا قرب... احساس ہوا تو وہ تیزی سے پیچھے ہٹی۔ شاہ میر نے گلاس میں پانی ڈال کر اس کی طرف بڑھایا۔

"لو پانی پیو۔"

ایمن نے اس کے ہاتھ سے گلاس لے کر تیزی سے تین چار گھونٹ بھرے۔

"اب ٹھیک ہو؟"

"ہوں۔۔۔ شاید چکر آ گئے تھے۔"

"جاؤ آرام کرو' چائے میں بنا دیتا ہوں۔"

☼ ☼ ☼

نہر کنارے گھنے درختوں کی چھایا میں خاموشی اور ٹھنڈک آمیز سکون کا احساس ہو رہا تھا۔ سبز لمبی گھاس جھک کر نہر کے گدلے پانیوں میں اپنا عکس دیکھنے کو بے تاب تھی مگر ہوا مائل بہ شرارت' خواہ مخواہ پانی میں لہریں بنا دیتی۔ کہیں کاسنی' سفید اور ... پھول گھاس کی اوٹ سے جھانک رہے تھے۔ آج نہ جانے کیوں اس نہر کنارے چلی آئی اور کب سے بیٹھی ... وں پر بنتے دائرے دیکھ رہی تھی۔ شاہ میر نے اسے دور سے دیکھا اور ٹھٹک گیا۔ وہ گھر سے باہر کہاں نکلتی تھی پھر ... رے دھیرے چلتا اس کے عقب میں آ کھڑا ہوا۔ ایمن نے پانی میں بنتے اس کے عکس کو دیکھا اور ننھا سا کنکر پانی ... اچھال دیا۔ عکس منتشر ہو کر پھر سے بننے لگا۔

"میں یہاں اکثر آتا ہوں۔" وہ شیشم کے موٹے تنے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

"ہم بھی اکثر یہاں آیا کرتے تھے۔" ایمن پانیوں میں گرتے پتے دیکھ رہی تھی۔ اس "ہم" کی وضاحت کی ضرورت شاہ میر کو نہ تھی۔ طاہر محمود نہر کنارے گزری شاموں کا اکثر ذکر کیا کرتا تھا۔

"یہاں سکون کا احساس ہوتا ہے۔"

"میں بھی یہی سمجھتی تھی۔ اب احساس ہوتا ہے۔ سکون اندر نہ ہو تو کہیں نہیں ہوتا۔"

شاہ میر نے سوچا وہ ٹھیک ہی کہتی ہے' وہ بھی یہاں اکثر نہر کے پانیوں' سرسراتی ہوا سے اپنی بے چینیاں بانٹنے آتا۔

"تم اسے شاہ میر۔۔۔"

شاہ میر کو اس کے لبوں سے اپنا نام بہت خوبصورت اور انوکھا لگا' اسے لگا وہ پہلی بار اپنا نام سن رہا ہے۔ وہ ... جان سے نکلا تو سب کے لیے شمیر بن گیا تھا۔

"یہاں میری زندگی نے ایک نیا موڑ لیا تھا' یہاں میرے سامنے دو رستے تھے۔ ایک وہ جو تقدیر نے میرے لیے اور دوسرا میری بے لگام خواہشوں اور جھوٹی محبت کا۔ شاید یہی مقام انسانی عقل کا امتحان ہوتا ہے۔ میں نے ... را رستہ چن لیا' تباہی اور بدنامی کا رستہ۔ کاش یہ چار پانچ سال میری زندگی میں کبھی نہ آئے ہوتے۔ میں وہی ... بن رہتی معصوم انجان۔۔۔"

نہ جانے کس موڈ میں تھی بولتی چلی گئی۔ شاہ میر نے سوچا۔

"میں بھی تو یہی سوچتا ہوں۔ کاش! میری زندگی میں یہ گندے ماہ و سال نہ آتے' وہ بالکل ویسا ہوتا' ضدی' ہٹ ... لیکن معصوم اور انجان۔۔۔"

"میں نے ساری زندگی غلط فیصلے کیے' غلط لوگوں پر اپنی محبتیں لٹائیں۔"

"میں نے بھی ہمیشہ غلط رستہ چنا' ضرورت و خود غرضی کو محبت کا نام دیتا رہا۔" وہ متحیر سا چپ چاپ اسے دیکھنے لگا ... آہستگی سے اس کے قریب آ بیٹھا۔

"پتا ہے ایمن! مجھے لگتا ہے میں اور تم ایک سی زندگی جی رہے ہیں۔" اس نے دونوں ہتھیلیاں عقب میں پھیلا ... گھاس پر ٹکائیں۔ "میں نے بھی اصل اور خالص محبتوں سے منہ موڑا تو بھول بھلیوں میں کھو گیا۔ اپنی ضد' انا ... ہٹ دھرمی کے ہاتھوں کتنا بہت سا وقت نوعمری کے خواب رہن رکھ دیے۔ میں سمجھتا تھا ان کو سزا دے رہا ... جنہوں نے مجھے ہرٹ کیا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ خود کو برباد کر رہا ہوں۔ کچھ بھی تو نہیں پایا۔ ہاں کھویا بہت کچھ۔ ... آیا تو صرف بے سکونی' بے چینی' اضطراب اور احساس گناہ۔۔۔ جو ساری ساری رات سونے نہیں دیتے۔ ... نے رب سے معافی مانگتا ہوں۔ رو رو کر گڑگڑا کر مگر یوں لگتا ہے منزل ابھی دور ہے۔"

ایمن پوری آنکھیں کھولے اس کے چہرے سے مترشح دکھ کو اپنی بے چینیوں سے ہم آہنگ ہوتا دیکھ رہی تھی۔

"یہی۔۔۔ یہی سب تو اس کے ساتھ بھی تھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

یہی رت جگے اس کا نصیب تھے۔
یہی عذاب ہر رات اس کے وجدان میں اترتا۔
یہی بے چینیاں اس کی ہم جولیاں تھیں۔

اس نے شاہ میر کو پھر سے غور سے دیکھا۔ اسے لگا وہ آئینے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ رہی ہے۔
"ایمن کبھی کبھی مجھے لگتا ہے، صرف تم ہو جو میری وحشتوں کو سمجھ سکتی ہو، میرے اضطراب کو بانٹ سکتی ہو۔ کوئی اور نہیں صرف تم۔"
اب وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ ایک بہت خاص لمحہ ان کے مابین آکھڑا ہوا۔ ایک ان دیکھی طاقت نے شاہ میر کو سہارا دیا اور اس نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔
"آؤ۔۔۔ اپنے اپنے دکھ بانٹ لیں۔ تم مجھے اپنے پچھتاوے دے دو، میں تمہیں اپنا تاسف اور پشیمانی دیتا ہوں کہ ہمارے پاس ایک دوسرے کو دینے کے لیے کچھ بھی نہیں اور جس دن خدا نے ہمیں معاف کر کے پھر محبت کا وصف دان کیا۔ ہم ایک دوسرے پر نچھاور کر دیں گے۔"
ایمن دم بخود تھی۔ اس نے دوسرا ہاتھ بھی پھیلا دیا۔
"تم بھی خالی ہو میں بھی۔۔۔ آؤ اپنا خالی پن بانٹ لیں۔۔۔ آؤ شادی کر لیں۔"
ایمن ششدر سی اس کے پھیلے ہاتھوں کو دیکھتی رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

ایمن نے شاہ میر کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ ابھی تو پچھلے زخم بھی نہیں بھرے تھے۔ وہ نئی زندگی کا آغاز کر لیتی۔۔۔ وہ بھی خاموش تھا۔ شاید اسے سوچنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔۔۔ خود اسے سوچنے میں ایک پل نہ لگا۔۔۔ اسے اب بھی لگتا تھا۔ وہ سب اس نے خود نہیں کہا۔۔۔ کسی غیبی طاقت نے اچانک کہلوا دیا تھا۔۔۔ اسے ایمن سے ہمدردی تھی۔۔۔ وہ اس کا دکھ محسوس کرتا تھا۔ مگر شادی۔۔۔؟ اس نے ایمن تو کیا کسی سے بھی شادی کے بارے میں
"شاید یہ تقدیر کا فیصلہ ہے۔۔۔"
اور ہمیشہ اپنے فیصلوں پر بھروسا کرنے والا خود کو قسمت کے لکھے پر چھوڑ دینا چاہتا تھا۔ تب ہی مطمئن تھا۔ ایمن متذبذب۔۔۔ سوچنے بیٹھتی تو گھنٹوں سوچتی رہتی۔۔۔ اس دوران لگتا دل و دماغ سن ہو رہے ہیں اور وہ بہت دور خلاؤں میں سفر کر رہی ہے۔۔۔ اس کی یہ کیفیت نانا جان نے بھی محسوس کر لی تھی۔
"بیٹا! ڈاکٹر کے پاس جاؤ۔۔۔ یہ اچھی کیفیت نہیں ہے۔ خدانخواستہ۔"
"جی نانا! میں بھی سوچ رہی ہوں۔۔۔ ڈاکٹر شہروز سے ملوں۔۔۔ میں دوبارہ اس فیز میں واپس جانا نہیں چاہتی۔"
"تو دیر کس بات کی ہے۔ اٹھو ابھی تیار ہو جاؤ۔ کہو تو بلال کی امی کو تمہارے ساتھ بھیج دوں۔"
"نہیں۔ میں خود چلی جاؤں گی۔۔۔ کلینک نہیں گھر جاؤں گی۔۔۔ ان کی والدہ سے بھی مل لوں گی، بہت ہی اچھی خاتون ہیں۔۔۔ پھر جیسا ڈاکٹر صاحب کہیں۔"
وہ اٹھ گئی۔ شاہ میر سیڑھیوں سے نیچے آ رہا تھا۔ اک مسکراتی نگاہ اس پر ڈالی وہ نظرانداز کرتی اپنے کمرے میں گئی۔ نانا نے گھر کے کرائے کی ایڈوانس رقم سے اک کمرہ اوپر بنوا دیا تھا۔ شاہ میر اوپر شفٹ ہو گیا تھا۔۔۔ مگر شاہ میر سارا دن نیچے ہی پایا جاتا۔۔۔ اب تو نانا جان بھی اس کے ساتھ بے حد مانوس ہو گئے تھے۔ وہ بھی ان کی ڈانٹ کو محبت ہی سمجھتا۔۔۔ ناشتا اسے ایمن کے ہاتھ سے کرنا ہوتا تھا۔۔۔ سو صبح صبح ادھ کھلی آنکھوں کے ساتھ نیچے آتا۔۔۔ اپنا ناشتہ شاہ میر اوپر چھوٹے سے کچن میں خود ہی بناتا۔۔۔ دوپہر اور رات کا کھانا نسیمہ بنا کر جاتی۔ وہ اوون میں گرم کر لیتا، کوئی اچھی چیز ایمن بناتی تو نانا اس کے لیے اوپر ضرور بھجواتے۔۔۔ شام کی چائے البتہ وہ نانا کے ساتھ پیتا۔۔۔ ایسے میں ایمن اپنے کمرے سے باہر نہ نکلتی۔۔۔ اس نے ابھی تک نانا جان کو شاہ میر کے پرپوزل کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔
"کہاں جا رہی ہو؟" شاہ میر نے سادہ سے لہجے میں سوال کیا مگر ایمن کو برا لگا۔
"میں نے آپ کو ایسا کوئی حق نہیں دیا کہ مجھ سے ایسے سوال کریں۔۔۔"
"گویا عنقریب دینے کا ارادہ ہے۔۔۔" اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔
ایمن نے جواب نہیں دیا اور جھنجلا کر باہر نکل آئی۔۔۔ ڈاکٹر شہروز شام کو کلینک پر ہوتے تھے۔۔۔ اور ان سے اپائنٹمنٹ بھی لینا پڑتی۔۔۔ اس لیے ایمن نے سوچا کہ وہ ماں جی سے مل لے۔۔۔ اور شاید دن کے اوقات میں ڈاکٹر شہروز گھر پر ہی مل جاتے۔
"وہ ناراض تو ہوں گے کہ انہوں نے کبھی مجھے مریضہ نہیں سمجھا۔"
گاڑی ان کے گھر کے سامنے روکتے ہوئے ایمن نے سوچا۔۔۔ دروازہ ملازمہ نے کھولا۔
"وہ تو ملک سے باہر گئے ہیں۔" ملازمہ نے اس کے استفسار پر بتایا۔
"بڑی بیگم صاحبہ ہوں گی؟"
"ہاں جی۔۔۔ وہ تو ہیں۔" ملازمہ اسے اپنے ساتھ ہی اندر لے گئی۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر نیم دراز تسبیح کر رہی تھیں۔۔۔ اسے دیکھ کر خوش ہو گئیں۔
"بہت دنوں کے بعد آئی ہو۔"
"جی سوچتی تو اکثر تھی۔ بس۔۔۔"
"میں نے تو ایک دو بار شہروز سے بھی پوچھا۔۔۔ کہنے لگا 'وہ ٹھیک ہو گئی ہے۔۔۔ اب نہیں آتی۔" وہ تکیے کے سہارے کچھ اونچا ہو کر بیٹھ گئیں۔۔۔ ایمن نے دیکھا۔ وہ پہلے سے زیادہ کمزور ہو گئی تھیں۔
"آپ بیمار رہی ہیں۔۔۔؟"
"چھوٹی موٹی بیماریاں تو لگی ہی رہتی ہیں۔۔۔ تم کھڑی کیوں ہو۔ یہاں میرے پاس بیٹھو۔" انہوں نے اپنے پاس ہی جگہ بنائی تو وہ بیڈ کے کنارے ٹک گئی۔
"گھر میں سب ٹھیک ہیں؟ تمہارا شوہر واپس آ گیا بیٹی۔"
"جی سب ٹھیک ہیں۔ وہ واپس نہیں آئے۔" ایمن نے نظریں چرا کر کہا اور ساتھ ہی بات بدل دی۔
"ڈاکٹر صاحب ملک سے باہر ہیں؟"
"ہاں کسی کورس کے لیے گیا ہے۔۔۔ دو مہینے کے لیے۔ کوئی سیمینار وغیرہ بھی تھا۔۔۔ اب تو واپس آنے والا ہے۔"
"نماز تو پڑھتی ہو نا۔" انہوں نے اچانک سوال کیا۔
"جی بالکل۔۔۔" ایمن کو اچھی طرح یاد تھا۔۔۔ اسے نماز کی طرف ماں جی نے ہی راغب کیا تھا۔
"اچھی بات ہے۔ رب سے تعلق گہرا ہوتا ہے۔ اس کی رضا میں راضی ہونے کی طاقت ملتی ہے۔"
"ماں جی! اگر انسان کسی فیصلے کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو تو۔۔۔" ایمن نے پلیٹ رکھ کر کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا۔
"تذبذب تو ایک طرف، جب انسان دل و دماغ کی پوری آمادگی کے ساتھ کوئی فیصلہ کر رہا ہو۔۔۔ تب بھی اسے چاہیے کہ اپنے رب سے رجوع کرے۔۔۔ استخارہ کے ذریعے اس سے فیصلہ مانگے پھر جو بھی فیصلہ ہو، بہترین ہو گا۔" انہوں نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔
"استخارہ کیسے کرتے ہیں؟" ایمن نے بے حد جھجکتے ہوئے سوال کیا۔ وہ نرمی سے مسکرائیں اور وضاحت کے ساتھ استخارے کا طریقہ اور دعا سمجھانے لگیں۔
"اچھا میں تمہیں ایک دو کتابیں دیتی ہوں۔"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اور کتابیں ہاتھ میں لے کر ایمن نے سوچا۔ ایسی بہت سی دینی' مذہبی اور معلوماتی کتابیں ناناجان کے کمرے میں موجود تھیں۔ لیکن اس نے کبھی ان سے استفادہ نہیں کیا۔۔۔ وہ وہیں ان کی ورق گردانی کرنے لگی۔

"میں وضو کرلوں۔" انہوں نے ملازمہ کو آواز دی۔ وہ انہیں سہارا دے کر واش روم تک چھوڑ آئی۔ ... کے برتن اٹھائے پھر ان کے بستر کی چادر جھاڑ کر دوبارہ بچھانے لگی۔ اس نے تکیہ اٹھایا تو ایک تصویر پھسل کر ... کے قدموں میں آگری۔۔۔ وہ ذرا دیر قبل بیڈ سے اٹھ کر کرسی پر بیٹھی تھی۔۔۔ ملازمہ اپنی لاعلمی میں ... رہی۔ ایمن نے جھک کر تصویر اٹھائی' سیدھی کی۔۔۔ اور دوسرے لمحے جہاں تھی۔ وہیں مجسّم ہوگئی۔

"شاہ میر۔۔۔" اس کے ذہن میں ہتھوڑے بجنے لگے۔ تصویر کا بیک گراؤنڈ بتا تا تھا کہ وہ ملک سے باہر ... تھی۔۔۔ یہ وہ تازہ تصویر تھی جو ڈاکٹر شہروز نے احمد عالی سے کہہ کر منگوائی تھی اور سید ھالا کر ماں جی کو دے ... ۔۔۔ ان کی آنکھیں اس تصویر کو دیکھ دیکھ سیراب نہ ہوتیں۔۔۔ ابھی تک یہ تصویر حرا نے بھی نہ دیکھی ... تھیں کہ ہر روز اس تصویر کو آنسوؤں کا غسل دے کر تکیے کے نیچے رکھ لیتیں۔

"شاہ میر کی تصویر۔۔۔ ماں جی کے تکیے کے نیچے۔"

ملازمہ باقی برتن اٹھا کر باہر نکل گئی۔۔۔ وہ ابھی تک ماؤف دماغ کے ساتھ تصویر ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی۔۔۔ واش روم کا دروازہ کھلا' کب ماں جی باہر آئیں۔۔۔ اسے یوں تصویر ہاتھ میں لیے گم صم بیٹھے دیکھ کر ٹھٹھک ... پھر آگے بڑھ کر آہستگی سے تصویر اس کے ہاتھ سے لے لی۔

"ماں جی۔۔۔ یہ۔"

"صبح کا بھولا مسافر ہے' نجانے کب لوٹ کر گھر آئے۔" انہوں نے پیار سے تصویر کو چوما اور تکیے کے ... دیا۔

"یہ آپ کا۔۔۔؟"

"بیٹا ہے۔۔۔"

ایمن اپنی جگہ دم بخود بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔ اس کے دماغ میں دھماکے ہو رہے تھے۔

"شاہ میر۔۔۔ اماں جی کا بیٹا۔۔۔ ڈاکٹر شہروز کا بھائی۔۔۔"

"کیا سوچنے لگیں؟۔۔۔" ماں جی نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

"چلتی ہوں پھر آؤں گی۔" وہ اجازت لے کر تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اللہ کی امان۔۔۔" انہوں نے دعا دی اور ایمن کے جانے کے بعد پھر سے تصویر نکال لی۔

"کب آؤ گے میرو۔۔۔ کیا میرے مرنے کا انتظار ہے؟" ان کی پلکیں پھر سے بھیگنے لگیں۔

☼ ☼ ☼

"کون ہو تم؟"

وہ کچن میں اپنے اور ناناجان کے لیے چائے بنا رہا تھا کہ ایمن تو اس وقت اپنے کمرے سے نکلنے ... ہوتی۔۔۔ شاہ میر نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ دروازے کے بیچوں بیچ کھڑی عجیب سی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کہاں سے آئے ہو؟"

شاہ میر نے کیبنٹ کھول کر دو کپ نکالے اور چولہا بند کر دیا۔

"کس خاندان سے Belong کرتے ہو؟ باپ کا نام کیا ہے؟" سوالوں کی پٹاری کھلی تھی۔۔۔ باپ ... ایک پل کو شاہ میر کے ہاتھ تھمے۔

"ماں۔۔۔ باپ۔۔۔ بہن بھائی کوئی تو ہوگا؟" وہ ان کی خاموشی پر جھنجھلائی۔ شاہ میر نے اٹھا کر اس ... آیا۔ اک محظوظ سی شرارتی نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی۔

...کتا ہے ایمن وقار الحسن نے میرے پروپوزل پر غور کرنا شروع کر دیا۔ یقین مانو تم سے رشتہ تمہارے مکان یا ...انے کے لالچ میں نہیں جوڑ رہا ہوں۔"

...سائیڈ سے ہو کر نکلتا چلا گیا۔ وہ مڑ کر اس کی چوڑی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔ پھر اک طویل سانس لے کر وہیں ...کے ساتھ ٹیک لگالی۔

...شام ایمن کی طبیعت خراب ہوگئی۔ ناناجان بے حد پریشان ہوگئے۔

...را سر درد سے پھٹا جا رہا ہے۔" وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔

...ں شاہ میر کو آواز دیتا ہوں۔ تمہیں کوئی دوا لا دے۔"

...ڈاکٹر شہروز کے پاس جانا ہے۔۔۔ لیکن میں ڈرائیونگ نہیں کرسکوں گی۔"

...ں شاہ میر سے کہتا ہوں۔ وہ تمہیں لے جائے گا۔" وہ سیڑھیوں کے پاس جا کر اسے آوازیں دینے لگے۔

...نہیں بلائیں میں کپڑے بدل لوں۔" ایمن اپنے کمرے میں جا کر کپڑے تبدیل کرنے لگی۔ شاہ میر ابھی ...لڑی سے آکر کھانا کھا کر لیٹا تھا۔۔۔ ان کی آواز پر اٹھ گیا۔

...بیٹا! ایمن کی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔ اسے ڈاکٹر کے پاس لے جانا ہے۔"

...کیا ہوا؟" وہ تیزی سے نیچے آیا۔

...سر میں بہت درد ہے۔"

...واپس پلٹا۔۔۔ سوئے ہوئے شاہ نیل کو لا کر ان کے کمرے میں لٹا دیا۔۔۔ تب تک ایمن بھی تیار ہو کر آگئی۔

...ن سے ڈاکٹر کے پاس جانا ہے؟" باہر آکر شاہ میر نے پوچھا۔

...تمہیں بتاتی ہوں۔" وہ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔

...تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔ ڈرائیونگ مت کرو۔"

...ی بھی خراب نہیں۔"

...ر آگئے تو کہیں دے مارو گی۔"

...یں ماروں گی۔۔۔ بیٹھ جائیں۔" ایمن نے زور دے کر کہا تو وہ اسے گھورتا ہوا دوسری طرف آبیٹھا۔

...تو تم کہیں سے بیمار نہیں لگتیں۔"

...یک سمجھے۔" اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔

...کیا میرے ساتھ تفریح کا ارادہ ہے۔"

...ی سمجھ لیں۔"

...ں نہیں مانتا۔"

...طلب؟"

...یونکہ ایمن وقار الحسن زندگی کو احتیاط کے ساتھ گزارنا سیکھ چکی ہے۔" شاہ میر نے برجستہ کہا۔ ایمن اسے ...ب نظر دیکھ کر رہ گئی۔

...ت جاننے لگے ہیں۔۔۔ مجھے۔"

...جاننا چاہتا ہوں۔"

...جان کر کیا کریں گے؟" وہ خواہ مخواہ بات کو طول دے رہی تھی۔

...ذر طویل ہے کہیں نہ کہیں سے آغاز تو کرنا ہے۔"

...ن ذرا سا مسکرا کر خاموش ہو رہی۔۔۔ وہ بھی باہر جھانکنے لگا مزید کرید سے بہتر انتظار تھا۔ تھوڑی دیر میں ...جانی پہچانی سڑک پر مڑی۔ وہ کچھ سنبھل کر بیٹھ گیا۔ اک ہلکی سی بے چینی رگ و پے میں سرایت کر گئی۔

...یہاں سے گزر جائے گی۔" اس نے اضطراری انداز میں سوچا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ایک۔۔۔ دو۔۔۔ تین۔۔۔ چوتھا گھر اور گاڑی اسی چوتھے گھر کے سامنے جا رکی اس نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"اتریں۔"

"یہاں؟" شاہ میر کی آواز گلے میں پھنس گئی۔

"مجھے یہاں کچھ کام ہے۔" وہ بغور اس کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔ شاہ میر کے ماتھے پر پسینہ اتر آیا۔۔۔ اس نے اضطرابی انداز میں پہلو بدلا۔

"ایمن! واپس چلو۔۔۔"

"شاہ میر! یہاں۔۔۔"

"میں کہتا ہوں' واپس چلو۔۔۔" وہ حلق کے بل دہاڑا۔۔۔ اس کی چمکتی آنکھوں میں وحشت سی تھی۔ ایمن کو لگا ایک پل کی بھی دیر ہوئی تو وہ اس کا گلا دبا دے گا۔ اس نے بے حد گھبرا کر گاڑی واپسی کے لیے موڑی۔ سارا رستہ وہ لب بھینچے خود پر کنٹرول کرتا رہا۔ جیسے ہی گاڑی گھر کے سامنے رکی۔۔۔ وہ تیزی سے باہر نکلا اور زور سے دروازہ بند کرتا اندر چلا گیا۔ ایمن کے کان جھنجھنا گئے۔

"تو گویا۔۔۔ وہ جانتا ہے کہ اس گھر میں کون رہتا ہے۔" ایمن نے گاڑی سے نکلتے ہوئے سوچا۔

"تو پھر واپس کیوں نہیں جاتا؟" اک بڑا سا سوالیہ نشان اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

✡ ✡ ✡

ڈاکٹر شہروز آج ہی واپس آئے تھے۔ بچے اپنے گفٹس پانے کے بعد بھی انہیں سوالوں کے گھیرے میں بیٹھے تھے۔۔۔ دو ماہ ان سے دور رہنے کے بعد انہیں بھی اچھا لگ رہا تھا۔

"عمر' عادل' ہری اپ۔۔۔ چینج کر کے سونے کی تیاری کرو۔" حرا ان کے لیے کافی بنا کر لائی تھی۔

"بیٹھنے دو۔۔۔ اتنے دنوں کے بعد تو ملے ہیں۔" انہوں نے دونوں کو بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔

"ہرگز نہیں۔۔۔ اب نہ سوئے تو صبح اسکول کے لیے نہیں اٹھ سکیں گے۔"

"صبح اسکول سے چھٹی۔" دونوں نے اکٹھے نعرہ لگایا اور تائید طلب نگاہوں سے باپ کو دیکھا۔۔۔ انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"شہروز! بچوں کی عادتیں مت بگاڑیں۔" حرا نے خفگی سے انہیں دیکھا۔

"میں تو کہتا ہوں' صبح تم بھی چھٹی کر لو۔" انہوں نے شوخ نگاہوں سے بیوی کو دیکھا۔

"مجھے تو معاف ہی رکھیں۔ اماں جی! آپ کے لیے دودھ لے آؤں۔"

"نہیں بیٹا! ہو سکے تو میری تسبیح لا دو۔" انہوں نے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر پلٹی۔

"مما! صبح سنڈے ہے۔" دونوں بچوں نے ایک ساتھ کہا تو وہ ہنسی اور انہیں گھورتے ہوئے چلی گئی۔

"اور ماں جی! آپ کی طبیعت تو ٹھیک رہی۔۔۔" بچے اپنے کھلونوں کے ساتھ مصروف ہوئے تو وہ مکمل طور پر ماں کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"اللہ کا شکر ہے۔"

"مجھے تو آپ کمزور لگ رہی ہیں۔ لگتا ہے حرا نے آپ کا خیال نہیں رکھا۔"

"خوامخواہ الزام تراشی مت کرو۔۔۔ میری بہو تو ہیرا ہے ہیرا۔۔۔" وہ مسکرائیں پھر محبت سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں۔ "اللہ تمہارے گھر کو اسی طرح شاد و آباد رکھے۔ تھک گئے ہو' جاؤ۔ آرام کرو۔۔۔ صبح باتیں کریں گے۔" وہ خود بھی فریش ہونا چاہتے تھے۔ بچوں کو اور انہیں شب بخیر کہتے اٹھ گئے۔۔۔ تب ہی حرا ہاتھ میں پکڑے تیزی سے باہر نکلی۔ وہ اتنی افراتفری میں تھی کہ سامنے پڑی میز بھی دکھائی نہیں دی۔ ڈاکٹر شہروز نے بروقت اسے سنبھالا۔

ں بے تابی۔۔۔ وہ شرارت سے گنگنائے۔ لیکن وہ ان کے ہاتھ ہٹاتی سیدھی اماں بی کی طرف بڑھی۔

جی! یہ کس کی تصویر ہے؟"

ں نے ایک نظر تصویر کو دیکھا۔۔۔ پھر حرا کو۔

نیں نا۔۔۔ یہ شاہ میر ہے؟" وہ بے تابانہ پوچھ رہی تھی۔۔۔ ڈاکٹر شہروز نے اس کے لہجے میں دبا دبا جوش پوری سوس کیا۔

۔۔۔ یہ میرا میرو ہے۔"

ن۔۔۔ یہ' یہ تو۔" اس نے تیزی سے تصویر بچوں کے سامنے کی۔ "عمر' عادل' دیکھو۔۔۔ اس انکل کو پہچانتے

نوں بچے تصویر پر جھکے۔۔۔ پھر عمر بول اٹھا۔

تو بلیو آئز والے بے بی کے پاپا ہیں۔"

ن۔۔۔؟" شہروز ان کے پاس آئے۔

شہروز۔۔۔ میں ان سے ملی ہوں۔۔۔ ایک بار نہیں دو بار۔۔۔" وہ جوش سے گویا ہوئی۔ صوفے پر نیم دراز اٹھ کر بیٹھ گئیں۔

ں۔۔۔ تم اس سے کہاں ملیں؟"

رک میں۔۔۔ یہ اکثر اپنے بچوں کو لے کر پارک میں آتا ہے۔" وہ دونوں ملاقاتوں کی چھوٹی سے چھوٹی تفصیل نے لگی۔۔۔ بچے الگ لقمے دے رہے تھے۔ ماں جی رونے لگیں۔۔۔ شہروز نے انہیں بازو کے گھیرے میں

کیا معلوم تھا کہ وہ شاہ میر ہے۔۔۔ ورنہ اسی وقت پکڑ کر لے آتی۔" حرا نے تاسف سے کہا۔

ں جی! کیوں ہلکان ہو رہی ہیں۔۔۔ یہ تو کنفرم ہوا کہ وہ اسی شہر میں آس پاس ہی ہے۔۔۔ اب وہ جلد یہاں آپ س بیٹھا ہو گا۔"

ن شاء اللہ! یہ تو خوشی کے آنسو ہیں۔۔۔ اس کی خیریت کی اطلاع مل گئی۔" انہوں نے دوپٹے سے آنسو کے اور بڑے صبر اور ہمت سے اٹھ کر کھڑی ہوئیں۔

مجھے کمرے تک چھوڑ آؤ۔" شہروز انہیں سہارا دے کر کمرے تک چھوڑ آئے۔ انہوں نے وضو کیا اور بچھا کر بیٹھ گئیں۔ عشاء کی نماز تسبیح و نوافل کے بعد بستر پر لیٹ گئیں۔۔۔ آنکھیں بند کیں تو نظروں کے اس کا چہرہ تھا۔

تم یہیں' اسی شہر میں سانس لے رہے ہو۔۔۔ میں تمہاری خوشبو محسوس کر سکتی ہوں۔۔۔ کیسے بیٹے ہو' تمہیں بار بھی ماں کا خیال نہیں آیا۔" بند آنکھوں سے جھر جھر آنسو بہنے لگے۔

پاس ہو۔۔۔ لیکن ملنے نہیں آتے۔۔۔ کیا آج بھی مجھ سے بے زار ہو۔۔۔ ابھی بھی مجھ سے نفرت کرتے ہو۔"

چین ہو کر اٹھ بیٹھیں۔

بس اب آ جاؤ۔۔۔ میں تمہاری صورت دیکھنا چاہتی ہوں۔ تمہیں اپنے کلیجے سے لگانا چاہتی ہوں۔۔۔ کیا ں اب بھی احساس نہیں ہوا کہ تمہاری ماں کتنی مجبور تھی۔"

ن کے اندر اضطراب کی لہر اٹھی۔۔۔ ایسی بے سکونی تھی کہ کسی کروٹ قرار نہ آتا۔۔۔ وہ اٹھ کر پھر سے مصلّٰی گئیں۔

بس میرے مالک۔۔۔! میں تیری گنہگار بندی ہوں۔۔۔ اگر یہ میری آزمائش ہے تو اسے ختم کر دے۔۔۔ مجھ میں ہمت نہیں۔۔۔ میں بہت کمزور انسان ہوں۔۔۔ مجھے میری اولاد سے ملا دے۔"

انہوں نے دوبارہ وضو کیا اور پھر سے نوافل ادا کرنے لگیں۔۔۔ مگر عجیب رات تھی کہ سکون کا ایک پل میسر نہ ۔۔۔ روم روم میں بے قراری و اضطراب کی آگ لگی تھی۔۔۔ ہر ہر حرکت پر آہ نکلتی۔ دل کی جگہ کوئی پھوڑا تھا جو نکلا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

وہ رکوع و سجود کرتی رہیں۔۔۔ کرتی رہیں۔۔۔ یہاں تک کہ بوڑھا جسم جواب دے گیا۔ انہوں نے سہا... لیے ہاتھ پھیلائے اور بے اختیار اسے پکارا۔

* * *

”میرو! کیا اب بھی نہ آؤ گے؟“

ایسا درد تھا اس پکار میں کہ وہ ہڑبڑا کر جاگا۔ سارا جسم پسینے پسینے ہو رہا تھا اک عجیب سے اضطراب کے نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ آدھی رات بیت گئی تھی۔ اس کے پاس ہی شاہ نیل سکون سے محو خواب تھا۔ ... چیختے کانٹوں سے بے حال ہو کر اس نے تین گلاس پانی کے چڑھا لیے۔ مگر دل تھا کہ پسلیاں توڑ کر باہر ... تاب۔

”ایسا کیا ہوا ہے؟“ اس نے زور زور سے سینہ مسلا۔ لمبے لمبے سانس لیے‘ کچھ قرآنی آیات کا ورد ... بے چینی تھی کہ بڑھتی گئی۔ وہ اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ اجلی چاندنی سارے صحن میں پھیلی تھی۔ مگر قرا... اس نے نیچے جھانکا۔ صحن میں نانا سو رہے تھے۔

”میرو! کیا اب بھی نہ آؤ گے؟“

وہ چکراتے چکراتے رکا۔۔۔ پھر تیزی سے مڑ کر کمرے میں آیا‘ جوتے پہنے‘ موٹر سائیکل کی چابی اٹھائی۔ ہوئے شاہ نیل کو کندھے سے لگایا اور نیچے نانا کے ساتھ لٹا دیا۔ وہ ہڑبڑا کر جاگے۔

”بابا! میں ابھی آتا ہوں۔“

”کیا ہوا؟ کہاں جانا ہے؟ رات تو دیکھو۔“ مگر اس کے پاس رات دیکھنے کا وقت نہ تھا۔۔۔ وہ سوال پہ سوال ... رہے اور وہ بعجلت موٹر سائیکل نکال لے گیا۔ جس لمحے سبز بیلوں والے گھر کے سامنے رکا‘ اک ایمبو... سے روانہ ہو رہی تھی۔ وہ ششدر سا دیکھتا رہ گیا۔ چوکیدار گیٹ بند کر رہا تھا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف ...

”ایمبولنس میں کون گیا ہے؟“

”بڑی بیگم صاحبہ کی طبیعت بہت خراب تھی۔“

”بڑی بیگم صاحبہ۔“ اندر بہت زور کا جھٹکا لگا۔ اس نے پلٹ کر دور جاتی ایمبولنس کو دیکھا۔ دوسرے پل بائیک ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔

ہسپتال میں مخصوص افراتفری‘ عجلت اور پریشان خیالی تھی۔ انہیں آئی سی یو میں لے جایا گیا تھا۔ ... مختلف ڈاکٹروں کے ساتھ ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔ اگلے دو گھنٹوں میں ان کی ساری اولاد وہاں موجود تھی ... وہیں تھا‘ ان سب کی نظروں سے دور‘ اک ستون کی آڑ میں۔۔۔ کوئی محو دعا تھا۔۔۔ تو کوئی کاریڈور کا طول ... رہا تھا۔ وہ بہت بار اس کے پاس سے بھی گزرے۔ مگر ان کے پاس اس بات پر توجہ دینے کا وقت نہ تھا ... جو شخص کھڑا ہے۔۔۔ کون ہے؟ کہ یہ ہسپتال تھا۔ یہاں پر ہر کوئی اپنے پیاروں کے لیے یونہی محو دعا ہوتا ہے۔

”یہ کیسا ربط ہے ماں! کہ تم نے درد کی انتہا پر مجھے پکارا۔۔۔ اور وہ پکار مجھ تک پہنچ بھی گئی۔ اے رب انہیں اپنی امان میں رکھنا۔۔۔ ابھی مجھے اپنی کوتاہیوں کا کفارہ ادا کرنا ہے۔ ورنہ میں سمجھوں گا‘ تو نے ... توبہ کے سارے دروازے بند کر دیے۔“

وہ گڑگڑا کر دعا کر رہا تھا۔

نہ جانے کس کی دعا نے بارگاہ الٰہی میں قبولیت کی سند پائی فجر سے ذرا پہلے ڈاکٹروں نے انہیں خطر... قرار دیا۔

”ہم انہیں روم میں شفٹ کر رہے ہیں۔“ آہستہ آہستہ سب انہیں دیکھ کر رخصت ہونے لگے کہ ان ... زیادہ لوگوں کو رکنے کی اجازت نہ تھی۔ البتہ حرا اور شہوز یہیں تھے۔ تب ساری رات میں پہلی بار ا... خیال آیا۔ وہ رات میں ایک بار اٹھ کر دودھ ضرور پیتا تھا اور شاہ میر کو نہ پا کر قیامت اٹھا دی ہو گی۔

”نجانے بابا نے اسے کیسے سنبھالا ہو گا۔۔۔ لیکن ایمن ہے۔ اس نے بہلا لیا ہو گا۔“

پھر میں دوبارہ آنے کے خیال سے مڑا۔۔۔ مگر وہی صداقت ... وں کو انجیر لگی۔ وہ بے بسی سے اپنے منجمد ... کو دیکھنے لگا۔ جو آگے نہیں پیچھے جانے کو تیار تھے۔ اس نے خود کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ اُس حویلی میں کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ حرا نے پلٹ کر دیکھا۔ پھر ایک دم لرزی ہو گئی۔

...ہے۔۔۔؟“

...سامنے کمبل میں لپٹے نحیف و نزار وجود کو دیکھ رہا تھا۔ ان کی آنکھیں بند تھیں۔ پھر بھی جان آیا‘ وہاں صرف ...نظار منجمد تھا۔

...! آپ حویلی مت جائیں۔“ وہ لمبا تڑنگا لڑکا ان کے سامنے تن کر کھڑا تھا۔

...ں نے بے بسی سے اپنے نوعمر بیٹے کو دیکھا۔ جس کی مسیں بھیگنے لگی تھیں۔ تب شاہ میر کو ان آنکھوں کی ...دکھائی نہ دی تھی۔ وہ پھر سے سر جھکا کر سامان سمیٹتی رہیں۔ اس نے آگے بڑھ کر سارا سوٹ کیس الٹ... ...راک گئی تھی۔

...پہلے کہا نا! آپ وہاں نہیں جائیں گی۔“

...! سمجھنے کی کوشش کرو مجھے جانا پڑے گا۔“ وہ رو دینے کو تھیں۔

...ں؟ ساری زندگی اس شخص کو آپ کا خیال نہیں آیا۔ آج اپنے جوان ہوتے بچوں کی آیا اور نوکرانی بنا کر ...ا ہے۔“

...ویلی ہے یہاں ایسے ہی فیصلے ہوتے ہیں یہ برادری اور گھر والوں کا فیصلہ ہے اور مجھے صرف ماننا ہے۔“

...میں کئی حویلی‘ برادری اور آپ کے گھر والے۔ آپ چلیں میرے ساتھ۔“ اس نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔

...چھوڑ دیں گے جہاں انسانوں سے زیادہ اپنے اپنے مفاد عزیز ہیں اور وہ خبیث انسان۔۔۔“

...میر! اپنی بکواس بند کرو۔۔۔ وہ تمہارا باپ ہے۔“ انہوں نے ناراضی کے ساتھ ہاتھ چھڑا لیا۔

...ہے۔“ وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا۔ ”میں تو آج تک خود کو یتیم ہی سمجھتا رہا۔ وہ شخص جس نے آپ کو ...مانہ مجھے اپنی اولاد۔۔۔ جب منہ کا ذائقہ بدلنے کو جی چاہا تو طوائف کے کوٹھے کے بجائے اس حویلی کے ...“

...ر۔۔۔!“ بیٹے کے منہ سے ایسے شرمناک الفاظ سن کر وہ غصے سے پاگل ہو گئیں۔۔۔ ایک دو نہیں‘ کتنے ...کے منہ پر پڑے۔۔۔ اس نے گالی لے باپ کو نہیں انہیں دی تھی۔

...ص کی خاطر آپ نے مجھے مارا۔۔۔ اپنی اکلوتی اولاد کو۔۔۔“ وہ غم و غصے سے پاگل ہونے لگا۔

...سے جائیں۔ جا کر ان کی چاکری کریں۔ میں آج سے آپ کے لیے اور آپ میرے لیے مر گئیں۔ میں ...آپ کی شکل نہیں دیکھوں گا۔ کبھی لوٹ کر نہیں آؤں گا۔۔۔ نفرت ہے مجھے اس حویلی سے‘ اس شخص ...سے۔۔۔“

...کف اڑاتا‘ رستے میں آئی ہر چیز کو ٹھوکروں میں اڑاتا وہ اس دن حویلی سے نکلا تو پھر کبھی لوٹ کر نہ آیا۔

...نفرت کا بوجھ اٹھا کر آپ کیسے جیتی رہیں۔“ اس نے دونوں ہاتھ ان کے پیروں پر رکھے۔۔۔ پھر ماتھا‘ اس کا ...ماں جوان کے قدموں کو آنسوؤں سے وضو کروانے لگا۔ وہ کسمسائیں۔

...ہے؟

...یہ احساس‘ یہ خوشبو۔۔۔ بند لبوں سے آواز ابھری۔

...“ اندر آتے ڈاکٹر شہوز نے قدموں پر جھکے سر کو دیکھا تو ٹھٹکے۔ پھر آسودہ سی سانس لبوں سے خارج ...نے مسکرا کر حرا کو دیکھا۔

...لوٹ آیا ہے۔“

* * *

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

ہسپتال کے چھوٹے سے کمرے میں دنیا جہان کی خوشیاں اتر آئیں۔ ماں جی کا بس نہ چلتا کہ شاہ میر فوراً گھر چلی جائیں۔

"ارے میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ دیکھو نا میرا میرو واپس آ گیا ہے۔" ان کے بے حد کمزور وجود میں نہ جانے اتنی طاقت آ گئی تھی۔ ڈاکٹر شہروز نے بڑی مشکل سے انہیں سمجھا بجھا کر روکا۔

"کل بیٹھے بٹھائے ہماری جان نکال دی اور آج۔۔۔" شاہ میر کو بیٹے کا خیال آیا تو بے چین ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"ماں جی! میں بس ایک گھنٹے میں آتا ہوں۔"

"نہیں شہروز! دیکھو یہ پھر جا رہا ہے۔ ابھی تو آنکھوں کی پیاس بھی نہیں بجھی۔" وہ گھبرا کر اٹھنے لگیں۔ شاہ میر نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"ماں جی! میں کہیں نہیں جا رہا۔ گھر وہاں آپ کا پوتا اکیلا ہے۔ رات بھر سے میں اسے آپ سے ملوانے لے کر آؤں گا۔"

بڑی دقتوں سے اجازت لی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی نانا برس پڑے۔

"میں پوچھتا ہوں۔ ایسی کون سی آفت آ گئی تھی۔ تمہارے شیطان بیٹے نے آدھی رات کو اٹھ کر آسمان سر پر اٹھا لیا۔ شکر ہے ایمن تھی۔ تب سے کندھے سے لگائے پھر رہی ہے۔۔۔ ورنہ میرا تو کباڑا ہو جاتا۔"

"آئی ایم ساری۔"

وہ اندر کی طرف بڑھا تب ہی ایمن باہر آ گئی۔ رتجگے سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"تمہیں بہت زحمت ہوئی۔۔۔"

"لیکن تم تھے کہاں؟" ایمن کے بولنے سے قبل ہی نانا نے پوچھا۔ شاہ میر نے ایک نظر ایمن کو دیکھا۔

"میری ماں ہسپتال میں تھیں۔" ایمن نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔ نانا بھی خاموش ہو گئے۔

"وہ اب کیسی ہیں؟" ایمن کو بے تحاشا خوشی نے گھیر لیا۔

"ٹھیک ہیں۔۔۔ شاہ نیل اٹھے تو اسے تیار کر دینا۔ اپنی دادو سے ملنے جائے گا۔" وہ کہہ کر باتھ روم میں گھس گیا۔

"وہ اپنوں کی طرف لوٹ گیا ہے۔۔۔ یہ اچھی بات ہے۔" نانا جان نے زور زور سے سر ہلایا۔

"ہاں وہ لوٹ جائے گا۔" خوشی کے ساتھ اک عجیب سے احساس نے ایمن کا گھیراؤ کیا۔

اور اگلے دو دن میں شاہ میر یہاں سے ہمیشہ کے لیے شفٹ کر گیا۔ لیکن جانے سے قبل اس نے ایمن سے کہا۔

"میں پھر آؤں گا۔۔۔ اپنے سوال کا جواب لینے۔" وہ خاموشی سے آ کر نانا کے پاس بیٹھ گئی۔

"وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔"

"جی۔۔۔" ایمن نے چونک کر انہیں دیکھا پھر سر جھکا لیا۔ "یہ فیصلہ مجھے نہیں آپ کو کرنا ہے۔۔۔ اگر وہ ابھی اپنے فیصلے پر قائم رہا تو۔" ایمن نے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ ڈاکٹر شہروز کا بھائی ہے۔ اور ڈاکٹر شہروز۔۔۔ کیا اپنی فیملی میں شامل کرنا چاہیں گے؟

☼ ☼ ☼

اماں جی کو ان کی عمر بھر کی ریاضتوں کا صلہ اولاد کی واپسی کی صورت مل گیا۔۔۔ وہ شکرانے کے نفل ادا کرتے نہ تھکتیں۔۔۔ ورنہ کبھی کبھی تو لگتا۔۔۔ زندگی اولاد کو دیکھے بغیر ہی گزر جائے گی۔ شاہ نیل کو اس کے ابا کی صورت رشتے مل گئے تھے۔۔۔ وہ سارا دن دادی کی گود میں چڑھا رہتا۔۔۔ عمر اور عادل اس سے کتنا لڑتے۔

"آپ نے بتایا کیوں نہیں کہ آپ ہمارے چاچو ہیں۔"

انہیں شاہ نیل کی شکل میں کھلونا مل گیا تھا۔ اسکول سے آتے ہی اس کے ساتھ مصروف ہو جاتے۔

[illegible] پتا ہوتا تو اسی دن پارک سے پکڑ کر لے آتی۔" حرا اماں جی کو پُرسکون اور خوش دیکھ کر مطمئن تھی۔ [illegible] کے لیے نت نئے کھانے بناتی۔۔۔ اور وہ۔۔۔ شاہ میر رضا اک عمر کی رائیگانی کے بعد سوچتا۔

[illegible] یہاں سے کیوں گیا تھا؟"

یہ ضد، انا اور ہٹ دھرمی ان ہی صفات کے ہاتھوں کیا کچھ کھو دیا۔

[illegible] کی نفرت نے کسی کا کچھ بھی نہیں بگاڑا۔۔۔ ہاں خود اسی کو ضائع کر دیا۔۔۔ اور وہ جن کی وجہ سے فرار ہوا تھا [illegible] کے سب اپنی اپنی زندگیوں میں کامیاب، مطمئن، شاداں و فرحاں۔۔۔ وہ سب اس سے ملنے آئے۔۔۔ کسی [illegible] یہاں سے جانے کا شکوہ طنز کی صورت میں نہیں کیا۔۔۔ ہاں کھلی بانہوں سے استقبال ضرور کیا۔

[illegible] خسارہ کس کے ہاتھ آیا۔۔۔

[illegible] اس کے کہ زیادتی باپ نے کی تھی۔۔۔ یہ لوگ تو اسے اپنا بھائی مانتے تھے۔۔۔ اور یہ ڈاکٹر شہروز رضا جو ہمیشہ [illegible] بھگتے رہے۔۔۔ اپنی سوتیلی ماں کی خاطر۔۔۔ لیکن وہ سوتیلی کہاں تھیں؟ وہ تو صرف ماں تھیں۔۔۔ ان کی [illegible] نگاہوں میں ایسی تشنگی تھی کہ اسے دیکھ کر بھی سیرابی نہ ہوتی۔۔۔ بار بار شاہ میر کا چہرہ چھوتیں۔۔۔ پیشانی اور بال چومتیں۔

[illegible] تو نہ جاؤ گے؟"

[illegible] خاموشی سے ان کے ہاتھوں میں چہرہ جھکا دیتا۔

[illegible] کہاں جانا تھا، صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ آیا تھا۔

[illegible] غنیمت تھا کہ ابھی رات نہ ڈھلی تھی۔

[illegible] نے یہ گھر بنایا۔" ڈاکٹر شہروز کھانے کی میز پر اسے بتا رہے تھے۔ "وہ پورشن، جس میں اب کلینک [illegible] تمہارے لیے بنوایا تھا کہ جب تم آؤ گے تو اپنی فیملی کے ساتھ وہاں رہو گے۔۔۔ اب جیسے تم کہو۔"

[illegible] ہو رہا تھا۔۔۔ کہ وہ یہاں ہوتا تو کتنا کامیاب ہوتا۔۔۔ اب وہ کیا تھا؟ چوہدری رضا شرافت [illegible] کے ساتھ ایک فیکٹری کا معمولی سا ملازم۔

[illegible] گے۔" اماں جی نے بے اختیار کہا۔

[illegible] جب سے یہاں آیا تھا۔۔۔ انہوں نے بار بار اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ [illegible] ڈاکٹر شہروز نے اسے دیکھا وہ ہاں یا ناں میں جواب دیے بغیر [illegible]

[illegible] گے۔۔۔ یہ اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کرے گا۔" ان کا لہجہ حتمی تھا۔

[illegible] نہیں۔" اس نے آہستگی سے کہا۔

[illegible] جاؤ گے۔۔۔ یوں ہی [illegible] کریں گے تمہیں صرف نگرانی کرنا ہے۔۔۔ یا پھر تم۔۔۔" انہوں نے بغور [illegible] دیکھا۔

[illegible] کوئی بات نہیں۔۔۔ ٹھیک ہے۔"

[illegible] اور اماں جی کی پہلی بات تم کو ل [illegible] گے۔۔۔" حرا نے ہنستے ہوئے کہا تو اس نے چونک کر بھابھی کی طرف دیکھا۔

[illegible] شادی والی۔۔۔"

[illegible] اتنی جلدی کیا ہے بھابھی۔۔۔"

[illegible] دیر کرتے رہو۔ میں نے چند دنوں میں لڑکی دیکھ کر نکاح کر دینا ہے۔ کیا تم سے وابستہ کوئی ایک خوشی بھی میرا [illegible] نہیں۔" ماں جی نے ماؤں والی مخصوص جذباتیت دکھائی۔

[illegible] یہ بات نہیں مگر لڑکی تو۔۔۔" ایمن کا چہرہ دل و دماغ پر دستک دینے لگا۔۔۔ وہ جب سے یہاں آیا تھا۔ ایک بار بھی [illegible] کر نہیں گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"دیکھ رکھی ہے۔" ڈاکٹر شہروز ہنسے۔۔۔ اس نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا۔
"کون ہے کہاں رہتی ہے۔۔۔ مجھے لے چلو۔" ماں جی بے تاب ہوئیں۔
"بس کچھ دن رک جائیں۔ میں جلد ہی آپ کو لے جاؤں گا۔" اس نے گفتگو لپیٹ دی کہ جب تک ا
جواب نہ ملتا وہ انہیں نہیں لے جا سکتا تھا۔

☼ ☼ ☼

گھنگھور گھٹائیں چھاجوں چھاج برس رہی تھیں۔۔۔ پکے فرش پر تاڑ تاڑ پانی برس رہا تھا۔۔۔
برآمدے کے ستون سے لگی ہتھیلی پر بوندیں جمع کرنے کا کھیل کھیل رہی تھی کہ بارش میں بھیگنے کی خو
اس کے اندر نہیں جاگی تھی۔ پھر وہ اداس ہو گئی۔ اسے وہ ساری بارشیں یاد آئیں جواب تک بیتی تھیں
"جو شاہ نیل یہاں ہوتا تو نہا نہا کر پاگل ہو جاتا۔" اس نے قصداً اپنے ذہن کو کسی اور طرف لگایا۔
جب سے شاہ میر گیا تھا۔ گھر سناٹے کی زد میں آ گیا تھا شاہ نیل کی کھلکھلاہٹیں شرارتیں نئے نئے الفا
کوشش وہ ننھی سی جان ایمن اور نانا دونوں کو سارا دن مصروف رکھتی تھی۔ نانا جان دن میں کئی کئی با
کرتے۔
کچن سے پکوڑوں کی خوشبو آنے لگی۔۔۔ نانا جان نے ابھی ابھی فرمائش کی تھی اور نسیمہ چا
پکوڑے تلنے لگی۔۔۔ تب ہی دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔ وہ ان سنی کر کے کھڑی رہی۔ نسیمہ نے کچن
۔۔۔ پھر جا کر دروازہ کھول دیا۔ آنے والے کو دیکھ کر ایمن نے اپنی ہتھیلی سمیٹ لی۔
"کیسی ہو ایمن؟" وہ اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔
"ٹھیک ہوں۔۔۔ شاہ نیل کو لے آتے۔۔۔" ایمن نے دوپٹے سے اپنا بھیگا چہرہ صاف کیا۔
"پھر کسی دن لاؤں گا۔ نانا اندر ہیں؟"
"ہوں۔۔۔" وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔ نانا اسے دیکھ کر خوش ہو گئے۔
"یار! تم تو ہمیں بھول ہی گئے۔"
اندر سے باتوں، چائے کی خوشبو کے ساتھ پکوڑوں کی مہک آنے لگی۔ نسیمہ نے اسے بھی آواز دی
نے بھی پکارا۔ مگر وہ ان سنی کر کے اپنے کھیل میں مشغول رہی۔ تب ہی وہ اس کے عقب میں آ کھڑا ہوا۔
"ایمن۔" مدھم گمبھیر لہجہ بارش کی آواز سے ہم آہنگ ہونے لگا۔
وہ اپنے عقب میں کھڑے وجود کو پوری حسیات کے ساتھ محسوس کر رہی تھی۔
"اپنے سوال کا جواب لینے آیا ہوں۔"
"آپ کو بہت جلدی ہے؟"
"میری ماں جی کو۔۔۔ وہ گاؤں میں ویران پڑی حویلی کو پھر سے آباد کرنا چاہتی ہیں۔"
"آپ نے انہیں میرے بارے میں بتایا۔" ایمن نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لیے۔
"تم اجازت دو۔۔۔ تو انہیں لے آؤں گا۔۔۔ ایمن! میں اس زندگی سے تنگ آ چکا ہوں۔ اب گھر بنانا
"آپ کو لگتا ہے میں گھر بنا سکتی ہوں؟"
"ہاں۔" اس کے ٹھوس لہجے پر ایمن نے پلٹ کر دیکھا۔ ہوا اس کے بال بکھیر رہی تھی۔
"آپ مجھے مس جج کر رہے ہیں۔" وہ سیدھی ہو گئی۔
"نہیں، میں تم میں خود کو دیکھتا ہوں۔" شاہ میر کا دل چاہا اس کے بالوں میں اٹکے پانی کے موتی ہتھیلی م
"شاہ میر! میں اچھی لڑکی نہیں ہوں۔" ایمن نے تلخی سے کہا۔
"میں بھی اچھا لڑکا نہیں ہوں۔"
"آپ میرے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔"

اپنے بارے میں سب کچھ بتا سکتا ہوں۔ میں نے بھی زندگی کو بہت غلط طریقے سے برتا ہے۔"
میر! میں آپ کو کبھی اولاد نہیں دے سکوں گی۔"
پاس اولاد ہے۔ ہمارا شاہ نیل۔۔۔" اس نے ایمن کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔
کی طرف پلٹی وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی مگر اس نے آہستگی سے نفی میں سر ہلایا۔
م کا اشارہ سمجھو اپنے وسوسوں میں خوب صورت وقت کو ضائع مت کرو۔" اس کی آواز سرگوشی میں

کی کرنوں جیسی ہو
ام کے تارے جیسا ہوں
پھلوں جیسی ہو
کنارے جیسا ہوں
کے گالوں جیسی ہو
شرارے جیسا ہوں
لہروں جیسی ہو
دھارے جیسا ہوں
میرے جیسی ہو
بھی تمہارے جیسا ہوں
کو سچا ہی کیا تھا
ان دونوں کے مابین فیصلہ سننے کے لیے دم سادھ کر بیٹھ گئی۔ یہاں تک کہ بارش بھی خاموش ہو گئی اور
چکا تھا۔
ہو چکا تھا۔ جب ان دونوں کی تقدیر لکھی جا رہی تھی تو کاتب تقدیر نے ایمن اور شاہ میر کا ساتھ رقم کیا
سرخوشی کے عالم میں مست ہو کر گھمن گھیریاں کھانے لگی۔ شاہ میر کے لبوں پر خوب صورت سی
بکھری تھی۔
ہاتھ تھام کر ایمن بھی مسکرا دی۔

☼ ☼ ☼

نماز اور طویل دعا کے بعد انہوں نے جائے نماز سمیٹی اور تسبیح ہاتھ میں لیے شاہ میر کے کمرے میں آ
عادل اور شاہ نیل نے لاؤنج میں اودھم مچا رکھا تھا۔ شاہ میر آنکھیں موندے لیٹا تھا۔ وہ خاموشی سے
لگیں۔ اس کا ایک ایک نقش اس کے باپ پر تھا اور مزاج بھی۔ ان کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔
برس ان سے دور رہا تھا۔ انہوں نے کچھ پڑھ کر اس پر دم کیا۔ شاہ میر نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔
انہوں نے روک دیا اور خود پاس ہی بیٹھ گئیں۔
ماں کی یاد نہ آئی۔" شاہ میر نے سر جھکا لیا۔ کچھ بولنا چاہا تو گلے میں آنسوؤں کا گولا سا پھنس گیا وہ کہنا چاہتا

شکل گھڑی اور تاریک راتوں میں تمہیں یاد کیا۔۔۔ مگر غصے اور ناراضی کے ساتھ مگر آج لگتا ہے وہ تو
لنے تھے میں صرف تمہیں دہرانا چاہتا تھا۔"
تمہیں کہاں رہے۔۔۔ کیا کرتے رہے۔" کچھ دیر انتظار کے بعد انہوں نے سوال بدل دیا۔
گرد کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا ماں جی!۔۔۔ بس یہاں سے گیا اور در در کی ٹھوکریں کھاتا رہا۔۔۔" مسافت کی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

گرد ابھی چہرے سے اتری نہ تھی۔ لہجے میں تھکن بولتی تھی
"واپس آجاتے۔۔۔؟"
"کس منہ کے ساتھ۔"
"ماں باپ کے دل کے دروازے ہمیشہ اولاد کے لیے کھلے رہتے ہیں بچے!"
"آپ کے پاس تو یہ سب تھے۔"
"یہ سب مل کر بھی تمہاری جگہ لے سکتے تھے۔۔۔ تمہیں نو ماہ اپنے خون سے سینچا تھا شاہ میر! تم تھے میری تسکین، میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔۔۔ ان سب کی اور تمہاری محبت کے خانے بالکل الگ الگ تھے۔۔۔ تمہارے حصے کی محبت ان پر لٹا سکتی تھی؟"
"یہ بات تب سمجھ میں آئی۔۔۔ جب شاہ نیل زندگی میں آیا۔" اس نے اعتراف کیا۔
"اس کی ماں؟"
"انگریز تھی۔ اسے ہمیشہ یہ خوف کھاتا رہا کہ میں شاہ نیل کو لے کر پاکستان چلا جاؤں گا۔"
"اگر وہ زندہ رہتی تو تم کبھی پاکستان نہ آتے۔"
شاہ میر نے نظریں اٹھا کر ماں کو دیکھا۔
"واپس تو آنا ہی تھا۔۔۔ کتنی بھی لمبی مسافت ہو۔۔۔ پرندے لوٹ کر اپنے گھونسلے میں ہی آتے ہیں۔"
"ہاں۔۔۔ میں نے بھی تو رب سے یہی دعا مانگی تھی۔۔۔ جیتے جی ایک بار اپنی اولاد کو دیکھ لوں۔" انہوں نے [illegible] میر کی پیشانی چومی۔
اس نے سرشار ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔
"اچھا اک بات تو بتاؤ۔ اگر ہم جلدی شادی کرنا چاہیں تو لڑکی والے مان جائیں گے؟"
"اسی جمعے کو نکاح رکھ لیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں۔"
"اوہ" وہ چونکیں "لڑکی والے۔"
"مان جائیں گے سادگی کے ساتھ ہر کام ہوگا کیونکہ اس کی بھی یہ دوسری شادی ہے۔"
وہ بہت دیر تک کچھ کہہ نہ سکیں۔ شاہ میر کو ان کی خاموشی سے الجھن سی ہوئی۔
"آپ کو اچھا نہیں لگا۔۔۔؟"
"نہیں، تم نے کچھ سوچ کر ہی فیصلہ کیا ہوگا۔" انہوں نے سادگی سے کہا۔ "پھر ولیمہ ہم گاؤں میں کریں [illegible] بہت دھوم دھام کے ساتھ۔"
"ماں جی! میں چاہتا ہوں کسی کو یہ معلوم نہ ہو وہ شاہ نیل کی سگی ماں نہیں ہے۔" اس نے قدرے رک کر [illegible]
۔۔۔ ڈاکٹر شہروز اس کی بات سن کر رک گئے۔
"ہاں۔۔۔ ایک لحاظ سے ٹھیک بھی ہے۔۔۔ ورنہ باقی اولادوں میں فرق آجاتا ہے۔" وہ کچھ سوچ کر بولیں [illegible] لیکن کیا ولیمہ ہوگا ہی نہیں؟"
"ارے اماں جی! آپ کیوں فکر کرتی ہیں۔۔۔ آپ کا بیٹا، بہو اور پوتا حویلی پھر سے آباد کرنے جا رہے [illegible] سارے گاؤں کی دعوت ہوگی۔" ڈاکٹر شہروز ہنستے ہوئے آگے بڑھے۔
"ہاں۔۔۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔ اچھا تم دونوں بھائی باتیں کرو، میں ذرا بہو سے مشورہ کر لوں۔۔۔ کل لڑکی [illegible] کے گھر کیا کیا لے جانا ہے۔۔۔ مٹھائی، پھل پھول انگوٹھی اور۔۔۔"
"اماں جی! اتنا سب کچھ۔۔۔" شاہ میر نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر شہروز نے آہستگی سے اس کا کندھا دبا دیا۔۔۔ [illegible] دھن میں کہتے کہتے باہر نکل گئیں۔

◆ ◆ ◆

[illegible] نے سارا گھر چمکا ڈالا۔۔۔ نانا نے نئے پردے اور گملے منگوائے۔۔۔ وہ اس پرانے گھر کو نیا تاثر دینا چاہتے [illegible] بلال اور اس کی امی کو بھی بلا لیا۔۔۔ وہ اپنے گھر سے مہمانوں کی تواضع کے لیے خوب صورت ٹی سیٹ اٹھا [illegible] نسیمہ کو ساتھ لگا کر مزیدار اور پُر تکلف کھانا بنا لیا۔
[illegible] کمرے میں گھسی بار بار وقار الحسن کا نمبر ملاتی رہی۔۔۔ یوں لگتا تھا انہوں نے اپنا پرانا نمبر ہی بند کر لیا ہے۔ [illegible] آنسو پونچھتی نئے سرے اور نئی آس کے ساتھ نمبر ملانے لگتی۔
[illegible] دیکھا۔۔۔ بابا جی! میں نہ کہتی تھی۔۔۔ دونوں کی جوڑی بڑی ہی اچھی لگے گی۔۔۔ پر آپ نے میری بات ہی نہ [illegible]" نسیمہ فخر سے کہتی۔
[illegible] بھئی تم تو ٹھہری پیرنی، ہمیں ہی سمجھ میں نہ آئی۔" پھر بلال کی امی کو بتانے لگے۔
[illegible] استخارہ کیا تھا۔ بڑا ہی واضح اور مثبت جواب ملا۔"
[illegible] مبارک کرے۔"
[illegible] تم ایسے ہی بیٹھی ہو۔۔۔ تیار ہو جاؤ۔۔۔ اس کی ماں اور بھابھی پہلی بار تمہیں دیکھیں گی۔" وہ ایمن کے سر [illegible] ہو کر چلائے۔
[illegible] انہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ اسے پہلی بار نہیں دیکھیں گی۔ مگر خاموشی سے اٹھ گئی۔ کپڑے بھی بدلے [illegible] تیار بھی ہو گئی۔ نانا نے ایک بار پھر چکر لگایا۔ اسے تیار دیکھ کر مطمئن ہو گئے۔
[illegible] مہمان آگئے ہیں۔" نسیمہ نے اندر جھانک کر بتایا اور غائب ہو گئی۔ وہ جو اٹھنے کو تھی پھر سے ٹیک لگا [illegible] وہ آنے والے مہمانوں کو اچھی طرح جانتی تھی، البتہ مہمان ضرور انجان تھے۔ صحن میں کچھ جانی [illegible] ابھریں پھر وہ لوگ اندر چلے گئے۔
[illegible] یہ ٹھنڈا لے جاؤ۔" نسیمہ ملازمہ تھی۔ مگر اس کا برتاؤ بڑی بہنوں جیسا تھا۔
[illegible] نسیمہ! میں آتی ہوں۔"
[illegible] "اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ایمن دوپٹہ ٹھیک کرتی اٹھی۔ اندر سب لوگ خوش گپیوں [illegible]
[illegible] داخل ہو کر سلام کیا۔۔۔ ایک پل کے لیے پورے کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔ جو جہاں تھا [illegible] ان میں سے کوئی پریشان نہ تھا۔ جو ایمن کو نہ جانتا ہو۔ شاہ میر نے الجھ کر سب کی سمت دیکھا۔ [illegible] کے سامنے جھک گئی۔ انہوں نے گڑبڑا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔
[illegible] گویا اس کی پہلی شادی ٹوٹ گئی۔
[illegible] متعجب تھے مگر خود پر قابو پا کر مسکرائے۔
[illegible] ہم نے تمہیں [illegible]"
[illegible] علیکم۔۔۔" [illegible] ہوئے اس نے دل میں سوچا۔
[illegible] میرے دیور کو یہ [illegible] لڑکی [illegible] آئی تھی۔"
[illegible] نانا جان کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ سب لوگ پھر سے باتیں کرنے لگے۔ مگر ماحول میں کچھ تو ایسا تھا [illegible] تھا۔۔۔ جو غیر محسوس طور پر حاوی ہو رہا تھا۔۔۔ اک بے تکلف ماحول پُر تکلف سا غالب آنے لگا۔ شاہ [illegible] بے چینی سی ابھری۔ ایک ایک کر کے سب اٹھنے لگے۔ ایمن کو بلال کی امی نے آواز دے لی۔
[illegible] بیٹا! چائے لے آئیں۔"
[illegible] ایمن کو جانتے ہیں۔" شاہ میر نے اپنی بے چینی کو دباتے ہوئے نارمل انداز میں پوچھا۔
[illegible] تم نے ایمن کا نام بتایا۔ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایمن وقار الحسن سے ملاقات ہوگی۔"
[illegible] اسے کیسے جانتے ہیں؟"

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"وہ میری پیشنٹ رہی ہے۔" انہوں نے سکون سے کہا اور بغور اس کا چہرہ دیکھا۔ وہاں کچھ الجھن کے سائے تھے۔
"پھر تو آپ اس کے بارے میں..." شاہ میر نے جملہ ادھورا چھوڑا جسے شہوز نے پورا کیا۔
"سب کچھ جانتا ہوں اور تم..."
دونوں نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھا اور اماں جی نے دونوں کو...
"جو کچھ آپ جانتے ہیں... اس کا کلائمکس اور اینڈ میرے ہاتھوں ہوا تھا۔"
"اوہ... تو وہ تم تھے۔" ڈاکٹر شہوز کے منہ سے بے اختیار نکلا۔
"جی... وہ میں تھا۔"
"اف... یہ آپ دونوں نے کیا معنی خیز انداز اختیار کر لیا ہے۔" حرا جھنجلائی اور اماں جی! آپ اس لڑکی کے بارے میں کیا کہتی ہیں؟"
اماں جی نے بیٹے کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر سابقہ اطمینان چھا چکا تھا۔
"دکھی لڑکی ہے۔ اللہ دونوں کو سکھی کرے۔" انہوں نے ایک جملے میں سارا قصہ نمٹا دیا۔
حرا بھی ٹھنڈی ہو کر بیٹھ گئی۔ نانا وضو کر کے آئے تو وزدیدہ نگاہوں سے ایک ایک کا چہرہ دیکھا۔ ساں لمبی سے مسکرائیں۔
"بھائی صاحب! ہماری بیٹی کو بتلا دیں۔ ہم کچھ بھی کھانے سے قبل رسم ادا کرنا چاہتے ہیں۔"
مارے خوشی کے نانا اپنی جگہ کل نہ سکے... دل کو جو ذرا سا دھڑکا لگا تھا رخصت ہوا... انہوں نے جلد نسیمہ کو بلا کر ہدایات جاری کیں۔
ذرا دیر میں ایمن کی انگلی میں انگوٹھی جگمگانے لگی اور دامن دعا کے پھولوں سے بھر گیا۔
ڈاکٹر شہوز نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو ایمن نے پلکیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔
"شکریہ سر..."
"سر نہیں! بھائی جان کہو... تمہیں دیکھ کر ہمیشہ اپنائیت کا احساس ہوتا تھا... یہ نہیں پتا تھا... اک قریبی رشتے میں ڈھلنے والا ہے۔"
ایمن کی آنکھیں جھلملا گئیں تو پلکیں جھکا لیں... وہ خود کو اس عزت کے قابل کہاں سمجھتی تھی۔
"بھائی صاحب! اگر اجازت دیں تو ہم سادگی سے نکاح کر کے جمعے کو اپنی بیٹی لے جائیں؟"
"اب تو آپ کی امانت ہے... جب آپ مناسب سمجھیں۔" یہ کہتے ہوئے ان کا لہجہ بھیگ گیا۔
بائیں جانب اک مانوس سا درد اٹھا۔
"سارا..." یہ سرگوشی ان میں سے کسی نے نہ سنی تھی۔

✡ ✡ ✡

اپنی سوچوں میں الجھتے الجھتے ایمن ذرا چونکی تو احساس ہوا نانا خاموش سے ہوتے جا رہے ہیں۔ بم بیٹھے بیٹھے ایمن کو نصیحت کرنے لگتے... وہ ساری نصیحتیں جو ماں اپنی بیٹی کو کرتی ہے... پھر وہ بولتے کر غور سے ایمن کو دیکھتے۔
"مجھے نہیں لگتا، تمہیں کسی نصیحت کی ضرورت ہے۔"
"جی نانا جان! یہ کام زندگی نے بخوبی کر لیا ہے۔" وہ سر جھکا لیتی۔
پھر بھی اسے لگتا۔ کوئی بات انہیں اندر ہی اندر کھائے جا رہی ہے... یہ عقدہ ایک شام حل ہو ہی آیا تھا یا بلوایا گیا تھا۔ ایمن قصداً دروازے کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

...ساماں تھا بلال میاں! اس گھر سے بیٹی کو رخصت کرنے کا... سارا نے تو روگ ہی لگا دیا... نہ اس گھر کی دہلی اٹھی۔ نہ میت آج اس کی بیٹی کو رخصت کرنا ہے تو ہائے مفلسی اسے ایک جوڑا کپڑے بنوا کر استطاعت نہیں۔"
...پ کیوں فکر کرتے ہیں بزرگوار! سب ہو جائے گا۔"
...ب ہونے کے لیے بھی کچھ پیسہ ہونا ضروری ہے۔ ہاں! اچھے جہیز کے لیے انہوں نے منع کیا ہے۔ کوئی لمبی برات بھی نہیں... تب بھی چار بندوں کو کھانا تو کھلانا ہے۔ ایمن کے لیے تھوڑا زیور کپڑے کچھ تو ہونا... وہ کیا سوچے گی... باپ سے تو قطع تعلق ہو گیا۔ نانا نانی بھی کر کا۔" ان کے بے بس لہجے پر ایمن کا دل...
...یاں سے رابطہ کریں بابا! ہو سکتا ہے۔"
...یں... میں جانتا ہوں۔ وہ کچھ نہیں کرے گا۔ تم بس اس مکان کا کچھ کرو۔" ایمن کا دل دھک سے رہ گیا۔
...ال ہکا بکا بہت دیر تک کچھ نہ بول سکا۔
...!"
...کان میں اولڈ ہاؤس نہیں ہوتے یا ایدھی سینٹر۔"
...مسکرائے۔ ایمن کا دل چاہا۔ وہ چیخ مار کر رو دے۔ بلال کو بھی دھچکا سا لگا۔
...یں! لیکن میری ایک شرط ہے۔" وہ بہت دیر کے بعد سوچ سوچ کر بولا۔
...؟"
...یمن کی شادی کے لیے میں رقم کا بندوبست کرتا ہوں... یا مکان بکنے کی صورت میں آپ ہمارے ساتھ ...ے۔"
...ود کو سنانے نے گھیر لیا۔ ایمن ہمہ تن گوش تھی۔
...ہے برخوردار! تم مکان بیچ دو..."
...ڈی سے چلتی اپنے کمرے کے دروازے میں آ کھڑی ہوئی... کرایے کی رقم میں سے وہ کچھ نہ کچھ بینک ...ی کی۔ پھر بھی وہ اتنے نہ تھے... اس نے مایوسی سے کمرے میں نگاہ دوڑائی۔ اگر وہ آگہ نہ پڑتا تو آج ...حسن و خوبی ہو جاتا۔ زیور کا ایک آدھ سیٹ رکھ کر وہ باقی بیچ دیتی... اب تو... تب ہی اس کی نگاہ سائیڈ ...اس کی نگاہیں چمک اٹھیں۔ مسئلہ ایک ہی منٹ میں حل ہو گیا تھا۔
...!" اس نے دروازے کی طرف جاتے بلال کو تیزی سے پکارا۔ وہ پلٹ آیا۔
...وا ناہے؟"
...جان نے آپ سے کیا کہا ہے؟" ایمن کے پوچھنے پر وہ تذبذب کا شکار ہوا پھر کندھے اچکا کر بولا۔
...سنل معاملہ ہے۔"
...وہ اتنا بھی پرسنل نہیں ہے۔" طنز سے کہتے ہوئے ایمن نے مڑ کر سائیڈ دراز کے اوپر رکھی گاڑی کی
...دیں جس قیمت پر بھی بکے۔"
...ایمن!"
...اس کی ضرورت نہیں... لیکن یہ مکان نہیں بکنا چاہیے... نانا جان ساری زندگی سر اٹھا کر جیے ...آخری عمر میں انہیں یہاں وہاں دھکے نہیں کھانے دوں گی۔" ایمن نے مصمم ارادے سے کہا۔
...بلال نے اس کے ہاتھ سے چابی لے لی۔
...یب بات ہے۔" بلال کے جانے کے بعد ایمن نے سوچا۔ "آج بھی میری زندگی کی ہر ضرورت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

طارق کی دلائی چیزوں سے پوری ہو رہی ہے۔۔۔ خواہ وہ روز مرہ کے اخراجات ہوں یا دوسرے نکاح کا خرچہ۔۔۔ ا
تمہیں خوش رکھے طارق! جہاں بھی رہو خوش اور مطمئن رہو۔"

☼ ☼ ☼

"تم یہاں۔۔۔؟" وہ دل کڑا کر کے یہاں تک آئی تھی۔۔۔ بابر کے چہرے پر چھائی ناگواری نے پزل سا کر دیا۔
"تم یہاں میرے آفس میں کیا کر رہی ہو؟" وہ دبے دبے لہجے میں غرایا۔
"آئی ایم ساری بابر بھائی! میں۔۔۔"
"ایک تو مجھے بھائی مت کہو۔ دوسرا مطلب کی بات کرو۔" وہ کس قدر کٹھور اور بیگانہ ہو چکا تھا۔۔۔ اس قصور بابر کا نہیں۔ سراسر ایمن کا تھا۔۔۔ اس نے آج تک کسی کو دیا ہی کیا تھا۔
"جمعے کو میرا نکاح ہے۔"
"طاہر محمود کے ساتھ۔۔۔"
"نہیں۔۔۔" ایمن نے بڑے ضبط سے اس کا طنز سہا۔
"تو پھر۔۔۔" فائلیں ادھر ادھر کرتے ہوئے وہ رکا۔
"ڈاکٹر شہوز رضا کے چھوٹے بھائی شاہ میر رضا کے ساتھ۔"
بابر بہت دیر تک کچھ بول ہی نہ سکا۔۔۔ بس یک ٹک ایمن کو دیکھتا رہا۔۔۔ پھر زیر لب اس کا پورا جملہ دہرایا۔
"یہ نکاح نانا جان نے طے کیا ہے۔۔۔ میں نے ڈیڈی سے رابطے کی بہت کوشش کی۔۔۔ مگر شاید ان کا نمبر [illegible]
ہے۔" اس نے گلے میں اٹکا آنسوؤں کا گولا پیچھے دھکیلا۔ "بابر بھائی! میں نے مان لیا ہے۔۔۔ میں نے [illegible]
زندگی میں جو کچھ بھی کیا۔ غلط ہی کیا۔ میں کبھی ایک رشتے کو بھی اچھی طرح نبھا نہ سکی۔۔۔ نہ اچھی بہن' نہ [illegible]
نہ ہی وفا شعار بیوی بن سکی۔۔۔ جب سب کچھ کھو دیا تب احساس ہونے لگا بابر بھائی! اب تقدیر ایک موقع [illegible]
رہی ہے تو۔۔۔ نہیں میں زیادہ دیر نہیں رکوں گی۔ صرف اتنا ہی کہنے آئی ہوں ڈیڈی سے کہنا ان کی بیٹی [illegible]
تھی۔۔۔ مگر اب اچھا بننا چاہتی ہے۔ ان کو بتا دیجیے گا۔ ایمن آخری سانس تک ان کا انتظار کرے گی۔ میں [illegible]
غلطیاں کیں۔ اس کے لیے عمر بھر ان سے معافی مانگتی رہوں گی۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دیں۔"
بابر ایک دم چپ اسے سن رہا تھا۔
وہ کچھ لمحے منتظر رہی۔ شاید وہ کچھ کہے۔ مگر وہ خاموش تھا۔
"چلتی ہوں لیکن انتظار کروں گی۔" اس نے پرس میں سے اک کاغذ نکالا "ہو سکے تو میرا یہ خط ڈیڈی [illegible]
دیجیے گا۔" وہ جتنا چپکے سے آئی تھی۔ اتنی ہی خاموشی سے چلی گئی۔
بابر ٹیبل پر رکھے خط کو دیکھتا کچھ سوچتا ہی رہ گیا۔

☼ ☼ ☼

بہت دور سمندر پار اس شخص کے کمرے میں گہری تاریکی تھی۔ مگر باہر کی روشنی پردے کی اوٹ سے [illegible]
جگہ پڑ رہی تھی' جہاں وہ سفید کاغذ پنکھے کی ہوا سے پھڑپھڑا رہا تھا۔ ان کی نظریں اسی کاغذ پر ہاری بیٹھی تھیں [illegible]
جب سے یہ خط پاکستان سے آیا تھا۔ وہ ایک بار نہیں بیسیوں بار اسے پڑھ چکے تھے۔ اب تو ان کے [illegible]
اس کے حرف بھی دھندلا دیے تھے۔ کچھ حرف لکھنے والے کے آنسوؤں کے گواہ تھے تو کچھ پڑھنے وال[illegible]
انہوں نے پیکٹ اٹھا کر سگریٹ نکالا اور سلگا کر وہ کاغذ پھر سے کھول لیا۔ ان کی انگلیوں میں کپکپاہٹ تھی [illegible]
کو سنبھال رہے تھے۔
"ڈیڈی۔" ان کا دل کسی نے مٹھیوں میں لے لیا۔
"سمجھ میں نہیں آتا کہاں سے شروع کروں۔۔۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتی کہ آپ یہ خط پڑھیں گے یا [illegible]

[illegible] دیں گے۔۔۔ لیکن پلیز! ایک بار۔۔۔ صرف ایک بار اسے پڑھ لیں۔۔۔ مجھے اپنی کوتاہیوں [illegible] اور گناہوں کا
[illegible] کر لینے دیں۔۔۔ کہاں سے شروع کروں۔۔۔ شروع سے لے کر آخر تک اپنا آپ ہی گناہ گار دکھائی دیتا ہے
[illegible] میں بہت ہی کم فہم' نادان اور خود غرض نکلی۔۔۔ اپنی بے لگام خواہشوں کے ہاتھوں کبھی اور خالص محبتوں کا
[illegible] گنوا دیا۔ ایسی بدنصیب کہ اپنے سگے باپ کی محبتوں اور شفقتوں سے محروم ہو گئی' صرف اور صرف اپنی
کوتاہیوں کی وجہ سے والدین کا دل سمندر ہوتا ہے۔
آج بھی جب وہ لمحہ یاد آتا ہے۔ جب اک خبیث انسان کے لیے میں اپنے محبت کرنے والے باپ کے سامنے
[illegible] کر کھڑی ہو گئی تو جی چاہتا ہے خود کو گولی مار لوں۔ پلٹ کر دیکھتی ہوں تو کسی کا کوئی قصور نظر نہیں آتا۔ سوائے
[illegible] ممی کا بھی کوئی قصور نہیں۔ دنیا میں ہزاروں سوتیلی مائیں اولاد کے ساتھ برا سلوک کرتی ہوں گی۔۔۔ کیا وہ
[illegible] لڑکیاں یونہی بے راہ رو ہو جاتی ہیں۔ میرے پاس تو آپ تھے۔۔۔ جوجو جیسی بہن اور ہر لمحہ خیال رکھنے والا
[illegible] درست رستہ دکھانے والے نانا جان۔۔۔ میں کیوں بگڑی۔۔۔ کیونکہ کجی میرے اندر تھی۔۔۔ کمزوری
[illegible] نفس کی تھی۔۔۔ کہ آپ نے اپنی کوتاہی کا بدلہ عفان جیسے شریف اور باعزت شخص کے ساتھ منگنی کر کے
[illegible] سمجھا تھا۔
[illegible] ڈیڈی! جس دن میں نے خودکشی کی کوشش کی۔۔۔ آپ نے مجھے مر جانے دیا ہوتا تو میں اک اور انسان کی
[illegible] خراب کرنے کا سبب تو نہ بنتی۔۔۔ طارق بہت اچھے اور شریف انسان تھے۔۔۔ لیکن ایمن اچھی اور باکردار
[illegible] سکی۔۔۔ لیکن ڈیڈی طارق سے طلاق صرف اس لیے لی کہ میں۔۔۔" انہوں نے دھندلائی ہوئی آنکھوں
[illegible] مسلا۔۔۔
[illegible] آپ سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔۔۔ مگر خود کو اس قابل بھی نہیں سمجھتی۔۔۔ آج جبکہ زندگی کا نیا سفر
[illegible] جا رہی ہوں۔۔۔ اور وہ بھی آپ کی دعاؤں کے بغیر تو دل بند ہو رہا ہے۔۔۔ ہاں ایمن اب اپنے باپ کی
[illegible] کے قابل ہی نہیں رہی۔ لیکن ڈیڈی! میں آپ کے بغیر جی نہیں سکوں گی۔۔۔ میری ایک ایک سانس آپ
[illegible] انتظار سے بندھی ہے۔۔۔ میں لمحہ لمحہ آپ کی منتظر رہوں گی۔
آپ کا دل دکھایا تو بڑی بھیانک سزا پائی ہے۔۔۔ لیکن شاید آپ کے دل کے کسی کونے میں چھپی کوئی دعا تھی کہ
[illegible] گناہوں کے بعد میرے رستے کے کانٹے چن گئی۔ اک نیا رستہ بنا گئی۔۔۔ اسی آس کے ساتھ اس رستے پر قدم
[illegible] رہی ہوں۔۔۔ کہ کبھی نہ کبھی آپ خود کو مجھے معاف کرنے کے لیے قائل کر ہی لیں گے۔۔۔ ڈیڈی! میرے
[illegible] اک بہت طویل سفر ہے۔۔۔ اس سفر کو آسان صرف آپ کی دعائیں کر سکتی ہیں۔۔۔ مجھے معاف کر دیں۔ آپ
[illegible] سامنے ہوتے تو پیر پکڑ لیتی۔
[illegible] جانتی ہوں آپ مجھ سے بہت نفرت کرتے ہیں۔۔۔ نفرت سے ہی سہی۔۔۔ بھلے میرے منہ پر تھوکنے' لیکن
[illegible] بار مجھ سے ملنے ضرور آئیے گا۔۔۔ کہ خدا بھی اسی وقت ایمن کو معاف کرے گا۔۔۔ جب آپ نے اسے
[illegible] کیا۔۔۔ میں نے اس دنیا میں جہنم اپنا مقدر کیا۔۔۔ اور مرنے کے بعد بھی آپ کی معافی کے بغیر وہ جہنم میرا
[illegible] ہو گا۔۔۔ مجھے معاف کر دیں ڈیڈی! اور میں ہمیشہ آپ کا انتظار کروں گی۔۔۔ زندگی کی آخری سانس تک۔۔۔
آپ کی معافی کی منتظر۔
آپ کی ایمی۔
انہوں نے تھک کر ہارے ہوئے مسافر کی طرح کرسی کی پشت سے ٹیک لگا لی۔ سگریٹ ان کی انگلیوں میں راکھ
[illegible] گیا تھا۔ بند آنکھوں سے سیال کنپٹیوں کے سفید بالوں میں جذب ہونے لگا۔۔۔ ان کا وجود اک گہرے تاریک
[illegible] میں بدل رہا تھا۔ پھر کاغذ ان کے ہاتھوں میں چرمرا گیا۔
"میں جانتا ہوں۔۔۔ یہ دکھ میرا مقدر کیوں بنا۔۔۔ یہ دنیا مکافات عمل ہے۔۔۔ کبھی کبھی خدا ہماری کوتاہیوں کو
[illegible] دینے کے لیے روز حساب کا انتظار نہیں کرتا۔۔۔ سارا کو ورغلا کر اپنی زندگی میں شامل کرنے کا جو گناہ مجھ سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

سرزد ہوا اسی کی سزا بھگت رہا ہوں۔۔۔ جو چوٹ اس کے باپ کو پہنچائی۔۔۔ اسی کو لیے خود بلبلا رہا ہوں۔۔۔ لیکن ایمن جو کچھ تم نے کیا وہ بھی تو اس قابل نہیں کہ معاف کر سکوں۔۔۔ لیکن تم سے تمہارے میکے کا مان نہیں چھینوں گا۔۔۔ تمہیں اتنا بھی تنہا نہیں کروں گا۔۔۔ ہو تو میری اولاد ہی۔" انہوں نے موبائل اٹھایا اور اک طویل سانس لے کر نمبر ملایا۔۔۔ کچھ ثانیے کے بعد کال اٹینڈ کر لی گئی۔

"بابر۔۔۔" ان کے حلق میں گولا سا پھنس گیا۔ بمشکل کھنکھار کر خود کو بولنے کے قابل کیا۔

"ہو سکے تو ایمن کے نکاح میں شریک ہو جانا۔"

بس اک جملہ کہہ کر موبائل بند کیا۔۔۔ اور کرسی کی پشت سے سر ٹکا لیا۔

وہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پھیلائے کسی گہری سوچ میں مستغرق تھی۔ گویا گزرے ماہ و سال کو اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں پڑھ رہی ہو۔ اتنا بہت کچھ اتنی جلدی جلدی ہوا کہ کبھی بھی یقین ہی نہ آتا۔۔۔ اتنا سب کچھ اس کے ساتھ ہوا ہے۔

"اور اب آگے۔۔۔ آگے کیا ہونے والا ہے۔"

سارے گھر میں نانا کی لاٹھی۔۔۔ ٹک ٹک کر رہی تھی۔۔۔ محلے داریوں کی آوازیں تھیں۔۔۔ نانا کو پہلی بار بیٹی رخصت کرنے کی خوشی مل رہی تھی۔۔۔ سو مست تھے۔ ابھی کچھ دیر قبل حرا ڈرائیور کے ساتھ زیور اور نکاح کا جوڑا دے کر گئی تھی۔

محلے کی ایک لڑکی نے اس کے دونوں ہاتھوں میں مہندی کے بیل بوٹوں کے درمیان جگہ جگہ شاہ میر کا نام لکھ دیا تھا۔ پتا نہیں کون آیا تھا۔۔۔ نانا بڑے جوش میں تھے۔ پھر کوئی چپکے سے اندر آیا اور اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

پت جھڑ بیتی آئی بہار
کھول سکھی اب نین کواڑ
سرگوشی سی کر کے گزرے ٹھنڈی مست ہوا
نیل گگن سے دکھ کا کالا بادل دور ہوا
ختم ہوا رستہ دشوار
دیکھ سنہری دھوپ کھلی ہے سونے آنگن میں
سرخ شگوفے پھوٹ رہے ہیں دل کے دامن میں
تیز ہوئی کاجل کی دھار
کھول سکھی اب نین کواڑ

"جو جو۔۔۔" دونوں بہنیں گلے مل کر خوب روئیں۔۔۔ پھر جو جو نے ایک دم اسے پیچھے دھکیلا۔

"اس خوشی کے موقع پر اتنے آنسو۔۔۔ اچھی بات نہیں۔"

"مجھے یقین نہیں آ رہا۔"

لیکن مجھے تو آ رہا ہے۔" جو جو نے اس کی ہتھیلی پر لکھے نام کو پڑھا پھر اس پر انگلی رکھتے ہوئے بولی۔

"اس نام کو اپنے دل اور روح میں اتار لو۔"

"جو جو میں اکیلی ہوں۔"

"اب بھی۔۔۔" بابر اندر آیا۔ وہ بھاگ کر اس سے لپٹ گئی۔

"مجھے یقین تھا آپ آئیں گے۔"

"بھائی کے بغیر بہن کی ڈولی کیسے اٹھتی بہنا۔" وہ جذباتی انداز میں بولا۔ تو وہ دونوں ہنس دیں۔ بابر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ "بھائی! آپ ڈیڈی کو میرے حق میں ہموار کریں گے نا۔۔۔؟"

"تم فکر نہ کرو، وہ ضرور تمہیں معاف کر دیں گے۔" اس نے تسلی سے کہا اور باہر نکل گیا۔

"آؤ! تمہیں تیار کر دوں۔" جو جو ایک طرف رکھے سامان کی طرف بڑھ گئی۔

جس لمحے ایمن نے نکاح نامے پر دستخط کیے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"یا اللہ! آج میں تجھے گواہ بنا کر اپنی ساری وفائیں، اپنے سارے جذبے اس شخص کے نام لکھتی ہوں۔۔۔ تو میری رہنمائی کرنا۔۔۔ میرے گناہوں کو معاف کر کے مجھے اس شخص اور اس کے بچے کے لیے سکون اور طمانیت کا باعث بنانا۔۔۔ میں تیری رضا میں راضی۔"

تقدیر کھل کر مسکرائی۔۔۔ یہ اتنی سی بات حضرت انسان کو سمجھ میں پہلے ہی آ جائے تو رستے اتنے دشوار نہ ہوں۔۔۔ وہ اپنی قسمت پر شاکر ہونا سیکھ لے تو یہ بے چینیاں اس کا نصیب نہ ہوں۔

دو سال بعد۔

بہار کے قدم دھرتی پر جم چکے تھے۔۔۔ ہوائیں خوشبوؤں سے بوجھل سرسراتیں۔۔۔ پرندے نئے گھونسلے بناتے آم کے درختوں میں کوئل کوکتی جاتی۔۔۔ کھیتوں میں گندم کے سنہری خوشے سر اٹھائے کٹائی کے منتظر تھے۔۔۔ فصل تیار تھی۔۔۔ کچھ دنوں میں کٹائی پڑ جاتی۔۔۔ ان ہی کھیتوں کے بغل والے کھیتوں میں خربوزے کی نوخیز بیلیں پھیلی۔۔۔ ان میں کہیں کہیں پھول آنے لگے تھے۔

گاؤں کے عین درمیان میں واقع سبز گیٹ والی حویلی کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے۔۔۔ موتیا، چمپا اور شہتوت کے درختوں تلے اماں جی کا پلنگ اور پلنگ کے گرد بچھی چارپائیوں پر ہمہ وقت گاؤں کی عورتوں کا ڈیرہ۔

اماں جی کا "زاویہ" آباد ہو گیا تھا۔

گاؤں کی عورتیں اپنے کام کاج سمیت کر ان کے پاس آ جاتیں۔۔۔ مسئلے، پریشانیاں، الجھنیں، یہاں ہر مسئلے کا علاج بنا پیسے کے ہو جاتا۔ کسی کو پیار سے سمجھایا تو کسی کو بلا کر سرزنش کی۔ کہیں جھگڑے کی صورت میں صلح۔۔۔ مالی پریشانی کی صورت میں گندم، چاول، کپڑا، روپے پیسے سے مدد۔

بقول ڈاکٹر شہروز۔ "یہ اماں جی کا کلینک ہے جہاں نفسیاتی الجھنوں کا علاج مفت ہوتا ہے۔" انہیں گھر کی طرف سے کوئی فکر نہ تھی۔۔۔ حویلی کا سب انتظام ان کی بہو نے اور زمینوں کا بیٹے نے سنبھال لیا تھا۔۔۔ ہاں شروع شروع میں دونوں کو مشکل تو ہوئی۔۔۔ مگر دل میں شوق، لگن اور کچھ کرنے کا جذبہ ہو۔۔۔ تو راستے خود بخود نکلتے چلے جاتے ہیں۔

ان کی ایک ہی خواہش تھی۔

ان کا بیٹا واپس آ جائے۔

وہ واپس آ گیا تھا۔

ان کا ایک ہی خواب تھا۔

یہ حویلی پھر سے آباد ہو جائے۔

حویلی پھر سے آباد ہو گئی تھی۔

وہ جتنا بھی اپنے رب کا شکر ادا کرتیں اتنا ہی کم تھا۔

کبھی یونہی کسی کام کے دوران اس کا ہاتھ رک جاتا اور وہ حیرت سے سوچتی۔

"کیا یہ میں ہوں۔۔۔ میں تو سمجھتی تھی۔۔۔ میں زندگی میں کبھی کوئی اچھا کام نہیں کر سکتی۔۔۔ میرا ساتھ کبھی کسی کے لیے سکون اور طمانیت کا باعث نہیں بن سکتا۔ اب ماں جی ہیں کہ دعائیں دیتے نہیں تھکتیں۔۔۔ اور شاہ میر کی آنکھوں میں تیرتا سکون۔۔۔ شاہ نیل ہے کہ میرے بغیر ایک لقمہ نہیں توڑتا۔

کسان کی بیوی آدھی کسان ہوتی ہے۔۔۔ خواہ وہ چوہدرائن ہی کیوں نہ ہو۔۔۔ رات جب تھکن سے چور چور ان کے ساتھ بستر پر دراز ہوتی ہوں۔۔۔ تو اندر کہیں طمانیت کا احساس جاگتا ہے۔۔۔ شاید کہیں نہ کہیں میرے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

گناہوں کا کفارہ ادا ہو رہا ہے۔"

بے تحاشا خاموشی میں چڑی کی کوکو۔۔۔ بیلوں کے گلوں میں بندھی گھنٹیوں کی آواز نمایاں ہونے لگی۔۔۔ واپسی کا سفر شروع تھا۔۔۔ تھکے ماندے کسان اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔

ایمن نے اس وعدہ کے ساتھ شاہ میر کا ہاتھ تھاما تھا کہ اب اسے گھر بسانا ہے۔ نانا نے بھی تو یہی کہا تھا۔

"امی! بہت کم خوش نصیب ہوتے ہیں جنہیں تقدیر بار بار موقع فراہم کرے۔۔۔ اپنے اندر کی اچھائی کو با نکالو۔"

اس نے کتنا اصرار کیا۔۔۔ شاہ میر نے بھی زور دیا۔

"نانا جان! ہمارے ساتھ چلیں۔۔۔ ہمیں بھی خدمت کا موقع دیں۔"

"ارے واہ۔۔۔ میں کوئی بے غیرت ہوں جو اپنی نواسی کے سسرال جا کر رہوں۔" وہ چمک کر بولے پھر ا کے سر پر ہاتھ رکھ کر چپکے سے کہا۔

"میں جب تک زندہ ہوں۔۔۔ تمہارے لیے میکے کا مان بن کر رہنا چاہتا ہوں۔"

اور واقعی چھ ماہ قبل جب انہوں نے ہمیشہ کے لیے آنکھیں موندیں۔۔۔ ایمن کو لگا۔۔۔ اس سے میکے کا مان چھن گیا ہے۔ وہ مکان جسے حاصل کرنے کے لیے طاہر محمود نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ انہوں نے نسیمہ کے نام کر دیا۔ جس نے آخری وقت تک انہیں کسی بیٹی کی طرح سنبھالا تھا۔

"تو ہوتا یوں ہے کہ تقدیر ہماری زندگی کی تصویر میں بڑے خوب صورت رنگ بھرتی ہے۔ مگر ہم جیسے لوگ۔۔۔ اپنی بے لگام خواہشوں اور آوارہ خوابوں کی بدرنگی سے ساری تصویر مسخ کر کے رکھ دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ رنگ تو کچے ہیں۔۔۔ اصل اور پکا رنگ تو وہی ہے جو کاتب تقدیر نے ہمارے لیے ہماری زندگی کی تصویر میں بھرا ۔۔۔ مجھ جیسی لڑکیاں۔۔۔ جب ماں باپ کا مان اور شوہر کی عزت قدموں تلے رولتی ہیں۔۔۔ تو صرف اور صرف ملا کماتی ہیں۔۔۔ لیکن۔۔۔ اس سارے خسارے کے باوجود میں بچ گئی۔۔۔ زمانے بھر میں رسوا ہوتے ہوتے عزت کا چادر پھر سے میرے سر پر تن گئی۔۔۔ یہ میری نیکی نہیں۔۔۔ اس شخص کی دعائیں ہیں۔۔۔ جو مجھ سے خفا ہے پر بھی دل کتنا۔۔۔ وہ جہاں بھی ہیں میرے لیے دعا کرتے ہیں۔

میری کوئی بیٹی نہیں۔۔۔ مگر شاہ نیل کی شکل میں اک بھاری ذمہ داری میرے کندھوں پر آ گئی ہے۔ میں ا طاہر محمود نہیں بناؤں گی۔ میں اسے بتاؤں گی کہ عورت کسی بھی شکل کسی بھی رشتے میں سامنے آئے، محترم ۔۔۔ میں اسے اپنے زور بازو پر بھروسہ کرنے والا بناؤں گی۔۔۔ کہ کبھی کبھی شارٹ کٹ کے دھوکے میں لمبی مسا مقدر ہو جاتی ہے۔"

اس نے گردن گھما کر موتیے کی لدی ہوئی جھاڑی پر منڈلاتی تتلیوں کو دیکھا۔۔۔ ہلکی سی مسکراہٹ خوشبو طرح لبوں پر بکھر گئی۔۔۔ مگر آنکھوں میں دھند زبردستی اُمڈ آئی۔ اس نے آنکھیں مسلتے ہوئے سوچا۔

"میرے آنگن سے "زرد موسم" رخصت ہو چکا۔۔۔ میں بہار کی سرگوشیاں سن رہی ہوں۔۔۔ مگر اس آ میں بہار تب ہی جوبن پر آئے گی۔۔۔ جب میرے ڈیڈی مجھے معاف کر دیں گے۔۔۔ جس دن ان کے قدم اس میں پڑیں گے۔۔۔ مجھے یقین ہو جائے گا۔۔۔ زرد موسم کبھی لوٹ کر میری زندگی میں نہیں آئیں گے۔"

"انشاء اللہ۔۔۔" اس نے گمبھیر مدھم لہجے میں کہتے ہوئے اپنا بازو ایمن کے گرد پھیلا دیا۔۔۔ ایمن چو ۔۔۔ وہ کب اندر آیا ایمن کو احساس بھی نہ ہوا۔

"آپ کب آئے۔۔۔؟"

"جس دن "زرد موسم" تمہاری زندگی سے رخصت ہوئے۔۔۔ میں بہار بن کر آیا تھا۔"

دونوں کی خوب صورت ہنسی بہار کی خوشبوؤں سے ہم آہنگ ہونے لگی۔